جلد اول

فتوحاتِ مکیہ

تصنیف لطیف

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ

علی برادران تاجران کُتب اشرف مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آ[باد]

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

۷۸۶
۹۲

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

جلد اوّل

فتوحاتِ مکیہ

تصنیف لطیف، حضرت امام الموحدین سید المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی طائی اندلسی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ

ترجمہ

حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آباد،

ناشران

علی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار، فیصل آباد

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام تالیف	فتوحات مکیہ
مولف	شیخ محی الدین ابن العربیؒ
مترجم	علامہ صائم چشتی
پہلی بار	دسمبر ۱۹۸۶ء
تعداد	گیارہ سو
طابع	فضل کریم نقشبندی
مطبع	
کتابت	اللہ دتہ جمیل رقم
سائز	۲۳/۳۶ ۱۶
ہدیہ	۱۲۰/-
صفحات مع متن	۲۱۶
ناشر	علی برادران فیصل آباد

ملنے کے پتے

علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

انتساب

بصد عجز و نیاز محبوبِ حقیقی جلّ و علاٰ کے نام

بندۂ ناچیز صائم چشتی

www.maktabah.org

نذرِ عقیدت

بصد احترام بحضورِ حقیقت الحقائق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

بندہ کمترین
صائم چشتی

www.maktabah.org

وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

www.maktabah.org

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ
وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

www.maktabah.org

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ

ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا

www.maktabah.org

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
تعارف از پروفیسر محمد اسحاق قریشی	۲۵
خطبہ	۴۱
سب سے پہلے لوح پر کیا تحریر ہوا	۵۱
پانی کیسے بنا	۵۱
زمین کیسے بنی	۵۲
آسمان کیسے بنے	۵۲
خود خدا کس کے لئے ہے	۵۲
آسمان بغیر ستون کے کیسے قائم ہے	۵۳
اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت کی تحقیق	۵۴
اپنی ذات کی معرفت اپنے اِسم سے حاصل کرو	۵۵
اقطاب و اوتاد کا ظہور	۵۶
سات ابدال	۵۶
دیکھنے کی چیز	۵۷
اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں	۵۷
اپنے نفس کی پہچان	۵۸
عالم ترکیب کا درست تجزیہ	۵۸
ہر نتیجے کے دو مقدمے ہیں	۵۹
آپ کی کسی حقیقت کو جان لینا	۶۰
مدت جہان کی	۶۰
اِن اشاروں کو دیکھیں	۶۱
مقدمہ	۸۷
پہلا عِلم عقلی علم ہے	۸۸
دوسرا علم علم الاحوال ہے	۸۹
تیسرا علم علم الاسرار	۸۹
عِلم الاسرار کا ثبوت	۹۳
راویانِ حدیث	۹۲
فلسفی کے مذہب کے بارے میں	۹۵
عقلِ نظری کا علم	۹۶
عِلم احوال عِلم اسرار کے قریب ہے	۹۷
یہ راستہ کس کے لئے ہے	۹۸

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اپنی جانوں کا حق	۹۹	پہلی فصل	۱۲۷
حقائق چار ہیں	۱۰۰		
حال اور مقام کا فرق	۱۰۱	غریبی کی زبان سے معرفت حاصل کی	۱۲۷
تین مقامات	۱۰۲	حادث کے لئے سبب	۱۲۷
معرفت کے سات مقام	۱۰۲	حوادث سے نہ نکلنے والا	۱۲۷
عامۃ المسلمین کا راستہ درست ہے	۱۰۳	اثبات بقا اور استحالہ عدم قدیم	۱۲۸
علم قرآن اصل علم ہے	۱۰۴	اخفاء وظہور	۱۲۸
یہودیوں کے سوال کا جواب	۱۰۵	ابطال انتقال عرض اور اسکا عدم	۱۲۸
کیا وہ مسلمان ہے	۱۰۶	حوادث کے لئے اولیت نہیں	۱۲۸
علم کلام کیوں وضع کیا گیا	۱۰۶	باب القدم	۱۲۹
بلا تاویل قران مجید سے اخذ کریں	۱۰۷	جوہر کے ساتھ نہیں	۱۲۹
قرآن پاک نبی کریم کا معجزہ ہے	۱۱۱	جسم کے ساتھ نہیں	۱۲۹
مقام شریعت	۱۱۳	عرض کے ساتھ نہیں	۱۲۹
اسلام کا بنیادی عقیدہ اور گواہی	۱۱۳	باب نفی الجہات	۱۳۰
اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ	۱۱۵	باب الاستواء	۱۳۰
حضور رسالتماب کے متعلق عقیدہ	۱۲۲	باب الاحدیت	۱۳۰
مزید شرائط ایمان	۱۲۳	باب فی الروئت	۱۳۰
شیعہ وشادیہ عقائد کے بارے میں	۱۲۵	دوسری فصل	۱۳۲

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حامل و محمول لازم کی معرفت میں مشرقی کی زبان سے	۱۳۲	طاقت نہ رکھنے پر تکلیف	۱۳۶
باب العلم	۱۳۲	ایلام بری اللہ تعالیٰ کے حق میں ظلم نہیں	۱۳۶
باب الحیات	۱۳۲	اچھائی اور برائی	۱۳۶
باب الارادت	۱۳۲	وجوبِ معرفت خداوندی	۱۳۷
باب ارادۃ الحادث	۱۳۳	رسولوں کی بعثت	۱۳۷
ارادہ مقام میں نہیں	۱۳۳	اثبات رسالت رسول بعینہ	۱۳۷
باب الکلام	۱۳۳		
قدم عالم	۱۳۳	چوتھی فصل	۱۳۸
باب سمع وبصر	۱۳۴	یمنی کی زبان سے ترتیب وتلخیص	
اثباتِ صفات کے باب میں	۱۳۴	کی معرفت	۱۳۸
		باب الاعادہ	
تیسری فصل	۱۳۵	سوال و عذاب قبر	۱۳۸
شامی کی زبان سے ابداع وترکیب		بابِ المیزان	۱۳۸
کی معرفت	۱۳۵	بابِ صراط	۱۳۹
عالم خلق اللہ	۱۳۵	جنت و دوزخ کی تخلیق	۱۳۹
باب الکسب	۱۳۵	وجوبِ امامت	۱۳۹
باب کسب مراد اللہ	۱۳۵	شرائطِ امام	۱۳۹
خلقِ عالم واجب نہیں	۱۳۶	اہل کشف ونظر اہل اللہ کے مخصوص عقائد	۱۴۱

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ
حق وخلق اور واجب وممکن	١٤١
سلب واثبات	١٤٢
واجب وممکن کی مناسبت	١٤٢
حق وخلق کے درمیان برزخ	١٤٤
الوہیت کیا ہے؟	١٤٥
مسئلۂ جبر	١٤٥
مُدرَک اور مدرِک	١٤٦
علم، معلوم ۔ تصوّر	١٤٦
ممکن فاعل نہیں	١٤٧
ایجادات وموجد کے بارے میں	١٤٧
بات نہیں بنتی	١٤٧
الوہیت اللہ کیلئے مخصوص ہے	١٥٠
علم اور معلوم	١٥٠
تغیّر لازم نہیں	١٥٠
نسبت ، منسوب ، منسوب الیہ	١٥١
علمِ تصوّرات واکتساب	١٥٢
بصیرت وبصارت	١٥٢
ازل اور اوّل	١٥٣
ممکن کا وجود	١٥٣

مضمون	صفحہ
تشبیہات ممکنات	١٥٤
استواء کیسے ہے	١٥٤
تشبیہ وتجسیم	١٥٥
امکان ووجوب	١٥٦
وجود ہی ذات ہے ذات کا غیر نہیں	١٥٦
نورِ عقل اور نورِ ایمان	١٥٨
کیفیّات کی معرفت	١٥٩
بقا حق تعالیٰ کے لئے ہے	١٥٩
اِسم اور مُسمّٰی	١٦٠
معلومات کا انحصار	١٦٠
حسن وقباحت ذاتی کیا ہے	١٦٠
دلیل کی نفی مدلول کی نفی نہیں	١٦١
قضا اللہ کا حکم ہے	١٦٢
اختراع اور مخترع	١٦٢
واجب اور ممکن کا ارتباط	١٦٢
علم، عالم اور معلوم	١٦٣
تین سو ساٹھ وجوہات	١٦٣
ممکن کیا ہے	١٦٤

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ
ارادۂ الٰہی کا مفہوم	۱۶۵
نسبت سلبیہ	۱۶۵
نسبت وضعیہ	۱۶۶
رویت باری تعالیٰ	۱۶۷
عدم شر محض ہے	۱۶۸
اہل اللہ کا عقیدہ	۱۶۸
باب اوّل	۱۷۰
کیا زندہ مردے کا طواف کرتا ہے	۱۷۲
وہ نوجوان کون تھا	۱۷۴
مشہد بیعت الٰہیہ کا مشاہدہ	۱۸۰
وجود و طواف سے کعبہ کے راز کے ساتھ مخاطبات تعلیم و الطاف	۱۸۱
طواف کس کا ہوتا ہے	۱۸۵
تو میں ہوں مجھے تلاش کر	۱۸۶
تو نے کیوں نہ پوچھا	۱۸۷
باب دوم	۱۹۱
پہلی فصل	۱۹۱

مضمون	صفحہ
حرفوں کے آسمان	۱۹۲
حرفوں کا مزاج	۱۹۳
آسمان حرفوں سے کیا لیتے ہیں	۱۹۳
دورۂ افلاک	۱۹۵
کس کس کا حصہ ہے	۱۹۵
جنات کے مرتبے	۱۹۶
تین حروف اللہ تعالیٰ کیلئے	۱۹۷
تین حروف انسان کیلئے	۱۹۸
عبد کیلئے تین حالتیں	۱۹۸
اللہ تعالیٰ کیلئے دو حال	۱۹۹
مناسبت کی صورت	۱۹۹
نون کیا ہے	۱۹۹
انسان ازلی ہے یا اوّل	۲۰۰
فرشتوں کے حروف	۲۰۲
اٹھارہ کا ہندسہ	۲۰۲
حقی خلقی مراتب	۲۰۲
نو ہی سات ہے	۲۰۳
القاء اور تلقی	۲۰۴
گرم اور مرطوب حروف طبعی زندگی پر دال ہیں	۲۰۴

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جسم کی زندگی روح کی زندگی سے ہے	۲۰۵	حروف کی اُمتیں اور رسول	۲۱۹
جسم اور روح کا ملاپ	۲۰۶	عالم امتزاج	۲۲۰
چار کا ہندسہ	۲۰۷	اجناسِ عوالم	۲۲۱
اجتماعِ ضدّین	۲۰۸	عالم مرسل اور دیگر عوالم	۲۲۱
حقائق کی قسمیں	۲۰۹		
یہ مشکل بات ہے	۲۰۹	ہر مؤلف زیرِ اختیار ہے	۲۲۳
حقائق اُمہات و حروف	۲۱۰	القائے ربانی	۲۲۴
چار مرتبے چھ مرتبے	۲۱۳	تین سے پانچ تک	۲۲۵
پہلا مرتبہ	۲۱۴	سُورت یا صورت	۲۲۵
دوسرا مرتبہ	۲۱۴	علم اعداد کا نادر نمونہ	۲۲۶
تیسرا مرتبہ	۲۱۵	انفرادیتِ الٰہیہ	۲۲۸
چوتھا مرتبہ	۲۱۵	روحانی نون پوشیدہ ہے	۲۲۸
پانچواں مرتبہ	۲۱۵	وصل اور فصل	۲۲۹
چھٹا مرتبہ	۲۱۵	بحر ازل و ابد	۲۳۰
یہ اسرارِ خداوندی ہیں	۲۱۵	کونسی نعمت جھٹلاؤ گے	۲۳۰
علم اسرار علم توحید ہے	۲۱۶	احسن تقویم سے اسفل السافلین تک	۲۳۱
دودھ کا نوش کرنا حصول علم ہے	۲۱۷	الف، لام، میم	۲۳۲
میرے رب نے حدیث بیان کی	۲۱۸	جو حرف حرکت نہ کرے	۲۳۴
الف اور لام کا اجمالی خاکہ	۲۱۹	حرکت صفت علمیہ ہے	۲۳۴

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ
استمداد مدد	۲۳۵
آدم صورتِ رحمان پر بنا ہے	۲۳۶
مد کا وجود	۲۳۶
رسول ملائکہ	۲۳۶
رسول بشری	۲۳۷
حروفِ علت کی بحث	۲۳۷
اگر دیکھنا ہے	۲۳۸
پیچھے کی طرف لوٹ جاؤ	۲۳۹
الف، لام، میم کی آخری وضاحت	۲۳۹
ذالک الکتاب	۲۴۰
ذا اور الکتاب	۲۴۱
اس میں شک نہیں	۲۴۳
ردا - مرتدی	۲۴۵
علم و معلوم کے درمیان گہرا سمندر رہے	۲۴۵
فاعل اور مفعول نہ تھا	۲۴۶
اشتراک و افتراق	۲۴۷
قوتِ عجیب	۲۴۸
جیسا تھا ویسے ہے	۲۴۹
تذکیر ذالک و تانیث تلک	۲۵۰

مضمون	صفحہ
حروف کا تفصیلی تعارف	۲۵۳
الف میں کیا ہے	۲۵۳
ہمزہ میں کیا ہے	۲۵۳
وہ جو حذفِ ھا میں ہے	۲۵۴
جو عینِ مہملہ میں ہے	۲۵۶
حا مہملہ میں کیا ہے	۲۵۸
جو غین منقوطہ میں ہے	۲۵۹
جو خا منقوطہ میں ہے	۲۶۰
قاف میں کیا ہے	۲۶۱
جو قاف میں ہے	۲۶۲
ضاد معجمہ میں کیا ہے	۲۶۳
جو کچھ جیم میں ہے	۲۶۴
شین میں کیا ہے	۲۶۶
حرف یا، میں کیا ہے	۲۶۷
جو حرف لام میں ہے	۲۶۷
جو حرف راء میں ہے	۲۶۸
حرف نون میں کیا ہے	۲۶۹
جو طاء مہملہ میں ہے	۲۷۰
حرف دال میں کیا ہے	۲۷۱

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ
حرف تاء اوپر سے دو کے ساتھ	۲۷۲
صاد یا بسمہ میں کیا ہے	۲۷۳
صاد کے خصوصی اسرار	۲۷۴
صاد، صدق، صورت	۲۷۵
وہ نظم یہ ہے	۲۷۷
ترجمہ اس نظم کا	۲۷۸
جو حرف زای میں ہے	۲۸۰
سین میں کیا ہے	۲۸۱
جو ظا معجمہ میں ہے	۲۸۲
ذال معجمہ میں کیا ہے	۲۸۳
جو حرف ثاء بالثلاثہ میں ہے	۲۸۴
حرف فاء میں کیا ہے	۲۸۶
جو باء بواحدہ میں ہے	۲۸۷
حرف میم میں کیا ہے	۲۸۸
جو واؤ میں ہے	۲۸۸
مزید اسرار و رموز	۲۸۹
لام الف اور الف لام کا بیان	۲۹۰
لام الف لا کی معرفت	۲۹۱
لام کا عشق	۲۹۱

مضمون	صفحہ
پہلے کون لام یا الف	۲۹۲
ہم دونوں سے آگے ہیں	۲۹۳
بحر قرآن میں غوطہ لگائیں	۲۹۴
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے	۲۹۵
دو یاقوت تلاش کریں	۲۹۵
ہر لام الف لا برابر نہیں	۲۹۶
ابھی اسرار باقی ہیں	۲۹۷
الف لام ال کی معرفت	۲۹۸
حق و خلق و ملکوت	۲۹۸
الف اور لام کی حقیقت	۳۰۰
تفسیر الفاظ	۳۰۳
الفاظ کا قطب	۳۰۳
دو امام	۳۰۴
اوتاد چار ہیں	۳۰۴
ابدال سات ہیں	۳۰۴
تو صاحب علم کا اختلاف ہے	۳۰۶
حروف کی شرح	۳۰۹
ایمان کا نور نکل جاتا ہے	۳۰۹
وہ قسم جسکا نام عالم غیب ہے	۳۱۰

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ
دوسری قسم عالم شہادت وقہر	
پہلے کی انتہا دوسرے کی ابتداء ہے	۳۱۱
اعداد کے بیان میں	۳۱۳
اگر ایک ہوگا	۳۱۴
اگر دو ہوں	۳۱۵
اگر تین ہوں	۳۱۵
اگر چار ہوں	۳۱۶
اگر پانچ ہوں	۳۱۷
اگر چھ ہیں	۳۱۷
اگر سات ہیں	۳۱۸
اگر آٹھ ہیں	۳۱۹
اگر نو ہوں	۳۱۹
عدد اللہ تعالیٰ کا راز ہے	۳۲۰
بسائط سے مراد	۳۲۰
فلک سے کیا مراد ہے	۳۲۱
طبقات کا امتیاز	۳۲۲
حروف کا تقرر	۳۲۳
پہلا طبقہ	۳۲۴
دوسرا طبقہ خاص سے	۳۲۵
	۳۲۶

مضمون	صفحہ
تیسرا طبقہ خواص سے	۳۲۶
چوتھا طبقہ خواص سے	۳۲۷
بسم اللہ کا اجمالی بیان	۳۲۸
پانچواں طبقہ عین الصفاء	۳۲۸
مرتبہ دوم تا ہفتم	۳۲۹
حرکت معوجہ ومستقیمہ کی وضاحت	۳۳۰
اعراف خلق وغیرہ کا بیان	۳۳۰
خالص اور ممتزج کی وضاحت	۳۳۱
کامل یا ناقص کی وضاحت	۳۳۱
مقدس کی وضاحت	۳۳۲
مفرد ومثنیٰ کی تشریح	۳۳۲
ذات وصفات اور قول	۳۳۵
اسماء کی وضاحت	۳۳۵
فصل دوم	۳۳۷
الفاظ کا مطلق ذکر	۳۳۹
ارواح حروف	۳۳۹
نکتہ اور اشارہ	۳۴۱
پھونک کس کی؟	۳۴۲
ثبوت کا سبب حضور ہیں	۳۴۳

www.maktabah.org

معبُود و عابد

خُدا خواہ کتنا نزول فرمائے خدا ہے
بندہ خواہ کتنا عُروج پائے بندہ ہے

"ابن عربی"

رب حق ہے بندہ حق ہے کاش مجھے معلوم ہوتا مکلف کون ہے۔
اگر تو کہے بندہ تو وُہ مرنے والا ہے اگر کہے خدا تو وُہ کیونکر مُکلف ہے؟

"ابن عربی"

www.maktabah.org

اعترافِ عجز

از مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علی رسولہِ الکریم الامین وعلی آلہِ الطاھرین وصحبہٖ اجمعین

اَمّا بَعدُ! کُلَّ فَوقَ ذِی عِلمٍ عَلِیمٌ یعنی ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے، نصِ قرآنی سے منصوص یہ کُلیہ ناقابلِ تغیّر ہے، امتدادِ زمانہ اور علوم جدیدہ کا ارتقاء اس فرمانِ ایزدی میں تبدیلی نہیں لاسکتا اور اس کے بالعکس قائم کردہ تصورات از خود دم توڑ دیتے ہیں۔

صرف اور صرف ایک اقدس و اعلیٰ ذات ایسی ہے جس کے اوپر کوئی علم والا نہیں اور وہ ذاتِ مُنزّہ و مُقدّس خالقِ کائنات معبودِ برحق اللہ جل شانہٗ ہے اور یہی اُس کی شانِ معبودیت ہے کہ وہ، تمام تر رفعتوں سے بلند تر ہے اور ہر بلندی اُس کے حضور میں پست ہے

اُس ذاتِ اقدس و اعلا اور علیم و خبیر کے بعد سب سے زیادہ علیم و خبیر، سب سے زیادہ جاننے والے، سب سے زیادہ علوم پر احاطہ کرنے والے مُعلّم و مقصودِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

وُہ شہریارِ مملکتِ رسالت جنہیں عَلَّمَہُ الْبَیَان کا تاج پہنایا گیا،

وُہ تاجدارِ سلطنتِ علوم جنہیں "وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ" کے خلعت سے سرفراز کیا گیا۔

www.maktabah.org

وُہ صاحبِ قرآن وحی اور قرآنِ ناطق جن کے عُلوم کے بیکراں سمندر سے قرآن مجید کے علوم ایک قطرہ ہیں، باوجودیکہ قرآن خود میں تفصیل کل شیٔ کا مُدعی ہے۔

نٓ وَالقَلَمِ اور اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ القَلَمَ کی وُہ حقیقتِ صادقہ جسے مَا کَانَ وَمَا سَیَکُون کو تحریر کرنے کا حکم ہُوا تھا۔

وُہ عالِم مَا کَانَ وَمَا یَکُون جن کے نورِ علوم کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام اَسماءَ کُلَّھَا کے عالم قرار پائے۔

وُہ کلماتِ الٰہیہ کے جامع جن کا ارشاد ہے کہ میں جامع الکلم دیا گیا ہُوں۔

وُہ مدینۃ العلم کہ لوح و قلم کا علم جن کے علوم کا ایک حصّہ ہے۔

وُہ مبداء و مرکزِ علوم اپنی دعائے نیم شب میں سب سے بڑے علیم و عالم کے حضور عرض کرتے ہیں، رَبِّ زِدنِی عِلماً۔

آپ کی یہ پاکیزہ و محترم دُعا اُسی کے فرمانِ عالی شان کی تعمیل تھی جس کے اُوپر کوئی علم والا نہیں، جب عطا فرمانے والا خود کہے مجھ سے فلاں چیز مانگ تو یقیناً وہ مائل بہ کرم ہے اور وُہ چیز عطا فرمانے کے درپے ہے، اندریں صُورت آپ کی افزونیٔ علم کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے، تاہم شانِ عبودیت قائم ہے اور حجرۂ عائشہؓ سے رب زدنی علماً کی صدائے کیف آفریں مسلسل آرہی ہے۔

زیادہ سے زیادہ اور پھر زیادہ سے زیادہ بھی حدود و تعینات ہیں، اور امکان و تعیّن کے لئے تعیّن کا تقرر بدیہی امر ہے، خالق کائنات، واجب الوجود لامتناہی و لاتعیّن ہے، اِس لئے یہ تعیّن صرف اور صرف اُس کے نزدیک ہے رہا مخلوق کے نزدیک اُس جانِ جہاں کے عُلوم تو وُہ لامتناہی اور غیر متعیّن ہیں سوائے خالق کائنات کے کوئی بھی آپ کے علوم کا احاطہ نہیں کرسکتا، ایک رحمٰن ہے جو آپ کو سکھانے والا ہے باقی سب آپ سے سیکھتے ہیں خواہ وُہ انبیاء ہوں

www.maktabah.org

یا ملائکہ آپ ہی کی درسگاہِ قدس کے طالبِ علم ہیں اور علوم قدیمہ و جدیدہ کا ہر طالبِ علم طوعاً کرہاً آپ سے ہی اکتساب فیض کرتا ہے بہر کیف! ہمارے آقائے نعمت اللہ تبارک و تعالیٰ کی دیگر نعمتوں کی طرح علم کی دولت بھی تقسیم فرماتے ہیں اور سبھی مخلوقات اسی قاسم العلوم کی دریوزہ گر ہے اگر کوئی شوریدہ سر اِس مُسلمہ حقیقت کا انکار کرتا ہے تو یہ اُس کی اپنی محرومی ہے، ہمیں اُس سے کچھ غرض نہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر صُورت اُستادِ کُل ہیں اور آپ کے سِوا تمام مخلوق کے لئے "جائے اُستاد خالی است" کا قول علی الاطلاق صادق ہے۔

آپ کے غلاموں کے عُلوم غرناطہ کی لائبریری سے یورپ کے ممالک میں پُہنچے تو سائنیسی کمالات کا ظہور شروع ہو گیا، آپ کے علومِ اسرار کی تجلیات قلوب صالحین پر پڑیں تو جُنیدؒ و شبلیؒ جیسے علمبرداران رُوحانیت کا سکہ جاری ہو گیا، آپ کے کلام بلاغت نظام کے اثرات رازیؒ و غزالیؒ پر پڑے تو یونانی اور غیر اسلامی فلسفے کی دھجیاں فلک بسیط پر اُڑنے لگیں، بہر نوع اِدنیا کا کوئی علم ایسا نہیں جو تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر دُوسروں کی طرف منتقل ہوا ہو۔

صاحب فتُوحات مکیہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ بھی آپ ہی کے گلستان علم کے خوشہ چین ہیں، اُن کو علم انوار کے ساتھ ساتھ علم اسرار بھی عطا کیا گیا تھا یہ کتاب فتُوحات مکیہ ان دونوں علوم کی جامع ہے، شیخ اکبرؒ کے کلام میں خاص طور پر جو چیز پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اُنہیں جب مکاشفہ کے ذریعے کسی سربستہ راز سے آگہی حاصل ہوتی ہے تو وہ اُس کی دلیل عُلوم انوار یعنی علوم شرعیہ میں تلاش کرتے ہیں اور حتی الامکان اپنے مکاشفہ کو نصوص سے مُدلل کر

www.maktabah.org

لیتے ہیں بایں ہمہ اکثر مشاہدات و مکاشفات اُن علوم اسرار سے ہیں جن کا تعلق کتابوں سے نہیں دل سے ہے جو مادی سیاحی سے نہیں بلکہ رُوحانی سیر سے تعلق رکھتے ہیں، ان مکاشفات و مشاہدات کو بیان کرنے کے لئے اُنکے پاس یقیناً قوتِ بیانیہ بھی موجود ہے اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ اُن کی عبارات سے بہت زیادہ پڑھے لکھے لوگ اُن کے مفہوم و مطالب تک رسائی حاصل کرلیں مگر یہ امر بھی مُسلّم ہے کہ اُن کیفیات کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا جو محض ذوق و وجدان سے تعلق رکھتی ہیں اس کا اعتراف خود شیخؒ نے بھی علم الاحوال اور علم الاسرار کی بحث میں کیا ہے، تاہم قاری پر کیفیتِ وجدان نہ سہی کیفیت تحریر کے اثرات بہرحال مرتّب ہوتے ہیں،

میں پُورے خُلوص و دیانت اور نہایت ایمانداری سے اس امر کا معترف ہُوں کہ کم از کم میں اپنی اس علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے سبب ہرگز ہرگز اس قابل نہ تھا کہ اس مکاشفات رُوحانیہ اور منامات صادقہ پر مشتمل کتاب کا ترجمہ کرنے کی جسارت کرتا مگر اسے تائید ایزدی کہہ لیں یا میری جسارت سمجھ لیں کہ میں نے اپنے برادرِ عزیز شیخ فضل کریم نقشبندی کے شب و روز کے اصرار پر اس بحرِ ناپیدا کنار میں چھلانگ لگادی، میں نہیں جانتا کہ اس جُراٴت رندانہ کا انجام کیا ہوگا تاہم اس قدر جان گیا ہُوں کہ اگر کوئی غیبی قوت میری راہنما نہ ہوتی تو اس سمندر کی گہرائیوں میں دفن ہوچکا ہوتا اس کے ساتھ ہی مجھے پُوری دیانت سے اس امر کا بھی اعتراف ہے کہ مجھ سے بعض مقامات پر لغزشِ قلم بھی واقع ہوگئی ہوگی اس لئے کہ اس امر کا احتمال آخر تک قائم رہا ہے اور ہمیشہ دل کو یہ دھڑکا رہا کہ اب بھولا کہ بھولا، اس سے قبل میں دس سے زیادہ عربی کتابوں کو اردو زبان میں ڈھال چکا ہُوں مگر یہ صُورت

www.maktabah.org

کبھی سامنے نہیں آئی کہ بعض مقامات پر ترجمہ کی بجائے ترجمانی سے کام چلانا پڑا ہو، اندریں صورت اہلِ علم و فن حضرات سے درخواست ہے کہ اگر وہ اس ترجمہ میں کہیں لغزشِ قلم یا تساہل دیکھیں تو حرف گیری کرنے کی بجائے براہِ راست مجھے آگاہ فرما دیں بصورتِ دیگر چشم پوشی فرمالیں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی فرمائے گا آمین! ثم آمین۔

اس اعترافِ عجز کے بعد قارئین کرام سے ملتمس ہوں کہ وہ دل کی گہرائیوں سے میرے لئے دُعا فرمائیں کہ میں تصوف کے اس بحرِ بیکنار سے مزید درِ نایاب آپ کو اُردو زبان کے جواہر پاروں کی صورت پیش کر سکوں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے میری اس محنت کو قبول و منظور فرما کر اس ترجمہ کو میرے لئے توشۂ آخرت اور اہلِ ذوق حضرات کے لئے مفید اور کار آمد بنائے۔

آمین بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

دُعاگو
صائم چشتی

www.maktabah.org

تعارف

تصنیف و مصنّف

از محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی مدظلہ العالی انچارج شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد

شیخ محی الدین ابوبکر محمد بن علی الطائی، الحاتمی الاندلسی، دنیائے علم و ادب میں ابن عربی کی کنیت اور محافلِ صوفیاء میں الشیخ الاکبر کے لقب سے معروف ہیں، آپ ایک قابلِ فخر عالم اور لائقِ استفادہ صوفی ہیں جن کے خیالات و نظریات نے علماء اور صوفیاء پر یکساں اثر کیا ہے اور جن کی تصنیفات ہر دور میں اور ہر مکتبۂ فکر کے ہاں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی گئی ہیں، شائد آپ عالمِ اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے خیالات موافق و مخالف ہر صاحبِ علم کی توجہ جذب کرتے رہے ہیں اور جن کے نظریات کی توضیح و تشریح پر ان گنت کتب تصنیف ہوئی ہیں۔

شیخ ابن عربی اندلسِ اسلامی کے ایک شہر مرسیہ میں سترہ رمضان المبارک ۵۶۰ھ/۲۸ جولائی ۱۱۶۵ء کو بروز پیر پیدا ہوئے، آپ مشہور عرب سخی، سردار اور شاعر حاتم الطائی کے بیٹے عبداللہ جو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی تھے کی نسل میں ہونے کی وجہ سے کبھی الطائی اور کبھی الحاتمی نسبت سے یاد کئے جاتے رہے ہے، عمرِ عزیز کے آٹھ ابتدائی سال مرسیہ میں گزارے اور اپنے خاندان اور ہم عصر اساتذہ سے کسبِ فیض کی ابتداء کی ۵۶۸ھ میں آپ کا خاندان اندلس کے مشہور شہر اور علمی مرکز اشبیلیہ میں منتقل ہو گیا، اشبیلیہ علوم و فنون کا مخزن اور متعدد اساتذۂ فن کا وطن تھا، ہونہار

www.maktabah.org

طلبہ اور محنتی متلاشیان علم کے لئے اشبیلیہ میں حصول علم کے بہتر مواقع تھے، شیخ اکبر کا بچپن انہیں علمی فضاؤں میں گزرا۔ آپ نے قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم اور درسیات کی تحصیل کا حق ادا کیا اور جلد ہی مروجہ علوم و فنون میں نام پیدا کر لیا، اندلس کی درسگاہوں میں ادبیات عربی پر توجہ زیادہ تھی، شیخ کی حساس طبیعت پر ادب کا رنگ نمایاں ہونے لگا، نظم و نثر میں ماہرانہ دسترس حاصل ہوئی تو اشبیلیہ کے حکمرانوں کے قریب ہونے کے مواقع بھی ملے اور کچھ عرصہ بطور کاتب دربار خدمات بھی انجام دیں مگر یہ منصب طبیعت اور مزاج کی عمومی روش کے مطابق نہ تھا اس لئے جلد ہی کنارہ کش ہو گئے، قدرت اپنا فیصلہ کر چکی تھی جس کے اثرات جلد نمایاں ہونے لگے، علم و ادب کی ہر شاخ پر اُن کی نظر تھی مگر نظر پھر بھی متلاشی ہی تھی اس لئے کہ متجسس طبیعت کسی صاحب نظر کی تلاش میں تھی، اصحاب طریقت سے راہ و رسم بڑھنے لگی اور وقت کا جید عالم بتدریج تصوف کے دام میں اسیر ہوتا گیا، مقامی صوفیاء سے کسب فیض نے طبیعت کو اور مضطرب کر دیا، ایک بے قراری، خود فراموشی اور وارفتگی ہمہ وقت طاری رہنے لگی، نابغۂ عصر کی جولان گاہ کے لئے اندلس کی سرزمین سمٹنے لگی تو اس تنگنائے سے نکلنے کا ارادہ کر لیا اور بالآخر اشبیلیہ کو چھوڑ دیا، یہ صرف جغرافیائی حدود کی تبدیلی نہ تھی روحانی سفر کی ابتداء بھی تھی،

شیخ نے اڑتیس سال کی عمر میں یعنی ۹۸ ھ میں سفر کا آغاز کیا، اگرچہ بعض روایات کے مطابق وہ اس سے چند سال پیشتر تونس گئے تھے، سفر کے آغاز ہی میں مصر آئے اور وہاں کے علماء سے علمی، ادبی اور روحانی علوم و مشاہدات پر تبادلہ خیال کیا پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، یہ آپ کے سفر کا نقطۂ ارتقاء تھا، بیت اللہ کی ضیا پاشیوں نے قلب و نظر کو مستنیر کیا اور

www.maktabah.org

یقین و اعتماد کی دولت عطا کی، مکہ مکرمہ کی پاکیزہ فضا اور روحانی ماحول نے فکر و نظر کے زاویے بدل ڈالے، وہاں آپ کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو نئی جہت ملی روحانی قوتیں جلا پانے لگیں اور آپ اِن فضاؤں میں کھو گئے، اپنی خداداد صلاحیت اور فطری تڑپ کے باعث وجود مہبطِ انوار بن گیا، ان تجلیات کا پہلا ظہور "الفتوحات المکیہ" کے ذریعے نمایاں ہونے لگا، آپ نے الفتوحات المکیہ کی ابتداء کی جو آپ کے ذہنی سفر اور علمی و روحانی عظمتوں کی امین ہے،

مکہ مکرمہ میں طویل قیام رہا، دو مرتبہ یعنی ۶۰۱ھ اور ۶۰۸ھ میں بغداد کا سفر بھی کیا، ۶۱۱ھ میں شیخ دوسری مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائے، بلادِ شام کا سفر کیا، موصل اور حلب میں قیام رہا، دنیائے اسلام کے تمام علمی مراکز دیکھے ہر شہر میں مجلسیں برپا ہوئیں، علماء اور اُن کی نگارشات سے آگاہی ہوئی، صوفیا اور اُن کے مشاہدات و مجاہدات کا بنظرِ غور مشاہدہ کیا، دلِ زندہ ہر نقش محفوظ کرتا گیا اور آپ بالآخر تمام بلادِ اسلامیہ سے اخذ و استفادہ کرتے کرتے دمشق پہنچ گئے اور اس کو دائمی وطن بنا لیا، ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء کے جمعۃ المبارک کی رات دمشق ہی میں آپ اپنے خالقِ حقیقی سے واصل ہوئے اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے،

شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ کثیر التصانیف بزرگ تھے، علم کی وسعت، تجرباتِ حیات کی کثرت اور ذہنی بالیدگی و متانت نے اُن کے قلم میں علمی وقار، ادبی اندازِ اظہار اور ابلاغ کی بے پناہ قوت پیدا کر دی تھی،

اُن کی تحریر میں بلا کی روانی بھی ہے اور معانی و مطالب کی حیران کُن جولانی بھی، تصوف کے گداز نے اُن کے قلم کو شہبازِ فکر کا ہم رکاب کر دیا ہے، اُن کی تصنیفات و تالیفات کا ہر ہر حرف اُن کی عظمت کا شاہد اور اُن

www.maktabah.org

کے مخصوص طرزِ تحریر کا غماز ہے، ہر کلمہ اور ہر جملہ بر ملا اعلان کرتا ہے کہ وُہ شیخ کے قلم کا موتی ہے، اُن کے اندازِ تحریر اور اسلوبِ نگارش نے اُن کو منفرد مقام عطا کر دیا ہے، اس عظمت و رفعت کے باوصف بعض اوقات یہ شکایت بھی سننے میں آتی ہے کہ شیخ کے کلام کی تفہیم میں دِقت محسوس ہوتی ہے اور بسا اوقات اُن کے مفاہیم قاری کے ذہن پر نہیں اُترتے۔

یہ دبی دبی شکایت متقدمین نے بھی کی اور عصرِ حاضر کے ادباء نے بھی یہ تسلیم کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں کہ شیخ علم معرفت کے شناور اور عالم تصوف کے سیار ہیں. علم معرفت یا علم تصوف ایک ریاض چاہتا ہے، یہ علم سے زیادہ واردات ہے اور اس کا ایقان کتابوں کے مطالعے سے زیادہ مظاہر و اعیان کے مشاہدے سے ممکن ہے، ایک بینا انسان ایک کمزور نظر والے کو حوالوں یا کتابوں سے ہی اپنا مشاہدہ بتا سکتا ہے، قوتِ متخیلہ کی صلاحیت ہی وُہ جوہر ہے جو ابلاغ کی راہیں واضح کرتا ہے، انسان عادۃً اپنی کوتاہیوں کو دُوسروں کے سر دے کر مطمئن ہونے میں عافیت پاتا ہے، شیخ اکبر کے خیالات تک رسائی میں بھی یہ مرحلہ درپیش ہے، قاری اپنے اندر کو بیدار کئے بغیر اور رُوحانی قوتوں کو بروئے کار لائے بغیر ان خیالات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے، تو ناکام ہوتا ہے اور اپنی ناکامی کو اپنی ذات کی طرف راجع کرنے کے بجائے کلامِ شیخ کے سقم تلاش کرنے لگتا ہے۔

مگر صورتِ حال یہی ہے کہ اس میں چشمۂ آفتاب کا کیا قصور، کورنگاہی کا درماں چاہئے۔

تصانیف | تصانیف کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے یہ تعداد پانچ سو بتائی ہے جو حقائق و آثار کے حوالے

www.maktabah.org

سے مبالغہ آمیز محسوس ہوتی ہے یا شاید اجزاء کو مکمل کتب کے طور پر شمار کر لیا گیا ہے، علامہ الشعرانی نے اپنی تصنیف الیواقیت والجواہر میں شیخ کی تصنیفات کی تعداد چار سو لکھی ہے، بر دکلمن نے تاریخ ادب عربی میں اڑھائی سو مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کتب کا حوالہ دیا ہے، بر دکلمن شیخ علیہ الرحمۃ کے علم و فضل کا مداح ہے اور اُس نے اعتراف کیا ہے کہ تصنیفات کی کثرت کے ساتھ ساتھ شیخ کی تحریریں وفورِ عقل اور وسعتِ خیال موجود ہے، محمد رجب حلمی نے شیخ اکبر کے مناقب میں ایک مستقل کتاب تحریر کی جس کا نام البرھان الازھر فی مناقب الشیخ الاکبر، ہے اس میں حلمی نے شیخ کی ۲۸۴ تصنیفات شمار کی ہیں، شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی وفات سے چھ سال قبل ۶۳۲ھ میں اپنی تصنیفات کو شمار کیا اور ۲۹۰ سے زیادہ کا ذکر کیا، ان شہادتوں کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی تصنیفات کی تعداد تین سو سے بہر حال زیادہ ہے کہ آخری چھ سال آپ نے تصنیف و تالیف ہی میں گزارے ہیں"

علمِ تصوّف! شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کی تصنیفات ہم عصر ادبی، علمی اور دینی موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں لیکن جس موضوع پر شیخ کی گرفت سب سے زیادہ ہے اور جو آپ کی پہچان ہے وہ علمِ تصوّف ہے، نثر ہو یا نظم شیخ کا سیال قلم تصوّف کے رموزِ غواض سے پردے ہٹاتا جاتا ہے اور ایسے ایسے علوم و معارف کی نشاندہی کرتا ہے جس کی صرف تفہیم ہی علم کا سرمایہ ہے شیخ نے اپنی ابتدائی زندگی ہی سے قلم تھام لیا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس پر آپ کی گرفت مضبوط ہوتی گئی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عالمِ بالا کا یہ راہی جس قدر بلند تر ہوتا گیا قاری کے لئے مسائل اور دقتیں پیدا ہوتی گئیں، "فصوص الحکم" جو آپ کے دورِ آخر کی یادگار ہے علماء و طلباء

www.maktabah.org

ئے لئے چیلنج ہے اور صدیوں سے ارباب بصیرت اس کی توضیحات میں مستغرق ہیں، پختہ فکر، کے رشحات قلم پختگیٔ فکر کے طالب ہیں اور ہر کہ دمہ کو اس لاہوتی سفر کی قوت حاصل نہیں ہے۔

شیخ کا خواب! شیخ علیہ الرحمۃ کی تمام تصنیفات لائق مطالعہ ہیں لیکن ان میں فصوص الحکم، الفتوحات المکیہ، مفاتیح الغیب، شجرۃ الکون، محافرۃ الابرار و مسامرۃ الاخیار، مواقع النجوم اور دیوان شعر کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی ہے، کہتے ہیں کہ ۶۲۷ھ کو شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، شیخ علیہ الرحمۃ کے استفسار پر آپ نے اس کا نام فصوص الحکم بتایا، آپؐ نے یہ کتاب شیخ ابن عربی کو دی اور فرمایا اسے لوگوں تک پہنچا دو، یہ ایک اشارہ تھا جس کی تعمیل میں شیخ نے فصوص الحکم تحریر کی، خواب، شیخ کی زندگی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور آپ نے اپنی تالیفات میں متعدد مقامات پر خوابوں کا ذکر کیا ہے، علامہ المقری نے نفح الطیب میں لکھا ہے کہ "ومن تالیفہ مجموع ضمنہ مَنامات رای فیھا النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وما سمع منہ ومنامات قد حدث بھا عمن راٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی آپ کی تالیفات میں ایک کتاب ایسی بھی ہے جس میں آپ نے ان خوابوں کا ذکر کیا ہے جن میں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ اور جو ان سے سنا درج کیا ہے اور ایسی خوابیں بھی درج کی ہیں جن میں ان اصحاب کا ذکر ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا"

الفتوحات المکیہ، شیخ اکبر کی وہ ضخیم تصنیف ہے جو بڑے سائز کی ۸ جلدوں پر محیط ہے، اس کتاب کی تصنیف شیخ کی مکہ مکرمہ آمد کے ساتھ ہی شروع ہو

www.maktabah.org

گئی تھی ۵۹۸ھ میں فتوحات کی ابتداء ہوئی اور سفر و حضر میں جاری رہی تیس سال کے طویل عرصے میں جب کہ شیخ نے عالم اسلام کے ہر اہم تعلیمی و تہذیبی مرکز کی سیاحت کر لی تھی اور ہر قابل ذکر عالم و صوفی سے استفادہ کیا تھا یہ کتاب مکمل ہوئی، ۶۲۹ھ اور بعض کے خیال کے مطابق ۶۳۵ھ تک کتاب کی تکمیل ہوئی، بعض عارفانِ حال کا بیان ہے کہ آپ اس تمام عرصے میں ہر روز تین ورق لکھا کرتے تھے اور یہ معمول سفر و حضر میں ترک نہ ہوتا تھا، الفتوحات المکیہ شیخ کے نظریات کی حامل کتاب ہے جس میں علمی فوائد اور دینی مباحث کو اچھوتے مگر دلپذیر انداز سے پیش کیا گیا ہے، پوری کتاب پر متصوفانہ نظریات کی چادر تنی ہوئی ہے، علم تصوف کے بنیادی حقائق اور ضروری مباحث پر شرح و بسط کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

شیخ اپنی علمی جلالت اور روحانی عظمت کے تمام مظاہر کے ساتھ کتاب میں جلوہ گر ہیں بسا اوقات اشہبِ قلم محو پرواز ہو جاتا ہے، اور ذہنی حوالہ معدوم ہونے لگتا ہے، شیخ کی ذاتی صلاحیت کے حوالے سے یہ زمینی سفر ہو یا آسمانی پرواز اُن کی رفتار میں کہیں کمی نہیں آتی مگر قاری جو زمین کا باسی اور جہات و مظاہر کا اسیر ہے اِن تعینات کے پردوں سے ورے جھانکنے کی کم ہمت پاتا ہے اس لئے لغزشِ قدم کا خطرہ اُسے ہراساں کر دیتا ہے، یہی وہ مقامات ہیں جہاں عقل و شعور کی بھر پور قوت اور روحانی بالیدگی کا مستقل ساتھ چاہیئے انہیں مقامات کی وجہ سے بعض قاری دل برداشتہ بھی ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی بہکنے کا خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے اس لئے مطالعے میں احتیاط چاہیئے اور توفیق کی دعا بھی، شیخ جب اپنے روحانی سفر میں مادیت کے خول سے نکلتے ہیں تو لفظ معانی کا احاطہ کرنے میں ناکام رہتے ہیں، حرف و صوت کی

www.maktabah.org

دنیا سے بے تصوّریت کی فضائے لاہُوت میں یہ شناختی استعارے بے کار ہو جاتے ہیں، یہ مشاہدات کی دنیا ہے، یہ واردات کا ہنگام ہے اس لئے قاری تفہیمِ مطالب میں حرفی حوالوں سے تسکین نہیں پاتا، یہ تحریر کا اُلجھاؤ نہیں لفظوں کی بے بسی ہے اور قاری کو ایسی ژولیدگی کے لئے پہلے سے تیار ہونا چاہیئے مگر بعض کوتاہ بین اپنی کوتاہیوں کو شیخ کی تحریر کے سُقم کی شکل میں دیکھنے کے عادی ہیں اور چاہتے ہیں کہ مادہ گزیدگی کے باوجود مشاہداتِ ازلیہ اُن کے حیطۂ نظر میں سما جائیں، یہی وُہ بُعد ہے جو بعض قاری شیخ کے کلام میں محسوس کرتے ہیں حالانکہ شیخ کے اسلوبِ نگارش کی ائمہ فن نے جی بھر کر تعریف کی ہے ابن مسُدی کہتے ہیں "إنہ کان جمیل الجملۃ والتفصیل، محصلاً لفنون العلم اُخص تحصیل ولہ فی الأدب الشاء الذی لا یلحق والتقدم الذی لا یسبق"

(نفح الطیب الوفد الثانی ص ۳۶۳)

کہ مجموعی طور پر با تفصیل میں وُہ صاحب جمال ہیں علم کے تمام فنُون میں مہارت خاصہ رکھتے ہیں، ادب میں وُہ بلند مقام پایا ہے کہ کوئی وہاں تک نہیں جاسکتا اور ایسی سبقت اُنہیں حاصل ہے جس کے آگے نہیں جایا جاسکتا، امام ذہبی اُنہیں قائلین وحدۃ الوجود کا سالار کہتے ہیں، وحدۃ الوجود کا تصوّر اپنے اندر جو قوتِ استدلال رکھتا ہے شیخ اُس سے بخوبی آگاہ ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ اس تصوّر کو وقار آپ کی ذات سے ملا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا،

دلدادگانِ فتوحات! "الفتوحات المکیہ" کی تصنیف نے دمشق میں ایک ہنگام بپا کر دیا، اہلِ علم کھنچے چلے آئے، اربابِ اقتدار نے نوازشوں کی بارش کر دی، اصحاب دولت نذرانے لئے حاضر ہوئے، فتوحات نے ہر دل کو مُسخّر کر لیا اور شیخ کا گھر مال و دولت کی کثرت سے خزانہ شاہی سے چشمک کرنے لگا

www.maktabah.org

علامہ المقری کا بیان ہے کہ گورنر حمص اس تالیف کے دوران میں ہر روز سو درہم نذر کرتا رہا اور ابن العربی کی ہر روز تیس (۳۰) درہم حاضر کرتا رہا لیکن "فما ادّخر منها شیئا" ان میں سے آپ نے کچھ ذخیرہ نہ کیا بلکہ "فکان یتصدق بالجمیع" سب کا سب صدقہ کر دیا، صاحب فتوحات مکیہ کو بھلا اس دولتِ دنیا کی کیا حرص ہو سکتی تھی، صاحبِ اسرار و انوار مائلِ درہم و دینار نہیں ہوتا۔

ابواب و فصول الفتوحات المکیہ پانچ سو ساٹھ ابواب پر مشتمل کتاب ہے جس کو چھ فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے تاکہ موضوعات کی ترتیب میں منطقی اور استدلالی پیش رفت قائم رہے فصل اوّل علمِ تصوف کے بنیادی مباحث یعنی معارف کو محیط ہے اس میں روح کی ماہیت کے بیان سے ھبوطِ روح کی منازل اور اجساد کی تخلیق و تشکیل کے بارے میں نہایت قابلِ قدر فکر انگیز معلومات مہیا کی گئی ہیں، یہ فصل در حقیقت کائنات و ربِ کائنات کے بارے میں اُن اسرار و غوائض کے بیان کے لئے وقف ہے جن سے مخلوق و خالق کے رابطوں کا ادراک اور ان کی عظمت کا احساس اُبھرتا ہے۔

فصل ثانی اعمالِ باطنہ اور انسانی قلب و نظر پر اُن کے اثرات کی اہمیت کے بیان کے لئے مخصوص ہے، خصائص حسنہ اور شمائل ذات کے ہر پہلو کو اس میں شامل کیا گیا ہے، اس طرح یہ فصل جوہرِ انسانیت کے لئے دستورِ العمل بن گئی ہے۔

فصل ثالث میں احوال کا بیان ہے، اس میں ذات کے احوال اور اُن پر مرتب ہونے والے اثرات کا تذکرہ ہے۔

فصل رابع میں منازلِ حقیقت پر بحث ہے، یہ دراصل حقائق ذات کے مختلف مظاہر ہیں جن میں حقیقۃ الحقائق جاری و ساری ہے، فصل خامس

www.maktabah.org

ہیں منازلات کی وضاحت ہے، یہ احوالِ ذات کے مقامات ہیں جہاں اُوصاف صُورتِ ظاہرہ میں مُشکل ہوتے ہیں، آخری فصل میں مقامات کا تذکرہ ہے، سالک راہ حقیقت کے مقامات اُس کی صلاحیت کے حوالے سے مُتعین ہوتے ہیں اور آخر وہ اُس بلند ترین مقام محسوس کرنے لگتا ہے جو مقام مُحمّدی ہے جو مطلوب و مقصودِ کائنات ہے۔"

فصُول کی ترتیب میں نزولی نُقطۂ نظر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ حقیقتِ مُطلقہ جو ماورائے فہم و ادراک اور وِجدان ہے، کی مظہریت کس طرح قدم قدم وجود کے قریب آتی جاتی ہے اور پھر کیسے وجُود ممکن، ان واجب حقیقتوں کے واسطے سے بلند تر ہو کر ارفع ترین مقام حاصل کر لیتا ہے، الفتوحات المکیہ کے معارف انسان کے ہر پہلو کو محیط ہیں، مادی وجُود، لاہوتی مظہر اور حقائقِ اشیاء کی معرفت اور اس کے ہر مُمکن تعیّن کی معرفت ایک مُشکل مرحلہ تھا شیخ ان معارف، منازل اور مقامات سے بالفعل مُستنیر ہو کر اپنے تجربات کو شواہد و حقائق کی زبان میں بیان کرتے جاتے ہیں، مسائل دقیق بھی ہیں اور ان کی معرفت ذاتی حوالے بھی چاہتی ہے اس لئے ان کے مطالعہ میں عام قاری دِقّت محسُوس کرتا ہے، شیخ چونکہ عالمِ بالا کے راہی ہیں اُن کی نظر فلسفیانہ مباحث اور مادی عوائق پر بھی ہے اور سب سے بڑی بات کہ اُن کا مطمح نظر کسی جدلیاتی بحث میں اُلجھنا یا فلسفۂ الٰہیات کے مدارج کا شمار نہیں ہے۔

اُن کا طریق اخذ نظریاتی نہیں وارداتی ہے، ذاتی تجربات اور مشاہدات نے اُن کی نظر کو صیقل کر دیا ہے اس لئے اُن کا طریقِ فکر فلسفیانہ نہیں متصوفانہ ہے، اُن کی رُوحانی پرواز میں اُن کی ذات کی جھلک نمایاں ہے اسلئے معرفت کا بیان ہو یا منازل اُن کا لہجہ پُراعتماد ہے، قاری ایسے اعتماد سے عاری

ہے اِس لئے لغزشِ قدم کا خطرہ اور اس بے یقینی سے عدم تفہیم کا گلہ پیدا ہونا بر بہی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شیخ کی کتب کے مطالعہ کے لئے سالہا سال کی ذہنی تیاری درکار ہے، مُبتدیوں کے لئے اس میں خطرہ بھی ہے اور بدظنی پیدا ہونے کا امکان بھی کہ یہ منتہی اصحاب کے مطالعے کی چیز ہے، شیخ علیہ الرحمۃ اپنے سفرِ رُوحانی میں طائرِ لاہُوت کی طرح سرگرمِ پرواز ہیں اور بعض اوقات وُہ اِس پرواز میں اس قدر دُور نکل جاتے ہیں کہ مادیّت گزیدہ ذہن اُسے نقطۂ مَوہُوم سمجھنے لگتا ہے۔ یہ کوتاہ بینی ہے اس سے طائرِ ملکُوت کی پرواز تو مُتاثر نہیں ہوتی۔"

کم نظری الزامات کو جنم دیتی ہے

کم نظری قاری کی وُسعتِ نظر کا نقص ہے مگر انسانی فطرت ہے کہ وُہ جہاں تک جاننے سے قاصر ہوتا ہے، اُس پر تشکیک کے تیر پھینکنے لگتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی کے لئے بھیانک الزامات بھی تراشتا ہے"

شیخ کے بعض قارئین کا اندازِ تحکیم بھی ایسا ہی ہے، مقامِ شیخ کی رفعت سے ناآشنا لوگ شیخ کے عقائد و تصورات میں خُود ساختہ اُلجھنیں تلاش کرنے لگے، کبھی اُن کے فلسفہ وحدۃ الوجود کی آڑ میں اُن کے عقائد کو باطل قرار دیا گیا، تو کبھی موجودات کے تعین میں بے راہ روی کا طعنہ دیا گیا، کبھی ذاتِ الٰہی پر ایمان میں شیخ کو مُضطرب بتایا گیا تو کبھی مقامِ رسالت کے اِدراک میں کوتاہ نظری یا بے باکی کا الزام لگایا گیا، حملہ کرنے والے وہ بھی تھے جو اُن کے

www.maktabah.org

ارفع خیالات تک بلند نہ ہو سکتے تھے اور وُہ بھی جو اپنی علمی بے بضاعتی کا کفارہ ادا کر رہے تھے، اس بات سے انکار نہیں کہ راہِ سلوک میں مشاہدات کا تفاوت عین مُمکن ہے اور مُسافر کی ذاتی صلاحیت کو بھی اِس میں دخل حاصل ہے، اِس لئے اختلاف فطری ہے ایسا ہونا چاہیئے تھا اور ہُوا "

بعض ہم منصب بزرگوں نے کئی مقامات میں رائے کے اختلاف کا حق استعمال کیا ہے، مگر یہ علمی مناقشت کے علاوہ روحانی پیش رفت کا تفاوت تھا۔

مگر حیرت اُن ساکن وجُودوں پر ہے جو زمین اور زمینی حوالوں سے بلند نہ ہو سکے جب کہ صاحبِ اسرار اور بلند بام سیّار شش جہات پر حرف گیری کرتے رہے "

شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام الزامات سے ماوریٰ ہیں اور اُن کے فکر سے آشنا متعدد اصحاب نے اُن کے دفاع کا حق بھی ادا کیا ہے "

مستشرقین کی مادی نگاہیں

الفتوحات المکیہ کو مستشرقین کی مادی نگاہوں نے بھی اپنے مخصوص ماحول کے حوالے سے جانچنے کی کوشش کی ہے چنانچہ دائرہ مُعارفِ اسلامیہ (انگریزی) کا مقالہ نگار اسے Allegory قرار دیتے ہوئے اسے انسان کے بہشت تک سفر کی داستان بتاتا ہے اس۔لئے دانتے (DANTE) کی الہامی طربیہ (Divine Comedy) پر اس کی گہری چھاپ کا تذکرہ کرتا ہے، یہ فتوحات کی تدریس و تعلیم کا مادی حوالہ ہے اور مغربی ذہن اسی حوالے کو معتبر گردانتا ہے،

www.maktabah.org

حالانکہ شیخ کی سیرِ روحانی تمثیلاتی نہیں، یہ شیخؒ کے وجدان کا سفر ہے جس میں اُن کی باطنی قوتیں سر بسر ہم رکاب ہیں، فتوحات کا ورق ورق شہادت دے رہا ہے کہ شیخ نے یہ سفر قُرآن وحدیث کے سایوں میں کیا ہے اور کہیں بھی "انا" یا خُودنگری حدُود سے متجاوز نہیں "الکلمۃ" کے مفاہیم اور مراد میں اُن کا فکر قرآن کی تعلیمات کا محتاج ہے اور کہیں بھی غلط استنباط نے "واجب الوجود" کے حضور غلط روش اختیار نہیں "انسان کامل" کا تصوّر بھی متعدد مُفکّرین کے ہاں مبہم ہے، شیخ اکبر کا انسان کامل فوق البشر ہرگز نہیں ہاں آپ اُسے "حقیقۃ الحقائق" یا "الحقیقۃ المحمدیہ" ضرور قرار دیتے ہیں اس طرح یہ فوق البشر کے بجائے خیرالبشر کا روپ دھار لیتا ہے"

یہ ترجمہ اور ترجمہ نگار

"الفتوحات المکیہ" اِن امتیازی اَوصاف کی بناپر ہر دَور میں عُلماء وصُوفیاء کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ درسگاہوں اور روحانی تربیت گاہوں میں اس کی باقاعدہ تدریس ہوتی رہی ہے، برِ صغیر کے قارئین بھی اسکی لطافتوں سے آشنا ہیں لیکن وہ طبقہ جو عربی زبان سے کما حقہٗ واقف نہ تھا احساسِ محرُومی کا شکار رہا، چاہت کے باوجود اور محبت کے بے پناہ جذبات کے

www.maktabah.org

باوصف زبان کی غیریت سدِ راہ رہی، ضرورت تھی کہ اس عظیم علمی و روحانی سرمائے کو اردو داں اصحاب کے لئے پیش کیا جائے، بحمد للہ یہ سعادت ہمارے دوست اور کرم فرما جناب صائم چشتی کو حاصل ہوئی، فتوحات کا ترجمہ ایک بہت بڑی جرأت ہے اس کے لئے ایسے انسان کی ضرورت تھی جو علم و ادب کی وادیوں کا راہی اور تصوّف و دین کے نشیب و فراز سے آگاہ ہو، صائم چشتی پنجابی زبان کے نمائندہ شاعر ہیں، اردو نظم و نثر میں اُن کا قلم بے تکان کئی مشکل مراحل سے گذر چکا ہے، چشتی نسبت سے اور ذاتی مَیلان کی وجہ سے اُن میں تصوّف کے رموز و اوقاف کے سمجھنے کی صلاحیت ہے انہوں نے نظم و نثر میں متعدد کتابیں تالیف کی ہیں جن میں فنی مسائل سے علمی و ادبی نگارشات تک سب شامل ہیں، فقہ، تاریخ، سیرؔ میں اُن کے قلم سے کئی الجھے ہوئے مسائل پر ضخیم کتب تحریر ہوئی ہیں، عُمر بھر کے تجربے اور گداز کے بعد انہوں نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ شیخ اکبر کی نمائندہ کتاب الفتوحات المکیہ کو اُردو قالب میں ڈھال دیا جائے، پہلے ایک سو کے قریب صفحات پر مشتمل پہلی جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو رہی ہے،، صائم چشتی کا ترجمہ رواں دواں ہے، الفاظ کے انتخاب میں نہائت احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاکہ مفہوم واضح بھی ہو اور متن سے قرب کا احساس بھی رہے، صائم چشتی کا یہ ترجمہ قاری کی کس حد تک راہنمائی کرتا ہے اور اردو داں طبقہ اُن کی اس کاوش سے شیخ اکبر کے خیالات کو اخذ کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہے یہ تو قارئیں کا حق ہے کہ اس پر رائے دیں، میں نے جستہ جستہ ترجمے کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے اس احساس کے باوجود کہ میں اس میدان میں مبتدی ہوں تفہیم مطالب میں زیادہ دِقّت محسوس نہیں ہوئی متن کی

www.maktabah.org

علمی وجاہت اور فنی رفعت بار بار احساسِ ندامت کو ابھارتی ہے مگر اپنی کوتاہ فہمی کا الزام ترجمے کو نہیں دیا جاسکتا، کتاب کے متن میں اصطلاحاتِ تصوف کی کثرت ہے جس کے مکمل ترجمے کی اُردو متحمل نہیں ہوسکتی اس لئے چند مترادفات کے سوا اصطلاحات ترجمے میں بھی باقی ہیں، بہتر ہوگا کہ آخر پر مُصطلحات پر وضاحتی نوٹ شامل کر دیئے جائیں تاکہ قاری کو مطالب تک پہنچنے میں سہولت ہو، الفتوحات المکیہ ضخیم کتاب ہے جس کے مختصر حصے کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے دِلی خواہش ہے کہ پُوری کتاب اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہوتا کہ اس سے استفادہ کے در کھل جائیں،

شیخ اکبر کے نظریات وعقائد پر بعض حلقوں کی طرف سے اعتراضات کئے جاتے رہے ہیں، بہتر ہوگا کہ ان گذارشات کے آخر پر اُن کے نظریات پر مشتمل چند اقتباسات نذرِ قارئین کر دیئے جائیں اس سے بعض شکوک کا ازالہ بھی ہوگا اور ترجمے کے انداز اور مترجم کی محنت کا اندازہ بھی ہوسکے گا۔

ترجمے میں سے چند اقتباس

ذاتِ باری تعالےٰ کے بارے میں شیخ اکبر کے نظریات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو،

اللہ تبارک وتعالیٰ واحد معبود ہے، الوہیت میں اُسکا کوئی ثانی نہیں، وہ بیوی اور اولاد سے مُنزہ اور پاک ہے،

وہ بذاتہٖ موجود ہے اور اُس کا وجود مُوجد کی طرف احتیاج کے بغیر ہے، اُس کے لئے نہ زمان کی حد قائم کی جاسکتی ہے اور نہ انتقالِ مکانی کی بلکہ وُہ تھا اور مکان نہ تھا، وُہ اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر چیز

www.maktabah.org

پر قادر ہے۔

وُہ ہمیشہ سے تمام اشیاء کا علم رکھتا ہے اور نئی چیز کو پیدا کرتے وقت اُس کے لئے اُس چیز کا علم نیا نہیں۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے ارادے کی صفت سے موصوف ہے اور عدم وغیر موجود کو جانتا ہے۔

وُہ کسی کو نعمتوں کے ساتھ نوازتا ہے تو یہ اُس کا فضل ہے۔ اگر وہ کسی پر عذاب کرتا ہے تو یہ اُس کا عدل ہے۔

اُس کے فضل میں عدل اور اُس کے عدل میں فضل حُکم نہیں کرتا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں شیخ علیہ الرحمۃ کے نظریات۔

کہ جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے وُجود سے چُنا اور پسند کیا اور برگزیدہ فرمایا وہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اُنہیں تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ چنانچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ بھی لائے اُس پر ایمان رکھتا ہوں، آپ جس چیز کے ساتھ آئے اُس میں سے جسے میں جانتا ہوں اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور جسے نہیں جانتا اُسے بھی تسلیم کرتا ہوں۔

چند دیگر معتقدات!

اقرار کرتا ہوں کہ قبر میں حساب کتاب پُوچھا جائے گا اور یہ حق ہے۔

عذابِ قبر اور قبروں سے جسموں کا اُٹھایا جانا حق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹنا اور حوضِ کوثر حق ہے۔

میزان اور اعمال ناموں کا ملنا اور پُلِ صراط حق ہے۔

www.maktabah.org

جنت و دوزخ حق ہے، ایک فریق کا جنت میں اور ایک فریق کا دوزخ میں جانا حق ہے۔"

ملائکہ و انبیاء کرام اور مومنین کی شفاعت حق ہے۔"

کبیرہ گناہ کرنے والے مومنوں کا جہنم میں داخل ہونا اور پھر انہیں شفاعت و احسان کے ہاتھ اُس سے نکالا جانا حق ہے۔"

داجب اور ممکن کا ارتباط ،

اللہ تبارک و تعالےٰ کا عالم کے ساتھ ربط واجب کے ساتھ ممکن کا اور صانع کے ساتھ مصنوع کا ارتباط ہے، تو عالم کے لئے یہ مرتبہ ازل سے نہیں یقیناً یہ مرتبہ ذات کے لئے واجب ہے اور وہ ذات اللہ تبارک و تعالےٰ ہے اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں خواہ عالم موجود ہو خواہ معدوم ،

قرآن مجید کے بارے میں عقیدہ و رویہ ؛

اگر تو وسیع نفس رکھتا ہے تو قرآن عزیز کے سمندر میں غوطہ زنی کر اور اگر تو نے اس کے ظاہر کے لئے مفسرین کی کتابوں کے مطالعہ پر ہی اکتفاء کر لیا اور غوطہ نہ لگایا تو ہلاک ہو جائے گا، پس یقیناً قرآن مجید کا سمندر عمیق ہے، اگر ساحل کے قریبی مقامات کو مقصد بنا کر اس سمندر میں غوطہ زنی نہیں کی جائے گی تو تمہارے لئے کبھی کچھ نہیں نکلے گا ، پس انبیائے کرام اور وراثت حفظ وہ لوگ ہیں جو عالم کے ساتھ ان مقامات رحمت کا قصد رکھتے ہیں، ہاں وہ لوگ واقف ہیں اور پہنچ کر خاموش ہو جاتے ہیں اور واپس نہیں لوٹتے نہ ان کے ہاتھ کوئی نفع ہے اور نہ ہی وہ کوئی نفع حاصل کرتے ہیں، پس قصد کرتے ہیں بلکہ سمندر کے بڑے حصے میں اترنے کا قصد اُن کے ساتھ ہے تو وہ ابد تک غوطہ زن رہتے

www.maktabah.org

ہیں اور کبھی نہیں نکلتے"

ان چند اقتباسات سے شیخِ اکبر کے خیالات کی پختگی اور نظریات کی حقانیت واضح ہے اور ادائے مطلب کے لئے ترجمے کی پختگی بھی نمایاں ہے، علم معرفت کا ہر متلاشی اور عقائد و نظریات کی راستی کا ہر متمنی شیخ علیہ الرحمۃ کی "الفتوحات المکیہ" کے ترجمے سے سکون پائے گا اور خواہش رکھے گا کہ یہ سلسلہ بحسن و خوبی انجام کو پہنچے میں ان تمہیدی گذارشات کیساتھ جناب صائم چشتی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک دیرینہ ضرورت کے ازالے کی سعی کی ہے۔ دعاگو ہوں کہ آپ اس میں یوں کامیاب ہوں کہ تکمیل کا حق بھی ادا ہو اور ترجمے کا بھی"

اللہ تعالیٰ ان علمی آثار سے استفادہ کا شوق اور ہمت عطا فرمائے، آمین

مورخہ ۹۔ نومبر ۱۹۸۶ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
گورنمنٹ کالج فیصل آباد

www.maktabah.org

خطبہ

تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لئے جو اشیاء کو وجود میں لایا اور اُسے معدوم کر دیا اور اِن اشیاء کا وُجود اپنے کلمات کی توجہ پر منحصر کر دیا، تاکہ اِس کے ساتھ ان اشیاء کے حدوث و قدم کا راز اُس کے قِدم کے باعث ثابت ہو جائے اور ہم اُس کی سکھائی ہُوئی تحقیق کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے اُس کے قِدم کی صداقت پر وقوف حاصل کریں،،

پس اللہ سُبحانہ، تعالیٰ نے ظہور فرمایا اور خود ظاہر ہو کر دوسروں کو ظاہر فرمایا، اور وُہ پوشیدہ نہیں اگر پوشیدہ ہُوا تو دُوسروں کو بھی چُھپا دیا،،

اسمِ اول نے عبد کی ذات کے وجُود کا اثبات کیا اور وُہ ثابت ہو گیا اور اُس کے لئے اِسمِ آخر نے فناء و فقدان کی تقدیر کا اثبات کر دیا اور یہ اِس سے پہلے ثابت تھا،،

اگر عصر و معاصر اور جاہل و عالم نہ ہوتے تو کسی کو بھی اُس کے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کے معنی کا عِلم نہ ہوتا،،

اگرچہ اُس کے اسمائے حسنیٰ اِس روشن طریق پر ہیں لیکن اِن کے درمیان منازل میں مباینت ہے، اور یہ بات اُس وقت ظاہر ہو گی جب کہ حلُولِ نوازل کے وسائل اختیار کئے جائیں،،

پس کوئی عبدالحلیم عبدالکریم نہیں اور نہ ہی کوئی عبدالغفور عبدالشکوُر ہے، ہر عبد کا ایک اسم ہے اور وُہ اُس کا رب ہے، اور وُہ خود اُس اِسم کا

www.maktabah.org

وجود اور قلب ہے،

وہی سُبحانہ تعالیٰ علیم ہے جس نے بذاتِ خود جانا اور دوسروں کو سکھایا،
جو بذاتِ خود حاکم ہے اُس نے خود حکم دیا اور حاکم بنایا، وہ جو غالب ہوا اور دوسروں
کو غالب کیا۔

وہ قادر ہے اُس نے مقدر کیا اور کسب کو تقدیر نہ کیا۔

وہ باقی ہے اور اُس کے ساتھ بقاء کی صفت قائم نہیں۔

وہ مشاہدہ کے وقت آمنے سامنے ہونے سے پاک ہے، بلکہ
عبد اس مقدس ترین مقام پر مُنزّہ ہو جاتا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوتا
کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کو اِس عظیم موقع پر تشبیہ لاحق ہو جاتی ہو۔

حضوری کے اِس مقام پر عبد سے جہات زائل ہو جاتی ہیں
اور اس پر نظر قائم ہونے سے اِلتفات معدوم ہو جاتا ہے۔

میں اُسی ذاتِ حمید کی اِس حیثیت سے حمد بیان کرتا ہوں کہ
اللہ تعالیٰ سُبحانہ اپنی صِفات میں بلند تر ہے اور بلند فرماتا ہے۔

اور وہ اپنی ذات میں بہت ہی جلیل القدر اور عظیم تر ہے اور
عظمت عطا فرماتا ہے کیونکہ اُس کے سامنے عزّت و عظمت کا پردہ
کھنچا ہوا ہے، اور اُس کی ذات کی معرفت سے واقفیت حاصل کرنے
کا دروازہ پُورے طور پر بند ہے۔

اگر وہ اپنے بندے سے خطاب فرمائے تو وہی سُننے اور سنانے
والا ہے اب اگر بندہ اُس کے حُکم کی تعمیل کرے تو وہی مطیع و مطاع
ہے جب مجھے اِس حقیقت نے متحیّر کر دیا تو حُکم طریقہ کے مطابق خلیفہ یعنی
انسان کے لئے یہ شعر پڑھے۔

www.maktabah.org

الرب حق والعبد حق   یالیت شعری من المکلف
ان قلت عبد فذاك میت   او قلت رب أنّی یکلف

یعنی رب حق ہے اور بندہ حق ہے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ مکلّف کون ہے،

اگر تو کہے عبد تو وہ مرنے والا ہے، اگر کہے ا رب تو وہ کیسے مکلّف ہو سکتا ہے۔

پس وہ مقدس ذات جب چاہے مخلوق سے اپنی اطاعت کرواتا ہے اور تعیّن وجوبِ حق میں اُس کی ذات انصاف کرتی ہے، یہ محض خالی اشباح ہیں جو اپنی چھتوں پر گرے پڑے ہیں،

خَاوِیَۃٌ عَلیٰ عُرُوْشِہَا[1]

اور پہاڑوں کی بازگشت میں ہمارا راز موجود ہے جس کی طرف ہم نے اُس شخص کے لئے اشارا کیا ہے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اُس شخص کی طرح شکر کرتا ہے، جیسے یہ ثابت ہے کہ مکلّف بنانے سے معبود کا نام ظاہر ہوتا ہے اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ کے حقیقی وجود کے باعث جود ظاہر ہے۔

پس اگر تو جنت کو اعمال کی جزا سمجھتا ہے تو وہ جود و کرم کہاں گیا جسے تو جانتا ہے؟

---

[1] الکہف آیت ۴۲

www.maktabah.org

یہ بات تجھے معلوم ہے کہ تو اپنی ذات کے لئے موہوب ہے اور اپنے اصلِ نفس کی وجہ علم سے محجوب ہے، بایں ہمہ اگر تو اُس جزاء کا طالب ہے جو تیرے لئے نہیں تو تُو اپنے عمل کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔

پس تو اشیاء اور اُس کے خالق کو ترک کر، مرزوقات اور اُس کے رازق کو چھوڑ دے اب وُہ حق تعالیٰ بخشش فرمانے والا ہے جسے ملال نہیں آتا وُہ بلند و برتر بادشاہ اور اپنے بندوں کے لئے لطیف و خبیر ہے"

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وُہ سمیع و بصیر ہے"

درود و سلام ہو اُس ذات پر جو عالم کا راز اور اس کی تخلیق کا نقطہ ہے"

جو غایت و مقصودِ کائنات اور سیّد و صادق ہے"

وُہ ذاتِ اقدس جن کے لئے ساتوں راستے کُھل جاتے ہیں اور ذاتِ خداوندی انہیں رات کی سیر کراتی ہے تاکہ اُنہیں اُس کی تخلیق کی آیات و اسرار معلوم ہو جائیں"

وُہ جنہیں میں نے بھی حقائقِ امثال کے عالم میں یہ خطبہ ارشاد فرماتے وقت دیکھا"

میرا یہ مشاہدہ بارگاہِ خداوندی میں اور اُس کے غیب کی حضوری میں مکاشفۂ قلبی تھا جب میں نے اُس عالم میں حضورِ رسالتماب صلی اللہ

www.maktabah.org

علیہ و آلہٖ وسلّم کا مشاہدہ کیا تو آپ معصوم المقاصد، محفوظ المشاہد، نصرت دیئے گئے اور تائید کِئے گئے سردار تھے، اور آپ کے سامنے تمام رسُول اور چُنے ہوئے لوگ موجود تھے"

آپ کی خیرالامم اُمت آپ کی طرف متوجہ تھی اور ملائکہِ تسخیر آپ کے عرش مقام کے اِرد گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے، اور وُہ ملائکہ جو نیک اعمال سے پیدا ہوتے ہیں آپ کے سامنے اخلاص کے ساتھ ایستادہ تھے"

حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ آپ کے دائیں ہاتھ اور فاروق اعظم رضؓ بائیں مُقدّس ہاتھ کھڑے تھے اور ختم آپ کے سامنے حدیث اُنثیٰ سُنانے کے لئے دوزانو بیٹھا تھا، اور حضرت علی علیہ الصلواۃ والسلام اپنی زبان سے آپ کے ختم کی ترجمانی کر رہے تھے، اور جناب ذوالنورین رضؓ اپنی حیاء کی چادر زیبِ بدن کئے آپ کی شان کی طرف متوجہ تھے"

اب کشفِ اجلیٰ کے نور، چشمہ اعلیٰ کے مُورد سردارِ اعلیٰ نے ختم کے پیچھے میری طرف توجہّ فرمائی کیونکہ میرا ختم کے حُکم میں اشتراک تھا"

پس اُسے سردار نے کہا! یہ تیرا عدیل تیرا بیٹا اور تیرا خلیل ہے میرے سامنے اِس کا منبر نصب کر، پھر میری طرف اشارا کیا اے محمد "ابن العربیؒ" اُس پر کھڑا ہو جا جو میں نے بھیجا ہے اور جو مجھ پر ہے، بیشک تجھ میں مُجھ سے شعُور ہے مُجھ سے اُس کے لئے صبر نہیں ہوتا، یہی تیری ذات میں سُلطان ہے، پس اپنی کُلّیات کے سوا میری طرف رجوع نہ کر، اور رجوع سے اُس کی طرف لازماً

www.maktabah.org

لقاء ہے تو بے شک یہ عالمِ شقاء سے نہیں، پس میرے لئے اُٹھنے کے بعد بلندی کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی، میں ملاءِ اعلیٰ میں حمد اور شُکر کرتا تھا۔

چُنانچہ ختم نے اِس عظیم مشہد میں منبر نصب کر دیا جس کی ایک طرف لکھا ہُوا تھا یہی پاکیزہ مقامِ محمدی ہے جو اِس پر چڑھ گیا وُہ اِس کا وارث ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ نے اسے حُرمتِ شریعت کے لئے بھیجا اور کھڑا کیا ہے اور اُسے اِسی وقت حُکم کے انعامات عطا کر دیئے ہیں گویا مجھے اب جوامع الکلم عطا ہو گئے تھے، میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اُس منبر پر چڑھ گیا اور مجھے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ٹھہرنے اور اِستوا فرمانے کا مقام حاصل ہو گیا۔

اور میں جس درجہ میں تھا وہاں مجھے سفید قمیص کی آستین بچھادی گئی جس پر میں نے وقوف کیا تاکہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احترام واکرام کی بنا پر اُس جگہ کو استعمال نہ کر سکوں جسے آپ استعمال فرماتے تھے اور یہ امر مجھے اِس معاملہ میں خبردار کرنے کے لئے تھا۔

اِس کا مطلب یہ تھا کہ جس مقام پر حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کا مشاہدہ کیا ہے وہاں آپؐ کے وارث چادر کے پسِ پردہ رہ کر ہی اُسے دیکھ سکتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی وہ چیز دیکھ لیتے جو آپؐ نے دیکھی تھی اور آپؐ ہی کیطرح معرفت حاصل کرتے"

www.maktabah.org

کیا تُو نہیں دیکھتا جو آپؐ کی اتباع کرتا ہے وُہ اُس کی خبر پا لیتا ہے لیکن آپؐ کے طریق پر چل کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُس طرح مشاہدہ نہیں کر سکتا جس طرح آپؐ نے کیا تھا۔

اور تُو نہیں جان سکتا کہ آپؐ سلب اوصاف سے کس طرح خبر حاصل کرتے تھے مثال کے طور پر وُہ مٹی پر چلے اور اُس کا مشاہدہ کیا مگر تو صرف اُن کے نقشِ قدم دیکھ سکے گا اِس کے سوا کچُھ نہیں یہاں ایک پوشیدہ بھید ہے ہاں! تو اگر اُسے تلاش کرے تو اُس کو معلوم کر سکتا ہے، اِس لئے کہ وُہ امام ہے، جب کہ اُسے بھی امام حاصل ہے جو نہ توکسی اثر کا مشاہدہ کرتا ہے اور نہ اُسے پہچانتا ہے اور اُس پر ایسی چیز مکشوف ہوگی جسے وُہ کثیف نہیں کرتا۔

اور یہ مقام مُوسیٰ صَلَّی اللّٰہ علیٰ سیّدِنا محمّدٍ وعلیہِ وعلی الخضر کے انکار سے ظاہر ہُوا جب میں نے اِس بلند مقام پر وقوف کیا تو میرے سامنے وُہ تمام نقشہ موجود تھا جو شب اسریٰ میں حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ میں دیکھا تھا۔

چُنانچہ میں شرمندہ ہو کر اور مُنہ ڈھانپ کر اُٹھ کھڑا ہوا پھر مجُھے رُوح القدس کی تائید حاصل ہُوئی تو میں نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے۔

یامنزل الآیات والانباء انزل علیّ معالم الاسماء
حتی اکون لحمد ذاتك جامعا بمحامد السراء والضراء

اُسے آیات وانبیاء کے نازل فرمانے والے مجھ پر اسماء کے معالم نازل فرما۔

www.maktabah.org

"تاکہ میں تیری حدِ ذات کا جامع ہو جاؤں جس میں راحت و کلفت دونوں تعریفیں موجود ہیں"

پھر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا!

ویکون هذا السید العلم الذی　　جردته من دورة الخلفاء
وجعلته الاصل الکریم وآدم　　مابین طینة خلقه والماء
ونقلته حتی استدار زمانه　　وعطفت آخره علی الابداء
وأقمته عبدا ذلیلا خاضعا　　دهرا یناجیکم بغار حراء
حتی أتاه مبشرا من عندکم　　جبریل المخصوص بالانباء
قال السلام علیك أنت محمد　　سرّ العباد وخاتم النبآء
یاسیدی حقا أقول فقال لی　　صلـ نطقت فانت ظل ردانی
فاحمد وزد فی حمد ربك جاهدا　　فلقد وهبت حقائق الاشیاء
وانثولنا من شأن ربك ما انجلی　　لفؤادك المحفوظ فی الظلماء
من کل حق قائم بحقیقة　　یأتیك مملوکا بغیر شراء

"یہ علم کے وُہ سردار ہیں جنہیں دورۂ خُلفاء سے تجرّد حاصل ہے"
"جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے انہیں اصلِ کریم سے بنایا گیا تھا"
"آپ ہمیشہ ادوارِ زمانہ میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آخری زمانہ پر عطف ہوئے"
"آپ نے خشوع و خضوع عبدیت کے ساتھ ایک عرصہ تک غارِ حراء میں قیام فرمایا"

www.maktabah.org

یہاں تک کہ تمہارے پاس سے جبریل علیہ السلام مخصوص خبر دل کے ساتھ اُن کے پاس بشارت لے کر آئیں "

میں نے کہا! آپ پر سلام ہو آپ محمدؐ "تعریف کے گئے" بہتر العباد اور خاتم النبیین ہیں "

اُے میرے سردار! کیا میں نے حق کہا ہے؟ آپ نے فرمایا! تو نے سچ بولا ہے پس تو میری رداء کے سائے میں ہے "

پس حمد بیان کر اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے میں زیادہ کوشش کرے گا تو تجھے حقائق الاشیاء عطا کئے جائیں گے "

اپنے رب کی طرف سے تجھ پر جو ظاہر ہو اُسے ہمارے لئے بکھیرے گا تو تیرا دل اندھیروں سے محفوظ ہو جائے گا "

ہر حق سے بیان کر جو حقیقت سے قائم ہے تیرے پاس بغیر خریدنے کے غلام آئیں گے "

پھر میں نے لسان علام سے آغاز کلام کیا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا!

میں اُس اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس نے آپ پر وہ کتاب مکنون نازل فرمائی جسے غیر طاہر اور ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے "

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[1]

یہ کتاب آپؐ کے عمدہ اخلاق و عادات کی تعریف و تقدیس بیان کرنے اور آپ کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھنے کے لئے اُتاری

---

[1] الواقعہ آیت ۷۹

www.maktabah.org

گئی ہے جیسا کہ سورۂ نون میں ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ[1]

نٓ اور قلم اور اُن کے لکھے کی قسم آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور آپ کے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک آپ کی خو بُو بڑی شان کی ہے، اب کوئی دم جاتا ہے کہ آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے"

پھر اُس نے ارادہ کا قلم علم کی روشنائی میں ڈبویا اور دستِ قدرت سے جو تھا، جو ہونے والا ہے،

جو ہوگا یا نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا یا نہ چاہے گا کہ وہ ہو لوحِ محفوظ و مضمون پر تحریر کر دیا،

اور یہ سب کچھ ویسے ہی ہو گا جیسے اللہ تبارک و تعالےٰ کی موزون و معلوم قدر اور اُس کے مخزون و کریم علم کا اقتضاء ہو گا،

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ[2]

پس تیرا رب عزت والا پروردگار ان چیزوں سے پاک ہے"
یعنی وہ اللہ تعالیٰ واحد و احد ہے اور مشرکوں کے شرک سے بلند ہے"

---

[1] نٓ والقلم آیت ا تا ۵ [2] صافات آیت ۱۸۰

www.maktabah.org

سب سے پہلے لوح پر کیا تحریر ہوُا

پس تمام تر اسماء میں سے سب سے پہلا اسم جو اُس قلم جلی نے لکھا یہ تھا یا محمدؐ میں چاہتا ہوں آپ کے لئے ایسا جہان پیدا کردں جو آپ کی ملکیت ہو چنانچہ میں نے پانی کا جوہر پیدا کیا۔

پس میں نے بغیر حجاب کے پانی پیدا فرمایا اور میں اُسے ہی مستور تھا کہ کوئی چیز اس مقام غیب میں میرے ساتھ نہ تھی۔

پانی کیسے بنا

پس اللہ سبحانہ نے پانی کو ایک منجمد ٹھنڈک کی شکل میں پیدا فرمایا جو گولائی اور سفیدی میں موتی کی طرح تھی اور اُس میں اجسام و اعراض والی قوتیں ودیعت کیں۔

پھر عرش کو پیدا فرما کر اُس پر اپنے اسم رحمٰن کو مستوی فرمایا اور کرسی نصب کر کے "بلا تشبیہ و کیف" اُس پر اپنے پاؤں لٹکا دیئے پھر اپنی نگاہِ جلال سے منجمد جوہر کی طرف دیکھا تو وہ شرم کے مارے پگھل گیا اور اُسکے کے اجزاء تحلیل ہو کر پانی کی طرح بہہ گئے۔

زمین و آسمان سے قبل اُس کا عرش پانی پر تھا۔

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ[1]

---

[1] ھود آیت ۷

www.maktabah.org

پس اُس وقت سوائے محلِ استواء صاحبِ استواء اور فعلِ استواء کے کچھ موجود نہ تھا

زمین کیسے بنی

پس اُس نے پھونکا تو اُس کے ارتعاش سے پانی میں تموّج پیدا ہوا اور جھاگ اُڑنے لگی اور محمود و حق حمد کی آواز دی جب وُہ ساحلِ عرش سے ٹکرائی تو عرش کے پائے ہلنے لگے اور آواز آئی اُنا اَحمد یعنی میں احمد ہوں"

پانی شرمندہ ہو کر اُنگلیوں کے بل چلتا ہُوا اُلٹے پاؤں واپس آ گیا اور جھاگ ساحل پر چھوڑ آیا جو اُس نے پیدا کی تھی"

اب وُہ جھاگ اس پانی کی تلچھٹ یا چھاچھ تھی جو اکثر اشیاء پر حادی تھی چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس جھاگ سے زمین کو پیدا فرمایا جو گول اور طول و عرض والی تھی"

آسمان کیسے بنے

پھر زمین پھٹتے وقت اُس کی رگڑ سے جو آگ پیدا ہوئی اُس سے دُھواں پیدا کیا اور اُس میں سے بلند آسمان نکالے، پھر ان آسمانوں کو نزولِ انوار کا مقام اور ملاءِ اعلیٰ کی منازل بنا دیا، اور اُنکی تزئین کے لئے اُن میں روشن ستارے جڑ دیئے جب کہ زمین کی تزئین و آرائش کے لئے اُسے نباتات اور پھل پھول عطا فرمائے"

خود خُدا کس کے لئے ہے؟

پھر ذاتِ حق تعالےٰ نے خود کو حضرت آدم علیہ السلام اور اُن

www.maktabah.org

کی اولاد کے لئے وجود قدرت کیساتھ مخصوص و منفرد کر لیا۔

بعد ازاں ایک نئی پیدائش تیار کی اور اُس کو دو طریقوں سے راست کیا ایک درستی انقضاء مدت کی اور دوسری قبول ابدیت کی تھی اِس پیدائش کا مسکن نقطۂ کرہ وجود بنایا اور اُس کی ذات کو چھپا دیا۔

پھر اپنے بندوں کو بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا[1] آیت کریمہ کے ذریعہ خبردار کیا یعنی آسمان کو دیکھ رہے ہو کہ بغیر ستون کے قائم ہے۔

تو جب انسان دارِ حیات کے برزخ کی طرف منتقل ہوا تو آسمان زور زور سے ہلنے لگا اور پھٹ گیا اور بہتی ہوئی آگ کا ایک شعلہ بن گیا جیسا کہ سُرخ چمڑہ ہوتا ہے

فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ[2]

آسمان بغیر ستون کے کیسے قائم ہے

جس شخص نے حقائق اضافات کو سمجھ لیا وہ ہمارے اشارات کو پہچان لے گا اور وہ قطعی طور پر جان لیتا ہے کہ بغیر ستون کے قبہ قائم نہیں رہ سکتا جس طرح کوئی شخص والد نہیں ہوسکتا جب تک اُس کا بیٹا نہ ہو۔

پس ستون ماسک یعنی قوتِ ماسکہ ہیں اگر آپ پسند نہیں کرتے کہ یہ انسان سے منسوب ہو تو اسے مالک کی قدرت تصور کر لیں۔

پس ثابت ہوا کہ قبہ کو روکنے کے لئے ماسک ضروری ہے اور اللہ

---

[1] الرعد آیت ۲
[2] الرحمٰن آیت ۳۷

www.maktabah.org

ایک ایسی مملکت ہے جس کے لئے مالک کا ہونا ضروری ہے چنانچہ جس کی وجہ سے کوئی چیز رُک گئی وُہی اُس کا ماسک ہے اور جس کا وجود کسی سبب سے ہو وُہ سبب اُس کا مالک ہے۔

اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت کی تخلیق

جب میں نے سعیدوں اور شقیّوں کے حقائق کو عدم و وجود کے درمیان اُس کے قبضِ قُدرت یعنی حالتِ تخلیق کے وقت دیکھا تو جس کا انجام اچھا تھا اُس نے موافقت اور ہدایت حاصل کر لی تھی اور جس کا انجام بُرا تھا اُس نے گمراہی اور سرکشی کی راہ اختیار کر لی۔

سعید تخلیق تیزی سے وُجود کی طرف منتقل ہوئی اور شقی تخلیق وہیں کی وہیں جمی رہی یا واپس ہو گئی۔

لہٰذا اللہ تبارک و تعالےٰ نے اہلِ سعادت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

اُولٰٓئِکَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ [1]

یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے اُنہیں پہنچے۔

یہ اسی سُرعت کی طرف اشارا ہے اور اشقیاء کے حق میں فرمایا۔

فَثَبَّطَھُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ [2]

تو ان میں کاہلی بھر دی اور فرمایا گیا بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ

---

[1] المومنون آیت ۶۱ [2] التوبہ آیت ۴۶

www.maktabah.org

بیٹھ رہو۔"

اور یہ اُسی رجعت کی طرف اشارہ کیا ہے۔"

اپنی ذات کی معرفت اپنے اسم سے حاصل کرو

اگر اجساد پر یہ جھونکے نہ چلتے تو اِس عالم میں گمراہی اور ہدایت کا وجود نہ ہوتا حضور رسالتمآب پر اللہ کی رحمت ہو آپ نے اِسی سُرعت وجُود کی خبر ہمیں اِس حدیث میں دی ہے"

ان رحمۃ اللہ سبقت غضبہ (الحدیث)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی"

راوی نے اسی طرح یہ بات آپ سے منسوب کی ہے"

پھر اللہ سُبحانہ تعالیٰ نے اپنے اسماءِ حقّہ کی تعداد کے مطابق حقائق کو ظہور پذیر کیا اور ملائکۂ تسخیر کو اپنی مخلوق کی تعداد کے مطابق پیدا کیا"

اُس کے اپنے اسماء سے ہر حقیقت کے لئے ایک نام مقرر ہے جو اُس کی عبادت کرتا ہے وہ اِسے جانتا ہے"

ہر رازِ حقیقت کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرمایا جو اس کی خدمت کرتا ہے اور ہمیشہ اُس کے پاس رہتا ہے"

چُنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو اُسکے اِسم سے معلوم نہ کیا وہ اس کا مکلف نہ رہا اور اُس کے حکم سے خارج ہو کر منکرین میں شامل ہو گیا"

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن لوگوں کو ثابت قدم رکھا اُنھوں نے اُسکے اسم کو اپنا امام بنالیا اور اُس کے اور اپنے درمیان علامت کو مضبوط کرلیا تو وُہ ساجدین سے ہوگئے۔

اقطاب واوتاد کا ظہور

بعد ازاں اُس نے مصدرِ اوّل سے اقطاب کے انوار نکالے اور یہ سُورج تھے جو مقامات کے افلاک میں تسبیحیں پڑھتے تھے، پھر نجباء کے انوار نکالے تو یہ ستارے تھے جو کرامات کے افلاک پر تسبیحیں پڑھتے تھے۔

اور ارکان اربعہ کے لئے چار اوتاد ثابت کئے اور اُن کے ذریعہ جنوّں اور انسانوں کو محفوظ کردیا، اِن اوتاد نے زمین کے میلان و حرکات کو زائل کردیا تو زمین ساکن ہوکر پھولوں کے زیور سے آراستہ ہوگئی۔ اور نباتات کو پیدا کیا اور اپنی برکتیں ظاہر فرمائیں۔ چنانچہ مخلوق کی آنکھیں اِن خوبصورت مناظر سے لُطف اندوز ہونے لگیں، اِن کے مشام ان کی معطّر خوشبوؤں سے اور اُن کے حلق اُن کی خوشگوار لذّات سے بہرہ ور ہونے لگے۔

سات ابدال

پھر اُس نے سات ابدال بھیجے اور ایک حکیم و علیم کی حیثیت سے اُنہیں سات مملکتوں کا بادشاہ بنایا اور ہر بدل یعنی ہر ابدال کو ایک اقلیم عنایت فرمائی۔

www.maktabah.org

قطب کے لئے دو امام وزیر بنائے اور اُنہیں دو زمانوں پر امام بنا دیا جیسا کہ ابو حامد غزالی نے الامکان میں بیان کیا،

دیکھنے کی چیز

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس نے عیان کے لئے آپ کا جسدِ اطہر نمودار فرمایا اور راوی نے آپ سے روایت کی کہ ایک روز آپ نے اپنی مجلس میں فرمایا تھا،

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ وَلَا شَیْءَ مَعَہٗ بَلْ ھُوَ عَلٰی مَا عَلَیْہِ کَانَ

یعنی اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی بلکہ وُہ اسی پر تھا"

اور اِسی طرح آپ نے حقائقِ اکوان سے یہ تمام چیزیں بیان فرمائیں اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو"

اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں

پس یہ حقیقت جمیع حقائق پر زائد نہیں، سوائے اِس کے کہ یہ اکوان پر سابق ہے اور لواحق ہیں، کیونکہ جو کسی چیز کے ساتھ نہیں اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں اور جب دوسرے پر حقائق ظاہر ہوں گے تو اُس پر علم کے حکم میں ہونگے جب کہ حقیقت منزّہ اُس حکم میں نہیں"

پس حقائق اِس وقت حکم میں اِس طرح ہیں جس طرح علم ہمیں کہنا چاہیئے کہ حقائق موجود ہیں اور اُن کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی

www.maktabah.org

اور یہ اب بالکل اس طرح ہے جسطرح وہ اپنے معبود کے علم میں تھے"
جناب نے یہ جو خبر حق پر بیان کی ہے وہ تمام مخلوق کو شامل ہے چنانچہ! اسباب اور سبب کی تعداد کی زیادتی اس پر معترض نہیں ہو گی کیونکہ وہ اسماء وصفات کے وجود سے تم پر وارد ہو گا۔
نیز یہ کہ وہ معانی جن پر مختلف خبریں دلالت کرتی ہیں"

اگر ابتداء و انتہاء کے مابین کوئی سبب رابطہ اور کسب ضابطہ نہ ہوتا تو اُن دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے ذریعے سے نہ پہچان سکتا، اور یہ بات نہیں کہی جاسکتی ہے کہ پہلے کا حکم دوسرے کو ثابت کر رہا ہے"

اپنے نفس کی پہچان

چنانچہ بندے اور رب کے سوا اور کچھ نہیں اور یہ کافی ہے اس امر میں اُس شخص کے لئے جو عالم وجود میں اپنے نفس کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے"
کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خاتمہ بالکل سابقہ ہے اور یہ بات واجب وصادق ہے"
انسان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ جاہل اور اندھا بن کر ایسے اندھیروں میں چل رہا ہے جہاں نہ پانی ہے نہ سایہ"

عالم ترکیب کا درست تجزیہ

www.maktabah.org

سب سے درست چیز فلک محیط کا وجود اور عالم مرکب و بسیط

کا موجود ہونا ہے جس کا نام ھباء یعنی بکھرے ہوئے ذرّات ہے اور یہ خبر ہیں نے نبوّت سے سُنی ہے اور اِسے فہم کا ہُدہُد ملکِ سبا سے لایا ہے اور اس کے ساتھ زیادہ مُشابہت رکھنے والی چیز پانی اور ہوا ہے اگرچہ وُہ بالکل وُہی صُورت ہیں جو اُن پر ظاہر ہے چونکہ یہ فلکِ وجود کی اصل ہے لہٰذا اُس کے ظہور کے لئے حضرتِ جُود سے نُور کا اِسم مُتجلّی ہو رہا ہے“

اِس فلک نے اس نُور کو حاصل کر کے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صُورت قبول کر لی“

اب ایک صُورتِ مثلیہ ظاہر ہوگئی جس کے مشاہدات عینی ہیں اور مشارٌ الیہ غیبی ہے“

اِس کی جنت عدنیہ اور اس کے معارف قلبیہ ہیں“

ہر نتیجے کے دو مقدمے ہیں

اُس کے علُوم یمنی، اسرار مددی، ارواح نُوحی اور طینت انسانی ہے پس جس طرح آپ کے اِشارے کے مطابق اِس جمع میں آدم علیہ السلام ہمارے جسمانی باپ ہیں اِسی طرح آپؐ ہمارے رُوحانی باپ ہیں، اور عناصر کے لئے ماں بھی ہے اور باپ بھی، جیساکہ الھباء یعنی بکھرنے والے کی حقیقت کا اصل واحد کے ساتھ ہے، تو ایسا کوئی امر نہیں جو دو امروں سے نہ بنتا ہو اور نہ ہی ایسا نتیجہ ہے جس کے لئے دو مُقدّمے نہ ہوں“

کیا تیرا وجُود حق سُبحانہ تعالیٰ سے نہیں؟ اور اُس کا قادر ہونا

www.maktabah.org

یقینی ہے، تیرے احکام اُس کے عالم ہونے پر موقوف ہیں"
تیرا کسی دُوسری چیز کے باوجود کسی امر کے ساتھ مخصوص ہونا اس کا مزید مخصوص ہونے سے تجھ پر جائز ہے، پس یکتا ذات سے کسی معدوم کا وجود درست نہیں"
جب ثابت ہوا کہ اَین کہاں سے سمجھا جاسکتا ہے تو ضروری ہوگیا کہ کسی چیز کی ذات کسی وجہ سے عَین ہو، اور اس بات کو وہ شخص نہیں سمجھ سکتا جس کی آنکھ حقائق سے نابینا ہے"

آپؐ کی کسی حقیقت کو جان لینا

صفت اور موصوف کی معرفت میں اَین مصروف کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے ورنہ تو حضور رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اَین کا سوال کس طرح کر سکتا ہے اور مسئول سے ظرف کی فا کس طرح قبول کی جاسکتی ہے"
پھر اُس کے لئے خالص ایمان کی گواہی دینا اور تیری شہادت حقیقت ہے مجاز نہیں اور واجب ہے جواز اً نہیں"

اگر تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح کی حقیقت سے نہ سمجھتا تو تو اُس چیز کا قول کبھی قبول نہ کرتا جو آسمانوں کی پوری کائنات میں گونجی ہے"

مکرّمت جہان کی

www.maktabah.org

پھر جب اُس نے لطیف وکثیف عالم ایجاد کر لئے اور مملکت

کی بنیاد رکھ دی اور اعلیٰ مرتبہ تیار کر لیا تو سب سے پہلے دَورے میں خلیفہ کو اُتارا۔ اسی لئے اللہ سُبحانہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہماری مدّت سات ہزار سال بنائی، اس کے آخر میں ہم پر نیند اور اُنگھ کی حالت میں حالتِ فناء طاری ہو جائے گی اور پھر وُہ ایسے برزخ کی طرف مُنتقل ہو جائے گی جو تمام طرائق کا جامع ہے، اُس میں تمام مخلوقات پر طاری ہو جانے والے جمیع حقائق غلبہ حاصل کر لیتے ہیں، چنانچہ حکومت ارواح کی طرف پھر جاتی ہے اُس وقت چھ سَو پَروں والا طائر اُس کا خلیفہ ہوتا ہے اور صُورتیں ارواح کے تابع ہو جاتی ہیں، بعد ازاں اِنسان جس صُورت میں چاہتا ہے چلا جاتا ہے (پس) اُس کے لئے حقیقت قبروں سے اُٹھنے کے بعد دُرست ظاہر ہوتی ہے اور یہ امر جنت اور لطائف و احسان کے بازار پر مَوقُوف ہے۔"

ان اِشاروں کو دیکھیں

اللہ تبارک و تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے اُس امر کو دیکھیں جس کا میں نے زُمردہ بیضاء میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اشارا کیا جسے اللہ سُبحانہ نے پہلا باپ بنایا ہے پھر اُس نُورِ مُبین کی طرف دیکھیں جس نے ہمارا نام مسُلمان رکھا اور میں نے دُوسرے باپ کے نام سے اُس کی طرف اشارا کیا ہے۔"

پھر اُس جین (خالص چاندی) کی طرف دیکھیں جو اللہ تعالےٰ کے حُکم سے کوڑھی اور گنجے کو شفایاب کرتا تھا جیسا کہ نص کے ساتھ آیا ہے۔"

www.maktabah.org

أُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ

پھر اُس کے یاقوتِ نفس کی سُرخی کے جمال کو دیکھیں اِس سے میں نے اُس ذات کی طرف اشارا کیا ہے جسے حقیر پیسوں کے عوض فروخت کیا گیا تھا "

پھر ابریز کی سُرخی کی طرف دیکھیں اِس میں مَیں نے خلیفہ عزیز کی طرف اشارا کیا ہے "

پھر ظلمتوں میں یاقوتِ زرد کی روشنی ملاحظہ فرمائیں اس سے میں نے بذریعہ کلام فضیلت پانے والے کی طرف اشارا کیا ہے "

جو شخص اِن انوار کی طرف کوشش کرے گا وہ اُن اسرار کی طرف پہنچ جائے گا جو راستے تیرے لئے کھولے گئے ہیں "

جس نے اُس کا مرتبہ پہچان لیا اُسے مقامِ اولیٰ حاصل ہو گیا اور اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا کیونکہ وہ رب بھی ہے اور مربوب بھی، طالب بھی ہے اور مطلوب بھی "

انظر الی بدء الوجود و کن به	فطنا ترا الجود القديم المحدثا
والشئ مثـل الشئ الاانه	أبداه فی عين العوالم محدثا
ان أقسم الرائی بان وجوده	ازلا فبرّ صادق لن يحنثا
أو أقسم الرائی بانّ وجوده	عن فقده أحری وکان مثلثا

ابتدائے وجود کی طرف دیکھیں اور اسے سمجھنے کی کوشش

www.maktabah.org

ل عمران آیت ۴۹

کریں گے تو جُود و کرم کو قدیم اور مُحدَث پائیں گے"۔

اور شئے شَے کی مانند ہے مگر اسے جہانِ عوالم میں حادث بنا کر ظاہر کیا گیا ہے"۔

اگر مشاہدہ کرنے والا قسم اُٹھائے کہ اُس کا وجود ازلی ہے تو یہ قسم بالکل سچی بات ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی"۔

یا مشاہدہ کرنے والا قسم اُٹھائے کہ اُس کے گم ہونے سے اُس کا وجود زیادہ مناسب اور مُثلّث بن گیا ہے تو وُہ بھی سچ کہتا ہے"۔

پھر میں نے کئی اسرار ظاہر کئے اور خبریں بیان کیں جن کے ایراد کی فُرصت نہیں اور اکثر لوگ ایجادِ خلق کو نہیں سمجھتے اس لئے ان اُمور کو خوفِ طوالت سے مہیع کے سر پر موقوف چھوڑ دیا اس خوف سے کہ حکمت نامناسب جگہ پر نہ آجائے۔ "پھر میں خواب کے اِس مشہدِ اعلیٰ سے عالمِ سفلی کی طرف لوٹ آیا تو اِس حمد مقدّس کو کتاب کا خطبہ مقرر کیا اور اس کو اِس کا دیباچہ بنایا۔ پھر اِس کے بعد کے کلام میں ترتیب ابواب پر اس کی شرح کی اور تمام تعریف اللہ غنیُ وہاب کے لئے ہے پس اِس رسالہ کو اِسکے ساتھ لکھا اما بعد"۔

لما انتھی للکعبۃ الحسناء ... جسمی وحصل رتبۃ الامناء
وسعی وطاف وثم عند مقامھا ... صلی وأبتسہ من العتقاء
من قال ھذا الفعل فرض واجب ... ذاك المؤمّل خاتم النبآء
ورأی بھا الملأ الکریم وآدما ... قلبی فکان لھم من القرناء
ولآدم ولدا نقیا طائما ... ضخم الدسیعۃ أکرم الکرماء
والکل بالبیت المکرم طائف ... وقد اختفی فی الحلۃ السوداء
برخی ذلاذل بردہ لبریك فی ... ذاك التبختر نخوۃ الخیلا
وأتی علی الملأ الکریم مقدّم ... یمشی باضعف مشیۃ الزمناء

www.maktabah.org

والعبد بين يدى أبيه مطرق	فعل الاديب وجبرئيل ازائى
يبدى العالم والمناسك خدمة	لابى ليورثها الى الابناء
فعجبت منهم كيف قال جميعهم	بفساد والدنا وسفك دماء
اذ كان يحجبهم بظلمة طينه	عما حوته من سنا الاسماء
وبدا بنور ليس فيه غيره	لكنهم فيه من الشهداء
ان كان والدنا محلا جامعا	للاولياء محا وللاعداء
ورأى الموهبة والنوبرة جاءتا	كرها بغير هوى وغير صفاء
فبنقص ماقامت به أضداده	حكموا عليه بغلظة وبذاء
وأتى يقول أنا المسيح والذى	مازال عمدكم صباح مساء
وأنا المقدّس ذات نور جلالكم	وأتوا فى حق أبى بكل جفاء
لما رأوا جهة الشمال ولم يروا	منه يمين القبضة البيضاء
ورأوا نفوسهم عبيدا خشعا	ورأوه ربا طالب استيلاء
لحقيقة جمعت له اسماء من	خص الحبيب بليلة الاسراء
ورأوا منازعه اللعين بجنده	يرنو اليه بمقلة البغضاء
ربذات والدنا منافق ذاته	حظ العصاة وشهوتنا حوّاء
علموا بان الحرب حتما واقع	منه بغير تردّد واباء
فلذاك مانطقوا بما نطقوا به	فاعذرهم فهم من الصلحاء
فطروا على الخير الاعم جبلة	لايعرفون مواقع الشحناء
ومتى رأيت أبى وهم فى مجلس	كان الامام وهم من الخدماء
وأعاد فوقهم عليهم ربنا	عدلا فانزلهم الى الاعداء
خزانة الملأ الكريم عقوبة	لمقالهم فى أول الآباء
أوما ترى فى يوم بدر حوبهم	ونبينا فى نعمة ورخاء
بعريشه متقلقا متضرعا	لالهه فى نصرة الضعفاء
لما رأى هذى الحقائق كلها	معصومة قلبى من الاهواء
نادى فاسمع كل طالب حكمة	يطوى لها بشملة وجناء
طى الذى يرجو لقاء مراده	فيجوب كل مفازة بيداء
يارا حلا يقص المهامه قاصدا	نحوى ليلحق رتبة السمراء

www.maktabah.org

قل للذى تلفاه من شجرائى ... عنى مقالة أنصح النصحاء
واعلم بانك خاسر فى حبرة ... لما جهلت رسالتى وندائى
ان الذى مازلت أطلب شخصه ... ألفيته بالربوة الخضراء
البلدة الزهراء بلدة تونس ... الخضرة المزدانة الغراء
بمحله الاسنى المقدّس تربه ... بحلوله ذى القبلة الزوراء
فى عصبة مختصة مختارة ... من صفة النجباء والنقباء
يمشى بهم فى نور علم هداية ... من هديه بالسنة البيضاء
والله كم يتلى والمعارف تنجلى ... فيه من الامساء للامساء
بدر الاربعة وعشر لا يرى ... أبدا منوّر ليلة قمراء
وابن المرابط فيه واحد شانه ... جلت حقائقه عن الافشاء
و بنوه قد حفوا بعرش مكانه ... فهو الامام وهم من البدلاء
فكأنه وكأنهم فى مجلس ... بدر تحف به نجوم سماء
واذا أتاك بحكمة علوية ... فكانه ينبى عن العنقاء
فلزمته حتى اذا حلت به ... أنثى لها نجل من الغرباء
حبر من الاحبار عاشق نفسه ... سر المجانة سيد الظرفاء
من عصبة النظار والفقهاء ... لكنه فيهم من الفضلاء
دافى وعنادى للتنفل نية ... فى كل وقت من دجى وضحاء
فتركته ورحلت عنه وعنده ... متى تغير غيرة الادباء
وبدا يخاطبنى بانك خنتنى ... فى عترتى وصحابنى القدماء
وأخذت تائبتا الذى قامت به ... دارى ولم تخبر به سجرائى
والله يعلم نيتى وطويتى ... فى أمر تائبه وصدق وفائى
فانا على العهد القديم ملازم ... فوداده صاف من الاقذاء
ومتى وقعت على مفتش حكمة ... مستورة فى النخبة الحورا
متحير متشوّف كلناله ... ياطالب الاسرار فى الاسراء
أسرع فقد ظفرت يداك بجامع ... لحقائق الاموات والاحياء
نظر الوجود فكان تحت نعاله ... من مستواه الى قرار الماء
مافوقه من غاية يغشوها ... الا هو فهو مصرف الاشياء

www.maktabah.org

لبس الوداء تنزها وازاره … لما أراد تكوّن الانشاء
فاذا أراد تمتعا بوجوده … من غير ما نظر الى الرقباء
شال الرداء فلم يكن متكبرا … وازار تعظيم على القرناء
فبدا وجود لا تقيده لنا … صفة ولا اسم من الاسماء
ان قيل من هذا ومن تعني به … قلنا المحقق آمر الامراء
شمس الحقيقة قطبها وامامها … سر العباد وعالم العلماء
عبد تسوّد وجهه من همه … نور البصائر خاتم الخلفاء
سهل الخلائق طيب عذب الجنى … غوث الخلائق أرحم الرحماء
جلت صفات جلاله وجماله … وبهاء عزته عن النظراء
يمضي المشيئة في البنان مقسما … بين العبيد الصم والأجراء
مازال سائس أمة كانت به … محفوظة الانحاء والارجاء
شرى اذا نازعته في ملكه … أرى اذا ماجئته لحباء
صلب ولكن لين لعفاته … كالماء يجري من صفا صماء
يغني ويفقر من يشاء فامره … محيي الولاة ومهلك الاعداء
لا انس اذ قال الامام مقالة … عنها يقصر أخطب الخطباء
كا بناو رداء وصلى جامع … لذواتنا فأنا بحيث ردائي
فانظر الى السر المكتم درة … مجلوة في اللجة العمياء
حتى يحار الخلق في تكييفها … عينا كخبرة عودة الايداء
عجبا لها لم تخفها اصدافها … الشمس تنفي حندس الظلماء
فاذا أتى بالسر عبد هكذا … قيل اكتبوا عبدي من الامناء
ان كان يبدي السر مستورا فما … تدري به أرضي فكيف سمائي
لما أتيت ببعض وصف جلاله … اذ كان عيني واقفا بحذائي
قالوا لقد الحقته بالهنا … في الذات والاوصاف والاسماء
فبأي معنى تعرف الحق الذي … سواك خلقا في دجى الاحشاء
قلنا صدقت وهل عرفت محققا … من موجد الكون الاعم سوائي
فاذا مسحت فانما بي على … نفسي فنفسي عين ذات ثنائي
لحقائنا من أجله وظهورنا … من أجلنا فسناه عين ضيائي
ثم التفت بالعكس رمز اثانيا … جلت عوارفه عن الاحصاء

www.maktabah.org

واذا اردت تعرفا بوجوده — قسمت ماعندى على الغرماء
وعدمت من عيني فكان وجوده — فظهوره وقف على اخفائى
جل الاله الحق أن يبدو لنا — فردا وعيني ظاهر وبقائى
لوكان ذاك لكان فردا طالبا — متجسسا متجسسا لتنائى
هذا محال فليصح وجوده — فى غيبتى عن عينه وفنائى
فمتى ظهرت اليكم أخفيته — اخفاء عين الشمس فى الأنواء
فالناظرون يرون نصب عيونهم — سحبا تصرفها يد الاهواء
والشمس خلف الغيم تبدى نورها — للسحب والابصار فى الظلماء
فيقول قد بخلت على وانها — مشغولة بتحلل الاجزاء
لتجود بالمطر الغزير على الثرى — من غير مانصب ولا اعياء
وكذاك عند شروقها فى نورها — تمحو طوالع نجم كل سماء
فاذا مضت بعد الغروب بساعة — ظهرت لعينك أنجم الجوزاء
هذا لميتها وذاك لحيها — فى ذاتها وتقول حسن رآء
خفاؤه من أجلنا وظهوره — من أجله والومض فى الافياء
فكأننا سيان فى آعياننا — كصفا الزجاجة فى صفا الصهباء
فالعلم يشهد مخلصين تألفا — والعين تعطى واحدا للرائى
فالروح ملتذ بمبدع ذاته — وبذاته من جانب الاكفاء
والحس ملتذ برؤية ربه * — فان عن الاحساس بالنعماء
فالله أكبر والكبير ردائى — والنور بدرى والضياء ذكائى
والشرق غربى والمغارب مشرقى — والبعد قربى والدنو تنائى
والنار غيبى والجنان شهادتى — وحقائق الخلق الجديد امائى
فاذا أردت تنزها فى روضتى — أبصرت كل الخلق فى مرآئى
واذا انصرفت أنا الامام وليس لى — أحد أخلفه يكون ورائى
فالحمد لله الذى أنا جامع — لحقائق المنشى والانشاء *
هذا قريضى منبئ بعجائب — ضاقت مسالكها على الفصحاء
فاشكر معى عبد العزيز الهنا — ولتشكروا أيضا الى العذراء
شرعا فان الله قال اشكر لنا — ولوالديك وأنت عين قضائى

www.maktabah.org

جب میرا جسم حسین و جمیل کعبہ تک جا پہنچا اور امین لوگوں کا رتبہ حاصل کر لیا"

اور سعی و طواف کے بعد مقام خاص پر نماز پڑھی اور اپنے آپ کو کعبہ کے مقدس لوگوں میں سے ثابت کیا"

جس شخص نے کہا تھا کہ یہ فعل فرض اور واجب ہے وہ امید وار تمام خبروں کا خاتم ہے"

وہاں پر میں نے ملاء اعلیٰ کو دیکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا"

وہاں پر حضرت آدم علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی دیکھا جو بڑے بڑے کریموں میں سے اکرم، وسیع بخشش کا مالک صاحب تقویٰ اور فرماں بردار تھا"

یہ سب لوگ سیاہ پوش تھے اور بیت مکرم میں سرگرم طواف تھے"

یہ لوگ رداؤں کے پلو اس طرح لٹکائے ہوئے چل رہے تھے کہ ان کے ناز و انداز میں اہل فخر و غرور کی نخوت پائی جاتی تھی"

اور میرے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام بزرگ ملائکہ کے آگے آگے کمزور رفتار سے آہستہ آہستہ چل رہے تھے"

اور بندہ یعنی ابن العربی مؤدب شخص کی طرح خمیدہ گردن اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا اور جبریلؑ میرے سامنے تھے"

اپنے باپ کی خدمت کے لئے میں نے ہاتھ میں معالم و مناسک لے رکھے تھے تاکہ وہ اپنے بیٹوں کے سپرد کر سکیں"

www.maktabah.org

مجھے اپنے باپ کا یہ جاہ و جلال دیکھ کر تمام فرشتوں پر، تعجب

ہوا کہ انہوں نے اس پر زمین میں فساد کرنے اور خون بہانے کا الزام کیسے لگایا تھا،

جب کہ وہ اپنی طین کی ظلمت کے باوجود اُس چیز کو چھپا رہا تھا جو اُن پر اسماء کی روشنی میں چھا گئی تھی"

اُس نے اب نور ظاہر کیا جس میں اُس کے سوا کوئی نہ تھا لیکن وہ لوگ اُس کے مشاہدین تھے"

جب کہ ہمارے والدِ گرامی اپنے دوستوں اور دشمنوں کو جمع کرنے والے مقام پر تھے"

اُس نے مویہہ اور نوبرہ کو دیکھا وہ بغیر خواہش اور دوستی کے مجبوراً ہمارے سامنے آگیا تھا"

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر، ایسی چیز سے اُٹھا تھا جس میں مختلف اضداد قائم تھیں" اِسلئے" انہوں نے اس کی سختی کا الزام دیا"

اور کہا! ہم صبح شام تیری تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں"

اور کہا! ہم آپ کے نورِ جلال سے پاکیزہ ہیں اور میرے باپ کے بارے میں ہر قسم کی سختی کا اظہار کیا"

فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب کو دیکھا اور دائیں طرف کو نہ دیکھا جو روشن اور منوّر تھی، یعنی تاریک پہلو دیکھا اور روشن پہلو سے صرف نظر کی"

اب فرشتوں نے خود کو غلام اور عاجز محسوس کیا اور حضرت آدم

www.maktabah.org

علیہ السلام کو مالک اور آقا تصوّر کیا جو اُن پر تسلّط اور غلبہ حاصل کرنا چاہتا تھا،

کیونکہ جس نے اپنے محبوب "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کو شب اسریٰ کے لئے مخصوص فرمایا تھا اُس نے حضرت آدم علیہ السلام میں تمام اُسماء کو جمع فرما دیا تھا،

اور فرشتوں نے شیطان لعین کا جھگڑا دیکھا جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف خشمگیں اور غضبناک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا،

اُس کی ہمارے والد کے ساتھ منافقت عصات و خواہشاتِ حواء کی "صورت میں ظاہر ہوئی،

فرشتوں نے جان لیا تھا کہ شیطان اور حضرت آدم علیہ السلام کی جنگ ناگزیر ہے اِس میں اِشتباہ و انکار کی گنجائش نہیں،

اُنہوں نے جو کہا اِس وجہ سے کہا تھا اِس لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے اُن کو معاف فرما دیا اور وہ صالحین میں شامل ہو گئے،

چونکہ فرشتوں کی فطرت و جبلّت خیر پر اُستوار کی گئی ہے اس لئے وُہ دشمنی اور عداوت کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے،

اب میں دیکھ رہا تھا کہ فرشتے اور میرے والدِ گرامی ایک ہی مجلس میں جلوہ افروز ہیں جب کہ میرے والد سردار اور ملائکہ اُن کے خادم تھے،

گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے اعتراض کا اِعادہ بصورتِ عدل کر دیا اور "اُن کو خادم بنا کر، بمنزلہ اِعلاءِ قرار دیا تھا،

گویا فرشتوں کو پہلے دن کے اعتراض کی سزا کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت پر مامور کیا گیا تھا،

www.maktabah.org

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بدر کے دن حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محوِ استراحت تھے اور فرشتے اُن کی جگہ جنگ لڑ رہے تھے،
آپؐ اپنے عریشہ میں خشوع و خضوع اور تضرّع کے ساتھ کمزور اور بے بس لوگوں کے لئے "اللہ تعالیٰ سے" نصرت طلب کر رہے تھے،
جب میں نے یہ تمام حقائق ملاحظہ کئے تو میرا دل ہر قسم کے تصوّارت و تخلیّات سے پاک ہوگیا،
وُہ زور سے پُکارا تو اُس کی طرف جوش و خروش سے سفر کرنے والے ہر طالب حکمت نے سُن لیا،
جو اپنی مُراد حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے گھنے جنگلوں کی مسافتیں طے کرتا ہے اُس نے بھی سُن لیا،
(وُہ آواز یہ تھی) اے وُہ مسافر! جو میرے ہم نشینوں میں شامل ہونے کے لئے گھنے جنگلوں اور وادیوں کو عبُور کر کے میری طرف آرہا ہے،
تو میرے نیاز مندوں میں سے جس کسی کو ملے اُسے میری بات بتادے جو انتہائی نصیحت آموز ہے،
اُس کو یہ بتادے کہ اگر تجھے میرا پیغام اور میری آواز معلوم نہیں تو تو انتہائی خسارے اور حیرت کا شکار ہے،
میں جس شخص کی تلاش و جستجو میں مدّتوں سرگرداں رہا اُسے میں نے ایک سرسبز و شاداب ٹیلے پر پالیا،
یہ شاداب و سرسبز زمین اور چمکتا ہوا علاقہ تونس ہے،

www.maktabah.org

اس کے بزرگ ترین مقام پر جس کی مٹی بھی مقدس ہے اور جو ایک بابرکت قبلہ کا حامل ہے"۔

ایک خاص قطعۂ زمین پر جو مخصوص اور پسندیدہ ہے اور اس کے باشندے نجیب الاصل اور شریف ہیں"۔

وُہ اِن لوگوں کے ساتھ نورِ ہدایت کا علم لیکر چلتا ہے جو اُسے سُنتِ بیضاء سے حاصل ہُوا"۔

اور اُس کا ذِکر وردِ زبان رہتا ہے جس سے صُبح شام ہر وقت معارف تجلّی پذیر ہوتے ہیں"۔

وُہ چودھویں کا چاند ہے جو ہمیشہ روشن چاند کی طرح رات کو منوّر کرتا ہے"۔

وُہ اُس شخص کا بیٹا ہے جس کی شان یکتا ہے اور جس کے حقائق اظہار سے بلند ہیں"۔

اُس کے عالی قدر بیٹے اُس کے جاہ وجلال کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں وُہ خود امام ہے اور اُس کے بیٹے ابدال ہیں"۔

گویا وُہ خود چودھویں کا چاند ہے اور اُس کے بیٹے آسمان کے ستارے ہیں جنھوں نے اُسے گھیرا ہُوا ہے"۔

جب وُہ کوئی آسمانی بلند حکمت بیان کرتا ہے تو گویا وہ عالمِ عنقاء سے خبریں لاتا ہے"۔

میں اُن کی ملازمت میں تھا کہ ایک بزرگ خاتون باہر سے آکر اُن کے پاس آکر قیام پذیر ہو گئیں"۔

وُہ احباب میں سے ایک دانا، اپنی ذات کے عاشق، مجانت

www.maktabah.org

کے راز، داناؤں کے سردار"

گروہِ محققین و فقہا کے فردِ فرید مگر اُن سب سے زیادہ فاضل شخصیت کے حامل تھے،

میں اُن کے پاس صُبح شام رہ کر اُنکے قرب کا فیضان حاصل کرتا رہا"

بعد ازاں میں اُنہیں چھوڑ کر اُن سے رُخصت ہونے لگا تو اُنہیں اِس بات کا شدید دُکھ ہُوا جیسے ایک ادیب کو ہوتا ہے"

اُنہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا! میرے خاندان اور پرانے دوستوں میں سے تُو نے مجھ سے خیانت کی ہے"

تو نے ہمارے تائب کو اخذ کیا جس سے میرا گھر قائم تھا اور اُس سے تُو نے میرے ساتھیوں کو بے خبر رکھا"

اُن کے تائب اور میری وفاء کی سچائی کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ میری نیت اور حالت کو خُوب جانتا ہے"

میں تو اَب بھی اپنے پُرانے عہد پر قائم ہُوں اور میرے دِل میں اُن کی محبت ہر قسم کی کدورت سے پاک صاف ہے"

جب میرا واسطہ کسی ایسے شخص سے پڑا جو حکمت کی کسی بات کو انتہائی دقیق اور سنگلاخ وادیوں میں تلاش کرتا ہے تو میں حیرت کا شکار ہو جاتا ہُوں"

میں اُسے کہتا ہُوں، اے طالب اسرار! جلدی کر لے تُو ایسے شخص کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے جو زندہ اور مُردہ دونوں طبقوں کے حقائق کو جانتا ہے"

جب مَیں نے وجودِ کائنات کو دیکھا تو اپنے مقام سے لیکر پانی کی

www.maktabah.org

تہہ تک اُس کے قدموں میں تھا۔

سوائے اُس کی ذات کے اُس کے اُوپر کوئی غایت نہیں جس کا وُہ قصد کرے کیونکہ وُہ اشیاء میں ہر قسم کا تصرّف کر سکتا ہے۔

جب اُس نے عالمِ تکوین کی پیدائش کا ارادہ فرمایا تو پاکیزگی کی چادر اوڑھ لی اور ازار سنبھال لیا۔

پس جب اپنے وُجود سے تمتّع کا عزم کیا تو بغیر اپنے رقیبوں کی طرف غور و خوض کرنے کے تھا۔

اُس کا ازار و رداء کو پاؤں کے نیچے تک گرانا اپنے ساتھیوں پر بڑائی اور بلندی ثابت کرنے کے لئے نہیں تھا۔

ان اُمور کے بعد ہمارے سامنے ایک ایسا وُجود نمودار ہُوا جس کا احاطہ نہ کوئی اسم کر سکتا ہے اور نہ کوئی صفت اُس پر محیط ہو سکتی ہے، یعنی اُس کے لئے کسی اسم و صفت کا تعیّن مُمکن نہیں۔

اگر کوئی سوال کرے کہ وُہ کون ہے جس کی تو مدح و ثناء بیان کرتا ہے تو میں کہوں گا! میرے ممدوح امیر الامراء مُحقّق ہیں۔

وُہ جو حقیقت کے درخشاں سُورج اور قُطب دا امام ہیں، وُہ جو سیّد العباد اور عالم العلماء ہیں۔

وُہ ایسے عبد ہیں جن پر اُن کی سرداری کے آثار نمایاں ہیں، وُہ آنکھوں کے نور اور خاتم الخلفاء ہیں۔

وُہ پاکیزہ اور عمدہ سے اخلاق کے مالک، شیریں مقال، مخلوقِ خدا کی پناہ گاہ اور رحم و کرم والوں کے سردار ہیں۔

اُن کے جلال و جمال کی صفات اور عزت و عظمت کی قدر و قیمت

www.maktabah.org

عام دیکھنے والوں کی نظر سے بلند تر ہے۔

وُہ مستقل طور پر ایک قوم کے سردار ہیں جسکا ہر پہلو اور ہر گوشہ اُن کی وجہ سے محفوظ و مصئون ہے۔

اگر تو اُن کے مُلک کے بارے اُن سے لڑائی جھگڑا کرے گا تو اُنہیں سخت دِل اور سخت مزاج پائے گا لیکن اگر تو اُن کے پاس کسی مطلب کے حصُول کے لئے جائے گا تو اُنہیں نہایت نرم دِل پائے گا۔

وُہ سخت ہیں لیکن اپنے نیاز مندوں کے لئے نرم ہیں جیسے پانی سخت پتھر سے جاری ہو کر جسے چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقیر بنا دیتا ہے۔

اُن کا امر دوستوں کو زندگی دیتا ہے اور دشمنوں کو ہلاکت آشنا کر دیتا ہے۔

وُہ امام جب کوئی حُکم دے دیں تو بڑے سے بڑا خطیب بھی اُس کو بجالانے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔

وُہ ہمارے ساتھ چادر اوڑھے ہُوئے جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور ہماری ذوات کے لئے چادر کی حیثیت سے ہیں۔

پس اُس پوشیدہ بھید کی طرف دیکھ جو ایسے موتی کی طرح ہے جو گہرے دریا میں جلوہ افروز ہو۔

یہاں تک کہ اُس کے صوُرت پذیر ہونے پر لوگ حیرت زدہ ہو جائیں، جیسے اُس شخص کی حیرت جو جہاں سے چلا ہو وہیں واپس آ جائے۔

تعجب ہے کہ اُس موتی کو اُس کے صدف نے بھی نہیں چھپایا

www.mahdiabh.org

"کیونکہ سورج سخت اندھیری رات کی تاریکیوں کو ختم کر دیتا ہے"۔

ایسے ہی اگر کوئی بندہ کسی راز کو ظاہر کرتا ہے تو اُسکے بارے میں کہا جاتا ہے اسے میرے امینوں میں لکھ لو"۔

اگر وُہ کسی پوشیدہ بھید کو کھولتا ہے تو اُسے زمین و آسمان بھی نہیں جان سکتے"۔

اگرچہ میری زبان کی لکنت میرے بیان میں حائل تھی یعنی میں بیان کرنے سے عاجز تھا پھر بھی میں نے اُس کے چند اوصاف بیان کر دیئے ہیں"

لوگوں نے کہا! تُونے اُسے ذات، اسماء اور صفات میں ہمارے معبود سے ملا دیا ہے اب تو حق تعالیٰ کی تعریف کیسے کرے گا جس نے تجھے عمدہ طریقے پر پیدا فرمایا اور پیٹ کی تاریکیوں میں تیری تخلیق کی تکمیل فرمائی، (یا یہ کہ تو حق کو کیسے پہچانتا ہے جس نے تیری تخلیق انتڑیوں کے اندھیروں میں مکمل فرمائی)

ہم نے کہا! تُونے سچ کہا! کیا تُونے میرے اُمّم کے سوا کائنات کے مُوجد سے تحقیقی معرفت حاصل کر لی ہے"۔

تو بیشک جب تونے تعریف بیان کی تو وُہ دُوسرے پر میری ذات ہے تو میری ذات کی عین دُوسری ذات ہے"۔

جب تُو اُس کے وجود کی معرفت چاہے گا جو میرے نزدیک ہے تو اُسے غُرباء پر تقسیم کرنا ہو گا"۔

پس جو میری عین سے عدم ہے وُہ اُس کا وجود ہے پس اُس کا ظہور میرے اِخفاء پر موقوف ہے"۔

www.maktabah.org

وُہ ظاہر ہے مگر اپنے حق کے لئے ہمارے لئے اکیلا ظاہر ہے اور

میری عین ظاہر اور میری بقاء ہے"

اگر وُہ اکیلے طالب کی جُستجو کرتا تھا تو وُہ دوسرے کے لئے مُتجسّس تھا"

یہ محال ہے اور میرے اِخفاء وفناء میں اُسکی عین سے اُس کا وجُود درست ہے"

پس تمہاری طرف اُسکا اِخفا کب ظاہر ہے سُورج کی ذات کا اخفاء انوار میں ہے"

ناظرین کا اپنے عیون نصیب کا بادل دیکھنے میں خواہش کے ہاتھ کا تصرف ہے"

ابر آلود آسمان کے پیچھے بادل کے لئے آفتاب کا نور ظاہر ہوتا ہے

اور ابصار اندھیرے میں ہیں"

پس کہتے ہیں کہ بے شک وُہ خلوت میں ہے اور وہ تحلیلِ اجزاء کے

ساتھ مشغول ہے"

تجرّد کے لئے زمین پر بارش برسنے کے ساتھ دُوسرے کے

لئے نہ نصب ہے اور نہ اعیاء ہے"

جیسا کہ آفتاب کے طلوع کے وقت اُس کی روشنی میں آسمان

کے تمام چمکتے ہوئے ستارے محو ہو جاتے ہیں"

پس جب غروبِ آفتاب کے بعد ایک ساعت گذرتی ہے تو

تیری آنکھ کے لئے ستارے آسمانی بُرج میں ظاہر ہو جاتے ہیں"

مُردہ اور زندہ دونوں کے لئے یہ امر اُس کی ذات میں ہے اور

کیا خُوب دیکھا ہے"

پس اُس کا اخفاء ہم سے ظاہر ہے اور اُس کا ظہُور اُس سے

اور اُخفیاء میں رمز ہے"

www.maktabah.org

ہمارا اِخفاء اِس کی وجہ سے ہے اور ہمارا ظہور روشنی ہماری وجہ سے ہے چنانچہ اس کی روشنی ہماری عین ہے۔"

پھر میں نے اِس کے بالعکس دُوسری رمز کی طرف توجہ دی تو معلوم ہوا کہ اُس کے معارف حدو شمار سے باہر ہیں۔"

گویا کہ اَعیان کے سلسلہ میں ہم دونوں برابر ہیں جس طرح مصفا شیشے میں مصفا شراب برابر ہے۔"

عِلم تالّف کے اخلاص کی گواہی دیتا ہے اور آنکھ مشاہدین کو صرف واحد اکو پیش کرتی ہے۔"

چنانچہ رُوح اپنے پیدا کرنے والے سے اور اپنے ہمجنسوں کو چھوڑ کر اپنی ذات سے لذّت پذیر ہوتی ہے۔"

اور حِسّ بھی اپنے رب تعالیٰ کی رؤیت سے لذت حاصل کرتی ہے اور نعمتوں کے احساس سے فنا پذیر ہے۔"

پس اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور اُس کی کبریائی میری رداء ہے اور نُور میرا بدر ہے اور ضیاء میری ذکا ہے۔"

مشرق میرا مغرب اور مغرب میرا مشرق ہے بُعد میرا قُرب اور قُرب میرا بُعد ہے۔"

آگ میرا غیب ہے اور جنت میرا شہود ہے، خلقِ جدید کے حقائق میرے غلام ہیں۔"

جب تُو میرے گلستان میں سیر و تفریح کرنا چاہے گا تو میرے اندر تمام مخلوق کو موجُود پائے گا۔"

جب میں اِمامت سے منہ موڑ لوں گا تو ایسا کوئی شخص نہیں

www.maktabah.org

ہوگا جو میرے بعد میری خلافت کو سنبھال سکے۔"

الحمدللہ کہ میں پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والوں دونوں کے حقائق کا جامع ہوں"

میرے یہ اشعار عجائب و غرائب کا مظہر ہیں جنہوں نے بڑے بڑے فُصحاء اور بُلغاء کا ناطقہ بند کر دیا ہے"

اَے عبدالعزیز! ہم دونوں مِل کر اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کریں اور اِس کے ساتھ ہی عذراؑ کا بھی شکریہ ادا کریں"

کیونکہ شرعی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہی حُکم ہے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کریں اور یہی اُس کا فیصلہ ہے"

اشعار کا ترجمہ تمام ہوا

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ کی اُس حمد کے بعد جس حمد سے کسی اور کی حمد نہیں کی جاسکتی اور اُس ذاتِ اقدس پر تمام صلواۃ وسلام کے بعد جسے وہ سیر کرانے کے لئے اپنے اِستوا پر لے گیا "

اَے عقلمند ادیب، دوست، حبیب! جان لے کے جب حکیم اپنے ساتھی سے بچھڑ جائے اور دونوں کے درمیان گردش زمانہ حائل ہو جائے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وُہ اپنے دوست کو اُن تمام باتوں سے آگاہ کرے جو اُس نے اُس سے علیحدگی کے دوران حاصل کی ہوں اور اُس کی عدم موجودگی میں حاصل ہونے والے سامانِ حکمت کے بارے میں بتائے، تاکہ اُس کے دوست کو اُن لطائف و معارف اور حکمتوں کے ملنے سے خوشی حاصل ہو جو خدائے محسن و رحیم نے اُسے عطا کئے اور جو کلمات اُسے سکھائے ہیں اور یُوں معلوم ہو کہ اُس کا دوست اُس سے الگ ہُوا ہی نہیں اِس لئے کہ اُس کا دوست اُس کی کچھ باتیں سُن چکا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے دوست کو باقی رکھے ایسی صورت میں یہ سب کچھ بتانا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے جب اُس کے دوست کے دِل میں دوستی کا خلوص مکدّر ہو چکا ہو اور انقباض پیدا ہو گیا ہو "

بہرکیف! اُس کے دوست نے اُس سے تنقید کی آنکھیں بند کر لی ہیں اور دوست کے بارے میں اُسے اچھا عقیدہ حاصل ہو گیا ہے، کیونکہ تیرے بارے میں وُہی شخص اہتمام کرے گا جو تیرے متعلق سوال کر سکتا ہے "

پس اللہ تعالیٰ دوست کو دوام بخشے اُسے مبارک ہو کہ قلب سلامت

www.maktabah.org

ہے اور پہلو میں اُس کی محبت قائم و دائم ہے"

اللہ تعالیٰ اُسے باقی رکھے وُہ جانتا ہے کہ اُس کی محبت غرض و غایت اور خواہشات پر مبنی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور بغیر کسی عِلّت کے قدیمی طور پر اُس کے دِل میں موجود ہے، جس میں نہ تو اِضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی وُہ کم ہوتی ہے، نہ کسی جزا کی تمنا ہے نہ سزا سے بچنے کی خواہش"

اللہ تعالیٰ میرے دوست کی حفاظت فرمائے میں نے پہلی مرتبہ اُن کی طرف ۵۹۰ھ میں سفر کیا تھا، جب کہ اُن کا میری طرف عدمِ التفات تھا اور وُہ میرے مقاصد و مذاہب پر چلنے سے مُتنفر تھے۔

کیونکہ وُہ اِس میں نقص دیکھتے تھے خُدا اُن سے راضی ہو اور میں اُنہیں اِس میں معذور پاتا تھا،

وُہ جو کچھ بھی سمجھتے تھے وُہ میرے ظاہری حال اور بیرونی احوال کے مشاہدہ سے تھا، کیونکہ مجھ پر جو حالت طاری تھی وُہ میں نے اُن سے اور اُن کے بیٹوں سے چھپا رکھی تھی اور اُن پر اپنی بدحالی اور شرِحِس کا اظہار کیا کرتا تھا،

بسا اوقات میں اُن کو خبردار کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ظاہر بھی کر دیتا تھا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اُن میں سے کوئی ایک بھی مجھے اچھی نظروں سے دیکھے"

ایک دِن وُہ دوست مجلس میں صدر نشین تھے تو میں نے اُن کے گوشِ سماعت کو کھٹکھٹانے کیلئے یہ شعر پڑھے،

www.maktabah.org

انا القرآن والسبع المثانی | وروح الروح لا روح الاوانی
فؤادی عند معلومی مقیم | یشاھدہ وعند کم لسانی
فلا تنظر بطرفك نحو جسمی | وعدّ عن التنعم بالمغانی
وغص فی بحر ذات الذات تبصر | عجائب ما تبدّت للعیان
واسرارا تراءت مبھمات | مسترۃ بأرواح المعانی

میں قرآن اور سبع مثانی ہوں، میں رُوحوں کی رُوح ہوں جسموں کی رُوح نہیں۔"

میرا دِل میرے معلوم کے پاس اقامت گزین ہے اور اُس کا مشاہدہ کرتا ہے تمہارے پاس میری زبان ہے۔"

تُو اپنی نظر سے میرے جسم کو نہ دیکھ اور مغانی سے نِعمت حاصل کرنے سے گریز کر۔"

تُو ذات کی ذات کے سمندر میں غوطہ زن ہوگا تو ایسے عجائبات دیکھے گا جو واضح طور پر ظاہر ہونگے۔"

اور ایسے اسرار بھی دیکھے گا جو مُبہم نظر آتے ہیں اور معانی کی رُوحوں میں پوشیدہ ہیں۔"

خُدا کی قسم جب میں نے اِس قطعہ سے ایک شعر پڑھا تو مجھے معلوم ہوا جیسے میں کسی میّت کو سُنا رہا ہوں اور اِس کا باعث وہ حکمت تھی جس کی رضا مجھے مطلوب تھی اور نفس یعقوب میں ایک حاجت تھی جو اُس نے پُوری کر لی۔"

مجھے اِس اجتماع مکرّم میں اُن کے کلیم ظاہر اور مقدّم ابُو عبداللہ بن مرابط نے محسُوس کیا لیکن یہ احساس کامل نہیں تھا بلکہ اِس میں قدرے

www.maktaban.org

شک و اشتباہ بھی شامل تھا، البتہ شیخ مُسّن مرحوم جراح کے سامنے میں پُوری طرح کُھل گیا تھا، میں اُس کے پاس موجود رہا اور حضرتِ دوست کی مفارقت کے بعد اُسے نہیں چھوڑا "

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ذکر اور اُس کے اپنے احوال پر شکر کرنے کے لئے اُسے باقی رکھے اور اُس نُطق کو بھی قائم رکھے جو اُس کے مناقب بیان کرتا ہے اور اُس کے آداب کا عاشق ہے "

میں نے جب کبھی اُس دوست کے بارے کتابوں میں تحریر کیا تو سواروں کے ذریعہ مُختلف شہروں میں اُس کی شہرت ہو گئی اور دوست بھی اِس امر سے واقف ہو گیا "

یقیناً اُس سبب کے اِقتضاء سے قبل میری محبت جلد یا بدیر اُس پر ثابت ہو گئی "

تاہم وُہ اِسے اپنی ذات میں قائم بھی رکھتا ہے اور چھوڑ بھی دیتا ہے "

اللہ تعالیٰ میرے دوست کو اپنا دوست بنائے رکھے اس واقعہ کے کئی سال بعد اُس کے مکان پر اُس سے مُلاقات ہوئی تو چند یوم کے علاوہ نو۹ ماہ کا عرصہ عیش و راحت اور رُوح و بدن کی مُسرتوں کے ساتھ اُس کے پاس گذارا اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے دوست کے لئے خلوص و سماحت کی کوشش کی ۔

وُہ میرا بھی رفیق تھا اور اُس کا بھی رفیق تھا اور ہم دونوں کا دوست ابو عبداللہ بن مرابط تھا جو ایک عقلمند بزرگ، محصل و ضابط غیور النفس، پسندیدہ کردار و عادات اور پاکیزہ اعمال کا مالک اور ہمیشہ تسبیح و تلاوت قرآن میں وقت گذارنے والا شخص تھا۔

www.maktabah.org

اور میرا دوست عبداللہ بدرحبشی تھا خدا اُسے گہن سے بچائے وہ خالص ضیاء اور نورِ محض تھا، وہ ہمیشہ پوشیدہ اور اعلانیہ ذکرِ خدا میں مشغول رہنے والا، میدانِ معاملات کا پہلوان، صاحبِ منازل، ورُودِ منازلات سے واقف، اپنے حال میں منصف، حق و باطل میں تفریق کرنے والا، اپنے اہل کا حق پہچان کر اُسے ادا کرنے والا، حق لینے والوں سے مخالفت کی بجائے موافقت کرنے والا تھا، اُس نے درجۂ امتیاز حاصل کر لیا تھا اور وہ کٹھالی میں گلایا جانے کے بعد خالص سونا بن کر نمُودار ہوا تھا، اُس کا کلام حق اور اُس کا وعدہ سچا تھا، پس ہم چار ارکان تھے اِن پر پورا جہان اور انسان قائم تھے، پھر وہاں پیدا ہونے والے چند حالات کی بنا پر ہم چاروں الگ الگ ہو گئے اور اب تک اِسی حالت پر قائم ہیں

چنانچہ میں نے حج اور عمرہ کی نیت کی اور تیزی کے ساتھ اِس مجلس کریم کی طرف چل پڑا۔ اور اُم القریٰ میں پہنچ کر اپنے خلیل علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہُوا جس نے میزبانی کو سُنت کا درجہ دیا، پھر میں نے صخرہ اور اقصیٰ میں نماز ادا کی پھر اپنے اور اولادِ آدم کے سردار دیوانِ احاطہ واحصاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا،

بعد ازاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ معارف کے اُن فنون کو اپنے دوست کی خدمت میں پیش کروں جو میں نے اُس سے مخفی اور الگ رہ کر حاصل کئے اور علم کے اُن جواہرات کا ہدیہ اُس کی نذر کروں جو میں نے دورانِ سفر حاصل کئے،

چنانچہ میں نے یہ کتاب تیار کی جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہالت سے منہ موڑنے کے لئے تعویز بنا دیا ہے،

www.maktabah.org

اس دوست کے علاوہ، ہر مخلص دوست، محقق، صوفی اور میرے حبیب، ولی، ذہین و فہیم بھائی، نیک اخلاق برخوردار عبداللہ بدر حبشی یمنی، معتق ابی غنائم ابن ابی الفتوح حرانی کے لئے۔ اللہ تعالٰے اِسے مفید بنائے۔"

میں نے اِس کتاب کا نام "فتوحاتِ مکیہ فی معرفت اسرار المالکیہ والملکیہ" رکھا، اِس لئے کہ میں نے اِس کتاب میں اکثر وُہ باتیں بیان کی ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بیتِ مکرّم کے طواف اور حرم شریف میں مراقبہ کے دوران عطا فرمائیں، میں نے اِس کے ابواب شریفہ مقرّر کئے اور اس میں لطیف مُعانی بھر دیئے۔"

کیونکہ جب تک انسان اپنی انتہاء کو نہ پہچان لے اُس پر ابتداء کی مُشکلیں آسان نہیں ہوتیں، بالخصوص جب وُہ اِس پھل کا ذائقہ چکھ لے یا اُسے اپنی غایت و تمنّا بنا لے۔"

جب کسی کی بصارت کا دروازہ مسدود ہو جاتا ہے تو بصیرت کی آنکھ وا ہو جاتی ہے اور وُہ شخص جواہرات اور موتی نکالنے لگتا ہے، یہ دروازہ اُسے اُس کی عقل و فہم اور قوّت ارادی کے مطابق رُوحانی حکمتیں اور رَبّانی نکات عطا کرتا ہے، اور اُس کے علم کے سمندروں کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے سے اُسے نفس کی وُسعت عطا کرتا ہے۔"

لما لزمت قرع باب الله — کنت المراقب لم أكن باللاهي
حتى بدت للعين سبحة وجهه — والى هلم لم تكن الاهي
فاحطت علما بالوجود فمالنا — في قلبنا علم بغير الله
لو يسلك الخلق الغريب محجتي — لم يسألوك عن الحقائق ماهي؟

www.maktabah.org

جب میں نے اللہ تعالیٰ کے دروازے کو کھٹکھٹانے کا فیصلہ کیا اُس وقت میں مراقبہ میں وقت ضائع کر رہا تھا۔

یہاں تک کہ میری آنکھوں کے سامنے اُس کا چہرہ نمودار ہوا تو میرے سامنے اُس کے سوا کوئی نہ تھا،

میں نے علمِ وجود کا احاطہ کر لیا اب میرے سینے میں اللہ تعالےٰ کے بغیر کوئی علم نہیں اگر غریب مخلوق میرے طریق پر چلے تو وہ تجھ سے کبھی نہ پوچھے کہ یہ کیا چیز ہے؟"

بعدازاں اِس کتاب کے ابواب شروع کرنے سے پہلے میں نے اِس کتاب کی فہرست کے ابواب کا باب مقرر کیا، پھر علوم اسرار الٰہیہ کے ضمن میں تمہیدی مقدمہ بیان کیا انشاءاللہ العزیز فہرست کے باب کے مطابق اِس کے ابواب میں کلام کیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ہی حق کہلاتا اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے،

الحمد للہ پہلی جزء تمام ہوئی انشاءاللہ العزیز اُس پر دوسری[۱] جزء پڑھی جائے گی وصلی اللہ علیٰ محمد وعلیٰ آلہ الطاہرین،

---

[۱] شیخ اکبرؒ کی صراحت کے مطابق اِس کتاب کی دوسری جزء کتاب کی فہرست پر مشتمل ہے لہٰذا اب مقدمہ کی صورت میں تیسری جزء کا آغاز کریں۔ مترجم

www.maktabah.org

مُقدّمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بسا اوقات میرے خیال میں آیا کہ اِس کتاب کی پہلی فصل اُن عقائد پر مقرر کروں جن کی تائید اُدلہ قاطعہ اور براہین ساطعہ سے ہوتی ہو، پھر میں نے دیکھا کہ یہ اُس شخص کیلئے مُشکلات کا باعث ہوگا جو اسرارِ وُجود کے زیادہ سے زیادہ عقائد کی تلاش پر آمادہ اور الطافِ جُود وسخا کے درپے ہو اگر طالب خلوت و ذکر کو لازم قرار دے کر اور فکر سے فارغ ہو کر فقیر بن کر بیٹھ جائے گا تو اُس کے لئے اُس کے پروردگار کے دروازے پر کچھ نہیں جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے وُہ معارفِ ربانیہ اور اسرارِ الٰہیہ قلم سے نہ عطا فرمائے جو اُس نے اپنے بندے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا کرکے فرمایا!

فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَآ اٰتَیۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا [1]

ترجمہ! ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی اور علم اسرار سکھایا،

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مزید فرمایا!

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ [2]

ترجمہ! اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تمہیں علم سکھاتا ہے

---

[1] الکہف آیت ۶۵ [2] البقرہ آیۃ ۲۸۲

www.maktabah.org

إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا[1] ترجمہ! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو تمہارے لئے ایک قوتِ امتیاز پیدا کر دے گا

وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ[2] ترجمہ! اور اللہ تمہارے لئے ایک نور بنائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا آپ نے جو پایا کیسے پایا ؟ آپ نے فرمایا! میں اِس درجہ کے نیچے تیس سال ساتھ بیٹھا ہوں، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تم لوگوں نے اپنا علم مُردے سے مُردے نے سیکھا ہے جبکہ ہم نے اپنا علم اس ذات سے حاصل کیا ہے جو حیّ لایموت ہے تو یہ علم صاحب ہمت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوت میں حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اُس کی جلالت رُعب اور عظمتِ احسان ہے علوم میں سے ظاہر طور پر متکلم کی کوئی چیز اُس سے غائب ہو بلکہ ہر صاحب نظر و برہان کو یہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی اور یہ علم اُس کی نظرِ عقلی کے ماوری ہے جبکہ علوم کے تین مرتبے ہیں۔

پہلا علم عقلی علم ہے

یہ ہر علم تجھے فی البدیہہ یعنی بغیر غور و فکر کے حاصل ہو سکتا ہے یا دلائل جیسی کسی اور چیز میں غور و فکر کرنے سے بھی ہو سکتا ہے مگر اُس میں لغزش کا خطرہ ہے اور یہ امر علوم میں سے اِس فن کے لئے مجمع و مختص ہے، اسی لئے نظر کے بارے میں کہتے ہیں کہ اِس سے صحیح بھی ہے اور فاسد بھی ہے،

---

[1] انفال آیت ۲۹ [2] الحدید آیت ۲۸

www.maktabah.org

دوسرا علم علم الاحوال ہے

علم الاحوال کی طرف سوائے اہل ذوق کے کوئی راستہ نہیں، عاقل نہ تو اس کی حد پر قادر ہے اور نہ ہی اس کی معرفت پر دلیل قائم کر سکتا ہے، جیسا کہ شہد کی مٹھاس، ایلوے کی تلخی، لذت جماع، عشق، وجد و شوق، اور اس قسم کی دوسری شکلوں کا علم ہے۔

تو کسی شخص کا ان علوم کو جان لینا محال ہے سوائے اس کے وہ اسکے ساتھ اور اسکی جنس سے اہل ذوق میں اسکے ذوق و شباہت سے متصف ہو جیسا کہ کسی نے کڑوا زرد رنگ کھایا اور ایک مرتبہ اس نے شہد پایا جو اس جیسا نہیں تو اگر وہ شخص کھانے کے وقت کہے یہ وہی کڑوا زرد رنگ ہے"

تیسرا علم علم الاسرار

علوم اسرار وہ علم ہے جو طور عقل کے اوپر ہے اور یہ علم روح میں پاکیزہ روح پھونکنا ہے جو کہ نبی اور ولی کے لئے مختص ہے، اس علم کی دو قسمیں ہیں،

پہلی قسم! عقل سے ادراک کرنا جیسا کہ پہلا علم انہی اقسام سے ہے مگر اس عالم کو یہ علم نظر سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُسے علم کا یہ مرتبہ عطا کر دیا جاتا ہے

دوسری قسم! دو ضربوں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک ضرب دوسرے علم سے ملتی ہے مگر اس کا حال اس سے اعلیٰ ہے،

اور دوسری ضرب علوم اخبار پر مشتمل ہے اور اس میں سچی اور جھوٹی دونوں قسم کی خبریں داخل ہیں"

اس صورت میں اگر مخبر بہ کے نزدیک خبر دینے والا صادق اور صاحب عصمت

www.maktabah.org

ہو اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دیتا ہو جیسا کہ اُنہوں نے جنت اور جو کچھ اُس میں ہے کی خبریں دی ہیں، مثلاً اُن کا جنت کی جگہ بتانا تو یہ علمِ خبر ہے، اور قیامت میں کہنا کہ وہاں حوض ہے اور وہ شہد سے میٹھا ہے تو یہ علمِ احوال ہے اور یہی علمِ ذوق ہے،

اور یہ ارشاد کہ خدا تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اِس کی مثل دُوسرے علوم ہیں جن کا ادراک عقل نظر سے کر سکتی ہے، تو یہ تیسری صنف ہے جسے علم الاسرار کہتے ہیں اِس علم کا جاننے والا تمام علوم کو جانتا ہے اور اُن میں ڈوبا ہُوا ہے، دُوسرے کسی علم کو جاننے والا اِس جیسا نہیں اور نہ ہی کوئی علم اِس علم سے اشرف اور اعلیٰ ہے۔

اور یہ علم بقیہ تمام معلومات پر حاوی اور محیط ہے،

اندریں صُورت مُخبر بہ کا سامعین کے نزدیک صادق اور معصُوم ہونا ہے جبکہ اُس کی یہ شرط عوام کے نزدیک ہے،

رہا وُہ عاقل و زِیرک جس کا نفس پاک طینت ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں چیز میرے نزدیک جائز ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ سچ ہے یا جھُوٹ تو اس کا قول میرے نزدیک جائز ہے،

جیسا کہ ہر عاقل کو پتہ ہے کہ اُسے یہ علوم غیر معصُوم سے پہنچے ہیں اور وُہ نفس الامر میں اِن خبروں کے دینے میں سچا ہو" لیکن اس سے سُننے والے پر لازم نہیں آتا کہ وُہ اُس کی تصدیق یا تکذیب کرے مگر اُس کی صداقت میں تامّل کرے اور اِس میں کچھ اُسے نقصان نہیں کیونکہ اُس کی خبر میں جو آیا ہے اُس میں عقلوں کا حِیلہ نہیں بلکہ اُس کا جواز موجود ہے یا پھر اُس کے نزدیک توقف ہے

پس جب ایسا امر آجائے جو عقلاً جائز ہے اور شارع اُس سے خاموش ہے تو ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اُسے بالکل ہی رد کر دیں اور ہمیں اُسے قبول کر لینے میں

www.makitabah.org

اختیار ہے۔"

پس اگر مُخبر بہ کا حال اُس کے عادل ہونے کا مقتضی ہے تو ہمیں اُسے قبول کرنے میں نقصان نہیں جیسا کہ اُس کی گواہی قبول کرنا اور اُس کے ساتھ اموال و امور ح میں حکم دینا اور اگر وہ شخص ہمارے علم میں عادل نہیں تو اُس پر غور کریں اگر اُس کی خبر ہمارے نزدیک دوسری صحیح وجوہات پر جائزات کے باب میں سچی ہے تو اُسے قبول کرلیں ورنہ چھوڑ دیں، اور اُس کے قائل کے بارے میں کسی چیز پر کلام نہ کریں کیونکہ یہ شہادت مکتوبہ ہے جس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا،

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ[1] ترجمہ اب اُن کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا۔

اور ہم اس میں اخلاصِ نفس کے زیادہ حق دار ہیں، اور اگر یہ مُخبر معصوم کی لائی ہوئی خبر کے سوا خبر نہیں دیتا تو ہم اُس کی اُس روایت سے مقابلہ کریں گے جو ہمارے پاس ہے تو ہمارا اُس کی خبر کے ساتھ زیادہ کرنا بے فائدہ ہے اور بے شک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسرارِ شریعہ سے امور اور حکم کے ساتھ ایسی خبر لائے ہیں جو کہ (انسان کی) قوتِ فکر و کسب سے خارج ہے اور سوائے مشاہدہ اور الہام کے اس تک کبھی نہیں پہنچا جاسکتا،"

---

[1] الزخرف آیت ۱۹

www.maktabah.org

علمِ اسرار کا ثبوت

بقولِ علیہ السلام ان یکن فی امتی محدثون منہم عمرؓ

وقولہ فی ابی بکر فی فضلہ بالسر غیرہ،

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں محدثین ہونگے جن میں ایک عمرؓ ہیں اور آپ کا ارشاد ہے کہ ابوبکرؓ سِر کے ساتھ دوسروں سے افضل ہیں،

اور اگر ان علوم سے وجود میں انکار واقع نہیں ہوتا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کچھ فائدہ نہیں دیتا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ حفظت من رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم وعاءین فاما احدھما فبثثتہ واما الآخر فلو بثثتہ قطع منی ھذا البلعوم[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم کے دو تھیلے سیکھے یعنی دو قسم کا علم حاصل کیا ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلادیا ہے اور اگر میں دوسرے علم کو پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے،،

راویانِ حدیث

۵۸۹ھ میں فقیہ ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ حجری نے مجھ سے اپنے گھر میں اس کے ساتھ کی حدیث بیان کی اور ایسے ہی دوسری حدیث ۵۹۲ھ میں ابوولید احمد بن محمد بن عربی نے اپنے گھر اشبیلیہ میں مجھ سے بیان کی، سبھی کہتے ہیں ابوولید

---

[1] بخاری کتاب العلم

www.maktabah.org

ابن عربی کے علاوہ بھی ہم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے، تو بے شک اُس نے کہا میں نے اباحسن شریح بن رعینی سے سُنا اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابی ابو عبداللہ اور ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور القیسی نے دونوں پر کہ سُنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابی محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی حموی وابی اسحٰق مستملی اور ابی الہیثم محمد بن مکی الکشمیہنی سے اس حدیث پر دونوں نے سنا، اُنہوں نے کہا! ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری نے ہم سے اور اُن سے ابو عبداللہ بخاری نے حدیث بیان کی ایسے ہی مجھ سے ابو محمد یونس بن یحییٰ بن ابی الحسین بن البرکات ہاشمی عباسی نے مکہ معظمہ حرم شریف میں کعبہ معظمہ کے رکن یمانی کے پاس ۵۹۹ھ جمادی الاول میں ابی الوقت عبدالاول بن عیسیٰ سجزی ہروی سے حدیث بیان کی اُنہوں نے ابی الحسن عبدالرحمٰن بن مظفر الداودی سے اُنہوں نے ابی محمد عبداللہ بن حمویہ سرخسی سے اُنہوں نے ابی عبداللہ الفربری سے اُنہوں نے بخاری سے۔ بخاری نے صحیح بخاری میں کہا! حدیث بیان کی مجھ سے اسمٰعیل نے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے بھائی نے ابن ابی ذئب سے اُنہوں نے سعید مقبری سے اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،،

(اس حدیث شریف اور بلعوم کی شرح ابی عبداللہ بخاری نے کتاب العلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ضمن میں کی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ بلعوم گذرگاہِ طعام ہے) مترجم

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے،

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ

اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان کے برابر زمینیں بنائیں اُن کے درمیان حکم اُترتا

www.maktabah.org

لِتَعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[1] ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

تو اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول فائدہ نہیں دے گا کہ!

اگر اِس کی تفسیر بیان کر دوں تو مجھے سنگسار کر دیتے اور ایک روایت میں ہے تم کہتے میں کافر ہوں"

مجھ سے یہ حدیث ابو عبداللہ محمد بن عیشون نے ابی بکر قاضی سے محمد بن عبداللہ بن عربی معاضری سے اُنہوں نے ابی حامد محمد بن محمد طوسی غزالی سے بیان کی ہے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلواۃ والسلام کے نواسے جناب رضی رضؓ کے اس قول کا کیا مطلب ہو گا جو اُنہوں نے فرمایا ہے کہ

یارب جوهر علم لو أبوح به لقیل لی أنت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی یرون اقبح ما یاتونه حسنا

اے پروردگار اگر میں علم کے جوہر ظاہر کر دوں تو مجھے کہا جائے گا کہ تو صنم پرستوں میں سے ہے"

اور مسلمان میرا خون حلال قرار دے دیں گے جبکہ وہ میرا خون بہانا، بہت ہی بُرا کام ہو گا مگر وہ اِسے اچھا سمجھیں گے"

پس یہ تمام حضرات نیکوں کے سردار اور اِس علم کے جاننے والے ہیں انہی سے یہ علم مشتہر ہوا اِن میں بہت سے اِس علم کے عالم اور اِس کے مرتبے اور منزلت کو جانتے ہیں جب کہ بہت سے لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، عاقل و عارف کو چاہیئے کہ اُن کے انکار میں اُن پر مواخذہ نہ کرے بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کے قصّے میں اُن کے لئے گشادگی ہے اور

www.maktabah.org

[1] الطلاق آیت ۱۲

دونوں گروہوں کے لئے محبت ہے ،، اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار اُن کی شرط کے مطابق نسیان سے تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی تعدیل کردی یہ بعینہٖ منکرین پر حجت ہے لیکن اِس میں ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ ! ہم یہ کہتے ہیں جیسا کہ نیک بندے نے کہا ہذا فراق بینک وبینی یعنی یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے،

فلسفی کے مذہب کے بارے میں

وصل ! اے ناظر تجھ سے یہ صنف پوشیدہ نہیں یہی وُہ علم ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے اور اُن کی وراثت ہے ،،

جب تو مسائل میں سے کسی مسئلہ سے یعنی اِس علم کے بارے میں واقفیت حاصل کرلے جس کا تذکرہ فیلسوف متکلّم یا اہلِ نظر کرتے ہیں تو تُو یہ کہے گا !

| کہ یہ بات کہنے والا محقق صوفی ہے اور وُہ فلسفی بھی ہے چونکہ فلسفی نے اِس کا ذکر کیا ہے تو وُہ اِس کا معتقد بھی ہوگا اور فلسفیوں سے ہی نقل کیا اور یہ اُسکا دین ہے تو بے شک فلسفی کے ساتھ کہا گیا کہ اُس کا دین نہیں، تو اے بھائی اُس بات سے کام نہ رکھ جس بات سے کچھ حاصل نہ ہو، فلسفی کا سارے کا سارا علم باطل نہیں،

پس تُو اُس کے اُس علم کے قریب ہو جو اُس کے پاس حق میں سے ہے بالخصوص وُہ جو ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پایا خاص طور پر وُہ جسے وُہ شہوات اور نفس کی مکاریوں سے بریّت کے حکم کے لئے وضع کرتا ہے اور اس پر بُرے ضمائر نہیں پہنچتے،

تو اگر ہم عرفانِ حقائق نہیں رکھتے تو ہمیں چاہیئے کہ اِس مُتعینہ مسئلہ میں فلسفی کے قول کا اثبات کریں اور بے شک یہ حق ہے، جب کہ وُہ اِس میں رسُول اللہ

www.maktabah.org

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان یا صحابی یا امام مالک یا امام شافعی یا حضرت سُفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول بیان کرے۔

مگر تیرا یہ کہنا کہ میں نے یہ فلسفی سے سُنا ہے یا اُن کی کتابوں میں پڑھا ہے تو بے شک یہ تجھے اکثر طور پر کذب و جہل میں لے جائے گا۔ کذب یُوں کہ تو نے اُس کی بات سُنی یا پڑھی مگر اُس کا مشاہدہ نہیں کیا اور جہل یُوں کہ تو اِس مسئلہ میں حق و باطل کے درمیان فرق نہ کر سکے۔ مگر تیرا یہ قول کہ فلسفی بے دین ہے تو اِس پر دلیل قائم نہیں ہو سکتی کہ وُہ بے دین ہے اگرچہ اُس کے پاس باطل ہی باطل ہو اور ہر عاقل اِس کا پہلے عقل کے ساتھ ادراک کر سکتا ہے "

پس اِس قسم کے مسائل میں صوفی پر اعتراض کرنے سے تُو علم و صدق اور دین سے باہر نکل گیا اور جاہلوں، جھُوٹوں، بہتان تراشی کرنے والوں، دین و عقل کی کمی والوں، فساد نظر اور انحراف کرنے والوں کے ساتھ منسلک ہو گیا۔

کیا تو نے دیکھا اگر خواب میں تجھے کچھ دیا جائے تو سوائے تعبیر اور تلاش معنی کے کیا تھا، تو ایسے ہی جو تجھے اس صُوفی سے ملے۔ لے لے اور اپنے نفس پر تھوڑی سی ہدایت دے کر فارغ ہو جا جب کہ تیرے مقام کے ساتھ عطا کرے یہاں تک کہ تجھ پر اُس کے اچھے معنے ظاہر ہوں اور یہ اِس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن کہے کہ ہم اِس سے غافلوں میں تھے بلکہ ظالموں میں تھے" الآیۃ

عقلِ نظری کا علم

ہر علم کی عبادت جب اپنے حسن و فہم کے معنوں میں کھُلتی ہے یا سامع کے فہم کے قریب و بعید ہوتی ہے تو وُہ عقلِ نظری کا علم ہے کیونکہ وُہ ادراک کے تحت ہے اور اگر نظر ہے تو سوائے علم اسرار کے اِس کے ساتھ مستقل ہے۔

www.maktabah.org

توجب اُس عبارت کا اخذ کرنا فہم و ادراک پر سخت اور ناگوار ہو اور اکثر اوقات کمزور اور متعصب عقلیں اس کی حقیقت جاننے سے گریزاں ہو جاتی ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نظر و بحث کی صورت اس میں رکھی ہیں، اس لئے بہت زیادہ علم رکھنے والا فہموں کے قریب تر پہنچنے کے لئے ضرب المثلوں اور اشعار سے کام لیتا ہے۔

علم احوال علم اسرار کے قریب ہے

علم اسرار اور علم عقول کے درمیان علم احوال ہے جس پر اکثر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اہل تجربہ ہوں اور یہ علم عقلی اور نظری علم کی نسبت علم الاسرار سے زیادہ قریب ہے لیکن علم عقلی ضروریہ کی صنف سے قریب تر ہے بلکہ اصل میں یہ وہی علم ہے، جب کہ عقول اس تک سوائے اس علم کی خبروں کے نہ پہنچ پائیں یا اس کی نبی یا ولی سے گواہی نہ ملے، اس لئے علم بدیہی کی تمیز ہے بشرطیکہ وہ اس کے شاہد کے نزدیک ضروری ہو۔

جان لے کہ جب تیرے نزدیک یہ اچھا ہو اور تو اُسے قبول کرے اور اس پر ایمان لے آئے تو پھر تجھے اس سے کشف بدیہہ کی بشارت دی جاتی ہے اور تو نہیں جانتا اور سوائے سینے کی ٹھنڈک کے اس دلیل کو کوئی راستہ نہیں مگر ساتھ اس کے کہ یہ اپنی صحت کے ساتھ قطع ہو اور عقل اس میں داخل ہو کیونکہ یہ اُس کے ادراک میں نہیں سوائے اس کے کہ یہ خبر لانے والا معصوم ہو اُس وقت عاقل کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے، اگر خبر لانے والا غیر معصوم ہے تو اُس کے کلام سے سوائے اہل ذوق کے لذت حاصل نہیں کر سکتا۔

اگر تو کہے کہ میرے لئے مدعی اس طریق کا خلاصہ پیش کرے تو بے شک یہ بطریقہ شریفہ سالک کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف واصل کرتا ہے اس پر یہ

www.maktabah.org

کہ اِسے حقائق سے مقامات کے لئے قریب تر عبارت اور مختصر الفاظ کے ساتھ پیا نہیں جا سکتا یہاں تک کہ تو اِس پر عمل کرے اور بلانے والے تک پہنچ جائے بیشک تو اُس کی طرف واصل ہو گا اور مجھے خدا کی قسم وُہ تجھ سے تجربہ اور خبروں کی بنا پر نہیں لے گا بلکہ وُہ تجھ سے صدق پر اخذ کرے گا، میرا تیرے ساتھ نیک گمان ہے کیونکہ یہ خبر بھی مجھے عقل کے عطا کردہ حصّہ سے ملی ہے اور بے شک یہ اُس سے ہے جس کے جواز و امکان کو عقل کاٹ دیتی ہے یا دُوسرے حُکمِ معیّن سے وہاں ٹھہر جاتی ہے"

پس اِس پر تُو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر اور تجھے تیرا آمال و نفع اور تیرے ساتھ نفع پہنچ چکا ہے،

یہ راستہ کس کے لئے ہے

جان لے کہ یہ طریق اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف اُس شخص کے لئے ہے جو مومنین اور نجات کے طالبوں میں سے خاص طور پر اِس راستہ پر چلتا ہے علاوہ اُن لوگوں کے جو اپنے نفسوں میں مشغول رہتے ہیں سوائے اس کے کہ اس کے لئے چار شعب بواعث، دواعی، اخلاق اور حقائق پیدا کئے گئے ہیں اور کوئی شخص اُنہیں اِس دواعی و بواعث اور اخلاق و حقائق کی طرف بلائے تو اُن پر یہ تین حقوق فرض ہو جاتے ہیں "۱- اللہ کا حق، ۲- اُن کی جانوں کا حق ۳- مخلوق کا حق۔

اللہ تعالیٰ کا اُن پر یہ حق ہے کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں،

مخلوقات کا اُن پر یہ حق ہے کہ اُنہیں کسی بھی قسم کی ایذا دینے سے باز رہیں

www.maktabah.org

سوائے اس کے کہ اُس کے ساتھ حد قائم کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہو،

حسب استطاعت و ایثار اس نیکی اور حد کے ساتھ رہے جن سے شریعت نے منع نہ کیا ہو کیونکہ موافقتِ غرض کی طرف سوائے شریعت کی زبان کے کوئی راستہ نہیں۔

اپنی جانوں کا حق

اُن پر اپنی جانوں کا یہ حق ہے کہ سوائے سعادت و نجات کے کسی رستہ پر نہ چلیں اگر نفس اِس سعادت و نجات کے راستہ کو اختیار کرنے سے انکار کرے تو اس کا باعث جہالت ہوگی جو اُس پر مسلط ہے یا طبعی خرابی کیونکہ نفس کی خرابی کو دین اور مروّت دو چیزیں اخلاق فاضلہ میں تبدیل کرتی ہیں تو جہالت دین کی ضد ہے کیونکہ وُہ علوم سے اکتساب علم ہے اور خرابیٔ طبعیت مروّت کی ضد ہے۔

پھر چوتھی شعب کی طرف لوٹیں جسے دواعی کہتے ہیں جب کہ پانچویں شعب یا جس سببی ہے جس کا نام نفرانخاطر ہے، پھر ارادہ پھر ہمت اور پھر نیت ہے بواعث کے لئے دواعی میں سے تین اشیاء ہیں اول رغبت دوم رہبت سوم تعظیم۔

رغبت، دو رغبتوں پر مشتمل ہے ۱۔ رغبت فی المجاورۃ ۲۔ رغبت، فی المعائنہ یعنی قربت میں رغبت اور معاینہ میں رغبت،

اگر تو چاہے تو! کہہ دے کہ اِس میں اُس کے پاس جو کچھ ہے اُس میں رغبت ہے۔

رہبت، دو راہبتوں پر مشتمل ہے، رہبت من العذاب اور رہبت من الحجاب یعنی عذاب سے ڈرنا اور حجاب سے ڈرنا۔

www.maktabah.org

تعظیم یہ ہے کہ تو خود کو ان سے الگ کر دے اور تو اس کے ساتھ تبع کر دے

اخلاق کی تین قسمیں ہیں ا۔ خُلقِ متعدی ۲۔ خُلقِ غیر متعدی ۳۔ خُلقِ مشترک۔

خُلقِ متعدی دو قسموں پر مشتمل ہے۔

۱۔ منفعت کے ساتھ متعدی جیسا کہ بخشش و فتوت

۲ نقصان دُور کرنے سے متعدی جیسا کہ جزاء و تمکنت کی قدرت رکھنے کے باوجود ایذا نہ دینا اور عفو و درگذر سے کام لینا

خُلقِ غیر متعدی: جیسا کہ تقویٰ و زہد اور توکل۔

خُلقِ مشترک: بسطِ وجہ اور خلقت کی طرف سے ایذاء پر صبر کرنے کی مانند ہے۔

حقائق چار ہیں

۱۔ ذات مقدسہ کی طرف لوٹنے والے حقائق

۲۔ صفات منزّہ کی طرف لوٹنے والے حقائق اور یہ نسب ہے۔

۳۔ افعال کی طرف لوٹنے والے حقائق اور یہ کُن اور اُس کے قبیل سے ہیں

۴۔ مفعولات کی طرف لوٹنے والے حقائق اور یہ اکوان و مکونات ہیں اور ان حقائق کونیہ کے تین مرتبے ہیں!

۱۔ علویہ اور یہ معقولات ہیں۔

۲۔ سفلیہ اور یہ محسوسات ہیں

۳۔ برزخیہ اور یہ تخیلات ہیں۔

حقائق ذاتیہ! ہر وہ مشاہدہ جو تجھے حق پر قائم رکھے اور یہ تشبیہ و کیفیت سے پاک ہیں نہ اِن کے لئے وُسعتِ عبارت ہے اور نہ ہی ان کی طرف اشارا

www.maktabah.org

کیا جا سکتا ہے،

حقائق صفاتیہ! ہر وہ مشہد جو تجھے حق پر قائم رکھے اور ان میں اللہ سبحانہٗ قادر و عالم، مرید و حیّ صفات کے علاوہ اسماء و صفات مختلفہ، متقابلہ اور متماثلہ کے ہونے کی اطلاع ہے

حقائق کونیہ! ہر وہ مشہد کہ جو تجھے حق پر قائم رکھے اور ان میں ارواح و بسائط، مرکبات و اجسام اور اتصال و انفصال کی معرفت کی اطلاع حاصل کرے

حقائق فعلیہ! یہ تمام مشہد تجھے کُن اور قدرت کے ساتھ مقدور کے تعلق کی اطلاع دیتے ہیں اس ضرب خاص کے ساتھ کہ بندے کے کون کے لئے فعل نہیں اور نہ اُس کی قدرت کے لئے موصوف بہا کا اثر ہے۔

حال اور مقام کا فرق

یہ تمام امور جو ہم نے ذکر کئے ان کا نام احوال و مقامات ہے۔ مقام وہ صفت ہے جس کا راسخ ہونا ضروری ہے اور اس کا منتقل ہونا درست نہیں جیسا کہ توبہ اور حال وہ صفت ہے جو بغیر وقت کے وقت میں ہو جیسا کہ سکر و محویت اور غیبت و رضا۔

اِن اُمور کی دو قسمیں ہیں،

قسم اول! جیسا کہ بظاہر انسان اور اُس کا باطن اور جیسا کہ تقویٰ اور توبہ،

قسم دوم! جیسا کہ بباطن انسان تو پھر اگر اُس کی ظاہری اتباع ہو تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ زہد و توکل اور پھر اللہ تعالیٰ کے طریق مقام یکون باطن

www.maktabah.org

کے علاوہ ظاہر ہیں نہیں۔

پھر ان مقامات سے ایک وہ مقام ہے جس کے ساتھ انسان دنیا و آخرت میں متصف ہوتا ہے جیسا کہ مشاہدہ، جلال و جمال اُنس، و ہیبت، اور بسط ہے

تین مقامات

ان مقامات میں سے ایک مقام وہ ہے جس سے انسان موت سے قیامت تک اور جنت میں پہلا قدم رکھنے تک متصف ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اس سے خوف و قبض اور حزن و رجا زائل ہو جاتا ہے۔

ان مقامات میں سے ایک مقام وہ ہے جس سے انسان موت کے وقت طریق قربت پر متصف ہوتا ہے جیسا کہ زہد، توبہ، تقویٰ، مجاہدہ اور تخلی و تحلی ہے۔

ان میں سے ایک مقام کی شرط ہمیشہ زوال و رجوع کی طرف لوٹنا ہے جیسا کہ صبر، شکر اور تقویٰ و ورع ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے بے شک یہ آپ کے لئے حقائق و معانی کے مرتبہ و منازل کا انتہائی مختصر ترین اور درمیانی راستہ ہے اگر تو اس راستے پر گامزن ہوگا تو واصل باللہ ہو جائے گا اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور تجھے ہدایت نصیب فرمائے

معرفت کے سات مقام

فصل: علم کا وہ مدار جو اہل اللہ کے ساتھ مخصوص و مختص ہے سات مسئلوں پر ہے جو انہیں پہچان لیتا ہے وہ علمِ حقائق میں سے کسی چیز کا انکار نہیں کرتا۔ اور یہ علم ان معرفتوں پر مشتمل ہے۔

www.maktabah.org

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء کی معرفت

۲۔ تجلیات کی معرفت

۳۔ زبانِ شریعت سے اُس کے بندوں کے خطابِ حق کی معرفت

۴۔ وجود کے کمال اور نقص کی معرفت

۵۔ انسان کی اُس کے حقائق کی جہت سے معرفت

۶۔ کشفِ خیالی کی معرفت

۷۔ علل و اسباب کی معرفت

ہم نے اِن مسائل کا ذکر اِس کتاب میں معرفت کے باب میں کیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ سامنے آجائے گا۔

عامۃ المسلمین کا راستہ درست ہے

تتمہ! پھر آپ اُس سبب کی طرف متوجہ ہوں جو ہم نے صحتِ عقائد میں علمِ کلام کی جہت سے مذاہب کے دِل پر بذریعہ نظر تجلّیٔ حق کے بارے میں بیان کیا ہے تو یہ بلا اختلاف تمام صحیح العقل متشرع اور عقائدِ سلیمہ رکھنے والے وہ عام مسلمان ہیں جنھوں نے نہ تو علمِ کلام کا مطالعہ کیا اور نہ ہی وہ لڑائی جھگڑے والے مذاہب کو پہچانتے ہیں، بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں صحتِ فطرت پر باقی رکھا ہے اور وُہ وجودِ باری تعالیٰ کا علم ہے جو اُنہیں متشرع باپ کی تلقین و تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور تنزیہہ جو قرآن مبین میں تنزیہہ و معرفت کے حکم میں وارد ہے اِن لوگوں پر ظاہر ہے اور بحمدِ اللہ یہ لوگ اِس مسئلہ میں صحت و صواب پر ہیں اور اِن میں سے کوئی شخص بھی تاویل کا راستہ نہیں اپناتا اور

www.maktabah.org

اگر کوئی شخص تاویل کے راستے پر چلتا ہے تو وہ عام مسلمانوں کے حکم سے خارج ہے اور اہلِ نظر و تاویل کی صنف سے ملا ہوا ہے۔ اگر تو یہ تاویل اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوئی ہے تو وہ صواب پر ہے ورنہ امور شرعیہ میں تناقض ظاہری کے ساتھ نظر سے غلطی کا امکان موجود ہے۔

پس بحمد اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کے عقائد سلامتی والے ہیں وہ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر ظاہر کتاب عزیز سے کیا

علم قرآن اصلِ علم ہے

اور یہ اتصالِ علم کا متواتر راستہ ہے اور سوائے علوم پر قطعیت کے علم کا کوئی مقصد نہیں تو یہ یقیناً ہمارے اُس علم پر حد ہے جس میں شک و ریب ہے جب کہ قرآن عزیز یقیناً ہمارے نزدیک تواتر سے ثابت ہے کیونکہ اسے لانے والے اللہ کی طرف سے رسول ہونے کے مدعی ہیں اور یقیناً یہ قرآن مجید کی صداقت کی دلیل ہے اور اس میں کسی بھی شخص کو معارضہ پیدا کرنے کی ہرگز ہرگز استطاعت نہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس قرآن عزیز کے ساتھ ایک روز ہمارے پاس تشریف لائے اور اُنہوں نے بتایا کہ بے شک یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام ہے"

تو یہ سب کچھ ہمارے نزدیک تواتر سے ثابت ہے اور بیشک قول و فصل اور سمعیہ عقلیہ دلائل کے ساتھ اِس علم کا خبرِ حق ہونا ثابت ہے اور جب حکم کے ساتھ کسی امر پر حکم ہو تو اُس حکم پر شک کی کوئی گنجائش نہیں اور جب حکم اس امر پر ہوگا جو ہم کہتے ہیں تو مناسب کو چاہیئے کہ وہ اپنا عقیدہ قرآن عزیز سے اخذ کرے کیونکہ وہ دلالت کے طور پر بمنزلہ دلیل عقلی کے ہے اور سچ ہے اُس کے سامنے

www.maktabah.org

یا حکیم حمید کے نازل کئے گئے کے مادری تودہ اس اصل ثبوت کی موجودگی
میں دلائل عقلیہ کا محتاج نہیں جو اُس کے نزدیک متحقق اور اُس پر سیف معلق و
اصفاق ہے۔

یہودیوں کے سوال کا جواب

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں نے عرض کی ہم آپ کے رب کا کیا تصوّر کریں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے جواب میں سُورہ اخلاص نازل فرمائی اور اُن کے دلائل سے ایک بھی دلیلِ نظری قائم نہیں فرمائی بلکہ فرمایا!

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ آپ فرمادیں کہ اللہ ایک ہے۔ اس جملے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک وجود ثابت ہوگیا اور تعداد کی نفی ہو کر اللہ سُبحانہ کے لئے احدیت کا اثبات ہوگیا،

اَللّٰهُ الصَّمَدُ، یعنی اللہ بے نیاز ہے تو اس سے اللہ تعالےٰ کے جسم کی نفی ہوگئی،

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، یعنی نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ اُس کو کسی نے جنا تو اس سے اُس کے باپ ہونے اور بیٹا ہونے کی نفی ہوگئی،

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، اور نہ اُس کا کوئی کفو ہے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی بیوی ہونے کی نفی ہوگئی جیسا کہ اُس کا شریک نہ ہونے کے بارے میں اُس کا ارشاد ہے،

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا
اگر آسمان وزمین میں اور خدا ہوتے تو دونوں یعنی زمین و آسمان ضرور تباہ ہوجاتے

لے الانبیا آیت ۲۲

www.maktabah.org

پس عقلی دلیل رکھنے والا اس کے معنوں کی صحت پر عقل کے ساتھ برہان طلب کرے گا اور بیشک اس کی صحت پر یہ لفظ دلالت کرتا ہے۔

کیا وُہ مُسلمان ہے

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ شخص دلیل کی جہت سے اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے اور جو نظر نہ آئے اُس کا انکار کرتا ہے اور اُس کی نظر سے پہلے کیا حالت تھی اور حالِ نظر میں کیا وُہ مُسلمان ہے یا نہیں؟ اور کیا وُہ نماز روزے کا پابند ہے یا اُس کے نزدیک محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس کی طرف آنا ثابت ہے یا اللہ تعالیٰ موجود ہے؟

اگر وُہ اِن تمام اُمور پر اعتقاد رکھتا ہے تو یہ عوام کی حالت ہے اور اُن کو اس حال پر چھوڑ دیں اور اِن میں سے کسی کی تکفیر نہ کریں،

اور اگر وُہ بغیر دیکھنے کے اِن اُمور پر اعتقاد نہیں رکھتا اور علم کلام پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ایسے مذاہب سے پناہ میں رکھے اُس کی یہ نامعقول وناپسندیدہ بات اور بد نظری اُسے ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔

عِلم کلام کیوں وضع کیا گیا

عِلم کلام کو جاننے والے عُلماء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اِس علم کو وضع کیا اور اِس میں کتابیں تصنیف کیں اور وُہ اِس سے اپنے لئے علم باللہ کا اثبات کرتے ہیں اور بے شک اُنھوں نے اِس علم کو لڑائی جھگڑے کو رفع کرنے کے لئے وضع کیا ہے،

مگر جو لوگ اِس علم سے اللہ تعالیٰ کا یا اُس کی صفات کا یا اُسکی بعض صفات

www.maktabah.org

کا یا رسالت کا یا رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلواۃ والسلام کا یا حدوث عالم کا اور موت کے بعد رُوحوں کے جسموں میں لوٹنے کا یا حشر و نشر اور اس صنف سے اُس کے متعلقات کا انکار کرتے ہیں تو وُہ کافر ہیں اور وُہ قرآن مجید کی تکذیب کرتے ہیں، پس منکرین اس کے لئے علماء علم کلام کو تلاش کرتے ہیں اور اُن پر اپنے مزعومہ طریقہ پر دلیل قائم نہیں کر سکتے، بے شک یہ لوگ ناپسندیدہ اور باطل نواز ہیں جبکہ ہم اُس کی صحت خاص کے مدعی ہیں یہاں تک کہ عوام پر اُن کے عقائد سے کچھ تشویش نہیں، کیونکہ یہ دونوں گروہ میدانِ مجادلہ میں برسرِ پیکار ہیں ان کے مقابلہ میں اَشعری یا وُہ لوگ ہیں جو صاحب علم و نظر ہیں اور اُن میں سیف رغبت پر کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، اور وُہ حرص کرتے ہیں کہ اس بُرہان کے ساتھ ان میں سے ایک شخص ہی اُمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑی میں ایمان و انتظام کی طرف لوٹ آئے جب کہ ایک شخص امرِ معجز کے ساتھ اور سچائی کے دعوے کے ساتھ آیا ہے تو بیشک یہ دعوئے کرنے والے اللہ کے رسُول علیہ الصلواۃ والسلام ہیں ان کے حق میں جو کچھ اُن لوگوں نے پہچانا اُن کے پاس اس معجزہ کے قائم مقام برہان ہے تو جو شخص اس برہان کی طرف رجوع کرتا ہے اُس کا اسلام بہترین ہے اور جو شخص تلوار سے خوفزدہ ہو کر رجوع کرتا ہے تو اُس کی منافقت کے احتمال کا امکان ہے پس یہ شخص صاحب بُرہان جیسا نہیں ہو سکتا،

بلا تاویل قرآن مجید سے اخذ کریں

علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوائے دوسرے کے علم جوہر و عرض وضع کیا اس سے شہر میں ایک ہی عالم کافی ہے، پس جب کوئی شخص قرآن کے ساتھ ایمان لایا کہ یہ قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو وُہ بغیر تاویل اور

www.maktabah.org

ملاوٹ کے اسی سے عقیدہ اخذ کرے گا اللہ تعالیٰ سبحانہ، بنفسہ منزہ ہے مخلوقات میں سے کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں یا وہ کسی چیز کے مشابہ نہیں جیسا کہ اس کا فرمان ہے"

۱- لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ [1] — اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے

۲- وَسُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ [2] — پاکیزگی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان باتوں سے

اور قیامت کے دن ظاہر طور پر رویت باری تعالیٰ کا اس کے اس فرمان سے اثبات ہوتا ہے

۱- وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ [3] — اس روز اپنے رب کو دیکھتے کچھ منہ تروتازہ ہوں گے

۲- كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ [4] — ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم و محجوب ہیں"

اور اس کے ادراک کا احاطہ نہ کر سکنے کے بارے میں اس کا یہ فرمان ہے،

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ [5] — آنکھیں اسے احاطہ نہیں کر سکتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں،

اور اللہ تعالیٰ کا اپنی کائنات پر صاحب اقتدار ہونا اس کے اس فرمان سے ثابت ہے،

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [6] — اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

اور اس کا اپنی کائنات کا عالم ہونا اس کے اس فرمان سے ثابت ہے

---

www.maktabah.org

[1] الشوریٰ آیت ۱۱ [2] الصافات آیت ۱۸۰ [3] القیامۃ آیت ۲۲ [4] المطففین آیت ۱۵ [5] الانعام آیت ۱۰۳ [6] هود آیت ۴

وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا [1] اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے

اور اُس کی کائنات میں اُس کے ارادے کا اثبات اُس کے اِس فرمان سے ہوتا ہے،

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ [2] ہمیشہ جو چاہے کرنے والا ہے

اور اُس کا اپنی کائنات کا سمیع ہونا اُس کے اِس ارشاد سے ثابت ہے

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا [3] بیشک اللہ نے اُن لوگوں کی بات سنی جو کہتے تھے

اور اُس کا اپنی کون میں بصیر ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى [4] تو کیا حال ہوگا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے،

اور اُس کا اپنی کائنات میں مُتکلّم ہونا اُس کے اِس ارشاد سے ثابت ہے،

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا [5] اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے حقیقتاً کلام فرمایا،

اور اُس کا صاحبِ حیات ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہوتا ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ [6] اللہ ہے جسکے سوا کسی کی عبادت نہیں آپ زندہ اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے

اور اُس کی طرف سے رسُولوں کو بھیجنے کا اثبات اُسکے اِس ارشاد سے ہوتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ [7] اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسُول بھیجے سب ہی مرد تھے جنہیں ہم وحی کرتے

---

[1] یوسف آیت ۱۰۹ [2] الطارق آیت ۱۶ [3] آل عمران آیت ۱۸۱ [4] العلق آیت ۱۴ [5] النسا آیت ۱۶۴

[6] آل عمران آیت ۱ [7] یوسف آیت ۱۰۹

www.maktabah.org

اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اثبات فرامین خداوندی اِنَّہٗ آخر الانبیاء وخاتم النبیینؐ سے ہوتا ہے۔

اور اُس کے سوا تمام خلقت کا تخلیق ہونا اللہ تبارک وتعالٰے کے اِس فرمان سے ثابت ہوتا ہے۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ[۱] — یعنی اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے

اور جنوں کا تخلیق ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[۲] — اور اللہ نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

اور اجسام کا نشر اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہوتا ہے۔

مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی[۳] — ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے

چنانچہ حشر ونشر، قضاوقدر، جنت و دوزخ، قبر و میزان، حوض و صراط اور دیگر عقائد ضروریہ کا اعتقاد رکھنے والے کے لئے یہ مثالیں محتاج الیہ ہیں، اللہ تبارک وتعالٰی کا ارشاد ہے

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ یُحْشَرُوْنَ[۴] — ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اُٹھائے جائیں گے

---

[۱] الزمر آیت ۶۲ [۲] الذاریات آیت ۵۱ [۳] طٰہٰ آیت ۵۵

[۴] الانعام آیت ۳۸

www.maktabah.org

قرآن پاک نبی کریم کا معجزہ

اور یہ قرآن مجید حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اس میں عارضہ تلاش کرنے والا عاجز آ جاتا ہے فرمان خداوندی ہے،

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [1]

آپ فرمائیں تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لو،

پھر یہ کہ اس میں کبھی معارضہ نہیں ہو سکتا فرمان الٰہی ہے!

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ [2]

آپ فرمادیں اگر آدمی اور جن سب اس پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو

پھر اُن لوگوں کے عاجز آنے کی خبر دی گئی جو اس میں عارضہ تلاش کرنے کا عزم کئے ہوئے تھے تو اُن لوگوں کا اقرار عجز اس میں امر عظیم ہے بقول اللہ تعالیٰ کے کہ انہوں نے خوب سوچنے اور پورا زور صرف کرنے کے بعد کہا کہ یہ جادو ہے، تو قرآن مجید میں صاحب عقل کے لئے بہت بڑا خزانہ ہے شدید بیمار کے لئے دوا اور شفاء ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [3]

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہیں،

یہ قرآن مجید ایسے شخص کے لئے کافی اور شافی ہے جو نجات کے راستے کا

---

[1] یونس آیت ۳۸ [2] الاسرا آیت ۸۸ [3] الاسرا آیت ۸۲

www.maktabah.org

عزم رکھتا ہے اور بلندئ درجات میں رغبت رکھتا ہے، اور ایسے علوم کو ترک کر دیتا ہے جن میں شکوک و شبہات وارد ہوتے ہیں اور تضیعِ اوقات اور دشمنی کا باعث ہیں،

جب یہ راستہ کشادہ ہوتا ہے تو تشغیب و فساد اور ریاضت تہذیبِ نفس کے شغل سے نجات مل جاتی ہے، کیونکہ اس میں لڑائی جھگڑے سے باز رکھنے میں جن لوگوں کے لئے عین نہیں پائی جاتی، استغراقِ اوقات ہے اگر جھگڑا کرنے والے کے لئے شبہ واقع ہو تو اُس کا دور کرنا ممکن ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ واقع ہو تو یقیناً واقع ہوگا اور یقیناً نہ واقع ہوگا اور جب واقع ہوگا تو شریعت کی تلوار اُسے روک دے گی اور اُسے کاٹ دے گی،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں اور مجھ پر اور جو میرے ساتھ آیا ہے اُس پر ایمان لائیں،

اور ہم اُن کی جنگ، کی مدافعت نہیں کر سکتے جب تک عناد رکھنے والے کیلئے اس میں جو کہا گیا ہے یعنی جہاد اور تلوار سے کام نہ لیں تو متوہم جھگڑا کرنے والے کے ساتھ زمانے کو کیسے قطع کریں گے جب کہ نہ تو ہم اُس کے لئے عین دیکھتے ہیں اور نہ ہی اُس نے ہمارے لئے کوئی چیز کہی ہے اور بے شک ہم صرف اُس کے ساتھ ہیں جو ہمارے لئے اور ہماری جانوں کے لئے واقع ہو چنانچہ ہمارا اپنے سواد دوسروں کے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ اُلجھنا خیالی بات ہے،

پس اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے راضی ہو جنھوں نے سامان تیار کیا اور بہتری کا ارادہ کیا اور اگر یہ لوگ ایسے شخص کو چھوڑ دیتے ہیں تو اُن کے لئے

www.maktabah.org

ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اپنے آپ میں مشغول ہوں خدا کی قسم اُس کے ارادے سے کامل نفع ہے اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو علوم کے مقامات و مراتب پر مزید گفتگو کی جاتی اور اگر علم کلام اِس شرف کے ساتھ ہے تو بہت سے لوگوں کو اُس کی ضرورت نہیں بلکہ شہر میں طبیب کی طرح ایک ہی شخص کافی ہے"

مقامِ شریعت

فقہاء و علماء فروعِ دین کے ساتھ ہیں اور اُس جیسے نہیں بلکہ لوگوں کی اکثریت عُلمائے شریعت کی مُحتاج ہے اور بحمد اللہ شریعت میں غُنیہ اور کِفایت ہے،

چنانچہ اگر انسان فوت ہو جائے اور وہ علم نظری مثلاً جوہر و عرض، جسم و جسمانی، رُوح و روحانی کے قائلین کی اصطلاح کو نہیں جانتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس سے یہ نہیں پُوچھے گا اور بے شک لوگوں سے وہی پوچھے گا جو اُن پر خاص تکلفات سے واجب ہے اور اللہ تعالیٰ ہم زندوں کو اُس سے رزق عطا فرمائے"

اِسلام کا بنیادی عقیدہ اور گواہی

وصل اِس ضمن میں کہ جو عقیدہ عموم میں پہنچا ہے، تو وہ بغیر دلیل و بُرہان کی طرف نظر کرنے کے مسلمانوں کا مُسلّمہ عقیدہ ہے"

تو اے میرے مومن بھائیو! اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خاتمہ بالخیر فرمائے

"اِس سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد میں اُس کے نبی حضرت ہُود علیہ السلام سے سُنا وہ یہ ہے کہ جب اُنہوں نے اپنی اور اپنی رسالت

www.maktabah.org

کی تکذیب کرنے والی اپنی قوم سے فرمایا!

قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ؎ — کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے،

تو حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اَحدیت کا اقرار کرنے اور اُس کے ساتھ اپنی شرک سے علیحدگی کے بارے میں جسے آپ جانتے تھے اپنی قوم کو جو تکذیب کرنے والوں کے گواہ بنایا،

تو بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سامنے کھڑا کرکے اُن کے لئے یا اُن پر حجت قائم کرنے کے لئے پوچھے گا جب کہ وُہ سب کچھ جانتا ہے یہاں تک کہ ہر گواہ پر اُس کی گواہی لوٹائی جائے گی۔

اور حدیث میں مؤذّن کے لئے آیا ہے کہ اُس کی آواز پر خشک و تر سے اور ہر سُننے والے سے گواہی ہے اِس لئے شیطان اذان کے وقت پُشت پھیر لیتا ہے اور اُس کے لئے حصاص ہے اور ایک روایت میں ضراط ہے یہاں تک کہ وُہ گواہی کے ساتھ مؤذّن کی اذان نہیں سُنتا، اُس کے لئے ضروری ہے کہ اِس گواہی کی گواہی دے مِن جملہ جو سعادت مشہود لہٗ، میں کوشش کرتا ہے اور وُہ شیطان محض دُشمن ہے اُس کے لئے ہماری طرف خیر نہیں البتہ اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، اور جب کہ وُہ دشمن ہے تو لازماً وُہ تیرے ساتھ بھی گواہی دے گا جو اپنے لئے دے گا، تو وُہ تیرے لئے اور تیرے دوست اور حبیب کے لئے گواہی کم کرے گا اور اُس کی بھی جو تیرے دین اور ملت پر ہوگا،

اور تو اپنے آپ پر دُنیا میں وحدانیت اور ایمان کے ساتھ اُس کی گواہی

؎ ھود آیت ۵۴

www.maktabah.org

کم کرے گا"

اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ

تو اے میرے بھائی اور دوست! اللہ تعالیٰ تم پر راضی ہو تم ہر لحظہ اور ہر پل اللہ تعالیٰ کی طرف فقیر، کمزور و مسکین بندے یعنی اس کتاب کے مؤلف شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں گواہی دو اور یہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بعد اپنے آپ پر گواہ بناتا ہے" اور جو مومنین سے حاضر ہے اور جو اسے سُنے اِس قول کی گواہی دے اور عقیدہ سیکھے کہ!

اللہ تبارک و تعالیٰ واحد معبود ہے، الوہیت میں اُس کا کوئی ثانی نہیں

وُہ بیوی اور اولاد سے منزّہ اور پاک ہے"

وُہ بلاشرکت غیرے مالک ہے اُس کے لئے بادشاہی ہے اور اُس کا کوئی وزیر نہیں"

وُہ صانع ہے اور اُس کے ساتھ کوئی مُدبّر نہیں.

وُہ بذاتہٖ موجُود ہے اور اُس کا وجود موُجد کی طرف احتیاج کے بغیر ہے، اُسے دِل سے اور آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے.

وُہ جب چاہے عرش پر غلبہ فرماتا ہے جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے اور اِس معنے میں اُس کا ارادہ ہے، جیسا کہ عرش اور اس کے ماسوا کے ساتھ اِستوا یعنی غلبہ فرماتا ہے"

اوّل و آخر اُسی کے لئے ہے نہ اُس کے لئے مثل معقول ہے اور نہ ہی اس پر عقول دلالت کرسکتے ہیں،

www.maktabah.org

اُس کے لئے نہ زمان کی حد قائم کی جاسکتی ہے اور نہ انتقال مکانی کی بلکہ

وُہ تھا اور مکان نہ تھا،

وُہ مکان و مکین اور زمین کو بنانے والا ہے،

اُس نے فرمایا میں واحد حیّ ہوں اُس کے لئے مخلوقات کی حفاظت گراں نہیں،

اور اُسکی طرف صفت رُجعت نہیں کرتی نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مصنوعات سے کوئی صفت اس پہ ہے بیشک صنعت پہ حوادث ہے اور حوادث ہر صنعت یا اُسکے بعد یا اس سے پہلے جائز ہوگا،

بلکہ کہتے ہیں وُہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی پس وُہ بعدِ زمان کے صیغے سے ہے وُہ اسے بنانے والا ہے،

وُہ قیّوم ہے اُس کے لئے نیند نہیں وُہ قہار ہے اسکی بارگاہ میں مجال دم زدنی نہیں

اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اُس نے عرش کو پیدا کیا اور اُس کے لئے حدِ استواء قائم فرمائی،

اُس نے کرسی کو بنایا اور اُسے زمین اور بلند آسمانوں پر وسُعت دی،

اُس نے لوح اور اعلیٰ قلم کی اختراع فرمائی اور فصل و قضا کے دن تک خلقت میں اُس کے علم کے ساتھ اجراءِ کتابت فرمایا،

اُس نے تمام خلقت کو پہلے مثال موجود ہونے کے علاوہ پیدا فرمایا،

اُس نے خلقت کو پیدا فرمایا،

اُس نے رُوحوں کو اجسام میں اتارا اور اجسام کو ارواح کی منزل بنایا،

زمین میں خُلفاء بنائے اور ہمارے لئے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو مسخر کیا اُس کے حُکم اور اُس کی طرف کے سوا کوئی ذرّہ حرکت نہیں کرتا،

اُس نے بغیر خلقت کی طرف حاجت کے خلقت کو پیدا فرمایا اور یہ اس پر موجب واجب نہیں مگر اُس کے پہلے علم کے مطابق پیدا ہوا جو پیدا ہوا۔

www.maktabah.org

وُہ اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وُہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اُس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔

اُسے پوشیدہ اور اخفاء کا علم ہے اور وُہ آنکھوں کی خیانت اور سینے میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے اور اُسے اُس چیز کا علم کیسے نہ ہو جسے اُس نے پیدا فرمایا ہے۔

وُہ مخلوق کو جانتا ہے اور وُہ لطیف و خبیر ہے۔

وُہ چیزوں کو اُن کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا ہے پھر اُس نے اُنہیں اُن کے علم کی حد پر وجود عطا فرمایا۔

وُہ ہمیشہ سے تمام اشیاء کا علم رکھتا ہے اور نئی چیز کو پیدا کرتے وقت اُس کے لئے اُس چیز کا علم نیا نہیں۔

وُہ اشیاء کو حکم کرتا ہے اور اُن کا حاکم ہے ساتھ اِس کے وُہ اُنہیں جو چاہے حکم کرے۔

اہلِ نظر کے صحیح اور متفق علیہ اِجماع کے مطابق اُسے علی الاطلاق کُلّیات کا ویسے ہی عِلم ہے جیسے جزئیات کا وُہ ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا ہے تو اُسے اُن کے شرک سے بلندی ہے۔[1]

وُہ جو چاہتا ہے کرتا ہے پس وہ زمین و آسمان کے عالم میں کائنات کا ارادہ فرمانے والا ہے۔

اُس کی قدرت کے ساتھ کسی چیز کا تعلق نہیں یہاں تک کہ اُس کا ارادہ جیسا کہ وُہ نہیں لوٹتا یہاں تک کہ اُس کے علم میں ہوتا ہے، جبکہ عقل میں محال ہے۔

---

[1] المومنون آیت ۹۲

www.maktabah.org

کہ اُس چیز کا ارادہ کرے جس کا علم نہ ہو یا کسی کام کا اختیار و تمکین رکھنے والا اس کام کو چھوڑ دے جس کا ارادہ نہ رکھتا ہو، جیسا کہ اِن حقائق کا غیرِ حق میں پایا جانا محال ہے، جیسا کہ اُن صفات کا بغیر اُس ذات کے قائم رہنا محال جو اِن صفات سے موصوف ہے، تو جو کچھ وجود میں ہے اطاعت اور نافرمانی، نہ نفع نہ خسارہ نہ غلام نہ آزاد، نہ ٹھنڈک نہ گرمی، نہ حیات نہ موت، نہ حصول نہ ضیاع، نہ دن نہ رات، نہ اعتدال نہ جھکاؤ، نہ خشکی نہ سمندر، نہ جوڑا نہ اکیلا، نہ جوہر نہ عرض، نہ صحت نہ بیماری، نہ خوشی نہ غم، نہ رُوح نہ جسم، نہ ظلمت نہ روشنی، نہ زمین نہ آسمان نہ ترکیب نہ تحلیل، نہ کثیر نہ قلیل، نہ صبح نہ شام، نہ سفید نہ سیاہ، نہ نیند نہ بیداری، نہ ظاہر نہ باطن، نہ متحرک نہ ساکن، نہ خشک نہ تر، نہ چھلکا نہ مغز یا انکے خلاف یا انکی مثل کوئی نسبت ایسی نہیں جسکا مقصود اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات نہ ہو اور وہ کیوں مقصود نہ ہو جب کہ اُسے اُس نے ایجاد فرمایا ہے اور مختار کے نہ چاہنے سے وہ کیسے وجود پاتی نہ اُس کے امر کو کوئی رد کر سکتا ہے اور نہ اُس کے حکم کو روک سکتا ہے وہ جسے چاہے بادشاہی عطا فرمائے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے جسے چاہے ذلت دے جو چاہے کرے اور جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ کرے جسے چاہے راستہ دکھائے اُس نے جو چاہا وہ ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اگر تمام مخلوق جمع ہو کر کسی چیز کا ارادہ کرے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارادے کے خلاف نہیں کر سکتی یا مل کر ایسا کام کرے جو اس کے ارادے میں نہ ہو تو نہیں کر سکے گی، مخلوق اُس کے ارادے کے سوا کسی ارادے اور کسی فعل کی استطاعت نہیں رکھتی اور نہ ہی اُسے سوائے اُس کی مشیّت حکم اور ارادے کے کفر و ایمان اور اطاعت و نافرمانی میں قدرت حاصل ہے۔

www.maktabah.org

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے ارادے کی صفت سے موصوف ہے

اور عدم و غیر موجود کو جانتا ہے اور اُس کے علم اور نگاہ میں معدوم غیر موجود ثابت تھا، پھر وُہ بغیر تفکر و تدبر کے عالم کو جہل یا عدم علم سے وجود میں لایا اور اُسے تفکر و تدبر کا علم عطا فرمایا"

زمان و مکان اور اکوان والوان میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے اِس سے وُہ ناواقف نہیں تھا بلکہ اُس نے اُسے اپنے سابق علم کے مطابق اپنے ازلی فیصلہ شدہ ارادۂ پاک کے تعیّن سے وجود عطا فرمایا ہے، تو وجود میں حقیقتاً اُس کے ارادے کے سوا کوئی چیز نہیں، اور جب وُہ اللہ سبحانہٗ کے قائل ہُوئے تو وُہ وہی چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور بیشک اللہ سبحانہٗ اپنے علمِ خاص کے مطابق حکم و ارادہ فرماتا ہے اور اپنی قدرت سے پیدا فرماتا ہے جیسا کہ دیکھنا اور سُننا جو حرکت کرتا ہے یا ساکن ہے یا عالم اسفل و اعلیٰ کے پیچھے بولنا اُس کے لئے دُور سے سُننا حجاب میں نہیں تو وُہ قریب ہے اور نہ قریب سے دیکھنا اُس کے لئے حجاب میں ہے تو وُہ دور ہے، وُہ کلام نفس کو نفس میں سُنتا ہے اور مَس کرتے وقت مس کی پوشیدہ آواز کو سُنتا ہے۔ وُہ اندھیرے میں سیاہی کو اور پانی کو پانی میں دیکھتا ہے، اُس کے لئے مِلی جُلی چیزیں پردے میں نہیں اور نہ روشنی اور اندھیرا اُس کے لئے حجاب میں ہے اور وُہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ازلی اور قدیم کلام کے ساتھ گفتگو فرماتا ہے نہ کہ پہلی خاموشی اور نہ سکوت واہمہ ہے"

جیسا کہ اُس کے علم و ارادہ اور قدرت کی تمام صفات ہیں، اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو فرمائی اُس کی گفتگو کا نام تنزیل، زبور، توراۃ اور انجیل ہے نہ اُس کے لئے حروف ہیں نہ آوازیں اور نہ ہی نغم و نغمات

www.maktabah.org

ہے۔ بلکہ وُہ آوازوں، حرفوں اور لغات یعنی زبانوں کا خالق ہے۔

تو اُس اللہ سبحان تعالیٰ کا کلام بغیر حرُوف و لسّان کے ہے ایسے ہی اُس کی سماعت بغیر کانوں اور اذان کے ہے ایسے ہی اُس کی آنکھ بغیر آنکھ کی سیاہی اور پلکوں کے ہے، ایسے ہی اُس کا ارادہ بغیر قلب اور جان کے ہے۔ ایسے ہی اُس کا عِلم بغیر اضطرار کے ہے اور بُرہان میں نظر نہیں، ایسے ہی اُس کی حیات دِل کے اندر کی گرمی اور امتزاجِ ارکان کے بغیر ہے، ایسے ہی اُس کی ذاتِ اقدس زیادتی اور کمی کو قبول نہیں کرتی یعنی زیادہ یا کم ہونے سے پاک ہے، پس وُہ سُبحانہٗ تعالیٰ قُرب و بُعد سے پاک بہت بڑا بادشاہ احسان فرمانے والا اور اپنے تمام ماسوا سے جسیم الامتنان ہے اُس کا جُود فیض دینے والا ہے اُس کا فضل اور عدل اُس کے لئے باسط اور قابض ہے۔

جب اُس نے دُنیا کی اختراع و تخلیق کی تو کمال تر صنعت گری ظاہر فرمائی اُس کی بادشاہی میں کوئی اُس کا شریک نہیں اور نہ ہی اُس کی سلطنت میں کوئی اُس کے ساتھ تدبیر کرنے والا ہے وُہ کسی کو نعمتوں کے ساتھ نوازتا ہے تو یہ اُس کا فضل ہے۔

اگر وُہ کسی پر عذاب کرتا ہے تو یہ اُس کا عدل ہے۔

اِس کے سوا اُس کی مملکت میں کوئی تصرّف نہیں کر سکتا۔

پس جو روحیف کی طرف منسوب کرتا اور نہیں توجہ کی جائے گی اُس کے سوا کے لئے حُکم کی تو وُہ ڈر اور خوف سے متصّف ہو گا۔

اُس کے ماسوا سب کچھ اُس کے غلبۂ سلطانی کے تحت ہے اور اُس کے ارادہ و حُکم کے زیرِ تصرّف ہے۔

وُہی لوگوں کے دِلوں میں پرہیزگاری اور بدکاری الہام فرماتا ہے۔

www.maktabah.org

وُہ چاہے تو اَب اور قیامت کے دِن درگذر فرمائے اور چاہے تو گرفت فرمائے۔"

اُس کے فضل میں عدل اور اُس کے عدل میں فضل حُکم نہیں کرتا۔"

اُس نے کائنات کو دو مٹھیوں سے پیدا فرمایا اور اُس کے لئے دو منزلیں بنائیں تو فرمایا یہ جنت کے لئے ہے اور مجھے اِس کی پرواہ نہیں اور یہ دوزخ کے لئے ہے اور مجھے اس کی پرواہ نہیں۔" اور اِس امر پر کوئی معترض اعتراض نہیں کرسکتا جب کہ وُہ اِس کے سِوا لاموجود تھا، پس سب کچھ اُس کے اسماء کے تحت گردانے۔"

اُس کے اَسماء کی ایک مُٹھی کے تحت مصیبتیں اور اسماء کی ایک مٹھی کے تحت نعمتیں ہیں۔"

اگر وُہ پاک اور سُبحان چاہتا کہ تمام عالم سعید ہو تو تمام عالم سعید ہوتا اور اگر وُہ چاہتا سب دُنیا شقی ہو تو سب دُنیا شقی ہوتی لیکن اُس نے ایسا نہیں چاہا اور وُہی ہُوا جو اُس نے چاہا تھا۔"

اب بھی اور قیامت کے دِن بھی اِن میں سعید اور شقی دونوں قسم کے لوگ ہوں گے پس اُس کے امرِ قدیم میں تبدیلی کا کوئی راستہ نہیں۔"

اُس نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں اور فرمایا نمازیں پچاس ہیں تو ہم اُس کا فرمان تبدیل نہیں کرسکتے اور نہ ہی ہم اپنے مُلک میں اپنی خواہش کا نفاذ کرنے کے سلسلے میں سرکشوں کے ساتھ اندھیروں میں ہیں۔"

اِس حقیقت کو جاننے کے لئے ابصار و بصائر نابینا ہیں اور سوائے عطائے الٰہی اور جُودِ رحمانی کے اِس پر افکار و ضمائر مُطلع اور خبردار نہیں ہوسکتے البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اِس حقیقت سے رُوشناس کرواتا ہے

www.maktabah.org

اور یہ اُس کے لئے حاضری کے ساتھ پہلی گواہی ہے، پس جب یہ علم جان لیا تو قسم قسمِ عطا ہُوا ہے اور بیشک قدیم رمزوں سے ہے پس اللہ سبحانہٗ کے سوا کوئی فاعل نہیں اور نہ ہی اُس کے سوا کوئی بنفسہٖ موجود ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا ہے۔ وہ جو بھی کرتا ہے اُس کے بارے میں اُس سے سوال نہ کیا جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا، پس یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے حجّتِ بالغہ ہے تو اگر وُہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت نصیب فرماتا۔"

حضور رسالتمآبؐ کے متعلق عقیدہ

دُوسری گواہی! جیسا کہ مَیں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کے بارے میں اپنے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اور اُس کے فرشتوں کی تمام مخلوق کی آپ لوگوں کی گواہی طلب کی ہے ایسے ہی میں اللہ تعالیٰ سبحانہ کو اُس کے فرشتوں کو تمام مخلوق کو اور آپ کو اپنے ایمان کے لئے گواہ بناتا ہُوں کہ جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے وُجود سے چُنا اور پسند کیا اور برگزیدہ فرمایا وُہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور آپ اُس کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والے اور سراجِ مُنیر ہیں تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو اُن کے پروردگار کی طرف سے نازل ہُوا تھا پہنچا دیا اور اُس کی امانت لوٹا دی۔ اور اپنی اُمت کو نصیحت فرمائی۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنی اتباع کرنے والے تمام حاضرین کو خطاب فرماتے ہُوئے خوف و حذر تبشیر و انداز۔ وعدہ و وعید اور تحدید فرمائی

www.maktabah.org

اور اذنِ خداوندی سے اِس وعظ و تذکیر کو کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا، پھر اہلِ اجتماع سے کہا! کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ تو آپؐ نے فرمایا! یا اللہ اِس پر گواہ ہو جا۔

مزید شرائطِ ایمان

چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ بھی لائے میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں، آپ جس چیز کے ساتھ آئے اُس میں سے جسے میں جانتا ہوں اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور جسے نہیں جانتا اُسے بھی تسلیم کرتا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں موت کا وقت مقرر ہے جب وہ آتی ہے تو موخر نہیں ہوتی۔

پس ہم اِس ایمان کے ساتھ مومن ہیں اور اِس میں کوئی شک وریب نہیں ایسے ہی میں ایمان لایا اور اقرار کرتا ہوں کہ قبر میں حساب کتاب پوچھا جائے گا اور یہ حق ہے۔

عذابِ قبر اور قبروں سے جسموں کا اُٹھایا جانا حق ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لوٹنا اور حوضِ کوثر حق ہے۔

میزان اور اعمال ناموں کا ملنا اور پُل صراط حق ہے۔

جنت اور دوزخ حق ہے، ایک فریق کا جنت میں اور ایک فریق کا دوزخ میں جانا حق ہے۔

قیامت کے دِن ایک گروہ کے لئے کرب اور ایک گروہ کو حزن وملال نہ ہونا حق ہے۔

ملائکہ و انبیاء کرام اور مومنین کی شفاعت حق ہے۔

www.maktabah.org

اور وُہ اَرحم الرحمین جسے چاہے گا شفاعت کے بعد دوزخ سے نکالے گا، حق ہے،

کبیرہ گناہ کرنے والے مومنوں کا جہنم میں داخل ہونا اور پھر اُنہیں شفاعت واحسان کے ساتھ اُس سے نکالا جانا حق ہے،

مومنین وموحدین کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باغ نعیم اور جنت میں قیام حق ہے اہل جہنم کا ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہنا حق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سے علم یا جہل کی صُورت میں جو بھی اُس کے رسُولوں اور کتابوں کے ساتھ آیا حق ہے،

پس یہ میری ذات پر ہر اُس شخص کی گواہی اور امانت ہے جس کے پاس یہ پہنچے جب بھی اُس سے پُوچھا جائے وُہ یہ امانت واپس کرے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو اِس ایمان کے ساتھ نفع عطا فرمائے اور اِس دُنیا سے دارِ حیات کی طرف انتقال کرتے وقت ہمیں اِس پر ثابت قدم رکھے، اور اِس سے دارِ کرامت ورضوان ہمارے لئے نازل فرمائے،

ہمارے اور اُن کے گھر کے درمیان پردہ ہو جن کے کُرتے بدبودار روغن یا رال کے ہونگے یعنی ہمارے اور جہنمیوں کے درمیان فاصلہ رکھے اور ہمیں ایمان کے ساتھ کتابوں سے اخذ کرنے کی دستاریں پہنائے اور ہمیں حوضِ کوثر سے تر وتازہ اور سیراب کر کے لوٹائے اور اُس کے ساتھ میزان کا بھاری فرمائے اور اُس کے لئے پلصراط پر دونوں پاؤں کو مضبوط فرمائے بیشک وُہ نعمتیں عطا کرنے والا اور احسان فرمانے والا ہے، تو شکر ہے اُس ذات کا جس نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی اِس لئے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب نہ فرماتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی، بے شک ہمارے پروردگار کی

www.maktabah.org

طرف سے حق کے ساتھ رسُول تشریف لائے۔"

تو یہ عوام اہلِ تقلید اور اہلِ نظر مسلمانوں کے عقیدے کا خلاصہ اور اختصار ہے۔"

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا تو میں نے مختصراً عقیدہ ناشیہ شادیہ یعنی حیران کُن ظاہر ہونے والے عقیدہ کے بارے میں ایک رسالہ لکھا جس میں اِس ملت کیلئے دلیل سے اخذ کیا گیا ہے، اِسکا نام "رسالۃ المعلوم من عقائد اہل الرسوم" اِسکا حفظ کر لینا طالب علم کے لئے آسان ہے پھر اللہ تعالےٰ کے راستے پر چلنے والے اہل اللہ اور اہل کشف و وجود محققین کا عقیدہ بیان ہوگا اور پھر اسے دوبارہ آخری جزء میں جس کا نام ہم نے معرفت رکھا ہے بیان کیا جائے گا اور اِس کے ساتھ کتاب کا مقدمہ اپنی نہایت کو پہنچ جائے گا، ہاں عقیدے کے خلاصہ کی صُورت میں تعین پر تفرد کی صراحت میں مُشکلیں اور پیچیدگیاں ہیں۔"

لیکن ہم نے اِسے تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ اِس کتاب کے ابواب میں پُورا کر دیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جو فہم عطا فرمایا ہے اور اِس امر کی معرفت اور اُس کے غیر میں تمیز سکھائی ہے، پس یہ علم حق اور سچی بات ہے علاوہ ازیں میرا کوئی مقصد نہیں یعنی ہر تہمت سے بری ہے، اِس میں بینا اور نابینا دونوں کے لئے راہنمائی ہے، یہ عقیدہ بعید کو قریب سے ملاتا ہے اور اسفل کو اعلیٰ سے جوڑتا ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اُس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔"

ناشیہ وشادیہ عقائد کے بارے میں

وصل شادیہ نے کہا خط استواء کے نیچے قبۃ ارین میں چار عالم جمع

www.maktabah.org

ہوئے"۔

اُن میں مشرقی، ایک مغربی، ایک یمنی اور ایک شامی تھا۔ اُنہوں نے علُوم و اسماء اور رسوم کے فرق کے بارے میں گفتگو شروع کر دی، اور اُن میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو کہا اُس علم میں خیر نہیں جو اپنے ساتھی کو ابدی سعادت اور دائمی تاثیر کا تقدس نہ عطا کرے"۔

چنانچہ ہمارے سامنے اُن علُوم میں بحث ہونا چاہیئے جن کا حصُول باعثِ عزت اور جس کا اکتساب افضل، روشن اور زیادہ لائق افتخار ہو

مغربی نے کہا! میرے پاس اِس علم سے وہ علم ہے جو حاملِ قائم کے ساتھ ہے،

مشرقی نے کہا! میرے پاس وُہ علم ہے جو حامل محمول لازم کے ساتھ ہے "

شامی نے کہا! ان علوم سے میرے پاس ابداع و ترکیب کا علم ہے

یمنی نے کہا! اِس علم سے میرے پاس تلخیص و ترتیب کا علم ہے

پھر اُن میں سے ہر ایک نے کہا یہ سب کچھ ہمیں خواب میں نظر آیا ہے، تو اِس سے مدعی اپنے دعوے کی حقیقت پیش کرے"۔

www.maktabah.org

پہلی فصل

غربی کی زبان سے معرفتِ حامل قائم

مغربی امام کھڑا ہوا اور مجھے کہا! چونکہ میرا علمی مرتبہ بڑا ہے اس لئے پہلے میں حکم کروں،،

حاضرین نے اُسے کہا! مختصر اور بلیغ و معجز کلام کر،،

حادث کے لئے سبب

اُس نے یعنی مغربی نے کہا! جان لو کہ کچھ نہ تھا پھر ہو گیا اور اُسکے حق میں زمانے قائم ہوئے چنانچہ دونوں حال،، برابر ہیں تو اس وقت اُس کا پیدا کیا جانا لازم آئے گا،،

حوادث سے نہ نکلنے والا

پھر کہا جو کسی امر سے مستغنی نہیں یعنی جسے احتیاجِ امر ہے اُس کا حکم اُس امر کے حکم میں ہے مگر یہ حکم اُس وقت ہو گا جب وہ خلق و امر کے عالم میں تھا تو طالب کو اس کی طرف نگاہ رکھنا چاہیئے اور تلاش کرنے والا اس پر اعتماد کرے،،

www.maktabah.org

اثبات بقا اور استحالہ عدم قدیم

پھر کہا! جس کا وجود اُس کے لئے لازم ہے تو بے شک اُس کا عدم محال ہے اور جو موجود ہے اور نہ تھا اُس کا قدم محال ہے، اور جب اُس پر عدم محال نہیں تو قدم میں اپنے ساتھی کے مقابل ہے، پس اگر مقابل نہ تھا تو یہ صاحب سکوت مقابل میں عجز ہے اور اگر تھا تو اِس پر دُوسرے کا ہونا محال ہے، صحت شرط اور ربطِ احکام کے لئے بذاتہٖ زوال محال ہے۔

اخفاء و ظہور

پھر کہا! یہ سب کچھ جو بعینہٖ ظاہر ہے اور اس کا حُکم بدیہی نہیں تو اس کا ظاہر ہونا محال اِس لئے اِس کا علم فائدہ نہیں دیتا،

ابطالِ انتقال عرض اور اُس کا عدم

پھر کہا! اس پر رہائش گاہوں کی تعمیر محال سے ہے کیونکہ اُس نے اپنی ذات کے وجود کے زمانوں میں سے دُوسرے زمانے میں رحلت کرنا ہے اور رہائش گاہ کو بقا نہیں اور اگر بنفسہٖ قیام کے لئے انتقال جائز اور مقام و محل سے مستغنی ہو اور صفات کے لئے گُم ہونے اور فاعل کے ساتھ عدم ضد نہیں، پس اگر تیرا قول یہ ہے کہ فعل کوئی چیز نہیں تو یہ بات عقلمند نہیں کہتا،

حوادث کے لئے اوّلیت نہیں

پھر کہا! جس چیز کی فنا پر اُس کا وجود متوقف ہو تو اُس کا وجود نہیں یہاں

www.maktabah.org

تک کہ وُہ فنا ہوجائے پس اگر اس چیز کو فنا میں گم پائے تو اُس پر توقف کرے اور اُس چیز کے تقدم سے معنیٰ حاصل کرے تو بے شک اُس کے سِوا پر قید اور حصر ہے اور اُس کے لئے یہ وصف ضروری ہے، اور اگر ہمیشگی ہے تو بغیر جھوٹ کے عین ثابت ہے"۔

باب القدم

پھر کہا! اگرچہ خبر کے مُبتداء کی طرف خبر کا حُکم ہے تاہم اُس کے لئے انتہائے عدد نہیں اور نہ وجد سے وجود درُست ہے"۔

جوہر کے ساتھ نہیں

پھر کہا! اگر ہم اُسے خالی اور بھرا ہُوا ثابت نہ کریں تو وُہ پرانا ہوگا جبکہ وُہ پُرانا نہیں،

جسم کے ساتھ نہیں

پھر کہا! اگر ترکیب کو قبول کرے گا تو اُس میں تحلیل بھی ہوسکتی ہے اگر تالیف کو قبول کرے گا تو مضمحل ہوگا اور جب مماثلت واقع ہوگی تو فضیلت ساقط ہوجائے گی

عرض کے ساتھ نہیں

پھر کہا! اگر اُس کا وُجود اپنے سِوا کے ساتھ قیام کا خواہشمند تھا تو یہ منسوب الیہ کے برابر نہ تھا اور اُس کی طرف نِسبت درُست ہے تو اُس کے وجود پر موافقت باطل ہے اور بے شک اُس کی قید اور ایجاد ہے پھر یقیناً اُس کا وصف الوصف محال ہے تو اِس جوڑ کے حال کی طرف کوئی راستہ نہیں"۔

www.maktabah.org

باب نفی الجہات

پھر کہا! اگر کرّہ فانی ہے تو اُس کے لئے کنارہ نہیں جب اُس کی طرف جہات ہیں تو وُہ اُس کے حکم پر ہیں اور ہم اُس سے خارج ہیں اور اگر ہم نہ تھے تو مشکلات و مصائب اور رنج و بلا کا کیا معنیٰ ہے،''

باب الاِستوا

پھر کہا! ہر رہائش گاہ رکھنے والے کی اُس مکان سے رحلت جائز ہے اور اُس کا انتقال یعنی نقل مکانی ثابت ہے جو بذاتہٖ کسی چیز پر حاوی ہے پس اگر تثلیث ہوگی تو اُسے محدود و مقدور کر دے گی اور یہ عقل کی پہلی تقریر کی نقیض ہو جائے گی

باب الاَحدیت

پھر کہا!

یہ حقیقت ہے کہ کوئی چیز نہیں پائی جاتی جو ان مسلمات سے نہ ہو تو یہ اتفاق ہوگا یا اختلاف اگر یہ بات درست ہے تو ہم وجود میں اتفاق و اختلاف کیوں نہیں پاتے مقدر کا حکم حکمِ حقیقی ہے

باب فی الرؤیت

پھر کہا! جب عین میں کسی چیز کو پایا تو جائز ہے کہ ظاہر چہرے کے ساتھ اُسے بعینہٖ قید میں دیکھے اور اکثر اشعریہ کے مذہب میں وجوب رؤیت پر علت گناہ ہے، سوائے ساتھ وجود بنیادی اور غیر بنیادی کے اور بنیادی سے لازمی ہے،

www.maktabah.org

اور اگر رؤیت مرئی میں اختیار کی گئی تھی تو ہمارے لئے جائز نہیں تو بے شک ان مطالب کے لئے دلائل ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

پھر اُس مغربی نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام پڑھا اور بیٹھ گیا۔

حاضرین نے اُس کے اختصارِ عبارت اور استیفاءِ معانی اور دقیق اشاروں کا شکریہ ادا کیا۔

www.maktabah.org

دوسری فصل

حامل و محمولِ لازم کی معرفت میں مشرقی کی زبان سے

باب القدرت

پھر مشرقی اٹھا اور اُس نے کہا! کسی چیز کا کسی چیز سے وجود میں آنا بوجہ میلان ہے اور کوئی مادہ چیز سے نہیں اقتدار ازلی سے ہے، تو وہ چیز جسے روک نہیں سکتا اُس پر غالب آجائے گا اور وہ ہمیشہ رہے گی،

باب العلم

پھر کہا! مُحکم میں احکام کا ایجاد ہونا علمِ مُحکم کے وجود کے ساتھ اُس کے حُکم سے ثابت ہے،،

باب الحیات

پھر کہا! اور حیاتِ عالم میں ایک شرطِ لازم اور وصفِ قائم ہے،،

باب الارادت

پھر کہا! جب کوئی چیز تقدم و مناص کو قبول کرلے تو لازمی ہے کہ وہ

www.maktabah.org

وقوع اختصاص کے لئے خاص کی گئی ہو اور عقل و عادت کے حکم میں یہی عین ارادہ ہے۔

باب ارادۃ الحادث

پھر کہا! اگر ارادہ کرنے والے کے ساتھ ارادہ نہ تھا البتہ وہ تھا اور مراد نہ تھی تو وہ نہ تھا۔

ارادہ مقام میں نہیں

پھر کہا! خبر دینے والے کے ساتھ اقامت کئے بغیر اُس خبر کے احکام کے معانی کا واجب یعنی یقینی یا ضروری ہونا محالات میں سے ہے۔

باب الکلام

پھر کہا! جو شخص اپنے ساتھ گذرنے والی بات خود ہی بیان کرتا ہے تو یہ بات اُس کے ارادے سے نہیں اِس کے ساتھ کلام و قضا پر حکم دلیل ہے

قدم عالم

پھر کہا! قدیم جدید کو قبول نہیں کرتا اِس میں شک نہ کر اور اگر کوئی بنفسہٖ حادث ہے تو وہ اس میں سے نہیں البتہ وہ عدم عدم کے ساتھ ہے کیونکہ یہ صفت ناقصہ اُس سے ہے، اور قدیم کے لئے جو کمال عقل اور نقل سے ثابت ہے وہ اِس نقص سے منسوب نہیں ہو سکتا۔

www.maktabah.org

باب سمع و بصر

پھر کہا! اگر تو جہل کی وجہ سے نہ دیکھ سکے اور نہ سُن سکے تو یہ امر تجھ سے اکثر طور ظہور میں آتا ہے۔

اور اس کی طرف جہل کی نسبت محال ہے تو سوائے اِن صفتوں کی حال کے ساتھ نفی کرنے کے کوئی راستہ نہیں،

اور جو اپنی بات سے اِن دونوں کی نفی کا ارتکاب کرتا ہے تو وُہ معمُول کو ڈرانے کیلئے کرتا ہے،

جو ایفائے عہد کے لئے اُس کی کون کی طرف لوٹانا تھا،

اثباتِ صفات کے باب میں

پھر کہا! حکم کیلئے معنیٰ ضروری ہے اور معنیٰ کیلئے اُس چیز کی ضرورت ہے جس سے وُہ قائم ہو سکے تو اُے جھگڑا کرنے والے تو کب تک مشقت برداشت کرے گا یہ تو کچھ بھی نہیں سوائے تیرے گنتی کے خوف کے اور یہ واحد واحد کی حقیقت کا بطلان نہیں کر سکتا اور اگر تو جان لے عدد اَحد ہے تو تجھے کسی سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں پس یہ ان معالم کی تقاسیم میں حامل و محمُول عارض و لازم سے ظاہر ہے پھر وُہ بیٹھ گیا،

www.maktabah.org

تیسری فصل

شامی کی زبان سے ابداع وترکیب کی معرفت

عالم خلق اللہ

پھر شامی کھڑا ہوا اور اُس نے کہا، جب محدثات میں مماثلت ہے اور قدرت کا تعلق اکیلی ذات کے ساتھ ہے تو اِس سے بعض ممکنات کو کون سی دلیل خارج کرے گی"

باب الکسب

پھر کہا امرادِ حقیقت کے ساتھ جو کچھ تعلق تھا اگر حادثے کی قدرت نہیں رکھتا اُس کی مثل طریقہ میں خلل ہے، تو یہ وُہ کسب ہے جو بندے اور تقدیرِ الٰہی کا کسب ہے یہ حرکت اختیاریہ اور رعدِ اضطراریہ کے ساتھ واضح ہوتی ہے

باب کسب مراد اللہ

پھر کہا قدرت کی شرطِ ایجاد ہے جب اُسکے ساتھ علم وارادہ کا تعاون ہو اب تو اپنے آپکو اس عادت سے بچا تو، جو چیز نقصِ اُلوہیت کی طرف لوٹے وُہ مردُود ہے

www.maktabah.org

اور وُہ چیز وجُودِ حادث میں مقرر کرے جو اللہ کی مراد نہیں تو وُہ معرفت کے معاملے میں مردود ہے اور اُس کی وجہ میں توحید کا دروازہ بند ہے، اور کبھی اس کا ارادہ ہوتا ہے اور مامور بہ اُس سے مقصود نہیں ہوتا یہی دُرست ہے اور یہی اِس صراحت کی غرض ہے۔"

خلقِ عالم واجب نہیں

اور یہ صحیح مذاہب میں اللہ تعالیٰ پر محال ہے، اور جو کہتا ہے علم سابق کے بیٹے وجُوب ہے، تو وُہ واجب میں عُلماء کے ہاں معرُوف حُکم سے نکل گیا اور یہی صحیح حُکم ہے۔"

طاقت نہ رکھنے پر تکلیف

پھر کہا! جس کی طاقت نہ ہو اُس سے مُکلّف ہونا عقلاً جائز ہے اور یہ امر مشاہدہ اور نقل میں بھی دیکھا گیا ہے۔"

ایلام بری اللہ تعالیٰ کے حق میں ظلم نہیں

پھر کہا! کوئی چیز حقیقتاً اُس کی ملکیت سے خارج نہیں تو جو کچھ اُس کے مُلک میں اُس کے حُکم سے جاری ہے اُس میں وُہ ظُلم و جَور سے مُتصف نہیں۔"

اچھائی اور بُرائی

پھر کہا! جو صاحبِ اختیار ہو اُس پر رعایتِ اصلاح واجب نہیں اور بیشک

www.maktaban.org

قباحت وحسن شرع اور عرض کے ساتھ ثابت ہے، اور جو کہتا ہے حسن و قبح ذات حسین و قبیح کے لئے ہے اُسے عرض کا علم نہیں"

وجوب معرفت خداوندی

پھر کہا! جب اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے سوا معرفت اُس کی شرط ارتباطِ ضرر سے واجب ہے جو مستقبل میں اُسے چھوڑ دے گا تو یہ وجُوب عقلاً درست نہیں کیونکہ یہ عقل میں نہیں آتا"

رسُولوںؑ کی بعثت

پھر کہا! جب عقل بنفسہٖ ایک امر میں مُستقل اور ایک امر میں غیر مستقل ہے تو لازماً مُستقل کی طرف ملانے والوں میں سے ہے پس رسُولوں کی بعثت محال نہیں اور وُہ علیہم الصلواۃ والسلام غایتوں اور راستوں کو تمام خلقت سے زیادہ جانتے ہیں"

اثبات رسالت رسُول بعینہٖ

پھر کہا! اگر جھُوٹے کا اُسی چیز کو لیکر آنا جائز ہوتا جس کے ساتھ سچا آیا ہے تو یہ قدرت کو عجز میں بدل دینا ہے اور جھُوٹ حضرتِ عزت کی طرف منسوب ہو جاتا ہے اور یہ سب محال اور انتہائی گمراہی ہے۔

جو کچھ پہلے ایک شخص نے ثابت کیا تمام وجوہ و معانی سے دُوسرے نے ثابت کیا ہے"

www.maktabah.org

چوتھی فصل

یمنی کی زبان سے ترتیب و تلخیص کی معرفت

باب الاعادہ

پھر یمنی یعنی جنوب والا کھڑا ہُوا اور اُس نے کہا! جس نے بنا کر بکھیرا ہے اُسے حق ہے کہ دوبارہ اُس شکل میں بنا دے

سوال و عذاب قبر

پھر کہا! جب انسان کی کسی چیز میں سے لطیفۂ رُوحانیہ قائم ہو جاتا ہے تو اُس پر ایسے زندہ کا نام درُست ہو گا جو سو رہا ہو، وُہ خواب میں ایسا کچھ دیکھتا ہے جو بیداری میں نہیں دیکھتا تو ایسا شخص مختلف مذاہب کے لئے زندوں میں شمار ہو گا اور اُس پر لذّت والم کا احساس درُست ہے اور وُہ مُردوں ہی نہیں جو تیرے لئے ہے۔"

باب المیزان

پھر کہا! کسی چیز کے اپنی اقامت گاہ سے دوسری جگہ تبدیل ہو جانے

www.maktabah.org

ی اُس کے لئے احکام واجب رہتے ہیں

باب صراط

پھر کہا جو ذات پرندوں کو اجسام کی صورت میں ہوا میں ٹھہرانے پر قادر ہے تو ایسے ہی وہ تمام اجرام کو ٹھہرانے کی قدرت رکھتی ہے

جنت و دوزخ کی تخلیق

پھر کہا حلول دائرہ سے پہلے تکمیلِ نشاۃ اور اطرافِ دائرہ کا جمع ہو جانا،

وجوبِ امامت

پھر کہا! اقامت دین مطلوب ہے اور یہ بغیر امام کے درست نہیں پس ہر زمانے میں اتخاذِ امام واجب ہے یعنی امام کو حاصل کرنا ضروری ہے،،

شرائط امام

پھر کہا! جب امامت کی شرائط پوری ہو گئیں اور انعقادِ بیعت درست ہو گیا اور دنیا کو اس کا عہد پورا کرنا لازمی ہوگا، اور امام وہ مرد ہو سکتا ہے جو عقل و علم حریت و ورع اور قوت و کفایت کی صفات سے متصف ہو اور قریشی نسب ہو اور اس کے دیکھنے سننے کے حواس سلامت ہوں، اور یہ بعض اہل علم اور اہلِ نظر حضرات کا قول ہے،،

پھر کہا! جب دو اماموں میں عارضہ پیدا ہو جائے تو اس سے عقدِ بیعت کریں جس کے متبعین کی تعداد زیادہ ہو اور جب عذر کی صورت پیدا

www.maktabah.org

تو اگر کسی ناقص امام کو علیحدہ کرنا مشکل ہو جائے تو وقوع عدم یقینی ہے چنانچہ بیعت کا باقی رکھنا ضروری ہے اور اس سے الگ ہو ناجائز نہیں
شادیہ کے علاوہ اِن چاروں میں سے ہر ایک نے اِسی شرط و نظم اور ربط کا بیان کیا ہے،

www.maktabah.org

اہلِ کشف و نظر اہل اللہ کے مخصوص عقائد

حق و خلق اور واجب و ممکن

وصل ، تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جو ہمتوں کے نتائج میں محیر العقول ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آلِ پاک پر درود و سلام ہو ،

مسئلہ! اما بعد! بے شک عقلوں کے لئے ماہیتِ مُفکرہ کی حیثیت سے حد قائم ہوتی ہے ماہیتِ قابلہ کی حیثیت سے نہیں، پس اِس امر میں کہا گیا کہ جو چیز نسبتِ الٰہیہ سے محال نہیں عقل کے لئے محال ہے ایسے ہی کہا گیا! جو کچھ عقل میں جائز ہے، نسبتِ الٰہیہ میں محال ہے۔

مسئلہ! حق واجب الوجود کی ذات اور ممکن کے درمیان کون سی چیز مناسبت رکھتی ہے،

اور اگر اُس کے نزدیک واجب ہے جو یہ کہتا ہے کہ اِس کے ساتھ اقتضائے ذات کے لئے اِقتضائے علم اور مآخذِ فکر یہ پہلے ہے، بے شک اس کا براہین وجُود یہ سے اِس پر قائم ہونا دُرست ہے اور یہ لازماً دلیل و مدلول اور بُرہان و مُبرہن کے درمیان دلیل اور مدلول علیہ کی طرف اُس دلیل پر تعلق مناسبت کی وجہ سے ہوگا اور اگر یہ وجہ نہیں تو اُس کی دلیل دلالتِ مدلول تک کبھی نہیں پہنچے گی، پس مخلوق اور حق کا ذات کی حیثیت سے بایں وجہ جمع ہونا کبھی دُرست

لیکن اُس تعریف کی گئی ذات خداوندی کی حیثیت سے ہے، تو

www.maktabah.org

یہ دُوسرا حکم ہے کہ جس کے ادراک پر عقول مستقل ہو جاتی ہیں اور ہر وُہ چیز جس پر عقل مستقر ہو جائے ممکن ہے کہ علم اُس کے شہود پر تقدم حاصل کر لے اور حق تعالیٰ کی ذات اِس حکم سے علیحدہ ہے۔

پس اُس کا شہُود اِس کے ساتھ علم پر مُقدم ہے بلکہ گواہی دیتا ہے اور جانتا نہیں ایسے ہی خدُا کو جانتا ہے اور گواہ نہیں اور ذات اُس کے مقابل ہے اور عُلماء میں سے کون ایسا ہے جو سنجیدہ عقل کے ساتھ اِس امر کا مدّعی ہو۔

سلب واثبات

کہا کہ جسے فکری نظر سے ذات کی معرفت حاصل ہے اس میں اُسے مغالطہ ہے کیونکہ یہ سلب واثبات کے درمیان اُس کے فکر سے تردّد ہے، پس اثبات اُس کی طرف راجع ہے تو یقیناً یہ بات ناظر کے حق میں ثابت نہیں، مگر وہ ناظر جو اس پر اس کے ہونے سے جمیع اسماء کی طرف عالم وقادر اور ارادہ رکھنے والا ہو۔

اور سلب یا عدم اور نفی کی طرف راجع ہے اور نفی ذاتی صفت نہیں ہو سکتی کیونکہ صفات ذاتیہ موجودات کے لئے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ اثبات وسلب کے درمیان کسی چیز سے فکر وتردّد کو جو ثبوت حاصل ہوتا ہے وُہ یہی ہے۔

واجب وممکن کی مناسبت

"نکتہ حسینیہ"

مسئلہ کیا یا مقیّد کے لئے مُطلق اور اُس کی ذات کیساتھ معرفت کا اقتضاء

www.maktabah.org

ہوسکتا ہے اور کیسے ممکن ہے کہ ممکن واجب بالذات کی معرفت تک پہنچ جائے، اور سوائے اس کے ممکن کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس پر عدم نسیان و احتیاج کو جائز سمجھا جائے، تو اگر واجب بذاتہ اور ممکن کے درمیان جمع ہونے کی یہ وجہ ہوتی تو واجب کے لئے بھی نسیان و احتیاج وغیرہ اسی طرح جائز ہوتا جس طرح ممکن کے لئے ہے اور یہ امر واجب کے حق میں محال ہے پس واجب اور ممکن کے درمیان اجتماعیت کے اثبات کی وجہ محال ہے، پھر اگر وجوہ ممکن اس کے تابع ہیں تو یہ فی نفسہٖ اس کے عدم پر جائز ہیں تو وہ اس حکم سے اس کے توابع کا زیادہ مستحق ہے، اس جامع وجہ سے جو کچھ ممکن کے لئے ثابت ہے وہ واجب بالذات کے لئے ثابت نہیں، اور گناہ کی جو چیز ممکن کے لئے ثابت ہے وہ ذات واجب الوجود کے لئے ثابت نہیں، تو ممکن اور واجب ذات کی جامع وجہ کا وجود محال ہے

میں کہتا ہوں کہ بے شک ذات خداوندی کے لئے احکام ہیں جب کہ وہ حکم دینے والا ہے اور صورتوں میں یہی احکام ہیں اور دار آخرت میں ہر جگہ تجلی واقع ہوگی تو اس میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا مختلف ہے جیسا کہ بیان ہوا اور بے شک رفرف اور دُرّہ یاقوت وغیرہ کے بارے میں حدیث نورِ اعظم آئی ہے،

میں حکم ارادہ سے کہتا ہوں لیکن میں اختیار کے ساتھ نہیں کہتا تو اگر یہ خطاب بالاختیار وارد ہوا ہے تو بے شک جو خطاب اختیار و ارادہ کے ساتھ ہے وہ ممکن کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے ہے،

مسئلہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے جو کشفِ اعتصامی عطا فرمایا ہے اس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اب بھی اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے، انتہیٰ لفظہٖ علیہ السلام۔ الخ

www.maktabah.org

جو اس کے بعد آیا وُہ اس میں الحاقی، اور اُن کا یہ قول ہے وُہ اب بھی اُسی حالت پر قائم ہے جس پر وُہ تھا اُن کے حکم کی مُراد یہ ہے الآن کما کان، ہم پر دو حکم عائد ہیں جب کہ دونوں ہمارے ساتھ ظاہر و اُمثال ہیں، اور بے شک اِس میں مناسبت کی نفی ہے اور اِس پر یہ قول شاہد ہے کان اللہ ولا شئی معہ، یعنی اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی،، اور بے شک یہ الوہیت ہے ذات نہیں اور ذات کے لئے جو تمام حکم باب علم الٰہی میں ثابت ہیں بے شک وُہ الوہیت کے لئے ہیں اور یہی احکام نسبت و اضافات اور اُسلوب عین میں نہیں کثرت میں منسوب ہیں،،

یہاں آکر اُن لوگوں کے قدم لڑکھڑا گئے ہیں جو تشبیہ کو قبول کرنے والے اور قبول نہ کرنے والوں کو ملا دیا،

اور اُنہوں نے اِس پر اُن جامع امور سے اعتماد کیا ہے جن کے لئے دلیلِ حقیقت، علّت اور شرط موجود ہے،

اِس کے ساتھ اُنہوں نے غایب و حاضر پر ایک ہی حکم دیا ہے، اور اگر حاضر ہے تو وُہ مُسلّم ہے اور اگر غایب ہے تو وُہ غیر مُسلّم

حق و خلق کے درمیان برزخ

مسئلہ حق اور خلق کے درمیان اندھا سمندر برزخ ہے اِس سمندر میں ممکن عالم و قادر اور ہمارے سامنے جو جمیع اسمائے الٰہیہ میں سے متصف ہے، اور حیرت و بشاشت اور مسکراہٹ و فرحت کے ساتھ متصف الحق ہے اور موجودات کی اکثر صفات اُس اکیلے کے لئے ہیں اور تو اُس سے وُہ چیز لے جو اُس کے لئے نزول اور ہمارے لئے عروج ہے۔

مسئلہ تو جو اُس سے واصل ہونا چاہتا ہے وُہ کبھی اُس سے واصل نہیں

www.maktabah.org

ہو سکتا مگر اِس کے ساتھ اِتیرے ساتھ وُہ چیز ہے جس نے تُجھے طلب کیا ہے کیونکہ تیرے مقصود کا مقام تو الوُہیت ہے اُسے طلب کر اور ذات کو طلب نہ کر،

الوہیت کیا ہے؟

مسئلہ ! تمام تر ایجادات ماسوی اللہ پر جس کی توجہ ہے وہ احکام اور نسبت و اضافات کے ساتھ الوہیت ہے اور یہی آثار کی خواہش کرتی ہے، تو یہ صلاحیت قاہر بلا مقہور اور قادر بلا مقدور رہے اور وجود و قوت و فعل محال ہے

مسئلہ ! الوُہیت کی اخص الخاص تعریف اپنے کون پر قُدرت کی انفرادیت ہے جب کہ مُمکن کو یہ قُدرت ہر گز ہر گز حاصل نہیں اور یقیناً اُس کے لئے اثر الٰہی کے تعلق کے ساتھ قبُول کرنا ہے،

مسئلہ ! چُونکہ ! کسب کا تعلق ممکن کے لئے ارادہ سے ہے تو اِس تعلق کے نزدیک اُس کا اقتدارِ الٰہی کو پانا ہے پس مُمکن کے لئے اِس کا نام کسب ہے،

مسئلہ جبر

مُحقق کے نزدیک اُس کے کون میں عبد کے لئے جبر صحت کے منافی نہیں تو یقیناً جبر کو مُمکن سے وجود الآبایت کے ساتھ فعل پر حمل کرنا مُمکن ہو گا، پس جمادات مجبُور نہیں کیونکہ نہ تو جمادات سے فعل کا تصوّر ہے اور نہ ہی اُس کے لئے عقل عادی ہے، تو مُمکن مجبور نہ ٹھہرا کیونکہ نہ تو اُس سے تصوّرِ فعل ہے اور نہ ہی اُس کے ساتھ ظہورِ آثار کے ساتھ عقل مُحقق ہے،

مسئلہ ! اقتضائے الوُہیت یہ ہے کہ دُنیا میں مصیبت اور عافیت ہو

www.maktabah.org

پس مُنتقم کا ازالہ بخشش و درگذر کرنے والے اور مُنعم کے ازالہ سے اولیٰ نہیں، اور باقی اسمائے میں حُکم نہیں تعطّل ہے جب کہ الوہیت میں تعطّل محال ہے تو اسمائے کا اثر نہ ہونا محال ہو گا،

مُدرِک اور مُدرَک

مسئلہ: مُدرِک، صاحب ادراک، مُدرَک ادراک کیا گیا ہر دو کے لئے دو ضربیں ہیں،

مُدرِک "صاحب ادراک" کے لئے یہ دو ضربیں ہیں،

۱۔ وُہ جانتا بھی ہے اور اُس کے پاس قوّتِ خیال بھی ہے

۲۔ وُہ جانتا ہے مگر اُس کے پاس قوّتِ تخیّل نہیں"

مدرَک "اِدراک کئے گئے" کیلئے یہ ضربیں ہیں،

۱، مدرک لہٗ اُسے اُس کی صُورت سے صُورتاً جانتا ہے نہ اُس کے لئے تصوّر ہے نہ قوّتِ خیال"

۲، اُسے جانتا ہے اور قوّتِ خیال سے اُس کا تصوّر کرتا ہے اور اُس کے لئے جو صُورتِ علمیہ ہے اُس سے اُس کا ادراک کرتا ہے، فقط

علم۔ معلوم۔ تصوّر

مسئلہ: علم نہ تو تصوّرِ معلوم ہے اور نہ ہی اِس کے معنے تصوّرِ معلوم ہیں، تو یقیناً جو سب کچھ معلوم ہے وُہ اُس کا تصوّر ہو گا جب کہ تمام عالم کا تصوّر نہیں، پس اگر عالم کے لئے تصوّر ہے تو بے شک وُہ معلوم کے لئے صُورت اور اپنے تخیّل سے خیال ٹھہرنے کی حالت پر ہو گا، اور پھر معلومات تو خیال

www.maktabah.org

پر ہر گز نہیں رُک سکتیں، پس ثابت ہُوا کہ اُن کے لئے یقیناً صُورت ہے"

مُمکن فاعل نہیں

مسئلہ: اگر مُمکن سے فعل درُست ہے تو اُس کا قادر ہونا درُست ہوگا چنانچہ نہ اُس کے لئے فعل ہے اور نہ اُس کے لئے قدرت ہے پس مُمکن کے لئے قدرت کا اثبات بے دلیل دعویٰ ہے اور اِس فصل میں مع اشاعرہ کے ہمارا کلام ہے جو مُمکن سے فعل کی نفی کا اثبات کرتا ہے"

ایجادات و مُوجد کے بارے میں

مسئلہ: واحد سے سوائے واحد کے ہر کام کا صدور نہیں اور کیا پھر وُہ کوئی ذات ہے؟

اس پر منصف کو اعتراض ہے کیا تو نے اشاعرہ کو نہیں دیکھا کہ اُنہوں نے حق کیلئے ایجاد کو اِس لئے تسلیم کیا ہے کہ وُہ قادر اور مختص ہے، اِس لئے کہ وُہ مراد ہے اور احکام اس لئے کہ وُہ عالم اور کسی چیز کا مرید اُس کے قادر ہونے کی طرح ہو،

بات نہیں بنتی

تو اس کے بعد اُن کی یہ بات نہیں بنتی کہ تعلق عام میں اُس کا ہر وجہ سے اکیلا ہونا صحیح ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صفات کو ذات پر زائد تسلیم کرتے ہیں

یہ حالت اُنکی ہے جو نسبتوں کو اضافی صُورت دیتے ہیں

www.maktabah.org

اور ہر فرقہ نے وحدت کو تمام وجوہ سے علیحدہ نہیں کیا کیونکہ وہ اُس کے قائلین اور نہ ماننے والوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

تو یہ الوہیت میں وحدانیت کا اثبات ہے یعنی کوئی معبود نہیں مگر وہ اور یہ اِس پر صحیح مدلول ہے۔

مسئلہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا عالم، حیی، قادر ہونا تمام صفات نسبت و اضافت کی طرف ہے، اُس کے لئے اعیان زائدہ نہیں جب کہ اُس کی تعریف نقص کے ساتھ ادا ہو اور جب کامل زائد کے ساتھ اُس کے زائد کمال سے ناقص یا کم بالذات ہے۔

اور وہ اپنی ذات کے لئے کامل ہے تو ذات پر زائد بالذات محال ہے اور نسبت واضافت محال نہیں۔

رہا قائل کا یہ قول کہ نہ یہ وہ ہے اور نہ یہ اُس کے لئے غیر ہے تو یہ انتہائی بعید کلام ہے، بے شک اس مذہب والا زائد کے اثبات پر دلیل دیتا ہے اور وہ زائد بلاشک وریب غیر ہے کیا وہ نہیں دیکھتا کہ یہ لاغیر کے اطلاق کا انکار ہے۔

پھر یہ اُسکی حد درجے کی زبردستی ہے جو کہتا ہے کہ یہ دونوں غیر ہیں تو یہ تب ہوگا جب ایک کی دوسرے سے مکان وزمان اور وجود و عدم میں مفارقت ہو، پس جمیع علمائے کرام کے نزدیک دو غیروں کیلئے حد نہیں۔

مسئلہ: کون واحد میں فی نفسہٖ متعلق سے تعلقات کی تعداد اثر انداز نہیں

www.maktabah.org

ہوتی جیسا کہ ایک کلام کے ساتھ متکلم کی تقسیم اثر انداز نہیں ہوتی،

مسئلہ! موصوف کے لئے اُس کی صفات ذاتیہ اُس کے ساتھ ہیں اُن کی تعداد فی نفسہ موصوف کی تعداد پر دلالت نہیں کرتی اس لئے کہ اُس کی ذات مجموع ہے اور اگرچہ ایک دُوسری کی تمیز میں معقول تھی،

مسئلہ! عالم میں تمام صُورتیں جوہر میں عرض ہیں اور یہی اس پر خلع و سلخ اور جوہر واحد واقع ہے اور صورتوں میں تقسیم ہے جوہر میں نہیں،

مسئلہ! قائل کا یہ قول! کہ بیشک معلُولِ اوّل سے کثرت نے وجود پایا ہے، اور اگر یہ ایک ہے تو اِس میں تین اعتبارات پائے جاتے ہیں اور یہ اعتبارات اُس کی علت، اُس کی ذات اور اُس کا امکان ہیں، تو ہم انہیں کہتے ہیں تمہاری دلیل علتِ اُولیٰ میں لازم ہے یعنی اِس میں اعتبارات کا وجود ہے اور وُہ واحد ہے تو یہ تمہیں اِس سے منع نہیں کرتا کہ سوائے واحد کے اُس سے سارے کام پورے نہ ہوں،

ہاں! اگر تم علتِ اُولیٰ سے کثرت کا صُدور یا معلولِ اول سے صُدورِ واحد قرار دیتے مگر تم اِن دونوں باتوں کے قائل نہیں ہو،

مسئلہ! جس کے لئے کمال و استغنائے ذاتی واجب ہو اُس کے لئے کوئی چیز علت نہیں ہوگی کیونکہ علت کا اُس کے ہونے کی طرف لوٹنا معلول پر توقف قرار پائے گا جب کہ ذات کسی چیز پر توقف کرنے سے پاک ہے پس اُس کے ہونے پر علت محال ہے لیکن الوہیت یقیناً اضافت کو قبول کرتی ہے

تو اگر کہا جائے کہ اِس کا اطلاق اُس ذات کے علاوہ پر جو کامل اور غنی ذات ہے، اور وُہ نسبت و اضافت نہیں چاہتی تو ہم کہتے ہیں کہ علت کی برعکس لفظ میں مشاحت نہیں پس یقیناً اصل میں یہ وضع کی گئی ہے اور اِس کا معنیٰ

www.maktabah.org

معلول کو چاہتا ہے، پس علت کی یہ مُراد ہے تو یہ تسلیم ہے اور اس امر میں شریعت کی جہت سے کوئی نزاع نہیں کہ کیا شریعت نے اس سے منع کیا ہے یا جائز کہا ہے یا خاموش ہے،،

اُلوہیت اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے

مسئلہ! اُلوہیت مرتبۂ ذات ہے جس کا استحقاق سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو نہیں تو جو اس کا مُستحق ہے وُہ اُس سے جو چاہے طلب کرے

اور یہی اُس کی طلب ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ ہر شے سے مُستغنی ہے،

جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ سِرِ رابطِ اُلوہیت کا بطلان ظاہر کرتا ہے جب کہ کمالِ ذات کا بطلان نہیں اور اس سے زوال کے معنی آشکار ہوتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں شہر سے ظاہر ہوئے یعنی اُس سے بلند ہوئے، الوہیت کے لئے یہ امام کا قول ہے کہ اُلوہیت کے لئے سِر ہے اگر ظاہر ہو تو اُلوہیت کا بطلان ہے

علم اور معلوم

مسئلہ علم کو معلوم کے تغیّر سے تغیر نہیں لیکن معلوم کی طرف نسبت اور اُس کے تغیّر کے ساتھ تعلق ہے،

علم کے تعلق کی مثال یہ ہے کہ کوئی کہتا ہے زید آگیا اور وُہ آگیا تو اُس کے متعلق علم ہو گیا کہ وُہ اس حال میں موجود ہے، اور علم کا تعلق اُس کے ہونے کے آغاز سے زائل ہو گا،

تغیّر لازم نہیں

اور تغیّر تعلق سے تغیّر علم لازم نہیں آتا اور ایسے ہی مسموع د مرئی

www.maktabah.org

کے تغیّر سے خواب اور سمع کا تغیّر لازم نہیں آتا۔

مسئلہ ا: ثابت ہُوا کہ عِلم کو تغیّر نہیں ایسے ہی معلوم کو تغیّر نہیں تو بے شک عِلم کا معلوم ہے اور یقیناً اِس کی نسبت دو معلوم محقق امروں کے لئے ہے پس جسم معلوم ہے اُس کو تغیّر نہیں اور جسم کے ساتھ اِس کا قیام مُلحق ہو گا، اور نسبت کو بھی تغیّر نہیں اور یہ شخصی نسبت ہے اُس شخص کے سِوا کے لئے تو اِس میں تغیّر نہیں۔

اِس مقام پر اصل میں اِن چاروں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں اور یہ تین اُمور متحقق ہیں۔

۱، نسبت ۲، منسوب ۳، منسوب الیہ

پس اگر کہا جائے کہ ہم تغیّر کو منسوب الیہ سے کیوں ملاتے ہیں، ہم کہتے ہیں جب کوئی امر اس کی طرف منسوب دیکھتے ہیں تو بے شک اُس کی حقیقت کی حیثیت سے نہیں دیکھتے، پس حقیقت غیر متغیّر ہے، اور نہ ہی اس حیثیت سے دیکھتے ہیں جس سے وُہ اُس کی طرف منسوب ہے، پس ایسے ہی اِس حقیقت کو بھی تغیّر نہیں، اور بے شک اُس کی طرف اُس حیثیت سے دیکھتے ہیں جو اُس کے حال کی طرف منسوب ہے، پس اِس کے علاوہ کو معلوم نہیں کہ وُہ اِس حالت میں اُس کی طرف منسوب ہو۔

میں کہتا ہوں یقیناً یہ زائل ہے پس اس کی اپنے منسوب سے جدائی نہیں اور یہ دُوسرا دُوسری نسبت سے منسوب ہے تو اِس سے نہ علم کو تغیّر ہے نہ معلوم کو، اور بے شک علم کے معلومات سے تعلقات ہیں یا معلومات

www.maktabah.org

سے تعلق ہے جیسا چاہیں سمجھ لیں"

علم تصوّرات و اکتساب

مسئلہ: نظر فکری سے اکتساب کرنے والے کے لئے علم تصورات سے کوئی چیز نہیں پس اکتسابی علوم معلوم تصوری کا معلوم تصوری کی طرف نسبت کے سوا کچھ نہیں اور نسبت مطلقہ بھی علم تصورات سے ہے، تو جب اکتساب کی نسبت علم تصورات کی طرف ہو گی، تو یہ تیرے کون سے سُنے ہوئے لفظ کے سوا کچھ نہیں بے شک اس پہ اس طائفہ کی اصطلاح صادق آتی ہے جس میں سے ہر ایک اُس کے معنی کو پہچانتا ہے لیکن ہر ایک اُس لفظ کو نہیں پہچانتا، اس پر دلیل ہے پس اس کے لئے اس لفظ پر اطلاق کرنے والے معنیٰ کے بارے میں پوچھا جائے یعنی وہ معنی جسے مسؤل پہچانتا ہے، تو اگر سائل کے پاس اس معنیٰ کا علم اُس کی معنوی حیثیت سے نہ تھا اور اُس شخص کی مراد کی معرفت کی طرف ملانے پر دلالت کرتا تھا اس کے لئے اس معنی کی اصطلاح وہی ہو گی جسے وہ پہلے پہچانتا تھا اور کہتا تھا تو لازمایہ تمام معنے اُس کی ذات میں مرتکز ہونگے جو پھر ایک حال کے بعد دوسرے حال میں انانیت کے ساتھ منکشف ہوئے

مسئلہ: معلومات پر محیط علم کا وصف تناہی کا اقتضا کرتا ہے جبکہ متناہی اس میں محال ہے تو احاطہ محال ہے لیکن کہتے ہیں حقیقتاً علم معلوم پر محیط ہے، مگر معلوم احاطۂ طریق کے ساتھ نہیں، تو بیشک علم یہاں ایک وجہ سے ہے اور من کل الوجوہ محیط نہیں

بصیرت و بصارت

مسئلہ: رؤیت بصیرت علم ہے اور رویت بصر حصول علم کا راستہ تو اس

www.maktabah.org

کیلئے الٰہ کا سمیع و بصیر ہونا تفصیلی ہے پس اس میں علم کیلیے دو حکم ہیں اور اس میں جو وقوعِ تثنیہ ہے وہ مسموع و مبصر میں ہے"

ازل اور اوّل

مسئلہ: ازل تعریف سلبی صرف ہے اور یہ اولیت کی نفی ہے، پس جب ہم کہتے ہیں کہ اوّل الوہیت کا حق ہے تو یہ صرف مرتبۂ ہے،

مسئلہ: اشاعرہ نے تمام ماسویٰ اللہ کے حدوث پر دلیل بیان کی ہے اور ہم اس حدوث کو تسلیم کرتے ہیں جس حدوث کا وہ ذکر کرتے ہیں،

ممکن کا وجود

مسئلہ: ہر وہ موجود ممکن جو بغیر ٹھکانے کے بنفسہ قائم ہے اس کے وجود کے ساتھ نہ تو زمانے کا اجراء ہوتا ہے اور نہ ہی وہ مکان طلب کرتا ہے،

مسئلہ: ممکن کے اوّل ہونے میں اشعری دلیل دیتے ہیں بے شک وہ اس کے وجود کے زمانۂ تقدم و تاخر کی صورت میں جائز ہے، اس مسئلہ مقدّر میں موجود نہیں پس اختصاص دلیل مخصص پر ہے پس یہ دلیل عدم زمان کے لئے فاسد ہے تو اس دلیل سے اس کا موجود ہونا باطل ٹھہرا،

اگر کہا کہ ممکنات کی وجود کی طرف نسبت یا وجود کی ممکنات کی طرف نسبت ماہیت کے اعتبار سے ایک ہی نسبت ہے اور ممکن کی حیثیت سے نہیں تو وجود کے ساتھ یہ بعض ممکنات کے ساتھ اختصاص سوائے ان کے علاوہ ممکنات کے ہے اور اس پر ان کی تخصیص کی دلیل ہے تو یہ تمام ماسوا اللہ حدوث ہے

مسئلہ: قائل کا قول کہ بے شک زمانے کی مدت متوہمہ حرکت فلک کو

www.maktabah.org

قطع کرتی ہے ہمارے کلام کے خلاف ہے کیونکہ متوہم کا وُجود تحقیق نہیں تو یہ اشاعرہ پر ممکن اوّل میں تقدیر زمان کا انکار کرتے ہیں، پس حرکتِ فلک لاشئی میں منقطع ہے پس اگر دُوسرے نے کہا یہ فلک کی حرکت کا زمانہ ہے اور فلک متحیز ہے توسوائے متحیز کے حرکت قطع نہیں ہوتی "

تشبیہاتِ ممکنات

مسئلہ! اشاعرہ کے دو بڑے گروہوں پر تعجب ہے اور یہ دونوں لفظِ اشتراک میں غلطیوں کا مجسمہ ہیں وُہ اُسے تشبیہ کے لئے کیسے مقرر کرتے ہیں اور تشبیہ نہیں ہوگی سوائے اُس کی مثل لفظ کے یا حرف کے دو امروں کے درمیان صفت کافی ہے اور یہ نادرالوجود ہے ہر اُس تشبیہ سے جو کسی آیت اور خبر میں قائم کی گئی،

پھر اشاعرہ نے تصور کر لیا کہ جسکی تاویل ہو سکے وُہ تشبیہ کے دائرہ سے خارج ہے اور یہ تشبیہ اجسام سے تشبیہ معانی محدثہ سے الگ کے ساتھ منتقل کرنا ہے اس کے سوا حقیقت وحد میں نعوت قدیمہ کے لئے کچھ فرق نہیں، تو اسے ہرگز ہرگز تشبیہ سے محدثات کے ساتھ منتقل نہیں کر سکتے۔

استواء کیسے ہے

اگر ہم اُنکی بات مان لیں تو استواء سے اعراض نہیں کر سکتے، اور اُسے استواء کی طرف استقرار ہے کیونکہ وُہ اُس پر غالب ہے جیسا کہ وُہ سید ہے ہیں اور بالخصوص عرش کا اسی نسبتِ استوا سے ذکر کیا گیا ہے۔

اور تخت و مکان کے ذکر کے ساتھ غالب آنے کے معنی باطل ہو جاتے

www.makiabah.org

ہیں، پس ہم اُس کے استقرار کے معنوں میں تصرف

تشبیہ و تجسیم

ہم کہتے ہیں تشبیہ اُس کی مثل ہے جو استواء کے ساتھ واقع ہو استواء کے معنی وہ مستوی نہیں جو جسم ہو، اور استوا معقول و معنوی حقیقت تمام نسبت ہے جو اُسے ذات کی حقیقت سے عطا کئے گئے کے مطابق ہو اور ہمیں اِس کے ظاہر سے اِستواء میں تصرف کے تکلف کی ضرورت نہیں تو یہ واضح غلطی ہے جو پوشیدہ نہیں،

رہا ذات کی تجسیم کا سوال تو اُنہیں اہلِ ایمان اور اہلِ عقل ہونے کی صورت میں یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی ایک لفظ کے احتمال پر اس حد تک تجاوز کریں جبکہ اُس کا فرمان ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ،

مسئلہ: جیساکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فحشاء کے ساتھ حکم نہیں دیا ایسے ہی یہ اُس کی خواہش نہیں بلکہ قضاء و قدر ہے کون مراد نہیں کیونکہ اُس کا فاحش یا بُرا ہونا اُس کے عین کے حکم میں نہیں بلکہ اس میں اللہ کا حکم ہے اور اللہ کا حکم اشیاء میں غیر مخلوق ہے اور جو کچھ خلقت پر جاری نہیں ہوگا وہ مراد نہیں ہوگا تو یقیناً ہمیں اُس کی اطاعت لازم ہے اور ہم کہتے ہیں اطاعت کیلئے ارادہ سمع سے ثابت ہے عقل سے نہیں،

پس وہ فحشاء میں بھی ثابت ہے اور ہم نے اُسے قبول کیا ہے اور اُس پر ایمان لائے ہیں، جیساکہ ہم اعمال کا وزن ہونا اور اُس کی صورتوں کو کون و اعراض کے ساتھ کہتے ہیں، تو اس میں کوئی جھگڑا نہیں جس میں ہم اقتضائے دلیل پورا کرتے ہوئے اس کی طرف گئے ہیں،

www.maktabah.org

امکان و وجوب

مسئلہ: عدم ممکن کے لئے اُس کے وُجود کے اعتبار سے ہمارا مقصود نہیں"
لیکن عدم اُس کے وُجود حال سے حکماً ملا ہوا ہے اگرچہ وُجود نہ تھا
اس لئے یہ عدم اس پر منطبق ہوگا اور نہ یہ مُراد ہے لیکن وہ عدم حس
کے وجود کی حالت میں حکم ملا ہوا ہوا اور عدم ممکن اُس کی ذات واجب الوجود کے مقابلہ
میں مراد نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مطلق عدم جو کہ ممکن ہے کے مقابلہ میں مرتبہ وجود
مطلق کے لانا جائز نہیں اور یہ امر وجود الوہیت کے لئے ہے دُوسرے کے لئے نہیں
مسئلہ: عقل میں وجودِ قدیم کا گذر محال ہے پس اگر نہیں ہوگا تو سمع اور دُوسرے
طریق سے نہیں ہوگا"
وجود ممکن کے لئے تخصیص وجود کے لئے مقصود ممکن ہے لیکن یہ اس
کی نسبت کی حیثیت سے ہے جو دُوسرے ممکن سے جائز ہے تو یہ امر وجود ممکن
کی حیثیت سے نہیں بلکہ ممکن مطلق کی حیثیت سے ہے جو نہ مراد کے ساتھ ہے
اور نہ اصل واقع کے ساتھ ہے سوائے ممکن کے ساتھ ہونے کے تو جب ممکن کے
ساتھ ہے تو اس کی حیثیت ممکن سے نہیں بلکہ اس کی نسبت کی حیثیت سے مراد
ہوگا جو غیر نہیں۔

وُجود ہی ذات ہے ذات کا غیر نہیں

دلیل سبب مختص کے ثبوت پر دلالت کرے اور مثلاً اس میں اس مختص
کی طرف نفی یا اثبات سے علی التوقیف منسوب ہونے پر دلالت ہو جیسا کہ ہمیں
بعض دیکھنے والوں نے گفتگو کرتے ہوئے بتایا جو ہمارے اور اُن کے درمیان

www.maktabah.org

جاری تھی تو ہم نے اُس پر اپنے گمان کے مطابق توقف کر لیا، لیکن وُہ دلیل جو مُرسل کی طرف سے رسُول کے ثبوت پر دلالت کرے وُہ ہم رسُول سے نسبتِ الٰہیہ کو پکڑیں گے تو اس کے ساتھ ہم کیسے حکم دے سکتے ہیں کہ ایسا ہے اور ایسا نہیں "

اور اُس کے وُجود پر روشن دلیل ہے اور اُس کا وجود عین اُس کی ذات ہے اور اُس کی ذات کے اثبات کیلئے کسی چیز کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں جبکہ اسکے علاوہ کسی چیز کیلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، بس وُہ موجود ہے اور اُسکے وُجود ذات کے علاوہ کچھ نہیں، ممکن واجب بالذات کا محتاج ہے اور واجب کے لئے ممکن کے علاوہ استغنائے ذاتی ہے، اُس کا نام اِلٰہ ہے اور اِس کا تعلّق اُس کی ذات سے ہے اور تمام محقق حقائق سے ہے خواہ اُن کا وجُود ہو یا عدم،

علم اس کا تعلق ممکنات کے ساتھ اس حیثیت سے ہے جو اِن ممکنات پر ہے "

اختیار! اس کا تعلق ممکن کے ساتھ ممکن کے ہونے سے پہلے علم کی حیثیت سے ہے،

مشیت! اس کا تعلق ممکن کے تعیّن پر کسی جائز تخصیص کے ساتھ ہے"

ارادہ! اس کا تعلق ایجادِ کائنات سے ہے"

قدرت! اس کا تعلق اُس کی کون کے لئے مکوّن پیدا کئے گئے، کی سماعت سے ہے،

امر! اس کی دو قسمیں ہیں بالواسطہ اور بلا واسطہ تو واسطوں کے ساتھ اٹھنا لازماً نافذ الامر ہے اور بالواسطہ کے لئے نفوذ ضروری نہیں اور جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ امر کے ساتھ کوئی چیز متوقّف نہ کرے امر کے ساتھ عین حقیقت میں نہیں"

اس کا تعلق اسمائے مکوّن کے ساتھ اُس کے کون سے لوٹتے یا اُس کے ٹھہرتے

www.maktabah.org

سے جو اُس سے صادر ہو سکتا ہے۔

نہی ! اُس کی صورت صورتِ امر کی تقسیم میں ہے اس کا تعلق اُس تحصیل کے ساتھ ہے جس پر وہ ہے یا کائنات سے اُس کے سوا دوسرا یا اُس کی اپنی ذات ہے۔

اخبار ! بے شک اِن کا تعلق کون کے ساتھ طریق یعنی چیز پر ہے۔

استفہام ! اس کا تعلق اُس کی طرف نزول کی جہت پر صیغۂ امر کے ساتھ ہے

دُعاء ! اس کی طرف امر کے باب سے تعلق ہے۔

کلام ! اس کا تعلق کلام کے ساتھ بغیر شرطِ علم کے ہے۔

سمع ! تو بے شک یہ سُننے والے کے تبع تعلقِ فہم کے ساتھ متعلق ہے۔

فہم ! اس کا تعلق کیفیتِ نور سے ہے اور جو اُس نے مرئیات سے حمل کیا ہے !

بصر و رویت ! اس کا تعلق ہر مُدرک کے ادراک کے ساتھ ہے اور سوائے اس کے ان تمام تر متعلقات کے ساتھ اس کا تعلق درست نہیں۔

حیات اور عین ! ان میں سے ہر ایک کا حقائق متعلقات اور اسمائے مسمیات سے تعدّدِ تعلقات ہے۔

نورِ عقل اور نورِ ایمان

عقل کے لئے نور ہے جس سے وہ مخصوص امور کا ادراک کرتی ہے اور ایمان کے لئے نور ہے جس کے ساتھ وہ ہر اُس چیز کا ادراک کرتا ہے جس کا مانع قائم نہیں تو نورِ عقل کے ساتھ معرفتِ الوہیت کی طرف اتصال ہے جو اس کے ساتھ واجب اور جائز ہے اور جو اِس سے جائز نہیں وہ محال اور واجب نہیں

www.maktabah.org

اور نورِ ایمان کے ساتھ عقل معرفتِ ذات کا ادراک کرتی ہے اور ان تعریفوں کا ادراک کرتی ہے جو اُس کی ذات کی طرف حق منسوب ہیں"

کیفیات کی معرفت

مسئلہ: ہمارے نزدیک وہ معرفتِ کیفیت ممکن نہیں جو احکام ہیں سے ذات کی طرف منسوب ہے مگر منسوب اور منسوب الیہ ذاتوں کی معرفت کے بعد اور جس وقت اُس ذاتِ مخصوص کے لئے نسبتِ خاص کی کیفیت کی پہچان ہو جائے ممکن ہو سکتی ہے جیسا کہ استوا، معیت، ہاتھ، آنکھ اور ان کے علاوہ"

مسئلہ: نہ اعیان پھرتے ہیں نہ حقائق تبدیل ہوتے ہیں آگ کا کام حقیقتاً جلانا ہے صورتاً نہیں، پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا، تو یہ خطاب صورت کو ہے، اور یہ پتھر اور سنگریزے آگ کے ساتھ جلتے ہیں اور جب آگ ان پر قائم ہو تو ان کا نام آگ ہو گا اور یہ برودت کو بھی اسی طرح قبول کرتے ہیں جس طرح حرارت کو قبول کرتے ہیں"

بقا حق تعالیٰ کے لئے ہے

مسئلہ: بقا کا معنیٰ استقرارِ وجودی کا نام ہے دوسرے پر نہیں اور نہ ہی یہ صفتِ زائدہ ہے جسے بقا کی احتیاج ہو اور یہ سوائے اشاعرہ کے مذہب کے مسلسل بیان کی گئی ہے، تو اگر بقائے عرض ہے تو بقا کی محتاج نہیں اور یقیناً یہ امر بقائے حق تعالیٰ میں موجود ہے"

مسئلہ: کلام کی یہ حیثیت کہ وہ ایک ہو اور اس کے ساتھ متکلم میں تقسیم کرے کلام نہیں، پس امر و نہی، خبر و استخبار اور طلب کلام میں سب ایک ہیں"

www.maktabah.org

اسم اور مسمّٰی

مسئلہ! اسم، مُسمّیٰ اور تسمیہ میں اختلاف لفظی ہے۔ رہا اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان کہ تیرے رب کا نام برکت والا ہے اور تیرے رب کے نام کی تسبیح ہے تو یہ دُشمن کی سرزمین کی طرف مصحف کے ساتھ سفر کرنے کے لئے ہے" اور اسماء کے ساتھ مُسمّیٰ کی حجت میں قول مُسمّیٰ کا اسم ہونے پر ہے پس لوگوں کے معبود اور بندوں سے نسبت الوہیت اِس پر حجت نہیں کہ اسم ہی مسمّیٰ ہے اگر ہوگا تو وہ لُغت اور وضع کے حُکم میں ہو گا معنے کے حُکم میں نہیں۔

مسئلہ! ممکنات کا وُجود ذاتی اور عرفانی کمال کے مرتبوں کے لئے ہے غیر نہیں

معلومات کا انحصار

ظاہر و باطن کے حسن میں معلومات کا انحصار ادراک کی حیثیت سے ہے اور یہ ادراک ذاتی بدیہی ہے اِس سے عقل مرکب نہیں خواہ معنیٔ خیال میں ہو خواہ صُورت خیال میں سوائے خاص صُورت کے مُرکب نہیں، پس عقل اُس کا ادراک کرے گی جو قوّتِ خیال کی بجائے مرکبِ خیال میں ہو اگر اِس کے بعض کا تصوّر کیا جائے جو عقل اور قدرتِ خداوندی کے راز سے مُرکب ہے تو یہ اُن تمام سے خارج ہے پس یہاں توقف کرو"

حُسن و قباحت ذاتی کیا ہے

حسین و قبیح کیلئے ذاتی چیز ہے مگر اُس میں سے ذاتی اچھائی برائی کیلئے حِس کا نظر کے ساتھ ادراک کیا جا سکے، اور یہ اچھائی یا برائی اُس کے کمال یا نقص،

www.maktabah.org

غرض اور نرمیٔ طبع، یا اُس کی منافرت و وضع کی بنا پر دیکھے جائے گی اور ایک اچھائی یا بُرائی کا اِدراک سوائے منجانب حق کے لئے نہیں کیا جا سکتا وُہ شریعت ہے"

اور جب کسی چیز کو اچھی یا بُری کہتے ہیں تو شریعت میں یہ خبر ہے حکم نہیں اور اِس میں جو بات کہتے ہیں زمانے اور حال اور شخص کی شرط پر کہتے ہیں، تو اِس میں ہماری شرط اِس حُکم سے ہے جو قتل کے سِلسلہ میں کہتے کہ اِس کے لئے دیت یا قصاص یا حدّ ہے، یا سفاح و نکاح کی صُورت میں ذکر کا فرج میں داخل کرنا پس ایلاج یعنی ایک دُوسرے سے ملاپ کی حیثیت ایک جیسی ہو گی تو اگر اختلافِ زمان ہے اور لوازمِ نکاح موجود نہیں تو یہ امر سفاح میں داخل ہے اور کسی چیز کی حلالیّت کا زمانہ اُس کی حُرمت کا زمانہ نہیں اگرچہ ایک زمانے میں زید کی حرکت عین حرام تھی مگر دُوسرے زمانے میں اُس سے یہ حرکت نہیں ہوتی اور نہ ہی عمرو کی یہ حرکت وُہ حرکت ہے جو زید سے سرزد ہوئی تو قبیح وُہ ہے جو کبھی حَسن نہیں ہو، کیونکہ یہ حرکت یا اچھائی سے موصوف ہو گی یا بُرائی سے جو کبھی اعادہ نہیں کرتی، تو بیشک اِس کا حق تعالیٰ کو علم ہے کہ اچھا کیا ہے اور بُرا کیا ہے اور ہم نہیں جانتے"، پھر کسی چیز کا قبیح ہونا اُس کے اثرات کے قبیح ہونے سے ہے اور کسی چیز کا اچھا ہونا بھی اُس کے اثرات کی اچھائی سے ہے، جیسا کہ صداقت اچھی چیز ہے مگر کسی موقعہ پر اُس کے اثرات بُرے مُرتب ہوتے ہیں ایسے ہی جھُوٹ جو بُری چیز ہے مگر کسی موقعہ پر اُس کے اثرات اچھے ہوتے ہیں، تو تحقیق سے جب تجھے ہم نے پہنچایا اس پر حق پالے"

دلیل کی نفی مدلُول کی نفی نہیں

مسئلہ: دلیل کی نفی مدلُول کی نفی کو مُستلزم نہیں تو اس پر حلولی کا قول

www.pdfbooksfree.org

درست نہیں کہ اگر اللہ کسی شے میں تھا جیسا کہ عیسےٰ علیہ السلام میں احیاء موتیٰ کیلئے،

قضا اللہ کا حکم ہے

مسئلہ: قضاء پر راضی ہونے والے کا فیصلہ قضا پر راضی ہو اور ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ اس پر راضی ہولا جو قضا عمل میں آچکی ہے اس پر راضی ہونا ضروری ہے۔

اختراع اور مخترع

مسئلہ: اگر اختراع حدوث کے ساتھ ارادہ کیا گیا اختراع کرنے والے کی ذات کے معنوں میں ہے اور وہ اختراع کی حقیقت ہے تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر محال ہے، اور اگر اختراع حدوث کے ساتھ ارادہ کیا گیا وجود میں اس کی پہلی مثال کے بغیر ہے جو اس میں ظاہر ہے تو بے شک اختراع کے ساتھ اس کا وصف بیان ہو سکتا ہے۔

واجب اور ممکن کا ارتباط

مسئلہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا عالم کے ساتھ ربط واجب کے ساتھ ممکن کا اور صانع کے ساتھ مصنوع کا ارتباط ہے، تو عالم کے لئے یہ مرتبہ ازل سے نہیں یقیناً یہ مرتبہ ذات کے لئے واجب ہے اور ذات اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں خواہ عالم موجود ہو خواہ معدوم، اللہ تبارک و تعالیٰ اور عالم کے درمیان جو وہم ہے وجود ممکن اس میں تقدم و تاخر کی قدرت نہیں رکھتا، پس وہم باطل ہے اور اس کی کچھ حقیقت نہیں، اس لئے ہی ہم میں

www.maktabah.org

حدوثِ عالم کی دلالت کے بارے میں نزاع ہے برخلاف اِس کے اِس کی طرف اشاعرہ میں کوئی نزاع نہیں جیسا کہ ہم نے اِس کے متعلقات میں ذکر کیا ہے۔

عِلم، عالم اور معلوم

عِلم کا تعلق معلوم کے ساتھ اِس امر میں لازم نہیں کہ نفسِ عالم معلوم حاصل ہو جائے اور یقیناً عِلم کا معلومات کے ساتھ تعلق معلومات کے وجود و عدم کی حیثیت سے ہے اور کہنے والے نے کہا اُس کے لئے بعض معلومات کے وجود میں چار مرتبے ہیں، ذہنی[۱]، عینی[۲]، لفظی[۳] اور خطی[۴] اگر ذہن سے عِلم مُراد ہے تو غیر مسلّم ہے اور اگر ذہن سے مُراد خیال ہے تو مسلّم ہے، لیکن ہر معلوم میں تخیلِ خاص ہے اور ہر عالم میں تخیل ہے مگر یہ سوائے خاص ذہنی کے درست نہیں کیونکہ لفظی اور خطی صورت عین مطابق نہیں، جیسا کہ لفظ اور خط دلالت و تفہیم کے لئے دو موضوع ہیں تو اِن کا صورت پر صورت کی حیثیت سے نزول نہیں ہوتا اگر زید لفظی اور خطی ہے تو بے شک یہ زا، یا اور دال رقم ہو گا یا لفظ۔ اُس کے لئے نہ دایاں ہے نہ بایاں نہ جہت ہے نہ آنکھ نہ سمع اِس لئے ہم کہتے ہیں کہ لفظ اور خط صورت کی حیثیت سے نہیں دلالت کی حیثیت سے نزول کرتے ہیں۔ ایسے ہی جب ان میں مشارکت واقع ہو گی تو دلالت باطل ہو جائے گی۔ پھر اِس میں ہمیں لغت، بدل اور عطف بیان کرنے کی احتیاج ہو گی۔ اور ذہنی میں ہرگز مشارکت نہیں ہوتی پس اِس پر غور کریں۔

تین سو ساٹھ وجوہات

مسئلہ: عالم میں وجوہِ معارف سے عقل کے لئے کیا ہے اِس پر ہم نے

www.maktabah.org

کتاب معرفتِ اول میں حصر کرنا چاہا تو ہمیں خبر دی گئی کہ اس کا حصر کہاں ہو سکتا ہے چنانچہ جاننا چاہیئے کہ جنابِ حق العزیز سے تین سو ساٹھ وجہوں کے مقابل میں عقل کے لئے تین سو ساٹھ وجہیں ہیں اور اس سے ہر وجہ علم کے ساتھ بڑھتی ہے اسکی دوسری وجہ بیان نہیں کی جاتی، پس جب عقل کی وجوہ کو اخذ کی گئی وجوہ سے مثال دی جائے گی تو اس سے عقل کے لئے لوحِ محفوظ پر مسطور یہی علوم نکلیں گے اور لوحِ محفوظ نفس ہے۔

اس امر کا ذکر ہم نے کشف الٰہی سے کیا ہے اس کے لئے عقلی دلیل سے حجت نہیں تو اس کے قائل سے بغیر دلیل کے اُس کے مصادر سے سیکھتا ہے تو یہ اس سے اُولیٰ ہے، پس اگر حکیم اس نظر میں دعویٰ کرے تو اس کے ساتھ داخل ہے، ہم نے عیون المسائل فی دُرۃ البیضاء میں اس کا ذکر کیا ہے کہ وُہ عقلِ اوّل ہے اور یہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اِس پر دخل لازم نہیں. تو ہم جو اُسکی نظر کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اُس کی تعریف کا دعویٰ کرتے ہیں اگر منکرِ قائل کی غایت اس کی تکذیب ہے تو اُس کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں جیسا کہ اس کے لئے مومن کہتا ہے یہ صدق ہے، تو یہ ہمارے اور قائلین اعتباراتِ ثلاثہ کے درمیان فرقان ہے، اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہے۔

ممکن کیا ہے

مسئلہ ہر ممکن کے لئے جو کچھ بھی عالمِ خلق سے ہے اُس کے لئے دو پہلو ہیں ایک وجہ اُس کا سبب اور دوسری وجہ من جانب اللہ ہے، تو ظلمت اور حجاب سبب کے باعث اور نور و کشف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور ہر ممکن عالمِ امر سے ہے تو اُس کے لئے حجاب کا تصور نہیں کیونکہ وُہ ایک وجہ یعنی محض سبب

www.maktabah.org

سے ظہور میں نہیں آیا پس وُہ نورِ محض ہے اور خالص دین اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔

ارادۂ الٰہی کا مفہوم

مسئلہ: قدرت کے متعلق ایجاد پر عقلی دلیل دلالت کرتی ہے اور کہا حق اُس کی ذات سے ہے بے شک وجود کا واقع ہونا امرِ الٰہی سے ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا بیشک چیز کے لئے ہمارا فرمان ہے، اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ یعنی جب ہم اُس کا ارادہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہوجا تو وُہ ہوجاتی ہے، تو لازماً وُہ جو امر کے متعلق ہے اُسے بھی دیکھتا ہے اور اُسے بھی دیکھتا ہے جو قدرت کے متعلق ہے، یہاں تک کہ سمع اور عقل جمع ہوجاتے ہیں تو انہیں حکم ماننے کے لئے کہا جاتا ہے تو یقیناً اُس کے حکم فیکون کے مطابق واقع ہوجاتا ہے اور اُس کے ساتھ مامور ہے، بے شک وُہ وجود ہے تو دو ممکنوں میں سے ایک کے ساتھ تخصیص ارادہ کا تعلق ہے، اور وُہ موجود ہے پس دو ممکن کے ساتھ قدرت کا تعلق ہے تو اُس ایجاد میں اُس کے اثرات ہیں، اور یہی وجود و عدم کے مابین معقول حالت ہے۔

پس خطاب بالامر کا تعلق اِس کے ہونے کے ساتھ عین مختص کے لئے ہے تو وُہ فرماں برداری کرتا تھا تو ممکن کے لئے نہ عین ہے اور نہ ہی اُس کے لئے وصفِ وجود ہے جو اِس عین الامر پر وجود کے ساتھ متوجہ ہوتا جب وجود واقع ہوا تھا اور کُن کی شرح میں نہی المراد کہنا درست نہیں۔

نسبتِ سلبیہ

مسئلہ: معقولیت اوّلیہ واجب الوجود کی وجود سے غیر کے ساتھ نسبت

www.maktabah.org

سلبیہ وُجوبِ مطلق کا ہونا ہے، جب یہاں اُس کا قدم جائز ہو گا تو وُہ ہر مقید کے لئے اوّل ہے، اُس کے لئے بحیثیتِ واجبِ مطلق انخلاء نہیں"

فیکون! پس ہو جاتا ہے مگر یہ بنفسہٖ محال ہے اور اگر اس کے ساتھ قائم ہے اِس سے وُجوہ کے لئے محال ہے"

اگر وُہ بنفسہٖ قائم ہے اور اس سے واجبِ مطلق کے لئے لازم نہیں آتا، اگر یہ اُس کے ساتھ محتاجی سے قائم ہے تو ہو جاتا ہے اور اگر بذاتہٖ قائم کرنے والا ہے تو محال ہے یا اُس کے لئے مرتبہ قائم کرنے والا ہے تو یہ بھی محال ہے"

نسبت وضعیہ

واجبِ مُطلق کے لئے نسبت وضعیہ مُعقولیتِ نسبتی ہے، سوائے اس کی طرف انتساب کے عقل اِس کو نہیں سمجھ سکتی تو اس اعتبار سے اوّل ہے، اور اگر قدرت ہو؟

جب تک متعلق کو نہ پائے نسبتِ اوّل کی نفی کے لئے مُمکن کے ہاں قُوت و فعل کا وجود نہیں،

جاننا چاہیئے کہ مُمکنات اپنے مُوجد کو نہیں جانتے سوائے اُس کی حیثیت سے تو اُس کی ذات کو جاننا اور اُس کو جاننا جو اُس سے اُس کے علاوہ ہے دُرست نہیں، کیونکہ علم چیز کے ساتھ اُس کے احاطہ کا اِذن دیتا ہے اور اُس سے فارغ ہو جاتا ہے جبکہ یہ امر جنابِ باری تعالیٰ میں محال ہے"

پس اُس کو کسی کا جان لینا محال ٹھہرے گا اور اُسے جان لینا دُرست نہیں کیونکہ بعض نہیں، تو سوائے اس کے علم باقی نہیں جو اُس سے اُس کے ساتھ ہے اور جو اُس سے ہو گا وُہ تُو ہے اور تُو معلوم ہے، پس اگر کہا ہم جانتے ہیں

www.maktabah.org

اگر کوئی کہے وُہ ایسا نہیں تو یہ بھی علم ہے اِس کا جواب دیں گے،

مسئلہ! ہم نے کہا تیری تعریفوں سے اس کا تجرّد ہے اس لئے وُہ نفیٔ مشارکت کی دلیل کا اِقتضاء کرتا ہے، تو جو ذات تیرے علم میں نہیں تیرے نزدیک اُس کا امتیاز اِس حیثیت سے ہے جو کچھ اُس کی ذات لئے معلوم ہے، تیرے لئے یہی تمیزِ عدم صفات ثبُوتیہ فی نفسہٖ اُس کے لئے ہے پس وُہ غور کریں جو نہیں جانتے،، اور کہہ اَے میرے پروردگار میرا علم زیادہ کر،،

اگر اُس کے لئے عِلم ہے وُہ نہیں ہو گا اگر تیرے لئے جہل ہے تُو نہیں ہو گا، تو اس کا عِلم تیرے پانے اور تیرے عجز کے ساتھ اُس کی عبادت کرنے سے ہے پس ھُوَ ھُوَ اُس کے لئے ہے تیرے لئے نہیں اور انتَ انتَ تیرے لئے ہے، اور تیرے لئے اُس کے ساتھ وُہی رَبط ہے جو دائرے کے ساتھ دائرہ کے نقطے کا ہوتا ہے، ایسے ہی ذاتِ مُطلق کا تیرے ساتھ ربط الوہیتِ ذات کا ربط نہیں بلکہ یہ رابطہ ایسے ہے جیسے دائرے کا نُقطے سے،

روئیت باری تعالیٰ

مسئلہ! اُس کی ذات سبحانہٗ کو ہمارا دیکھنا حق ہے اِس کے متُعلق اور اُس کے اضافات و اسلُوب کے ساتھ اِلٰہ ہونے کے اثبات کے ساتھ ہمارے عِلم کے متعلق، تو اس کے متُعلق اختلاف ہے، تو روُیت میں نہیں کہتے بیشک وُہ علم میں مزید روشنی ہے اختلافِ مُتعلّق کے لئے اور اگر اُس کا وجود عین اُس کی ماہیت رہے تو انکار نہیں بے شک اُس کا موجودہ کون غیر معقولیت، معقولیتِ ذات رہے،،

www.maktabah.org

عدم شر محض ہے

بے شک عدم محض شر ہے اور بعض لوگ اِسے نہیں سمجھ سکتے اور اس کلام کی حقیقت بہت مشکل ہے اور یہ عُلمائے متقدمین و متاخرین میں سے بعض علمائے محققین کا قول ہے"

اور ہم سے ظلمت و نور کی منزلوں میں بعض مسافرانِ حق نے طویل کلام میں کہا بے شک خیر وجود میں ہے اور شر عدم میں ہے،

ہمیں علم ہے کہ بیشک حق تعالیٰ کیلئے بغیر قید کے اطلاقِ وجود ہے اور یہ خیر محض ہے اِس میں شر نہیں بمقابلہ اطلاقِ عدم کے دُہ شر محض ہے، اس میں خیر نہیں تو یہ اُن کے اِس قول کے معنی ہیں کہ عدم محض شر ہے

اہل اللہ کا عقیدہ

مسئلہ بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے جائز ہے اگر ایجادِ امر کرے یا نہ کرے حقیقت کی جہت سے نہیں کہتے تو اگر اُس کا فعل اشیاء کے لئے ہے تو ممکن اِس طرف نظر کے ساتھ نہیں اور نہ ہی ایجاب موجب کے ساتھ ہے ولیکن کہتے ہیں کہ امر جائز ہے اگر ایجاد ہو اور جائز ہے اگر نہ ایجاد ہو تو یہ مرجح کی طرف محتاج ہے اور مرجح اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

اور بے شک ہم سے شریعت اقتضاء کرتی ہے کہ ہم نے اُس میں جو کچھ دیکھا اُس میں تناقض نہیں جو ہم اُسے کہتے ہیں"

تو جو شخص حق میں کہتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ویسا ہی واجب کر دیتا ہے اور ویسا ہی حلال کر دیتا ہے اور ایسے ہی اِس پر جائز نہیں کہتے

www.maktabah.org

تو یہ عقیدہ مخصوص اہل اللہ کا ہے، رہا خلاصتہ الخاص فی اللہ تعالیٰ کا عقیدہ تو اُن کا حکم اِس کے اُوپر ہے، اس کے لئے ہی اِس کتاب میں میں نے اِس اس اعتقاد اور اس عقیدہ کو بکھیرا ہے جس سے اکثر عقول محجُوب ہو جاتے ہیں اور اُس کی عدمِ تجرید کے ادراک سے افکار قاصر آجاتے ہیں"

کتاب کا مقدّمہ پُورا ہُوا اور یہ کتاب کے علاوہ ہے جو چاہے اِس میں لکھے جو چاہے چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ ہی حق کہلاتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے۔

الحمد اللہ تیسری جُز تمام ہوئی

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

معرفتِ رُوح کے بیان میں جس کی تفصیل اِس کتاب میں مسطور ہے اور جو میرے اور اُس کے درمیان اسرار تھے وُہ یہ نظم ہے ،

فلت عند الطواف كيف أطوف ... وهو عن درك سرنا مكفوف
جلمد غير عاقل حركاني ... قيل أنت المحير المتلوف
انظر البيت نوره يتلالا ... لقلوب تطهرت مكشوف
نظرته بالله دون حجاب ... فبدا سره الحلى المنيف
وتجلى لها من افق جلالي ... قرا الصدقّ ما اعتراه خسوف
لو رأيت الولى حين يراه ... قلت فيه مدله ملهوف
يلثم السرّ فى سواد يمينى ... أى سرّ لوانه معروف
جهلت ذاته فقيل كثيف ... عند قوم وعند قوم لطيف
قال لى حين قلت لم جهلوه ... انما يعرف الشريف الشريف
عرفوه فلازموه زمانا ... فتولاهم الرحيم الرؤف
واستقاموا فما يرى قط فيهم ... عن طواف بذاته تحريف
قم فبشر عنى مجاور بيتى ... بأمان ما عنده تخويف
ان أمتهم فرحتهم بلقائى ... أو يعيشوا فالثوب منهم نظيف

www.maktabah.org

میں نے طواف کے موقعہ پر کہا اُس کا طواف کیسے ہو جو ہمارے راز کے ادراک سے قاصر اور میری حرکات کا شعور نہ رکھنے والا پتھر ہے"

کہا! تو محیرّ المتلوف یعنی دیوانہ ہے"

بیت اللہ شریف کا چمکتا ہُوا نور دیکھ جسے دِلوں کی طہارت و پاکیزگی کے لئے کھولا گیا ہے"

اِس کے لئے اُفقِ جلالی سے تجلّی ہے اور اس کے صدق کا چاند بے گہن ہے"

اگر تجھے دوست کو دیکھنا ہے جب وُہ دیکھے۔

میں نے کہا! اس میں اس کے لئے دائمی غمزدگی ہے"

رُکنِ یمانی کے راز کو چوم لے اُس راز کو جو جانا پہچانا ہے"

جب میں نے اُس کی ذات کو نہ پہچانا تو بعض نے اُسے کشف کہا اور بعض نے اُسے لطیف کہا اور شریف ہی شریف کو پہچانتا ہے"

جو اُسے پہچانتے ہیں اُس کو دیر تک پکڑے رکھتے ہیں، اُن کی رؤف و رحیم سے دوستی ہے"

وُہ صاحبِ استقامت ہیں وُہ طوافِ کعبہ سے اُس کی ذات کے ساتھ ہرگز تحریف نہیں دیکھتے"

اُٹھ! میری طرف سے بیت اللہ شریف کے ہمسائے کو بشارت دے کہ وُہ امان کے ساتھ ہے اور کعبہ شریف کے نزدیک خوف نہیں،

بے شک اِن میں سے لوگ میری بقاء کے ساتھ اُس سے فرحت پاتے ہیں

www.maktabah.org

جو اِس طرح زندہ ہیں کہ اُن کا لباس پاکیزہ ہے

کیا زندہ مُردے کا طواف کرتا ہے

اَے حامیم اَے دوست اور کریم اَے پسندیدہ جان کہ جب میں حرکات وسکنات رُوحانیہ کے معدن مکۃ البرکات میں پہنچا اور میرا وہی حال تھا جو بیت العتیق شریف کا طواف کرتے ہوئے بعض اوقات ہوتا ہے، ہم طواف کے دوران تسبیح وتمجید اور تکبیر وتہلیل کرتے ہوئے کبھی رُکن کو چُومتے اور کبھی مُلتزم کا التزام کرتے جب ہم حجرِ اسود کے پاس پہنچے تو ایک مبہوت نوجوان سے ملاقات ہوئی جو خاموش مُتکلم زندہ نہ مردہ اور محاط ومحیط کا مُرکّب بسیط تھا،

اُسے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دیکھا جیسے زندہ مردے کا طواف کرتا ہے میں نے اُس کی حقیقت اور اُس کے مجاز کو پہچان لیا اور جان لیا کہ بے شک بیت اللہ شریف کا طواف ایسے ہے جیسے جنازہ پر نماز پڑھی جائے چنانچہ مُردوں کے ساتھ زندوں کے طواف کے وقت مذکورہ بالا نوجوان سے اُس کے جو اشعار سُنے وُہ یہ ہیں"

ولما رأيت البيت طافت بذاته شخوص لهم سر الشريعة غيبي
وطاف به قوم هم الشرع والحجا وهم كحل عين الكشف ماهم به عمي
تعجبت من ميت يطوف به حي عزيز وحيد الدهر مامنه شي
تجلى لنا من نور ذات محله وليس من الاملاك بل هو أنسي
تيقنت أن الامر غيب وأنه لدى الكشف والتحقيق حي ومرئي

جب میں نے دیکھا کہ کعبے شریف کا طواف بذاتہ ایسے اشخاص کر رہے

www.maktabah.org

جن کے لئے شریعت کا غیبی راز ہے ۔

اور طواف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نابینا نہیں بلکہ کشف کی آنکھ کا سرمہ ہیں تو مجھے تعجب ہوا کہ ایسا عزیز اور وحید العصر زندہ مُردے کا طواف کر رہا ہے جس کی مثال نہیں "

چُنانچہ، ہمیں نورِ ذات کی اُس تجلی سے نوازا گیا جو کعبے کو ضیا بار کرتی ہے اور یہ فرشتہ نہیں بلکہ انسان ہے "

"بعد ازاں، مجھے یقین ہو گیا کہ یقیناً یہ امرِ غیب سے ہے اور میرے سامنے کھُلا ہُوا ہے اور بتحقیق وہ زندہ اور مرئی ہے "

میں کہتا ہوں ان اشعار کے موقعہ پر اموات کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بیتِ مکرّم کی حقیقت مجھ پر ظاہر کر دی گئی، بجلی کی زبردست چمک نے میری آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دی اور مجھے زجر و توبیخ کرتے ہُوئے کہا گیا! مرنے سے قبل بیت اللہ شریف کے راز کی طرف دیکھ لے، میں نے مُطیفین و طائفین کو پتھروں کے ساتھ چمکتے ہُوئے پایا،

وہ اُنہیں کعبہ شریف کے پردوں کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا تو میں نے اُسے چمکتا ہُوا دیکھا پس اُس کے لئے عالمِ مثال میں فی البدیہہ یہ شعر پڑھے "

أری البیت یزھو بالمطیفین حوله ۔ وما الزھو الا من حکیم له صنع
وھـ ـذا جماد لا یحس ولا یری ۔ ولیس له عقل ولیس له سمع
فقال شعیص ھـذہ طاعة لنا ۔ قد اُثبتها طول الحیاة لنا الشرع
فقلت له ھـذا ابلاغك فاستمع ۔ مقالة من أبدی له الحکمة الوضع
رأیت جمادا لا حیاة بذاته ۔ ولیس له ضر ولیس له نفع
ولکن لعین القلب فیه مناظر ۔ اذا لم یکن بالعین ضعف ولا صدع

www.maktabah.org

يراه عز بزاان نجلى بذاته ... وليس لمخلوق على حمله وسع
فكنت أبا حفص وكنت علينا ... فنى العطاء الجزل والقبض والمنع

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھو اس کا گرداگرد مُطیفین کے ساتھ چمک رہا ہے اور اِس کی یہ چمک اِس کے حکمت والے صانع کے سوا نہیں۔

ایک شخص نے کہا! یہ جمادات نہ محسُوس کر سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے، نہ اس کے لئے عقل ہے اور نہ یہ سُن سکتا ہے"

ایک شخص نے فرمایا، ہمارے لئے یہ اُس کی اطاعت ہے اور بیشک شریعت میں اِس کے لئے طویل زندگی ثابت ہے"

میں نے کہا! آپ کا یہ پُر حکمت ابدی قول پہنچا تو سُن لیا۔

فرمایا! تو نے جمادات کو دیکھا اِس کے لئے بذاتہٖ زندگی نہیں اور نہ ہی یہ نفع یا نقصان دے سکتا ہے"

لیکن دِل کی آنکھ کے لئے اِس میں مناظر ہیں جب کہ آنکھ ضُعف اور بیماری کا شکار نہ ہو"،

اَے عزیز! اُس کی تجلّی کو اُس کی ذات کے ساتھ دیکھ مخلوق اِس کی وسعت کا حمل نہیں کر سکتی"

تُو ابا حفص یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ "رضی اللہ تعالیٰ عنہما" کا عکس بن جائے گا اور ہماری طرف سے خیرِ کثیر عطا کرنا اور روکنا ہے"۔

وُہ نوجوان کون تھا؟

وصل ! پھر مجھے اُس نوجوان کے مرتبے کی اطلاع دی گئی اور بتایا گیا

www.maktabah.org

کہ وُہ مکان زمان و مکان سے مُنزہ ہے"

پس جب میں نے اُس کے مرتبے اور اُس کے نزول اور اُس کے وجود میں مکان اور ٹھکانے اور اُس کے احوال کو پہچان لیا تو میں نے اُس کی دائیں طرف بوسہ دیا اور اُسکی پیشانی کے پسینے سے مسح کرتے ہوُئے کہا آپ اپنی مجالس کے طالب اور اپنی موانست میں راغب کی طرف دیکھیں"

پس ایسا اور پیچ دار کلام سے اشارا کیا تو بے شک وُہ کلام کو پھاڑ دینے والا تھا خواہ ایک بات بھی بغیر رمز کے نہ کی جائے، جب میں نے اپنا راز اُسے بتا دیا اور محقق کر دیا اور سمجھا دیا تو میں نے جان لیا کہ فصُحار کی فصاحت اُس کا ادراک نہیں کر سکتی اور نہ بُلغاء کی بلاغت اُس کے نطق تک جاسکتی ہے تو میں نے اُسے کہا اے بشارت اور یہ خیر کثیر دینے والے میں آپ کی اصطلاحوں کو پہنچانا چاہتا ہوُں اور مجھے کیفیت حرکات کی مفتاح پر واقفیت بہم پہنچائیں، میں چاہتا ہوُں کہ آپ سے مذاکرات کروں اور چونکہ آپ میرے کفو و نظر میں اس لئے چاہتا ہوں کہ آپ سے رشتہ داری کا شرف حاصل کروں اور وُہ تیری ذات میں نازل اور امیر ہے، اور اگر آپکی حقیقت مجھُ پر ظاہر نہ ہوتی تو آپکو نہ پا سکتا"

کچھ ایسے ناظرہ چہرے ہیں مجھے اُن سے مطلع کریں۔ پس اُس نے اشارا کیا تو میں نے جان لیا اور مجھ پر اُس کے جمال حقیقت کی تجلی پڑی تو میں نے سمجھ لیا"

پس وُہ میرے ہاتھ میں گر پڑا، اور مجھ پر غالب آگیا قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو جاتا خوف کی وجہ سے میرا جسم کانپنے لگا،

www.maktabah.org

اور اس کے ساتھ امین ملائکہ کا نزول ہُوا بے شک اہل علم بندوں میں سے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اس سے دلیل مقرر کی اور اس سے معرفت کی طرف علم کا راستہ حاصل کیا،

پس میں نے کہا اب مجھے اپنے بعض اسرار سے مطلع کریں یہاں تک کہ اپنے من جملہ احبار کے ہونے سے، "تو فرمایا! میری مشیت کی تفصیل اور ماہیت کی ترتیب کی طرف دیکھ تو مجھ سے جو سوال کرتا ہے اُس سے رتم پائے گا،

تو بے شک میں نہ متکلم ہوں نہ کلیم میرا علم میرے سوا نہیں اور نہ ہی میری ذات میرے اسمار کی غیر ہے،

میں علم، معلوم اور علیم ہُوں، میں حکمت، مُحکم اور حکیم ہُوں"

پھر مجھے فرمایا میرے پیچھے پیچھے طواف کر اور میرے چاند کے نور کی طرف دیکھ یہاں تک کہ تو میرے ظہور سے وُہ چیز اخذ کرے جسے تو اپنی کتاب پر لکھ سکے اور لکھنے والے پر املا کر سکے،

اور وُہ تمام چیزیں مجھے بتادینا جو تو دوران طواف مشاہدہ کرے جنہیں ہر طواف کرنے والا نہیں دیکھ سکتا تاکہ مجھے تیری ہمت اور تیرا مقصُود معلوم ہو جائے اور جو تجھ سے معلوم ہو جائے اُس کا میں ذکر کر سکوں،

تو میں نے جواب دیا اے شاہد و شہود میں تجھے اُن چیزوں کے ذریعہ سے پہچانتا ہوں جن سے میں نے وجود کے اسرار معلوم کئے ہیں جو انوار کے غالیچوں پر رقصاں ہیں اور تیز نظروں سے ٹکٹکی لگائے پردوں کے پیچھے سے دیکھ رہے ہیں جن پردوں کو اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا ہے اور اُن کا نام موضوع رکھا ہے،

چنانچہ ذات لطیف کی طرف نظر کرنا اور اسے نہ پانا میرے لئے

www.maktabah.org

باعثِ عزت ہے۔

فوصفه ألطف من ذاته   وفعله ألطف من وصفه

وأودع الكل بذاتي كما   أودع معنى الشئ في حرفه

فالخلق مطلوب لمعنى كما   يطلب ذات المساك من عرفه

اُس کا وصف اُس کی ذات سے لطیف تر ہے اور اُس کا فعل اُس کے وصف سے لطیف تر ہے،

ہر چیز اُس کی ذات کی طرف لوٹتی یا متوجہ ہے جس طرح کسی چیز کے معنی اُس کے حرف میں محفوظ معنی کے لئے مطلوب ہیں جیسا کہ کستوری اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے،

اگر کوئی چیز اپنے اقتضائے حقیقی سے متوجہ ہوئے بغیر اُس کی طرف طریقت سے واصل ہونا چاہے تو اِس سے اُس کے مشرب میں کُھنا نہیں پایا جاتا اور نہ ہی یہ اُس کی معرفت کی طرف میلان کرتی ہے۔

اب میں اپنے مقصد اور اُسکی غایت کی طرف لوٹتا ہُوں پس دقت وصول دائرہ کھولنے میں اُس کے انتہائی وجود اور ابتدائی نقطہ کی طرف پر کار پکڑ آخر الامر دائرہ اپنے اول سے مربُوط ہو جائے گا اور اُس کا ابساس کے ازل پر لوٹ آئے گا،

پس اُستوار دائم وجود قرار گاہِ شہُودِ ثابت کے علاوہ نہیں اور سوائے اُس کے نہیں کہ یہ لوگوں کے دیکھنے کی وجہ سے راستہ طویل ہو گیا پس اگر عبد اُس کا رُخ اُس کی طرف موڑ دے جو غیر سے ملا ہُوا ہے اِس میں نظر کے لئے بُری آنکھ سے سالکین کی طرف راستہ ہے جب وُہ ملتے ہیں واللہ وُہ فاعل نہیں ہیں، اگر وُہ اپنے مکان کو پہچانتے تو انتقال نہ کرتے لیکن وُہ خالق کی فردیت کو چھوڑ کر حقائق کی ثنویت کی طرف چلے گئے،

www.maktabah.org

نے زمین اور راستوں کو پیدا فرمایا، پس وُہ مدارج اسماء کو دیکھتے ہیں اور سیر کے زینے تلاش کرتے ہیں اُن کا تخیل منزلت عظیم تلاش کرتا ہے اور ارفع حالت حق تعالیٰ کا قصد کرتے ہوئے راغب ہوتی ہے پس وُہ اُن کے ساتھ بُراق صدق اور اُس کے رفرف پر سیر کرتے ہیں اور جو کچھ وُہ اُس کے لطائف و اعلام سے دیکھتے ہیں اُن سے وُہ محقق ہیں۔

یہ امر اُس کے لئے نگاہِ شمالیہ ہے اور فطرت نشاۃ کمالیہ پر ہے۔ اُس کے رُخ کے ساتھ تقابل دراصل دائرے کے نقطے کا تقرر ہے۔ پس اس دائرے کا نصف حصہ دائیں طرف راستہ ہے اور غربی جانب سے اُس کا سفر ہے پہنچنے کے لئے اس کا پہلا گوشہ مشاہدہ تعین میں مقام تمکین ہے،

تعجب ہے اُس کے لئے جو اعلی علیین میں ہو اور اُس کا تخیل اسفل السافلین میں ہے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جاہلین ہے ہونے سے پناہ مانگتا ہوں پس اُس کا بایاں اُس کے دائرے کا دایاں ہے۔ اور اُس کا ٹھہرنا اس کے اُس مقام میں ہے جو اس کی انتہائی سیر میں پایا جاتا ہے۔ تو جب یہ مشار الیہ عقلمند کے نزدیک ثابت اور درست ہے اور علم کی طرف مرجع ہے تو اس کا موقف اور ٹھکانہ ہے اُسے چھوڑا نہیں جا سکتا لیکن مسکین آدمی تخیل میں ٹھنکھتا اور کھوتا ہے۔

اور وُہ کہتے ہیں تنگ وضیق کے مقابلہ میں سوائے وُسعت و شرح کے کیا ہے پھر وُہ دونوں مخالفوں پر یہ قرآن پڑھتا ہے پس اللہ تبارک و تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتا ہے اُس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وُہ آسمان میں چڑھتا ہے جیسا کہ نہیں کھلتا مگر تنگی کے بعد جیسا کہ حصول مطلوب طریق سلوک کے بعد ہوتا ہے۔ اور مسکین اُس کی تحصیل سے غافل ہے جو اُسے الہام کے ساتھ حاصل

www.maktabah.org

ہوتا ہے وہ فکر و دلیل سے حاصل نہیں ہوتا اور جو کہا سچ ہے اور اس میں یقیناً صاحبانِ عقل و فہم کے ہاں دلیل ہے۔

تو بیشک نابیں آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو وہ اس کا حال تسلیم کرتے ہیں اور اس کے لئے اس کا محال ثابت کرتے ہیں اور اس کے محال سے کمر وربدتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اگر تیرا ارادہ اسکے وصول کی طرف ہے تو اس سے استعانت پکڑ جو جس سے نکلتا ہے اس کیلئے وہ محال نہیں اور اس سے مقام ہمسائیگی چھپاتے ہیں اور اسکا بوجھ یہ سب لوگ مل جل کر اٹھاتے ہیں۔

پس عندالوصول اس کی طرف جو اسکی سیر ہے وہ حزن ہے اور جو اس کے ساتھ طریقہ اسرار سے حاصل ہوتا ہے وہ فرحت ہے اور اگر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج طلب نہ فرماتے تو نہ چلتے اور نہ آسمان کی طرف چڑھتے اور نہ اترتے آپ کے پاس ملاءِ اعلیٰ کا حال آیا تھا اور آپ کے پروردگار کی نشانیاں اس کے مقام سے آتی تھیں۔

گویا زمین اس کے لئے رات کا ٹکڑا ہے اور اس میں لیٹا ہوا ہے ولیکن وہ سِرِ خداوندی ہے جو چاہے انکار کرے کیونکہ اس کے لئے پیدائش نہیں اور جو چاہے اس کے ساتھ ایمان لائے کیونکہ وہ اشیاء کا جامع ہے۔

پس اس کے پاس جو علم آیا ہے اس تک عقل نہیں پہنچتی نہ اس کے لئے حد ہے اور نہ ہی فہم کو پورا کرنے پر اس کا حصول ہوتا ہے۔

فرمایا ! مجھے عجیب راز سنایا گیا اور میرے لئے عجیب معنے کھولے گئے۔ تجھ سے پہلے وہ نہ کسی ولی نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے اس پر تیری طرح یہ حقائق تمام ہوئے بے شک اس پر میرے لئے معلوم ہے اور یہ میری ذات کے ساتھ مرقوم ہے

www.maktabah.org

جب تیرے پردے اُٹھیں گے تجھ پر میرا راز کھل جائے گا اور میرے اشارے واضح ہو جائیں گے، ولیکن مجھے اُس نے خبر دی ہے کہ میں تیرے لئے اُسکی گواہی دوں تو جب میں تجھے اُس کے حرم میں اُتاروں اور تجھ پر پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کروں تو جو کچھ تو دیکھے مجھے بتا دینا،

مشہد بیعت الٰہیہ کا مشاہدہ

میں کہتا ہوں! اے کلام نہ کرنے والے فصیح اور معلوم کے سائل جاننا چاہئے کہ اس کے لئے اُس کی طرف ایمان سے وصال ہے اور اُس پر حضرت انسان میں نزول ہے، مجھ پر اُس کے حرم میں اُتارا گیا اور اُس کے حرم میں مجھے اطلاع دی گئی اور کہا مناسک کی زیادتی صبر و تحمل میں رغبت کے لئے ہے اگر مجھے یہاں نہیں پایا تو مجھے وہاں پایا اگر تجھ سے تو پوشیدہ ہے تو تیرے لئے مجھ میں تیری تجلی ہے علاوہ ازیں میں نے تجھے تیری قرارگاہوں کے علاوہ قرارگاہ کا علم سکھایا اور تیرے بعض لطائف میں تیری طرف اس کا ایک سے زیادہ مرتبہ اشارہ کیا۔ اگر تیرا حجاب ہے تو وہ تیری تجلی ہے جسے ہر عارف نہیں جانتا سوائے اس کے کہ معارف سے جس کے ساتھ اُس کا علم محیط ہے۔

کیا تو مجھے دیکھے گا کیا قیامت میں اُن کی پہچانی ہوئی صورت کے علاوہ تجلی ہو گی، تو وہ میری ربوبیت کا انکار کرتے ہیں اور اُس سے پناہ مانگتے ہیں، جب کہ اُسی کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں مگر نہیں جانتے، مگر وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے ظاہر تجلی ہونا چاہئے تجھ سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کے منتظر ہیں۔ پس اُس وقت اُن کی پہچانی ہوئی صورت میں آؤں گا، تو میرے لئے ربوبیت کے ساتھ اور اپنی جانوں پر عبودیت کے ساتھ اقرار

www.maktabah.org

کر لیں گے، اب وُہ اپنی نشانیوں کی عبادت کر رہے ہیں اور اپنی خیالی مقررہ صورتوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو اُن میں سے جس نے کہا کہ وُہ میری عبادت کرتا اور اُس کے پاس جو تجلی ہے اُس کا انکار کرتا ہے تو اُس نے جھوٹی تہمت لگائی اور مجھ پر بہتان باندھا اور اِس سے یہ کیسے درست ہے تو جو مجھے بغیر صُورت کے صُورت کے ساتھ مُقیّد کرتا ہے تو یہ اُس کا تخیل عبد ہے اور وہ اُس کے قلب مستورہ میں حقیقتِ امکانی ہے۔ پس یہ اُس کا تخیل ہے کہ وہ میری عبادت کرتا ہے اور یقیناً وُہ دانستہ میرا انکار کرتا ہے

ممکنات میں عارفوں کی نگاہ سے میں پوشیدہ نہیں کیونکہ وُہ مخلوق اور اپنے اسرار سے غایب ہیں پس اُن کے لئے اُن کے نزدیک میرے سوا ظاہر نہیں کیا جاتا اور نہ ہی وُہ میرے اسماء کے علاوہ موجودات کو جانتے ہیں۔ پس اُن کے لئے ہر چیز ظاہر و متجلی ہے اور وُہ کہتے ہیں تُو ہی اعلیٰ تسبیحوں والا ہے پس وُہ برابر نہیں کچھ لوگ غایب ہیں کچھ حاضر ہیں اور دونوں کے پاس ایک چیز ہے"

پس جب میں نے اُس کا کلام سُنا اور اُس کے اشارات و اعلام کو سمجھا تو اُس کے کلام نے مجھے اپنی طرف جذب کر لیا اور مجھے اُس نے اپنے سامنے ٹھہرا لیا۔

وجودِ طواف سے کعبہ کے راز کے ساتھ مخاطباتِ تعلیم و الطاف

اُس نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے اُسے بوسہ دیا

www.maktabah.org

تو اُس نے وُہ صورت دکھادی جس کا میں عاشق تھا تو وُہ حیات کی صُورت میں آگیا اور میں اُس کے سامنے میں مُردے کی صُورت میں آگیا تو میں نے مختلف لوگوں کو تلاش کرنا شروع کر دیا صُورت نے اُسے کہا تو اچھی حصست کیوں نہیں دکھتا تو میں نے اُس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں عالم شہادت میں آج تک اُس کی حقیقت کو نہیں پا سکا۔

پھر اس نے صُورت بصر میں سیرا اور میں نے صُورت بصری میں اسکا طواف تبدیل کیا اور یہ جگر ٹوٹنے اور جگر ٹوٹنے کے خیال کے بعد پھر اس صورت نے عقبی صُورت کو تلاش کیا تو اُس نے اُس کے لیے مقالہ مذکور کی مثل کہا پھر اس نے علم اعم کی صورت میں میرا اور میں نے جہل گناہ کی صورت میں اس کا طواف تبدیل کیا صورت نے عقبی صورۃ کو طلب کیا تو اُس نے اس کے لیے مشہور مقالہ کہا۔

پھر اُس نے سماع ندا کی صورت میں میرا اور میں نے نکارے کو نگی صُورت میں اُس کا طواف تبدیل کیا اور صورت نے عقبی صُورت کو تلاش کیا تو حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان پردہ ڈال دیا۔

پھر اس نے صُورت خطاب میں میرا اور میں نے جواب سے گونگی صُورت میں اُس کا طواف تبدیل کیا اور صورت نے عقبی صُورت کو تلاش کیا پس حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان لوح کی تحریر بھیج دی۔

پھر اُس نے میرا صُورت ارادہ میں اور میں نے اُس کا حقیقت وعادت کے قصُور کا طواف تبدیل کیا اور صورت نے پیچھے آنے والی صُورت کو تلاش کیا پس حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان نُور وضیا کو فائض فرمایا

www.maktabah.org

پھر اُس نے میرا قدرت وطاقت کی صُورت میں اور میں نے اُس کا عجز وفاقہ

کی صُورت میں طواف تبدیل کیا تو صورت نے عقبی صُورت کو طلب کیا پس حق نے عبد کے لئے اُس کی تقصیر ظاہر کردی۔

میں کہتا ہُوں جب میں نے یہ اعراض دیکھا اور مجھے جو تمام اعراض و مقاصد حاصل ہُوئے نہ سونے پر اور نہ میرا عہد پُورا ہُوا تو مجھے کہا اے میرے بندے تو اپنے نفس پر سو گیا۔

اے طواف کرنے والے اگر اس جگہ لطائف کی ان صُورتوں میں میرے یمین کو چُومنا ہے تو ہر چکر میں حجرِ اسود کا بوسہ ہے پس بیشک یہاں میرا گھر بمنزلہ ذات کے ہے اور طواف کے چکر بمنزلہ سات صفات کے ہیں اور یہ صفات صفاتِ کمال ہیں صفات جلال نہیں، کیونکہ صفات تیرے ساتھ اتصال و انفصال ہے پس سات چکر سات صفات ہیں۔

اور بیتِ قائم ذات پر دلالت کرتا ہے سوائے اِس کے کہ میں نے اُسے اپنے فرش پر اُتارا اور میں عوام کے لئے کہتا ہُوں کہ تمہارے نزدیک یہ بمنزلہ میرے عرش کے ہے اور زمین پر میرا خلیفہ اس پر مستوی اور محیط ہے۔ پس فرشتے کی طرف دیکھ تیرے ساتھ دو گروہ ہیں اور تیرے پہلو کی طرف ٹھہرے ہُوئے ہیں۔ پس میں نے اُس کی طرف دیکھا اور وُہ اپنے عرش کی طرف لوٹ گیا اور وُہ پورے جسم کیساتھ بلند ہو کر مجھ سے دُور تھا پس میں نے مسکراتے ہوئے فی البدیہہ کہا!

یا کعبۃ طاف بہا المرسلون	من بعد ما طاف بہا المکرمون
ثم أتی من بعدھم عالم	طافوا بہا من بین عال ودون
أنزلھا مثلا الی عرشہ	ونحن حافون لھا مکرمون
فان یقل أعظم حاف بہ	انی أنا خیر فھل تسمعون
واللہ ما جاء بنص ولا	أتی لنا الا عما لا یبین
ھل ذاك الا النور حفت بہ	أنوارھم ونحن ماء مھین
فانجذب الشیٔ الی مثلہ	وکلنا عبد لدیہ مکین
ھلا رأوا مالم یروا انھم	طافوا بما طفنا ولیسوا بطین

www.maktabah.org

لوجود الالطف منا استوی | علی الذی حفوا بہ طائفین
قد سھموا أن یجھلوا حق من | قد سخر اللہ لہ العالمین
کیف ھم وعلمھم اننی | ابن الذی خروا لہ ساجدین
واعترفوا بعد اعتراض علی | والدنا بکونھم جاھلین
وأبلس الشخص الذی قد أبی | وکان للفضل من الجاحدین
قد سھموا قد سھموا انھم | قد عصموا من خطأ الخطئین

اُے وُہ کعبہ جس کا طواف انبیاء و ملائکہ نے کیا بعد ازاں ایک پُورا جہان آیا جس میں بلند و پست لوگوں نے طواف کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُسے مثالِ عرش بنا کر نازل کیا اور ہم اُس کا طواف و اکرام کرنے والے ہیں۔

اگر اُس کی طرف قصدِ عظیم کرنے والا یہ کہے کہ میں سب سے بہتر ہُوں تو کیا تم سن لو گے۔

خُدا کی قسم وُہ ایسا شخص نہیں جو نص لیکر آیا ہو اور نہ ہی ہمارے نزدیک وُہ کوئی قابلِ ذکر چیز ہے۔

وُہ تو ایک نُور ہے جس نے اُسے گھیرا ہُوا ہے اور ناقص بانی ہیں۔

اُنہوں نے اُس چیز کا مشاہدہ پہلے نہیں کیا تھا جو اَب دیکھی ہے اور اُنہوں نے اُس چیز کا طواف کیا جو مٹی نہیں۔

جو سب سے لطیف ہے اگر وُہ ہم سے علیحدہ ہو جائے تو وُہ اُس چیز پر غالب ہو جائے گا جس کا لوگ طواف کر رہے ہیں۔

اُن کی قسمت میں یہ بات آگئی ہے کہ وُہ اُس شخص کے حق سے جاہل رہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کو مُسخر فرمایا۔

اُن کا یہ کیسا حال ہے! جب کہ وُہ جانتے ہیں میں اُس کا بیٹا ہوں جس کے سامنے ملائکہ سجدے میں گر گئے تھے۔

www.maktabah.org

اور انہوں نے اُس کی "سرفرازی" کا اقرار کر لیا حالانکہ پہلے انہوں نے علم نہ ہونے کی بنا پر میرے والد کی "خلافت کا" انکار کیا تھا،

اور ابلیس شیطنت دکھا کر انکار پر جما رہا اور تمام منکرین کا سردار قرار پایا فرشتوں نے اس بات کو مان لیا اور خطاکاروں کی خطا سے محفوظ ہیں

میں کہتا ہوں پھر میں نے اُس سے دل کے رُخ کو موڑا اور اُس کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوا،

طواف کس کا ہوتا ہے

پس مجھے کہا میں نے تیرے باپ سے مدد چاہی اور تجھ میں اپنی برکت رکھی اس پر دونوں سے منزل کی سماعت کر اور جو اُس کے آنے سے پہلے اُس کے سامنے خیر تھی اور ملائکہ مقربین کی منازل سے تیری منزل کہاں ہے تم پر اور ان تمام پر اللہ کی رحمت ہو، میرا کعبہ یہ قلب وجود ہے اور میرا عرش یہ قلب جسم محمود ہے ان دونوں سے کوئی بھی میری وسعت نہیں رکھتا اور نہ ہی اُس کے ساتھ میری خبر ہے جو دونوں کی خبر سے ہے، اور جو گھر میری وسعت رکھتا ہے وہ تیرا قلب مقصود ہے جو تیرے جسم مشہود میں ودیعت کیا گیا ہے، پس تیرے قلب اسرار کا طواف کرتے ہیں تو وہ ان پتھروں کا طواف کرتے وقت بمنزلہ تمہارے جسموں کے ہیں، پس ننگے پاؤں ہمارے عرش محیط کا طواف کرتے ہیں جس طرح تجھ سے علم تخطیط کے ساتھ طواف کرتے ہیں، تو تم دونوں ہو بے شک جسم تجھ سے رُتبہ میں تیرے قلب محیط کے علاوہ ہے ایسے ہی یہ کعبہ عرش محیط کے ساتھ ہے، پس کعبے کا طواف کرنے والے بمنزلہ تیرے قلب کا طواف کرنے والوں کے ہیں ان دونوں کا اشتراک دلوں میں ہے اور تیرے جسم کا طواف کرنے والے ایسے ہی

www.maktabah.org

جیسے عرش کا طواف کرنے والے اِن دونوں کا اشتراک صفتِ احاطیہ میں ہے۔
پس تم دونوں ہو بیشک عالم اسرار کے طائفین اُس قلب کا طواف کرتے ہیں جس میں میری وسعت ہے اور وُہ اِن دُوسروں سے اعلیٰ و بالاشان والا ہے۔
جیساکہ تم عرشِ محیطِ اوّلی کے طواف کرنے والوں پر شرف نعت اور سرداری کے ساتھ۔ یقیناً تم قلب وجودِ عالم کا طواف کرنے والے ہو پس تم بمنزلہ اسرارِ علماء کے ہو اور وُہ جسم عالم کا طواف کرتے ہیں تو وُہ بمنزلہ پانی اور ہوا کے ہیں پس وُہ کیسے برابر ہونگے اور میری وسعت تمہارے برابر نہیں اور نہ ہی صُورتِ کمال میں ظاہر ہے سوائے تمہارے معنیٰ میں۔

تُو میں ہُوں مجھے تلاش

پس وُہ قدر پہچانتے ہیں جو شرف عالی سے تمہیں اُس نے عطا فرمائی اور اس کے بعد یہ کہ میں کبیر متعالی ہُوں میری حد کو حد نہیں نہ مجھے سردار پہچانتا ہے نہ بندہ میری الوہیت کا تقدس تیرے دیکھنے سے منزّہ ہے اور اُس کی منزلت میں تُو مشترک ہے تو میں ہُوں۔

پس مجھے تلاش کر یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرے مگر تیری طلب و تلاش میں ادب ہو اور اپنے مذہب اور اپنی شریعتوں میں رہ، میرے اور اپنے درمیان تمیز رکھ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا اور تو مجھے اِس مقصد کے تحت تلاش نہ کر ورنہ تکلیف اُٹھائے گا اور نہ مجھے خارج میں تلاش کر تجھے اِس میں بھی کامیابی نہیں ہوگی۔

پس صفتِ اشتراک میں توقف کر اور اپنی عبودیت اور درک الادراک ادراک سے اظہار عجز کر، اس میں عنیق سے ملحق اور مکرّم دوست ہو جائے گا۔

پھر کہا: میری بارگاہ سے نکل جا بس تیرے جیسا میری خدمت کے قابل نہیں

www.maktabah.org

تو میں مُستر د ہو کر نکل آیا تو حاضرین چیخنے چلّانے لگے تو اُس نے کہا!

ذَرْنِی وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ؟

یعنی مجھے اور اُس شخص کو نپٹ لینے دو جسے میں نے اکیلے پیدا کیا ہے۔

پھر فرمایا! اسے واپس بُلا لو تو میں واپس آگیا اور مجھے اُس کے سامنے ایسی ساعت نصیب ہوئی گویا کہ میں اُس کے شہود کی بساط اور حضرت وُجود سے کبھی دُور نہیں ہُوا۔

پھر اُس نے فرمایا! میری بارگاہ میں ایسا شخص کیسے داخل ہو سکتا ہے جو میری خدمت کے قابل نہیں اگر مجھے تیرا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں تجھے حاضری کی کبھی اجازت نہ دیتا، اور تجھے پہلی نظر میں ہی نکال باہر پھینکتا جب کہ اس وقت تُو میری بارگاہ میں موجود ہے، میں نے تجھ میں ایسے بُرہان کا مشاہدہ کیا ہے جس نے میری نظر میں تیرا احترام بڑھا دیا ہے اور تیری شان و شوکت میں اضافے کا باعث ہُوا ہے۔

تُو نے کیوں نہ پُوچھا

پھر فرمایا! جب میں نے تجھے باہر نکال کر دوبارہ واپس بُلایا تو تُو نے مجھ سے اس کے بارے میں پُوچھا کیوں نہیں جب کہ تو صاحب زبان و بُرہان ہے؟ اے انسان تُو اتنی جلدی سب باتیں بھول گیا؟

میں نے کہا! آپ کی ذات کے مُشاہدہ کی عظمت نے مجھے مبہوت کر دیا تھا چنانچہ آپ کی تجلیّات کی وجہ سے آپ کی بیعت کا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھُوٹ گیا اور میں حیران و سرگرداں رہ گیا، اور میں کچھ نہ

www.maktabah.org

جان سکا کہ غیب سے کون سی چیز نمُودار ہو گئی۔

اگر آپ اُس وقت میری طرف متوجہ ہوتے تو جان لیتے کہ وُہ میری اپنی ہی حالت تھی جو مجھُ پر وارد تھی مگر آپ کی بارگاہ کا تقاضا یہ ہے، کہ نہ تو اُس کے علاوہ کہیں دیکھا جائے اور نہ ہی آپ کے چہرے کے علاوہ کسی پر نظر ڈالی جائے۔"

اُنہوں نے فرمایا! اے محمّد (ابن العربی) تُو نے ٹھیک کہا ہے چنانچہ اب تو مقام توحید میں ثابت قدمی سے کھڑا ہو جا اور گنتی کو ترک کر دے کیونکہ اُس میں ابدی ہلاکت ہے۔"

بعد ازاں جو مذکرات و مخاطبات ہُوئے وُہ حج کے باب میں بیان ہونگے۔"

وصل اُنہوں نے فرمایا! اے وَلی، اَے صفی، اَے نجی، اے کریم تو جو بات بھی میرے سامنے بیان کرے گا وُہ مجُھے پہلے ہی معلوم ہو گی اور وُہ میری ذات میں قائم و مسطور ہے۔

میں نے عرض کی! آپ نے اپنی مُلاقات سے میرے شوق کو تیز تر کر دیا ہے لہٰذا میری خواہش ہے کہ آپ کے بارے میں مزید واقفیت حاصل کر دوں۔"

اُنہوں نے فرمایا! اے آنے والے مُسافر اور طلب کرنے والے قاصد، میرے ساتھ پتھّر کے کعبے میں داخل ہو جا۔

وُہ ایک ایسا گھر ہے جو پردے اور حجاب سے بلند تر ہے، وُہ عارفوں کے داخل ہونے کی جگہ ہے اور طائفین کے لئے اِس میں راحت ہے، چنانچہ میں اُن کے ساتھ پتھّر کے گھر میں داخل ہو گیا

www.maktabah.org

تو اُنھوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ کر کہا! میں محیطِ کائنات کے مرتبہ و ذات اور زمانہ کے اسرارِ وجُود میں ساتواں ہُوں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے نُور کا قطعہ عطا کیا ہے، میری حواس ادجہ ہے اور میرا امتزاج کُلیات، کے ساتھ کر دیا گیا میں اس دوران خود پر نزول کرنے والی تمام اشیاء پر مطلع تھا پس کیا دیکھتا ہُوں کہ ایک اعلیٰ درجے کا قلمی علم اپنی بلند منازل سے میری ذات میں اُتر رہا ہے، جو کہ تین پاؤں والے گھوڑے پر سوار تھا، اُس نے اپنا سر میری ذات میں گھسیڑ دیا تو روشنیاں اور اندھیرے منتشر ہونے لگے اور میرے جسم میں تمام کائنات پھیل گئی، اب میرا آسمان اور میری زمین پھٹنے لگے اور اُس نے مجھے اپنے تمام اسماء پر مطلع کر دیا چنانچہ میں نے اپنی ذات اور اپنے غیر کو پہچان لیا اور میں نے اپنے خیر و شر اور خالق و حقائق میں تمیز پیدا کر لی،

پھر یہ فرشتہ یعنی جس نے اپنا سر میری ذات میں گھسیڑا تھا، مجھ سے الگ ہو کر واپس چلا گیا، تو اُس نے کہا! کیا تجھے معلوم ہے کہ تُو اس وقت فرشتے کے سامنے تھا"

پھر میں نے پیام لانے والے اور قاصد کے نزول کے لئے خود کو آمادہ کر لیا تو فرشتے میرے قریب آنے لگے اور افلاک میرے اِرد گرد گھومنے لگے"

اِن میں سے ہر ایک میرے دائیں ہاتھ کو چومنے لگا اور میری طرف متوجہ ہو گیا لیکن میں نے نہ تو کسی فرشتے کو نازل ہوتے دیکھا اور نہ ہی کوئی فرشتہ میرے سامنے کھڑا ہونے کے لئے منتقل ہوا یعنی وُہ وہیں پر موجود معلوم ہوتے تھے"

www.maktabah.org

اب میں نے اپنے اردگرد غور کیا تو ازل کی صورت کا مشاہدہ کر رہا تھا اور میں نے جان لیا کہ نزول محال ہے چنانچہ میں اسی حالت پر قائم رہا اور میں نے جو کچھ دیکھا یا پایا تھا اس پر بعض مخصوص لوگوں کو مطلع کیا۔

اب میں ایک سرسبز و شاداب باغ اور ایک بھرپور پھل ہوں اب میں اسرار کو کھولتا ہوں اور اس چیز کو پڑھتا ہوں جو مجھ میں مستور اور پوشیدہ ہے۔ لہٰذا تو نے جو کچھ بھی مجھ سے حاصل کیا ہے اسے اپنی کتاب میں لکھ لے اور اس سے اپنے تمام دوستوں کو خطاب کر۔

چنانچہ میں نے اس کے تمام پردے ہٹا کر جب اس کی لکھی ہوئی چیزوں کو غور سے دیکھا تو اس کا نور میرے سامنے نمودار ہوگیا جس کے اندر وہ پوشیدہ علم موجود تھا جو اس پر حاوی تھا۔ تو وہ پہلی سطر جو میں نے پڑھی اور اس سطر کا راز جو میں نے معلوم کیا دوسرے باب میں بیان کروں گا اور اللہ ہی انسان کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

www.maktabah.org

باب دوم

مراتب حروف و حرکات عالم اور جو ان کے لئے اسماء الحسنیٰ سے ہے اور علم عالم، معلوم کی معرفت کا بیان، یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصل اوّل: حروف کی معرفت میں

فصل دوم: حرکات کے بیان میں جن سے کلمات میں تمیز ہوتی ہے

فصل سوم: علم، عالم اور معلوم کی معرفت کے بیان میں۔

پہلی فصل

حروف اور ان کے مراتب حرکات جو کہ حروف صغار ہیں اور ان کے لئے جو اسماء الحسنیٰ ہیں کی معرفت کا بیان

ان الحروف أئمه الالفاظ	شهدت بذلك ألسن الحفاظ
دارت بها الافلاك فى ملكوته	بين النيام الخرس والايقاظ
ألحظها الاسماء من مكنونها	فبدت تعز لذلك الالحاظ
وتقول لولا فيض جودى ما بدت	عند الكلام حقائق الالفاظ

حروف لفظوں کے امام ہیں جس کی گواہی حفاظ کی زبان دیتی ہے گونگے، بہرے اور سونے والوں کے درمیان، آسمان اپنے ملکوت میں حرفوں کے ارد گرد گھومتے ہیں۔

www.maktabah.org

آسمانوں نے انہیں اُن کے پوشیدہ مقامات سے دیکھا تو وہ ان کی اِس امر کے لئے عزت کرنے لگے۔

ہم کہتے ہیں اگر ہماری بخشش یا کرم کا فیض نہ ہوتا تو کسی کلام سے لفظوں کے حقائق ظاہر نہ ہوتے۔

جاننا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے بے شک جو وجودِ مطلق بلاقید مُکلف کو متضمن ہے وُہ حق تعالیٰ جلّ شانہ ہے، دوسرے مکلفین ہیں جو عالم ہیں وہ حروف ہیں، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہم نے چاہا کہ اس درجہ دقیق سے جو اہل کشف کے ہاں اِس پر واقفیت کے بعد تبدیل نہیں ہوتی اِن حروف مکلفین سے مقامِ مکلّف ظاہر کریں، جن بسائط سے اِن حروف کی ترکیب ہے وُہ اِن کا مخرج ہیں اصطلاحِ عربی میں ناموں میں ان کا نام حروفِ معجم ہے، اور اِن کا نام حروفِ معجم اِس لئے ہے کہ اِس میں ناظر پر اس کے معنے مخفی ہیں، جب ہم نے بسائط پر ان کا کشف کیا تو انہیں ہم نے چار مرتبوں پر پایا۔

حرفوں کے آسمان

جن حروف کا مرتبہ ہفت آسمان ہے، وُہ یہ ہیں، الف، زا، لام

جن حروف کا مرتبہ ہشت افلاک ہے وُہ یہ ہیں، نون، صاد، ضاد

جن حروف کا مرتبہ نو افلاک ہے وُہ یہ ہیں، عین، غین، سین، شین،

جن حروف کا مرتبہ دس افلاک ہے وُہ باقی حروفِ معجم ہیں جن کی تعداد اٹھارہ ہے اور اِن میں ہر حرف دس کا مرکب ہے، ترکیب میں استعمال ہونے والے حرف وہی ہیں جو نو، آٹھ اور سات افلاک کے ہیں اِن کے علاوہ نہیں جیسا کہ اس کا ذکر

www.maktabah.org

ہم نے اُن افلاک کی تعداد بیں کیا ہے جو اِن حرفوں میں پائے جاتے ہیں اور یہی بسائط ہیں جن کا ذکر ہم نے دو سو اِکسٹھ [۲۶۱] افلاک کی تعداد میں کیا ہے۔"

حرفوں کا مزاج

سات افلاک کا مرتبہ، اِس میں الف کے علاوہ، زا اور لام ہیں تو اِن دونوں کا مزاج گرم اور خشک ہے جب کہ الف کا مزاج گرم مرطوب، خشک اور سرد ہے یہ عوام سے حسب ہمسائگی گرم کے ساتھ گرمی، مرطوب کے ساتھ رطوبت، سرد کے ساتھ سردی اور خشک کے ساتھ خشکی سے رجوع کرتا ہے۔"

آٹھ افلاک کا مرتبہ! اِس کے تمام حروف گرم اور خشک ہیں

نو آسمانوں کا مرتبہ! اِن حروف میں عین اور غین دونوں کا مزاج سرد اور خشک ہے جب کہ سین اور شین دونوں کی طبع گرم خشک ہے۔"

دس افلاک کا مرتبہ! سوائے حا مہملہ اور خا معجمہ کے اِس کے تمام حروف گرم خشک ہیں جب کہ یہ دونوں حرف سرد خشک ہیں البتہ اِن میں ہا، اور ہمزہ کا مزاج سرد اور مرطوب ہے۔"

آسمان حرفوں سے کیا لیتے ہیں

اِن حروف کی حرکت سے جو افلاک حرارت پاتے ہیں اُن کی تعداد دو سو تین [۲۰۳] ہے۔"

جو افلاک اِن کی حرکت سے خشکی پاتے ہیں اُن کی تعداد دو سو اکتالیس [۲۴۱] ہے

جو افلاک اِن کی حرکت سے ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں اُن کی تعداد پینسٹھ [۶۵] ہے

جو افلاک اِن کی حرکت سے نمی حاصل کرتے ہیں اُن کی تعداد ستائیس [۲۷] ہے

www.maktabah.org

مع اِس میں نکلنے اور داخل ہونے کے حساب پر جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا،

سات آسمان اِن حروف کی حرکت سے اربعہ عناصر کا اوّل پاتے ہیں اور اِن افلاک سے بطورِ خاص حرف الف پایا جاتا ہے،

ایک سو چھیانوے افلاک ان کی حرکت سے صرف گرمی اور خشکی پاتے ہیں اِن افلاک سے یہ حروف پائے جاتے ہیں، با، جیم، دال، واؤ، زا، طا، یا، کاف، لام میم، نون، صاد، فا، ضاد، قاف، را، سین، تا، ثا، ذال، ظا، شین،

اٹھاسی ۸۸ افلاک اِن کی حرکت سے سردی اور خشکی پاتے ہیں اور ان افلاک سے یہ حرف پائے جاتے ہیں، عین، حا، غین، خا،

بیس ۲۰ افلاک اِن کی حرکت سے بطورِ خاص ٹھنڈک اور نمی پاتے ہیں اور اِن افلاک سے یہ حروف پائے جاتے ہیں ہا اور ہمزہ جب کہ لام اور الف کا ایک سو سات اور چھیانوے ۹۶ افلاک سے امتزاج ہے،

یہ امر اِس ارشادِ خداوندی کی مثل ہے،

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [1] — نہ انہیں عذاب چھوئے گا اور نہ انہیں غم ہوگا

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس فرمان کی مثل ہے،

لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ [2] — بیشک اُن کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے،

تو اِس کا امتزاج ایک سو ساٹھ ۱۶۰، نوے ۹۰ اور بیس ۲۰ سے ہے ان دونوں کے علاوہ ایسا کوئی فلک معلوم نہیں جس سے گرمی اور خاص نمی پائی جاتی ہو،

جب تو اُسکے مزاج کو دیکھے گا تو تجھ پر وہ حکمت واضح ہو جائے گی جس سے اُس کیلئے ایک خاص فلک ممنوع ہے

---

[1] الزمر آیت ۶۱ [2] الحشر آیت ۱۳

www.maktabah.org

گویا کہ وہاں کوئی فلک نہیں پایا جاتا جو اِن عناصر سے انفرادی طور پر پایا جاتا ہو"

دورۂ افلاک

چوتھا فلک ا ہا ہمزہ کے ساتھ دَورہ کرتا ہے اور یہ دَورہ نو ہزار ۹ سال میں مکمل ہوتا ہے"

دُوسرے فلک کے ساتھ حاخا اور عَین غَین دورہ کرتے ہیں اور گیارہ ہزار ۱۱ سال میں فلک کی انتہائی مسافت کو قطع کرتے ہیں"

پہلے فلک کے ساتھ باقی حرُوف دَورہ کرتے ہیں اور بارہ ہزار ۱۲ سال میں دَورے کی تکمیل کرتے ہیں"

یہ امر افلاک میں منزلوں پہ ہے اس میں وُہ ہے جو فلک کی سطح پر فلک کی گہرائی دونوں کے درمیان ہے اگرچہ منازل وحقائق کے درمیان طوالت نہیں لیکن اس سے ملاقات مقصود ہے جس کا شافی بیان اِس کتاب کے ساٹھویں باب میں ہے اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس کلام کے وقت معرفتِ عناصر میں یہ امر ہمیں الہام کیا"

عالمِ سفلی پر عالمِ علوی کا تسلط ہے اور فلک کے انتہائی دَوروں سے یہ دورہ ہے جس عالم کے وجود میں ہم اِس وقت ہیں اور جس رُوحانیت کو ہم نے دیکھا ہے تیزی سے اُس کی طرف چلتے ہیں یہاں تک کہ انشاءاللہ اُس مقام کی طرف یا اُس مقام سے واصل ہونگے"

کِس کِس کا حصّہ ہے

پس ہم اپنے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہُوئے کہتے ہیں کہ سات آسمانوں

www.maktabah.org

کا مرتبہ ہم نے ذاء الف اور لام حضرت الٰہیہ کے لئے مکلفہ مقرر کیا ہے یعنی یہ حروف اُس کا حصہ ہیں،،

آٹھ آسمانوں کا مرتبہ ہم نے نوں، صاد، ضاد مقرر کیا ہے جو عالم حروف سے انسان کا نصیب اور حصہ ہے،،

نو آسمانوں کا مرتبہ ہم نے عین، غین، سین اور شین مقرر کیا ہے تو یہ عالم حروف سے جنات کا حصہ ہے،

عالم حروف سے دس آسمانوں کا مرتبہ وہ ہے جو ان چار مرتبوں میں سے دوسرا مرتبہ ہے، چنانچہ عالم حروف سے باقی مقررہ حروف ملائکہ کا حصہ ہے،،

بیشک اِس موجودات اربعہ کے لئے ہم نے اس تقسیم پر حروف سے یہ مرتبے مقرر کئے ہیں حقائق کے لئے تنگیٔ مدرک بنفسہٖ دیوان کی طرف اس کے ذکر و بیان کی محتاج ہے،،

یہاں تک کہ ہم نے اِس بیان کو کتاب ،، المبادی و الغایات،، میں پورا کیا جو اِس پر محیط ہے،،

، حروف معجم عجائبات اور نشانیوں میں سے وہ ہمارے سامنے ہے مگر پوری نہیں ہو گی بلکہ متفرق اوراق کی صورت میں ہے

، ہم انشاء اللہ العزیز اِس باب میں بھی اِس کا قدرے ذکر درخشاں کریں گے،،

جنات کے مرتبے

ناری جنات کے حقائق کے لئے چار مرتبے ہیں، ان مراتب میں اُن کے لئے حق تعالیٰ کی خبر ہے پھر اِن مرتبوں کو اُن کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں

www.maktabah.org

کے درمیان لایا گیا، اور ان کے حقائق سے اُن کے لئے پانچویں حقیقت باقی نہیں جس سے وُہ زائد مرتبہ طلب کریں۔

آپ اِس پر عقیدہ رکھیں کہ یہی اُن کے لئے جائز ہے اور اِسی میں اُن کے لئے بلندی ہے اور اِس کے مقابلہ میں دونوں کے لئے چھ جہات ہیں تو بے شک یہ حقیقت اُس امر پر ہے جسے ہم نے کتاب "المبادی والغایات" میں مقرر کیا۔

حروف میں سوائے عین، غین، سین اور شین کے اُن کا اختصاص نہیں اُن حروف میں اُن کے درمیان مناسبت ہے اور بیشک وُہ افلاک سے موجود ہیں ہیں نے یہ حروف اس سے پائے ہیں۔

تین حروف اللہ تعالیٰ کے لئے

ان حروف میں سے برائے حقائق حضرتِ الٰہیہ کے لئے تین حرُوف حاصل ہوئے اِس پر بھی یہی ہے اور یہ تینوں، ذات، صفت اور ذات وصفت کے درمیان رابطہ ہیں اور یہی مقبول یعنی اس کے ساتھ قبول ہیں، کیونکہ اِس کے لئے صفت کا تعلق موصوف کے ساتھ ہے اور یہ اُس کے ساتھ حقیقی تعلق ہے جیسا کہ علم عالم ومعلوم کے ساتھ نفسہٖ مربوط ہے، اور اِرادہ مرید ومراد کے ساتھ اُس کی ذات سے مربوط ہے اور قدرت قادر ومقدور کے ساتھ بنفسہٖ مربوط ہے ایسے ہی تمام اوصاف واسماء ہیں۔

اور اگر نسبت تھی اور اس کے ساتھ حرُوف الف، زا اور لام مختص ہیں تو پہلی نفی کے معنوں پر دلالت ہے اور وُہ ان حروف کی تعداد میں ازل وبسائط واحد ہے، پس جو عجیب تر حقائق ہیں وُہ اس پر موقف ہیں، بے شک وُہ اِس میں

www.maktabah.org

جہل غیر سے منزّہ ہے اور جہلا کے سینوں میں اس کے ساتھ تنگی ہے، اور بیشک ہم نے کتاب مذکور میں ان حروف اور حضرت الہیہ کے مابین مناسبت جامعہ کے بارے گفتگو کی ہے"

تین حروف حضرت انسان کے لئے

ایسے ہی حضرت انسان کے لئے بھی تین حروف حاصل ہوئے ہیں جس طرح کہ حضرت الہیہ کے لئے دوسرے اعداد کا اتفاق ہے، انسان کے لئے یہ حرف، نون، صاد، ضاد، ہیں تو موّاد کی جہت سے حضرت الہیہ کے لئے ان میں فرق ہے، بیشک حقائق میں عبودیت ربوبیت کی شریک نہیں ہوسکتی اور یہ ایسے ہے کہ ایک معبود ہے اور ایک عابد، یعنی دونوں کا عین واحد ہے اور یہ درست نہیں تو لازماً حقائق متبائن ہونگے اور اگر عین واحد کی طرف نسبت ہوگی تو اس لئے وہ اس کے قدم سے الگ ہونگے جس طرح وہ ان کے حدوث سے الگ ہے، اور اس کے علم سے الگ نہیں کہتے جیسا کہ ان کا علم اس سے الگ ہے"

تو بے شک فلک علم ایک ہے قدیم میں قدیم اور حادث میں حادث اور دونوں حضرات میں ہر ایک لئے تین حقائق معقولہ جمع ہیں"

۱، ذات، ۲، صفت، ۳، صفت اور موصوف کے درمیان رابطہ، اس کے ساتھ غیر ہے"

عبد کے لئے تین حالتیں

عبد کے لئے تین حالتیں ہیں، ایک حالت اس کی ذات کے ساتھ ہے دوسرے کے لئے نہیں اور یہ وہ وقت ہے جس میں وہ ہر چیز سے نائم القلب ہو یعنی اس

www.maktabah.org

کا دِل سو رہا ہو، ایک حالت اللہ کے ساتھ ہے اور ایک حالت دُنیا کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے لئے دو حال

اللہ تبارک و تعالیٰ اِس میں ہمارے لئے بائن ہے جس کا ہم نے ذکر کیا اور اُس کے لئے دو حال ہیں، ایک حال جو اُس کے وعدے سے ہے اور ایک حال جو اُس کی خلقت کے وعدے سے اور اس کے اُوپر موجود نہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا اِس کے ساتھ تعلقِ صفت ہوگا تو یہ دُوسرا سُمندر ہے اگر ہم اِس میں غوطہ زن ہوں تو ایسے اُمور آئیں گے جن کے سُننے کی طاقت نہیں۔

مناسبت کی صُورت

ہم نے اِنسان کے لئے نوُن، صاد اور ضاد کے درمیان اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے الف، را اور لام کے درمیان نسبت کا ذکر کتاب "المبادی والغایات" میں کیا ہے اور بیشک حضرتِ الٰہیہ کے حروف ہفت افلاک سے اور حضرتِ انسان کے حروف ہشت افلاک سے ہیں تو اِس میں سوائے عابد و معبود کے تباین کے مناسبت میں کوئی قدح اور اختلاف نہیں۔

نوُن کیا ہے

پھر بے شک وُہ نفسِ نوُن میں مرقوم ہے اور یہ عجائبات سے نصف فلک ہے اِس کی سماعت پر کسی کو قدرت نہیں سوائے اُس کے جو اس پر تسلیم و تحقق سے راحت موت کے ساتھ سفر کرتا ہے اُس پر اِس سے اعتراض قائم کرنے کا نہ تصوّر ہے اور نہ اطلاع۔

www.maktabah.org

اسی طرح نونِ سفلیہ کی شکل کے اُوپر نونِ روحانیہ معقولہ کا نقطہ نون کی ذات میں پہلی دلالت ہے، اور یہ نونِ مرقومہ موضوعہ کے ساتھ دائرہ اور نقطہ موصولہ سے نصف ہے اور یہ پہلی شکل ہی مرکز الف معقولہ ہے جس سے دائرہ کے قطر اور آخری نقطہ کی تمیز ہوتی ہے اور اس کے ساتھ نون کی شکل منقطع ہو کر اس کے ساتھ منتہی ہوتی ہے، یہی اِس الف معقولہ متوہمہ کا سِر ہے پس اِس کے سونے سے اس کے قیام کی قدرت نہیں تو یہ تیرے لئے نونَ پر مرتکز ہے پس یہ حرف لام اور نونَ ظاہر ہے اِس کا نصف مع وجودِ الف مذکورہ کے ذا ہے، اِس اعتبار سے نونَ تجھے ازلِ انسانیہ عطا کرتا ہے، جیسا کہ تجھے الف، لا اور لام میں حق عطا کیا گیا ہے۔"

بیشک وہ حق میں دُوسرا ظاہر ہے کیونکہ وہ اُس کی ذات کے ساتھ ازلی ہے اُس کے اپنے لئے اوّل نہیں اور نہ ہی اُس کے وجود کے لئے فی ذاتہٖ افتتاح ہے بلاشک وریب"

انسان ازلی ہے یا اوّل

بعض محققین نے انسانِ ازلی میں کلام کیا ہے اور اُنہوں نے انسان کو ازل سے منسُوب کیا ہے تو انسان اِس ازل میں پوشیدہ ہے پس یہ جہل ہے، کیونکہ انسان اس میں اپنی ذات سے ظاہر نہیں، تو بے شک اِس میں ازل درست ہے اس وجہ سے جو اُس وجود کی وجوہ میں سے ہے، بیشک موجود پر اُس کا وجود چار مرتبوں میں اطلاق کرتا ہے۔"

۱۔ وجود فی الذہن یعنی ذہن میں وجود کا ہونا

۲۔ وجود فی العین یعنی تشخّص میں وجود کا ہونا

۳۔ وجود فی اللفظ یعنی لفظوں میں وجود کا ہونا

www.maktabah.org

۴۔ وُجود فی الرقم یعنی تحریر میں وُجود کا ہونا۔

انشاء اللہ العزیز اس کتاب میں اِس کا ذکر آئے گا تو تو جو کچھ اِس کی صُورت پر اس کے وُجود کی جہت سے پایا اِس کا تعلق اُس کے ثبوت حال میں اُس کے ساتھ علمِ قدیم ازلی کا فی عینہٖ تعلق ہے تو وُہ ازل میں موجود تھا گویا کہ وُہ اُس علم کی عنایت کے سے جو اِسکے ساتھ متعلق ہے اور جیسا کہ عرض کی قیام گاہ اُسکے جوہر کے قیام کے باعث ہے، تو یہ تمام مقام بالتبع ہیں لہٰذا اس میں ازل پوشیدہ ہے اور اِس کے حقائق بھی صُورتِ مُعینہ معقولہ سے الگ ازلی ہیں جو ہماری اِس کتاب میں دائروں اور جدولوں کے اِنشاء میں کی گئی شرح کے مطابق قِدم و حدُوث کو قبول کرتے ہیں اُس بیان کی طرف یہاں نظر کی تو اُسے اس پر محیط پایا چنانچہ اُس سے اِس کتاب کے بعض ابواب میں بوقتِ ضرورت کچھ حصّہ ذکر کیا جائے گا اور سِرِّ ازل سے جس کا ذکر ہم نے حرف نوُن میں ظاہر کیا وہی صاد اور ضاد میں کمالِ دائرہ کے وجود کے لئے تمام اور متمکن ہے اور ایسے ہی نوُن کے حقائق کی طرف حق کے لئے الف، زا اور لام کے حقائق رجوع کرتے ہیں، جب کہ صاد اور ضاد عبد کے لئے ہیں جو حق کی طرف راجع ہیں اور یہ اُن کے اسرار کے ساتھ متصّف ہیں جن کے کھولنے سے ہمیں کتابوں میں روک دیا گیا ہے، لیکن عارف انہیں اِن کے اہل لوگوں کے درمیان کھول دیتا ہے جو اس کے علم اور مشرب میں ہوں یا درجاتِ تسلیم میں اکمل تسلیم کئے گئے ہوں، اور ان دونوں صِنفوں کے علاوہ دُوسرے لوگوں پر اِن اسرار کا کھولنا حرام ہے۔

پس تحقیق ہم نے جو اس کا ذکر کیا اور اِس کے عجائبات میں سے جو تیرے لئے ظاہر کیا اپنے حُسن جمال سے عقلوں پر غالب ہے۔

www.maktabah.org

فرشتوں کے حروف

باقی حروف ملائکہ کے لئے ہیں اور یہ اٹھارہ ہیں، با، جیم، دال، ہا، واؤ، حا، طا، یا، کاف، میم، فا، قاف، را، تا، ثا، خا، ذال، ظا۔

اٹھارہ کا ہندسہ

ہم کہتے ہیں ان مراتب میں حضرت انسان حضرتِ الٰہیہ کی طرح ہے؛ نہیں بلکہ ملک، ملکوت اور جبروت تین مرتبوں میں عین ہے اور ان میں سے ہر مرتبہ تین کی طرف تقسیم ہوتا ہے، پس یہ تعداد میں نو ہیں تو اس سے تین شہادتیں پکڑ اور اس کے ساتھ حضرتِ الٰہیہ اور حضرتِ انسان سے چھ کے مجموعہ میں یا جو اس میں چھ مقدرہ دن ہیں میں ضرب دے تو اس سے تین حقی اور تین خلقی مرتبے پائے گا اور ہر تین سے تیرے لئے اٹھارہ مراتب نکلیں گے اور وہ وجودِ ملک ہے، ایسے ہی حق میں عمل کر اور یہ اُس کے ساتھ مشابہ ہے پس حق کے اِلقا کے لئے نو افلاک ہیں اور اِنسان کے القاء کے لئے بھی نو افلاک ہیں۔

حقی خلقی مراتب

پس نو حقیہ سے ہر حقیقت نو خلقیہ کی طرف امدادِ اسرار در موزہے، اور نو خلقیہ سے حقیہ کے اسرار کی طرف مُنعطف ہے، اِس حیثیت سے دونوں جمع ہیں اور یہ اجتماع مرتبۂ ملک تھا اور یہاں حدث ہے، پس یہ زائد امر ہے کہ یہ حدث وہ ملک ہو تو یقیناً اس تمام سے میلان مراد ہے ایسے ہی نو اُس کا ایک دُوسرا جذبۂ مُتَرَدّد ہے دونوں کے درمیان حضرت جبریل علیہ السلام حق تعالیٰ

www.maktabah.org

کی طرف سے نبی علیہ السلام پر نازل ہوتے ہیں اور بے شک حقیقت ملک میں میلان درست نہیں کیونکہ یہ دونوں کے درمیان اعتدال کے پیدا ہونے کی جگہ ہے اور اس سے انحراف جائز نہیں، لیکن وہ حرکت منکوسہ "سرنگوں" اور حرکت مستقیمہ "سیدھی" کے درمیان پھرتا ہے یہ عین کنایہ اور رمز ہے "اگر آنے والا فاقد" گم کرنے والا" ہے تو حرکت منکوسہ ذاتیہ عرضیہ ہے اور اگر آنے والا واجد" پانے والا" ہے تو حرکت مستقیمہ عرضیہ ہے ذاتی نہیں"

اگر چھوڑ دے تو فاقد ہے پس حرکت ذاتیہ اور عرضیہ ہے اور اگر پا لے تو واجد ہے پس حرکت منکوسہ عرضیہ ہے، ذاتیہ نہیں" اور بے شک عارف سے ہمیشہ حرکت مستقیمہ ہو گی اور عابد سے ہمیشہ حرکت منکوسہ ہو گی، جو کلام منکوسہ، افقیہ اور مستقیمہ حرکات کا حصر کرتا ہے وہ اس کتاب میں داخل ہے اور انشاء اللہ آگے آئے گا تو یہ ایک عجیب غیبی نکتہ ہے"

نو ۹ ہی سات ہے

ہم پھر اپنے موضوع سے رجوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ نو ۹ ہی سات ہے اور یہ عالم شہود ہے جو فی نفسہ برزخ ہے، پس یہ ایک ہے اور اس کیلئے ظاہر ہے تو دو ہیں اور اس کے لئے باطن ہے تو یہ تین ہیں پھر اس کی ذات میں عالم جبروت برزخ ہے تو وہ ایک ہی ہو گا لہذا یہ چار ہیں۔

پھر اس کے لئے ظاہر ہے اور وہ عالم شہادت کا باطن ہے پھر اس کے لئے باطن ہے اور یہ پانچ ہے

پھر اس کے بعد عالم ملکوت ہے اور یہ اس کی ذات میں برزخ ہے اور

www.maktabah.org

بہ چھ ہے،

پھر اُس کے لئے ظاہر ہے اور وُہ جبروت کا باطن ہے اور اُس کے لئے باطن ہے اور وُہ سات ہے، اور اِس کے علاوہ خطا ہے،
اور یہ سات اور نوؔ کی صُورت ہے،

القاء اور تلقی

پس تین کو سات سے ضرب دے گا تو اکیس نکلیں گے اِس میں سے تین اِنسانیہ نکال دیں تو باقی اٹھارہ رہ جائیں گے اور یہی مقام ملک ہے اور یہی وُہ افلاک ہیں جن سے انسان کا ملاپ اور ٹکراؤ ہوتا ہے،
ایسے ہی تین حقی مراتب کو بھی سات سے ضرب دے گا تو اس کے ہاں وُہ افلاک ہونگے جن سے حق تعالیٰ اپنے بندے پر واردات میں سے جو چاہتا ہے اِلقاء کرتا ہے، اگر ہم انہیں حق تعالیٰ کی طرف سے لیتے ہیں تو ہم انہیں افلاک اِلالقا کہتے ہیں اور اگر ہم انسان کی طرف سے لیتے ہیں تو افلاک التلقی کہتے ہیں اور اگر دونوں سے لیتے ہیں تو اس کے ساتھ نوؔ حق سے القاء کے لئے اور دوسرے نو تلقی کے لئے مقرر کرتے ہیں اور اِن دونوں کے اجتماع سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے،
اسلئے ہی حق تعالیٰ نے نوؔ افلاک سات آسمان، کرسی اور عرش بنائے ہیں اور اگر چاہیں تو انہیں فلکِ کواکب اور فلکِ اطلس کہیں اور یہ درست ہے،

گرم اور مرطوب حروفِ طبعی زندگی پر دال ہیں

تتمیم، ہم نے اِس فصل کے اول میں حرارت و رطوبت کا نہ ہونا بیان کیا تھا اور اِس کا سبب بیان نہیں کیا تھا تو اِس تتمیم کے بعد اِس باب

میں قدرے اس کا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ اِس کتاب میں انشاءاللہ العزیز وہ پورا باب داخل ہوگا جو اس مضمون پر محیط ہے۔

گرم اور مرطوب حروف چونکہ فلک کے ساتھ دُوسرے فلک کا دورہ کرتے ہیں جس کا ذکر ہم نے پہلے باب میں کیا ہے

پس جاننا چاہیئے کہ حرارت اور رطوبت یہی طبعی زندگی ہے تو بیشک اگر اُس کے لئے فلک ہے جیسا کہ اُسکے ساتھیوں کی ملاقات میں اِس فلک کا دورہ توڑنے کے لئے اور وُہ ہمیشہ مسلّط ہے، جیسا کہ حیاتِ عرضیہ یعنی زمانے کی زندگی میں عدم یا انتقال ظاہر ہوتا ہے اور اِس کی حقیقت کا تقاضا یہ ہے کہ معدوم نہ ہو تو اُس کے لئے فلک نہیں، اِس لئے ہی اُنہیں باری تعالیٰ نے آخرت کی خبر دی ہے کہ یہی زندگی ہے۔

اور اگر ہر چیز اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرے تو حیاتِ ابدیہ کا فلک حیاتِ ازلیہ کی طرف لوٹتا ہے اور اس کے لئے فلک دَورے کا اقتضاء نہیں کرتا، زندہ کے لئے حیاتِ ازلیہ ذاتیہ کے لئے نقیض درست نہیں! پس حیاتِ ابدیہ جس سے حیاتِ ازلیہ پیدا ہوتی ہے کا انقضا دُرست نہیں،

کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ جب روحوں کے لئے حیاتِ ذاتی ہے تو بلاشبہ اِس میں اُنہیں موت نہیں اور جب اجسام میں عرض کے ساتھ زندگی قائم ہو تو اُس کے لئے موت اور فنا ہے۔

جسم کی زندگی رُوح کی زندگی سے ہے

یقیناً جسم کی زندگی سے رُوح کی زندگی کے آثار ظاہر ہیں جیسا کہ زمین میں سُورج کی روشنی، تو جہاں سے سُورج گذرتا ہے وہاں روشنی ہوتی ہے

www.maktabah.org

اور باقی زمین میں اندھیرا ہوتا ہے، ایسے ہی جب رُوح جسم سے اُس عالم کی طرف رحلت کرتی ہے جہاں سے آتی ہے تو اُس کی اتباع میں زندہ جسم میں زندگی منتشر ہو جاتی ہے اور باقی جسم آنکھوں کو جمادات کی صُورت نظر آتا ہے پس کہتے ہیں کہ فلاں مر گیا اور حقیقت کہتی ہے کہ اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى[1]

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھرے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے

جسم ورُوح کا ملاپ

جیسا کہ رُوح اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے یہاں تک کہ عشق کے طریق پر رُوح سے جسم کے لئے جلوت ہوگی تو اُسے اُٹھایا جائے اور اُس کے اجزاء و اعضاء کی ترکیب و ترتیب حیات لطیفہ کے ساتھ ہوگی، اُس کی تا[illegible] کے لئے انتہائی متحرک اعضاء ہونگے اور رُوح کی گرمی سے اکتساب کرے گا، [illegible] جب اُس کی بنیاد برابر ہوگی اور نشاۃ ترابیہ قائم ہو جائے گی تو اُسے صُور میں اسرار اسرافیل کے ساتھ رُوح کی تجلی ہوگئی جو اُس کے اعضاء میں زندگی دوڑا دے گی پس وُہ شخص برابر قائم ہو جائے گا جس طرح پہلی بار تھا، پھر اُس میں دُوسری بار پھونکا جائے گا تو جب وُہ کھڑے ہونگے تو زمین کو اپنے ربّ کے نُور سے درخشندہ دیکھیں گے جیسا کہ تم ابتداء کو لوٹ گئے ہو۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ[2]

آپ فرما دیں اُنہیں وُہ زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار بنایا۔

---

[1] طٰہٰ آیت ۵۵ [2] یٰسین آیت ۷۹

www.maktabah.org

خواہ وُہ شقی ہو یا سعید تو اِن امروں کے امتزاج میں عجائبات ہیں جاننا چاہیئے کہ بے شک حرارت و برودت دو ضدّیں ہیں اور اِن کا امتزاج نہیں اور جب امتزاج نہیں ہوگا تو ان میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی ایسے ہی خشکی اور نمی ہیں اور یقیناً اِن دونوں کا امتزاج ضدٌ الضدا ایک ضد کے ساتھ دُوسری ضد کا امتزاج ہوگا جبکہ چاروں کے سوا کبھی پیدا نہیں ہوگا چونکہ یہ چار ہیں اِس لئے دو دو ضدوں کے لئے دو ضدّیں ہیں "

تو اگر اِس پر نہ ہو البتہ وُہ مُرکب اس سے زیادہ ہے جو اُسے اس کے حقائق سے عطا کیا گیا اور اربعہ۴ اصُول سے زیادہ مُرکب نہ ہوگا تو بے شک اربعہ۴ ہی اصُول تعداد ہے "

چار کا ہندسہ

چار میں تین۳ ہیں اور یہ تین۳ چار۴ سے مِل کر سات ہو جائینگے
چار۴ میں دو۲ ہیں اور یہ دو۲ سات۷ سے مل کر نو۹ ہو جائینگے "

چار میں ایک۱ ہے اور یہ ایک۱ نو۹ کے ساتھ مل کر دس ہو جائینگے اور اس کے بعد جو مرکب چار۴ ہیں بنالیں اور ایسا کوئی ہندسہ نہیں پایا جاتا ہے جو تجھے اِن چار کے علاوہ عطا کیا گیا ہو جیسا کہ چھ۶ کے ہندسہ کے علاوہ کوئی مکمل ہندسہ نہیں پایا جاتا کیونکہ اِس میں نصف، ثلث اور چھٹا حصہ پایا جاتا، تو حرارت و یبُوست، پھر آگ، گرمی، اور نمی، پھر ہوا، ٹھنڈک اور نمی، پھر پانی، برُودت، خُشکی اور پھر مٹی کا امتزاج ہے "

حرارت و یبُوست کا امتزاج ہے پس آگ، حرارت اور نمی ہو گئے، پس ہوا، برودت اور نمی ہو گئے، پس پانی، برُودت اور خشکی ہو گئے پس مٹی ہو گئی "

www.maktabah.org

تو دیکھیں ہوا آگ اور نمی سے بنی ہے اور یہ نفس ہے جو حیاتِ حسیہ ہے اور یہ پانی، زمین اور آگ ہر چیز کے لئے بنفسہ مُحرک ہے اور اُس کی حرکت اشیاء کو حرکت دیتی ہے اُس کے لئے زندگی ہے جب کہ حرکت زندگی کی نشانی ہے"

تو یہ چار ارکان اُمہاتِ اوّل سے پیدا ہوتے ہیں، پھر تو جان لے کہ بیشک ان اُمہاتِ اوّل سے مرکباتِ کو اِن کے حقائق عطا ہوتے ہیں جو امتزاج کے بغیر نہیں ہیں پس حرارت سے گرم ہونا اُس کے غیر سے نہیں ہوگا ایسے ہی یبوست سے خشکی اور قبض کا ہونا ہے،

جب آگ کو دیکھا کہ وُہ پانی کو اُس کے مقام سے خشک کرتی ہے پس حرارت کے لئے یہ تخیل نہیں کہ وُہ پانی کے گڑھے میں ہے تو بے شک آگ حرارت اور خشکی کا مرکب ہے جیسا کہ پہلے اُس کی حرارت سے پانی خشک ہوتا ہے اور یبوست سے اُس میں خشکی واقع ہوتی ہے،

ایسے ہی نمی اور برودت کی ٹھنڈک کے بغیر ملین نہیں ہوگا یعنی اُس میں نرمی نہیں آئے گی"

اجتماعِ ضدّین

پس حرارت خشک کرتی ہے، برودت ٹھنڈک دیتی ہے، نمی نرم کرتی ہے، تو یہ اُمہاتِ متنافرہ سوائے صُورت کے کبھی جمع نہیں ہوسکتیں، لیکن اُس کے حقائق عطا ہونے کے مطابق ہونگی اور اِس سے کبھی ایک صُورت نہیں پائی جاتی بلکہ دو صورتیں پائی جاتی ہیں"

مگر حرارت و یبوست جیسا کہ اِس کے پہلے مرکب سے ہے، رہا حرارت اور اُس کی حد کا پایا جانا تو اُس کے لئے سوائے اِس کے کسی میں انفرادیت

www.maktabah.org

نہیں ہوگی مگر یہی۔

حقائق کی قسمیں

وصل! تو بیشک یہ حقائق دو قسموں پر ہیں!

۱، وُہ حقائق جو عقل میں مفردات پائے جاتے ہیں جیسے زندگی، علم، نطق اور حسّ،

۲، وُہ حقائق جو وجودِ مرکّب سے پائے جاتے ہیں جیسے، آسمان، عالم، انسان اور پتھر،

یہ مُشکل بات ہے

اگر تو کہے اِن اُمہات منافرہ کے جمع ہونے کا سبب کیا ہے یہاں تک کہ اِن کے اِمتزاج سے جو ظاہر ہے وُہ ظاہر ہو تو یہ سِرّ عجیب اور مُشکل مرکبّ ہے اِس کا کھولنا حرام ہے کیونکہ اِس کے اُٹھانے کی طاقت نہیں عقل اِس کی عقل نہیں رکھتی لیکن کشف اس کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس سے خاموش رہ، اور میری اِس کتاب میں ان مواقع میں بعید اشارے ہیں اِس پر باریک بین بحث کرنے والا ادراک کر سکتا ہے،

ولیکن سبحانہٗ صاحبِ اختیار کے ارادہ نے اِس کی تالیف کے لئے کہا جو کچھ تخلیق عالم سے اُس کے علم میں پہلے ہے، اور بے شک یہ اصل اُس سے زیادہ ہے یا اُس کی اصل ہے اگر اُس کی تالیف چاہے، اور وُہ اعیان میں موجود نہ ہو ولیکن اُسے مؤلفہ پایا پہلے اُسے مفرد بنایا پھر اُسے جمع کیا اور اِس سے یہ حقائق ہیں،

www.maktabah.org

پس ان حقائق سے دو حقیقتوں کی تالیف سے اِس عبارت کی صُورت پائی گئی"

پس وُہ لوٹتی ہے گویا کہ متفرق موجود تھی پھر تالیف ہوئی تو تالیف کے لئے حقیقت کا ظہور وقتِ افتراق میں نہ تھا"

حقائقِ اُمہات وحروف

پس ان اُمہات کے حقائق عطا کئے گئے بے شک اس کی عین ہیں ان کے لئے اِس سے مرکبّ صُورتوں کے وجُود نہ تھا، پس جب یہ صُورتیں بنائی گئیں تو یہ پانی، آگ، ہوا اور زمین کی صُورتیں تھیں، اور اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ایک کو دُوسری کی طرف تحلیل کیا چُنانچہ آگ ہوا میں اور ہوا آگ کی طرف لوٹتی ہے جیسا کہ تا، طا اور سین، صاد اُس کی طرف پھرتے ہیں جس میں اُمہات کو پایا"

اول اس سے یہ حرُوف پائے تو اُس فلک نے اُس سے زمین پائی اور اُس سے جو حرف پائے وُہ یہ ہیں ثا، تا، جیم کا سرِ الام کی جڑ کا نصف، خا کا سرا، ہا کا تیسرا حصّہ، دال یا بسہ، نوُن اور میم"

اور جس فلک نے اِس سے پانی پایا اُس سے جو حرف پائے گئے وُہ یہ ہیں شین، غینَ، طا، حا، ضاد، ایک نقطے کے ساتھ یا کا سِرا، بغیر سر کے فا کے جسم کی مد، قاف کا سرا اور وُہ چیز جو اُسکی جڑ میں ہے، ظا معجمہ کا نیچے کا نصف حصّہ۔

اور جس فلک نے اس سے ہوا پائی اُس سے یہ حرف پائے گئے"، ہا کی دُوسری آنکھ جو اُس کا دائرہ منعقد کرتی ہے، فا کا سرا، نصف دائرہ کے حکم پر خا کی جڑ، ظا معجمہ کے اُوپر کا نصف دائرہ مع اُس کے قائمہ کے ذال، عین صاد، واو۔

www.maktabah.org

اور جس فلک نے اُس سے آگ پائی اُس سے یہ حرف پائے گئے، ہمزہ، کاف، با، سین، را، جیم کا سرا، یا کا بغیر سر کے نیچے کا دو تہائی جسم، لام کا وسط، قاف کا جسم بغیر سر کے، اور الف کی حقیقت سے جو ان تمام حروف میں صادر ہے، اور وہ روح اور حِس کا فلک ہے اور ایسے ہی پھر پانچ موجود ہے اور وہ اِن ارکان کی اصل ہے۔

اور اِس میں طبائع کا علم رکھنے والے اصحاب کے نظریات میں اختلاف ہے حکیم نے اِس کا ذکر اسطقسات میں کیا اور اُس میں کوئی چیز ایسی نہیں پائی گئی جہاں ناظر توقف کرے اور نہ ہی علمِ طبائع جاننے والوں میں بحثیت قراۃ پہچانی جاتی ہے،

میرا ایک ساتھی جو علمِ طب حاصل کر رہا تھا میرے پاس آیا تو میں نے چلتے ہوئے اُس سے پوچھا ہمارا اِن اشیاء کے بارے میں علم کشف کی جہت سے ہے قرأت و نظر کے لحاظ سے نہیں، پس اُس نے ہم پر پڑھا تو اس سے اس اختلاف پر واقفیت حاصل ہوئی،

مذکورہ بالا گفتگو سے مجھے اس امر کا پتہ چلا اگر یہ بات نہ ہوتی مجھے پتہ نہ چلتا کہ اِس میں کسی کا اختلاف ہے یا نہیں؛ تو بے شک ہمارے پاس اِس میں سے وہی چیز ہے جو اس پر حق ہے اور جو ہمارے نزدیک اس کے خلاف ہے تو بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ سے اُس کے متعلق علوم لیتے ہیں، اِس کے ساتھ دِل فکر سے خالی ہے اور قبول واردات کی استعداد کا امر اُس کی اصل پر بغیر اجمال و حیرت کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات عطا کرتی ہے،

اِس پر اس سے حقائق کی معرفت حاصل کر مفردات تھا یا حدوث ترکیب کے ساتھ حادث یا حقائق الٰہیہ برابر ہے، ہمیں اِس میں کسی چیز پر شک نہیں تو جو

www.maktabah.org

یہاں ہے وُہ ہمارا علم مراد ہے اور حق تعالیٰ جل شانہ، ہمارا معلم ہے جس نے وراثت انبیاء علم کو خلل و اجمال اور ظاہر سے معصوم و محفوظ رکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ [1] اور ہم نے اُن کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وُہ اُن کی شان کے لائق ہے،

اور بے شک شعر محل اجمال و رموز اور اشارہ و غمزہ ہے یعنی رمز سے اس چیز تک پہنچائے جسے ہم نہ کسی چیز سے اشارہ کر سکیں اور نہ مخاطب کر سکیں،

پس محل شعر یقیناً اجمال و رموز اور ابہام و اخفاء ہے یعنی اُس چیز کے لئے ہماری رمز ہو اور ہم نے نہ اُسے مبہم کیا نہ کسی چیز کے ساتھ خطاب کیا، ہماری مُراد دُوسری چیز ہے اور ہم نے اسے مجمل خطاب نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کا ذکر شاہد تھا، جب ہم نے اُسے جذب کیا اور چھپایا اور جب ہم نے اُسے اپنے پاس حاضر کیا تو ہم اُس کی سمع تھے اور اُس کی بصر تھے، پھر ہم نے اُسے تمہاری طرف لوٹا دیا تاکہ تم جہل کے اندھیروں اور کَون میں اُس سے ہدایت حاصل کرو، پس ہم اُس کی زبان تھے جس کے ساتھ تمہیں مخاطب کیا جاتا پھر ہم نے اُس پر اپنا ذکر اُتارا پھر اُس کے ساتھ شاہد کا ذِکر کیا جائے تو وُہ ذکر اُس کے لئے حاصل ہے" اور قرآن یعنی اُن چیزوں کا مجموعہ جن کا بیان ہمارے نزدیک اُس کے علم کے لئے اصل کے ساتھ شاہد ہے اِس منزّہ و مقدّس تقریب کا مشاہدہ اور معائنہ کرنے والے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اِس میں ہمارے لئے حسب تقویٰ اور صفاء محل حصہ ہے، تو جو کوئی اِس کے اعیان و تالیف کے وجود میں اللہ تبارک و تعالیٰ

---

[1] یٰسین آیت ۶۹

www.maktabah.org

کی طرف محتاجی اور احتیاج سے عالم مرکبات اور علم طبائع کو جانتا ہے تو وُہ حضرتِ الٰہیہ کے اسماء الحُسنیٰ اور اوصافِ اعلیٰ کے سبب سے ہے، اِس کے حقائق سے اُس کی طرف سے جیسا تو چاہے گا عطا ہونگے۔

اِس فصل کا بیان اِس کتاب میں جدولوں اور دائروں کے انشاء کے مقام پر پُورا کیا گیا ہے اور اِس طرف سے اِس کتاب میں ذکر کیا جائے گا پس وہ مسبب الاسباب ہے جو ہمیشہ موئلف اُمہات اور مولد البنات ہے تو وہ پاک ذات سبحانہٗ خالق ارض و سماوات ہے۔

چار مرتبے چھ مرتبے

وصل: اِس کتاب میں کلام مطلوب کی غایت مُکلف اور مکلفین کی جہت سے حرفوں اور اس سے اس کے حصوں اور افلاک سداسیہ مضاعفہ کی حرکت پر منتہی ہے نیز ان افلاک میں دوروں پر بلند ہونا ان کی حرکت سے اور طبیعت سے ان کے حصہ پر ہے جب کہ حسبِ مکلفین چار عام مراتب ہیں اِس لئے کہ بساطِ افلاک دو اقسام پر مُشتمل ہے۔

وُہ بسائط جن کے ساتھ عام عُقلاء کے حقائق کا اختصار اِن چار پر ہے،

۱، حق تعالیٰ کے حرُوف سات افلاک سے

۲، انسان کے حرُوف آٹھ افلاک سے

۳، ملک کے حروف نو افلاک سے

۴، جن ناری کے حروف دس افلاک سے

پھر ان عقلاء کے ہاں ادراک سے اُنکا نورِ عقل اُس چیز سے قاصر ہے جو دہاں ہے کیونکہ وُہ اپنے عقول سے مغلوب ہیں جب کہ محققین اپنے سردار شہنشاہ

www.maktabah.org

حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے غلبہ کے تحت ہیں اس لئے اُن کے لئے جو کشف ہوتا ہے دُوسروں کے لئے نہیں۔

بسائط محققین چھ مرتبوں پر ہیں۔

پہلا مرتبہ

حق تعالیٰ کا مرتبہ مُکلّف نہیں نوُن سے ہے اور یہ آٹھ افلاک ہے تو بیشک حق ہے ہمارے سوا اُس کو نہیں جانتا اور وُہ ہمارا معبود ہے اور اِس کے کمال کا ادراک نہیں رکھتا مگر ہمارے ذریعہ یہی وجہ ہے کہ اُسکے لئے نُون ہے اور وُہ ثنائیہ ہے کیونکہ ! اس کے دو بسائط واؤ اور الف ہیں، الف اُس کے لئے اور واؤ تیرے معنے کے لئے ہے تو اللہ کے اور تیرے سوا کچھ نہیں کیونکہ تُو خلیفہ ہے لہٰذا الف عام ہے اور واؤ ملی جُلی ہے جیسا کہ اس کا ذکر اِس باب میں آئے گا۔

اِس مخصوص فلک کا دَورہ فلک مُحیط کُلّی کے ساتھ منقطع ہوتا ہے اور اِس کا جامعہ دورہ فلک کُلّی کو بیاسی ہزار سال میں منقطع کرتا ہے جبکہ فلک واؤ فلک کُلّی کو دس ہزار سال میں قطع کرتا ہے اِس امر کا ذکر ہم اپنے کلام میں حرُوف مقرّرہ اور اُن کے حقائق کے موقعہ پر اِس باب کے بعد کریں گے اِن مراتب سے جو باقی ہے وُہ مُکلّفین کی تعداد پر ہے۔

دُوسرا مرتبہ

دُوسرا مرتبہ اِنسان ہے اور وُہ مکلّفین کا اکمل وجود، اَتم و اَتم خلق اور راست تر ہے اِس کے لئے ایک ہی حرف ہے اور وُہ میم ہے اور یہ ثلاثیہ ہے، اِس کے لئے تین بسائط یا، الف اور ہمزہ ہیں اِس کا بیان اِسی باب میں داخل

www.maktabah.org

ہے جو انشاءاللہ العزیز آگے آئے گا۔

تیسرا مرتبہ

یہ مرتبہ مطلقاً ناری اور نوری جن کے لئے ہے اور یہ رباعیہ ہے، اس کے لئے یہ حروف ہیں، جیم، واؤ، کاف، قاف اِن کا ذکر آئے گا،

چوتھا مرتبہ

چوتھا مرتبہ بہائم کے لئے ہے اور یہ خماسیہ ہے اس کے لئے یہ حروف ہیں دال یابسہ، زا، صاد یابسہ، عین یابسہ، ضاد معجمہ، سین یابسہ، ذال معجمہ، غین معجمہ، شین معجمہ اس کا بیان انشاءاللہ آگے آئے گا،

پانچواں مرتبہ

پانچواں مرتبہ نباتات کے لئے ہے اور یہ سداسیہ ہے اس کے لئے یہ حروف ہیں، الف، ہا، لام، اور اس کا ذکر انشاءاللہ آگے آئے گا،

چھٹا مرتبہ

چھٹا مرتبہ جمادات کے لئے ہے اور یہ سباعیہ ہے اس کے لئے یہ حروف ہیں با، حا، طا، یا، خا، را، تا، ثا، فا، اور ظا، انشاءاللہ العزیز اس کا ذکر آگے آئے گا،

یہ اسرار خداوندی ہیں

الغرض اس کتاب میں روشنیوں کا اظہار اور اشارات اسرار موجود ہیں،

www.maktabah.org

اگر ہم اِن حروف کے اسرار کو کھول دیں تو قلم اور دوات خشک ہو جائیں، اوراق و الواح تنگ ہو جائیں"

اور اگر منثور لکھا جائے تو یہ کلمات اُن میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا سمندر دوات بن جائے اور فرمایا تمام زمین کے درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے بعد کہا سات سمندر اللہ تعالیٰ کے کلمات میں گم ہو جائیں تو یہ راز اور اشارۂ عجیبہ ہر گز ہر گز ادراک نہیں کیا جا سکتا اور زیرک ان کلمات کی خبر نہیں رکھتا

اگر یہ علوم فکر و نظر کا نتیجہ ہوتے تو پھر قریب تر مدت میں انسان ان کا حصر نہ کر لیتا؟ مگر یہ غیب سے بندے کے دل اور نیک ارواح پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے پاس سے نزول و ورود کرتے ہیں.

یہ علم اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنا عطا کردہ ہے اور وُہ وہاب علی الدوام اور فیاض علی الاستمرار ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ عطا اور بخشش فرمانے والا ہے.

عِلم اسرار عِلم توحید ہے

ہمیشگی پر تحلی قابل ہے، خواہ جہل قبول کرے خواہ عِلم جس کے قلب کا آئینہ صاف اور مجلّیٰ ہو گا اُسے عطائے دوام حاصل ہو گی اور اُسے وُہ چیز ایک لحظہ میں عطا ہو جائے گی جس پر قابو پانے کی طاقت وُہ زمانوں میں نہ رکھتا تھا فلک معقول اس کی وسعت نہیں رکھتا اور فلک محسوس تنگ ہے، پس جس کی نہایت و غایت کا تصور نہ ہو اس کا انقضیٰ کیسے ہو گا، یہاں توقف کر بیشک اِس کی صراحت اللہ تبارک و تعالیٰ کے اِس فرمان میں موجود ہے جو اُس نے رسُول اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیا کہ، آپ کہیں اے میرے پروردگار میرا عِلم زیادہ فرما،

www.maktabah.org

- القرآن

اس زیادتی علم سے مُراد توحید کے ساتھ کثرت اور معرفتِ خداوندی کے ساتھ زیادہ تعلق ہونا ہے، اس میں اُس کی تحمید زیادہ کرنے کی رغبت ہے اور اُس کی تحمید پر اُس کا فضل بے انتہا زیادہ ہے، اس سے زیادہ طلب کرنے کا انقطاع نہیں۔"

جب کسی کو یہ علوم و اسرار حاصل ہو جائیں تو جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے جو بھی اُسے پہنچے گا وُہ اس کی تائید کرے گا، تو بے شک یہ علم توحید کی زیادتی ہے دُوسرے علم کی نہیں۔"

حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کھانا تناول کرتے تو فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا — الٰہی اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس سے ہمارے لئے زیادہ فرما اور ہمیں بہترین کھانا عطا کر

اور جب آپ دُودھ نوش فرماتے تو "بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرتے"۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا فِیْہِ — یا اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اسے ہمارے لئے زیادہ کر

دُودھ کا نوش کرنا حصُولِ علم ہے

کیونکہ زیادتی طلب کے امر کا ذکر اُس دُودھ کو دیکھنے پر تھا جو آپؐ نے شبِ اسرا میں نوش فرمایا جبریل نے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ اپنی فطرت تک پہنچے اور آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپکی اُمت کو پہنچائی فطرت علم توحید ہے جس پر اللہ نے خلقت کو پیدا فرمایا جب وُہ گواہی دیتے تھے اور جب وُہ اپنے ظہور سے منبض تھے، کہا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہُوں،" اُنھوں نے کہا کیوں نہیں تو وُہ ہر پیدے سے پہلے ربُوبیت کے شاہد تھے اس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

www.maktabah.org

نے سب سے پہلے ترکیب میں یہ دودھ پیا اور اُس کے فضل کو پہنچے،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ اس کا اوّل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا علم، اور اگر علم اور دودھ کے درمیان حقیقی مناسبت جامعہ نہ ہوتی تو جو اُس کی صورت کے ساتھ عالم خیال میں ظاہر ہے نہ ہوتا اس کی معرفت اس کی معرفت سے اس کا جہل اُس کے جہل سے ہے، تو جو اپنی ذات سے نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے لیتا ہے اُس کا کلام کیسے کبھی ختم ہو سکتا ہے،

میرے رب نے حدیث بیان کی

مولف کے درمیان دو ٹوٹے ہیں وہ جو کہتا ہے مجھ سے فلاں رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی اور جو کہتا ہے مجھ سے میرے دل نے میرے رب سے حدیث بیان کی، اور یہ اس سے بھی رفیع الشان دو ٹوسلے ہیں اس کے اور اُس کے درمیان جو کہے حدیث بیان کی مجھ سے میرے رب نے میرے رب سے یعنی میرے رب نے اپنی ذات سے حدیث بیان کی" اس میں پہلا اشارہ ربّ معتقد کی طرف اور دوسرا اُس رب کی طرف جو غیر تقیید ہے، تو وہ بالواسطہ بالواسطہ نہیں، اور یہ وہ علم ہے جو اس سے قلب کو مشاہدۂ ذاتیہ سے حاصل ہوتا ہے اور سرّ و روح اور نفس پر مستفیض ہے تو جو اس مشرب پر ہے اُس کے مذہب کی معرفت کیسے ہو پس اس کی معرفت نہیں یہاں تک کہ معرفت خداوندی ہو اور وہ جمیع وجوہ معرفت سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ایسے ہی اس کی پہچان نہیں تو بے شک عقل اُسے نہیں دیکھتی اگر وہ ہے تو بیشک اس کا مطلب اکوان ہے کون نہیں جیسا کہ کسی نے کہا!

ظہرت لما ابقیت بعد فنائہ فکان بلا کون لانک کننہ

www.maktabah.org

میں اپنی فنا کے بعد ظاہر ہُوا
وُہ بغیر کون کے تھا اور تو وہاں موجود تھا

الف اور لام کا اجمالی خاکہ

تمام تعریفیں اُس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے اہلِ القاء تلقی سے بنایا پس اُس اللہ سبحانہ، سے سوال کر جس نے ہمیں اور آپ سے اہلِ قربت و ارتقا کو بنایا پھر ہم اپنے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہُوئے کہتے ہیں کہ حرُوفِ مجم کی فصلوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے اور ہر فصل کے لئے بہت سے مراتب ہیں تو ہم اِس پر کلام کو چھوڑتے ہیں یہاں تک کہ انشاء اللہ العزیز کتاب المبادی والغایات میں اِس کا حصر کریں گے اور اِس سے اُس پر اقتصار کریں گے جس کا ذکر اس کے بعد لازمی ہے اور جو نام مرتبوں سے ہماری اِس کتاب کے لائق ہیں اور اکثر اُن کے بعض پر کلام ہُوا ہے، اِس کے بعد اس سے حرف حرف لیا جائے گا یہاں تک کہ تمام حروف انشاء اللہ العزیز مکمل ہو جائیں گے، پھر الف کے ساتھ لام کے تعلق اور اس کے لوازمات کے لئے اسرار سے اشاروں کے ساتھ اِس کی اتباع کی جائے گی اور وُہ جو اس کا سبب ہے لہٰذا اِن کے درمیان خاص روحانی تعشق ہے یہاں تک کہ عالم کتابت و تحریر میں ظاہر ہو، تو بے شک الف کے ساتھ لام کے ارتباط میں ایک راز ہے جو سوائے الف کے سونے سے قائم ہونے کے نہیں کھلتا اور حل لام اُس کے عقد سے ہے،

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور وُہ مجھ سے راضی ہو،

الحمد اللہ چوتھی جز تمام ہُوئی،

حروف کی اُمتیں اور رسُول

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق عطا فرمائے حروف مخاطب مکلف

www.maktabah.org

اُمتوں سے ایک اُمت ہیں اور اِن کی جنس سے اِن میں رسُول ہیں اور اُن کی حیثیت سے اُن کے نام ہیں، ہمارے طریق سے اہلِ کشف کے سوا ان کی معرفت نہیں ہوتی زبان و بیان کی وضاحت کے لئے عالمِ حرُوف افصح العالم ہے ان حروف کی اقسام ہیں جیسا کہ عالمِ معروف کی عُرف میں قسمیں ہیں،

عالمِ عظمت: ان میں سے ابی طالب مکیؒ کے نزدیک عالمِ جبروت ہے اور ہم نے اُس کا نام عالمِ عظمت رکھا ہے اور وُہ ہا، اور ہمزہ ہے،

عالمِ ملکوت اِن میں سے عالمِ اعلیٰ ہے اور وُہ عالمِ ملکُوت ہے اور وُہ حا، خا عین اور غین ہے،

عالمِ جبروت اِن میں سے عالمِ وسط ہے اور یہ ہمارے نزدیک اور ہمارے اصحاب کے نزدیک عالمِ جبرُوت ہے اور یہ ثا، جیم، دال، ذال، را، زا، ظ، کاف، لام، نون، صاد، ضاد، قاف، سین، شین اور یا صحیحہ ہے،

عالمِ اسفل یہ عالمِ ملک و شہادت ہے اور یہ با، میم اور واؤ صحیحہ ہے،

عالمِ امتزاج

اِن میں عالمِ جبرُوت الوسط اور عالمِ شہادت کے درمیان عالمِ امتزاج ہے اور وُہ فا ہے،

اِن میں عالمِ جبرُوت الوسط اور عالمِ ملکوت کے درمیان عالمِ امتزاج ہے اور وُہ کاف اور قاف ہے اور یہ امتزاج مرتبہ ہے،

اِن میں صفتِ رُوحانیہ میں امتزاج ہے اور وُہ طا، ظا، صاد اور ضاد ہے،

اِن میں عالمِ جبرُوتِ اعظم اور عالمِ ملکُوت میں امتزاج ہے اور وُہ حا مُہملہ ہے

اِن میں ایک وُہ عالم ہے جو ہمارے عالم سے مُشابہ ہے وُہ جو نہ ہم ہیں دُخول

www.maktabah.org

کے ساتھ متصف ہیں اور ہم سے خروج کے ساتھ متصف ہیں، اور وُہ الف، یا اور واؤ مُعتلان ہے،

اجناسِ عوالم

پس یہ عوالم ہیں اور ہر عالم کے لئے اُن کی جنس سے رسُول ہیں اور اُن کے لئے شریعت ہے جس کے ساتھ وُہ عبادت کرتے ہیں اور اُن کے لئے لطائف بھی ہیں اور کثائف بھی، اور اُن پر امر کے ساتھ خطاب ہے اور اُن کے ہاں نہی نہیں ہے،

اِن میں عام، خاص، خاص الخاص اور خاص الخاص کا مصفّا خلاصہ ہیں،

اِن میں سے عام جیم، ضاد، خا، دال، غین، شین، ہیں،

اِن میں سے خاص الخاص، الف، یا، با، سین، کاف، طا، قاف، تا، داؤ، صاد، حا، نُون لام اور غین ہیں،

اِن میں خاص الخاص کا خلاصہ حرف با ہے،

اور اِن میں جو خاص ہے اُس کا درجہ عام کے اُوپر ہے اور یہ حرُوف سُورتوں کے آغاز میں ہیں جیسے الم اور المص اور یہ چودہ حرُوف ہیں الف، لام، میم، صاد، را، کاف، ہا، یا، عین، طا، سین، حا، قاف، نوُن،

اور اِن میں خاص الخاص حروف کے خلاصۂ صفایہ حرُوف ہیں، نوُن، میم، را، با، دال، زا، الف، طا، یا، داؤ، ہا، ظا، ثا، لام، فا اور سین،

عالمِ مُرسل اور دیگر عوالم

اِن میں عالم مُرسل ہے اور وُہ جیم، حا، خا اور کاف ہیں،

اِن میں وُہ حرُوف جن کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ ہے

www.maktabah.org

یہ ہیں، الف، دال، ذال، را، زا، واؤ اور یہ حروف گردبیان سے عالم تقدیس ہے،

اِن میں سے وُہ ہے جس پر اوصافِ حق کے ساتھ غلبۂ خلق ہے، اور وُہ حرُوف اہل انوار کے نزدیک تا، ثا، حا، ذال، زا، ظا مُعجمہ، نوُن، ضاد مُعجمہ، غین معجمہ، قاف، شین معجمہ اور فا ہیں"

اِن میں وُہ عالم ہے کہ اُن پر تحقق غالب ہے اور وُہ اہل اسرار کے نزدیک با، فا اور جیم ہیں،

ان میں وُہ عالم ہے جو مقامِ اتحاد سے مُتحقق ہے اور وُہ الف، حا، دال، را، طا یابسہ، کاف، لام، میم، صاد یابسہ، عین یابسہ، سین یابسہ، ہا اور واؤ ہیں، اِس صوُرت میں میں انہیں اتحاد کے دو مقاموں عالی اور اعلیٰ پر کہتا ہُوں، تو عالی الف کاف، میم، عین اور سین ہے اور اعلیٰ باقی حروف ہیں۔

اِن میں سے وُہ عالم ہے جس میں طبائع کا امتزاج ہے اور وُہ جیم، ہا، یا، لام، فا، قاف، خا اور ظا خاصہ ہیں"

اجناسِ عوالم

عوالم حرُوف کی اجناس چار ہیں،

جنس مُفرد! یہ الف، کاف، لام، میم، ہا، نوُن اور واؤ ہے،

جنس ثنائی۲! دال اور ذال کا مثِل ہے"

جنس ثلاثی۳! جیم، حا اور خا کی مثل ہے

جنس رباعی۴! یہ کلمہ کے وسط میں با، تا، ثا، یا اور نوُن ہے یہ اِس اعتبار سے جنسِ خماسی۵ ہے اور اگر اِس اعتبار سے نہ ہوں تو با، تا، ثا اور یا جنسِ ثلاثی سے ہو گا اور جنسِ رباعی ساقط ہو جائے گا،

www.maktabah.org

پس اِس کے ساتھ ہم نے تجھ پر حروف کے عالم کا قصہ بیان کیا تاکہ تو اس کے حقائق پر عالم کشف واطلاع کی طرف پہنچانے والے امور میں اپنی ذات کیلئے استعمال کرے،

اور تجھ پر خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد محقق ہو جائے،

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ [1]

اور کوئی چیز نہیں جو اُسکی حمد بیان کرتی ہوئی اُسکی تسبیح نہ بیان کرے ولیکن تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے،

بعض عُلمائے نظر کے گمان کے مطابق اگر تسبیح حال تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان لا تفقہون بے فائدہ ہوگا، چنانچہ اس طرف رسائی حاصل کر اور اس سے واقفیت حاصل کر،

ہر مولف زیر اختیار ہے

ہم کسی وقت اس کے بعض امور پر کلام کریں گے ہیں نے اس عالم کی طرف دیکھا تو اس کے علاوہ زیادہ کلام کرنا ممکن نہیں، ہم نے اس عالم کو مختص پایا اور وُہ عالم الٓمٓ، المص، الرٰ اور اس قبیل کے دوسرے حروف کی طرح غیر معروف ہے پس الم پر گفتگو کرتا ہوں، یہ قرآن مجید کی پہلی سُورت کا مُبہم اور مختصر کلام اسرار کے طریق سے ہے، اور کسی وقت ان آیات کے ساتھ تلاوتِ حق ہوتی ہے اگرچہ یہ باب سے نہیں لیکن اُس کا کام میرے پروردگار کے امر سے ہے جس کا اس کے ساتھ وعدہ ہے، پس وُہ اجازت کے بغیر گفتگو نہیں کرتا جیساکہ میں اپنی

---

[1] بنی اسرائیل آیت ۴۴ [2] البقرہ [3] یونس

www.maktabah.org

حد پر ٹھہر جاتا ہوں۔

بے شک ہماری یہ اور دوسری تالیفات اجرائے توالیف سے جاری نہیں ہوتیں عام مؤلفین کی طرح نہیں چلتے تو یقیناً ہر مؤلف اُس کے زیرِ اختیار ہے اور اگر اُس کے اختیار میں مجبور تھا یا اُس کے خاص پھیلنے والے علم کے تحت تھا تو جس سے چاہے ملے جسے چاہے چھوڑ دے یا اُس سے ملے جو علم اُسے عطا کیا جائے اور اِس مسئلہ پر زبردستی اور تحکّم اُسے روک دے گا یہاں تک کہ اُس کی حقیقت میدان میں نکل آئے۔

القائے ربّانی

اور ہم اپنی تالیفات میں فصیح زبان استعمال کرتے ہیں جیسا کہ یہ قلوب حضرتِ الٰہیہ کے دروازے پر مراقب و معتکف ہیں، جب کہ خلوت گزین فقیر کے لئے ہر علم سے اُس کا دروازہ کھل جاتا ہے، اگر تو اِس مقام پر سوال کرے تو فقدانِ احساس سے کوئی چیز نہیں سُن سکے گا، اس پردے کے پیچھے اُس کا فہم اُس سے برسرِ پیکار ہوتا ہے اور اُس سے بدلہ لینے کے لئے دوڑتا ہے، اور اُس کی الفت امر میں اُس کی حد کے مطابق ہے، تو بیشک وہ چیز اُس کی طرف القاء ہوتی ہے جو اُس کی جنس میں عادت اور نظرِ فکری سے نہیں ہوتی اور جو اُسے علمِ ظاہر سے عطا گیا اور اور ظاہری مناسبت عُلماء کے لئے مناسبتِ پوشیدہ ہے اور اِسے سوائے اہلِ کشف کے کوئی محسوس نہیں کر سکتا، بلکہ پھر وہ جو ہمارے نزدیک انتہائی عجیب و غریب ہے وہ یقیناً اِس قلب اشیاء کی طرف القاء کرتا ہے، اُسے القاء کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ اس وقت میں اس کا علم نہیں رکھتا اور حکمت الٰہیہ کے لئے مخلوق سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

اِس لئے ہر شخص کے لئے اِلقاء سے تالیف کی قید نہیں اس باب کے علم کے ساتھ جو اس پر کلام کرتا ہے۔ ولیکن اِس میں اس کے علاوہ علم سامنے عادی پر اُس پر اِلقاء ہونے کے مطابق درج ہے، لیکن وُہ ہمارے نزدیک قطعاً بعینہٖ اِس باب کے نفس سے ہے لیکن اِس وجہ کے ساتھ ہمارا غیر نہیں پہچانتا مثلِ کبُوتر اور کوّے کے وُہ لوگ جو بلندی کے لئے جمع ہیں اُن کے دونوں کے پاؤں مضبوط ہیں اور یقیناً مجُھے تقیید میں اِذن دیا گیا ہے اِس کے بعد جو اِلقاء ہو گا لازماً اِسی سے ہو گا"۔

تین سے پانچ تک

وصل! ان غیر معروف مخصوص حروف کی تعداد اُن حروف پر ہے جو تکرار کے ساتھ نہیں اور سُورتوں میں اُس کے اجمال اور اُس کے افراد پر ہے، صٓ، وقٓ ونٓ میں ان کا تثنیہ طٰس اور طٰہٰ میں اور ان کے قبیل سے ہے اور یہ تین سے جمع ہیں یہاں تک اُوپر چڑھ کر پانچ متصل اور منفصل حروف کو پہنچ جاتے ہیں اور اکثر نہیں پُہنچتے، بعض کو وصل میسّر نہیں اور بعض کٹ جاتے ہیں، اور سین کے ساتھ سُورتیں نہ تھیں اور نہ صاد کے ساتھ ہونگی، عُلمائے ظاہر کے نزدیک اِن حروف کے معنوں میں ناواقفیت نہیں اور اہلِ احوال کے کشف کے نزدیک اِس کی دُوسری طرف ہے ہم نے اِس کا ذکر کتاب "جمع والتفصیل فی معرفتِ تنزیل" میں کیا ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی سرکت پر نقل ہُوا اور اللہ ہی حق کہلاتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے"۔

سُورت یا صُورت

جاننا چاہیئے کہ سُوَرِ غیر معرُوف کے مَبداء کی حقیقتوں کو سوائے اہلِ صُوَر

www.makitabah.org

معقولہ کے کوئی نہیں جانتا پھر قرآن کی سُورتیں سین کے ساتھ مقرر ہوئیں اور یہ شرعی عبادت ہے اور یہ سُورتوں کا ظاہر ہے اور اس میں عذاب ہے اور اس میں اس کے ساتھ جہل واقع ہے اور اس کا باطن صاد ہے اور وُہ مقامِ رحمت ہے اور یہ علم حقائق کے سوا نہیں اور علم حقائق توحید ہے"

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنتیس سُورتیں بنائیں اور وُہ صُورتِ کمال ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ، اور چاند کے لئے ہم نے منزلوں کا تعیّن کیا اُنتیس ۲۹ قطب ہیں جن کے ساتھ فلک قائم ہے اور وُہ اس کے وجود کی علت ہیں" اور وُہ سُورت آل عمران ہے الم اللہ، اور اگر یہ نہ ہو تو اٹھائیس ۲۸ ثابت نہ ہوں، اور تکرارِ حرُوف کا مجمل اٹھتر ۷۸ حرُوف ہیں پس آٹھ کی حقیقت بضع یعنی نَو ۹ ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایمان بضع وسبعون یعنی اناسٹھ ۷۹ ہے اور یہ حرُوف اٹھتر ۷۸ ہیں تو عبد پر اسرارِ ایمان مکمل نہیں ہوتے یہاں تک کہ صُورتوں میں ان حرُوف کے حقائق کا علم نہ ہو"

پس اگر تو کہے کہ بضع زبان میں مجھول ہے اور یہ ایک سے نَو تک کو کہا جاتا ہے تو یہ ثمانیہ یعنی آٹھ کو کہاں قطع کرے گا؟

اگر تو کہے بضع کا ہندسہ زبان میں غیر معرُوف ہے اور یہ ایک سے نو تک ہے تو آٹھ کو کیسے قطع کرے گا؟

علمِ اعداد کا نادر نمُونہ

پس اگر تُو چاہے تو ہم تجھے کشف کے طریق پر بتائیں کہ تو اس پر پہنچ جائے اور یہ طریق وُہ ہے جس پر وُہ مسلک اور رُکن ہے جو میرے تمام علوم ہیں اس کی طرف مستند اور منسوب ہے"

اور اگر تُو چاہے تو تیرے لئے عدد کے باب سے ابتداء کر دوں" اور

www.maktabah.org

ابُوالحکم عبد بن سلام نے اپنی کتاب میں اِس باب میں جو بیان کیا ہے اُس میں اِس امر کا ذکر نہیں کیا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے اِس نے جو بیان کیا ہے وُہ فلک کی جہت سے ہے اور اُس نے اُس کشف پر پردہ ڈال دیا ہے جو ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کی فتح کے ساتھ قطع ہُوا،

تو ایسے ہی اگر ہم چاہیں تو کھول دیں اور اگر چاہیں تو اِس پر اعداد کا پردہ ڈال دیں، پس ہم کہتے ہیں یہ بُضع سُورۂ رُوم میں آٹھ ۸ ہے، جزم صغیر کے ساتھ الم کے حروف کے عدد لو گے تو آٹھ ۸ ہونگے اور بُضع کو آٹھ ۸ ہیں جمع کریں تو سولہ ہونگے پس ایک ۱ جو الف اساس کے لئے ہے اُسے گرا دیں تو باقی پندرہ رہ جائیں گے پس تجھے اِس سے تمسّک کرنا ہے"

پھر اِس میں جمل کبیر کے عمل کی طرف رجوع کر اور وُہ جزم ہے پس بُضع آٹھ ۸ کو اکہتر ۷۱ سے ضرب دیں تو اِس تمام سے تیرے لئے پانچ سو اڑسٹھ ۵۶۸ سنین بر آمد ہونگے تو ان میں اُن پندرہ ۱۵ کو جن کا تجھے امر کیا اُٹھائیں تو پانچ سو تراسّی ۵۸۳ کی طرف لوٹ آئیں گے اور یہ غُلبت الرُوم پڑھنے پر فتح بیت المقدس کا زمانہ ہے، غُلبت میں غین پر اور لام پر زبر ہے جبکہ سَیَغلبُون کی یا پر پیش اور لام پر زبر ہے اور ۵۸۳ھ میں کافروں کے اخذجِ میں مُسلمانوں کا ظہور ہُوا تھا اور وُہ بیت المقدس کی فتح ہے،

اور ہمارے لئے عِلم اعداد کشف کے طریق پر ہے اور اُس طریق سے جس کا تقاضا اُس کی طبع کرتی ہے اسرار عجیب ہیں اور اُس طریق سے جو اُس کے لئے حقائق الٰہیہ سے ہے، اگر ہمارے ساتھ طویل زندگی ہُوئی تو انشا اللہ العزیز معرفت اعداد پر کتاب لکھیں گے،

۱+۷ : ۸

www.maktabah.org

انفرادیتِ الٰہیہ

تو ہم جس راستے پر چل رہے تھے اُسکی طرف رجوع کرتے ہُوئے کہتے ہیں شعب الایمان کے ضمن میں اسرارِ عبد تکمیل پذیر نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ جب اِن حرُوف کے حقائق کا عِلم سُورتوں میں اُن کے حسبِ تکرار ہو جیسا کہ جب اِس کا علم اُسے بغیر تکرار کے ہو اِس میں حقیقتِ ایجاد پر اللہ تعالیٰ کی تنبیہ اور صفاتِ ازلیہ کے ساتھ اللہ سبحانہ کا قدیم تفرّد ہے پس اُس کے قُرآن میں چودہ۱۴ مُفرد مُبہم حروف بھیجے گے آٹھ۸ معرفتِ ذات کے لئے اور سات۷ ہم سے صفات کے لئے اور چار طبائع موتفہ کے لئے مقرر ہُوئے، اور یہ چار، خُون، سودا، صفرا اور بلغم ہیں۔

پس بارہ۱۲ حروف موجودہ آئے اور یہ انسان ہے اِس فلک سے اور دُوسرے فلک سے جو گیارہ۱۱، دس۱۰، نو۹ اور آٹھ۸ سے مرکب ہے یہاں تک کہ دو۲ فلکوں کی طرف ہے اور ایک کی طرف کبھی جائز نہیں، پس اِس سے حق تعالیٰ کے لئے انفرادیت ہے، اور اُس کے سوا کوئی مُوجود نہیں۔

رُوحانی نُون پوشیدہ ہے

پھر بے شک اُس سُبحانہ تعالیٰ نے پہلے الف کو خط میں اور ہمزہ کو نفظ میں مقرر فرمایا اور اس کا آخر نوُن ہے، پس الف وجودِ ذات پر اُس کے کمال کے لئے ہے کیونکہ وُہ عالم سے نصفِ وُجود کے لئے حرکت اور نون کی طرف لا یحتاج ہے اور وُہ عالمِ ترکیب ہے اور یہ فلک سے ہمارے لئے نصف دائرہ ظاہر ہے اور دُوسرا نصف اِس پر نُون معقولہ ہے، اگر حس کے لئے ظاہر ہو اور عالمِ رُوح سے انتقال کرے تو دائرہ محیط کے لئے ہے لیکن کمال وُجود کے ساتھ یہ روحانی نوُن

www.maktabah.org

چھپا ہوا ہے اور نون محسوسہ کے نقطہ کو اِس پر دلیل بنایا، پس ان تمام وجوہ سے الف کامل ہے اور نون ناقص، پس شمس کامل ہے اور قمر ناقص کیونکہ وہ محو ہے، پس اُس کی روشنی کی صفت عاریتاً ہے اور یہ امانت ہے جو اُس نے اٹھا رکھی ہے اور قدر کے مطابق اُس کا محو و اِخفا اور اثبات و ظہور ہے تین کے لئے تین ہیں پس تین حضرتِ احدیت میں قلبِ الٰہی قمر کا غروب، اور تین حضرت ربانیہ قلبِ الٰہی کے قمر کا طلوع اور جو اِن دونوں کے درمیان خروج و رجوع ہے قدم کے ساتھ قدم کو کبھی اختلال نہیں۔

وصل اور فصل

پھر اللہ تعالیٰ سُبحانہ نے اِن حروف کو مرتبوں پر فائز کیا اِن میں سے موصول مقطوع، مفرد مثنٰی اور مجموع ہیں، پھر ہر وصل میں قطعی طور پر آگاہی ہے اور ہر قطع میں وصل نہیں، پس ہر وصل فصل پر دلالت کرتا ہے اور ہر فصل وصل پر دلالت نہیں کرتی، پس وصل اور فصل جمع میں اور غیر جمع میں ہیں اور فصل اُس عین فرق میں ایک ہے اس سے جو اُس کی اِنفرادیت ہے تو اِس میں ازل سے فنا رسمِ عبد کی طرف اشارا ہے اور جو اُس کی اثنا ہے یہ موجودہ وجود رسم عبودیت کی طرف اشارا ہے جو اس کا جمع ہے یہ ابد کی طرف موارد لامتناہیہ کی طرف اشارا ہے، پس اکیلا بحرِ ازلی کیلئے اور جمع بحرِ ابدی کیلئے ہے، اور مثنٰی برزخ محمدی انسان کیلئے ہے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ[1] ﴿۲۱﴾

اُس نے دو سمندر بنائے کہ دیکھنے میں ملے ہوئے معلوم ہوں اور اُن میں روک ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے،

---

[1] الرحمٰن آیت ۱۹-۲۰-۲۱

www.maktabah.org

بحر ازل و ابد

کیا بحر کے ساتھ اعیان سے نیستی کا وصل ہے یا اُس سے فصل ہے اور کیا اُس کا نام اکوان کے ساتھ ہے یا برزخ کے ساتھ! وہ جس پر استوائے رحمٰن ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جُھٹلاؤ گے، وہ بحر ازل سے موتی اور بحر ابد سے مرجان نکالتا ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور اُس کیلئے الجواری الروحانیہ یعنی رُوحانی چلنے والیاں ہیں اور مُنشآت بحر میں حقائقِ اسمائیہ ذاتی اقدسی ہیں جیسے پہاڑ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے،

کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

اُس سے اُس کے عُلو و قدس پر عالم علوی کا اور عالم سفلی میں اُسکے نزول و نحس پر سوال کرتے ہیں زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور یہ اعیان کے لئے عدم نہیں بلکہ قریب سے قریب کی طرف رحلت ہے اور ہر ایک بار میں ایک کام ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اے بھاری گروہ تمہارے سب کام جلد نپٹا کر تمہارے حساب کا قصد کرتے ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے،

ایسے ہی اگر یہ قرآن پر اعتبار کرتے تو دونوں میں اختلاف اور جھگڑا نہ ہوتا اور نہ مُبتلائے مصیبت ہوتے، پس تم اپنی آیات میں غور اور تدبّر کرو اور اپنی ذات سے نہ نکل جاؤ تمہاری صفات لازماً میرے لئے ہیں تمہاری نظر اور تدبیر سے جب عالم نے سلامتی پائی تو علی الحقیقت خلقت تمہاری تسخیر کے تحت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا — اللہ نے تمہارے لئے مُسخّر کیا جو کچھ آسمانوں

www.maktabah.org

فِی الْاَرْضِ ؕ — میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اُس طرف کی ہدایت نصیب فرمائے جس میں ہماری دُنیا و آخرت کی اصلاح اور سعادت ہے اور بے شک وُہ کریم دوست ہے۔

احسن تقویم سے اسفل السافلین تک

وصل، الف الم سے توحید کی طرف اشارہ ہے اور میم ملک کے لئے ہے جسے ہلاکت نہیں اور لام دونوں کے درمیان واسطہ ہے جو دونوں کے لئے رابطہ قائم کرتی ہے، پس اُس سطر کی طرف دیکھ جس پر لام سے خط واقع ہے تو اس کی طرف الف کو اپنی اصل سے منتہی پائے گا اور اس سے میم کو اس کی ظہور کی ابتداء کیساتھ پائے گا پھر احسنِ تقویم سے نیچے آجاتی ہے اور یہ سطر میم کی جڑ ہے جو اسفل السافلین کی طرف منتہی ہوتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ؗ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ؕ[2] — بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا پھر اُس کو ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا۔

اور سطر کی طرف الف کا نزول اِس قول کی مثل ہے۔

ہمارا رب آسمان دُنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔

اور یہ آسمان پہلا عالم ترکیب ہے کیونکہ وُہ آدم علیہ السلام ہے، اور اس سے آگ کا فلک ملا ہوا ہے، پس اِس لئے پہلی سطر کی طرف نزول کرتا ہے،

تو بے شک وُہ مقامِ احدیت سے مقامِ ایجادِ خلیفہ کی طرف نزول کرتا

---

[1] لقمٰن آیت ۲۰ ع ۳ [2] والتین آیت ۴

www.maktabah.org

ہے اور یہ نزول تقدیس و تنزیہہ کا نزول ہے تمثیل و تشبیہ کا نزول نہیں"

الف۔لام۔میم

اور لام واسطہ ہے اور یہی مکوّن و کون کی قائم مقام نائب ہے اور یہی وہ قدرت ہے جس سے عالم وجود میں آیا پس پہلی سطر کے نزول میں الف کی مشابہت ہے اور جب اِس کا مکوّن اور کون سے امتزاج ہے تو بے شک وہ اپنی ذات پر قدرت کے ساتھ متصف نہیں اور بیشک وہ خالق اپنی مخلوق پر قادر ہے۔ پس وجہِ قدرت مخلوق کی طرف مصروف ہے۔ اور اس لئے سوائے وابستگیٔ مخلوق کے خالق کا اثبات نہیں ہوتا پس اِن کے ساتھ لازماً علوی اور سفلی تعلق ہے اور جب اُس کی حقیقت ہے تو وصول کے ساتھ سطر کی طرف ختم نہیں ہوتی اور الف مرتبۂ واحد پر ہے اُس کی حقیقت کے ساتھ سطر کے نیچے یا سطر کے اُوپر نزول طلب کریں جیسا کہ نزولِ میم ہے، پس ایجادِ میم کی طرف نزول ہے، اور صورتِ میم پر یہ تنزّل متمکن نہیں، پس وہ ہو گیا تو اس سے کبھی میم کے سوا نہیں پایا جائے گا۔ پس نصف دائرے نے نزول کیا یہاں تک کہ سطر بلا جہت کی طرف پہنچا پس نصف فلکِ محسوس کا جھکنا نصف فلکِ معقول کو طلب کرتا ہے، پس دونوں سے فلک دائرہ ہے تو تمام عالم کی اوّل سے آخر تک چھ ایام اجناس میں اول اتوار سے آخر جمعۃ المبارک تک تکوین ہوئی اور باقی ہفتے کے دِن حال سے حال کی طرف اور مقام سے مقام کی طرف انتقالات ہوتے ہیں اور کون سے کون کی طرف استحالات بلا زوال و تغیّر اُس پر ثابت ہیں اِس لئے کہ اِس دن پر ٹھنڈک اور خشکی کی حکومت ہے اور یہ کواکبِ زحل سے ہے،

چنانچہ الف، لام، میم اکیلا فلکِ محیط بن گیا جس کا حکم کاشف ہے اور جسکے ساتھ ذات و صفات اور افعال و

www.maktabah.org

مفعولات ہے پس جو عالم اِس حقیقت و کشف کے ساتھ پڑھے وُہ کُل کے لئے کُل کے ساتھ بالکل حاضر ہے چُنانچہ کوئی چیز ایسی باقی نہیں جو اُس کا مشاہدہ نہ کرے لیکن اُس سے جسے جانتا ہے اور اُس سے جسے نہیں جانتا پس وُہ الف قیام حرکات سے منزّہ ہے، اِس کے ساتھ دلالتِ صفات ہے جو سوائے افعال کے عقل میں نہیں آتی جیسا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور وُہ جس پر ہے اُس پر تھا،

ہم اُس امر سے صرف نظر کرتے ہیں جو نہ عقل کی طرف ہے اور نہ وُہ ذات منزّہ کی طرف ہے تو بے شک یہ اضافت سوائے متضائفین کے کبھی عقل میں نہیں آسکتی بے شک اُبوّت بغیر باپ اور بیٹے اور تقدیر کے عقل میں نہیں آسکتی اِسی طرح مالک و خالق، باری و مصوّر اور جمیع اسماء عالم کو اُس کے حقائق کے ساتھ طلب کرتے ہیں اور حروف میں سے الم مقامِ تنبیہ ہے اِس پر جو اتصال لام میں ہے وُہ صفتِ میم کے ساتھ ہے اور وُہی اس کا اثر اور فعل ہے

پس الف واحد ذات ہے حروف میں سے کسی چیز کا اتصال اِس میں دُرست نہیں، جب پہلے خط میں واقع ہوئی یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس کا سوال نفس اہدِنا الصراط المُستقیم میں کرتا ہے یعنی تنزیہہ و توحید کا راستہ تو جب اُس کا رب اُس کی دُعا پر آمین کہتا ہے اور یہ وُہ کلمہ ہے جس کی طرف رجُوع کرنے کا حُکم سُورہ فجر میں ہے جو اُس کی دُعا پر آمین قبول فرماتا ہے، پس الم سے وَالضَّالین کے پیچھے الف ظاہر ہے اور آمین پوشیدہ ہے، کیونکہ عالمِ ملکوت سے غیب ہے، جو اُس کی آمین سے واقف ہیں، ملائکہ کا غیب آمین کہنا تحقیق شُدہ ہے جس کا نام عام میں سے فقہا نے اخلاص رکھا ہے اور صُوفیائے کرام اُسے حضُور کہتے ہیں اور مُحققین نے اُسے الہام کہا ہے جبکہ ہم اور ہماری طرح کے لوگ اِس کو عنایت کا نام دیتے ہیں،

www.maktabah.org

جب عالم ملکوت و شہادت میں الف ظاہر ہے تو قدیم اور محدث کے درمیان فرق واقع ہونا ظاہر ہے،

جو حرف حرکت نہ کرے

پس دیکھ جس میں ہم نے عجیب تفصیل تحریر کی اور جو ہمارے اُس بیان کی تائید کرتا ہے کہ وجودِ صفت مد بغیر الف کے لام اور میم میں موجود ہے، تو اگر صُوفی یہ کہے کہ ہم نے الف مخطُوطہ اور ہمزہ کے ساتھ نطق بغیر الف کے پایا ہے پس الف کے ساتھ نُطق نہیں تو ہم کہتے ہیں یہ بھی اُسکی تائید کرتا ہے جو ہم نے کہا ہے، پس اگر الف حرکت قبول نہ کرے تو اُسے الف کے ساتھ کیوں نہیں پڑھا جاتا،

جب رفع، نصب، جر اُس پر حرکت پڑے گی تو تمیز ہو گی،

اور ذات اپنی ماہیت کے ساتھ کبھی نہیں سمجھی جاتی، پس جو شخص اِس امر پر نہیں وُہ اِسے کبھی نہیں جان سکتا،

حرکت صفت علمیہ ہے

اِس ذات پر جو الف دلالت کرتا ہے حرُوف میں خلیفہ ہے جیسا کہ عالمِ غیر معروف میں انسان بھی خلیفہ ہے ایسے ہی ذات حرکت قبُول نہیں کرتی، پس جب وُہ نہیں قبول کرے گی تو اُس سے سلبِ اوصاف کی جہت کے سوا پہچان باقی نہیں، اور جب ساکن کے ساتھ نُطق مُمکن نہیں تو ہمارا نُطق اِسمِ الف کے ساتھ ہے الف کے ساتھ نہیں پس ہمارا نُطق ہمزہ کے ساتھ زبر کی حرکت سے ہے،

پس ہمزہ مبدعِ اول کے مقام پر قائم ہے اور اِس کی حرکت صفتِ علمیہ اور نُون کے ساتھ اِتصالِ کاف میں اُس کے ایجاد کے محل پر ہے،

www.maktabah.org

پس اگر کہا جائے کہ ہم نے الف کو لام میں اُس کے ساتھ منطوق پایا ہے اور الف میں نُطق نہیں پایا جاتا تو ہم کہتے ہیں، سچ کہا اِس کے ساتھ نُطق واقع نہیں ہو گا سوائے اِس کے کہ زیر، زبر یا پیش کی حرکات کو اِس سے قبل حرکت دی جائے جو اُسکے ساتھ موصول ہے اور بے شک ہمارا یہ کلام الف مقطوعہ کے بارے میں ہے زیر، زبر، پیش سے پہلے اِس حرف کی حرکت نہیں،

زیر، زبر، پیش سے قبل اِس حرف کی حرکت نہیں پس نُطق ظاہر نہیں ہو گا،

استمدادِ مدّ

اگر الف کو اِنَّمَا الْمُومِنُوْنَ کی مِثل رقم کیا جائے تو یہ اِنما اور مومنین کی لام کے درمیان دو الف موجود ہیں پس یہ دونوں کے ساتھ نُطقاً غیر ملفوظ خطاً ہے اور بے شک یہ الف موصولہ ہے، جو لام، ہا، حا اور اِس جیسے حرف کی طرح حرف کے بعد واقع ہوتا ہے، تو اگر اِسکا وجود نہ ہوتا تو اِن تمام حروف میں کسی کی مد نہ ہوتی اور اِس کی مدّ ہی وُہ سترِ استمداد ہے جس کے ساتھ محلِ حروف میں ایجادِ صفات ہے اِس لئے مُدِ وصل کے ساتھ ہو گی تو جب حرفِ الف اُس کے دُوسرے نام سے ملے گا الف کا لمبا ہونا وجودِ حرف کے ساتھ موصول بہ ہو گا اور جب حرف موصول بہ صفتِ رحمانیہ کی طرف محتاج پایا جائے گا تو اُسے زبر کی حرکت عطا کی جائے گی اور وُہ یہی زبر ہے کہ جب یہ عطا ہو جائے تو اس سے اس پر شکر طلب کرنا ہے کہا کہ! اِس پر شُکر کیسے ہو گا؟ اُسے کہا گیا! سامعین اِسے تیرے وُجود کی صفت کے ساتھ جان لیں تیری ذات کے ساتھ نہیں اور جو یقیناً ذاتِ قدیم اللہ تعالیٰ سے ہے، پس تیری ذات کے ذکر کے موقعہ پر اُس کا ذِکر ہو گا،

www.maktabah.org

آدم صورتِ رحمٰن پر بنا ہے

پس بے شک تجھے رحمت خاصہ کی صفت کے ساتھ بنایا جانا اس پر دلیل ہے اور اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنّ اللہ خلق آدم علیٰ صُورۃ الرحمٰن، یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کو صُورت رحمن پر پیدا فرمایا ہے

تو اس مُوجد پر ثناء کے ساتھ نُطق کر، پھر کہا! لام، یا، ھا، حا، طا تو نطق ظاہر ہُوا جو پوشیدہ خطا ہے کیونکہ الف کا طٰہٰ، حٰم اور طٰس میں نطق موجود ہے دلالت صفت کے لئے اِس پر اخفاء خطا ہے اور یہی زبر افتتاحِ وجود کی صفت ہے،،

مّدکا وُجود

کہا کر ایسے ہی اس سے پہلے واؤ مضموم ہیں اور اُس سے قبل یائے مکسُور میں مد کو پایا گیا پس یہ بھی تین ذاتیں ہیں تو یہاں اور وہاں ذاتِ واحدہ کیسے ہوگا؟

ہم کہتے ہیں ہاں، واؤ مضموم ہیں اُس سے قبل نٓ والقلم کی طرح مدّ موجود ہے اور یا مکسُور اس سے پہلے مثل سین کی یا طٰس سے اور میم کی یا حٰم سے ہے چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن دونوں کو حرُوف عِلّت بنایا اور ہر علّت حقیقتاً معلُوم چاہتی ہے اور جب تو نے یہ دعوے کر لیا تو لازماً دونوں کے درمیان اِس کے ساتھ استمداد و امداد کا وقوع ہوگا پس اِس لئے مد عطا کی گئی ہے اور یہ رسولِ ملکی وَحی کی طرف لوٹتی ہے،،

رسُولِ ملائکہ

اگرچہ اِس کے اور اُس کے درمیان ماقبل چیز کی نسبت ملاقات نہ ہوگی

www.maktabah.org

لیکن وُہ اُس سے مخفی ہے پس جب اُسے یہ وحی حاصل ہو گی اور اس وحی کا مقام واؤ ہے اِس لئے کہ وہ رُوحانی علوی ہے اور عُلوِ بلندی عطا کرتا ہے اور یہ واؤ مُعتلہ یعنی حروف علّت کے باب سے ہے پس ہم نے اِس سے جبریل علیہ السلام یا دُوسرے روحانی رسُولِ ملائکہ کو تعبیر کیا ہے،

رسُول بشری

چنانچہ جب رسُول بشری کو توحید و شرائع کے اسرار تفویض ہوتے تو جس مد کے ساتھ عالم ترکیب ہے اُس سے استمداد و امداد عطا کر دیتے اور استمداد کا راز مخفی رکھا، اِس لئے حضوُر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا اور میں تمہاری مثل بشر ہوں،،

اور جب عالم جسم و ترکیب عالم سفلی میں موجود ہے تو ہم نے اُس کو یا مکسور کہا اس سے پہلے جو حروف علت ہیں اور یہی آسان حروف ہیں انہیں وجود اسرار الٰہیہ سے سرِ استمداد عطا کیا ہے اسلئے دونوں پہ مد ہے مگر ان دونوں اور الف کے درمیان فرق ہے پس اِس مقام پر واؤ اور یا، دونوں سلب ہو کر تمام حرکات کے ساتھ متحرک ہونگی جیسا کہ فرمایا، وَوُجِدكَ

حروف علّت کی بحث

یعنی تجھے پایا تو پناہ دی اور اگر اُدبار اُسے غنی کرنے سے رد کتے ہیں تو بیشک تو میت ہے اور وُہ دونوں حرف سکوُن حسّی کے ساتھ ساکن ہیں جیسا کہ فرمایا جو میت کے ساتھ ہے دُ. حیّ ہے اور یہ رو کتے ہیں اور دونوں میں مشابہت

www.maktabah.org

ہے جب کہ الف کبھی مُتحرک نہیں ہوتا اور نہ اِس سے قبل سوائے مُفتوح کے کبھی متحرک پایا گیا ہے پس کان سُن لے الف اور واؤ اور یاء کے درمیان کوئی نسبت نہیں"

جہاں کہیں بھی یاء اور واؤ پر حرکت آجائے تو یہ اُسکا مقام اور صفت ہے اور جب وہاں علّت ہوتے ہیں الف کے ساتھ مِل جائینگے تو یہ اُنکی ذات ہے"

نہ اس میں احتمالِ حرکت ہے اور نہ یہ اُسے قبول کرتی ہے"

لیکن یہ مقام کی صِفت سے ہے اور اِس کی حقیقت واؤ اور یا کے ساتھ نزُول کرتی ہے پس الف مدکولِ قدیم ہے اور واؤ اور یا دونوں مُحرکت ہیں چونکہ یہ دونوں پہلے مُحرکت ہیں اِس لئے حادث ہیں،

نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تمام حرُوفِ علّت، الف یا واؤ اور یاء تحریر ہوتے ہیں یا اِن کے ساتھ حصُولِ نطق ہے تو یقیناً یہ دلیل ہوگی اور ہر دلیل حادث ہے اور حادث کی سعی کرتی ہے چنانچہ حادث اِس کی تحریر اور نُطق کا حصر نہیں کرسکتا اور یقیناً یہ غیب ظاہر ہے"

ایسے ہی سین اور ن ہے، چونکہ یہ نطق میں پایا جاتا ہے اس لئے ظہُور ہے اور تحریر میں نہیں پایا جاتا اِس لئے غیب ہے"

اور یہ وجودِ خالق کے ساتھ حصُولِ علم کا سبب ہے اُس کی ذات کے ساتھ نہیں اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اُس کے وجود کے ساتھ ہے اُس کی ذات کے ساتھ نہیں

اگر دیکھنا ہے

اور اے مُتلقی جاننا چاہیئے کہ ہر وُہ چیز جو حصر کے تحت ہے وُہ مبدع یا مخلوق ہے اور وُہ تیرا محلّ ہے پس حق کو نہ داخل سے طلب کر نہ خارج سے

www.maktaban.org

جب کہ دُخول وخروج صفاتِ حدُوث سے ہے پس کُل ّمیں کُل ّ کی طرف دیکھ اور کُل ّ کو پلٹے پس عرش مجموع ہے اور کرُسی مفرُوق۔

یا طالبا لو جود الحق یدرکه
ارجع لذاتك فیك الحق فالزم

اے وُجودِ حق کے طالب اپنی ذات کی طرف رجوع کر کے اُسے دیکھ تجھ میں حق کا التزام ہے۔

پیچھے کی طرف لوٹ جاؤ

تم اپنے پیچھے سے رُجوع کرو گے اور نور کو طلب کرو گے، اگر نُور پانے کے لئے نہیں لوٹو گے تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لو گے سُورتوں کے ساتھ رجوع کرو گے اگر اُن کی آواز پہچان لو گے، بقول اُس کے کہ اپنے پیچھے سے رجوع کرو تو یہ لوگ کہیں گے تو ہمارا ربّ ہے"۔

اور جو رجوُع نہیں کرتے اُن کے سامنے دیوار کھڑی کر دی جائے گی اور اُنہیں گھیر گھیر کر جہنم میں لایا جائے گا اور موحدین باقی رہ جائیں گے وہ بارگاہِ الٰہی سے جنت والوں کی ولدان اور حُورِ حسان سے مدد کریں گے"

الف۔ لام۔ میم کی آخری وضاحت

وزیر امیر کی صفات کا عکس ہے اور وہ صفت جو صِرف اُس امیر کے پاس ہے وہ تدبیر کا راز ہے"

توجس علم کا اُس کی صفت اور اُس کے جُملہ وفعل کا اُس کے لئے صُدور

www.maktabah.org

ہوتا ہے اُس کو ذریر نہیں جانتا مگر تفصیل کے ساتھ پس اگر غور کرے گا تو ہم نے جو کچھ کہا ہے اُس سے انشاءاللہ العزیز حق کو پالے گا.

یہ بیان و تقریر وہ الم، کے لئے ہے، پس الف ذاتِ کلمہ، لام ذاتِ عین صفت اور میم عین فعل اور ان کا سِرِّ پوشیدہ اور اِن کا موجد ہے"

ذالِکَ الکتاب

الم کے بعد ہم ارشادِ خداوندی ذالک الکتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ہاتھ کے ساتھ موجود کی طرف اشارا ہے اور اِس کے بعد فیہ ہے جو کتاب کی طرف اشارا کرتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ مقام تفصیل پر فرق کیا گیا ہے اور اِس ذالک میں حرف لام داخل ہے اور یہی اِس مقام میں بُعد کے ساتھ آواز دیتا ہے اور ندا‌ء کا اِشارا اہل اللہ کے نزدیک بُعد کے سر پر ہے اور کیونکہ لام عالم وسط سے ہے تو جب صفت کے ساتھ قدیم سے حادث کا امتیاز کیا جائے گا تو یہی لام محل صفت ہو گا،

نیز مُفردہ کاف کے ساتھ بطورِ خاص مفرد کلام مُبدعات کے درمیان اشتراک واقع کرتا ہے،

ہم کتاب جمع و التفصیل سے اِس فصل میں ارشاد خُداوندی اَخلَع نَعلَیکَ کے بیان میں اس پر سیر حاصل کلام کریں گے

اخلع لام، میم اور باقی صفات سے مُنزّہ الف اور پھر ذال کے درمیان ہے اور یہ کتاب دُوسرے فرق کا محل ہے تو لام کے درمیان یہی صفت فرقِ اوّل کا محل ہے، الف کے ساتھ کتاب کو پڑھنا یہ محلِ جمع ہے تاکہ خطاب کے ساتھ دُوسرے فرق کا وہم نہ ہو تو یہ کبھی حقیقت کی طرف نہیں پہنچے گا، دونوں کے

www.maktabah.org

الف کے ساتھ فصل ہے تو یہ ذال اور لام کے درمیان پردہ کھنچا ہُوا ہے، ارادت ذال لام کی طرف وصُول ہے پس اِس کے لئے الف قائم ہُوا مجھے کہا کہ میرے ساتھ مل جا، لام کی ارادت ذال کو اُس کی امانت لوٹانے کے لئے اُس سے ملی تو الف اُس کے آڑے آگیا اور اُس نے اُسے کہا میرے ساتھ مُلاقات کر دونوں کے مُنہ وجُود کی طرف. جمع اور تفصیل سے دیکھتے ہیں اور توحید پائی جاتی ہے اُس کا ساتھی اُس سے الگ نہیں البتہ ایک اعداد اگر دو ہیں تو اُسے کبھی نہیں پائیں گے جو واحد کی طرف اُس کی مثل مضاف نہیں اور وُہ دو ہیں تو تین دُرست نہیں جب تک دو پہ ایک کو زائد نہ کیا جائے گا اور یہ امر لامتناہی کی طرف لے جائے گا پس ایک عدد نہیں بلکہ عینِ عدد یعنی اُس سے عدد ظاہر ہوتا ہے تمام عدد ایک ہے اگر الف واحد کو کم کر دیا تو اِسم الف اور اُس کی حقیقت معدوم ہوگی اور دُوسری حقیقت نمودار ہو جائیگی اور یہ نوسو ننانوے ۹۹۹ ہیں اگر اِن میں سے ایک کم ہو تو اُسکی ذات ختم ہو جائے گی چنانچہ جس چیز سے واحد معدُوم ہو گیا وُہ چیز ختم ہو گی اور جہاں واحد ثابت ہوگا وہاں وُہ چیز ثابت ہو گی"

ذا اور الکتاب

اگر تحقیق سے دیکھے تو اسی کا نام توحید ہے وھو مَعَکُم اَینَما کُنتُم. یعنی تُم جہاں کہیں بھی ہو وُہ تمہارے ساتھ ہے"

تو کہا ذا حرف مُبہم ہے، اِس مُبہم کے درمیان اُس کے ارشاد کے ساتھ "الکتاب" ہے اور یہ حقیقتِ ذا ہے، اور الکتاب پر جو ذال ہے یہ معرفہ اور عہد کیلئے ہے اور یہ دونوں الف اور لام، الم سے ہیں، اور جو کچھ الم میں ہے وُہ ان دونوں کے علاوہ دُوسری وجہ سے ہے تو یقیناً یہ دونوں یہاں پر محلِّ جمع میں ہیں

www.maktabah.org

اور دونوں ہی یہاں ابواب تفصیل کے پہلے باب سے ہیں،

لیکن یہ بطور خاص اسی سورت کے اسرار کی تفصیل سے ہے اس کے علاوہ دوسری سورتوں سے نہیں،

عالم وجود میں ترتیب حقائق بھی یہی ہے

پس ،، ذالک الکتاب،، کتاب مرقوم ہے، کیونکہ اُمہات الکتب تین ہیں ۱، کتاب مرقوم ،۲، کتاب مسطور، ۳، کتاب مجہول،

ہم نے باب نو۹ کتاب ،،تدبیرات الہیہ فی اصلاح المملکۃ الانسانیہ،، میں کتاب اور کاتب کے معنوں کی تشریح کی ہے تو اُسے وہاں دیکھیں،

ہم کہتے ہیں ذوات اور اُس کے معنوں کا اتحاد ہے تو اُس کے ساتھ دو ذاتوں کے مابین لازماً اسم وصف کا فرق ہوگا، پس کتاب مرقوم رقم سے اور کتاب مسطور سطر سے موصوف ہوتا ہے اور کتاب مجہول وُہ ہے جس سے صفت سلب ہو یہ چیز دو وجہوں سے خالی نہیں یا تو وُہ صفت ہوگی اگر یہ ہے تو اُسکی صفت نہیں یا اگر ذات ہے تو اُسکی صفت نہیں ہوسکتی جبکہ کشف یہ بتاتا ہے کہ وُہ صفت ہے اور اُسکا نام علم ہے اور کلمات حق کا مقام قلوب ہیں،،

کیا آپ نے اسے نہ دیکھا کہ کہتے ہیں ،،الم تنزیل الکتاب،، یعنی کہدے کہ وُہ اس کے علم کے ساتھ نازل ہوا ہے، ذالک کا کاف کا خطاب صفت علم کے ساتھ ہے، اور یہ اُس کے نزول کے ساتھ لام مخفوضہ ہے کیونکہ اُس کے ادراک سے منزّہ ہے، کاف کے لئے کہا کہ یہ کلمہ الہیہ ہے،،

ذالک الکتاب یعنی تجھ پر کتاب نازل ہوئی اور یہ میرا علم ہے تیرا علم نہیں، اہل حق کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس نے معرض ہدایت میں نازل کیا ہے جس نے میرے لئے تقویٰ اختیار کیا اور تو منزل ہے پس تُو اس کا محل ہے،

www.maktabah.org

ہر کتاب کے لئے لازماً اُم ہے اور اس کی اُم یہ کتاب مجہول ہے جس کی کبھی پہچان نہ ہوگی، کیونکہ یہ صفت کے ساتھ نہیں نہ تیرے لئے نہ احد کے لئے اور نہ ذات کے لئے، اگر تو چاہے کہ یہ محقّق ہو جائے تو عالم حصول میں کیفیت علم کی طرف دیکھ یا ناظر میں حصول صورت مرئی کی جانب نظر کر پس نہ یہ ہے نہ اس کا غیر ہے۔"

اس میں شک نہیں

لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن کے درجات و منازل کو حسب کلام دیکھیں جو اس کے بعد بیان ہوگا،

اب ہم تیری عقدہ کشائی کے لئے لاریب کے لام اور الف سے دو الفوں کی کی طرف رجوع کرنے کا قصد و تدبر کرتے ہیں، اس لئے کہ لام کی جڑ کی صورت مُتّقِیْن کے نون میں ظاہر ہے اور یہ الف لام کے دوسرے نام کے مؤخر ہے اور اس سے عبد کو اپنے نفس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے من عرف نفسہٗ عرف ربّہٗ، "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے رب کو پہچان لیا،

پس لام کی معرفت الف کی معرفت پر مقدّم ہے پس اس پر دلیل ہوگی انکا امتزاج نہیں جب تک دونوں ایک نہ ہو جائیں گے بلکہ دونوں میں سے بذاتہٖ ہر ایک واحد کے ساتھ ہے لہٰذا دلیل اور مدلول جمع نہیں ہو سکتے، لیکن دلیل کی وجہ سے جو کہ رابطہ ہے اور وہ الف کے ساتھ لام کے اتصال کا مقام ہے، پس دو الفوں کو ضرب دیں دونوں میں سے ایک الف آخر میں آپ کے لئے خارج ہیں درست ہے اور یہ حقیقت اتصال ہے، ایسے ہی قدیم میں حق حادث کی

www.maktabah.org

ضرب دیں آپ کے لئے خارج میں حادث دُرست ہوگا اور اُس کے خرُوج سے قدیم مخفی ہوگا اور یہ حقیقتِ اتصّال و اتحاد ہے،

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً[1] — اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا،

اور یہ نقیض ہے جس کا اشارا عاطس کے لئے جنیدؒ کے قول میں ہے کہ جب مُحدَث قدیم کے ساتھ قرین ہوگا تو اُس کے لئے اختلافِ مقام کا اثر باقی نہیں رہے گا کیا تو نہیں دیکھتا۔

لام الف کا اتصال لاریب فیہ سے کیسے ہے دو ذاتوں کی ابتداء کرسی سے ہے اور دونوں کے درمیان تو دو ذاتیں نمودار ہو گئیں پھر جب رجوع و وصول کا وقت آیا تو عرش نے اُن دونوں کو الگ الگ کر دیا اب "ال" اس شکل پر آ گیا تو اِس کی حقیقت کے ساتھ لام ظاہر ہوگا کیونکہ اس کے ساتھ مقام اتحاد واتصال میں اب پُورا نہیں جو اُس کی صُورت پر ہو گیا پس ہم نے لام سے نصف دائرہ نکالا جو عالم ترکیب ہے حس کی طرف لام میں الف پوشیدہ تھا پس دو الف باقی ہیں فرق ہے پس ہم ایک کو ایک میں ضرب دیں گے اور وُہ اُس کی ذات میں شے کی ضرب ہے پس اسکا نام جمع ہے اب ایک ہو گیا دوسرا احد نہیں ان میں سے ایک رِدا ہے اور وہ ظاہر ہے اور وُہ خلیفہ مبدَع ہے دال کی زبر سے اور دوسرا رِدا دیا گیا ہے اور وُہ پوشیدہ ہے اور وُہ مبدِع قدیم ہے گویا کہ ردا مرتدی ہو گیا اب رِدا پہننے والے کے علاوہ چادر کے اندر کوئی نہیں جانتا

پس اگر تو کہے ایک ہے تو تُو نے سچ کہا اور اگر کہے دو ذاتیں ہیں تو تو

---

[1] البقرہ آیت

www.maktabah.org

نے سچ کہا عین سے اور کشف سے اور اُس کے لئے اللہ کے ہاں خوبی ہو جس نے کہا،

رق الزجاج ورقت الخمر　　فتشا کلا فتشابه الامر
فکانما خمر ولا قدح　　وکانما قدح ولا خمر

شیشہ رقیق ہے اور شراب رقیق ہے جب دونوں کی شکل ایک ہو گئی تو معاملہ مشتبہ ہو گیا،
اب یہ حال ہے کہ شراب ہے اور پیالہ نہیں اور پیالہ ہے تو شراب نہیں،

ردا، مُرتدی

مگر رِدا ء کے ظاہر کو مُرتدی کبھی نہیں پہچانے گا مگر اُسکی ذات کے باطن کو لے گا اور وُہ اس کا حجاب ہے ایسے ہی علم کے سوا حق کو نہیں جانے گا جیسا کہ سوائے اُس کی تحمید کے حقیقت پر اُس کی حمد نہیں ہو گی، مگر تو اُسے اُسکے علم کی وساطت سے جانتا ہے اور وُہ تیرا حجاب ہے تو بیشک تو اُسے اُس علم کے سوا نہیں جانتا جو تیرے ساتھ قائم ہے،

علم و معلوم کے درمیان گہرا سمندر ہے

اگر تیرا عِلم معلوم کے مطابق ہے اور تیرا علم اُس سے قائم ہے تو وُہی تیرا مشہود اور تیرا معبود ہے اگر تو اسلوبِ حق پر چلتا ہے تو یہ مت کہہ تو نے معلوم کو جان لیا ہے بلکہ تو نے خبر کو جانا ہے اور تباین کے باوجود ایک گہرا سمندر ہے، جس میں داخل ہونا مشکل ہے بلکہ عبارت اور اشارے بھی اِس پر سوار نہیں ہو سکتے لیکن کثیر و دقیق کے پردوں کے پیچھے سے کشف اُس کا ادراک کرتا ہے، اُسے محسوس نہیں کیا جاسکتا، بے شک وہ اس

www.maktabah.org

وُہ اپنی باریکی کی وجہ سے بصیرت کی آنکھ سے فرض نہیں کیا جاسکتا اُس کا زیادہ ماہر وُہی ہے جس نے اُسے پیدا کیا،

قدیم تو بعید سے بعید تر ہے

اب دیکھیں! وُہ کہاں ہے جو کہتا ہے میں اس شے کو محدث یا قدیم شے سے جانتا ہُوں، بلکہ یہ امر محدث میں ہے اور قدیم تو بعید سے بعید تر ہے کیونکہ وُہ بے مثل ہے تو وُہ کہاں سے اُس علم کی طرف پہنچے یا کیسے حاصل کرے؟

اِس باب کی تیسری فصل میں اس مسئلہ کے بارے میں کلام آئے گا، تو رداء کا ظاہر مرتدی سوائے وُجود کی حیثت کے نہیں پہچانتا اِس شرط کے ساتھ کہ وُہ انتہائی شدتِ طلب کے ساتھ اُس کی طرف رجوع کرے کیونکہ علت کی معرفت جذب کی معرفت نہیں، اور یہ اہلِ جنت کی آخرت میں رؤیت ہے، اور یہ اُس وقت بغیر وقت کے تجلی ہے،

اِس کتاب کے باب جنت میں اِس کے بارے میں کلام آئے گا اور یہ مقام وُہ تفرقہ ہے، مگر اہلِ حقائق رداء کا باطن ہیں تو وُہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشاہدہ کرنے والے ہیں اور وُہ مشاہدہ کرنے والے ہونے کے باوجود اُنکا ظاہر کرسی صفات میں ہے انہیں باطنی بشارت کے ساتھ اِتصال کی نعمت کا اِنعام دیا جاتا ہے،

فاعل و مفعول نہ تھا

اُسکے مبتداء ہونے میں جب بسم اُس کا فاعل نہیں ہوگا تو نہ فاعل ہوگا اور نہ مفعول ہوگا چنانچہ اُسکا فاعل ہونا درست نہیں ہوگا کیونکہ اُس کا فرمان ہے کہ اِس میں شک نہیں، اور اگر فاعل ہوگا تو شک واقع ہوگا۔

www.maktabah.org

کیونکہ فاعل اُس کی منزل ہے وُہ نہیں"

تو جو اُس کی صفت کے ساتھ نہیں اُس سے کیسے منسُوب ہو کیونکہ مقام ذال بھی اِس سے منع کرتا ہے تو بے شک وُہ حقائق سے تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور حرُوف کے ساتھ ملا ہُوا نہیں جب اُس پر مقدم ہو جیسا کہ الف اور اُس کے قبیل سے دال، را، زا، اور واؤ اور اِس پہ بھی مفعول نہیں کہتے جس کے فاعل کا نام نہیں، کیونکہ اُس کی ضرُورت ہے کہ اُس سے پہلے ایک کلمہ آئے جو ایک مخصوص بنیاد پر ہو اس کا محل علم نحو ہے، پس اب کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اِس کے اُسے مُبتداء تسلیم کریں اور مُبتدا وہ ہے جس کا کسی کو پتہ نہیں"

الستُ بربکم اور قالُوا بلیٰ سے پہلے کا حال کسی کو معلوم نہیں اب ہر مُبتداء کی یہ ضرورت ہے کہ اُس کی کوئی ابتداء ہو تو ہم کہتے ہیں ہاں! اِس پہ اُم الکتاب عمل کر رہی ہے"

اِشتراک وافتراق

پس یہی کتاب میں ابتدائے عامل ہے اور عامل پر حق ہیں اور جیسے اللہ پروردگار نے تخلیق کیا ہے "لہٰذا اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے" ان اشکرلی ولوالدیک، یعنی میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر کر اِس میں تیری طرف اشارا ہے پھر کہا میری طرف پھر آنا ہے، پس تو واحد ہے تو مقام تفرقہ سے شکر ہے، جیسا کہ تجھے لازم ہے کہ رداءِ علم کا شکر ادا کرے کہ یہ مُرتدی سے وصال کا سبب ہے اور رداء سے اُس کی طرف لوٹنا ہے، اور تجھے ہر صورت میں مرتدی سے واصل ہونا ہے"

پس اس پر غور کر جو ہم نے اُسے کہا ذال اور الف کے درمیان فرق ہے

www.maktabah.org

اگرچہ مقامِ وحدانیتِ مقدسہ میں دونوں کا اشتراک ہے تو وہ حال اور مقام کے لحاظ سے قبل اور مقامِ لاحال کی وجہ سے بعد کی ہے"

تنبیہ! فرمایا ذٰالِکَ الکتاب

اور یہ نہ فرمایا، تِلکَ آیاتُ الکتاب"، پس کتاب جمع کے لئے ہے اور آیات کے لئے ذالکَ مذکر واحد ہے اور تلکَ واحد مؤنث پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے یا ذٰالکَ الکتاب فرما کر فرق سے قبل اولاً قطعی طور پر وجودِ جمع کے لئے اشارا فرمایا پھر آیات میں فرق پیدا کیا جیسا کہ تمام اعداد واحد میں جمع ہیں جیسا کہ ہم نے اُسے تقدیم دی پھر جب ہم نے اُسے ساقط کیا اُس عدد کی حقیقت معدُوم ہو گئی اور امرِ وجود میں الف کے لئے کچھ باقی نہ بچا جب ہم اُسے میدان میں لائے تو وُجود میں الف میدان میں آیا"

قُوّتِ عجیب

اِس قوتِ عجیبہ کی طرف دیکھ اِسے وُہ حقیقتِ واحد عطا کی گئی ہے جو اس کثرت میں ظاہر گئی جو لامتناہی کی طرف جاتی ہے، اور وُہ اپنے نفس اپنی ذات اور اپنے اِسم میں اکیلا ہے پھر اُس نے آیات میں فرق پیدا کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّآ اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ[1] — ہم نے اِسے مبارک رات میں نازل فرمایا

پھر فرمایا!

فِیھَا یُفرَقُ کُلُّ اَمرٍ حَکِیمٍ[2] — اس میں ہر حکمت والے امر میں فیصلہ ہے

---

[1] الدُخان آیت ۳ [2] الدخان آیت ۴

www.maktabah.org

توجس کی ابتداء جمع سے ہے وہ ہر چیز ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ[1] اور ہم نے اُس کے لئے تختیوں میں ہر چیز سے لکھ دیا،

"فی الالواح" مقام فرق ہے "من کل شیٔ" جمع کی طرف اشارا ہے، موعظت اور تفصیل کو فرق کی طرف اور کُل شیٔ کو جمع کی طرف لوٹتا ہے پس کُل موجود کونسا موجود ہے تو یہ عموم ہونے سے خالی نہیں مگر عین الجمع یا عین الفرق میں ہوگا غیر میں نہیں"

جیسا تھا ویسے ہے

ان دونوں موجود حقیقتوں سے پردہ اُٹھانے کے سوا کوئی راستہ نہیں، اور یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہونگی، پس حق اور انسان جمع کی عین اور عالم تفرقہ میں ہے، یہ کبھی جمع نہیں ہو سکتا، جیسا کہ نہ حق کبھی الگ ہو گا اور نہ انسان کبھی الگ ہو گا،

پس اللہ تعالیٰ سبحانہ کے لئے ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات اور اسماء کے ساتھ اپنے ازل میں ہمیشہ سے ہے اس پر تجدید حال نہیں اور نہ اُس کے لئے عالم تخلیق سے وصف ہے نہ یہ اس سے قبل اُس پر تھا،

بلکہ وہ اب بھی اُس پر ہے جس پر کائنات کے وجود سے پہلے تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور یہ قول کہ وہ اب بھی اُس پر ہے جس پر پہلے تھا، ہے اور جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا اور حدیث

---

[1] الاعراف ۱۴۵

www.maktabah.org

میں درج ہے تو اُن کا مقصود اُس کی اُس صفت کو بیان کرنا ہے جو اُس کے لئے وجود عالم سے پہلے واجب تھی اور وُہ اِس پر اور عالم موجود پر ہے اور ایسے ہی یہ حقائق جو اس پر واقف ہونے کے ارادہ کے موقعہ پر تھے "

اُس کا ارشاد "ذالک" اصل میں تذکیر ہے اور وُہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اُس کا فرمان تلک فرع میں تانیث ہے اور یہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں،

ہم نے اِس فصل میں کتاب جمع والتفصیل فی معرفت اسرار التنزیل تصنیف کی اُس میں ہم نے اِس قول پر سیر حاصل کلام کیا ہے "

تذکیر ذالک و تانیث تلک

پس حضرت آدم علیہ السلام جمیع صفات کے لئے اور حضرت حوا تفریق ذوات کے لئے ہیں کیونکہ یہ فعل و بذر کا محل ہے " ایسے ہی یہ آیات احکام و قضایا کا محل ہیں اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذالک اور تلک کے معنوں کو اپنے اِس ارشاد میں جمع فرمایا ہے "

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ[1]

پس حروف الم تین رقم ہوتے ہیں اور یہ اِس کے عالم کا اجتماع ہے تو بیشک اِس میں ہمزہ ہے اور یہ عالم اعلیٰ سے ہے اور لام عالم وسط سے ہے اور میم عالم اسفل سے ہے تو یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے الم میں برزخ، دارین، رابطہ اور دو حقیقتوں کو جمع فرما دیا ہے "

اور یہ اُس لفظ غیر تکرار کے حرُوف سے نصف پر ہے اور تین پر بغیر تکرار

---

[1] ص ۳ آیت ۲۰

www.maktabah.org

کے اور ان پردوں میں سے تین کا تیسرا حصہ ہے اور یہ تمام تر اسرار ہیں جنکی اتباع ہم نے کتاب المبادی والغایات اور کتاب الجمع والتفصیل میں کی ہے، چنانچہ اس میں الم البقرہ کے اسی قدر کلام پر اکتفا کریں،

بعد ازاں ہمیں اس قید کو چھوڑنے کی طرف رغبت ہوئی جو ہمیں کتاب اور کتابت میں ہمارے لئے متجلی تھی تو ہم پر بڑے بڑے ہیبتناک اور عجیب امور نمودار ہوئے چنانچہ ہم نے کاپی پھینکی اور عالم کی طرف بھاگ آئے تو اس میں کمی واقع ہوگئی،

اور جس وقت ہم نے دوسرے دن اس تجلی سے تقیید کی طرف رجوع کیا اور اس میں رغبت قبول کی اور وہ ہم پر رک گئی اور ہم نے حروف میں سے ایک ایک حرف پر کلام کیا جیسا کہ ہم نے اس باب کے آغاز میں ایجاز و اختصار کی خواہش میں اس کے لئے شرط رکھی تھی، اور اللہ ہی حق کہلاتا ہے اور راستہ دکھاتا ہے پانچویں جز ختم ہوئی الحمد للہ رب العلمین،

www.maktabah.org

حُروف کا تفصیلی تعارف

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف میں کیا ہے؟

ألف الذات تنزهت فهل — لك فی الاکوان عین ومحل
قال لاغیر التفاتی فأنا — حرف تأبید تضمنت الازل
فانا العبد الضعیف المجتبی — وأنا من عز سلطانی وجل

ذات کا الف پاکیزہ ترین ہو گا ۔ کیا تیرے لئے کائنات کے اندر کوئی عین کا محل ہے ؟ ۔
اُس نے جواب دیا میرے التفات کے سوا کوئی نہیں ، میں ہی حرفِ تائید اور ازل کو شامل ہوں ۔
میں ایک ضعیف و پسندیدہ عبد ہوں اور سُلطان کی عزت و جلال سے خوفزدہ ہوں ۔

حقائق سے معمولی شغف رکھنے والا جانتا ہے کہ الف حرُوف میں سے نہیں لیکن اُس کا عام نام حرف ہے ، جب محقق اُسے حرف کہتا ہے تو ہم کہتے ہیں یہ عبارت میں تجاوز ہے اور مقامِ الف جمع کے مقام پر ہے ، اِس کے لئے اسماء سے اِسم اللہ اور صفات سے قیُومیّت ہے ۔

اسمائے افعال ! اِس کے لئے اسمائے افعال سے یہ نام ہیں ، مبدی ، باعث ، واسع ، حافظ ، خالق ، باری ، مصوّر ، وہاب ، رزاق ، فتاح ، باسط ، معز ، معید ، رافع ، محیی ، والی ، جامع ، مغنی ، نافع ۔

www.maktabah.org

اسمائے ذات! اِس کے لئے اسمائے ذات میں سے یہ نام ہیں، اللہ، رب، ظاہر، واحد، اول، آخر، صمد، غنی، رقیب، متین اور حق"

حروف لفظی! اِس کے لئے حروفِ لفظی یہ ہیں "ہمزہ، لام، فا،"

حروف بسائط اِس کے لئے بسائط سے یہ حروف ہیں "زا، میم، ھا، فا، لام اور ہمزہ"

مراتب! اِس کے لئے تمام مراتب ہیں اور اِس کا ظہور چھٹے مرتبے میں ہے"

غلبہ! اس کے غلبے یا تسلط کا ظہور نباتات میں ہے،

قبیلہ! اس مرتبہ میں اِس کے قبیل سے ھا اور لام، ہیں،

حرف اِلف کے لئے حرفوں کا تمام جہان اور اُس کے مرتبے ہیں نہ یہ حرفوں کے جہان میں ہے اور نہ اُس سے خارج ہے، یہ دائرے کا نقطہ بھی ہے اور اُس پر محیط بھی نیز یہ عوالم اور اُن کے بسائط کا مرکب ہے۔

ہمزہ میں کیا ہے؟

همزة تقطع وقتا وتصل   كل ماجاورها من منفصل
فهي الدهر عظيم قدرها   جل ان يحصره ضرب المثل

ہمزہ کبھی قطعی اور کبھی وصلی ہوتا ہے، اگر کوئی منفصل لفظ آئے گا تو یہ اِس کے اندر پورا زمانہ یہ عظیم القدر ہے اِسے کسی ضرب المثل میں محصور کرنا بہت مشکل ہے"

جہان مخارج ہمزہ اُن حروف سے ہے جن کا جہان عالم شہادت وملکوت ہے، اور مخارج انتہائے حلق ہے"

مرتبۂ عدد! اِس کے لئے عدد اور گنتی میں کوئی حصہ نہیں"

حُروف بسائط! اِس کے لئے بسائط سے یہ حروف ہیں، فا، میم، زا، الف اور یا،

www.maktabah.org

جہان و فلک ! اس کا جہان عالم ملکوت اور فلک چوتھا ہے اور اس کے فلک کا دورہ نو ۹ ہزار سال ہے۔

مرتبہ ! اس کے لئے مراتب سے چوتھا، چھٹا اور ساتواں مرتبہ ہے۔

ظہور تسلط ! اس کے تسلط کا ظہور، جنات و نباتات اور جمادات میں ہے۔

حروف ! اس کے لئے وقف میں یہ حروف ہیں، ھا، میم اور زا ہیں اور تا اوپر سے دو نقطوں کے ساتھ وصل میں اور تنوین قطع میں تھے۔

ناموں سے ! اس کے لئے اسما میں سے وہ ہے جو الف واؤ اور با کے لئے ہے پس تکرار سے مستغنی ہے۔

اسمائے صفات ! اسمائے صفات سے اس کے لئے ان اسما کے ساتھ اختصاص ہے، قہار، قاہر، مقتدر، قوی، قادر

مزاج و عنصر ! اس کا مزاج گرم تر اور عنصر آگ ہے۔

پورا یا نصف حرف ! اس امر میں اختلاف کرتے ہیں کہ کیا یہ تحریر میں پورا حرف ہے یا نصف تاہم تلفظ میں اس کے پورا حرف ہونے میں تمام متفق ہیں اور کسی کو اختلاف نہیں۔

وہ جو حرف ھا میں ہے

ھاء الھویۃ کم تشیر لکل ذی انیۃ خفیت لہ فی الظاھر
ھل لامحقت وجود رسمک عندما تبدو لاولہ عیون الآخر

یا ! ہویت کی ہے تو اس کی طرف کب تک اشارہ کرتا رہے گا جو ظاہر میں مخفی ہے۔
تو نے کیوں نہ اپنے وجود کے نشان کو مٹا دیا جب اس کے اول کے لئے آخر میں آنے والوں کی آنکھیں کھلی ہونگی۔

جاننا چاہیئے کہ حرف ھا حروف غیب سے ہے اور اس کا مخارج

www.maktabah.org

اقصیٰ حلق ہے۔

عددو بسائط! اس کا عدد پانچ ہے اور بسائط سے اس کے لئے یہ حروف ہیں الف، لام، ہمزہ، میم اور زای

جہان و فلک! اس کا جہان عالم ملکوت اور فلک چوتھا ہے، اس کے فلک کی حرکت کا زمانہ نو ہزار سال ہے۔

طبقہ! اس کے لئے طبقات سے خاص اور خاص الخاص طبقہ ہے۔

مرتبہ و ظہور! اس کے لئے مراتب سے چھٹا مرتبہ ہے اور اس کے تسلط کا ظہور نباتات میں ہے اور اس کے آخر پہ جو پایا جاتا ہے وہ گرم تر ہے اس کے بعد وہ سردی اور خشکی کی طرف پھر جاتا ہے۔

حرکات! اس کے لئے سیدھی اور ٹیڑھی حرکات ہیں اور یہ حروف اعراق یعنی جڑ والے حرفوں سے ہے۔

کامل و تفرّد! اس کے لئے امتزاج ہے یہ کاملوں سے اور عالم انفراد سے ہے۔

مزاج و عنصر اس کا مزاج عطارد کی طرح، سرد، خشک اور گرم تر ہے، اس کا بڑا عنصر مٹی اور چھوٹا عنصر ہوا ہے۔

حروف! اس کے لئے حروف ہیں الف اور ہمزہ ہے،

اسمائے ذاتیہ! اس کے لئے اسمائے ذاتیہ سے یہ نام ہیں، اول، آخر، ماجد مومن، مُہیمن، مُتکبّر، متین، اُحد اور ملک،

اسمائے صفاتیہ! اس کے لئے اسمائے صفاتیہ یہ ہیں، مُقتدر اور مُحصی۔

اسمائے افعال! اس کے لئے اسمائے افعال سے یہ ہیں، لطیف، فتاح، مبدی، مجیب، مُقیت، مُصوّر، مُذل، مُعزّ، مُحیی، مُمیت، مُنتقم، مقسط، مُغنی، مانع،

www.maktabah.org

اور اس کے لئے انتہائے طریق ہے۔

جو عین مہملہ میں ہے

عین العیون حقیقة الایجاد | فانظر الیه بمنزل الاشهاد
تبصره ینظر نحو موجد ذاته | نظر السقیم محاسن العوّاد
لا یلتفت أبدا لغیر الٰهه | یرجو ویحذر شیمة العباد

عیون کا عین ایجاد کی حقیقت ہے اس کی طرف نظر کر یہ شہود کی منزل نہیں۔
اُسکے موجد کو غور سے دیکھ۔ بیمار کی نظر عیادت کرنے والوں کی خوبیوں میں شامل ہوتی ہے،
وہ غیر اللہ کی طرف ملتفت نہیں ہوتی۔ بتوں کے شُبے سے ڈرتی بھی ہے اور اُمید بھی کرتی ہے،

جہان: جاننا چاہیئے کہ عین عالم شہادۃ وملکوت سے ہے اور اس کا مخرج وسطِ حلق ہے۔

عدد: اس کے لئے عدد جمل سے ستر کا ہندسہ ہے۔

حروف بسائط: اس کے لئے بسائط سے یا، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں۔

فلک: اس کے لئے دوسرا فلک ہے اور اس کے فلک کی حرکت کا زمانہ گیارہ ہزار سال ہے،

طبقہ: اس کے لئے طبقاتِ عالم سے خاص اور خاص الخاص طبقہ ہے۔

مرتبہ و تسلّط: اس کے لئے مراتب سے پانچواں مرتبہ اور اس کے تسلط کا ظہور چوپایوں میں ہے اس سے حرارت و رطوبت پائی جاتی ہے۔

حرکات: اس کے لئے اُفقی حرکات پائی جاتی ہیں اور وہ ٹیڑھی ہیں۔

جہان: یہ حروف اعراف سے ہے اور وہ حروفِ خالص سے ہے اور وہ

www.maktabah.org

کامل ہے اور وہ عالم انسان ثنائی ۲ سے ہے

مزاج ! اس کا مزاج گرم تر ہے ،

حروف اس کے لئے حروف یا اور نون ہیں

اسمائے ذاتی اس کے لئے اسمائے ذاتی، غنی، اول اور آخر ہیں،

اسمائے صفاتی اُس کے لئے صفاتی نام یہ ہیں قوی، محصی اور حیی

اسمائے افعال ! نصیر، نافع، واسع، دہاب، والی

:.:

www.maktabah.org

حا مہملہ میں کیا ہے؟

حاء الحواميم سر الله فی السور	أخفى حقيقته عن رؤية البشر
فان ترحلت عن كون وعن شبح	فارحل الى عالم الارواح والصور
وانظر الى حاملات العرش قد نظرت	الى حقائقها جاءت على قدر
تجد لحائك سلطانا وعزته	أن لايدانى ولايخشى من الغير

حامیم کی حا سورتوں کے اندر مکان کا راز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کی آنکھ سے چھپالیا ہے۔

اگر تو کون اور عالم صورت سے عالم ارواح اور صور کی طرف کوچ کرے گا،،

پس تو حاملانِ عرش کو دیکھے گا اور حقیقتِ اشیاء تیرے سامنے ٹھیک ٹھیک نمودار ہوگی۔

تو اپنی حاء کیلئے عزت اور غلبہ حاصل کرے گا کیونکہ نہ تو وہ غیر کے قریب جاتا ہے نہ غیر سے ملتا ہے

اے دوست جاننا چاہیئے کہ حاء عالم غیب سے ہے مخارج سے اس کے لئے وسط حلق اور عدد آٹھ ۸ ہے۔

حروف بسائط الف، ہمزہ، لام، ہا، فا، میم، نا

جہان و فلک، عالم ملکوت، دوسرا فلک، اس کے فلک کی حرکت کا دور گیارہ ہزار سال ہے۔

مرتبہ، یہ خاص اور خاص الخاص ہے اس کے لئے ساتواں مرتبہ ہے،

ظہور تسلط، اس کے تسلط کا ظہور جمادات میں ہے،،

مزاج و عنصر، اس سے سردی اور رطوبت پائی جاتی ہے اس کا عنصر پانی ہے۔

حرکات اس کی حرکات ٹیڑھی ہیں اور وہ حروف الاعراق ہیں اور یہ بلا امتزاج خالص ہے اور اس کے ملنے سے کامل کا ترفع ہوتا ہے۔

عالم و طبع یہ عالم انسانی ثلاثی ۳ سے ہے اور اس کا مزاج برودت اور تری ہے،، اس کے لئے حروف الف اور ہمزہ ہیں۔

www.maktabah.org

ذاتی اسماء اللہ، اول، آخر، ملک، مومن، مہیمن، متکبر، مجید، متین، متعالی، ادر عزیز،

اسمائے صفات، اِس کے لئے اسمائے صفات المُقتدر اور المحصی ہیں،

اسمائے افعال، لطیف، فتاح، مبدی، مجیب، مقیت، مُصوّر، مُذل، مُعز، مُعید، محیی، ممیت، مُنتقم، مقسط، مُغنی، مانع، اور اِس کے لئے ابتدائے طریق کیلئے ہے،

جو غین منقوطہ میں ہے،

الغين مثل العين فی أحواله	الاتجليه الاطم الاخطر
فی الغين أسرار التجلی الاقهر	فاعرف حقيقة فيضه وتستر
وانظر اليه من ستارة كونه	حذرا على الرسم الضعيف الاحقر

غین بھی اپنے تمام احوال میں عین کی مثل ہے اور خطیر و اہم تجلیات کی حامل ہے۔

غین میں غالب آنے والی تجلیوں کے اسرار ہیں، تو اُسکے فیض کی حقیقت لوگوں سے چھپائے،

تو اُسے کائنات کے پردے میں دیکھ اور کمزور و حقیر نشان سے پرہیز کر۔

جاننا چاہیئے اللہ تبارک و تعالیٰ اِس کی رُوح سے تیری مدد فرمائے غین منقوطہ عالم شہادت و ملکوت سے ہے اور اِس کا مخرج حلق کے قریب مُنہ کی طرف ہوتا ہے،

عدد ہمارے نزدیک اور اہل اسرار کے نزدیک اِس کا عدد نوسو ۹ ہے جب کہ اہل الواسے کے نزدیک اِس کا عدد ایک ہزار ہے اور یہ سب جمل کبیر کے حساب سے ہے،

بسائط اِس کے بسائط یا، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں،

فلک، اِس کا فلک دوسرا ہے اور اُس کی حرکت گیارہ ہزار سال میں پوری ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

طبقہ وظہور، اس کا عام طبقہ سے امتیاز ہے، مرتبہ پانچواں اور تسلط کا ظہور چوپایوں میں ہے،

مزاج و عنصر، اس کا مزاج سرد مرطوب اور عنصر پانی ہے اور اس سے ہر برودت و رطوبت پائی جاتی ہے،

حرکات اس کی حرکت معوجہ ہے اور اُس کے لئے خلق و کرامات اور احوال خالص اور دوسرا مُونس کامل ہے اُس کے لئے ذاتی انفرادیت ہے،

حروف اِس کے لئے حروف میں سے یاء اور نون ہیں،

اسمائے ذاتی، غنی، علی، اللہ، اول، آخر، واحد

اسمائے صفاتی، حی، محصی، قوی،

اسمائے افعال، نصیر، وافی، واسع، والی، وکیل اور یہ ملکوتی ہے،

جو خاء منقوطہ میں ہے

الخاء مهما أقبلت أو أدبرت	أعطتك من أسرارها وتأخرت
فعلوّها يهوي الكيان وسفلها	يهوي المكوّن حكمة قد أظهرت
أبدى حقيقتها مخطط ذاتها	فتدنست وقتا وثم تطهرت
فاعجب لها من جنة قد أزلفت	في سفلها ولهيب نار سعرت

خاء جب کبھی بھی آگے یا پیچھے ہو تو تجھے اپنے اسرار عطا کرے گی اور مؤخر ہو جائے گی ظہور حکمت میں اُسکی بلندی کائنات کو نیچے کر دیتی ہے اور پستی کائنات کے اُوپر بلند ہو جاتی ہے اُس نے اپنی حقیقت ظاہر کی جو اُسکی ذات کی تفصیل بیان کر رہی تھی جو کبھی میلی اور کبھی مصفا ہو جاتی تھی وہ جنت کتنی عجیب ہے جو قریب رہ جائے اور کتنے عجیب ہیں وہ آگ کے شعلے جو بھڑکائے جائیں گے۔

جاننا چاہیئے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، خاء عالم غیب و ملکوت سے

www.maktabah.org

ہے اس کا مخرج حلق کا وُہ حصہ ہے جو منہ سے مِلا ہُوا ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد چھ سو اور بسائط، ہمزہ، لام، فا، ھا، میم اور زا ہیں

فلک و مرتبہ اس کا فلک دُوسرا جس کا دَور دس ہزار سال ہے اور عام سے ممتاز ساتواں مرتبہ ہے۔

ظہور و مزاج اس کے تسلّط کا ظہور جمادات میں ہے اس کے سر کا مزاج برودت و یبُوست اور باقی جسم کی طبع حرارت و رطوبت ہے۔

عنصر اس کا بڑا عنصر ہوا اور چھوٹا عنصر مٹی ہے اور جو کچھ طبائع اربعہ میں پایا جاتا ہے اس میں سب جمع ہے۔

حرکات اس کی حرکت ٹیڑھی ہے اس کے لئے احوال و خلق اور کرامات امتزاجیہ کامل ہے جو اس کے اتصال کے ساتھ اس کی ذات پر اُٹھائی جاتی ہے اس کے لئے مُونس مثلّث ہے، حرُوف سے اس کے لئے علامت ہمزہ اور الف ہے۔

اسماء اس کے لئے ذاتیہ، صفاتیہ اور فعلیہ وُہ تمام اسماء ہیں جن کے اوّل میں زا یا میم ہے جیسا کہ ملک، مقتدر اور مُعز یا وُہ اسماء جن کے شروع میں ھا ہے جیسا کہ ہادی اور وہ اسماء جن کے شروع میں فاء ہے جیسا کہ فتاح یا وُہ اسماء جن کے شروع میں لام ہے جیسا کہ لطیف یا ہمزہ جیسا کہ اوّل۔

قاف میں کیا ہے؟

القاف سرٌ كماله في رأسه   وعلوم أهل العرب مبدأ قطره
والشوق يثنيه ويجعل غيبه   في شطره وشهوده في شطره
وانظر الى تعريقه كهلاله   وانظر الى شكل الوديس كبدره
عجبا لآخر نشأة هو مبدأ   لوجود مبدئه ومبدأ عصره

www.maktabah.org

قاف کے کمال کا بھید اس کے سر میں ہے اور اہل عرب کے علوم اُس کے قُطر کا مبداء ہیں ،

شوق اس کی تعریف کرتا ہے اس کی ایک جانب غیب اور دُوسری طرف شُہود ہے ،

اُس کے نیچے کا حصہ ہلال کی طرح اور اُوپر کا جسم بدر کی مانند ہے ،

اس کا ظہورِ آخر جو کہ مبداء ہے عجیب ہے اُس کے وجود کے لئے اس کا مبداء ہے اور مبداء اُس کا زمانہ ہے ،

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ قاف عالم شہادت و جبرُوت سے ہے اِس کا مخرج زبان کا آخری حصّہ اور جو اُس کے اُوپر تالُو سے ہے

عدد و بسائط اِس کے عدد ایک سو اور بسائط ، الف ، فا ، ہمزہ اور لام ہیں

فلک و مرتبہ اِس کا فلک دُوسرا اور اِس کی حرکت دس ہزار سال ہے اِس میں خاص اور خاص الخاص امتیاز ہے اِس کا مرتبہ چوتھا اور تسلّط کا ظہُور جنّات میں ہے ،

مزاج و عنصر اِس کا مزاج اوّل اُمہات اِس کا آخر گرم خُشک اور اِس کا تمام مزاج بارد و مرطوب ہے اور اِس کا عُنصر پانی اور آگ ہے ،

حرکت و مونس اِس سے اِنسان اور عنقاء پایا جاتا ہے اس کے لئے احوال ہیں اِس کی حرکت امتزاجیہ اور دوسرے مُونس سے مُمتزج اور علامت مشترکہ ہے

حرُوف و اسماء حرُوف میں سے اِس کے لئے الف اور فا ہیں اور اسماء میں سے ہر اُس حرف کا مرتبہ ہے جو اس کے آغاز میں اُس کے حرُوف بسائط ہیں اس کے لئے اہل اسرار کے نزدیک ذات اور اہل انوار کے ہاں ذات و صفات ہے ،

جو کاف میں ہے

کاف الرجاء یشاھد الاجلالا من کاف خوف شاھد الافضالا

فانظر الی قبض و بسط فیھما یعطیك ذاصدًا وذاك وصالا

www.maktabah.org

الله قـد جلى لذا اجـلاله　　ولذاك جلى من سـناه جمالا

رجاء کا کاف جاہ و جلال کا مشاہدہ کرتا ہے اور خوف کے کاف سے فضل و کرم کا مشاہدہ کرتا ہے۔
اس کے قبض و بسط کو دیکھ! اس میں دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک چیز تجھے فراق اور دوسری وصال دے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنا جلال ظاہر کیا ہے اور اس کی روشنی میں جمال بھی نمودار کر دیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ کاف عالم غیب و جبروت سے ہے اس کا مخرج قاف کا مخرج ہے اور اس کا بیان اسفل سے کیا گیا ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد بیس۲۰ اور بسائط الف، فا، ہمزہ اور لام ہیں۔

فلک اس کے لئے دوسرا فلک ہے اور اس کے فلک کی حرکت گیارہ ہزار سال ہے نیز یہ کہ خاص اور خاص الخاص متمیّز ہے

مرتبہ و عنصر اس کا مرتبہ چوتھا ہے اور اس کے تسلط کا ظہور جنات میں ہے جو کچھ گرم خشک میں ہے وہ اس میں پایا جاتا ہے اس کا عنصر آگ اور مزاج حرارت و یبوست ہے۔

مقام و حروف اس کا مقام ابتدا، حرکت امتزاجیہ اور اصل سے ہے خالص کامل اہل انوار کے نزدیک اس کا اتصال اُٹھ جاتا ہے جب کہ اہل اسرار کے نزدیک نہیں اُٹھتا۔ مفرد موحش ہے اس کے لئے حروف میں سے وہ ہے جو قاف کے لئے ہے اور اسماء میں سے اس کے لئے ہر وہ اسم ہے جس کے آغاز میں حروف سے ہر حرف کے بسائط و حروف ہیں۔

ضاد معجمہ میں کیا ہے؟

فی الضاد سر لو أبوح بذکره　　لرأیت سر الله فی جبروته

www.maktabah.org

فانظر الیـــه واحـــدا وکماله   من عــــده فی حضرتی رحموته
وامامه اللفظ الذی بوجوده   أسری به الرحمن من ملکوته

ضاد میں ایک راز ہے جو ظاہر ہو جائے تو تو سرّ الٰہی کو اس کے جبروت میں دیکھ۔
اُس کی طرف دیکھ بادہ واحد ہے اور اس کا کمال اس کے عدد عالم رحموت میں ہے۔
اس کے سامنے وہ لفظ ہے جس کے وجود سے رحمن نے اپنے بندے کو ملکوت کی سیر کرائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ ضاد معجمہ حروف شہادت وجبروت میں سے ہے اس کا مخرج حافہ زبان کا شروع اور وہ جو اس کے ساتھ ڈاڑھ سے ملا ہوا ہے۔

عدد و بسائط اس کا عدد ہمارے نزدیک نوّے ۹۰ اور اہل انوار کے نزدیک آٹھ سو ۸۰۰ ہے اور اس کے بسائط، الف، دال یا بسہ ہمزہ، لام اور فا ہیں۔

فلک و طریق اس کے لئے دوسرا فلک ہے اور اس کے فلک کی حرکت گیارہ ہزار سال ہے عام میں امتیاز کرتا ہے اور اس کا طریق وسط ہے۔

مرتبہ و مزاج اس کا مرتبہ پانچواں، تسلط کا ظہور چوپایوں میں، مزاج سرد تر، عنصر پانی، اس سے جو بھی پایا جائے گا وہ سرد اور مرطوب ہو گا۔

حرکت اس کی حرکت امتزاجیہ ہے اس کے لئے خلق اور احوال وکرامات خالص ہے اور دو مونث سے کامل ہے اس کی علامت فردیت ہے۔

حروف اسماء اس کے لئے حروف میں سے الف اور دال ہیں اور اسماء میں سے وہ ہے جو ہم نے آپ کو اس کے پہلے حرف میں بتایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تشریح مختصر ہو اور اللہ ہی مددگار ہدایت دینے والا ہے۔

جو کچھ جیم میں ہے

الجیم یرفع من یرید وصاله   لمشاهد الابرار والاخیار

www.maktabah.org

فهو العبیـد الفن الا انه | متحقق بحقیقـة الایثار
یرنو بغایتـه الی معبوده | وببـدئه یمشی علی الآثار
هومن ثلاث حقائق معلومة | ومزاجه برد ولفح النار

جیم ابرار و اخیار کے مشاہدہ کے لئے جو اس کا وصال چاہے اُسے بلند کر دیتی ہے۔

اگر یہ حقیقتِ ایثار سے متحقق ہو جائے تو ایک تابعدار غلام ہے۔"

یہ اپنی عنایت کیساتھ اپنے معبود کی طرف مائل ہے اور ابتدا ہی سے اُسکے نشانات رواں ہے۔

یہ بھی اُسکے تین حقائق معلومہ سے ہے اِسکا مزاج سرد بھی ہے اور آگ کا شعلہ بھی۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ جیم عالم شہادت و جبروت سے ہے اِس کا مخرج زبان اور تالو کے درمیان زبان کا وسط ہے۔

عدد و بسائط اِس کا عدد تین اور اِس کے بسائط یا، میم، الف اور ہمزہ ہیں

فلک و مرتبہ اِس کا فلک دُوسرا ہے جس کا دَور گیارہ ہزار سال ہے عام میں تمیز، طریق وسط اور مرتبہ چوتھا ہے۔

ظہور و مزاج اس کے سُلطان کا ظہور جنات میں ہے اِس کا جسم خُشک تر اور سر گرم خشک ہے اِس کی طبع سرد، گرم اور خُشک ہے، اِس کا بڑا عنصر مٹی اور چھوٹا عنصر آگ ہے، اِس سے وُہ پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع کی شکل میں ہے۔"

اِس کی حرکت ٹیڑھی ہے اور اِس کے لئے حقائق و مقامات اور منازلات کا امتزاج کامل ہے، اہل انوار کے نزدیک اِس کے ساتھ وصل سے رفع ہے اور سوائے کُوفیوں کے اہل اسرار کے نزدیک مثلث مونس ہے اور اِس کی علامت فردیت ہے۔"

حروف و اسماء حرُوف میں سے اِس کے لئے یا اور میم ہیں اور اسماء وہی

www.maktabah.org

جو پہلے بیان ہوئے،

شین میں کیا ہے؟

فی الشین سبعة أسرار لمن عقلا وکل من نالها یوما فقد وصلا
تعطیك ذاتك والاجسام ساکنة اذا الامین علی قلب بها نزلا
نوعاین الناس ماتحویه من عجب رأوا هلال امحاق الشهر قد کملا

شین میں عقلمند کیلئے سات بھید ہیں جس نے انہیں پالیا وہ مقصد کو پہنچ گیا،
اجسام ساکن ہونگے تو وہ تجھے تیری ذات عطا کرے گا جب اُسکے ساتھ امین دل پر نازل ہوگا۔
لوگ اسکے عجائبات کا معائنہ کریں تو دیکھیں گے مہینے کو ماند کرنے والا ہلال مکمل ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نُطق وفہم میں ہماری مدد فرمائے حرفِ شین عالمِ غیب وجبرُوت کے وسط سے ہے اِس کا مخرج جیم کا مخرج ہے،،

عدد و بسائط اِس کا عدد ہمارے نزدیک ایک ہزار اور اہل انوار کے نزدیک تین سَو ۳۰۰ ہے اِس کے بسائط یا، نوُن، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں،،

فلک و تسلّط اِس کا فلک دُوسرا ہے اِس کے فلک کا دَور وُہی ہے جو پہلے بیان ہوا عام میں ممیّز ہے اِس کا طریق وسط، مرتبہ پانچواں اور تسلط چوپایوں میں ہے،

طبع و عُنصر اِس کی طبع سرد تر، اور عُنصر پانی ہے اور اِس سے وُہی پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع سے مشاکلت رکھتا ہے، اِس کی حرکت کا امتزاج کامل و خالص مثنی مؤنس ہے اِس کے لئے ذات وصفات اور افعال ہیں،

حرُوف اِس کے لئے حرُوف میں سے یاء اور نوُن ہیں اور اسماء میں سے وُہی ہے جو پہلے بیان ہوا اِس کے لئے خلق واحوال اور کرامات ہیں،،

www.maktabah.org

حرف یاء میں کیا ہے؟

یاءالرسالة حرف فی الثری ظهرا | کالواو فی العالم العلوی معتمرا
فهو الممد جسوما مالها ظلل | وهو الممد قلوبا عانقت صورا
اذا أرادينا جيكم بحكمته | يتلو فيسمع سر الاحرف السورا

رسالت کی یاء ایک حرف ہے جو زمین میں اُس واؤ کی طرح ظاہر ہوا جو عالم علوی میں نمودار ہوئی۔

وُہ جسمانی طور پر مدد کرنے والی ہے اور اُس کا کوئی سایہ نہیں۔

وُہ قلوب کی مددگار اور صورتوں کا معائنہ کرتی ہے۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اور آپ کی اپنی رُوح سے مدد فرمائے یاء عالم شہادت و جبروت سے ہے اِس کا مخرج شین ہے۔

عدد و بسائط اِس کے دس عدد بارہ افلاک کے لئے اور ایک عدد سات افلاک کے لئے ہے اِس کے بسائط، الف، ہمزہ، لام، فاء ھا، میم، اور زا ہیں۔

فلک و ظہور اِس کا فلک دُوسرا دور ہے کائن وُہی جو بیان ہوا خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے اِس کے لئے انتہا اور ساتواں مرتبہ ہے اور اِس کے سُلطان کا ظہور جمادات میں ہے۔

مزاج و عُنصر اِس کی طبع اُمہات اول، اِس کا بڑا عُنصر آگ اور چھوٹا عُنصر پانی ہے اِس سے حیات پائی جاتی ہے اِس کی حرکت امتزاجی ہے اور اِس کے لئے حقائق و مقامات اور منازل کامل چار مؤنس کے امتزاج سے ہیں اس کیلئے حرفوں سے ہمزہ اور الف ہیں اور اسماء سے وُہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

جو حرفِ لام میں ہے

اللام للازل السنی الاقدس | ومقامه الاعلی البهی الانفس

www.maktabah.org

مهما یقم تبدی المکوّن ذاته　　　والعالم الکونیّ مهما یجلس
یعطیك روحامن ثلاث حقائق　　　یمشی و یرفل فی ثیاب السندس

لام ازل کے لئے روشن اور پاکیزہ ہے اور اس کا مقام درخشاں نفوس ہیں جب یہ کھڑا ہوتا ہے تو اسکی ذات ابتدائے مکون ہے اور جب بیٹھتا ہے تو عالم کون ہوتا ہے یہ تیری رُوح کو تین حقیقتیں عطا کرتا ہے۔ ریشمی کپڑوں میں ناز سے چلتا ہے۔

مخرج اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ کی رُوح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ لام عالم شہادت و جبُروت سے ہے اِس کا مخرج نوکِ زبان سے اُس کے آخر تک ہے۔

عدد وبسائط بارہ[۲] فلکوں میں اس کے عدد تینس[۳۰] اور سات فلکوں میں تین[۳] ہیں اس کے بسائط الف، میم، ہمزہ، فاء اور یاء ہیں، اِس کا فلک دُوسرا اور اس کا سن پہلے کے مطابق ہے خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے۔

مرتبہ وتسلّط اس کے لئے انتہاء اور پانچواں مرتبہ ہے اس کا تسلّط چوپایوں میں ہے۔

طبع و عُنصر اِس کی طبع گرم، سرد اور خشک ہے اِس کا عُنصرِ اعظم آگ اور چھوٹا عنصر مٹی ہے، اِس سے وُہی پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع کی شکل ہے، اِس کی حرکت سیدھی اور امتزاجیہ ہے، اِس کے لئے امتزاجِ اعراف کامل مُفرد موحش ہے۔

حرُوف اس کے لئے حروف میں سے الف لام میم ہیں اور اسماء سے وہی جو پہلے بیان ہُوا۔

جو حرفِ راء میں ہے

راءُ المحبـــة فی مقام وصاله　　　أبداً بدار نعیمه لن یخذلا

www.maktabah.org

وقتا یقول أنا الوحید فلا أری غیری ووقتایاأنا لن یعھلا
لو کان قلبك عند ربك ھکذا کنت المقرب والحبیب الا کملا

راء اپنے مقام وصال میں محبت ہے اِسکے لئے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں یہ ہرگز رسوا نہیں ہوگا،
ایک وقت کہتا ہے میں اکیلا ہوں پس اپنے غیر کو نہیں دیکھتا اور ایک وقت میں ہرگز انجان نہیں
اگر تیرا دل تیرے رب کے پاس تھا ایسے ہی تو مقرب اور کامل حبیب تھا۔

مخرج اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ کی رُوح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ راء عالم شہادت وجبروت سے ہے اِس کا مخرج زبان کے ظاہر اور دانتوں کے اُوپر سے ہے۔

عدد و بسائط اِس کے عدد بارہ افلاک میں دو سَو اور سات افلاک میں دو ہیں اِس کے بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، یا، میم اور زای ہے اِس کے لئے دوسرا فلک اور دورہ فلک وُہی جو معلوم ہے

مرتبہ و ظہور اِس کے لئے نہایت ہے، مرتبہ ساتواں، تسلط کا ظہور جمادات میں ہے، خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے۔

مزاج و عُنصر اِس کا مزاج گرم خُشک اور اِس کا عُنصر آگ ہے، اِس سے وُہ تمام کچھ پایا جاتا ہے جو اِس کے مزاج کی شکل میں ہے۔

اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اور اِس کے لئے اعراف خالص ناقص مقدس دو مونس ہے۔

حُروف اِس کیلئے حروف لام اور ہمزہ ہیں اسماء وُہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے

حرف نوُن میں کیا ہے؟

نون الوجود تدل نقطة ذاتھا فی عینھا عینا علی معبودھا

www.maktabah.org

فوجودها من جوده ویمینه — وجمیعاً کوان العلی من جودها
فانظر بعینك نصف عین وجودها — من جودها تعثر علی مفقودها

نوُن وجود ہے اس کا نقطہ اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے اِس کی عین میں اِس کے معبود پر عین ہے،
پس اس کا وجود اُس کے جوُد و یمین سے ہے اور تمام بلند اکوان اُس کے جوُد سے ہیں،
پس اُس کی عین کو دیکھ نصفِ عین کا وجود اُس کے جوُد سے اور نصف اُس کے مفقود پر ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ قلوب وارواح سے ہماری مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ نوُن عالم ملک وجبروت سے ہے، اِس کا مخرج نوکِ زبان اور سامنے کے دانتوں کے اُوپر ہے،

عدد وفلک اِس کا عدد پچپن ۵۵، بسائط واؤ اور الف، فلک دوُسرا حرکت کا زمانہ وُہی جو بیان ہوُا یہ خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے، اور طریق انتہائی ہے،

مرتبہ وظہوُر اِس کا مرتبہ منزّۂ ثانیہ اس کے سُلطان کا ظہوُر حضرتِ الٰہیہ میں ہے
طبع وعُنصر اس کا مزاج سرد خشک ہے اِس کا عُنصر مٹی ہے اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کے مزاج کی صُورت ہے اس کی حرکت امتزاجی ہے اور اِس کے لئے خلق واحوال اور کرامات خالص ناقص مفرد موحش ہیں اِس کے لئے ذات اور حرُوف میں سے واؤ ہے اور اسماء جیسا کہ پہلے بیان ہوُئے۔"

جو طاءِ مُہملہ میں ہے

فی الطاء خمسة أسرار مخبأة — منها حقیقة عین الملك فی الملك
والحق فی الخلق والاسرار نائبة — والنور فی النار والانسان فی الملك

www.maktabah.org

فهذه خمسة مهما كلفت بها   علمت ان وجود الفلك فی الفلك

یہ ہیں پانچ اسرار مخفی ہیں (س) سے ملک میں عین الملک سے حقیقت ہے۔

اور خلق ہیں حق اور اسرار نیابت اور نار ہیں نور اور فرشتے میں انسان ہے

پس جب یہ پانچ اس کے ساتھ مکلف ہوتے ہیں تجھے فلک میں وجودِ فلک کا علم ہو جاتا ہے

مخرج جاننا چاہیئے اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اس کے ساتھ مدد فرمائے طاء عالم ملک وجبروت سے ہے اس کا مخرج زبان کی طرف اور سامنے کے دانتوں کی جڑ ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد نو اور اس کے بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، میم زای اور ھا ہیں اس کا فلک دوسرا اور اس کا دور وہی جس کا ذکر ہوا خاص و خالص ہیں تمیز کرتا ہے۔

مرتبہ و عنصر اس کا طریق انتہائی، مرتبہ ساتواں، تسلط جمادات میں طبع سرد تر، عنصر پانی، اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی صورت میں ہے،

حرکت و حروف اس کی حرکت اہلِ انوار کے نزدیک سیدھی اور اہل اسرار کے نزدیک ٹیڑھی ہے، اہل تحقیق اور ہمارے نزدیک اس کے ساتھ امتزاج ہے اس کے لئے اعراف خالص کامل دو مؤنس اور حروف سے اس کے لئے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء میں سے وہی ہے جو پہلے بیان ہوا۔

حرفِ دال میں کیا ہے؟

الدال من عالم السكون الذی انتقلا   عن الكان فلا عين ولا أثر
عزت حقائقه عن كل ذی بصر   سبحانه جل أن يحظى به بشر
فيه الدوام فجود الحق منزله   فيه المثانی ففيه الآی والسور

www.maktabah.org

دال کانَ سے مُنتقل ہونے والا عالم کَون ہے پس نہ عین ہے نہ اثر
ہر دیکھنے والے سے اُسکے حقائق معزز ہیں وہ جلالت والا پاک ہے یقیناً بشر کے ساتھ خطاء ہے
اس میں دوام ہے پس اُسکی منزل حق تعالیٰ کی بخشش ہے اس میں سورہ فاتحہ ہے پس اُس میں آیتیں اور سورتیں ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ؒ فرماتے جاننا چاہیئے کہ دال عالم ملک و جبروت سے ہے، اِس کا مخرج طاء کا مخرج ہے اِس کے عدد چار اور اِس کے بسائط الف، لام، ہمزہ، فاء اور میم ہیں،

حرکت و طبع اِس کی حرکت کا دورہ بارہ ہزار سال طریق انتہائی، مرتبہ پانچواں، اور اِس کا تسلط چوپایوں میں ہے اِس کا مزاج سرد خشک، عُنصر مٹی، اِس سے وُہی پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع کی صورت میں ہے اہل انوار اور اہل اسرار کے درمیان اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے، اِس کے لئے اعراق خالص، ناقص، مقدس دو مؤنس ہیں،

حروف، حُروف میں سے اِس کے لئے الف اور لام ہیں اور اسماء وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے.

حرفِ تاء اُوپر سے دو کے ساتھ

التاء يظهر أحيانا ويستتر	فحظه من وجود القوم تلوين
يحوى على الذات والاوصاف حضرته	وماله فى جناب الفعل تمكين
يبدو فيظهر من أسراره عجبا	وملكه اللوح والاقلام والنون

تا ہماری زندگیوں کو ظاہر کرتا ہے اور چھپاتا ہے پس اِس کا حصّہ گروہ تلوین کے وجود سے ہے.
اس کا وجُود ذات وصفات پر محیط ہے اور جناب میں اُس کے لئے فعل تمکین نہیں.
ظاہر ہوتا ہے تو اس سے اسرار عجیبہ کا ظہور ہوتا ہے اور اُسکا مُلک لوح، قلمیں اور نُون ہے.

www.maktabah.org

عالم و مخرج اے حامیم اے دوست جاننا چاہیئے کہ تا، عالم غیب و جبروت سے ہے اس کا مخرج وہی ہے جو دال اور طا، کا ہے،

عدد و بسائط اس کے عدد چار سو چار ہیں اس کے بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، ہا، میم اور زای ہیں،

فلک و مزاج اس کا فلک پہلا دورہ وہی جو بیان ہوا خاص الخاص ہیں امتیاز کرتا ہے، اس کا مرتبہ ساتواں اور تسلط جمادات میں ہے اس کی طبع سرد خشک ہے اور اس کا عنصر مٹی ہے، اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی شکل ہے،

حرکت و حروف اس کی حرکت امتزاجیہ ہے اس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص کامل چار مؤنس ہیں اس کے لئے ذات و صفات ہے اور اس کے لئے حرفوں میں سے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء میں سے وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے،

صاد یا لبسر میں کیا ہے؟

فی الصاد نور لقلب بات یرقبه	عند المنام وستر السهد يحجبه
فنم فانك تلقى نور سجدته	ينير صدرك والاسرار ترقبه
فذلك النور نور الشكر فارتقب الـ	ـمشكور فهو على العادات يعقبه

صاد میں سونے والے کے دل کیلئے نور ہے وہ نیند میں اسکی نگہبانی کرتا ہے اور بے خوابی کا پردہ اسے چھپا لیتا ہے

پس تو سو جا بیشک اس کی نگہبانی کے اسرار اور اسکے سجدے کا نور تجھے ملے گا اور تیرے سینے کو منور کرے گا

پس یہ نور شکر کا نور ہے جو مشکور کا نگراں ہے پس وہ عادات پر اس کا متعاقب ہے

www.maktabah.org

عالم و مخرج اے کریم کے پسندیدہ جاننا چاہیئے کہ صاد عالم غیب و جبروت سے ہے، اس کا مخرج وہ ہے جو گوشۂ زبان کے درمیان اور سامنے والے اُوپر کے دانتوں کے نیچے ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد ہمارے نزدیک ساٹھ اور اہل انوار کے نزدیک نشتر ہیں، بسائط: الف، دال، ہمزہ، لام اور فا ہیں، اس کا فلک پہلا اور دَور مذکورہ خاص اور خاص الخاص میں تمیز کرتا ہے، اس کا طریق پہلا اور مرتبہ پانچواں ہے، اس کا تسلط چوپایوں پر ہے۔

مزاج و حروف اس کا مزاج گرم تر، عنصر ہوا اور اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی شکل ہے اس کے لئے حرکت امتزاجیہ مجہولہ ہے اس کے لئے اعراف خالص، کامل دو مونس ہے اور اس کے لئے حرفوں سے الف اور دال ہیں اور اسماء میں سے وُہی جو پہلے بیان ہوئے۔

صاد کے خصوصی اسرار

پھر جاننا چاہیئے کہ میں نے حرف صاد کا وُہ راز مقرر کیا جو بیداری میں نہیں پہنچتا بلکہ مجھے بھی خواب میں ہی پہنچا ہے اس کی حقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرماتا ہے کیونکہ اس پر اُس کی حکمت ہے۔

میرے بعض ساتھی مجھ پر حرفوں کے اسرار پڑھا کرتے تھے اس قید کے ساتھ قلم کی تیزی کے لئے اختلال ہے جو نادرست ہے، بہرکیف جب اُن کی قرأت اس حرف یعنی صاد تک پہنچی تو میں نے کہا میں اس سے متفق نہیں ہوں اگرچہ خواب میں اس تک پہنچنا ضروری نہیں تاہم میں نے اُس سے اسی طرح

www.maktabah.org

لیا ہے پس میرے حال کو دیکھ کر مجمع منتشر ہو گیا،

جب اگلے دِن ہفتے کے روز ہم کعبہ شریف مسجدِ حرام میں رُکن یمانی کے پاس حسب عادت مجلس میں بیٹھے تو ہمارے پاس بُزرگ فقیہ مجاور اَبُو یحیٰی ببکر بن ابی عبداللہ ہاشمی تو یتمی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے اور وہ اپنی عادت کے مطابق آئے تھے، جب ہم لوگ پڑھنے سے فارغ ہُوئے تو اُنہوں نے مُجھے فرمایا گذشتہ شب میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ بیٹھا ہُوں اور تُم پُشت کے بل چِت لیٹے ہُوئے ہو اور صاد کے تذکرے میں تم نے فی البدیہہ یہ شعر کہا!

الصاد حرف شریف

والصاد فی الصاد أصدق

یعنی صاد حرف شریف ہے اور صاد میں صاد بُہت صادق ہے،

پس تُم نے مُجھے خواب میں کہا تیرے پاس اِس کی کیا دلیل ہے! میں نے کہا

لانہا شکل دور

ومامن الدور أسبق

کیونکہ یہ دائرے کی شکل ہے اور دائرے سے سبقت نہیں، پھر میں سو گیا،

اِس خواب میں میری حکایت تھی میں نے اُن کے اِس جواب سے فرحت حاصل کی پس بشارت دینے والے نے اِس فرحت کا مکمل تذکرہ کیا جس نے میرے بارے میں میرے لیٹنے کی ہیئت میں دیکھا، یہ نیند انبیاءِ کرام کی نیند ہے اور اس شغل و متاعب سے فراغت کے بعد یہی حالتِ استراحت ہے، اِس لئے اُس پر بالمقابل آسمانی خبریں لوٹائی جاتی ہیں"

صاد۔ صِدق، صُورت

پس جاننا چاہیئے کہ حرفِ صاد، صدق صَون اور صُورت کے حروف سے

www.maktabah.org

ہے اور یہ مقابل میں کرتے کی شکل ہے، اس میں تمام شکلوں کے لئے اسرار عجیبہ ہیں پس خواب میں اس کے کشف پر تعجب ہوا اور میری اُس حالت پر اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں جب رات کی مجلس میں ساتھیوں سے اس کا ذکر کیا تو ہم سب نے اُس کے لئے استغفار کیا اور ہمارے نزدیک اُس کے لئے عنقریب اچھی جگہ پھر آنے کی ہے۔"

مقام جوامع الکلم کے تذکرہ کے وقت بزرگ اور عظیم حرف کی قسم کھاتا ہوں اور وہ زبانِ تجید میں بزرگی کی بلندی پر مشہدِ محمدی ہے علیٰ صاحبہا علیہ الصلواۃ والسلام"

اور سورت صاد کے ضمن میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اوصاف اور عالم کے تمام پوشیدہ اسرار اور عجائب و آثار ہیں اور اس خواب میں اُن اسرار کے مطابق تھا جو اس سورت میں موجود ہیں، پس یہ خیر کثیر جسم پر دلالت ہے جو اس کے پہنچنے پر میں نے دیکھا اور اس میں یہ تمام شواہد اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو ہم دونوں کو اُن انبیاء کرام علیہم الصلواۃ والسلام کی برکتوں سے حاصل ہوئے جن کا تذکرہ اس سورت میں کیا گیا ہے اور جو اس سورت میں سحق کا ذکر ہے تو اُس میں کافر دشمن شامل ہیں مومن اُس میں شامل نہیں جو ہمارے لئے اللہ سے سوال کرتے ہیں اور اُن کے لئے دُنیا و آخرت میں عافیت ہے، پس ہمیں یہ بشارت حاصل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے خواب کے ہاتھ ہماری طرف اس کے اسرار بھیجے اور میرے لئے ہمارے ساتھی ابویحییٰ نے اس خواب کا تذکرہ کیا بیشک جب ہم دونوں دو گھروں میں سوئے ہوئے تھے خواب میں ہم دونوں نے منظوم کلام کیا تو اُس نے میری طرف بھیجے گئے کے متعلق پوچھا یہاں تک کہ میں نے اسے اپنی اس کتاب میں اس کے خواب کے پیچھے اس حرف کے ضمن میں درج

www.maktabah.org

کر دیا پس یہ نظم اِس حقیقتِ رُوحانیہ کی امداد سے ہے جسے خواب میں دیکھا تو میں نے چاہا کہ ان دونوں کے درمیان فصل نہ ہو پس اِس کے ساتھ ہمارے ساتھی ابا عبداللہ محمد بن خالد صُوفی تلمسانی اُٹھے اور میرے ساتھ آئے

وُہ نظم یہ ہے

الصاد حرف شريف	والصاد في الصاد أصدق
قل ما الدليل أجده	في داخل القلب ملصق
لانها شكل دور	وما من الدور أسبق
ودلّ هذا بأني	على الطريق موفق
حققت في الله قصدى	والحق يقصد بالحق
ان كان في البحر عمق	فساحل القلب أعمق
ان ضاق قلبك عني	فقلب غيرك أضيق
دع القرونة واقبل	من صادق يتصدق
ولا تخالف فتشقى	فالقلب عندى معلق
أفتحه أشرحه وافعل	فعل الذى قد تحقق
الى متى قامى القلب	باب قلبك مغلق
وفعل غيرك صاف	ووجه فعلك أزرق
انا رفقنا فرفقا	فالرفق في الرفق أرفق
فان أتيت كسونا	ك ثوب لطف معتق
ولا تكن كجرير	اذظل يهجو الفرزدق
والهج بمادحى غدحى	من مشرق الشمس أشرق
انا الوجود بذاتي	ولى الوجود المحقق
من غير قيد كعلمى	على الحقيقة مطلق
فهل ترى الشاه يوما	يكيد هافرد ميذق

www.maktabah.org

من قال فی برأی | فقائل الرأی أحمق
ان ظل یهذی لوهم | رأیته یتشدق
وکل من قال قولا | فالذکر من ذاك أصدق
أنا المهیمن ذو العر | ش لا أبیدوا خلق
بعثت للخلق رسلی | وجاء أحمد بالحق
فقام فی بصدق | وحین أرعد أبرق
مجاهدا فی الاعادی | وناصحا ماتفتق
لولم أغثهم بعبدی | أغرقت من لیس یغرق
ان السموات والار | ض من عذابی تفرق
وان أطعتم فانی | ألم ما یتفرق
واجمع الکل فی الخلد فی حدائق نعبق
کل القلوب علی ذا | وانتق الله اصدق
فقمت من حال نومی | وراحتای تصفق

ترجمہ اِس نظم کا

ترجمہ "صاد بزرگ حرف ہے اور صاد میں بہت ہی سچا صاد ہے"
جو اِس سے دلیل پاتی ہے کہدے وُہ جو چمٹے ہوئے دِل میں داخل ہے؛
کیونکہ اِس کی شکل دائرے کی ہے اور دائرے سے اَسبق نہیں "
اِس پر میرے ساتھ موافقت کے ساتھ یہ دلیل ہے"

www.maktaban.org

میرا ارادہ اللہ تعالیٰ میں محقق ہے اور حق حق کے ساتھ ارادہ کرتا ہے۔
اگر یہ گہرے سمندر میں ہے تو دل کا ساحل بہت گہرا ہے،
اگر تیرا دل مجھ سے تنگ ہے تو تیرے غیر کا دل زیادہ تنگ ہے،
زمانے کو چھوڑ اور صادق معتدق سے قبول کر
اس میں تخالف نہیں پس شقی کا قلب میرے نزدیک لٹکا ہوا ہے،
اسے کھول اور اس کی شرح کر اور کام کردہ کام جو محقق ہے،
تیرے دل کا دروازہ قلب قائم کی طرف کب بندھے،
تیرے غیر کا کام صاف ہے اور تیرے کام کا چہرہ پھرا ہوا ہے
ہم مہربانی سے پیش آتے ہیں تو مہربانی میں مہربانی زیادہ مہربانی ہے
پس بے شک ہم تیرے لئے لطف معتق کے کپڑوں کا لباس لاتے ہیں
اور جریر کی طرح نہ ہو جب ہجو فرزدق کا سایہ پڑا یا خیال آیا،
اور میری مدح کے ساتھ ہجو پس میری مدح ہے سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔
میرا وجود میری ذات کے ساتھ ہے اور وجود کے لئے محقق ہے،
میرے علم کی طرح جو بلا قید ہے اور حقیقت پر اطلاق کرتا ہے۔

تو جو اپنی رائے سے کہا تو رائے کا قائل احمق ہے،
اگر سایہ میرے وہم کا رہنما ہو تو اسے یا چھیں کھولے دیکھوں،
اور ہر وہ شخص جو قول بیان کرتا ہے تو ذکر اس سے بہت سچا ہے،
میں عرش کے ساتھ مہیمن ہوں مخلوق انہیں پیدا نہیں کر سکتی،
میں نے خلقت میں رسول مبعوث فرمائے اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.maktabah.org

حق کے ساتھ آئے ہیں،

پس وُہ اِس میں سچائی کے ساتھ قائم ہوئے اور اب
جو میری طرف لوٹنے میں مجاہد اور کشادگی سے نصیحت کرنے والے ہیں،
اگر میرے بندے کے ساتھ اُن کی فریاد نہ سُنی جاتی تو اُنہیں ایسے غرق
کرتا جس طرح کوئی غرق نہیں ہُوا،

بے شک آسمان و زمین میرے عذاب سے الگ الگ ہیں،
اور اگر تم اطاعت کرو تو میں جو متفرق ہے وُہ عطا کروں،
اور یہ تمام امُور عاقبت کے باغات خُلد میں جمع ہیں،
تمام قلوب اِس پر ہیں اور بے شک میں اللہ ملانے والا ہُوں،
پس اِس نیند کے حال سے اُٹھ اور راحت حاصل کر،

جو حرف زای میں ہے

فی الزای سر اذا حققت معناه	كانت حقائق روح الامر مغناه
اذا تجلی الی قلب بحکمته	عند الفناء عن التنزیه أغناه
فلیس فی أحرف الذات النزیهة من	یحقق العلم أو یدریه الاهو

زامیں راز ہے جب اُس کا معنیٰ محقق ہو اُس کے امرِ استغناء سے حقائقِ رُوح ہیں
جب دل کی طرف اُسکی حکمت کیساتھ فناء کے وقت متجلّی ہوتا ہے تنزیہہ سے اُس کا غنا ہے
پس ذاتِ تنزیہہ کے حرُوف میں علم سے یا اُسے دیکھنے سے محقّق نہیں مگر وُہ۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی رُوح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ زا عالمِ شہادت و جبروت اور قہر سے ہے اِس کا مخرج مخرجِ سین اور صاد ہے۔

www.maktabah.org

عدد و بسائط اِس کے عدد سات اور اِس کے بسائط الف، یا، ہمزہ، لام اور فا ہیں۔

فلک و مرتبہ اِس کا فلک پہلا اور دورہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوا، یہ خاص الخاص کے خلاصہ میں متمیز ہے اِس کا مرتبہ پانچواں اور طریق انتہائی ہے۔

تسلّط و مزاج اِس کا تسلط چوپایوں میں ہے، اس کا مزاج گرم خشک ہے، اِس کا عنصر آگ ہے اور اِس سے وہی پایا جاتا ہے جو اِس کے مزاج کی شکل میں ہے اِس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص ناقص مقدس سنی مونس ہیں اور حرکت امتزاجی ہے۔

حرُوف اس کے لئے حرُوف سے الف، یا اور اسماء سے وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

سین میں کیا ہے

فی السین أسرار الوجود الاربع	وله التحقق والمقام الارفع
من عالم الغیب الذی ظهرت به	آثار کون شمسها تبرقع

سین میں وجُود کے چار اسرار ہیں اور اُس کے لئے محقق اور ارفع مقام ہے۔
عالم غیب سے اُس کے ساتھ اُس کے سُورج کے بُرقع کے آثار کون ظاہر ہوتے ہیں

عالم و مخرج جاننا چاہیئے سین عالم غیب اور جبروت و لُطف سے ہے اس کا مخرج صاد اور زای کا مخرج ہے۔

عدد اہل انوار کے نزدیک اِس کے عدد چھیاسٹھ ۶۶ اور ہمارے نزدیک تین سو تین ۳۰۳ ہیں۔

بسائط اِس کے بسائط یا، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں اِس کا فلک

www.maktabah.org

اول اور دورۂ فلک مذکورہ ہے حرف سین خاص، خاص الخاص خلاصہ خاص اور صفائے خلاصہ خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے،،

مرتبہ و مزاج اس کا مرتبہ پانچواں اور تسلّط کا ظہور چوپایوں میں ہے اس کا مزاج گرم خشک اور عنصر آگ ہے اس سے اس کی طبع کے مطابق پایا جاتا ہے اعراف کے لئے اس کی حرکت امتزاجیہ خالص کامل مثنی مؤنس اور حروف میں سے اس کے لئے یاء اور نون ہیں اور اسمائے الٰہیہ سے وُہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے،

جو ظاء معجمہ میں ہے

فی الظاء ستة أسرار مکتمة	خفية مالها فی الخلق تعيين
الا مجازا اذا جادت بفاضلها	يری لها فی ظهور العين تحسين
يرجوا الاله ويخشی عدله واذا	ماغاب عن كونه لم يبد تكوين

ظاء میں چھ پوشیدہ اسرار مخفی ہیں اُس کے لئے مخلوق میں تعین نہیں سوائے مجاز کے جب اُس کے زیادہ کیلئے کوشش کی جائے اُس کے لئے ظہور عین میں تحسین دیکھی جائے گی اُسی سے امید ہے اور میں اُس کے عدل سے ڈرتا ہوں اور جب اسکی کون سے غائب نہیں تکوین ظاہر نہیں

عالم و مخرج اے عقلمند جاننا چاہیئے کہ ظاء عالم شہادت اور جبروت و قہر سے ہے اس کا مخرج گوشۂ زبان اور اطراف ثنایا ہے،

اعداد و بسائط ہمارے نزدیک اس کے عدد آٹھ سو ۸۰۰ آٹھ اور اہل انوار کے نزدیک نو ۹۰۰ سو ہیں، اس کے بسائط الف، لام، ہمزہ، فا، ھا، میم اور زا ہیں،

فلک و مرتبہ اس کے سُلطان کا ظہور جمادات میں ہے اس کے دائرے میں مزاج سرد تر اور قائمہ میں گرم مرطوب ہے اس کے لئے گرمی، سردی اور

www.maktabah.org

تری ہے اِس کا عنصرِ اعظم پانی اور چھوٹا عنصر ہوا ہے اِس سے جو اِس کی طبع کی صورت میں ہے پایا جاتا ہے۔

حرکت و حروف! اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اِس کے لئے خلق و احوال اور کرامات ہیں شئ کامل مؤنس کا اِمتزاج ہے اِس کے لئے ذات ہے اور حروف میں سے اِس کے لئے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء وُہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے ہیں،

ذال معجمہ میں کیا ہے

الذال ینزل أحیانا علی جسدی	کرھا و ینزل أحیانا علی خلدی
طوعا و یعدم من ھذا وذاك فا	یری لہ أثر الزلفی علی أحد
ھو الامام الذی ماشلہ أحد	تدعوہ أسماؤہ بالواحد الصمد

ذال میرے جسم پر کرہاً ہماری زندگی اتارتا ہے اور میری ہمیشگی پر طوعاً ہماری زندگی اُتارتا ہے،

اِس سے اور اُس سے معدوم ہوتا ہے تو کسی ایک پر اُس کی قُربت کا اثر دکھائی نہیں دیتا۔

وُہ امام ہے اُس کی مثل کوئی نہیں اُسے واحد وصمد کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

عالم و مخرج اے امام! جاننا چاہیئے کہ ذال عالم شہادت وجبروت اور قہر سے ہے اِس کا مخرج ظاء کا مخرج ہے،

بسائط و اعداد! اِس کے عدد سات سَو سات اور بسائط الف، لام، ہمزہ، فاء اور میم ہیں۔

تسلّط و طریق اِس کا فلک پہلا حرکت کا سن مذکورہ، عام میں تمیز کرتا ہے اِس کے لئے طریق وسط ہے،

اِس کا مرتبہ پانچواں اور تسلّط چوپایوں پر ہے۔

www.maktabah.org

مزاج و عنصر! اس کا مزاج گرم تر اور عنصر ہوا ہے اس کی طبع کی صورت میں جو کچھ ہے وہی اس سے پایا جاتا ہے اس کی حرکت امتزاجیہ اور ٹیڑھی ہے"

احوال! اس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص کامل مقدس مثنیٰ مونس ہے، اس کی ذات ہے اس کے لئے حرفوں سے الف اور لام ہیں اور ناموں سے وہی جو پہلے بیان ہوئے ہیں"

جو حرف ثاء بالثلاثہ میں ہے

الثاء ذاتیۃ الاوصاف عالیۃ	فی الوصف والفعل والاقلام توجدها
فان تجلت بسر الذات واحدۃ	یوم البدایۃ صار الخلق یعبدها
وان تجلت بسر الوصف ثانیۃ	یوم التوسط صار النعت یحمدها
وان تجلت بسر الفعل ثالثۃ	یوم الثلاثاء صار الکون یسعدها

ثاء کے ذاتی اوصاف عالیہ اُس کے وصف و فعل اور قلموں میں پائے جاتے ہیں۔

پس اگر ابتداء کے دن ایسی ذات کے راز کے ساتھ ظاہر ہوتا مخلوق اُس کی عبادت کرتی،

اور اگر دوسرے وصف کے راز کیساتھ درمیانی دن کو ظاہر ہوتا نعت اُس کی حمد کرتی

اور اگر تیسرے فعل کے ساتھ تیسرے دن ظاہر ہوتا تو کائنات اُسکی سعادت حاصل کرتی"

عالم و مخرج اور اعداد! اے سردار جاننا چاہیئے کہ ثاء عالم غیب و جبروت اور لطف سے ہے اس کا مخرج ظاء اور ذال کا مخرج ہے اس کے عدد پانچ سو پانچ اور بسائط، الف، ہمزہ، لام، فاء، ہاء، میم اور زای ہے اس کے لئے پہلا فلک اور دَور حرکت مذکورہ ہے"

طریق و مرتبہ یہ خاص الخاص کے خلاصہ میں امتیاز کرتا ہے، اس کا طریق انتہائی اور مرتبہ ساتواں ہے اور اس کا تسلط جمادات میں ہے،

www.maktabah.org

مزاج و عُنصر اس کے سر کا مزاج گرم تر اور باقی سارے جسم کا مزاج سرد تر ہے اس کی طبع میں گرمی، سردی اور تری ہے اِس کا بڑا عُنصر پانی اور چھوٹا عُنصر ہوا ہے اِس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی صُورت میں ہے اِس کی حرکت امتزاجیہ اہلِ اسرار کے نزدیک اِس کے لئے حقائق، مقامات اور منازلات ہیں اور اہلِ انوار کے نزدیک اِس کے لئے خلق اور احوال اور کرامات ہیں اِس کا امتزاج کامل، مفرد مثنی مؤنس موحش سے ہے یہ ذات ہے اور اِس کے لئے حروف میں سے الف اور ہمزہ ہیں اور ناموں سے وُہی جو پہلے بیان ہُوئے،

www.maktabah.org

حرفِ فاءمیں کیا ہے

الفاء من عالم التحقیق فاذ کر وانظر الی سرھا یأتی علی قدر
لھا مع الیاء مزج فی الوجود فما تنفك بالمزج عن حق وعن بشر
فان قطعت وصال الیاء دان لھا من أوجه عالم الارواح والصور

فاء عالمِ تحقیق سے ہے پس یاد کر اور اس کے راز کی طرف دیکھ اندازے پر آئے گا۔

اُس کے لئے وجود میں یاء کے ساتھ امتزاج ہے تو حق سے اور بشر سے امتزاج کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے،

پس اگر یا کا وصال منقطع ہو جائے تو اُس کیلئے عالمِ ارواح و صورہ ظہور قربت ہو جائے گا۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ قلب الٰہی سے امداد فرمائے جاننا چاہیئے، فاء عالمِ شہادت و جبروت اور غیب و لطف سے ہے اِس کا مخرج اندر سے نیچے کے ہونٹ اور سامنے کے دانتوں کے اُوپر کے گوشے سے ہے،

عدد و بسائط اِس کے عدد اٹھاسی، بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، یا، میم اور زای ہے،

مزاج و عنصر اِس کے لئے فلک پہلا، دورہ وہی جو پہلے بیان ہوا طریق انتہائی اور مرتبہ ساتواں ہے، اِس کا تسلط اور غلبہ جمادات میں ہے سر کا مزاج گرم مرطوب اور باقی جسم کی طبع گرم، سرد اور مرطوب ہے، اِس کا عنصر اعظم پانی اور چھوٹا عنصر ہوا ہے، جو اِس کی طبع کی صورت میں ہے وہی اِس سے پایا جاتا ہے

حرکت و حروف اِس کے لئے حرکت ممتزجہ اور اہلِ اسرار کے نزدیک حقائق مقامات اور منازلات پائے جاتے ہیں۔

اِس کے لئے ذات ہے اور حروف میں سے اِس کے لئے الف اور ہمزہ

www.maktabah.org

ہیں جب کہ اسماء میں سے وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

جو باء بواحدہ میں ہے

الباء للعارف الشبلیؔ معتبر — وفی نقیطتها للقلب مدّکر
سرّ العبودیة العلیاء مازجها — لذاک ناب مناب الحق فاعتبروا
ألیس یحذف من بسم حقیقته — لانه بدل منه فذا وزر

باء عارف شبلی کے لئے معتبر ہے اور اس کے نقطے میں دل کے لئے نصیحت ہے
اس میں مزاج اعلیٰ عبودیت کا راز ہے یہ حق کی قائم مقام ہے پس نصیحت پکڑو،
کیا بسم کی حقیقت سے حذف نہیں اس لئے کہ یہ دلالت کرتا ہے

عالم و طریق ب کا استعمال جاننا چاہیئے کہ با، عالم ملک و شہادت اور قہر سے ہے اس کا مخرج ہونٹوں سے ہے، عدد دو بسائط الف، ہمزہ، لام، واو، ہا، میم اور زای ہیں اس کا فلک اوّل حرکت مذکور **عین صفاء** خلاصہ اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے اس کے لئے طریق کی ابتداء و انتہاء ہے،

مرتبہ و عنصر اس کا مرتبہ ساتواں اور تسلط جمادات میں ہے اس کی طبع میں گرمی اور خشکی ہے اس کا عنصر آگ ہے اور اس سے وہ پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی صورت میں ہے۔

حرکت و حروف اس کی حرکت امتزاجیہ ہے اور اس کے لئے حقائق مقامات، منازلات خالص کامل مربع مؤنس ہیں، اس کے لئے ذات ہے اور حرفوں میں سے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء سے وہی ہیں جو پہلے ذکر کئے گئے

www.maktabah.org

حرف میم میں کیا ہے؟

الميم كالنون ان حققت سرّ هما — في غاية الكون عينا والبدايات
والنون للحق والميم الكريمة لي — بدء لبـــدء وغايات لغايات
فبرزخ النون روح في معارفه — وبرزخ الميم رب في البريات

میم نون کی طرح ہے کائنات کی ابتداء و انتہاء کی عین میں دونوں کا راز محقق ہے
اور نون حق کیلئے ہے اور میم کریمہ میرے لئے ابتداء ابتدا کے لئے اور انتہا انتہا کیلئے ہے،
نون کا برزخ اُسکے معارف میں روح اور میم کا برزخ محاسن میں رب ہے۔

عالم و بسائط اللہ تعالیٰ مومن سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ میم عالم ملک و شہادت اور قہر سے ہے اِس کا مخرج وہی ہے جو باء کا ہے اِس کے عدد چوالیس، بسائط باء، الف اور ہمزہ ہیں اِس کا فلک پہلا اور حرکت مذکورہ

مرتبہ تسلّط یہ خاص اور خلاصہ اور صفاء خلاصہ میں تمیز کرتا ہے اِس کے لئے انتہائی طریق اور تیسرا مرتبہ ہے اِس کے غلبے کا ظہور انسان میں ہے اِس کی طبع سرد خشک اور اِس کا عنصر مٹی ہے اِس سے وہی پایا جاتا ہے جو اِس کے مزاج کی صورت ہے اِس کے لئے اعراف سے خالص، کامل مقدس، مفرد مؤنس اور حروف سے یا، پایا جاتا ہے اور ناموں سے وہی جس کا پہلے ذکر ہوا۔

جو واؤ میں ہے

واوا يا لك أقـــدس — من وجودي وأنفس
فهـو روح مكمل — وهو سر مســدس
حيث مالاح عينـــه — قيــل بيت مقـدس
بيتـه السدرة العلــية فينا المؤســس

www.maktabah.org

واؤ میرے وجود و نفس سے تیرے لئے پاکیزہ و مقدس ہے

پس وہ روح مکمل اور بہتر مقدس ہے،

بحیثیت اُس کی ذات کی لوح کے بعض نے کہا مقدس گھر ہے،

اُس کا گھر بلند میری ہم نفس مونس ہے،

عالم و مرتبہ واؤ عالم ملک و شہادت اور قہر سے ہے اس کا مخرج ہونٹوں سے ہے اس کے عدد ساٹھ بسائط الف، ہمزہ، لام اور فاء ہیں اس کا فلک اول زمانہ حرکت مذکورہ، خاص الخاص اور خلاصہ میں تمیز کرتا ہے، مرتبہ چوتھا اور تسلط جنات میں ہے، اس کا مزاج گرم مرطوب اور عنصر ہوا ہے، اس کی طبع کے مطابق اس سے پایا جاتا ہے،

حرکت اس کی حرکت امتزاجیہ ہے اس کے لئے اعراق خالص، ناقص، مقدس، مفرد اور موحش ہے، اس کے لئے حرف الف ہے اور اسماء سے دیکھی ہے جو پہلے بیان ہوا،

مزید اسرار و رموز

تو یہ حروف معجم تیرے لئے اس ذکر کے ساتھ مکمل ہونگے جو اہل کشف و خلوات کے لئے ہمارے پاس اشارات و تنبیہات اور اسرار موجودات پر اطلاع پانے سے ہے،

پس جب ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس عبادت کے باب سے جو اخذ کیا گیا ہے اُسے تجھ پر آسان کر دیں تو جان لے کہ اس کا افلاک بسائط سے اشتراک ہے، اس کے لئے مددگار اسماء کے حقائق کا علم ہے پس الف میں پہلے اس کا بیان آچکا

www.maktabah.org

ہے اور اسی طرح ہمزہ اِس میں داخل ہے"۔

الف، واؤ، یا حروف علت ہیں تو یہ دونوں بھی اِس وجہ سے حروف کے حکم سے خارج ہیں، پس جیم، زای، لام، میم اور نون اِس کے مختلف بسائط ہیں، اور دال ذال اِس کی مثل ہیں، صاد، ضاد اِس کی مثل ہیں۔

عین، غین، سین، شین اِس کی مثل ہیں، واؤ، کاف، قاف اِس کی مثل ہیں جب کہ با، ھا، حا، طا، یا، فا، را، تا، ثا، خا، اور ظاء متماثل بسائط ہیں اور بسائط کی ہر مثل اسماء کی مثل ہے"۔

پس جاننا چاہیئے کہ ہم نے لام۔ الف کے تذکرے کے پیچھے آنے والے حروف میں اِس کا ذکر کیا تھا، اور وہ نظیر الجوز ہے پس اُس کا ذکر حروف سے مفرد تحریر میں کیا ہے تو بے شک یہ زائد حرف الف، لام اور ہمزہ، لام سے مرکب ہے

لام الف اور الف لام کا بیان

ألف اللام ولام الالف	نهر طالوت فلا تعترف
واشرب النهر الى آخره	وعن النهمة لا تنحرف
ولتقم مادمت ريانا فان	ظمت نفسك قم فانصرف
واعلم ان الله قد أرسله	نهر بلوى لفؤاد المترف
فاصطبر بالله واحذره فقد	يخذل العبد اذا لم يقف

الف لام اور لام الف طالوت کی نہر ہے پس نہیں پہچانتے۔

اور تو اُس نہر کے آخر تک پی اور زیادہ پینے سے انحراف نہ کر۔

اور اِس کے لئے ہمیشہ مشکل میں پڑتا ہے تو اگر تیرا نفس پیاسا ہے تو اُٹھ کر واپس چلا جا،

اور جان لے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس کو بھیجا نہر بلوی دلوں کو مترف کرتی ہے،

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کر اور اُس سے ڈر تو بیشک اُس سے ناآشنا بندہ ذلیل ہوتا ہے،

www.maktabah.org

لام الف لا کی معرفت

تعانق الالف العلام واللام مثل الحبیبین فالاعوام احلام
والتفت الساق بالساق التی عظمت فجاءنی منہما فی اللف اعلام
ان الفؤاد اذا معناہ عانقہ بدا لہ فیہ ایجاد واعدام

الف علام اور لام دو حبیبوں کی طرح ملی ہوئی ہیں پس عام تیز باز ہے
اور ساق بڑی ساق کے ساتھ ملتفت ہے پس دونوں سے میرے پاس نشانیاں آئیں لف میں
بیشک دل جب اُس کا معنیٰ معانقہ ہو اُس میں ایجاد و اعدام کی ابتداء ہوتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بے شک الف اور لام دو ساتھی ہیں اور دونوں میں سے ہر ساتھی عشق و اشتیاق سے ایک دوسرے پر مائل ہے اور سوائے حرکتِ عشقیہ کے میلان نہیں ہوتا، پس لام کی حرکت ذاتی اور الف کی حرکت عرضی ہے یعنی اپنی ذات پر قائم نہیں۔

چونکہ احداثِ حرکت کے لئے اِس میلان میں الف پر لام کا غلبہ ہے چنانچہ مائل ہونے کی حیثیت سے لام الف سے زیادہ طاقت در ہے اِس لئے کہ اِس میں عشق کی زیادتی ہمت کا وجود کامل اور فعل مکمل ہے، اِس کے مقابلہ میں الف کا عشق کم ہے لہٰذا لام کی طرف اِس کی ہمت کا تعلق بھی کم ہے اور اِس کا بوجھ اُٹھانے کی اس میں استطاعت نہیں۔

لام کا عشق

مُحققین کے نزدیک فعل بالضرورت ہے جو کہ صُوفی کا حصّہ ہے، صُوفی

www.maktabah.org

کے سوا دُوسرا اِس سے تجاوز کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، تو اگر یہی امر محققین کی طرف منتقل ہو جائے تو مُحقّق کی معرفت اِس کے اُوپر ہو گی، لام کی طرف الف کا میلان فعلِ کی جہت سے اُس کی ہمت کے ساتھ نہیں بلکہ لام کی طرف اُس کا نزولِ الطاف لام کے عشق کے تمکّن کے لئے ہے"

چُونکہ لام کی ساق الف مستقیمہ کے ساتھ فوت ہونے کے ڈر سے جھکی ہوئی ہے اِس لئے اِس کی طرف کا نزُول آسمان دُنیا کی طرف حق تعالیٰ کے نزول کی طرح ہے جو رات کے آخری تیسرے پہر والوں کے لئے ہوتا ہے۔

لام معلوم کا مَیلان صُوفی اور مُحقّق دونوں کے نزدیک خاص باعث کی جہت کے علاوہ معلُول مُضطر ہے۔

لہٰذا اِس میں ہمارا اختلاف نہیں، پس صوفی لام کے مَیلان کو واجدین و متواجدین کا جھکاؤ قرار دیتا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک عشق و تعشّق اور اُس کے حال کے مقام کے ساتھ اِس کی تحقیق ہے، جب کہ الف کا لام کی طرف مَیلان تو اصل و اِتحاد کا میلان ہے اِس لئے کہ لا کی شکل میں اِس کی ایسی ہی شباہت مُوجود ہے پس تقریرِ لَا سے قبل الف یا لام دونوں میں سے کس کو مقرر کیا جائے اِس کے لئے اہلِ زبان میں اختلاف ہے کہ حرکتِ لام اور اُس ہمزہ کو کہاں مُقرّر کریں جو الف پر ہے۔

پہلے کون لام یا الف

ایک طبقہ رعایتِ لفظی سے لام کو پہلے اور الف کو بعد قرار دیتا ہے اور ایک گروہ رعایتِ تحریر کو سامنے رکھتا ہے تو کون سا تسلیم کیا جائے؟ پس خط کی اِبتداء سے لیا جائے تو وُہ لام ہے اور دُوسرا الف ہے اور یہ سب کچھ اُسے عشق کی

www.maktabah.org

حالت اور عشق میں سچائی نے عطا کیا ہے۔ طلب معشوق میں توجّہ کو اور صدقِ توجہ میں وصال کو معشوق سے عاشق کی طرف وارث کیا جائے گا۔

ہم دونوں سے آگے ہیں

محقق کا قول ہے کہ میلان کا باعث دونوں کی اپنی حقیقت کے مطابق معرفت ہے، مگر ہم نے تحقیق کے جس بلند درجہ میں اس کے معنوں کو ترقی دی ہے اُس کا درجہ اس کے اُوپر ہے اور ہم دونوں کے قول سے مُتفق نہیں اور ہمارے لئے اِس مسئلہ میں تفصیل ہے، تو اِن دونوں حضرات کے اجتماع میں کون ساحق ہوگا؟

پس بے شک جُملہ حضرات سے عشق حضرتِ جُز ئیہ ہے تو صُوفی کا قول اور اِس حضرت سے معرفت بھی حق ہے اِسی طرح محقق کا قول بھی حق ہے لیکن دونوں ہی عینِ واحد کے ساتھ ناظر اور اِس مسئلہ میں تحقیق سے قاصر ہیں۔

ہم کہتے ہیں! اس میں پہلا حضرت حضرتِ ایجاد جمع ہے اور یہ لا الا لاہ ال لا ال لاہ ہے تو یہ خالق و مخلوق کا حضرت ہے، اور اِس کلمۂ لا میں دو بار نفی اور دو بار اثبات ظاہر ہوتا ہے، پس لالا ہے اور الاہ للاہ نہیں چنانچہ ایجاد کی طرف اِس حضرت میں جو وجودِ مطلق کا میلان ہے وُہ الف ہے، اور جو ایجاد کے وقت ایجاد کی طرف موجودِ مُقیّد کا میلان ہے وُہ لام ہے ایسے ہی اس کی منزلت میں دونوں سے مُطلقاً ہر حقیقت صُورت پر نکلتی ہے۔

پس غور کریں اور اگر آپ غور کریں تو ضروری ہے کہ خِلوت میں اللہ رحمٰن کے ساتھ ہمت کا تعلق قائم کریں یہاں تک کہ جان جائیں کہ جب اُس کے وجود کے تعیّن کے بعد قید ہوگی اور اُس کی عین کے لئے اُس کی عین کا ظہور ہوگا

www.maktabah.org

تو بیشک!

للحق حق وللانسان انسان	عند الوجود وللقرآن قرآن
وللعیان عیان فی الشہود کما	عند المناجاۃ للاذان اذان
فانظر الینا بعین الجمع تحظ بنا	فی الفرق فالزمہ فالقرآن فرقان

عند الوجود حق کے لئے حق انسان کے لئے انسان اور قرآن کیلئے قرآن ہے، اور شہود میں عیان کے لئے عیان ہے جیسا کہ مناجات میں اذان کے لئے اذان ہے۔

پس ہماری طرف دیکھو کہ ہمارے ساتھ فرق میں اُس کے لئے عین الجمع کا حصہ ضروری ہے پس قرآن فرقان ہے۔

بحرِ قرآن میں غوطہ لگائیں

پس لازماً حضرت الٰہیہ سے اُس کے مقابل کھڑا ہونے کی صفت سے اُس کی مثل ہوگا یا اُس کی ضد ہوگا، اور بے شک میں کہتا ہوں ضد ہے اور اُس مثل پر بس نہیں جو حق صدق قلب صوفی کی اصلاح میں راغب ہے اور تحقیق کے پہلے درجے میں حاصل ہے۔ پس محقق اور صوفی دونوں کا یہ مشرب ہے اور دونوں ہی اس کے اُوپر نہیں جاتے اور نہ ہی اس کی طرف ہمارا خواب ہے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ پکڑے اور دونوں ہی اُس کی گواہی دیں جو گواہی ہم نے دی ہے، اس کا کچھ حصہ انشاءاللہ العزیز اس باب کی تیسری فصل میں بیان ہوگا۔

اگر تو وسیع نفس رکھتا ہے تو قرآن عزیز کے سمندر میں غوطہ زنی کر اور اگر تو نے اس کے ظاہر کے لئے مفسرین کی کتابوں کے مطالعہ پر ہی اکتفاء کر لیا اور

www.maktabah.org

غوطہ نہ لگایا تو ہلاک ہو جائے گا، پس یقیناً قرآن مجید کا سمندر عمیق ہے اگر ساحل کے قریبی مقامات کو مقصد بنا کر اس سمندر میں غوطہ زنی نہیں کی جائے گی تو تمہارے لئے کبھی کچھ نہیں نکلے گا۔

پس انبیائے کرام اور وراثت حفظہ وہ لوگ ہیں جو عالم کے ساتھ ان مقامات رحمت کا قصد رکھتے ہیں ہاں وہ لوگ واقف ہیں اور پہنچکر خاموش ہو جاتے ہیں اور واپس نہیں لوٹتے نہ ان کے ساتھ کوئی نفع ہے اور نہ ہی وہ کوئی نفع حاصل کرتے ہیں پس قصد کرتے ہیں بلکہ سمندر کے بڑے حصے میں اترنے کا قصد ان کے ساتھ ہے تو وہ ابد تک غوطہ زن رہتے ہیں اور کبھی نہیں نکلتے۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائے سہل بن تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ نے جب انہیں ابد تک کہا تو سہلؒ نے عرض کی کیا قلب سجدہ کرتا ہے؟ شیخ نے فرمایا ابد تک بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت فرمائے جب آپؐ سے ہمارے عام حج میں دخول عمرہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ ابد کے لئے ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ابد الابد یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے، تو دار خلد میں یہی وہ روحانیت باقیہ ہے جسے اہل جنت ہر مقدر سال میں حاصل کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے پس وہ عمرہ حج میں روح ونعیم اور تنزیہہ شریف کے ورود کو قبول کرتے ہیں اس کے ساتھ اسرار وجوہ درخشاں ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ حسن وجمال زیادہ ہو جاتا ہے۔

دو یاقوت تلاش کریں

اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے توفیق عطا فرمائے جب تو اس بحر میں غوطہ لگائے

www.maktabah.org

تو اُس صدف کی تلاش و جستجو کر جس میں الف اور لام دو یاقوت ہیں اور ان کا صدف یہی کلمہ ہے یا وہ آیت ہے جو ان دونوں کو اُٹھاتی ہے۔

اگرچہ اِس مقام سے دونوں کی نسبت اپنے طبقات پر کلمہ فعلیہ ہے اور خواہ اِس مقام سے دونوں کی نسبت اپنے طبقات پر کلمہ اسمائیہ ہے اور خواہ اُس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِشارے کے مطابق اِس کی نسبت کلمہ ذاتیہ ہے

اور اگر حرف میں اُعُوذ تیری ناراضگی سے تیری رضا کے ساتھ نہ ہو میلان الف تیری ناراضگی سے تیری رضا کے ساتھ ہوگا، لام کا میلان کلمہ اسمائیہ اور تیرے عُفو کے ساتھ ہے جب کہ الف کا میلان تیری عقُوبت کے ساتھ ہے، میلانِ لام کلمہ فعلیہ اور تیرے ساتھ ہے جب الف کا میلان تجھ سے ہے میلانِ لام کلمہ ذاتیہ ہوگا۔

ہر لام الف لا برابر نہیں

پس اُسے دیکھ جو نبوت کا عجیب تر راز ہے اور جو اُس کا اعلیٰ وادنیٰ اور ابتداء و انتہا ہے، پس لام الف حرف پر اِس کے حضرت میں نظر کئے بغیر جو گفتگو ہوئی وہ اس میں ہے اور کامل کے ساتھ نہیں افسوس کہ لام الف لَا خَوْفٌ عَلَيْهِم اور لام الف وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کبھی برابر نہیں ہونگے جیسا کہ وہ لام الف جو نفی کے لئے ہے اور وہ لام الف جو ایجاب کے لئے ہے برابر نہیں ہیں۔

جیسا کہ نفی کا لام الف، نفی و بریت کا لام الف اور نہی کا لام الف برابر نہیں ہیں پس نفی کے ساتھ رفع یعنی پیش کی حرکت ہے اور بریّت کے ساتھ نصب یعنی زبر کی حرکت ہے جب کہ نہی کے ساتھ جزم ہے۔

نیز لام الف کے متعلق یہ ہے کہ لام تعریف اور الف کلمے کی اصل سے ہے جیسا کہ اُس کا قول ہے الاعراف، الادبار، الابصار اور الاقلام۔

www.maktabah.org

جیسا کہ لام توکید اور الف اصلیہ ہونے کی صورت میں ارشاد خداوندی لاوضعوا اولاانتم، کی طرح برابر نہیں۔

ابھی اسرار باقی ہیں

پس ہم نے تیرے لئے اُس کا بیان مُتحقق کرتے ہُوئے تیرے الف کو نیند سے قائم کیا اور تیرے لام کے عقدہ کو حل کیا اور الف کے ساتھ لام کے عقد میں ایسا راز ہے جو ظاہر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی لام الف کے مقامات میں بسط عبارت پر قدرت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہُوا، سوائے اِس کے کہ اگر سامع مجھ سے اُسنے ایسے شخص سے سُنا جس پر نازل ہُوا اگر اُس سے عبارت ہو اور باوجود اِس کے کہ اس کتاب میں اختصار کی ضرورت ہے اور بیشک یہ باب طویل ہوگیا ہے کثرت مراتب اور کثرت حروف کے لئے اِس میں طریق اجمال پر وسیع کلام ہے، اور اِس باب میں حروف کے درمیان مناسبت کی معرفت بیان نہیں کی گئی یہاں تک کہ بعض سے بعض کا اتصال درست ہے، اور نہ ہی ہم نے سوائے لام الف کی خاص جہت کے علاوہ دو حرفوں کے ساتھ اجتماع کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ باب عدد اتصالات پر تین ہزار اور پانچ سو اور چالیس مسائل کو متضمن ہے اِس وجہ کے ساتھ کہ ہر اتصال کے ساتھ اُس کا مخصوص علم ہے، اور اِن مسائل سے ہر مسئلہ کے تحت بے شمار تصریحات ہیں،

پس یقیناً ہر حرف تمام حرُوف کا اپنے رفع نصب اور حفض و سکون اور تینوں حرُوف علّت کی جہت سے ساتھی ہے تو جو شخص اس موضوع سے تشفی حاصل کرنا چاہتا ہے وُہ اُس تفسیر قرآن کا مطالعہ کرے جس کا نام ہم نے ”الجمع والتفصیل“ رکھا ہے اور انشاءاللہ العزیز اِن حروف کے بارے میں کتاب المبادی والغایات میں بھی بیان آئے گا جو ہمارے سامنے ہے پس لام الف کے متعلق اِس اشارے پر ہی

www.maktabah.org

اکتفاء کریں گے والحمدللہ المفضل"

الف لام اَل کی معرفت

ألف اللام لعرفان الذوات — ولاحياء العظام النخرات
تنظم الشمل اذا ماظهرت — بمحياها ومابقى شتات
وتفي بالعهد صدقاً وها — حال تعظيم وجود الحضرات

الف لام ذاتوں کے عرفان کے لئے اور بوسیدہ ہڈیوں کے احیاء کے لئے ہے۔

شمل کو منظم کرتا ہے جب ظاہر نہ ہو، اُس کی زندگی کے ساتھ اور جو سرد موسم باقی ہے،

اور سچے وعدے کے ساتھ فوت ہوتا ہے اور اِس کیلئے تعظیم وجود حضرات حائل ہے"

جاننا چاہیئے کہ لام الف اپنے حل شکل مخالف ابراز اسرار اور اسم و تحریر سے اپنی حنا کے بعد جنس و عہد اور تعریف و تعظیم کے حضرت میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ الف حق کا حصتہ ہے اور لام انسان کا حصتہ ہے الف اور لام جنس کے لئے آواز دیتے ہیں پس جب الف اور لام کا ذکر ہو تمام کون اور اُس کے مکوّن کا ذکر ہو جائے گا، تو بے شک حق سے خلقت کے ساتھ فنیت"، اور الف اور لام کا ذِکر کیا جاتا ہے"

حق و خلق وملکوت

الف اور لام حق و خلق ہے اور یہ وُہ جنس ہے جو ہمارے نزدیک ہے،"

پس لام کا قائمہ حق تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے قائمہ سے الف اخذ کرنے کے بعد جو لام کا نصف دائرہ باقی محسوس ہوتا ہے وُہ نون کی شکل خلقت کے لئے ہے اور نصف دائرہ رُوحانی جو کہ غائب ہے وُہ ملکوت کے لئے ہے اور دائرہ کے

www.maktabah.org

قُطر کے میدان میں جو الف ہے وُہ امر کے لئے ہے اور وہ کُن ہے اور یہ تمام قسمیں اور فصلیں جنسِ اعم کے لئے ہیں، اور جو اُس جنس کے اُوپر ہے وُہ حقیقت الحقائق ہے جو قدیم میں قدیمہ اور محدث میں مُحدثہ ہے قدیم اور مُحدِث کی ذات میں نہیں،

اور یہ نظر کے ساتھ اُس کی طرف نہ وُجود ہے نہ عدم اور جب موجود نہیں تو نہ قِدم کے ساتھ متّصِف ہوگی اور نہ حدوث کے ساتھ جیسا کہ اِس کتاب کے چھٹے باب میں اِس کا ذِکر آئے گا،،

اور اِس کا جو کچھ چاہنا ہے وُہ اِس کا حدوث اور قدم کو قبول کرنا نہیں بلکہ صُورتوں کو قبول کرنا ہے تو یقیناً اس میں تشبیہ موجُود ہے اور ہر موجود جو کہ مُحدث یعنی پیدا کیا گیا ہے وُہ مخلوق ہے مگر مُحدِث یعنی پیدا کرنے والا اِسم فاعل ہے اور وُہ خالق ہے اور جب وُہ قِدم و حدوث دونوں کو قبول کرتی ہے تو یہ حق تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے وُہ تجلی ہے جو وُہ اپنی صفات سے جیسی چاہتا ہے ڈال دیتا ہے، اسی وجہ سے قیامت کے دن ایک گروہ اِس کا انکار کرے گا کیونکہ وہاں پر حق تعالیٰ اُن کی پہچانی ہوئی صُورت کے علاوہ دُوسری صُورت اور صفت میں تجلّی فرمائے گا، اِس مضمُون کا کچھ حصہ اس کتاب کے پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے،،

چُونکہ عارفوں کے لئے اُن کے قلوب و ذوات پر دارِ آخرت میں عمُومی تجلی ہو گی تو وجُوہات شُبہ سے یہ وجہ ہے، ہمارے نزدیک علی لتحقیق اِس کے ساتھ اِخفا نہیں بے شک اس کے حقائق دونوں جہانوں میں دونوں صفوں کے لئے متجلّی ہیں البتہ عقل یا فہم اللہ تعالیٰ سے دُنیا میں قلوب و ابصار کے ساتھ مرئی ہے باوجود اِس کے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے عجزِ ادراک سے خبردار ہے پس فرمایا ابصار کے لئے اُس کا ادراک نہیں اور وُہ ادراک کرنے والا اور لطیف و خبیر ہے،

وُہ لطیف اپنی تجلی کے ساتھ ہے جیسے اپنے بندوں پر اُن کی طاقت کے

www.maktabah.org

مطابق ڈالتا ہے اور خبیر اپنے بندوں کی کمزوری سے ہے جو اُن میں اُس کی الوہیت کی عطا کردہ تجلیٔ اقدس کو اُٹھانے سے ہے جب کہ مُحدَث کو جمالِ قدیم کے اُٹھانے کی طاقت نہیں جیسا کہ نہروں کو سمندروں کے اُٹھانے کی طاقت نہیں،

تو بیشک سمندروں کے اعیان فنا ہو جاتے ہیں خواہ اُس پر نہر وارد ہو یا وہ نہر پر وارد ہو ایک ہی بات ہے یعنی سمندر کے لئے شہادت دامتیانہ کا اثر باقی نہیں رہے گا تو جو ہم نے بیان کیا ہے اِس کی معرفت حاصل کر اور محدثات سے اس کی جو تشبیہ محقق واعلیٰ ہے وہ گرد و غبار ہے جس میں عالم کی صورتوں کو پیدا کیا گیا پھر اُس سے اُس کی تشبیہ کا نور اُتارا گیا تو یقیناً نور گرد و غبار کی صورت میں ہے جیسا کہ یہ گرد و غبار اُس کی صورتوں میں ہے اور نور سے ہوا کے ساتھ اُس کی تشبیہ اُتاری اور اُس سے پانی کو اُتارا اور اُس سے معدنیات کو اُتارا اور معدنیات سے لکڑی اور اُس کی امثال کو اُتارا منتہی تک چیز کی طرف نہیں قبول کرنا سوائے صورت واحدہ کے جو اُس نے پائی،

پس اس پر غور کر انشاءاللہ اِس کتاب میں اس کا باب آئے گا

الف اور لام کی حقیقت

تو یہ حقیقتِ تائہیہ حقائق تائہیات کو شامل ہے اور یہ وہ جنس عمومی ہے جو بذاتہ الف اور لام کو حمل کرنے کی حقدار ہے اور ایسے ہی دونوں کا عہد اُس علم پر جو اِس میں واقع ہے دو موجودوں کے درمیان دونوں حقیقتوں کے ساتھ جاری ہے،،

اِن دونوں موجودوں پر ایک امر داخل ہے دونوں کے درمیان جہت سے ہر ایک تیسرے امر کی طرف ناظر ہے دونوں کے پورا

www.maktabah.org

کرنے کے لئے یہ تیسرا امر ہے جسے دونوں جانتے ہیں، اور دونوں کی حقیقت پر الف عہد اخذ کرنے کے لئے ہے اور لام اُس پر جو چیز وُہ اخذ کرے"۔

اور ایسے ہی دونوں کی تعریف و تخصیص ہے، اور بے شک اِس کے ساتھ مُخبِر کی خواہش کے وقت حصُولِ علم کے لئے تعیّن پر کسی چیز کی جنس سے تخصیص کرتے ہیں جس کا مُخبِر کو علم ہوتا ہے، پس مُختص پر کون سی حالت ہے، اور مختص اور وُہ چیز جو دونوں کے حقائق کی صُورت میں دونوں کی حقیقتوں کے مُنقلب ہونے کے ظہور کا سبب ہے اور یہ وُہ ذاتی اِشتراک ہے"۔

پس اگر یہ اشتراک صفت میں ہے اور مخاطب کے لئے دونوں سے عظمت امتیاز کا ارادہ کرتے ہیں تو دونوں اِس تعظیم کے لئے اِس وصف میں داخل ہونگے"۔

پس الف اور لام دونوں ہر صورت اور ہر حقیقت میں آمنے سامنے کئے گئے ہیں، کیونکہ دونوں ہی جمیع حقائق کے لئے موجود اور جامع ہیں، پس کون سی چیز میدان میں آتی ہے کہ اُس کی حقیقت اُس سے دونوں کے نزدیک ظاہر ہوتی ہے جو اُس کے ساتھ مقابل ہے۔

پس دونوں ہی اپنی ذات سے چیز پر دلالت کرتے ہیں، اور دونوں ہی اُس چیز سے اکتساب نہیں کرتے جو اس پر داخل ہے اور اِس کی مثل اہلک الناس الدینار والدرہم[1] ہے۔

---

[1] لوگوں کی ہلاکت دینار و درہم ہیں۔

www.maktabah.org

میں نے رات کو ایک شخص دیکھا اور میں مرتبۂ احدیت پر عورتوں کے سوا مردوں سے محبت کرتا ہوں، باب کی طوالت کے پیشِ نظر اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے، الحمد للہ چھٹی جزء تمام ہوئی"

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تفسیر الفاظ

بعض اسباب یعنی اُن الفاظ کی تفسیر کے بیان میں جن کا ذکر حروف میں بسائط و مراتب، تقدیس و افراد ترکیب و اُنس اور وحشت وغیرہ کے نام سے کیا ہے۔

تو جان لے کہ یہ حروف ادل ہیں اِس لئے عالمِ مکلّف انسانی کی مثل اُس کے لئے خطاب میں مشارکت ہے، تکلّف میں نہیں سوائے اس کے کہ وُہ عالم سے جمیع حقائق کو قبول کرے جیسا کہ انسان اور تمام عالم اس کی طرح نہیں۔

الفاظ کا قطب

پس اُن میں قُطب ہیں جس طرح ہم سے اور وُہ الف ہے اور ہم سے قُطب کا مقام حیاتِ قیومیہ ہے اور یہ اُس کے ساتھ خاص مقام ہے تو بیشک اُس کی ہمت جمیع عالم میں سیر کرتی ہے۔

ایسے ہی الف ہر وجہ سے اپنی روحانیت کے اعتبار سے اُس کا ادراک کرتا ہے جب کہ ہم اپنے غیر کا ادراک نہیں کر سکتے اور وہ اپنی ذات کے انتہائی مخارج میں جو نفس کو دُوسرے نفوس کی طرف اُٹھاتے ہیں سریانِ کی حیثیت سے ہے، اور خارجی خواہش میں اِمتداد ہے یعنی عرصۂ دراز ہے، اور تو ساکت ہے اور اُس کا نام صدری ہے تو یہ

www.maktabah.org

قیومیتِ الف ہے"

لا. بیشک وُہ واقف ہے اپنے رقم ہونے کی حیثیت سے، تو بیشک تمام حروف اُس کی طرف ینحل ہیں اور اُس سے مرکّب ہیں، اور وُہ اِس کی طرف لا ینحل ہے جیسا کہ وُہ اپنی رُوحانیت کی طرف ینحل بھی ہے اور یہ نقطہ تقدیر ہے یا اگر واحد ہے ینحل نہیں تو بے شک ہم نے تجھے پہچانا جو اُس کے لئے ظاہر ہے، الف قُطب ہے اور یہاں اِس کا عمل ہے جس میں ہم نے تیرے لئے ذِکر کیا بعد ازیں اگر تُو چاہے تو اِس کی حقیقت جان لے"

دو امام

واؤ اور یاء دونوں حروف علت دو[۲] امام ہیں مَدّ اور لین[۱] سے دونوں درست نہیں"

اوتاد چار ہیں

الف، واؤ، یا، اور نون چاروں اوتاد ہیں جو کہ علامات اعراب ہیں"

ابدال سات ہیں

ابدال سات ہیں، الف، واؤ، یا نُون اور تاء اور اُس کے کاف

---

[۱] واؤ، الف اور یا جب ساکن ہوں اور اُن کے پہلے حرف پر زبر ہو تو انہیں لین کہتے ہیں، مترجم۔

www.maktabah.org

اور ہا، کا ضمیر، پس الف، الف دو شخص، واؤ، واؤ دو عمرون، یاء یاء دو عُمَرِین اور نون نون کام کرتے ہیں اور مرتبۂ ابدال میں ہمارے اور اُن کے درمیان نسبت کا راز ہیں جیسا کہ قطب میں ظاہر ہے، بیشک جب قمت سے تاء غایب ہو گی اُس کا بدل ترک ہو جائے گا۔

کلام کرنے والے نے کہا! زید کھڑا ہے تو یہ اُس کی ذات سے نیابت ہے جو اُن حرفوں کے قائم مقام ہے، اُس کے خبر دینے والے سے اُس شخص کا یہی نام ہے، اور اگر ضمیر کے قائم مقام اسم الف سے مرکب ہو گا اِن حروف کی نیابت حروفِ ضمائیر کی قوت وتمکین اور اُس کے فلک کی وُسعت کے لئے ہے۔

پس اگر آدمی کا نام اُسے دارمیت رکھا تو یہ اس سے بلند ہے پس یہ نسبت ہے تو بیشک تاء یا کاف یا ہا کی نیابت اِن حروف کے جملہ کی نیابت دلالت اور اُس کے بدل کو چھوڑنے میں ہے یا اُس سے بدل آئے گا جیسے بھی تو چاہے۔

اور بیشک یہ اُس کے لئے دُرست ہے اور تو اسکے کون کو جانتا ہے اور اُسے نہیں جانتا جو اِس سے بدل ہے یا وُہ بدل اُس سے ہے لہٰذا مقام ابدال و مدرک میں اُس کا اور اُس کے ساتھیوں کا یہی استحقاق ہے

یہ علم کہاں ہے؟ اور یہ کشف پر موقوف ہے پس اِس پر خلوت و ذکر اور ہمت کے ساتھ تحقیق و تفتیش کر، اور تجھے اگر اِن حروف کے مقامات میں تکرار کا وہم ہو تو بیشک یہ ایک چیز ہے اور اس کے لئے وُجوہ ہیں اور بیشک یہ اشخاص انسانی کی مثل ہے چنانچہ زید بن علی اپنے بھائی زید بن علی ثانی کی ذات نہیں، اور اگرچہ دونوں نبوت و انسانیت

www.maktabah.org

اور ایک باپ کے بیٹے ہونے میں مشترک ہیں ولیکن بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی ذات نہیں اور بصارت دونوں کے درمیان فرق کرتی ہے"

ایسے ہی علم دونوں کے درمیان حروف میں فرق کرتا ہے، اہل کشف کے نزدیک کشف سے اور نازلین کے نزدیک مقام کی جہت سے اُسکے درجہ سے یہی اُس کے حروف سے بدل یعنی ابدال ہے"

جب کہ صاحبِ کشف عالم پر مقام کی جہت سے دوسرے امر کے ساتھ زیادہ کرتا ہے اور صاحبِ علم اِس مقام مذکور کو نہیں جانتا، مثلاً میں کہتا ہوں جب بعینہٖ اسم سے اُس کے بدل کی تکرار ہو تو اُس شخص کے لئے بعینہٖ ایسا ہی کہا جائے گا میں بھی ایسا ہی کہوں گا تو بھی ایسا ہی کہے گا، پس تاء صاحبِ کشف کے نزدیک وُہی ہے جو میں نے پہلی تاء کے علاوہ میں کہا ہے وُہی دوسری تاء میں کہا کیونکہ مخاطب کی ذات ہر نفس میں تجدید کرتی ہے بلکہ وُہ خلقِ جدید کے لباس میں ہیں، پس احدیتِ جوہر کے ساتھ عالم میں یہ حق کی شان ہے، اور ایسے ہی وُہ حرکتِ روحانیہ ہے جس سے حق تعالیٰ نے بغیر حرکت کی پہلی تاء کو پیدا کیا اور اُس سے دوسری تاء کو غام کے ساتھ پہنچایا پس اُس کے معنوں کا اختلاف بدیہی ہے"

اختلافِ صاحبِ علم

تو صاحبِ علم کے لئے عِلم معنیٰ کا اختلاف مقام غور ہے اور وہ حرف تاء میں غور نہیں کرے گا یا یہ کہ کون سا حرف ضمیر یا غیر ضمیر ہے، جیسا کہ اشاعرہ نے اعراض میں برابر کہا ہے"

www.maktabah.org

پس لوگ حرکتِ خاص میں اِس پر اُن کے ساتھ مجمع و مُتفق اور اِس علم کی طرف غیر حرکت میں اُن سے الگ ہیں"

پس وُہ اِس امر کا انکار کرتے ہیں اور اِس کے ساتھ نہیں کہتے اور اِس کے قائل کو ہوس اور انکارِ حِس کی طرف سے منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُن کے ادراک محجوب اور عقول ضعیف ہیں اور معانی میں تعرّف سے اُن کی نظر کا قصور اور مقام فساد ہے"

پس اگر اُن کے لئے اُس کے معدن سے پہلے کشفِ حقیقی ہے تو عام حکم میں جمیع اعراض پر اِس حقیقت کو نہیں گھسیٹا جاسکتا،

عرض کے ساتھ سوائے عرض کے اختصاص نہیں، اور اگر اجناس اعراض میں اختلاف ہوگا تو لازماً حقیقت جامعہ اور حقیقتِ فاصلہ سے ہوگا"

اِسی طرح ہم نے یہ مسئلہ اُس کے حق میں بیان کیا ہے جو اِس میں وُہی کہتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتا ہے تو مُحققین کے نزدیک لفظ و تحریر کی صُورِ محسوسہ مطلوب نہیں سوائے اسکے کہ وُہ رُوحانی ہو"

پس نہ اُس کی جنس سے نکالنے کی قدرت ہے اور پردہ ہے"

تو اِس کے ساتھ دیکھتا ہے کہ مُردہ سترِ رُوحانی معدُوم ہونے کی وجہ سے اُس سے روٹی طلب نہیں کرتا اور اس میں وجُودِ روح کے لئے زندہ طلب کرتا ہے تو تُو کہتا ہے کہ جو اُس کی دُوسری جنس سے طلب کرے"

پس تُو جان لے کہ یقیناً روٹی پانی اور تمام ماکُولات و مشروبات اور ملابس و مجالس میں ارواحِ لطیفہ غریبہ ہیں اور یہی اُس کی زندگی اور اُس کے علم کا راز ہے، اور یہی اُس کے خالق کے مشاہد کی حضُوری میں اُس

www.maktabah.org

کی قدر و منزلت اور اُس کے پروردگار کے لئے اُس کی تسبیح کا سر ہے "

اور یہ ارواح اِن صُوَرِ محسوسہ کے نزدیک امانت ہے اور اسے اِس ودیعت کی گئی رُوح کی طرف جسم میں لوٹایا جاتا ہے "

کیا تو اُن سے بعض کی طرف نہیں دیکھتا کہ اُس کی امانت کی طرف کیسے کیسے ملایا جاتا ہے تو جب اُس کی امانت اُس کی طرف لوٹے گی تو وہ سرِ حیات ہے، رہا اُس کا داخل ہونے کے طریق سے نکلنا تو اُس کا نام قے کرنا ہوگا اور اگر دُوسرے طریق سے نکلے گی تو اُس کا نام عُذر قبوُل کرنا اور دوستی کے ساتھ ہوگا "

پس اُسے پہلا نام سوائے اِس بھید کے نہیں دیا جائے گا کہ وہ روح کی طرف لوٹ جائے اور دُوسرے اِسم کے ساتھ باقی رہے اور وہ اُس سے صاحبِ خضروات اور اسباب استحالات کا وعدہ طلب کرے "

پس ایسے ہی جس طرف اللہ علیم حکیم چاہے ملبُوس اور عریاں اطوار وجود میں گراری کی طرح بار بار چکر کاٹتی ہے، پس رُوح اُس کے عشق میں اِن محسُوسات کے ساتھ معذور ہے تو بیشک اِس میں معائنہ کرنے والا اُس کا مطلوب ہے پس یہی اُس کی منزلِ محبوب میں ہے

أمر علی الدیار دیار سلمی　　　أقبل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الدیار مضی بقلبی　　　ولکن حب من سکن الدیارا

دیار سے دیارِ سلمیٰ کی طرف جانے کا حکم ہُوا اور دیواروں والے تک جا پہنچا،
میرے دِل میں دیار کی مُحبّت کا گذر نہیں لیکن دیار میں سکونت رکھنے والے سے مُحبت ہے،

اور ابو اسحٰق زدالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

www.maktabah.org

یادار ان غزالا فیك تیمنی لله درّك ماتحویه یادار
لو كنت أشكوالیها حب ساكنها اذن رأیت بناء الدار ینهار

اے دو غزالوں کے گھر تجھ میں میری برکت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے تجھ میں خوبی ہے اور اے گھر جو اِس پر محیط ہے۔

اگر اس سے اُسکے ساکن کی محبت کی شکایت کرتا گھر کی تعمیر کی آئینہ بندی دیکھتا۔

حرُوف کی شرح

پس اِس پر غور کریں اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو کلمہ کے رازوں کا فہم عطا فرمائے اور ہمیں اور آپ کو پوشیدہ غیبی حکمتوں پر مطلع فرمائے۔

رہا ہمارا وُہ قول جو ہم نے ہر حرف کے بعد بیان کیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وُہ آپ کے لئے ظاہر کر دیں اور آپ اُسے جان لیں جو تم میں سے اُس چیز کو نہیں جانتے، تو اِسے بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو طریقِ تسلیم کے درجات میں ہے اور جو سچائی کے ساتھ اُس کی قطعی بلندی اور گنتی ہے اسے نہیں جانتے۔

یہ دو حرموں کے مقام ہیں جیسا کہ اِن دونوں مقامات سے سعادت مند متصّف ہے۔

ایمان کا نُور نکل جاتا ہے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا! اَے اُبو موسیٰ! جب تجھے کوئی شخص اس طریقہ والوں

www.maktabah.org

کے کلام کے ساتھ ملے تو اُسے اپنے لئے دُعا کے واسطے کہہ کیونکہ اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے، اور فرمایا! اگر کوئی شخص صوفیاء کرام کی مجلس میں بیٹھ کر اُن سے اُس چیز کے بارے میں اختلاف کرے جس کی اُنہوں نے تحقیق کی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس شخص کے دل سے نورِ ایمان لے جاتا ہے۔"

شرح جو کچھ ہمارے بیان میں حرف اُس کے نام اور اُس کے سقوط میں جو کچھ عالم غیب سے ہے؛

پس تو جان لے کہ عالم بعض تقسیموں پر ہے ہمارے نزدیک نظر کے ساتھ جو حقیقت کی طرف معلوم ہے دو قسموں پر ہے۔"

وہ قسم جس کا نام عالمِ غیب ہے

اور وہ ہر چیز ہے جو حس سے پوشیدہ ہے اور عادت جاریہ نہیں کہ حسِ اُس کا ادراک کر سکے اور وہ حرفوں میں سے یہ ہیں"

سین، صاد، کاف، خاء معجمہ اور تاء اُوپر کے دو کے ساتھ اور فاء شین، ہاء، ثاء شین کے ساتھ اور حاء تو یہ حروف رحمت والطاف، رافت وحنان سکینہ ووقار اور نزول وتواضع ہیں اور اِن میں یہ آیت نازل ہوئی ہے،

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا[1]	اور رحمان کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام

[1] الفرقان آیت ۶۳

www.maktabah.org

اور اس میں وُہ جو رقیقہ محمدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہُوا اور اُس کی کون سے ان کی طرف استمداد ہے اور جو جوامع الکلم دیا گیا ان کی طرف اُن کے رسُولوں سے آیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فرمایا،

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ [۱] — اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے۔

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ [۲] — دل ڈر رہے ہیں یُوں کہ انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ [۳] — وُہ جو اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ [۴] — اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو جائیں گی،

اور یہ حروف کے قبیل سے ہے وُہ بھی جو اس میں منقول ہے بیشک وُہ لُطف و مہربانی سے ہے اس لئے ہم نے اس کا ذکر کیا تو یہ من جملہ اُن معانی کے ہے جو اس پر اطلاق کرتے ہیں اُسی سے عالم غیب و لُطف ہے،

دُوسری قسم عالم شہادت وقہر

اور وُہ ہر عالم عالم حروف سے عادت جاریہ پر ہے ان کے نزدیک اس کا ادراک حواس کے ساتھ ہو سکتا ہے اور وُہ جو باقی حروف سے ہے اور اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں،

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ [۵] — تو جس بات کا تمہیں حکم ہے علانیہ کہدو

---

[۱] آل عمران آیت ۱۳۴ [۲] المومنون آیت ۶۰ [۳] المومنون آیت ۲ [۴] طٰہٰ آیت ۱۰۸
[۵] حجر آیت ۹۴

www.maktabah.org

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ اور اُن پر سختی کرو

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان

وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ

بنی اسرائیل آیت ۶۴

اور اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کی فوج لا

تو یہ عالم ملک، تسلط وغلبہ، شدت وجہاد، تصادم وقرعہ اندازی ہے اور اِن حرفوں کی روحانیت سے صاحبِ وحی کے لئے غت وغط یعنی غوطہ زنی گھنٹی کی آواز اور پیشانی کا پسینہ ہے اور اُن کے لئے یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ہے بیشک وہ حروف ہیں عالم الغیب ہے، .... جس کے ساتھ روح الامین تیرے دل پر اُترتا ہے اور اس کے ساتھ تعجیل کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دے "

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى،

اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

طٰہٰ آیت ۱۱۴

اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اِس کی

وحی تمہیں پوری نہ ہو جائے اور کہیں اے

میرے رب میرے علم کو زیادہ کر،

اور ہمارا یہ قول کہ ملک وجبروت یا ملکوت تو اس کا ذکر ہمارے قول مراتبِ حروف کا بیان باب کے آغاز میں پہلے ہو چکا ہے۔

www.maktabah.org

دورۂ فلکِ حروف

رہا ایسے ہی ہمارا اُس کے مخرج کے بارے میں قول ؟ تو یہ قُرأ حضرات کو معلوم ہے اور ہمارے نزدیک اِس کے افلاک کو جاننا فائدہ مند ہے، تو بیشک اللہ تعالیٰ نے فلک کو وُجودِ حرف کا سبب بنایا ہے، جو اُس فلک سے نہیں ہوگا اُس سے اُس حرف کا دوسرا پایا جائے گا اگر فلک ایک ہے تو تقدیر کی طرف نظر کے ساتھ دَورہ ایک نہیں ہوگا، اُسے چیزیں فرض کرے گا تو یہ فرض اُس کی حقیقت کا اِقتضاء کرے گا اور فلک کی ذات سے تیرے نزدیک فلک میں امرِ امتیاز ہوگا وُہ مقامِ فرض میں نشانی اور اُس کی کمین گاہ مقرر ہوگی۔"

پہلے کی انتہا دوسرے کی ابتدا ہے

پس جب مفروضۂ اوّل کی حد کی طرف نشانی لوٹے گی تو یہ پہلے دَورے کی اِنتہاء اور دُوسرے دَورے کی اِبتداء ہوگی اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے!

ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ

www.maktabah.org

ترجمہ

بیشک زمانہ اُسی طرح مستدر ہے جس ہیئت پر اللہ تعالےٰ نے تخلیق کے دن پیدا کیا۔

اس حدیث مبارک کا بیان اس کتاب کے گیارہویں باب میں آئے گا۔"

اعداد کے بیان میں

رہا ہمارا قول اس کی گنتی کے بارے کہ ایسے اور ایسے یا ایسے اور اس کے علاوہ ایسے تو بعض لوگوں کے نزدیک اُس کا نام جزم کبیر اور جزم صغیر ہے جب کہ اُس کا نام جزم کی بجائے جمل ہے اور اُس کے دورہ کرنے والے افلاک اور برجوں کے افلاک میں عجیب راز ہے اور ان افلاک کے نام لوگوں کو معلوم ہیں پس وُہ برجوں کے فلک کے لئے جزم کبیر مقرر کرتے ہیں اور جو اٹھائیس اٹھائیس کے ہندسہ سے جمع ہوتا ہے منفی کہتے ہیں۔ جزم صغیر دورہ کرنے والے افلاک کے لئے ہے اس کے عدد نو نو کے طریقہ سے منفی کرتے ہیں، اس کتاب میں اس امر کی گنجائش نہیں اور نہ ہی یہ علم ہمارا مطلوب ہے اور ہمارے نزدیک اعداد کا فائدہ ہمارے اُس طریقہ میں ہے جس سے ہماری محقق و مرید سعادت کی تکمیل ہوتی ہے"

جب کسی حرف کو اس کی جزم صغیر سے جزم کبیر کی طرف نسبت سے اخذ کیا جائے گا مثل قاف کی طرف نسبت کے جو کبیر کے ساتھ سَو اور صغیر کیساتھ ایک ہے پس جزم صغیر کے اعداد ہمیشہ ایک سے نو تک ہیں تو وُہ اپنی ذات کی طرف لوٹتے ہیں"

www.maktabah.org

اگر ایک ہوگا

پس اگر ایک ہوگا تو وہ ہمارے نزدیک دو جزموں کے ساتھ الف، قاف شین اور یاء ہے اور ہمارے علاوہ کے نزدیک جزم صغیر کے ساتھ شین غین معجمہ کے ساتھ تبدیل ہو جاتا ہے، پس یہ اس سے ایک مطلوبہ لطیفہ مقرر کرتا ہے، اس کے ساتھ کونسی جزم ہوگی "!

پس اگر الف سے حتیٰ کہ طاء تک، تو یہ اعداد کے بسائط ہیں پس یہ جزموں میں کبیر و صغیر کے درمیان مشترک ہیں تو جو حیثیت اُس کے ہونے کی جزم صغیر کے ساتھ ہے اُس کا لوٹنا تیری طرف ہے اور جو حیثیت اُس کی جزم کبیر کے ساتھ ہے اُس کا لوٹنا تیرے لئے واردات مطلوبہ کی طرف ہے"

پس تلاش کر الف میں یہ ایک ہے، یاء دس اور قاف سو ہے اور شین الف یا اُس کی غین میں اختلاف ہے، اور مراتب اعداد تمام ہوئے اور محیط کی انتہاء ہوئی اور دوروں کی ابتداء پر رجوع کرتے ہیں"

پس یہ چار نقطوں کے سوا نہیں، مشرق، مغرب، اِستواء یعنی سیدھا حفیض یعنی پستی، چار کی چوتھائی اور چار کا عدد محیط ہے کیونکہ یہ مجموعۂ بسائط ہے، جیسا کہ اِس کا یہ انعقاد مرکبات عددیہ کا مجموعہ ہے"

اگر دو ہوں

اگر دو ہوں تو یہ دو جزموں کے ساتھ باء ہے اور جزم صغیر کے ساتھ قاف اور راء ہے باء تیرے لئے تیرا حال مقرر کرتا ہے اور اس کے ساتھ عالم غیب و شہادت مقابل ہے پس اِس کے اسرار پر اس کے غیب و ظہور کے

www.makiabah.org

ہونے سے واقفیت حاصل کر دُوسرے سے نہیں اور یہی الٰہیات میں ذاتؒ صفات اور طبعیات میں علت و معلول ہے اور عقلیات میں نہیں کیونکہ عقلیات میں شرط و مشروط نہیں اور طبعیات میں شرعیات نہیں مگر الٰہیات میں ہیں"

اگر تین ہوں

اگر تین ہوں تو یہ ایک گروہ کے نزدیک، دو جزموں کے ساتھ جیم اور لام اور سینِ مُہملہ ہے اور ایک گروہ کے نزدیک جزم صغیر کے ساتھ شینِ مُعجمہ ہے، اور جیم تجھ سے تیرا عالم مُقرّر کرتی ہے اور عالمِ مُلک کی کائنات سے مُلک عالمِ جبرُوت کی کون سے ہے جبرُوت اور عالمِ ملکوت کے ہونے سے مَلکُوت اِس کے ساتھ مقابل ہے، اور جو عددِ صغیر سے جیم میں ساتھ ہے تجھ سے ظاہر ہوتا ہے اور جو اِس میں ساتھ ہے اور عددِ کبیر سے لام اور سین یا شین میں مطلوب سے ظہور و وجود ہے"

مَنۡ جَاءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا [1] جو کوئی ایک نیکی لاتا ہے تو اُس کیلئے دس گُناہ ہے

اور اللہ تبارک و تعالیٰ جسے چاہے اُس کی استعداد کے مطابق دُگنا کرتا ہے اور یہ اُس کا کم تر درجہ ہے جو مذکورہ عام دس پر مشتمل ہے اور تضعیف استعداد پر موقُوف ہے اور اِس میں رجالِ اعمال کا تفاضل ہے، اور ہر عالم اس کے طریق میں اسی پر ہے"

اِس کتاب میں ہماری غرض اِس سے نہیں جو اللہ تعالیٰ نے حقائق

---

[1] الانعام آیت ۱۶۰

www.maktabah.org

سے حروف کو عطا کیا جب کہ اُن کے حقائق تجھ پر محقق ہیں اور ہماری غرض اُس سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لفظ یا خط کے اِنشاء کے لئے عطا فرمایا جبکہ اِن حروف کے حقائق کے ساتھ محقق ہو اور اس کے اسرار پر کاشف ہو پس اسے جان لیں۔"

اگر چار ہوں

اگر یہ چار ہوں تو وُہ دو جزموں کے ساتھ دال اور میم اور صغیر کے ساتھ تا ہے، دال تجھ سے تیرے قاعدے مقرر کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ذات و صفات اور افعال ور وابط مقابل ہیں۔"

اور جو دال میں صغیر کے ساتھ عدد سے ہے تیرے قبُول کے اسرار سے ظاہر کرتا ہے اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے اور جو میم میں ہے اور کبیر کے ساتھ تاء مطلوب مقابل سے وجُوہ کو ظاہر کرتا ہے اور اِس میں حسب استعداد کمال و اکمل ہے۔"

اگر پانچ ہوں

اگر پانچ ہوں تو وُہ دو جزموں کے ساتھ ہا، نُون اور صغیر کے ساتھ تاء ہیں، ہا حرُوف کے مقام میں تجھ سے تیری مملکت کو مقرر کرتا ہے اور باطل سے تصادم اور مقارعت کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ارواح خمسہ مقابل ہیں حیوانی، خیالی، فکری، عقلی، قدسی۔"

اور جو ہا میں صغیر سے ہے وُہ تیرے قبول کے اسرار سے ظاہر کرتا ہے اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے۔

www.maktabah.org

اور نون میں اور ثاء کبیر سے مطلوبِ مقابل اور کامل و اکمل سے ظہورِ وجوہ کا اثر استعداد سے حاصل ہوتا ہے۔"

اگر چھ ہیں

اگر چھ ہیں تو وہ دو جزموں سے واؤ اور صاد ہیں یا اختلافی صورت میں صاد کی بجائے سین ہے، اور صغیر کے ساتھ خاء ہے،

واؤ تجھ سے تیری معلوم جہتیں مقرر کرتی ہے، اور اس کے مقابل ایک وجہ سے حق کی نفی اور ایک وجہ سے اثبات ہے اور وہ علم صورت ہے اور جو واؤ میں اس کے ساتھ اسرارِ قبول سے ہے۔ صغیر کے ساتھ ظاہر کرتا ہے، اور وہ جو اس میں اس کے ساتھ ہے"

اور جو صاد یا سین ہیں اور خاء کبیر کے ساتھ ہے مطلوب مقابل سے وجوہ کو ظاہر کرتا ہے اور اس تجلی میں اسرارِ استواء کھولنے والے علم کے ساتھ ہے اور جو نجوی ثلاثہ سے ہوگا"

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ [1]	اور وہ تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو
وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ [2]	اور وہ آسمان میں معبود ہے اور وہ زمین میں معبود ہے۔

اور ہر آیت یا خبر اُس کے لئے جَلَّ وعلا جہت و تحدید اور مقدار کا اثبات ہے اور اس میں استعداد اور کوشش کے مطابق کمال و اکمل ہے۔"

---

[1] الحدید آیت ۴ [2] الزخرف آیت ۸۴

www.maktabah.org

اگر سات ہیں

اگر سات ہوں اور وہ دو جزموں سے زاء اور عین اور صغیر کے ساتھ ذال ہے یہ تجھ سے تیری صفات کو مقرر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اس کی صفات مقابل ہیں اور جو صغیر سے زاء میں ساتھ ہے تیرے قبول کے اسرار سے ظاہر کرتا ہے اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے"

اور جو عین میں اور ذال کبیر سے مطلوب مقابل سے وجوہ ظاہر کرتا ہے اور اِس تجلی میں مکاشف بقدرِ کوشش و استعداد تمام مُسبعات یعنی ہر سات کے اسرار جان لیتا ہے بحیثیت اِس میں وقعت وکمال اور اکمل کے

اگر آٹھ ہیں

اگر آٹھ ہوں تو وہ دو جزموں کے ساتھ حاء اور ایک قول میں فاء ایک قول میں ضاد اور ایک قول میں ظاء ہے"

حاء تجھ سے تیری ذات کو مقرر کرتا ہے اور وہ جو اس کے ساتھ اِس میں ہے اور اِس کے ساتھ مقابل حضرتِ الٰہی ہے، صورت کے مقابل کے لئے شیشے کی صورت اور جو حاء میں صغیر سے اُس کے ساتھ ہے تیرے اسرارِ قبول سے ظاہر کرتا ہے، اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے"

اور جو فاء ضاد یا ظاء میں کبیر سے ہے مطلوب مقابل سے وجوہ کو ظاہر کرتا ہے، اِس میں مکاشف جنت کے آٹھوں دروازوں کے اسرار جان لیتا ہے،

اور اللہ تبارک وتعالےٰ جس کے لئے چاہے جنت کا دروازہ یہاں

www.maktabah.org

کھول دیتا ہے اور ہر حضرتِ وجود میں آٹھ ہے اور کمال و اکمل حسبِ استعداد ہے

اگر نو ہوں

اگر نو ہوں تو وہ دو جزموں سے طاء اور ضاد یا ایک قول میں صاد اور ایک قول میں ظاء، یا جزمِ صغیر کے ساتھ غین ہے، طاء تجھ سے وجود میں تیرے مرتبے مقرر کرتا ہے جس پر تو اِس تجلّی میں اپنی نظر کے وقت ہے، اور اِس کیساتھ مراتبِ حضرت متقابل ہیں اور وہ اُس کے لئے اور تیرے لئے ہمیشہ ہے اور جو طاء ہیں صغیر کے ساتھ ہے اسرارِ قبول سے ظاہر کرتا ہے اور جو اُس کے ساتھ اُس میں ہے"

اور ضاد میں یا صاد اور غین یا کبیر سے ظاء میں ہے وہ مطلوب مقابل سے وجوہ ظاہر کرتا ہے اس تجلّی میں مکاشف اسرار احدیت اور روحانیت کے مقام و منازل کے اسرار جان لیتا ہے، اور حسبِ استعداد کامل و اکمل ہے"

عدد اللہ تعالےٰ کا راز ہے

اگر تو اِس پر عمل کرے گا اور وہ پہلی کُنجی ہے جو یہاں تیرے لئے اعداد کے اسرار اور اُن کی ارواح و منازل کو کھولتی ہے، پس بیشک عدد وجود میں اللہ تعالےٰ کے رازوں سے راز ہے اور حضرتِ الٰہی میں قوت کے ساتھ ظاہر ہے"

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ان اللہ تسعة وتسعين اسمامائة الا واحد امن احصاها

www.maktabah.org

دخل الجنة"

وقال! ان اللہ سبعین الف حجاب الی غیر ذالك وظهر فی العالم

بالفعل وانسحبت معة القوة فھو فی العالم بالقوۃ والفعل"

بیشک اللہ تعالٰے کے ننانوے اسماء مبارک یعنی ایک کم سَو کا احصاء کرنے والا جنت میں داخل ہو گا"

اور فرمایا! بیشک دوسرے کی طرف اللہ تعالٰے کے ستر ہزار حجاب ہیں اور عالم میں بالفعل ظاہر ہے اور اُس کے ساتھ قوّت ہے پس وُہ عالم میں قوّت وفعل کے ساتھ ہے"

اگر اللہ تبارک وتعالٰی نے عُمر میں طوالت اور مُہلت عطا فرمائی تو میری خواہش ہے کہ عدد کے خواص میں موضوع قائم کروں"

اِس کی طرف میرے علم میں سبقت نہیں اِس میں میں اسرارِ اعداد سے ظاہر کرتا ہوں جو اُسے حضرتِ الٰہیہ میں اور عالم در روابط میں اُس کے حقائق سے عطا ہوتا ہے جو اِس کے اسرار کے ساتھ خوشحال کرتا ہے اور دار القرار میں سعادت کو پہنچاتا ہے"

بسائط سے مُراد

رہا اُس کے بسائط میں ہمارا قول! پس ہماری مرادِ بسائط شکل حرف نہیں مثلاً وُہ مں ہے، اور بیشک مرادِ بسائط لفظ ہے، وُہ کلمہ جو اِس پر دلالت کرتا ہو اور وُہ اِسم ہے یا تسمیہ ہے اور وُہ تیرا صاد کہنا ہے، پس اِس لفظ سے مُراد بسائط ہے۔

www.maktabah.org

رہا بسائطِ شکل تو اُس کے لئے حروف سے بسائط نہیں ولیکن اُس کیلئے کم اور پورا اور زیادہ ہے، مثلِ راء زاء نصف نوُن، واوٗ، نصف قاف اور کاف کے چار طاء کا پانچواں اور چار ظاء کا چھٹا اور دال طاء کا پانچواں اور یا، دو ذال اور لام، نوُن کے ساتھ الف پر اور نوُن پر الف کے ساتھ اور یہ تشبیہ ہے،

رہے اشکالِ حروف کے بسائط؛ بیشک جو اس سے نقطہ خاص ہے پس بقدر اپنے بسائط کے نقطہ پر اور اُس کی ذات یا نعت کی جہت سے عالم میں مرتبہ حروف کی مقدار پر ہے وہ فی الحال اِس پر نقطہ کی منازل کی بلندی اور اس کے افلاک اور اِس کے نزول ہیں"

پس افلاک سے تو حرفِ مذکور کے بسائط اجتماع اور تمام حرکات کیساتھ پائے گا، ہمارے نزدیک اِس کے ساتھ لفظ پایا جاتا ہے، اور یہ افلاک اُس کے اِتساع کے مطابق فلکِ اقصٰی سے قطع ہوتا ہے"

فلک سے کیا مُراد ہے

رہا ہمارا قول کہ اُس کا فلک اور اُس کے فلک کی ظاہر حرکت تو اِس سے مُراد فلک کے ساتھ اُس سے عضو کا پایا جانا ہے اُس میں اُس کے مخرج سے، تو بیشک اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے سِر کو مخصوص افلاک میں سے مخصوص حرکت کے وقت پیدا فرمایا ہے"

اور گردن کو اُس فلک سے بنایا ہے جو فلکِ مذکور سے ملی ہوئی ہے اور سینے کو چوتھے فلک سے بنایا ہے جو پہلا فلک ذکر کیا گیا ہے،

سَر، گردن اور سینے کے فلک کا دَورہ

ہر وہ چیز جو معانی وارواح اور اسرار سے سر میں پائی جاتی ہے، اور حروف

www.maktabah.org

وعُردُق اور ہر وُہ چیز جو سر میں ہیئت سے اور اِس فلک کے معنی سے پائی جاتی ہے۔ اور اُس کا دورہ بارہ ہزار سال ہے۔

اور گردن کے فلک کا دَورہ اور جو اِس میں ہیئت و معنیٰ اور جملہ حروفِ حلقیہ سے پایا جاتا ہے گیارہ ہزار سال ہے۔

اور سینے کے فلک کا دَورہ اُسی حکم پر ہے جو ہم نے اُس کا ذکر نو ہزار سال کیا، اور اُس کی طبعیت اور اُس کا عنصر اور جو اُس سے اس فلک کی حقیقت کی طرف راجع پایا جائے۔

طبقات کا امتیاز

ایسے ہی ہمارا اوّل طبقہ میں امتیاز کرنا ہے! تو جان لیں کہ بیشک عالم حروف حضرتِ الٰہیہ کی طرف نسبت کے ساتھ طبقات پر ہے اور اس سے ہماری طرح تقرب ہے اور اِس میں اُسے پہچان جس کے ساتھ تیرے لئے اُس کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ ہمارے نزدیک شاہد میں حروف کے لئے حضرتِ الٰہیہ ہے، بیشک یہ کلام تلاوت اور قرآن مجید کے خطِ تحریر کے عالم میں ہے، اگرچہ تمام کلام میں رواں ہے تلاوت ہو یا دُوسرا۔

وُہ تیرا مطلب نہیں اگر تو جانے بیشک ہر لافظ لفظ کے ساتھ ہمیشگی کی طرف ہے، بیشک وُہ قرآن ہے ولیکن وُہ وجود میں اس طرح ہے جس طرح ہماری شرع میں حُکم اباحت ہے اور یہ باب بہت بڑی طوالت کی طرف لوٹ کر کھلتا پس اگر اُسے کشادگی کی قوت ہے تو ہمارے لئے امر جزئی کی طرف گنتی کرنا اُسکے چھوٹے فلک مرقوم کی وجہ سے ہے اور وُہ خصوصیت کے ساتھ مکتوب و ملفوظ ہے، اور جاننا چاہیئے کہ ہمارے نزدیک یہ اُمور کشف کے باب سے ہیں جب

www.maktabah.org

اس سے ہمارے وجود میں اظہار ہوتا ہے تو بیشک پہلا دُوسرے سے اشرف ہے اور ایسے ہی تتابع پر یہاں تک کہ نصف کی طرف اور نصف سے پہلے کی طرح تفاضل واقع ہوتا ہے یہاں تک کہ دُوسرے کی طرف اور بظاہر دُوسرا اور پہلا اشرف ہے پھر دونوں اپنے وضع ہونے کے مطابق اور حسب مقام فضیلت والے ہیں پس اُس سے ہمیشہ افضل ہے اور مقام شرف میں مُقدم ہے"

اور اس کا بیان کرنا شرف میں بمنزلہ تیرہویں رات کے پندرہویں شب کا ہے، ایسے ہی پہلے مہینے کے طلُوع ہلال سے دُوسرے مہینے سے اُس کے طلُوع تک ہے"

ایسے ہی آخری تاریخوں کی رات مُطلق ہے اور چودہویں کے چاندوں کی رات مُطلق ہے" پس اِس پر غور کریں۔

ہم نے دیکھا کہ ہمارے نزدیک قرآن رقم کرنے کا مقام کیسے مُرتب ہوتا ہے، اور اُس کے ساتھ جس کے حروف سے سُورتوں کا آغاز ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ جس سے اِختتام ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ جو علم نظری میں مجہولہ سورتوں سے مختص ہے علم الدُنی کے ساتھ حرُوف سے"

حرُوف کا تقرر

ہم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تکرار کی طرف نظر کی اور ہم نے اُن حرُوف کی طرف نظر کی جو آغاز و اختتام کے ساتھ مخصوص نہیں اور نہ ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ مخصوص ہیں، اور ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے طلب کیا کہ وہ ہمیں وہ اختصاص الٰہی سکھائے جو ان حروف کا حاصل ہے، کیا وہ اختصاص تو دُوسری چیز سے ہے جو انبیائے کرام کے ساتھ نبوت اور تمام اشیاءِ اول کی

www.maktabah.org

طرح ہے یا وہ اختصاص اُسے طریق اکتساب سے پہنچتا ہے؟ پس اِس سے ہمارے لئے کشفِ الٰہی منکشف ہُوا تو ہم نے اُسے دو وجہوں پر دیکھا، ایک گروہ کے حق میں عنایت و معافی اور ایک گروہ کے حق میں بدلہ، اس لئے کہ اُن سے وضع اول میں تھا اور ہمارے لئے اور اُن کے لئے اور عالم کے لئے تمام عنایت اللہ تبارک وتعالےٰ سے ہے پس جب ہم نے اِس پر واقفیت حاصل کر لی تو ہم نے حروف مقرر کئے جنکا مراتب اوّلیہ پر اوّل و آخر ثابت نہیں، جیسا کہ اُس کا ذکر عام حروف ہے اُس کے لئے اِس اختصاصِ قرآنی سے حصّہ نہیں اور وہ حرُوف یہ ہیں جیم، ضاد، خا، ذال، غَین اور شِین "

پہلا طبقہ

اور ہم نے خواص سے مجہول سُورتوں کے حرُوف سے پہلا طبقہ مقرر کیا اور وہ یہ حروف ہیں "

الف، لام، میم، صاد، را، کاف، ہا، یا، عین، طا، سین، حا، قاف، نون،

اور بایں صُورت لفظ میں اُن کا اشتراکِ معنیٰ ہے اور تحریر؟ تو تحریر میں اس کا اشتراک صُورت میں ہے، اور اشتراکِ لفظی پر اسم واحد کا اطلاق ہے مثل زید کے اور زید دوسرا ہے تو بیشک صُورتِ اسم میں مُشترک ہے۔ رہا ہمارے نزدیک مقرر و معلوم؟ اور بے شک ص المص سے کھیٰعص سے اور صٓ سے ہے، ان سے ہر ایک ص واحد نہیں ان سے دُوسری عَین ہے اور سورتوں کے احکام اور اُن کے احوال کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہے، ایسے ہی تمام حرف ہیں اِس کے مرتبہ پر لفظ و خط عام ہیں،

www.maktabah.org

دوسرا طبقہ خاص سے

رہا دوسرا طبقہ خاص سے اور وہ خاص الخاص ہیں پس یہ ہر حرف قرآن سے مجہولہ اور غیر مجہولہ سورت کے آغاز میں واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہیں۔

الف، یا، با، سین، کاف، طا، قاف، تا، واؤ، صاد، حا، نون، لام، ہا، عین۔

تیسرا طبقہ خواص سے

رہا خواص سے تیسرا طبقہ اور وہ خلاصہ ہیں پس یہ حروف سورتوں کے آخر پر واقع ہوئے ہیں مثلاً۔

نون، میم، را، با، دال، زا، الف، طا، یاء، واو، ہا، ظا، ثا، لام، فا، سین، اور اگرچہ الف کے ارتکاز و التزام میں خط و لفظ کو دیکھا، اور جو ہمیں اس میں کشف عطا کیا مگر اس سے پہلا الف ہے،

پس ہم اس کے نزدیک واقفیت رکھتے ہیں اور اس کا دوسرا نام رکھا ہے جیسا کہ یہاں ہم نے اس کا مشاہدہ کیا اور الف کو ہم نے ثابت کیا ہے جیسا کہ یہاں دیکھا لیکن اس فصل میں نہیں بلکہ دوسری فصل میں آئے گا پس ہم ان فصلوں کی پابندی میں زیادتی نہیں کرتے جس کا ہم مشاہدہ کر چکے ہیں۔

www.maktabah.org

چوتھا طبقہ خواص سے

خواص سے چوتھا طبقہ صفاء الخلاصہ ہے اور وُہ حروف ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اِس کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اُس حیثیت سے جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس کا ذکر حد پر کیا ہے، اِس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو وجہوں پر کیا ہے، وحی سے اور وُہ وحی قرآن ہے اور وُہ پہلی وحی ہے،

تو بیشک ہمارے نزدیک کشف کے طریق پر ہے کہ فرقان حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں مجمل اور غیر مفصّل آیات وسُوَر کی صورت میں حاصل ہوا ہے، اور اس لئے ہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نزولِ قرآن کے وقت عُجلت فرماتے تھے جو آپ پر جبریل علیہ السلام قرآن کے ساتھ لاتے، پس آپ کو کہا گیا! وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرآن یعنی قرآن کے ساتھ عُجلت نہ کریں، وہ جو آپ کو اجمالاً اِلقاء کرتا ہے، آپ سے آپ کی طرف قرآن کی مُفصل وحی پُوری ہونے سے پہلے نہیں سمجھا جائے گا پس کہیں، رَبِّ زِدْنِی عِلْماً یعنی اے میرے رب میرا علم زیادہ کر تفصیل سے جو میری طرف معانی سے اُس کا اجمال ہے اور بیشک اسرار کے بارے میں اشارا ہے، تو فرمایا!

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةٍ یعنی ہم نے اسے رات کو اُتارا اور اُس کا بعض حصہ نہیں فرمایا پھر فرمایا!

فِیهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیم

اور یہ وحی قرآن ہے اور دو وجہوں سے دُوسری وجہ ہے، اور

لے

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کلام اُس باب میں آئے گا جو اِس کتاب میں اُس کے لئے مخصوص ہے"

بسم اللہ کا اجمالی بیان

اور جان لیں کے سُورہ براۃ کی بسم اللہ ہی سُورہ نمل میں ہے تو بے شک حق تعالیٰ جب کوئی چیز عطا فرماتا ہے تو اس میں رجوع نہیں کرتا یعنی اُسے واپس نہیں لیتا اور نہ اُسے عدم کی طرف لوٹاتا ہے، پس جب اُس نے براۃ سے رحمت کو نکالا تو یہ بسم اللہ اُس کے اہل سے برئیت کا حُکم ہے،

اُن سے رحمت اٹھا لیتا ہے پس اُس کے ساتھ فرشتہ ٹھہر جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وُہ کہاں ٹھہرا ہُوا ہے، کیونکہ ہر اُمت انسانی اُمتوں سے ہے بیشک ہر اُمت اس پہ اور اُس کے نبی پہ ایمان کے ساتھ اُسکی رحمت اخذ کرتی ہے،

پس فرمایا! یہ بسملہ جانوروں کے لئے عطا کر دو جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اور یہ اُس کا ایمان سوائے اس کے رسُول کے لازم نہیں پس جب اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قدر کو پہچانا اور اُس کے ساتھ ایمان لایا تو اُسے رحمتِ انسانیہ کا حصّہ عطا کر دیا اور وُہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، اس سُورتِ جس میں مشرکین سے رحمت سلب کر لی گئی ہے"

پانچواں طبقہ عین الصفا۔

رہا پانچواں طبقہ اور یہ عین صفاء خلاصہ ہے، پس یہ حرف باء ہے اور بیشک باء حرف مقدم ہے کیونکہ بسملہ شریف ہر سُورت میں پہلے ہے اور وہ سُورت جس میں بسملہ نہیں یعنی سُورت براۃ تو یہ باء سے شروع ہوتی ہے

www.maktabah.org

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا بَرَاۃٌ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ،

ہمیں یہودیوں کے ایک عالم نے کہا! تمہارے پاس توحید سے کیا حصہ ہے کیونکہ تمہاری کتاب کی سورتیں باء کے ساتھ ہیں،

میں نے اُسے کہا اور تمہارے لئے نہیں؟ تو بے شک تورات کا اوّل باء ہے، یہودی عالم یہ سُن کر خاموش ہو گیا اور چلتا بنا، تو بیشک الف کے ساتھ ہرگز ابتداء نہیں پس سورتوں کی ابتداء میں اِن حرفوں سے جو واقع ہُوا اُس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اس میں طریق کی ابتداء ہے اور جو آخر پر واقع ہُوا اُس میں ہم کہتے ہیں کہ اُس کے لئے طریق کی انتہاء ہے اور اگر عام سے ہے تو اُس کے لئے ہم طریق کا درمیان کہتے ہیں کیونکہ قرآن صراطِ مُستقیم ہے"

مرتبہ دوم تا ہفتم

رہا ہمارا قول دُوسرے مرتبے سے ساتویں مرتبے تک تو اگر اس کے ساتھ مُراد بسائط ہیں، یہ حروف اعداد میں مشترک ہیں پس اُلوہیت میں نُون کے دو بسائط ہیں،

میم کے اِنسان میں تین بسائط ہیں،

جیم، واؤ، کاف اور قاف کے چار بسائط جنات میں ہیں،

ذال، زاے، صاد، عین، ضاد، سین، ذال، غین، شین، کے پانچ بسائط جانوروں میں ہیں،

الف، ہا اور لام کے چھ بسائط نباتات میں ہیں،

باء، حاء، یاء، فاء، راء، تاء، ثاء، خاء، اور ظاء کے ساتھ بسائط جمادات میں ہیں،

www.maktabah.org

حرکتِ مُعوجہ و مُستقیمہ کی وضاحت

ہم نے کہا کہ اُس کی حرکت معوجہ یا مُستقیمہ یا منکوسہ یا مُمتزجہ یا اُفقیہ۔
مستقیمہ یعنی سیدھی حرکت سے مراد ہر وُہ مُتحرّک حرف جو سلب کی جہت سے بطورِ خاص تیری ہمت حق کی طرف لگائے اگر تو عالم ہے، اگر تو مشاہد یعنی مشاہدہ کرنے والا ہے تو جو تو نے مشاہدہ کیا۔

منکوسہ یعنی جُھکی ہوئی حرکت سے مُراد ہر وُہ حرف جو کون اور اُس کے رازوں کی طرف تیری ہمت کو مُتحرّک کرے۔

معوجہ یعنی ٹیڑھی حرکت تو یہی اُفقیہ ہے ہر وُہ حرف جو مکوّن کے ساتھ مکوّن کی طرف ہمت کا محرّک ہو۔

مُمتزجہ یعنی امتزاجی حرکت ہر حرف جو دو امروں کی معرفت کی طرف ہمت کو لگائے جس چیز کا میں نے تیرے لئے ذکر کیا پس تحریر میں چڑھ اور ظاہر ہو الف اور میم معرق اور حاء اور نوُن میں اور یہ اُس کی تشبیہ نہیں۔

اعراف و خلق وغیرہ کا بیان

ہمارا یہ کہنا کہ اُس کے لئے اعراف، خلق، احوال، کرامات یا حقائق و مقامات اور منازلات ہیں؟

پس جان لیں کہ ہر چیز اپنی وجہ یعنی حقیقت کے سوا نہیں پہچانی جاتی پس ہر چیز جس کے ساتھ پہچانی جاتی ہے وُہ اس کا چہرہ ہے پس حرف کا چہرہ نقطہ ہے جس کے ساتھ وُہ پہچانا جاتا ہے اور نُقطہ دو قسموں پر ہے ایک قسم حرف کے اُوپر نقطہ دُوسری قسم حرف کے نیچے نقطہ ہے، تو جیب

www.maktabah.org

چیز کے لئے اُس کے ساتھ پہچان نہیں تو اُس کی ذات کے ساتھ مشاہدہ سے اور اُس کی ضد کے ساتھ نقل سے پہچان اور یہی حروف یابسہ ہیں،

پس جب دارِ فلک یعنی فلکِ معارف اُس سے نُقطوں والے حروف اُوپر سے ظاہر کرتا ہے اور جب دارِ فلکِ اعمال اُس سے حروفِ منقوطہ نیچے سے نکالتا ہے اور جب دارِ فلکِ مشاہدہ اُس سے حرُوفِ یابسہ غیر منقوطہ نکالتا ہے؟

فلک معارف خلق واحوال اور کرامات عطا کرتا ہے،

فلکِ اعمال حقائق ومقامات اور منازلات عطا کرتا ہے۔

فلکِ مشاہدہ اِن سب سے براءۃ عطا کرتا ہے۔

کسی نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوُچھا آپ نے کیسے صُبح کی؟ آپ نے فرمایا! میرے لئے نہ صُبح ہے نہ شام بیشک صُبح اور شام کے لئے صِفت کی قید ہے اور میں وُہ ہوُں جس کے لئے صفت نہیں اور یہ مقام اعراف ہے"

خالص اور مُمتزج کی وضاحت

ہمارا یہ کہنا کہ خالص اور مُمتزج؟

پس خالص ایک عنصر سے موجود حرف ہے اور مُمتزج دو عنصروں سے موجود حرف ہے پس چڑھتا ہے،

کامل یا ناقص کی وضاحت

ہمارا یہ کہنا کہ کامل یا ناقص؟ تو کامل وُہ حرف ہے جس سے اُسکے فلک

www.maktabah.org

کا پُورا دورہ پایا جائے اور ناقص وُہ حرف ہے جس سے اُس کے فلک کا بعض دورہ پایا جائے اور فلک علت پر دوُر سے اچانک آجانا یا اُس کا ٹھہرنا تو جو چیز اُسے اُس کے دوُرے کا کمال عطا کرتی ہے اُس میں کمی واقع ہونا جیسا کہ عالم میں حیوان کا دورہ ہے جو اُس کے نزدیک احساس لمس کے علاوہ ہے، پس اُس کے لمس سے کم کر دینا جیسا کہ واؤ مع قاف اور زاے مع نوُن ہے،

ہمارا یہ قول کہ جو وصل کے ساتھ اُٹھے؛ ہم اُس پر حرف کو مُراد لیتے ہیں جو اپنے راز پر ٹھہرے اور اس کے ساتھ رزقِ متحقق ہو اور اتحادِ عالم علوی میں ممُتیز ہو۔"

مقُدس کی وضاحت

رہا ہمارا قول مقُدس یعنی اُس کے غیر کے ساتھ تعلق سے پس خط میں دُوسرے حرف کے ساتھ اِتصال نہیں اور اُس کے ساتھ متّصل حروف؛ تو وُہ منزّہ ذات ہے، اُس سے چھ بلند و عالی افلاک کا کھینچتا ہے یہ شش جہات پائی جاتی ہیں سوائے حرف بحرِ عظیم کے نہ اُس کی گہرائی کا ادراک کیا جا سکتا ہے نہ اُس کی حقیقت کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی پہچانتا ہے اور یہی مفتاح الغیب ہے اور بابِ کشف سے ہے اِس کا اثر اِس کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ الف، واؤ، دال، ذال، را اور زاے ہیں"

مفرد و مثنیٰ وغیرہ کی تشریح

مفرد، مثنیٰ، مثلث، مربع اور مونس و موحش۔؟

پس مفرد سے مُراد مربع کی طرف ہے جو اس کا ذکر ہوا اور یہ اُن افلاک

www.maktabah.org

سے ہے جن سے یہ حروف پائے جاتے ہیں جو اُس کے لئے دورۂ واحد ہے تو اسے ہم مفرد کہتے ہیں اور ایسے ہی مربع کی طرف دو دورے مثنیٰ ہیں"

رہا مونس و موحش تو دورہ اپنی ہمثل چیز سے مانوس ہوگا یا اُس کی شکل سے مالوف ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے"

لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً[۱]

چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے مابین پیار اور مہربانی

پس عارف حال کے ساتھ اُلفت اور اُنس رکھتا ہے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی رات اُن کے تحیّر کے عالم میں ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں آواز دی گئی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے ساتھ مانُوس تھے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک طینت سے پیدا کیا گیا ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے ہوئے اور ابُوبکر صدیق نے نماز پڑھی"

ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا[۲]

صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے،

پس دونوں کا کلام اللہ سبحانہ، کا کلام تھا پس مرتبے کی گنتی نہیں اور دوسرے مرتبے کی طرف خطاب کی گنتی ہے، پس کہا جیسا کہ وہ مبتدی ہے اور وہ اس کلام پر عاطف ہے یعنی اسے علیحدہ کرتا ہے"

---

[۲] سورۂ توبہ آیت ۳۹ [۱] سورہ روم آیت ۲۱

www.maktabah.org

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ[1] جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے۔

پس اُس نے بھیجا تو اُن میں سے بعض لوگوں نے اِس مقام اثبات وبقاء رسم وظہور العین اور سلطان الحقائق میں اُسے قطع کر دیا اور بعض نے ملا دیا اور عدل کا چلنا بابِ فضل سے ہے، اور طول وموحش صاحبِ عِلت ارتقاء کا مٹانا اور پھیرنا ہے پس جس کا ہم نے ذکر کیا وُہ متحقّق ہے۔

ذات وصفات اور قول

ہمارا یہ کہنا کہ اُس کے لئے حسبِ وجُوہ پر ذات وصفات اور افعال ہیں؛ پس اُس کے لئے کونسا حرف واحد وجہ ہے؟ اُس کے لئے اِن حضرات سے حضرتِ واحد ہے یعنی اپنی بلندی اور نزُول کے اعتبار سے ایک چیز اور ایسے ہی جب متعدد وُجوہ ہوں۔

حرُوف کی تشریح

رہا ہمارا یہ قول کہ اُس کے لئے حرُوف ہیں؟
تو بیشک جو اُس کی ذات کے لئے حقائقِ متممہ کا اُس کی جہت سے معنیٰ ہے

اُسماء کی وضاحت

رہا ہمارا اُس کے اسماء کے بارے میں کہنا؟

---

[1] مجادلہ آیت ۷

www.maktabah.org

تو اس کے ساتھ اسماء الٰہیہ مُراد ہیں یہی حقائق قدیمہ ہیں جس سے بسائط کے حقائق کا ظہور ہے، یہ حرف ہے دُوسرا نہیں عارفوں کے نزدیک اِس کیلئے بہت سے عالی شان فوائد ہیں، جب وہ اُس کے ساتھ تحقّق چاہتے ہیں پہلے سے دوسرے کی طرف وجُود کو حرکت دیتے ہیں، تو یہ اُن کے لئے اِس جہان میں خصُوصیت ہے اور دارِ آخرت میں اِس کے ساتھ عمُومیت ہے،

یقول المومن فی الجنۃ للشئ یریدہ کُن فیکُون

یعنی مومن جنت میں جس چیز کا ارادہ کرے گا کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی،

پس یہ عالم حرُوف کے معانی سے ہر مُمکن حد تک اختصار و اقتصار کر کے بیان کیا گیا ہے اور اِس میں اصحابِ ذوق ووداثح کے لئے اطلاع و آگہی ہے،

الحمد للہ ساتویں جُز تمام ہُوئی

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

کلمات میں امتیاز کرنے والی حرکات کی معرفت

یہ حروف صغار ہیں

حركات الحروف ست ومنها	أظهر الله مثلها الكلمات
هي رفع وثم نصب وخفض	حركات للاحرف المعربات
وهي فتح وثم ضم وكسر	حركات للاحرف الثابتات
وأصول الكلام حذف فوت	أوسكون يكون عن حركات
هذه حالة العوالم فانظر	لحياة غريبة في موات

حرکاتِ حُروف چھ ہیں اور اس سے اس کی مثل اللہ تعالےٰ نے کلمات ظاہر فرمائے،

مُعرَب حرُوف کے لئے یہ حرکات ہیں رفع، نصب، خفض یعنی پیش، زبر اور زیر،

حروفِ ثابتہ کیلئے یہ حرکات ہیں زبر اور پھر پیش اور زیر

حذف کا اصُولِ کلام حرکات سے فوت ہونا یا ساکن ہونا ہے

یہی عوالم کا حال ہے پس بے جان چیزوں میں حیاتِ غریبہ کیلئے دیکھ

اللہ تبارک و تعالےٰ ہماری اور آپ کی رُوح سے مدد فرمائے جاننا

www.maktabah.org

چاہیئے کہ ہم نے حرکات میں جو شرط کلام قائم کی ہے فصل حرُوف میں حرُوفِ صغار کا اُس پر اطلاق نہیں ہوتا۔

پھر ہم نے دیکھا کہ وُہ عالم حرُوف کے ساتھ عالم حرکات کے امتزاج میں بے فائدہ ہے مگر بعد اِس کے کہ بعض حروف کو بعض حروف کے ساتھ ملایا اور پرو دیا جائے تو اس کے ہاں کلمہ کلام و انتظام ہوگا،

اللہ تبارک و تعالےٰ اپنی مخلوق کے بارے میں فرماتے ہیں!

فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ[1] توجب میں اُسے ٹھیک کر لوں اور اپنی طرف سے اُس میں رُوح پھُونک دوں

اور وُہ اِن حرُوف پر حرکات کا وارد ہونا اِس کو ٹھیک اور برابر کرنے کے بعد ہے، پس نشاۃِ ثانیہ کا نام کلمہ ہے جیسا کہ ہم میں سے کسی ایک شخص کا نام اِنسان ہے،

ایسے ہی کلمات و الفاظ کے عالم کا عالِم حرُوف سے پیدا ہونا ہے، پس حرُوف کلمات کا مادہ ہیں جیسا کہ ہمارے جسموں کی نشاۃ کا قیام پانی، مٹی آگ اور ہوا سے ہے پھر اُس میں میرے امر سے رُوح پھُونکی گئی تو انسان ہُوا، جیسا کہ ہواؤں سے قبل اُسکے مُستعد ہونے کے وقت میرے امر کی رُوح پھُونکی تو جِن ہُوا،

جیسا کہ انوار سے پہلے اُسکی استعداد کے وقت رُوح پھُونکی تو وُہ فرشتے ہوئے

جانداروں سے مُشابہت کلام

اور کلام سے جو انسان سے مشابہت رکھتا ہے وُہ بہت زیادہ ہے اور

---

[1] الحجر آیت ۲۹

www.maktabah.org

اِس میں سے وُہ کلام ہے جو فرشتوں اور جن دونوں سے مشابہت رکھتا ہے تو وُہ جنّ کے لئے بہت ہی کم ہے جیسا کہ باء خافضہ، لام خافضہ موکدہ، واؤ قسمیہ اور اُس کی باء اور اُس کی تاء واؤ عاطفہ اور اُس کی فاء اور ق سے قاف، ش سے شین اور ع سے عین ہوگا جب اُس کے ساتھ وقایہ، وشی اور وعی کا حکم دیا جائے گا، اور یہ مفرد صنف گنتی میں نہیں تو وُہ انسان سے مشابہ کوئی چیز ہے اور اگر مفرد ہے تو اِنسان کے باطن سے مشابہ ہے، تو یقیناً انسان کا باطن حقیقتاً جن ہے،

پس جب عالمِ حرکات ہوگا تو اپنے ساتھ متحرک ذوات کے بعد پایا جائے گا اور یہ کلمات حرُوف سے پیدا ہوتے ہیں، اِس پر ہمارا دیگر کلام فصلِ حرُوف سے فصلِ الفاظ تک ہے اِس لئے ہم نے چاہا کہ اِس باب میں جملہ الفاظ سے ان کلمات کا ذِکر کریں۔"

الفاظ وغیرہ کا مُطلق ذِکر

ہم چاہتے ہیں کہ اِن الفاظ میں علی الاطلاق بیان کریں اور اِس کے عالم کا اور اس سے اِن حرکات کی نسبت کا اُس کلام کے بعد حصر کریں جو مُطلقاً حرکت پر پہلے ہے پھر اِس کے بعد کلمات کے ساتھ مخصوص حرکات کو بیان کریں یہی حرکاتِ زبان اور اُس کی علامات ہیں اور یہی حرکاتِ تحریر ہیں، پھر اِس کے بعد اُن کلمات کا ذکر کریں جن سے تشبیہ کا وہم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اُس کا ذکر کیا۔

ارواحِ حرف

ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں یہ عالمِ مفرد اُن حروف سے ترکیب کے علاوہ

www.maktabah.org

حرکت سے پہلے ہے جیسا کہ باء خفض اور مفردات سے اُس کے مشابہ جو اپنی انفرادیت کے لئے حروف کے ساتھ اُس کا الحاق ہے، تو بیشک یہ باب ترکیب اور وُہ کلمات ہیں؛

ہم کہتے ہیں مفردات سے باء خفض اور اُس کی امثال میں رُوح نہیں پھونکی گئی، حروف سے اُن کے نفوس کے قیام کے لئے حرکات ارواح ہیں جیسا کہ عالم حروف اور اُس کی حد حرکات کے لئے قائم ہے اور بیشک جو اِس میں رُوح پھونکی گئی ہے وُہ اسکے علاوہ سے ہے پس وُہ مرکب ہے اور اِسی لئے یہ عطا نہیں کرتی یہاں تک کہ دُوسرے کی طرف مضاف کی جائے۔

پس کہتے ہیں بِاللہ اور تَاللہ اور وَاللہ میں عبادت کروں گا، عنقریب عبادت کی جائیگی اُقْنُتِی لِرَبِّكِ وَاسْجُدِی۔ یعنی اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ کر (آل عمران آیت ۴۳)

اور یہ مشابہت نہیں اور نہ اس کے لئے معنیٰ ہے جب نفسہ بغیر معنیٰ کے اُس کا افراد ہو اور یہ حقائق وُہ ہیں جو ترکیب سے ہونگے وجود اُسکے وجود کے ساتھ اور عدم اُس کے عدم کے ساتھ ہوگا تو بیشک حیوان کی حقیقت کبھی نہیں پائی جائے گی سوائے اُن کی ذوات میں مفردہ معقولہ حقائق کے ملاپ کے وقت کے، اور یہ جسمیہ، تغذیہ اور حسیّہ ہے، تو جب جسم و غذا اور حِسّ کا ملاپ ہوگا تو حقیقتِ حیوان ظاہر ہو گی اور یہ جسم اور اُس کی حد نہیں اور نہ غذا اور اُس کی حد ہے اور نہ حِسّ اور اُس کی حد ہے۔

پس جب حقیقتِ حِسّ ساقط ہو جائے اور جسم و غذا کا ملاپ ہو تو نباتات کہیں گے پہلی حقیقت نہیں اور اِس لئے جن حروفِ مفردہ کا ہم نے ذکر کیا اِس دُوسری ترکیبِ لفظی میں مؤثر ہونگے وُہ جیسے ظہورِ حقائق کے لئے ہم نے ترکیب دیا ہے، سامع کے نزدیک اِس کے علاوہ اِس کا شعور نہیں، لہٰذا تمہارے لئے ہم نے عالم رُوحانی کے توسّل کے واسطے تشبیہ

www.maktabah.org

دی ہے، جیسا کہ جن کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ وہ چار حقائق کے درمیان پھرتا ہے؟ حقیقتِ ذاتیہ[1]، حقیقتِ ربانیہ[2]، حقیقت شیطانیہ[3] اور حقیقت ملکیہ[4]،

ضیافتِ طبع کے لئے اِن پورے حقائق کا بیان اِس کتاب کے بابِ معرفت میں آئے گا۔"

اور یہ عالمِ کلمات میں اِن حروف سے کسی حرف کا عالمِ کلمات پر داخل ہونا ہے پس اس میں جو اُس کی حقیقت سے عطا ہوا بیان کیا گیا پس وہ اِس پر غور کریں ہمیں اور آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ سرائر کلمہ کا فہم عطا فرمائے۔"

نکتہ اور اشارہ

حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اُوتیتُ جوامع الکلم "یعنی مجھے جوامع کلم دیئے گئے ہیں"

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

۱۔ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ[1]	اور اُس کا ایک کلمہ مریم کی طرف بھیجا اور اُسے کے یہاں کی ایک روح،
۲۔ وَصَدَّقَتْ بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَکُتُبِہٖ[2]	اور اُس نے اپنے رب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کی،

اور کہا! امیر نے چور کا ہاتھ کاٹا اور امیر کی ضرب کا چور ہونا ہے پس جو چیز اُس کے حکم سے پہنچی تو وہ اُس کا پہنچنا ہے، تو جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا ہے وہ کلمات کے عالم سے اُس کے راز کے ساتھ

---

[1] النساء آیت ۱۷۱ [2] التحریم آیت ۱۲

www.maktabah.org

اُس سے بغیر کسی چیز کے ساتھ استشفاء کے اللہ تعالیٰ سے پہنچا ہے، تو اُس سے جو بنفسہٖ ملا جیسا کہ فرشتوں کی رُوحیں اور بہت سا عالم علوی اور اُس سے بھی جو اُس کے حکم سے پہنچا"

فیحدث الشئ عن وسائط کبرہ ذراعة

تیرے اعضاء میں جو تسبیح و تحمید والی روح رواں ہے کی طرف نہیں پہنچے گی مگر بہت سے ادوار اور عالم میں انتقالات کے بعد، اور ہر عالم میں اُس کی جنس سے اُس کے اشخاص کی شکل پر منقلب ہے تو اِس میں ہر ایک کا رجوع اس طرف ہے جسے جوامع الکلم عطا کیا گیا پس حقیقت محمدیہ سے حقیقت اسرافیلیہ پھونکی گئی جو حق تعالیٰ کے پھونکنے کی طرف مضاف ہو گی"

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ[1] یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا

صورِ اسرافیل میں پھونک کس کی ہو گی

نون کے ساتھ اور قری یاء کے ساتھ اور اُس کی پیش اور فاء کی زبر اور پھونکنے والے بیشک حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے پھونک کا مضاف اُسکی طرف کیا ہے"

پس اس کی پھونک حضرت اسرافیل علیہ السلام سے ہے اور اس کا قبول صور سے ہے اور دونوں کے درمیان حق تعالیٰ کا راز ہے اور وہ پھونکنے والے اور قبول کرنے والے کے درمیان معنیٰ ہے جیسا کہ دو کلموں

---

[1] الانعام آیت ۷۳

www.maktabah.org

کے درمیان حروف سے رابطہ ہے اور یہ مقدس و منزہ فعل کا وہ راز ہے جس پر نہ پھونکنے والے کو اطلاع ہے نہ قبول کرنے والے کو، اور پھونکنے والے پر ہے کہ وہ پھونکے اور آگ پر ہے کہ وہ جلے اور چراغ پر ہے کہ وہ بجھے پس جلنا اور بجھنا امر الٰہی کے ساتھ ہے۔

پس اس میں پھونکا گیا تو اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اڑنا ہو گا اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ [1]

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا، جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے،

پس پھونک ایک ہے اور پھونکنے والا ایک ہے، اور جس میں پھونکا گیا حکم استعداد کے ساتھ اس میں اختلاف ہے اور بیشک یہ ہر حالت میں دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ راز ہے۔

ثبوت کا سبب حضورؐ ہیں

پس اے ہمارے بھائیو! اس امر الٰہی کے لئے غور و فکر کرو اور جان لو کہ بیشک غالب حکمت والے اللہ تعالیٰ کی معرفت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا الوہیت کی کنہ ابدی ہے اور علو و کبیر کی عزت و بلندی تک ادراک کی پہنچ نہیں پس

---

[1] الزمر آیت ۶۸

www.maktabah.org

ہر عالم اپنے اول سے اپنے آخر تک ایک دوسرے کا مقید ہے اور ایک دوسرے کا عابد ہے اُن کی معرفت اُن سے اُن کی طرف ہے اور اُن کے حقائق اُن سے سِرِ الٰہی کے ساتھ اُٹھائے جاتے ہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتے اور نہ اُن پر عائد ہے، پس پاک ہے وہ لا یجاری فی سلطانہ ولا یدانی فی احسانہ[1]، نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا، پس جوامع الکلم بعید از فہم ہے اور وہ علمِ محیط اور نورِ الٰہی ہے جس کے ساتھ وجود کا راز، قبے کا ستون، ساقِ عرش مختص ہے اور ہر ثابت کے ثبوت کا سبب حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترجمہ کی پہلی جلد تمام ہوئی انشاءاللہ العزیز دوسری جلد کی تیاری کا آغاز جلد ہو جائے گا۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ

الطاھرین واصحبہ اجمعین

نیاز کیش
صائم چشتی
یکم ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

---

[1] نہ کوئی اُس کی سلطنت میں جرأت کر سکتا ہے نہ کوئی اُس کے احسان کو روک سکتا ہے

www.maktabah.org

الفتوحات المكية

التي فتح الله بها على الشيخ الإمام العامل الراسخ الكامل
خاتم الأولياء الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق
والدين أبي عبد الله محمد بن علي المعروف بابن عربي
الحاتمي الطائي قدّس الله روحه ونوّر ضريحه آمين .

ناشر

علی برادران نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

بسم الله الرحمن الرحيم

(صلى الله على سيدنا محمد)

الحمد لله الذى أوجد الاشياء عن عدم وعدمه وأوقف وجودها على توجه كلمه لنحقق بذلك سر حدوثها وقدمها من قدمه ونقف عند هذا التحقيق على ما أعلمنا به من صدق قدمه فظهر سبحانه وظهر وأظهر وما بطن ولكنه بطن وأبطن وأثبت له الاسم الاول وجود عين العبد وقد كان ثبت وأثبت له الاسم الآخر تقدير الفناء والفقد وقد كان قبل ذلك ثبت فلولا العصر والمعاصر والجاهل والخابر ما عرف أحد معنى اسمه الاول والآخر ولا الباطن والظاهر وان كانت أسماؤه الحسنى على هذا الطريق الاسنى ولكن بينهما تباين فى المنازل يتبين ذلك عند ما تخف وسائل لحلول النوازل فليس عبد الحليم هو عبد الكريم وليس عبد الغفور هو عبد الشكور فكل عبد له اسم هو ربه وهو جسم ذلك الاسم قلبه فهو العليم سبحانه الذى علم والحاكم الذى حكم وحكم والقاهر الذى قهر وأقهر والقادر الذى قدر وكسب ولم يقدر . الباقى الذى تقيم به صفة البقاء والمقدس عند المشاهدة عن المواجهة والتلقاء بل العبد فى ذلك الموطن الانزه لاحق بالتنزيه لانه سبحانه وتعالى فى ذلك المقام الانوه يلحقه التشبيه فنزول من العبد فى تلك الحضرة الجهات لعدم عند قيام النظرة به منه الالتفات أحده جد من علم انه سبحانه علا فى صفاته وعلى وجل فى ذاته وجلى وان حجاب العزة دون سبحاته مسدل وباب الوقوف على معرفة ذاته مقفل ان خاطب عبده فهو المسمع السميع وان ما أمر بفعله فهو المطاع المطيع ولما حيرتنى هذه الحقيقة أنشدت على حكم الطريقة للخليقة

الرب حق والعبد حق * ياليت شعرى من المكلف
ان قلت عبد فذاك ميت * أو قلت رب أنى يكلف

فهو سبحانه يطيع نفسه اذا شاء بخلقه وينصف نفسه مما تعين عليه من واجب حقه فليس الأشباح خاليه على عروشها خاويه وفى ترجيع الصدى سر ما أشرنا اليه لمن اهتدى وأشكره شكر من تحقق ان بالتكليف ظهر الاسم المعبود وبوجود حقيقة لا حول ولا قوة الا بالله ظهرت حقيقة الجود والا فاذا جعلت الجنة جزاء لما عملت فأين الجود الالهى الذى عقلت فأنت عن العلم بأنك لذاتك موهوب وعن العلم بأصل نفسك محجوب فاذا كان ما تطلب به الجزاء ليس لك فكيف ترى عملك فاترك الاشياء وخالقها والمرزوقات ورازقها فهو سبحانه الواهب الذى لا يعل والملك الذى عز سلطانه وجل اللطيف بعباده الخبير الذى ليس كمثله شئ وهو السميع البصير والصلاة على سر العالم ونكتته ومطلب العالم وبغيته السيد الصادق المدلج الى ربه الطارق المخترق به السبع الطرائق ليريه من أسرى به ما أودع من الآيات والحقائق فيما أبدع من الخلائق الذى شاهدته عند انشائى هذه الخطبة فى عالم حقائق المثال فى حضرة الجلال مكاشفة قلبية فى حضرة غيبية ولما شهدته صلى الله عليه وسلم فى ذلك العالم سيدا معصوم المقاصد محفوظ المشاهد منصورا مؤيدا وجميع الرسل بين يديه مصطفون وأمته التى هى خير أمة عليه ملتفون وملائكة التسخير من حول عرش مقامه حافون والملائكة المولدة من الاعمال بين يديه صافون والصديق على يمينه الانفس والفاروق على يساره الاقدس والختم بين يديه قد جثى يخبره بحديث الانثى وعلى صلى الله عليه وسلم يترجم عن الختم بلسانه وذو النورين

www.maktabah.org

مشتمل

مشتمل برداء حيائه مقبل على شانه فالتفت السيد الاعلى والمورد العذب الاحلى والنور الا كشف الاجلى فرآني وراء الختم لاشتراكه بيني وبينه في الحكم فقال له السيد هذا عديلك وابنك وخليلك انصب له منبر الطرفاء بين يدي ثم أشار الي أن قم يا محمد عليه فاثن على من أرسلني وعلي فان فيك شعرة مني لا صبر لها عني هي السلطانة في ذاتيتك فلا ترجع الي الا بكليتك ولا بد لها من الرجوع الى اللقاء فانها ليست من عالم الشقاء فما كان مني بعد بعثي شيء في شيء الا سعد وكان ممن شكر في الملأ الاعلى وحمد فنصب الختم المنبر في ذلك المشهد الاخطر وعلى جبهة المنبر مكتوب بالنور الازهر هذا هو المقام المحمدي الاطهر من رقي فيه فقد ورثه وأرسله الحق حافظا لحرمة الشرع بعثه وبعثه ووهبت في ذلك الوقت مواهب الحكم حتى كأني أوتيت جوامع الكلم فشكرت الله عز وجل وصعدت أعلاه وحصلت في موضع وقوفه صلى الله عليه وسلم ومستواه وبسط لي على الدرجة التي أنا فيها كم قميص أبيض فوقفت عليه حتى لا أباشر الموضع الذي باشره صلى الله عليه وسلم بقدميه تنزيها له وتشريفا وتنبيها لنا وتعريفا ان المقام الذي شاهده من ربه لا يشاهده الورثة الا من وراء ثوبه ولولا ذلك لكشفنا ما كشف وعرفنا ما عرف ألا ترى من تقفو أثره لتعلم خبره لا تشاهد من طريقه ما شهد منه ولا تعرف كيف تخبر بسلب الاوصاف عنه فانه شاهد مثلا ترابا مستويا لا صفة له فمشى عليه بحكم على أثره لا تشاهد الا أثر قدميه وهنا سر خفي أن بحثت عليه وصلت اليه وهو من أجل أنه امام وقد حصل له الأمام لا يشاهد أثرا ولا يعرفه فقد كشفت ما لا يكشفه وهذا المقام قد ظهر في انكار موسى صلى الله على سيدنا وعليه وعلى الخضر فلما وقفت ذلك الموقف الاسنى بين يدي من كان من ربه في ليلة اسرائه قاب قوسين أو أدنى قمت مقنعا خجلا ثم أيدت بروح القدس فافتتحت مرتجلا

يا منزل الآيات والانباء * انزل على معالم الاسماء
حتى أكون لحمد ذاتك جامعا * بمحامد السراء والضراء

* أشرت اليه صلى الله عليه وسلم

ويكون هذا السيد العلم الذي * جردته من دورة الخلفاء
وجعلته الاصل الكريم وآدم * ما بين طينة خلقه والماء
ونقلته حتى استدار زمانه * وعطفت آخره على الابداء
وأقمته عبدا ذليلا خاضعا * دهرا يناجيكم بغار حراء
حتى أتاه مبشرا من عندكم * جبريل المخصوص بالانباء
قال السلام عليك أنت محمد * سر العباد وخاتم النباء
يا سيدي حقا أقول فقال لي * صدقا نطقت فانت ظل ردائي
فاحمد وزد في حمد ربك جاهدا * فلقد وهبت حقائق الاشياء
وانزلنا من شأن ربك ما انجلى * لفؤادك المحفوظ في الظلماء
من كل حق قائم بحقيقة * يأتيك مما وكابغير شراء

ثم شرعت في الكلام بلسان العلام فقلت وأشرت اليه صلى الله عليه وسلم عليه حمدت من أنزل عليك الكتاب المكنون الذي لا يمسه الا المطهرون المنزل بحسن شيمك وتنزيهك عن الآفات وتقديسك فقال في سورة ن (بسم الله الرحمن الرحيم) ن والقلم وما يسطرون ما أنت بنعمة ربك بمجنون وان لك لاجرا غير ممنون وانك لعلى خلق عظيم فستبصر ويبصرون ثم غمس قلم الارادة في مداد العلم وخط بيمين القدرة في اللوح المحفوظ المصون كل ما كان وما هو كائن وسيكون وما لا يكون مما لو شاء وهو لا يشاء أن يكون لكان كيف يكون من قدره المعلوم الموزون وعلمه المخزون فسبحان ربك رب العزة عما يصفون ذلك الله الواحد الاحد

www.maktabah.org

فتعالى عما أشرك به المشركون فكان أول اسم كتبه ذلك القلم الاسمى دون غيره من الاسما انى أريد أن أخلق من أجلك يا محمد العالم الذى هو ملكك فاخلق جوهرة الما فخلقها دون حجاب العزة الاحمى وأنا على ما كنت عليه ولا شئ معى فى عما فخلق الماء سبحانه بردة جامدة كالجوهرة فى الاستدارة والبياض وأودع فيها بالقوة ذوات الاجسام وذوات الاعراض ثم خلق العرش واستوى عليه اسمه الرحمن ونصب الكرسى وتدلت اليه القدمان فنظر بعين الجلال الى تلك الجوهرة فذابت حياء وتحللت أجزاؤها فسالت ماء وكان عرشه على ذلك الماء قبل وجود الارض والسماء وليس فى الوجود اذ ذاك الا حقائق المستوى عليه والمستوى والاستواء فارسل النفس فتموج الماء من زعزعه وأزبد وصوت بحمد الحمد المحمود الحق عندما ضرب بساحل العرش فاهتز الساق وقال له أنا أحمد فخجل الماء ورجع القهقرى يريد ثبجه وترك زبده بالساحل الذى أنتجه فهو مخضة ذلك الماء الحاوى على أكثر الاشياء فأنشأ سبحانه من ذلك الزبد الارض مستديرة النشء مدحية الطول والعرض ثم أنشأ الدخان من نار احتكاك الارض عند فتقها ففتق فيه السموات العلى وجعلها محل الانوار ومنازل الملأ الاعلى وقابل بنجومها المزينة لها النيرات ما زين به الارض من ازهار النبات وتفرد تعالى لآدم وولده بذاته جلت عن التشبيه ويديه فأقام نشأة جسديه وسواها تسوية تبين انقضاء أمده وتبول بده وجعل مسكن هذه النشأة نقطة كرة الوجود وأخفى عينها ثم نبه عباده عليها بقوله تعالى بغير عمد ترونها فاذا انتقل الانسان الى برزخ الدار الحيوان مارت قبة السماء وانشقت فكانت شعلة نار سيال كالدهان فمن فهم حقائق الاضافات عرف ما ذكرناه من الاشارات فيعلم قطعا ان قبة لا تقوم من غير عمد كما لا يكون والد من غير ان يكون له ولد فالعمد هو المعنى الماسك فان لم ترد ان يكون الانسان فاجعله قدرة المالك فتبين انه لا بد من ماسك يمسكها وهى مملكة فلا بد لها من مالك يملكها ومن يمسك من أجله فهو ماسكها ومن وجدت به بسببه فهو مالكها ولما ابصرت حقائق السعداء والاشقياء عند قبض القدرة عليها بين العدم والوجود وهى حالة الانشاء حسن النهاية بعين الموافقة والهدايه وسوء الغاية بعين المخالفة والغوايه سعت السعداء الى الوجود وظهر من الشقية التثبط والابايه ولهذا أخبر الحق عن حالة السعداء بقوله أولئك يسارعون فى الخيرات وهم لها سابقون يشير الى تلك السرعه وقال فى الاشقياء ولكن كره الله انبعاثهم فثبطهم وقيل اقعدوا مع القاعدين يشير الى تلك الرجعه فلولا هبوب تلك النفحات على الاجساد ما ظهر فى هذا العالم غى ولا رشاد وتلك السرعة والتثبط أخبرتنا صلى الله عليك ان رحمة الله سبقت غضبه هكذا سبب الراوى اليك ثم أنشأ سبحانه الحقائق على عدد أسمائه حقه وأظهر ملائكة التسخير على عدد خلائقه فجعل لكل حقيقة اسما من أسمائه تعبده وتعلمه وجعل لكل من حقيقة ملكا يخدمه ويلزمه فمن الحقائق من حجبته رؤية نفسه عن اسمه فخرج عن تكليفه وحكمه فكان له من الجاحدين ومنهم من ثبت الله أقدامه واتخذ اسمه امامه وحقق بينه وبينه العلامه وجعله أمامه فكان له من الساجدين ثم استخرج من الاب الاول أنوار الاقطاب شموسا تسبح فى أفلاك المقامات واستخرج أنوار النجباء نجوما تسبح فى أفلاك الكرامات وثبت الاوتاد الاربعة فى الاربعة الاركان فانحفظ بهم الثقلان * فازال الوامية الارض وحركتها فسكنت فزينت بحلى أزهارها وحسن نباتها وأخرجت بركتها * فتنعمت أبصار الخلق بمنظرها البهى ومشامهم بريحها العطرى واحنا كهم بطعومها الشهى ثم أرسل الابدال السبعة ارسال حكيم عليم * ملوكا على السبعة الاقاليم لكل بدل اقليم ووزر للقطب الامامين وجعلهما امامين الى الزماميين فلما أنشأ العالم على غاية الاتقان ولم يبق أبدع منه كما قال الامام أبو حامد فى الامكان وابرز جسدك صلى الله عليك للعيان أخبر عنك الراوى انك قلت يوما فى مجلسك ان الله كان ولا شئ معه وهو على ما عليه كان وهكذا هى صلى الله عليك حقائق الاكوان فما زالت متقدمة الاولية على جميع الحقائق الا الكون سابقة وهى لواحق اذ من ليس مع شئ فليس معه شئ ولو خرجت

الحقائق

www.maktabah.org

الحقائق على غير ما كانت عليه فى العلم لا تمازت عن الحقيقة المنزهة بهذا الحكم فالحقائق الآن على ما كانت عليه فى العلم فلتقل كانت ولا شئ معها فى وجودها وهى الآن على ما كانت عليه ... فقد شمل هذا الخبر الذى أطلق على الحق جميع الخلق ولا تعترض بتعدد الاسباب والمسببات ... عليك بوجود الاسماء والصفات وان المعانى التى تدل عليها مختلفات فلولا ما بين البداية والنهاية ... وكسب محيح ضابط ما عرف كل واحد منهما الآخر ولا قيل على حكم الاول يثبت الآخر • وليس الا الرب والعبد وكفى وفى هذا غنية لمن أراد معرفة نفسه فى الوجود وشفا ألا ترى ان الخاتمة عين السابقة وهى كما واجبة ... • فما للانسان يتجاهل ويعمى ويمشى فى دجنة ظلماء حيث لا ظل ولا ما وان أحق ما سمع ... النبا وأتى به هدهد الفهم من سبا وجود الفلك المحيط الموجود فى العالم المركب والبسيط المسمى بالهباء ... شئ به الماء والهواء وان كانا من جملة صوره المفتوحة فيه ولما كان هذا الفلك أصل الوجود ... من حضرة الجود كان الظهور وقبلت صورتك صلى الله عليك من ذلك الفلك أول فيض ... صورة مثليه مشاهدها عينيه ومشاربها غيبيه وجنتها عدنيه ... وأسرارها مداديه وأرواحها الوحيه وطينتها آدميه فانت أب لنا فى الروحانيه كما كان ... الله عليه فى ذلك الجمع أبا لنا فى الجسميه والعناصر له أم ووالد كما كانت حقيقة الهباء فى الاصل ... يكون أمر الاعن أمرين ولا نتيجة الاعن مقدمتين أليس جودك عن الحق ... واحكامك عليه من كونه عالما موصوفا واختصاصك بامر دون غير مع جوازه عليك ... فلا يصح وجود المعدوم من وحيد العين فانه من أين يعقل الاين فلابد ... لا يعرف من أصبح عن المكشف على الحقائق أعمى وفى معرفة الصفة ... والا فكيف تسأل صلى الله عليك بأين وتقبل من المسئول فاء الظرف ... حقيقة لا مجاز ووجوب لا جواز فلولا معرفتك صلى الله عليك ... الا ... بعد أن أوجد العوالم اللطيفة والكثيفة ومهد المملكة وهيأ المرتبة ... ولذلك جعل سبحانه مدتنا فى الدنيا سبع آلاف ... ونحل بنا ... فننتقل الى البرزخ الجامع للطرائق وتغلب فيه الحقائق الطيارة على جميع الحقائق فترجع ... وخليفتها فى ذلك الوقت طائر له ستمائة جناح وترى الاشباح فى حكم ... للارواح ... صورة شاء لحقيقة صحت له عند البعث من القبور فى الانشاء وذلك موقوف على سوق ... والمنه فانظروا رحمكم الله وأشرت الى آدم فى الزمردة البيضاء قد أودعها الرحمن فى ... الاباء ... النور المبين وأشرت الى الاب الثانى الذى سمانا مسلمين وانظروا الى اللجين الاخلص وأشرت ... الاكمه والابرص باذن الله كما جاء به النص وانظروا الى جبال جمرة ياقوتة النفس وأشرت ... بخس وانظروا الى جمرة الابريز وأشرت الى الخليفة العزيز وانظروا الى نور الياقوتة الصفراء ... وأشرت الى من فضل بالكلام فمن سعى الى هذه الانوار حتى وصل الى ما يكشفه له ... من ... فقد عرف ... وصح له المقام الذى له سجد فهو الرب والمربوب والمحب والمحبوب

... وكن به • فطنا ترا الجود القديم المحدثا
والشئ مثل الشئ الا انه • أبداه فى عين العوالم محدثا
... فسم الرائى بان وجوده • ازلا فخبر صادق لن يحنثا
أو اقسم الرائى بان وجود • عن فقده أحرى وكان مثلثا

ثم ظهرت أسرارا وفصلت أخبارا لا يسع الوقت ايرادها ولا ... فأ ... الخلق ايجاد ...

www.maktabah.org

موقوفة على رمس مهيمها خوفا من وضع الحكمة فى غير موضعها ثم رددت من ذلك المشهد النومى العلى الى العالم السفلى فجعلت ذلك الحمد المقدس خطبة الكتاب وآخذت فى تتميم صدره ثم أشرع بعد ذلك فى الكلام على ترتيب الابواب والحمد لله الغنى الوهاب هذه رسالة كتبت بها أما بعد فانه

لما انتهى للكعبة الحسناء * جسمى وحصل رتبة الامناء
وسعى وطاف وتم عند مقامها * صلى وأبنته من العتقاء
من قال هذا الفعل فرض واجب * ذاك المتوسل خاتم النبآء
ورأى بها الملأ الكريم وآدما * قبلى فكان لهم من القرناء
ولآدم ولدا تقيا طائفا * ضخم الدسيعة أكرم الكرماء *
والكل بالبيت المكرم طائف * وهو اختفى فى الحلة السوداء
يرخى ذلاذل برده ليريك فى * ذاك التبختر نخوة الخيلاء
وأبى على الملأ الكريم مقدم * يمشى باضعف مشية الزمناء
والعبد بين يدى أبيه مطرق * فعل الاديب وجبرئيل ازائى
بيدى الله والمسالك خدمة * لابى ليورثها الى الابناء
فعجبت منهم كيف قال جميعهم * بفساد والدنا وسفك دماء
اذ كان يحجبهم بظلمة طينه * عما حوته من سنا الاسماء
وبدا بنور ليس فيه غيره * لكنهم فيه من الشهداء
ان كان والدنا محلا جامعا * للاولياء معا وللاعداء
ورأى الموبقة والنديرة جاءتا * كرها بغير هوى وغير صفاء
فبنفس ماقامت به أضداده * حكموا عليه بغلظة وبذاء
وأبى يقول أنا المسبح والذى * مازال يحمدكم صباح مساء
وأنا المقدس ذات نور جلالكم * وأتوا فى حق أبى بكل جفاء
لما رأوا جهة الشمال ولم يروا * منه يمين القبضة البيضاء
ورأوا نفوسهم وعيبا خشعا * ورأوه ربا طالب استيلاء
لحقيقة جمعت له اسماء من * خص الحبيب بليلة الاسراء
ورأوا منازعه اللعين بجنده * يرنو اليه بمقلة البغضاء
وبذات والدنا منافق ذاته * حظ العصاة وشهوتا حواء
علموا بان الحرب حتما واقع * منه بغير تردد واباء
فلذاك مانطقوا بما نطقوا به * فاعذرهم فهم من الصلحاء
فطروا على الخبر الاعم جبلة * لايعرفون مواقع الشحناء
ومتى رأيت أبى وهم فى مجلس * كان الامام وهم من الخدماء
وأعاد قولهم عليهم ربنا * عدلا فانزلهم الى الاعداء
لقرابة الملأ الكريم عقوبة * لقتالهم فى أول الآباء
أوماترى فى يوم بدر حربهم * ونبينا فى نعمة ورخاء *
بعريشه متعلقا متضرعا * لالهه فى نصرة الضعفاء
لمارأى هذى الحقائق كلها * معصومة فابى من الاهواء

www.maktabah.org

نادى فاسمع كل طالب حكمة * يطوى لها بشملة وجناء
طى الذى يرجو لقاه مراده * فيجوب كل مفازة بيداء
ياراحلا يقتص المهامه قاصدا * نحوى ليلحق رتبة السمراء
قل للذى تلقاه من شجرانى * عنى مقالة أنصح النصحاء
واعلم بانك خاسر فى حيرة * لما جهلت رسالتى وندائى
ان الذى مازلت أطلب شخصه * ألفيته بالربوة الخضراء
البلدة الزهراء بلدة تونس * الحضرة المزدانة الغراء
بمحله الاسنى المقدس تربه * بحلوله ذى القبلة الزوراء
* فى عصبة مختصة مختارة * من صفة النجباء والنقباء
يمشى بهم فى نور علم هداية * من هديه بالسنة البيضاء
والذكر يتلى والمعارف تنجلى * فيه من الامساء للامساء
* بدر الاربعة وعشر لا يرى * أبدا منور ليلة قمراء *
وابن المرابط فيه واحد شانه * جلت حقائقه عن الافشاء
و بنوه قد حفوا بعرش مكانه * فهو الامام وهم من البدلاء
فكانه وكأنهم فى مجلس * بدر تحف به نجوم سماء *
واذا أتاك بحكمة علوية * فكانه ينبى عن العنقاء
* فلزمته حتى اذا احلت به * أنثى لها نجل من الغرباء
حبر من الاحبار عاشق نفسه * سر الجبانة سيد الظرفاء
، عصبة النظار والفقهاء * لكنه فيهم من الفضلاء
وافى وعندى للتنفل نية * فى كل وقت من دجى وضحاء
فتركته ورحلت عنه وعنده * منى تغير غيرة الادباء
و بدا يخاطبنى بانك خنتنى * فى عترتى وصحابتى القدماء
وأخذت تابتنا الذى قامت به * دارى ولم تخبر به سجرائى
والله يعلم نيتى وطويتى * فى أمر تابته وصدق وفائى
فانا على العهد القديم ملازم * فوداده صاف من الاقذاء
ومتى وقفت على مفتش حكمة * مستورة فى الفضة الحوراء
* منصير متشوق قلناله * ياطالب الاسرار فى الاسراء
أسرع فقد ظفرت يداك بجامع * لحقائق الاموات والاحياء
نظر الوجود فكان تحت نعاله * من مستواه الى قرار الماء
مافوقه من غاية يعنو لها * الا هو فهو مصرف الاشياء
* لبس الرداء تنزها وازاره * لما أراد تكون الانشاء
* فاذا أراد تمتعا بوجوده * من غير مانظر الى الرقباء
شال الرداء فلم يكن متكبرا * وازار تعظيم على القرناء *
* فبدا وجود لاتقيده لنا * صفة ولا اسم من الاسماء *
ان قيل من هذا ومن تعنى به * قلنا المحقق آمر الامراء *

www.maktabah.org

شمس الحقيقة قطبها وامامها • سر العباد وعالم العلماء
عبد تسود وجههم من همه • نور البصائر خاتم الخلفاء •
سهل الخلائق طيب عذب الجنى • غوث الخلائق أرحم الرحماء
جلت صفات جلاله وجماله • وبهاء عزته عن النظراء
يمضى المشيئة فى البنين مقسما • بين العبيد الصم والاجراء
مازال سائس أمة كانت به • محفوظة الانحاء والارجاء
شرى اذا نازعته فى ملكه • أرى اذا ما جئته لحباء •
صلب ولكن لين لعفاته • كالماء يجرى من صفا صماء
يغنى ويفقر من يشاء بأمره • محيي الولاة ومهلك الاعداء
لاانس اذ قال الامام مقالة • عنها يقصر أخطب الخطباء
كنا بناو رداء وصلى جامع • لمواتنا فأنا بحيث ردائى •
فانظر الى السر المكتم درة • مجلوة فى اللجة العمياء
حتى يحار الخلق فى تكييفها • عينا كحيرة عودة الابداء
عجبا لها لم تخفها اصدافها • الشمس تنفى حندس الظلماء •
فاذا أتى بالسر عبد هكذا • قيل اكتبوا عبدى من الامناء
ان كان يبدى السر مستورا لها • تدرى به أرضى فكيف سمائى
لما أتيت ببعض وصف جلاله • اذ كان عنى واقفا بحذائى
قالوا لقد أخفته بالحنا • فى الذات والاوصاف والاسماء
بأى معنى تعرف الحق الذى • سواك خلق [illegible] بى الاحشاء
قلنا صدقت وهل عرفت محققا • من موجد [illegible] ن الاعم سوائى
فاذا مدحت فانما أثنى على • نفسى فنفسى عين ذات ثنائى
واذا أردت تعرفا بوجوده • قسمت ماعندى على الغرماء
وعدمت من عينى فكان وجوده • فظهوره وقف على اخفائى
جل الاله الحق أن يبدو لنا • فردا وعينى ظاهر وبقائى
لوكان ذاك لكان فردا طالبا • متجنسا متجنسا لثنائى
هذا محال فليصح وجوده • فى غيبتى عن عينه وفنائى
فمتى ظهرت اليكم أخفيته • اخفاء عين الشمس فى الانواء
فالناظرون يرون أصب عيونهم • سحبا تصرفها يد الاهواء
والشمس خلف الغيم تبدى نورها • للسحب والابصار فى الظلماء
فيقول قد بخلت على وانها • مشغولة بتحلل الاجزاء
لتجود بالمطر الغزير على الثرى • من غير ما نصب ولا اعياء
وكذاك عند شروقها فى نورها • تمحو طوالع نجم كل سماء
[illegible] بعد الغروب بساعة • ظهرت لعينك أنجم الجوزاء
[illegible] المينها وذاك لحبها • فى ذاتها وتقول حسن رآء
[illegible] نا وظهوره • من أجله والرمز فى الاخفاء

www.maktabah.org

كشفاتنا من أجـله وظهـورنا * من أبنائنا فسناه عين ضيائى
ثم التفت بالعكس رمزاثانيا * جاءت عوارفـــه عن الاحصاء
فكأننا ســيان فى أعياننا * كصفاالزجاجــة فى صفاالصهباء
فالعلم يشـــهد مخاصـين تألفا * والعين تعطى واحــدا للرائى
فالروح ملتــذ بمبدع ذاته * وبذاته مــن جانب الاكفاء
* والحسن ملتذ برؤية ربه * فان عن الاحساس بالنعـماء
فالله أكبر والكبير ردائى * والنور بدرى والضــياء ذكائى
والشرق غربى والمغارب مشرق * والبعـد قـربى والدنو تنائى
والنار غيبى والجنان شـهادتى * وحقائق الخلق الجـديد اماثى
فاذا أردت تـنزهافى روضـتى * أبصرت كل الخلق فى مرائى
واذا انصرفت أنا الامام وليس لى * أحــدا أخلفـه يكون ورائى
فالحمـــد لله الذى أنا بامع * لحقائق المنشىء والانشاء *
هــذا يفى منبىء بعجائب * ضاقت مسالكها على الفصحاء
فاشكر لى عبد العزيز المنا * ولتشكرا أيضا أبى العـذراء
شكر أفاز الله قال اشكرلنا * ولوالديك وأنت عين قضائى

... بعد الحمد لله ... والصلاة التامة على من أسرى به الى مستواه فاعلم أيها ... الاديب الولى ... أن ... نأت به الدار عن فسيحه وحالت صروف الدهر بينه وبين ... أن يعرف ... وما حصل ... من الاشارة الحكمية فى عيبته ليسر وليه ... اليه ... اودعه ... حكمه وأسمعه من ... فكان وليه ما ... ان ... بعض كدر لعرض ... منه انقباض عند الوداع ... تمام غرض ... يمعن ... من الانتقاد وجعله من الولى أبقاه الله من ... الاعتقاد اذلا ... منه ... الامور ... أبقاه الله فان القلب سليم والود كما يعلم بين الجوانح مقيم وقد علم الولى أبقاه الله ان الود فيه كان ... لغرض يا لانقضبا وثبت هذا عنده قديما عنى من غير علة ولافاقة اليه ولا ... ولا ... ولا ... عن عقوبة وربما كان من الولى حفظه الله تعالى فى الرحلة الاولى التى رحلت اليه سنة تسعين وخمسمائة عدم ... ونفور عن الجرى على مقاصدى ومذاهبى لما لاحظ فيها رضى الله عنه من النقص ... أعطاه ذلك منى ظاهر الحال وشاهد النص فانى سترت ... عن بنيه ... كنت عليه فى نفسى ... اليهم من سوء حالى وشره حسى وربما كنت ... أحيانا على طريق التنزيه فيابى الله أن ... بعين التنزيه ولقد قرعت سماعهم يوما فى بعض المجالس ... الولى أبقاه الله فى ... بلس ... بيات أنشدتها وفى كتاب الاسراء لنا أودعتها وهى

انا القـرآن والسبع المثانى * وروح الروح لا روح الاوانى
فؤادى عنـد معلومى مقيم * يشاهـده وعنـد كم لسانى
فلا تنظر بطرفك نحو جسمى * وعـد عن التنعم بالمغانى
وغص فى بحر ذات الذات تبصر * عجائب ما ... للعيان
واسرارا تراءت مبهمات * مســترة بأرواح المعانى

... فقطعة بيتا الا وكانى أسمعه بيتا وسبب ذلك حكم ... فى نفسى

www.maktabeh.org

يعقوب قضاها و أحسن فى من ذلك الجمع المكرم الا أبوعبدالله بن المرابط كانهم المبرز المقدم ولكن بعض احساس والغالب عليه فى أمرى الالتباس وأما الشيخ المسن المرحوم بجراح فكنت قد تكاشفت معه بنية فى حضرة عليه ولم أزل بعد مفارقتى حضرة الولى أبقاه الله له ذاكرا ولاحواله شاكرا وبمناقبه ناطقا ولآدابه عاشقا وربما سطرت من ذلك فى الكتب ماسارت به الركبان وشهر فى بعض البلدان بعد وقف الولى عليه ورأى بعض مالديه فقد ثبت له الودمنى قبل سبب يقتضيه وغرض عاجل أو آجل يثبته فى النفس ويمضيه ثم كان الاجتماع بالولى تولاه الله بعد ذلك بأعوام فى محله الاسنى وكانت الاقامة معه تسعة أشهر دون أيام فى العيش الارغد الاهنى عيش روح وشبح وقد جاد كل واحد منا بذاته على صفيه وسمح ولى رفيق وله رفيق وكلاهما صديق وصديق فرفيقه شيخ عاقل محصل ضابط يعرف بأبى عبدالله بن المرابط ذونفس أبية وأخلاق رضية وأعمال زكية وخلال مرضية قاطع الليل تسبيحا وقرآنا ويذكر الله على أكثر أحيانه سرا واعلانا بطل فى ميدان المعاملات فهم لما يرد به صاحب المنازل والمنازلات منصف فى حاله مفرق بين حقه ومحاله وامارفيقى فضياء خالص ونور صرف حبشى اسمه عبدالله بدر لايلحقه خسف يعرف الحق لاهله فيؤديه ويوقفه عليهم ولايعديه قدنال درجة التمييز وتخلص عند السبك كالذهب الابريز كلامه حق ووعده صدق فكنا الاربعة الاركان التى قام عليها شخص العالم والانسان فافترقنا ونحن على هذه الحال لانحراف قام ببعض هذه الحال فاذ كنت نويت الحج والعمره ثم اسرع الى جزيرة الاندلس المكرمه فلما وصلت أم القرى بعد زيارتى الخليل الذى سن القرى وبعد صلاتى بالصخرة والاقصى وزيارة سيدى سيد ولد آدم ديوان الاحاطة والاحصا أقام الله فى خاطرى ان أعرف الولى أبقاه الله بفنون من المعارف حصلتها فى غيبتى وأهدى اليه أكرمه الله من جواهر العلم التى اقتنيتها فى غربتى فقيدت له هذه الرسالة اليتيمه التى أوجدها الحق لاعراض الجهل تميمه ولكل صاحب صفى ومحقق صوفى ولحبيبنا الولى وأخينا الذكى وولدنا الرضى عبدالله بدر الحبشى اليمنى معتق أبى الغنائم ابن أبى الفتوح الحرانى وسميتها رسالة الفتوحات المكيه فى معرفة الاسرار المالكية والملكيه اذ كان الاغلب فيما أودعت هذه الرسالة مافتح الله به على عند طوافى ببيته المكرم أوقعودى مراقباله بحرمه الشريف المعظم وجعلتها أبوابا شريفه وأودعتها المعانى اللطيفه فان الانسان لاتسهل عليه شدائد البدايه الااذاعرف شرف الغايه ولاسيما ان ذاق من ذلك عذوبة الجنى ووقع منه بموقع المنى فاذا حصر الباب البصر تردد عليه عين بصيرة الحكيم فنظر فاستخرج اللآلئ والدرر ويعطيه الباب عند ذلك مافيه من حكم روحانيه ونكت ربانيه على قدر نفوذه وفهمه وقوة عزمه وهمته واتساع نفسه من أجل غطه فى أعماق بحار علمه

لما لزمت قرع باب الله ● كنت المراقب لم أكن باللاهى
حتى بدت للعين سبحة وجهه ● والى هلم لم تكن الاهى
فاحطت علما بالوجود فمالنا ● فى قلبنا علم بغير الله
لويسألك الخلق الغريب محجتى ● لم يسألوك عن الحقائق ماهى

فلنقدم قبل الشروع فى الكلام على أبواب هذا الكتاب بابا فى فهرست أبوابه ثم أتلوه بمقدمة فى تمهيد مايتضمنه هذا الكتاب من العلوم الالهية الاسرارية وعلى أثرها يكون الكلام على الابواب على حسب ترتيبها فى باب الفهرست ان شاء الله تعالى والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء الاول والحمدلله يتلوه الجزء الثانى ان شاء الله تعالى وصلى الله على محمد وعلى آله الطاهرين

www.maktabah.org

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(مقدمة الكتاب)

فلنا أورد بما وقع عندى أن أجعل فى هذا الكتاب أولا فصلا فى العقائد المؤيدة بالادلة القاطعة والبراهين الساطعة
ثم رأيت ان ذلك تشغيب على المتأهب الطالب للمزيد المتعرض لنفحات الجود بأسرار الوجود فان المتأهب اذا
لزم الخلوة والذكر وفرغ المحل من الفكر وقعد فقيرا لا شئ له عند باب ربه حينئذ يمنحه الله تعالى ويعطيه من
العلم به والاسرار الالهية والمعارف الربانية التى أثنى الله سبحانه بها على عبده خضر فقال عبدا من عبادنا آتيناه
رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما وقال تعالى واتقوا الله ويعلمكم الله وقال ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا وقال
ويجعل لكم نورا تمشون به قيل للجنيد بم نلت ما نلت فقال بجلوسى تحت تلك الدرجة ثلاثين سنة وقال أبو يزيد
أخذتم علمكم ميتا عن ميت وأخذنا علمنا عن الحى الذى لا يموت فيحصل لصاحب الهمة فى الخلوة مع الله وبه جلت
هيبته وعظمت منته من العلوم ما يغيب عندها كل متكلم على البسيطة بل كل صاحب نظر وبرهان ليست له هذه الحالة
فانها وراء النظر العقلى اذ كانت العلوم على ثلاث مراتب (علم العقل) وهو كل علم يحصل لك ضرورة أو عقيب نظر
فى دليل بشرط العثور على وجه ذلك الدليل وشبهه من جنسه فى عالم الفكر الذى يجمع ويختص بهذا الفن من العلوم
ولهذا يقولون فى النظر منه صحيح ومنه فاسد (والعلم الثانى) علم الاحوال ولا سبيل اليها الا بالذوق فلا يقدر عاقل على
أن يحدها ولا يقيم على معرفتها دليلا كالعلم بحلاوة العسل ومرارة الصبر ولذة الجماع والعشق والوجد والشوق وما شاكل
هذا النوع من العلوم فهذه علوم من المحال أن يعلمها أحد الا بأن يتصف بها ويذوقها وشبهها من جنسها فى أهل الذوق
كمن يغلب على محل طعمه المرة الصفراء فيجد العسل مرا وليس كذلك فان الذى باشر محل الطعم انما هو المرة الصفراء
(والعلم الثالث) علوم الاسرار وهو العلم الذى فوق طور العقل وهو علم نفث روح القدس فى الروع يختص به النبى
والولى وهو نوعان نوع منه يدرك بالعقل كالعلم الاول من هذه الاقسام لكن هذا العالم به لم يحصل له عن نظر ولكن
مرتبة هذا العلم أعطت هذا والنوع الآخر على ضربين ضرب منه يلتحق بالعلم الثانى لكن حاله أشرف والضرب
الآخر من علوم الاخبار وهى التى يدخلها الصدق والكذب الا أن يكون المخبر به قد ثبت صدقه عند المخبر وعصمته فيما
يخبر به ويقوله كاخبار الانبياء صلوات الله عليهم عن الله كاخبارهم بالجنة وما فيها فقوله ان ثم جنة من علم الخبر وقوله فى
القيامة ان فيها حوضا أحلى من العسل من علم الاحوال وهو علم الذوق وقوله كان الله ولا شئ معه ومثله من علوم العقل
المدركة بالنظر فهذا الصنف الثالث الذى هو علم الاسرار العالم به يعلم العلوم كلها ويستغرقها وليس صاحب تلك العلوم
كذلك فلا علم أشرف من هذا العلم المحيط الحاوى على جميع المعلومات وما بقى الا أن يكون المخبر به صادقا عند السامعين
له معصوما هذا شرطه عند العامة وأما العاقل اللبيب الناصح نفسه فلا يرمى به ولكن يقول هذا جائز عندى أن يكون
صدقا أو كذبا وكذلك ينبغى لكل عاقل اذا أتاه بهذه العلوم غير المعصوم وان كان صادقا فى نفس الأمر فيما أخبر به
ولكن كما لا يلزم هذا السامع له صدقه لا يلزمه تكذيبه ولكن يتوقف وان صدقه لم يضره لانه أتى فى خبره بما لا تحيله
العقول بل بما تجوزه أو تقف عنده ولا يهد ركنا من أركان الشريعة ولا يبطل أصلا من أصولها فاذا أتى بأمر جوزه العقل
وسكت عنه الشارع فلا ينبغى لنا أن نرده أصلا ونحن مخيرون فى قبوله فان كانت حالة المخبر به تقتضى العدالة لم يضرنا قبوله
كما نقبل شهادته ونحكم بها فى الاموال والارواح وان كان غير عدل فى علمنا فننظر فان كان الذى أخبر به حقا بوجه
ما عندنا من الوجوه المصححة قبلناه والا تركناه فى باب الجائزات ولم نتكلم فى قائله بشئ فانها شهادة مكتوبة نسأل عنها قال
تعالى ستكتب شهادتهم ويسألون وأما أولى من نصح نفسه فى ذلك ولو لم يأت هذا المخبر الالهى بما جاء به المعصوم فهو حاك
لنا ما عندنا من رواية عنه فلا فائدة زائدة عندنا بخبره وانما يأتون رضى الله عنهم بأسرار وحكم من أسرار الشريعة مما هى
خارجة عن قوة الفكر والكسب ولا تنال أبدا الا بالمشاهدة والالهام وما شاكل هذه الطرق ومن هنا تكون الفائدة

www.maktabah.org

عليه السلام ان يكن فى أمتى محدثون فمنهم عمر وقوله فى أبى بكر فى فضله بالسر غيره ولو لم يقع الانكار لهذه العلوم فى الوجود لم يقل قول أبى هريرة حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم وعاءين فأما أحدهما فبثثته وأما الآخر فلو بثثته قطع منى هذا البلعوم حدثنى به الفقيه أبو عبد الله محمد بن عبيد الله الحجرى بسبتة فى رمضان عام تسعة وثمانين وخمسمائة بداره وحدثنى به أيضا أبو الوليد أحمد بن محمد بن العربى بداره باشبيلية سنة اثنتين وتسعين وخمسمائة فى آخرين كلهم قالوا حدثنا الا أبا الوليد بن العربى فانه قال سمعت أبا الحسن شريح بن محمد بن شريح الرعينى قال حدثنى أبى أبو عبد الله وأبو عبد الله محمد بن احمد بن منظور والقيسى سماعا منى عليهما عن أبى ذر سماعا منهما عليه عن أبى محمد هو عبد الله بن أحمد بن حمويه السرخسى الحموى وأبى اسحق المستملى وأبى الهيثم هو محمد بن مكى بن محمد الكشميهنى قالوا أنا أبو عبد الله هو محمد بن يوسف بن مطر الفربرى قال أنا أبو عبد الله البخارى وحدثنى به أيضا أبو محمد يونس بن يحيى بن أبى الحسين بن البركات الهاشمى العباسى بالحرم الشريف المكى تجاه الركن اليمانى من الكعبة المعظمة فى شهر جمادى الاولى سنة تسع وتسعين وخمسمائة عن أبى الوقت عبد الاول بن عيسى السجزى الهروى عن أبى الحسن عبد الرحمن بن المظفر الداودى عن أبى محمد عبد الله بن أحمد بن حمويه السرخسى عن أبى عبد الله الفربرى عن البخارى وقال البخارى فى صحيحه حدثنى اسماعيل قال حدثنى أخى عن ابن أبى ذئب عن سعيد المقبرى عن أبى هريرة وذكر الحديث وشرح البلعوم لابى عبد الله البخارى من رواية أبى ذر خرجه فى كتاب العلم وذكروا ان البلعوم مجرى الطعام ولم يقل قول ابن عباس حين قال فى قول الله عز وجل الله الذى خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن لو ذكرت تفسيره لرجمتمونى وفى رواية لقلتم انى كافر [illegible] بهذا الحديث أبو عبد الله محمد بن [illegible] الامام محمد بن عبد الله [illegible] عن أبى حامد محمد بن محمد الطوسى الغزالى ولم يكن لقول الرضى من [illegible] طالب صلى الله عليه وسلم عنى اذ قال

رب جوهر علم لو أبوح به * لقيل لى أنت ممن يعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمى * يرون أقبح ما يأتونه حسنا

فهؤلاء كلهم سادات أبرار فيما أحسب والله أعلم واشتهر عنهم قد عرفوا هذا العلم ورتبته ومنزلته أكثر العالم منه ان الله [illegible] له فينبغى للعاقل العارف ان لا يبادر بالتشنيع عليهم فى انكارهم فانه فى قصة موسى مع خضر مندوحة لهم وحجة للطائفتين فان كان انكار موسى عن نسيان لشرطه ولتعديل الله اياه وبهذه القصة عينها نحتج على المنكرين لكن لا سبيل الى خصامهم ولكن نقول كما قال العبد الصالح هذا فراق بينى وبينك

{وصل} ولا يحجبنك أيها الناظر فى هذا الصنف من العلم الذى هو العلم النبوى الموروث منهم صلوات الله عليهم اذا وقفت على مسئلة من مسائلهم قد ذكرها فيلسوف أو متكلم أو صاحب نظر فى أى علم كان فتقول فى هذا القائل الذى هو الصوفى المحقق انه فيلسوف لكون الفيلسوف ذكر تلك المسئلة وقال بها واعتقدها وانه نقلها منهم أو انه لا دين له فان الفيلسوف قد قال بها ولا دين له فلا تفعل يا أخى فهذا القول قول من لا تحصيل له اذ الفيلسوف ليس كل علمه باطلا فعسى ان تكون تلك المسئلة فيما عنده من الحق ولا سيما ان وجدنا الرسول عليه السلام قد قال بها ولا سيما فيما وضعوه من الحكم والتبرى من الشهوات ومكايد النفوس وما تنطوى عليه من سوء الضمائر فان كنا لا نعرف الحقائق ينبغى لنا أن نثبت قول هذا القائل فى هذه المسئلة المعينة وانها حق فان الرسول صلى الله عليه وسلم قد قال بها أو الصاحب أو مالك أو الشافعى أو سفيان الثورى وأما قولك ان قلت سمعها من فيلسوف أو طالعها فى كتبهم فانك ربما تقع فى الكذب والجهل أما الكذب فقولك سمعها أو طالعها وأنت لم تشاهد ذلك منه وأما الجهل فكونك لا تفرق بين الحق فى تلك المسئلة والباطل وأما قولك ان الفيلسوف لا دين له فلا يدل كونه لا دين له على ان كل ما عنده باطل وهذا مدرك بأول العقل عند كل عاقل فقد خرجت باعتراضك على الصوفى فى مثل هذه المسئلة عن العلم والصدق والدين وانخرطت فى سلك أهل الجهل والكذب والبهتان ونقص العقل والدين وفساد النظر والانحراف أرأيت لو أتاك بها زنديق أراها هل كنت الا عاريها

ونطلب على معانيها فكذلك حد ما أتاك به هذا الصوفي واقتصد على نفسك قليلا وفرغ لما أتاك به محلك حتى يبرز لك
معناها أحسن من أن تقول يوم القيامة من كان في غفلة من هذا بل كنا ظالمين وكل علم اذا بسطته العبارة حسن وفهم
معناه أو قارب وعذب عند السامع الفهم فهو علم العقل النظري لانه تحت ادراكه ومما يستقل به لو نظر الا علم الاسرار
فانه اذا أخذته العبارة سمج واعتاص على الافهام دركه وخشن وربما مجته العقول الضعيفة المتعصبة التي لم تتوفر
لتصريف حقيقتها التي جعل الله فيها من النظر والبحث ولهذا صاحب العلم كثيرا ما يوصله الى الافهام بضرب الامثلة
والمخاطبات الشعرية . وأما علوم الاحوال فمتوسطة بين علم الاسرار وعلم العقول . وأكثر ما يؤمن بعلم الاحوال
أهل التجارب وهو الى علم الاسرار أقرب منه الى العلم النظري العقلي لكن يقرب من صنف العلم العقلي الضروري بل
هو هو لكن لما كانت العقول لا تتوصل اليه الا باخبار من علمه أو شاهده من نبي أو ولي لذلك تميز عن الضروري لكن
هو ضروري عند من شاهده ثم اتعلم انه اذا حسن عندك وقبلته وآمنت به فأبشر انك على كشف منه ضرورة وأنت
لا تدري لا سبيل الا هذا اذ لا يثلج الصدر الا بما يقطع بصحته وليس للعقل هنا مدخل لانه ليس من دركه الا ان أتى بذلك
معصوم حينئذ يثلج صدر العاقل وأما غير المعصوم فلا يلتذ بكلامه الا صاحب ذوق (فان قلت) فلخص لي هذه
الطريقة التي تدعى انها الطريقة الشريفة الموصلة السالك عليها الى الله تعالى وما تنطوي عليه من الحقائق والمقامات
بأقرب عبارة وأوجز لفظ وأبلغه حتى أعمل عليه وأصل الى ما ادعيت انك توصلت اليه وبالله أقسم اني لا آخذه منك على
وجه التجربة والاختبار وانما آخذه منك على الصدق فاني قد حسنت الظن بك احسان قطع اذ قد نبهتني على حظ
ما أتى به من العقل وان ذلك مما يقطع العقل بجوازه وامكانه أو يقف عنده من غير حكم معين فشكر الله لك ذلك
وبلغك آمالك ونفعك ونفع بك . فاعلم أن الطريق الى الله تعالى الذي سلكت عليه الخاصة من المؤمنين الطالبين
نجاتهم دون العامة الذين شغلوا أنفسهم بغير ما خلقت له انه على أربع شعب بواعث ودواع وأخلاق وحقائق والذي
دعاهم الى هذه الدواعي والبواعث والاخلاق والحقائق ثلاثة حقوق تفرضت عليهم حق لله وحق لانفسهم وحق
للخلائق فالحق الذي لله تعالى عليهم أن يعبدوه ولا يشركوا به شيأ والحق الذي للخلق عليهم كف الاذى كله عنهم مال
يأمر به شرع من اقامة حد وصنائع المعروف معهم على الاستطاعة والايثار ما لم ينه عنه شرع فانه لا سبيل الى موافقة
الغرض الا بلسان الشرع والحق الذي لانفسهم عليهم أن لا يسلكوا بها من الطرق الا الطريق التي فيها سعادتها
ونجاتها وان أبت فلجهل قام بها أو سوء طبع فان النفس الابية انما يحملها على اتيان الاخلاق الفاضلة دين
أو مروءة فالجهل يضاد الدين فان الدين علم من العلوم وسوء الطبع يضاد المروءة ثم نرجع الى الشعب الاربع
فنقول الدواعي خمسة الهاجس السببي ويسمى نقر الخاطر ثم الارادة ثم العزم ثم الهمة ثم النية
والبواعث لهذه الدواعي ثلاثة أشياء رغبة أو رهبة أو تعظيم والرغبة رغبتان رغبة في المجاورة ورغبة في المعاينة وان
شئت قلت رغبة فيما عنده ورغبة فيه والرهبة رهبتان رهبة من العذاب ورهبة من الحجاب والتعظيم افراده عنك
وجمعك به . والاخلاق على ثلاثة أنواع خلق متعد وخلق غير متعد وخلق مشترك . فالمتعدي على قسمين متعد
بمنفعة كالجود والفتوة ومتعد بدفع مضرة كالعفو والصفح واحتمال الاذى مع القدرة على الجزاء والتمكن منه وغير
المتعدي كالورع والزهد والتوكل . وأما المشترك فكالصبر على الاذى من الخلق وبسط الوجه . وأما الحقائق فعلى
أربعة حقائق ترجع الى الذات المقدسة وحقائق ترجع الى الصفات المنزهة وهي النسب وحقائق ترجع الى الافعال وهي
كن وأخواتها وحقائق ترجع الى المفعولات وهي الاكوان والمكونات وهذه الحقائق الكونية على ثلاث مراتب
علوية وهي المعقولات وسفلية وهي المحسوسات وبرزخية وهي المخيلات . فاما الحقائق الذاتية فكل مشهد يقيمك
الحق فيه من غير تشبيه ولا تكييف لا تسعه العبارة ولا تومي اليه الاشارة . وأما الحقائق الصفاتية فكل مشهد يقيمك
الحق فيه تطلع منه على معرفة كونه سبحانه عالما قادرا مريدا حيا الى غير ذلك من الاسماء والصفات المختلفة والمتقابلة
والمتماثلة . وأما الحقائق الكونية فكل مشهد يقيمك الحق فيه تطلع منه على معرفة الارواح والبسائط والمركبات

www.maktabah.org

والاتصال والانفصال . ومنها التدانى الفعلية فكل مشهد يقيمك فيه تطلع منه على معرفة كون وأماكن
بضرب خاص لكون العبد لا فعل له ولا أثر لقدرته الحادثة الموصوف بها . وجميع ما ذكرناه يسمى
الحال والمقامات فالمقام منها كل صفة يجب الرسوخ فيها ولا يصح التنقل عنها كالتوبة . والحال منها كل صفة
يكون فيها في وقت دون وقت كالسكر والمحو والغيبة والرضى أو يكون وجودها مشروطا بشرط فتنعدم لعدم شرطها
كالصبر مع البلاء والشكر مع النعماء وهذه الامور على قسمين . قسم كماله في ظاهر الانسان وباطنه كالورع والتوبة
وقسم كماله في باطن الانسان ثم يتبعه الظاهر فلا بأس كالزهد والتوكل وليس ثم في طريق الله تعالى مقام يكون في
الظاهر دون الباطن . ثم ان هذه المقامات منها ما يتصف به الانسان في الدنيا والآخرة كالمشاهدة والجلال والجمال
الانس والهيبة والبسط ومنها ما يتصف به العبد الى حين موته الى القيامة الى أول قدم يضعه في الجنة ويزول عنه
الخوف والقبض والحزن والرجاء ومنها ما يتصف به العبد الى حين موته كالزهد والتوبة والورع والمجاهدة والرياضة
التي هي على طريق القربة ومنها ما يزول لزوال شرطه ويرجع لرجوع شرطه كالصبر والشكر والورع
وفقنا الله وإياك قد بينت لك الطريق ومراتب المنازل ظاهر المعاني والحقائق على غاية الايجاز والبيان والامر فيها
ان سلكت وصلت والله سبحانه يرشدنا وإياك

فصل ومدار العلم الذي يختص به أهل الله تعالى على سبع مسائل من عرفها لم يعتص عليه شيء من علم الحقائق
معرفة أسماء الله تعالى ومعرفة التجليات ومعرفة خطاب الحق عباده بلسان الشرع ومعرفة كمال الوجود ونقصه
ومعرفة الانسان من جهة حقائقه ومعرفة الكشف الخيالي ومعرفة العلل والادوية وذكرنا هذه المسائل
من هذا الكتاب فلتنظر هنالك ان شاء الله ﴿تتمة﴾ ثم نرجع الى السبب الذي لاجله نعت المتأخر
من النظر من جهة علم الكلام فمن ذلك ان الله بلا خلاف بين كافة
اعتقادهم سليمة وانهم مسلمون مع انهم لم يطالعوا شيئا من علم الكلام ولا عرفوا مذاهب الخصوم
على الفطرة السليمة دلالة بتلقين الوالد المربي وانهم من
والتي به الوارد بظاهر القرآن الذي هم فيه بحمد الله على صحة وصواب ما لم يتصرق
برهان فالى صنف منهم الى التأويل خرج عن حكم العامة والتحق بصنف ما من أصناف أهل النظر في التأويل
لي سبب تأويله وعليه يلقى الله تعالى فاما مصيب واما مخطئ بالنظر الى ما يناقض ظاهر ما جاء به الشرع فالعامة بحمد الله
سليمة عقائدهم لانهم تلقوها كما ذكرناه من ظاهر الكتاب العزيز التلقي الذي يجب القطع به وذلك أن التواتر
من الطرق الموصلة الى العلم وليس الغرض من العلم الا القطع على المعلوم انه على حد ما علمناه من غير ريب. ولا شك
القرآن العزيز قد ثبت عندنا بالتواتر انه جاء به شخص ادعى انه رسول من عند الله تعالى وانه جاء بما يدل على صدقه
وهو هذا القرآن وانه ما استطاع أحد على معارضته أصلا فقد صح عندنا بالتواتر انه رسول الله الينا وانه جاء بهذا
القرآن الذي بين أيدينا اليوم وأخبر أنه كلام الله وثبت هذا كله عندنا تواترا فقد ثبت العلم به انه النبأ الحق
فأصل والادلة سمعية وعقلية واذا حكما على أمر بحكم ما فلا شك فيه انه على ذلك الحكم . واذا كان الامر
ما قلناه فيأخذ المتأهب عقيدته من القرآن العزيز وهو بمنزلة الدليل العقلي في الدلالة اذ هو الصدق الذي لا يأتيه
الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد . فلا يحتاج المتأهب مع ثبوت هذا الاصل الى أدلة العقول اذ
قد حصل الدليل القاطع الذي عليه السيف معلق . والاصفاق عليه محقق عنده قالت اليهود لمحمد صلى الله عليه وسلم
انسب لنا ربك فانزل الله تعالى عليه سورة الاخلاص ولم يقم لهم من أدلة النظر دليلا واحدا فقال قل هو الله فاثبت
الوجود ثم قال أحد فنفى العدد وأثبت الأحدية لله سبحانه الله الصمد فنفى الجسم لم يلد ولم يولد فنفى الوالد والولد ولم يكن له كفوا
أحد فنفى الصاحبة كما نفى الشريك بقوله لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا فيطالب صاحب الدليل العقلي البرهان على
هذه المعاني بالعقل وقد دل على هذه اللفظة فياليت شعري هذا الذي يطلب يعرف الله من جهة الدليل ويكفر من

www.maktabah.org

لا ينظر كيف كانت حالته وقد اطار فى حال الفار هل دعوه وسلم أم لا وهل يصلى بدعوة أو ثبت عنده أن محمدا رسول الله اليه أو ان الله موجود فان كان معتقدا لهذا كله فهذه حالة العوام فليتركهم على ما هم عليه ولا يكفر أحدا وان لم يكن معتقدا لهذا الاحتى ينظر ويقرأ علم الكلام ونعوذ بالله من هذا المذهب حيث تدعوه النظر الى الخروج عن الايمان وعلماء هذا العلم رضى الله عنهم ما وضعوه وصنفوا فيه ما صنفوه ليثبتوا فى أنفسهم العلم بالله وانما وضعوه ارداعا للخصوم الذين جحدوا الالهة أو الصفات أو بعض الصفات أو الرسالة أو رسالة محمد صلى الله عليه وسلم خاصة أو حدوث العالم أو الاعادة الى ذى الاجسام بعد الموت أو الحشر والنشر وما يتعلق بهذا الصنف وكانوا كافرين بالقرآن مكذبين به جاحدين له فطلب علماء الكلام اقامة الادلة عليهم على الطريقة التى زعموا انها أدتهم الى ابطال ما ادّعينا صحته خاصة حتى لا يشوشوا على العوام عقائدهم فمهما برز فى ميدان المجادلة بدعى برز له أشعرى أو من كان من أصحاب علم النظر ولم يقتصروا على السيف رغبة منهم وحرصا على ان يردّوا واحدا الى الايمان والانتظام فى سلك أمة محمد صلى الله عليه وسلم بالبرهان اذ الذى كان يأتى بالامر المعجز على صدق دعواه قد فقد وهو الرسول عليه السلام فالبرهان عندهم قائم مقام تلك المعجزة فى حق من عرف فان الراجع بالبرهان أصح اسلاما من الراجع بالسيف فان الخوف يمكن أن يحمله على النفاق وصاحب البرهان ليس كذلك • فلهذا رضى الله عنهم وضعوا علم الجوهر والعرض لا لغير و يكفى فى المصر منه واحد فاذا كان الشخص مؤمنا بالقرآن انه كلام الله قاطعا به فليأخذ عقيدته منه من غير تأويل ولا ميل فتنزه سبحانه نفسه ان يشبهه شئ من المخلوقات أو يشبه شيأ بقوله تعالى ليس كمثله شئ وهو السميع البصير وسبحان ربك رب العزة عما يصفون • وأثبت رؤيته فى الدار الآخرة بظاهر قوله وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وكلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وانتفت الاحاطة بدركه بقوله لا تدركه الابصار وثبت كونه قادرا بقوله وهو على كل شئ قدير وثبت كونه عالما بقوله أحاط بكل شئ علما وثبت كونه مريدا بقوله فعال لما يريد وثبت كونه سميعا بقوله لقد سمع الله وثبت كونه بصيرا بقوله ألم يعلم بأن الله يرى وثبت كونه متكلما بقوله وكلم الله موسى تكليما وثبت كونه حيا بقوله الله لا اله الا هو الحى القيوم وثبت ارسال الرسل بقوله وما أرسلنا من قبلك الا رجالا يوحى اليهم وثبت رسالة محمد صلى الله عليه وسلم بقوله تعالى محمد رسول الله وثبت انه آخر الانبياء بقوله وخاتم النبيين وثبت ان كل ما سواه خلق له بقوله الله خالق كل شئ وثبت خلق الجن والانس بقوله وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وثبت حشر الاجساد بقوله منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى الى أمثال هذا مما تحتاج اليه العقائد من الحشر والنشر والقضاء والقدر والجنة والنار والقبر والميزان والحوض والصراط والحساب والصحف وكل ما لا بد للمعتقد أن يعتقده قال تعالى ما فرطنا فى الكتاب من شئ وأثبت ان القرآن معجزته عليه السلام بطلب معارضته والعجز عن ذلك فى قوله قل فأتوا بسورة من مثله ثم قطع أن المعارضة لا تكون أبدا بقوله قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا وأخبر بعجز من أراد معارضته واقراره بان الامر عظيم فيه فقال انه فكر وقدر الى قوله ان هذا الا سحر يؤثر ففى القرآن العزيز للعاقل غنية كبيرة ولصاحب الداء العضال دواء وشفاء كما قال وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ومقنع شاف لمن عزم على طريق النجاة ورغب فى سموّ الدرجات وترك العلوم التى تورد عليها الشبه والشكوك فيضيع الوقت ويخاف المقت اذ المنتحل لتلك الطريقة قلما ينجو من التشغيب أو يشتغل برياضة نفسه وتهذيبها فانه مستغرق الاوقات فى ارداع الخصوم الذين لم يوجد لهم عين ودفع شبه يمكن ان وقعت للخصم ويمكن ان لم تقع فقد تقع وقد لا تقع واذا وقعت فسيف الشريعة أردع وأقطع • أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله حتى يؤمنوا بى وبما جئت به هذا قوله صلى الله عليه وسلم ولم يقل فمن جادلتهم اذا حضروا انما هو الجهاد والسيف ان عاند فيما قيل له فكيف نخصم متوهما ينقطع الزمان بمجادلته وما رأينا له عينا ولا قال لنا شيأ وانما نحن مع ما وقع لنا فى نفوسنا وتخيل أنا مع غيرنا ومع هذا فاتهم رضى الله عنهم اجتهدوا وخيرا قصدوا وان كان الذى تركوا أوجب عليهم من الذى شغلوا نفوسهم به والله ينفع الكل بقصده ولولا التطويل لتكلمت على مقامات العلوم ومراتبها وان علم

www.maktabah.org

الكلام مع شرفه لا يحتاج اليه أكثر الناس بل شخص واحد يكفي منه في البلد مثل الطبيب والفقهاء العلماء بفروع الدين ليسوا كذلك بل الناس محتاجون الى الكثرة من علماء الشريعة وفي الشريعة بحمد الله الغنية والكفاية ولومات الانسان وهو لا يعرف اصطلاح القائلين بعلم النظر مثل الجوهر والعرض والجسم والجسماني والروح والروحاني لم يسأله الله تعالى عن ذلك وانما يسأل الله الناس عما أوجب عليهم من التكاليف خاصة والله رزقنا الحياء منه (فصل) يتضمن ما ينبغي أن يعتقد في العموم وهي عقيدة أهل الاسلام مسلمة من غير نظر الى دليل ولا الى برهان فيا اخوتي المؤمنين ختم الله لنا ولكم بالحسنى لما سمعت قوله تعالى عن نبيه هود عليه السلام حين قال لقومه المكذبين به وبرسالته اني أشهد الله واشهدوا اني بريء مما تشركون فاشهد عليه السلام قومه مع كونهم مكذبين به على نفسه بالبراءة من الشرك بالله والاقرار باحديته لما علم عليه السلام ان الله سبحانه سيوقف عباده بين يديه ويسألهم عما هو عالم به لاقامة الحجة لهم أو عليهم حتى يؤدي كل شاهد شهادته + وقد ورد أن المؤذن يشهد له مدى صوته من رطب ويابس وكل من سمعه ولهذا يدبر الشيطان عند الاذان وله حصاص وفي رواية وله ضراط وذلك حتى لا يسمع نداء المؤذن بالشهادة فيلزمه أن يشهد له فيكون بتلك الشهادة له من جملة من يسعى في سعادة المشهود له وهو عدو محض ليس له الينا خير ألبتة لعنه الله واذا كان العدو لا بد أن يشهد لك بما أشهدته به على نفسك فأحرى أن يشهد لك وليك وحبيبك ومن هو على دينك وملتك وأحرى أن تشهده أنت في الدار الدنيا على نفسك بالوحدانية والايمان

— فيا اخوتي ويا أحبابي رضي الله عنكم أشهدكم عبد ضعيف مسكين فقير الى الله تعالى في كل لحظة وطرفة وهو مؤلف هذا الكتاب ومنشئه أشهدكم على نفسه بعد أن أشهد الله تعالى وملائكته ومن حضره من المؤمنين وسمعه أنه يشهد قولا وعقدا ان الله تعالى اله واحد لا ثاني له في ألوهيته منزه عن الصاحبة والولد مالك لا شريك له ملك لا وزير له صانع لا مدبر معه موجود بذاته من غير افتقار الى موجد يوجده بل كل موجود سواه مفتقر اليه تعالى في وجوده فالعالم كله موجود به وهو وحده متصف بالوجود لنفسه لا افتتاح لوجوده ولا نهاية لبقائه بل وجود مطلق غير مقيد قائم بنفسه ليس بجوهر متحيز فيقدر له المكان ولا بعرض فيستحيل عليه البقاء ولا بجسم فتكون له الجهة والتلقاء مقدس عن الجهات والاقطار مرئي بالقلوب والابصار اذا شاء استوى على عرشه كما قاله وعلى المعنى الذي أراده كما ان العرش وما سواه به استوى وله الآخرة والاولى ليس له مثل معقول ولا دلت عليه العقول لا يحده زمان ولا يقله مكان بل كان ولا مكان + وهو على ما عليه كان خلق المتمكن والمكان وأنشأ الزمان وقال أنا الواحد الحي لا يؤوده حفظ المخلوقات ° ولا ترجع اليه صفة لم يكن عليها من صنعة المصنوعات تعالى أن تحله الحوادث أو يحلها أو تكون بعده أو يكون قبلها بل يقال كان ولا شيء معه فان القبل والبعد من صيغ الزمان الذي أبدعه فهو القيوم الذي لا ينام والقهار الذي لا يرام ليس كمثله شيء خلق العرش وجعله حد الاستواء وأنشأ الكرسي وأوسعه الارض والسموات العلى اخترع اللوح والقلم الاعلى وأجراه كاتبا بعلمه في خلقه الى يوم الفصل والقضاء أبدع العالم كله على غير مثال سبق وخلق الخلق وأخلق الذي خلق أنزل الارواح في الاشباح امناء وجعل هذه الاشباح المنزلة اليها الارواح في الارض خلفاء وسخر لنا ما في السموات وما في الارض جميعا منه فلا تتحرك ذرة الا اليه وعنه خلق الكل من غير حاجة اليه ولا موجب أوجب ذلك عليه لكن علمه سبق بأن يخلق ما خلق فهو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو على كل شيء قدير أحاط بكل شيء علما وأحصى كل شيء عددا يعلم السر وأخفى يعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور كيف لا يعلم شيأ هو خلقه ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير علم الاشياء منها قبل وجودها ثم أوجدها على حد ما علمها فلم يزل عالما بالاشياء لم يتجدد له علم عند تجدد الانشاء بعلمه أتقن الاشياء وأحكمها وبه حكم عليها من شاء وحكمها علم الكليات على الاطلاق كما علم الجزئيات باجماع من أهل النظر الصحيح واتفاق فهو عالم الغيب والشهادة فتعالى الله عما يشركون فعال لما يريد فهو المريد الكائنات في عالم الارض والسموات لم تتعلق قدرته بشيء حتى أراده كما انه لم يرده حتى علمه اذ يستحيل في العقل

www.maktabah.org

أن يريد ما لا يعلم أو يفعل المختار المتمكن من ترك ذلك الفعل ما لا يريد كما يستحيل أن توجد نسب هذه الحقائق في غيرهِ كما يستحيل أن تقوم الصفات بغير ذات موصوفة بها فما في الوجود طاعة ولا عصيان ولا ربح ولا خسران ولا عبد ولا حر ولا برد ولا حر ولا حياة ولا موت ولا حصول ولا فوت ولا نهار ولا ليل ولا اعتدال ولا ميل ولا بر ولا بحر ولا شفع ولا وتر ولا جوهر ولا عرض ولا صحة ولا مرض ولا فرح ولا ترح ولا روح ولا شبح ولا ظلام ولا ضياء ولا أرض ولا سماء ولا تركيب ولا تحليل ولا كثير ولا قليل ولا غداة ولا أصيل ولا بياض ولا سواد ولا رقاد ولا سهاد ولا ظاهر ولا باطن ولا متحرك ولا ساكن ولا يابس ولا رطب ولا قشر ولا لب ولا شيء من هذه النسب المتضادات منها والمختلفات والمتماثلات الا وهو مراد للحق تعالى وكيف لا يكون مراداً له وهو أوجده فكيف يوجد المختار ما لا يريد لا راد لأمره ولا معقب لحكمه يؤتي الملك من يشاء وينزع الملك ممن يشاء ويعز من يشاء ويذل من يشاء ويضل من يشاء ويهدي من يشاء ما شاء كان وما لم يشأ أن يكن لم يكن لو اجتمع الخلائق كلهم على أن يريدوا شيئاً لم يرد الله تعالى أن يريدوه ما أرادوه أو يفعلوا شيئاً لم يرد الله تعالى ايجاده وأرادوه عندما أراد منهم أن يريدوه ما فعلوه ولا استطاعوا على ذلك ولا أقدرهم عليه فالكفر والايمان والطاعة والعصيان من مشيئته وحكمه وارادته ولم يزل سبحانه موصوفاً بهذه الارادة أزلا والعالم معدوم غير موجود وان كان ثابتاً في العلم في عينه ثم أوجد العالم من غير تفكر ولا تدبر عن جهل أو عدم علم فيعطيه التفكر والتدبر علم ما جهل جل وعلا عن ذلك بل أوجده عن العلم السابق وتعيين الارادة المنزهة الازلية القاضية على العالم بما أوجده عليه من زمان ومكان وأكوان وألوان فلا مريد في الوجود على الحقيقة سواه اذ هو القائل سبحانه وما تشاؤن الا أن يشاء الله وانه سبحانه كما علم فأحكم وأراد فخصص وقدر فأوجد كذلك سمع ورأى ما تحرك أو سكن أو نطق في الورى من العالم الاسفل والاعلى لا يحجب سمعه البعد فهو القريب ولا يحجب بصره القرب فهو البعيد يسمع كلام النفس في النفس وصوت المماسة الخفية عند اللمس ويرى السواد في الظلماء والماء في الماء لا يحجبه الامتزاج ولا الظلمات ولا النور وهو السميع البصير تكلم سبحانه لا عن صمت متقدم ولا سكوت متوهم بكلام قديم أزلي كسائر صفاته من علمه وارادته وقدرته كلم به موسى عليه السلام سماه التنزيل والزبور والتوراة والانجيل من غير حروف ولا أصوات ولا نغم ولا لغات بل هو خالق الاصوات والحروف واللغات فكلامه سبحانه من غير لهاة ولا لسان كما أن سمعه من غير أصمخة ولا آذان كما أن بصره من غير حدقة ولا أجفان كما أن ارادته في غير قلب ولا جنان كما أن علمه من غير اضطرار ولا نظر في برهان كما أن حياته من غير بخار تجويف قلب حدث عن امتزاج الاركان كما أن ذاته لا تقبل الزيادة والنقصان فسبحانه سبحانه من بعيد دان عظيم السلطان عميم الاحسان جسيم الامتنان كل ما سواه فهو عن جوده فائض وفضله وعدله الباسط له والقابض أكمل صنع العالم وأبدعه حين أوجده واخترعه لا شريك له في ملكه ولا مدبر معه في ملكه ان أنعم فنعم فذلك فضله وان أبلى فعذب فذلك عدله لم يتصرف في ملك غيره فينسب إلى الجور والحيف ولا يتوجه عليه لسواه حكم فيتصف بالجزع لذلك والخوف كل ما سواه تحت سلطان قهره ومتصرف عن ارادته وأمره فهو الملهم نفوس المكلفين التقوى والفجور وهو المتجاوز عن سيئات من شاء والآخذ بها من شاء هنا وفي يوم النشور لا يحكم عدله في فضله ولا فضله في عدله اخرج العالم قبضتين وأوجد لهم منزلتين فقال هؤلاء للجنة ولا أبالي وهؤلاء للنار ولا أبالي ولم يعترض عليه معترض هناك اذ لا موجود كان ثم سواه فالكل تحت تصريف أسمائه فقبضة تحت أسماء بلائه وقبضة تحت أسماء آلائه ولو أراد سبحانه أن يكون العالم كله سعيداً لكان أو شقياً لما كان من ذلك في شان لكنه سبحانه لم يرد فكان كما أراد فمنهم الشقي والسعيد هنا وفي يوم المعاد فلا سبيل الى تبديل ما حكم عليه القديم وقد قال تعالى في الصلاة هي خمس وهي خمسون ما يبدل القول لدي وما أنا بظلام للعبيد لتصرفي في ملكي وانفاذ مشيئتي في ملكي وذلك لحقيقة عميت عنها الابصار والبصائر ولم تعثر عليها الافكار ولا الضمائر الا بوهب الاهي وجود رحماني

www.maktabah.org

لمن اعتنى الله به من عباده وسبق له ذلك بحضرة الشهادة فعلم حين أعلم ان الالوهة أعطت هذا التقسيم وانه من رقائق القديم فسبحان من لافاعل سواه ولا موجود لنفسه الا اياه والله خلقكم وما تعملون ولا يسئل عما يفعل وهم يسئلون فلله الحجة البالغة فلو شاء لهداكم أجمعين/ الشهادة الثانية وكما أشهدت الله وملائكته وجميع خلقه واياكم على نفسي بتوحيده فكذلك أشهده سبحانه وملائكته وجميع خلقه واياكم على نفسي بالايمان بمن اصطفاه واختاره واجتباه من وجوده ذلك سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم الذى أرسله الى جميع الناس كافة بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا فبلغ صلى الله عليه وسلم ما أنزل من ربه اليه وأدى أمانته ونصح أمته ووقف في حجة الوداع على كل من حضر من أتباعه فخطب وذكر وخوف وحذر وبشر وأنذر ووعد وأوعد وأمطر وأرعد وما خص بذلك التذكير أحدا من أحد عن اذن الواحد الصمد ثم قال ألا هل بلغت فقالوا بلغت يارسول الله فقال صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد .وانى مؤمن بكل ما جاء به صلى الله عليه وسلم مما علمت ومالم أعلم فمما جاء به فقرر أن الموت عن أجل مسمى عند الله اذا جاء لا يؤخر فانا مؤمن بهذا ايمانا لاريب فيه ولا شك كما آمنت وأقررت ان سؤال فتانى القبر حق وعذاب القبر حق وبعث الاجساد من القبور حق والعرض على الله تعالى حق والحوض حق والميزان حق وتطاير الصحف حق والصراط حق والجنة حق والنار حق وفريقا في الجنة وفريقا في النار حق وكرب ذلك اليوم حق على طائفة وطائفة أخرى لا يحزنهم الفزع الاكبر وشفاعة الملائكة والنبيين والمؤمنين واخراج أرحم الراحمين بعد الشفاعة من النار من شاء حق وجماعة من أهل الكبائر المؤمنين يدخلون جهنم ثم يخرجون منها بالشفاعة والامتنان حق والتأبيد للمؤمنين والموحدين في النعيم المقيم في الجنان حق والتأبيد لاهل النار في النار حق وكل ما جاءت به الكتب والرسل من عند الله علم أوجهل حق فهذه شهادتي على نفسي أمانة عند كل من وصلت اليه أن يؤديها اذا استلها حيثما كان نفعنا الله واياكم بهذا الايمان وثبتنا عليه عند الانتقال من هذه الدار الى الدار الحيوان وأحلنا منها دار الكرامة والرضوان وحال بيننا وبين دار سرابيلها من القطران وجعلنا من العصابة التى أخذت الكتب بالايمان وممن انقلب من الحوض وهو ريان وثقل له الميزان وثبتت له على الصراط القدمان انه المنعم المحسان فالحمد لله الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق

﴿فهذه عقيدة العوام من أهل الاسلام أهل التقليد وأهل النظر ملخصة مختصرة﴾

ثم أتلوها ان شاء الله بعقيدة الناشئة الشادية ضمنتها اختصار الاقتصاد بأوجز عبارة نبهت فيها على مآخذ الادلة لهذه الملة مسجعة الالفاظ وسميتها برسالة المعلوم من عقائد أهل الرسوم ليسهل على الطالب حفظها ثم أتلوها بعقيدة خواص أهل الله من أهل طريق الله من المحققين أهل الكشف والوجود وجودتها أيضا في جزء آخر سميته المعرفة وبه انتهت مقدمة الكتاب وأما التصريح بعقيدة الخلاصة فما أفردتها على التعيين لما فيها من الغموض لكن جئت بها مبددة في أبواب هذا الكتاب مستوفاة مبينة لكنها كما ذكرنا متفرقة فمن رزقه الله الفهم فيها يعرف أمرها ويميزها من غيرها فانه العلم الحق والقول الصدق وليس وراءها مرمى ويستوى فيها البصير والاعمى تلحق الاباعد بالادانى وتلحم الاسافل بالاعالى والله الموفق لارب غيره

﴿وصل الناشئ والشادى في العقائد﴾

قال الشادى اجتمع أربعة نفر من العلماء في قبة أرين تحت خط الاستواء الواحد مغربى والثانى مشرقى والثالث شامى والرابع يمنى فتجاروا في العلوم والفرق بين الاسماء والرسوم فقال كل واحد منهم لصاحبه لا خير في علم لا يعطى صاحبه سعادة الابد ولا يقدس حامله عن تأثير الامد فلنبحث في هذه العلوم التى بين أيدينا عن العلم الذى هو أعز ما يطلب وأفضل ما يكتسب وأسنى ما تدخر وأعظم ما به يفتخر فقال المغربى عندى من هذا العلم العلم بالحال القائم ، وقال المشرقى عندى منه العلم بالحامل المحمول اللازم وقال الشامى عندى من هذا العلم علم الابداع والتركيب وقال اليمنى عندى من هذا العلم علم التلخيص والترتيب ثم قالوا ليظهر كل واحد منا ما وعاه وليكشف عن حقيقة ادعاه

www.maktabah.org

فصل

﴿الفصل الاوّل فى معرفة الحامل القائم باللسان الغربى﴾ قام الامام المغربى وقال لى التقدّم من أجل مرتبة علمى فالحكم فى الاوّليات حكمى فقال له الحاضرون تكلم وأوجز وكن البليغ المعجز ١ فقال اعلموا انه مالم يكن ثم كان واستوت فى حقه الازمان ان المكوّن لازمه فى الآن ٢ ثم قال كل مالا يستغنى عن أمر ما فحكمه حكم ذلك الامر ولكن اذا كان من عالم الخلق والامر فليصرف الطالب النظر اليه وليعوّل الباحث عليه ٣ ثم قال من كان الوجود يلزمه فانه يستحيل عدمه والكائن ولم يكن يستحيل قدمه ولو لم يستحل عليه العدم لصحبه المقابل فى القدم فان كان المقابل لم يكن فالعجز فى المقابل مستكن وان كان كان يستحيل على هذا الآخر كان ومحال ان يزول بذاته لصحة الشرط واحكام الربط ٤ ثم قال وكل ما ظهر عينه ولم يوجب حكما فكونه ظاهرا محال فانه لا يفيد علما ٥ ثم قال ومن المحال عليه تعمير المواطن لان رحلته فى الزمن الثانى من زمان وجوده لنفسه وليس بقاطن ولو جاز أن ينتقل لقام بنفسه واستغنى عن المحل ولا يعدمه ضد لاتصافه بالفقد ولا الفاعل فان قولك فعل لاشئ لا يقول به عاقل ٦ ثم قال من توقف وجوده على فناء شئ فلا وجود له حتى يفنى فان وجد فقد فنى ذلك الشئ المتوقف عليه وحصل المعنى من تقدّمه شئ فقد انحصر دونه وتقيد ولزمه هذا الوصف ولو تأبد فقد ثبت العين بلا مين ٧ ثم قال ولو كان حكم المسند اليه حكم المسند لما تناهى العدد ولا صح وجود من وجد ٨ ثم قال ولو كان ما أثبتناه يخلى ويملى لكان يبلى ولا يبلى ٩ ثم قال ولو كان يقبل التركيب لتحلل أو التأليف اضمحل واذا وقع التماثل سقط التفاضل ١٠ ثم قال ولو كان يستدعى وجوده سواه ليقوم به لم يكن ذلك السوى مستندا اليه وقد صح اليه استناده فباطل ان يتوفق عليه وجوده وقد قيد ايجاده ثم انه يحف الوصف محال فلا سبيل الى هذا العقد بحال ١١ ثم قال الكرة وان كانت فنيه فليست ذات ناحية اذا كانت الجهات الىّ فحكمها علىّ وأنا منها خارج عنها وقد كان ولا أنا ففيم التشغيب والعنا ١٢ ثم قال كل من استوطن موطنا جازت عنه رحلته وثبتت نقلته من حاذى بذاته شيأ فان التثليث يحده ويقدره وهذا يناقض ما كان العقل من قبل يقرّره ١٣ ثم قال لو كان لا يوجد شئ الا عن مستقلين اتفاقا واختلافا لم رأينا فى الوجود افتراقا وتلافا والمقدر حكمه حكم الواقع فاذن التقدير هنا المنازع ليس بنافع ١٤ ثم قال اذا وجد الشئ فى عينه جاز أن يراه ذو العين بعينه المقيدة بوجهه الظاهر وجفنه وما ثم علة توجب الرؤية فى مذهب أكثر الاشعريه الا الوجود بالبنية وغير البنيه ولا بدّ من البنيه ولو كانت الرؤية تؤثر فى المرئى لاحلناها فقد بانت المطالب بأدلتها كما ذكرناها ثم صلى وسلم بعد ما حمد وقعد فشكره الحاضرون على ايجازه فى العبارة واستيفائه المعانى فى دقيق الاشارة

﴿الفصل الثانى فى معرفة الحامل المحمول اللازم باللسان المشرقى﴾ ١٥ ثم قام المشرقى وقال تكوين الشئ من الشئ ميل وتكوينه لا من شئ اقتدار الازل ومن لم يمتنع عنك فقدرتك نافذة فيه ولم تزل ١٦ ثم قال ايجاد أحكام فى محكم يثبت بحكمه وجود علم المحكم ١٧ ثم قال والحياة فى العالم شرط لازم ووصف قائم ١٨ ثم قال الشئ اذا قبل التقدم والتاخر فلا بد من مخصص أوقوع الاختصاص وهو عين الاراده فى حكم العقل والعاده ١٩ ثم قال ولو أراد المريد عالم يكن لكان مالم يكن مرادا عالم يكن ٢٠ ثم قال من المحال أن توجب المعانى أحكامها فى غير من قامت به فانتبه ٢١ ثم قال من تحدث فى نفسه بما مضى فذلك المحدث ليس بارادة به حكم الدليل على الكلام وقضى ٢٢ ثم قال القديم لا يقبل الطارئ بلا تمار ولو أحدث فى نفسه ما ليس منها لكان بعدم تلك الصفة ناقصا عنها ومن ثبت كماله بالعقل

---

(١) باب الحادث له سبب (٢) باب حكم مالا يخلو عن الحوادث (٣) باب اثبات البقاء واستحالة عدم القديم
(٤) باب الكمون والظهور (٥) باب ابطال انتقال العرض وعدمه لنفسه (٦) باب ابطال حوادث لا أول لها
(٧) باب القدم (٨) باب ليس بجوهر (٩) باب ليس بجسم (١٠) باب ليس بعرض (١١) باب نفى الجهات
(١٢) باب الاستوا (١٣) باب الأحدية (١٤) باب فى الرؤية (١٥) باب القدرة (١٦) باب العلم (١٧) باب الحياة
(١٨) باب الارادة (١٩) باب الارادة ذاتية (٢٠) باب ارادة لا فى محل (٢١) باب الكلام (٢٢) باب قدم العالم

www.maktabah.org

والنص فلا ينسب اليه النقص ١ ثم قال اولم يبصرك ولم يسمعك لجهل كثير منك ونسبة الجهل اليه محال فلا سبيل الى نفى هاتين الصفتين عنه بحال ومن ارتكب القول بنفيهما ارتكب مخوفا لما يؤدى الى كونه مؤوفا ٢ ثم قال من ضرورة الحكم أن يوجبه معنى كما من ضرورة المعنى الذى لا يقوم بنفسه استدعاء مغنى فيا أيها المجادل كم ذا تنعنى ماداك الا تخوفك من العدد وهذا لا يبطل حقيقة الواحد والاحد ولو علمت ان العدد هو الاحد ما شرعت فى منازعة أحد فهذا قد أبنت عن الحامل المحمول العارض واللازم فى تقاسيم هذه العالم ثم قعد

﴿الفصل الثالث فى معرفة الابداع والتركيب باللسان الشامى﴾ ٣ ثم قام الشامى وقال اذا ثبت المحدثات وكان تعلق القدرة بها لمجرد الذات فبأى دليل يخرج منها بعض الممكنات ٤ ثم قال لما كانت الارادة تتعلق بمراد ما حقيقه ولم تكن القدرة الحادثة مثلها الاختلال فى الطريقه فذلك هو الكسب فكسب العبد وقدر الرب وتبين ذا بالحركة الاختيارية والرعدة الاضطرارية ٥ ثم قال القدرة من شرطها الايجاد اذا ساعدها العلم والارادة فاياك والعاده كل ما أدى الى نقص الالوهة فهو مردود ومن جعل فى الوجود الحادث ما ليس بمراد الله فهو من المعرفة مطرود وباب التوحيد فى وجهه مسدود وقد يراد الامر ولا يراد المأمور به وهو الصحيح وهذا غاية التصريح ٦ ثم قال من أوجب على الله أمرا فقد أوجب عليه حد الواجب وذلك على الله محال فى صحيح المذاهب ومن قال بالوجوب لسبق العلم فقد خرج عن الحكم المعروف عند العلماء فى الواجب وهو صحيح الحكم ٧ ثم قال تكليف ما لا يطاق جائز عقلا وقد عاينا ذلك مشاهدة ونقلا ٨ ثم قال من لم يخرج شئ على الحقيقة عن ملكه فلا يتصف بالجور والظلم فيما يجريه من حكمه فى ملكه ٩ ثم قال من هو مختار فلا يجب عليه رعاية الاصلح وقد ثبت ذلك وصح التقبيح والتحسين بالشرع والغرض ومن قال ان الحسن والقبح لذات الحسن والقبيح فهو صاحب جهل عرض ١٠ ثم قال اذا كان وجوب معرفة الله وغير ذلك من شرطه ارتباط الضرر بتركه فى المستقبل فلا يصح الوجوب بالعقل لانه لا يعقل ١١ ثم قال اذا كان العقل يستقل بنفسه فى أمر وفى أمر لا يستقل فلا بد من موصل اليه مستقل فلم تستحل بعثة الرسل وانهم أعلم الخلق بالغايات والسبل ١٢ ثم قال لو جاز أن يجىء الكاذب بما جاء به الصادق لانقلبت الحقائق ولتبدلت القدرة بالعجز ولاستند الكذب الى حضرة العز وهذا كله محال وغاية الضلال بمثابة الواحد الاول يثبت الثانى فى جميع الوجوه والمعانى

﴿الفصل الرابع فى معرفة التخليص والترتيب باللسان اليمنى﴾ ١٣ ثم قام اليمنى وقال من أفسد شيأ بعد ما أنشأه جاز أن يعيده كما بدأه ١٤ ثم قال اذا قامت اللطيفة الروحانية بجزء ما من الانسان فقد صح عليه اسم الحيوان النائم يرى ما لا يراه اليقظان وهو الى جانبه لاختلاف مذاهبه من قامت به الحياة جازت عليه اللذة والالم فذلك لا تلتزم ١٥ ثم قال البدل من الشئ يقوم مقامه ويوجب له أحكامه ١٦ ثم قال من قدر على امساك الطير فى الهواء وهى أجسام قدر على امساك جميع الاجرام ١٧ ثم قال قد كملت النشأة واجتمعت أطراف الدائرة قبل حلول الدائرة ١٨ ثم قال اقامة الدين هو المطلوب ولا يصح الا بالامام فاتخاذ الامام واجب فى كل زمان ١٩ ثم قال اذا تكاملت الشرائط صح العقد ولزم العالم الوفاء بالعهد وهى الذكورية والبلوغ والعقل والعلم والحرية والورع والنجدة والكفاية ونسب قريش وسلامة حاسة السمع والبصر وبهذا قال بعض أهل العلم والنظر ٢٠ ثم قال اذا تعارض

---

(١) باب السمع والبصر (٢) باب اثبات الصفات (٣) باب العالم خلق الله (٤) باب الكسب (٥) باب الكسب مراد الله (٦) باب لا يجب خلق العالم (٧) باب تكليف ما لا يطاق (٨) باب ايلام البرىء ليس بظلم فى حق الله (٩) باب الحسن والقبح (١٠) باب وجوب معرفة الله (١١) باب بعث الرسل (١٢) باب اثبات رسالة رسول بعينه (١٣) باب الاعادة (١٤) باب سؤال القبر وعذابه (١٥) باب الميزان (١٦) باب الصراط (١٧) باب خلق الجنة والنار (١٨) باب وجوب الامامة (١٩) باب شروط الامامة (٢٠) باب اذا تعارض امامان

www.maktaban.org

امامان فالعقد للاكثر اتباعه واذا تعذر خلع امام ناقص لتحقق وقوع فساد شامل فابقاء العقد له واجب ولا يجوز اردائه قال الشادى فوفى كل واحد من الاربعة ما اشترط وانتظم الوجود وارتبط

﴿وصل في اعتقاد أهل الاختصاص من أهل الله بين نظر وكشف﴾

الحمد لله محير العقول في نتائج الهمم وصلى الله على محمد وعلى آله وسلم ﴿مسئلة﴾ أما بعد فان للعقول حدا تقف عنده من حيث ما هي مفكرة لا من حيث ما هي قابلة فنقول في الامر الذي يستحيل عقلا قد لا يستحيل نسبة الهية كما نقول فيما يجوز عقلا قد يستحيل نسبة الهية ﴿مسئلة﴾ أية مناسبة بين الحق الواجب الوجود بذاته وبين الممكن وان كان واجبا به عند من يقول بذلك لاقتضاء الذات أو لاقتضاء العلم وما أخذها الفكرية انما تقوم صحيحة من البراهين الوجودية ولا بد بين الدليل والمدلول والبرهان والمبرهن عليه من وجه به يكون التعلق له نسبة الى الدليل ونسبة الى المدلول عليه بذلك الدليل ولولا ذلك الوجه ما وصل دال الى مدلول دليله أبدا فلا يصح أن يجتمع الخلق والحق في وجه أبدا من حيث الذات لكن من حيث ان هذه الذات منعوتة بالالوهة فهذا حكم آخر تستقل العقول بادراكه وكل ما يستقل العقل بادراكه عندنا يمكن أن يتقدم العلم به على شهوده وذات الحق تعالى بائنة عن هذا الحكم فان شهودها يتقدم على العلم بها بل تشهد ولا تعلم كما ان الالوهة تعلم ولا تشهد والذات تقابلها وكم من عاقل ممن يدعي العقل الرصين من العلماء النظار يقول انه حصل على معرفة الذات من حيث النظر الفكري وهو غالط في ذلك وذلك لانه متردد بفكره بين السلب والاثبات فالاثبات راجع اليه فانه ما ثبت للحق الا ما هو الناظر عليه من كونه عالما قادرا مريدا الى جميع الاسماء والسلب راجع الى العدم والنفي والنفي لا يكون صفة ذاتية لان الصفات الذاتية للموجودات انما هي ثبوتية فما حصل لهذا المفكر المتردد بين الاثبات والسلب من العلم بالله شئ ﴿مسئلة﴾ أنى للمقيد بمعرفة المطلق وذاته لا تقتضيه كيف يمكن أن يصل الممكن الى معرفة الواجب بالذات وما من وجه للممكن الا ويجوز عليه العدم والدثور والافتقار ولو جمع بين الواجب بذاته وبين الممكن وجه لجاز على الواجب ما جاز على الممكن من ذلك الوجه من الدثور والافتقار وهذا في حق الواجب محال فاثبات وجه جامع بين الواجب والممكن محال فان وجود الممكن تابعة له وهو في نفسه يجوز عليه العدم فتوابعه أحرى وأحق بهذا الحكم وثبت للممكن ما ثبت للواجب بالذات من ذلك الوجه الجامع وما ثم شئ ثبت للممكن من حيث ما هو ثابت للواجب بالذات فوجود وجه جامع بين الممكن والواجب بالذات محال ﴿مسئلة﴾ لكني أقول ان للالوهة أحكاما وان كانت حكما وفي صور هذه الاحكام يقع التجلي في الدار الآخرة حيث كان فانه قد اختلف في رؤية النبي عليه السلام ربه كما ذكر وقد جاء حديث النور الاعظم في رفرف الدر والياقوت وغير ذلك ﴿مسئلة﴾ أقول بالحكم الاراهى لكني لا أقول بالاختيار فان الخطاب بالاختيار الوارد انما ورد من حيث النظر الى الممكن مجرى عن علته وسببيته ﴿مسئلة﴾ فأقول بما أعطاه الكشف الاعتصامي ان الله كان ولا شئ معه الى هنا انتهى لفظه عليه السلام وما أتى بعده فهو مدرج فيه وهو قولهم وهو الآن على ما عليه كان يريدون في الحكم فالآن وكان أمران عائدان علينا اذ بنا ظهرا وأمثالهما وقد انتفت المناسبة والمقول عليه كان الله ولا شئ معه انما هو الالوهة لا الذات وكل حكم ثبت في باب العلم الالهي للذات انما هو للالوهة وهي أحكام نسب واضافات وسلوب فالكثرة في النسب لا في العين وهنا زلت أقدام من شرك بين من يقبل التشبيه وبين من لا يقبله عند كلامهم في الصفات واعتمدوا في ذلك على الامور الجامعة التي هي الدليل والحقيقة والعلة والشرط وحكموا بها غائبا وشاهدا فاما شاهدا فقد يسلم وأما غائبا فغير مسلم ﴿مسئلة﴾ بحر العماء برزخ بين الحق والخلق في هذا البحر اتصف الممكن بعالم وقادر وجميع الاسماء الالهية التي بأيدينا واتصف الحق بالتعجب والتبشبش والضحك والفرح والمعية وأكثر النعوت الكونية فرد ماله وخذ ما لك فله النزول ولنا المعراج ﴿مسئلة﴾ من أردت الوصول اليه لم تصل اليه الا به وبك لك من حيث طلبك وبه لانه موضع قصدك فالالوهة تطلب ذلك والذات لا تطلبه ﴿مسئلة﴾ المتوجه على ايجاد كل ما سوى الله تعالى هو الالوهة باحكامها ونسبها واضافاتها وهي التي استدعت الآثار من ... الالوهية قهر وقادر ... الاحياء وجودا وقوة وفعل الاعمال

www.maktubah.org

﴿مسألة﴾ النعت الخاص الاخص التي انفردت به الالوهة كونها قادرة اذ لا قدرة لممكن أصلا وانما له التمكن من قبول تعلق الاثر الالهي به ﴿مسألة﴾ الكسب تعلق ارادة الممكن بفعل ما دون غيره فيوجده الاقتدار الالهي عند هذا التعلق فسمى ذلك كسبا للممكن ﴿مسألة﴾ الجبر لا يصح عند المحقق لكونه ينافي صحة الفعل للعبد فان الجبر حمل الممكن على الفعل مع وجود الاباية من الممكن فالجماد ليس بمجبور لانه لا يتصور منه فعل ولا له عقل عادى فالممكن ليس بمجبور لانه لا يتصور منه فعل ولا له عقل محقق مع ظهور الآثار منه ﴿مسألة﴾ الالوهة تقتضى أن يكون في العالم بلاء وعافية فليس ازالة المنتقم من الوجود بأولى من ازالة الغافر وذى العفو والمنعم ولو بقى من الاسماء ما لا حكم له لكان معطلا والتعطيل في الالوهة محال فعدم أثر الاسماء محال ﴿مسألة﴾ المدرك والمدرك كل واحد منهما على ضربين مدرك يعلم وله قوة التخيل ومدرك يعلم وماله قوة التخيل والمدرك بفتح الراء على ضربين مدرك له صورة يعلمه بصورته من ليس له قوة التخيل ولا يتصوره ويعلمه ويتصوره من له قوة التخيل ومدرك ماله صورة يعلم فقط ﴿مسألة﴾ العلم ليس تصور المعلوم ولا هو المعنى الذى يتصور المعلوم فانه ما كل معلوم يتصور ولا كل عالم يتصور فان التصور للعالم انما هو من كونه متخيلا والصورة للمعلوم أن تكون على حالة يمسكها الخيال وثم معلومات لا يمسكها خيال أصلا فثبت انها لا صورة لها ﴿مسألة﴾ لو صح الفعل من الممكن لصح أن يكون قادرا ولا فعل له فلا قدرة له فاثبات قدرة للممكن دعوى بلا برهان وكلامنا في هذا الفصل مع الاشاعرة المثبتين لها مع نفى الفعل عنها ﴿مسألة﴾ لا يصدر عن الواحد من كل وجه الا واحد وهل ثم من هو على هذا الوصف أم لا في ذلك نظر للمنصف ألا ترى الاشاعرة ما جعلوا الايجاد للحق الا من كونه قادرا والاختصاص من كونه مريدا والاحكام من كونه عالما وكون الشئ مريدا ما هو عين كونه قادرا فليس قولهم بمدعى انه واحد من كل وجه صحيحا في التعلق العام وكيف وهم مثبتوا الصفات زائدة على الذات قائمة به تعالى وهكذا القائلون بالنسب والاضافات وكل فرقة من الفرق ما تخلصت لهم الوحدة من جميع الوجوه لانهم بين ملزم من مذهبه القول بعدمها وبين قائل بها فاثبات الوحدة انما ذلك في الالوهية أى لا اله الا هو وذلك صحيح مدلول عليه ﴿مسألة﴾ كون البارى عالما حيا قادرا الى سائر الصفات نسب واضافات له لا اعيان زائدة لما يؤدى الى نعتها بالنقص اذ الكامل بالزائد ناقص بالذات عن كماله بالزائد وهو كامل لذاته فالزائد بالذات على الذات محال وبالنسب والاضافة ليس بمحال وأما قول القائل لا هى هو ولا هى اغيار له فكلام في غاية البعد فانه قد دل صاحب هذا المذهب على اثبات الزائد وهو الغير بلا شك الا انه أنكر هذا الاطلاق لا غير ثم تحكم في الحد بأن قال الغيران هما اللذان يجوز مفارقة أحدهما الآخر مكانا وزمانا ووجودا وعدما وليس هذا بحد للغيرين عند جميع العلماء به ﴿مسألة﴾ لا يؤثر تعدد التعلقات من المتعلق في كونه واحدا في نفسه كما لا يؤثر تقسيم المتكلم به في أحدية الكلام ﴿مسألة﴾ الصفات الذاتية للموصوف بها وان تعددت فلا تدل على تعدد الموصوف في نفسه لكونها مجموع ذاته وان كانت معقولة في التمييز بعضها من بعض ﴿مسألة﴾ كل صورة في العالم عرض في الجوهر وهى التى يقع عليها الخلع والجوهر واحد والقسمة في الصورة لا في الجوهر ﴿مسألة﴾ قول القائل انما وجد عن المعلول الاول الكثرة وان كان واحدا لاعتبارات ثلاثة وجدت فيه وهى علته ونفسه وامكانه فنقول لهم ذلكم يلزمكم في العلة الاولى اعنى وجود اعتبارات فيه وهو واحد وقد منعتم أن لا يصدر عنه الا واحد فاما ان تلتزموا صدور الكثرة عن العلة الاولى أو صدور واحد عن المعلول الاول وانتم غير قائلين بالامرين ﴿مسألة﴾ من وجب له الكمال الذاتى والغنى الذاتى لا يكون علة لشئ لانه يؤدى كونه علة توقفه على المعلول والذات منزهة عن التوقف على شئ فكونها علة محال لكن الالوهة قد تقبل الاضافات فان قيل انما يطلق الاله على من هو كامل الذات غنى الذات لا يريد الاضافة ولا النسب فلا مشاحة في اللفظ بخلاف العلة فانها في أصل وضعها ومن معناها تستدعى معلولا فان أريد بالعلة ما أراد هذا بالاله سلم ولا يبقى نزاع في هذا اللفظ الا من جهة الشرع هل يمنع أو يبيح أو يسكت ﴿مسألة﴾ الالوهة مرتبة للذات لا يستحقها الا الله فطلبت مستحقها وطالبها والالوه يطلبها وهى تطلبه والذات غنية عن كل شئ فلو ظهر هذا السر

www.maktabah.org

الرابط لما ذكرنا لبطلت الالوهة ولم يبطل كمال الذات وظهر هنا بمعنى زال كما يقال ظهروا عن البلد أى ارتفعوا عنه وهو قول الامام للالوهية سر لو ظهر لبطلت الالوهية ﴿مسئلة﴾ العلم لا يتغير بتغير المعلوم لكن التعلق يتغير والتعلق نسبة الى معلوم ما مثاله تعلق العلم بان زيدا سيكون فكان فتعلق العلم بكونه كائنا فى الحال وزال تعلق العلم باستئناف كونه ولا يلزم من تغير التعلق تغير العلم وكذلك لا يلزم من تغير المسموع والمرئى تغير الرؤية والسمع ﴿مسئلة﴾ ثبت ان العلم لا يتغير فالمعلوم أيضا لا يتغير فان معلوم العلم انما هو نسبة لامرين معلومين محققين فالجسم معلوم لا يتغير أبدا والقيام معلوم لا يتغير ونسبة القيام للجسم هى المعلومة التى الحق بها التغيير والنسبة أيضا لا تتغير وهذه النسبة الشخصية أيضا لا تكون لغير هذا الشخص فلا تتغير وما ثم معلوم أصلا سوى هذه الامور وهى الثلاثة الامور المحققة النسبة والمنسوب والمنسوب اليه والنسبة الشخصية فان قيل انما ألحقنا التغير بالمنسوب اليه لكونه رأيناه على حالة ما ثم رأيناه على حالة أخرى قلنا ما نظرت المنسوب اليه أمر اما لم تنظر اليه من حيث حقيقته فحقيقته غير متغيرة ولا من حيث ماهو منسوب اليه فتلك حقيقة لا تتغير أيضا وانما نظرت اليه من حيث ماهو منسوب اليه حال ما فاذن ليس المعلوم الآخر هو المنسوب اليه تلك الحالة التى قلت انها زالت فانها لا تفارق منسوبها وانما هذا منسوب آخر اليه نسبة أخرى فاذن فلا يتغير علم ولا معلوم وانما العلم له تعلقات بالمعلومات أو تعلق بالمعلومات كيف شئت ﴿مسئلة﴾ ليس شئ من العلم التصورى مكتسبا بالنظر الفكرى فالعلوم المكتسبة ليس الانسبة معلوم تصورى الى معلوم تصورى والنسبة المطلقة أيضا من العلم التصورى فاذا نسبت الاكتساب الى العلم التصورى فليس ذلك الامن كونك تسمع لفظا قد اصطلحت عليه طائفة ما لمعنى ما يعرفه كل أحد لكن لا يعرف كل أحد أن ذلك اللفظ يدل عليه فلذلك يسأل عن المعنى الذى أطلق عليه هذا اللفظ أى معنى هو فيعينه له المسؤل بما يعرفه فلو لم يكن عند السائل العلم بذلك المعنى من حيث معنويته والدلالة التى توصل بها الى معرفة مراد ذلك الشخص بذلك الاصطلاح لذلك المعنى ما قبله وما عرف ما يقول فلا بد أن تكون المعانى كلها مركوزة فى النفس ثم تنكشف له مع الآنات حالا بعد حال ﴿مسئلة﴾ ٧ وصف العلم بالاحاطة للمعلومات يقضى بتناهيها والتناهى فيها محال فالاحاطة محال لكن يقال العلم محيط بحقيقة كل معلوم والا فليس معلوما بطريق الاحاطة فانه من علم أمرا ما من وجه ما لا من جميع الوجوه فما أحاط به ﴿مسئلة﴾ رؤية البصيرة علم ورؤية البصر طريق حصول علم فكون الاله سميعا بصيرا تعلق تفصيلى فهما حكمان للعلم ووقعت التثنية من أجل المتعلق الذى هو المسموع والمبصر ﴿مسئلة﴾ الازل نعت سلبى وهو نفى الاولية فاذا قلنا أول فى حق الالوهة فليس الا المرتبة ﴿مسئلة﴾ دلت الاشاعرة على حدوث كل ما سوى الله بحدوث المتحيزات وحدوث أعراضها وهذا لا يصح حتى يقيموا الدليل على حصر كل ما سوى الله تعالى فيما ذكروه ونحن نسلم حدوث ما ذكروا حدوثه ﴿مسئلة﴾ كل موجود قائم بنفسه غير متحيز وهو ممكن لا تجرى مع وجوده الازمنة ولا تطلبه الامكنة ﴿مسئلة﴾ دلالة الاشعرى فى الممكن الاول انه يجوز تقدمه على زمان وجوده وتأخره عنه والزمان عنده فى هذه المسئلة مقدر لا موجود فالاختصاص دليل على المخصص فهذه دلالة فاسدة لعدم الزمان فبطل أن يكون هذا دليلا فلو قال نسبة الممكنات الى الوجود أو نسبة الوجود الى الممكنات نسبة واحدة من حيث ماهى نسبة لا من حيث ما هو ممكن فاختصاص بعض الممكنات بالوجود دون غيره من الممكنات دليل على ان له مخصصا فهذا هو عين حدوث كل ما سوى الله ﴿مسئلة﴾ قول القائل ان الزمان مدة متوهمة تقطعها حركة الفلك خلف من الكلام لان المتوهم ليس بموجود محقق وهم ينكرون على الاشاعرة تقدير الزمان فى الممكن الاول فحركات الفلك تقطع فى لا شئ فان قال الآخر ان الزمان حركة الفلك والفلك متحيز فلا تقطع الحركة الا فى متحيز ﴿مسئلة﴾ عجبت من طائفتين كبيرتين الاشاعرة والمجسمة فى غلطهم فى اللفظ المشترك كيف جعلوه للتشبيه ولا يكون التشبيه الا باتحاد المثل وكاف الصفة بين الامرين فى اللسان وهذا عزيز الوجود فى كل ما جعلوه تشبيها من آية أو خبر ثم ان الاشاعرة تخيلت انها لما تأولت خرجت من التشبيه وهى ما فارقته الا انها انتقلت من التشبيه بالاجسام الى التشبيه بالمعانى المحدثة المفارقة للنعوت القديمة فى الحقيقة وحدها فما

---

٧ ايضاح هذه المسئلة فى باب ١٧٧ من كتابنا هذا اه

www.maktabah.org

سقلوا من التشبيه بالمحدثات أصلا ولو قلنا بقولهم لم نعدل بمثله من الاستواء الذى هو الاستقرار الى الاستواء الذى هو الاستيلاء كما عدلوا ولا سيما والعرش مذكور فى نسبة هذا الاستواء ويبطل معنى الاستيلاء مع ذكر السرير ويستحيل صرفه الى معنى آخر ينا فى الاستقرار فكنت أقول ان التشبيه مثلا انما وقع بالاستواء والاستواء معنى لا بالمستوى الذى هو الجسم والاستواء حقيقة معقولة معنوية تنسب الى كل ذات بحسب ما تعطيه حقيقة تلك الذات ولا حاجة لنا الى التكلف فى صرف الاستواء عن ظاهره فهذا غلط بين لا خفاء به وأما المجسمة فلم يكن ينبغى لهم أن يتجاوزوا باللفظ الوارد الى أحد محتملاته مع ايمانهم ووقوفهم مع قوله تعالى ليس كمثله شئ ﴿مسئلة﴾ كما أنه تعالى لم يأمر بالفحشاء كذلك لا يريدها لكن قضاها وقدرها بيان كونه لا يريدها لان كونها فاحشة ليس عينها بل هو حكم الله فيها وحكم الله فى الاشياء غير مخلوق وما لم يجر عليه الخلق لا يكون مرادا فان ألزمناه فى الطاعة التزمناه وقلنا الارادة للطاعة ثبتت سمعا لا عقلا فأثبتوها فى الفحشاء ونحن قبلناها ايمانا كما قبلنا وزن الاعمال وصورها مع كونها اعراضا فلا يقدح ذلك فيما ذهبنا اليه لما اقتضاه الدليل ﴿مسئلة﴾ العدم للممكن المتقدم بالحكم على وجوده ليس بمراد لكن العدم الذى يقارنه حكما حال وجوده ان لو لم يكن الوجود لكان ذلك العدم منسحبا عليه هو مراد حال وجود الممكن لجواز استصحاب العدم له وعدم الممكن الذى ليس بمراد هو الذى فى مقابلة وجود الواجب لذاته لان مرتبة الوجود المطلق تقابل العدم المطلق الذى للممكن اذ ليس له جواز وجود فى هذه المرتبة وهذا فى وجود الالوهة لا غير ﴿مسئلة﴾ لا يستحيل فى العقل وجود قديم ليس بالله فان لم يكن فمن طريق السمع لا غير ﴿مسئلة﴾ كون المخصص مريد الوجود ممكن ما ليس تخصيصه لوجوده من حيث هو وجود لكن من حيث نسبته لممكن ما تجوز نسبته لممكن آخر فالوجود من حيث الممكن مطلقا لا من حيث ممكن ما ليس بمراد ولا بواقع أصلا الا بممكن ما واذا كان بممكن ما فليس هو بمراد من حيث هو لكن من حيث نسبته لممكن ما لا غير ﴿مسئلة﴾ دل الدليل على ثبوت السبب المخصص ودل الدليل مثلا على التوقيف فيما ينسب الى هذا المخصص من نفى أو اثبات كما قال لنا بعض النظار فى كلام جرى بينى وبينه فكما نقف كما زعم لكن دل الدليل على ثبوت الرسول من جانب المرسل فأخذنا النسب الالهية من الرسل فحكمنا بها كذا وليس كذا فكيف والدليل الواضح على وجوده وان وجوده عين ذاته وليس بعلة لذاته لثبوت الافتقار الى الغير وهو الكامل بكل وجه فهو موجود ووجوده عين ذاته لا غيرها ﴿مسئلة﴾ افتقار الممكن الواجب بالذات والاستغناء الذاتى للواجب دون الممكن يسمى الها تعلقها بنفسها وبحقائق كل محقق وجودا كان أو عدما يسمى علما تعلقها بالممكنات من حيث ما هى الممكنات عليه يسمى اختيارا تعلقها بالممكن من حيث تقدم العلم قبل كون الممكن يسمى مشيئة تعلقها بتخصيص أحد الجائزين للممكن على التعين يسمى ارادة تعلقها بايجاد الكون يسمى قدرة تعلقها باسماع المكون لكونه يسمى أمرا وهو على نوعين بواسطة وبلا واسطة فبارتفاع الوسائط لا بد من نفوذ الامر وبالواسطة لا يلزم النفوذ وليس بأمر فى عين الحقيقة اذ لا يقف لامر الله شئ تعلقها باسماع المكون لصرفه عن كونه أو كون ما يمكن أن يصدر منه يسمى نهيا وصورته فى التقسيم صورة الامر تعلقها بتحصيل ما هى عليه هى أو غيرها من الكائنات أو ما فى النفس يسمى أخبارا فان تعلقت بالكون على طريق أى شئ يسمى استفهاما فان تعلقت به على جهة النزول اليه بصيغة الامر يسمى دعاء ومن باب تعلق الامر الى هذا يسمى كلاما تعلقها بالكلام من غير اشتراط العلم به يسمى سمعا فان تعلقت وتبع التعلق الفهم بالمسموع يسمى فهما تعلقها بكيفية النور وما يحمله من المرئيات يسمى بصرا أو رؤية تعلقها بادراك كل مدرك الذى لا يصح تعلق من هذه التعلقات كلها الا به يسمى حياة والعين فى ذلك كله واحدة تعددت التعلقات لحقائق المتعلقات والاسماء للتسميات ﴿مسئلة﴾ للعقل نور يدرك به أمورا مخصوصة وللايمان نور به يدرك كل شئ ما لم يقم مانع فبنور العقل تصل الى معرفة الالوهة وما يجب لها ويستحيل وما يجوز منها فلا يستحيل ولا يجب وبنور الايمان يدرك العقل معرفة الذات وما نسب الحق الى نفسه من النعوت ﴿مسئلة﴾ لا يمكن عندنا معرفة كيفية ما ينسب الى الذوات من الاحكام الا بعد معرفة الذوات المنسوبة والمنسوب اليها وحينئذ

www.maktabah.org

تعرف كيفية النسبة المخصوصة لتلك الذات المخصوصة كالاستواء والمعية واليد والعين وغير ذلك ﴿مسئلة﴾
الاعيان لا تنقلب والحقائق لا تتبدل فالنار تحرق بحقيقتها الا بصورتها فقوله تعالى يا نار كونى بردا وسلاما خطاب
للصور وهى الجمرات واجرام الجمرات محرقة بالنار فلما قام النار بها سميت نارا فتقبل البرد كما قبلت الحرارة ﴿مسئلة﴾
البقاء استمرار الوجود مثلا على الباقى لا غير ليس بصفة زائدة فيحتاج الى بقاء ويتسلسل الا على مذهب الاشاعرة فى
المحدث فان البقاء عرض فلا يحتاج الى بقاء وثم اذلك فى بقاء الحق تعالى ﴿مسئلة﴾ الكلام من حيث ما هو كلام
واحد والقسمة فى المتكلم به لا فى الكلام فالامر والنهى والخبر والاستخبار والطلب واحد فى الكلام ﴿مسئلة﴾
الاختلاف فى الاسم والمسمى والتسمية اختلاف فى اللفظ فاما قول من قال تبارك اسم ربك وسبح اسم ربك فكالنهى
بالسفر بالمصحف الى أرض العدو وأما القول فى الحجة بأسماء سميتموها على ان الاسم هو المسمى فالمعبود الاشخاص
فنسبة الالوهة عبدوا فلا حجة فى ان الاسم هو المسمى ولو كان لكان بحكم اللغة والوضع لا بحكم المعنى ﴿مسئلة﴾
وجود الممكنات لكمال مراتب الوجود الذاتى والعرفانى لا غير ﴿مسئلة﴾ كل ممكن منحصر فى أحد قسمين فى ستر
أزتبل فقد وجد الممكن على أقصى غاياته وأكملها فلا أكمل منه ولو كان الاكمل لا يتناهى لما تصوّر خلق الكمال وقد
وجد مطابقا للحضرة الكمالية فقد كمل ﴿مسئلة﴾ المعلومات منحصرة من حيث ما ندرك به فى حس ظاهر
وباطن وهو الادراك النفسى وبديهة وما تركب من ذلك عقلا ان كان معنى وخيالا ان كان صورة فالخيال لا يركب الا
فى الصور خاصة فالعقل يعقل ما يركب الخيال وليس فى قوة الخيال أن يصوّر بعض ما يركبه العقل وللاقتدار الالهى مرتبة
خارج عن هذا كله يقف عنده ﴿مسئلة﴾ الحسن والقبيح ذاتى للحسن والقبيح لكن منه ما يدرك حسنه
وقبحه بالنظر الى كمال أونقص أوغرض أوملايمة طبع أومنافرته أووضع ومنه ما لا يدرك قبحه ولا حسنه الا من جانب
الحق الذى هو الشرع فنقول هذا قبيح وهذا حسن وهذا من الشرع خبر لا حكم ولهذا نقول بشرط الزمان والحال
والشخص وانما شرطنا هذا من أجل من يقول فى القتل ابتداء أوقودا أوحدا وفى ايلاج الذكر فى الفرج سفاحا
ونكاحا فمن حيث هو ايلاج واحد لسنا نقول كذلك فان الزمان مختلف ولوازم النكاح غير موجودة فى السفاح
وزمان تحليل الشئ ليس زمان تحريمه ان لو كان عين المحرم واحدا فالحركة من زيد فى زمان ما ليس هى الحركة منه فى
الزمان الآخر ولا الحركة التى من عمرو هى الحركة التى من زيد فالقبيح لا يكون حسنا أبدا لان تلك الحركة الموصوفة
بالحسن أوالقبح لا تعود أبدا فقد علم الحق ما كان حسنا وما كان قبيحا ونحن لا نعلم ثم انه لا يلزم من الشئ اذا كان
قبيحا أن يكون أثره قبيحا فقد يكون أثره حسنا والحسن أيضا كذلك قد يكون أثره قبيحا كحسن الصدق وفى مواضع
يكون أثره قبيحا وكقبح الكذب وفى مواضع يكون أثره حسنا فتحقق ما نبهناك عليه تجد الحق ﴿مسئلة﴾
لا يلزم من انتفاء الدليل انتفاء المدلول فعلى هذا لا يصح قول الحلولى لو كان الله فى شئ كما كان فى عيسى لأحيا الموتى
﴿مسئلة﴾ لا يلزم الراضى بالقضاء الرضى بالمقضى فالقضاء حكم الله وهو الذى أمرنا بالرضى به والمقضى المحكوم به فلا
يلزمنا الرضى به ﴿مسئلة﴾ ان أريد بالاختراع حدوث المعنى المخترع فى نفس المخترع وهو حقيقة الاختراع فذلك
على الله محال وان أريد بالاختراع حدوث المخترع على غير مثال سبقه فى الوجود الذى ظهر فيه فقد يوصف الحق على
هذا بالاختراع ﴿مسئلة﴾ ارتباط العالم بالله ارتباط ممكن بواجب ومصنوع بصانع فليس للعالم فى الازل مرتبة
فانها مرتبة الواجب بالذات فهو الله ولا شئ معه سواء كان العالم موجودا أومعدوما فمن توهم بين الله والعالم بونا يقدر
تقدم وجود الممكن فيه وتأخره فهو توهم باطل لا حقيقة له ولهذا نازعنا فى الدلالة على حدوث العالم خلاف ما نزعت اليه
الاشاعرة وقد ذكرناه فى هذا التعليق ﴿مسئلة﴾ لا يلزم من تعلق العلم بالمعلوم حصول المعلوم فى نفس العالم ولا مثاله
وانما العلم يتعلق بالمعلومات على ما هى المعلومات عليه فى حينيتها وجودا وعدما فقول القائل ان بعض المعلومات له فى
الوجود أربع مراتب ذهنى وعينى ولفظى وخطى فان أراد بالذهن العلم فغير مسلم وان أراد بالذهن الخيال فمسلم لكن
فى كل معلوم يتخيل خاصة وفى كل عالم يتخيل ولكن لا يصح هذا الا فى الذهنى خاصة لانه يطابق العين فى الصورة

www.maktabah.org

واللفظى والخطى ابدا كذلك فان اللفظ والخط موضوعان للدلالة والتفهيم فلا يتنزل من حيث الصورة على الصورة فان زيدا اللفظى والخطى انما هو زاى وياء ودال رقما او لفظا ماله يمين ولا شمال ولا جهات ولا عين ولا سمع فلهذا قلنا لا يتنزل عليه من حيث الصورة لكن من حيث الدلالة ولذلك اذا وقعت فيه المشاركة التى تبطل الدلالة افتقرنا الى النعت والبدل وعطف البيان ولا يدخل فى الذهنى مشاركة اصلا فافهم ﴿مسئلة﴾ كنا حصرنا فى كتاب المعرفة الاول ما للعقل من وجوه المعارف فى العالم ولم ننبه من اين حصل لنا ذلك الحصر فاعلم ان للعقل ثلاثمائة وستين وجها يقابل كل وجه من جناب الحق العزيز ثلاثمائة وستين وجها يمده كل وجه منها بعلم لا يعطيه الوجه الآخر فاذا ضربت وجوه العقل فى وجوه الاخذ فالخارج من ذلك هى العلوم التى للعقل المسطرة فى اللوح المحفوظ الذى هو النفس وهذا الذى ذكرناه كشفا الهيا لا يحيله دليل عقل فيتلقى تسليما من قائله اعنى هذا كما تلقى من القائل الحكيم الثلاثة الاعتبارات التى للعقل الاول من غير دليل لكن مصادرة فهذا اولى من ذلك فان الحكيم يدعى فى ذلك النظر فيدخل عليه بما قد ذكرناه فى عيون المسائل فى مسئلة الدرة البيضاء الذى هو العقل الاول وهذا الذى ذكرناه لا يلزم عليه دخل فانا ما ادعيناه نظرا وانما ادعيناه تعريفا فغاية المنكر ان يقول للقائل تكذب ليس له غير ذلك كما يقول له المؤمن به صدقت فهذا فرقان بيننا وبين القائلين بالاعتبارات الثلاثة وبالله التوفيق ﴿مسئلة﴾ ما من ممكن من عالم الخلق الا وله وجهان وجه الى سببه ووجه الى الله تعالى فكل حجاب وظلمة تطرأ عليه فمن سببه وكل نور وكشف فمن جانب حقه وكل ممكن من عالم الامر فلا يتصور فى حقه حجاب لانه ليس له الا وجه واحد فهو النور المحض ألا لله الدين الخالص ﴿مسئلة﴾ دل الدليل العقلى على ان الايجاد متعلق القدرة وقال الحق عن نفسه ان الوجود يقع عن الامر الالهى فقال انما قولنا لشئ اذا اردناه ان نقول له كن فيكون فلا بد ان تنظر فى متعلق الامر ما هو وما هو متعلق القدرة حتى اجمع بين السمع والعقل فنقول الامتثال قد وقع بقوله فيكون والمأمور به انما هو الوجود فتعلقت الارادة بتخصيص احد الممكنين وهو الوجود وتعلقت القدرة بالممكن فأثرت فيه الايجاد وهى حالة معقولة بين العدم والوجود فتعلق الخطاب بالامر لهذه العين المخصصة ان تكون فامتثلت فكانت فلولا ما كان للممكن عين ولا وصف لها بالوجود يتوجه على تلك العين الامر بالوجود لما وقع الوجود والقائل بشيئية المراد فى شرح كن غير مصيب ﴿مسئلة﴾ معقولية الاولية للواجب الوجود بالغير نسبة سلبية عن وجود كون الوجوب المطلق فهو اول لكل مقيد اذ يستحيل ان يكون له هناك قدم لانه لا يخلو ان يكون بحيث الوجوب المطلق فيكون اما هو نفسه وهو محال واما قائما به وهو محال لوجوه منها انه قائم بنفسه ومنها ما يلزم للواجب المطلق لو قام به هذا من الافتقار فيكون اما مقوما لذاته وهو محال او مقوما لمرتبته وهو محال ﴿مسئلة﴾ معقولية الاولية للواجب المطلق نسبة وضعية لا يعقل لها العقل سوى استناد الممكن اليه فيكون اولا بهذا الاعتبار ولو قدر ان لا وجود لممكن قوة وفعلا لانتفت النسبة الاولية اذ لا تجد متعلقا ﴿مسئلة﴾ اعلم الممكنات لا يعلم موجدها من حيث هو فنفسه علم ومن هو موجود عنه غير ذلك لا يصح لان العلم بالشئ يؤذن بالاحاطة به والفراغ منه وهذا فى ذلك الجناب محال فالعلم به محال ولا يصح ان يعلم منه لانه لا يتبعض فلم يبق العلم الا بما يكون منه وما يكون منه هو انت فانت المعلوم فان قيل علمنا بليس هو كذا علم به قلنا نعم تلك جردته عما يقتضيه الدليل من نفى المشاركة فتميزت انت عندك عن ذات مجهولة لك من حيث ما هى معلومة لنفسها ما هى تميزت انت بعدم الصفات الثبوتية التى لها فى نفسها فافهم ما علمت وقل رب زدنى علما لو علمته لم يكن هو ولو جهلك لم تكن انت فبعلمه اوجدك وبعجزك عبدته فهو هو لهو لا لك وانت انت لانت وله فانت مرتبط به ما هو مرتبط بك الدائرة مطلقة مرتبطة بالنقطة النقطة مطلقة ليست مرتبطة بالدائرة نقطة الدائرة مرتبطة بالدائرة كذلك الذات مطلقة ليست مرتبطة بك الوهية الذات مرتبطة بالمألوه كنقطة الدائرة ﴿مسئلة﴾ متعلق رؤيتنا الحق ذاته سبحانه ومتعلق علمنا به ثبوته الها بالاضافات والسلوب فاختلف المتعلق فلا يقال فى الرؤية انها مزيد وضوح فى العلم لاختلاف المتعلق وان كان وجوده عين ماهيته فلا تنكر ان معقولية الذات غير معقولية كونها موجودة ﴿مسئلة﴾ ان العدم هو الشر المحض لم يعقل بعض الناس

www.maktabah.org

حقيقة هذا الكلام لغموضه وهو قول المحققين من العلماء المتقدمين والمتأخرين لكن اطلقوا هذه اللفظ ولم يوضحوا معناها وقد قال لنا بعض سفراء الحق في منازلة في الظلمة والنور ان الخير في الوجود والشر في العدم في كلام طويل علمنا ان الحق تعالى له اطلاق الوجود من غير تقييد وهو الخير المحض الذي لا شر فيه فيقابله اطلاق العدم الذي هو الشر المحض الذي لا خير فيه فهذا هو معنى قولهم ان العدم هو الشر المحض ﴿مسئلة﴾ لا يقال من جهة الحقيقة ان الله جائز أن يوجد أمرا ما وجائز أن لا يوجده فان فعله للاشياء ليس بممكن بالنظر اليه ولا بإيجاب موجب ولكن يقال ذلك الأمر جائز أن يوجد وجائز أن لا يوجد فيفتقر الى مرجح وهو الله تعالى وقد تقتضينا الشريعة بأخبار أينا منها ما يناقض ما قلناه فالذي نقول في الحق انه تعالى يجب له كذا أو يستحيل عليه كذا ولا نقول يجوز عليه كذا فهذه عقيدة أهل الاختصاص من أهل الله وأما عقيدة خلاصة الخاصة في الله تعالى فأمر فوق هذا جعلناه مبددا في هذا الكتاب لكون أكثر العقول المحجوبة بأفكارها تقصر عن ادراكه لعدم تجريدها وقد انتهت مقدمة الكتاب وهي عليه كالعلاوة فمن شاء كتبها فيه ومن شاء تركها والله يقول الحق وهو يهدي السبيل انتهى الجزء الثالث والحمد لله

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

(الباب الاول) في معرفة الروح الذي أخذت من تفصيل نشأته ما سطرته في هذا الكتاب وما كان بيني وبينه من الاسرار عن ذلك نظم

قلت عند الطواف كيف أطوف ٭ وهو عن درك سرنا مكفوف
جلمد غير عاقل حركاني ٭ قيل أنت المحير المتلوف
انظر البيت نوره يتلالا ٭ لقلوب تطهرت مكشوف
نظرته بالله دون حجاب ٭ فبدا سره العلي المنيف
وتجلى لها من افق جلالي ٭ قمر الصدق ما اعتراه خسوف
لو رأيت الولي حين يراه ٭ قلت فيه مدله ملهوف
يلثم السر في سواد يميني ٭ أي سر لو انه معروف
بهلت ذاته فقيل كثيف ٭ عند قوم وعند قوم لطيف
قال لي حين قلت لم جهلوه ٭ انما يعرف الشريف الشريف
عرفوه فلازموه زمانا ٭ فتولاهم الرحيم الرؤف
واستقاموا فما يرى قط فيهم ٭ عن طواف بذاته تحريف
قم فبشر عني مجاوريني ٭ بأمان ما عنده تخويف
ان أمتهم فرحتهم بلقائي ٭ أو يعيشوا فالثوب منهم نظيف

علم أيها الولي الحميم والصفي الكريم اني لما وصلت الى مكة البركات ومعدن السكنات الروحانية والحركات وكان من شأني فيه ما كان طفت ببيته العتيق في بعض الاحيان فبينا أنا أطوف مسبحا وممجدا ومكبرا ومهللا تارة أثم واستلم وتارة للملتزم التزم اذ لقيت وأنا عند الحجر الاسود باهت الفتى الفائت المتكلم الصامت الذي ليس بحي ولا ميت المركب البسيط المحاط المحيط فعندما أبصرته يطوف بالبيت طواف الحي بالميت عرفت حقيقته ومجازه وعلمت أن طواف بالبيت كالصلاة على الجنازة وأنشدت الفتى المذكور ما أسمعه من الابيات عندما رأيت الحي طائفا بالاموات شعر ٭

ولما رأيت البيت طاف بذاته ٭ شخوص لهم سر الشريعة عمي
وطاف به قوم هم الشرع والحجا ٭ وهم لحل بين الكشف ما هم به عمي
تعجبت من ميت يطوف به حي ٭ عزيز وحيد الدهر ما ثم له شي
تجلى لنا من نور ذات محجبا له ٭ وليس من الاملاك بل هو انسي

www.maktabah.org

تيقنت أن الامر غيب وأنه * لدى الكشف والتحقيق حى ومرئى

قلت فعندما وقفت منى هذه الابيات وألحقت بيته المكرم من جهة ما يجانب الاموات خطفنى منى خطفة قاهر وقال لى بقولة رادع زاجر انظر الى سر البيت قبل الفوت تجده زاهيا بالطائفين والطائفين بأحجاره ناظرا اليهم من خلف حجبه وأستاره فرأيته يزهو كما قال فأفصحت له فى المقال وأنشدته فى عالم المثال على الارتجال

أرى البيت يزهو بالمطيفين حوله * وما الزهو الا من حكيم له صنع
وهذا جماد لا يحس ولا يرى * وليس له عقل وليس له سمع
فقال شخيص هذه طاعة لنا * فقد تبنها طول الحياة لنا الشرع
فقلت له هذا بلاغك فاستمع * مقالة من أبدى له الحكمة الوضع
رأيت جمادا لا حياة بذاته * وليس له ضر وليس له نفع *
ولكن لعين القلب فيه مناظر * اذا لم يكن بالعين ضعف ولا صدع
يراه عزيزا ان تجلى بذاته * فليس لمخلوق على حمله وسع
فكنت أبا حفص وكنت عليّنا * فنى العطاء الجزل والقبض والمنع

(وصل) ثم انه أطلعنى على منزلة ذلك الفتى ونزاهته عن أين ومتى فلما عرفت منزلته وانزاله وعاينت مكانته من الوجود وأحواله قبلت يمينه ومسحت من عرق الوحى جبينه وقلت له انظر من طالب مجالستك وراغب مؤانستك فأشار الى ايماء وألغزا انه فطر على أن لا يكلم أحدا الا رمزا وان رمزى اذا علمته وتحققته وفهمته علمت انه لا تدركه فصاحة الفصحاء ونطقه لا تبلغه بلاغة البلغاء فقلت له يا أيها البشير وهذا خير كثير فعرفنى باصطلاحك وأوقفنى على كيفية حركات مفتاحك فانى أريد مسامرتك وأحب مصاهرتك فان عندك الكفؤ والنظير وهو النازل بذاتك والامير ولولا ما كانت لك حقيقة ظاهره ما تطلعت اليه وجوه ناضرة ناظره فأشار فعلمت وجلى لى حقيقة جماله فهيمت فسقطت فى يدى وغلبنى فى الحين عليّ فعندما أفقت من الغشيه وأرعدت فرائصى من الخشيه علم أن العلم به قد حصل وألقى عصا سيره ونزل فتلا حاله عليّ ما جاءت به الانباء وتحققت به الملائكة لانه انما يخشى الله من عباده العلماء فجعلها دليلا واتخذها الى معرفة العلم الحاصل به سبيلا فقلت له اطلعنى على بعض أسرارك حتى أكون من جملة أحبارك فقال انظر فى تفاصيل نشأتى وفى ترتيب هيأتى تجد ما سألتنى عنه فى مرقوما فانى لا أكون مكلما ولا كليما فليس علمى بسواى وليست ذاتى مغايرة لاسمائى فأنا العلم والمعلوم والعليم وأنا الحكمة والحكم والحكيم ثم قال لى طف على أثرى وانظر الىّ بنور قمرى حتى تأخذ من نشأتى ما تسطره فى كتابك وتمليه على كاتبك وعرّفنى ما أشهدك الحق فى طوافك من اللطائف مما لا يشهده كل طائف حتى أعرف همتك ومعناك فاذكرك على ما علمت منك هناك فقلت أنا أعرفك أيها الشاهد المشهود ببعض ما أشهدنى من أسرار الوجود المترقلات فى غلائل النور والمتحدات العين من وراء الستور التى أنشأها الحق حجابا مرفوعا وسماء موضوعا والفعل بالنظر الى الذات لطيف واسم دركه على شريف

فوصفه ألطف من ذاته * وفعله ألطف من وصفه
وأودع الكل بذاتى كما * أودع معنى الشئ فى حرفه
فالخلق مطلوب لمعنى كما * يطلب ذات المسك من عرفه

ولولا ما أودع فى ما فقدته حقيقتى ووصلت اليه طريقتى لم أجد لشربه نيلا ولا الى معرفته ميلا ولذلك أعود على عند النهاية ولهذا يرجع هذا الذكر فى فتح الدائرة عند الوصول الى غاية وجودها الى نقطة البداية فارتبط آخر الامر بأوله وانعطف أبده على أزله فليس الا وجود مستمر وشهود ثابت مستقر وانما طال الطريق من أجل رؤية المخلوق فلو صرف العبد وجهه الى الذى بابه من غير أن يحول فيه لنظر الى السالكين اذا وصلوا بعين بئس وانه

www.maktabah.org

ماقبلوا ولو عرفوا من مكانهم ما انتقلوا لكن حجبوا بشفعية الحقائق عن وترية الحق الخالق الذى خلق الله به الارض والطرائق فنظروا مدارج الاسماء وطلبوا معارج الاسراء وتخيلوها أعظم منزلة تطلب وأسنى حالة يقصد الحق تعالى فيها ويرغب فسيرهم على براق الصدق ورفارفه وحققهم بما عاينوه من آياته ولطائفه وذلك لما كانت النظرة شمالية وكانت الفطرة على النشأة الكمالية تقابل بوجهها فى أصل الوضع نقطة الدائرة فشطر مهجتها من الجانب الايمن منقبة ومن الجانب الغربى سافرة فلو سفرت عن اليمين لنالت من أول طرفتها مقام التمكين فى مشاهدة التعيين ويا عجبا لمن هو فى أعلى عليين ويتخيل انه فى أسفل سافلين أعوذ بالله ان أكون من الجاهلين فسبحان من أجهلها بين مدبرها ووقوفها فى موضعها الذى وجدت فيه غاية مسيرها فاذا ثبت عند العاقل ما أشرت اليه وصح وعلم ان اليه المرجع فمن موقفه لم يبرح لكن يتخيل المسكين الفرع والفتح ويقول وهل فى مقابلة الضيق والحرج الا السعة والشرح ثم يتلو ذلك قرآنا على الخصماء فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد أن يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كأنما يصعد فى السماء فكما ان الشرح لا يكون الا بعد الضيق كذلك المطلوب لا يحصل الا بعد سلوك الطريق* وغفل المسكين عن تحصيل ما حصل له بالالهام مما لا يحصل الا بالفكر والدليل عند أهل النهى والافهام ولقد صدق فيما قال فانه ناظر بعين الشمال فسلموا له حاله وثبتوا له محاله وضعفوا منه محاله وقولوا له عليك بالاستعانة ان أردت الوصول الى ما منه خرجت لا محالة واستروا عنه مقام المجاورة وعظموا له أجر التزاور والمزاورة والموازرة فسيحزن عند الوصول الى ما منه سار وسيفرح بما حصل فى طريقه من الاسرار وصار ولولا ما طلب الرسول صلى الله عليه وسلم بالمعراج ما رحل ولا صعد الى السماء ولا نزل وكان يأتيه شأن الملأ الاعلى وآيات ربه فى موضعه كما زويت له الارض وهو فى مضجعه ولكنه سر الهى لينكره من شاء لانه لا يعطيه الانشاء ويؤمن به من شاء لانه جامع للأشياء فعندما أنبت على هذا العلم الذى لا يبلغه العقل وحده ولا يحصله على الاستيفاء الفهم قال لقد أسمعتنى سرا غريبا وكشفت لى معنى عجيبا ما سمعته من ولى قبلك ولا رأيت أحدا تممت له هذه الحقائق مثلك على انها عندى معلومة وهى بذاتى مرقومة ستبدو لك عند رفع ستاراتى واطلاعك على اشاراتى ولكن أخبرنى ما أشهدك عندما أنزلك بحرمه وأطلعك على حرمه (مشاهدة مشهد البيعة الالهية) قلت اعلم يا فصيحا لا يتكلم وسائلا عما يعلم لما وصلت اليه من الايمان ونزلت عليه فى حضرة الاحسان أنزلنى فى حرمه وأطلعنى على حرمه وقال انما أكثرت المماسك رغبة فى التماسك فان لم تجدنى هنا وجدتنى هنا وان احتجبت عنك فى جمع تجليت لك فى منى مع انى قد أعلمتك فى غير ما موقف من مواقفك وأشرت به اليك غير مرة فى بعض لطائفك انى وان احتجبت فهو تجل لا يعرفه كل عارف الا من أحاط علما بما أحطت به من المعارف ألا ترانى أتجلى لهم فى القيامه فى غير الصورة التى يعرفونها والعلامة فينكرون ربوبيتى ومنها يتعوذون وبها يتعوذون ولكن لا يشعرون ولكنهم يقولون لذلك المتجلى نعوذ بالله منك وها نحن لربنا منتظرون فحينئذ أخرج عليهم فى الصورة التى لديهم فيقرون لى بالربوبيه وعلى أنفسهم بالعبوديه فهم لعلامتهم عابدون وللصورة التى تقررت عندهم مشاهدون فمن قال منهم انه عبدنى فقوله زور وقد باهتنى وكيف يصح منه ذلك وعندما تجليت له أنكرنى فمن قيدنى بصورة دون صوره فتخيله عبد وهو الحقيقة الممكنة فى قلبه المستوره فهو يتخيل انه يعبدنى وهو يجحدنى والعارفون ليس فى الامكان خفائى عن أبصارهم لانهم غابوا عن الخلق وعن أسرارهم فلا يظهر لهم عندهم سوائى ولا يعقلون من الموجودات سوى أسمائى فكل شئ ظهر لهم وتجلى قالوا أنت المسبح الاعلى فليسوا سواء فالناس بين غائب وشاهد وكلاهما عندهم شئ واحد فلما سمعت كلامه وفهمت اشاراته واعلامه جذبنى جذبة غيور اليه وأوقفنى بين يديه (مخاطبات التعاليم والالطاف بسر الكعبة من الوجود والطواف) ومد اليمين فقبلتها ووصلتنى الصورة التى أمتعتها فتحول لى فى صورة الحياة فتحولت له فى صورة الممات فطلبت الصورة تبايع الصوره فقالت لها لم تحسنى السيره وقبضت يدها عنها وقالت لها ماء فتحت لها فى عالم الشهادة كنها ثم تحول لى فى صورة البصر

www.maktabah.org

فتحولت له فى صورة من عمى عن النظر وذلك بعد انقضاء شوط وتخيل نقض شرط فطابت الصورة تبايع الصوره فقابلت لها مثل المقابلة المذكوره ثم تحول لى فى صورة العلم لا عم فتحولت له فى صورة الجهل الاتم فطابت الصورة تبايع الصوره فقابلت لها المقابلة المشهوره ثم تحول لى فى صورة سماع النداء فتحولت له فى صورة اصم عن الدعاء فطلبت الصورة تبايع الصوره فأسدل الحق بينهما ستوره ثم تحول لى فى صورة الخطاب فتحولت له فى صورة الخرس عن الجواب فطلبت الصورة تبايع الصوره فأرسل الحق بينهما رقوم اللوح وسطوره ثم تحول لى فى صورة الاراده فتحولت له فى صورة قصور الحقيقة والعاده فطلبت الصورة تبايع الصوره فأفاض الحق بينهما ضياءه ونوره ثم تحول لى فى صورة القدرة والطاقه فتحولت له فى صورة العجز والفاقه فطلبت الصورة تبايع الصوره فأبدى الحق للعبد تقصيره فقلت لما رأيت ذلك الاعراض وما حصل لى تمام الآمال والاغراض لم أبيت على ولم تف بعهدى فقال لى أنت أبيت على نفسك يا عبدى لو قبلت الحجر فى كل شوط أيها الطائف اقبلت يمينى هنا فى هذه الصور اللطائف فان بيتى هناك بمنزلة الذات وأشواط الطواف بمنزلة السبع الصفات صفات الكمال لا صفات الجلال لانها صفات الاتصال بك والانفصال فسبعة أشواط لسبع صفات وبيت قائم يدل على ذات غير أنى أنزلته فى فرشى وقلت للعامة هذا عندكم بمنزلة عرشى وخليفتى فى الارض هو المستوى عليه والمحتوى فانظر الى الملائكة حوله طائفا والى جانبك واقفا فنظرت اليه فعاد الى عرشه وناء على بسموّ نعشه فتبسمت جذلا وقلت مرتجلا

يا كعبة طاف بها المرسلون * من بعد ما طاف بها الأكرمون
ثم أتى من بعدهم عالم * طافوا بها من بين عال ودون
أنزلها مثلا الى عرشه * ونحن حافون لها مكرمون
فان يقل أعظم حاف به * انى أنا خير فهل تسمعون
والله ما جاء بنص ولا * أتى لنا الا بما لا يبين
هل ذاك الا نور حفت به * أنوارهم ونحن ماء مهين
فانجذب الشئ الى مثله * وكلنا عبد لديه مكين
هلا رأوا ما لم يروا انهم * طافوا بما طفنا وليسوا بطين
لوجود الالطف منا استوى * على الذى حفوا به طائفين
قد سهموا أن يجهلوا حق من * قد سخر الله له العالمين
كيف لهم وعلمهم أننى * ابن الذى خروا له ساجدين
واعترفوا بعد اعتراض على * والدنا بكونهم جاهلين
وأبلس الشخص الذى قد أبى * وكان للفضل من الجاحدين
قدسهمو قدسهمو انهم * قد عصموا من خطأ المخطئين

قلت ثم صرفت عنه وجه قلبى وأقبلت به على ربى فقال لى انتصرت لابيك حلت بركتى فيك اسمع منزلة من أثنيت عليها وما قدمته من الخبر بين يديها وأين منزلتك من منازل الملائكة المقربين صلوات الله عليكم وعليهم أجمعين كعبتى هذه قلب الوجود وعرشى لهذا القلب جسم محدود وما وسعنى واحد منهما ولا أخبرتني بالذى أخبرت عنهما وبيتى الذى وسعنى قلبك المقصود المودع فى جسدك المشهود فالطائفون بقلبك الاسرار فهم بمنزلة أجسادكم عند طوافها بهذه الاحجار فالطائفون الحافون بعرشنا المحيط كالطائفين منك بعالم التخطيط فكمان الجسم منك فى الرتبة دون قلبك البسيط كذلك هى الكعبة مع العرش المحيط فالطائفون بالكعبة بمنزلة الطائفين بقلبك لاشتراكهما فى القلبيه والطائفون بجسمك كالطائفين بالعرش لاشتراكهما فى الصفة الاحاطيه فكما أن عالم الاسرار الطائفين بالقلب الذى وسعنى أسنى منزلة من غيرهم وأعلى كذلك أنتم من الشرف والسيادة على

www.maktabah.org

الطائفين بالعرش المحيط أولى فانكم الطائفون نقاب وجود العالم فانتم بمنزلة أسرار العلماء وهم الطائفون بجسم عالم فهم بمنزلة الماء والهواء فكيف تكونون سواء وما وسعني سواكم وما تجليت في صورة كمال الا ... فاعرفوا قدر ما وهبتكموه من الشرف العالي وامع هذا فانا الكبير المتعالي لا يحدني الحد ولا يعرفني الـ ... العبد تقدست الالوهة فتنزهت أن تدرك وفي منزلها أن تشرك أنت الانا وانا أنا فلا تطلبني فيك فتعنى ولا من خارج فما تتهي ولا تترك طلبي فتشقى فاطلبني حتى تلقاني فترقى ولكن تأدب في طلبك واحضر عند شروعك في مذهبك وميز بيني وبينك فانك لا تشهدني وانما تشهد عينك فقف في صفة الاشتراك والا فكن عبدا وقل العجز عن درك الادراك ادراك تلحق في ذلك عتيقا وتكن المكرم الصديقا ثم قال لي ارجع عن حضرتي فتلك لا يصلح لخدمتي فخرجت طريدا فضج الحاضر فقال ذرني ومن خلقت وحيدا ثم قال ردوه فرددت وبين يديه من ساعتي وجدت وكأني ما زلت عن بساط شهوده وما برحت من حضرة وجوده فقال كيف يدخل علي في حضرتي من لا يصلح لخدمتي لولم تكن عندك الحرمه التي توجب الخدمه ما قبلتك الحضره ولرمت بك في أول نظره وها نت فيه ... قد رأيت من برهانك وتخفيها ما بيدك احتراما وعند تجليها احتشاما ثم قال لم تسألني حين أمرت بأخذ اك وردك على معراجك وأعرفك صاحب حجة ولسان ما أسرع ما نسيت أيها الانسان فقلت بهرني عظيم ... ذاتك وسقط في يدي لقبضك بين البيعة في تجلياتك وبقيت أردد النظر ما الذي طرأ في الغيب من الخبر لما ... في ذلك الوقت الى اعلمت ان مني أتى علي ولكن الحضرة تعطي أن لا يشهد سواها وان لا ينظر الى محياتها ... فقال صدقت يا محمد فاثبت في المقام الاوحد واياك والعدد فان فيه هلاك الابد ثم اتفقت مخاطبات ... أذكرها في باب الحج ومكة مع جملة أسرار (وصل) فقال الفتى الوفي يا أكرم ولي وصفي ما ذكرت لي ... حالم وهو بذاتي مسطر قائم قلت لقد شوقتني الى التطلع اليك منك حتى أخبر عنك فقال نعم أيها الغريب الوارد والطالب القاصد أدخل معي كعبة الحجر فهو البيت المتعالي عن الحجاب والستر وهو مدخل العارفين وفيه ... الطائفين فدخلت معه بيت الحجر في الحال وألقى يده على صدري وقال أنا السابع في مرتبة الاحاطة بالكون ... رار وجود العين والاين أوجدني الحق قطعة نور حوائي سادجه وجعلني للكائنات ممازجه فبينا أنا متطلع ... يلقى لدي أو ينزل علي واذا بالعلم القلمي الاعلى قد نزل بذاتي من منازله العلى راكبا على جواد قائم على ثلاث فوا ... فنكس رأسه الى ذاتي فانتشرت الانوار والظلمات ونفث في روعي جميع الكائنات فعرفت أرضي وسمائي وأطلعني على جميع أسمائي فعرفت نفسي وغيري وميزت بين شري وخيري وفصلت ما بين خالقي وحقائقي ثم انصرف عني ذلك الملك وقال تعلم انك حضرة الملك فتهيأت للنزول وورود الرسول فتجارت لاملاك الي ودارت الافلاك علي والكل ليميني مقبلون وعلى حضرتي مقبلون ورأيت ما كان نزل ولا ملكا عن الوقوف بين يدي انتقل ولحظت في بعض جوانبي فرأيت صورة الازل فعلمت ان النزول محال فثبت على ذلك الحال وأعلمت بعض الخاصة ما شهدت وأطلعتهم مني على ما وجدت فأنا الروضة اليانعة والثمرة الجامعة فارفع ستوري واقرأ ما تضمنته سطوري فما وقفت عليه مني فاجعله في كتابك وخاطب به جميع أحبابك فرفعت ستوره ولحظت مسطوره فأبدى لعيني نوره المودع فيه ما يتضمنه من العلم المكنون ويحويه فأول سطر قرأته وأول سر من ذلك السطر علمته ما أذكره الآن في هذا الباب الثاني والله سبحانه يهدي الى العلم والى طريق مستقيم

(الباب الثاني) في معرفة مراتب الحروف والحركات من العالم وما لها من الاسماء الحسنى ومعرفة الكلمات ومعرفة العلم والعالم والمعلوم اعلم ان هذا الباب على ثلاثة فصول ﴿الفصل الاول في معرفة الحروف﴾ ﴿الفصل الثاني في معرفة الحركات التي تتميز بها الكلمات﴾ ﴿الفصل الثالث في معرفة العلم والعالم والمعلوم﴾

﴿الفصل الاول في معرفة الحروف ومراتبها والحركات وهي الحروف الصغار وما لها من الاسماء الالهية﴾

ان الحروف أئمة الالفاظ ٭ شهدت بذلك ألسن الحفاظ

www.maktabah.org

دارت بها الافلاك فى ما كونه • بين النيام الخرس والايقاظ
ألحظتها الاسماء من مكنونها • فبدت تعز لذلك الالحاظ
وتقول لولا فيض جودى ما بدت • عند الكلام حقائق الالفاظ

اعلم أيدنا الله واياك انه لما كان الوجود مطلقا من غير تقييد يتضمن المكلف وهو الحق تعالى والمكلفين وهم العالم والحروف جامعة لما ذكرنا أردنا أن نبين مقام المكلف من هذه الحروف من المكلفين من وجه دقيق محقق لا يتبدل عند أهل الكشف اذا وقفوا عليه وهو مستخرج من البسائط التى عنها تركبت هذه الحروف التى تسمى حروف المعجم بالاصطلاح العربى فى أسمائها وانما سميت حروف المعجم لانها عجمت على الناظر فيها معناها ولما كوشفنا على بسائط الحروف وجدناها على أربع مراتب (حروف) مرتبتها سبعة افلاك وهى الالف والزاى واللام (وحروف) مرتبتها ثمانية أفلاك وهى النون والصاد والضاد (وحروف) مرتبتها تسعة افلاك وهى العين والغين والسين والشين (وحروف) مرتبتها عشرة افلاك وهى باقى حروف المعجم وذلك ثمانية عشر حرفا كل حرف منها مركب عن عشرة كما ان كل حرف من تلك الحروف منها ما هو عن تسعة افلاك وعن ثمانية وعن سبعة لا غير كما ذكرناه فعدد الافلاك التى عنها وجدت هذه الحروف وهى البسائط التى ذكرناها مائتان وأحد وستون فلكا أما المرتبة السبعية فالزاى واللام منها دون الالف فطبعها الحرارة واليبوسة (وأما) الالف فطبعها الحرارة والرطوبة واليبوسة والبرودة ترجع مع الحار حارة ومع الرطب رطبة ومع البارد باردة ومع اليابس يابسة على حسب ما تجاوره من الهواء (وأما) المرتبة الثمانية فحروفها حارة يابسة (وأما) المرتبة التسعية فالعين والغين طبعهما البرودة واليبوسة (وأما) السين والشين فطبعهما الحرارة واليبوسة (وأما) المرتبة العشرية فحروفها حارة يابسة الا الحاء المهملة والخاء المعجمة فانهما باردتان يابستان والا الهاء والهمزة فانهما باردتان رطبتان فعدد الافلاك التى عن حركتها توجد الحرارة مائة فلك وثلاثة أفلاك وعدد الافلاك التى عن حركتها توجد اليبوسة مائتا فلك وأحد وأربعون فلكا وعدد الافلاك التى عن حركتها توجد البرودة خمسة وستون فلكا وعدد الافلاك التى عن حركتها توجد الرطوبة سبعة وعشرون فلكا مع التوالج والتداخل الذى فيها على حسب ما ذكرناه آنفا فسبعة افلاك توجد عن حركتها العناصر الاول الاربعة ومنها يوجد حرف الالف خاصة ومائة وستة وتسعون فلكا توجد عن حركتها الحرارة واليبوسة خاصة لا يوجد عنها غيرهما البتة وعن هذه الافلاك يوجد حرف الباء والجيم والدال والواو والزاى والطاء والياء والكاف واللام والميم والنون والصاد والفاء والضاد والقاف والراء والسين والتاء والثاء والذال والظاء والشين وثمانية وثمانون فلكا يوجد عن حركتها البرودة واليبوسة خاصة وعن هذه الافلاك يوجد حرف العين والحاء والغين والخاء وعشرون فلكا توجد عن حركتها البرودة والرطوبة خاصة وعن هذه الافلاك يوجد حرف الهاء والهمزة وأما لام ألف فممتزج من السبعة والمائة والستة والتسعين اذا كان مثل قوله لا يمسهم السوء ولا هم يحزنون فان كان مثل قوله تعالى لانتم أشد رهبة فامتزاجه من المائة والستة والتسعين ومن العشرين وليس فى العالم فلك يوجد عنه الحرارة والرطوبة خاصة دون غيرهما فاذا نظرت فى طبع الهواء عثرت على الحكمة التى منعت أن يكون له فلك مخصوص كما انه ما ثم فلك يوجد عنه واحد من هذه العناصر الاول على انفراده فالهاء والهمزة يدور بهما الفلك الرابع ويقطع الفلك الاقصى فى تسعة آلاف سنة وأما الحاء والخاء والعين والغين فيدور بها الفلك الثانى ويقطع الفلك الاقصى فى احدى عشرة ألف سنة وباقى الحروف يدور بها الفلك الاول ويقطع الفلك الاقصى فى اثنتى عشرة ألف سنة وهو على منازل فى أفلاكها فمنها ما هو على سطح الفلك ومنها ما هو فى مقعر الفلك ومنها ما هو بينهما ولولا التطويل لبينا منازلها وحقائقها ولكن سنأتى من ذلك ما يشفى فى الباب الستين من أبواب هذا الكتاب ان ألهمنا الحق ذلك عند كلامنا فى معرفة العناصر وسلطان العالم العلوى على العالم السفلى وفى أى دورة كان وجود هذا العالم الذى نحن فيه الآن من دورات الفلك الاقصى وأى روحانية تنظر نا فلنقبض العنان حتى نصل الى

www.maktabah.org

موضعه أو يصل موضعه ان شاء الله (فانظر جمع ونة رك) ان المرتبة السبعية التى لها الزاى والالف واللام جعلناها للحضرة الالهية المكلفة أى نصيبها من الحروف وان المرتبة الثمانية التى هى النون والصاد والضاد جعلناها حظ الانسان من عالم الحروف وان المرتبة التسعية التى هى العين والغين والسين والشين جعلناها حظ الجن من عالم الحروف وان المرتبة العشرية وهى المرتبة الثانية من المراتب الاربعة التى هى باقى الحروف جعلناها حظ الملائكة من عالم الحروف وانما جعلنا هذه الموجودات الاربعة لهذه الاربع مراتب من الحروف على هذا التقسيم لحقائق عسرة المدرك يحتاج ذكرها وبيانها الى ديوان بنفسه ولكن قد ذكرناه حتى تممه فى كتاب المبادى والغايات فيما تحوى عليه حروف المعجم من العجائب والآيات وهو بين أيدينا ما كمل ولا قيد منه الا أوراق متفرقة يسيرة ولكن سأذكر منه فى هذا الباب لمحة بارق ان شاء الله فخصات الاربعة للجن النارى لحقائق هم عليها وهى التى أدتهم اقولهم فيما أخبر الحق تعالى عنهم ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم وفرغت حقائقهم ولم تبق لهم حقيقة خامسة يطلبون بها مرتبة زائدة واياك أن تعتقد أن ذلك جائز لهم وهو أن يكون لهم العلو وما يقابله اللذان تتم بهما الجهات الستة فان الحقيقة تأبى ذلك عليهم قررناه فى كتاب المبادى والغايات وبينا فيه لم اختصوا بالعين والغين والسين والشين دون غيرها من الحروف والمناسبة التى بين هذه الحروف وبينهم وانهم موجودون عن الافلاك التى عنها وجدت هذه الحروف وحصل للحضرة الالهية من هذه الحروف ثلاثة لحقائق هى عليها أيضا وهى الذات والصفة والرابط بين الذات والصفة وهى القبول أى بها كان القبول لان الصفة لها تعلق بالموصوف بها وبمتعلقها الحقيقى لها كالعلم يربط نفسه بالعالم به وبالمعلوم والارادة تربط نفسها بالمريد بها وبالمراد لها والقدرة تربط نفسها بالقادر بها وبالمقدور لها وكذلك جميع الاوصاف والاسماء وان كانت نسبا وكانت الحروف التى اختصت بها الالف والزاى واللام تدل على معنى نفى الاولية وهو الازل وبسائط هذه الحروف واحدة فى العدد فيا أعجب الحقائق لمن وقف عليها فانه يتنزه فيما يجهله الغير ويضيق به صدور الجهلاء به وقد تكلمنا أيضا فى المناسبة الجامعة بين هذه الحروف وبين الحضرة الالهية فى الكتاب المذكور وكذلك حصل للحضرة الانسانية من هذه الحروف ثلاثة أيضا كما حصل للحضرة الالهية فاتفقا فى العدد غير أنها حروف النون والصاد والضاد ففارقت الحضرة الالهية من جهة موادها فان العبودية لا تشرك الربوبية فى الحقائق التى بها يكون الها كما ان بحقائقه يكون العبد مألوها وبما هو على الصورة اختص بثلاثة كهو فلو وقع الاشتراك فى الحقائق لكان الها واحدا أو عبدا واحدا أعنى عينا واحدة وهذا لا يصح فلا بد أن تكون الحقائق متباينة ولو نسبت الى عين واحدة ولهذا باينهم بقدمه كما باينوه بحدوثهم ولم يقل باينهم بعلمه كما باينوه بعلمهم فان فلك العلم واحد قديم [illegible] فى المحدث واجتمعت الحضرتان فى أن كل واحدة منهما معقولة من ثلاث حقائق ذات وصفة ورابطة بين الصفة والموصوف بها غير أن العبد له ثلاثة أحوال حالة مع نفسه لا غير وهو الوقت الذى يكون فيه نائم القلب عن كل شئ وحالة مع الله وحالة مع العالم والبارى سبحانه مباين لنا فيما ذكرناه فان له حالين حال من أجله وحال من أجل خلقه وليس فوقه موجود فيكون له تعالى وصف تعلق به فهذا بحر آخر لو خضنا فيه لجاءت أمور لا يطاق سماعها وقد ذكرنا المناسبة التى بين النون والصاد والضاد التى للانسان وبين الالف والزاى واللام التى هى للحضرة الالهية فى كتاب المبادى والغايات وان كانت حروف الحضرة الالهية عن سبعة أفلاك والانسانية عن ثمانية أفلاك فان هذا لا يقدح فى المناسبة لتبين الاله والمألوه ثم انه فى نفس النون الرقمية التى هى شطر الفلك من العجائب ما لا يقدر على سماعها الامن شد عليه مئزر التسليم وتحقق بروح الموت الذى لا يتصور ممن قام به اعتراض ولا تطلع وكذلك فى نفس نقطة النون أول دلالة النون الروحانية المعقولة فوق شكل النون السفلية التى هى النصف من الدائرة والنقطة الموصولة بالنون المرقومة الموضوعة أول الشكل التى هى مركز الالف المعقولة التى بها يتميز قطر الدائرة والنقطة الاخيرة التى ينقطع بها شكل النون وينتهى بها هى رأس هذا الالف المعقولة المتوهمة فتقدر قيامها من رقدتها فتركز لك على النون فيظهر من ذلك حرف اللام والنون نصفها ازاى مع وجود الالف المذكورة فتكون النون بهذا الاعتبار تعطيك الازل الانسانى كما أعطاك الالف والزاى واللام فى

www.maktabah.org

الحق غير أنه في الحق ظاهر لانه بذاته ازلى لا اول له ولا مفتتح لوجوده في ذاته بلا ريب ولا شك ولبعض المحققين كلام في الانسان الازلى فنسب الانسان الى الازل فالانسان خفى فيه الازل لجهل لان الازل ليس ظاهرا في ذاته واعما صح فيه الازل لوجه ما من وجوه وجوده منها ان الموجود يطلق عليه الوجود في أربع مراتب وجود في الذهن ووجود في العين ووجود في اللفظ ووجود في الرقم وسيأتي ذكر هذا في هذا الكتاب ان شاء الله فمن جهة وجوده على صورته التي وجد عليها في عينه في العلم القديم الازلى المتعلق به في حال ثبوته فهو موجود أزلا أيضا كأنه بعناية العلم المتعلق به كالتحيز للعرض بسبب قيامه بالجوهر فصار متحيزا بالتبعية فلهذا خفى فيه الازل وحقائقه أيضا الازلية المجردة عن الصورة المعينة المعقولة التي تقبل القدم والحدوث على حسب ماشرحنا ذلك في كتاب انشاء الدوائر والجداول فانظره هناك تجده مستوفى وسنذكر منه طرفا في هذا الكتاب في بعض الابواب اذا مست الحاجة اليه وظهور ماذكرناه من سر الازل في النون هو في الصاد والضاد أتم وأمكن لوجود كمال الدائرة وكذلك ترجع حقائق الالف والزاى واللام التي للحق الى حقائق النون والصاد والضاد التي للعبد ويرجع الحق يتصف هنا بالاسرار التي منعنا عن كشفها في الكتب ولكن يظهرها العارف بين أهلها في علمه ومشربه ومسلم في أكمل درجات التسليم وهي حرام على غير هذين الصنفين فتحقق ماذكرناه ونبينه يبدو لك من العجائب التي تبهر العقول حسن جمالها ويتقي للملائكة باقي حروف المعجم وهي ثمانية عشر حرفا وهي الباء والجيم والدال والهاء والواو والحاء والطاء والياء والكاف والميم والفاء والقاف والراء والتاء والثاء والخاء والذال والظاء فقلنا الحضرة الانسانية كالحضرة الالهية لابل هي عينها على ثلاث مراتب ملك وملكوت وجبروت وكل واحدة من هذه المراتب تنقسم الى ثلاث فهي تسعة في العدد فتأخذ ثلاثة الشهادة فتضربها في الستة المجموعة من الحضرة الالهية والانسانية أو في الستة الايام المقدرة التي فيها وجدت الثلاثة الحقية الثلاثة الخلقية يخرج لك ثمانية عشر وهو وجود الملك وكذلك تعمل في الحق بهذه المثابة فالحق له تسعة افلاك للالقاء والانسان له تسعة أفلاك للتلقي فتمتد من كل حقيقة من التسعة الحقية رقائق الى التسعة الخلقية وتنعطف من التسعة الخلقية رقائق على التسعة الحقية فحيثما اجتمعت كان الملك ذلك الاجتماع وحدث هنالك فذلك الامر الزائد الذي حدث هو الملك فان أراد أن يميل بكله نحو التسعة الواحدة جذبته الاخرى فهو يتردد ما بينهما حاجبا يل ينزل من حضرة الحق على النبي عليه السلام وان حقيقة الملك لا يصح فيها الميل فانه منشأ الاعتدال بين التسعتين والميل انحراف ولا انحراف عنده ولكنه يتردد بين الحركة المنكوسة والمستقيمة وهو عين لرقيقة فان جاء وهو فاقد فالحركة منكوسة ذاتية وعرضية وان جاء وهو واجد فالحركة مستقيمة عرضية لا ذاتية وان رجع عنه وهو فاقد فالحركة ذاتية وعرضية وان رجع عنه وهو واجد فالحركة منكوسة عرضية لا ذاتية وقد تكون الحركة من العارف مستقيمة أبدا ومن العابد منكوسة أبدا وسيأتي الكلام عليها في داخل الكتاب وانحصارها في ثلاث منكوسة وأفقية ومستقيمة ان شاء الله فهذه نكت غيبية عجيبة ثم أرجع وأقول ان التسعة هي سبعة وذلك ان عالم الشهادة هو في نفسه برزخ فذلك واحد وله ظاهر فذلك اثنان وله باطن فذلك ثلاثة ثم عالم الجبروت برزخ في نفسه فذلك واحد وهو الرابع ثم له ظاهر وهو باطن عالم الشهادة ثم له باطن وهو الخامس ثم بعد ذلك عالم الملكوت هو في نفسه برزخ وهو السادس ثم له ظاهر وهو باطن عالم الجبروت وله باطن وهو السابع وما ثم غير هذا وهذه صورة السبعية والتسعية فتأخذ الثلاثة وتضربها في السبعة فيكون الخارج أحدا وعشرين فتخرج الثلاثة الانسانية فتبقى ثمانية عشر وهو مقام الملك وهي الافلاك التي منها يتلقى الانسان الموارد وكذلك تفعل بالثلاثة الحقية تضربها أيضا في السبعة فتكون عند ذلك الافلاك التي منها يلقي الحق على عبده ما يشاء من الواردات فان أخذناها من جانب الحق قلنا أفلاك الالقاء وان أخذناها من جانب الانسان قلنا أفلاك التلقي وان أخذناها منهما معا جعلنا تسعة الحق للالقاء والأخرى للتلقي وباجتماعهما حدث الملك ولهذا أوجد الحق تسعة افلاك السموات السبع والكرسي والعرش وان شئت قلت فلك الكواكب والفلك الاطلس وهو الصحيح ﴿تتميم﴾ منعنا في أول هذا الفصل أن يكون للحرارة والرطوبة فلك ولم نذكر السبب فلنذكر منه طرفا

فى هذا الباب حتى نستوفيه فى داخل الكتاب ان شاء الله تعالى وسأذكر فى هذا الباب بعد هذا التتميم مايكون من الحروف حارا رطبا وذلك لانه دار به فلك غير الفلك الذى ذكرناه فى أول الباب فاعلم ان الحرارة والرطوبة هى الحياة الطبيعية فلو كان لها فلك كالاخوات فى الامزجة لانقضت دورة ذلك الفلك وزال سلطانه كما يظهر فى الحياة العرضية وكانت تنعدم أو تنتقل وحقيقتها تقضى بأن لا تنعدم فليس لها فلك ولهذا أنبأنا البارى تعالى ان الدار الآخرة هى الحيوان وان كل شئ يسبح بحمده فصار فلك الحياة الابدية الحياة الازلية تمدها وليس لها فلك فتنقضى دورته فالحياة الازلية ذاتية للحى لا يصح لها انقضاء فالحياة الابدية المعلولة بالحياة الازلية لا يصح لها انقضاء ألا ترى الارواح لما كانت حياتها ذاتية لها لم يصح فيها موت البتة ولما كانت الحياة فى الاجسام بالعرض قام بها الموت والفناء فان حياة الجسم الظاهرة من آثار حياة الروح كنور الشمس الذى فى الارض من الشمس فاذا مضت الشمس تبعها نورها وبقيت الارض مظلمة كذلك الروح اذا رحل عن الجسم الى عالمه الذى جاء منه تبعته الحياة المنتشرة منه فى الجسم الحى وبقى الجسم فى صورة الجماد فى رأى العين فيقال مات فلان وتقول الحقيقة رجع الى أصله منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى كما رجع أيضا الروح الى أصله حتى البعث والنشور يكون من الروح تجل للجسم بطريق العشق فتلتئم أجزاؤه وتتركب أعضاؤه بحياة لطيفة جدا تحرك الاعضاء للتأليف اكتسبته من التفات الروح فاذا استوت البنية وقامت النشأة الترابية تجلى له الروح بالرقيقة الاسرافيلية فى الصور المحيط فتسرى الحياة فى أعضائه فيقوم شخصا سويا كما كان أول مرة ثم نفخ فيه أخرى فاذا هم قيام ينظرون وأشرقت الارض بنور ربها كما بدأكم تعودون قل يحييها الذى أنشأها أول مرة فاماشقى واما سعيد ٭ واعلم أن فى امتزاج هذه الاصول عجائب فان الحرارة والبرودة ضدان فلا يمتزجان واذا لم يمتزجا لم يكن عنهما شئ وكذلك الرطوبة واليبوسة وانما يمتزج ضد الضد بضد الضد ولا يتولد عنها الا الاربعة لانها أربعة ولهذا كانت اثنان ضدين لاثنين فلولم تكن على هذا لكان التركيب منها أكثر مما تعطيه حقائقها ولا يصح أن يكون التركيب أكثر من أربعة أصول فان الاربعة هى أصول العدد فالثلاثة التى فى الاربعة مع الاربعة سبعة والاثنان التى فيها مع هذه السبعة تسعة والواحد الذى فى الاربعة مع هذه التسعة عشرة وركب ماشئت بعد هذا وما تجد عددا يعطيك هذا الا الاربعة كما لا تجد عددا تاما الا الستة لان فيها النصف والسدس والثلث فامتزجت الحرارة واليبوسة فكان النار والحرارة والرطوبة فكان الهواء والبرودة والرطوبة فكان الماء والبرودة واليبوسة فكان التراب فانظر فى تكون الهواء عن الحرارة والرطوبة وهو النفس الذى هو الحياة الحسية وهو المحرك لكل شئ بنفسه للماء والارض والنار وبحركته تتحرك الاشياء لانه حياة اذ كانت الحركة أثر الحياة فهذه الاربعة الاركان المولدة عن الامهات الاول ثم لتعلم ان تلك الامهات الاول تعطى فى المركبات حقائقها لاغير من غير امتزاج فالتسخين عن الحرارة لا يكون عن غيرها وكذلك التجفيف والتقبض عن اليبوسة فاذا رأيت النار قد أيبست المحل من الماء فلا تتخيل ان الحرارة جففته فان النار مركبة من حرارة ويبوسة كما تقدم فبالحرارة التى فيها تسخن الماء وباليبوسة وقع التجفيف وكذلك التليين لا يكون الا عن الرطوبة والتبريد عن البرودة فالحرارة تسخن والبرودة تبرد والرطوبة تلين واليبوسة تجفف فهذه الامهات متنافرة لا تجتمع أبدا الا فى الصورة ولكن على حسب ما تعطيه حقائقها ولا يوجد منها فى صورة أبدا واحد لكن يوجد اثنان اما حرارة ويبوسة كما تقدم من تركيبها وأما أن توجد الحرارة وحدها فلا لانها لا يكون عنها على انفرادها الاهى (وصل) فان الحقائق على قسمين حقائق توجد مفردات فى العقل كالحياة والعلم والنطق والحس وحقائق توجد بوجود التركيب كالسماء والعالم والانسان والحجر فان قلت فما السبب الذى جمع هذه الامهات المتنافرة حتى ظهر من امتزاجها ما ظهر من أمر عجيب ومركب صعب يحرم كشفه لانه لا يطاق حمله لان العقل لا يعقله ولكن الكشف يشهده فلنسكت عنه وربما نشير اليه من بعيد فى مواضع من كتابى هذا يتفطن اليه الباحث اللبيب ولكن أقول أراد المختار سبحانه أن يؤلفها لما سبق فى علمه خلق العالم وانها أصل أكثره أو أصله ان شئت فألفها ولم تكن موجودة فى أعيانها ولكن أوجدها مؤلفة لم

www.maktabah.org

جدهامفردة ثم جمعها فان حقائقها تأبى ذلك فأوجد الصورة التى هى عبارة عن تأليف حقيقة بين هذه الحقائق
صارت كأنها كانت موجودة متفرقة ثم ألفت فظهرت المتألف حقيقة لم تكن فى وقت الافتراق فالحقائق تعطى ان
هذه الامهات لم يكن لها وجود فى عينها البتة قبل وجود الصور المركبة عنها فلما أوجد هذه الصور التى هى الماء والنار
والهواء والارض وجعلها سبحانه يستحيل بعضها الى بعض فيعود النار هواء والهواء نارا كما نقلب التاء طاء والسين
صادا لان الفلك الذى وجدت عنه الامهات الاول عنها وجدت هذه الحروف فالفلك الذى وجد عنه الارض وجد
عنه حروف الثاء والتاء وباعدا رأس الجيم ونصف تعريقة اللام ورأس الخاء وثلثا الهاء والدال اليابسة
والنون والميم والفلك الذى وجد عنه الماء وجد عنه حرف الشين والغين والظاء والحاء والضاد ورأس
...ما بالنقطة الواحدة ومدة جسد القاف دون رأسها ورأس القاف وشئ من تعريقه ونصف دائرة الظاء المعجمة الاسفل
والفلك الذى وجد عنه الهواء وجد عنه طرف الهاء الاخير الذى يعقد دائرتها ورأس الفاء وتعريق الخاء على حد
نصف الدائرة ونصف دائرة الظاء المعجمة الاعلى مع قائمته وحرف الذال والعين والزاى والصاد والواو والفلك
الذى وجد عنه النار وجد عنه حروف الهمزة والكاف والباء والسين والراء ورأس الجيم وجسد الياء باثنتين من
اسفل دون رأسها ووسط اللام وجسد القاف دون رأسه وعن حقيقة الالف صدرت هذه الحروف كلها وهو فلكها
...حا وحسا وكذلك ثم وجود خامس هو أصل لهذه الاركان وفى هذا خلاف بين أصحاب علم الطبائع عن النظر ذكره
الحكيم فى الاسطقسات ولم يأت فيه بشئ يقف الناظر عنده ولم نعرف هذا من حيث قراءتى علم الطبائع على أهله وانما
...دل به على صاحب لى وهو فى يده وكان يشتغل بتحصيل علم الطب فسألنى ان أمشيه له من جهة علمنا بهذه الاشياء من
جهة الكشف لا من جهة القراءة والنظر فقرأه علينا فوقفت منه على هذا الخلاف الذى أشرت اليه فمن هناك علمته
لا ذلك ما عرفت هل خالف فيه أحد أم لا فانه ما عندنا فيه الا الشئ الحق الذى هو عليه وما عندنا خلاف فان الحق
...لى الذى نأخذ العلوم عنه بخلو القلب عن الفكر والاستعداد لقبول الواردات هو الذى يعطينا الامر على أصله من
...ر اجمال ولا حيرة فنعرف الحقائق على ما هى عليه سواء كانت المفردات أو الحادثة بحدوث التأليف أو الحقائق الالهية
...نترى فى شئ منها فمن هناك هو علمنا والحق سبحانه معلمنا ورثا نبويا محفوظا معصوما من الخلل والاجمال والظاهر
...ن تعالى وما علمناه الشعر وما ينبغى له فان الشعر محل الاجمال والرموز والالغاز والتورية أى ما رمزنا له شيأ ولا
...رناه ولا خاطبناه بشئ ونحن نريد شيأ آخر ولا أجملنا له الخطاب ان هو الا ذكر لما شاهده حين جذبناه وغيبناه عنه
...حضرناه بنا عندنا فكنا سمعه وبصره ثم رددناه اليكم تهتدوا به فى ظلمات الجهل والكون فكنا لسانه الذى يخاطبكم
ثم أنزلنا عليه مذكرا يذكره بما شاهده فهو ذكر له لذلك وقرآن أى جمع أشياء كان شاهدها عندنا مبين ظاهر له
...مه بأصل ما شاهده وعاينه فى ذلك التقريب الانزه الاقدس الذى ناله منه صلى الله عليه وسلم ولنا منه من الحظ على قدر
...فاء المحل والتهيؤ والتقوى فمن علم ان الطبائع والعالم المركب منها فى غاية الافتقار والاحتياج الى الله تعالى فى وجود
...يانها وتأليفها علم أن السبب هو حقائق الحضرة الالهية الاسماء الحسنى والاوصاف العلى كيف تشاء على حسب
...ما تعطيه حقائقها وقد بينا هذا الفصل على الاستيفاء فى كتاب انشاء الجداول والدوائر وسنذكر من ذلك طرفا فى هذا
الكتاب فهذا هو سبب الاسباب القديم الذى لم يزل مؤلف الامهات ومولد البنات فسبحانه خالق الارض
والسموات ﴿وصل﴾ انتهى الكلام المطلوب فى هذا الكتاب على الحروف من جهة المكاف والمكافين وحظها
...م وحركتها فى الافلاك السداسية المضاعفة وعينا سنى دورتها فى تلك الافلاك وحظها من الطبيعة من حركة تلك
الافلاك ومراتبها الأربعة فى المكاف والمكافين على حسب فهم العامة ولهذا كانت افلاك بسائطها على نوعين
...بسائط التى يقتصر بها على حقائق عامة العقلاء على أربعة حروف الحق التى عن الافلاك السبعية وحروف الانس
...ن الثمانية وحروف الملك عن التسعة وحروف الجن النارى عن العشرة والانس ثم قسم زائد عندهم لقصورهم عن
...راك ما أم لانهم تحت قهر عقولهم والمحققون تحت قهر سيدهم الملك الحق سبحانه وتعالى فانه اعلمهم من الكشف

www.maktabah.org

ماليس عند الغير فبسائط المحققين على ست مراتب مرتبة للمكاف الحق تعالى وهي النون وهي ثنائية فان الحق لا نعلمه الا منا وهو معبودنا ولا يعلم على الكمال الا بنا فلهذا كان له النون التى هي ثنائية فان بسائطها اثنان الواو والالف فالالف له والواو لعناك وماثم فى الوجود غير الله وأنت اذأنت الخليفة ولهذا الالف عام والواو ممتزجة كما سيأتى ذكرها فى هذا الباب ودورة هذا الفلك المخصوصة التى بها تقطع الفلك المحيط الكلى دورة جامعة تقطع الفلك الكلى فى اثنين وثمانين ألف سنة وتقطع فلك الواو الفلك الكلى فى عشرة آلاف سنة على ما نذكرها بعد فى هذا الباب عند كلامنا على الحروف مفردة وحقائقها وما بقى من المراتب فعلى عدد المكلفين وأما المرتبة الثانية فهى للانسان وهو أكمل المكلفين وجودا وأعمهم وأتمهم خلقا وأقومهم ولها حرف واحد وهى الميم وهى ثلاثية وذلك ان بسائطها ثلاثة الياء والالف والهمزة وسيأتى ذكرها داخل الباب ان شاء الله وأما المرتبة الثالثة فهى للجن مطلقا النورى والنارى وهى رباعية ولها من الحروف الجيم والواو والكاف والقاف وسيأتى ذكرها وأما المرتبة الرابعة فهى للبهائم وهى خماسية لها من الحروف الدال اليابسة والزاى والصاد اليابسة والعين اليابسة والضاد المعجمة والسين اليابسة والذال المعجمة والغين والشين المعجمتان وسيأتى ذكرها ان شاء الله وأما المرتبة الخامسة فهى للنبات وهى سداسية لها من الحروف الالف والهاء واللام وسيأتى ذكرها ان شاء الله وأما المرتبة السادسة فهى للجماد وهى سباعية لها من الحروف الباء والحاء والطاء والياء والفاء والراء والتاء والثاء والخاء والظاء وسيأتى ذكرها ان شاء الله والغرض فى هذا الكتاب اظهار لمع ولوائح اشارات من أسرار الوجود ولو فتحنا الكلام على سرائر هذه الحروف وما تقتضيه حقائقها لكلت اليمين وحفى القلم وجف المداد وضاقت القراطيس والالواح ولو كان الرق المنشور فانها من الكلمات التى قال الله تعالى فيها لو كان البحر مدادا وقال ولو أن ما فى الارض من شجرة أقلام والبحر يمده من بعده سبعة أبحر ما نفدت كلمات الله وهنا سر واشارة عجيبة لمن تفطن لها وعثر على هذه الكلمات فلو كانت هذه العلوم نتيجة عن فكر ونظر لانحصر الانسان فى أقرب مدة ولكنها موارد الحق تعالى تتوالى على قلب العبد وأرواحه البررة تنزل عليهم من عالم غيبه برحمته التى من عنده وعلمه الذى من لدنه والحق تعالى وهاب على الدوام فياض على الاستمرار والمحل قابل على الدوام فاما يقبل الجهل واما يقبل العلم فان استعد وتهيأ وصفى مرآة قلبه وجلاها حصل له الوهب على الدوام ويحصل له فى اللحظة ما لا يقدر على تقييده فى أزمنة لاتساع ذلك الفلك المعقول وضيق هذا الفلك المحسوس فكيف ينقضى ما لا يتصور له نهاية ولا غاية يقف عندها وقد صرح بذلك فى أمره لرسوله عليه السلام وقل رب زدنى علما والمراد بهذه الزيادة من العلم المتعلق بالاله ليزيد معرفة بتوحيد الكثرة فتزيد رغبته فى تحميده فيزاد فضلا على تحميده دون انتهاء ولا انقطاع فطلب منه الزيادة وقد حصل من العلوم والاسرار ما لم يبلغه أحد ومما يؤيد ما ذكرناه من انه أمر بالزيادة من علم التوحيد لا من غيره انه كان صلى الله عليه وسلم اذا أكل طعاما قال اللهم بارك لنا فيه وأطعمنا خيرا منه واذا شرب لبنا قال اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه لانه أمر بطلب الزيادة فكان يتذكر عند ما يرى اللبن اللبن الذى شربه ليلة الاسراء فقال له جبريل أصبت الفطرة أصاب الله بك أمتك والفطرة علم التوحيد التى فطر الله الخلق عليها حين أشهدهم حين قبضهم من ظهورهم ألست بربكم قالوا بلى فشاهدوا الربوبية قبل كل شئ ولهذا تأول صلى الله عليه وسلم اللبن لما شربه فى النوم وناول فضله عمر قيل ما أولته يا رسول الله قال العلم فلولا حقيقة مناسبة بين العلم واللبن جامعة ما ظهر بصورته فى عالم الخيال عرف ذلك من عرفه وجهله من جهله فمن كان يأخذ عن الله لا عن نفسه كيف ينتهى كلامه أبدا فشتان بين مؤلف يقول حدثنى فلان رحمه الله عن فلان رحمه الله وبين من يقول حدثنى قلبى عن ربى وان كان هذا رفيع القدر فشتان بينه وبين من يقول حدثنى ربى عن ربى أى حدثنى ربى عن نفسه وفيه اشارة الاول الرب المعتقد والثانى الرب الذى لا يتقيد فهو بواسطة لا بواسطة وهذا هو العلم الذى يحصل للقلب من المشاهدة الذاتية التى منها يفيض على السر والروح والنفس فمن كان هذا مشربه كيف يعرف مذهبه فلا تعرفه حتى تعرف الله وهو لا يعرف تعالى من جميع وجوه المعرفة كذلك هذا لا يعرف فان العقل لا يدرى أين هو فان مطلبه

www.maktabah.org

الا كوان. لا كون لهذا كما قيل .

ظهرت لما أبقيت بعد فنائه • فكان بلا كون لانك كنته

فالحمد لله الذى جعلنى من أهل الالقاء والتلقى فنسأله سبحانه أن يجعلنا واياكم من أهل التدانى والترقى ثم ارجع وأقول ان فصول حروف المعجم تزيد على أكثر من خمسمائة فصل وفى كل فصل مراتب كثيرة فتركنا الكلام عليها حتى نستوفيه فى كتاب المبادى والغايات ان شاء الله ولنقتصر منها على مالابد من ذكره بعد ما نسمى من مراتبها ما يليق بكتابنا هذا ونعود بما نتكلم على بعضها او بعد ذلك نأخذها حرفا حرفا حتى تكمل الحروف كلها ان شاء الله ثم نتبعها باشارات من أسرار تعانق اللام بالالف ولزومه اياه وما السبب لهذا التعشق الروحانى بينهما خاصة حتى ظهر ذلك فى عالم الكتابة والرقم فان فى ارتباط اللام بالالف سرا لا ينكشف الا لمن أقام الالف من رقدتها وحل اللام من عقدتها والله يرشدنا واياكم لعمل صالح يرضاه منا انتهى الجزء الرابع والحمد لله

•(بسم الله الرحمن الرحيم)•

﴿ذكر بعض مراتب الحروف﴾

اعلم وفقنا الله واياكم ان الحروف أمة من الامم مخاطبون ومكلفون وفيهم رسل من جنسهم ولهم أسماء من حيث هم ولا يعرف هذا الا أهل الكشف من طريقنا وعالم الحروف أفصح العالم لسانا وأوضحه بيانا وهم على أقسام كاقسام العالم المعروف فى العرف فمنهم عالم الجبروت عند أبى طالب المكى ونسميه نحن عالم العظمة وهو الهاء والهمزة ومنهم العالم الاعلى وهو عالم الملكوت وهو الحاء والخاء والعين والغين ومنهم العالم الوسط وهو عالم الجبروت عندنا وعند أكثر أصحابنا وهو التاء والثاء والجيم والدال والذال والراء والزاى والظاء والكاف واللام والنون والصاد والضاد والقاف والسين والشين والياء الصحيحة ومنهم العالم الاسفل وهو عالم الملك والشهادة وهو الباء والميم والواو الصحيحة ومنهم العالم الممتزج بين عالم الشهادة والعالم الوسط وهو الفاء ومنهم عالم الامتزاج بين عالم الجبروت الوسط وبين عالم الملكوت وهو الكاف والقاف وهو امتزاج المرتبة ويمازجهم فى الصفة الروحانية الطاء والظاء والصاد والضاد ومنهم عالم الامتزاج بين عالم الجبروت الاعظم وبين الملكوت وهو الحاء المهملة ومنهم العالم الذى يشبه العالم منا الذين لا يتصفون بالدخول فينا ولا بالخروج عنا وهو الالف والياء والواو المعتلتان فهؤلاء عوالم ولكل عالم رسول من جنسهم ولهم شريعة تعبدوا بها ولهم لطائف وكثائف وعليهم من الخطاب الامر ليس عندهم نهى وفيهم عامة وخاصة وخاصة الخاصة وصفا خلاصة خاصة الخاصة فالعامة منهم الجيم والضاد والخاء والدال والغين والشين ومنهم خاصة الخاصة وهو الالف والياء والباء والسين والكاف والطاء والقاف والتاء والواو والصاد والحاء والنون واللام والغين ومنهم خلاصة خاصة الخاصة وهو الباء ومنهم الخاصة التى فوق العامة بدرجة وهو حروف أوائل السور مثل الم والمص وهى أربعة عشر حرفا الالف واللام والميم والصاد والراء والكاف والهاء والياء والعين والطاء والسين والحاء والقاف والنون ومنهم حروف صفاء خلاصة خاصة الخاصة وهو النون والميم والراء والباء والدال والزاى والالف والطاء والياء والواو والهاء والظاء والثاء واللام والفاء والسين ومنهم العالم المرسل وهو الجيم والحاء والخاء والكاف ومنهم العالم الذى تعلق بالله وتعلق به الخلق وهو الالف والدال والذال والراء والزاى والواو وهو عالم التقديس من الحروف الكروبيين ومنهم العالم الذى غلب عليه التخلق بأوصاف الحق وهو التاء والثاء والحاء والدال والزاى والظاء المعجمة والنون والضاد المعجمة والغين المعجمة والقاف والشين المعجمة والفاء عند أهل الانوار ومنهم العالم الذى قد غلب عليهم التحقق وهو الباء والفاء عند أهل الاسرار والجيم ومنهم العالم الذى قد تحقق بمقام الاتحاد وهو الالف والحاء والدال والراء والطاء اليابسة والكاف واللام

www.maktabah.org

والميم والصاد اليابسة والعين والسين اليابستان والهاء والواو الاثنى أقول انهم على مقامين فى الاتحاد عال وأعلى فالعالى الالف والكاف والميم والعين والسين والاعلى مابقى ومنهم العالم الممتزج الطبائع وهو الجيم والهاء والياء واللام والفاء والقاف والحاء والظاء خاصة وأجناس عوالم الحروف أربعة جنس مفرد وهو الالف والكاف واللام والميم والهاء والنون والواو وجنس ثنائى مثل الدال والذال وجنس ثلاثى مثل الجيم والحاء والخاء وجنس رباعى وهو الباء والتاء والثاء والياء فى وسط الكلمة والنون كذلك فهو خماسى بهذا الاعتبار وان لم نعتبرهما فتكون الباء والتاء والثاء من الجنس الثلاثى ويسقط الجنس الرباعى فبهذا قد قصصنا عليك من عالم الحروف ما ان استعملت نفسك فى الامور الموصلة الى كشف العالم والاطلاع على حقائقه وتحقق قوله تعالى وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم فلو كان تسبيح حال كما زعم بعض علماء النظر لم تكن فائدة فى قوله ولكن لا تفقهون وصلت اليها ووقفت عليها وكنت قد ذكرت انه ربما أتكلم على بعضها فنظرت فى هؤلاء العالم ما يمكن فيه بسط الكلام أكثر من غيره فوجدناه العالم المختص وهو عالم أوائل السور المجهولة مثل الم البقرة والمص والر يونس واخواتها فلنتكلم على الم البقرة التى هى أول سورة مبهمة فى القرآن كلاما مختصرا من طريق الاسرار وربما الحق بذلك الآيات التى تليها وان كان ذلك ليس من الباب ولكن فعلته عن أمر ربى الذى عهدته فلا أتكلم الا على طريق الاذن كما أنى سأقف عندما يحد لى فان تأليفنا هذا وغيره لا يجرى مجرى التواليف ولا نجرى نحن فيه مجرى المؤلفين فان كل مؤلف انما هو تحت اختياره وان كان مجبورا فى اختياره أو تحت العلم الذى يبثه خاصة فيلقى ما يشاء ويمسك ما يشاء أو يلقى ما يعطيه العلم وتحكم عليه المسئلة التى هو بصددها حتى تبرز حقيقتها ونحن فى تواليفنا لسنا كذلك انما هى قلوب عاكفة على باب الحضرة الالهية مراقبة لما ينفتح له الباب فقيرة خالية من كل علم لو سئلت فى ذلك المقام عن شئ ما سمعت لفقدها احساسها فمهما برز لها من وراء ذلك الستر أمر ما بادرت لامتثاله وألفته على حسب ما يحد لها فى الامر فقد يلقى الشئ الى ما ليس من جنسه فى العادة والنظر الفكرى وما يعطيه العلم الظاهر والمناسبة الظاهرة للعلماء لمناسبة خفية لا يشعر بها الا أهل الكشف بل ثم ما هو أغرب عندنا انه يأتى الى هذا القلب أشياء يؤمر بايصالها وهو لا يعلمها فى ذلك الوقت لحكمة الهية غابت عن الخلق فلهذا لا يتقيد كل شخص يؤلف عن الالقاء بعلم ذلك الباب الذى يتكلم عليه ولكن يدرج فيه غيره فى علم السامع العادى على حسب ما يلقى اليه ولكنه عندنا قطعا من نفس ذلك الباب بعينه لكن بوجه لا يعرفه غيرنا مثل الحمامة والغراب اللذين اجتمعا العرج قام بأرجلهما وقد أذن لى فى تقييد ما ألقيه بعد هذا فلا بد منه

﴿وصل﴾ الكلام على هذه الحروف المجهولة المختصة على عدد حروفها بالتكرار وعلى عدد حروفها بغير تكرار وعلى جملتها فى السور وعلى افرادها فى ص وق ون وتثنيتها فى طس وطه وأخواتها وجمعها من ثلاثة فصاعدا حتى بلغت خمسة حروف متصلة ومنفصلة ولم تبلغ أكثر ولم وصل بعضها وقطع بعضها ولم كانت السور بالسين ولم تكن بالصاد ولم جهل معنى هذه الحروف عند علماء الظاهر وعند كشف أهل الاحوال الى غير ذلك مما ذكرناه فى كتاب الجمع والتفصيل فى معرفة معانى التنزيل فلنقل على بركة الله والله يقول الحق وهو يهدى السبيل (اعلم) ان مبادى السور المجهولة لا يعرف حقيقتها الا أهل الصور المعقولة ثم جعل سور القرآن بالسين وهو التعبد الشرعى وهو ظاهر السور الذى فيه العذاب وفيه يقع الجهل بها وباطنه بالصاد وهو مقام الرحمة وليس الا العلم بحقائقها وهو التوحيد فجعلها تبارك وتعالى تسعا وعشرين سورة وهو كمال الصورة والقمر قدرناه منازل والتاسع والعشرون القطب الذى به قوام الفلك وهو علة وجوده وهو سورة آل عمران الم الله ولولا ذلك ما ثبتت الثمانية والعشرون وجملتها على تكرار الحروف ثمانية وسبعون حرفا فالثمانية حقيقة البضع قال عليه السلام الايمان بضع وسبعون وهذه الحروف ثمانية وسبعون حرفا فلا يكمل عبد أسرار الايمان حتى يعلم حقائق هذه الحروف فى سورها (فان قلت) ان البضع مجهول فى اللسان فانه من واحد الى تسعة فمن أين قطعت بالثمانية عليه فان شئت قلت لك من طريق الكشف وصلت اليه فهو الطريق الذى عليه

www.maktabah.org

أسلك والركن الذى اليه استند فى علومى كلها وان شئت أبديت لك منه طرفا من باب العدد وان كان أبو الحكم عبد السلام بن برجان لم يذكره فى كتابه من هذا الباب الذى نذكره وانما ذكره رحمه الله من جهة علم الفلك وجعله سترا على كشفه حين قطع بفتح بيت المقدس سنة ثلاث وثمانين وخمسمائة فكذلك ان شئنا نحن كشفناه وان شئنا جعلنا العدد على ذلك حجابا فنقول ان البضع الذى فى سورة الروم ثمانية وخذ عدد حروف الم بالجزم الصغير فتكون ثمانية فتجمعها الى ثمانية البضع فتكون ستة عشر فتزيل الواحد الذى للالف للاس فيبقى خمسة عشر فتمسكها عندك ثم ترجع الى العمل فى ذلك بالجمل الكبير وهو الجزم فتضرب ثمانية البضع فى أحد وسبعين واجعل ذلك كله سنين يخرج لك فى الضرب خمسمائة وثمانية وستون فتضيف اليها الخمسة عشر التى أمرتك ان ترفعها فتصير ثلاثة وثمانين وخمسمائة سنة وهو زمان فتح بيت المقدس على قراءة من قرأ غلبت الروم بفتح الغين واللام سيغلبون بضم الياء وفتح اللام وفى سنة ثلاث وثمانين وخمسمائة كان ظهور المسلمين فى أخذ حج الكفار وهو فتح بيت المقدس ولنا فى علم العدد من طريق الكشف أسرار عجيبة من طريق ما يقتضيه طبعه ومن طريق ماله من الحقائق الالهية وان طال بنا العمر فسأفرد لمعرفة العدد كتابا ان شاء الله فلنرجع الى ما كنا بسبيله فنقول فلا يكمل عبد الاسرار التى تتضمنها شعب الايمان الا اذا علم حقائق هذه الحروف على حسب تكرارها فى السور كما انه اذا علمها من غير تكرار علم تنبيه الله فيها على حقيقة الايجاد وتفرد القديم سبحانه بصفاته الازلية فأرسلها فى قرآنه أربعة عشر حرفا مفردة مبهمة فجعل الثمانية لمعرفة الذات والسبع الصفات منها وجعل الاربعة للطبائع المؤلفة التى هى الدم والسوداء والصفراء والبلغم فجاءت اثنتى عشرة موجودة وهذا هو الانسان من هذا الفلك ومن فلك آخر يتركب من أحد عشر ومن عشرة ومن تسعة ومن ثمانية حتى الى فلك الاثنين ولا يتحلل الى الاحدية أبدا فانها مما انفرد بها الحق فلا تكون لموجود الا له ثم انه سبحانه جعل أولها الألف فى الخط والهمزة فى اللفظ وآخرها النون فالالف لوجود الذات على كمالها لانها غير مفتقرة الى حركة والنون لوجود الشطر من العالم وهو عالم التركيب وذلك نصف الدائرة الظاهرة لنا من الفلك والنصف الآخر النون المعقولة عليها التى لو ظهرت للحس وانتقلت من عالم الروح لكانت دائرة محيطة ولكن أخفى هذه النون الروحانية الذى بها كمال الوجود وجعلت نقطة النون المحسوسة دالة عليها فالالف كاملة من جميع وجوهها والنون ناقصة فالشمس كاملة والقمر ناقص لانه محو فصفة ضوئه معارة وهى الامانة التى حملها وعلى قدر محوه وسراره اثباته وظهوره ثلاثة لثلاثة فثلاثة غروب القمر القلبى الالهى فى الحضرة الاحدية وثلاثة طلوع قمر القلب الالهى فى الحضرة الربانية وما بينهما فى الخروج والرجوع قدما بقدم لا يختل أبدا ثم جعل سبحانه هذه الحروف على مراتب منها موصول ومنها مقطوع ومنها مفرد ومثنى ومجموع ثم نبه ان فى كل وصل قطعا وليس فى كل قطع وصل فكل وصل يدل على فصل وليس كل فصل يدل على وصل فالوصل والفصل فى الجمع وغير الجمع والفصل وحده فى عين الفرق فما أفرده من هذه فاشارة الى فناء رسم العبد أزلا وما ثناه فاشارة الى وجود رسم العبودية حالا وما جمعه فاشارة الى الابد بالموارد التى لا تتناهى فالأفراد للبحر الازلى والجمع للبحر الابدى والمثنى للبرزخ المحمدى الانسانى مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان فبأى آلاء ربكما تكذبان هل بالبحر الذى أوصله به فأفناه عن الاعيان أو بالبحر الذى فصله عنه وسماه بالاكوان أو بالبرزخ الذى استوى عليه الرحمن فبأى آلاء ربكما تكذبان يخرج من بحر الازل اللؤلؤ ومن بحر الابد المرجان فبأى آلاء ربكما تكذبان وله الجوارى الروحانية المنشآت من الحقائق الاسمائية فى البحر الذاتى الأقدسى كالاعلام فبأى آلاء ربكما تكذبان يسأله العالم العلوى على علوه وقدسه والعالم السفلى على نزوله ونحسه كل خطرة فى شأن فبأى آلاء ربكما تكذبان كل من عليها فان وان لم تنعدم الاعيان ولكنها رحلة من دنا الى دان فبأى آلاء ربكما تكذبان سنفرغ منكم اليكم أيها الثقلان فبأى آلاء ربكما تكذبان فهكذا لو اعتبر القرآن ما اختلف اثنان ولا ظهر خصمان ولا تناطح عنزان فدبروا آياتكم ولا تخرجوا عن ذاتكم فان كان ولا بد فالى صفاتكم فانه اذا سلم العالم من نظركم وتدبيركم كان على الحقيقة تحت تسخيركم ولهذا خلق قال

www.maktabah.org

تعالى وسخر لكم ما في السموات وما في الأرض جميعا منه والله يرشدنا وإياكم لما فيه صلاحنا وسعادتنا في الدنيا والآخرة إنه ولي كريم ﴿وصل﴾ الألف من الم إشارة إلى التوحيد والميم للملك الذي لا يهلك واللام بينهما واسطة لتكون رابطة بينهما فانظر إلى السطر الذي يقع عليه الخط من اللام فتجد الألف إليه ينتهي أصلها وتجد الميم منه يبتدئ نشؤها ثم تنزل من أحسن تقويم وهو السطر إلى أسفل سافلين منتهى تعريق الميم قال تعالى خلقنا الإنسان في أحسن تقويم ثم رددناه أسفل سافلين ونزول الألف إلى السطر مثل قوله ينزل ربنا إلى السماء الدنيا وهو أول عالم التركيب لأنه سماء آدم عليه السلام ويليه فلك النار فلذلك نزل إلى أول السطر فإنه نزل من مقام الأحدية إلى مقام إيجاد الخليقة نزول تقديس وتنزيه لا نزول تمثيل وتشبيه وكانت اللام واسطة وهي نائبة مناب المكوّن والكون فهي القدرة التي عنها وجد العالم فأشبهت الألف في النزول إلى أول السطر ولما كانت ممتزجة من المكوّن والكون فإنه لا يتصف بالقدرة على نفسه وإنما هو قادر على خلقه فكان وجه القدرة مصروفا إلى الخلق ولهذا لا يثبت للخالق إلا بالخلق فلا بد من تعلقها بهم عاوا وسفلا ولما كانت حقيقتها لا تتم بالوصول إلى السطر فتكون والألف على مرتبة واحدة طلبت بحقيقتها النزول تحت السطر أو على السطر كما نزل الميم فنزلت إلى إيجاد الميم ولم يتمكن أن تنزل على صورة الميم فكان لا يوجد عنها أبدا إلا الميم فنزلت نصف دائرة حتى بلغت إلى السطر من غير الجهة التي نزلت منها فصارت نصف فلك محسوس يطلب نصف فلك معقول فكان منهما فلك دائر فتكوّن العالم كله من أوله إلى آخره في ستة أيام أجناسا من أول يوم الأحد إلى آخر يوم الجمعة وبقي يوم السبت للانتقالات من حال إلى حال ومن مقام إلى مقام والاستحالات من كون إلى كون ثابت على ذلك لا يزول ولا يتغير ولذلك كان الوالي على هذا اليوم البرد واليبس وا ومن الكواكب زحل فصار الم وحده فلكا محيطا من دار به علم الذات والصفات والأفعال والمفعولات فمن قرأ الم بهذه الحقيقة والكشف حضر بالكل للكل مع الكل فلا يبقى شيء في ذلك الوقت إلا يشهده لكن منه ما يعلم ومنه ما لا يعلم فتنزه الألف عن قيام الحركات بها يدل أن الصفات لا تعقل إلا بالأفعال كما قال عليه السلام كان الله ولا شيء معه وهو على ما عليه كان فلهذا أصرفنا الأمر إلى ما يعقل لا إلى ذاته المنزهة فإن الإضافة لا تعقل أبدا إلا بالمتضايفين فإن الأبوّة لا تعقل إلا بالأب والابن وجودا وتقديرا وكذلك المالك والخالق والبارئ والمصوّر وجميع الأسماء التي تطلب العالم بحقائقها وموضع التنبيه من حروف الم عليها في اتصال اللام الذي هو الصفة بالميم الذي هو أثرها وفعلها فالألف ذات واحدة لا يصح فيها اتصال شيء من الحروف إذا وقعت أولا في الخط فهي الصراط المستقيم الذي سألته النفس في قولها اهدنا الصراط المستقيم صراط التنزيه والتوحيد فلما أمّن على دعائها ربها الذي هو الكلمة الذي أمرت بالرجوع إليه في سورة الفجر قبل تعالى تأمينه على دعائها فأظهر الألف من الم عقيب ولا الضالين وأخفى آمين لأنه غيب من عالم الملكوت من وافق تأمينه تأمين الملائكة في الغيب المتحقق الذي يسمونه العامة من الفقهاء الإخلاص وتسميه الصوفية الحضور وتسميه المحققون الهمة ونسميه أنا وأمثالنا العناية ولما كانت الألف متحدة في عالم الملكوت والشهادة ظهرت فوقع الفرق بين القديم والمحدث فانظر فيما سطرناه ترعجبا ومما يؤيد ما ذكرناه من وجود الصفة المد الموجود في اللام والميم دون الألف فإن قال صوفي وجدنا الألف مخطوطة والنطق بالهمزة دون الألف فلا ينطق بالألف فنقول وهذا أيضا مما يعضد ما قلناه فإن الألف لا تقبل الحركة فإن الحرف مجهول ما لم يحرك فإذا حرك ميز بالحركة التي تتعلق به من رفع ونصب وخفض والذات لا تعلم أبدا على ما هي عليه فالألف الدال عليها الذي هو في عالم الحروف خليفة كالإنسان في العالم مجهول أيضا كالذات لا تقبل الحركة فالعالم تقبلها لم يبق الآن تعرف من جهة سلب الأوصاف عنها ولما لم يمكن النطق بساكن نطقنا باسم الألف لا الألف فنطقنا بالهمزة بحركة الفتحة فقامت الهمزة مقام المبدع الأول وحركتها صفته العلمية ومحل إيجاده في اتصال الكاف بالنون فإن قيل وجدنا الألف التي في اللام منطوقا بها ولم نجدها في الألف قلنا صدقت لا يقع النطق بها إلا بمتحرك مشبع التحرك قبلها موصولة به وإنما كلامنا في الألف المقطوعة التي لا يشبع الحرف الذي قبلها حركته فلا يظهر في النطق وإن رقمت مثل ألف إنما المؤمنون فهذان ألفان بين ميم إنما وبين لام

www.maktabah.org

المؤمنين موجود ثان خطا غير ملفوظ به ما انا فاواعا الالف الموصولة التي تقع بعد الحرف مثل لام هاء حاء وشبهها فانه لولا وجودها ما كان المد لواحد من هذه الحروف فذها هو سر الاستمداد الذي وقع به ايجاد الصفات في محل الحروف ولهذا لا يكون المد الا بالوصل فاذا وصل الحرف بالالف من اسمه الآخر امتد الالف بوجود الحرف الموصول به ولما وجد الحرف الموصول به افتقر الى الصفة الرحمانية فأعطى حركة الفتح التي هي الفتحة فلما أعطيها طلب منه الشكر عليها فقال وكيف يكون الشكر عليها قيل له ان تعلم السامعين بان وجودك ووجود صفتك لم يكن بنفسك وانما كان من ذات القديم تعالى فاذ كره عند ذكرك نفسك فقد جعلك بصفة الرحمة خاصة دليلا عليه ولهذا قال ان الله خلق آدم على صورة الرحمن فنطقت بالثناء على موجدها فقالت لام ياء هاء حاء طاء فاظهرت نطقا ما خفي خطا لان الالف التي في طه وحم وطس موجودة نطقا خفيت خطا لدلالة الصفة عليها وهي الفتحة صفة افتتاح الوجود فن قال وكذلك نجد المد في الواو المضموم ماقبلها والياء المكسور ماقبلها فهي أيضا ثلاث ذوات فكيف يكون هذا وما ثم الاذات واحدة فنقول نعم أما المد الموجود في الواو المضموم ماقبلها في مثل ن والقلم والياء المكسور ماقبلها مثل الياء من طس وياء الميم من حم فمن حيث ان الله تعالى جعلهما حرفي علة وكل علة تستدعي معلولها بحقيقتها واذا استدعت ذلك فلا بد من سر بينهما يقع به الاستمداد والامداد فلهذا اعطيت المد وذلك لما أودع الرسول الملكي الوحي ولم يكن بينه وبين الملقى اليه نسبة ما قبل شيأ لكنه خفي عنه ذلك فلما حصل له الوحي ومقامه الواو لانه روحاني علوي والرفع يعطي العلو وهو باب الواو المعتلة فعبرنا عنه بالرسول الملكي الروحاني جبريل كان أو غيره من الملائكة ولما أودع الرسول البشري ما أودع من أسرار التوحيد والشرائع أعطى من الاستمداد والامداد الذي يمد به عالم التركيب وخفي عنه سر الاستمداد ولذلك قال ما أدري ما يفعل بي ولا بكم وقال انما أنا بشر مثلكم ولما كان موجودا في العالم السفلي عالم الجسم والتركيب أعطينا الياء المكسور ماقبلها المعتلة وهي من حروف الخفض فلما كانا علتين لوجود الاسرار الالهية من توحيد وشرع وهبا سر الاستمداد فلذلك مدتا وأما الفرق الذي بينهما وبين الالف فان الواو والياء قد يسلبان عن هذا المقام فيحركان بجميع الحركات كقوله ووجدك وتؤوي وولوا الادبار يذأون بغنيه انك ميت وقد يسكنان بالسكون الحي كقوله وماهو بميت وينأون وشبههما والالف لا تحرك أبدا ولا يوجد ماقبلها أبدا الا مفتوحا فاذن فلا نسبة بين الالف وبين الواو والياء فهما حركت الواو والياء فان ذلك مقامهما ومن صفاتهما ومهما ألحقنا بالالف في العلية فذلك ليس من ذاتها وانما ذلك من جانب القديم سبحانه لا يحتمل الحركة ولا يقبلها ولكن ذلك من صفة المقام وحقيقته الذي نزلت به الواو والياء فدلول الالف قديم والواو والياء محركتان كانتا أولا محركتان فهما حادثان فاذا ثبت هذا فكل ألف أو واو أو ياء ارتقمت أو حصل النطق بها فانما هي دليل وكل دليل محدث يستدعي محدثا والمحدث لا يحصره الرقم ولا النطق انما هو غيب ظاهر وكذلك يس ون فنجده نطقا وهو ظهوره ولا نجده رقما وهو غيبه وهذا سبب حصول العلم بوجود الخالق لا بذاته وبوجود ليس كمثله شئ لا بذاته واعلم أيها المتلقي انه كل ما دخل تحت الحصر فهو مبدع أو مخلوق وهو محلك فلا تطلب الحق لا من داخل ولا من خارج اذ الدخول والخروج من صفات الحدوث فانظر الكل في الكل تجد الكل فالعرش مجموع والكرسي مفروق

يا طالبا لوجود الحق يدركه ٭ ارجع لذاتك فيك الحق فالتزم

ارجعوا وراءكم فالتمسوا نورا فلو لم يرجعوا لوجدوا النور فلما رجعوا باعتقاد القطع ضرب بينهم بالسور والا لو عرفوا من ناداهم بقوله ارجعوا وراءكم لقالوا أنت مطلوبنا ولم يرجعوا فكان رجوعهم سبب ضرب السور بينهم فبدت جهنم فكبكبوا فيها هم والغاوون وبقي الموحدون يمدون أهل الجنان بالولدان والحور الحسان من حضرة العيان فالزبر محل صفات الامير والصفة التي انفرد بها الامير وحده هي سر التدبير الذي خرجت عنه الصفات فعلم ما يصدر له من صفته وفعله جملة ولم يعلم ذلك الوزير الا تفصيلا وهذا هو الفرق فتأمل ما قلناه تجد الحق ان شاء الله فاذا تبين هذا وتقرر أن الالف هي ذات الكلمة واللام ذات عين الصفة والميم عين الفعل وسر هم الخفي هو الموجد اياهم ﴿وصل﴾

www.maktabah.org

فنقول فقوله ذلك الكتاب بعد قوله الم اشارة الى موجودية أن فيه بعدا وسبب البعد لما أشار الى الكتاب وهو المفروق محل التفصيل وأدخل حرف اللام فى ذلك وهى تؤذن بالبعد فى هذا المقام والاشارة نداء على رأس البعد عند اهل الله ولانها أعنى اللام من العالم الوسط فهى محل الصفة اذ بالصفة تميز المحدث من القديم وخص خطاب المفرد بالكاف مفردة لئلا يقع الاشتراك بين المبدعات وقد أشبعنا القول فى هذا الفصل عند ما تكلمنا على قوله تعالى اخلع نعليك من كتاب الجمع والتفصيل أى اخلع اللام والميم تبق الالف المنزهة عن الصفات ثم حال بين الدال الذى هو الكتاب محل الفرق الثانى وبين اللام التى هى الصفة محل الفرق الاول التى بها يقرأ الكتاب بالالف التى هى محل الجمع لئلا يتوهم الفرق الخطاب من فرق آخر فلا يبلغ الى حقيقة أبدا فانفصل بالالف بينهما فصار حجابا بين الدال واللام فاذا رادت الدال الوصول الى اللام قام لها الالف فقال بى تصل وأرادت اللام ملاقاة الدال لتؤدى اليها أمانتها فعرض لها أيضا الالف فقال لها بى تلقاه فهما نظرت الوجود جمعا وتفصيلا وجدت التوحيد يصحبه لا يفارقه البتة صحبة الواحد الاعداد فان الاثنين لا توجد أبدا ما لم تضف الى الواحد مثله وهو الاثنين ولا تصح الثلاثة ما لم تزد واحدا على الاثنين وهكذا الى ما لا يتناهى فالواحد ليس العدد وهو عين العدد أى به ظهر العدد فالعدد كله واحد لو نقص من الالف واحد انعدم اسم الالف وحقيقته وبقيت حقيقة أخرى وهى تسعمائة وتسعة وتسعون لو نقص منها واحد لذهب عينها فنى انعدم الواحد من شئ عدم ومتى ثبت وجد ذلك الشئ هكذا التوحيد ان حققته وهو معكم أينما كنتم فقال ذا وهو حرف مبهم فبين ذلك المبهم بقوله الكتاب وهو حقيقة ذا وساق الكتاب بحرفى التعريف والعهد وهما الالف واللام من الم غير أنهما هنا من غير الوجه الذى كانتا عليه فى الم فانهما هناك فى محل الجمع وهما هنا فى أول باب من أبواب التفصيل ولكن من تفصيل سرائر هذه السورة خاصة لا فى غيرها من السور وهكذا ترتيب الحقائق فى الوجود فذلك الكتاب هو الكتاب المرقوم لان أمهات الكتب ثلاثة الكتاب المسطور والكتاب المرقوم والكتاب المجهول وقد شرحنا معنى الكتاب والكاتب فى كتاب التدبيرات الالهية فى اصلاح المملكة الانسانية فى الباب التاسع منه فانظره هناك فنقول ان الذوات وان اتحد معناها فلا بد من معنى به يفرق بين الذاتين يسمى الوصف فالكتاب المرقوم موصوف بالرقم والكتاب المسطور موصوف بالتسطير وهذا الكتاب المجهول الذى سلب عنه الصفة لا يخلو من أحد وجهين اما أن يكون صفة ولذلك لا يوصف واما أن يكون ذاتا غير موصوفة والكشف يعطى انه صفة تسمى العلم وقلوب كلمات الحق محله ألا تراه يقول الم تنزيل الكتاب قل أنزله بعلمه فخاطب الكاف من ذلك بصفة العلم الذى هو اللام المخفوضة بالنزول لانه يتنزه عن ان تدرك ذاته فقال للكاف التى هى الكلمة الالهية ذلك الكتاب المنزل عليك هو علمى لا علمك لا ريب فيه عند أهل الحقائق أنزله فى معرض الهداية لمن تقافى وأنت المنزل فأنت مجهول لا بد لكل كتاب من أم وأمه ذلك الكتاب المجهول لا تعرفه أبدا لانه ليس بصفة لك ولا لاحد ولا ذات وان شئت ان تحقق هذا فانظر الى كيفية حصول العلم فى العالم أو حصول صورة المرئى فى الرائى فليست وليس غيرها فانظر الى درجات حروف لا ريب فيه هدى للمتقين ومنازلها على حسب ما نذكره بعد الكلام الذى نحن بصدده وتدبر ما بثثته لك وحل عقدة لام الالف من لا ريب تصير ألفان لان حقيقة اللام ظهرت صورتها فى نون المتقين وذلك ان تأخر الالف عن اللام من اسمه الآخر وهى المعرفة التى تحصل للعبد من نفسه فى قوله عليه السلام من عرف نفسه عرف ربه فقدم معرفة اللام على معرفة الالف فصارت دليلا عليه ولم يمتزجا حتى يصيرا ذاتا واحدة بل بان كل واحد منهما بذاته ولهذا لا يجتمع الدليل والمدلول ولكن وجه الدليل هو الرابط وهو موضع اتصال اللام بالالف فاضرب الالفين ١١ أحدهما فى الآخر تصح لك فى الخارج ألف واحدة وهى حقيقة الاتصال كذلك اضرب المحدث فى القديم حسا يصح لك فى الخارج المحدث ويخفى القديم بخروجه وهذا حقيقة الاتصال والاتحاد واذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفة وهذا يقيض اشارة الجنيد فى قوله للعاطس ان المحدث اذا قورن بالقديم لم يبق له أثر لاختلاف المقام ألا ترى كيف تصل لام الالف من لا ريب فيه من الكرسى فبدت ذاتان لا جهل سر العقد بينهما ثم فصلها العرش عند الرجوع اليه والوصول

فدارت على هذا الشكل آل وظهرت اللام بحقيقتها لانه لم يتم بها مقام الاتصال والاتحاد من ردها على صورته فاخرجها نصف الدائرة من اللام التى خفيت فى لام الالف الى عالم التركيب والحس فبقيت ألفان ا ا فى الفرق فضربنا الواحد فى الواحد وهو ضرب الشئ فى نفسه فصار واحدا آ فلبس الواحد الآخر فكان الواحد رداء وهو الذى ظهر وهو الخليفة المبدع بفتح الدال وكان الآخر مرتديا وهو الذى خفى وهو القديم المبدع فلا يعرف المرتدى الا باطن الرداء وهو الجمع ويصير الرداء على شكل المرتدى فان قلت واحد صدقت وان قلت ذاتان صدقت عينا وكشفا ولله در من قال

رق الزجاج ورقت الخمر * فتشابها فتشابه الامر
فكأنما خمر ولا قدح * وكأنما قدح ولا خمر

وأما ظاهر الرداء فلا يعرف المرتدى أبدا وانما يعرف باطن ذاته وهو حجابه فكذلك لا يعلم الحق الا العلم كما لا يعمده على الحقيقة الا الحد وأما أنت فتعلمه بوساطة العلم وهو حجابك فانك ما تشاهد الا العلم القائم بك وان كان مطابقا للمعلوم وعلمك قائم بك وهو مشهودك ومعبودك فاياك ان تقول ان جريت على اسلوب الحقائق انك علمت المعلوم وانما علمت العلم والعلم هو العالم بالمعلوم وبين العلم والمعلوم بحور لا يدرك قعرها فان سر التعلق بينهما مع تباين الحقائق بحر عسير مركبه بل لا تركبه العبارة أصلا ولا الاشارة ولكن يدركه الكشف من خلف حجب كثيرة دقيقة لا يحس بها أنها على عين بصيرته لرقتها وهى عسيرة المدرك فاحرى من خلقها فانظر أين هو من يقول انى علمت الشئ من ذلك المحدث كان أو قديما مثل ذلك فى المحدث واما القديم فابعد وأبعد اذ لا مثل له فمن أين يتوصل الى العلم به أو كيف يحصل وسيأتى الكلام على هذه المسئلة السنية فى الفصل الثالث من هذا الباب فلا يعرف ظاهر الرداء المرتدى الامر الوجود بشرط أن يكون فى مقام الاستيقاء ثم يزول ويرجع لانها معرفة علة لا معرفة جذب وهذه رؤية أصحاب الجنة الآخرة وهو تجل فى وقت دون وقت وسيأتى الكلام عليه فى باب الجنة من هذا الكتاب وهذا هو مقام التفرقة أهل الحقائق باطن الرداء فلا يزالون مشاهدين أبدا ومع كونهم مشاهدين فظاهرهم فى كرسى الصفات ينعم بمواد الباطن نعيم اتصال وانظر الى حكمته فى كون ذلك مبتدأ ولم يكن فاعلا ولا مفعولا لما لم يسم فاعله لانه لا يصح أن يكون فاعلا لقوله لا ريب فيه فلو كان فاعلا لوقع الريب لان الفاعل انما هو منزله لا هو فكيف ينسب اليه ما ليس بصفته لا مقام الذال أيضا يمنع ذلك فانه من الحقائق التى كانت ولا شئ معها ولهذا لا يتصل بالحروف اذا تقدم عليها كالالف واخوانه الدال والراء والزاى والواو ولا يقول فيه أيضا مفعول لم يسم فاعله لانه من ضرورته أن يتقدمه كما على بنية مخصوصة محلها النحو والكتاب هنا نفس الفعل والفعل لا يقال فيه فاعل ولا مفعول وهو مرفوع فلم يبق الا أن يكون مبتدأ ومعنى مبتدأ لم يعرف غيره من أول وهلة ألست بربكم قالوا بلى فان قيل من ضرورة كل مبتدأ ان يعمل فيه ابتداء قلنا نعم عمل فيه أم الكتاب فهو الابتداء العاملة فى الكتاب والعامل فى الكل حقا وخلقا الله الرب ولهذا نبه الله تبارك وتعالى بقوله أن اشكر لى ولوالديك فشرك ثم قال الى المصير فوحد فالشكر من مقام التفرقة فكذلك ينبغى لك أن تشكر الرداء لما كان سببا موصلا الى المرتدى والمصير من الرداء ومنك الى المرتدى كل على شاكلته يصل فتفهم ما قلناه وفرق بين مقام الذال والالف وان اشتركا فى مقام الوحدانية المقدسة قبلية حالا ومقاما وبعدية مقاما لا حالا *(تنبيه)* قال ذلك ولم يقل تلك آيات الكتاب فالكتاب للجمع والآيات للتفرقة وذلك مذكر مفرد وتلك مفرد مؤنث فاشارته الى بذلك الكتاب أولا لوجود الجمع أصلا فى ... ثم أوجد الفرق فى الآيات كما جعل العدد كله فى الواحد كما قدمناه فاذا أسقطناه انعدمت حقيقة ذلك العدد ... فى للالف أثرفى الوجود واذا أبرزنا برزت الالف فى الوجود فانظر الى هذه القوة العجيبة التى أعطانها حقيقة الواحد الذى منه ظهرت هذه الكثرة الى ما لا يتناهى وهو فرد فى نفسه ذاتا واسما ثم أوجد الفرق فى الآيات قال تعالى انا أنزلناه فى ليلة مباركة ثم قال فيها يفرق كل أمر حكيم فبدأ بالجمع الذى هو كل شئ قال تعالى وكتبنا له فى الالواح من كل شئ فى الالواح مقام الفرق من كل شئ اشارة الى الجمع موعظة وتفصيلا رد الى الفرق لكل شئ رد الى الجمع فكل موجود أى موجود كان عموما لا يخلو أو ...

www.maktabah.org

يكون اماف عين الجمع أوفى عين الفرق لاغير ولاسبيل ان يعرى عن هاتين الحقيقتين موجود ولايخرج عنهما أبدا فالحق والانسان فى عين الجمع والعالم فى عين التفرقة لايعدم كالا يفترق الحق أبدا كما لا يفترق الانسان فانه سبحانه لم يزل فى أزله بذاته وصفاته وأسمائه لم يتجدد عليه حال ولاثبت له وصف من خلق العالم لم يكن قبل ذلك عليه بل هو الآن على ما كان عليه قبل وجود الكون كما وصفه صلى الله عليه وسلم حين قال كان الله ولاشئ معه وزيد فى قوله وهو الآن على ماعليه كان فاندرج فى الحديث مالم يقله صلى الله عليه وسلم ومقصودهم أى الصفة التى وجبت له قبل وجود العالم هو عليها والعالم موجود وهكذا هى الحقائق عند من أراد أن يقف عليها فالتذكير فى الاصل وهو آدم قوله ذلك والتأنيث فى الفرع وهو حواء قوله تلك وقد أشبعنا القول فى هذا الفصل فى كتاب الجمع والتفصيل الذى صنفناه فى معرفة أسرار التنزيل فآدم لجميع الصفات وحواء لتفريق الذوات اذهى محل الفعل والبذر وكذلك الآيات محل الاحكام والقضايا وقد جمع الله تعالى معنى ذلك وتلك فى قوله تعالى وآتيناه الحكمة وفصل الخطاب فحروف الم رقما ثلاثة وهو جماع عالمها فان فيها الهمزة وهى من العالم الاعلى واللام وهى من العالم الوسط والميم وهى من العالم الاسفل فقد جمع الم البرزخ والدارين والرابط والحقيقتين وهى على النصف من حروف لفظه من غير تكرار وعلى الثلاث بغير تكرار وكل واحد منهما ثلث كل ثلاث وهذه كلها اسرار تتبعناها فى كتاب المبادى والغايات وفى كتاب الجمع والتفصيل فليكف هذا القدر من الكلام على الم البقرة فى هذا الباب بعد ما رغبنا فى ترك تقييد ما تجلى لنا فى الكتاب والكاتب فلقد تجلت لنا فيه أمور جسام مهولة رمينا الكراسة من أيدينا عند تجليها وفررنا الى العالم حتى خف عنا ذلك وحينئذ رجعنا الى التقييد فى اليوم الثانى من ذلك التجلى وقبلت الرغبة فيه وامسك علينا ورجعنا الى الكلام على الحروف حرفا حرفا كما شرطناه أولا فى هذا الباب رغبة فى الايجاز والاختصار والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء الثامن والحمد لله رب العالمين

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

﴿فمن ذلك حرف الالف﴾

ألف الذات تنزهت فهل * لك فى الاكوان عين ومحل
قال لاغير التفاتى فأنا * حرف تأييد تضمنت الازل
فانا العبد الضعيف المجتبى * وأنا من عز سلطانى وجل

الالف ليس من الحروف عند من شم رائحة من الحقائق ولكن قد سمته العامة حرفا فاذا قال المحقق انه حرف فانما يقول ذلك على سبيل التجوز فى العبارة ومقام الالف مقام الجمع له من الاسماء اسم الله وله من الصفات القيومية وله من أسماء الافعال المبدئ والباعث والواسع والحافظ والخالق والبارئ والمصور والوهاب والرزاق والفتاح والباسط والمعز والمعيد والرافع والمحيى والوالى والجامع والمغنى والنافع وله من أسماء الذات الله والرب والظاهر والواحد والاول والآخر والصمد والغنى والرقيب والمتين والحق وله من الحروف اللفظية الهمزة واللام والفاء وله من البسائط الزاى والميم والهاء والفاء واللام والهمزة وله من المراتب كلها وظهوره فى المرتبة السادسة وظاهر سلطانه فى النبات وأخوته فى هذه المرتبة الهاء واللام وله مجموع عالم الحروف ومراتبها ليس فيها ولاخارجا عنها نقطة الدائرة ومحيطها ومركب العوالم وبسيطها

﴿ومن ذلك حرف الهمزة﴾

همزة تقطع وقتا وتصل * كل ماجاورها من منفصل
فهى الدهر عظيم قدرها * جل أن يحصره ضرب المثل

الهمزة من الحروف التى من عالم الشهادة والملكوت لها من المخارج أقصى الحلق ليس لها مرتبة فى العدد لها من

www.maktabah.org

البسائط الفاء والميم والزاى والالف والياء لهامن العالم الملكوت ولها الفلك الرابع ودورة فلكها تسع آلاف سنة ولهامن المراتب الرابعة والسادسة والسابعة وظهور سلطانها فى الجن والنبات والجماد ولهامن الحروف الهاء والميم والزاى والهاء فى الوقت والتاء بالنطقين من فوق فى الوصل والتنوين فى القطع لهامن الاسماء ماللالف والواو والياء فأغنى عن التكرار وتختص من أسماء الصفات بالقهار والقاهر والمقتدر والقوى والقادر وطبعها الحرارة واليبوسة وعنصرها النار واختلفوا هل هى حرف أونصف حرف فى الحروف الرقمية وأمّا فى التلفظ بها فلا خلاف انها حرف عند الجميع

﴿ومن ذلك حرف الهاء﴾

هاء الهوية كم تشير لكل ذى * انيــــة خفيت له فى الظاهــــر
هل لاحظت وجود رسمك عندما * تبـــــدو لاوله عيــون الآخر

اعلم أن الهاء من حروف الغيب لهامن المخارج أقصى الحلق ولهامن العدد الخمسة ولهامن البسائط الالف والهمزة واللام والهاء والميم والزاى ولهامن العالم الملكوت ولها الفلك الرابع وزمان حركة فلكها تسع آلاف سنة ولهامن الطبقات الخاصة وخاصة الخاصة ولهامن المراتب السادسة وظهور سلطانها فى النبات ويوجد منه بآخرها ما كان حارا رطبا يحيله بعد ذلك الى البرودة واليبوسة ولهامن الحركات المستقيمة والمعوجة وهى من حروف الاعراق ولها الامتزاج وهى من الكوامل وهى من عالم الانفراد وطبعها البرودة واليبس والحرارة والرطوبة [illegible] عطارد وعنصرها الاعظم التراب وعنصرها الاقل الهواء ولهامن الحروف الالف والهمزة ولهامن الاسماء [illegible] الله والاول والآخر والماجد والمؤمن والمهيمن والمتكبر والمتين والاحد والملك ولهامن [illegible] المقتدر والمحصى ولها من أسماء الافعال اللطيف والفتاح والمبدئ والمجيب والمقيت والمصوّر والمذل والمعزّ والمعيد والمحيى والمميت والمنتقم والمقسط والمغنى والمانع ولها غاية الطريق

﴿ومن ذلك حرف العين المهملة﴾

عين العيون حقيقة الايجاد * فانظر اليــه بمنزل الاشـهاد
تبصره ينظر نحو موجد ذاته * نظر السقيم محاسن العوّاد
لايلتفت أبدا لغير الهـــــه * يرجوه يحذر شيمة العباد

اعلم أن العين من عالم الشـهادة والملكوت وله من المخارج وسط الحلق وله من عـدد الجمل عقـد السبعين وله من البسائط الياء والنون والالف والهمزة والواو وله الفلك الثانى وزمان حركة فلكه احدى عشرة ألف سـنة وله من طبقات العالم الخاصة وخاصة الخاصة وله من المراتب الخامسة وظهور سلطانه فى البهائم ويوجد عنه كل حارّ رطب وله من الحركات الافقية وهى المعوجة وهو من حروف الاعراف وهو من الحروف الخالصة وهو كامل وهو من عالم الانس الثنائى وطبعه الحرارة والرطوبة وله من الحروف الياء والنون وله من الاسماء الذاتيـة الغنى والاول والآخر وله من أسماء الصفات القوىّ والمحصى والحى ومن أسماء الافعال النصير والنافع والواسع والوهاب والوالى

﴿ومن ذلك حرف الحاء المهملة﴾

حاء الحواميم سر الله فى الســور * أخــفى حقيقتـه عن رؤية البشر
فان ترحلت عن كون وعن شبح * فارحــل الى عالم الارواح والصـور
وانظر الى حاملات العرش قد نظرت * الى حقائقها جاءت على قــدر
تجـد لحائك سـلطانا وعزته * أن لايدانى ولايخشى من الغـــير

اعلم أيها الولى ان الحاء من عالم الغيب وله من المخارج وسط الحلق وله من العـدد الثمانية وله من البسائط الالف

www.maktabah.org

والهمزة واللام والهاء والفاء والميم والزاى وله من العالم الملكوت وله الفلك الثانى وسنى حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة وهو من الخاصة وخاصة الخاصة وله من المراتب السابعة وظهور سلطانه فى الجماد ويوجد عنه ما كان باردا رطبا وعنصره الماء وله من الحركات الموجة وهو من حروف الاعراق وهو خالص غير ممتزج وهو كامل يرفع من اتصل به هو من عالم الانس الثلاثى وطبعه البرودة والرطوبة وله من الحروف الالف والهمزة وله من أسماء الذات الله والاول والآخر والملك والمؤمن والمهيمن والمتكبر والمجيد والمتين والمتعالى والعزيز وله من أسماء الصفات المقتدر والمحصى وله من أسماء الافعال اللطيف والفتاح والمبدئ والمجيب والمقيت والمصور والمذل والمعز والمعيد والمحيي والمميت والمنتقم والمقسط والمغنى والمانع وله بداية الطريق

﴿ومن ذلك حرف الغين المنقوطة﴾

الغين مثل العين فى أحواله * الا تجليه الاطم الاخطر
فى الغين أسرار التجلى الافهر * فاعرف حقيقة قبضه وتستر
وانظر اليه من ستارة كونه * حذرا على الرسم الضعيف الاحقر

اعلم أيدك الله بروح منه ان الغين المنقوطة من عالم الشهادة والملكوت ومخرجه الحلق أدنى ما يكون منه الى الفم عدده عندنا تسعمائة وعند أهل الاسرار وأما عند أهل الانوار فعدده ألف كل ذلك فى حساب الجمل الكبير وبسائطه الياء والنون والالف والهمزة والواو وفلكه الثانى وسنى فلكه فى حركته احدى عشرة ألف سنة يتميز فى طبقة العامة من رتبته الخامسة ظهور سلطانه فى البهائم طبعه البرودة والرطوبة عنصره الماء يوجد عنه كل ما كان باردا رطبا حركته معوجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل مثنى مؤنس له الافراد الذاتى له من الحروف الياء والنون له من الاسماء الذاتية الغنى والعلى والله والاول والآخر والواحد وله من أسماء الصفات الحى والمحصى والقوى وله من أسماء الافعال النصير والواقى والواسع والوالى والوكيل وهو ملكوتى

﴿ومن ذلك حرف الخاء المنقوطة﴾

الخاء مهما أقبلت أو أدبرت * أعطتك من أسرارها وتأخرت
فعلوها يهوى الكيان وسفلها * يهوى المكون حكمة قد أظهرت
أبدى حقيقتها تخطط ذاتها * فتدنست وقتا وثم تطهرت
فاعجب لها من جنة قد أزلفت * فى سفلها ولهيب نار سعرت

اعلم أيدك الله ان الخاء من عالم الغيب والملكوت مخرجه الحلق مما يلى الفم عدده ستمائة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الثانى سنى فلكه احدى عشرة ألف سنة يتميز فى العامة مرتبته السابعة ظهور سلطانه فى الجماد طبع رأسه البرودة واليبوسة والحرارة والرطوبة بقية جسده عنصره الاعظم الهواء والاقل التراب يوجد عنه كل ما اجتمعت فيه الطبائع الاربع حركته معوجة له الاحوال والخلق والكرامات ممتزج كامل يرفع من اتصل به على نفسه مثلث مؤنس له علامة له من الحروف الهمزة والالف له من الاسماء الذاتية والصفاتية والفعلية كل ما كان فى أوله زاى أو ميم كالملك والمقتدر والمعز أو هاء كالهادى، أو فاء كالفتاح أو لام كاللطيف أو همزة كالاول

﴿ومن ذلك حرف القاف﴾

القاف سر كماله فى رأسه * وعلوم أهل العرش من أفلاكه
والشوق ينفيه ويجعل غيبه * فى شطره وشهوده فى شطره
وانظر الى تعريفه كهلاله * وانظر الى شكل الرئيس كبدره

www.maktabah.org

عجبا الآخرنشأة هو مبــــدأ * لوجود مبدئه ومبـــدأ عصره

اعلم أيدنا الله ان القاف من عالم الشهادة والجبروت مخرجه من أقصى اللسان ومافوقه من الحنك عدده مائة بسائطه الالف والفاء والهمزة واللام فلكه الثانى سنى حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة مرتبته الرابعة ظهور سلطانه فى الجن طبعه الامهات الاول آخره حار يابس وسائره بارد رطب عنصره الماء والنار يوجد عنه الانسان والعنقاء له الاحوال حركته ممتزجة ممتزج مؤنس مثنى علامته مشتركة له من الحروف الالف والفاء وله من الاسماء على مراتبها كل اسم فى أوله حرف من حروف بسائطه له الذات عند أهل الاسرار وعند أهل الانوار الذات والصفات

﴿ومن ذلك حرف الكاف﴾

كاف الرجاء يشاهد الاجلالا * من كاف خوف ساهد الافضالا
فانظر الى قبض و بسط فيهما * يعطيك ذا صدّا وذاك وصالا
الله قد جلى لذا اجلاله * ولذاك جلى من سناه جمالا

اعلم أيدنا الله واياك ان الكاف من عالم الغيب والجبروت له من المخارج مخرج القاف وقد ذكرالا انه أسفل منه عدده عشرون بسائطه الالف والفاء والهمزة واللام له الفلك الثانى حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة مرتبته الرابعة ظهور سلطانه فى الجن يوجد عنه كل ما كان حارا يابسا عنصره النار طبعه الحرارة واليبوسة مقامه البداية حركته ممتزجة هو من الاعراق خالص كامل يرفع من اتصل به عند أهل الانوار ولا يرفع عند أهل الاسرار مفرد موحش له من الحروف ما للقاف وله من الاسماء كل اسم فى أوله حرف من حروف بسائطه وحروفه

﴿ومن ذلك حرف الضاد المعجمة﴾

فى الضاد سر لو أبوح بذكره * لرأيت سر الله فى جبروته
فانظر اليه واخذا بكماله * من غيره فى حضرتى رحموته
وامامه اللفظ الذى بوجوده * أسرى به الرحمن من ملكوته

اعلم أيدنا الله واياك ان الضاد المعجمة من حروف الشهادة والجبروت ومخرجه من أول حافة اللسان ومايليهامن الاضراس عدده تسعون عندنا وعند أهل الانوار ثمانمائة بسائطه الالف والدال اليابسة والهمزة واللام والفاء فلكه الثانى حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة يتميز فى العامة له وسط الطريق مرتبته الخامسة ظهور سلطانه فى البهائم طبعه البرودة والرطوبة عنصره الماء يوجد عنه ما كان باردا رطبا حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل مثنى مؤنس علامته الفردانية له من الحروف الالف والدال وله من الاسماء كما أعلمناك فى الحرف الذى قبله رغبة فى الاختصار والله المعين الهادى

﴿ومن ذلك حرف الجيم﴾

الجيم يرفع من يريد وصاله * لمشاهد الابرار والاخيار
فهو العبيد القن الأنه * متحقق بحقيقة الايثار
يرنو بغايته الى معبوده * ويبدئه يمشى تقفى الآثار
هو من ثلاث حقائق معلومة * ومزاجه برد ولفح النار

اعلم أيدنا الله واياك ان الجيم من عالم الشهادة والجبروت ومخرجه من وسط اللسان بينه وبين الحنك عدده ثلاثة بسائطه الياء والميم والالف والهمزة فلكه الثانى سنيه احدى عشرة ألف سنة يتميز فى العامة له وسط الطريق مرتبته الرابعة ظهور سلطانه فى الجن جسده بارد يابس رأسه حار يابس طبعه البرودة والحرارة واليبوسة عنصره

www.maktabah.org

الاعظم التراب والاقل النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته معوجة له الحقائق والمقامات والمنازلات ممتزج كامل يرفع من اتصل به عند أهل الانوار والاسرار الا الكوفيون مثلث مؤنس علامته الفردانية له من الحروف الياء والميم ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الشين المعجمة بالثلاث﴾

فى الشين سبعة أسرار لمن عقلا ✲ وكل من نالها بوما فقد وصلا
تعطيك ذاتك والاجسام ساكنة ✲ اذا الامين على قلب بها نزلا
لو عاين الناس ما تحويه من عجب ✲ رأوا هلال امحاق الشهر قد كملا

اعلم أيدنا الله نطقا وفهما ان الشين من عالم الغيب والجبروت الاوسط منه مخرجه مخرج الجيم عدده عندنا ألف وعند أهل الانوار ثلاثمائة بسائطه الياء والنون والالف والهمزة والواو فلكه الثانى سنى هذا الفلك قد تقدم يتميز فى العامة له وسط الطريق مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه بارد رطب عنصره الماء يوجد عنه طبعه حركته ممتزجة كامل خالص مثنى مؤنس له الذات والصفات والافعال له من الحروف الياء ومن الاسماء على نحو ما تقدم له الخلق والاحوال والكرامات

﴿ومن ذلك حرف الياء﴾

ياء الرسالة حرف فى الثرى ظهرا ✲ كالواو فى العالم العلوى معتبرا
فهو المدد جسوما ما لها ظلل ✲ وهو المدد قلوبا عاينت صورا
اذا أراد يناجيكم بحكمته ✲ يتلو فيسمع سر الاحرف السورا

اعلم أيدنا الله واياك بروح منه ان الياء من عالم الشهادة والجبروت مخرجه مخرج الشين عدده العشرة للافلاك الاثنى عشر و واحد للافلاك السبعة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الثانى سنيه قد ذكرت يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة له الغاية والمرتبة السابعة ظهور سلطانه فى الجماد طبعه الامهات الاول عنصره الاعظم النار والاقل الماء يوجد عنه الحيوان حركته ممتزجة له الحقائق والمقامات والمنازلات ممتزج كامل سباعى مؤنس له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف اللام﴾

اللام للازل السنى الاقدس ✲ ومقامه الاعلى البهى الانفس
مهما يقم تبدى المكون ذاته ✲ والعالم الكونى مهما يجلس
يعطيك روحا من ثلاث حقائق ✲ يمشى ويرفل فى ثياب السندس

اعلم أيدنا الله واياك بروح القدس ان اللام من عالم الشهادة والجبروت مخرجه من حافة اللسان أدناها الى منتهى طرفه عدده فى الاثنى عشر فلكا ثلاثون وفى الافلاك السبعة ثلاثة بسائطه الالف والميم والهمزة والفاء والياء فلكه الثانى سنيه تقدمت يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة له الغاية مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة والبرودة واليبوسة عنصره الاعظم النار والاقل التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته مستقيمة وممتزجة له الاعراف ممتزج كامل مفرد موحش له من الحروف الالف والميم ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الراء﴾

راء المحبة فى مقام وصاله ✲ أبدا بدار نعيمه لن يخذلا
وقتا يقول أنا الوحيد فلا أرى ✲ غيرى ووقتا يا أنا لن يجهلا
لو كان قلبك عند ربك هكذا ✲ كنت المقرب والحبيب الاكملا

اعلم أيدنا الله واياك بروح منه ان الراء من عالم الشهادة والجبروت ومخرجها من ظهر اللسان ولحوق الثنايا عدده فى

www.maktaban.org

الاثنى عشر فلكا مائتان وفى الافلاك السبعة اثنان بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الثانى سنى فلكه معلومة له الغاية مرتبته السابعة ظهور سلطانه فى الجماد يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الاعراف خالص ناقص مقدس مثنى مؤنس له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف النون﴾

نون الوجود تدل نقطة ذاتها * فى عينها عينا على معبودها

فوجودها من جوده وبعينه * وجميع أكوان العلى من جودها

فانظر بعينك نصف عين وجودها * من جودها تعثر على مفقودها

اعلم أيد الله القلوب بالارواح ان النون من عالم الملك والجبروت مخرجه من حافة اللسان وفوق الثنايا عدده خمسون وخمسة بسائطه الواو والالف فلكه الثانى سنى حركته قد ذكرت يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة له غاية الطريق مرتبته المرتبة المنزهة الثانية ظهور سلطانه فى الحضرة الالهية طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والأحوال والكرامات خالص ناقص مفرد موحش له الذات له من الحروف الواو والاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الطاء المهملة﴾

فى الطاء خمسة أسرار مخبأة * منها حقيقة عين الملك فى الملك

والحق فى الخلق والاسرار نائبة * والنور فى النار والانسان فى الملك

فهذه خمسة مهما كلفت بها * علمت ان وجود الفلك فى الفلك

اعلم أيدنا الله به ان الطاء من عالم الملك والجبروت مخرجه من طرف اللسان وأصول الثنايا عدده تسعة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والميم والزاى والهاء فلكه الثانى سنيه مذكورة يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة وله غاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبعه البرودة والرطوبة عنصره الماء يوجد عنه مايشاكل طبعه حركته مستقيمة عند أهل الانوار ومعوجة عند أهل الاسرار وعند أهل التحقيق وعند نا معا وممتزجة له الاعراف خالص كامل مثنى مؤنس له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الدال المهملة﴾

الدال من عالم الكون الذى انتقلا * عن المكان فلا عين ولا أثر

عزت حقائقه عن كل ذى بصر * سبحانه جل أن يحظى به بشر

فيه الدوام لجود الحق منزله * فيه المثانى ففيه الآى والسور

اعلم أيدنا الله باسمائه ان الدال من عالم الملك والجبروت مخرجه مخرج الطاء عدده أربعة بسائطه الالف واللام والهمزة والفاء والميم فلكه الاول سنى حركته اثنتا عشرة ألف سنة له غاية الطريق مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة بين أهل الانوار والاسرار له الاعراف خالص ناقص مقدس مثنى مؤنس له من الحروف الالف واللام ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف التاء باثنتين من فوق﴾

التاء يظهر أحيانا ويستتر * لحظه من وجود القوم تسلوين

يحوى على الذات والاوصاف حضرته * وماله فى جناب الفعل تمكين

يبدو فيظهر من أسراره عجبا * وملكه اللوح والاقلام والنون

والليل والشمس والاعلى وطارقه * فى ذاته والضحى والشرح والتين

www.maktabah.org

اعلم

اعلم أيها الولي الحميم ان النامن عالم الغيب والجبروت مخرجه مخرج الدال والطاء عدده أربعة وأربعمائة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الاول سنيه قد ذكرت يتميز فى خاصة الخاصة مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل رباعى مؤنس له الذات والصفات له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الصاد اليابسة﴾

فى الصاد نور لقلب بات يرقبه * عند المنام وستر السهد يحجبه
فنم فانك تلقى نور سجدته * بين صدرك والاسرار ترقبه
فذلك النور نور الشكر فارتقب الـ * مشكور فهو على العادات يعقبه

اعلم أيها الصفى الكريم ان الصاد من عالم الغيب والجبروت مخرجه مما بين طرف اللسان وفويق الثنايا السفلى عدده ستون عندنا وتسعون عند أهل الانوار بسائطه الالف والدال والهمزة واللام والفاء فلكه الاول سنيه قد ذكرت يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة له أول الطريق مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة والرطوبة عنصره الهواء يوجد عنه مايشاكل طبعه حركته ممتزجة مجهولة له الاعراف خالص كامل مثنى مؤنس له من الحروف الالف والدال ومن الاسماء كما تقدم ثم اعلم انى جعلت سر هذا الصاد اليابسة لاينال الا فى النوم المعلوم فى مائلته ولا أعطانيه الحق تعالى الا فى المنام فلهذا سكتت عليه بذلك وليست حقيقته ذلك والله يعطيه فى النوم واليقظة ولما وقفت عنده بالتقييد جعلت بعض الاصحاب يقرأ على أسرار الحروف لاصلح ما اختل منها عند التقييد لسرعة القلم فلما وصل بالقراءة الى هذا الحرف قلت لهم ما اتفق لى فيه وان النوم ليس لازما فى نيله لكن هكذا أخذته فوصفت حالى وانفض الجمع فلما كان من الغد من يوم السبت قعدنا على سبيل العادة فى المجلس بالمسجد الحرام تجاه الركن اليمانى من الكعبة المعظمة وكان يحضر عندنا الشيخ الفقيه المجاور أبو يحيى بكر بن أبى عبد الله الهاشمى التونسى الطرابلسى رحمه الله فجاء على عادته فلما فرغنا من القراءة قال لى رأيت البارحة فى النوم كأنى قاعد وأنت أمامى مستلق على ظهرك تذكر الصاد فأنشدتك مرتجلا

الصاد حرف شريف * والصاد فى الصاد أصدق

فقلت لى فى النوم ما دليلك فقلت

لانها شكل دور * وما فى الدور أسبق

ثم استيقظت . وحكى لى فى هذه الرؤيا انى فرحت بجوابه فلما أكمل ذكره فرحت بهذه المبشرة التى رآها فى حق وبهيئة الاضطجاع وذلك رقاد الانبياء عليهم السلام وهى حالة المستريح الفارغ من شغله والمتأهب لما يرد عليه من أخبار السماء بالمقابلة فاعلم ان الصاد حرف من حروف الصدق والصون والصورة وهو كرى الشكل قابل لجميع الاشكال فيه أسرار عجيبة فتعجبت من كشفه فى نومه قرت عينه على حالتى التى ذكرتها للاصحاب بالامس فى المجلس ففسرنا له ذلك وان له عندنا الزلفى وحسن مآب حرف شريف عظيم أقسم عند ذكره بمقام جوامع الكلم وهو المشهد المحمدى فى أوج الشرف بلسان التمجيد وتضمنت هذه السورة من أوصاف الانبياء عليهم السلام ومن أسرار العالم كله الخفية عجائب وآيات وهذه الرؤيا فيها من الاسرار على حسب ما فى هذه السورة من الاسرار فهى تدل على خير كثير جسيم يناله الرائى ومن ريئت له وكل من شوهد فيها من الله تعالى ويحصل لهم ما من بركات الانبياء عليهم السلام المذكورين فى هذه السورة ويلحق الاعداء من الكفار ما فى هذه السورة من البؤس لا من المؤمنين نسأل الله لنا ولهم العافية فى الدنيا والآخرة فهذه بشرى حصلت واسرار أرسلها الحق الينا على يد هذا الرائى وذكر لى الرائى صاحبنا أبو يحيى انه لما استيقظ نم على البيتين اللذين أنشدهما لى فى النوم فرأيضا فسألته أن يرسل الى به حتى أقيده فى كتابى هذا عقيب هذه

www.maktabah.org

الرؤيا وفى هذا الحرف فان ذلك القريض من امداد هذه الحقيقة الروحانية التى رآها فى النوم فأردت أن لا أفصل بينهما فبعث معه صاحبنا أبا عبد الله محمد بن خالد الصوفى التلمسانى فجاءنى بها وهى هذه

الصاد حرف شريف * والصاد فى الصاد أصدق
قل ما الدليل أجده * فى داخل القلب ملصق
لأنها شكل دور * وما من الدور أسبق
ودل هذا بأنى * على الطريق موفق
حققت فى الله قصدى * والحق بقصدى أحق
ان كان فى البحر عمق * فساحل القلب أعمق
ان ضاق قلبك عنى * فقلب غيرك أضيق
دع الفروية واقبل * من صادق يتصدق
ولا تخالف فتشقى * فالقلب عندى معلق
أفتحه أشرحه وافعل * فعل الذى قد تحقق
الى متى قامى القلب باب قلبك مغلق
وفعل غيرك صاف * ووجه فعلك أزرق
انا رفقنا فرفقا * فالرفق فى الرفق أرفق
فان أبيت كسونا * ك ثوب لطف معتق
ولا تكن كجرير * اذ ظل يهجو الفرزدق
والمبح بمدحى فمدحى * من مشرق الشمس أشرق
انا الوجود بذاتى * ولى الوجود المحقق
من غير قيد كعلمى * على الحقيقة مطلق
فهل ترى الشاه يوما * يكيدها فرد بيدق
من قال فى برأى * فقائل الرأى أحمق
ان ظل يهدى لوهم * رأيته يتشدق
وكل من قال قولا * فالذكر من ذاك أصدق
أنا المهيمن ذو العر * ش لا أبيد وأخلق
بعثت للخلق رسلى * وجاء أحمد بالحق
فقام فى بصدق * وحين أرعد أبرق
مجاهدا فى الاعادى * وناصحا ما تفتق
لولم أغثهم بهدى * أغرقت من ليس يغرق
ان السموات والار * ض من عذابى تفرق
وان أطعتم فانى * ألم ما يتفرق
واجمع الكل فى الخلد * فى حدائق تعبق
كل القلوب على ذا * وانتى الله أصدق
ففهمت من حال نومى * وراحتاى تصفق

www.maktabah.org

ومن

﴿ومن ذلك حرف الزاى﴾

فى الزاى سرّ اذا حققت معناه * كانت حقائق روح الامر مغناه
اذا تجلى الى قلب بحكمته * عند الفناء عن التنزيه أغناه
فليس فى أحرف الذات التنزيهة من * يحقق العلم أو يدريه الا هو

اعلم أيدك الله بروح الأزل ان الزاى من عالم الشهادة والجبروت والقهر مخرجه مخرج الصاد والسين عدده سبعة بسائطه الالف والياء والهمزة واللام والفاء فلكه الفلك الاول سنى حركته تقدم ذكرها يتميز فى خلاصة خاصة الخاصة له الغاية [illegible] له سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركـ[illegible] والاحوال والكرامات خالص ناقص مقدس مثنى مؤنس له من الحروف الالف [illegible] كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف السين المهملة﴾

فى سين أسرار الوجود الاربع * وله التحقق والمقام الارفع
من عالم الغيب الذى ظهرت به * آثار كون شمسها تتبرقع

اعلم ان السين من عالم الغيب والجبروت واللطف مخرجه مخرج الصاد والزاى عدده عند أهل الانوار ستون وستة وعندنا ثلاثمائة وثلاثة بسائطه الياء والنون والالف والهمزة والواو فلكه الاول سنيه مذكورة يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة وخلاصة خاصة الخاصة وصفاء خلاصة خاصة الخاصة له الغاية مرتبته الخامسة ظهور سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الاعراف [illegible] كامل مثنى مؤنس له من الحروف الياء والنون ومن الاسماء الالهية كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الظاء المعجمة﴾

فى الظاء ستة أسرار مكتمة * خفية ما لها فى الخلق تعيين
الا مجازا اذا جادت بفاضلها * يرى لها فى ظهور العين تحسين
يرجو الاله ويخشى عدله واذا * ما غاب عن كونه لم يبد تكوين

اعلم أيها العاقل ان الظاء من عالم الشهادة والجبروت والقهر مخرجه ما بين طرفى اللسان واطراف الثنايا عدد ثمانية وثمانمائة عندنا وعند أهل الانوار تسعمائة بسائطه الالف واللام والهمزة والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الاول سنيه مذكورة يتميز فى خلاصة خاصة الخاصة له غاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبع دائرته بارد رطب وقائمته حارة رطبة فله الحرارة والبرودة والرطوبة عنصره الاعظم الماء والاقل الهواء يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات ممتزج كامل مثنى مؤنس له الذات له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الذال المعجمة﴾

الذال ينزل أحيانا على جسدى * كرها وينزل أحيانا على خلدى
طوعا ويعدم من هذا وذاك فما * يرى له أثر الزلفى على أحد
هو الامام الذى ما مثله أحد * تدعو أسماؤه بالواحد الصمد

اعلم أيها الامام ان الذال من عالم الشهادة والجبروت والقهر مخرجه مخرج الظاء عدده سبعمائة وسبعة بسائطه الالف واللام والهمزة والفاء والميم فلكه الاول سنى حركته مذكورة يتميز فى العامة له وسط الطريق مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة والرطوبة عنصره الهواء يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته معوجة ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل مقدس مثنى مؤنس له الذات وله من

www.maktubah.org

الحروف الالف واللام ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الثاء بالثلاثة﴾

الثاء ذاتيــة الاوصاف عاليــة * فى الوصف والفعل والافلام توجدها
فان تجلت بسر الذات واحـــدة * يوم البداية صار الخلق يعبدها
وان تجلت بسر الوصف ثانيــة * يوم التوسط صار الحق يحمدها
وان تجلت بسر الفعل ثالثــة * يوم الثلاثا صار الكون يسعدها

اعلم ايها السيدان الثاء من عالم الغيب والجبروت واللطف مخرجه بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزى خاصة الخاصة له نهاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجبال عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والصفات والافعال له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما

والذال عدده خمسة وخمسمائة سنيه مذكورة تميز فى خلاصة يبوسة عنصره التراب يوجد كامل مربع مؤنس له الذات

﴿ومن ذلك حرف الفاء﴾

الفاء من عين التحقيق فاذكر * وانظر الى سرها يأتى على قدر
لهامع الياء مزج فى الوجود فما * تنفك بالمزج عن حق وعن بشر
فان قضت وصال الياء دان لها * من اوجه عالم الارواح والصور

اعلم ايدابه القلب الاهى ان الفاء من عالم الشهادة والجبروت والغيب واللطف مخرجه من باطن الشفة السفلى واطراف الثنايا العليا عدده ثمانون وثمانية بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والياء له الفلك الاول سنيه قد ذكرت تميز فى الخلاصة له غاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبع رأسه الحرارة والرطوبة وبقية جسده بارد رطب فطبعه الحرارة والبرودة والرطوبة عنصره الاعظم الماء والاقل الهواء يوجد عنه مايشاكل طبعه حركته ممتزجة له الحقائق والمقامات والمنازلات عند أهل الاسرار وله الخلق والاحوال والكرامات عند أهل الانوار ممتزج كامل مفرد مثنى مؤنس موحش له الذات له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الباء بواحدة﴾

الباء للعارف الشبلى معتبر * وفى نقيطتها للقلب مدكر
سر العبودية العلياء مازجها * لذاك ناب مناب الحق فاعتبروا
الم تحذف من بسم حقيقته * لانه بدل منــــه فذا وزر

اعلم ايها الولى المتعالى ان الباء من عالم الملك والشهادة والقهر مخرجه من الشفتين عدده اثنان بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزى فلكه الاول له الحركة المذكورة تميز فى عين صفاء الخلاصة وفى خاصة الخاصة له بداية الطريق وغايته مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشاكل طبعه حركته ممتزجة له الحقائق والمقامات والمنازلات خالص كامل مربع مؤنس له الذات ومن الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الميم﴾

الميم كالنون ان حققت سرهما * فى غاية الكون عينا والبدايات
والنون للحق والميم الكريم له * بدء لبـــده وغايات لغايات
فبرزخ النون روح فى معارفه * وبرزخ الميم رب فى البريات

اعلم

www.maktabah.org

اعلم أيد الله المؤمن ان الميم من عالم الملك والشهادة والقهر مخرجه مخرج الباء عدده أربعة وأربعون بسائطه الياء والالف والهمزة فلكه الاول سفيه ذكرت يتميز فى الخاصة والخلاصة وصفاء الخلاصة له الغاية مرتبته الثالثة ظهور سلطانه فى الانسان طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه مايشاكل طبعه له الاعراف خالص كامل مقدس مفرد مؤنس له من الحروف الباء ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الواو﴾

واوايك أقدس ＊ من وجودى وأنفس
فهو روح مكمل ＊ وهو سر مسدس
حيث مالاح عينه ＊ فيثل بيت مقدس
بينه السدرة العلية فينا المؤسس

الواو من عالم الملك والشهادة والقهر مخرجه من الشفتين عدده ستة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء فلكه الاول سفيه مذكورة يتميز فى خاصة الخاصة وفى الخلاصة له غاية الطريق مرتبته الرابعة سلطانه فى الجن طبعه الحرارة والرطوبة عنصره الهواء يوجد عنه مايشاكل طبعه حركته ممتزجة له الاعراق خالص ناقص مقدس مفرد موحش له من الحروف الالف ومن الاسماء كما تقدم فهذه حروف المعجم قد كملت بذكر ماجعلنا من الاشارات والتنبيهات لاهل الكشف والخلوات والاطلاع على اسرار الموجودات فاذا أردت أن يسهل عليك مأخذها من باب العبارة عنها فاعلم اشتراكها فى افلاك البسائط تعلم حقائق الاسماء المدة لها فالالف قد تقدم الكلام فيها وكذلك الهمزة تدخل مع الالف والواو والياء المعتلتين تخرجنا أيضا عن حكم الحروف بهذا الحد فالجيم والزاى واللام والميم والنون بسائطها مختلفة والدال والذال متماثلة والصاد والضاد متماثلة والعين والغين والسين والشين متماثلة والواو والكاف والقاف متماثلة والباء والهاء والحاء والطاء والياء والفاء والراء والتاء والثاء والخاء والظاء متماثلة البسائط أيضا وكل متماثل البسائط متماثل الاسماء فاعلم وكنا ذكرنا أن نذكر لام ألف عقيب الحروف الذى هو نظير الجوزهر فنذكره فى الرقم مفردا عن الحروف فانه حرف زائد مركب من ألف ولام ومن همزة ولام .

﴿ذكر لام ألف وألف اللام﴾

ألف اللام ولام الالف ＊ نهر طالوت فلاتعترف
واشرب النهر الى آخره ＊ وعن النهمة لاتنحرف
ولتقم مادمت ريانا فان ＊ ظمئت نفسك قم فانصرف
واعلم ان الله قد أرسله ＊ نهر بلوى لفؤاد المشرف
فاصطبر بالله واحذره فقد ＊ يخذل العبد اذا لم يقف

﴿معرفة لام ألف لا﴾

تعانق الالف العلام واللام ＊ مثل الحبيبين فالاعوام احلام
والتفت الساق بالساق التى عظمت ＊ بخافى منهما فى اللف اعلام
ان الفؤاد اذا معناه عانقه ＊ بدا له فيه ايجاد واعدام

اعلم انه لما اصطحب الالف واللام صحب كل واحد منهما ميل وهو الهوى والغرض والميل لايكون الاعن حركة شوقية فحركة اللام حركة ذاتية وحركة الالف حركة عرضية فظهر سلطان اللام على الالف لاحداث الحركة فيه فكانت اللام فى هذا الباب أقوى من الالف لانها أعشق فهمتها أكمل وجودا وأتم فعلا والالف أقل عشقا همتها أقل تعلقا باللام فلم تستطع أن تقيم أودها فصاحب الهمة له الفعل بالضرورة عند المحققين هذا حظ الصوفى ومقامه ولا يقدر

www.maktabah.org

يجاوزه الى غيره ... الحققين فمعرفة المحقق فوق ذلك وذلك ان الالف ليس ميله من جهة فعل اللام فيه بهمته رائماميله نزوله الى اللام بالالطاف ثم تمكن عشق للام فيه الا نراه قد لوى ساقه بقائمة الالف وانعطف عليه حذرا من الفوت فميل الالف اليه نزول كنزول الحق الى السماء الدنيا وهم أهل الليل فى الثلث الباقى وميل اللام معلوم عندهما معلول مضطر لا اختلاف عند نافيه الا من جهة الباعث خاصة فالصوفى يجعل ميل اللام ميل الواجدين والمتواجدين لتحققه عندهم بمقام العشق والتعشق وحاله وميل الالف ميل التواصل والاتحاد ولهذا اشتبها فى الشكل هكذا فأيهما جعلت الالف أواللام قبل ذلك الجعل ولذلك اختلف فيه أهل اللسان أين يجعلون حركة اللام أوالهمزة التى تكون على الالف فطائفة راعت اللفظ فقالت ان الاسبق والالف بعد وطائفة راعت الخط فبأى خط ابتدأ المخطط فهو اللام والثانى هو الالف وهذا كله تعطيه حالة العشق والصدق فى العشق يورث التوجه فى طلب المعشوق وصدق التوجه يورث الوصال من المعشوق الى العاشق والمحقق يقول باعث الميل المعرفة عندهما وكل واحد على حسب حقيقته وأما نحن ومن رقى معنا فى معالى درج التحقيق الذى مافوقه درج فلسنا نقول بقولهما ولكن لنا فى المسئلة تفصيل وذلك أن نلحظ فى أى حضرة اجتمعا فان العشق حضرة جزئية من جملة الحضرات فقول الصوفى حق والمعرفة حضرة أيضا كذلك فقول المحقق حق ولكن كل واحد منهما قاصر عن التحقيق فى هذه المسئلة ناظر بعين واحدة ونحن نقول أول حضرة اجتمعا فيها حضرة الايجاد وهى لا الاه ال لا ال لاه فهذه حضرة الخلق والخالق وظهرت كلمة لا فى النفى مرتين وفى الاثبات مرتين فلا لا لا والاه للاه فميل الوجود المطلق الذى هو الالف فى هذه الحضرة الى الايجاد وميل الموجود المقيد الذى هو اللام الى الايجاد عند الايجاد ولذلك خرج على الصورة فكل حقيقة منهما مطلقة فى منزلتها فافهم ان كنت تفهم والافالزم الخلوة وعلق الهمة بالله الرحمن حتى تعلم فاذا تقيد بعد ماتعين وجوده وظهر اعينه عينه فانه

للحق حق وللانسان انسان * عند الوجود وللقرآن قرآن

وللعيان عيان فى الشهود كما * عند مناجاة للآذان آذان

فانظر الينا بعين الجمع تحظ بنا * فى الفرق فالزمه فالقرآن فرقان

فلابد من صفة تقوم به ويكون بها يقابل مثلها أوضدها من الحضرة الالهية وإنما قلت الضد ولم نقتصر على المثل الذى هو الحق الصدق رغبة فى اصلاح قلب الصوفى والحاصل فى أول درجات التحقيق فشر بهما هذا ولا يعرفان مافوقه ولا مانومى اليه حتى يأخذ الله بأيديهما ويشهدهما ما أشهدناه وسأذكر طرفا من ذلك فى الفصل الثالث من هذا الباب فاطلب عليه هناك ان شاء الله تعالى فاغطس فى بحر القرآن العزيز ان كنت واسع النفس والا فاقتصر على مطالعة كتب المفسرين لظاهره ولاتغطس فتهلك فان بحر القرآن عميق ولولا الغاطس مايقصد منه المواضع القريبة من الساحل ماخرج لكم أبدا فالانبياء والورثة الحفظة هم الذين يقصدون هذه المواضع رحمة بالعالم وأما الواقفون الذين وصلوا ومسكوا ولم يردوا ولا تنتفع بهم أحد ولا تنفعوا بأحد فقصدوا بل قصد بهم ثبج البحر فغطسوا الى الابد لا يخرجون يرحم الله العبادانى شيخ سهل بن عبد الله التسترى حيث قال لسهل الى الابد حين قال له سهل أيسجد القلب فقال الشيخ الى الابد بل صلى الله على رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قيل له صلى الله عليه وسلم فى دخول العمرة فى الحج ألعامنا هذا أم للابد فقال صلى الله عليه وسلم بل لابد الابد فهى روحانية باقية فى دار الخلد يجدها أهل الجنان فى كل سنة مقدرة فيقولون لم ماهذا فيجابون العمرة فى الحج روح ونعيم ووارد نزيه شريف تشرق به أسارير الوجوه وتزيد به حسنا وجمالا فاذا غطست وفقك الله فى بحر القرآن فاطلب وابحث على صدفتى هاتين الياقوتين الالف واللام وصدفتهما هى الكلمة أو الآية التى تحملهما فان كانت كلمة فعلية على طبقاتها نسبتهما من ذلك المقام وان كانت كلمة أسمائية على طبقاتها نسبتهما من ذلك المقام وان كانت كلمة ذاتية نسبتهما من ذلك كما أشار عليه السلام وان لم تكن فى الحرف أعوذ برضاك من سخطك برضاك ميل الالف من سخطك ميل اللام كلمة أسمائية وبمعافاتك ميل الالف من عقوبتك ميل اللام فمة

فعلية

فعليه و بك ميل الالف منك ميل اللام كلمة ذاتية فانظر ما أعجب سر النبوة و ما أعلاه و أ ذو ... ما ...
فمن تكلم على حرف لام ألف من غير أن ينظر فى الحضرة التى هو فيها فليس بكامل جهات لا يستوى أبدا
لا خوف عليهم ولام ألف ولا هم يحزنون كالايستوى لام ألف لا التى للنفى ولام ألف التى للايجاب كالا ...
لام ألف النفى ولام ألف النفى والتبرئة ولام ألف النهى فترفع بالنفى وتنصب بالتبرئة وتجزم بالنهى ...
لام التعريف والالف التى من أصل الكلمة مثل قوله الاعراف والادبار والابصار والاقدام كما ... لام
ألف لام التوكيد والالف الاصلية مثل قوله تعالى لاوضعوا ولاتم فتحقق ما ذكرناه لك وافهم الفلك ...
رقدتها وحل لامك من عقدتها وفى عقد اللام بالالف ... لا يظهر ولا أقدر على بسط العبارة فى مقامات
ألف كما وردت فى القرآن الا لو كان السامع يسمعه منى كما يسمعه من الذى أنزل عليه لو عبرعنه ومع هذا فالغرض
... الكتاب الايجاز وقد طال الباب واتسع الكلام فيه على طريق الاجمال لكثرة المراتب وكثرة الوجوه ... لم نذ
فى هذا الباب معرفة المناسبة التى بين الحروف حتى يصح اتصال بعضها مع بعض ولا ذكرنا اجتماع حرفين ... الا ...
ألف ... من جهة ... رهذا الباب يتضمن ثلاثة آلاف مسئلة وخمسمائة مسئلة وأربعين مسئلة على هذا الاتصال ...
بوجه ما ... شكل اتصال على بعضه وتحت كل مسئلة من هذه المسائل مسائل تتشعب كثيرة فان كل حرف يصطحب مع
جميع ... من جهة رفعه ونصبه وخفضه وسكونه وذاته وحروف العلة الثلاثة فمن أراد أن يتشفى منها فليطالع
تفسير القرآن الذى ... الجمع والتفصيل وسنوفى الغرض فى هذه الحروف ان شاء الله فى كتاب المبادى والغايات
له ... هذه الاشارة فى لام ألف والحمد لله المفضل

﴿معرفة ألف اللام آل﴾

الف اللام ... رقاب الذوات ✱ ولاحياء العظام النخرات
تنظم الشمل اذا ما ظهرت ✱ بمحياها وما تبقى شتات
وتفى بالعهد ... قاولها ✱ حال تعظيم وجود الحضرات

... الف ... لهاو نقش شكلها وابراز أسرارها وفنائها عن اسمها ورسمها تظهر فى حضرة الجنس والعهد
التعريف والتعظيم وذلك لما كان الالف حظ الحق واللام حظ الانسان صار الالف واللام للجنس فاذا
ذكرت الالف واللام ... كرت جميع الكون ومكونه فان فنيت عن الحق بالخليقة وذكرت الالف واللام كان الالف
واللام للحق والخلق ... هذا هو الجنس عندنا فقائمة اللام للحق تعالى ونصف دائرة اللام المحسوس الذى يبقى بعد
ما ... هذه الالف ... وشكل النون للخلق ونصف الدائرة الروحانى الغائب للملكوت والالف التى ... نقطة الدائرة
... وهو كن وهذا كلها أنواع وفصول للجنس الاعم الذى ما فوقه جنس وهو حقيقة الحقائق التابعة القديمة فى القديم
... والمحدثة فى المحدث لا فى ذاتها وهى بالنظر اليها لا موجودة ولا معدومة واذا لم تكن موجودة ... تتصف
... بالحدوث ... ما فى ذكرها فى الباب السادس من هذا الكتاب ولها ما شا كلها من جهة فيه لها الصور لا من
جهة قبولها للحدوث والقدم فان الذى يشبهها موجود وكل موجود اما محدث وهو الخلق واما محدث اسم فاعل وهو
الخالق ... كانت تقبل القدم والحدوث كان الحق يتجلى لعباده على ما شاءه من صفاته ولهذا سبب ... قوم فى
الدار الآخرة لانه تعالى تجلى لهم فى غير الصورة والصفة التى عرفوها منه وقد تقدم طرف منه فى الباب الاول من هذا
الكتاب ... يتجلى للعارفين على قلوبهم وعلى ذواتهم فى الآخرة ... وما فهذا وجه من وجوه الشبه وعلى التحقيق الذى
لا خفاء ... عندنا ان حقائق ... المتجلية للمصنفين فى الدارين لمن عقل أو فهم من الله ... فى الدنيا ... ابصار
... سبحانه ... عن عجز العباد عن درك كنهه فقال لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو
اللطيف الخبير لطف بعباده بتجليه لهم على قدر طاقتهم ... بضعفهم ... حل تجليه الاقدس ... لا طاقة ... الاوهى
طاقة للمحدث على حمل ... القديم كالاطلاع ... يحمل ... سواء وردت ... أو ورد

www.maktabah.org

... يبقى ما الأثر ليشهد ولا يميز فاعرف ما ذكرناه وتحقق وأعلى ما يشبهها من المحدثات الهباء الذي خلق ... منه في التشبيه بها فان النور صورة في الهباء كما ان الهباء صورة فيها وأنزل شبهه من النور بها ... الماء وأنزل منه المعادن وأنزل منه الخشب وأمثاله الى أن تنتهي الى شئ لا يقبل الأصو ... حتى يأتي بابه من هذا الكتاب ان شاء الله فهذه الحقيقة التامة التي تتضمن الحقائق الـ... التي تستحق الالف واللام الحمل عليه بذاتها وكذلك عهدهما يجريان حقيقة بهما على عاملوة فيه الأهد بين الموجودين ... وجودين دخلتا الامر ... بينهما من جهة كل واحد منهما بالنظر الى أمر ثالث كانتا العهد ذلك الامر الثالث الذي يعرفانه ويتلى حقيقتهما الالف لاخذ العهد واللام لمن أ... عليه وكذلك تعريف ... صدق شيأ من جنسه على التعيين ليحصل العلم به عند من يريد المخبر ان يعلمه اياه ... المخصص والمخصص والشئ الذي بسببه ظهرت هاتان الحقيقتان انقلبتا في صورة حقا ... بهما وهذا ... الا ... فان كان الاشتراك في الصفة ... نريد أن نميز الاعظم منهما للمخاطب فنكون عند ذلك للتعظيم في الوصف الذي تدخل فالالف واللام تقبلان كل صورة وحقيقة لانهما موجودان جامعان لجميع الحقائق فأي شئ ... المعرفة التي عندهما منه فقابلاه بها فلا لانهما على الشئ لذاتهما لا انهما اكتسبا من الشئ الذي دخلتا عليه ومثال ذلك أ... في الناس الدينار والدرهم رأيت الرجل أمس أحببت الرجال دون النساء هويت السمان ويكفي هذا القدر ... الجزء السادس والحمد لله

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

بيان بعض الاسباب أعني تفسير الالفاظ التي ذكرت في الحروف ... ومراتب ... وأنس ووحشة وغير ذلك فاعلم أولا ان هذه الحروف لما كانت مثل العالم المكلف الانساني ... التكاليف دون غيره من العالم لقبولها جميع الحقائق كالانسان ... الذين كذلك ... ومقام القطب منازل الحياة القيومية هذا هو المقام الخاص به فانه سار بهمته في جميع العالم كذلك ... وجه روحانيته الى ... كما نحن ولا يدركها غيرا ومن حيث سريانه نفسا من أقصى المخارج الأي ... النفس ... آخر المنافس ويمتد في الهواء الخارج وأنت ساكت وهو الذي يسمى الصدى فتلك قيومية ... لأنا واقفون حيث رقه فان جميع الحروف تنحل اليه وتتركب منه ولا ينحل هو اليها كما ينحل هو أيضا الى ... وهي النقطة ... وان كان الواحد لا ينحل فقد عرفناك ما لاجله كان الالف قطبا وهكذا تعمل فيما نذكره ... هذا ... أن تعرف حقيقته والامامان الواو والياء المعتلتان اللذان هما حرفا المد واللين لا الصحيحتان (والاوتاد) أربعة الالف والواو والياء والنون الذين هم علامات الاعراب (والابدال) سبعة الا... والواو والياء والنون وتاء الضمير وكافه وهاؤه، فالالف ألف رجلان والواو واو العمرون والياء ياء العمرين والنون نون يفعلون وسر النسبة بينها وبينهم في مرتبة الابدال كما بيناه في القطب ان الشخص اذا غاب من ... تركت بدلا لها فقال المتكلم قام زيد فنابت بنفسها مناب الحروف التي هي اسم هذا الشخص المخبر عنه ولو كان الاسم مركبا من ألف حرف ناب الضمير مناب تلك الحروف لقوة حروف الضمائر وتمكنها واتساع فلكها فلو سميت رجلا ... لعلياء فالسند فقد نابت التاء أو الـ... والهاء مناب جملة هذه الحروف في الدلالة وتركته بدلها أو جاءت بدلا منه كيفما ... وانما صح هذا ... السكون ... لا يعلمه من هي بدل منه وهو بدل عنها فلهذا استحقت هي وأخواتها مقام الابدال و... من أين علم هذا موقوف على الكشف فابحث عليه بالخلوة والذكر والهمة واياك أن تتوهم تكرار هذه الحروف ... المقامات انها من احد له وجوه انما هي مثل الاشخاص ... فليس زيد ... هو عين أخيه زيد ... الثاني وان كانا قد ... الانسانية والدهر ... بالضرورة نعلم ان الاخ الواحد ليس

www.maktabah.org

هين

عين الاخ الثانى فكما يفرق البصر بينهما والعلم كذلك يفرق العلم بينهما فى الحروف عند أهل الكشف من جهة الكشف وعند النازلين عن هذه الدرجة من جهة المقام التى هى بدل عن حروفه ويزيد صاحب الكشف على اهل العلم من جهة المقام بأمر آخر لا يعرفه صاحب علم المقام المذكور وهو مثلا قلت اذا كررته بدلا من اسم بعينه فتقول لشخص بعينه قلت كذا وقلت كذا فالتاء عند صاحب الكشف التى فى قلت الاول غير التاء التى فى قلت الثانى لان عين المخاطب تتجدد فى كل نفس بل هم فى لبس من خلق جديد فهذا شأن الحق فى العالم مع أحدية الجوهر وكذلك الحركة الروحانية التى عنها أوجد الحق تعالى التاء الاولى غير الحركة التى أوجد عنها التاء الاخرى بالغا ما بلغت فيختلف معناها بالضرورة فصاحب علم المقام يتفطن لاختلاف علم المعنى ولا يتفطن لاختلاف التاء وأى حرف ضميرا كان أو غير ضمير فانه صاحب رقم ولفظ لا غير كما تقول الاشاعرة فى الأعراض سواء فالناس مجمعون معهم على ذلك فى الحركة خاصة ولا يصلون الى علم ذلك فى غير الحركة فلهذا أنكروه ولم يقولوا به ونسبوا القائل بذلك الى الهوس وانكار الحس وجهلوا ان ذلك لضعف عقولهم وفساد محل نظرهم وقصورهم عن التصرف فى المعانى فلو حصل لهم الادراك ... حقيقة من معدنه لانسحبت تلك الحقيقة على جميع الاعراض حكما عاما لا يختص بعرض دون عرض وان اختلفت أجناس الاعراض فلا بد من حقيقة جامعة وحقيقة فاصلة وهكذا هذه المسئلة التى ذكرناها فى حق من قال بها وفى حق من أنكره فليس المطلوب عند المحققين من الصور المحسوسة لفظا ورقما وانما المطلوب المعانى التى تضمنها هذا الرقم أو هذا اللفظ وحقيقة اللفظة والمرقوم عينها فان الناظر فى الصور انما هو روحانى فلا يقدر أن يخرج عن جنسه فلا يحجب بأن ترى الميت لا يطلب الخبز لعدم السر الروحانى منه وتطلبه الحى لوجود الروح فيه فتقول تراه يطلب غير جنسه فان ان فى الخبز الماء وجميع المطاعم والمشارب والملابس والمجالس أرواحا لطيفة غريبة هى ... تسبح بحمد موجدها وعلومها منزلة من حضرة مشاهدة خالقه وتلك الارواح امانة عندهذه الصور المحسوسة يؤديها الى ... فى الشبح ألا ترى الى بعضهم كيف ... امانته اليه ان نحو سر الحياة فاذا أدى اليه امانته ... الذى ... فيسمى قيئا وقد ... من طريق آخر فيسمى عذرة وبولا فما أعطاه الا ... الاول ... الى ... الى الروح وبقى باسم آخر يطلبه من أجله صاحب الخضروات والمدبر من أسباب الاستحالات هكذا يتقلب فى اطوار الوجود فيعرى ويكتسى ويدور بدور الاكرة كالدولاب الى ان يشاء الله العليم الحكيم فالروح ... فى ... هذه المحسوسات انه يا من مطلوبه فيها فهى فى منزل محبوبه

أمر على الديار ديار سلمى ✽ أقبل ذا الجدار وذا الجدارا

وما حب الديار مضى بقلبى ✽ ولكن حب من سكن الديارا

وقال أبو اسحق الزوالى رحمه الله

يادار ان غزالا فيك تيمنى ✽ لله درك ما تحويه يادار

لو كنت أشكو اليها حب ساكنها ✽ اذن رأيت بناء الدار ينهار

فافهم افهمنا الله واياكم سرائر كلمه واطلعنا واياكم على خفيات غيوب حكمه أما قولنا الذى ذكرناه بعد كل حرف فأريد ان أبينه لكم حتى تعرفوا منه ما لا ينفركم عما لا تعلمون فأقل درجات الطريق التسليم فيما لا تعلمه وأعلاه القطع بصدقه وما عدا هذين المقامين حرمان كما ان المتصف بهذين المقامين سعيد قال أبو يزيد البسطامى لابى موسى يا أبا موسى اذا لقيت مؤمنا بكلام أهل هذه الطريقة قل له يدعو لك فانه مجاب الدعوة وقال رويم من قعد مع الصوفية وخالفهم فى شئ مما يتحققون به نزع الله نور الايمان من قلبه (شرح) ✽ ان ذلك قولنا حرف كذا باسمه كما سقته هو من عالم الغيب فعين العالم على بعض تقاسيمه على قسمين بالنظر الى حقيقة ما معلومة عندنا ✽ قسم يسمى عالم الغيب ✽ ... ما غاب عن الحس ولم تجر العادة ان يدرك الحس له وهو من الحروف السين والصاد والكاف والخاء المعجمة والتاء باثنتين من فوق والفاء والشين والهاء والثاء بالثلاث والحاء وهى حروف الرحمة والانذار

www.maktabah.org

والرأفة والحنان والسكينة والوقار والنزول والتواضع وفيهم نزلت هذه الآية وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض
هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما وفيهم نزل أيضا على الرقيقة المحمدية التي تمتد اليهم منه من كونه زنجى جوامع
الكلم أتى اليهم أنهار سول لهم فقال تعالى والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس وفيهم وقلوبهم وجلة وفيهم والذين هم
فى صلاتهم خاشعون وفيهم وخشعت الاصوات للرحمن وهذا القبيل من الحروف هو أيضا الذى نقول فيه انه من اللطف
لما ذكرناه فهذا من جملة المعانى التى نطلق عليه منه عالم الغيب واللطف ﴿والقسم الآخر يسمى عالم الشهادة والقهر﴾ وهو
كل عالم من عالمى الحروف جرت العادة عندهم ان يدركوه بحواسهم وهو مابقى من الحروف وفيهم قوا الى فاصابع
بما تؤمر وقوله تعالى واغلظ عليهم وقوله وأجلب عليهم بخيلك ورجلك فهذا عالم الملك والسلطان والقهر
والشدة والجهاد والمصادمة والمقارعة ومن روحانية هذه الحروف يكون اصحاب الوحى الغت والغط وصلصلة
الجرس ورشح الجبين ولهم يا أيها المزمل ويا أيها المدثر كما انه فى حروف عالم الغيب نزل به الروح الامين على قلبك
لا تحرك به لسانك لتعجل به ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى اليك وحيه وقل رب زدنى علما ✽ واما قولنا والملك
والجبروت أو الملكوت فقد تقدم ذكره فى أول هذا الباب عند قولنا ذكر مراتب الحروف ✽ واما قولنا مخرجه كذا
فمعلوم عند القراء وفائدته عندنا ان تعرف أولا كم فان الفلك الذى جعله الله سبب الوجود حرف ما ليس هو الفلك
الذى وجد عنه حرف غيره وان توحد الفلك فليست الدورة واحدة بالنظر الى تقدير ما نفرضه أنت فى شئ نقطة
حقيقته ذاتها الفرض ويكون فى الفلك أمر يتميز عندك عن نفس الفلك تجعله علامة فى موضع الفرض وترصده فاذا
عادت العلامة الى حد الفرض الاول فقد انتهت الدورة وابتدأت أخرى قال عليه السلام ان الزمان قد استدار كهيئته
يوم خلقه الله وسيأتى بيان هذا الحديث فى الباب الحادى عشر من هذا الكتاب ✽ وأما قولنا عدده كذا وكذا
أو كذا ادون كذا فهو الذى يسميه بعض الناس الجزم الكبير والجزم الصغير وقد يسمونه الجمل عوضا من الجزم وله
ترتيب فأفلاك الدرارى وفى أفلاك البروج وأسماؤها معلومة عند الناس فيجعلون الجزم الكبير افلاك البروج
ويطرحون ما اجتمع من العدد ثمانية وعشرين ثمانية وعشرين والجزم الصغير لافلاك الدرارى ويطرح عدده
تسعة تسعة والطريقة ليس هذا الكتاب موضعها وعلم ليس هو مطلوبنا وفائدة الاعداد عندنا فى طريقنا الذى نكمل به
سعادتنا ان السالك والمريد اذا أخذ حرفا من هذه أضاف الجزم الصغير الى الجزم الكبير مثل ان يضيف الى القاف الذى
هو مائة بالكبير وواحد بالصغير فيجعل أبدا عدد الجزم الصغير وهو من واحد الى تسعة فيرده الى ذاته فان كان واحدا
الذى هو حرف الالف بالجزمين والقاف والشين والياء عندنا وعند غيرنا بدل الشين الغين المعجمة بالجزم
الصغير فيجعل ذلك الواحد لطيفته المطلوبة منه باى جزم كان فان كان الالف حتى الى الطاء التى هى بسائط الاعداد
فهى مشتركة بين الكبير والصغير فى الجزمين فمن حيث كونها للجزم الصغير ردها اليك ومن حيث كونها للجزم
الكبير ردها الى الواردات المطلوبة لك فتطلب فى الالف التى هى الواحد وياء العشرة وقاف المائة وشين الالف
أحديته على الآلاف وتمت مراتب العدد وانتهى المحيط ورجع الدور على بدئه فليس الا أربع نقط شرق وغرب
واستواء وحضيض أربعة أرباع والاربعة عدد محيط لانها مجموع البسائط كما ان هذه العشرة مجموع المركبات
العددية وان كان اثنان الذى هو الباء بالجزمين والكاف والراء بالجزم الصغير جعلت الباء منك حالك وقابلت
بها عالم الغيب والشهادة فوقفت على أسرارهما من كونها غيبا وشهادة لا غير وهى الذات والصفات فى الالهيات والعلة
والمعلول فى الطبيعيات لا فى العقليات والشرط والمشروط فى العقليات والشرعيات لا فى الطبيعيات لكن فى
الالهيات وان كان ثلاثة الذى هو الجيم بالجزمين واللام والسين المهملة عند قوم والشين المعجمة عند قوم بالجزم
الصغير جعلت الجيم منك عالمك وقابلت به عالم الملك من كونه ملكا وعالم الجبروت من كونه جبروتا وعالم الملكوت من
كونه ملكوتا وعاينت الجيم من العدد الصغير بجزمه منك وعاينته وفى اللام والسين أو الشين من العدد الكبير
برزخه من المطلوب من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها واقامة ضعف العشرة ان شاء الله فى حسب الاستعداد وأقل درجاته

www.maktabah.org

الذي يشمل العامة العشر المذكور والتضعيف موقوف على الاستعداد وفيه تفاضل رجال الاعمال وكل عالم في طريقه على ذلك وليس غرضنا في هذا الكتاب ما يعطي الله الحروف من الحقائق اذا تحققت بحقائقها وانما غرضنا أن نسوق ما يعطي الله لمن شاء لفظاً وخطاً اذا تحقق بحقائق هذه الحروف وكوشف على أسرارها فاعلم ذلك وان كان أربعة الذي هو الدال بالجزمين والميم والتاء بالصغير جعلت الدال منك قواعدك وقابلت بها الذات والصفات والافعال والروابط وبماقي الدال من العدد بالصغير يبرز عن أسرار قبولك وبما فيه وفي الميم والتاء بالكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل والكمال فيها والاكمل بحسب الاستعداد وان كانت خمسة الذي هو الهاء بالجزمين والنون والثاء بالصغير جعلت الهاء منك مملكتك في مواطن الحروف ومقارعة الابطال وقابلت بها الارواح الخمسة الحيواني والخيالي والفكري والعقلي والقدسي وبماقي الهاء من الصغير تبرز من أسرار قبولك وبما فيه وفي النون والثاء من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل والكامل والاكمل أثر حاصل عن الاستعداد وان كان ستة الذي هو الواو بالجزمين والصاد أو السين على الخلاف والخاء بالصغير جعلت الواو منك جهاتك المعلومة وقابلت بها نفيها عن الحق بوجه واثباتها بوجه وهو علم الصورة وبما في الواو من أسرار القبول بارز بالصغير وبما فيه وفي الصاد أو السين والخاء بالكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي بعلم المكاشف أسرار الاستواء وما يكون من نجوى ثلاثة وهو معكم أينما كنتم وهو الذي في السماء اله وفي الارض اله وكل آية وخبر تثبت له جل وعلا الجهة والتحديد والمقدار والكمال والاكمل فيه على قدر الاستعداد والتأهب وان كان سبعة وهو الزاي بالجزمين والعين والذال بالصغير جعلت الذي منك صفاتك وقابلت بها صفاته وبماقي الزاي من الصغير يبرز من أسرار قبولك وبما فيه وفي العين والذال من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي بعلم المكاشف أسرار المسبعات كلها حيث وقعت والكمال والاكمل فيه على قدر الاستعداد والتأهب وان كان ثمانية الذي هو الحاء بالجزمين والفاء في قول والصاد في قول والضاد في قول والظاء في قول جعلت الحاء منك ذاتك بما فيها وقابلت بها الحضرة الالهية مقابلة الصورة صورة المرآة وبماقي الحاء من الصغير يبرز من أسرار قبولك وبما فيه وفي الفاء والظاء أو الضاد من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي يدرك المكاشف أسرار أبواب الجنة الثمانية وفتحها لمن شاء الله هنا وكل حضرة مثمنة في الوجود والكمال والاكمل بحسب الاستعداد وان كان تسعة وهو الطاء بالجزمين والضاد أو الصاد في قول وفي الشين الظاء أو الغين في قول بالجزم الصغير جعلت الطاء منك مراتبك في الوجود التي أنت عليها في وقت نظرك في هذا التجلي وقابلت بها مراتب الحضرة وهو الابد لها ولك وبماقي الطاء من الصغير يبرز من أسرار القبول وبما فيه وفي الضاد أو الصاد والغين أو الظاء من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي يعلم المكاشف أسرار المنازل والمقامات الروحانية وأسرار الاحدية والكامل والاكمل على حسب الاستعداد فهذا وجه من الوجوه التي سقناعدد الحرف من أجله فاعمل عليه وان كان ثم وجوه أخر فليتك لو عملت على هذا وهو المفتاح الاول ومن هنا تنفتح لك أسرار الاعداد وأرواحها ومنازلها فان العدد سر من أسرار الله في الوجود ظهر في الحضرة الالهية بالقوة فقال صلى الله عليه وسلم ان لله تسعة وتسعين اسما مائة الا واحدا من أحصاها دخل الجنة وقال ان لله سبعين ألف حجاب الى غير ذلك وظهر في العالم بالفعل وانسحبت معه القوة فهو في العالم بالقوة والفعل وغرضنا ان مد الله في العمر وتراخى الاجل ان نضع في خواص العدد موضوعا لم نسبق اليه في علمي نبدي فيه من أسرار الاعداد ما تعطيه حقائقه في الحضرة الالهية وفي العالم والروابط ما تغتبط به الاسرار وتنال به السعادة في دار القرار وأما قولنا بسائطه فلسنا نريد بسائط شكل الحرف مثلا الذي هو ص وانما نريد بسائط اللفظ الذي هو الكلمة الدالة عليه وهو الاسم أو التسمية وهو قولك صاد فبسائط هذه اللفظة نريد وأما بسائط الشكل فليس له بسائط من الحروف ولكن له النقص والتمام والزيادة مثل الراء والزاي نصف النون والواو نصف القاف والكاف أربعة أخماس الطاء وأربعة أسداس الظاء والدال خمسي الطاء والياء ذال ان واللام يزيد على الالف بالنون وعلى النون بالالف وشبه هذا وأما بسائط اشكال الحروف اذا ذلك من

www.maktabah.org

النقط خاصة فعلى قدر نقطه بسائطه وعلى قدر مرتبة الحرف فى العالم من جهة ذاته أو من نعت هو عليه فى الحال على منازل نقطه وافلاكها وبروجها فالافلاك التى عنها وجدت بسائط ذلك الحرف المذكور باجتماعها وحركاتها كلها وجد اللفظ به عندنا وتلك الافلاك تقطع فى فلك أقصى على حسب اتساعها وأما قولنا فلكه وسنى حركة فلكه فنريد به الفلك الذى عنه وجد العضو الذى فيه مخرجه فان الرأس من الانسان أوجده الله تعالى عند حركة مخصوصة من فلك مخصوص من افلاك مخصوصة والعنق عن الفلك الذى يلى هذا الفلك المذكور والصدر عن الفلك الرابع من هذا الفلك الاول المذكور فكل مايوجد فى الرأس من المعانى والارواح والاسرار والحروف والعروق وكل مافى الرأس من هيئة ومعنى عن ذلك الفلك ودورته اثنتا عشرة ألف سنة ودورة فلك العنق ومافيه من هيئة ومعنى والحروف الحلقية من جملتها احدى عشرة ألف سنة ودورة فلك الصدر على حكم ماذكرناه تسع آلاف سنة وطبعه وعنصره ومايوجد عنه راجع الى حقيقة ذلك الفلك وأما قولنا يتميز فى طبقة كذا فاعلموا ان عالم الحروف على طبقات بالنسبة الى الحضرة الالهية والقرب منها مثلنا ونعرف ذلك فيهم بما أذكره لك وذلك ان الحضرة الالهية التى للحروف عندنا فى الشاهد انما هى فى عالم الرقم خط المصحف وفى الكلام التلاوة وان كانت سارية فى الكلام كله تلاوة أو غيرها فهذا ليس هو عشك ان تعرف أن كل لافظ بلفظة الى الآباد أنه قرآن ولكنه فى الوجود بمنزلة حكم الاباحة فى شرعنا وفتح هذا الباب يؤدى الى تطويل عظيم فان مجاله رحب فعدلنا الى أمر جزئى من وجه صغر فلكه المرقوم وهو المكتوب والملفوظ به خاصة واعلم ان الامور عندنا من باب الكشف اذا ظهر منها فى الوجود ماظهر ان الاول أشرف من الثانى وهكذا على التتابع حتى الى النصف ومن النصف يقع التفاضل مثل الاول حتى الى الآخر والآخر والاول أشرف ماظهر ثم يتفاضلان على حسب مواضعهما وعلى حسب المقام فالاشرف منهما أبدا يقدم فى الموضع الاشرف وتبيين هذا أن ليلة خمسة عشر فى الشرف بمنزلة ليلة ثلاثة عشر وهكذا حتى الى ليلة طلوع الهلال من أول الشهر وطلوعه من آخر الشهر وليلة المحاق المطلق ليلة الابدار المطلق فافهم فنظرنا كيف ترتب مقام رقم القرآن عندنا وبماذا بدئت به السور من الحروف وبماذا ختمت وبماذا اختصت السور المجهولة فى العلم النظرى المعلومة بالعلم اللدنى من الحروف ونظرنا الى تكرار بسم الله الرحمن الرحيم ونظرنا فى الحروف التى لم تختص بالبداية ولا بالختام ولا ببسم الله الرحمن الرحيم وطلبنا من الله تعالى أن يعلمنا بهذا الاختصاص الالهى الذى حصل لهذه الحروف هل هو اختصاص اعتنائى من غير شئ كاختصاص الانبياء بالنبوة والاشياء الاول كلها أو هو اختصاص نالته من طريق الاكتساب فكشف لنا عن ذلك كشف الهام فرأيناه على الوجهين معا فى حق قوم عناية وفى حق قوم جزاء لما كان منهم فى أول الوضع والشكل الاولهم وللعالم عناية من الله تعالى فلما وقفنا على ذلك جعلنا الحروف التى لم تثبت أولا ولا آخرا على مراتب الاولية كما ذكره عامة الحروف ليس لها من هذا الاختصاص القرآنى حظ وهم الجيم والضاد والخاء والذال والغين والشين وجعلنا الطبقة الاولى من الخواص حروف السور المجهولة وهم الالف واللام والميم والصاد والراء والكاف والهاء والياء والعين والطاء والسين والحاء والقاف والنون وأعنى بهذا صورة اشتراكهم فى اللفظ والرقم فاشتراكها فى الرقم اشتراكها فى الصورة والاشتراك اللفظى اطلاق اسم واحد عليهما مثل زيد وزيد آخر فقد اشتركا فى الصورة الاسم ٭ وأما المقرر عندنا والمعلوم ان الصاد من المص ومن كهيعص ومن ص ليس كل واحد منهن عين الآخر منهن ويختلف باختلاف أحكام السورة وأحوالها ومنازلها وهكذا جميع هذه الحروف على هذه الرتبة وهذه نعمها لفظا وخطا ٭ وأما الطبقة الثانية من الخاصة وهم خاصة الخاصة فكل حرف وقع فى أول سورة من القرآن مجهولة وغير مجهولة وهو حرف الالف والياء والباء والسين والكاف والطاء والقاف والتاء والواو والصاد والحاء والنون واللام والهاء والعين ٭ وأما الطبقة الثالثة من الخواص وهم الخلاصة فهم الحروف الواقعة فى أواخر السور مثل النون والميم والراء والباء والدال والزاى والالف والطاء والياء والواو والهاء والظاء والتاء واللام والفاء والسين ٭ وان كان الالف فيما يرى خطا وامثالى ركزا ولزاما ومن اهتدى فما

www.maktabah.org

أعطاه الكشف الا الذي قبل ذلك الالف فوقفنا عنده وسميناه آخرا كما شهدناه ثابت الالف كما رأيناه هنا ولكن في فصل آخر لا في هذا الفصل فانا لانزيد في التقييد في هذه الفصول على ما نشاهده بل ربما نرغب في نقص شيء منه مخافة التطويل فنضعف في ذلك من جهة الرقم واللفظ ونعطي لفظا يعم تلك المعاني التي كثرت ألفاظها فنلقيه فلا يخل بشيء من الالقاء ولا تنقص ولا يظهر لذلك الطول الاول عين فينقضي المرغوب ولله الحمد وأما الطبقة الرابعة من الخواص وهم صفا الخلاصة وهم حروف بسم الله الرحمن الرحيم وما ذكرت الا حيث ذكرها رسول الله صلى الله عليه وسلم الا بعد ما ذكرها الله له بالوجهين من الوحي وهو وحي القرآن وهو الوحي الاول فان عندنا من طريق الكشف ان الفرقان حصل عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قرآنا مجملا غير مفصل الآيات والسور ولهذا كان عليه السلام يعجل به حين كان ينزل عليه به جبريل عليه السلام بالفرقان فقيل له ولا تعجل بالقرآن الذي عندك فتلقيه مجملا فلا يفهم عنك من قبل أن يقضى اليك وحيه فرقانا مفصلا وقل رب زدني علما بتفصيل ما أجملته في من المعاني وقد أشار من باب الاسرار فقال انا أنزلناه في ليلة ولم يقل بعضه ثم قال فيها يفرق كل أمر حكيم وهذا هو وحي الفرقان وهو الوجه الآخر من الوجهين وسيأتي الكلام على بسم الله الرحمن الرحيم في بابه الذي أفردت له في هذا الكتاب واعلموا ان بسملة سورة براءة هي التي في النمل فان الحق تعالى اذا وهب شيأ لم يرجع فيه ولا يرده الى العدم فلما خرجت رحمة براءة وهي البسملة حكم التبري من أهلها برفع الرحمة عنهم فوقف الملك بها لا يدري أين يضعها لان كل أمة من الامم الانسانية قد أخذت رحمتها بايمانها بنبيها فقال أعطوا هذه البسملة البهائم التي آمنت بسليمان عليه السلام وهي لا يلزمها ايمان الا برسولها فلما عرفت قدر سليمان وآمنت به أعطيت من الرحمة الانسانية حظا وهو بسم الله الرحمن الرحيم الذي سلب عن المشركين وفي هذه السورة البسائط وأما الطبقة الخامسة وهي عين صفاء الخلاصة فذلك حرف الباء فانه الحرف المقدم لانه أول البسملة في كل سورة والسورة التي لم يكن فيها بسملة ابتدئت بالباء فقال تعالى براءة قال لي بعض الاسرائيليين من أحبارهم ما لكم في التوحيد حظ لان سور كتابكم بالباء فأجبته ولا أنتم فان أول التوراة باء فأفحم ولا يمكن الا هذا فان الألف لا يبتدأ بها أصلا فما وقع من هذه الحروف في مبادي السور قلنا فيه له بداية الطريق وما وقع آخرا قلنا له غاية الطريق وان كان متوسطا فلنا له وسط الطريق لان القرآن هو الصراط المستقيم وأما قولنا مرتبته الثانية حتى الى السابعة فنريد بذلك بسائط هذه الحروف المشتركة في الاعداد فالنون بسائطه اثنان في الالوهية والميم بسائطه ثلاثة في الانسان والجيم والواو والكاف والقاف بسائطه أربعة في الجن والدال والزاي والصاد والعين والضاد والسين والذال والغين والشين بسائطه خمسة في البهائم والالف والهاء واللام بسائطه ستة في النبات والياء والحاء والطاء والباء والفاء والراء والتاء والثاء والخاء والظاء بسائطه سبعة في الجماد وأما قولنا حركته معوجة أو مستقيمة أو منكوسة أو ممتزجة أو أفقية فأريد بالمستقيمة كل حرف حركت همتك الى جانب الحق خاصة من جهة التنزيه ان كنت عالما ومن جهة ما يشهد ان كنت مشاهدا والمنكوسة كل حرف حرك الهمة الى الكون وأسراره والمعوجة وهي الافقية كل حرف حرك الهمة الى تعلق المكون بالمكون والممتزجة كل حرف حرك الهمة الى معرفة أمرين معا كما ذكرت لك تصاعدا وتظهر في الرقم في الالف والميم المعرق والحاء والنون وما أشبه هؤلاء وأما قولنا له الاعراف والخلق والاحوال والكرامات أو الحقائق والمقامات والمنازلات فاعلموا أن الشيء لا يعرف الا بوجهه أي بحقيقته فشكل ما لا يعرف الشيء الا به فذلك وجهه فنقط الحرف وجهه الذي يعرف به والنقط على قسمين نقط فوق الحرف ونقط تحته فاذا لم يكن للشيء ما يعرف به عرف بنفسه مشاهدة وبضده نقلا وهي الحروف اليابسة فاذا دار الفلك أي فلك المعارف حدثت عنه الحروف المنقوطة من فوق واذا دار فلك الاعمال حدثت عنه الحروف المنقوطة من أسفل واذا دار فلك المشاهدة حدثت عنه الحروف اليابسة غير المنقوطة ففلك المعارف يعطي الخلق والاحوال والكرامات وفلك الاعمال يعطي الحقائق والمقامات والمنازلات وفلك المشاهدة يعطي البراءة من هذا كله قيل لابي يزيد كيف أصبحت قال لا صباح لي ولا مساء انما الصباح والمساء لمن تقيد بالصفة وأنا لا صفة لي.

www.maktabah.org

هذا مقام الاعراف وأما قولنا خالص أو ممتزج فالخالص الحرف الموجود عن عنصر واحد والممتزج الموجود عن عنصرين فصاعدا وأما قولنا كامل أو ناقص فالكامل هو الحرف الذي وجد عن تمام دورة فلكه والناقص الذي وجد عن نقص دورة فلكه ولو أتت على الفلك علة أوقفته فنقص عما كان يعطي كمال دورته كالدودة في عالم الحيوان التي ماتت عاهة سوى حاسة اللمس فهذا وهاء من لمسها كالواو مع القاف والزاي مع النون وأما قولنا يروم من الهيئة يريد كل حرف اذا وقفت على سره وعرفت التحقق به والاتحاد تميزت في العالم العلوي وأما قولنا تدنس أي عن المعاني بغيره فلا يتصل في الخط بحرف آخر وتتصل الحروف به فهو منزه الذات تمد عاسة أفلاك عالية لا مزاج عنها وجهات الجهات هذه الستة الاحرف بحر عظيم لا يدرك قعره فلا يعرف حقيقة الالهة وهي مفاتيح ... وندرك من باب الكشف أمره المنوط بها وهي الالف والواو والدال والذال والراء والزاي وأما قولنا فرد ومثنى ومثلث ومربع ومونس وموحش فتريد بالمفرد الى المربع ما نذكره وذلك ان من الافلاك التي عنها توجد هذه الحروف ما له دورة واحدة فذلك قولنا مفرد ودورتان فذلك المثنى هكذا الى المربع وأما المونس والموحش فالدورة تأنس بأختها الشيء بالشيء كما قال تعالى لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة فالعارف بدأ الحال ويأنس به نودي عليه السلام في ليلة اسرائه في استيحاشه بنغمة أبي بكر فأنس بصوت أبي بكر خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر من طينة واحدة فسبق محمد صلى الله عليه وسلم وصلى أبو بكر ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فكان كلاهما كلامه سبحانه فلم يعد المرتبة وعدى الخطاب ... كأنه مبتدئ وهو عاطف على هذا الكلام ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم فأرسلها ... ومنهم من وصلها في هذا مقام الاثبات وبقاء الرسم وظهور العين وسلطان الحقائق ... من باب ... والموحش محو لا شيء صاحب علة ترى في متحقق ما نذكره وأما قولنا الذات والصفات ... فأي حرف له وجه واحد كان له من هذه الحضرات حضرة واحدة أي شيء واحد على حسب ... اذا تعددت الوجوه وأما قولنا له من الحروف فانه أعني الحقائق المتمم لذاته من جهتنا وأما قولنا ... الاسماء الالهية التي هي الحقائق القديمة التي عنها ظهرت حقائق بسائط ذلك الحرف لا غير ... الشأن عند العارفين اذا أرادوا التحقق بها حركوا الوجود من أوله الى آخره فهي هم هناك ... بما يقول المؤمن في الجنة للشيء يريده كن فيكون فهذه نبذة من معاني عالم الحروف قليلة على ... ما يمكن وأخصره وفيها تنبيه لاصحاب الرزانة والذوق انتهى الجزء السابع والحمد لله

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

﴿ الفصل الثالث في معرفة الحركات التي تميز بها الكلمات وهي الحروف الصغار ﴾

حركات الحروف ست ومنها ❊ أظهر الله مثلها الكلمات
هي رفع وثم نصب وخفض ❊ حركات للاحرف المعربات
وهي فتح وثم ضم وكسر ❊ حركات للاحرف الثابتات
وأصيل الكلام حذف فوت ❊ أو سكون يكون عن حركات
هذه حالة العوالم فانظر ❊ لحياة غريبة في موات

اعلم أيدنا الله واياك بروح منه انا كما شرطنا أن نتكلم في الحركات في فصل الحروف لم أطلق عليها الحروف الصغار ثم انه رأيت لهذه فائدة في امتزاج عالم الحركات بعالم الحروف الا بعد نظام الحروف وضم بعضها الى بعض تكون كلمة عند ذلك ... الكلمة ... نظامها بنظر الى قوله تعالى في خلقنا فاذا سويته ونفخت فيه من روحي وهو وجود الحركات على هذه الحروف بعد تسويتها فتقوم نشأة أخرى تسمى كلمة كما يسمى الشخص الواحد منا انسانا وكذا أنشأ عالم الكلمات

www.maktabah.org

والالفاظ من عالم الحروف فالحروف للكلمات موادّ كالماء والتراب والنار والهوا لاقامة نشأة أجسامنا ثم نفخ الروح فيه الامرىّ فكان انسانا كما قبلت الرياح عند استعدادها نفخ الروح الامرىّ فكان جانا كما قبلت الانوار عند استعدادها نفخ الروح فكانت الملائكة ومن الكلم ما يشبه الانسان وهو أكثرها ومنها ما يشبه الملائكة والجن وكلاهما جن وهو أقلها كالباء الخافضة واللام الخافضة والمؤكدة وواو القسم وبائه وتائه وواو العطف وفائه والقاف من ق والشين من ش والعين من ع اذا أمرت بها من الوقاية والوشى والوعى وما عدا هذا الصنف المفرد فهو أشبه شئ بالانسان وان كان المفرد يشبه باطن الانسان فانّ باطن الانسان جانّ فى الحقيقة فلما كان عالم الحركات لا يوجد الا بعد وجود الذوات المتحركة بها وهى الكلمات المنشآت من الحروف أخرنا الكلام عليها عن فصل الحروف الى فصل الالفاظ ولما كانت الكلمات التى أردنا أن نذكرها فى هذا الباب عن جملة الالفاظ أردنا أن نتكلم فى الالفاظ على الاطلاق وحصر عالمها ونسبة هذه الحركات منها بعد ما نتكلم أولا على الحركات على الاطلاق ثم بعد ذلك نتكلم على الحركات المختصة بالكلمات التى هى حركات اللسان وعلاماتها التى هى حركات الخط ثم بعد ذلك نتكلم على الكلمات التى توهم التشبيه كما ذكرناه ولعلك تقول هذا العالم المفرد من الحروف الذى قبل الحركة دون تركيب كباء الخفض وشبهه من المفردات كنت تلحقه بالحروف لانفراده فان هذا هو باب التركيب وهو الكلمات فمنا ما نفخ فى باء الخفض الروح وأمثاله من مفردات من الحروف أرواح الحركات ليقرموا بأنفسهم كما قام عالم الحروف ... دون الحركات وانما نفخ فيه الروح من أجل غيره فهو مركب ولذلك لا يعطى ذلك حتى يضاف الى غيره فيقال بالله تالله والله لأعبدنّ وسأعبد أقنتى لربك واسجدى وما أشبه ذلك ولا معنى له اذا أفردته بغير معنى نفسه وهذا لحكمة التى تكون عن التركيب توجد بوجوده وتعدم بعدمه فان الحيوان حقيقته لا توجد أبدا الا عند ... حقائق معقولة فى ذواتها وهى الجسمية والتغذية والحس فاذا تألف الجسم والغذاء والحس ظهرت حقيقة الحيوان لا ... الجسم وحده ولا الغذاء وحده ولا الحس وحده فاذا أسقطت حقيقة الحس وألفت الجسم والغذاء قلت نبات ... ليست الاولى ولما كانت الحروف المفردة التى ذكرناها مؤثرة فى هذا التركيب الآخر اللفظى الذى ... حقائق لا تعقل عند السامع الا بها المذا شبهناها بالكلم لتتوصل بالعالم الروحانى كالجن ألا ترى الانسان ... حقائق حقيقة ذاتية وحقيقة ربانية وحقيقة شيطانية وحقائق ملكية وسيأتى ذكرها ... باب المعرفة للخواطر من هذا الكتاب وهذا فى عالم الكلمات دخول حرف ... على ... فتحدث فيه ما تعطيه حقيقتها فافهم هذا فهمنا الله واياكم سرائر كلمه (نكتة وسابقة) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أوتيت جوامع الكلم وقال تعالى وكلمته ألقاها الى مريم وقال وصدقت بكلمات ربها وكتابه ويقال قطع الامير يد السارق وضرب الامير اللص فمن ألقى عن أمره شيأ فهو ألقاه فكان الملقى محمد عليه السلام ألقى عن الله كلمات العالم بأسره من غير استثناء شئ منه البتة فمنه ما ألقاه بنفسه كأرواح الملائكة وأكثر العالم العلوىّ ومنه أيضا ما ألقاه عن أمره فيحدث الشئ عن وسائط كثيرة الزراعة ما تصل الى أن تجرى فى أعضائك روحا مسبحا وممجدا الا بعد أدوار كثيرة وانتقالات فى عالم وتنقلب فى كل عالم من جنسه على شكل أشخاصه فرجع الكل فى ذلك الى من أوتى جوامع الكلم فنفخ الحقيقة الاسرافيلية من المحمدية المضافة الى الحق نفخها كما قال تعالى ويوم ننفخ فى الصور بالنون وقرئ بالياء وضمها وفتح الفاء والنافخ انما هو اسرافيل عليه السلام والله قد أضاف النفخ الى نفسه فالنفخ من اسرافيل والقبول من الصور وسرّ الحق بينهما هو المعنى بين النافخ والقابل كالرابط من الحروف بين الكلمتين وذلك هو سرّ الفعل الاقدس الانزه الذى لا يطلع عليه النافخ ولا القابل فعلى النافخ أن ينفخ وعلى النار أن تتقد والسراج أن ينطفئ والاتقاد والانطفاء بالسرّ الالهى فننفخ فيها فتكون طائرا باذن الله قال تعالى ونفخ فى الصور فصعق من فى السموات ومن فى الارض الا من شاء الله ثم نفخ فيه أخرى فاذا هم قيام ينظرون والنفخ واحد والنافخ واحد والخلاف فى المنفوخ فيه بحكم الاستعداد وقد خفى السرّ الالهى بينهما فى كل حالة فتفطنوا يا اخواننا لهذا الامر الالهى واعلموا أن الله

www.maktabah.org

من بين يديهم لا تتوهوا أحد إلى معرفة كنه الالوهة أبدا ولا ينبغى له أن تدرك عزت وتعالت علوا كبيرا فالعالم كله من أوله إلى آخره مقيد بعضه ببعضه عابد بعضه بعضا معرفتهم منهم إليهم وحقائقهم منبعثة عنهم بالسر الالهى الذى لا يدرك كونه وماهيته عليهم فسبحان من لا يجارى فى سلطانه ولا يدانى فى احسانه لا اله الا هو العزيز الحكيم فبعد فهم جوامع الكلام الذى هو العلم الاحاطى والنور الالهى الذى اختص به سر الوجود وعمد القبة وساق العرش وسبب ثبوت كل ثابت محمد صلى الله عليه وسلم

اہلِ تصوف حضرات کیلئے عظیم تحفہ

أردو

تفسیر ابن عربی

مؤلف

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی

مترجم

علامہ صائم چشتی

www.maktabah.org

کتاب ہذا کے مترجم جناب صائم چشتی کی دیگر ایمان افروز تصانیف

تراجم

نام متن	موضوع	نام ترجمہ
کتاب المغازی علامہ واقدی (عربی)	غزوات رسول پر دنیا کی پہلی اور عظیم تفصیلی دستاویز ہدیہ/ روپے	**کتاب المغازی** غزوات رسول حجازی
سیرۃ النبویہ علامہ دحلان مکی (عربی)	سیرت رسول عربی پر مفصل جامع اور ثقہ شہکار عظیم ہدیہ/ روپے	**سیرت دحلانیہ** ولادت تا بعثت
خصائص نسائی امام ابو عبدالرحمٰن نسائی (عربی)	حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم و دیگر اہل بیت رسول کی شان میں ثقہ احادیث مبارکہ کا بہترین ذخیرہ ہدیہ/ ۱۱ روپے	**خصائص نسائی** مع متن
شرف المؤبد لآل محمد علامہ نبہانی	آل رسول کے دائمی شرف کے بارے میں لازوال تحقیقی شہکار ہدیہ/	**شرف سادات** مع متن

ملنے کا پتہ: چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

نام متن	موضوع	نام ترجمہ
والدی مصطفیٰ علامہ سیوطی (عربی)	حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر ہدیہ/ ۱۰ روپے	**والدین مصطفیٰ** مع متن
روضۃ الشہدا علامہ کاشفی (فارسی) جلد اول	ابتلائے انبیاء اور اہل بیت کا دردناک بیان ہدیہ/ روپے	**روضۃ الشہدا**
ہدیۃ المہدی علامہ وحید الزمان (عربی)	وہابیہ کے امام کی وہ تحقیقی تحریر جو وہابیہ کے عقائد پر ضرب شدید کی حثیت رکھتی ہے۔ ہدیہ/	**ہدیۃ المہدی** مع متن
ردِ شطحیات شاہ عبدالحق محدث دہلوی (فارسی)	حضرت مجدد الف ثانی کے چند مکتوبات کا محققانہ تجزیہ ہدیہ/ روپے	**ردِ شطحیات** مع متن
درفع الوسواس فی قال بعض الناس علامہ علی قاری	امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر امام بخاری کے مطاعن کا جواب لاجواب ہدیہ/ روپے	**درفع الوسواس** مع متن

www.maktabah.org

اسنیٰ المطالب
فی
نجات ابی طالب
(عربی)

عمِ رسول حضرت ابو طالبؓ کے
ایمان و نجات کے اثبات
میں بے نظیر تحقیقی شہکار
ہدیہ / روپے

اسنیٰ المطالب
فی
نجات ابی طالب
مع متن

سیرت و تحقیق

گیارہویں شریف اور دیگر نذر و نیاز اولیاء اللہ کو حرام اور بدعت کہنے والوں کے جواب میں لاجواب تحقیقی کتاب

بحث مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه

المعروف

گیارہویں شریف

سینکڑوں کتابوں کے حوالہ جات سے مزین اور سات سو سے زیادہ صفحات پر پھیلی ہوئی محققانہ تحریر

ہدیہ / روپے

محسنِ رسالت حصارِ نبوت عمِ رسول حضرت ابو طالب بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان افروز ایمان پر قرآن و حدیث اور دیگر ثقہ کتب کے سینکڑوں ایمان افروز دلائل پر مشتمل ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر پھیلی ہوئی اس صدی کی عظیم تحقیقی تصنیف

عیون المطالب فی اثبات

ایمانِ ابی طالبؓ

جلد اول / جلد دوم / -

www.maktabah.org

امام الاولیاء تاجدار ہل اتیٰ شیرِ خدا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، کاسر الاصنام، فاتح خیبر اخئی و وصی رسول زوجِ بتول سیدنا حیدر کرار حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی حیاتِ طیبہ پر بے مثال تحقیقی شہکار

مُشکل کشا

جلد اول / ، جلد دوم /

شہزادیٔ رسولِ مختار بانوئے حیدرِ کرار والدۂ سید الشہداء مالکِ ردائے تطہیر طیبہ، طاہرہ، عابدہ زاہدہ سیدۃ نساء العٰلمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حیاتِ طیبہ پر بے مثال صحیفۂ نور بچیوں کو جہیز میں دینے والا بے مثال تحفہ کتاب لاجواب

البتول

ہدیہ /

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، شہزادہ گلگوں قبا، سید الشہدا، امام مظلوم سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے جانگداز واقعات کتاب مستطاب

شہید ابنِ شہید

جلد اول ہدیہ /

حامیانِ یزید اور دشمنانِ حسینؑ کی خرافات کا تحقیقی جواب۔ یزید اور یزیدیوں کے منہ پر حقائق کا وہ زوردار تھپڑ جس نے باطل نوازوں کے چھکے چھڑا دیئے کتاب لاجواب

شہید ابنِ شہید

جلد دوم ہدیہ /

www.maktabah.org

وہابیہ کے خود ساختہ عقائد کا قلع قمع کرنے والی لاجواب کتاب

وہابیہ کی غیر منظم پنجابی نظموں کا ترکی بہ ترکی جواب، الزامی اور تحقیقی جوابات کا حسین مرقع، پنجابی نظم اور اردو حاشیہ کا خوبصورت امتزاج

پُھل تے کنڈے

ہدیہ /

بنتِ رسُول خاتُونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی مبارک زندگی پر پنجابی کے پُرسوز اشعار میں خوبصورت کتاب

خاتُونِ جنت

ہدیہ /

ہزاروں الفاظ پر مشتمل پنجابی اردو لغات

لُغاتِ چشتیہ

جلد اول (الف) =/

جلد دوم (ب) =/

www.maktabah.org

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

تصوف پر جامع کتاب

معالی الہمم

یعنی ہمتوں کی بلندیاں

تصنیف لطیف

رہبر شریعت و طریقت۔ رموزِ دقیقِ حقیقت و معرفت عارف باللہ

جناب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ

علمی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

www.maktabah.org

معانی الآثار

www.maktabah.org

www.maktabah.org

Futuhat -ul- Makkiyyat

By

MUHYIUDDIN IBN-UL-ARABI

(1165-1240)

Translated By

ALLAMA SAIM CHISHTEE

ALI BROTHERS

Book Sailors Jhang Bazar, Faisalabad

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah
www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

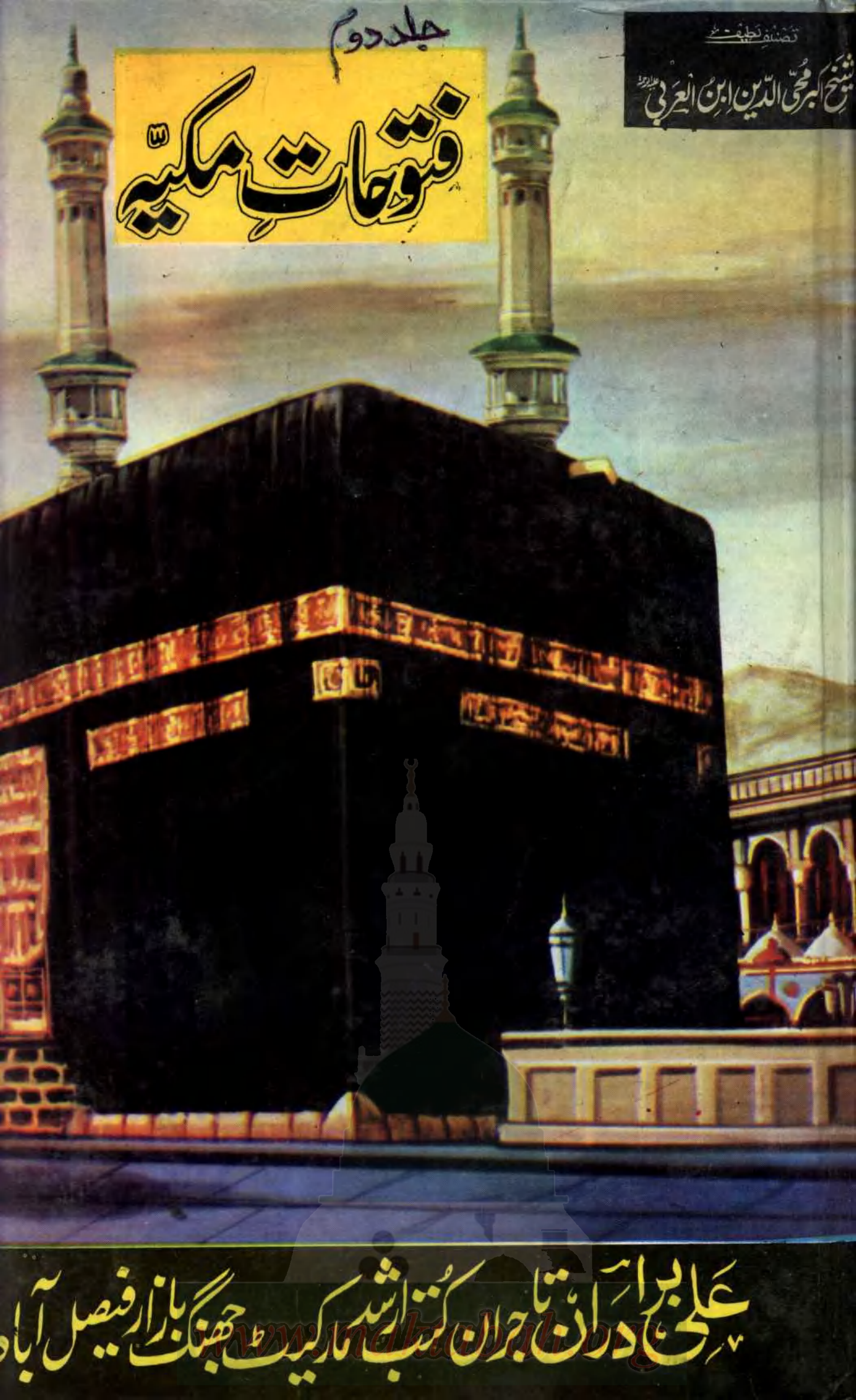
جلد دوم
فتوحاتِ مکیہ
تصنیفِ لطیف
شیخ اکبر محی الدین ابن العربی
علی برادران تاجران کتب اشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

٧٨٦
٩٢

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

جلد دوم

فتوحاتِ مکیہ

تصنیف لطیف حضرت امام الموحدین سید المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی طائی اندلسی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ

ترجمہ

حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آباد

ناشران

علمی برادران تاجران کتب
ارشد مارکیٹ نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ——— فتوحات مکیہ

مصنف ——— شیخ محی الدین ابن العربی

مترجم ——— علامہ صائم چشتی

پہلی بار ——— مئی ۱۹۹۱ء

تعداد ——— ایک ہزار

طابع ——— علی اکبر

مطبع ——— ظفر اینڈ فضل پرنٹرز

کتابت ——— علم الدین اعوان

سائز ——— ۲۳ X ۳٦ / ۱٦

صفحات مع متن ———

ناشر ——— علی برادران فیصل آباد

ھدیہ .... [illegible] روپے

ملنے کا پتہ

علی برادران تاجرانِ کتب

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

حروف کی تین قسمیں

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے جان لیں کہ عالم حروف سے جامع کلمات تین ہیں ''

۱۔ وہ حروف جو دوسرے حروف سے مستغنی ہیں اور بنفسہٖ قائم ہیں۔

۲۔ وہ حروف جو ان مستغنی اور غیر محتاج حروف کے محتاج ہیں اور بنفسہٖ قائم نہیں لیکن اُن میں سے اُس کے مطلوبہ لااحتیاج حروف کی طرف اُس کا ایک وصف راجع ہے جس سے وہ متصف ہے

کیونکہ وہ اُس کی ذات سے نہیں مگر اُس کے لیئے اُسکی ذات کی مصاحبت ہے تو جس طرح دوسرے حروف کے لیئے درست ہے اُس کے لیئے بھی بنفسہٖ قائم لااحتیاج ذات کا محتاج ہونا محتاجی کی وجہ سے درست ہے۔

۳۔ تیسرے حروف وہ ہیں جو دو لااحتیاج حرفوں اور دو محتاج حرفوں کے درمیان کسی بھی لااحتیاج اور محتاج حرف کے درمیان رابطہ قائم کرتے ہیں اور یہ حروف لااحتیاج اور محتاج دونوں قسم کے حروف کے محتاج ہیں

چنانچہ لازم ہوا کہ ایک دوسرے کی طرف محتاجی کی حیثیت سے تمام حروف احتیاج وضرورت کے ساتھ قائم ہیں اگرچہ وجوہ مختلف ہوں یہاں تک کہ ذاتی حیثیت سے غنی الحمید کا اطلاق سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے پر درست نہیں تو غنی اور لااحتیاج کا نام ذات محتاج کا نام حدث اور تیسرے کا نام رابطہ رکھا گیا۔

www.maktabah.org

حقائقِ کلمات

توہم کہتے ہیں کہ کلمات ان تین حقائق میں محصور ہیں۔

ذات۔ ۲ حدث ، ۳، رابطہ۔

یہ تینوں حقائق جوامع الکلم یعنی جامع کلمات ہیں۔ پس ذوات میں سے بہت سی انواع جنسِ ذات کے تحت داخل ہیں ایسے کلمۂ حدث اور رابطہ کی جنس کے تحت داخل ہیں اور اس کتاب میں ان انواع اور ان کے مساق کی تفصیل کی احتیاج و ضرورت نہیں اور ہم نے اپنی تفسیر قرآن میں ان انواع کو کھول کر بیان کیا ہے۔

نحویوں کا کلام دیکھیں۔

اگر ہمارے بیان کو قیاس کرنا چاہیں تو نحویوں کے کلام اور اسم و فعل و حرف میں اُن کی تقسیم پر غور فرمائیں اور ایسے ہی اہلِ منطق کے کلام پر نظر کریں۔

۱ اُن کے نزدیک جو اسم ہے ہمارے نزدیک وہ ذات ہے۔

۲۔ اُن کے نزدیک جو فعل ہے ہمارے نزدیک وہ حدث ہے۔

اُن کے نزدیک جو حرف ہے ہمارے نزدیک وہ رابطہ ہے

اُن کے ہاں بعض احداث بلکہ تمام تر اسماء ہیں جیسا قام کھڑے ہونا۔ قعود بیٹھنا اور ضرب مارنا ہے۔

وہ ہر اس کلمہ کو فعل قرار دیتے ہیں جو تعلقِ زمان سے مُقیّد ہو اور کلمات سے ہمارا مقصد اُن حقائق پر چلتا ہے۔ جن پر وہ ہیں اور ہم نے قیام۔ قائم۔ یقوم اور قُمْ مقرر کیا اور اُن کے درمیان ہم نے مُبہم و مُعیّن زمانہ کے ساتھ فاصلہ کیا

www.maktabah.org

زجاجی نے اس امر کو اچھی طرح جان کر کہا کہ حدث جسکی مثال قیام ہے وہ مصدر ہے زجاجی کی مراد اس سے یہ ہے کہ جو محدث سے صادر ہوا وہ اسم فعل ہے جس سے اسکی مراد اسم کلمہ کا قائم ہونا اس مخصوص حرکت کا نام ہے جس کے ساتھ اس کا نام قائم ہوا۔

تو یہ وہ ہیئت ہے جس کا نام اس کے وجود کے حال کی نظر کے ساتھ قیام اور اس کے ختم اور معدوم ہونے کے حال کی نظر سے قام ہے اور اسکی نظر کے ساتھ توہم واقع ہونے سے اس کا نام قم ہے اور یہ امر سوائے متحرک لفظ کے کبھی نہیں پایا جاتا اور یہ کلمات بنفسہ غیر قائم ہیں۔ اور پھر قال اور فعل لفظ قائم اور یقوم کو چاہتے ہیں نہ کہ اس نفسِ فعل کو جو متحرک سے صادر ہوا۔

مثلاً قائما جس سے ہا کا اشتقاق ہو کر لفظ فعل کے اسم پر لوٹتا ہے اور وہ لفظ قیام سے ماخوذ ہے یعنی قام اور یقوم سے نکلے ہیں۔ کیونکہ اس کے نزدیک نکرہ معرفہ سے پہلے ہے۔ اور نکرہ مبہم اور معرفہ زمانے کے ساتھ مختص اور قیام مجہول الزمان اور قام مختص الزمان ہے اگر اس پر اَن داخل کیا جائے اور یقوم مختص الزمان ہے اگر اس پر لم داخل کریں۔ اور یہ اس شخص کا مذہب ہے۔ جو تمثیل کا قائل ہے۔ اور کہتا ہے کہ تحلیل ترکیب سے فرع ہے اور مرکب یقینا مرکب ہی پایا جاتا ہے۔

اور اس شخص کے مذہب پر جو کہتا ہے کہ تفریق کے ساتھ ہے اور یقیناً ترکیب طاری ہوتی ہے تو یہ وہ امر ہے جو اکثر طور پر نقل کے باب میں مدد دیتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نکرہ معرفہ سے پہلے ہے اور زید کا لفظ معین شخص کے لئے وضع ہوا ہے۔ پھر اس لفظ میں اس کی مشارکت سے تنکیر طاری ہوتی ہے تو اس کی تعریف کی طرف نعت اور بدل وغیرھما کی احتیاج ہوتی ہے۔ پس محققین کے

www.maktabah.org

نزدیک نرفنہ نکرہ سے مقدم ہے اگرچہ اس کے لیے اور وجہ ہو لیکن اس کے لائق یہی ہے۔

کہ ہم اور ہمارے راستے پر چل کر ترقی حاصل کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس سے ہماری غرض و غایت ایک دوسرا امر ہے اور وہ سوائے نسبتوں اور اضافات کے ان دونوں اقوال سے ہی نہیں اور ان وجوہ پر نظر ہے جس کا ذکر طویل ہے اور نہ ہی اس تذکرہ کو چھونے کی اس کتاب میں ضرورت ہے اس لیے کہ ہم نے اس کتاب کے علاوہ اپنی دوسری کتابوں میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔

حرکات کی قسمیں

ہم بیان کرتے ہیں کہ حرکات دو قسموں پر مشتمل ہے۔ حرکتِ جسمانیہ، حرکت روحانیہ

جبکہ حرکتِ جسمانیہ کے لیے بہت سی انواع ہیں جن کا تذکرہ اس کتاب میں آئے گا۔ اور ایسے ہی حرکتِ روحانیہ کی انواع ہیں مگر ان کا تذکرہ اس کتاب میں ضروری نہیں مگر کلام کی حرکات لفظاً اور تحریراً بیان کی جائیں گی۔

پس تحریری حرکات جسموں کی طرح اور لفظی حرکات ان کے لیے روحوں کی طرح ہوتی ہیں۔

متحرکات دو قسموں پر مشتمل ہیں۔

۱۔ متمکن ۲۔ متلون۔

متلون ہر اس متحرک کو کہتے ہیں جو تمام حرکات یا بعض حرکات کے ساتھ حرکت کرے چنانچہ تمام حرکات کے ساتھ اس کا متحرک ہونا اس طرح ہے جیسا کہ زید سے لفظ دال کا متحرک ہونا اور اس کا بعض لفظوں کے ساتھ

www.maktabah.org

متحرک ہونا اس طرح ہے جیساکہ وہ اسماء جو غیر منصرف حال میں ہونے کی بناء پر پھرتے نہیں۔ کیونکہ وہ تنکیر و اضافت میں منصرف نہیں ہوتے جیساکہ لفظِ احمد سے دال ہے۔

متمکن :۔ متمکن ہر وہ متحرک لفظ ہے جو ایک حرکت پر ثابت ہے اور اُس سے منتقل نہیں ہوتا۔ جیساکہ مبنی اسماء مثلاً ھولاء اور حذام۔

اور جیساکہ معرب اسماء کے حروف جو ان سے اعراب کے حرف قبول کرتے ہیں جیساکہ زید سے زاء اور یا اور ان کی مثلی حروف۔

جاننا چاہیئے کہ افلاکِ حرکات وہی افلاک حروف ہیں جن پر لفظاً اور خطاً وہ حرکات ہیں انہیں وہاں دیکھیں جہاں ان سے بساط و احوال اور مقامات بیان کیے گئے۔ جیساکہ حروف کے لیئے ہے جن کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ علمِ حروف کے لیئے مخصوص کتاب مبادی میں کریں گے۔

تلوین و تمکینِ حروف

جیساکہ تلوین اور تمکین ذات کے لیئے ثابت ہے ایسے ہی حدث اور رابطے کے لیئے ثابت ہے۔ لیکن رفع اور نصب اور حذفِ صفت اور حذفِ رسم میں ہے اور یہ کہ تلوین دو امروں کے لیئے موافقت اور استعارہ و اضطرار کے ساتھ رابطے کی ترکیب ہوتی ہے جبکہ موافقت سے مراد اتباع ہے جیسا کہ ھذا ابنم، یہ ابنم ہے، رأیت ابنما، میں نے ابنم کو دیکھا اور عجبت ابنم یعنی ابنم سے متعجب ہوا۔

استعارہ سے مراد حرکتِ نقل ہے جیساکہ قد افلح کے دال کی حرکت نقل کرنے والے کی قرأت میں ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

اور اضطرار کے ساتھ ساکن حروف کے ملنے کی تحریک اور ترکیب ذاتی میں موافق کے اتباع کی حرکت ہوتی ہے۔ اگرچہ تمام حروف کی اصل تمکین ہے اور اس کی بنیاد ہماری فطرت کے مطابق ہے اور یہاں عقل مند آدمی کے لیئے اسرار ہیں۔ مگر والدین فطرتِ مقیدہ سے نقل کرتے ہیں نہ کہ فطرتِ مطلقہ سے۔

ایسے ہی متمکن حروف کو اپنے مقام میں خلل نہیں آتا اور وہ تمام تر ثابت مبنی اپنے حال پر ساکن اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔

پس جب بیان کرنے والا اپنے دل کی بات سننے والے کو پہنچاتا ہے تو اسے تلوین کی طرف محتاجی ہوتی ہے اور ابو طالب مکی کے نزدیک وہ اس فلک کو حرکت دیتا ہے۔ جس سے حرکات پیدا ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ کے نزدیک وہی پہلی بات ہے اور لفظ یا تحریر اس فلک سے پیدا ہوتے ہیں۔

اور یہ مقام معائنہ حقائق کا ارادہ کرنے والے کے لیئے ہے اور ہم وہ نہیں کہتے جو ابی طالب نے کہا اور مختصراً بیان کرتے ہیں اور نہ ہی وہ کہتے ہیں جو ابی طالب کے علاوہ نے کہا بلکہ اس میں انحصار کرتے ہیں کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک جہت سے حق کہا ہے۔ اور اسے پورا نہیں کیا،،

ہم کہتے ہیں کہ حقائق الہیہ پہلے افلاکِ علویہ پر اس وجہ کے ساتھ توجہ دیتے ہیں جس کے ساتھ اپنے آثار کے محلات پر متوجہ ہیں اور یہ امر ابن طالب کے علاوہ کے نزدیک ہے اور ہر حقیقت اپنے مرتبے کو قبول کرتی ہے کہ ابی طالب کے علاوہ کے نزدیک یہ بھی ہے کہ چونکہ افلاک لطافت میں حقائق کے بہت قریب ہیں لہذا علائق کی کدورتوں سے صاف اور پاک مقام پر ہونے اور عدم شغل کی بناء پر وہ بہت پہلے قبول کر لیتے ہیں اس لیئے انہیں موثر سبب بنایا۔

اور اگر اس بات کا قائل یہ جانتا ہے کہ یہ حقائق پہلے لطافت میں مناسبت

www.maktabah.org

کی بناء پر توجہ دیتے ہیں جو کہ انسان کے انفاس ہیں تو وہ عالمِ انفاس سے اُس فلک علوی کو حرکت دیتا جو اُس کے مناسب ہے اور یہ ابی طالب کا مذہب ہے

پھر یہ فلکِ علوی عضوِ مطلوب کو مطلوبہ غرض کے ساتھ اُس مناسبت کے ساتھ حرکت دیتا ہے جو ان دونوں کے درمیان ہے کیونکہ فلک علوی اگرچہ لطیف ہے تاہم وہ ہمارے عالم انفاس کے برعکس کثافت کے پہلے اور لطافت کے آخری درجہ میں ہوتا ہے۔

نیز یہ کہ مذاہب اکٹھے ہوئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اختلاف درست نہیں اور نہ ہی یہ ہمارے طریق میں ہے مگر یہ سب کچھ کھولنے اور مزید وضاحت کی بناء پر ہے۔

یہاں آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت بڑے اسرار میں سے اُس عجیب راز کو جان لیں جسکی طرف ہم نے اور ابو طالب مکی نے اپنی کتاب قوت القلوب میں اشارہ کیا ہے۔

متکلّم کو تلوین کی محتاجی ہے

پھر ہم اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے کہتے ہیں کہ متکلم اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیئے تلوین کا محتاج ہوتا ہے تو حروفِ حرکات کے جاننے اور اُن سے اپنی مراد حاصل کرنے کے لیئے عالمِ حروف و حرکات کو اپنے مقابل پاتا ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ اپنے حال سے زائد ہوتے ہیں اور نہ اُن کی حقیقت باطل ہوتی ہے مگر متکلّم کے تخیل میں ہوتا ہے کہ اُس نے حرف میں تغیّر واقع کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ متغیر نہیں ہوتا۔

www.maktabah.org

ولیل میہ یہ ہے کہ اگر آپ کی نظر زید کی دال میں اُس حیثیت سے فنا ہو جائے کہ وہ دال تو اس میں اُس کے تقدم کی حیثیت سے غور کریں۔ مثلاً قائم تو اس پر فارغ ہو کر غور کریں یا یہ کہ کوئی فعل لفظی جس کے ساتھ اُس سے گفتگو کی جائے تو آپ کے لیئے یہ درست نہیں۔ کہ سوائے مخصوص رفع یعنی زبر کے کوئی اور حرکت استعمال کریں تو وہ اپنی اُس بناء سے زائل نہیں ہوتا جس پر وہ پایا گیا ہے اور جس کا خیال ہے کہ فاعل کا دال ہی مفعول یا مجرور کا دال ہے تو وہ ملاوٹ کرتا ہے اور اُس کا عقیدہ ہے کہ پہلا کلمہ دوسرے کلمہ کی عین ہے اُسکی مثل نہیں ،،

اور جس کا اعتقاد ہے کہ یہ امر وجود میں ہے تو وہ بھی راہِ صواب سے دور ہٹا ہوا ہے۔ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے الہام کیا تو کسی قدر الفاظ کو اس فصل میں بیان کریں گے۔

اشتراکِ لفظی حقیقتوں کو نہیں بدلتا

آپ پر ظاہر ہو چکا ہے کہ اصل میں ہر چیز مُسلّم الثبوت ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ عبد کے ثبوت کی حقیقت اور اُس کا تمکن عبودیت میں ہے۔ اگر وہ ایک یوم وصفِ ربانی کے ساتھ متّصِف ہو تو یہ نہ کہیں کہ وہ وصف اُس کے پاس عاریتاً ہے لیکن اُس حقیقت کو مدِنظر رکھیں جس نے اُس وصف کو قبول کیا اور جس کا ثبوت اس حقیقت میں پایا جاتا ہے اور جب اُس حقیقت کے عین کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اُس کا محل اس خلیہ میں ہوتا ہے پس جب آپ یہ نہ کہیں کہ اپنے رب کے وصف کے ساتھ وہ اپنے طور سے نکل گیا ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا وصف نکال کر اُس کو نہیں دیتا بلکہ لفظ ومعنی میں شبہ واقع ہوتا ہے۔ ساتھ اس کے کہ وہ غیر محقق کے پاس تو کہتا ہے یہ وہی ہے اور

www.maktabah.org

ہم جانتے ہیں کہ یہ نہیں ہے اور یہ بات اُس کے لائق ہے اور یہ بات اُس کے لائق نہیں ولیکن اُس کے نزدیک جیسے عاریتاً یا امانتاً یہ امر نہیں پہنچا تو یہ اُس کا قصور ہے اور اُس کا کلام اور اک حقائق سے نابینا کا کلام ہے کیونکہ یہ ہے تو لازماً اُسے یہ حق پہنچا پس وہ عبد رب نہیں ہوتا۔ اگر یہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے حق میں کہا جاتا ہے کہ وہ عالم ہے اور عبد یعنی بندے کے حق میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عالم ہے اور ایسے ہی حیی و مرید، سمیع و بصیر اور تمام صفات اور برکات ہیں جن میں رب اور عبد کے درمیان اشتراکِ لفظی ہے،،

پس جب اگر آپ نے حد میں حیاتِ حق کو حیاتِ عبد قرار دے دیا تو آپ پر محالات لازم آئیں گے۔ کیونکہ جب آپ رب تعالیٰ کی زندگی کو اُس کے حقِ ربوبیت پر مقرر کریں گے اور عبد کی زندگی کو کائنات کے استحقاق پر شمار کریں گے تو عبد کا حق ہے کہ وہ زندہ ہو اور اگر اُسے یہ حق نہ پہنچتا تو یہ امر درست نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ، آمر و قاہر نہیں مگر اپنی ذات کے لیے اور اللہ تعالیٰ اُس سے پاک ہے کہ وہ مامور یا مقہور ہو،،

اب جبکہ یہ ثابت ہے کہ مامور اور مقہور دوسرا امر اور دوسری علین ہے۔ تو لازماً عبد، حی، عالم مرید اُس امر کے ساتھ متمکن ہو جس سے اُس کے ساتھ ارادہ کیا گیا اور حقائق سے یہی پتہ چلتا ہے۔

تو اس پر ایک حرف ہے جو سوائے اپنی حرکت کے قبول نہیں کرتا جیسا کہ ہذا میں ھا ہے۔ اور پھر ایک حرف ہے جو اپنی جسمانی اور روحانی صورت کی جہت سے دو اور تین حرکات کو قبول کرتا ہے جیسے لہٗ، لَہا اور بِہٖ کے ضمیر میں ھا ہے جیسا کہ آپ اپنی ذات کے ساتھ خجالت قبول کرتے ہیں تو آپ کا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے اور آپ کی ذات خوف قبول کرتی ہے۔ تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے اور کپڑا مختلف رنگوں کو قبول کر لیتا ہے۔ اور کشف باقی نہیں رہتا۔ مگر اُس حقیقت سے جو اعراض کو قبول کرتی ہے

www.maktabah.org

کیا وہ ایک ہی ہے یا اُس کی شان عدم اور وجود میں اعراض کی حالت جیسی ہے اور یہ بحث نتھا رہے دیتے ہے اور ہم اس کے محتاج نہیں اور نہ ہی اسکی طرف التفات کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک بحرِ عمیق ہے۔ جسکی معرفت مرید کے حال کے ساتھ باب کشف سے ہے۔ کیونکہ نگاہِ کشف سے آسان اور نگاہ عقل سے اس کو جان لینا مشکل ہے۔

اگر آپ ہماری طرح جانتے ہوں

پھر ہم اپنے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب حقیقتِ فاعلیت اپنی مخصوص بناء پر فعل سے فراغت کے بعد صرف پر قائم ہوتی ہے تو آپ کہتے ہیں۔ قال اللہ اور جب اسکو طلب کرنے والی حقیقت اُس کے ساتھ قائم ہو تو اُس کے نزدیک اُس کا نام منصوب بالفصل یا مفعول جو چاہیں رکھ لیں اور یہ کہ آپ اُس سے امداد طلب کریں یا اُس کا قصد کریں جیسا کہ مجھ سے اُس کا قصد کریں جیسا کہ مجھ سے اُس امر کے ساتھ قیام طلب کیا جس کے ساتھ میں مکلف ہوں۔ تو اُس نے مجھے نہیں عطا کیا۔ مگر عطا میرے سوال کے بعد ہوئی ہے پس میرا سوال یا حال اُس وعدہ کے ساتھ میرے سوال کا قائم مقام ہوا جو اُس نے مجھے عطا کرنے کا کیا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور مومنوں کی امداد کرنا ہم پر ان کا حق ہے۔ الروم آیت ۴۷

پس میرا سوال اُس کے امر سے ہے اور اُس کی عطا اُس سے میرے مانگنے سے ہوئی۔

آپ کہتے ہیں دعوت اللہ تو حرفِ ہا کو نصب کرتے ہیں اور کبھی ہا پر پیش کی جگہ زبر ہو گی تو ہم حرکات کے ساتھ اختلافِ حقائق کو جان لیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ بعض

www.maktabah.org

لوگوں کے لحن میں اصطلاح ثابت ہے اور یہ تب ہوگا۔ جب ہمارے ساتھ دوسرا کلام کرے گا اور کلام کرنے والا حقائق کو پہلے ہی جانتا ہے۔ اور مخصوص افلاک کی طرف اقتضاء نظیر یا اجراء افلاک کرتا ہے، اگرچہ اس مقام و مشابہ کا ہر متکلم اس کی تفصیل کا علم نہ رکھتا ہو اور وہ نہ جاننے کی حیثیت سے اسے جانتا ہے۔

اور یہ امر اس کا اشیاء کا وہ تلفظ ادا کرنا ہے جس کے ساتھ لفظ معنی پر دلالت کرتا ہے اور یہ مقام لفظ میں بحث کرنے والے کا ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کا مدلول کیا ہے۔ جس پر متکلم کے مقصود معانی کی دلالت ہو اور جو معنی لفظ کے ساتھ دلالت کرتا ہے وہ متحقق امر کی خبر دیتا ہے۔

ہم نے لحن اور آواز کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس کے افلاک ان انفلاکات کے علاوہ ہیں۔ اور ایک گروہ کے برعکس دوسرے گروہ کے حق میں تحریر سے حرکات کو گرا دینے کا سبب کیا ہے اور کہاں سے ہے تو ان تمام کا ذکر کتاب مبادی میں ہے اس لیئے کہ اس کتاب کی لطافت کی بناء پر اس میں ہمارا مقصد ایجاز و اختصار ہے۔

اگر آپ حقائق اور عالمِ ارواح پر اسی طرح مطلع ہو جائیں جس طرح ہم ہیں تو آپ ہر حقیقت و روح اور معنی کو اس کے مرتبہ پر ملاحظہ فرمائیں گے تو اس پر غور کریں اور اسے لازم کر لیجیے۔

الفاظِ تجسیم و تشبیہ

ہم نے اس کتاب کے لائق بعض حقائقِ حرکات کا ذکر کر دیا ہے اور عنان کو موڑتے ہوئے ان کلمات کی معرفت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جن کا ہم نے ذکر کیا تھا۔

مثلاً۔ اِستواء۔ اَینَ، فی۔ کانَ اَضحکُ، فرح، تبشبش، تعجّب۔ ملل، مَعیت۔ عَین، یَد، قَدم، وَجہ، صُورت تحوّل، غضب۔ حیاء۔ صلوٰۃ، فواغت اور ان

www.maktabah.org

جیسے وہ دوسرے الفاظ جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں اور ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے تشبیہ و تجسیم کا وہم لاحق ہوتا ہے۔ اور جو خاص عقل کے نزدیک فکری نظر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان کے لائق معلوم نہیں ہوتے۔

ہم کہتے ہیں کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور اس میں وہی ہے جو عربی زبان میں ہے پایا جاتا ہے۔

چونکہ اہل عرب عقل میں نہ آنے والی بات کا شعور نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ کلمات اس صورت پر نازل ہوئے کہ وہ انہیں سمجھ سکیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔ النجم آیت ۸

چونکہ عرب کے بادشاہ اپنے مقرب و مکرم بندے کو صاف اسی قدر فاصلے پر بٹھاتے تھے تو اس خطاب سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے پروردگار سے قربت کی تفہیم ہو گئی تو اس سے سوائے قربت کے اور وہ بھیں پس برہان عقلی سے حد اور مسافت و فاصلہ کی نفی ہو گئی۔ یہاں تک کہ ہمیں اس باب سے ملحق تیسرے باب میں تنزیہ باری تعالیٰ کے سلسلہ میں ایسا کلام آئے گا۔ جس سے ان الفاظ میں تشبیہ کا وہم دور ہو جائے گا۔

الفاظ کی قسمیں

اہل عرب کے نزدیک الفاظ چار اقسام پر مشتمل ہیں۔

۱۔ الفاظ متبائینہ اور یہ وہ اسماء ہیں جو اپنے مسمیٰ سے تجاوز نہیں کرتے جیسا کہ بحر، مفتاح مقصان یعنی سمندر، چابی اور مقصان

۲۔ الفاظ متواطیہ، یہ ہر وہ لفظ ہے جس میں متعدد انواع سے کسی ایک نوع پر اطلاق کرنا طے شدہ ہے جیسا کہ رجل، امراۃ یعنی مرد اور عورت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

www.maktabah.org

۳۔ الفاظ مشترکہ، یہ واحد کے صیغہ پر آنے والا ہر وہ لفظ ہے جس کا اطلاق مختلف معانی پر ہو۔ جیساکہ عین، مشتری، انسان یعنی آنکھ، خریدار اور انسان۔

۴۔ الفاظ مترادفہ ان الفاظ کا مختلف صیغوں میں ایک ہی معنی پر اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ "اسد، ہزبر اور غضنفر" ان تینوں لفظوں کا معنی شیر ہے "
یا یہ کہ "سیف، حسام، صارم" ان تینوں الفاظ کا معنی تلوار ہے "
یا یہ کہ، خمر، رحیق، صہبا اور خندریس۔ " تو ان چاروں الفاظ کا معنی شراب ہے۔

اشتباہ لفظی۔

طبائع میں بھی الفاظ امہات ہیں۔ مثلاً ٹھنڈک، گرمی، خشکی اور تری پھر متشابہ مستعار اور منقولہ وغیرہ الفاظ ہیں جو تمام تر اصطلاح کے ساتھ انہی امہات کی طرف لوٹتے ہیں۔ کیونکہ مشتبہ ہیں اگر آپ کہیں کہ الفاظ کے قبیلوں سے مشتبہ پانچواں قبیلہ ہے۔ مثلاً نور کا اطلاق معلوم پر اور علم پر ہوتا ہے کیونکہ نور کی علم سے مشابہت ہے جس کے ساتھ چشم بصیرت وا ہو کر معلوم کو جان لیتی ہے۔ جیساکہ مرئی محسوس کے کشف میں بصارت کے ساتھ نور ہوتا ہے۔

اب جبکہ یہ تشبیہ درست ہے تو علم کا نام نور رکھا اور اس کا مشترکہ الفاظ سے الحاق کر دیا۔ چونکہ ان امہات سے کوئی لفظ الگ نہیں ہوتا اس لیئے اس باب میں دیکھنے والے کی یہ حد ہے اور ہم ان کے ساتھ اس سلسلہ میں یہی بات کہتے ہیں بلکہ ہمارے پاس حقائق پر اطلاع پانے کی جہت سے مزید علم ہے جس پر وہ لوگ مطلع نہیں ہوئے۔ چنانچہ ہمارے علم میں یہ امر بھی ہے کہ تمام تر الفاظ متباین اور الگ الگ ہیں اگرچہ نطق میں مشترک ہوں اور دوسری جہت سے مشترک ہیں اگرچہ نطق میں الگ الگ ہوں۔ اور اس بات کی طرف اس باب میں حروف کی فصل کے آخر میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

www.maktabah.org

تشبیہ خداوندی کے بارے میں آیات و احادیث۔

اے میرے پیارے دوست اب جبکہ آپ اس امر کو جان چکے ہیں تو یہ بھی جان لیں کہ واقف کار محقق عارف کے لیئے وہ آیات واحادیث حجاب نہیں بنتیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیس وتنزیہہ کے اثبات اور مماثلت وتشبیہ کی نفی کے مقابلہ میں وارد ہوئی ہیں اور جن میں اللہ تبارک وتقدس کے لیئے تشبیہ، جہت اور مکان وزمان کی قید ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو فرمایا "این اللہ" یعنی اللہ کہاں ہے؟ اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کر دیا تو آپ نے اُس عورت کے مومنہ ہونے کا اثبات فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے اللہ تعالیٰ کی ظرف ومکان کے بارے میں پوچھا تھا۔ جبکہ عقل نظری میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مکان میں مُقیّد ہونا جائز نہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اُس نے ظاہر طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَآءِ " الملک آیت ۔

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے۔

اور فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ احزاب آیت ۴۰

اور اللہ سب کچھ جانتا تھا (ہے)

اور فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى طٰہٰ آیت ۵

رحمٰن نے عرش پر استواء فرمایا

اور فرمایا! وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے الحدید آیت ۔ ۴

اور فرمایا۔ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

جہاں کہیں تین شخص سرگوشی کرتے ہیں چوتھا وہ موجود ہے۔ المجادلہ آیت ۷

www.maktabah.org

علاوہ ازیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

یَفرَحُ بِتَوبَۃِ عَبدِہٖ ۔

یعنی اُسے بندہ کی توبہ سے خوشی ہوتی ہے ۔

وَیَعجَبُ مِنَ الشَّابِ لَیسَتْ لَہٗ صَبوَۃٌ

یعنی اللہ تعالیٰ اُس نوجوان پر تعجب کرتا ہے جسے عشق نہ ہو۔

ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں بھی الفاظ آئے ہیں ۔ تاہم برہان عقلی سے مقرر ہو چکا ہے ۔ کہ زمان ومکان، جہات والفاظ حروف واَدوات اور متکلم و مخاطبین پیدا کئے گئے ہیں اور ان سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ۔ چنانچہ تحقیق کرنے والا قطعی طور پر جان لیتا ہے کہ یہ الفاظ اُس کے علاوہ وجہ کی طرف لوٹتے ہیں جس سے تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں تشبیہہ وتمثیل کا گمان ہوتا ہے اور حقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی تشبیہہ وتمثیل کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کرتی ۔

لیکن جن علماء کے عقائد میں اللہ تعالیٰ کے لیئے تجسیم کا ہونا سالم ہے وہ تجسیم وتشبیہہ الٰہی کے بارے میں زیادتی کرتے ہیں ۔ کیونکہ جن علماء پر مشبہہ ومجسمہ ہونے کا اطلاق ہوتا ہے وہ ان کے دیگر امور کے علم کی حیثیت سے ہے ۔

پس علماء کا اُس وجہ سے اس تصرف میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا حق تعالیٰ جلِ شانہٗ کے بارے میں وہ بات کہہ دینا ہے جو اُس کی شان کے لائق نہیں۔

اہلِ تنزیہہ کا ایک گروہ:

ایک گروہ وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیئے تجسیم کا قائل ہے اور نہ تشبیہہ کا اور اپنے علم کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی طرف لوٹا دیتا ہے اور تجسیم وتشبیہہ خداوندی کے سلسلہ میں تاویل کے دروازے میں ایک قدم بھی نہیں رکھتا ۔

www.maktabah.org

اور صرف ایمان رکھنے پر قناعت کی۔ اُسے علمِ عطا فرمایا اور تاویل نہیں رکھتا اور نہ ہی اُسی بات پر ایمان رکھنے پر قانع ہے جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان ہی حروف کے بارے میں اسے علم عطا فرمایا اور تاویل نہیں کرتا اور نہ ہی وجوہ تنزیہہ میں سے کسی وجہ کی طرف پھیرتا ہے بلکہ ایک ہی طلاوت کساتھ کہ میں نہیں جانتا لیکن میں تشبیہ کی وجہ سے اس پہ باقی رکھنا محال سمجھتا ہوں اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنی اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور نہ ہی اس وجہ سے کہ اس امر سے عقلی نظر روکتی ہے چنانچہ اہل ظواہر میں سے فضلاء محدثین جنکے عقائد تشبیہ و تعطیل سے سالم ہیں یہی کہتے ہیں۔

اہل تنزیہہ کا دوسرا گروہ :۔

اہل تنزیہہ سے دوسرا گروہ ان کلمات کے ساتھ اس وجہ سے جو نظر عقلی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں تنزیہہ کی متعینہ وجوہ کی طرف پھر گیا ہو نظر عقلی میں جائز ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ اس سے متصف ہو۔ بلکہ وہ اس کے ساتھ متصف ہے۔ ان کلمات کی تاویل ضروری ہے جبکہ نظر عقلی میں صرف یہ ایک بات باقی رہتی ہے کہ کیا تاویل سے وہ مراد ہے یا نہیں جو لی گئی ہے؟ اور یہ تاویل اسکی الوہیت میں عیب نہیں لگاتی اور بسا اوقات اس کے ساتھ دو یا تین یا زیادہ وجہوں کی طرف عدول کرتے ہیں جو کلمہ کی حقیقت کے اعتبار سے زبان میں وضع کیئے گئے ہیں لیکن منزّہ وجوہ سے دوسری وجوہ سے نہیں۔

اور جب اس حدیث یا آیت کریمہ میں تاویل کرتے وقت زبان میں ایک وجہ کے سوا کوئی وجہ نہیں پاتے تو اس خبر کو اسی تنزیہہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں اور قصر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وہ امر نہیں مگر ہمارے علم و فہم میں یہی آیا ہے اور جب اس کے لیئے متعدد وجوہ کی طرف پھرنا پاتے ہیں تو اس حدیث یا آیت کو ان مصارف

www.maktabah.org

کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

اہل تنزیہہ کا تیسرا گروہ

ایک گروہ کہتا ہے ! احتمال ہے کہ اس سے ایسے مراد ہو اور احتمال ہے کہ اس سے ویسے مراد ہو اور ان کے ہاں تنزیہہ کی متعدد وجوہ ہوتی ہیں پھر کہتے ہیں واللہ اعلم یعنی اللہ ہی اسکی مراد کو بہتر جانتا ہے۔

اہل تنزیہہ کا چوتھا گروہ

ان میں سے ایک گروہ کے ہاں ان وجوہِ تنزیہہ میں سے قرینہ کے ساتھ ایک ہی وجہ جو مضبوط اور قوی ہوتی ہے چنانچہ وہ خبر اور حدیث پر اس وجہ کے ساتھ اس قرینہ کو قطع نہیں کرتے اور اسی امر پر اختصار و اقتصار کرتے ہیں۔

اہل تنزیہہ کا پانچواں گروہ

اہلِ تنزیہہ میں سے ایک گروہ اور بھی ہے اور وہ ان چاروں سے بلند ہے اور وہ ہمارے اُن ساتھیوں سے ہے جن کے دل فکر و نظر سے فارغ اور خالی ہو چکے ہیں اس لیئے کہ متقدمین سے مقدمہ اور تاویل کرنے والے گروہ اہل فکر و نظر تھے اور بحث کیا کرتے تھے تو یہ توفیق دیا گیا طائفہ مبارکہ موفقہ قائم ہوا اور بحمداللہ تعالی تمام موفقون یعنی توفیق دیئے گئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نفوس کو حق تعالی جل جلالہٗ کی جو تعظیم حاصل ہو چکی ہے اُس سے پیش نظر ہیں یہ قدرت حاصل نہیں کہ ہمارے پاس جو اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے آیا ہے اُس کی معرفت کے لیئے دقیق فکر و نظر کو کام میں لائیں یہ لوگ اپنے عقیدہ میں اُن محدثین کرام سے ہٹ بہت رکھتے ہیں جن کے عقائد سلامتی والے ہیں، اس حیثیت سے کہ تو وہ ان کلمات میں غور و فکر کرتے ہیں اور نہ ہی تاویل کرتے ہیں اور نہ ہی پھرتے ہیں بلکہ کہتے ہیں ہم نہیں سمجھ پائے۔

ہمارے ساتھی انہی کے قول پر ہیں۔ پھر ان کے مرتبہ سے منتقل ہو کر کہتے ہیں ان

www.maktabah.org

کلمات کی تفہیم کے لیے ہم دوسرے راستے پر چلتے ہیں جس کے ساتھ قلوب فکری نظر سے فراغت حاصل کر کے ذکر الٰہی سے حق تعالیٰ کے ساتھ بساطِ ادب و مراقبہ اور حضوری پر بیٹھ جاتے ہیں تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جو چیز ہمارے دلوں پر لوٹائی جاتے اُسے قبول کریں یہاں تک کہ حق تعالیٰ جل شانہ، کشف و تحقیق پر ہماری تعلیم کا متولی ہو جاتے۔ کیونکہ ہم اُس کا یہ فرمان سنتے ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ، البقرہ آیت ۲۸۲

اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے۔

اور اُس کا فرمان ہے۔

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا الانفال آیت ۲۹

اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں دے گا جس سے حق کو باطل سے جُدا کر لو

اور فرمایا۔

قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا طٰه آیت ۱۱۴

کہیں اے رب میرا علم زیادہ فرما۔

اور فرمایا۔

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہ الکہف آیت ۶۵

ہم نے اُسے اپنا علم لدنی سکھایا

توجب اُن کے قلوب اور ہمتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور وہ اُس کی طرف آجاتے ہیں۔ تو بحث و نظر کا دعویٰ کرنے والوں سے تمسک نہیں کرتے۔ ان کی عقلیں سلیم دل پاکیزہ اور فارغ ہو جاتے ہیں پھر جب ان میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی اُن کی مُعلّم بن جاتی ہے تو یہ مشاہدہ اُن اخبار و کلمات کے معنوں پر انہیں ایک ہی بار میں اطلاع کر دیتا ہے۔

www.maktabah.org

یہ مکاشفہ کا علم ہے

یہ قسمِ مکاشفہ کی قسموں سے ہے تو جب ادراکِ فکری کرنے والے علماء جن کا ذکر پہلے ہوا ہے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس کشف و معائنہ کے وقت ان کے لئے ان خبروں کے بارے میں انہیں جو وہم تھا اُسے بغیر جاننے کے چھوڑ دینا درست نہیں اور نہ ہی اُن کے لیے یہ درست ہے کہ احتمالاتِ تنزیہہ کے معنوں کو بغیر متعین و مقرر کرنے کے چھوڑ دیں بلکہ وہ اس کلمہ کو اور اس کے معنیٰ کے سیاق کو جان لیتے ہیں اور اس سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مراد ہے اس پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔

اور اگر دوسری خبر یعنی حدیث وغیرہ میں بعینہٖ یہ لفظاً آیا ہو تو ان مقدس و متعین وجوہات میں سے اس مشاہدہ کرنے والے کے لئے دوسری وجہ ہوتی ہے۔ یہ ہمارے گروہ کا حال ہے اور ہم میں سے ایک اور گروہ بھی ہے جن کے لئے یہ تجلّی تو نہیں لیکن انہیں القاء و الہام اور لقاء و کتابت حاصل ہوتی ہے اُن کے ہاں ایک علامت اور نشانی ہے جس میں انہیں القاء ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کو اس القاء کی خبر نہیں ہوتی چنانچہ وہ اپنے اس القاء الٰہی میں معصوم اور بے گناہ ہوتے ہیں اور وہی بات کرتے ہیں جس کا انہیں خطاب و الہام کیا جاتا ہے یا لقاء و کتابت ہوئی ہے۔

اُن تمام محققین کے نزدیک جنہوں نے اس خبر کے قائل کو تسلیم کر لیا اور نظر نہ کی اور نہ ہی تشبیہ و تعطل کو جانا،، اور وہ محققین جنہوں نے مباحثہ اور اجتہاد کیا اور اپنے طبقہ کے لوگوں سے مناظرہ بھی کیا اور وہ محققین جو صاحبان کشف و معائنہ نہیں اور وہ محققین جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے خطاب و الہام ہوتا ہے۔ عقلی طور پر محض ذات تنزیہ حدود تشبیہ سے مقید یہ ادوات و کلمات اللہ تبارک و تعالیٰ

www.muktabah.org

کی ذاتِ اقدس پر داخل نہیں کرتے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر تنزیہہ و تقدیس کے معنوں میں داخل کرتے ہیں چنانچہ علماء و محققین کے نزدیک ذاتِ خداوندی کے لیئے ان کلمات کا ان پاکیزہ معنوں میں قبول کرنا ہے۔ جن کا تنزیہہ خداوندی اقتضاء کرتی ہے۔

اگر جسم سے مراد وجود ہے

اب جبکہ یہ امر طے شدہ ہے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ اوراد و کلمات بات کو مخاطبین کے افہام تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر عالم اس امر میں اپنے فہم و قوت اور نفوذ و بصیرت کی حیثیت سے بات کرتا ہے اور اس عقیدہ تکلیف پر فطرت عالم ہے۔

اگر مشبہ فرقہ کے لوگ یعنی تشبیہ الٰہی کے قائلین اپنی فطرت پر رہتے تو کافر نہ ہوتے اور نہ ہی تجسیم باریِ تعالیٰ کے قائل ہوتے۔

تاہم ! اگر اُن کے ارادہ تجسیم کا مقصد وجودِ حق تعالیٰ کا اثبات ہے اور اپنے افہام کے قصور کی بناء پر اپنے اس تخیّل سے اثباتِ وجود کرتے ہیں تو اُن کی نجات ہو جائے گی۔

چونکہ محققین کے نزدیک مدارجِ تحقیق میں اُن کے رُتبوں کے ساتھ تفاضل ثابت ہے اس لیئے دیگر حقائق کو نقل کیا جاتا ہے۔

وجودِ حق تعالیٰ عالم کے ساتھ مُقید نہیں

جن لوگوں کو حقائق عطا ہوتے ہیں وہ اس امر پر توقف کرتے ہیں کہ وجود حقِ تعالیٰ وجودِ عالم کے ساتھ نہ تو قبلیت و معیّت کے ساتھ مقید ہے اور نہ ہی بعدیت زمانہ سے۔ کیونکہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کے لیئے تقدم زمانی و مکانی کا قائل امر جس کے ساتھ تحدید پڑے حقائق اُسکی تردید کر دیتے ہیں۔ ہاں ! اگر وہ اس بات کو

www.maktabah.org

بابِ توصیل یعنی سمجھانے کے ارادہ سے کرے تو کر سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی کتاب کا نطق ہے اس لیے کہ ہر شخص ان حقائق کے کشف کی قوت نہیں رکھتا۔

اندریں حالات ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بذاتہ اپنی ذات کے لیے اپنے غیر کے ساتھ مقید نہیں اور مطلق الوجود موجود ہے۔ نہ ہی وہ کسی چیز سے معلول ہے اور نہ ہی کسی چیز کی علت بلکہ وہ تمام معلولات وعلل کا خالق اور ہمیشہ ہمیشہ سے ملک القدوس پاکیزہ بادشاہ ہے۔

جبکہ یہ عالم نہ تو اپنی ذات کے لیے موجود ہے اور نہ ہی اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ موجود ہے اور وجودِ حق تعالیٰ کے ساتھ مقید الوجود ہے چنانچہ عالم کا وجود بغیر حق تعالیٰ کے وجود کے درست نہیں ہوگا۔

زمانہ تھا ہی نہیں

اب جبکہ حق تعالیٰ کے وجود سے زمانہ کی نفی ہوگئی اور ابتداءِ عالم سے بھی زمانہ کا فقدان ہے تو وجودِ عالم زمانہ کے بغیر ہوگا۔ ہم ایک جہت سے نہیں کہتے کہ یہ امر کس چیز پر واقع ہے تاہم حق تعالیٰ جل شانہٗ، وجودِ عالم سے قبل موجود ہے۔ اس لیے کہ یہ امر ثابت ہے کہ "قبل" صیغہ ہائے زمان سے ہے اور زمانہ تھا ہی نہیں اور نہ ہی یہ بات ہے کہ عالم وجودِ حق تعالیٰ کے بعد موجود ہوا ہے اور یہ صورت اس لیے ہے کہ حق تعالیٰ کے وجود کے ساتھ نہ بُعدیت نہ معیت اس لیے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے عالم کو پیدا کیا اور وہ عالم کا فاعل ہے اور اس نے اسکی اُس وقت اختراع فرمائی جب کوئی چیز نہ تھی ولیکن جسطرح ہم کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ بذاتہ موجود ہے اور عالم اُس کے ساتھ موجود ہے۔

اگر کوئی شخص ہم سے یہ سوال کرے کہ وجودِ عالم وجودِ حق تعالیٰ سے کب ظاہر ہوا

www.maktabah.org

تو ہم کہیں گے کہ "کب" سوالِ زمانی ہے اور زمانہ عالم کی نسبتوں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے کیونکہ اُس کے لیے نسبتوں کا عالم ہے جبکہ خلق تقدیر ہے ایجاد نہیں تو اس صورت میں یہ سوال ہی باطل قرار پاتا ہے۔

وجودِ حق تعالیٰ اور وجودِ عالم۔

آپ غور فرمائیں کہ آپ نے کیسا سوال کیا ہے؟ اس لیے کہ اس طرح تو آپ کی ذات میں ان کلمات کے معانی آپ کو تحصیل وافہام تک پہنچانے سے رد کریں گے۔

پس صرف اور صرف حق تعالیٰ کا وجود خالص باقی ہے جو عدم میں نہیں آیا اور جو وجود عدم سے آیا بنفسہٖ عین الوجود ہے اور یہ وجودِ عالم ہے۔

حق یہ ہے کہ وجودِ حق تعالیٰ اور وجودِ عالم، دونوں وجودوں کے درمیان نہ تو علیحدگی ہے اور نہ ہی امتداد مگر یہ توہّم مقدر ہے جو علم کے لیے محال ہے اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں مگر یہ کہ وجودِ مطلق و مقید اور وجود فاعل اور وجود منفعل۔ حقائق یہی کچھ عطا کرتے ہیں والسلام

کیا اللہ تعالیٰ اختراع فرماتا ہے۔

مجھ سے ایک وقت آنے والے نے سوال کیا کیا حق تعالیٰ پر اطلاقِ اختراع ہو سکتا ہے؟

میں نے اُس سے کہا! حق تعالیٰ کا علم بذاتہٖ عین عالم کو اُس کا جاننا ہے۔ اس لیے کہ عالم با وجود عدم سے متصف ہونے کے ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا مشہور رہا ہے اور اس کا مشہور ہونا اپنی ذات سے نہیں اس لیے کہ وہ موجود ہی نہ تھا۔ اور یہ مسئلہ ایسا بحرِ ہلاکت ہے جس میں اغوا کرنے والے ایسے لوگ ہلاک ہو گئے۔ جنہیں کشف حاصل حاصل نہ تھا۔

بہر کیف! ایک نسبت سے عالم ازل سے موجود ہے تو اس کا علم ازل سے

www.maktabah.org

موجود ہوگا اور اُس کا علم بنفسہٖ اُسے عالم کا عِلم ہے تو عالم کے ساتھ اُس کا عِلم ازل سے موجود ہے۔

پس حق تعالیٰ جل شانہٗ کو عالم کا عِلم عالم کے عدم کے حال میں تھا چنانچہ اُس نے اسے اپنے عِلم کی صورت میں پیدا فرمایا۔ تاہم اُس کا بیان کتاب کے آخر میں آئے گا۔ اور یہ قدر کا ایک راز ہے جو اکثر محققین سے پوشیدہ ہے۔

اندریں صورت عالم میں اختراع کی بات درست نہیں تاکہ ایک وجہ سے اختراع کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر اُس وجہ سے نہیں ہوتا جس کا اقتضاء حقیقتِ اختراع کرتی ہے کیوں کہ یہ امر جناب الٰہی میں نقص کی طرف لے جاتا ہے پس لفظ اختراع صِرف عبد میں کہنا درست ہے۔

اختراع کون کرتا ہے؟

یہ امر اس طرح ہے کہ درحقیقت مخترع اختراع نہیں کرتا یہاں تک کہ پہلے اُس مثال کی اختراع کرے جس کے اظہار کی مراد کو فی نفسہٖ وجود میں لاتا ہے پھر جس چیز کی مثل اُس کے عِلم میں تھی اُسے قوتِ عمل سے وجودِ حسی کی طرف اُس شکل پہ ظاہر کر دیتا ہے۔ اب جبکہ وہ کسی چیز کو فی نفسہٖ پہلے اختراع نہیں کرتا تو وہ حقیقتہً مخترع نہیں ہوگا۔

پھر جب تجھے اُس امر پہ قدرت حاصل ہو جائے جس کا عِلم تجھے کسی دوسرے شخص سے ہوا اور اُس کی شکل کی ترتیب کی مثل وجود میں ظاہر نہیں ہوتی تو جب بھی تجھے اُس کا عِلم تو ہو ہی چکا ہے جسے تو نے اپنے عِلم کے مطابق وجود کی صورت میں ظاہر کر دیا۔

اندریں صورت نفس الامر میں تو اپنی ذات کے نزدیک اُس چیز کا مخترع نہیں اور نہ ہی تو نے اُس کی اختراع کی ہے۔

www.maktabah.org

چنانچہ فی الحقیقت مخترع وہ ہو سکتا ہے جو فی نفسہٖ اُس چیز کی مثال کی اختراع کرے اور پھر تجھے اُس کا علم عطا کرے اور اگر لوگ اس اختراع کی نسبت تیری طرف محض اس لیے کر دیں کہ تیری تیار کردہ چیز تجھ سے پہلے انہوں نے کہیں نہیں دیکھی تو تجھے اُن کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے جو تیرے امور کو نہیں جانتے بلکہ تجھے اُس امر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جسے تو بذاتِ خود جانتا ہے۔

خدا کا تدبیرِ عالم فرمانا اختراع نہیں ہے۔

جان لیں کہ حق سبحانہ، تعالیٰ نے اُس شخص کی طرح تدبیرِ عالم نہیں کی جسے کچھ حاصل نہ ہو اور نہ ہی اُس نے جہان کو پیدا کرنے میں غور و فکر سے کام لیا ہے اور نہ ہی یہ امور اُس کی ذات والا صفات کے لیئے جائز ہیں۔ اور نہ ہی فی نفسہٖ اُس نے کسی ایسی چیز کی اختراع فرمائی ہے جس پر وہ پہلے موجود نہ تھی اور نہ ہی فی ذاتہٖ اُس نے یہ فرمایا ہے کہ میں اس چیز کو ایسے اور ایسے بناؤں گا، لہٰذا یہ تمام صورتیں اُسکی ذاتِ پاک کے لیئے جائز اور درست نہیں۔

ضروریاتِ اختراع:۔

جاننا چاہیئے کہ اختراع کرنے والا پہلے موجودات میں موجودہ متفرق اجزاء کو حاصل کرتا ہے پھر اپنے ذہن و ہمت میں اُن اجزاء کی اس طرح تالیف کرتا ہے۔ کہ قبل ازیں اسکی مثل اُس کے علم میں نہ تھی اور اگر تھی بھی تو کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ اُس پہلے شخص کی طرح ہے جس پر کسی نے سبقت حاصل نہیں کی جیسا کہ شعراء اور فصحاء حضرات اختراعِ معانی میں حسنِ نگارش کا اہتمام کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں اختراع کو ان معنوں میں بھی لیا جاتا ہے کہ کسی کی اختراع کردہ چیز کا اس سے پہلے بھی کوئی مخترع ہو اور جب سننے والا اُس کے بارے میں سُنے تو اُسے سرقہ اور چوری کا گمان کرے۔

www.maktabah.org

پس اگر مخترع اپنی اختراع سے لذت اندوز ہونے اور تمتع حاصل کرنے کا خواہش مند ہے۔ تو اُسے یہ حق نہیں پہنچا کہ اپنی پیدا کردہ مخصوص چیز کے علاوہ کسی چیز پر نظر رکھے اس لیے کہ اگر مخترع ایسی چیز کو دیکھے گا جو اُس سے پہلے ہی اختراع کی جا چکی تھی اور اس نے بعد میں اختراع کی ہے تو لبسا اوقات یہ امر اُسکی ہلاکت اور جگر پھٹ جانے کا باعث بھی ہو جاتا ہے۔

اکثر علماء بلغاء ریاضی دان، بڑھئی اور معمار کاری گر اختراع کیا کرتے ہیں اور بہت سے مخترعین کی فطرت میں ذکاوت ہوتی ہے اور وہ اپنے عقول پر کامل تصرف رکھتے ہیں چنانچہ حقیقتِ اختراع اُس شخص پر درست ہو گی جو کسی ایسی چیز کو اپنی فکر سے نکالے جو اُس کے علم میں اس سے پہلے نہ تھی، اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو اُس سے پہلے قوت یا قوت و فعل کے ساتھ اُس کا علم ہو خواہ ان علوم ہی سے کیوں نہ ہو جن کی غایت وانتہاء عمل ہے۔

عِلم الٰھی ازلی ہے۔

اس کے برعکس اللہ جلّ شانہ، عالم کو ازل ہی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جانتا ہے اور اُس پر یہ حالت کبھی نہیں آتی جس میں اُسے اِس عالم کا عِلم نہ رہا ہو پس اُس نے فی نفسہٖ ایسی کوئی چیز اختراع نہیں فرمائی جس کا اُسے عِلم نہ ہو۔

اب جبکہ علماء باللہ کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ کا عِلم پاک قدیم اور ازلی ہے تو ثابت ہوا کہ اُس نے بالفصل ہماری اختراع فرمائی ہے نہ کہ اُس نے فی نفسہٖ ہماری مثال کی اُسطرح اختراع فرمائی ہے جو اُس کے علم کی صورت میں ہے کیونکہ ہمارا وجود اس حد پر تھا جو اُس کے عِلم میں ہے، اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم وجود کی طرف اُس حد پر نکلتے جو اُس کے علم میں نہ ہوتی اور جو بات اُس کے عِلم میں نہ ہوتی اُس کا وہ ارادہ نہ فرماتا اور جس چیز کا وہ ارادہ نہ فرماتا اور اُس کا علم نہ رکھتا تو اُسے پیدا نہ فرماتا۔

www.maktabah.org

بندریں صورت ہماری موجودگی دو طرح پر ہو سکتی تھی یا تو یہ کہ ہم خود بخود AUTOMATIC پیدا ہو جاتے یا اتفاقاً پیدا ہو جاتے "اور اگر ایسا ہوتا تو ہمارے وجود کا عدم سے آنا درست نہ ہوتا حالانکہ ہمارے عدم سے وجود میں آنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں ہونے پر برہان ولایت کرتی ہے کہ اُس نے ہمیں وجود دینا چاہا تو ہمیں اُس صورت ثانیہ پر پیدا فرمادیا جو ہمارے ساتھ اُس کے علم میں تھی اور ہم اپنے اعیان و وجودات میں معدوم تھے۔

اب جبکہ مثال میں اختراع نہیں تو صرف اختراعِ فعل باقی رہ جائے گی اور یہ امر عین میں موجود مثال کے عدم اور نہ ہونے کی بناء پر درُست ہے۔

پس جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اسکی تحقیق کریں اور بعد میں جو کہنا چاہیں کہہ لیں اگر چاہیں تو اُس کا وصف اختراع اور مثال کے ساتھ بیان کریں اور اگر چاہیں تو اُس امر کی نفی کریں جسکی نفی ہوئی ہے۔ مگر یہ بات اُس وقت کریں جب اُس امر پر واقفیت حاصل کریں جو میں آپ کے علم میں لایا ہوں۔

www.maktabah.org

تیسری فصل

علم ، عالم ، اور معلوم کے بیان میں

اَلْعِلْمُ وَ الْمَعْلُوْمُ وَالْعَالِمُ
ثَلَاثَةٌ اُوْحُكْمُهُوْ ا وَاحِدٌ
وَاِنْ تَشَاءْ اَحْكَامُهُمْ مِثْلَهُمْ
ثَلَاثَةٌ اَثْبَتَهَا الشَّاهِدُ
وَصَاحِبُ الْغَيْبِ يَرَي وَاحِدَ
لَيْسَ عَلَيْهِ فِي الْعُلَي زَائِدًا

علم و عالم اور معلوم تینوں کا حکم ایک ہے ۔
اگر آپ چاہیں تو ان کی مثل ان کے تین حکم شاہد یعنی حاضر نے ثابت کیئے ہیں اور صاحبِ غیب ان تینوں کو ایک دیکھتا ہے بلندی میں اس پر زائد نہیں ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے جان لیں کہ علم کسی امر کو دل کا اس کی اُس حد پر حاصل کرنا ہے جس پر وہ امر فی نفسہٖ ہے خواہ معدوم ہو ۔ یا موجود ۔

پس علم وہ صفت ہے جو دل سے حاصل کرنے کو واجب کرتی ہے اور عالم وہ دل ہے جس سے حاصل کیا جاتا ہے ۔ اور معلوم وہ امر ہے جسے حاصل کرنا ہے جبکہ حقیقت علم کا تصور انتہائی مشکل امر ہے لیکن حصولِ علم کے لیئے کمربستہ رہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ظاہر ہوگا ۔

www.maktabah.org

دل کا آئینہ:

جان لیں کہ دل مرآتِ مصقولہ یعنی صیقل کیا گیا آئینہ ہے اور تمام کا تمام چہرہ ہے جو کبھی زنگ آلود اور مکدر نہیں ہوتا اور اگر کسی روز اس پر زنگ آلود ہونے کا اطلاق ہو جائے تو حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن سے مُصفا کریں۔ حدیث شریف ہے۔

إِنَّ الْقُلُوبَ لَتَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ وَإِنَّ جَلَاءَهَا ذِكْرُ اللّٰهِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ

یعنی دل لوہے کے زنگ کی طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں تو ان کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت سے ہوتی ہے۔

ولیکن اس ذکر الحکیم سے مراد یہ زنگ نہیں کہ دل کے چہرے پر زنگ آجاتا ہے ہاں جب وہ علم باللہ سے اسبابِ علم کے ساتھ مشغولیت اور تعلق پیدا کر لیتا ہے تو اس غیر اللہ کے تعلق سے دل کی تہہ پر زنگ آجاتا ہے کیونکہ غیر اللہ سے یہ تعلق اس دل کی طرف آنے والی حق تعالیٰ کی تجلی کو روک دیتا ہے چونکہ حضرتِ یہ علی الدوام متجلا ہے اور اُس کے حق میں ہم سے حجاب کا تصور نہیں کیا جا سکتا چنانچہ یہ دل خطاب شرعی محمود کی جہت سے اُسے قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اس غیر کے زنگ کو قبول کر چکا ہے اور اس پر قفل لگ چکا ہے اور اندھاپن وغیرہ آچکا ہے۔

مگر حق تعالیٰ تجھے اپنے پاس سے علم عطا فرماتا ہے۔ ولیکن اس کے علم میں غیر اللہ ہے جبکہ علماء کے نزدیک نفس الامر میں وہ علم باللہ ہے اور ہمارے قول کی تائید اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ ط (حم السجدۃ آیت ۵)

اور بولے ہمارے دِل غلاف میں ہیں اُس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔

www.maktabah.org

چنانچہ وہ اُس امر سے پردے میں تھے جسکی طرف انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خصوصیت سے دعوت دیتے تھے نہ یہ کہ وہ کسی پردہ میں تھے۔ لیکن انہیں اُس امر سے تعلق پیدا ہو گیا تھا جسکی دعوت نہیں دی جاتی تھی۔

پس وہ اُس امر سے اور اک سے نابینا ہو گئے تھے جسکی طرف سے دعوت دی جاتی تھی اور انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا اور دل تو ہمیشہ جلاء مصقولہ صافیہ پر شگافتہ ہیں اور ہر وہ دل جس میں حضرتِ الٰہیہ کی تجلّی وارد ہوتی ہو یاقوتِ احمر کی طرح ہے۔ اور وہ تجلی ذاتی ہے تو یہ قلبِ مشاہد ایسا کمل اور عالم ہے جسکے اُوپر تجلیات میں سے کوئی تجلی نہیں اسکے نیچے تجلّیٔ صفات اور دونوں کے نیچے تجلّیٔ افعال ہے اور جس پر کوئی تجلّی وارد نہ ہو وہ دل اللہ تعالیٰ سے غافل اور قرب الٰہی سے مردود و مطرود کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے قلب کے بارے میں جس حد پر ہم نے ذکر کیا ہے اس پر غور کریں اور دیکھ لیں کہ آپ اسے علم مقرر کرتے ہیں تو یہ درست نہیں اگر آپ کہیں کہ یہ صفات ذاتیہ ہے تو اس کے لیئے کوئی راہ نہیں۔ ولیکن یہی سبب ہے جیسا کہ دل کے لیئے ظہور معلوم سبب ہے۔

اگر آپ کہیں کہ سبب وہ ہے جو دل میں معلوم حاصل کرتا ہے تو یہ بھی راہ نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں معلوم سے نفس میں مثال منقوش ومنطبع ہوتی ہے اور یہ معلوم کا تصور ہے تو یہ بھی طریق نہیں۔

علم کیا ہے۔

اگر آپ سے کہا جائے کہ علم کیا ہے تو کہیں کہ اور اک کرنے والے کا اُس حد پر ادراک کرنا جس پر وہ فی نفسہ ہے جبکہ اُس کا ادراک غیر ممتنع ہو اور جس کا ادراک ممتنع نہ ہو تو اُس کا ادراک نہ کرنا ہی علم ہے۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

www.maktabah.org

اَلعِجزُ عَنْ دَرْكِ الادْرَاكِ اِدْرَاکٌ

یعنی درک الادراک سے عاجز آنا ہی ادراک ہے۔

پس مقرر کیا گیا کہ علم باللہ وہ ہے جس کا ادراک نہ کیا جا سکے۔ اسے جان لیں ولیکن اُس کا ادراک کسب عقل کی جہت سے نہیں جیسا کہ بغیر اُس کے اس کا جاننا ہے۔ تاہم اُس کا ادراک اُس کے جود و کرم اور اُس کی عطا سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اہل شہود و مشاہدہ عارفوں کو اُس کی معرفت حاصل ہے۔ اور یہ معرفت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ نظر کی حیثیت سے قوتِ عقل کے ساتھ

کیا خدا کی مناسبت مخلوق سے ہے؛

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کسی امر کا علم معرفت کے سوا حاصل نہیں ہوتا جو دوسرے امر کے ساتھ اُس معرفت سے قبل تھا تو لازماً اُس سے دونوں معروفوں کے درمیان مناسبت ہو گی اور یہ امر ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُسکی مخلوق کے درمیان کوئی مناسبت اُس مناسبت کی جہت سے موجود ہی نہیں جو اشیاء کے درمیان ہوتی ہے اور یہ مناسبت جنس نوع یا شخص کی مناسبت ہے

پس ہمیں کسی چیز کا متقدم اور پہلا علم نہیں جس کے ساتھ ہم ذاتِ حق کا ادراک کر سکیں۔ اس لئے کہ ادراک کے لئے دونوں کے درمیان مناسبت ہونا چاہیئے اسکی مثال یوں ہے کہ ہم نے افلاک کی طبیعت کو جانا کہ یہ طبیعت خامسہ ہے اور اگر ہمیں امہات اربع کا علم پہلے نہ ہوتا تو ہرگز ہرگز نہ جان پاتے۔

پس جب ہم نے دیکھا کہ افلاک ان طبائع سے اس حکم کے ساتھ خارج ہے کہ وہ ان اُمہات سے نہیں تو ہمیں علم ہو گیا کہ حرکت علویہ کی جہت سے جو اثیر، ہوا اور سفلیہ میں پانی اور مٹی میں ہے افلاک پانچویں طبیعت ہے۔ اور افلاک و امہات جوہریہ کے درمیان ہو کہ ایک جنس ہیں کل اور نوعیت کی جامع مناسبت ہے تو یہ نوع ہے

www.maktabah.org

جیساکہ جنس واحد کے لیئے ایک نوع ہو اور ایسے ہی شخصیت ہوتی ہے اور اگر یہ تناسب نہ ہوتا تو ہم علم طبائع سے مزاجِ فلک کو نہ جان پاتے۔

ہر کیف باری تعالیٰ اور عالم کے درمیان ان وجوہ سے کوئی مناسبت نہیں تو اُسے علم سابق کی بناء پر بغیر اُس کے کبھی نہیں جانا جاسکتا جیساکہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ غائب پر شاہد کا استدلال علم وارادہ اور کلام وغیرہ سے ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی ذات پر محمول کرتے ہوئے اُس کا قیاس کرنے کے بعد اُسکی تقدیس و پاکیز گی بیان کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کو جان لینا کیسے ہے۔

جو بات ہمارے علم باللہ تعالیٰ اور ہمارے مذہب کی مؤید ہے وہ یہ ہے کہ علم حسب معلوم مترتب ہوتا ہے اور حسب انفعال معلوم اپنی ذات میں اپنے غیر سے منفصل ہوتا ہے اور وہ چیز جس کے ساتھ معلوم منفصل اور علیحدہ ہوتا ہے یا تو جوہریت کی جہت سے ذات ہوگی جیساکہ عقل یا نفس یا پھر اپنے مزاج کی جہت سے ذات ہوگی۔ جیساکہ حرارت اور آگ کا جلانا ہے۔

تو جس طرح عقل نفس سے اپنی جوہریت کی جہت سے علیحدہ ہے ایسے ہی آگ اپنے غیر سے الگ ہے جیساکہ ہم نے اُس کا ذکر کیا۔

اب یا تو وہ اُس سے بذاتہٖ منفصل اور علیحدہ ہے مگر جس کے ساتھ اُس میں وہ معمول ہے یا حال کے ساتھ ہے جیساکہ بیٹھنے والے کا بیٹھنا اور کتابت کرنے والے کا لکھنا اور یا ہئیت کے ساتھ ہے جیساکہ سیاہ کی سیاہی اور سفید کی سفیدی اور یہ اہلِ عقل کے نزدیک مدارکِ عقل کا حصّہ ہے تو خارج کی حیثیت سے عقل کے لیئے اُس سے کوئی معلوم نہیں پایا جاتا جیساکہ ہم نے اُس کا وصف بیان کیا مگر جاننا چاہیئے کہ جو چیز اپنے غیر سے الگ ہوتی ہے یا تو وہ اپنے

www.maktabah.org

جوہر کی جہت سے ہو گی یا اپنے مزاج یا حال یا ہیت کے اعتبار سے ہو گی اور عقل ایسی کسی چیز کو نہیں پا سکتی۔ جس میں یہ چیزیں نہ ہوں اور یہ چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ میں نہیں پائی جاتیں تو بحیثیت ناظرہ باحث کے عقل ہرگز ہرگز اسے نہیں جان سکتی اور عقل اسے اس نظر و برہان کی حیثیت سے جان بھی کیسے سکتی ہے جسکی طرف حس یا ضرورت یا تجربہ کا استثناء ہو، اور باری تعالیٰ جل شانہ کا ادراک ان اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ جن کی طرف عقل اپنی برہان میں رجوع کرتی ہے اس وقت اس کے لیئے برہانِ وجودی درست ہو گی۔

پس اہل عقل کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ دلیل کی جہت سے اپنے رب کو جانتا ہے اور باری تعالیٰ جل شانہ کو اس نے معلوم کر لیا ہے۔

اگر یہ اہل عقل، صناعیہ، طبیعیہ، تکوینیہ، انبعاثیہ اور ابداعیہ معقولات کی طرف دیکھتا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے فاعل سے ناواقف ہے تو جان لیتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو دلیل کے ساتھ کبھی نہیں جانا جا سکتا۔ لیکن اتنا علم ہوتا ہے کہ وہ موجود ہے اور عالم اس کا محتاج ہے اور عالم کی محتاجی ذاتی ہے۔ جس سے اس کے لیئے ہرگز ہرگز چارہ کار نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یَاأَیُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

پس جو شخص چاہتا ہے کہ توحید کے لبِ لباب کی معرفت حاصل کرے تو اُسکو کتاب عزیز قرآن مجید میں وارد ہونے والی آیات توحید پر غور کرنا چاہیئے اس لیئے کہ جس قدر کوئی اپنی ذات کو جانتا ہے دوسرا اپنی ذات سے اس کے بارے میں اتنا نہیں جانتا۔ پس اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنا جو وصف بنفسہ بیان فرمایا ہے اس پر غور فرمائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو یہ تفہیم عطا فرمائے

www.maktabah.org

کہ آپ اُس علمِ الٰہی کی واقفیت حاصل کریں جسکی طرف عقل اپنی فکر سے ابدالآباد تک رسائی حاصل نہیں کرسکتی۔ ہم اس باب سے ملحقہ باب یعنی باب سوم میں عنقریب توحید کے بارے میں آیات بیّنات نقل کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کا فہم نصیب فرمائے اور اُن عالموں میں سے بنائے جو اس کی آیات کا شعور رکھتے ہیں آمین۔

باب دوم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن وَعَلٰی آلِہٖ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ملتمسِ دُعا
ناچیز صائم چشتی

---

www.maktabah.org

باب سوم

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ادا ہونے والے اُن کلمات کا بیان جن سے تنزیہہ باری تعالیٰ میں تجسیم و تشبیہہ کا اطلاق ہوتا ہے جب کہ ظالم اس چیز کو بڑی برتری کہتے ہیں۔

تنزیہہ باری تعالیٰ

فی نظر العبد الی ربه — فی قدس الابلو تنزیهه
وعلوه عن أدوات أتت — تلحق بالکیف وتشبیهه
دلالة تحکم قطعا علی — منزلة العبد وتنویهه
وصحة العلم واثباته — وطرح بدعی ودعویه

تنزیہہ و تقدس میں بندے کی نظر اپنے رب کی طرف ہے

اُس کی بلندی سے کیف و تشبیہ کے ساتھ آلات و اسباب ملحق ہیں

منزلت عبد اور حق کی دوری ایسی دلالت ہے جس کا حکم قطعی ہے

علم کی صحت و اثبات نے بدعتی اور اُس کے توہمات کو رد کر دیا اور اُس کے دعویٰ کو پھینکنا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جاننا چاہیئے کہ اُس کی بلندی و پستی کی وہ تمام تر معلومات جن کی عقل حامل ہے بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ سے ماخوذ ہیں پس کائنات کے اعلیٰ و اسفل علم اور نفس اشیاء کے وجود کو اُس کی عطا سے معرفت کے حصول پر اُس کے نور و تجلی اور فیض اقدس سے بہت

www.maktabah.org

کچھ کر سکتا ہے"

کون کیسے فائدہ اٹھاتا ہے

عقل حق تعالیٰ سے مستفید ہو کر نفس کو مستفید کرتی ہے اور نفس عقل سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اس کا فعل ان تمام اشیاء میں جاری ہے جس کے ساتھ اس کے علاوہ عقل کے جاننے کا تعلق ہے۔

اس کے علاوہ کہنا یہ ہماری اپنی لگائی ہوئی وہ قید ہے جس کا ذکر ہم نے آپ کی نگاہ میں افادہ و تحفظ کے نام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیا جیسے ہم جانتے ہیں اور وہ عالم ہے تو سبب کو جان لیا۔

جان لیں کہ عالم مہیم عقلِ اوّل سے کچھ فائدہ نہیں لیتا اور اس کے لئے دو مہیموں پر دلالت کرتا ہے بلکہ وہ اور یہ ایک مرتبہ میں ہیں۔ جیسا کہ قطب کے حکم سے افراد ہم سے خارج ہیں۔ اگرچہ افراد سے قطب ایک ہوتا ہے۔ لیکن عقل افادہ کے ساتھ مخصوص ہے جب کہ افراد کے درمیان قطب تولیت سے مخصوص ہے اور وہ سوائے علمِ مجرد توحیدِ خاص کے اس تمام میں جاری ہے جس کا تعلق عقل کے علم سے ہے۔

یقیناً یہ امر جمیع وجوہ سے تمام معلومات کے مخالف ہے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان ہرگز ہرگز مناسبت نہیں، اور اگر ایک روز کے لئے مناسبت کا اطلاق ہو جیسا کہ امام ابو حامد غزالی نے اور دوسروں نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے تو یہ تکلف اور حقائق سے بعید تر چلا گیا"

حادث و قدیم کے درمیان کوئی نسبت نہیں

پس محدث اور قدیم کے

www.maktabah.org

درمیان کون سی نسبت ہے یا یہ کہ اُسے کیسے تشبیہ میں لایا جائے جو مثال کو
قبول نہیں کرتا اُس کا مثال قبول کرنے والے کے مشابہ ہونا محال ہے یہاں تک کہ یہاں کہا گیا العباس بن عریف صنہاجی
نے "محاسن المجالس" میں فرمایا جس کا اُس کی طرف منسوب کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ
کے اور اُس کے بندوں کے درمیان نسبت نہیں سوائے عنایت کے اور نہ سبب
ہے سوائے حکم کے اور نہ وقت ہے سوائے ازل کے اور جو باقی ہے وہ اندھاپن
اور تلبیس ہے اور ایک روایت میں اندھے پن کے بالعکس کو کہا گیا کہ علم ہے۔

پس اُسے دیکھیں جو اِس کلام کا حُسن، اِس معرفت باللہ کا کمال اور
اِس مشاہدہ کا اقدس ہے اور دیگر جو اِن کلمات کے ساتھ کہا۔ اللہ تعالیٰ اُس
سے نفع عطا فرمائے۔

علم باللہ ادراکِ عقل اور نفس نہیں کر سکتے اور اس سے عاجز ہیں مگر اس حیثیت
سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ و تقدس موجود ہے اُس کے ساتھ جو الفاظ مخلوق کے
حق میں یا مرکبات وغیرہ کے توہُم میں آتے ہیں تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ عقلِ سلیم
کی نظر میں اُس کے فکر و عصمت کے اعتبار سے ہے۔ بخلاف اِس کے کہ اِس
پر یہ وہم جائز نہیں اور نہ اِس پر یہ لفظ عقلاً اُس وجہ سے اِس پر جاری
ہوتا ہے جیسے مخلوقات قبول کرتی ہے۔

یقیناً اِس کا اطلاق سامع کے نزدیک افہام پر ثبوتِ وجُود کے
لئے تقریب کی وجہ پر ہوتا ہے نہ کہ اُس حقیقت کے ثبوت کے لئے جو جس
پر حق ہے تو یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" ولیکن
ہم پر اللہ تعالیٰ کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وعدہ کے
ارشاد سے شرعاً واجب ہے کہ اِس کا اقرار کریں۔

جاننا چاہیئے کہ یقیناً لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یری

www.maktabah.org

خبر کو اپنی نظر کے موافق جان لو تاکہ علم کو جو تمہارا ایمان درست ہو جیسا کہ تیرے لئے خیر بیان
سے وہ علم درست ہے جو تعریف سے قبل ہے تو یہ وہ امر ہے جو بعض لوگوں کی نظر میں اِس امر پر وعدہ ہے اور ہماری نظر نے اُسے اُس میں نہیں دیکھا تو اُس کی معرفت کی طرف کیسے پہنچ سکتا ہے۔

پس ہم نے حکم الصفات پر دیکھا اور جو اُس کی عقل کامل کو ممکنہ جدّوجہد کے بعد اُس سے نظر آیا اِس سے اللہ سُبحانہٗ کی معرفت کی طرف سوائے اُس کی معرفت سے عاجز آنے کے کوئی اُمر نہیں پہنچتا۔ اِس لئے ہم اُس کی معرفت کو طلب کرتے ہیں جیسا کہ اُس حقیقت کی جہت سے تمام اشیاء کی معرفت طلب کرتے ہیں جو اِس پر معلوم ہیں۔

پھر جب ہم نے جان لیا کہ وہ موجود ہے اور اُس کے لئے مثال نہیں اور نہ ہی ذہن میں اُس کا تصوّر کیا جا سکتا ہے نہ اُس کا اُدراک ہو سکتا ہے تو یہ عقل اُسے کیسے ضبط کر سکتی ہے جو باوجود اُس کے وجود کے ثبوتِ علم کے مجاز نہیں۔

پس ہم جانتے ہیں کہ بے شک وہ اپنی الوہیت میں اکیلا موجود ہے اور یہ وہ علم ہے جسے ہم سے اُس کی ذات کی اِس حقیقت کے ساتھ دوسرے عالمین طلب کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ بذاتہٖ جانتا ہے اور وہ عدمِ علم کے بعد علم ہے جو ہم سے طلب کرتے ہیں جب کہ عقل کی نظر میں مخلوقات میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں اور نہ وہ اِس سے کسی چیز کے مشابہ ہے جب ہمیں کہا گیا ہے تو جان لیں کہ یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے جو ہم پر پہلے واجب تھا۔
جو علم ہے اُسے ہم جانتے ہیں اور ہمیں اُس کا علم ہے اور بے شک ہم اُسے جانتے ہیں جو علم العلم سے پہلے ہم پر واجب ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آٹھویں جز تمام ہوئی۔

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الفاظ کی اصلیں

ہم ناقل ہیں کہ اِس کے لئے مطالب کی چار اُمہات ہیں۔

ہَلْ¹، مَا²، کَیْفَ³، لِمَ⁴، یعنی کیا، جو، کیسے اور نہیں۔

ہَلْ اور لِمَ دو بسیط رُوحانی مطلب ہیں۔ دونوں کا ساتھی مَاھُوَ ہے۔ پس ہَلْ اور لِمَ بسائط کی دو درُست اصلیں ہیں، اِس لئے کہ مَاھُوَ میں خاص ترکیب سے ضرب ہیں اور اِن چاروں مطالب میں وُہ مطلب نہیں پہنچتا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اُس کی حقیقت عطا ہونے کی جہت سے سوال کیا جائے کیونکہ علمِ توحید کی معرفت سِوائے اِس کے درُست نہیں کہ جو اِس میں ماسِوا اللہ سے پایا جاتا ہے اُس کی نفی کی جائے اِس لئے کہ اُس نے فرمایا ہے۔ "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ" اِس کی مثل کوئی چیز نہیں اور سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ، یعنی تیرا رَبّ ربُّ العزّت اُس چیز سے پاک ہے جس سے اُسے مُتّصِف کرتے ہیں۔ پس علم کا سلب ہونا ہی اللہ کے ساتھ علم ہونا ہے جیسا کہ ارواح کے بارے میں ہم گفتگو نہیں کر سکتے کہ وہ کیسے ہوتے ہیں وہ اِن کیفیتوں سے پاک ہیں، کیونکہ اُن کے حقائق کا اِس عبارت میں تخالف ہے۔

ایسے ہی ارواح پر جِن آلات و اسباب کا اطلاق ہوتا ہے جن کیساتھ اُن سے سوال کیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ پر اُن کا اطلاق جائز نہیں، اور نہ ہی اُس توحید پرست مُحقّق کو حق پہنچتا ہے جو اپنے خالق اور بنانے والے کا احترام کرتا ہے کہ وہ اِن الفاظ کا اُس پر اطلاق کرے اِسلئے کہ وُہ

www.maktabah.org

اِن مطالب کو کبھی نہیں جان سکتا۔

حق تعالیٰ کا اِدراک نہیں ہو سکتا

وَصل پھر ہم نے تمام ماسِوا اللہ کو دیکھا تو اُسے دو قسموں پر پایا۔

۱۔ اُس کا ذات کے ساتھ اِدراک کرنا اور یہ محسوس اور کثیف ہے۔

۲۔ اُس کا فِعل کے ساتھ اِدراک کرنا تو یہ معقول اور لطیف ہے، اِس مقام پر معقول محسوس سے بلند ہو جاتا ہے

اگر اُس کی ذات کا اِدراک مقصود ہو تو وہ منزّہ ہے چنانچہ سِوائے اِس کے نہیں کہ اُس کا فِعل کے ساتھ اِدراک ہو سکے جب کہ یہ مخلوقوں کے اَوصاف ہیں۔ اور حق تعالیٰ و تقدّس کی ذات کا اِدراک نہیں ہو سکتا جیسا کہ محسوس یا اُس کا فِعل اور جیسا کہ لطیف یا معقول اِس لئے کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے درمیان ہرگز ہرگز مناسبت نہیں کیونکہ وہ ہمارے لئے غیر مدرکہ ہے یعنی ہم اُس کا اِدراک نہیں کر سکتے کہ ہمیں سے محسوس کی مشابہت ہو

مصنوعات صانع کو نہیں جانتیں

اُس کا فعل لطیف امر کے فِعل کے مانند نہیں کہ لطیف کے مُشابہ ہے۔ اِس لئے کہ حق تبارک و تعالیٰ کا فِعل اشیاء کو پیدا کرتا ہے کِسی چیز کا فِعل نہیں ہوتا جب کہ لطیف رُوحانی اشیاءٔ سے کِسی چیز کا فعل ہے تو دونوں کے درمیان کون سی مناسبت ہو گی۔ اب جب کہ فعل میں مشابہت ممنوع ہے تو ذات میں مشابہت کا ممنوع ہونا زیادہ مناسب ہو گا۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس فعل سے کِسی چیز کو متحقق کریں تو حسبِ اصناف

www.maktabah.org

مفعولِ صناعی کی طرح اس فعل کے مفعول کو دیکھیں، جیساکہ قمیص اور کرسی۔ ہم نے انہیں اس حال میں پایا کہ یہ اپنے کاریگر کو نہیں جانتیں مگر اُن کی ذات اپنے بنانے والے کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ اُسے اُس کی صنعت سے پہچانا گیا۔

مفعولات کا تعارف

ایسے ہی مفعول تکوینی یعنی فلک اور کواکب اپنے صانع کو نہیں جانتے اور نہ اپنے ترکیب دینے والے کو جانتے ہیں اور وہ نفسِ کلیہ ہے جو اُن پر محیط ہے۔

ایسے ہی مفعول طبیعی ہے جیساکہ معدنیات پیدا ہونا اور نباتات و حیوانات ہیں۔ یہ مفعولِ تکوینی سے طبیعی طور پر کام کرنے والے ہیں، وہ اپنے فاعل سے واقف نہیں ہو پاتے جو کہ فی الحقیقت فلک اور کواکب و ستارے ہیں پس افلاک کا وہ علم نہیں اور نہ ہی وہ اس کا جسم ہے جسے تُو جانتا ہے اور نہ ہی تیری حس اُس کا ادراک کر سکتی ہے۔ اور سورج کا اُس کی اپنی ذات میں جسم کہاں ہے جسے ہم اُس کے لئے دیکھتے ہیں۔ یقیناً علم افلاک اُس کی روح اور اُس کے اُس ملنے کی جہت سے ہے جو اُس کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نفسِ کلیہ محیط سے بنائے، یہی امر افلاک اور جو افلاک میں ہے، کے ہونے کا سبب ہے۔

ایسے ہی مفعول انبعاثی ہے۔ اِس نفسِ کلیہ کا عقل سے مبعوث ہونا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں حقیقتِ جبرائیلیہ کا مبعوث ہونا ہے۔ یقیناً وہ قطعاً نہیں جانتا کہ اُس کی بعثت اُس سے ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ اُس کے احاطہ کے تحت ہے اور اُس نے اُس کا احاطہ کر رکھا

www.maktabah.org

ہے۔ اس لئے کہ یہ اُس کی خاطروں سے خاطر ہے۔ تو جو اُس کے اُوپر ہے اور جو اُس میں اُس سے نہیں ہے اُسے کیسے جانے گا۔ سوائے اس کے کہ جو اُس میں ہے اُس سے بھی سوائے ماہیت کے نہیں جانتا۔ پس وہ اُس کی ذات کے ساتھ جانتا ہے نہ کہ دونوں کے سبب کو جانتا ہے۔

ایسے ہی مفعولِ ابداعی ہے۔ یہ ہمارے نزدیک حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے اور ہمارے علاوہ کے نزدیک عقلِ اوّل ہے اور یہ قلم اعلیٰ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی چیز کے بنایا اور وہ ہر مفعول سے اُس کے فاعل کا اِدراک کرنے سے عاجز وقاصر ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔ اس لئے ہر فاعل ومفعول کے درمیان وہ چیز ہے جس سے وہ ضرب مناسبت ومشاکلت ہے جو بیان ہوئی۔

پس اُس سے دونوں کے درمیان مناسبت کی مقدار جاننا ضروری ہے رہا! جوہریہ یا اس کے علاوہ کی جہت سے ہے جوہریہ یہ دوسری جہت ہے۔ تو حق تعالیٰ اور مبدعِ اوّل کے درمیان مناسبت نہیں۔ پس وہ اپنے فاعل کے ساتھ اُس کے علاوہ اسبابِ مفعول سے اُس کی معرفت سے عاجز ہے اس لئے کہ مفعول اُس چیز سے عاجز ہے جو اُس کے فاعل کے لئے اُس کے اِدراک وعلم کی وجہ سے مشابہ ہے۔ پس اس پر غور کریں اور اس کی تحقیق کریں تو بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محدث کے تعلقِ علم سے توحید کے باب میں بہت زیادہ نافع ہے۔

حواسِ خمسہ کا اِدراک

وصل: اِس کی تائید ہمارے اُس بیان سے ہوتی ہے کہ انسان اپنی پانچوں

www.maktabah.org

حسّیہ قوتوں، شامہ، طائمہ، لامسہ، سامعہ اور باصرہ میں سے کسی ایک قوت کے ساتھ تمام معلومات کا ادراک کر سکے۔

باصرہ یعنی دیکھنے کی قوت نزدیک و دور سے رنگوں اور تغیرات و اشخاص کا اِدراک کرتی ہے چنانچہ ایک چیز کا ایک میل سے جو ادراک ہوتا ہے ویسی وہ اُسے دو میل سے نظر نہیں آتی اور اُسے بیس گز کے فاصلہ پر ویسا ہی نہیں دیکھا جا سکتا جو ایک ہاتھ کے مقابل۔ دوسرے ہاتھ کی دُوری تک کا اِدراک ہوتا ہے۔

پس جو شخص اُس کو دو میل سے دیکھتا ہے تو اُسے نہیں جانتا کیا ہے جو ایک میل سے دیکھتا ہے تو وہ اُسے پہچانتا ہے کہ وہ انسان ہے یا درخت؟ اور جو بیس گز کے فاصلے پر ہے وہ اُس کے رنگ کو پہچانتا ہے کہ سفید ہے یا سیاہ، اور جس کے ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہے وہ جان لیتا ہے کہ ازرق ہے یا اکمل یعنی اُس کا رنگ نیلا ہے یا سبز، پس ایسے ہی قرُب و بعد سے اِس کے مدرکات میں تمام حواس ہیں۔

ہمارے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کے حصُول کے وقت میں اُسے محسوس نہیں کیا جا سکتا یعنی حِس کے ساتھ اُس کا اِدراک نہیں ہو سکتا تو اُسے حِس کے طریق سے نہیں جان سکتے۔

رہی قوّتِ خیالیہ! تو یہ وُہی ضبط کرے گی جو اُسے حِس عطا کرے گی اور یا وُہ صُورت ہوگی جو اُسے اُس کے بعض محسوسات پر بعض کو محل کرنے پر فکر دے گا اور یہاں معرفتِ حق کا طریقہ مجھ پر منتہی ہوتا ہے تو یہ اُن کی زبان ہے ہماری زبان نہیں ہے۔ اگرچہ حق ہے لیکن یہ اُن کی طرف منسُوب ہے تو ہم نے اُن سے نقل کیا ہے۔

پس! اِس قوّت کا بڑھنا کیسا ہی ہو اِس کا اِدراک قطعی طور پر حِس سے

www.maktabah.org

نہیں بڑھ سکتا اور بے شک ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا تعلق باطل ہے تو یقیناً اس کے ساتھ تعلقِ خیال باطل ہوگا۔

www.maktabah.org

قوّتِ مفکّرہ

رہی قوّتِ مفکّرہ تو انسان ہمیشہ اُن اشیآ میں غور و فکر کرتا ہے جو اُس کے پاس موجود ہوں اور جو اُسے اوائلِ عقل اور حواس کی جہت سے ملی ہوں، اور ان اشیآ کے بارے میں خزانۂ خیال میں غور و فکر کرنے سے وہ ایک دوسرے اَمر کو جان لیتا ہے جس کے درمیان اور اُن اشیآ کے درمیان ایک مناسبت ہوتی ہے جن میں اُس نے غور و فکر کیا تھا،

چُونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے درمیان مناسبت موجود نہیں لہٰذا فکر کی جہت سے اللہ تعالیٰ کو جان لینا درست نہیں۔ اِسی لئے عُلماء کرام نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر کرنے سے منع کر دیا ہے۔

قوّتِ عقلیہ

رہی قوّتِ عقلیہ، تو ذاتِ باری تعالیٰ کا ادراک عقل نہیں کر سکتی کیونکہ عقل اُسی اَمر کو قبول کرے گی جس کا اُسے بدیہی عِلم ہو یا اُسے غور و فکر نے دیا ہو۔ چُونکہ فکر کا اِدراکِ الٰہی کر لینا باطل ہے۔ اس لئے عقل کا بھی اُسے ادراک کر لینا باطل ہو گا۔ لیکن عقل کے لئے یہ اَمر ہے کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے اُس کو سمجھے اور اُسے ضبط و محفوظ کرے اِس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے جو معرفت عطا فرماتا ہے وہ عقل کے سمجھنے سے ہوتی ہے نہ کہ فکر کے طریق سے۔

تو یہ وہ اَمر ہے جس سے ہم روکتے نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے جسے چاہتا ہے یہ معرفت عطا فرما دیتا ہے اور اُس کے ادراک کے ساتھ عقل مستقل نہیں ہوتی لیکن اُسے قبول کرتی ہے اور اِس پر دلیل و بُرہان

www.maktabah.org

تام نہیں ہوتی کیونکہ یہ ادراکِ عقل کے طَور کے وراء اور علاوہ ہے۔

پھر اِن اوصافِ ذاتیہ کو عبادت میں لانا ممکن نہیں کیونکہ یہ تمثیل و قیاس سے خارج ہیں، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں۔

اور ہر وہ عقل جس پر اِس معرفت سے کوئی چیز کشف نہیں ہوئی دُوسری عقل سے سوال کرتی ہے جس پر اِس سے کوئی امر منکشف ہوا ہو اور اس عقل میں قوّت نہیں ہوتی کہ اس سے عبادت کا سوال کیا جائے اور نہ ہی اس میں ممکن ہوتا ہے۔

اِس لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا۔ درک الادراک سے عاجز ہونا ہی ادراک کر لینا ہے۔

اور اِس کلام کے لئے دو مرتبے ہیں۔ پس غور فرمائیں اور سمجھ لیں کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنی فکر و نظر سے اپنی عقل کے ساتھ تلاش و طلب کرتا ہے وُہ سرگردانی میں پڑا ہُوا ہے۔ اُس کے حسبِ حال یہی ہے کہ وہ اُس امر کو قبول کرے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے عطا فرمایا ہے پس اس پر غور کریں۔

قوّتِ ذاکرہ

رہی قوّتِ ذاکرہ، تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کو جان لینے کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ قوّت محض اُس امر کو یاد دلاتی ہے جو عقل کے علم میں تھا پھر اُس سے غفلت ہُوئی یا اُسے بھول گئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف قوّتِ ذاکرہ کے لئے بھی راہ نہیں جب کہ انسان کے مدارک کا انحصار اُنہی امور پر ہے جو اُس کے ساتھ ہیں اور یہ وُہ ہیں جو اُس کی ذات نے اُسے دیئے اور انہی میں اُس کا کسب ہے اور کچھ باقی نہیں مگر وُہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کو قبول کرنے کے لئے عقل

www.maktabah.org

اُسے عطا کرتی ہے۔ تو وہ دلیل کی جہت سے سوائے معرفتِ وجُود کے کبھی نہیں جانا پہچانا جا سکتا۔ کیونکہ اکیلا وُہی معبوُد ہے دُوسرا نہیں۔

اَور انسان کے لئے کبھی بھی ایسا ممکن نہیں کہ وہ ایسی چیز کا ادراک کر سکے جو اُس میں موجود نہ ہو اَور اگر وہ چیز اُس میں نہیں تو اُس کو کبھی وہ ادراک کر سکتا ہے اور نہ اُسے پہچان سکتا ہے۔

تو جب وہ کسی چیز کو نہیں پہچان پاتا مگر اُس کو جو اُس میں وہ چیز یا اُس کی مِثل موجود ہوتی ہے اُسے پہچانتا ہے اور وہ اُسے پہچانتا ہے جو اُس کے مشابہ اَور ہمشکل ہو۔

جب کہ باری تعالیٰ جَلَّ مَجْدُہٗ الکریم نہ تو کِسی چیز کے مشابہ ہے اور نہ ہی کسی چیز میں اُس کی مِثل ہے تو اُس کی پہچان کبھی نہیں ہو سکتی۔

اَور ہمارے بیان کی تائید اِس اَمر سے ہوتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا کہ اشیأ طبعیہ غذا کو قبول نہیں کرتیں مگر اپنی ہم شکل اشیأ سے اور جو اُن کی ہم شکل نہیں اُن سے قطعی طور پر غذا کو قبول نہیں کرتیں۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ معدنیات و نباتات اَور حیوانات میں سے موالد چار طبائع سے مرکب ہیں اور موالدِ غذا کو قبول نہیں کرتے مگر انہی طبائع سے کیونکہ اُن میں اِس سے اُن کا حصّہ ہے۔

اور اگر خلقت میں سے کوئی اِن طبائع سے ترکیب کردہ اپنے جسم کی غذا کسی ایسی چیز سے بناتے جو اِن طبائع کے علاوہ ہو یا اِن سے مرکب نہ ہو تو اُسے اِس کی استطاعت نہیں۔

تو جیسے اجسامِ طبعیہ سے کِسی چیز کے لئے غذا کو قبول کرنا ممکن نہیں سوائے اُس چیز کے جو اُن طبائع میں سے ہے جس سے وہ ہیں اَیسے ہی کسی کے لئے ہرگز ہرگز یہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی چیز کو جان لے جس کی مثل اُس میں نہیں۔

www.maktabah.org

کیا آپ نے نفس کو نہیں دیکھا کہ وہ عقل سے اسی امر کو قبول کرتا ہے جس میں اس کا تشارک و تشاکل ہے اور جس میں اس کی مشارکت نہیں اسے کبھی نہیں جان سکتا
چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس میں کوئی چیز نہیں تو اس پر وجود سے کوئی وجہ بیان کرنا جائز نہیں اور اسے کوئی بھی اپنی ذات اور فکر سے نہیں جان سکتا۔
حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ عقلوں سے بھی ویسے ہی پوشیدہ ہے جیسے آنکھوں سے پردے میں ہے اور علماءِ اعلیٰ بھی اسے ویسے ہی تلاش کرتے ہیں جیسے تم تلاش کرتے ہو۔
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ نہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ادراک نہ تو عقل اپنی فکر کے ساتھ کر سکتی ہے اور نہ آنکھ اپنی بصیرت کے ساتھ کر سکتی ہے جیسا کہ آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی تو ہم اس سے پہلے اپنے باب میں اس کی طرف اشارا کر چکے ہیں پس اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہمیں یہ الہام کیا اور ہمیں اس امر کا علم دیا جسے ہم نہیں جانتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔
ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہہ بیان کریں اور مماثلت و مشابہت کی نفی کرنا چاہیئے اور فرقہ مشبہ سے جو بھی گمراہ ہوا وہ تاویل سے ہوا ہے۔ ان لوگوں نے آیات و اخبار میں وارد ہونے والے اس امر کو بغیر ان میں نظر کیے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ واجب ہوتی ہے فہموں کی طرف سبقت کرنے والی مشابہت پر محمول کر لیا،،
تو یہ امر انہیں جہالت محض اور کفر صریح کی طرف کھینچ کر لے گیا۔ اور اگر وہ لوگ سلامتی کے طلب گار ہوتے تو ان آیات و اخبار کے مفاہیم کو بغیر کسی چیز کی طرف لوٹانے کے اسی حال پر چھوڑ دیتے جس پر وہ آتی تھیں اور ان کا علم

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کرتے ہوئے کہتے ہم نہیں جانتے تو اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ کافی ہوتا یعنی اُس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

جب اُن کے پاس ایسی کوئی حدیث آئے جس میں تشبیہہ ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فلاں چیز کے مشابہ ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پاک ذات کی مشابہت کی نفی فرمائی ہے تو اس کے سوا اُس حدیث میں کوئی اَمر باقی نہیں رہتا کہ اس میں وجوہِ تنزیہہ سے کوئی وجہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور یہ اَمر اس لئے آیا ہے کہ عربی زبان کو سمجھا جا سکے جس میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور آپ حدیث اور آیت میں کبھی ایک جملہ اور ایک لفظ ایسا نہیں پائیں گے جو تشبیہہ میں نص کی صورت آیا ہو اور عربوں کے نزدیک وہ اس کی متعدد وجوہ پر حمل نہ ہوتا ہو۔

اِن میں سے وہ جملہ یا لفظ بعض کے نزدیک تشبیہہ کی طرف اور بعض کے نزدیک تنزیہہ کی طرف لوٹتا ہے تو تاویل کرنے والے کا اُس لفظ کو تشبیہہ کی طرف لوٹانا اُس پر زبردستی اور جور کرنا ہے اس لئے کہ اُس لفظ کو زبان وضع کرنے سے جو حق دیا گیا تھا اُس نے ادا نہیں کیا۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ظلم وتعدی کرتا ہے کہ اُس کی پاک ذات پر ایسا لفظ حمل کیا جائے جو اُس کی شان کے لائق نہیں۔

اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بعض ایسی احادیث بیان کریں گے جن میں تشبیہہ وارد ہوئی ہے اور اُن میں تشبیہہ کی نص نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اُنگلیاں

پس حُجّتِ بالغہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اگر وہ چاہے تو آپ سب کو ہدایت فرمائے

www.maktabah.org

اُن میں سے ایک حدیثِ پاک یہ ہے۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اِصَابِعِ اللّٰہ۔

مومن کا دِل اللہ تعالیٰ کی اُنگلیوں سے دو اُنگلیوں کے درمیان ہے۔

چنانچہ حقیقت و مجاز کے وضع کرنے سے جو اَمر مقتضی ہے اُس کے اور عقل کی نظر کے مطابق اللہ تعالیٰ پر عضو کا اطلاق محال ہے۔

اَصبع کا لفظ مشترک ہے اس کا اطلاق عضو پر بھی ہوتا ہے اور نعمت پر بھی ہوتا ہے، چرواہے نے کہا۔

ضعیف العصا بادی العروق تری لہ
علیھا اذا ما امحل الناس اصبعا

جب لوگوں پر قحط وارد ہوا تو اُن کی رگیں کمزور عصا کی طرح نظر آنے لگیں اور تو اُس شخص کے لئے دیکھے گا کہ وہ بہتر ہے۔ تو یہاں اِصبع سے مُراد نعمت لی گئی ہے اُس نے کہا کہ تو اُس پر نعمت کا اثر حُسنِ نظر سے دیکھے گا۔

عرب کہتے ہیں۔

مَا اَحْسَنَ اِصْبَعَ فُلَانٍ عَلٰی مَالِہٖ

یعنی فلاں شخص کی اپنے مال پر کتنی اچھی اِصبع ہے تو اِس جگہ بجائے اُنگلی کے "اِصبع" کا معنیٰ اچھا اثر لیا گیا ہے۔

تو جِسے اُنگلیاں اپنے چھوٹے حجم اور کمال قدرت سے پھیریں۔ وہ چیز سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ پھرتی ہے اور اُنگلیوں کا حرکت دینا ہاتھ وغیرہ کے حرکت دینے سے تیز ہوتا ہے۔

---

www.maktabah.org

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی دُعا میں عربوں کے لئے زیادہ نساءرت سے فرمایا تاکہ وہ اُس کا شعور کرسکیں اِس لئے کہ ہمارے نزدیک پھیرنا ہاتھ کے سِوا نہیں ہوتا۔ اِس لئے اِسے اُنگلیوں کے ساتھ پھیرنا مقرر فرمایا۔ کیونکہ پھرنے کا عمل ہاتھ سے ہاتھ میں ہوتا ہے اور انگلیوں کی تیزی زیادہ ممکن ہے۔ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی دُعا میں فرمایا !

"یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ"

یعنی اَے دِلوں کو پھیرنے والے میرے دِل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھنا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا دِلوں کو پھیرنا یہ ہے جو وہ اُن میں اچھی یا بُری بات ڈالتا ہے۔ پس جب انسان اُن خطراتِ پیہم کو محسوس کرتا ہے جو اِس پر اُس کے قلب میں متعارض ہیں تو یہی اَمرِ حق کے دل کو پھیرنے سے عبارت ہے اور انسان اِس پر قادر نہیں کہ اپنی ذات سے اُس کے عِلم کو دُور کر سکے اِس لئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینک

اَے دِلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

اِس حدیث کو آپ کی ایک زوجۂ مُطہرہ نے سُنا تو عرض کی۔

یا رسُول اللہ ! کیا آپ خوفزدہ ہیں ؟

آپؐ نے فرمایا !

قلب المومن بین اصبعین من اصابع اللہ

یعنی مومن کا دِل اللہ تعالیٰ کی اُنگلیوں سے دو اُنگلیوں کے درمیان ہے۔

www.maktabah.org

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں ایمان کے تیزی سے کفر کی طرف پھرنے کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰىهَا۔ پس اُسے اُس کے گناہ اور اس کے تقوے کا الہام کرتا ہے۔ یہ الہام وہ پھرنا اور انگلیوں کی سرعت ہے اور اس کے لیئے دو انگلیاں فرمانا اچھی طبیعت اور بری طبیعت کے لیے ہے۔

جب آپ نے یہ سمجھ لیا ہے جو انگلیوں کے بارے میں بیان ہوا تو اب اس امر سے اِصبع کے معنی نعمت اور عضو اور اچھا اثر کو سمجھ لیں۔

پھر آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ عضو کا الحاق کیسے کرتے ہیں۔ جبکہ اس کی طالب دیگر منزّہ وجوہات ہیں تو اس امر میں ہمارے لیئے خاموشی بہتر ہے اور چاہیئے اس کے علم کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے مرسل رسول اور الہام کیئے گئے ولی کو سپرد کر دیں جنہیں حق تعالیٰ نے لفظ کے معنی نفی عضو کے ساتھ مشروط کرتے ہوئے ہم پر غلبہ حاصل کرے تو ہم اس تجسیم وتشبیہہ کے قائل کا رد کریں تو وہ بے مقصد نہ ہوگا۔

بلکہ صاحب علم پر فرض ہے کہ ایسے موقعہ پر اس لفظ میں ان وجوہات کو بیان کرے جو تنزیہہ پر دلالت کرتی ہیں۔ تاکہ تجسیم کے ذلیل ورسوا قائل کی دلیل باطل ہو جائے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم پر اور اس پر بخشش فرمائے اور اسے اسلام نصیب کرے جب ہم اس کلمہ پر گفتگو کریں کے جس پر تشبیہہ کا وہم ہوتا ہے تو لازماً ہم اسے اس شرح کی طرف لوٹائیں گے جو اللہ تعالیٰ اسجانہ کے لائق اور یہ وضع میں عقل کا بہترین حصہ ہے۔ جس کا اقتضاء عقل کی نظر کرتی ہے۔

اِصبعان، یعنی دو انگلیاں کمالِ ذاتی کا دہ راز ہیں جو قیامت کو کھلے گا تو انسان اپنے

www.maktabah.org

کافر باپ کو جہنم کی آگ میں پھینکے گا۔ تو اسے اس کا کچھ رنج والم نہ ہوگا اور نہ ہی وہ اس پر شفقت کرے گا۔

ان دو انگلیوں کے راز سے جن کا معنی متحد اور لفظ دو ہے ت جنت اور دوزخ کو پیدا کیا گیا اور منور و مظلم اور منعم ومنتقم اسماء کا اظہار ہے تو اسے دس انگلیوں میں سے دو نہ خیال کرو اور اس باب میں اس راز کی طرف، خطبایدیہ یمین میں لازماً اشارہ کیا جائے گا

کیونکہ اہل جنت کے لئے دو نعیم ہیں۔

ایک نعیم جنت میں ہے اور ان کے لئے دوسرا نعیم اہل جہنم کو آگ کے عذاب سے ہے۔

ایسے ہی اہل جہنم کو دو عذاب ہیں اور دونوں فریق اللہ تبارک وتعالیٰ کا مشاہدہ اسماء کی رویت سے کریں گے۔ جیسا کہ دنیا میں مساوی اور برابر تھے۔ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے حق تعالیٰ کے حق میں جن دو قبضوں کا بیان آیا ہے اس راز اور اس کے معنی کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں اور اللہ حق فرماتا اور راہ ہدایت پر چلاتا ہے۔

---

www.maktabah.org

قبضہ اور یمین ؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ[1]

اور اُس کا قبضہ تمام زمین کو سمیٹ دے گا اور اُس کا یمین تمام آسمانوں کو لپیٹ دے گا۔

بے شک اللہ سُبحانہٗ نے پہلے روک دیا ہے کہ اُس کی تقدیر قدر ہے۔اس لئے اہلِ تجسیم و تشبیہ نے اُن آیات و اخبار کے وُرود کے وقت جو وجہ اِن وجوہ سے ہے عقلوں کی طرف سبقت کی۔ پھر اس تنزیہہ کے بعد وہ کہا جس کا شعور سِوائے عالموں کے نہیں ہوتا۔

"وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ" کو ہم ---- عربی زبان کی وضع پر جانتے ہیں۔

---

[1] الزمر آیت ۶۷

www.maktabah.org

جب میں کہتا ہوں: فلاں میرے قبضہ میں ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ فلاں میرے حکم کے تحت ہے۔ اگرچہ میرے ہاتھ میں اُس سے کوئی چیز نہیں لیکن میرا اَمر اُس میں گزرا ہوا ہے اور میرا حکم اُس پر میرے اُس حکم کی طرح فیصلہ کرنے والا ہے۔ جس کی ملکیت اور قبضہ میرے ہاتھ میں محسوس ہوتا ہے۔

ایسے ہی میں کہتا ہوں میرا مال میرے قبضہ میں ہے۔ یعنی میری ملکیت اور میرے تصرّف میں ہے اور اُس میں تصرّف کرنے پر متمکن ہوں۔ یعنی وہ مجھے روک نہیں سکتا اور جب وہ تصرّف کرے گا اُس وقت اُس میں میرا تصرّف ہوگا۔ اگر میں کہتا ہوں کہ وہ میرے قبضے میں ہے تو اُس میں میرا تصرف ہے اگرچہ میرے بندے میری اجازت سے اُس میں متصرّف ہوں۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ پر جارحہ محال ہے تو عقل رُوح کے قبضہ کی طرف پھرے گی اور اس کا معنی اور فائدہ ہوگا اور وہ مُلک ہے جس پر اس کا فی الحال قبضہ ہے اور اگرچہ اُس کے لئے نہیں ہوگا یعنی قابض کے لئے نہیں کہ جس میں اُس پر کسی چیز کا قبضہ ہے ولیکن وہ قطعی طور پر قبضہ کی ملکیت میں ہے۔

ایسے ہی دُنیا حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور زمین دارِ آخرت میں بعض املاک کا تعیّن ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں میرا خادم میرے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ میرا خادم من کے جُملہ سے میرے قبضہ میں ہے۔ بسوائے اِس کے نہیں کہ اس کا ذکر وقوعِ نازلہ کے لئے مَا مخصوص ہے اور یمین ہمارے نزدیک مُطلق مضبوط تصریف کا محل ہے اور بے شک یسار! قوّتِ یمین جیسا طاقتور نہیں، پس میں تمکّن کی طرف سے لپٹنے سے یمین کے ساتھ متمکّن ہوں تو اس نحل سے قُدرت کے تمکّن کی طرف اشارہ ہے تو یہ اَمر

www.maktabah.org

عربوں کے افہام کی طرف اُن الفاظ کے ساتھ پہنچا ہے جنہیں وہ جانتے تھے اور سُرعت کا لفظ اُس کی ملاقات کے معنوں میں ہے۔ شاعر نے کہا۔

ضعیف العصا بادی العروق تری لہ علیہا اذا ما أمحل الناس أصبعا

دایاں ہاتھ بایاں ہاتھ

مجد "بزرگی" کے لئے رائتِ محسوسہ یعنی دیکھنے کا احساس نہیں تو یہ جارحہ یمین کو نہیں مِل پاتا، جیسا کہ کہتے ہیں۔ اگر مجد کے لئے رائیت محسوسہ اِس لئے ظاہر ہو کہ اُس کے محل یا حامل کے ساتھ اُس کی صفت مجد قائم اور اِس میں کامل ہے تو جیسے جارحہ قبول نہ کرے عرب ہمیشہ دونوں کے اشتراک کے لئے معنیٰ کے طریق سے اُس پر جوارح کا اطلاق کیا کرتے۔

"رُوح کا روع میں نفث" جب حق تبارک و تعالیٰ کی تجلّی اُس کے عبد کے راز کے لئے ہوتی ہے تو تمام اسرار اُس کی ملکیّت میں دے کر اُسے احرار کے ساتھ ملا دیتی ہے اور یمین کی جہت سے اُس کا تصرّف ذاتی ہوتا ہے۔ یقیناً شمال یا بائیں کا شرف دوسرے کے لئے اور یمین یعنی دائیں کا شرف اُس کی اپنی ذات کے ساتھ ہے، پھر یمین کا شرف خطاب کے ساتھ اور شمال کا شرف تجلّی کے ساتھ نازل فرمایا۔

انسان کا شرف اُس کی حقیقت کے ساتھ اُسے جاننے اور اُس پر اطلاع کے ساتھ عبارت ہے اور یسار اُس کے شمال کی حیثیت سے ہے۔

"یدیہ" یعنی اُس کے دو ہاتھ کہے، جیسا کہ حق تعالیٰ کا یدِ یمین اُس کا داہنا ہاتھ اتحاد کی طرف لوٹتا ہے اور عبد کا داہنا ہاتھ توحید کی طرف پلٹتا ہے۔

ایک ہاتھ دایاں ہے اور ایک بایاں تو کبھی جمع اور جمع الجمع میں ہوتا

www.maktabah.org

ہے اور کبھی تفریق اور تفریق التفریق میں تجلی اور واردات کے حکم پر ہوتا ہوں،

یوماً یمان اذا لاقیت ذا یمن   وان لقیت معدیاً فعدنانی

جس روز میں یمنی سے ملوں یمنی ہوتا ہوں اور اگر معدی سے ملوں تو عدنانی ہوتا ہوں

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے تعجب، ہنسی، فرحت اور غضب ہے"

خُدا کا تعجّب اور ہنسی

سوائے اس کے نہیں کہ تعجّب کرنے والا موجود اَمر کے وقوع کو نہیں جانتا پھر جب اُسے اُس کا علم ہوتا ہے تو وہ متعجب ہو جاتا ہے اور ہنسنا بھی اس کے ساتھ ملحق ہے یعنی اسی قبیل سے ہے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر محال ہے۔ کیونکہ اُس کے علم سے کوئی چیز خارج نہیں۔

جب وجود میں کوئی چیز واقع ہوئی جس سے وہ متعجب ہے تو ہمارے نزدیک یہ اَمر تعجب اور ہنسی پر محمول ہو گا۔ جب کہ اُس پر یعنی اللہ تعالیٰ پر تعجّب اور ہنسی جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے تعجب امر واقع ہے جیسا کہ جوان شخص بچّہ نہیں ہوتا تو یہ اُس سے امرِ تعجّب ہے۔ پس جو ہمارے نزدیک تعجّب خیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اُس کا جائز ہونا محال ہے۔

ہنسی اور فرحت کا اخراج قبولیت و رضا کی طرف ہوتا ہے اگر تُو نے اُس کے لئے ایسا کام کیا جس سے تیرے لئے اُس کی ہنسی اور فرحت کا وعدہ ظاہر ہے تو اس کام کی قبولیت اور اُس پر راضی ہونے کے ساتھ اُس کی ہنسی اور فرحت ہے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم سے راضی ہونا اور اُس کا قبول کرنا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا غضب اُس جوش سے پاک ہے جو بولہ لینے

www.maktabah.org

کے لئے دِل کا خون طلب کرتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ جسمیت اور عرض[1] سے پاک ہے، تو یہ غضب سے اُس فعل کی طرف لوٹتا ہے، جس سے اُس پر غضب جائز ہو اور وہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا جبر و مخالفت کرنے والوں اور اُس کی حدُود سے بڑھ جانے والوں سے اُس اَمر کا انتقام ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ اُس پر ناراض ہے یعنی اُس پر مغضوب کو بدلہ دینا جائز ہے تو مجازاً غاضب ہو گا پس فعل عمناً کے ظہور کا اطلاق اسم ہوا

اللہ تعالیٰ کی بشاشت

خوشی کے باب سے دو روایتیں آئی ہیں۔

۱:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو اُس شخص سے بشاشت ہوتی ہے جو نماز کے لئے مسجدوں کا فرش رَوندتا ہے۔

اور حدیث بیان ہوئی کہ جب اکوان[2] کے ساتھ جہان پردے میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر اللہ تعالیٰ کے مشغول ہوتے ہیں تو یہ فعل اللہ تعالیٰ سے پوشیدگی کے حال میں انجام دیتے ہیں۔

جب اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور میں کسی قسم کے اچھے فعل سے حاضر ہوتے ہیں

تو ... اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے دلوں میں اپنی محاضرت و مشاہدت اور مناجات کی لذت ڈال دیتا ہے جس سے اُن کی طرف محبت کا ظہور ہوتا ہے۔ حضور رسالتمآب

---

[1] عرض جو چیز بذاتہٖ قائم نہ ہو بلکہ جوہر کے برعکس دوسری چیز کے باعث قائم ہو۔

[2] اکوان اِس کا واحد کون ہے یعنی کائنات۔

www.maktabah.org

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

حبوا اللہ لما یغذوکم بہ من نعمہ

اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں نعمتوں کی غذا عطا فرمائے

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فعل میں بشاشت کا کنایہ ہے، اس لئے کہ تمہارے اس پر آنے کے ساتھ اظہار مسرت ہے اور تیرے اس آنے پر خوش ہونا تیری طرف نیکی کے ساتھ اُس کی خوشی کی علامت کا اظہار ہے اور اُس کے ساتھ جو تیری طرف اُس کی محبت اور اُس کا ارسال کرنا ہے۔ چنانچہ جب اُس کے ساتھ یہ چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُس کے بندوں کیلئے مقرر ہوتی ہیں تو اس کا نام تبشش وبشاشت رکھا گیا

خُدا تعالیٰ کی طرف نسبتِ نسیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

"فنسیھم" یعنی اللہ تعالیٰ اُنہیں بھول جائے گا۔ اُس پر نسیان جائز نہیں۔ ولیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا فرمائے گا تو اُنہیں اُس کی رحمت نہیں پہنچے گی۔ گویا کہ وہ اُس کے نزدیک بھلائے جا چکے ہیں جیسا کہ یہ اُن کے لئے بھولنا ہے۔ یعنی یہ فعل ناسی ہے اور جو یہ تذکرہ نہ کیا کہ وہ اس میں عذابِ الیم سے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ وہ اپنی دُنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو بھولے ہوئے تھے تو اُن کے ساتھ اُن کا یہ فعل جائز ہے چنانچہ مناسبت کے لئے اُن کا فعل اُن پر لوٹا دیا۔ اور بے شک وہ بھولے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بھلا دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اَمر کو مؤخر کرتے تھے اور اس کے ساتھ عمل نہ کرتے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جہنم رسید کر دیا۔ جب

www.maktabah.org

ان کے علاوہ کو دوزخ میں داخل کر کے نکال لیا تو یہ اِس باب سے حق تعالیٰ کے مکر و استہزاء اور تمسخر سے متصف ہوتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ [1] یعنی اللہ نے اُن سے تمسخر کیا یعنی تمسخر کا بدلہ دیا۔

اور فرمایا وَمَكَرَ اللّٰهُ [2] یعنی اور اللہ تعالیٰ نے مکر کیا یعنی خفیہ تدبیر فرمائی۔

اور فرمایا اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ [3] اللہ تعالیٰ اُن سے استہزاء فرماتا ہے یعنی اُن کے استہزاء کا بدلہ دیتا ہے۔

نفسِ باری تعالیٰ

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! ہَوا کو گالی نہ دو۔ بے شک یہ نفسِ رحمان سے ہے۔ اور میں یمن کی طرف سے نفسِ رحمان کو پاتا ہوں اور یہ تمام تنفیس سے ہے۔ یعنی نفس کا مادہ تنفیس سے ہے۔

جیسا کہ آپؐ نے فرمایا! ہَوا کو گالی نہ دو۔ تو یہ اُس کے بندوں کیساتھ وہ امر ہے جس سے اللہ اُن کی تکلیف دُور کرتا ہے اور فرمایا، صَبا کے ساتھ مدد فرمایا گیا۔

ایسے ہی فرمایا! میں نفسِ رحمان کو پاتا ہوں یعنی مجھے کرب سے تنفیسِ رحمان ہے۔ یہ اُس کرب کی بات ہے جو یمن سے پہلے آپ اپنی قوم پر حق پیش کرتے تو وہ آپ کی تکذیب کیا کرتی تھی۔ چنانچہ آپؐ کو جھٹلائے جانے کا جو کرب تھا اُسے دُور کرنے کے لئے نفسِ خدا انصار کے ساتھ تھا۔

پس رَب تعالیٰ النفس سے پاک ہے اور نفس سے مُراد وہ سانس ہے جو اہلِ نفس سے خارج ہوتی ہے۔ خُدا کی قسم! جس چیز کی نسبت ظالم اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں وہ اُس سے بہت بلند اور بڑا ہے۔

---

[1] سورہ توبہ آیت ۷۹ [2] آلِ عمران آیت ۵۴ [3] البقرۃ آیت ۱۵

www.maktabah.org

خُدا کی صُورت

لوگوں کے نزدیک صُورت کا اطلاق اُمرادر معلوم پر ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح صحیح حدیث میں

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف صُورت کی اضافت وَارد ہوتی ہے۔

حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

مَیں نے اپنے رَب کو نوجوان کی صُورت میں دیکھا۔ (الحدیث)

یہ حالت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے ہے اور کلام عرب

میں معلوم و متعارف ہے۔

اُیسے ہی حضُور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صُورت پر پیدا فرمایا۔

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید میں مِثلیتِ لُغویہ وَارد ہوتی ہے عقلیہ نہیں کیونکہ مِثلیتِ عقلیہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر محال ہے۔ مثلاً کہا کہ زید شیر ہے تو یہ سختی کی بنا پر ہو گا اور اگر کہا زید زہیر ہے تو یہ شعر گوئی کی حیرت ہے چونکہ ایک یا دو صفتوں کے ساتھ وَصف موجود ہے پھر اُس کے علاوہ دوسرا اِس صفت سے موصُوف ہے تو اگرچہ دوسرے حقائق کی جہت سے دونوں کے درمیان تباین و تخالف ہے۔ ولیکن دونوں کی رُوح میں یہ صفت مشترک ہے اور دونوں میں سے ہر ایک یہ اِس خاص صِفت میں اِس کا معنیٰ دوسری صُورت پر ہو گا۔

پس غور سے سمجھ اور دیکھ تیرے ہونے کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ پر یہ ہے کیا صفت کمال کے ساتھ اُس کا وَصف تیرے سِوا نہیں۔ غور کر کہ جب تُو مناظرہ کی طرف بابِ تعریّت سے داخل ہو گا تو وہ نقائص مسلب ہو جائیں گے جو تجھ

www.maktabah.org

پر اُس سے جائز ہیں۔ وہ اِس کے ساتھ سِوائے تجسیم و تشبیہہ کے قائل ہرگز قائم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اُس کی طرف جو اضافتِ نقص ہو وُہ تم اُس سے سلب کر لو اور اگر اِس امر کا وہم نہ ہوتا تو تم اِس سلب سے کچھ نہ کر پاتے"

پس جان لیں کہ یہاں صُورت کے لئے بہت سے مُدخل ہیں جس کی مثال بیان ہُوئی اور اِس کتاب میں ہمارا مقصد طویل بحث کو حذف کرنا ہے اور اللہ ہی حق فرماتا اور سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

خُدا کا بازو

حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ جہنّم میں اُحد کی طرح ہوتی ہے اور اُس کی جلد کی موٹائی جبّار کے ہاتھ سے چالیس ہاتھ ہے۔

یہ اضافتِ تشریفی اُس مقدار سے ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے مضاف کی طرف مقرّر فرمائی۔ جیسا کہ کہتے ہیں' یہ چیز بادشاہ کے ہاتھ سے ایسے اور ایسے ناپی گئی ہے اس سے مُراد بڑا ہاتھ ہے جو اُس بادشاہ نے مقرّر کیا اور اگر اِس کی مثل بادشاہ کے ہاتھ سے ہے تو وہ لوگوں کے ہاتھ کی طرح جارحہ ہے اور جو ذراع جارحہ یعنی کہنی کے اُوپر اُس کا نصف یا تیسرا حصّہ زیادہ مقدار مقرّر کی تو وہ اُس کی حقیقت پر اُس کا ذراع نہیں اور یہ مقدار اُس کی نصب ہے پھر اُس کی اضافت اُس کے مقرّر کرنے والے کی طرف کی۔

پس جاننا چاہیئے کہ جبّار عربی زبان میں بہت بڑا بادشاہ ہے اور یہ ایسے ہی ہے۔

www.maktabah.org

خُدا کے قدم

حدیث میں آیا ہے کہ جبار اپنا قدم دوزخ میں ڈالے گا اور کہتے ہیں فلاں اس امر میں ثابت قدم ہے تو قدم کا معنیٰ ثبوت بھی ہے اور گردہ بھی تو قدم اضافت ہوگی اور جب جبار کا معنیٰ بادشاہ ہوگا تو یہ قدم اُس بادشاہ کے ہوں گے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر جارحہ محال ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر عضو کا اطلاق محال ہے۔

اِستواء الٰہی

استواء کا اطلاق بھی استقرار وقصد اور استیلاء پر ہوتا ہے اور استقرار یعنی قرار پکڑنا جسموں کی صفات سے ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ پر قرار پکڑنا جائز نہیں مگر جب ثبوت اور قصد کی وجہ پر ہوگا اور یہ ثبوت اور قصد اُس کا ارادہ فرمانا ہے جب کہ یہ امر صفاتِ کمال سے ہے فرمایا! پھر آسمانوں کی طرف اِستویٰ فرمایا یعنی عرش پر قصد واستویٰ کیا یعنی عرش پر غالب آیا۔

قد استوی بشر علی العراق

من غیر سیف ودم مهراق

بے شک بشر نے بغیر تلوار اور خون بہانے کے عراق پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اس سلسلہ میں بہت سی اخبار وآیات ہیں جن میں صحیح اور سقیم ہیں اور اُن میں سے کوئی خبر ایسی نہیں جس کے لئے وجوہِ تنزیہہ سے کوئی وجہ نہ ہو۔

اگر تو چاہتا ہے کہ یہ تجھ پر قریب ہو تو اُس لفظ کی طرف اعتماد کر جس میں تشبیہہ کا وہم ہوتا ہے اور اُس کی رُوح اور فائدہ کو لے یا اُسے دیکھ جو اُس سے ہوگا۔ پس اُسے حق الحق میں مقرر کرتے ہوئے تنزیہہ کے درجہ کے ساتھ فائز ہوگے جب کہ

www.maktabah.org

تیرے علاوہ تشبیہہ کا ادراک کرے گا"

پس ایسے ہی کر اور اپنے کپڑے کو پاک کر یعنی دامن سمیٹ لے اور ان خبروں سے اسی پر اکتفا کر اس لئے کہ یہ باب طویل ہو گیا ہے"

اِن تشبیہوں سے کیا مُراد ہے

جب مُتعجب اُس کی صُورت پر خارج ہونے والے امُور پر تعجب کرتے ہُوئے اپنے دِل میں مخالف ہُوا تو پاکیزہ رُوح نے نفسِ دِل میں پھونکا کہ !

فرحت اُس کے وجود کے ساتھ ہے .

ہنسی اُس کے شہُود سے ہے .

غضب اُس کی تولیّت کے لئے ہے .

بشاشت اُس کے نزُول کے لئے ہے .

بُھلا دینا اُس کا ظاہر ہے۔

تنفّس کا اطلاق اُس کا مواخر ہے .

بادشاہی پر ثابت قدمی اپنی سلطنت میں تقدیر کا حکم نافذ کرنا ہے ۔

پس جو اُس نے چاہا ہُوا، لَوٹنا یعنی آخرت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے . یہ ارواح اکیلی ہیں اشباح اِن کی نسبت کے منتظر ہیں .

جب تو میقات یعنی میدانِ حشر میں پہنچے گا اوقات لُوٹ جائیں گے۔

آسمان سمیٹ دیئے جائیں گے ۔

سُورج کو لپیٹ دیا جائے گا ۔

زمین تبدیل ہو جائے گی۔

ستارے دُھندلا جائیں گے۔

www.maktabah.org

امور منتقل ہو جائیں گے اور ... آخرت کا ظہور ہو جائے گا۔
انسان وغیرہ کا حشر گڑھوں میں ہوگا۔ اُس وقت اجسام حمد بیان کریں گے اور
رُوحیں سانس لیں گی یعنی جسموں میں داخل ہو جائیں گی"
کھولنے والا تجلّی باہر ہوگا۔
چراغ روشن ہو جائے گا"
راحتیں روشنی بکھیریں گی۔
محبتِ و مَوَدّت پوشیدگی کے بعد ظاہر ہو جائے گی۔
گڑگڑانا زائل ہو جائے گا۔
بازو اور پر پھڑپھڑائیں گے۔
رات کے پہلے حصّہ سے صبح تک ہمارے گھر مقابر سے ساتھ ہونگے
تو اُس کی منزل کیا ہی درخشاں ہوگی اور یہ حالت نفوسِ کاملہ
کی پسندیدہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ ہمیں اِس .... سے
فائدہ عطا فرمائے گا۔

تیسرا باب ختم ہُوا!
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵

www.maktabah.org

باب چہارم

تمام عالم سے اسمار حسنیٰ کے مراتب اور نشاۃ عالم کے سبب کا بیان

فِی سبَبِ البدءِ وَ احکامِہ — وَغایت الصنع وَ اُحکامِہ
والمفرق مابین رعاۃ العلیٰ — فِی نشئہ وبین حَکامِہ
دلائل دلت علیٰ صانِع — قد قہر الکل بِاَحکامِہ

نشاۃِ عالم اور احکامِ الٰہی کے سبب اور خدا کی انتہائی صنعت اور اس کے استحکام میں۔

اس کی نشاۃ و حکام اور اعلیٰ و رعایا کے درمیان فرق میں دلائل صانع پر دلالت کرتے جس نے سب کو احکام کا تابع اور مغلوب کر رکھا ہے۔

دوستوں کی خواہش

ہمارا پیارا دوست اللہ اُسے باقی رکھے نشاۃ و پیدائش عالم کے بارے میں ہماری کتاب "عنقا مغرب فی ختم الاولیا" "شمس المغرب" اور "انشا الدوائر" میں واقف ہو چکا ہے جس کا کچھ حصّہ ہم نے ۵۹۸ھ میں آپ کی زیارت کے وقت آپ کے بیت الکریم میں تالیف کیا تھا۔

اُس وقت ہم حج کے لئے جا رہے تھے اور آپ کے خدمت گار عبدالجبار، خدا اُس کو عزت دے، نے اُس تالیف کو نقل کر لیا تھا اور اُسی سال اَصل نسخہ میں مکۃ مکرمہ زاد اللہ تشریفاً میں اپنے ساتھ لے آیا تاکہ اُسے پورا کروں۔

www.maktabah.org

مکہ معظمہ میں آکر امر الٰہی کے باعث ہم اس کتاب "فتوحاتِ مکیہ" کی تالیف میں مشغول ہو گئے اور پہلی کتب کو پورا نہ کر سکے کیونکہ ہمارے بھائیوں اور فقراء جو علم کی زیادتی کے طالب تھے، نے ہمیں رغبت دلائی کہ اس بیتِ مبارک شریف اور محلِ برکات وہدایت اور آیات بیّنات سے ان پر جو امور وارد ہوتے ہیں میں انہیں رقم کروں اور ان موضوعات کو بھی اپنے بزرگ دوست ابو محمد عبدالعزیز" خدا اس پر راضی ہو" کے سامنے لاؤں اور مکہ معظمہ کے وسیلہ سے حاصل ہونے والی برکتوں سے انہیں رُوشناس کراؤں۔

چونکہ مکہ معظمہ عبادت کا بہترین وسیلہ اور عالمِ جمادات وخاک میں زیادہ شرف والا ہے۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ میرے" ان بیانات" سے آپ کو آپ ہمتِ شوق اس طرف اُبھارے اور آپ مزید رغبت کے ساتھ مکہ معظمہ کو اپنی منزل بنائیں۔ اس لئے کہ صاحبِ جامع کلمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود قُربتِ قابَ قوسین سے بھی قریب تر قُربت کے اور اپنے پروردگار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے اور اس تقریبِ اکمل اور وافر حصہ کے آپ کو ارشادِ ربانی ہوا "قُل رَّبِّ زِدْنِی عِلْماً" یعنی اے میرے پروردگار میرا علم زیادہ فرما۔

مکانوں کی تاثیریں

مقامات ومشاہدِ غیبیہ کو دیکھنے والے عالم کے لئے شرط ہے کہ وہ لطیف قلوب میں مکانوں کی تاثیر کا علم رکھتا ہو اور جونسا مکان بھی ہو اس کا دل اس کے وجود کی تاثیر کو عام طور پر پا لیتا ہے تو مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفاً میں اس کا وجود زیادہ روشن اور کامل ہے، جس طرح منازلِ روحانیہ گھٹتی بڑھتی ہیں ایسے ہی منازلِ جسمانیہ میں کمی بیشی ہوتی ہے اور صاحبِ حال کے علاوہ" دوسروں کی نظر میں مدتی

www.maktabah.org

اور پتھر برابر نہیں ہوتے

رہا وہ صاحبِ حال جو کامل و مکمل ہے تو وہ دونوں کے درمیان تمیز کر لیتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان امتیاز رکھا ہے۔ کیا مٹی کی اینٹوں اور گھاس پھوس سے تیار کئے گئے گھر کو اور سونے چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے گھر کو حق تعالیٰ سبحانہٗ برابر فرما دے گا۔ پس حکمت والا واصل وہ ہے جو ہر حقدار کو اُس کا حق عطا کرے تو یہ صاحبِ وقت و زمانہ ایک ہی ہوتا ہے جو ہر حق دار کا حق ادا کرے۔ اور بہت سے شہروں میں اکثر عمارتوں کی بنیاد خواہشات پر رکھی جاتی ہے اور بہت سے شہروں میں اکثر عمارتیں روشن دلیلوں پر تعمیر ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ میرے دوست کو باقی رکھے کیا وہ مجھ سے اس امر میں اتفاق کرے گا کہ ہمارے قلوب کچھ مقامات میں دوسرے مقامات سے زیادہ پاتے ہیں اور اللہ اُس پر راضی ہو جبھی تو منارہ کے گھروں میں اپنے خلوت کدے سے تیونس کے مشرق کی طرف وہ ساحلِ سمندر کے اُس گھر میں تخلیہ فرمانے لگے جو منارہ کے دروازہ کی جہت سے منارہ کے قریبی قبرستان میں واقع ہے اور یہ کٹیا حضرت خضر علیہ السلام کی رہائش گاہ کہلاتی ہے۔ چنانچہ جب میں نے اُن سے اس تبدیلی کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا میرا دل یہاں اس سے زیادہ وجدان حاصل کرتا ہے جتنا منارہ میں کرتا تھا تو میرا بھی یہی حال ہے جو شیخ نے فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے دوست کو باقی رکھے اُسے معلوم ہے کہ اُس مقام میں یہ اثر بزرگ فرشتوں یا سچے جنوں کے ٹھکانے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے یا اُس جگہ رہنے والے کی ہمت کی بنا پر ہوتا ہے۔

جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے گھر کو بیت الابرار کہا جاتا ہے اور "سلطان الطائفہ" حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلوت کدے کا گوشہ شونیزیہ میں

www.maktabah.org

اور حضرت ابراہیم اَدھم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا غار تمن میں پایا جاتا ہے. چنانچہ اِس دُنیا سے نقل مکانی کر جانے والے صالحین کے مکانوں میں اُن کے آثار باقی رہتے ہیں جن کی تاثیر سے لطیف قلوب بہرہ مند ہوتے ہیں.

اِس لئے وجودِ قلب میں مسجدوں میں تفاضل لَوٹتا ہے نہ کہ ثواب کی زیادتی ہوتی ہے، تو یقیناً کبھی کبھی آپ کا دل ایک مسجد میں دوسری مسجدوں سے زیادہ حظ حاصل کرتا ہے تو یہ مٹی کی وجہ سے نہیں بلکہ مٹی پر بیٹھنے والوں کی وجہ سے یا اُن کی ہمتوں کی بنا پر ہوتا ہے اور جو شخص اپنی وجدانِ قلبی میں بازار اور مسجد کے درمیان فرق نہیں پاتا وہ صاحبِ حال ہے نہ کہ صاحبِ مقام. مجھے کشفاً اور علماً کچھ شک نہیں کہ اگرچہ فرشتے تمام زمین پر رہائش پذیر ہیں مگر باوجود اس کے اُن کے معارف و مراتب میں تفاضل ہے. چنانچہ مسجد حرام میں رہائش پذیر ملائکہ دوسروں سے بلند مرتبہ اور علم و معرفت میں بڑی منزلت والے ہیں اور آپ کا وِجدان آپ کے ساتھ بیٹھنے والے کی شان کے مطابق ہوگا. کیونکہ ہم جلیس کے دِل میں اُس کے ساتھ بیٹھنے والوں کی ہمتوں کا اثر ہوتا ہے اور اُن کی ہمتیں اور تاثیر اُن کے مرتبوں کے مطابق ہوتی ہیں.

اور اگر ہمت کی جہت سے دیکھیں تو اس بیت الحرام کا طواف اولیائے عظام کے علاوہ ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) انبیائے کرام نے کیا ہے اور انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک نے اِس پاک گھر اور پاک شہر کے ساتھ اپنی ہمت کا تعلق رکھا ہے. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِس گھر کو تمام گھروں پر پسند کیا ہے اور اس کے لئے عبادت گاہوں میں اوّلیت کا راز ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ o فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (آل عمران آیت ۹۶)

بے شک لوگوں کی عبادت کا جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا وہ برکت والے مکّہ میں ہے اور وہ سارے جہان کا رہنما ہے. اس میں کُھلی نشانیاں ہیں. ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اُس میں آئے ہر خوف سے امان میں آ گئے.

www.maktabah.org

بیت اللہ شریف کی طرف آؤ

میرے دوست اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو باقی رکھے۔ اُن معارف و زیادت کے حصول کے لئے بلدِ حرام شریف کی طرف روانہ ہو جائیں جو آپ نے اس سے پہلے نہیں دیکھے اور نہ اُن کے لئے آپ کے دِل میں خیال ہوا اللہ تعالیٰ آ ۔ سے راضی ہو۔ آپ کو علم ہے کہ نفس کا حشر علمی صُورت پر اور جسم کا حشر عملی صُورت پر ہوگا اور مکّہ معظمہ میں دوسری جگہ کی نسبت علم و عمل کی صورت تمام و کمال ہے۔

اگر صاحبِ دل ایک ساعت کے لئے مکّہ معظمہ میں داخل ہو تو وہ بھی اِسے جانتا لیتا ہے اور جو شخص اس کا مجاور بن کر کھڑا ہے اور تمام فرائض و قواعد کو بجا لاتا ہے اُس کا کیا حال ہوگا۔ یقیناً مجاورِ کعبہ کا مشاہدہ کامل اور روشن تر ہوتا ہے۔ اُس کا نور مُصفّا اور لذیذ و شیریں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے۔ آپ نے مجھے بتایا ہے کہ مَیں اماکن وامزجہ کی کمی بیشی کو محسوس کر لیتا ہُوں، اور آپ کو علم ہے کہ یہ اَمر اُن اماکن کے مکینوں کی حقیقت اور اُن کی ہمّت کی طرف لَوٹتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

ہمارے نزدیک اِس میں کچھ شُبہ نہیں کہ اِس فن کی معرفت یعنی اماکن کا علم ہونا اور تمام تمکّن کی کمی بیشی کا احساس عارف کی معرفت، اُس کے مقام کی بلندی، اشیاء پر اُس کی واقفیت اور اُس کی امتیاز کرنے کی قوّت پر دلالت کرتا ہے جو اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرماتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ میرے دوست کو اِس میں اچھے اثرات اور پاکیزہ خیر عطا فرمائے کیونکہ وہی اِس کا سرچشمہ اور اِس پر قادر ہے۔

ہم ابتداءِ عالم کو کیسے جانتے ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اد

www.maktabah.org

تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے جاننا چاہیئے کہ اہلِ کشف و حقائق سے اکثر علمائے ربانیین کے نزدیک ابتدائے عالم کے سبب کو جاننا سوائے اُس علمِ قدیم کے تعلق کے نہیں جو اُس نے ایجاد فرمایا۔ اور اُس نے وہی پیدا فرمایا جس کا اُسے علم تھا، یہاں پہنچ کر اکثر لوگوں کے علم کی انتہا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اُن کے نزدیک اِس کے علاوہ پیدائشِ عالم کے سبب کا کوئی علم نہیں۔

مگر ہم اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری طرح اس علم پر اطلاع دی ہے اور وہ اِن کے علاوہ دوسرے امور پر واقفیت رکھتے ہیں۔ اور وُہ امر یہ ہے کہ جب آپ عالم کو اُس کے حقائق اور اُس کی نسبت سے تفصیلاً دیکھیں گے تو اُسے اُن حقائق اور نسبتوں میں محصُور پاؤ گے جس کے منازل و مراتب معلوم ہیں اور متماثل و مختلف محدود اجناس کے درمیان ہیں۔

جب آپ اِس امر سے واقف ہو جائیں تو جان لیں کہ اس کا ایسا سِر لطیف اور امرِ عجیب ہے جس کی حقیقت کو دقیق فکر و نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ بلکہ یہ عِلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا فرمودہ علومِ کشفیہ اور صاحبانِ ہمت کے مجاہدات کے نتائج سے بر آمد ہو گا۔ کیونکہ جو مجاہدہ بغیر ہمت کے ہو گا اُس کا نہ تو کچھ نتیجہ بر آمد ہو گا اور نہ ہی وہ علم میں مؤثر ہے۔ لیکن رِقت و صفا سے حال میں اثرات مرتّب کرتا ہے جسے مجاہدہ کرنے والا پا لیتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سرائرِ حکم اور جوامع کلم کا علم عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ جو گنتی کے لحاظ سے اسماء کے اُوپر پہنچتے ہیں اور اسمائے حمد کے علاوہ سعادت کے لحاظ سے نیچے ہوتے ہیں۔ وُہی اِس عالم میں اثرات مرتّب کرتے ہیں اور یہی اِس جہان کی پہلی کُنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

www.maktabah.org

ہر حقیقت کا ایک اسم ہے

ہر حقیقت کے لئے ایک اسم ہے جو اسماء سے اُسی کے لئے مختص ہے حقیقت کا مطلب وہ حقیقت ہے جو مختلف حقائق جمع کر کے ایک جنس بنا دیتی ہے۔ اِس حقیقت کا رَب وہ اسم ہوتا ہے اور یہ حقیقت اُس اسم کی عبادت کرتی ہے۔ اِس کے علاوہ اِس کے تکلف کے نیچے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ کے لئے کوئی اشیائے کثیرہ کو جمع کر لے تو یہ وہ امر نہیں جو آپ کے گمان میں ہے۔ کیونکہ اگر آپ اُس کی طرف دیکھیں گے تو اُس چیز کے لئے کئی وجہیں پائیں گے جو اُن اسماؔ کے مقابلہ میں اُس پر دلالت کرتی ہیں اور یہی وہ حقائق ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کی وہی مثال ہے جو آپ کے لئے اس علم میں ثابت کی جا چکی ہے۔ جو ظاہر عقلوں میں موجود ہے اور ہر موجود کے حق میں اُس کے تحت ایک نہ تقسیم ہونے والا فرد ہے جو ہر اُس جُزو کی طرح ہے جو تقسیم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اِس میں متعدد حقائق ہیں۔ جو اپنی گنتی پر اسمائے الٰہیہ کو طلب کرتے ہیں۔ پس اُس کے ایجاد کی حقیقت اسم قادر کو طلب کرتی ہے اور اُس کے احکام کی وجہ اسم عالم کو طلب کرتی ہے اور اُس کے اختصاص کی وجہ اسم مُرید کو طلب کرتی ہے اور اُس کے ظہور کی وجہ اسم بصیر اور رائے وغیرہ کو طلب کرتی ہے۔ یہ اگرچہ ایک ہی فرد ہے مگر اس کی وجوہ وغیرہ بہت سی ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ ہر ایک وجہ کے لئے متعدد وجوہ ہیں جو اپنے حسب حال اسمار کی طالب ہیں اور یہ وہی حقائق ہیں جو ہمارے نزدیک دوسرے ہیں اور اِن پر واقفیت حاصل کرنا بہت مشکل ہے اور ان کا کشف کے طریق پر حاصل کرنا اور بھی مشکل ہے۔

www.maktabah.org

اُمّہاتِ اسماء کو دیکھیں

جاننا چاہیئے کہ جب ہمیں اِن اسماء کا علم ہُوا تو اُن کی کثرت کی بناء پر ترک کر دیا اور اُس کے لئے عالم سے طالب علموں کے وجوہ کا ملاحظہ کیا۔ جب اِس کا ملاحظہ نہیں کریں گے تو اُمّہات المطالب کے ملاحظہ کی طرف لوٹ جائیں جس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے۔ پس جان لیں کہ اسماء وہی اُمّہات ہیں جو اِس پر موقوف ہیں اور وہ بھی اُمّہات الاسماء ہیں۔ پس نظر آسان ہو جائے گی اور غایت پُوری ہو جائے گی اور اِن اُمّہات سے بنات کی طرف لوٹنا آسان ہو جائے گا۔ جیسا کہ بنات کا اُمّہات کی طرف لوٹ آنا آسان ہے۔

اسماء سبعہ

جب آپ عالمِ علوی اور سفلی میں تمام معلوم اشیاء کو دیکھیں گے تو اصحابِ علم کلام کے نزدیک صفاتِ سبعہ سے تعبیر کئے جانے والے سات اسماء کو پاؤ گے جو اِس کے ضمن میں ہیں اور جن کا ذکر ہم نے اپنی "انشاء الدوائر" نامی کتاب میں کیا ہے۔ اِن اُمّہات سبعہ کا جو صفات سے تعبیر کی جاتی ہیں کا اس کتاب میں ذکر کرنا ہماری غرض نہیں۔ ولیکن ہمارا ارادہ اُن اُمّہات کو بیان کرنا ہے جو اِن سے ایجادِ عالم کے لئے ضروری ہیں۔

جیسا کہ ہم حق سبحانہٗ تعالیٰ کی معرفت سے عقلوں کے دلائل میں محتاج نہیں۔ مگر ہم اُس کے عالم، مُرید، قادر اور حیّ ہونے میں اس کے علاوہ دلائل کی احتیاج رکھتے ہیں۔ جو اِس پر زائد ہیں تو بے شک وہ تکلیف کا مقتضی ہے۔

پس اس کا رسُول علیہ السلام آتا ہے تو ہم اُس کا متکلم ہونا مقرّر کر

www.maktabah.org

لیتے ہیں اور مکلّف ہونے سے اُس کے سمیع و بصیر وغیرہ اسمآ کو جان لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ جو وجودِ عالم کے لئے معرفتِ اسماء سے اُس کی طرف محتاج ہیں۔ وہی ارباب الاسمآ ہیں۔ اور جو اِن اسماء کے علاوہ ہیں وہ اُن کے خادم ہیں جیسا کہ ان اِرباب میں سے بعض ایک دوسرے کے خادم ہیں۔

اُمّہاتِ اسماء کی مزید تشریح

اُمّہاتِ اسماء حیّ، عالم، مُرید، قادر، قائل، جوّاد اور مقسط ہیں اور یہی اسماء مدبّر اور مفصّل دونوں اسماء کی بنات ہیں۔ پس حیّ آپ کی پیدائش کے بعد اور پہلے آپ کی عقل کا اثبات کرتا ہے، عالم آپ کے وجود میں آپ سے احکام کو ثابت کرتا ہے اور آپ کے وجود سے پہلے آپ کی تقدیر کو ثابت کرتا ہے۔ مُرید آپ کے اختصاص کا اثبات کرتا ہے، قادر آپ کے عدم کو ثابت کرتا ہے قائل آپ کے قِدم کو ثابت کرتا ہے، جوّاد آپ کی ایجاد کو ثابت کرتا ہے اور مقسط آپ کے مرتبے کو ثابت کرتا ہے اور مرتبہ وجود کی منزلوں کی آخری منزل ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جن کا وجود اِن اسمائے الٰہیہ سے لازم ہے۔ جو اِن کے ارباب ہیں پس حیّ ربّ الارباب و مربوبین ہے اور وہ امام ہے اور وہ عالم کے رُتبہ میں مِلا ہُوا ہے۔ اور عالم مُرید سے نیچے کی طرف مِلا ہُوا ہے۔ مُرید قائل سے نیچے ملا ہُوا ہے۔ قائل قادر سے نیچے کی طرف مِلا ہُوا ہے اور قادر جوّاد سے نیچے ملتی ہے۔ اور اِن کے آخر میں مقسط ہے تو بے شک یہ ربِّ مراتب ہے اور یہی منازلِ وجود میں آخری ہے۔

ایجادِ عالم کا سبب اسمآ ہیں

باقی اسماء ان اُمّہ اربابِ اسمآ کے تحت

www.maktabah.org

اطاعت گذار ہیں۔

ایجادِ عالم میں ان اسماء کی اسم اللہ کی طرف توجہ کا باعث یہ ہیں اور باقی اسمائ بھی اپنے حقائق سمیت انہی امور کے طالب ہیں اور سوائے عالم نظری کے اسماء کے یہ چار امام ہیں۔

حیؔ۱، متکلم۲، سمیع۳، بصیر۴

کیونکہ جب اس نے اپنا کلام سن کر اپنی ذات سے کہا تو عالم کی طرف نظر کے علاوہ اس کا وجود اپنی ذات میں کامل تھا۔ اِن اسماء سے ہماری مُراد تو وہ اسم ہیں جو اس عالم کے وجود کے قیام کا باعث ہیں۔

ہمارے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت سے اسماء ہیں جن میں سے اربابِ اسمائ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم اُن کے حضرات میں داخل ہوئے تو اُن کے سوا کسی کو نہ دیکھا اور جو ہم نے دیکھا اُسے ظاہر کر دیا۔

علاوہ ازیں باقی اسماء ہمارے اعیان کی پیدائش میں اربابِ اسمائ کو اسم اللہ کی طرف متوجہ کرنے کا سبب ہیں۔ اس عالم کو طلب کرنے کے لئے جو پہلے اسم قائم ہوئے وہ مدبّر و مفصّل ہیں۔

یہ اسم جب کسی چیز پر توجہ کے وقت اسم ملک سے سوال کرتا ہے تو نفسِ عالم میں پہلے عدم کے علاوہ اُسے مثالی وجود پیدا کرتا ہے لیکن یہ اوّلیت مرتبہ کی ہے وجود کا تقدّم نہیں جیسا کہ طلوعِ آفتاب کا تقدم دِن کے تقدّم پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ دن کی اوّلیت آفتاب کے طلوع سے ملحق ہے، لیکن طلوعِ آفتاب کا سبب دن کا اوّل حصّہ ہے اور طلوعِ آفتاب کا وجود دِن کے پہلے حصّے سے ملا ہوا ہے ایسے ہی یہ وہ اَمر ہے جب مدبّر و مفصّل دونوں اسماء ہیں۔ پہلے جہل اور عدمِ عالم کے بغیر عالم کو پیدا کیا اور نفسِ عالم میں مثالی صورت پیدا کی۔ اس وقت

www.maktabah.org

اسمِ عالم کا تعلق اسمِ مثال کے ساتھ ہو گیا جیسا کہ اُس کا اُس صُورت سے تعلق ہُوا جس سے وہ ماخوذ ہے اگرچہ وہ صُورت موجود نہ ہونے کی بنا پر غیر مرئی تھی۔ ہم اِسے اُس باب میں بیان کریں گے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ عالم کِس چیز سے پیدا ہُوا ہے۔

چنانچہ اسمارِ عالم سے پہلے یہی دونوں اسم ہیں، اسمِ مُدبّر وہ ہے جو مقدّر پیدا کرنے کے وقت محقّق ہُوا۔ اِس کے ساتھ اسمِ مُرید کا تعلّق اُس حد پر ہُوا جو اسمِ مُدبّر نے ظاہر کی چنانچہ اِن دونوں اسماء نے اِس مثال کے پیدا ہوتے میں سِوائے دوسرے اسمار میں شریک ہونے کے کوئی عمل نہیں کیا و لیکن یہ پیدائش دونوں اسموں کے پردے کے پیچھے سے ظہُور میں آتی ہے۔ اس لئے اِن دونوں کی امامت درُست ہے اور دوسروں نے اس کا شعُور نہ کیا یہاں تک کہ مثالی صُورت پیدا ہُوئی تو اُس میں اُن حقائقِ مناسبہ کو دیکھا جو اُنہیں اس کے ساتھ اپنے ساتھ عشق میں جذب کرتے تھے۔ پس ہر اسم اپنی مثالی حقیقت پر عاشق ہونے لگا و لیکن اس میں اپنی تاثیر پر قادر نہ ہو سکا۔ کیونکہ وہ حضرت یہ مثال عطا نہیں کرتا جس میں اُس کی تجلّی ہے۔

چنانچہ عشق و محبّت کے اِس تعلّق نے اُن میں اُس مثالی وجود کو پیدا کرنے کی کوشش اور طلب و رغبت پیدا کر دی۔ تاکہ اُن کا غلبہ ظاہر ہو جاتے۔ پس دونوں کی عزیز سے بڑی کوئی چیز نہیں عزیز کا اُس پر غلبہ نہ پایا یہاں تک کہ جو اُس کے غلبے کے تحت ہے۔ پس جو اُس کے غِنا کی طرف محتاج نہ پایا گیا۔ اُس پر اُس کے عزّ و غِنا کا تسلّط درُست ہے۔ یہی حال تمام اسمار کا ہے۔

پھر اُنہوں نے اپنے اَئمہ اربابِ سبعہ کی طرف التجا کی جن کا ہم نے پہلے ذِکر کیا ہے اور جو اُنہیں اُس مثال کی عین پیدا کرنے کے لئے راغب کر رہے

www.maktabah.org

تھے جیسے اُنہوں نے اُس کے ساتھ ذاتِ عالم میں دیکھا تھا اور جیسے عالم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حقیقتِ اسماء

بسا اوقات کہنے والا کہتا ہے۔ اے محقق اِس مثال کو یہ اسماء کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ اور اِسے سوائے اسمِ بصیر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہر اسم اِس حقیقت پر قائم ہے جس پر دوسرا اسم نہیں، ہم نے یہ اس لئے کہا ہے کہ آپ اِسے جان لیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے، ہر اسمِ الٰہی تمام اسماء کو متضمن ہے، اُس کا ہر اسم اپنے اُفق میں تمام تر اسماً کے ساتھ تعریف کیا جاتا ہے، ہر اسم اپنے اُفق و علم میں حیّی، قادر، سمیع، بصیر اور متکلم ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ اپنے عابد کا رب کیسے درست ہوگا، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

علاوہ ازیں آپ یہ ایک ناقابلِ فہم لطیفہ قطعی طور پر جان لیں کہ گندم اور اُس جیسے غلّہ وغیرہ کے دانوں میں وہ حقائق موجود ہیں جو اُس کی جنس کے دوسرے دانے میں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اگرچہ اُن میں اُس کی مثل حقائق شامل ہیں مگر یہ دانے اُس دانے کی عین نہیں ہوتے اِس لئے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی مثل ہوتے ہیں۔

آپ اُس حقیقت کی تلاش و جستجو کریں جس سے آپ اِن دونوں میں تفریق کر سکیں، جب آپ جان لیں گے تو خود کہیں گے کہ یہ دانہ و حقیقت دوسرے دانہ و حقیقت کی عین نہیں۔ چنانچہ یہ امر اِس کے ساتھ مثلیّت کی وجہ سے تمام مماثلات میں سرایت کر گئے ہیں جیسا کہ اسماً ہیں اور ہر اسم تمام اسماء کے حقائق کا جامع ہے۔

www.maktabah.org

پھر آپ قطعیّت کے ساتھ جان لیں کہ گندم کے دانوں اور دیگر تمام مماثلتوں کے بارے میں بیان کردہ لطیفہ کے مطابق ایک اسم دوسرے اسم کا عین نہیں، اس معنیٰ و مفہوم کو آپ ذِکر کے ساتھ تلاش کریں تو جان لیں گے فکر کے ساتھ نہیں۔ اِس کے علاوہ میری خواہش ہے کہ آپ کو اُس حقیقت سے واقف کراؤں جسے متقدمین سے کسی نے بیان نہیں کیا۔ مَیں اس کے ساتھ مختص ہوں اور کسی دُوسرے کو اس پر اطلاع نہیں اور مَیں نہیں جانتا کہ اُس حضرت سے میرے بعد کسی کو اس حقیقت کا علم دیا جائے جس سے مجھے دیا گیا ہے۔

سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دِگر دانائے راز آید کہ نا آید

چنانچہ جو شخص بھی میری کتاب سے اُسے پڑھے گا یا سمجھے گا تو مَیں اُس کا معلّم قرار پاؤں گا، رہے متقدّمین تو اُنہوں نے اس حقیقت کو نہیں پایا۔

جیسا کہ ہم نے مقرّر کیا ہے کہ ہر اسم تمام اسماء کے حقائق کے ساتھ مع اُس لطیفہ کے اُن حقائق پر حاوی ہے جس سے آپ دو مِثلوں کے درمیان امتیاز کرتے ہیں۔

اسمِ مُنعِم اور اسمِ مُعذّب دونوں ظاہر اور باطن ہیں اِن میں سے اوّل تا آخر ہر ایک اپنے خادم پر حاوی ہے۔ علاوہ ازیں اربابِ اسماء اور جو دوسرے اسم ہیں اُن کے تین مرتبے ہیں۔

۱:۔ اِن میں سے بعض اربابِ اسماء کے درجہ سے ملے ہوتے ہیں۔

۲:۔ بعض کو صرف ایک درجہ کے ساتھ انفرادیت حاصل ہے۔

۳:۔ بعض اِن میں مُنعِم اور مُعذّب کے درجہ کے ساتھ منفرد ہیں، پس یہ اسمائے عالم کے محصور ہیں اور اللہ ہی مدد فرماتا ہے۔

www.maktabah.org

جب تمام اسماء نے آئمہ اسماء کی طرف اور آئمہ اسماء نے اسمِ اللہ کی طرف اور اسمِ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف التجا کی۔ اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات مستغنی ہے تو اسمِ اللہ نے اُس سے اپنی حاجت بیان کی جس کا اسمِ اللہ سے دوسرے اسماء نے سوال کیا تھا۔

پس احسان فرمانے والے جوّاد اور سخی نے اس کے ساتھ اُن پر انعام فرمایا اور اسمِ اللہ سے فرمایا کہ آئمہ اسماء سے کہہ دے کہ جو تمہیں حقائق عطا کئے ہیں اُن کے ساتھ ظہورِ عالم کے لئے تعلق پیدا کر لیں۔ چنانچہ اسمِ اللہ نے اُن کی طرف نکل کر انہیں بتایا تو وہ شاد باد اور خوش ہو کر لوٹ گئے اور ہمیشہ اسی حالت پر رہتے ہوئے اُس حضرت کی طرف جس کا ذکر میں نے اس کتاب کے چھٹے باب میں کیا ہے دیکھا، وجودِ عالم کا ظہور انہی اسماء سے ہوا ہے، اس کا ذکر انشاءاللہ آئندہ ابواب میں آئے گا۔ اور اللہ ہی حق کہتا اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

باب چہارم تمام ہوا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

www.maktabah.org

باب پنجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اور سورہ فاتحہ کے اسرار کی معرفت کا مختصر بیان

بسملة الاسماء ذو منظرين	ما بين ابقاء وأفناء عين
الا بمن قالت لمن حين ما	خافت على النمل من الحطمتين
فقال من أضحكه قولها	هل أثر يطلب من بعد عين
يا نفس يا نفس استقيمي فقد	عاينت من غلتنا القبضتين
وهكذا في الحمد فاستثنها	ان شئت ان تنعم بالجنتين
احداهما من عسجد مشرق	جنتها وأختها من لجين
يا أم قرآن العلى هل ترى	من جهة الفرقان للفرقتين
أمت لنا السبع المثاني التي	خص بها سيدنا دون مين
فانت مفتاح الهدى للنهى	وخص من عاداك بالفرقتين

وجود کے فنا کرنے اور باقی رکھنے کے درمیان اسماء کی بِسۡمِ اللّٰہ کی دو نظریں ہیں۔ مگر اس چیونٹی کی طرح نہیں جس نے روندے جانے کے خوف سے بلوں میں گھس جانے کے لئے کہا تھا۔ پس کہا کہ وہ حضرت سلیمانؑ چیونٹی کا کلام سن کر ہنس پڑے۔ کیا وجود کے بعد طلب کا نشان باقی رہتا ہے۔ اے نفس، اے نفس قائم ہو جا۔ یقیناً تو ہماری چیونٹی سے دو مٹھیاں دیکھ چکا ہے۔

اگر تو چاہتا ہے کہ دو جنتوں کی نعمت حاصل کر لے تو ایسے ہی اللّٰہ تعالیٰ کی حمد کو مستثنیٰ کر دے۔ دونوں جنتوں میں سے ایک چمک دار سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔

www.maktabah.org

اے عالی شان اُمّ القرآن کیا تُو فرقان کی جہت سے دو فرقوں کو دکھتی ہے۔
تُو ہمارے لئے وہ سبع مثانی ہے جس کے ساتھ کذب کے بغیر ہمارا سردار مُختص ہُوا۔
تُو منکروں کے لئے ہدایت کی کُنجی ہے۔ نیز اُو دشمن دونوں کے فرق سے مُختص ہے۔

ابتداء عالم کیسے ہُوئی

ہمارا ارادہ ہے کہ وجُود کی معرفت اور عالم کی ابتداء کا ذکر شروع کریں اور وہ ہمارے نزدیک ایسا مصحفِ کبیر ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں زبانِ حال میں پڑھ کر سُنایا جیسا کہ ہمارے نزدیک تلاوتِ قرآن قول سے ہے۔
عالم وجود منتشر کے ورق پر مخطوط مرقومہ حروف ہیں جس میں ہمیشہ کتابت ہوتی رہے گی اور کبھی منتہی نہیں ہوگی۔
اب جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز کا آغاز فاتحۃ الکتاب سے کیا ہے اور یہ کتاب وہ عالم ہے جس پر ہماری گفتگو ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ سُورہ فاتحہ کے اسرار سے آغازِ کلام کریں۔
بسم اللہ سُورت فاتحہ کی فاتحہ ہے اور سُورہ فاتحہ کی آیتِ اوّل ہے یا فاتحہ کے لئے اتنی ضروری ہے جتنی چوکھٹ، اگرچہ اس میں علماؒ کا اختلاف ہے تاہم ضروری ہے کہ بسم اللہ پر گفتگو کی جائے۔ علاوہ ازیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام سے خاص برکت حاصل کرنے کے لئے سُورہ بقرہ کی دو یا تین آیات پر بھی گفتگو ہوگی۔ پھر انشاءاللہ اُس کا باب آگے آئے گا۔ پیش ازیں ہم نے بیان کیا ہے کہ وجودِ عالم کا سبب اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء مبارک ہیں اور وہی اِس عالم پر مُسلّط اور مؤثر ہیں۔

www.maktabah.org

ہمارے نزدیک بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم خبر ہے جس کی ابتداء پوشیدہ ہے اور یہی عالم کی ابتداء اور اُس کا ظہور ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ظہورِ عالم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تین اسماء اللہ، رحمان اور رحیم ظہورِ عالم کے لئے مخصوص ہیں اس لئے کہ حقائق بھی یہی بتاتے ہیں۔

اللہ! یہ اسم تمام تر اسماء کا جامع ہے۔

رحمٰن! یہ صفت عام ہے۔ پس وہ اس کے ساتھ دُنیا و آخرت میں رحم فرمانے والا ہے۔ وہ دُنیا میں اس صفت کے ساتھ ہر چیز پر رحم کرتا ہے جبکہ آخرت میں اس کا قبضہ محض سعادت کے ساتھ مختص ہے۔ کیونکہ وہاں یہ اپنے قبیل سے منفرد ہوگی اور دُنیا میں اس کا امتزاج ہے۔ جیسا کہ ایک شخص کافر پیدا ہوتا ہے اور مومن مرتا ہے۔ یعنی کبھی عالمِ شہادت میں کافر پیدا ہوتا ہے اور کبھی اس کے بالعکس ہوتا ہے اور رسُولِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خبروں کے مطابق دونوں قبضوں سے ایک کے ساتھ امتیاز کیا جاتا ہے۔

اسم رحیم ہر ایمان والے کے لئے دارِ آخرت کے ساتھ مخصوص آیا ہے اور جہان انہی تین اسماء کے ساتھ تمام ہوگیا۔ سب اسماء اجمالاً اسم اللہ میں اور تفصیلاً رحمٰن و رحیم دونوں اسماء میں ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا۔ اس کی تحقیق کریں۔

ہم چاہتے ہیں کہ بسم اللہ اور سُورہ فاتحہ میں داخل بعض اسرار کو بیان کریں جیسا کہ ہم نے وعدہ کیا تھا۔

بِسمِ اللہ کی باء اور باء کا نقطہ

ہم کہتے ہیں کہ بسم کی باء نے وجُودِ عالم کو ظاہر کیا اور باء کے نقطہ کے ساتھ

www.maktabah.org

عابد اور معبود کی تمیز پیدا ہوئی۔

حضرتِ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا: "آپ شبلی ہیں؟"

اُنہوں نے کہا! میں وہ نقطہ ہوں جو تحت الباء ہے اور یہی ہمارا قول ہے کہ یہ تمیز کے لئے ہے اور وہ عبد کا وجود ہے جس کے ساتھ حقیقتِ عبودیت کا تقاضا ہوتا ہے۔

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر اُس پر باء لکھی ہوئی تھی، پس مقامِ جمع اور وجود میں حضرتِ حق سے باء کی موجودات کے لئے مصاحبت ہے یعنی میرے ساتھ ہر چیز قائم اور ظاہر ہے اور یہ عالم شہادت سے ہے اور یہ باء اُس ہمزۂ وصل کا بدل ہے جو باء کے داخل ہونے سے پہلے اسم میں موجود تھا اور اُس کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔ کیونکہ ساکن حرف کے ساتھ گفتگو نہیں ہو سکتی۔

پس ہمزہ نے جو قدرتِ محرکہ کے ساتھ تعبیر ہوتا ہے وجود سے ایک عبارت کی خواہش کی تاکہ اُس کلام کو پہنچے جو ابداع سے ایجاد کیا گیا ہے اور ہمزہ ساکن پیدا کیا گیا ہے جو کہ عدم ہے اور یہ محدث کا وجود ہے جو پہلے نہ تھا اور پھر پیدا کیا گیا اور وہ محدث نہیں ہے جو ملک میں میم کے ساتھ داخل ہوا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟"

قَالُوْا بَلٰی! اُنہوں نے کہا۔ "ہاں کیوں نہیں۔"

پس باء ہمزۂ وصل کا بدل ہو گئی۔ یعنی قدرتِ ازلیہ اور باء کی حرکت اُس ہمزہ کی حرکت ہو گئی جو باعثِ ایجاد ہے اور باء اور الف واصلہ کے درمیان تفریق ہو گئی۔ کیونکہ الف ذات کو اور باء صفت کو عطا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ باء کے نیچے کا نقطہ عین ایجاد کے لئے الف سے زیادہ حق دار ہے اور یہی

www.maktabah.org

موجودات ہے۔ بار میں یہ تین انواع جمع ہیں۔

۱:۔ بار کی شکل۔

۲:۔ بار کے نیچے کا نقطہ۔

۳:۔ تینوں عوالم کی حرکات۔

جیساکہ وسطِ عالم میں توہم ہے۔ ایسے ہی بار کے نقطہ میں وہم ہے۔ بار ملکوتیہ، نقطہ جبروتیہ اور حرکت شہادتیہ ملکیہ ہے، جب کہ الف وہ محذوف ہے جو اُس کے بدل میں ہے۔ یہی حقیقت بالکل اللہ تبارک وتعالیٰ سے قائم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں سے ایک رحمت اس نقطہ کے پردہ میں رکھی ہے جو بار کے نیچے ہے۔ اس باب میں اسی حد پر اختصار ا اس مسئلہ کو اچھی طرح جان لیں۔

بسمِ اللہ کا الف

پھر ہم نے بسم کے الف کو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ[1] اور بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا[2] کی بار اور سین کے درمیان ظاہر پایا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بار اور سین کے درمیان الف ظاہر نہیں، یعنی وہاں باسم ہے اور یہاں بسم ہے۔

اگر یہ الف باسم اللہ مجرٖیھا میں ظاہر نہ ہوتا تو کشتی رواں نہ ہوتی اور اور اگر باسم ربک میں ظاہر نہ ہوتا تو نہ اُس کی مثل کی حقیقت معلوم ہوتی اور نہ اپنی صورت کا مشاہدہ کرتی، پس خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اس پر غور کریں۔

اب جب کہ سورتوں کے شروع میں الف کا استعمال بکثرت ہو گیا تو اُس کے وجود اور مثال کے قائم ہونے کی بناء پر الف حذف ہو گیا۔ اب اُس کی مثل بار ہے جو سین کے لئے آئینہ بن گئی اور سین ایک مثال بن گیا۔ چنانچہ نظام ترکیب

---

[1] العلق آیت ۱ [2] ھود آیت ۴۱

www.maktabah.org

اس ترتیب پر ہے۔

یقیناً سین اور میم کے درمیان ظہور نہیں۔ کیونکہ وہ صفاتِ افعال اور تبدیلی کا مقام ہیں۔ اگر الف ظاہر ہوتا تو سین اور میم زائل ہو جاتے کیونکہ بار کی طرح اُس کی صفت تدیم کے لئے لازمی نہیں، اُن سے اِس کا اِخفاء اُن کے ساتھ رحمت ہے جب کہ یہ اُن کے وجُود کی بقا کا باعث ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا
اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا [1]

اور بشر کے لائق نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس سے کلام کرے۔ مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا رسُول یعنی فرشتوں کو بھیج کر۔

اور وہ رسُول یہی بار و سین اور میم ہے جو تمام عالم کی طرح ہیں۔ پھر میم میں حدُوث کی مشابہت کے طریق پر زیر کا عمل ہے کیونکہ میم کا مقام عبُودیت ہے اور میم کو بار کی زیر نے اُس کی ذات کی معرفت اور اُس کی ذات کی حقیقت عطا کی ہے جب آپ بار کو دیکھیں گے تو میم کو مقامِ السلام پر پائیں گے۔ اگر کسی روز بار کو ئی حالت طاری ہونے کے باعث زائل ہو جاتے تو یہ میم کا ایمان کی جانب ارتقاء ہے جس کی بنا پر عالمِ جبرُوت میں تسبیح اور اِس کی مثل کے ساتھ فسخ اور کشادگی ہوتی ہے۔

یہ اَمر محلِ تنزیہہ کے ساتھ تجلّی کے لئے مثل ہے پس اُسے فرمایا!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى [2] یعنی اپنے ربِّ اعلیٰ کی تسبیح بیان کر

اپنے اُس ربِّ اعلیٰ کے نام کی تسبیح پڑھ جو تجھے موادِ الٰہیہ کے ساتھ غذا دیتا ہے۔ میم کی زبر کے ساتھ وہ تیرا رب ہے۔ پس اِسم کا الف ظاہر ہوا اور بار زائل ہو گئی۔ یعنی بِاسْمِ میں سے اِسم رہ گیا۔ کیونکہ اِس پر اَمرِ تسبیح کے ساتھ

---

[1] الشوریٰ آیت ۵۱ [2] سورۃ الاعلیٰ آیت ۱

www.maktubah.org

متوجہ ہُوا اور اُسے یعنی الف کو اِس کی طاقت نہیں اور بار، اُس کی مِثل مُحدِث ہے اور مُحدِث بابِ حقائق سے وہ چیز ہے جس کا امتثالِ اَمر سے نہ کوئی فعل ہو اور نہ کوئی بدل، پس لازماً الف سے اُس کا ظہور ہو گا جو فاعل قدیم ہے ۔

چنانچہ جب اُس کا ظہور ہُوا تو قدرت نے میم میں تسبیح کی صورت پیدا کر دی تو اُس نے اُس کے اَمر کے مطابق تسبیح کی، اُسے یعنی الف کو اعلیٰ کہا گیا ہے کیونکہ وہ بار کے ساتھ اسفل ہے اور اِس مقام میں اعلیٰ و اسفل کے وسط میں ہے جب کہ تسبیح کرنے والا اُس کی تسبیح نہیں کر سکتا جو اُس کی مثل یا اُس کے نیچے ہو. ایسی صورت میں تسبیح کرنے والا لازماً اعلیٰ ہو گا۔

اگر ہم "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلیٰ" سورت کی تفسیر اور اس کے اسرار کو ظاہر کریں تو یہ بیان ختم نہ ہو گا. الف اِس مقام پر ہمیشہ تنزیہہ بیان کرتا ہے یہاں تک کہ اپنی ذات میں منزّہ ہو جاتا ہے. پس جو کوئی منزّہ کی تنزیہہ کرتا ہے وہ تنزیہہ سے منزّہ ہو جاتا ہے. لہٰذا بدیہی اَمر ہے کہ یہ تنزیہہ منزّہ کی طرف لَوٹ جائے گی اور وہ ہی اعلیٰ ہو گا۔

بے شک حق حقیقت کے باب سے ہے اور اُس پر اعلیٰ ہونا دُرست نہیں. کیونکہ یہ اسماء اضافت سے اور وجوہِ مناسبہ کی قسم سے ہے. پس نہ اعلیٰ ہے نہ اسفل ہے اور نہ اوسط ہے. جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بہت بلندی والا ہے. بلکہ اُس کی طرف اعلیٰ و اوسط اور اسفل کی نسبت کرنا ایک ہی چیز ہے، جب وہ منزّہ ہے تو حدِّ امر سے خارج ہے سماعت کا پردہ پھٹ گیا اور اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا پس میم مشاہدۂ قدیم کے ساتھ بلند ہو گئی.

اور اُسے تیرے رَب ذوالجلال وَالاکرام کے برکت والے اسم کے ساتھ ثناء تمام حاصل ہو گئی. جیسا کہ اسم مُسمّٰی کا عین ہے. ایسے ہی عبد مَولا کا عین ہے جو اللہ کے

www.maktabah.org

لئے متواضع ہوتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے بلند کر دیتا ہے۔

صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حق بندے کا ہاتھ اُس کا پاؤں، اُس کی زبان، اُس کی سمع اور اُس کی بصر ہو جاتا ہے، اگر الف بِاسم میں بار سے پستی یعنی زیر قبول نہ کرتا تو اُسے تَبَارَکَ اسْمُ کے اسم میں انتہا پر بلندی یعنی زَبر حاصل نہ ہوتی

سین کا ساکن ہونا

جاننا چاہیئے کہ طبقاتِ عالم پر بِسم سے ہر حرف مثلث ہے۔ پس بار کا اسم بار، الف کا اسم ہمزہ اور سین کا اسم سین یا اور نون اور میم کا اسم میم یا اور میم ہے اور یار بار کی مثل ہے اور باب ندا میں ہے۔ یہی عبد کی حقیقت ہے۔ اگر کہیں کیا اِس موجود میں اشرف ہے یا اِس کا انحصار عابد و معبود پر کیسے ہے تو یہ مُطلق شرف ہے۔ اِس کے مقابلہ میں ضد نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے وجُود اور عَبد کے وجُود کے سوا عدم محض ہے جس کا عین نہیں۔

پھر سین تواضع اور فقر و فاقہ کے تحت بِسم سے ساکن ہو گیا جیسا کہ ہم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کے تحت ساکن ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

مَن یطع الرسُول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسُول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

سین بار سے ملاقات کے لئے بِسم سے ساکن ہو جاتی ہے کیونکہ اگر سکون سے پہلے متحرک ہوتی تو ذاتی طور پر صاحبِ اختیار ہو جاتی اور اِس پر دعویٰ کا خوف تھا چونکہ سین اس سے پاک ہے لہٰذا ساکن ہو گئی۔ جب بار سے اُسے حقیقتِ مطلوبہ مِل گئی تو اُسے حرکت عطا ہو گئی پس بعض مقامات پر متحرک نہیں مگر جب بار چلی

www.maktabah.org

جاتی ہے اِس لئے کہ شیخ کے حضور میں شاگرد کا کِسی امر میں کلام کرنا سوئے ادبی قرار پاتا ہے البتہ جس کام کا اُسے حکم دیا جائے اُس کی تعمیل کرنا ادب ہے۔
باء کی علیحدگی کے وقت اُس کی تاء نے دعویٰ کرنے والوں کو مخاطب کیا اور اپنے حاصل شدہ اعلیٰ مقام میں فرمایا!
سَاَصْرِفُ عَنْ آیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ۔ میں اپنی آیات سے اُن کو پھیر دُوں گا جو تکبر کرتے ہیں۔
پھر اُس کے اطاعت گذار کے لئے سین اُس کی رحمت اور نرمی سے ساکن ہو گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔
سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین۔

اِس سے مُراد حضرت باء ہے اِس لئے کہ جنّت تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حضرت ہے اور دیدار کا ٹیلہ حق کا حضرت ہے۔
آپ اِس کی تصدیق کریں گے اور اِسے تسلیم کرلیں گے تو آپ پر اِسرار کھُل جائیں گے اور آپ کا الحاق ہو جائے گا۔
یہ وہ حضرت ہے جو الفِ مُراد کی طرف انتقال کرتا ہے جیسا کہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف مُنتقل فرماتے ہیں۔
ایسے ہی یہ حضرت جو کہ جنّت ہے آپ کو اُس ٹیلہ کی طرف مُنتقل کرے گا جو حق تعالیٰ کا حضرت ہے۔
پھر آپ جان لیں کہ بسم میں تنوین تحقیقِ عبُودیت اور اشاراتِ تبعیض کے لئے ہے تو جب اُس سے تنوین کا ظہُور ہوتا ہے تو حقّ المبین یعنی حق تعالیٰ اُسے تشریف وتمکین کی اضافت کے ساتھ چُن لیتا ہے۔

www.maktabah.org

پس فرمایا!

بِسْمِ اللہ!

تو منزلِ الٰہیہ کی طرف اُس کی اضافت کے لئے تنوین عبدی حذف ہو گیا۔
چُونکہ تنوین پیدا کی جاتی ہے۔ اِس لئے یہ تحقّق اُس کے لئے درست ہے۔
مگر ساکن ہونا زیادہ بہتر ہے۔ پس جان لیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

نویں جُز تمام ہُوئی

www.maktabah.org

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

لفظ اللہ کی تشریح

وصل : اے راہِ ہدایت کے متلاشی، بِسمِ اللّٰہ سے اُس کا ارشاد "اللّٰہ" ہے پہلے آپ اس کلمۂ کریمہ سے حاصل ہونے والے حروف کی معرفت حاصل کریں بعد ازاں انشاء اللہ العزیز اِس پر گفتگو کی جائے گی۔ وہ حروف یہ ہیں۔ ا-ل-ل-ا-ہ

پہلے ہم اس پر اشاروں کنایوں میں مجمل کلام کریں گے۔ پھر اِسے کھول کر بیان کریں گے تاکہ عالمِ ترکیب پر اسے قبول کرنا آسان ہو جائے۔

الف کے ساتھ عبد کا تعلق اضطراراً اور اِلتجاءً ہے۔ پس اُس کے لئے پہلا لام ظاہر ہوا جسے یہ فوز و نجات عدم سے وِرثہ میں ملی، پس جب اُس کا ظہور درست ہوا اور اُس کا نور وجود میں منتشر ہو گیا اور مسمّٰی کے ساتھ اُس کا تعلق درست ہو گیا اور اسماء کے ساتھ اُس کا پیدا ہونا باطل ہو گیا تو اُس کے بعد آنے والے الف کے شہود کے ساتھ دوسرے لام نے اُسے ایسی فنا سے فانی کر دیا جس کے بعد اُس کا کچھ باقی نہیں رہا اور یہ اس لئے ہے کہ اُس کا معمّہ کھل جائے، پھر مُراد کے تمکّن کے لئے ہا کے بعد واؤ آئی اور ہا اُس کے بعد آئی تاکہ بندوں کی محویت کے وقت اجلِ عناد سے اپنے وجود کے لئے باقی رہے۔ پس اِس لئے یہ اجلِ مسمّٰی کا موقعہ ہے اور یہ وہ مقام ہے جس میں سیّاحوں کے احوال مضمحل ہو جاتے ہیں اور جس میں سالکین کے مقامات معدوم ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جو نہیں تھا وہ فنا ہو جاتا ہے اور جو ہمیشہ ہے وہ باقی رہتا ہے۔ نہ اُس کے ظہور کے لئے غیر ثابت ہے اور نہ اُس کے نور کے لئے اندھیرا باقی رہتا ہے۔

www.maktabah.org

وہ ہے تو آپ نہیں

اگر آپ اُسے نہیں دیکھ سکتے تو جان لیں کہ اگر نہ تھے تو وہ آپ ہی تھے۔ چُونکہ ذوات کے لئے افعالِ مضارع میں تا، حروفِ زوائد سے ہے اور یہی عبودیت ہے ایک چھینکنے والے نے اَلحَمدُ لِلّٰہ کہا تو ایک سردار نے سُن کر کہا۔ رَبِّ العٰلمین بھی کہیں۔ یعنی پُورا جملہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمین کہیں؟

چھینکنے والے نے کہا۔ اے ہمارے سردار عالم سے کون ہے۔ یعنی عالم کیا ہے جس کا ذکر میں اللہ کے ساتھ کروں؟

سردار نے کہا! اے بھائی اِس وقت کہہ دے۔ کیونکہ جب مُحدِث کا ذکر قدیم کے ساتھ کیا جائے تو اُس کا اثر باقی نہیں رہتا اور یہ مقام وَصل اور حال کا ہے اور وہ اُن اہلِ فنا سے ہے جو اپنے نفسوں سے فانی ہیں۔ اگر اپنی فنا سے فانی ہو جاتا تو اَلحَمدُ لِلّٰہ کیوں کہتا، اُس کے اَلحَمدُ لِلّٰہ کہنے سے اُس کے عبد ہونے کا اثبات ہوتا ہے اور یہ اُن کے بعض کے نزدیک اُس سے رِدا کے ساتھ اور دُوسروں کے نزدیک کپڑے سے تعبیر ہوتا ہے۔

اور اگر وہ ربّ العٰلمین کہتا تو اُس مقام سے بلند ہو جاتا جس میں وہ تھا اس لئے کہ یہ وارثین کا مقام ہے اور اس سے اعلیٰ مقام نہیں۔ کیونکہ یہ وہ شہود ہے جس کے ساتھ نہ زبان حرکت کرتی ہے اور نہ ہی اِس مقام والوں کے احوال میں اُن کے دِلوں میں اس کے ساتھ اضطراب پیدا ہوتا ہے۔

اہلِ حال کا حال

انوارِ ذات اِن کے رُخ پر غالب آجاتے ہیں اور رسُومِ صفات اِن پر

www.maktabah.org

ظاہر ہو جاتی ہیں۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پسندیدہ عرائس ہیں اور اُس کے نزدیک حجابوں میں ہیں۔ اُنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں جانتے۔

اُنہیں زبانِ قیومیہ کے ساتھ بساطِ اُنس اور مناجاتِ دائمی میں اپنے قرب سے عزت و کرامت کا تاج اور خلعت پہنا کر فنا کے منبروں پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد کے وارث ہوتے ہیں۔

علیٰ صَلاتِھم دائمون و بشہاداتھم قائمون - وہ اپنی صلوٰۃ پر دائم اور اپنی شہادت پر قائم ہیں۔

قوتِ الٰہیہ مشاہدہ کے ساتھ ہمیشہ اُن کی مدد فرماتی ہے اور وہ تدین کے مقام میں صفات کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور یہ اَمر اقتداء اور پیروی کی حیثیت سے ہے۔ وہ لوگ فرائض و سُنّت پر قائم رہنے کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔

وہ سیدھے راستے سے رُخ نہیں پھیرتے۔

وہ مخلوق سے گفتگو کرتے ہیں مگر حق تعالےٰ کے ساتھ رہتے ہیں۔

وہ اگرچہ مخلوق سے میل جول رکھتے ہیں مگر اُن کے ساتھ نہیں ہوتے۔

وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں مگر نہیں دیکھتے۔ کیونکہ وہ خود کو نہیں دیکھتے، بلکہ وہ اپنا ہونا اللہ تبارک و تعالیٰ کے افعال کے جمال سے دیکھتے ہیں۔

وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مقام میں صنعت اور صانع کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص بڑھئی کے ساتھ صندوق بنتا دیکھے تو وہ صنعت اور صانع کا مشاہدہ کرتا ہے۔

صنعت اُس کے لئے صانع سے حجاب نہیں بنتی مگر اُس کے دل کو

www.maktabah.org

صنعت کا شغل اچھا لگتا ہے۔

جیسا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ کہ دُنیا سبز حلوہ ہے اور یہ دامنِ کوہ کی ہریالی ہے۔ دُنیا ایک خُوبصورت کنیز ہے جو بُرائی کی رو ئیدگی میں بیٹھ کر اُس کے ساتھ بُرائی کرتی ہے۔ جو اُس کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور یہ اُس پر آخرت حرام کر دیتی ہے۔ اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اذا امتحن الدنیا لبیب تکشفت

لہ عن عدو فی ثیاب صدیق

عقل مند شخص جب دُنیا کا امتحان لیتا ہے تو یہ اُس کے لئے دوست کے لباس میں چھپے ہُوئے دشمن کو مکشوف کر دیتی ہے۔

پس یہ طائفہ صدیق اور امین لوگوں پر مشتمل ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ قوتِ الہٰیہ سے ان کی امداد فرماتا ہے تو یہ اُس کے ساتھ مثال کو درجہ پر منسوب ہو جاتے ہیں اور یہ وہ اعلیٰ مقام ہے جس میں ارتقاء ہوتا ہے اور یہ وہ اشرف غایت ہے جس کی طرف انتہائے غایت ہے۔

چونکہ کوئی غایت نہیں مگر وہ جو موارد و واردات کی حیثیت سے نہیں، بلکہ توحید کی حیثیت سے ہوتی ہے اور وہ مستوی ہے اور سوائے رفیقِ اعلیٰ کے کوئی استواء نہیں کرتا۔ پس اس گروہ کو مشاہدات کے جو حقائق حاصل ہُوئے، وہ اُنہیں اور ہم کو مبارک ہوں، ہم نے اُن کی تصدیق کی اور اُنہیں تسلیم کیا اور اُن کے ساتھ موافقت ومساعدت کی اور جوّادِ لسان ہمارے ساتھ حلبۂ کلام میں لے آیا۔ اب اُس طرف لوٹتے ہیں جس راستہ پر جا رہے تھے۔ والسّلام۔

الف، لام اور ہُو

ہم کہتے ہیں اِس اسم کا محذوف ہمزہ اضافت کے

www.maktabah.org

ساتھ تحقیقِ اتصالِ وحدانیت اور تحقیقِ انفصالِ غیرت ہے۔ الف اور لام ملا ہُوا ہے۔
جیسا کہ پہلے بیان ہُوا کہ متصل تحقیق اور منفصل محقق کے لئے ہے اور الف غیر متصل
محوِ آثار کے لئے دوسری لام میں موجود ہے اور وہ واؤ جو ہا کے بعد آتی ہے اُس
کے لئے خط میں نشان نہیں اور اُس کا معنیٰ ہویت کی ہا کے ساتھ وجود میں ہے۔
جو اُس نے اُس کی ذات کے ساتھ عالمِ ملک میں منتشر کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ [1]

وہ اللہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس آیت کو ہویت یعنی ہُوَ سے شروع کر کے ہُوَ
پر ختم فرمایا ہے اور اِسے وجود اور عدم کے امر میں ملکیت دی اور اُس کے لئے
حدوث وقدم پر دلالت مقرر فرمائی اور ہُوَ ذاکرین کا آخری اور اعلیٰ ذکر ہے۔
پس عجزِ صدر کی طرف لوٹا تو لیلۃ القدر کا ظہور ہو گیا اور اہلِ عنایت وتائید
کو اُس کے وجود کے ساتھ حقائق پر واقفیت ہو گئی، پس وجود اِس اسم کے
دائرہ کے نقطہ میں ساکن ہے اور وہ اِس پر اِس کی حقیقت کے ساتھ مشتمل ہے۔
اشتمال اماکن متمکن ساکن پر ہے۔ یعنی ٹھکانے رہائش کرنے والوں پر مشتمل ہیں
اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اعلیٰ مثل ہے۔

واللہ قد ضرب الامثل لنوره

مثلا من المشكاة والنبراس

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی جیسے مشکواۃ اور
نبراس۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا [2]   قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا [3]

---

۱ الحشر آیت ۲۳ ۲ النساء آیت ۱۲۶ ۳ الطلاق آیت ۱۲

www.maktabah.org

اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔

اللہ کے علم نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم نے ہر ایک کو اسم اور مسمّٰی قرار دیا ہے اور اُس کو ملفوف و مُعمّہ بنا کر ارسال فرمایا ہے۔

مُقفّل کا حل اور اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے اللہ تو اس سے اوّل و آخر کا اثبات کرتا ہے اور دونوں لاموں کے ساتھ باطناً اور ظاہراً نفی کرتا ہے۔ الف علمیہ کی وساطت سے دوسرا لام ہا کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

تین سرگوشی نہیں کرتے مگر اُن کا چوتھا اللہ ہے۔

تین لام ہیں اور فرمایا۔

وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

اور نہیں پانچ مگر وہ اُن کا چھٹا ہے۔

پس الف ہا کے حق میں چھٹا اور لام کے حق میں چوتھا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

کیا تُو نے اپنے رب کو دیکھا کیسے سائے کو لمبا کیا۔

عرش اللہ تبارک و تعالیٰ کا ظل اور لام دوسرا عرش ہے اور جو اُس کے گرد ہے وہ ملک کے طریق پر پہلا لام ہے۔ دونوں لام باب اسماء سے ظاہر و باطن ہیں۔ جو پہلے اور دوسرے الف کے درمیان ظاہر ہوتے اور یہ مقام اتّصال ہے۔ کیونکہ انتہاء ابتداء کی طرف منعطف ہوتی ہے اور اس نزدیکی کے ساتھ اتحاد و اتصال

---

۱ المجادلہ آیت ۷، ۲ المجادلہ آیت ۷، ۳ الفرقان آیت ۴۵

www.maktabah.org

ہوتا ہے پھر ہا اپنی باطنی واؤ کے ساتھ انفصال کے مخرج سے نکلی، ہا اور لام کے متصل جز ایک ایسا بھید ہے جس کے ساتھ عبد اور سردار کے درمیان مشاہدہ واقع ہوتا ہے اور یہ الفِ علمیہ کا مرکز ہے اور مقامِ اضمحلال ہے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی لام جو عالمِ ملک ہے اور دوسری لام جو عالمِ ملکوت ہے کے درمیان دونوں لاموں کے اتصال کے لئے خطِ متصل میں جزء مقرر فرمائی اور یہ عالمِ اوسط کا مرکز ہے جو کہ مقامِ نفس عالمِ جبروت ہے۔ دونوں حروف کے درمیان خطوطِ فارغہ لازمی ہیں تو یہ ایک حرف سے دوسرے حرف کی طرف سالکوں کی رسموں کے مقاماتِ فنا ہیں۔

تتمیم

پہلا الف وہ ہے جو ہمزہ کو منقطع کرتا ہے اور دوسری لام کا الف اس کے ساتھ متصل ہے۔ جو الف خطوط کے آغاز میں قطع کیا گیا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ شَيْئٌ مَعَهُ — الحدیث

اللہ تھا اور اس کے ساتھ چیز نہ تھی۔

اس لئے یہ قطع کیا گیا ہے اور یہ علمِ اتصال میں بعد میں آنے والے حروف کی مشابہت سے پاک ہے اور وہ حروف وہ ہیں جو حقائقِ عامہ عالیہ کے عدد پر اس کے مشابہ ہیں اور یہی اُمہات ہیں۔

ایسے ہی جب حروف کا آخر ہوگا تو بعد کے رقم ہونے والوں سے اس کا اتصال قطع ہو جائے گا۔ پس الف اور اس کے قبیل کا انقطاع وہ انتباہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

www.maktabah.org

الف حق کے لئے اور الف سے مشابہت رکھنے والے حروف خلقت کے لئے ہیں۔ اور یہ د۔ ذ۔ ر۔ ز ہیں اور جمیع حقائق میں غذا دینے والا حسّاس اور ناطق ایک جسم ہے۔

علاوہ ازیں وہ ہیں جن کے لئے لغت ہے اور حقائق عالم کلیہ میں منحصر ہیں۔ جب دوسرے لام نے ارادہ کیا جو کہ مستی میں پہلے موجود ہے اور خط میں آخر ہے تو اس لئے کہ مشاہدہ سے جسم کی معرفت رُوح کی معرفت پر مقدّم ہے۔ ایسے ہی خط کا مشاہدہ ہے اور یہ عالمِ ملکوت ہے جسے اُس نے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔

ہمزہ کے اسرار

۔ یہی وہ ہمزہ ہے جس کی ابتدا ء اسم میں اضافت سے مُعرّا ہوئی ہے اور یہ الف سے علیحدہ نہیں ہوتا، جب اس الف نے دوسرے کام کو پیدا کیا تو اُسے سردار بنایا اور اُس سر والے کو طلب کیا جو اُس پہ بالطبع ہے۔ پھر اُس کے لئے عالم شہادت بنایا جو پہلا لام ہے، جب اُس نے اُس کی طرف دیکھا تو وہ روشن اور درخشاں ہو گیا اور اُس کے رَبّ کے نورُ سے زمین چمک اٹھی اور کتاب وضع کی گئی۔

یہ وہ جزء ہے جو دو لاموں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ نے دوسری لام کو حکم دیا کہ پہلی لام کی امداد کرے جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کے جُود و کرم سے اُس کی مدد فرمائی اور یہ اُس کی طرف اُس کی دلیل قرار پائی تو اُس نے اُس سے اُس کے جمیع انوار میں تصرّف کے معنی طلب کئے۔ گویا کہ وہ اُس کے وزیر کی طرح ہو۔ چنانچہ اُس نے جو چاہا اُسے مل گیا تو

www.maktabah.org

اُسے پہلے لام کے لَم پر اِلقاء کیا اور اُس کے لئے دو لاموں کے مُتّصل جزء پیدا کیا اور جو اُس سے کتابِ اوسط سے تعبیر کیا۔ وہ عالمِ جبرُوت ہے اور اُس کے لئے دونوں لاموں کی مِثل ذاتِ قائمہ نہیں۔

بے شک وہ ہمارے نزدیک عالمِ خیال کی طرح ہے تو دوسری لام کو اِس جُزء کی طرف ملایا گیا اور جو اُس سے چاہا گیا تھا اُس میں رقم کیا، اور اُس کے ساتھ پہلے لام کی طرف توجّہ دی اور فرماں برداری کی۔ یہاں تک کہ اُس نے ہاں کر دی۔

جب پہلے لام نے اِس اَمر کو دیکھا جو اُسے اُس جُزء کی وساطت سے دوسرے لام سے پہلے عطا ہُوا جو کہ شریعت ہے۔ تو اُس کے لئے اُس جُزء کی طرف لَوٹنے والا مشاہدہ اُس میں راغب کرنے لگا تاکہ مشاہدہ کے لئے صاحبِ اَمر کی طرف وَاصل کرے۔

جب اِس جُزء کی طرف ہمّت صَرف ہُوئی اور اُس کے مشاہدہ میں مشغُولیت ہو گئی تو اِس سے پہلی الف پردہ میں چلی گئی۔

آپ پیچھے کو لَوٹ کر التماسِ نوُر کریں۔ اگر اس جُزء کی طرف ہمّت صَرف نہ ہوتی پہلے الف سے بلا واسطہ تلقّی اَمر ہو جاتا ولیکن سرِّ عظیم کے لئے ممکن نہ تھا تو بے شک پہلا الف ذات اور دُوسرا الف عِلم ہے۔

اپنی پہچان سے خُدا کو پہچاننا

کیا آپ نے دیکھا کہ دُوسری لام واسطوں سے پاک اور مُرادو مُجتبیٰ ہے تو الفِ وحدانیت کے ساتھ کیسے شافی اِتّصال ہو گا۔ یہاں تک کہ اُس کا وجُود نُطق بن کر الف پر صحیح دلالت کرتا ہے۔

www.maktabah.org

اگرچہ ذات مخفی ہے کیونکہ آپ کا تلفظ لام کے ساتھ اتّصال کو محقق کرتا ہے اور اس پر آپ کی دلالت کرتا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رَبّ کو پہچان لیا۔ جس نے دُوسری لام کو پہچان لیا اُس نے الف کو پہچان لیا تو اس پر آپ کے نفس کو دلیل بنایا پھر اس پر آپ کے دلیل ہونے کو اس پر اس کے حق میں دلیل بنایا جو دُور ہے، اپنے رَبّ کے ساتھ اُس کی معرفت پر عبد کو اپنے نفس کی معرفت مقدم ہے پھر اس کے بعد یہ اُسے اُس کی اپنے نفس کی معرفت سے فانی کر دیتا ہے اس لئے کہ اِس سے مُراد یہ تھی کہ وہ رَبّ کو پہچان لے۔

کیا آپ نے لام اور الف کا معانقہ دیکھا۔ لام الف سے پہلے کلام میں کیسے پایا جائے گا اور اس میں اُس کے لئے انتباہ ہے جو اِدراک کرتا ہے تو یہ لام ملکُوتی ہے جو بغیر واسطہ کے وحدانیت کے الف سے مِلا ہُوا ہے۔ پس اُسے جبرُوتی جُزء پر شہادت وفلک کی لام کی طرف لوٹانے کے لئے وَارد کرتا ہے تو ترکیب و حجاب کا امر ایسے ہی ہے۔

اللہ کی ل اور ہ

جب اوّلیت و آخریت اور ظاہریت و باطنیت حاصل ہوگئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارادہ فرمایا جیسا کہ حرُوف کے ساتھ الف مِن کُل الوجوہ اِتصال سے مقدّم اور مُنزّہ ہے، انتہاء کو ابتداء کی نظیر ٹھہرانے کا ارادہ کیا تو عبد کے لئے اوّل و آخر بقاء درُست نہیں۔ پس ہاء مُفردہ کو ہُویت کی واؤ کے ساتھ پیدا کیا۔ اگر مُتوہم کو وہم ہو کہ ہاء لام سے مِلی ہُوئی ہے تو یہ بات اِس طرح نہیں۔ یقیناً یہ اُس الف کے بعد ہے جو لام کے بعد آتا ہے اور الف دُوری

www.maktabah.org

میں جس چیز کے ساتھ اُس کے مُتّصِل نہیں۔

لام کے بعد ہاء ہر چیز سے قطع کیا ہُوا ہے تو لام کے ساتھ یہ اتّصال خط میں نہیں پس ہاء ایک ہے اور الف ایک ہے تو ایک کو ایک سے ضرب دی جائے گی تو اپنی ضرب میں ایک ہی رہے گا۔ چنانچہ حق سے خلق کا انفصال اور علیحدہ ہونا واضح تر ہے اور حق باقی ہے۔

ملکیّت کے لام کا تخلّق درُست ہے۔ کیونکہ اس پر ملکُوت کا لام وارد ہوتا ہے تو یہ اپنی صفات سے ہمیشہ مُضمحل رہتا ہے اور اپنی رسُوم سے فانی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اُسے اپنی ذات سے مقامِ فناؔ حاصل ہو جاتا ہے۔ پس جب اپنی ذات سے فانی ہو جاتا ہے تو اپنی فناء کے لئے جُزء میں فنا ہو جاتا ہے اور دونوں لاموں کے تلفّظ کا کلام میں اتّحاد ہو جاتا ہے۔ زبان انہیں ایک دُوسرے میں مدغم کرنے کے لئے تشدید سے کام لیتی ہے جو دونوں الفوں کے درمیان موجود ہے جو اِن پر مشتمل ہے اور اِن کا احاطہ کرتی ہے۔

جب ہم نے دونوں الفوں کے درمیان کے بغیر بولنے والا لفظ سُنا تو ہمیں حکمتِ موہُوبہ عطا فرمائی گئی۔ پس تو ہم نے بدیہی عِلم سے جان لیا کہ قدیم کے ظہُور سے مُحدِث فانی ہو جاتا ہے۔ پہلا اور دُوسرا الف باقی ہے اور کلمۂ نفی کے ساتھ دونوں لاموں کے زائل ہونے سے ظاہر و باطن زائل ہو جاتا ہے۔ ہم نے ایک کو ایک سے ضرب دینے کی طرح الف کو الف سے ضرب دی تو اِس سے آپ کے لئے ہاء نکلی۔ جب یہ ظاہر ہُوئی تو اوّل و آخر کا وُہ حُکم زائل ہو گیا جسے اُس نے واسطہ مقرّر کیا تھا جیسا کہ ظاہر و باطن کا حُکم زائل ہو جاتا ہے۔ پس اِس مقام پر کہا کہ اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

www.maktabah.org

پھر اس ضمیر کی اصل ہا ہے جو کہ رَفع ہے اور لازمی ہے کہ وہ زبر ہو یا زیر ہو تو یہ صفت اُس کی زَبر یا اُس کی زیر پر لوٹ آتی ہے اور لفظ میں عامل پر لَوٹتی ہے۔

زبان دِل کی ترجمان ہے

تکملہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سُبحانہٗ نے حرکات وحرُوف اور مخارج پیدا فرمائے اُن سے اللہ سُبحانہٗ نے صفات ومقامات کے ساتھ ذوات کے امتیاز کی دلیل قائم فرمائی اور حرُوف کو موصُوف کی نظیر بنایا، اور مخارج کو مقامات ومعارج کی نظیر ٹھہرایا۔ حرُوف سے اس اسم کے لئے اس کے وَصل وقطع کی وجہ سے علی العموم ء ا ل ہ و عطا کئے یعنی ہمزہ، الف، لام، ہا اور واؤ، پس پہلا ہمزہ ہے اور آخری واؤ ہے اور دونوں کا مخرج ایک ہے جو دل سے مِلا ہوُا ہے۔ پھر ہمزہ اور ہا کے درمیان حرفِ لام مقرّر کیا جس کا مخرج ترجمانِ قلب زبان ہے۔ پس دونوں لاموں اور ہمزہ وہا کے درمیان نسبت واقع ہو گئی جیسا کہ دل کے درمیان نسبت واقع ہوُئی۔ جو محلِّ کلام اور زبان کے درمیان اُسی کا مترجم ہے۔ اخطل نے کہا۔

اِنَّ الکلام لفِیْ الفُوادُ وَاِنَّمَا
جعل اللسان علی الفواد دلیلا

یقیناً کلام دل میں ہے اور زبان دل پر دلیل بنائی گئی۔

جب لام زبان سے ہے تو اُسے اُس کی ذات کی بجائے زبان کی طرف ناظر مقرّر کیا اور اُسے اُس سے فنا کر دیا۔ یہ تالُو کا نچلا حِصّہ ہے۔ جسے اُس نے دیکھا اور خود کو نہ دیکھا تو اُوپر کے تالُو کی طرف مُرتفع ہو گیا۔ تالُو کی سختی

www.maktabah.org

میں زبان اُس کے ساتھ سخت ہو گئی۔ اُس کے مشاہدہ کے ساتھ اُس کا ارتفاع اور بلندی ہے اور واوٌ وجُودِ ظاہری کی طرف ہونٹوں سے نکلی۔ اِس پر خبر دینے والی کی دلالت ہے اور یہ نبوّت کا باطنی مقام ہے اور یہی وہ بال ہے جو حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی طرف سے ہم میں ہے اور اس میں وِراثت ہوتا ہے، اِس وصل سے یہ نکلا کہ ہمزہ اور الف اور ہاء عالمِ ملکُوت سے ہیں اور لام عالمِ جبرُوت سے ہے اور واوٌ عالمِ ملک سے ہے۔

بِسمِ اللہ میں الرّحمٰن

وَصل اُس کا قول بِسمِ اللہ سے الرّحمٰن! اِس باب میں اس اسم پر دو وجہوں سے گفتگو ہوتی ہے۔ ذات کی وجہ سے اور صِفت کی وجہ سے، جو اُسے اُس کا بدل کہتا ہے وہ ذات مقرّر کرتا ہے جو اُسے نعت کہتا ہے وہ اُسے صِفت مقرّر کرتا ہے۔

صفات چھ ہیں اور اِن صفات کی شرط سے زندگی ہے تو سات ظاہر ہو گئیں، یہ تمام صفات ذات کے لئے ہیں اور رحمٰن سے یہی الف میم اور نُون کے درمیان موجود ہے اور اِس اِسم پر حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی اِس حدیث سے کلام کی ترکیب ہوتی ہے

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (الحدیث)

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صُورت پر پیدا فرمایا!

صُورَتِہٖ کی ضمیر کو اگر اللہ تعالیٰ پر پھیرا جائے تو اِس کی تائید حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی اِس دُوسری حدیث سے ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَۃِ الرَّحْمٰن، "الحدیث"

یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدم کو صورتِ رحمان پر پیدا فرمایا۔
یہ روایت اہلِ نقل کے طریقہ سے صحیح نہیں جب کہ اہلِ کشف کے نزدیک درست ہے۔

میں کہتا ہوں الف، لام اور را، علم وارادہ اور قدرت کے لئے ہے، میم اور نون کلام کا مدلول اور سمع وبصر ہیں اور اس کی شرط صفت زندگی ہے جو جمیع صفات کی ساتھی ہے۔

پھر وہ الف ہے جو میم اور نون کے درمیان مدلولِ موصوف ہے اس کے خط کا حذف ہونا موصوف کے ساتھ قیام کی حیثیت سے اُس پر دلالتِ صفات کے لئے بدیہی دلالت ہے۔ عالم کے لئے صفات کی جلوہ گری ہے اس لئے اُسے یعنی اللہ تعالیٰ کو صفات کے علاوہ نہیں جانتے اور نہ اُسے جانتے ہیں پھر وہ جو الف کے وجود پر دلالت کرتا ہے ضروری ہے کہ ہم اُس کا ذکر کریں اور وہ میم کو کھولنا اور لمبا کرنا ہے اور یہ اشارۂ الٰہیہ عالم پر کشادگی رحمت کی طرف ہے۔ پس یہ سوائے الف کے مفتوح قبول کرنے کے کبھی نہیں ہوگا۔ ان مقامات کی مثل میں فتح الف پر دلالت کرتی ہے اور یہ وجودِ روح کا وہ محل ہے جس کا مقام کشادگی کے لئے محلِ تجلّی ہے۔ لہٰذا اہلِ عالمِ ترکیب نے خطوط وضع کرنے میں اُس یار کا ذکر کیا ہے جس کا پہلا حرف زیر والا ہے۔ کیونکہ یار صحیح بھی پائی جاتی ہے اور اس سے پہلے کسرہ یعنی زیر نہیں آتی۔ ایسے ہی وہ واؤ ہے جس سے پہلے ضمہ یعنی پیش ہوتی ہے۔

جب الف کا ذکر کرتے ہیں اُس کے ماقبل کو مفتوح یعنی زبر والا نہیں کہتے کیونکہ واؤ اور یار کے برعکس الف سے پہلے کوئی حرف نہیں۔ مگر اُس پر

www.maktabah.org

فتح یعنی زَبر ہوتی ہے، پس الف کے لئے ہمیشہ اعتدال ضروری ہے۔ جاہل شخص جب وجُود میں تمام نقائص سے پاک اللہ تعالیٰ کے سِوا کسی کو نہیں جانتا تو قدُسی اور اعلیٰ رُوح کو بھُول جاتا ہے۔ پس کہتا ہے وجود میں اللہ تعالیٰ کے سِوا اور کچھ نہیں۔ جب اُس سے تفصیلاً پُوچھا جاتا ہے تو اُس سے اس کا جواب نہیں بن پاتا۔

بے شک وہ واوٗ کو ماقبل مضمُومہ یعنی پیش کے ساتھ اور یاء کو ماقبل مکسورہ یعنی زیر کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا، پس الف کے درمیان اور واوٗ اور یاء کے درمیان مفارقت درُست ہے۔

الف ذات کے لئے اور واوٗ عُلیہ صفات کے لئے اور یاء عُلیہ افعال کے لئے اور الف رُوح کے لئے ہے اور عقل اُس کی صفت ہے اور وہ فتح یعنی زیر ہے۔ واوٗ نفس ہے اور اُس کی صفت قبض ہے اور قبض ضمہ یعنی پیش ہے۔

یاء جسم ہے اور وجودِ فعل اُس کی صفت ہے اور وہ کسرہ یعنی زیر ہے اور واوٗ اور یاء سے جو پہلے ہے وہ فتح یعنی زَبر ہو تو وہ مخاطب کے حال کی طرف لَوٹتا ہے۔ چُونکہ یہ دونوں غیر ہیں تو لازمی ہے کہ دونوں پر اختلافِ صفات ہو، چُونکہ الف حرکات کو قبول نہیں کرتا لہٰذا اپنے مدلُول کے ساتھ مُتّحد ہو جاتا ہے۔

حرُوفِ عِلّت

اِن پر ہرگز کسی چیز کا اختلاف نہیں ہوتا۔ اِس لئے ان کا نام حرُوفِ عِلّت ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

الف وجُودِ صفت کے لئے ذاتِ عِلّت ہے اور واوٗ وجودِ فعل کے لئے

www.maktabah.org

صفتِ علت ہے اور یاء وجود کے لئے فعل علت ہے جو اُس سے عالم شہادت میں حرکت وسکون سے صادر ہوا، لہٰذا ان کا فاعل علل رکھا گیا۔

پھر اس اسم سے نون نصف دائرہ کی شکل میں وجود میں آیا اور آخری نصف اس نقطہ میں معقول ومحصور ہے جو اُس نون غیبیہ پر دلالت کرتا ہے جو نصف دائرہ ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ نقطہ نون محسوسہ پر دلیل ہے۔

پھر حاء کا پہلا حصہ پایا گیا جو تحریر میں الف محذوفہ سے ملا ہوا ہے جو اُس کے مشاہدہ کی طرف اشارا ہے اور ساکن ہے اور اگر راء کی طرف اُس کا اگلا حصہ ہوتا تو متحرک ہوتا۔

پس پہلا الف علم کے لئے لام ارادہ کے لئے اور راء قدرت کے لئے ہے اور یہی صفتِ ایجاد ہے، پس ہم نے الف کو پایا کہ اُس کے لئے ہمزہ اور راء کے ہونے سے حرکت ہے اور لام ساکن ہے، پس ارادہ کا قدرت کے ساتھ اتحاد ہو گیا۔ جیسا کہ علم اور ارادہ کا اتحاد قدرت کے ساتھ ہے۔

جب رحمٰن اللہ کے ساتھ واصل ہوا تو قدرت کی راء میں ارادے کا لام مُدغم ہو گیا۔ بعد میں جو راء پھری گئی اور حاء پر تحقیقِ ایجاد کے لئے اُس پر شِدّت کی گئی۔

کلمے کا وجود ساکن ہے اور اُس کا ساکن نہ ہونا تقسیم نہ ہونے کی بنا پر ہے جب کہ حرکت تقسیم ہوتی ہے اور اس کا سکون محسوس ہوا۔ اور ہم نے دیکھا کہ وہ قدرت کے راء کی مجاور ہے تو ہم نے جان لیا کہ وہ کلمہ ہے اور اس کی تتمین ہے۔

www.maktabah.org

کیا اسمِ رحمٰن اسمِ اللہ کا بدل ہے اِسمِ رحمٰن کو اسمِ اللہ کا بدل ظاہر کرنے والے کے قول میں مقام جمع اور اتحادِ صفات کی جانب اشارہ ہے اور یہ مقام "خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کی روایت سے ہے۔

مقامِ حق میں بندے کا یہ وجُود حدِّ خلافت ہے، اور خلافت بدیہی طور پر ملک کی استدعا کرتی ہے اور ملک دو قسموں میں تقسیم ہوتا ہے۔

ایک قسم اُس کی ذات کی طرف لوٹتی ہے۔

دوسری قسم اُس کے علاوہ کی طرف پلٹتی ہے۔

وہ ہماری ترتیب کی حد پر اس مقام میں ایک قسم درُست ہے، اس لئے کہ اس مقام پر بدل مُبدل مِنہ کے محل پر ہے۔

اس کی مثال ہمارا یہ قول ہے جَاءَنِیْ اَخُوْكَ زَیْدٌ۔ یعنی تیرا بھائی زید میرے پاس آیا۔

پس زید تیرے بھائی سے ایسا بدل ہے۔ جیسا کسی چیز کا کسی چیز سے ہوتا ہے اور اُن دونوں کے لئے عینِ واحدہ ہے۔ کیونکہ زید آپ کا بھائی ہے اور آپ کا بھائی بلاشک زید ہے اور یہ ایسا مقام ہے جس نے اس کے خلاف عقیدہ رکھا وہ حقیقت پر واقفیت نہیں رکھتا۔ نہ وہ اُس کے مُوجد کو کبھی پا سکتا ہے۔ جو شخص اُسے نعت ظاہر کرتا ہے تو اُس کا اشارہ صِفت میں مقامِ تفرقہ کی طرف ہے اور وہ مقام اس روایت سے ہے۔

خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ ، الحدیث

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو صُورتِ رحمٰن پر پیدا فرمایا۔

یہ مقامِ وراثت ہے اور یہ دو غیروں کے حجاب کے مقام میں بغیر ایک کے غائب ہونے اور دوسرے کے ظہور کے واقع نہیں ہوتا۔ اور یہ اس سے بالمثل تعبیر ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

ہم نے اس میں اُس دلیل پر اقرار کیا جسے ہم نے پوشیدہ کیا۔ پس غور کریں۔ پھر نیچے کا آدھا نون ظاہر ہُوا۔ اور وہ ہمارے لئے فلکِ دائر کے نصف دائرہ سے نصف ظاہر ہے اور مرکزِ عالم اُس خط کے وسط میں ہے جو دوسرے گوشے کی طرف نصف حصّہ سے ممتد ہوتا ہے اور دوسرا نصف حصّہ نکتے میں مستور ہے اور وہ ہماری طرف اضافت کے ساتھ نقیضِ خط کے تحت ہم سے غائب ہے۔ کیونکہ ہمارا دیکھنا ایک طرف میں فعل کی حیثیت سے ہے۔ پس خط میں موجود نصف حصّہ مشرق اور نکتہ میں مجموع نصف حصّہ مغرب ہے اور وہ مطلعِ وجود الاسرار ہے۔ پس مشرق ظاہر ہے اور قابلِ تقسیم مرکّب ہے اور مغرب باطن بسیط ہے اور قابلِ تقسیم نہیں اور اس میں یہ قول ہے۔

عجبا للظاهر ينقسم ولباطنه لا ينقسم
فالظاهر شمس فی حمل والباطن فی أسد جلم
حقق وانظر معنی سترت من تحت كنائنها الظلم
ان كان خفی هو ذاك بدا عجبا والله هما القسم
فافزع للشمس ودع قمرا فی الوتر يلوح وينعدم
واخلع نعلی قدمی كونی علمی شفع يكن الكلم

ظاہر کے لئے تعجب ہے کہ تقسیم ہو جاتا ہے اور اُس کے باطن کے لئے کہ وہ تقسیم نہیں ہوتا۔ پس ظاہر سُورج بُرج حمل میں ہے اور باطن بُرجِ اسد میں تحقیق سے پوشیدہ معنوں کو دیکھیں جو ہونٹوں کے نیچے ہے۔ اگر وہ مخفی ہے تو وہ ظاہر ہے۔ پس دونوں قسمیں تعجّب خیز ہیں۔

پس آفتاب کی جُستجو کریں اور قمر کو وِتر یعنی طاق میں رُخصت کر دیں۔ کیونکہ وہ ظاہر اور معدُوم ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

اور پاؤں سے جوتا اُتار دیں اور دو علم ہو جائیں تو کلمے بن جائیں گے۔ اس لئے معلومات کے ساتھ علم، مرادات کے ساتھ واحد ارادہ اور مقدورات کے ساتھ واحد قدرت کا تعلّق ہوتا ہے۔

مقدورات و معلومات اور مُرادات میں تقسیم و تعداد واقع ہوتی ہے۔ اور یہ تحریریں نصف حصّہ موجود ہیں۔ اور اس اشارہ میں علم و قدرت اور ارادہ سے باطنی اوصاف سے اتحاد اور منزّہ ہونا واقع ہوتا ہے۔ پس اس پر غور کریں۔

"حا" کے عدد آٹھ ہوتے ہیں اور وہ کمال کا وجود ہیں۔ اس لئے ہم اُس سے کلمہ اور رُوح کی تعبیر کرتے ہیں۔ ایسے ہی "نون" عشروں میں پانچواں ہے۔ کیونکہ "میم" سے "مقدّم" ہے اور وہ چوتھا ہے۔ پس نوُن جسمانی رُوح، عقل، نفس اور وجود فعل کے مواد کی ایجاد کا محل ہے۔ اور یہ تمام "نوُن" میں ودیعت ہیں اور یہ تمام انسان ہیں جس کا اظہار ہُوا اور اس لئے ظاہر ہے۔

تتمہ سوائے اِس کے نہیں کہ الف کے ساتھ میم اور نوُن کے درمیان فصل قائم کی گئی۔ کیونکہ "میم" ملکوتیہ ہے۔ جب ہم نے اُسے رُوح کے لئے مقرّر کیا۔ وجود کے لئے سلب دعویٰ کا راز نوُن ملکیہ اور نکتہ جبروتیہ ہے۔ گویا کہ وہ کہتا ہے۔ اے وہ رُوح جو میم ہے۔ مَیں نے تجھے تیری حیثیت سے نہیں چُنا لیکن میرے وجودِ علمی میں تیرے لئے عنایت سبقت لے گئی۔

اگر تو چاہے کہ نکتہ عقل اور نوُنِ انسانیہ کے لئے بغیر اپنے وجود کے واسطہ کے اطلاع پائے تو اپنے نفس کو پہچان کر اور جان لے میرا تیرے ساتھ یہ اختصاص میری اپنی حیثیت سے ہے نہ کہ تیری حیثیت سے۔ پس چُناؤ صحیح ہے تو اُس کے غیر کے لئے کبھی تجلّی نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس پر جو اَولیٰ ہے۔

اے مسکین! مُتنبّہ ہو وجودِ میم میں تقدّم کے باوجود دائرہ جسم کی صُورت

www.maktabah.org

پر ہے اُس کے ساتھ تقسیم سے تنزیہہ کی طرف کیسے اشارہ ہے اور دائرہ کی تقسیم لا متناہی ہے اور رُوحِ میم کی تقسیم اُس کی معلومات کے ساتھ لا متناہی ہے اور وہ بنفسہٖ تقسیم نہیں ہوتا۔

پھر دیکھیں کہ میم جب اُس ایک سے علیحدہ ہوتی ہے۔ اُس سے مادۂ تعریق کیسے ظاہر ہوگا۔ اِس لئے کہ عالمِ خطاب و تکلیف میں وجُود فِعل کی طرف نزُول کرتا ہے تو مادہ اپنی ذات کے حق میں نہیں دوسرے کے حق میں ہوگا، جب دائرہ اُس پر بطور خاص دلالت کرتا ہو تو جو زائد ہے وہ اُس کے حق میں نہیں کیونکہ اُس کی ذات ثابت ہے تو باقی نہیں سوائے اِس کے کہ دوسرے کے حق میں ہو۔ پس جب عبد کی نظر مادہ کی طرف ہوتی ہے تعریق لمبی ہو جاتی ہے اور یہ وہ تحقیقِ وجُود ہے۔

رحمٰن آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے

پھر جاننا چاہیئے کہ میم اور نوُن کے درمیان جزءِ متّصل ہے وہ مرکزِ الف ذات کا ہے اور مادہ کے طریق کے ساتھ میم اور نوُن کے درمیان اِتصال واقع کرنے کے لئے الف چھُپ گئی اور وہ جزءِ متّصل ہے۔ اگر الف ظاہر ہوگی میم کے لئے دائرہ درُست نہیں کیونکہ الف دونوں کے درمیان حائل ہے اور اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس ارشاد کی طرف تنبیہہ ہے۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ — النبا آیت ۳۷

آسمانوں اور زمین اور جو دونوں کے درمیان ہے اُس کا ربّ رحمٰن ہے

اِس الف مُراد کا وجود اُسے ظاہر کرنے والے کا مُبتداء ہے اور ترکیب کے طریق سے درُست نہیں، اور ربّ کا بدل ظاہر کرنا صحیح ہے۔ الف یہاں رُوح

www.maktabah.org

سے عبارت ہے تو وہ باقی ہے اور حق تمام کے ساتھ قائم ہے اور میم آسمان اور نوُن زمین ہے اور جب الف میم اور نوُن کے درمیان ظاہر ہوتا ہے تو میم کے ساتھ اتصال ہوتا ہے نوُن کے ساتھ نہیں۔ پس اُسے قطع کرنے کے لئے نون کو بغیر واسطہ کے صفت نہ پکڑیں اور میم کے ساتھ اس کا اتصال بلا واسطہ اخذ کرنے پر دلالت کرتا ہے اور قطع کے ساتھ اُس کا عدم درست ہے۔ اس میں نوُن فنا ہو جاتا ہے اور میم اُس کے درمیانی نقطہ کے ساتھ اُس کے قدم کے راز سے محجوب باقی رہتا ہے۔ یہی نظر کے ساتھ اُس کی ذات کی طرف جوفِ دائرہ ہے بعد اس کے کہ وہ اُس میں اُس کے لئے ظاہر نہ تھا۔

سوال و جواب

سوال: کیا آپ نے اپنے سرِّ قدم کو جان لیا اور اُس نے نہ جانا۔ اگر آپ اپنے ظاہر کی طرف دیکھیں تو وہ اِسے جاننے کا آپ سے زیادہ مستحق ہے یا کیا سرِّ قدم کے عالم میں وہ معنی موجود ہیں جس میں آپ کلام کرتے ہیں اور وُہ رُوحِ میم ہے جو اپنے سرِّ قدم پر واقف ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سے رازِ قدم کو جاننے والا وُہ ہے جسے وہاں ہم سے پردے میں رکھا ہُوا ہے۔ تو جس وجہ سے ہم اُس کا علم ثابت کرتے ہیں وہ اُس کے علاوہ ہے جس سے ہم نے اُس کے لئے عدمِ علم ثابت کیا اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ اُسے علم سے حاصل ہے آنکھ سے نہیں۔ اور یہ موجود ہے تو کسی چیز کے جاننے سے یہ شرط نہیں کہ اُسے دیکھا جاسکے۔ ایک وجہ سے معلوم کو دیکھنا اُس کے جاننے کو کامل اور معرفت کو زیادہ واضح کرتا ہے۔

www.maktabah.org

پس ہر عین علم ہے اور ہر علم عین نہیں کیونکہ یہ شرط نہیں کہ مکّہ معظمہ کو جاننے والے نے مکّہ معظّمہ کو دیکھا بھی ہو اور ہم قطعیّت کے ساتھ کہتے ہیں کہ مکّہ معظمہ کو جانتا ہے اور اس سے مُراد اسم نہیں۔ پس عین کے لئے علم معلوم پر درجہ ہے جیساکہ کہا۔

ولکن للعیان لطیف معنی

لذا سأل المعاینۃ الکلیم

ولیکن دیکھنے میں لطیف معنی ہیں اِس لئے کلیم نے دیکھنے کا سوال کیا۔
بلکہ ہم کہتے ہیں کہ حقیقت ستر قدم حق الیقین ہے کیونکہ دیکھا نہیں جاسکتا پس اپنے مُوجِد کی ذات کی طرف رجوع کرنے والا مشاہدہ نہیں کرسکتا۔ اگر اپنے بنانے والے کی ذات کو جانتا ہے تو اُس کے حق میں نقصان ہے۔ پس اُس کے کمال کی انتہا اپنے نفس کو جاننا ہے۔ اس کے بعد یہ عین نہ ہوگی۔ یہ عجیب فصل ہے۔ اگر اس پر غور کریں گے عجائب پر واقفیّت حاصل ہوجائے گی۔ پس غور کریں۔
تکملہ : لام کا راء کے ساتھ مُتّصِل ہونا اِتصال واِتحادِ نُطق میں اس حیثیت سے ہے کہ دونوں میں دو باطنی صفات ہیں۔ پس دونوں پر اتحاد آسان ہُوا اور میں نے حاء پائی جو راء سے راء منفصلہ کے لئے اُس سے مقدور کے ساتھ کلمہ تعبیر ہوتی ہے اور یہ قدرت سے امتیاز مقدور کے لئے قدرت ہے۔ شاید کہ حاء مقدّورہ کو وہم ہو کہ وہ ذاتِ قُدرت کی صفت ہے۔ پس قدیم اور مُحدِث کے درمیان فرق واقع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اِس پر غور کریں۔

رحمٰن اسم ہے ذات کے لئے

پھر جان لیں کہ رحمان اسم ہے اور وہ ذات کے لئے ہے جو پہلے الف

www.maktabah.org

اور لام آتے ہیں وہ تعریف کے لئے ہیں اور دونوں صفات ہیں اِس لئے دونوں کو زائل کر کے "الرَّحْمٰن" کی بجائے رحمان کہتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں ذات اور دونوں کے ساتھ صفت اسم نہیں۔

مسیلمہ کذاب کے اسم میں غور کریں۔ اُس کا نام رحمٰن کے ساتھ تھا اور اُسے الف لام کی طرف ہدایت نہیں ہُوئی۔ کیونکہ ذات ہر ایک کے لئے محل دعویٰ ہے اور مُدّعی صفات کے ساتھ رُسوا ہوتا ہے۔

پس رحمان مقام جمع ہے اور یہ مقامِ جہل ہے۔ طریق اللہ کی طرف ترقی کے لئے سب سے اشرف اللہ تعالیٰ سے جہل ہے۔ یعنی اُسے نہ جاننا اور اُس کے ساتھ اُس کی معرفت کا جہل ہونا۔ کیونکہ یہ عبودیت کی حقیقت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ

اور اللہ کی راہ میں اُس سے خرچ کرو جو تمہارے لئے ہے

تو یہ تمہارا جہل ہے اور اِس کی تائید اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس قول سے فرمائی۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم نہیں دیا مگر قلیل۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے۔

پس مسیلمہ، ابلیس اور دجال سے حقیقتِ استخلاف سلب ہو گئی اور اُن

www.maktabah.org

کا وہی حال ہے جو جاتا گیا۔ اگر اُن کا استحقاق ذاتی ہوتا تو ہرگز سلب نہ ہوتا ولیکن اگر عین تنقید اور قبولِ کُلّی کے ساتھ دیکھیں گے نہ کہ اَمر کی آنکھ سے تو آپ مخالف کو اطاعت گذار اور ٹیڑھے کو سیدھا پائیں گے اور سب کو طوعًا وکرہًا اطاعت میں پاؤ گے۔

ابلیس اور مسیلمہ کی عبودیت کے ساتھ تصریح کی گئی اور دجّال نے انکار کیا۔ پس غور کریں کہ اُن میں سے ہر ایک نے کہاں سے کلام کیا اور اُن کے لئے کون سے حقائق ظاہر ہوئے۔ یہاں تک کہ اُن کے لئے یہ احوال واجب ہوئے۔

تتمّہ:۔ جب ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو پڑھتے ہیں تو الف اور لام کا وجود ظاہر نہیں ہوتا اور ذات سے ذات کا اِتصال ہو گیا۔

اللہ اور رحمان

اللہ اور رحمٰن ذات کے دو اِسم ہیں تو اُس کی ذات کے ساتھ رجُوع ہے اِس لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں اَعُوذُ بِکَ مِنۡکَ یعنی میں تجھ سے تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ جب ذات کی طرف مُنتہیٰ ہُوا تو غیر کو نہ دیکھا تو فرمایا اَعُوذُ بِکَ یعنی تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جب کہ ضروری ہے جس چیز سے اُس کی پناہ طلب کی جائے وُہ اُس کے لئے مُنکشف ہو۔ پس آپ نے فرمایا۔ مِنۡکَ یعنی تجھ سے اور مِنۡکَ وُہ ہے جس پر اَعُوذُ دلالت کرتا ہے اور اسے علیحدہ کرنا درُست نہیں کیونکہ وہ ذات میں ہے اور اِس میں تفصیل جائز نہیں۔

اِس سے ظاہر ہُوا کلمۃ اللہ ہی عَبد ہے تو جیسا کہ اللہ کا لفظ ذات کے لئے دلیل ہے۔ اَیسے ہی عبد جامع کُلّی ہے، پس عَبد وُہ کلمۂ جلالت ہے۔

بعض محقّقین نے حال میں کہا ہے مَا اَنَا اللہ یعنی مَیں نہیں ہُوں اللہ ہے۔

www.maktabah.org

اور بعض صوفیاء نے دو مختلف مقامات سے بھی کہا ہے۔

چنانچہ معنیٰ کے مقام اور حرف کے اُس مقام میں فرق ہے جس میں وہ معنیٰ پایا جاتا ہے۔ پس اُس نے حرف کو حرف کے مقابل کیا کہ مَیں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں اور معنیٰ کو معنیٰ کے بالمقابل کیا کہ تجھ سے تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں یہ انتہائے معرفت ہے۔

خاتمہ :۔ ہو سکتا ہے کہ آپ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی اعبدو اللّٰہ یعنی اللّٰہ کی عبادت کرو تو اُنہوں نے نہیں کہا کہ اللّٰہ کیا ہے ؟ کو دیکھتے ہوتے اسمِ اللّٰہ اور رحمٰن کے درمیان فرق محسوس کرو۔ جب کہ کفار کو فرمایا۔ اُسجدُ واللرّحمٰن یعنی رحمٰن کو سجدہ کرو تو اُنہوں نے کہا مَا الرَّحْمٰنُ، یعنی رحمان کیا ہے ؟

اِس لئے ایک گروہ کے نزدیک نعت بدل سے بہتر ہے اور دوسرے گروہ کے نزدیک بدل بہتر ہے۔

اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ[1]

یعنی اللّٰہ کو پکارو یا رحمان کو پکارو اُسے اچھے ناموں سے پکارو ؛
پس اُنہیں ذات کے لئے مقرر کیا اور عرب نے اللّٰہ کے کلمے کا انکار نہیں کیا اور وہ اِس کے قائل تھے کہ۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ[2]

یعنی ہم اِن بتوں کو اِس لئے پوجتے ہیں کہ اللّٰہ کا تقرب حاصل کریں۔ پس وہ اللّٰہ کو جانتے تھے اب جب کہ رحمان رحمت سے مشتق ہے اور اُن میں بھی صفتِ رحم موجود تھی۔ اِس لئے وہ خوفزدہ ہو گئے کہ کہیں وہ یعنی رحمٰن اُن کی جنس سے نہ ہو جو معبود پر دلالت کرتا ہے۔ پس اُنہوں نے انکار کیا اور کہا رحمٰن کیا ہے ؟

[1] بنی اسرائیل آیت ۱۱۰ [2] الزمر آیت ۳

www.maktabah.org

چونکہ ہر کلام کے معنے سمجھنا شرط نہیں لہٰذا فرمایا!

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط بنی اسرائیل آیت ۱۱۰

جب کہ دونوں لفظ ایک ذات کی طرف لوٹتے ہیں اور یہ حقیقت عبد ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ادراک و توہم اور علم محیط سے منزہ ہے۔

بسم اللہ میں رحیم کیوں

وصل :۔ بسم اللہ میں رحیم کا لفظ آیا ہے اور رحیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

یعنی آپ مومنوں پر رافت اور رحم فرمانے والے ہیں۔

اس کے ساتھ کمالِ وجود ہے اور رحیم کے ساتھ بسم اللہ پوری ہو گئی اور اس کے ساتھ خلق و ابداع کا عالم پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجودِ عالم کا عقلاً اور نفساً مبتدا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

اس میں وجودِ باطن کی ابتدا ہوئی اور اس کے ساتھ عالم تخطیط یعنی عالمِ منقوش میں ظاہر کا مقام اختتام پذیر ہو گیا، پس فرمایا۔

لَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ الحدیث

یعنی میرے بعد نہ رسول ہے اور نہ نبی

پس رحیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بسم ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

www.maktabah.org

یعنی مقامِ ابتداء و انتہا میں یہی امر ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام حاملِ اسماء ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

جب کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن اسماء کے معانی کے حامل ہیں۔

جن اسماء کے حضرت آدم علیہ السلام حامل تھے اور یہی کلمات ہیں۔

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اُعْطِيتُ جَوَامِعُ الْكَلِم یعنی مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے۔ اور کسی نے اپنی ذات پر ایسی کمال ثناء نہیں کی جس پر اُس سے یہ ثناء کامل ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام!

اسماء کی معرفت

جسے اسماء کی ذات حاصل ہو جائے اسماء اُس کے حکم کے تحت ہوتے ہیں اور ایسا کوئی شخص نہیں جس کو اسماء کا حصول ہو جائے اور مسمّیٰ کا حاصل ہونا بھی اُس کے پاس ہو۔ اور یہی ہم پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ہے اس لئے کہ اُنہیں ذات حاصل تھی اور ہمیں اسم۔ اور جب ہم نے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی کا وہی احترام کیا جو وہ ذات کا کرتے تھے تو ہمارے اجر میں بھی اضافہ ہو گیا۔ چونکہ اُن کے لئے غائب ہونے کی حسرت نہ تھی، لہٰذا ہمارے ثواب کے اضافے پر اضافہ ہوا۔ پس ہم اخوان اور وہ اصحاب ہیں۔ آپؐ کو ہمیں ملنے کا اشتیاق تھا اور آپؐ کو ہم میں سے کسی ایک کے ساتھ مُلاقات کی کیوں خوشی نہ ہوتی اور آپ کیوں فرحت نہ فرماتے۔ جب کہ جس کا آپ

www.maktabah.org

کو شوق ہوتا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ تو کیا آپؐ کی کرامت اور نیکی کو اُس شخص پر قیاس کیا جا سکتا ہے؛ اور ہم میں سے وہ عمل کرنے والے کے لئے پچاس نیکیوں کا ثواب ہے جو آپ کے اصحاب کرتے تھے تو یہ اُن کے اعیان سے نہیں بلکہ اُن کے امثال سے ہے۔

یہ آپ کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ بَلْ مِنْکُمْ یعنی وہ تم سے ہیں۔ پس اُنہوں نے جدّ و جُہد کی یہاں تک کہ وہ پہچان گئے کہ اُن کے پیچھے اُن کے بعد ایسے لوگ بھی ہیں جو اگر آپ کو دیکھ لیتے تو وہ یعنی صحابۂ کرام آپؐ کی طرف اُن سے سبقت نہ لے جاتے اور یہاں مجازات واقع ہوئے ہیں اور اللہ ہی مدد فرمانے والا ہے۔

چار لفظ چار معنے

تنبیہ :۔ پھر جاننا چاہیئے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ چار الفاظ ہیں اور اُن کے لئے چار معانی ہیں تو یہ آٹھ ہوئے اور یہ آٹھ عرشِ محیط کے حامل ہیں اور وہ عرش سے ہیں۔ یہاں وہ ایک وجہ سے حاملانِ عرش ہیں اور ایک وجہ سے عرش ہیں۔ پس اس پر غور کریں تو آپ کی ذات کے لئے آپ کی ذات سے اخراج ہوگا۔

بسم اللہ کا میم

تنبیہ :۔ پھر ہم نے بِسم اللہ کی اُس میم کو پایا جو حضرت آدم علیہ السلام کی مُعرّق میم ہے اور ہم نے رحیم کے میم کو پایا جو حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی میم کے معرّق ہے۔ جو عموماً خطابِ وجُود کے لئے ہے۔ جیسا کہ حضرت آدم

www.maktabah.org

علیہ السلام عموماً ہمارے پاس تھے۔ لہٰذا دونوں میم لمبے ہوتے ہیں۔

انتباہ :- ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہوا وہوس سے تنطق نہ فرماتے تھے، نے فرمایا!

" اگر میری اُمت صالح ہوگی تو اس کے لئے ایک دن ہوگا۔ اور اگر فساد کرے گی تو نصف دن ہوگا۔" اور صالحین کا دن یوم ربانی ہے۔ ایام اللہ اور ایام ذوالمعارج کے بالعکس پروردگار کے ایام سے ہر دن ہزار سال کا ہے اور کیونکہ ان ایام کا فرق ایام رب سے بڑا ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ جو معرفتِ زمان و اصلاحِ اُمت کے باب کے عنوان سے اس کتاب میں داخل ہے۔

ہزار سال ہزار مہینے

اور جو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس کی طرف نظر کے مطابق ہے اور اُس کا فساد اُس سے اُس کے اعراض کے ساتھ ہے۔ پس ہم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہزار معنوں پر مشتمل پایا۔ اور ہر معنے کا حصول ایک سال پورا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور ان معانی کا حصول لازماً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو شامل ہے کیونکہ وہ اپنے معنی کے اظہار کے لئے عطا کی گئی ہے۔

پس لازم ہے کہ ہزار سال کامل ہوں اور یہ میزان میں پہلا دورہ ہے اور اس کی مدت چھ ہزار سال روحانیہ محقق ہوتی ہے۔ اس لئے اُن علوم الٰہیہ سے ظاہر ہوتے جو ان کے علاوہ اُمتوں میں ظاہر نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ دور گزر گیا۔ جو مٹی کا تھا پس اُن کے علم کی غایت طبائع کے ساتھ تھی اور ان میں علم الٰہیات کے جاننے والے بہت ہی تھوڑے تھے۔ قریب تھا کہ اُن کے لئے

www.maktabah.org

عین کا ظہور نہ ہوتا۔ پھر اُن سے جو جاننے والا ہوتا طبیعات کے ساتھ مِلا ہُوا ہوتا اور یہ ضروری تھا اور ہمیں جو علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ خالِص الٰہیات سے ہے اُس پر طبائع کے حکم کو کوئی راستہ نہیں۔

اللہ اور رحمان کے الف

مضّاح : پھر ہم نے اللہ اور الرحمٰن میں دو الف پائے۔ ایک الف ذات کے لئے اور ایک الف عِلم کے لئے ہے۔

ذات کا الف پوشیدہ ہے اور علم کا الف عالم پر تجلّیٔ صِفت کے لئے ظاہر ہے۔ پھر یہ بھی اللہ میں پوشیدہ ہو گیا اور اللہ اِلّا اللہ کے درمیان خط میں رَفع شک کے لئے ظاہر نہ ہُوا۔

اور ہم نے بسم اللہ میں آدم علیہ السلام کی طرح ایک الف پایا جو بار کے ظہور کے لئے پوشیدہ ہو گیا اور الرّحیم میں ایک الف پایا جو حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرح ظاہر ہے۔ اور یہ الف عِلم ہے اور حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نفسِ ذات ہے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام میں الف پوشیدہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ کِسی کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے اور اُن کے ظہُورِ صفت کی ضرورت نہ تھی۔

اور سیّدنا حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ اقدس میں ظاہر ہُوا۔ کیونکہ آپ بھیجے گئے تھے اور آپ نے تائید طلب کی تھی۔ پس آپ کو الف عطا کیا گیا جو اِس کے یعنی الرّحیم کے ساتھ ظاہر ہُوا۔

بِسم اللہ کی بار

ہم نے بِسم میں سے با کو پایا۔ جو الرّحیم کی میم میں عمل کرتی ہے

www.maktabah.org

پس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ ترکیب نے حضرت آدم علیہ السلام میں عمل کیا اور اللہ میں داعی ہونے کی وجہ سے اور رحمان میں مدّعو ہونے کے سبب سے عمل کیا۔

اور جب ہم نے دیکھا کہ بدایت سے نہایت اشرف ہے تو ہم نے کہا۔

من عرف نفسہ عرف ربہ "الحدیث"

یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رَبّ کو پہچان لیا۔

اور اسم مسمّیٰ کی طرف زینہ ہے، جب ہم نے جان لیا کہ رُوح "بسم" میں رُوحِ الرّحیم کا عمل ہے کیونکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نبی تھے اور حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹّی کے درمیان تھے۔ اور اگر دونوں نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام کا نام آدم نہ ہوتا۔ چنانچہ ہم نے جان لیا کہ بسم ہی وہ رحیم ہے کیونکہ کوئی چیز عمل نہیں کرتی۔ مگر یہ کہ اُس کی ذات ہو نہ کہ اُس کا غیر، پس نہایت وبدایت اور شرک وتوحید معدوم ہو گئے اور اتحاد اور اس کی سلطنت کا ظہور ہو گیا۔

پس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جمع کے لئے اور حضرت آدم علیہ السلام تفریق کے لئے ہیں۔

ایضاح :- اس پر دلیل ہے کہ اُس کے قول میں "الرَّحیم" کا الف العلم کا الف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ المجادلہ آیت ،

یعنی پانچ نہیں ہوتے مگر اُن کا چھٹا وہ ہے۔

بسم کی الف :- بسم کی الف میں بھی علم کا الف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

www.maktabah.org

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ المجادلہ آیت ۷

یعنی تین سرگوشی نہیں کرتے مگر چوتھا اُن کا اللہ تعالیٰ ہے۔

پس الف ہزار ہے۔ نہ اس سے توحید کا باطن کم ہے اور نہ اُس کے ظاہر کی مُراد زیادہ ہے۔ پھر بسم سے آدم میں الف پوشیدہ ہوگیا۔ کیونکہ وہ پہلے موجود تھا اور اُس کے مقام پر اس کا کوئی مدّعی اور جھگڑا کرنے والا نہ تھا اور وہ پہلی ہی نظر میں اپنے مُوجِد کے وجُود پر دلالت کرتا ہے۔ اِس لئے کہ وہ ہمارے وجُود کو فتح کرنے کا مقام ہے۔ کیونکہ جب اُس نے اپنے وجُود میں دیکھا تو اس کے لئے دو امروں میں تعارض کیا۔

ایک یہ کہ کیا اُسے ایسے وجُود میں پیدا کیا ہے جس کا اوّل نہیں ہے؟

دوم یہ کہ کیا وہ اپنے آپ کو خود پیدا کرنے والا ہے؟ اور یہ محال ہے کہ وہ خود کو خود ہی پیدا کرے۔ کیونکہ یہ اَمر اِس بات سے خالی نہیں کہ اگر وہ اپنے آپ کو خود پیدا کرتا ہے تو خود موجُود ہو یا یہ کہ وہ خود کو پیدا کرے اور معدُوم ہو۔

اگر موجود تھا تو اُس نے کِسے پیدا کیا۔ اور اگر معدُوم تھا تو اُس نے کِسے پیدا کیا۔ تو اس کا پیدا کرنا کیسے درُست ہو سکتا ہے۔ جو خود عدم ہے۔ اب اِس کے سِوا کوئی اَمر باقی نہیں کہ اُسے کِسی دوسرے نے پیدا کیا اور وہ الف ہے۔ اِس لئے بِسم کا الف ساکن ہے اور وہ عدم ہے اور میم متحرک ہے اور وُہ دُور یہ ایجاب ہے۔

جب پہلی نظر میں ہی اس پر دلالت کر دی تو قوّتِ دُلالت کے لئے الف پوشیدہ ہوگیا اور ضُعفِ دلالت کے لئے الرّحیم میں حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے وجودِ منازع کے لئے ظہور پذیر ہوا۔ اور الف کے ساتھ اِس کی تائید کی اور رحیم حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہوگیا اور اِس

www.maktabah.org

کے اسمِ ظاہر سے الف اس کے لئے اس سے حق کی تائید ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ — الصف آیت ۱۴

پس وہ غالب ہوئے۔

اور فرمایا! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اُس کا رسول ہوں۔ تو جو آپ کے لفظ کے ساتھ ایمان لایا۔ وہ شرک کا غلام رہا اور وہ اہلِ جنّت سے ہے اور جو اس کے معنی پر ایمان لایا وہ توحید کی لڑی میں پرو دیا گیا اور اس کے لئے آٹھویں جنّت صحیح ہوگئی اور وہ اُس سے ہے جو اپنی ذات پر ایمان لایا اور وہ دوسرے کے میزان میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ برابری واقع ہو جاتی ہے اور پسندیدگی کا اتحاد اور رسالت کا اختلاف جمع ہو جاتا ہے۔

بسم ورحمان کا ایک ایک نقطہ اور رحیم کے دو نقطے

ہم نے بسم اور رحمان میں ایک ایک نقطہ اور ایسے ہی الرَّحیم میں دو نقطے پائے اور اللہ کو خاموش یعنی بغیر نقطہ کے پایا۔ اِس لئے کہ وہ ذات ہے اور باقی اسماء میں محلِ صفات ہونے کی بنا پر نقطے پائے جاتے ہیں۔

پس بسم اور آدم میں اتحاد ہو گیا۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام فردِ واحد ہیں اور کسی کی طرف بھیجے نہیں گئے۔

اور رحمان میں اتّحاد ہُوا کیونکہ وہ آدم ہے۔ کیونکہ آدم کائناتِ مرکبات کے عرش پر مستوی ہے اور باوجود الف کے ظہور کے رحیم کے نقطوں پر کلام باقی رہتا ہے۔ پس یا دس راتیں ہیں اور دونوں نقطے جُفت اور الف وِتر ہے۔

اِسم کُلیہ کے ساتھ ہے اور فجر اُس کے باطنِ جبروتی کا معنیٰ ہے اور چھپانے

www.maktabah.org

والی رات غیبِ ملکوتی ہے۔ اور دونوں نقطوں کی ترتیب ایک میم سے ملی ہوئی ہے اور ایک الف سے۔ میم وجودِ عالم ہے جو اُن کی طرف مبعوث کیا گیا اور جو نقطہ اس سے ملا ہُوا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور جو نقطہ الف سے ملا ہُوا ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں اور دونوں پر یارِ کا غار کی طرح نقاب ہے۔

اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا   التوبہ آیت ۴۰

جب اپنے ساتھی کو فرمایا غم نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

ابوبکرؓ کی صداقت یقینی تھی

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے صِدق سے واقف تھے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُس حال میں حق سے واقف تھے جس میں آپؐ اُس وقت تھے۔ پس آپ حکیم تھے جیسا کہ آپ نے دُعاء و الحاح میں کام کیا اور ابوبکرؓ اس سے چیخ پڑے۔ کیونکہ حکیم مواطن میں اُس کا حق ادا کرتا ہے۔

جب کہ دو صادقوں کا اس کے ساتھ اجتماع درست نہیں اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقام میں قائم نہ رہ سکے اور صدق میں آپ کے ساتھ قائم تھے۔ پس اس موطن میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اگر فقدان ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس مقام میں قائم ہوتے جس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قائم ہوتے۔ کیونکہ اُس مقام پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کوئی اعلیٰ اور بلند نہ تھا جو انہیں اس سے روک لیتا۔

پس اُس وقت آپ صادق اور اُس کے حکیم تھے اور آپ کے سوا جو بھی ہے

www.maktabah.org

آپ کے حکم کے ماتحت ہے۔

پس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقطہ نے طالبوں کی طرف دیکھا تو اس پر تاسف کیا اور شدت ظاہر کی اور صدق غالب آگیا تو فرمایا! اس تاسف کے اثر سے غمزدہ نہ ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ التوبہ آیت ۴۰

یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے

جیساکہ تو نے ہمیں خبر دی ہے۔ اور اگر نزاع پیدا کرے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قائل ہیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام جمع اور تفرقہ تھا اور آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افسوس کو جانتے تھے۔ اور الف کی طرف نظر کرتے ہوئے تائید فرمائی اور آپ نے جان لیا کہ اس کا امر قیامت کے دن تک ہمیشہ رہے گا تو فرمایا۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا التوبہ آیت ۴۰

یہ وہ اعلیٰ واشرف مقام ہے جو اس طرف منتہی ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے پہلے بیان فرمایا جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا! "میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر میں نے اس سے پہلے خدا کو دیکھا"

مشاہدہ ابوبکری وراثت محمدی تھا اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

اور یہ وہ قول ہے جس کی ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ

قَالَ كَلَّا ۖ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ الشعرا آیت ۶۲

یعنی۔ میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب مجھے راستہ دکھائے گا۔

ہمارے نزدیک یہ مقالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے

www.maktabah.org

ہے۔جس کی ہمیں تائید حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔

لَوکُنتُ مُتخِذًا خلیلاً اتخذت ابابکر خلیلاً ۔ الحدیث

یعنی۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا ابوبکر کو بناتا۔

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے مصاحب نہ تھے اور صحابہ ایک دوسرے کے مصاحب تھے اور آپ کے انصار و اعوان تھے۔بس ہمارے اشاروں پر غور کریں یہ آپ کو راہِ ہدایت کی طرف لے جائیں گے۔

رحیم کے دونوں نقطے

لطیفہ :۔ الرّحیم کے دونوں نقطے دو قدموں کا مقام ہیں۔ان میں سے ایک نعلین اُتارنا امر و نہی ہیں اور الف مبارک رات ہے اور یہی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیب ہے۔پھر امر و نہی کی طرف اس میں تفریق کی گئی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۔ الدخان آیت ۴

یعنی۔ اس میں ہر محکم امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ یہ کرسی ہے۔ حاء عرش ہے، میم اس کا گرداگرد ہے۔ الف حالِ مستوی ہے، راء قلم کی آواز ہے اور نون وہ دوات ہے جو لام میں ہے۔پس لوحِ رحیم کے قرطاس میں جو ہوا تھا اور جو ہوتا ہے اور یہ لوحِ محفوظ ہے جس سے تعبیر کیا گیا ہے کہ کتاب عظیم میں اشارہ و تنبیہ کے باب سے ہر چیز لکھی ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ ۔ الاعراف آیت ۱۴۵

www.maktabah.org

اور وہ لوحِ محفوظ ہے جیسے کہا گیا۔

مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ الاعراف آیت ۱۴۵

یعنی۔ اُس میں نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

یہ لوحِ محفوظ جامع ہے اور حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے فرمان میں یہی بات آتی ہے کہ مجھے نصیحت کے جوامع کلم اور تفصیل عطا فرمائی گئی اور دونوں نقطے ہر چیز کے لئے امر و نہی ہیں۔

حضورِ رسالتمآب کا غیب

حضورِ رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیب وہ الف ہے جس کی طرف مبارک رات کا اشارہ ہے۔ پس الف علم کے لئے ہے اور وہ مستوی ہے اور لام ارادہ کے لئے ہے۔ اور وہ نون یعنی دوات ہے۔ "را" قدرت کے لئے ہے اور وہ قلم ہے۔ حاء عرش کے لئے ہے۔ یاء کرسی کے لئے ہے اور میم کا سر آسمان کے لئے ہے اور "میم" کی جڑ زمین کے لئے ہے۔ پس یہ سات ستارے ہیں۔ اِن میں سے ایک ستارہ جسم کے فلک میں تسبیح پڑھتا ہے اور ایک ستارہ نفس کے فلک میں کلام کرتا ہے۔ ایک ستارہ سرِّ نفس کے فلک میں ہے اور وہ صبر یقیت ہے اور ایک ستارہ قلب کے فلک میں ہے اور ایک ستارہ عقل کے فلک میں ہے اور ایک ستارہ روح کے فلک میں ہے۔ ہم نے جو قفل لگایا ہے اُسے کھول دیں اور اس میں ہم نے اپنے ما فی الضمیر کی کنجی مقرر کی ہے۔ پس طلب کریں تو انشاء اللہ پائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا جملہ قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے مگر جب اُسے حقیقی وجہ سے دیکھا جائے گا تو وہ ایک ہوگا۔

www.maktabah.org

طریقِ خاص سے اُمّ القرآن کے اسرار

اُمّ القرآن ہی فاتحہ الکتاب، سبع مثانی، قرآنِ عظیم اور کافیہ ہے۔ اور بسم اللہ
اس کی ایک آیت ہے۔ یہ پروردگار اور بندے کو شامل ہے اور ہمارے لئے اُس
کی تقسیم میں یہ اشعار ہیں۔

للنیرین طلوع بالفؤاد فما	فی سورة الحمد یبدو ثالث لهما
فالبدر محو وشمس الذات مشرقة	لولا الشروق لقد ألفیته عدما
هذی النجوم بافق الشرق طالعة	والبدر للمغرب العقلی قد لزما
فان تبدّی فلا نجم ولا قمر	یلوح فی الفلك العلوی مرتسما

قلم میں دو سورجوں کے طلوع ہونے کے لئے ہے سورت الحمد میں اِن دونوں
میں تیسرے کا ظہور نہیں۔

چودھویں کا چاند محو ہو جاتا ہے۔ اور ذات کا آفتاب طلوع رہتا ہے۔ اگر
یہ طلوع نہ رہتا تو چودھویں کا چاند معدوم ہوتا۔

یہ ستارے مشرق کے اُفق پر طلوع ہوتے ہیں اور چودھویں کا چاند مغرب
عقلی کے لئے لازم رہتا ہے۔

اگر آفتاب ظاہر ہو تو آسمانِ علوی میں کوئی ستارا اور چاند اپنا نقش
مُرتسم نہیں کر سکتا۔

یہی قرآن مجید کی فاتحہ ہے۔ کیونکہ کتاب بابِ اشارہ سے مبدعِ اوّل سے
ہے۔ کتاب فاتحہ وغیرہ کو متضمن ہے۔ کیونکہ اس کے لئے اسمِ فاتحہ اس حیثیت
سے درست ہے کہ اس سے پہلے کتابِ وجود کا افتتاح ہوا۔

یہ لیس کمثلہ شیٔ میں منزّہ کی مثل سے ہے۔ تاکہ کاف عین صفت ہو

www.maktabah.org

جب اِس کی مثل بنائی گئی تو فاتحہ کو بنایا گیا جس کے بعد کتاب کو وجود دیا گیا اور اُسے اِس کی کنجی بنایا گیا۔ اس پر غور کریں۔

فاتحہ اُمّ القرآن ہے

فاتحہ اُمّ القرآن ہے کیونکہ اُم محلِ ایجاد ہے اور اِس میں قرآن موجود ہے اور مُوجد اُمّ میں فاعل ہے۔ پس اُمّ ہی جامع کُلّیہ ہے اور یہ اُمّ الکتاب ہے جو اُس کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے۔ وَعِندہٗ اُمّ الکتاب۔

آپ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام اور فاعلِ ایجاد کی طرف دیکھیں گے تو آپ کو آپ کی حِس کے بالعکس نظر آئے گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمّ ہیں اور ابنِ کتاب وہ ہے جو میرے پاس ہے۔ یا قرآن مریم علیہما السلام ہیں۔ پس غور کریں۔

رُوح کا نفس کے ساتھ ازدواج عقل کے واسطہ سے ہے اور جیسا کہ نفس محلِ ایجاد ہے اور رُوح نہیں آئی مگر نفس سے پس نفس باپ ہے۔ اور یہی نفس نفوذِ خط کے لئے کتابِ مرقوم ہے۔

جو اُمّ میں قلم نے لکھا وہ بیٹے میں ظاہر ہُوا۔ اور وہ قرآن ہے جو عالمِ شہادت پر نکلا اور اُمّ بھی محلِ اسرار کی مثل وجُود سے عبارت ہے یہی منشورِ وَرق ہے جس میں کتابِ مسطور امانت رکھی گئی اور اِس میں یہ اسرارِ الٰہیہ ودیعت کئے گئے۔ یہاں کتاب فاتحہ سے اعلیٰ ہے کیونکہ فاتحہ کتاب کی دلیل ہے اور کتاب اُس کی مدلول ہے اور دلیل کا شرف اُس چیز کے مطابق ہوتا ہے جس پر وہ دلالت کرتی ہے۔

کیا آپ نے دیکھا کہ کتابِ معلوم کی کنجی اُس کی ضِد نہیں۔ کیونکہ اگر اِسے

www.maktabah.org

ضد فرض کر لیا جائے تو دلیل کی حقارت مدلول کی حقارت ہو گی۔ اس لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ دشمن کے ملک کی طرف قرآن مجید کو لے کر سفر نہ کیا جائے۔ کیونکہ قرآن مجید کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے کلام پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام کلام اللہ رکھا ہے۔ اس میں جو حروف ہیں ان کی مثال کلمات کی مثال ہے جب کہ اس کے ساتھ کلام اللہ پر دلالت مقصود نہیں ہوتی کہ دشمن کی سرزمین کی طرف کلام اللہ کے ساتھ سفر کیا جائے اور اس کے ساتھ مقامات نجاسات اور اس جیسی جگہوں پر داخل ہوا جائے۔

سبع مثانی اور قرآنِ عظیم

کھلتا ہے کہ یہ سبع مثانی اور قرآنِ عظیم ہیں۔ ایک کے وجود میں صفات کا ظہور ہے اور ایک میں مفرد حضرت ہے اور ایک حضرت جمع ہے تو بسم اللہ سے اَلدِّین تک افراد ہیں اور ایسے ہی اِھْدِنَا سے ضَالِّین تک افراد ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِین اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان پر مشتمل ہے۔

قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی نصفین و نصفھا لعبدی ولعبدی ما سأل ۔ الحدیث

یعنی "میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو نصف نصف تقسیم کیا ہے نصف حصہ میرا ہے اور نصف حصہ میرے بندے کا جس کا وہ سوال کرتا ہے"

پس تیرا کام سوال کرنا ہے اور اس کا عطا کرنا جیسا کہ اس کے لئے امر و نہی کے ساتھ سوال کرنا ہے اور تیرے لئے اس کی پیروی کرتا۔

www.maktabah.org

بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بندے نے میری حمد بیان کی۔
بندہ کہتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔
بندہ کہتا ہے۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔
ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میرے سپرد کر دیا ہے۔
یہ افرادِ الٰہی ہیں۔
ایک روایت میں ہے کہ بندہ کہتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میرا ذکر کیا ہے۔
پھر فرمایا! بندہ کہتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے جو کچھ میرا بندہ سوال کرے گا میں اُسے عطا کروں گا اور ایاکَ دونوں مقامات پر افرادِ الٰہی کے ساتھ ملحق ہے۔
بندہ کہتا ہے۔ اِھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وَلَا الضالین۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو یہ میرے بندے کے لئے ہے۔ اور یہ میرے بندے کے وہ افراد ہیں جن کی اُسے احتیاج ہے اور میرے محتاج بندے کے لئے ہے کہ اُس نے جس چیز کا سوال کیا اللہ تعالیٰ سے کیا۔ پس دو حضرتوں کے سوا باقی نہ رہا تو مثانی درست ہُوا۔
پس جا یہ حق میں وجُود کی اور عبد کلی میں ایجاد کی صورت ظہور پذیر ہوئی،

www.maktabah.org

پس اُس نے اِس کے ساتھ اپنا وصف ظاہر فرمایا اور عماء میں اُس کے سِوا کوئی موجود نہیں، پھر جب بندے کو اپنا خلیفہ بنایا تو اِس کے ساتھ اُس کا وصف بیان فرمایا، لہٰذا تمکنِ صورت کے لیے فرشتے اُس کے لیے سجدہ میں گر گئے اور قیامت کے دِن تک دونوں قدم کے مقام سے فرق واقع ہو گیا۔ قرآنِ عظیم اور وجُود جمع ہے اور اُس کا وہ افراد تجھ سے ہے اور تو اُس کے ساتھ جمع ہے اور اُس کے قول ایاکَ نعبد و ایاکَ نستعین کے سِوا کچھ نہیں۔ اور اللہ ہی حق فرماتا ہے اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

مَیں نے الحمد للہ کی تفسیر کی

میری شفاعت میری جماعت پر واقع ہو گئی اور انہیں ہلاکت سے نجات مل گئی تو اِس کے بعد حضوُر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو میری طرف بھیج کر کلام کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چمکتا ہُوا منبر میرے قریب ہُوا تو مَیں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اذنِ عالی سے اُس پر چڑھ کر بطور خاص لفظ الحمد للہ پر اکتفا کیا اور تائید نازل ہُوئی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر کے دائیں طرف تشریف فرما تھے اور اِس بندہ نے حمد و ثنا اور بسم اللہ کے بعد الحمد کی حقیقت بیان کی۔

"الحمد" یہی عبدِ مقدس و منزّہ ہے اور "للہ" کا اشارا ذات ازلیہ کی طرف ہے اور یہ وجُودِ الٰہیہ سے بندے کے وجود کے علیٰحدہ ہونے کا مقام ہے، پھر وجودِ ازلی سے اُسے اپنے وجُود سے غائب کر دیا اور اُس کے ساتھ اُسے واصل کیا۔ فرمایا!

لِلّٰہ، تو اُس کے فرمان اللہ پر اُس کے لیے لام خافضہ داخل کیا۔ یہی

www.maktabah.org

تواضع اور ذلت کے باب میں محتاجیٔ عبد کی حقیقت ہے اور یہ حروف معانی سے ہے حروفِ تہجی سے نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اسمِ پاک پر لام مقدم فرمایا تاکہ اُس کا شرف ظاہر ہو جائے اور یہ اُس کی ذات کے ساتھ تنزیہہ کی پہچان ہے۔
حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس تقدیم کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ بے شک اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور اس میں رب کی پہچان پر نفس کی پہچان کو مُقدم فرمایا۔ پھر لام نے اسمِ اللہ میں تحقیقِ اتصال اور تمکینِ مقام کے لئے عمل کیا۔ چونکہ یہ مقامِ وصل میں ہے اس لئے بسا اوقات یہ وہم ہوتا ہے کہ الحمد لام کے علاوہ ہے۔ پس عبد کو لام کی حرکت کی اتباع کے لئے پست یعنی زیر والا بنایا تو الحمد للہ دال کی زیر کے ساتھ پڑھا گیا۔ پس الحمد لام سے بدل گیا اور عینِ واحدہ کی لئے دونوں چیزیں ایک دوسرے سے بدل گئیں۔

الحمد اور لام

الحمد لام کا وجود ہے اور لام الحمد ہے۔ اب جب کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں تو الحمد مقامِ وصل میں اللہ کے ساتھ ہو گئی کیونکہ وہ لام کی عین ہے تو اس کے لئے وہی ہیں جیسا کہ لفظاً اور معناً لام ہے، پھر اُس میں زیر کی حقیقت عبودیت کا اثبات ہے۔ پھر اُسے ہماری زندگی سے اُس کی ذات سے فنا کر دیا اور یہ فنا اُسے اوّلیت میں مقامِ اعلیٰ پر بلند کرنے کے لئے ہے تاکہ اُس کی حقیقت کو آخرت میں بقا حاصل ہو۔
پس الحمد للہ رفع لام کے ساتھ کہتا ہے کہ دال کی حرکت کی اتباع کی جائے

www.maktabah.org

اور یہ وہ اَمر ہے جس سے تائید ہوتی ہے کہ الحمد ہی لام ہے جیسے چادر اور کپڑے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ محلِ صفات اور افتراقِ جمع ہے۔ پس بندوں کی معرفت کی غایت یہ ہے کہ اُس کی طرف پہنچ جائیں اور واصل ہوں اور حق اِن تمام کے پیچھے ہے بایں ہمہ جب اُسے فنا کے ساتھ رُفع کیا اُس سے ابتدا کی اور چاہا کہ وہ اپنی فنا کے باوجود معرفت حاصل کرے کیونکہ وہ اپنے مقام پر ہمیشہ ہے تو اُسے عامل مقرر کیا اور حق کے حق میں اُسے عارضی طور پر رُفع کیا اور عبودیت کی پستی کے مقام میں ہاء مکسورہ کو لام کے وجود پر دلالت کرنے کے لئے باقی رکھا۔ اِسی بنا پر وسطی لام کو لفظ کے ساتھ مشدّد کیا یعنی ذاتِ حق ذاتِ عبد نہیں اور یہ تجلیٰ صُورت کے لئے حقیقتِ مثل ہے۔ پھر ہاء لام پر لوٹتی ہے کیونکہ یہ اُس کی معمول ہے۔ تو اگر ہاء ذاتِ حق سے کنایہ ہوتی تو اِس میں لام کا عمل نہ ہوتا بلکہ وہ ہر چیز میں عامل ہے۔

جب یہ لام نفسِ الحمد ہے اور ہاء لام کی معمول ہے تو ہاء یہ لام اور لام الحمد ہے۔ پس ہاء بغیر زیادہ کے الحمد ہے۔

ہم نے پیش ازیں کہا ہے کہ لام مشدّدہ فصل کے مقام پر نہ جمع متحد کی نفی کے لئے ہے۔ پس اِس مضمونِ کلام سے یہ بات نکلی کہ الحمد اُس کا فرمان للہ ہے اور للہ اُس کا فرمان الحمد ہے۔

عبد کی غایت اپنی ذات کی حمد ہے جو کہ آئینہ میں دیکھتا ہے کیونکہ مُحدث قدیم کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مثل صُورت پر پیدا کی اور مُوحد کو آئینہ بنایا تو ذات کے آئینہ میں صُورتِ مثل کی تجلی دیکھی۔

اُس کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی

جب مَیں نے

www.maktabah.org

ذات کو دیکھا تو اُس کے لئے کہا تو مجھے چھینک آتی تو مَیں نے اپنے نفسِ احمدی کو پہچان لیا۔ مَیں نے خود کو دیکھا تو اپنی حمد بیان کی اور کہا۔ الحمدللہ، اللہ تعالےٰ نے اُسے فرمایا۔ اے آدم تیرا ربّ تجھ پر رحم فرمائے۔ مَیں نے تجھے اسی لئے پیدا کیا ہے اور اُس کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی۔ اسی لئے اپنے اس قول کے بعد فرمایا! الحمد للہ ربّ العالمین الرّحمٰن الرّحیم۔

یہاں رحمت کو مقدّم رکھا پھر فرمایا! غیر المغضوب علیہم،

افتتاحِ وجودِ اوّل میں غضب کو مؤخر کیا اور رحمت غضب پر سبقت لے گئی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے شجر کا پھل کھانے پر عقوبت سے قبل رحمت نے سبقت کی۔ بعد ازاں اُن پر رحم ہُوا تو دو رحمتیں ہوگئیں۔ دونوں رحمتوں کے درمیان غضب ہے۔ پس دونوں رحمتوں نے اپنے امتزاج کو طلب کیا۔ کیونکہ دونوں ایک دُوسری کی مثل ہیں۔ پس ایک دوسری میں ضم ہوگئیں اور دونوں کے درمیان سے غضب معدوم ہوگیا۔ جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ دو آسانیوں کے درمیان ایک مشکل ہے۔

اذا ضاق علیك الامر   فکر فی ألم نشرح

فعسر بین یسرین   اذا ذکرته فافرح

جب تجھ پر کسی امر میں تنگی آئے تو سُورہ اَلم نشرح پر غور کر۔ پس دو آسانیوں کے درمیان ایک مُشکل ہے۔ جب تُو اُسے یاد کرے گا۔ تجھے خوشی حاصل ہوگی۔

پس رحمت موجُودِ اوّل سے عبارت ہے جس کی تعبیر مطلوب کے ساتھ کی گئی ہے۔

مغضوب علیہم نفس امارہ ہے۔

www.maktabah.org

ضالین، عالم ترکیب ہے۔

نفس ہمارا ہمیشہ مغضوب رہے گا۔ جب کہ باری تعالیٰ اِس سے منزّہ ہے کہ اُس کی تنزیہہ بیان کی جائے۔ کیونکہ اُس کے سِوا نہ کوئی دُوسرا ہے اور نہ اُس کے سِوا کوئی موجُود ہے۔

حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا، مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ صُورت کا وجود اپنے کمال پر ہے کیونکہ یہی محلِ معرفت ہے اور یہی وَاصل کرتی ہے، اگر اِسے دُوسری صُورت پر پیدا کیا جاتا تو وہ جمادات سے ہوتا۔ پس حمد ہے اُس ذات کے لئے جس نے اُس کے ساتھ واقفیّت رکھنے والے عارفوں پر ازلی اَبدی مَواد کے ساتھ عنایت کی۔

لام کا مقام

تنبیہہ :۔ لام رسم کو فنا کرتا ہے جب کہ بار اُسے باقی رکھتی ہے۔ اِس لئے ابوعباس بن عریف نے کہا۔

عالم میرے لئے ہیں اور عارف میرے ساتھ ہیں۔

پس لام کے اعلیٰ مقام کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے کلام میں کہتا ہے اور عارفین اپنی ہمتوں کے ساتھ ہیں۔ پھر لام کے حق میں کہا کہ حق ان سب کے پیچھے ہے، پھر اِس پر مزید تنبیہہ کی اور اِس ایک اَمر پر قناعت نہیں کی۔ چنانچہ فرمایا۔ ہمتیں موصول کے لئے ہیں اور ہمّت باتّیین عارفوں کے لئے ہے اور علماء کے حق میں لامیین کہا۔ اور بے شک رسم کے مضمحل ہونے کے وقت حق کا ظہور ہوتا ہے اور لام کا یہ وہ مقام ہے جو رسم کی فناء کا ہے۔

www.maktabah.org

الحمد للہ الحمد باللہ سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ الحمد باللہ میں تیری بقاء اور الحمد للہ میں تیری فنا ہے۔ جب عالم نے الحمد للہ کہا یعنی سوائے اُس کے اللہ کے لئے کوئی حمد کرنے والا نہیں، تو مناسب ہے کہ پھر اُس کے سوا کوئی محمود نہ ہو۔

اور عوام نے الحمد للہ کہا۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی محمود نہیں اور وہی حمد کرنے والا ہے۔ پس لفظ کی صورت میں دونوں کا اشتراک ہے۔

پس علماء نے حمد کرنے والوں، مخلوقوں اور محمودوں کو فنا کیا اور عوام نے بطورِ خاص محمودوں کو خلق سے فنا کر دیا۔ مگر عارفین اِس پر متمکن نہیں ہو سکتے کہ عوام کی طرح الحمد للہ کہیں۔ بے شک اُن کے نزدیک اُن کے نفوس کی بقاء کے لئے اُن کا مقام الحمد باللہ ہے۔ پس یہ فصل متحقق ہوئی اور بے شک یہ معرفت کا گودا اور مغز ہے۔

ربّ العالمین اور الرّحمٰن الرّحیم کی تشریح

اللہ تعالیٰ کے فرمان ربّ العالمین الرّحمٰن الرّحیم کے بارے میں۔

اُس کے فرمان ربُّ العالمین کے ساتھ ہمارے اور ہمارے دِلوں میں حضرتِ ربُوبیت کا اثبات ہُوا۔ یہ عارف کا اور نفس کے قدم کے راسخ ہونے کا مقام ہے اور یہ صفت کے مقام پر ہے کیونکہ ہمارا قول لِلّٰہ شہدِ ذاتیہ اور مرتبۂ عالیہ ہے پھر اُس کی اتباع اُس کے ارشاد ربُّ العالمین کے ساتھ ہے۔ یعنی اللہ کے بعد ربُّ العالمین آیا ہے کہ وہ عالموں کی پرورش کرتا ہے اور اُنہیں غذا فراہم کرتا ہے، عالمین ہر ماسِوا اللہ سے عبارت ہے۔

تربیت یعنی پرورش دو قسموں میں تقسیم ہوتی ہے۔ ایک بالواسطہ اور ایک بلاواسطہ ہے۔

www.maktabah.org

کلمہ رُوحِ کُلّی

پس کلمے کے حق میں ہرگز واسطے کا تصوّر نہیں اور جو اس کے علاوہ ہے لازماً واسطے سے ہے۔ پھر تربیت کی دو قسموں پر تقسیم ہے وہ جو بالواسطہ خاص ہے۔ اُن سے ایک قسم محمود ہے اور دوسری مذموم ہے۔ اور قدیم تعالیٰ سے نفس کی طرف ہے۔ اور نفس حَد میں داخل ہے۔ وہاں محمود خاص کے علاوہ نہیں۔

رہا مذموم اور محمُود تو نفس عالمِ حس کی طرف ہے اور نفس تبدیلی اور پاکیزگی وجود کے لئے محلِ قابل ہے۔

پس کہا! اللہ تبارک و تعالیٰ نے کلمہ کو پیدا کیا جو کُلّی رُوح سے تعبیر ہوتا ہے جو کہ ایجادِ ابداع ہے۔ اِسے محلِ سلب اور مقامِ جہل میں پیدا کیا گیا۔ یعنی اُسے آپ ذات کی روئیت سے اندھا کر دیا تو باقی نہیں جانتا کہ کہاں سے صادر ہُوا اور کیسے صادر ہُوا۔ اِس میں اُس کی غذا یہی تھی جو اُس کی حیات اور بقا کا سبب تھی اور اُسے اس کا علم نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کی ہمّت کو مُتحرّک کیا کہ وہ اُس چیز کو طلب کرے جو اُس کے پاس ہے اور وہ نہیں کہ یہ چیز اُس کے پاس ہے۔ پس اُس کی ہمت روانگی پکڑتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے اُس کی ذات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ساکن ہو جاتا ہے اور اُسے علم ہو جاتا ہے کہ وہ جس چیز کو طلب کرتا ہے اُس سے وہ ہمیشہ سے متّصف ہے۔ ابراہیم بن مسعُود البیری نے کہا۔

قد یرحل المرء لمطلوبہ
والسبب المطلوب فی الراحل

چلنے والا کبھی اپنے مطلوب کے لئے روانہ ہوتا ہے اور مطلوب کا سبب

www.maktabah.org

خود چلنے والے میں ہوتا ہے اور وہ اُس میں دولیعت کیے گئے اسرار اور حکمتوں کو جان لیتا ہے۔ اُس کے نزدیک اپنا حادث ہونا متحقق ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذات کی معرفت پر احاطہ کر لیتا ہے۔ پس یہ معرفت اُس کے لئے مددگار غذا بن جاتی ہے جس سے وہ بے انتہا تقویت اور ابدی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

رُوح سے خُدا کا انتخاب

اِس تجلّیٔ اقدس کے وقت اُسے فرمانِ الٰہی ہوتا ہے۔ تیرے نزدیک میرا کیا اسم ہے۔ وہ کہتا ہے تُو میرا ربّ ہے پس اُسے سِوائے حضرتِ ربوبیّت کے اور کوئی معرفت حاصل نہیں ہوتی اور وہ قدیم الوہیّت کے ساتھ انفرادیت حاصل کر لیتا ہے کیونکہ اُسے کوئی نہیں جانتا مگر وہ خود ہی اپنے آپ کو جانتا ہے۔

اُسے اللہ سُبحانہٗ فرماتا ہے۔ تُو میرا مربُوب ہے اور مَیں تیرا ربّ ہُوں۔ مَیں تجھے اپنے اسماء و صفات عطا کرتا ہُوں تو جو تجھے دیکھے گا اُس نے مجھے دیکھا اور جو تیری اطاعت کرے گا اُس نے میری اطاعت کی۔ جس نے تجھے جانا اُس نے مجھے جانا اور جو تجھے نہیں جان سکے گا وہ مجھے نہیں جانتا۔ تیرے علاوہ لوگوں کی انتہا یہ ہے۔ کہ وہ تجھ سے اپنے نفوس کی معرفت تک پہنچیں اور اُن کی معرفت کی انتہا یہ ہے کہ وہ تیرے وجود کو جان لیں نہ کہ تیری کیفیّت کو' ایسے ہی تُو میرے ساتھ ہے اور تُو اپنے نفس کی معرفت سے آگے نہیں بڑھے گا اور نہ اپنے سوا کسی کو دیکھے گا اور نہ تجھے میرے ساتھ علم حاصل ہو گا۔ مگر وجُود کی حیثیت سے اگر تو عِلم کے ساتھ میرا احاطہ کرتا تو مَیں تُو ہوتا اور مَیں تیرا محاط ہوتا اور میری اَنا تیری اَنا ہوتی جب کہ اَنا میری اَنا نہیں ہوتی۔

مَیں اسرارِ الٰہیہ کے ساتھ تیرا مددگار اور مُربّی ہُوں اور تو اِن رازوں کو

www.maktabah.org

خود میں پائے گا تو اُنہیں پہچان لے گا اور میں نے اس معرفت کی کیفیتِ امدادیہ کو تیرے لئے پردوں میں کر دیا ہے کیونکہ تجھے اُن کے مشاہدے کے متحمل ہونے کی طاقت نہیں کیونکہ اگر تو اُسے پہچان لیتا تو انانیّت کا اتحاد ہو جاتا جب کہ اتحادِ انانیت محال ہے۔ پس تیرا مشاہدہ وہی محال ہے۔ کیا مرکّب کی انیت بسیط کی انیت لوٹ سکتی ہے؟ پس حقائق کے پھرنے کا کوئی راستہ نہیں۔

جاننا چاہیئے تیرے سوا جو کچھ ہے تیری تبعیّت کے حکم میں ہے اور تو میری تبعیّت کے حکم میں ہے۔ تو میرا کپڑا میری رِدا اور میرا پردہ ہے۔

رُوح نے اُسے کہا! اے میرے رَبّ میں نے تیری بات سُن لی۔ تو نے کہا کہ میرا ایک مُلک ہے۔ مگر میرا مُلک کہاں ہے؟ پس اُس کے لئے اُس کے نفس کو نکالا۔ یہی بعثت سے مقصُول ہے۔

رُوح نے کہا! یہ تو میرا بعض حصّہ ہے اور میں اس کا کُل ہُوں جیسا کہ میں تجھ سے ہُوں تو مجھ سے نہیں۔

فرمایا! اے میری رُوح تو نے سچ کہا۔

رُوح نے کہا! اے میرے رَبّ میں نے تیرے ہی ساتھ کلام کیا۔ تو نے ہی میری تربیّت کی ہے اور تو نے ہی مجھ سے امداد اور تربیّت کا راز چھپا رکھا ہے اور تجھے اس کے ساتھ انفرادیت حاصل ہے۔

اِس مُلک سے میری امداد کو پوشیدہ کر دے۔ یہاں تک کہ یہ مُجھے بھُول جائے۔ جیسا کہ میں تجھے بھُولا ہُوا ہُوں۔

نفس کی پیدائش

پس نفس میں قبول و اِفتقار کی صفت تخلیق کی گئی اور عقل کو رُوحِ مقدّس

www.maktabah.org

کی طرف بوجھ ٹھہرایا گیا۔ پھر رُوح کو اطلاع دی گئی تو فرمایا! میں کون ہوں؟

رُوح نے کہا! تو میرا رَبّ ہے۔ تیرے ساتھ میری زندگی ہے اور تیرے ساتھ میری بقاء ہے۔

پس رُوح اُس مُلک کے ساتھ فریفتہ ہو گئی اور اُس میں اپنے رَبّ کے مقام پر قائم ہو گیا یعنی اُسے اپنے رَبّ کی نیابت حاصل ہو گئی اور اِسے اُس نے نفس کی امداد تصوّر کر لیا۔

پس حق نے ارادہ فرمایا کہ اُسے اِس امر کی اطلاع ہو جائے کہ تیرا تخیّل اور تصوّر اصل صُورتِ حال کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر اُسے اُس کے سوال کے مطابق امداد کا بھید بتا دیا جاتا تو اس سے اس چیز کے ساتھ الوُہیت کی انفرادیت نہ رہتی اور نہ ہی انیت کا اتحاد باقی رہتا۔

پس جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا تو اُس کے یعنی رُوح کے مقابلہ میں شہوت کو پیدا فرمایا اور ہوس کے لئے اُس کا بوجھ ڈالا اور بالعموم جمیع واردات کے لئے نفس میں صُورتِ قبول پیدا کر دی۔ پس نفس کو دو طاقتور رَتوں کا درمیان حاصل ہو گیا۔ جن دونوں کے دو عظیم وزیر ہیں اور یہ ہمیشہ اُسے ندا کرتا ہے اور وُہ اُسے آواز دیتا ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کہہ کہ! ہر چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور فرمایا۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۝ بنی اسرائیل آیت ۲۰

اُن کو بھی مدد دیتے ہیں اور اُن کو بھی اور آپ کے رَبّ کی بخشش کسی پر بند نہیں،

www.maktabah.org

اس لئے نفس تغیر و تطہیر کا مقام ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ الشمس آیت ۸

پھر اُس کی بدکاری اور اُس کی پرہیز گاری اُس کے سینے میں ڈال دی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ الشمس آیت ۷

جان کی قسم اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے درست کر کے بنایا،،

اگر نفس ہوس کی منادی کو قبول کرے تو تغیر ہو گا اور اگر روح کی آواز کو قبول کرے تو از روئے شرح و توحید تطہیر ہو گی۔

پس جب روح کی منادی کو دیکھا اور جواب دینے والے کو نہ سنا تو کہا۔ میرے ملک کو مجھے جواب دینے سے کس نے روکا۔

اُسے وزیر نے کہا! تیرے مقابلہ میں ایک عظیم سلطنت والا بادشاہ ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے موجود ہے اور اُس کا نام ہوا ہے۔ وہ عجلت سے عطا کرتی ہے اور دنیا کے تمام کنارے اُسی کے ہیں۔ پس اُسے اُس کے حضرت نے کھول دیا اور جواب دینے کے بعد پکارا۔ پس روح اللہ تعالیٰ کی طرف شکایت کے ساتھ پلٹ گئی تو اُس کی عبودیت ثابت ہو گئی اور یہ ہی اُس کی مُراد تھی۔

اور ارباب و مربوبین ہر ایک اپنے اپنے مقام اور مرتبہ کے مطابق اُتر آئے۔ پس منفصل عالم شہادت کا رب عالم خطاب اور متصل عالم شہادت، کا رب عالم جبروت ہے اور عالم جبروت والوں کا رب عالم ملکوت ہے اور عالم ملکوت والوں کا رب عالم کلمہ ہے اور کلمہ کا رب ایک ہی واحد و صمد ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ہم نے اپنی کتاب تدبیرات الٰہیہ فی اصلاح مملکت انسانیہ

www.maktabah.org

ہیں اِس فصل میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ چنانچہ اِس فصل کو یہاں بخوفِ طوالت پُورا نہیں کیا۔ ایسے ہی اِسے ہم نے تفسیر القرآنؑ میں بھی بیان کیا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندوں کی تربیت کے ساتھ منفرد ہے اور جو کوئی اُن میں سے پردے میں ہے وہ واسطوں کے ساتھ پردے میں ہے اور اِس فصل سے اُس شخص کو بھی نکال دیا گیا ہے جس کی رُوح اور اُس کے معنیٰ کو یہ معرفت حاصل ہے کہ اُس کا ربّ اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ ہے اور عالمین کُلّی کی مثل ہے۔

اِسی لئے اُس نے عالمین میں عرش کو آٹھ حروف پر پیدا فرمایا ہے اور لُطفِ تربیّت اور رحمان و رحمتِ رحمانیہ کے ساتھ اُس پر استواء فرمایا۔ تاکہ مؤکدہ رحمیّت کے ساتھ دارالحیوان کا امتیاز ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ رحمان کے ساتھ عام اور رحیم کے ساتھ خاص رحمت ہے۔ رحمان اُس کے عالم میں واسطوں وغیرہ کے ساتھ ہے۔ اور رحیم کے ساتھ خاص رحمت ہے۔ رحمان اُس کے عالم میں واسطوں وغیرہ کے ساتھ ہے اور رحیم وجودِ اختصاص اور شرفِ عنایت کے لئے اُس کے کلمات میں بلاواسطہ ہے۔ پس اس پر غور کریں اور اِسے سلامتی کے لئے تسلیم کر لیں۔

مالکِ یومِ الدّین

وَصل : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مالکِ یومِ الدّین اِس سے مُراد یومِ جزاء ہے اور حضرتِ ملک مقامِ تفرقہ سے ہے اور یہی جمع ہے کیونکہ تفرقہ واقع نہیں ہوتا مگر جمع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فِیهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ الدخان آیت ۴

یعنی۔ اِس میں ہر اَمرِ محکم کا فرق کیا جاتا ہے۔

ؑ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بندہ نے شیخ اکبر کی تفسیر القرآن کا بھی اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔" منترجم"

www.maktabah.org

تو یہی مقامِ جمع ہے جسے سُلطانِ تفرقہ نے قبول کر لیا ہے اور یہی تفرقہ کا مقام ہے۔ پس جمع کا خطاب اَمر و نہی کی طرف متفرّق ہو گیا اور ناراضگی اور رضامندی ارادہ و اطاعت اور نافرمانی اُس کے عابد کا فعل ہے اور وعدہ و وعید اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اُس دن میں وہ بادشاہ ہے جس کے لئے شفاعت متحقق ہے اور وُہی اِس کے ساتھ مخصوص ہے جس نے نفسی نفسی نہ کہا ہو اور اُمّتی اُمّتی کہا ہو۔ ہمارے وجُود میں قیامت متجلّی کے لئے جو بادشاہ مطلوب ہے وہ طریق تصوّف میں ظہُور کرتی ہے اور وہ پاکیزہ رُوح ہے اور قیامت کا دن اُس کی ایجاد کی جزاء کا وقت ہے۔ یا اگر اُس کے لئے عقوبت ہُوئی تو لازماً اُس سے طلب کی جائے گی۔ پس اگر اطاعت گذار ہے تو اُس کے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات ہیں اور اگر معصیت کُفر ہو گی تو اُس کے لئے جہنّم کے طوق اور عذاب ہے۔

مقامِ دعویٰ سے دو صُورتیں ہیں۔ اِس آیت میں یہ کلام فرض کرتے ہیں۔ کہ حدِ مُلک پر ہے۔ اور اُسے نہیں پہنچتا۔ اور کیا نفس جزاء کے دن سے اُس سے فناء کی طرف ترقی کرتا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ بادشاہی اُس کے لئے دُرست ہے جو مُلک کے طریق کے ساتھ ہو اور ملک اُسے سجدہ کرتا ہو اور وہ رُوح ہے۔ جب ہَوس نے رُوح کے ساتھ جھگڑا کیا۔ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے نفس کے ساتھ مدد طلب کی اور رُوح نے ہَوس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور مستعد ہو گئی۔

جب رُوح توحید کے لشکروں اور ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ میدان میں نکلی اور ایسے ہی ہوس آرزوؤں غرور و تکبّر اور ملاءِ اَسفل کے لشکروں کے ساتھ میدان میں نکلی۔

رُوح نے ہَوس کو کہا! مجھ سے مقابلہ کر۔ اگر مَیں نے تجھ پر فتح حاصل کر لی

www.maktabah.org

تو قوم میری ہوگی اور اگر تُو فتح یاب ہو جائے اور مجھے ہزیمت دے دے تو مُلک تیرا ہوگا۔ اور لوگوں کو ہمارے درمیان ہلاک نہیں ہونا چاہیئے۔

چنانچہ رُوح اور ہوس کے درمیان مقابلہ ہُوا اور رُوح نے اُسے علم کی تلوار سے قتل کر دیا اور نفس کے انکار کرنے اور بہت بڑی جدّ و جہد کرنے کے بعد اُس پر فتح حاصل کی۔ پس نفس اُس کی تلوار کے نیچے اسلام لے آیا اور سلامت رہا اور مسلمان و مطہر اور مقدس ہو گیا اور اُس کے ایمان لانے سے حواس بھی ایمان لے آئے اور تابعدار غلاموں میں داخل ہو گئے۔ اُن سے فاسد دعووں کی رِدائیں سلب کر لی گئیں اور اُن کے کلمے کا اتحاد ہو گیا اور رُوح اور نفس ایسے ہو گئے جیسے ایک چیز ہوں۔ اور اُس کے لئے حقیقتاً بادشاہ کا نام درُست ہو گیا اور اُس کے لئے کہا گیا۔

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡن

پس اُسے اُس کے مقام کی طرف لوٹایا اور اُسے افتراقِ شرع سے جمعِ توحید کی طرف منتقل کیا۔ دراصل حقیقت میں بادشاہ وُہی حق تعالیٰ ہے۔ جو ہر ایک کا مالک و متصرف اور عام و خاص کی ذات کے لئے شفیع ہے۔ خاص دُنیا کی وجہ سے اور عام آخرت کی وجہ سے۔

اِس لئے کہ اُس کے ارشاد مالکِ یوم الدّین سے پہلے الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ہے تاکہ ربّ العالمین کی ربوبیّت سے محجوبین کے دلوں کو اُنس حاصل ہو جائے۔

کیا آپ نے دیکھا کہ وہ قیامت کے دن فرماتے گا۔ ملائکہ اور انبیاؑ کی شفاعت ہو گئی اور مومنوں کی شفاعت ہو گئی اور باقی ارحم الراحمین ہے اور یہ نہیں کہا کہ جبّار باقی ہے اور نہ یہ کہ قہّار باقی ہے تاکہ اُن کے دلوں میں ایجادِ فعل سے پہلے اُنس واقع ہو۔ پس جس نے اِس وجود میں معنے کو جان لیا۔ اُس کے لئے ارحم

www.maktabah.org

کے مقام میں خصوصیت درست ہو گئی۔ اور جو اس وجود سے ناواقف رہا۔ حشر اکبر میں عوام میں داخل ہو گا پس مقامِ راحمین میں تجلی واقع ہو گی اور ارحم الراحمین کی شفاعت کے ساتھ تفریق جمع، علیحدگی اتحاد اور جُفت طاق کی صُورت لوٹ جائے گا۔ جہنّم کی فصیل ظاہر ہو گی جس کے پیچھے جنّت کا باطن ہے۔ یعنی جہنّم کی دیوار کے پیچھے جنّت ہو گی

جب یہ دیوار اور فصیل واقع ہو کر منہدم ہو جائے گی اور نہروں کا امتزاج ہو جائے گا اور دریا مِل جائیں گے اور برزخ معدُوم ہو جائے گا اور عذاب نعمتیں اور جہنّم جنّت بن جائے گا تو نہ عذاب ہو گا اور نہ سزا سوائے نعمتوں کے۔ اور ظاہر مشاہدہ کے ساتھ امان ہی امان ہے۔ اور محلّات اور شاخوں پر پرندوں کا چہچہانا ہو گا۔ اور حوروں اور لڑکوں کے ساتھ بوس و کنار ہو گا۔ دوزخ کا داروغہ مالک ہٹ جائے گا اور جنّت کا دربان رضوان باقی رہے گا۔ جہنّم جنّت کے باغات میں بدل جائے گا اور اس میں ابلیس کا راز ظاہر ہو جائے گا۔

پس جب وہ اور جو اُسے سجدہ کرتا ہے مساوی ہو جائیں گے تو بے شک اُنہوں نے نہیں تصرف کیا۔ مگر قضائے سابقہ اور قدرِ لاحقہ سے دونوں کے لئے یہ ضروری تھا اور حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام پر یہ حُجت قائم کی تھی۔

اِیّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیّاکَ نَسۡتَعِین

وَصل: اللہ تعالیٰ جلّ ثناہٗ و تقدّس کا فرمان ہے۔

اِیّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیّاکَ نَسۡتَعِین۔

جب اِس کا وجود اَلحمدُ لِلّٰہ کے ساتھ اور اِس کی غذا ربُّ العالمین کے ساتھ اور اُس کی پسندیدگی الرّحمٰنِ الرّحیم کے ساتھ اور اُس کی بزرگی مالکِ یَومِ الدّین

www.maktabah.org

اِھدِنا الصّراطَ المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضّالین۔

جب اُس کے لئے ایاک نعبدُ و اِیاکَ نستعین کہا۔ تو اُسے فرمایا!

میری عبادت کیا ہے؟

بندے نے کہا۔ جمع و تفرلق میں ثبُوتِ توحید۔

جب نفس کے نزدیک یہ مقرّر ہے کہ نجات توحید میں ہے جو کہ سیدھا راستہ ہے اور وہ نفس کی فناء یا بقاء کے ساتھ مشاہدۂ ذات ہے۔ اگر غفلت ہو گئی تو کہا! اِھدنا الصراطَ المستقیم۔ تو اُس کے لئے بقول اُس کے مستقیم سے دو راستے نکلے۔ ایک ٹیڑھا جو دعوے کا راستہ ہے اور ایک سیدھا جو توحید کا راستہ ہے اور دونوں راستوں کے درمیان اُس کے لئے امتیاز نہ تھا۔ مگر اِن دونوں راستوں پر چلنے والوں کے مطابق اپنے رَبّ کو سیدھے راستے پر چلنے والا دیکھا اور اُسے پہچان لیا اور اپنی ذات کو دیکھا تو اُسے اپنے رَبّ کے درمیان پایا جو کہ لطافت میں قربت والی رُوح ہے۔

ٹیڑھے راستے کی طرف نظر کی تو عالمِ ترکیب کے پاس دیکھا تو اُس نے کہا۔ صراط الذین انعمت علیھم، اور یہ اُس کے متّصِل عالم ہے جس کے ساتھ مغضوب علیہ مرکّب ہے۔

اور ضالین اُس سے منفصل ہے، اُن کی نظر کے ساتھ اِس سے مغضوبُ علیہ کی طرف متصِل ہے۔ پس وہ دونوں راستوں کے سَر پر ٹھہر گیا اور دیکھا۔ ٹیڑھے راستے کی انتہا ہلاکت اور سیدھے راستے کی غایت نجات ہے اور جان لیا کہ جاننے والا اُسی راستے پر چلے گا جسے وہ جانتا ہے۔ جب مستقیم پر چلنے کا ارادہ کیا تو اپنے رَبّ کے حضرت میں اعتکاف کیا اور یہ اُس کے لئے اُس کی ذات سے ہے۔ بقول اُس کے ایاکَ نعبدُ میں اپنی عاجزی اور قصور

www.maktabah.org

کے ساتھ ثابت ہوگئی تو شکر و ثناء کی تاکیدِ مقرر اور اس میں مزید رغبت کے لئے فرمایا۔ اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِین۔ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ مقامِ شکر ہے۔ یعنی ہم تیرے لئے عبودیت کے ساتھ تقرب اور پناہ چاہتے ہیں، نہ کہ تیرے سوا جو اُن پر مجھ سے ہے اور جو اُن پر میری منزلت سے اپنی طرف اُتارا۔ پس میں تیرے ساتھ اُن کی مدد چاہتا ہوں نہ کہ اپنی ذات کے ساتھ، پس تُو مدد فرمانے والا ہے میں نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اِس آیت کے ساتھ شریک کی نفی ثابت ہوتی ہے پس اِیَّاکَ کی "یا" سے عبدِ کُلّی مُراد ہے۔ دو الفوں کے مابین میرا الفِ توحید حصر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر کی رویت کے ساتھ اُس کے لئے دعوے کا مقام ہو۔ پس توحید نے اُس کا احاطہ کر رکھا ہے اور کاف ضمیرِ حق ہے۔ پس کاف اور دونوں الف ایک چیز ہیں تو وہ ذات کا مدلول ہیں۔

پھر اُس ضمیر کے ساتھ نعبدُ "یا" کے فعلِ صفت سے ہے جو اِس میں ہے اور عبدِ حق کا فعل ہے تو وجود میں سوائے حضرتِ الٰہیہ خاص کے کچھ باقی نہ رہا۔ کیونکہ اِیَّاکَ نَعبُدُ کے قول میں ابداعِ اوّل کے لئے۔ اُس کی ذات کے حق میں ہے جب کہ اُس کے سِوا کوئی تصوّر نہ ہو۔

اِیَّاکَ نَستَعِین مخلوق کے لئے اُس کے غیر کے حق میں اُس سے مُشتق ہے اور وہ سِرِّ خلافت کا مقام ہے۔ پس اِیَّاکَ نَستَعِین میں ملائکہ نے سجدہ کیا اور جو متکبّر تھا اُس نے انکار کیا۔

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم

وصل :۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

www.maktabah.org

کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے ساتھ استعانت طلب کرتا ہے۔ بقول اُس کے وَاِیَّاکَ نَسْتَعِین۔ پس اُس کا رَبّ اُسے اِھْدِنَا پر آگاہی بخشتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے اِھْدِنَا یعنی ہمیں ہدایت دے۔ پس جو اُس نے دیکھا اُس کے ساتھ وصف بیان کرتا ہے۔ بقول اُس کے صراط المستقیم جو کہ تیری ذات کی معرفت ہے۔ یعنی اُس راستے پر چلا جس سے تیری ذات کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

صاحبِ المواقف نے کہا۔ علم کی تاثیر نہیں اور کہا! جب تو اُس میں ہلاک ہو جائے۔ صراط الذین انعمت علیھم اور شاذ کی ایک قرأت میں صراطَ مَنْ اَنْعَمَ علیہ وَارد ہُوا ہے۔ جس میں رُوحِ پاکیزہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور تفسیرِ کُلّ جس پر رسُولوں اور نبیوں سے اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور غیر المغضوب علیھم نہیں۔ ایسے ہی وَلَا الضَّالین ہے۔ یعنی اُن لوگوں کے راستے پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہُوا اور جو گمراہ ہُوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرا بندہ مجھ سے جو مانگے گا میں اُسے عطا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے اور اُس کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرتا ہے اور اُس کے راستے کو ظاہر فرماتا ہے اور اُس کے بساط کو بلند فرماتا ہے۔ اُس کا رَبّ اُس کی تمام دُعا کے اثر میں آمین کہتا ہے۔ پس ملائکہ کی آمین کے ساتھ قبولیت حاصل ہو جاتی ہے اور رُوح کی آمین اُس کی اِتّباع کرتی ہے۔ جس طرح لشکر اتباع کرتے ہیں بلکہ اُس کے ارادہ کے متّحد ہونے کے لئے زیادہ اطاعت کرتی ہے پس اُس کے لئے نطق دُرست ہوتا ہے اور اُس کا نام نفسِ ناطقہ ہو جاتا ہے۔

اور یہی استواء کی صُورت میں رُوح اور عقل کا عرش ہے پس غور کریں

www.maktabah.org

اگر سمجھ میں نہ آئے تو تسلیم کر لیں اس میں سلامتی ہے اور اللہ حق کہتا ہے اور سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

فصول تانیس اور فوائد تاسیس

وصال کی آنکھ سے جمال کو دیکھنا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ
وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو کافر ہوتے اُن پر برابر ہے۔ آپ اُنہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں پر اور اُن کے کانوں پر مُہر کر دی اور اُن کی آنکھوں پر پردے ہیں اور اُن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اِس میں مختصراً یہ بیان ہے۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو لوگ کافر ہوتے اُن کی محبت ان سے پوشیدہ ہے۔ پس اِن پر برابر ہے کہ آپ اُنہیں اُس وعید کے ساتھ ڈرائیں جس کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا ہے یا نہ ڈرائیں وہ آپ کے کلام کے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ وہ میرے بغیر شعور نہیں کر سکتے۔ اور آپ اُنہیں میری خلق کے ساتھ ڈرائیں گے اور وہ اس کی عقل نہیں رکھتے۔ اور نہ اُنہوں نے اِس کا مشاہدہ کیا ہے تو وہ آپ کے ساتھ کیسے ایمان لائیں گے اور اُن کے دِلوں پر اُن کی سماعت پر مُہر لگ چکی ہے تو اِس میں میرے سِوا کوئی گنجائش نہیں۔

پس وہ عالم میں میرے سِوا کوئی کلام نہیں سُنتے اور اُن کی آنکھوں پر میرے مشاہدہ کے وقت پردے ہیں۔ اِس لئے وہ میرے سِوا نہیں دیکھتے۔

www.maktabah.org

اور اُن کے لئے میرے نزدیک بہت بڑا عذاب ہے۔

اِس منوّر مشہد کے بعد اُنہیں آپ کے انذار کی طرف لوٹاتا ہُوں اور اُنہیں خود سے محجوب کرتا ہُوں جیساکہ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ کے قُرب کے بعد آپ کے ساتھ کیا۔ اور آپ کو اُن لوگوں کی طرف اُتارا جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور اُس چیز کی تردید کرتے ہیں جو آپ میری طرف سے لے کر اُن کی طرف آئے۔ اور آپ مجھ سے وہ باتیں سُنتے ہیں جن سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے تو وہ شرحِ صدر کہاں ہے جس کا آپ نے معراج میں مشاہدہ کیا تھا۔ پس ایسے ہی میری مخلوق پر وہ لوگ میرے اَمین ہیں جنہیں مَیں نے اپنی رضا سے چھپا رکھا ہے تو مَیں اُن پر کبھی ناراض نہیں ہوُں گا۔

تفصیل اِس اجمال کی

ہم نے اِس باب میں جس اَمر کا اختصار پیش کیا ہے اُس کی تفصیل!
دیکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسے اپنے دُشمنوں کی صِفت میں اپنے دوستوں کو پوشیدہ کیا۔ اور یہ اِس طرح ہے کہ جب اُس نے اپنے اِسمِ لطیف سے اہلِ امانت کو پیدا فرمایا اور اُن کے لئے اِسمِ جمیل میں تجلّی فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اُس سے مُحبّت کی اور دو مختلف وجہوں کے ساتھ محبُوب اور مُحبّ میں غیرت صفاتِ مُحبّت سے ہے۔

پس اُنہوں نے اُس کی مُحبّت غیرت کی وجہ سے پوشیدہ رکھی جیساکہ شِبلی اور اُن کی مِثل دوسرے لوگ۔

اور اِس غیرت کے ساتھ اُنہیں جاننے والوں سے پوشیدہ کیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوْا یعنی سَتَرُوا گویا کہ اُن سے

www.maktabah.org

غیرت کی وجہ سے اُن امُور کو پوشیدہ رکھا جو اُن پر اسرارِ وصال سے ظاہر ہوتے

پس فرمایا! تم میری صفات کے ساتھ میری ذات سے لازماً پردہ میں رہو گے تو وہ اِس کے لئے تیار ہونے لگے۔ پس وہ مستعد نہیں ہوں گے تو میں نے اُنہیں اپنے انبیاء و رسل کی زبان پر اِس عالم میں انذار کیا تو وہ نہ جان سکے۔ کیونکہ وہ عینِ جمع میں تھے اور اُنہیں عینِ تفرقہ سے خطاب کیا گیا تھا اور وہ عالمِ تفصیل کو نہیں پہچانتے پس وہ تیار نہ ہوئے۔

اِس وقت میں اُن پر حق سے غیرت کا تسلط رہا اور اُن کے دِلوں پر محبّت غالب رہی۔ پس اُس نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اُس سبب کے ساتھ خبر دی جس کے ساتھ اُنہیں آپ کی آواز پر جواب دینے سے بہرا کر رکھا تھا۔ فرمایا! خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قلوبِھِم۔ اس کے سِوا کسی کے لئے گنجائش نہیں۔ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ۔ وہ اُس کے سِوا کِسی کا کلام نہیں سُنتے اور وہ عالم میں لوگوں کی زبان پر اُسی کے کلام کرنے کی گواہی دیتے ہیں۔ وَعَلٰی اَبصارِھِم غِشَاوَۃٌ۔ یعنی اُن کی آنکھوں پر اُس کی روشنی کا پردہ ہے کیونکہ وُہ نور ہے اور یہ اُس کے جلال وہیبت کی خصوصیّت ہے۔

مُراد وُہ صفت ہے جو اِن کے لئے اِس سے پہلے متجلّی ہوئی۔ پس میں اُنہیں ذات کے سمندروں میں غرق کر کے مشاہدۂ ذات کے ساتھ باقی رکھتا ہُوں۔ پس اُن کے لئے کہا۔ تمہارے لئے لازماً عذابِ عظیم ہے۔

وہ اپنے نزدیک اتحادِ صفت کے لئے نہیں سمجھتے کہ عذاب کیا ہے۔ پس اُن کے لئے عالمِ کون وفساد کو پیدا کیا۔ اور اُس وقت اُنہیں جمیع اسماء کا علم دیا اور اُنہیں عرشِ رحمانی پر اُتارا اور اِس میں اُن کا عذاب ہے۔ اور بے شک وہ اُس کے نزدیک اُس کے غیوب کے خزانوں میں چھپے ہوئے

www.maktabah.org

تھے۔ جب فرشتوں نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے لیے سجدہ ریز ہو گئے۔ اور اُنہیں اسماء سکھلائے۔ مگر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اِستواء کی استطاعت نہ تھی اور وہ اِس عذاب کی طاقت نہ رکھتے تھے تو اُس وقت بے ہوش ہو گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا،

میرے دوست کو میری طرف لوٹا دو۔ کیونکہ یہ میرے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ پس وہ شوق اور مخاطبت کے ساتھ پوشیدہ ہو گئے اور باقی کفار عرش سے کرسی کی طرف اُتر آئے۔ تو اُن کے لئے دو قدم پیدا ہوئے تو وہ دونوں پر اس نشاۃِ جسمانیہ کی رات کے تیسرے حصے میں آسمانِ دُنیائے نفسانیہ کی طرف اُترے اور اُنہیں مخاطب کیا۔ جن لوگوں کا بوجھ بھاری تھا اور وہ عروج پر قدرت نہ رکھتے تھے کہ کیا کوئی ہے دعا کرنے والا تاکہ میں اُسے قبول کروں؟

کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اُس کی توبہ قبول کی جائے۔

کیا کوئی ہے مغفرت چاہنے والا کہ اُس کی مغفرت کی جائے۔

یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

تو جب صُبح ہوتی ہے تو عقلی نوری رُوح ظاہر ہو جاتی ہے تو وہ وہیں لوٹ جاتے ہیں جہاں سے آتے تھے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جو شخص

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ سے واصل ہونا چاہتا ہے پس وہ واصل ہو جاتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتے۔ تو یہ وقت اُسے اُٹھانے کا ہے جو کچھ قبروں میں ہے تو جو بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے نہیں ڈرتا۔ وہ فریب کھانے والا ہے اس پر غور کریں۔

www.maktabah.org

رُوحوں سے سوال جواب

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ. يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان لانے والے نہیں، فریب دیا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو اور درحقیقت فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور نہیں جانتے اُن کے دِلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے اُن کی بیماری اور بڑھائی اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مُبدعات کو پیدا کیا اور ربوبیّت میں احدیّت کی زبان کے ساتھ تجلّی فرمائی تو فرمایا! اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ کیا میں تمہارا رَبّ نہیں ہُوں؟ مخاطب انتہائی صفائی میں تھا۔ تو کہا! ہاں کیوں نہیں: یہ تخاطب صَدا کی مانند تھا تو اُنہوں نے اس کے ساتھ جواب دیا اور مُحدِث کا وجُود خیالِ منصوب تھا اور یہ گواہی رحمت کی تھی۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں اُن پر وحدانیت کو باقی رکھوُں گا۔ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا جو اُن میں حِس طبعی ہے اور حِس کے ساتھ اُن میں اقتدارِ الٰہی کو قبول کرنا ہے اُس کے ساتھ اُن کی شراکت ہے اور اِسے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

پس جب علمِ ازلی سے عالم کی صُورتیں غیرت وعزت کے پیچھے عینِ اَبدی کی طرف ظاہر ہُوئیں۔ بعد اُس کے کہ چراغ روشن تھے۔ اور وجود میں تابندگی تھی اور باقی وہ غیوب کی ظُلمت میں تھا۔

؎ البقرہ آیت ۸، ۹

www.maktabah.org

پس مختلف بولی جانے والی زبانوں کے ساتھ صورتیں متحرک ہوئیں اور یہ صورتیں اندھیرے سے اٹھتی تھیں۔ جب اُن کا زمانہ ختم ہوا تو ظلمت کی طرف لوٹ گئیں۔ اور ایسے ہی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

ذہین اور فطین شخص نے چاہا کہ اُس حقیقت پر واقفیت حاصل کرے جو اُس کی آنکھ نے دیکھا تھا۔ کیونکہ حس غلطیاں کر لیتی ہے، وہ پردے کے قریب ہوا تو دیکھا کہ اُس میں غیب سے کلام ہوتا ہے۔

پس جان لیا کہ یہ سِرِ عجیب ہے تو اُس نے اس پر بنفسہ واقفیت حاصل کی تو اِسے جان لیا۔ اور اُسے بھی جان لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وظائفِ تکلیف سے آیا۔

پہلا وظیفہ:۔ کلمہ توحید ہے جس کے ساتھ ہر ایک نے اقرار کیا اور صانع کا کوئی بھی منکر نہیں اس پر اُن کی عبارتیں مختلف ہیں۔ تو وہ ابتلاء میں پڑ گئے اور شہادتِ رسول کے لئے مشترک زبان کے ساتھ مخاطب کیا۔ پس اختصاصِ جنس کے ساتھ انکار واقع ہوا تو اہلِ انکار دو طریقوں پر متفرق ہو گئے۔

اختلافِ ارواح

اُن میں سے وہ ہیں جنہوں نے ظواہر میں نظر کی اور کسی ظاہر چیز میں فضیلت نہ دیکھی تو انکار کر دیا۔ اُن میں سے وہ ہیں جنہوں نے عقلاً باطن پر نظر کی تو معقولات میں اشتراک دیکھا اور اختصاص کو بھول گئے تو انہوں نے انکار کر دیا۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کو تلوار کے ساتھ بھیجا اور اُن کے دلوں میں موت کا رُعب طاری کر دیا اور وہ اپنی نظر کے مطابق شک میں داخل ہو گئے۔

اِن میں سے بعض مشاہدہ پر قائم ہوئے تو یہ عالم باللہ ہیں۔

www.maktabah.org

اِن میں سے بعض نظر کے اثبات پر قائم ہوتے تو یہ عارف باللہ ہیں۔

اِن میں سے بعض اعتقاد پر قائم ہوتے تو یہ عوام الناس ہیں۔

اور اِن میں سے بعض نے قتل کے خوف سے وہ لفظ کہا۔ یعنی کلمے کا اقرار کیا اور اُس پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے انہیں حق کی زبان پُکار کر کہتی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اور جو لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے۔

تو یہ ظاہراً کہتے ہیں وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ - اور یہ مومنوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ باطناً لزومِ دعویٰ اور اپنی جہالت کے ساتھ "يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ" اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے نہیں جانتا۔ اور میں اُن کے اعمال کو اُن پر لوٹاتا ہوں۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ۔ اور وہ نہیں جانتے۔ اِس روز اس کے ساتھ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اِن کے دلوں میں بیماری ہے۔ وہ اُس پر شک کرتے ہیں۔ جو میرا رسُول اُن کے پاس لے کر آیا۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔ پس اللہ تعالیٰ اُن کے مرض کو زیادہ کرتا ہے یعنی اُن کا شک اور حجاب زیادہ کرتا ہے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یعنی قیامت کے روز اُنہیں دردناک عذاب دیا جائے گا اور وہ اُس میں رہیں گے۔ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ، اس لئے کہ وہ تکذیب کرتے تھے اُن امور کی جو ہم نے اُن کے سامنے حق پہنچاتے اور قاضی کی لوح میں اُن کی عنایت سبقت نہیں کرے گی۔

مزید آیات کی تفسیر

وصل: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ
اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ

لہ البقرۃ آیت ۹ ۔ ۲ۃ البقرۃ آیت ۱۲

www.maktabah.org

ترجمہ: اور جب اُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں وہ تو سنوارنے والے ہیں۔ خبردار وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

جب آٹھ کے ساتھ وجود مکمل ہُوا تو دعویٰ کے گھوڑ سوار کے ساتھ میدان تنعم میں نکلا پس وہ لشکر میں نہ تھا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا۔ یعنی لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں ہم ایمان لائے جو اُس کی طرف نکلے۔ وہ سب کا بادشاہ ہے اور اُس کی طرف اور اُس کے دین کی طرف باطناً جھکے تو انہیں طلب اقتدار کے ساتھ عقوبت دی جائے گی ورنہ قتل کئے جائیں گے۔ اُنہوں نے کلمے کو لفظاً لفظاً پڑھا تو اُنہیں دُنیا و آخرت میں دردناک عذاب حاصل ہُوا۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ

جب اُنہیں کہا جاتا ہے زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

یعنی جسموں کی زمین میں تو اپنے خیال میں کہتے ہیں۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ یعنی ہم تو درستی کرنے والے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلَا اِنَّهُمْ الْمُفْسِدُوْنَ۔ خبردار بے شک وہ فساد کرنے والے ہیں۔ یعنی وہ ہمارے نزدیک اور اپنے نزدیک فسادی ہیں۔ کیونکہ وہ جو چاہتے تھے اُس پر نفع نہ اُٹھایا۔ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ۔ لیکن وہ نہیں جانتے۔ یعنی اشیاء کے اتحاد کو نہیں جانتے۔ اور اگر وہ جان لیتے تو ایمان لے آتے اور کفر نہ کرتے۔

وصل: وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ

جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا دوسرے لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف ایمان لائے۔ خبردار بے شک وہی

---

[1] البقرۃ آیت ۱۲ [2] البقرۃ آیت ۱۳

www.maktabah.org

بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔

اور یہ اِس طرح ہے کہ جب وہ اغیار کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں تو اُنہیں ندا آتی ہے کہ گواہوں کی منازل پر کھڑے ہوں پس وہ اپنیت میں خطاب سُنتے ہیں۔ آمنو کما اٰمن النّاس۔ یعنی ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لاتے۔

پس وہ داعی جنسی اور عہد جس کے ساتھ وعدہ کرتے سے محجوب ہو جاتے ہیں اور یہ اُنہیں بہرہ بنا دیتی ہے اور اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور اُن کی جہالت کی رات پردہ ڈال دیتی ہے تو کہتے ہیں۔ اَنُؤمِنُ کَمَا اٰمَنَ السُّفَہَاءُ۔ ہم ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف ایمان لائے۔ جب اُنہیں اِس پاکیزہ طریق سے پھیر دیا گیا اور وہ ہوس کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا۔ اَلَا اِنَّھُم السُّفَہَا۔ خبردار یہی بے وقوف ہیں جو ہوس کے قبضہ میں آ گئے۔

اور وہ اُس سماع کی لذتوں سے حجاب میں ہیں جو طُور کے ساتھ افسلاذ پر رذاذ واقع ہے۔ ولیکن وہ علم نہیں رکھتے تاکہ اعلیٰ سے اُس کے علاوہ کی تمیز کر سکیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ[1]

یعنی جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے مگر اشیا کی ایجاد احسن قانون پر ہے۔ بس پاک ہے وہ ذات وہ جو ایجاد و اختراع اور اتقان و ابداع کے ساتھ منفرد ہے۔

مُدّعیوں کا دعویٰ

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ[2]

---

[1] یٰسٓ آیت ۸۲ [2] البقرۃ آیت ۱۴

www.maktabah.org

یعنی جب وہ ایمان والوں کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطانوں کی طرف نکلتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ بے شک ہم تو اُن سے تمسخر کرتے ہیں۔

ایمان کی قسمیں

اِس مقام میں ایمان پانچ قسموں پر ہے۔ ایمانِ تقلید، ایمانِ علم، ایمانِ عین، ایمانِ حق اور ایمانِ حقیقت۔

تقلید عوام کے لئے ہے، علم اصحابِ دلیل کے لئے ہے، عین اہلِ مشاہدہ کے لئے ہے، حق عارفین کے لئے ہے اور حقیقت واقفین کے لئے ہے — اور حقیقت الحقیقت، یہ چھٹی قسم ہے جو قطعی طور پر عُلماء و مُرسلین کے لئے ہے اور وراثت کے طور پر عطا ہوتی ہے اور وراثت منع ہے۔ وضاحت کی طرف اِسے کھولنے کا کوئی راستہ نہیں۔

دعاوی کی صفات پانچ ہیں۔ پہلی لَقُوا! جب لوگوں سے ملتے ہیں۔ ! "قَالُوآ آمَنَّا" کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائے۔

پس قلب عوام کے لئے اور سِرِّ قلب اصحابِ دلیل کے لئے ہے۔ رُوح اہلِ مشاہدہ کے لئے اور سِرِّ رُوح عارفین کے لئے ہے، سِرّ السِّرّ واقفین کے لئے اور سِرِّ اعظم اہلِ غیرت و حجاب کے لئے ہے۔ منافقین ایمان سے ننگے ہوتے ہیں اور اسلام میں منسلک ہوتے ہیں اور اُن کے ایمان اُن کے خیال کے خزانہ سے تجاوز نہیں کرتے۔ وہ اپنی ذاتوں میں بُت بنا لیتے ہیں۔ اور اُنہیں اپنے معبودوں کے مقام پر کھڑا کر دیتے ہیں۔

وَاِذَا خَلَوا اِلٰی شَیَاطِیْنِہِم۔ اور جب اپنے شیطانوں کی طرف داخل ہوتے

www.maktabah.org

ہیں۔ تو غفلت کی بناء پر اور مراتبِ ایمان سے خالی ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ یعنی ہم تمہارے ساتھ ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم اُن کا تمسخر اڑاتے ہیں"۔ اُن پر اُن کے اس قول سے عذاب واقع ہوتا ہے جو وہ خلوت کی حالت میں اپنے شیطانوں سے کہتے ہیں۔ پس جب اُن کے نزدیک اضداد قائم ہوتے اور وہ حق و باطل کے حامل ہوئے۔ اور باطل یہ ہے کہ حق کے ساتھ باطل کو چھپانے کا عمل کیا اور اہلِ باطل کے سامنے اُفشائے حق کا عمل کیا پس اُن کی منافقت درست ہوتی۔

اگر وہ اپنی ذاتوں میں اپنی ذاتوں کو خطاب کرتے تو اُن پر یہ درست نہ ہوتا اور وہ اہلِ حقائق سے ہوتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے استہزاء پر جواب واقع کرتے ہوئے فرمایا۔ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ۔ یعنی اللہ اُن کے تمسخر کا بدلہ دیتا ہے۔

اُن کا یہ استہزاء عجیب تھا۔ کیسے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں جب کہ وہ عدم ہیں۔ اگر وہ ایمانِ حقیقت کو دیکھتے تو دیکھتے کہ خالق خلقت میں ہے۔ نہ وہ علیحدگی میں ہوتے اور نہ کلام کرتے اور نہ خاموش ہوتے، بلکہ وہ مشاہدہ کرنے والے کے مقام پر کھڑے ہوتے اور وہ رُوحِ جامع صاحب مادہ ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ حقیقتِ لقاء پر نظر کرے۔ کیونکہ وہ پہلے افتراق پر اطلاع دیتا ہے۔ پھر اُس صفت پر جمع ہوئے جسے نہیں جانتے بلکہ اُن کے لئے اُس سے اچھائی ظاہر ہے۔ پس وہ اس کے ساتھ مؤدب ہو گئے اور اس سے زیادہ کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

تو کہا اٰمَنَّا۔ یعنی ہم ایمان لائے پھر خلوت میں شیطنیت کے ساتھ اپنے سروں کے بل جھک گئے اور یہ بُعد لقاء کی مثل ہے۔ پس وہ کہتے ہیں۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ یعنی ہم اُن کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ تو یہ اُس صفت کے ساتھ ہے جس کے ساتھ ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ پس اس آیت پر حقیقت الحقیقت سے

www.maktabah.org

طلوعِ فجر تک اور زوالِ شک پر پردے کے زائل ہونے اور موانع کے اُٹھنے تک غور کریں تو آپ کو یہ سِرّ سُبحان ونِساء۔ اور سُورج میں پوشیدہ نظر آئے گا اور آپ اُن ملنے والے لوگوں کو اُن لوگوں کی طرح پائیں گے جو وقتِ ملاقات بہرے ہو گئے، اگر آپ کلام کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے اور یہ وہ حقیقت الحقیقت ہے جس کا کھولنا ممنوع ہے۔ مگر جسے اس ذوق سے کسی قدر ملا ہے اُس کے سامنے بیان کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ پس غور و فکر کریں تو ان شاء اللہ اِسے پا لیں گے۔

اَلحمدُ لِلّٰہ پانچواں باب اور دسویں جُز تمام ہوئی

---

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

چھٹا باب

تخلیق رُوحانی کی ابتداء کی معرفت اور اُس کی معرفت جو اِس میں پہلے موجود ہے اور جس سے وہ پیدا ہُوا، اور کون سی مثال پر پیدا ہُوا۔ اور نہیں پیدا ہُوا، اور اُس کی غایت کیا ہے اور افلاک کے عالمِ اکبر و اصغر کی معرفت۔

انظر الی ھـذا الوجود المحکم ۔۔۔ و وجودنا مثـل الرداء المعلم
وانظـر الی خلفائه فی ملـکهم ۔۔۔ من مفصح طلق اللسان وأعجم
مامنهمو أُحـدیحب الهـه ۔۔۔ الا ویعزجـه بحب الدرهـم
نیقال هـذاعبـدمعرفتهوذا ۔۔۔ عبـد الجنان وذاعبید جهنم
الا القلیل من القلیـل فانهم ۔۔۔ سکری به من غـیرحس توهم
فهمو عبیـد الله لایدری بهم ۔۔۔ أحـد سواه لاعبیـد المنعم
فأفادهـم لمـا أرادر جوعهم ۔۔۔ لقصورهم من کل علـم مبهم
علم المقدم فی البسائط وحده ۔۔۔ وأساسه ذو عنـصر یتصرم
وحقیقة الظرف الذی سترته عن ۔۔۔ امثاله ومثاله لم یکـتم
والعلم بالسبب الذی وجـدت له ۔۔۔ عاین العوالم فی الطراز الاقـدم
ونهایة الامر الذی لا غایة ۔۔۔ تدری له فیـه العظیم الاعظم
وعلوم افلاک الوجود کبیره ۔۔۔ وصـغیره الاعلی الذی لم یذمم
هـذی علوم من تحقق کشفها ۔۔۔ یهدی القلوب الی السبیل الاقوم
فالحمـد لله الذی أناجامع ۔۔۔ لعلومها ولعـلم مالم یعـلم

www.maktabah.org

ترجمہ: اس وجودِ محکم کی طرف دیکھیں اور ہمارے وجود ردائے پرچم بردار کی مثل ہیں۔

اُس کے خلفاء کی طرف دیکھیں جو فصیح اللسان اور گونگوں میں سے اپنے ملکوں میں ہیں۔ اِن میں سے کوئی نہیں جو اپنے معبود سے محبّت رکھتا ہو مگر اُس نے دولت کی محبت کو اُس سے ملا دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ عبدِ معرفت ہے اور یہ عبدِ جنّت ہے اور یہ جہنّم کا بندہ ہے مگر قلیل سے قلیل ایسے لوگ ہیں جو جس تو تمّ کے بغیر اُس کی محبت کے نشے میں ہیں۔ یہ اللہ کے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ نعمتوں کے بندے نہیں۔ جب وہ اپنے قصور کے لئے لوٹنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں علمِ مُبہم عطا فرماتا ہے۔ علمِ بسائط میں اکیلا مقدّم ہے اور اُس کی اساس اُس سے نہیں کٹتی اُس طرف کی حقیقت جو اُس کی امثال سے پوشیدہ ہے۔ اُس کی مثل پوشیدہ نہیں۔ وہ علم جس کی وجہ سے عین العوالم وجود میں آیا نقشِ قدیم میں ہے۔ اُس اَمر کی نہایت جس کی غایت نہیں جانتا اُس میں عظیم الاعظم ہے۔ افلاکِ وجودِ کبیرہ وصغیرہ کے علوم اعلیٰ ہیں جن کی مذمّت نہیں کی جاسکتی۔ یہ علوم اہلِ کشف پر متحقق ہوتے ہیں۔ جو دِلوں کو سیدھے راستے پر لاتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ میں اُن علوم کا جامع ہوں جنہیں لوگ نہیں جانتے۔

حقیقت محمدیہ اور مخلوق کی پیدائش

مختصر اور اجمالاً بیان کیا جاتا ہے کہ خلقت کی ابتداء ہبا یعنی غبار سے ہوئی اور اِس میں سب سے پہلے حقیقتِ محمدیہ رحمانیہ کو وجود میں لایا گیا اور عدمِ مقام کی بنا پر اِس کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ جس چیز سے یہ حقیقتِ محکومہ

www.maktabah.org

یعنی حقیقتِ محمدیہ پیدا ہُوئی۔ وہ نہ وجُود سے متصف ہے اور نہ عدم سے اور یہ ہبا میں پیدا ہُوئی اور نفسِ حق میں صُورتِ معلُومہ کی مثال پر پیدا ہُوئی اور یہ حقائق الٰہیہ کے اظہار کے لئے پیدا نہیں ہُوئی اور نہ اِس کی غایت امر امتزاجیہ سے تلخیص ہے پس ہر عالم سے بغیر امتزاج کے اُس کی نشاۃ سے اُس کا حصّہ پہچاننے کے لئے ہے۔ پس اُس غایت اُس کے حقائق کا اظہار اور عالم سے معرفتِ افلاکِ اکبر ہے۔

ایک جماعت کی اصطلاح میں انسان کی مُراد عالمِ اکبر کے علاوہ ہے اور وہ عالمِ اصغر ہے۔ یعنی انسان رُوحِ عالم اور اس کی علّت اور اُس کا سبب ہے اور افلاکِ عالم اُس کے مقامات ہیں اور اُس کی حرکات اور اُس کے طبقات کی تفصیل ہیں تو یہ تمام جو اس کو شامل ہے۔ اس باب سے ہے۔ جیسا کہ جسم کے طریق سے انسان عالمِ صغیر ہے۔ ایسے ہی وہ طریق حدُود سے حقیر ہے۔ اور اُس کے لئے شَیدا ہونا درُست ہے۔ کیونکہ وہ عالم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا خلیفہ ہے اور عالم اُس کا محتاج اور اُس کے لئے مُسخّر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کا محتاج ہے۔

جاننا چاہیئے کہ انسان کی کامل ترین نشاۃ اِسی دُنیا میں ہے اور آخرت میں ہر انسان دو فرقوں سے حال میں نصف پر ہوگا۔ اور علم میں ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر فرقہ اپنے حال کی ضِد کے ساتھ عالم ہوگا۔ پس انسان یا تو مومن ہے یا کافر ہے اور اس کے ساتھ ہی سعادت و شقاوت، نعیم وعذاب اور مُنعّم ومعذب ہے۔ لہٰذا دُنیا کی معرفت کامل اور آخرت کی تجلّی اعلیٰ ہے۔

اِس پر غور کریں اور اس قُفل کو کھولیں۔ ہم نے زیرک الانسان کے لئے رَمز بیان کی ہے اور اُس کا یہ لفظ بُرا اور معنیٰ اچھا ہے۔

www.maktabah.org

روح الوجود الكبير — هذا الوجود الصغير
لولاه ماقال انی — أنا الكبير القدير
لا يحجبك حدوثی — ولا الفنا والنشور
فانني ان تأمّلتني — المحيط الكبير
فللقديم بذاتی — وللجديد ظهور
والله فرد قديم — لا يعتريه قصور
والكون خلق جديد — فی قبضتيه أُسير
فجاءس هذا أني — أنا الوجود الحقير
وان كل وجود — على وجودی يدور
فلا كليلی ليل — ولا كنوری نور
فمن يقل فی عبد — أنا العبيد الفقير
أوقال انی وجود — أنا الوجود الخبير
فصحنی ملكا تجلنی — أوسرقة ماتجور
فياجهولم بقدری — أنت العليم البصير
بلغ وجودی عنی — والقول صدق وزور
وقل لقومك انی — أنا الرحيم الغفور
وقل بأن عذابی — هو العذاب المبير
وقل بأنی ضعيف — لاأستطيع أسير
فكيف ينعم شخص — على يدی أويبور

ترجمہ اشعار کا

وجودِ کبیر کی رُوح یہ چھوٹا وجود یعنی انسان ہے۔
اگر یہ نہ ہوتا تو وہ نہ کہتا کہ مَیں کبیر و قدیر ہوں۔
میرا حدُوث تجھے محجوب نہ کہہ دے اور نہ فنا و نشور یعنی موت اور دوبارہ اُٹھانا
اگر تو تامّل کرے تو مَیں بڑا گھیرنے والا ہوں۔

www.maktabah.org

قدیم کے لئے میری ذات کے ساتھ اور جدید کے لئے ظہور ہے۔

اور اللہ قدیم یکتا ہے۔ اُسے کوئی کمی نہیں پہنچتی۔

عالم خلقِ جدید ہے اور اُس کی دونوں مٹھیوں میں قید ہے۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ میں ایک حقیر وجود ہوں۔

ہر وجود میرے وجود پر دورہ کرتا ہے۔

میری رات کی طرح رات نہیں اور نہ میرے نور کی طرح نور ہے۔

جو میرے حق میں عبد کہتا ہے تو میں محتاج بندہ ہوں۔

یا کہے کہ میں وجود ہوں تو میں جاننے والا وجود ہوں۔

میرے بادشاہ ہونے کی صحت کو مانو تو مجھے پا لو گے۔

یا اُس کا بازار مانو جس میں تجارت ہوتی ہے۔

اے قدر کو نہ جاننے والے تو علیم و بصیر ہے۔

مجھ سے میرے وجود کو بات پہنچی ہے اور بات صداقت و کذب پر مبنی ہے۔

اپنی قوم سے کہہ کہ میں رحیم و غفور ہوں۔

کہہ کہ میرا عذاب ہلاکت میں ڈالنے والا عذاب ہے۔

کہہ کہ میں ضعیف ہوں اور قید ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

میرے ہاتھ پر کوئی شخص کیسے منعم یا ہلاک ہو گا۔

یہ باب کھول کر لکھا گیا ہے اور اس کے بیان میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد شامل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ معلومات چار ہیں۔

معلومِ اوّل

حق تعالیٰ وجودِ مطلق کے ساتھ موجود ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ

www.maktabah.org

کسی چیز کے لئے نہ معلول ہے نہ علت، کیونکہ وہ بذاتہٖ موجود ہے اور اُس کے ساتھ علم ہونا اُس کے وجود کے ساتھ علم ہونے سے عبارت ہے اور اُس کا وجود اُس کی ذات کا غیر نہیں۔ باوجودیکہ اُس کی ذات غیر معلوم ہے۔ لیکن اُس کی طرف منسوب صفات معلوم ہیں۔ یعنی صفاتِ معانی اور یہی صفاتِ کمال ہیں۔

رہا حقیقتِ ذات کے ساتھ علم تو وہ دلیل اور بُرہانِ عقلی کے ساتھ ممنوع ہے اور اُس کی صفت نہیں پائی جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ کے ساتھ کوئی چیز مشابہ نہیں اور نہ وہ کسی چیز کے ساتھ مشابہ ہے۔ وہ اُسے کیسے جان سکتا ہے جس سے کسی چیز کی مشابہت نہیں اور نہ اُس کی کسی چیز کے ساتھ مشابہت ہے۔ پس اُس کے ساتھ تیری مشابہت یہ ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ[1، 2]

یعنی اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات کے بارے میں ڈراتا ہے اور شریعت میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں تفکر کرنا منع ہے۔

دُوسرا معلُوم

اور وہ حقیقتِ کُلیّہ ہے جو حق کے لئے اور عالم کے لئے ہے اور نہ وجُود کے ساتھ متّصف ہے نہ عدم کے ساتھ اور نہ حدوث کے ساتھ مُتّصف ہے اور نہ قدم کے ساتھ۔ یہ قدیم میں ہے۔ جب اُس کی صِفت قدیم کے ساتھ کی جائے اور مُحدث میں ہے جب اُس کی صفت مُحدِث کے ساتھ کی جائے۔ قدیم و حدوث کی معلومات کا علم نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اِس حقیقت کا علم ہو جائے اور یہ حقیقت نہیں پائی جاتی یہاں تک کہ اُس کے ساتھ اشیائے موصوفہ کو پایا جاتے۔ اگر غیرِ عدم سے پہلے کوئی چیز پائی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وجُود اور اُس کی صِفات تو اِس ہیں کہتے ہیں

---

[1] الشوریٰ آیت ۱۱ [2] البقرۃ آیت ۲۸

www.maktabah.org

کہ قدیم اس کے ساتھ اتصافِ حق کے لئے موجود ہے اور اگر کوئی چیز عدم سے پائی جائے جیساکہ ماسوا اللہ کا وجود تو وہ اُس کے بغیر مُحدث موجود ہے۔ اس میں کہتے ہیں مُحدث تو یہ اپنی حقیقت کے ساتھ ہر موجود میں ہے کیونکہ یہ تجزی یعنی اجزائ کو قبول نہیں کرتی تو اِس میں نہ کُل ہے اور نہ بعض اور نہ دلیل و بُرہان کے ساتھ اُس کی اکیلی صُورت کی طرف معرفت حاصل ہوتی ہے۔

پس اِس حقیقت سے حق تعالیٰ کی وساطت کے ساتھ عالم وجود میں آیا اور موجود کے ساتھ نہ تھا پس حق تعالیٰ نے ہمیں موجودِ قدیم سے پیدا کیا تو ہمارے لئے قدم ثابت ہُوا۔ ایسے ہی یہ بھی جان لیں کہ یہ حقیقت عالم پر تقدّم کے ساتھ مُتّصف نہیں اور نہ عالم اِس سے تاخّر کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ بالعموم موجودات کی اَصل ہے اور یہی اَصل جوہر اور فلکِ حیات ہے اور اِس کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ مخلوق ملی ہُوئی ہے اور یہی فلکِ محیط معقول ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ عالم ہے تو آپ نے سچ کہا۔ یا کہیں عالم نہیں ہے تو آپ نے سچ کہا۔ اور یہ حق ہے یہ حق نہیں ہے تو آپ نے سچ کہا۔ یہ اِن تمام کو قبول کرتی ہے۔ اشخاصِ عالم کے متعدّد ہونے سے متعدّد ہے اور تنزیہہ حق کے ساتھ منزّہ ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اِس کی مثال ہو یہاں تک کہ آپ کی سمجھ کے قریب ہو جائے تو لکڑی، کرسی، دوات، منبر اور صندوق پر غور کریں اور ایسے ہی مُربّع اور اِس کی مثل شکلوں میں دیکھیں۔ مثلاً ہر مُربّع میں گھر، صندوق اور کاغذ اپنی حقیقت کے ساتھ مُربّع ہے اور یہ ہوتا اِن جسموں میں سے ہر جسم میں ہے۔ ایسے ہی کپڑوں کے رنگ، جوہر، کاغذ، آٹا اور روغن وغیرہ میں ہے کہ کپڑے میں یہ سفیدی اُس کا جُزو ہے۔ بلکہ اُس کی حقیقت کپڑے میں اُسی طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرح کاغذ میں۔ ایسے ہی علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور تمام اَشیاء کی صُورت ہے۔

www.maktabah.org

ہم نے یہ معلومات آپ کے لئے کھول کر بیان کی ہیں اور اِس قول میں بہت سی باتیں ہم نے اپنی کتاب "انشاء جداول و دوائر" میں مزید کھول کر بیان کی ہیں۔

تیسرا معلوم

یہ تمام عالم ہے۔ افلاک و افلاک اور عوالم سے جس کے ساتھ احاطہ ہے اور ہوا اور زمین اور عالم میں سے جو اِن دونوں میں ہے اور یہ مُلکِ اکبر ہے۔

چوتھا معلوم انسان ہے

چوتھا معلوم یہ انسان ہے۔ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس عالم میں خلیفہ مقرر فرمایا اور عالم کو اِس کی تسخیر کے تحت مغلوب کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا[1]

"اور جو آسمان اور زمین میں سب کچھ ہے اُسے تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ پس جو اِن معلومات کو جان لیتا ہے اُس کے لئے ہرگز کوئی معلوم باقی نہیں رہتا۔ جسے وہ طلب کرے۔ تو اس سے ہم نہیں جانتے۔ مگر اُس کا وجود اور وہ حق تعالیٰ ہے اور اُس کے افعال و صفات کو ضرب المثل سے جانتے ہیں۔ اور اِس میں سے وہ ہے جسے مثال کے بغیر نہیں جانتے جیسے حقیقتِ کُلّیہ کا علم۔ اور ان میں سے وہ ہے جسے اِن دونوں وجہوں سے اور ماہیّت و کیفیت سے جانتے ہیں۔ اور وہ عالم اور انسان ہیں۔

---

[1] الجاثیہ آیت ۱۳

www.maktabah.org

خدا تھا اور کچھ نہ تھا

كَانَ اللّٰه ولا شيئٌ معه — الحدیث

اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

پھر اُس میں درج ہُوا اور وہ اِس وقت اُسی پر ہے جس پر تھا۔ اس عالم کی ایجاد سے اُس کی طرف ایسی کوئی صفت راجع نہیں جس پر وہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اپنی ذات کے لئے اِس مخلوق سے پہلے اُن اسماء کے ساتھ موصوف اور مسمّٰی تھا جس کے ساتھ اُس کی مخلوق اُسے پکارتی ہے۔

جب اُس نے وجُودِ عالم کا ارادہ کیا اور اُسے ایک صفت پر پیدا کیا جو اُس کے علم کے ساتھ بنفسہٖ اُس کے علم میں تھی۔ اُس ارادۂ مقدّسہ سے تجلّیاتِ تنزیہہ سے ایک تجلّی حقیقتِ کُلّیہ کی طرف پڑی جس سے حقیقتِ ہبا موسُوم ہے۔ یہ بمنزلہ چُونے گچ عمارت کے ہے اس میں اشکال وصُوَر سے جو چاہا اُس کا افتتاح کیا۔ اور یہ عالم میں وہ موجودِ اوّل ہے۔

حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما اہلِ تحقیق اور اہلِ کشف ووجُود نے اِس کا ذکر کیا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ نے اِس ہبا کی طرف اپنے نوُر کی تجلّی فرمائی۔ اہلِ افکار اُسے ہیولۂ کل سے موسُوم کرتے ہیں اور اِس میں تمام عالم قوّت وصلاحیّت کے ساتھ موجود تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اِس ہبا میں اپنی قوّت واستعداد کے مطابق اِس سے ہر چیز کو قبول کیا۔ جیسا کہ گھر کے گوشے چراغ کی روشنی کو قبوُل کرتے ہیں اور یہ نوُر اِس نوُر کی روشنی کو وہ جگہ زیادہ قبول کرتی ہے جو اُس کے زیادہ قریب ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

www.maktabah.org

مَثَلُ نُوۡرِهٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ[1]

اُس کے نُور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ ،

پس اپنے نُور کو مصباح یعنی چراغ کے ساتھ تشبیہہ دی تو اِس ہبا میں اُس کے قبول کی طرف کوئی چیز نہ تھی سوائے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حقیقت کے، جسے عقل سے موسُوم کرتے ہیں ۔

چنانچہ وجود میں حضوُر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب سے پہلے ظاہر ہونے والے ہیں اور آپ کا وجودِ اقدس اِس نُورِ خداوندی اور ہبا اور حقیقتِ کُلیّہ سے ہے اور ہبا میں اُس کا عین پایا گیا اور عالم کا عین اُس کی تجلّی سے ہے اور حضوُر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لوگوں سے زیادہ تر قریب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور تمام انبیاؑ کے اسرار ہیں ۔ اور وہ مثال جس پر تمام عالم بغیر تفصیل کے وجود میں آیا۔ وہ حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ عِلم قائم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ ، ہمیں بذاتہٖ اُس عِلم کے ساتھ جانتا ہے اور ہمیں اُس صِفت پر پیدا کیا جس کو وہ جانتا ہے اور ہم اُس مُعیّن شکل میں ہیں جو اُس کے عِلم میں تھی ۔ اور اگر یہ اَمر نہ ہوتا تو ہم اِس شکل کو نہ بالاتفاق لیتے اور نہ قصد سے ۔کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا۔ اور ممکن نہیں کہ حُکم اتفاق کے ساتھ وجُود میں صُورت کا اِخراج ہو پس اگر اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ کے لئے یہ معیّن شکل معلوم اور مُراد نہ ہوتی تو اُس پر ہمیں پیدا نہ کرتا ۔ اور نہ یہ شکل اُس کے علاوہ سے اَخذ کی جاسکتی کیونکہ یہ ثابت ہے کہ وہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی تو کوئی اَمر باقی نہیں سوائے اِس کے کہ جو فی نفسہٖ صُورت سے اُس پر ظاہر ہے۔ پس بنفسہٖ اُس کا عِلم ہمارے ساتھ اُس کا عِلم ہے ۔ ایسے ہی ہمارے لئے جو عِلم ہے ۔

---

[1] النوُر آیت ۳۵

www.maktabah.org

اُس کا علم قدیم ہے

ہمارے ساتھ اُس کا یہ علمِ قدمِ حق کے ساتھ عین قدیم سے ہے۔ کیونکہ اُس کی صفت ہے اور اُس کی ذات کے ساتھ حوادث قائم نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ اس سے بڑا اور پاک ہے۔

ہمارا یہ قول اور نہیں پایا کہ اس کی غایت کیا ہے۔ اللہ عزّوجل نے فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ میں نے جنّوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت کے لئے۔ تو اس سبب کی صراحت فرمائی گئی ہے کہ اُس نے ہمیں اور اس تمام عالم کو کیوں پیدا کیا۔ اور یہاں ہمارا اور جنّوں کا ذکر بطورِ خاص کیا گیا ہے۔ جنّوں سے مُراد یہاں ہر پوشیدہ مخلوق اور ہر فرشتہ وغیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے حق میں فرماتا ہے۔

اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ — حٰم السجدہ آیت ۱۱

دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

اور ایسے ہی فرمایا۔

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا — الاحزاب آیت ۷۲

تو انہوں نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کر دیا۔

یہ جب ہوا جب اُنہیں پیش آیا اور اگر امر ہوتا تو اطاعت کرتے اور اُسے اُٹھاتے۔ اس لئے کہ اُن سے معصیت کا تصور نہیں کیونکہ اُن کی فطرت اس پر ہے اور جن ناری ہیں اور ان کی فطرت اُس پر نہیں۔ ایسے ہی انسانوں سے اہلِ نظر میں سے اصحابِ فکر کہتے ہیں جن کے دلائل مقصورہ حواس و ضروریات

www.maktabah.org

اور بدیہیات پر ہیں کہ مکلف کا عقل مند ہونا ضروری ہے کہ جس کے ساتھ اُسے خطاب کیا جائے اُسے سمجھ لے اور وہ سچ کہتے ہیں۔

مکاشفین کی نظر میں عالم زندہ ہے

ایسے ہی کشف اور خرقِ عادت کی جہت سے تمام عقل مند عالم زندہ اور ناطق ہے، وہ خرقِ عادت جس پر لوگ ہیں یعنی اُن کے علاوہ ہمارے نزدیک اس علم کے حصول کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ جمادات عقل نہیں رکھتے اور اُس پر ٹھہرے رہتے ہیں۔ جو اُنہیں اُن کی نظر عطا کرتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس کے برعکس ہے۔ جب کہ آیا ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پتھر نے یا بکری نے کلام کیا یا کھجور کے درخت نے فریاد کی یا چار پایوں نے کلام کیا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت میں اُن میں زندگی اور علم پیدا فرمایا تھا جب کہ ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ بلکہ تمام عالم میں زندگی کا راز ہے اور تمام خشک و تر مؤذن سے اذان سُن کر اُس کی گواہی دیتا ہے اور گواہی نہیں دی جاتی مگر اُس علم سے اور ہمارے نزدیک کشف سے بھی ثابت ہے۔ نہ صرف یہ کہ نظر کے استنباط سے جو ظاہر خبر کا اقتضاء کرتی ہے اور نہ اس کے علاوہ سے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس پر واقف ہو تو وہ اس راہ کے رجال کا مسلک اختیار کریں اور خلوت اور ذکر کو لازم کرلیں۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ اس تمام پر مطلع فرمادے گا اور وہ جان لے گا کہ لوگوں کی آنکھ اِن حقائق کے اِدراک سے نابینا ہے۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے دُنیا کو پیدا فرمایا تا کہ اپنے اسماء کا تسلط ظاہر فرمائے۔ کیونکہ بلا مقدور قدرت، بغیر عطا کے جود، بغیر مرزوق کے رازق، بغیر

www.maktabah.org

فریادی کے فریاد رس اور بغیر مرحوم کے رحیم ایسے حقائق ہیں جن کی تاثیر معطّل ہوتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دُنیا کا عالم میں ایسا امتزاج کر کے پیدا فرمایا جیسے خمیر میں آٹے کی دو مُٹھیاں مِلا کر یکجا کیے جاتے ہیں۔ پھر اِس سے اشخاص کو الگ کیا اور ہر مُٹھی سے ایک کو دوسری میں داخل کیا اور اُن کے احوال غیر معروف ہو گئے۔ خبیث سے طیّب کو اور طیّب سے خبیث کو نکالنے میں عُلماء کو ایک دوسرے پر بڑائی حاصل ہُوئی اور اِس کی غایت اِس ملاوٹ سے حاصل کرنا تھا اور دونوں مُٹھیوں میں امتیاز قائم کرنا تھا۔ یہاں تک کہ یہ اپنے عالم سے اور وہ اپنے عالم کے ساتھ انفرادیت حاصل کر لیں۔

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ[1]

اِس لئے کہ اللہ ناپاک کو پاک سے جُدا فرمائے اور نجاستوں کو تلے اُوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنّم میں ڈال دے۔

جس میں اُس کی موت تک کچھ ملاوٹ باقی رہ جائے گی۔ اُس کا حشر قیامت میں اَمن والوں سے نہیں ہوگا۔ ولیکن وہ اُن میں سے ہے جس کے امتزاج سے علیحدگی ہوگی اور اِن میں سے وہ ہے جو جہنّم کے بغیر خالص نہیں ہوگا۔ جب وہ خالص ہو کر نکلیں گے تو وہ اہلِ شفاعت ہوں گے۔ مگر جو یہاں دونوں مُٹھیوں سے کِسی ایک میں دارِ آخرت کی طرف مُنقلب ہوگا۔ اُس کی حقیقت کے ساتھ اُس کی قبر سے باغِ نعیم کی طرف جانا ہے یا عذاب و جہنّم کی طرف۔ کیونکہ وہ اِس آمیزے سے خالص ہو چُکا ہے۔ پس ہر عالم کی غائیت یہی ہے اور دونوں حقیقتیں ایک صِفت کی طرح رجُوع کرتی ہیں۔ وہ حق تعالیٰ اپنی ذات میں اِسی پر ہے۔ یہاں یہ کہتے

---

[1] الانفال آیت ۳۷

www.maktabah.org

ہیں کہ آزاد کئے جانے والے اہلِ دوزخ اور نعمتیں دیئے جانے والے اہلِ جنّت اُسے دیکھیں گے اور یہ سرِّ شریف ہے جس پر تو انشاء اللہ دارِ آخرت میں مشاہدے کے وقت واقف ہوگا۔ اور محققین اسی دُنیا میں اُسے پہنچ چکے ہیں۔

عالمِ اصغر و اکبر کی معرفت

اِس باب میں ہمارا قول عالمِ اکبر و اصغر کی معرفت ہے اور وہ انسان ہے۔ تو اِس کا معنیٰ عوالم کی کُلّیات اور اُس کی اَجناس ہیں۔ اور اَمر وہ لوگ ہیں جن کی تاثیر دوسروں میں ہے جس کا مقابلہ کر لیا گیا ہے۔ یہ اِس سے ایک نسخہ ہے جس کے لئے ہم نے افلاک کی صورتوں پر دائرے بنائے ہیں اور اس کی ترتیب کتاب "انشاءِ دوائر و جداول" میں ہے۔ جس کی ہم نے اپنے پسندیدہ دوست ابی محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر ابتداء کی تھی۔ اِس باب میں اُس سے اختصار کے ساتھ الحاق کیا جاتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ عوالم چار ہیں۔

عالمِ اعلیٰ : اور وہ عالمِ بقا ہے۔

عالمِ استحالہ : اور وہ عالمِ فنا ہے۔

عالمِ تعمیر : اور وہ عالمِ بقاو فنا ہے۔

چوتھا عالم : عالمِ نسب ہے۔ یہ عوالم عالمِ اکبر میں دو مقامات میں ہیں۔ اور وہ جو انسان سے نکلا اور عالمِ اصغر میں ہے، وہ انسان ہے۔

عالمِ اعلیٰ حقیقتِ محمدیہ ہے

عالمِ اعلیٰ : تو یہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

www.maktabah.org

اس کا فلک زندگی ہے۔
انسان سے اِس کی نظیر لطیفہ اور رُوحِ قدسی ہے۔
اِس سے عرشِ محیط ہے۔
انسان سے اُس کی نظیر جسم ہے۔
اِس سے کُرسی ہے۔
انسان سے اُس کی نظیر نفس ہے۔
اِس سے بیت المعمُور ہے۔
انسان سے اس کی نظیر قلب ہے۔
اِس سے ملائکہ ہیں۔
انسان سے اِن کی نظیر وہ اَرواح ہیں جن میں قوتیں ہیں۔
اِس سے اُس کا زُحل اور اُس کا فلک ہے۔
انسان سے اُس کی نظیر اُس کی قوتِ علمیہ اور نفس ہے۔
اِس سے مُشتری اور اُس کا فلک ہے۔
دونوں کی نظیر قوتِ ذاکرہ اور دماغ کا آخری حصّہ ہے۔
اِس سے اَحمر اور اُس کا فلک ہے۔
دونوں کی نظیر قوتِ عاقِلہ اور تالُو کا حصّہ ہے۔
اِس سے سُورج اور اُس کا فلک ہے۔
دونوں کی نظیر قوتِ مُفکّرہ اور دماغ کا وسط ہے۔
پھر زُہرہ اور اُس کا فلک ہے۔
دونوں کی نظیر قوتِ وہمیہ اور رُوحِ حیوانی ہے۔
پھر کاتب اور اُس کا فلک ہے۔

www.maktabah.org

دونوں کی نظیر قوّتِ خیالیہ اور دماغ کا پہلا حصّہ ہے۔
پھر چاند اور اُس کا فلک ہے۔
دونوں کی نظیر قوّتِ حِسّیہ اور اعضلاتے احساس ہیں۔
پس عالمِ اعلیٰ کے یہ طبقات ہیں اور اُن کے نظائر انسان سے ہیں۔

عالمِ اِستحالہ

اِس سے کُرّۂ اثیر ہے۔ اور اُس کی رُوح حرارت اور خشکی ہے اور یہ آگ کا کُرّہ ہے۔ اِس کی نظیر صفرا، اور اِس کی رُوح قوّتِ ہاضمہ ہے۔
اِس سے ہَوا ہے اور اِس کی رُوح حرارت در رطوبت ہے اور اُس کی نظیر خُون ہے اور اُس کی رُوح قوّتِ جاذبہ ہے۔
اِس سے پانی ہے۔ اور اِس کی رُوح سرد اور مرطوب ہے اور اِس کی نظیر بلغم اور اِس کی رُوح قوّتِ مدافعت ہے۔
اِس سے مِٹّی ہے اور اِس کی رُوح سرد خشک اور اِس کی نظیر سودا، اور اِس کی رُوح قوّتِ ماسکہ ہے۔

زمین کے طبقات

زمین کے سات طبقات ہیں۔ سیاہ زمین، تاریک زمین، سُرخ زمین، زرد زمین، سفید زمین، نیلی زمین، اور سبز زمین۔
انسان سے اِن ساتوں کی نظیر اُس کے جسم میں کھال، چربی، گوشت، رگیں، اعصاب، عضلات اور ہڈّیاں ہیں۔

www.maktabah.org

عالمِ تعبیر

اِن میں سے رُوحانی ہیں۔ اُن کی نظیر انسان کے قویٰ ہیں، اِن میں سے عالمِ حیوان ہے۔ اُس کی نظیر وہ ہے جس سے انسان محسوس کرتا ہے۔

اِن میں سے عالمِ نباتات ہے جس کی نظیر انسان کے بال ہیں۔

اس سے عالمِ جمادات ہے جس کی نظیر وُہ ہیں جو انسان سے محفوظ نہیں ہوتیں۔

عالمِ نسَب

تو یہ ارض سے ہے۔ اِس کی نظیر سیاہ اور سفید سے، ہے اور علوان واکوان سے ہے۔

پھر کیف ہے۔ اِس کی نظیر صحیح وسقیم کی مثل احوال ہیں۔

پھر کمیت ہے۔ اِس کی نظیر پنڈلی ہے۔ جو ہاتھ سے لمبی ہوتی ہے۔

پھر اِین ہے۔ اِس کی نظیر سر کے مقام پر گردن اور ران کے مقام پر پنڈلی ہے۔

پھر زمان ہے۔ اِس کی نظیر ہاتھ کی حرکت کے وقت سَر کی حرکت ہے۔

پھر اضافت ہے۔ اِس کی نظیر یہ ہے میرا باپ اور مَیں اُس کا بیٹا ہوں۔

پھر وضع ہے۔ اُس کی نظیر میری لغت اور میرا لحَن ہے۔ پھر کہا جائے کہ اُس کی نظیر یہ ہے۔

پھر کھایا تو اُس کی نظیر یہ ہے۔ پھر سیر ہوا تو اُس کی نظیر یہ ہے اور اِن سے اُمہات میں صُورتوں کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ ہاتھی، گدھا، شیر اور صرصر ہے۔

اِس قوتِ انسانیہ کی نظیر وہ ہے جسے مذموم و محمُود سے معنوی صُورتیں قبول کرتی ہیں۔ یہ ذہین وہ ہاتھی، یہ غیر ذہین اور وہ گدھا ہے، یہ بہادر ہے وہ شیر ہے یہ بُزدل اور وُہ صرصر ہے۔

www.maktabah.org

اور اللہ ہی حق فرماتا ہے۔

اور وُہی راہ دِکھاتا ہے۔

الحمدللہِ چھٹے باب کا ترجمہ ختم ہُوا۔

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

باب ہفتم

اجسامِ انسانیہ کی پیدائش کی معرفت اور یہ دُوسری جنس عالمِ کبیر سے موجُود ہے اور آخری صنف مولدات سے ہے

نشأت حقيقة باطن الانسان ملكا قويا ظاهر السلطان
ثم استوت فی عرش آدم ذاته مثل استواء العرش بالرحمان
فبدت حقيقة جسمه فی عينها وبها انتهى ملك الوجود الثانی
وبدت معارف لفظه فی علمه عند الكرام وحامل الشنآن
فتصاغرت لعلومه أحلامهم وتكبر الملعون من شيطان
باؤوا بقرب اللّٰہ فی ملكوته الا الشويطن باء بالخسران

انسان کی پیدائش کی باطنی حقیقت ایک زبردست ظاہر سُلطان ہے۔ پھر اُس کی ذات نے آدمؑ کے عرش میں اُستواء کیا جس طرح رحمان نے عرش پر اُستواء فرمایا، اُس کے جسم کی حقیقت اُس کی عین میں ظاہر ہُوئی۔ اور اُس کے ساتھ وجُودِ ثانی کے مُلک کی انتہا ہوگئی۔ اُس کے عِلم میں اُس کے لفظ کے معارف ظاہر ہُوئے۔ بزرگی کے نزدیک اور دشمنی اُٹھانے والے کے نزدیک۔ اُس کے علُوم کے لئے اُن کی عقلیں چھوٹی ہوگئیں۔ اور شیطان تکبّر سے لعنتی ہوگیا۔ فرشتے قربِ الٰہی میں اُس کے ملکوت میں پلٹ آتے مگر شیطان خسارے کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔

www.maktabah.org

دُنیا کے ماہ وسال

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جاننا چاہیئے جب عالم طبعی کی عُمر سے زمان کی قید اور مکان کے حصر کے ساتھ ہماری دُنیا کے اکہتّر سال گذر جاتے ہیں۔ تو یہ مُدّت اس علم کے علاوہ گیارہ دن اور ایّام ذوالمعارج سے چھ دن ہے اور ایّام میں تفاضل واقع ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

ملائکہ اور جبریلؑ اُس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں۔ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔ المعارج آیت نمبر ۴۔

اور فرمایا!

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ الحج آیت ۴۷

ترجمہ: تیرے رَبّ کے نزدیک ایک دن ہزار سال کا ہے جو تم شمار کرتے ہو۔

سب سے چھوٹے دن وہ ہوتے ہیں جنہیں ہم اُس فلکِ محیط کی حرکت گنتے ہیں۔ جس کی رات میں دن کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ دن اہلِ عرب کے نزدیک سب سے چھوٹا دن ہے اور یہ فلکِ اکبر ہے۔ اور یہ اُس حکمت کے لئے ہے۔ جو افلاک کے جوف میں ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ رات اور دن میں اُس کی حرکت حرکتِ قسریہ ہے جس کے لئے تمام افلاک کو اُس کے غلبے نے گھیرا ہُوا ہے۔ ہر فلک کے لئے حرکتِ طبعیہ ہوتی ہے جس کے لئے اُس کے ساتھ حرکتِ قسریہ ہے تو ہر فلک اس کے علاوہ ایک وقت میں دو حرکتیں کرتا ہے۔ یعنی حرکتِ طبعیہ اور حرکتِ قسریہ اور ہر طبعی حرکت کے لئے ہر فلک میں ایک دِن مخصوص ہے۔ جس کی مقدار اُن ایّامِ حادثہ کے ساتھ فلکِ محیط سے شمار ہوتی ہے۔ جو اِس سے تعبیر ہوتا ہے۔ جیسا کہ

www.maktabah.org

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

مِمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی جس سے شمار کرتے ہو۔

تمام تر فلکِ محیط میں قطع ہوتے ہیں۔ جب وہ تمام کمال پر قطع ہو جاتے ہیں تو اُن کے لئے ایک دن ہوتا ہے اور وہ دورہ کرتا ہے پس اُن سے چھوٹے دن اٹھائیس یوم ہوتے ہیں جو تم شمار کرتے ہو۔ اور یہ مقدار فلکِ محیط میں چاند کی حرکت قطع ہونے کی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں میں یہ سات ستارے نصب کر رکھے ہیں تاکہ فلکِ محیط میں اُس کے فلک کا قطع کیا جانا دیکھا جا سکے تاکہ برسوں اور حساب کا علم ہو سکے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ — بنی اسرائیل آیت ۱۲

ترجمہ: اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جان لو۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا — بنی اسرائیل آیت ۱۲

ترجمہ: اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کر دی۔

ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ — الانعام آیت ۹۷

یہ زبردست جاننے والے کی تقدیر ہے

اِن سے ہر ستارے کا دن تقدیر کیا گیا ہے۔ اور ایک کو دوسرے پر اپنی طبعی حرکت کی تیزی کے مطابق چھوٹا یا بڑا فلک ہونے پر فضیلت حاصل ہے۔

کس کو کیسے پیدا فرمایا جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم اور لوح کو

www.maktabah.org

پیدا کیا تو اُن کا نام عقل اور رُوح رکھا اور رُوح کو دو صفتیں عطا کیں۔ صِفت عِلمیہ اور صفت عملیہ اور عقل کو اُس کا مُعلّم مقرّر فرمایا۔ اور مُشاہدۂ حالیہ سے فائدہ پہنچانے والا بنایا۔ جیسا کہ تُم بغیر نُطق کے چُھری سے کاٹنے کا کام لیتے ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جوہر کو نفس کے بغیر پیدا فرمایا اور یہ مذکورہ رُوح ہے جس کا نام ھبا ہے اور اُس کا یہ نام ہم نے حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہٗ کے کلام سے نقل کیا ہے۔

ھَبا کا لفظ عربی زبان میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''فَکَانَتْ ھَبَآءً مُّنْبَثًّا''۔

ایسے ہی جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہٗ نے اِس جوہر مُنْبَثًّا، کے معنیٰ کو جمیع طبعی صُورتوں میں دیکھا اور کِسی صُورت کو اِس سے خالی نہ پایا۔ کیونکہ کوئی صُورت نہیں ہوگی مگر اُس جَوہر میں تو اِس کا نام ''ھَبا'' رکھا۔ اور یہ ہر صُورت کے ساتھ اپنی حقیقت کے اعتبار سے غیر مُنقسِم، غیر تجزئی ہے اور نقص سے مُتّصِف نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ جیسا کہ ہر سفید میں بذاتہٖ اور حقیقتاً سفیدی موجود ہوتی ہے۔ اور یہ نہیں کہتے کہ اِس سفید سے جو سفیدی حاصل ہوئی ہے اُس میں کمی واقع ہو گئی ہے اور یہ مثل اِس جوہر کے حال کی ہے۔

فرشتوں کے مرتبے

اللہ تبارک و تعالیٰ سُبحانہٗ کی ذات اِن دو صِفتوں سے موصُوف رُوح کے درمیان ہے۔ ''ھبا'' کے درمیان چار مرتبے ہیں اور ہر مرتبہ چار فرشتوں کی منزل مقرّر ہے اور یہ فرشتے عالم عِلّیّین سے اَسفل السّافلین تک اللہ سُبحانہٗ کے علاوہ مقرّر ہیں اور ملائکہ سے ہر فرشتے کو وہ عِلم عطا کیا جاتا ہے جو عالم میں جاری ہے۔ پس اَعیان میں اللہ تعالیٰ نے جو چیز پہلے پیدا فرمائی۔ اور جس کا عِلم اِن ملائکہ سے

www.maktabah.org

تعلق رکھتا ہے اور اُن کی تدبیر جسمِ کُلّی سے ہے۔ وہ شکلِ اوّل ہے۔ جو اس جسم میں
میں گولائی کی شکل پر کھولی گئی یا وجود دائرے کی شکل میں ہے۔ کیونکہ یہ تمام شکلوں سے
افضل ہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایجاد وخَلق کے ساتھ تمام صنعت کی طرف رجوع
فرمایا۔ اور اپنی تمام مخلوق کو اِن ملائکہ کی مملکت مقرّر فرمایا اور اُنہیں دُنیا وآخرت
کے اُمور پر والی بنایا اور مخالفت سے معصوم ومحفوظ فرمایا جس میں اُن کا امر ہے۔
پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں خبر دی۔

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ — التحریم آیت ۶

ترجمہ: جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے

انسان کا اعزاز

جب جمادات ونباتات وحیوانات میں سے مولدات کی پیدائش کو دُنیاوی سال
کے حساب سے اکہتّر ہزار سال پُورے ہو گئے اور عالم کی ترکیب حکیمانہ طور پر مُرتّب
ہو گئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے موجود سے آخری مولود تک کسی زندہ کو اپنے
سامنے جمع نہیں کیا۔ سوائے انسان کے، اور وہ یہی نشاۃِ بدنیہ ترابیہ ہے۔
بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سِوا ہر ایک کو امرِ الٰہی یا ایک ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ آخرت
اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ — النحل آیت ۴۰

جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا۔ وہ
فوراً ہو جاتی ہے۔ تو یہ امرِ الٰہی سے ہے۔ اور حدیث میں وارد ہُوا ہے کہ اس
نے جنّتِ عدن کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اور تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور

www.maktabah.org

شجرِ طُوبیٰ کو اپنے ہاتھ سے لگایا اور آدمؑ کو جو کہ انسان ہے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا فرمایا۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی کی جہت سے فرمایا۔

مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ص آیت ۳۸

تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ کرے۔ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے فلکِ ادنیٰ کو پیدا فرمایا جو کہ ابھی فلکِ اوّل مذکور ہوا۔ اُسے بارہ قسموں پر تقسیم فرمایا۔ اور اُس کے نام رکھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ البروج آیت ۱

قسم آسمان کی جس میں برج ہیں۔

آسمانی برجوں کا تعارف

چنانچہ ہر قسم کو ایک برج بنایا اور یہ اقسام طبیعت میں چار کی طرف لوٹتی ہیں۔ پھر مکرر چاروں سے ہر ایک کو تین مقامات میں رکھا۔ اور اِن اقسام کو منازل اور راستوں کی طرح مقرر فرمایا۔ جن میں مسافروں کا نزول ہوتا ہے اور اِس میں وہ سیر اور سفر کرنے کے حال میں چلتے ہیں تاکہ اِن اقسام میں ستاروں کی سیر و سیاحت کے وقت منزل بنائیں۔ اُن کی سیاحت جسے اللہ تعالیٰ اُس فلک کے جوف میں ستاروں سے پیدا کرتا ہے۔ جسے وہ اپنی سیر کے وقت اِن برجوں میں قطع کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے قطع کرنے اور سیر کے وقت طبعی اور عنصری عالم سے جو چاہے کرے۔ اور اُنہیں برجوں کے فلک کی حرکت کے

www.maktabah.org

اثر پرنشانیاں بنایا پس اسے جان لیں۔

اِن کی تقسیم اِن چار طبعیتوں پر ہے۔

نمبر۱: حرارت و یبوست یعنی گرمی اور خشکی۔

نمبر۲: برودت و یبوست یعنی سردی اور خشکی۔

نمبر۳: حرارت و رطوبت یعنی گرمی اور تری۔

نمبر۴: برودت و رطوبت یعنی ٹھنڈک اور تری۔

اِن اقسام سے پانچویں اور نویں کو پہلی کی مثل اور چھٹی اور دسویں کو دوسری کی مثل اور ساتویں اور گیارھویں کو تیسری کی مثل اور آٹھویں اور بارہویں کو چوتھی کی مثل طبع میں مقرر فرمایا۔

یہ خلقتیں

اجسامِ طبعیہ کو اختلاف کے ساتھ اور اجسامِ عنصریہ میں بلا اختلاف اِن چاروں میں محصور فرمایا۔ یہ چاروں حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست ہیں۔ باوجود اس کے یہ چاروں اُمّہات ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن سے دو کو دو آخری وجودوں میں اصل مقرر فرمایا۔ پس خشکی گرمی سے اور تری سردی سے متاثر ہوئی۔ پس تری اور خشکی دو اسباب سے موجود ہیں اور وہ دو سبب گرمی اور سردی ہیں۔ لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ الانعام آیت ۵۹

ترجمہ: اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

کیونکہ مسبّب کے لئے وجودِ سبب لازم ہے یا وجودِ فاعل کا اثر انداز ہونا ضروری ہے۔ جیسے چاہیں کہہ لیں۔ سبب کے وجود سے مسبّب کا وجود لازم نہیں

www.maktabah.org

دَورۂ افلاک

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے فلک کو پیدا فرمایا تو وہ غیر معلوم مدّت تک دَورہ کرتا رہا۔ جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو عِلم ہے۔ کیونکہ اُس کے اُوپر اَجرام سے کوئی چیز محدود نہیں جس میں قطع ہو۔ کیونکہ اوّل اَجرام شفّاف ہیں۔ پس حرکات متحدّ داور امتیاز نہ کرنے والی ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے جوف میں کسی چیز کو پیدا نہیں فرمایا۔ پس تمیز کرنے والی حرکات اُس کے نزدیک منتہی ہیں۔ اگرچہ اُس کے جوف میں نہ ہوں۔ اور اگرچہ تمیز نہ بھی کرتی ہوں۔ کیونکہ وہ اطلس ہے۔ اُس میں کوئی ستارا اجزاء کی مشابہت نہیں رکھتا۔ پس اُس سے حرکتِ واحِدہ کی مقدار کو نہیں جانتا اور نہ تعیّن کرتا ہے۔ تو اگر اِس میں اُس کے تمام اجزاء کے لئے مخالف جُز ہو تو بِلاشک اُس کی حرکات کے ساتھ شمار ہو گی۔ ولیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے اندازہ وانتہا اور دَورے کو جانتا ہے۔ پس اس حرکت سے دن کو پیدا کیا اور اُس میں دن اور رات نہ تھے۔ پھر اِس فلک کی حرکات قائم رہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پینتیس ۳۵ فرشتوں کو پیدا فرمایا۔ اِن کے علاوہ سولہ ۱۶ فرشتوں کے بارے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد اکاون ۵۱ ہوتی ہے۔ مُنجملہ اِن فرشتوں کے حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام ہیں۔ پھر نَو سَو ۹ فرشتوں کو اور چار سَو ۴ کو اور ستّر فرشتوں کو پیدا کیا جن کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں اور اُن کی طرف وحی فرمائی اور جو امر اُن کے ہاتھوں پر اُس کی مخلوق میں جاری ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا
خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا مریم آیت ۶۴

www.maktubah.org

ہم فرشتے نہیں اُترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے۔ اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں اور اُن کے حق میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ

انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے

دارِ دُنیا کی تخلیق

یہ وُہ ملائکہ ہیں جن کے لئے خاص حکومت ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے اُن ملائکہ کو بھی پیدا فرمایا جو آسمانوں اور زمین کو معمور کرتے ہیں۔ آسمان و زمین میں کوئی مقام ایسا نہیں مگر اُس میں ایک فرشتہ ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیشہ انفاسِ عالم کے مطابق فرشتوں کو پیدا فرماتا ہے جو ہمیشہ سے ہیں اور جب اِس فلکِ اوّل کی حرکات منتہی ہو گئیں اور اُن کی مُدّت چوّن ۵۴۰۰۰ ہزار سال ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے دارِ دُنیا کو پیدا فرمایا اور اُس کے لئے معلوم مُدّت مقرر کی جو اُس پر منتہی ہو گی اور اُس کی صُورت ٹوٹ جائے گی اور ایک ایسی صُورتِ مخصوص کو تبدیل کرے گی جس کا آج مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

ترجمہ! یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی

دارِ آخرت کی تخلیق

جب اِس فلک کی حرکت کی مُدّت کو چھتیس ۳۶۰۰۰ ہزار سال گذر گئے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دارِ آخرت اور جنّت و دوزخ کو پیدا فرمایا جو اُس کے سعید

---

[۱] التحریم آیت ۶ [۲] ابراہیم آیت ۴۸

اور شقی دونوں طرح کے بندوں کے لئے ہے پس دُنیا اور آخرت کی تخلیق کے درمیان نو ہزار ۹۰۰۰ سال کی گنتی ہے اور اس کا نام آخرت اس لئے ہے کہ وہ دُنیا کی تخلیق کے بعد پیدا ہوئی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ط[1]

آپ کے لئے آخرت دُنیا سے بہتر ہے۔

جنّت کی چھت

آخرت کی مُدّت مقرّر نہیں فرمائی جو اُس کی طرف باقی ہو۔ کیونکہ اُس کے لئے ہمیشہ بقا ہے اور اس فلک کو جنّت کی چھت بنایا۔ اور اُس کے نزدیک عرش ہے۔ جس کی حرکت کا تعیّن نہیں اور نہ ہی وہ امتیاز کرتی ہے۔ پس اُس کی حرکت دائمی ہے۔ جو ٹوٹتی نہیں یعنی ختم نہیں ہوتی۔

ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے

تخلیق سے ہم نے جو ذِکر کیا ہے اُس کی خِلقت کا تعلّق وجودِ انسانی سے دوسرے قصد کا ہے جو کہ عالم میں خلیفہ اور نائب ہے۔ اور میں نے دوسرا قصد کہا ہے جب کہ پہلا قصد حق تعالیٰ کی معرفت اور اُس کی عبادت ہے جس کے لئے تمام عالم کو تخلیق کیا تو کوئی ایسی چیز نہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے۔

قصدِ ثانی اور قصدِ اوّل کے معنی تعلّقِ اِرادی ہے نہ کہ ارادہ کا حدوث، کیونکہ ارادہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے قدیمیہ ازلیہ صِفت ہے جس کے ساتھ اُس کی ذات تمام صِفات کی طرح مُتّصف ہے۔

www.maktabah.org

---

[1] الضحیٰ آیت ۴

خدا نے چراغاں کیا

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن افلاک و سماوات کو پیدا فرمایا اور ہر آسمان میں اُس کے مرتبے کے مطابق وحی کی اور اُمر فرمایا اور اُنہیں منور کیا اور اُن میں چراغاں کیا اور اُنہیں فرشتوں کے ساتھ آباد کیا اور اِن آسمانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حرکت عطا فرمائی تو وہ اطاعتِ الٰہی میں متحرک ہو گئے اور اپنی شان کے لائق اُس کی عبودیت میں کمال کے طالب ہوئے۔

آسمانوں کی اور زمین کی اطاعت کا فرق

کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں اور زمین کو بُلایا تو اُنہیں فرمایا۔ طوعًا و کرہًا میرے اَمر کی اطاعت کرو۔ جو دونوں کے لئے حَد ہے۔ دونوں نے کہا کہ ہم تیری اطاعت کرتے ہیں۔ پس وہ دونوں ہمیشہ کے لئے اطاعت گذار ہو کر حرکت کرنے لگے سِوائے اِس کے کہ زمین کی حرکت ہمارے نزدیک مخفی ہے اور زمین کی حرکت درمیانی گھیرے میں ہے۔ کیونکہ وُہ کُرّہ ہے۔ مگر آسمان اللہ تبارک و تعالیٰ کے حُکم کے نزدیک اطاعت گذار ہے۔ مگر زمین کی اطاعت تب ہُوئی۔ جب اُسے معلوم ہُوا کہ اُس کی ذات مقہور ہے اور اُس کے ساتھ لازمًا اطاعت کرنی پڑے گی۔ بقول اُس کے اُو کَرھًا۔ تو یہ اُس کی اطاعت کَرَھًا یعنی جبرًا ہے۔ پس ساتوں آسمانوں کو دو یوم میں بلند کیا اور ہر آسمان میں اپنے اَمر کو وحی کیا۔ اور زمین کو پیدا کیا اور مُولدات سے اُس میں قوتوں کا اندازہ کیا۔ اور اُن کی قوّتوں کے لئے خزانہ مقرر کیا۔ اور ہم نے نشاۃِ عالم کی ترتیب اپنی کتاب "عقلۃ المستوفز" میں بیان کی ہے۔

www.maktabah.org

کِس کو کِس سے پیدا کیا

قوتوں کی تقدیر سے پانی، ہَوا اور آگ کا وجُود ہے۔ اور جو اس میں بُخارات، بادل، بجلیاں، رَعد اور آثارِ علویہ ہیں۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

یہ ہے اندازہ زبردست علیم والے کا

اور جِنوّں کو آگ سے پیدا فرمایا اور برّی اور بحری پرندوں اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور زمین کے تعفّن سے حشرات الارض کو پیدا کیا۔ تاکہ ہمارے لئے ہَوا کو تعفّن کے بُخارات سے مُصفّا کر دیں۔ اگر وہ ہَوا میں مخلوط ہو جائیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں اور حیوانوں کو جو زندگی اور عافیت عطا فرمائی ہے وہ متاثر ہوتی اور لوگ ہمیشہ بیمار اور علیل رہتے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لُطف سے اِن تعفّنات کو دُور فرمایا جنہیں ہم بیماریاں اور علالتیں کہتے ہیں۔ جب مملکت قائم ہو چکی اور اِن تمام مخلوقات میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ خلیفہ کون سی جنس سے ہوگا جس کے وجُود کے لئے یہ مملکت بنائی ہے۔

جب مُلک بن گیا بادشاہ بنا دیا

جب وہ وقت آگیا جو اِس خلیفہ کو پیدا کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم میں تھا تو دُنیا کی عُمر سترہ ہزار گذر چکی تھی۔ اور آخرت کی عُمر جس کی کوئی انتہا نہیں اور اُس کے لئے دَوام ہے، سے آٹھ ہزار سال گذر چکے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بعض ملائکہ کو حکم دیا کہ زمین کی مٹّی کی تمام اجناس سے ایک ایک مُٹھی لے آئیں۔ تو وہ لے آئے۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے جو لوگوں کو معلوم ہے۔

www.maktabah.org

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سُبحانہٗ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کا خمیر بنایا۔
پس اُس کا ارشاد ہے۔

لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ص آیت ۷۵

جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

اور اُن ملائکہ سے جن کا ہم نے ذکر کیا ہر ایک کو حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کے لئے امانت عطا فرمائی اور اُنہیں فرمایا۔

"میں مٹی سے بشر کو بناؤں گا۔ اور یہ امانتیں اُس کے لئے ہیں جو تمہارے سپرد کی گئی ہیں۔ جب میں اُسے پیدا کروں تو تم میں سے ہر ایک اُسے واپس کر دے۔ پھر جب میں اُسے راست کروں اور اُس میں اپنی رُوح پھونکوں تو اُس کے حضور میں سجدہ ریز ہو جانا۔

اولادِ آدمؑ میں شقی بھی اور سعید بھی

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے طینتِ آدم کا خمیر کیا۔ یہاں تک کہ اُس کی خوشبو تبدیل ہو گئی۔ اور وہ مسنون ہے۔ اور یہ ہوا کی جزو ہے۔ جو نشاۃِ آدم میں موجود ہے۔

پھر حضرت آدم علیہ السّلام کی پُشت کو اُن کی ذُرّیت سے شقیوں اور سعیدوں کا مقام بنایا۔ اور جو اُس کی دونوں مٹھیوں میں تھا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کو ودیعت کر دیا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اُس کی دائیں مٹھی میں سعید اور دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں شقی تھے اور میرے رب کے دائیں ہاتھ متبارک میں جو لوگ تھے فرمایا کہ "وہ جنتی ہیں اور وہ اہلِ جنّت کے اعمال کریں گے۔ اور جو آگ کے لئے ہیں وہ اہلِ جہنّم کے اعمال کریں گے۔

www.maktabah.org

آدمؑ کو کیسے پیدا فرمایا

اللہ تعالیٰ نے طینتِ آدم کو ہر چیز ودلیعت کر دی اور اُس میں مجاورت۔ کے حکم کے ساتھ اضداد کو جمع کر دیا۔ اور اُنہیں حرکتِ مستقیمہ پر پیدا فرمایا اور یہ برُجوں سے سُنبلہ کے زمانہ میں ہُوا۔ اور اُس کے لئے شش جہات مقرر فرمائے۔ فوق، یعنی اُوپر جو اُس کے سَر کو ملتی ہے، تحت نیچے جو اُس کے مقابل ہے اور جو اُس کے دونوں پاؤں کو ملتی ہے۔ "یمین" یعنی دائیں جو ایک طرف ہے اور اُس کی قوتوں کو ملتی ہے۔ "شمال" یعنی بائیں جو مقابل ہے اور اُس کے ضعیف پہلو سے ملتی ہے۔ "امام" یعنی اگلی جو اُس کے چہرے سے ملتی ہے۔ "خلف" یعنی پچھلی جو اُس کے مقابل ہے اور پشت سے ملتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے صُورت عطا فرمائی اور اُس کے لئے درستگی کی۔ پھر اُس میں اپنی رُوح پھُونکی جو اُس کی طرف مضاف ہے۔ پس یہ پھُونک اُس کے اجزاء کے ارکان اخلاط میں جاری ہو گئی اور یہ ارکان صفراء، سوداء، خُون اور بلغم ہیں۔

صفراء۔ ناری رُکن سے ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس سے پیدا فرمایا اور فرمایا۔

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ الرحمٰن آیت

اور سوداء کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ میں نے اِسے مٹی سے پیدا کیا۔

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ الحج آیت ۵

میں نے اُسے مٹی سے پیدا کیا۔

خُون کو ہوا سے پیدا فرمایا اور فرمایا۔ مسنُون۔

www.maktabah.org

بلغم کو اُس پانی سے پیدا فرمایا جس سے مٹی کو گوندھا تھا۔

قوتوں کی تخلیق

پھر اُس میں قوتِ جاذبہ کو پیدا فرمایا جس سے وہ غذاؤں کو جذب کرتا ہے پھر قوتِ ماسکہ پیدا فرمائی جس کے ساتھ حیوان اپنی غذا کو روکتا ہے۔ پھر قوتِ ہاضمہ پیدا فرمائی جس کے ساتھ غذاء کو ہضم کرتا ہے، پھر قوتِ دافعہ پیدا فرمائی۔ جس کے ساتھ وہ اپنی ذات سے پسینہ، بخارات، ہوا، براز اور اس کی مثل فضلات کو دور کرتا ہے۔

رہا جاری ہونا مگر اُس کا حصّہ اور رگوں اور جگر میں خون کا تقسیم ہونا ہے۔ جو ہر جزو حیوان سے خالص کرتا ہے تو وہ قوتِ جاذبہ سے ہوتا ہے نہ کہ دافعہ سے جیسا کہ ہم نے کہا۔ قوتِ دافع جو نکالتی ہے وہ فضلات سے ہے نہ کہ اس کے علاوہ سے۔

پھر اس میں قوتِ غاذیہ، قوتِ منویہ، قوتِ حاسیہ، قوتِ خیالیہ، قوتِ وہمیہ، قوتِ حافظہ اور قوتِ ذاکرہ کو پیدا فرمایا۔ اور یہ تمام قوتیں انسان میں موجود ہیں۔ جس کے ساتھ وہ حیوان ہے نہ کہ صرف انسان، ان کے علاوہ چار قوتیں ہیں، قوتِ خیال، قوتِ وہم، قوتِ حفظ اور قوتِ ذکر یہ انسان میں حیوان سے زیادہ طاقتور ہیں۔ پھر آدم کو جو کہ انسان ہے قوتِ مصوّرہ، قوتِ مفکّرہ اور قوتِ عاقلہ سے مختص کیا۔ اور اُس کا حیوان سے امتیاز ہو گیا۔ اور یہ تمام قویٰ نفسِ ناطقہ کے لئے اس جسم میں آلات مقرر کیے جس کے ساتھ اپنے تمام محسوس اور معنوی منافع کی طرف پہنچ سکے۔

پھر اُسے دوسری پیدائش سے پیدا کیا اور وہ انسانیہ ہے۔ پھر ان

www.maktabah.org

قوتوں کے ساتھ اُسے زندہ، عالم، قادر، مُرید، متکلّم، سمیع، بصیر بنایا اُس حدِ معلوم مُعتاد تک جس میں وہ اکتساب کرتا ہے۔

فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

پس برکتوں والا اللہ احسن الخالقین ہے۔

ہر اسمِ الٰہی سے انسان کا حصّہ ہے

اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ اپنے جن اسماء سے موسُوم ہُوا۔ انسان کے لئے بھی ان میں سے ہر اسم کا حصّہ پیدا فرمایا۔ جو عالم میں اُسی قدر ظاہر ہُوا جس کے وہ لائق تھا اس لئے بعض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِس ارشاد کی اِن معنوں پر تاویل کی ہے

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ الحدیث

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صُورت پہ پیدا فرمایا

اور اُسے اپنی طرف سے اپنی زمین میں خلیفہ بنا کر اُتارا۔ کیونکہ زمین عالمِ اعلیٰ کے برعکس عالمِ تغیّر و استحالات ہے۔ چنانچہ اِس عالمِ ارضی میں تغیرات کی حیثیت سے احکام ہوتے ہیں۔ تو اُس کے لئے تمام اسمائے الٰہیہ کا حُکم ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ آسمان اور جنّت کی بجائے زمین میں خلیفہ ہُوا۔ پھر اُس کے حُکم سے اُسے علمِ اسماؔ دیا گیا اور فرشتوں کا مسجُود بنایا۔ مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اس کا تمام ذکر انشاء اللہ اپنے مقام پر آئے گا۔ کیونکہ یہ باب اجسامِ انسانیہ کی ابتدا کے ساتھ مخصوص ہے۔

اجسامِ انسانی کی ترکیب

اِس کی چار انواع ہیں۔ جسمِ آدمؑ، جسمِ حوّاؑ، جسمِ عیسٰیؑ اور اجسامِ بنی آدم۔

اِن چاروں میں سے ہر جسم کی پیدائش بسبب اُس کے ساتھ صُورتِ جسمانیہ

www.maktabah.org

اور رُوحانیہ کے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

ہم نے اِس کا سیاق دانتساہ اس پر رکھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کمزور عقل والے کو وہم ہو کہ قدرتِ الٰہیہ یا حقائق اِس نشاۃِ انسانیہ سے بغیر سببِ واحد کے بذاتہ نہیں ہُوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس شُبہ کا رَدّ کیا جس کے ساتھ آدم میں یہ نشاۃ انسانی اِس طریق سے ظاہر فرمائی جس کے ساتھ جسم حوّا کو نہیں ظاہر کیا اور جسم حوّا کو اُس طریق پر ظاہر فرمایا جس طریق پر اولادِ آدم کا جسم نہیں ظاہر فرمایا اور جس طریق پر اولادِ آدم کا جسم ظاہر فرمایا اُس طریق پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم نہ ظاہر فرمایا۔ جب کہ صِفت وحقیقت کے اعتبار سے اِن سب پر اسمِ انسان کا اطلاق ہوتا ہے۔

اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ البقرۃ آیت ۲۳۱

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اِن انواعِ اربعہ کی تخلیق کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کی سُورت حجرات میں بیان فرمایا۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی سُورۃ الحجرات آیت

اَے لوگو ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے۔

خَلَقْنٰکُمْ یعنی تمہیں پیدا کیا سے مُراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ مِنْ ذَکَرٍ یعنی مذکر سے مُراد حضرت حوّا علیہا السلام ہیں۔ وَاُنْثٰی یعنی مادہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُراد ہیں اور تمام ذکر واُنثیٰ سے مُراد بطریقِ نکاح وتولّد بنی آدم مُراد ہیں۔ تو یہ آیت جوامع الکلم اور اُس فصل الخطاب سے ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا کیے۔

www.maktabah.org

مَردعورت کی محبّت کی وجہ

جیساکہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسم ظاہر ہُوا تو اُس میں نکاح کی خواہش نہ تھی۔ جب کہ حق تعالیٰ کے علم میں ایجادِ تولّد اور تناسل و نکاح موجود تھا۔ اور یہ اِس دُنیا میں بقاءِ نوع کے لئے ہے۔

پس حضرت حوّا علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے نکالا۔ جس کے ساتھ مرد سے عورت کا درجہ چھوٹا قرار پایا۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ البقرۃ آیت

ترجمہ:- یعنی مردوں کا درجہ عورتوں پر اُونچا ہے۔

عورتیں مردوں کے درجہ کے ساتھ کبھی نہیں مِل سکتیں۔ عورت کا پسلی سے پیدا ہونا اپنے بیٹے اور شوہر سے میلانِ محبّت کے لئے ہے۔ پس مرد کا عورت پر شفقت کرنا اپنی ذات پر شفقت کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اُس کا جزو ہے۔ اور وُہ اُس کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اور پسلی میں جُھکاؤ اور ٹیڑھا پن ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے اُس مقام سے جہاں سے حضرت حوّا علیہا السلام نکلی تھیں اُن کی طرف خواہش کا مقام بنایا کیونکہ وجُود میں خلاء باقی نہیں رہتا۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے خواہش سے معمُور کر دیا تو حضرت آدم نے اُن کی طرف میلان کیا جیسے خود پر مائل ہُوا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اُن کی جزو تھیں اور وہ بھی اُن کی طرف مائل ہو گئیں۔ کیونکہ وہ اُن کا وہ مقام تھے جہاں سے اُن کی پیدائش ہوئی تھی۔ پس حضرت حوّا علیہ السلام کی حضرت آدم علیہ السلام سے محبّت حُبِ مقام تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کی اُن سے محبت اپنی ذات کی

www.maktabah.org

محبت تھی ۔ مرد کی محبت عورت کے لئے اس لئے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اُس کی عین ہے جب کہ عورت کو مرد کی محبت میں حیاء کی قوت عطا فرمائی گئی تو وہ اپنی محبت چھپانے پر طاقتور ہے کیونکہ اُس کا اس مقام سے اتحاد آدم کے اتحاد کی طرح نہیں جس کے ساتھ پسلی میں اُن تمام صورتوں کی تصویر دکھا دی ۔ جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں پیدا کرنا تھا ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کی پیدائش اس صورت میں تھی جیسا کہ نقاش مٹی اور برتن کو پکانے سے کرتا ہے ۔ اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کے جسم کی پیدائش اس طرح تھی جس طرح ترکھان لکڑی سے جیسی صورتیں چاہے بنا لیتا ہے ۔

جب حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو پسلی سے بنا کر اُن کی صورت قائم کر دی اور اُنہیں راست کر لیا تو اُن میں اپنی رُوح پھونک دی تو وہ زندہ بولتی ہوئی مؤنث ہو گئیں ۔ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ نے وجودِ انسانیہ کے لئے زراعت اور کھیتی کا مقام بنایا ۔ جو تناسل انسانی ہے ۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے اُن کی طرف اور اُنہوں نے اُن کی طرف سکون و آرام پایا ۔ وہ ان کا لباس تھیں اور وہ اُن کا لباس تھے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط البقرہ آیت ۱۸۷

وہ تمہارے لباس ہیں اور تم اُن کے لباس ہو ۔

ترکیبِ جسمِ انسانی

اس سے حضرت آدم علیہ السلام کے تمام اجزاء میں خواہش سرایت کر گئی تو آپ اُن کے طالب ہوئے ۔ جب وہ ملے اور رحم میں پانی ڈالا تو پانی کے نطفہ سے حیض کا خون ملا ۔ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورتوں پر لکھا ہے یعنی

www.maktabah.org

مقرر کیا ہے۔ پس اس جسم میں تیسرا جسم ہو گیا۔ یہ اُس طریق کے علاوہ تھا جس سے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کے جسموں کو پیدا کیا تھا۔

پس یہ تیسرا جسم ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدائش کو رحم میں ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف منتقل کیا۔ اور پانی کو نطفہ کی طرف اور نطفہ کو علقہ کی طرف اور علقہ کو مُضغہ کی طرف اور مُضغہ کو ہڈی کی طرف پہنچایا۔ پھر ہڈی کو گوشت پہنایا۔ پس جب نشاۃِ حیوانیہ پوری ہو چکی تو اس سے دوسری مخلوق پیدا کی۔ پس اُس میں رُوحِ انسانی پھونکی۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝

پس اللہ برکت والا احسن الخالقین ہے۔

اگر خوفِ طوالت نہ ہوتا تو ہم اُس کی تکوین کو رحم میں ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف بیان کرتے۔ اور اُن موکل فرشتوں کا ذکر کرتے۔ اور جو ارحام میں اِن صورتوں کے بنانے پر موکل ہیں یہاں تک کہ خروج ہو۔ لیکن ہماری غرض اُن اعلام کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اجسامِ انسانیہ کا تعلق ہے۔ اگرچہ حدّ و حقیقت اور حسیہ و معنویہ صورتوں میں ایک ہیں لیکن اسبابِ تالیف مختلف ہیں۔ شاید کوئی خیال کرے کہ یہ سببِ ذات کے لئے ہے تو یہ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ فاعلِ مختار کی طرف راجع ہیں۔ وہ جو چاہے کرے۔ اور وہ بغیر رکاوٹ اور قصور کے جیسے چاہے کرتا ہے۔ اس امر یہ دُوسرا امر ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا ہے۔

جب اہلِ طبعیات نے کہا کہ عورت کی منی سے کچھ نہیں ہوتا اور رحم میں جو

www.maktabah.org

جنین ہے وہ مرد کی منی سے ہے۔ اس لئے ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کی تکوین کو اس امر سے الگ رکھا ہے، اُن کی تکوین دُوسری ہے۔ اُن کی تدبیر رحم والدہ میں دوسرے بچوں کے اجسام کی طرح تھی۔ خواہ عورت کی منی سے تھی۔ لیکن روح اُن کے لئے پُورے مرد کی شکل کی صورت میں ظاہر ہُوا اور خواہ بغیر منی کے رُوح پھونکنے سے تھی۔ بہرحال وہ ایک چوتھا جسم ہیں۔ جو پیدائش اجسام میں الگ نوع ہے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ — آل عمران آیت ۶۵

اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثل آدمؑ کی طرح ہے جسے مٹی سے پیدا کیا۔

مٹی کی ضمیر حضرت آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو شبہ واقع ہو گیا تو فرمایا۔ اُن کی پیدائش کی صفت پیدائش کی طرح ہے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا اور فرمایا "کُن"، یعنی "ہو جا"۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی ماں کے شکم میں عادتِ جاریہ کے مطابق بچوں کی طرح نہیں رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نشانی بنانے کے لئے سُرعت سے پیدا فرمایا۔

اس کے ساتھ اُن اہلِ طبعیات کی تردید کی گئی ہے جو اُس طبیعت پر حکم دیتے ہیں جو اُنہیں عادتاً عطا کی گئی ہے۔ اور طبعی لوگ اسرار و تکوینات عجیبہ سے جو اِن پیدائشوں میں اللہ تعالیٰ نے وَدیعت کیا ہے اُسے نہیں مانتے۔ بعض اہلِ طبعیات اہلِ دانش حضرات نے اس طبیعت میں انصاف کی بات کہی ہے کہ ہم اِسے نہیں جانتے۔ مگر جو ہمیں خاص طور پر عطا کیا ہے اُسے جانتے ہیں۔ اور اس کا ہمیں علم نہیں۔ ہم نے اجسامِ انسانیہ کی ابتداء کا ذکر کیا ہے۔

www.maktabah.org

عقل کیسے پیدا ہوئی

ہم نے اجسامِ انسانیہ کی ابتدار کا ذکر کیا اور وہ چار مختلف پیدائشیں ہیں جو ہم نے مقرر کیں۔ اور یہ آخری مولدات ہیں۔ اُس کی نظیر عقلِ اوّل ہے جس کے ساتھ اِس کا رابطہ ہے۔ کیونکہ وجود دائرہ ہے اور ابتدائے دائرہ عقلِ اوّل کا وجود ہے اِس میں حدیث وارد ہوئی ہے کہ۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ۔ الحدیث

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا

اور عقلِ اوّل اجناس سے ہے اور پیدائش کی انتہا تخلیقِ جنسِ انسانی پر ہے بس دائرہ مکمل ہُوا تو انسان عقل کے ساتھ مُتّصل ہو گیا۔ جیسا کہ دائرہ کا آخری حصّہ پہلے حصّے سے مل جاتا ہے تو یہ دائرہ ہے۔ اور دائرہ کے دونوں گوشوں کے درمیان اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجناسِ عالم سے جو کچھ تخلیق فرمایا وُہ عقلِ اوّل کے درمیان ہے اور عقلِ اوّل قلم بھی ہے اور انسان کے درمیان ہے جو آخری موجود ہے۔

جب کہ خطوط نقطہ سے خارج ہوتے ہیں جو محیط دائرہ کے وسط میں ہے اور وہ محیط سے ہر جُزو کے لئے مساوات پر نکلتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی نسبت تمام موجودات کی طرف نسبتِ واحدہ ہے اور یہاں ہرگز تغیّر واقع نہیں ہوتا۔ تمام تر اشیاء اُسی کی طرف دیکھ رہی ہیں اور اُس امر کو اُسی سے قبول کرتی ہیں جو نظرِ اجزائے محیط نقطہ کی طرف عطا کرتی ہے۔

انسان خیمۂ افلاک کا ستون ہے

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ صورتِ انسانیہ

www.maktabah.org

خیمہ کے درمیانی ستون کی صورت حرکت کے ساتھ قائم فرمائی اور اُسے آن آسمانوں کے قُبّہ کے لئے مقرر فرمایا. اور اللہ تعالیٰ نے اِس ستون کے ساتھ آسمانوں کو تھام رکھا ہے، جب یہ صورت نہ رہے گی اور زمین پر کوئی متنفس باقی نہ رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا. تو یہ وہ وقت ہے. جب مضبوطی قائم نہ رہے گی. کیونکہ ستون زائل ہو جائے گا اور وہ انسان ہے. جب انتقالِ انسان کے ساتھ یہ عمارت دارِ آخرت کی طرف منتقل ہو جائے گی تو اِس منتقلی کے ساتھ دنیا برباد ہو جائے گی.

انسان مقصودِ خداوندی ہے

ہمیں قطعی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ انسان عالم سے اللہ تعالیٰ کا عین مقصود ہے اور یہ خلیفہ برحق ہے. اور یہ ظہورِ اسمائے الٰہیہ کا محل ہے. اور یہ تمام ہے مَلَک و فلک، رُوح و جسم، طبعیات و جمادات اور نباتات و حیوانات سے حقائق عالم کا جامع ہے. اِس کا جسم و حُجم چھوٹا ہوتے کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس کے حق میں کہا ہے.

"لوگوں کے پیدا کرنے سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا بڑا ہے کیونکہ انسان آسمان و زمین سے پیدا ہوتا ہے. تو وہ دونوں اُس کے لئے ماں باپ کی طرح ہیں."

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس کی قدر بلند فرمائی لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے اور رحم میں نہیں لوٹایا کیونکہ یہ معلوم و محسوس ہے. مگر اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے اُبتلاء و آزمائش میں ڈالتا ہے جس میں مخلوق سے کسی کو نہیں ڈالتا. اِس لئے اُس کی توفیق کے مطابق اس ابتلاء کے ذریعہ سے اُسے سعید یا شقی قرار دیتا ہے. اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس میں ایک قوّت پیدا کی ہے جس کا نام فکر ہے جس کی بنائے پر یہ امتحان میں ڈالا جاتا ہے. اِس قوّت کو اُس قوّت کا خادم بنایا جس کا نام عقل ہے

www.maktabah.org

اور عقل کو فکر پر زبردستی سرداری دی کہ وہ اس چیز کو اخذ کرے جو اُسے فکر سے ملے اور فکر کے لئے مجال نہیں کہ وہ کوئی چیز قوتِ خیالیہ کے بغیر حاصل کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوتِ خیالیہ کو قوتِ احساس کا محل بنایا اور اس کے لئے ایک اور قوت بنائی جو قوتِ مصوّرہ ہے پس قوتِ خیالیہ میں وہی حاصل ہوتا ہے جو اُسے قوتِ حس یا قوتِ مصوّرہ عطا کرتی ہے اور قوتِ مصوّرہ کا مادہ محسوسات سے صورتیں ترتیب دیتا ہے اور اُس کی عین نہیں لیکن اُس کے تمام اجزاء حس میں موجود ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ عقل کو ساذجا پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے نزدیک علوم نظریہ سے کوئی چیز نہیں اور فکر کے لئے کہا گیا کہ جو اس میں قوتِ خیالیہ ہے اُس سے حق و باطل کی تمیز کرلو۔ چنانچہ اُس کے لئے حسبِ واقع نظر آتا ہے تو اُسے کبھی شبہ حاصل ہوتا ہے اور کبھی اُسے اس کے ساتھ دوسرے علم سے دلیل حاصل ہو جاتی ہے لیکن اُسے اپنے گمان میں دلائل سے شبہ کی صورتوں کا عالم ہوتا ہے اور وہ اُس مواد کی طرف نہیں دیکھتا جن سے علوم حاصل کرنے میں سند پکڑتا ہے۔

پس وہ اُس سے عقل کو قبول کرتا ہے جس کے ساتھ اس علم سے اُس کی جہالت میں اضافہ ہوتا ہے جو متقارب نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عقل کو اپنی معرفت کا مکلف کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے نہ کہ اس کے غیر کی طرف۔ اور عقل اُس نقیض سے ارادۂ الٰہی کو بھانپ لیتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا[1] لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝[2]

"تو یہ فکر کی طرف سند ہے۔ اور اُسے امام بنایا۔ جس کی اقتداء کی جاتی ہے۔"

---

[1] الروم آیت ۸ [2] یونس آیت ۲۴

www.maktabah.org

اہلِ اللہ عجز سے معرفت حاصل کرتے ہیں

وہ شخص اپنی مُراد میں فکر کے ساتھ حق تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے کہ وہ اُسے فکر کرنے کے لئے مخاطب فرماتا ہے پھر وہ اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بری ہو جاتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے کوئی راستہ نہیں۔ پھر اُس پر یہ امر منکشف ہو جاتا ہے جس پر وہ ہے۔

پس ہر عقل اُس کا فہم نہیں رکھتی۔ مگر یہ عقول اللہ تبارک وتعالیٰ کے انبیاء اور اولیاء کے لئے مخصوص ہیں۔

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے اُن کی ذُریّت کو مُٹھی میں لے کر گواہ بنایا تھا تو کیا اُنہوں نے اپنے افکار سے بلیٰ یعنی ہاں کہی تھی۔ نہیں خدا کی قسم نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اُنہیں اُن کی پشتوں سے لیتے وقت اپنی گواہی پیش فرمائی۔ جب وہ اپنی مُفکرہ قوتوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت میں اُخذ کرنے کے لئے رجوع کرتے ہیں تو معرفتِ الٰہیہ میں ایک حکم پر کبھی جمع نہیں ہوتے اور ہر طائفہ ایک مذہب کی طرف چلا جاتا ہے اور جمالِ الٰہی میں کثرت سے گفتگو کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں انتہائی جرأت سے کام لینے لگے۔

یہ سب کچھ اِس ابتلاء سے ہے جس کا ذکر ہم نے انسان میں اُس کی فکر کی تخلیق سے کیا۔

اہلِ اللہ جو اپنی معرفت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ مکلّف فرمائے ہیں۔ وہ اُس کی طرف محتاج ہیں اور جانتے ہیں کہ اُن سے مُراد اِس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے اور اُن میں سے ہر حال میں اِس اَمر کے قائل ہیں کہ وہ پاک ہے جس نے اپنی معرفت کا راستہ سوائے عجز کے اور کوئی نہیں ٹھہرایا۔

www.maktabah.org

اُن میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ درکِ الادراک سے عاجز ہونا ہی اِدراک ہے۔

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ الٰہی!

"میں تجھ پر ثناء کا شمار نہیں کر سکتا۔"

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ آیت ۱۱۰ سورۃ طٰہٰ

"لوگ اُس کے عِلم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔"

پس معرفتِ الٰہیہ میں اللہ کی طرف رجُوع کرتے ہیں اور اِس مرتبہ میں فِکر کو چھوڑ دیتے ہیں اور اُس کا حق ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس اَمر میں فکر کرنے کا حق نہیں پہنچتا اُسے نقل نہیں کیا۔ اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر کرنے سے روک دیا گیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات میں فکر کرنے سے ڈراتا ہے۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ اُنہیں اپنی معرفت عطا کرتا ہے۔ جو عطا کرتا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے مشاہدہ کرواتا ہے۔

اور وہی مظاہرہ ہے جو اُنہیں مشاہدہ کرواتا ہے۔ اور وہ جان لیتے ہیں کہ جو طریقِ فکر سے عقلاً محال ہے۔ نسبتِ الٰہیہ سے محال نہیں۔ جیسا کہ اُس کا ذِکر اِس زمین کے باب میں آئے گا۔ جسے حضرت آدم علیہ السّلام وغیرہ کی باقی مٹی سے تخلیق کیا گیا۔

ذِی عقل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا فرماں بردار ہے اور جان لے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے آگے کوئی اَمر محال نہیں۔ اُس کا

www.maktabah.org

اقتدار نافذ ہے۔ اور وہ وسیع عطا کرنے والا ہے۔ اُس کے پیدا کرنے میں کوئی تکرار نہیں بلکہ وہ سب عالم امثال میں ایک ہی جوہر میں پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں وہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اُس کی مرضی ہے کہ انہیں باقی رکھے یا انفاس کے ساتھ فنا کر دے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؕ ال عمران آیت ۱۸

نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ساتویں باب کا ترجمہ ختم ہوا۔

---

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

باب ہشتم

" اس زمین کی معرفت جو حضرت آدم علیہ السّلام کے خمیر کی باقی طینت سے پیدا کی گئی۔ یہی زمین حقیقت ہے اور بعض اُن عجائب و غرائب کا بیان، جو اِس میں ہیں "۔

یاأخت بل یاعمتی المعقوله	أنت الامیمة عندنا المجهوله
نظر البنون الیك أخت أبیهمو	فتنافسوا عن همة معاوله
الا القلیل من البنین فانهم	عطفوا علیك بأنفس مجبوله
یاعمتی قل کیف أظهر سرّه	فیك الاخ محققات تنزیله
حتی بدا من مثل ذاتك عالم	قد یرتضی رب الوری توکیله
أنت الامامة والامام أخوك والمأ	موم أمثال له مسئوله

اَے بہن بلکہ اَے میری پھوپھی! تُو ہمارے نزدیک غیر معرُوف چھوٹی ماں ہے۔ بیٹوں نے تیری طرف اپنے باپ کی بہن کی نظر سے دیکھا بس ہمّتِ معلُول سے رغبت کرنے لگے۔ مگر تھوڑے بیٹوں نے تجھ پر نفسِ مجبولہ سے عطف کیا۔

اَے پھوپھی، بتا! تیرے بھائی نے تجھ میں اپنا بھید کیسے ظاہر کیا جس کا ذِکر تنزیلِ الٰہی میں محقّق ہے۔ یہاں تک کہ تیری ذات کی مِثل ایک عالم ظاہر ہُوا۔ رَبّ العزّت تیری توکیل سے راضی ہے۔ تُو امامہ ہے اور تیرا بھائی امام ہے اور اُس کی مِثل اقتدا کرنے والے اُس کے برابر ہیں۔

www.maktabah.org

مخصوص زمین

جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور وہ پہلا انسانی جسم ہے اس جسم کو اجسامِ انسانیہ کے وجود کے لئے اصل قرار دیا۔

حضرت آدم علیہ السّلام کے خمیر کی جو مٹی باقی بچی اُس سے کھجُور کا درخت پیدا فرمایا تو یہی کھجُور حضرت آدم علیہ السّلام کی بہن ہے اور یہی ہماری پھُوپھی ہے۔ شریعت نے بھی اس کا نام پھُوپھی رکھا۔ اور اس کی تشبیہہ مومن کے ساتھ دی۔ دوسری نباتات کے برعکس اس کے عجیب اسرار ہیں اور اس کھجور کی تخلیق کے بعد سمسمہ کی مقدار پوشیدگی میں مٹی بچی اُس میں وسیع زمین کو کھینچا۔

جب عرش کو مقرر فرمایا اور جو اُس کے اِردگِرد آسمان، زمینیں کرسی، تحت الثریٰ اور تمام جنتیں اور دوزخ ہیں اس زمین میں پیدا کئے گئے۔ یہ سب اس میں ایسے ہیں جیسا کہ زمین کے جنگل میں زنجیر کا ایک چھوٹا سا حلقہ، اور اس زمین میں ایسے عجائب وغرائب ہیں جن کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور اِس امر سے عقلیں حیران ہیں۔ اِس کے ہر نفس میں اللہ تبارک وتعالیٰ عوالم پیدا فرماتا ہے۔ جو روز وشب خُدا کی تسبیح میں لگے ہُوئے ہیں۔ اور غافل نہیں ہوتے۔ اِس زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت ظاہر ہے اور دیکھنے والے کے نزدیک یہ عظمت اور بھی زیادہ ہے۔ اور کثیر محالاتِ عقلیہ جن پر صحیح عقلی دلیل قائم ہو چکی ہے وُہ اس زمین میں موجود ہیں۔ اور یہ عارفوں اور عُلماء باللہ کی نظروں کو نواز رہی ہے اور وُہ اُس میں جولانی دکھاتے ہیں۔

ایک روایت

جُملہ عوالم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری صُورتوں پر عالم

www.maktabah.org

پیدا فرمائے۔ جب عارف اِن کو دیکھتا ہے تو اِس میں اپنی ذات کا مشاہدہ کرتا ہے۔
حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اِس کی مثل کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں اِس حدیثِ کعبہ میں روایت آئی ہے کہ یہ چودہ گھروں میں سے ہے۔ ساتوں زمینوں سے ہر زمین میں ہماری مثل مخلوق ہے یہاں تک کہ اُن میں میری طرح ابنِ عباس موجود ہے۔ اہلِ کشف کے نزدیک یہ روایت سچّی ہے۔

اَور بھی زمینیں ہیں

ہم زمین اور اُس کی وُسعت اور اُس کے عوالم کی کثرت اور اُس میں مخلوقات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اِس سے اِس میں عارفوں کے لئے تجلّیاتِ الٰہیہ وارد ہوتی ہیں۔

ایک عارف نے مجھے اِس اَمر کی خبر دی ہے جسے میں مشاہدہ سے جانتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ میں ایک روز اُس زمین کی ایک مجلس میں داخل ہوا جس کا نام مجلسِ رحمت تھا۔ میں نے اُس سے عجیب مجلس کبھی نہیں دیکھی۔ میں اُس میں تھا کہ مجھ پہ تجلّیِ الٰہی ظاہر ہوئی اور اُس تجلّی نے مجھے پکڑا نہیں یعنی بے ہوش نہیں کیا بلکہ میں اُس کے ساتھ باقی رہا۔ اور یہ اُس زمین کی خاصیت ہے کیونکہ اِس دُنیا میں اِن ہیکلوں کی جو تجلّیاتِ الٰہیہ انبیاء و اولیاء پر وارد ہوتی ہیں وُہ اُنہیں اِن کے دیکھنے سے از خود رفتہ کر دیتی ہیں۔

اَیسے ہی بُلند آسمانوں کے عالم اور کُرسی اور عالمِ عرشِ محیطِ اعلیٰ اور اُس کے مکینوں پر جب تجلّیاتِ الٰہیہ وارد ہوتی ہیں۔ تو اُنہیں ہوش و خرد سے بیگانہ کر دیتی ہیں۔ چنانچہ جب یہ زمین صاحبِ کشف عارف کو حاصل ہوتی ہے تو اُس کے لئے واقع ہونے والی تجلّی اُسے شہود سے غافل نہیں کرتی اور نہ اُسے

www.maktabah.org

اُس کے وجُود سے بے بہرہ کرتی ہے اور اُس کی رؤیت اور گفتگو کے درمیان اجتماع قائم رہتا ہے۔
اُس نے کہا! اُس مجلس میں میرے لئے ایسے امور و اسرار کا اتفاق ہُوا۔ جن کے دقیق معانی اور عدمِ وصُول ادراکات کی بنا پر بیان کی گنجائش نہیں۔ اِس سے پہلے کہ انسان اِن مشاہد کی مِثل اُس کا خود مشاہدہ کرے۔ اُس زمین میں گُلستان، باغات، حیوانات و معدنیات کا اندازہ سِوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں لگایا جاسکتا۔

وہاں بھی زندگی ہے

اُس زمین میں جو چیز ہے زندہ اور ناطِق ہے اور اُس کی حیات و نُطق ہماری دُنیا کی اشیاء میں زندگی اور نُطق کی طرح ہے اور وہ اشیاَ باقی ہیں نہ فنا ہوتی ہیں اور نہ تبدیل ہوتی ہیں اور نہ اُن کے عالموں کو موت ہے۔ اور وہ زمین طبعیہ اور طینیتِ بشریہ کے اجسام سے کسی چیز کو قبُول نہیں کرتی۔ سِوائے اِس کے عوالم کے یا بالخصوص ہمارے عالمِ ارواح کو قبُول کرتی ہے۔
جب عارف اُس میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اپنی ارواح کے ساتھ داخل ہوتے ہیں نہ کہ جسموں کے ساتھ۔ پس وہ اپنے ہیکل اسی دُنیا کی زمین میں چھوڑ دیتے ہیں اور مجرّد ہوتے ہیں۔ اُس زمین میں عجیب و غریب صُورتیں ظاہر یا پیدا ہوتی ہیں جو اِس عالم کے راستوں کی گلیوں کے سرِ راہ کھڑی ہوتی ہیں جس میں ہم بستے ہیں اور وہ جو زمین و آسمان اور جنّت و دوزخ میں رہتے ہیں۔

وہاں داخلہ کیسے ہوتا ہے

جب ہم سے کوئی عارف وہاں جانا چاہتا

www.maktabah.org

ہے یا نوعِ انسانیہ یا جنّ اور فرشتہ یا اہلِ جنّت سے بشرطِ معرفت اِس میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اپنے جسمانی ہیکلوں سے مجرّد ہو جاتا ہے۔ اور اُن صُورتوں کو گلیوں کے سروں پر پاتا ہے جس کے ساتھ وہ مؤکل قائم ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِسی شغل کے لئے کھڑا کر رکھا ہے۔ اور اُن میں سے کوئی ایک اِس داخل ہونے والے کی طرف لپکتا ہے۔ اور اُس کی قدر و منزلت کے مطابق لباس پہناتا ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس زمین میں چکر لگاتا ہے۔ اور اُس سے جہاں چاہتا ہے لیٹ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مصنوعات میں عبرت پکڑتا ہے۔ اور وہ کسی حجر و شجر وغیرہ اور کسی چیز کے پاس سے نہیں گذرتا۔ کہ وہ اُس سے کلام کا ارادہ کرے مگر ہر چیز اُس سے کلام کرتی ہے۔ جیسا کہ اُس کا ساتھی شخص کلام کرتا ہے اُن لوگوں کی مختلف زبانیں ہیں اور اُس زمین کو یہ خاصیت عطا کی گئی ہے۔ کہ اِس میں جو شخص داخل ہوتا ہے اُس میں بولی جانے والی تمام زبانوں کو سمجھ لیتا ہے۔ جب وہاں سے وہ اپنی ضرورت پُوری کرنے کے بعد واپسی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کا ساتھی اُسے اُس مقام پر واپس لے آتا ہے جس مقام سے وہ داخل ہُوا تھا۔ اور جب اُسے نکالتا ہے تو اُس کا وہ لباس اُتار لیتا ہے جو اُسے پہنایا تھا اور اُس سے واپس لوٹ جاتا ہے۔ اور اُسے دلائل و علوم حاصل ہوتے ہیں اور اُس میں اُس کا عِلم باللہ زیادہ ہوتا ہے جو کہ مشاہدہ کے وقت نہیں ہوتا۔

مَیں نے اُس زمین میں حاصِل ہونے والے فہم کی سرعت اور کہیں نہیں دیکھی اور ہمارے نزدیک اُس دار اور اُس نشاۃ میں جو کچھ ظاہر ہُوا ہے وہ اِس قول کے بالعکس ہے جس کا ہم نے مشاہدہ کیا اور اُسے بیان نہیں کیا۔

www.maktabah.org

دُوسرے کا وجُود اپنانا

اِن میں سے ایک بات یہ ہے جو اوحدالدین حامد بن ابی فخر کرمانی نے بیان کی۔ اللہ تعالیٰ اُس کی موافقت فرمائے۔ اُس نے کہا: میں نوجوانی کے وقت ایک بزرگ کا خادم تھا۔ شیخ پیچش کا بیمار ہو گیا۔ جب ہم تکریت کے مقام پر پہنچے تو میں نے کہا: یاسیدی! مجھے چھوڑ دیں تاکہ میں راستے سے سنجار کے دواخانے کے مالک سے آپ کے لئے پیچش روکنے کی دوا لے آؤں۔ جب اُنہوں نے میرے دل کی جلن کو دیکھا تو مجھے کہا! اُس کی طرف جا سکتے ہو۔ کہا کہ جب میں اُس صاحبِ سبیل کی طرف گیا تو وہ خیمہ میں بیٹھا ہُوا تھا اور لوگ اُس کے سامنے کھڑے تھے اور اُس کے سامنے شمع جل رہی تھی، نہ تو وہ شخص مجھے پہچانتا تھا اور نہ میں اُسے پہچانتا تھا۔

جب اُس نے مجھے لوگوں میں کھڑے دیکھا تو میری طرف اُٹھ کر آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر میرا اکرام کیا اور مجھ سے میری حاجت دریافت کی۔

میں نے اُسے شیخ کا حال بتایا۔ تو اُس نے دُوا حاضر کی اور مجھے دے دی اور وہ میرے اعزاز کے لئے میرے ساتھ باہر آیا اور اُس کے خادم نے شمع اُس کے آگے کر رکھی تھی۔ میں خوفزدہ تھا کہ شیخ نے اُسے دیکھ لیا تو اُس میں حرج واقع ہو گا۔ پس میں نے اُسے قسم دی اور وہ واپس ہو گیا۔

میں نے شیخ کی طرف واپس آکر اُنہیں دوا دی اور اُن سے صاحبِ سبیل امیر کا اپنی عزت افزائی کرنا بیان کیا۔

شیخ نے تبسّم کناں ہو کر مجھے فرمایا! اے بیٹے جب میں نے تیری جاں سوزی کو دیکھا۔ تو تجھ پر شفقت کرتے ہُوئے تجھے اجازت دے دی۔ جب تُو چلا گیا تو میں خائف ہُوا کہ کہیں امیر تیرے عدمِ استقبال سے تجھے رُسوا نہ

www.maktabah.org

کر دے۔ چنانچہ میں اپنے اس ہیکل سے مجرّد ہو کر اُس امیر کے ہیکل میں داخل ہو گیا اور اُس کے مقام میں بیٹھ گیا۔

پس جب تم آئے تو میں نے تمہارا اکرام کیا۔ اور تمہارے ساتھ وہ سلوک کیا جو تُم نے دیکھا۔ پھر میں اپنے اس ہیکل میں لوٹ آیا اور مجھے اِس دوا کی ضرورت نہیں اور نہ میں اسے استعمال کروں گا۔

کستوری کا خِطّہ

جب یہ شخص دوسری صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ تو اُس زمین کے رہنے والے کیسے ہوں گے۔ مجھ سے ایک عارف نے کہا کہ جب میں اُس زمین میں داخل ہُوا تو وہاں اُس زمین کا ایک خِطّہ دیکھا جو سارے کا سارا عطر کستوری تھا۔ اگر اِس دُنیا میں ہم میں سے کوئی اُسے سُونگھ لے تو خُوشبو کی قوت سے ہلاک ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ لمبا کرنا چاہے لمبا ہوتا ہے۔

سونے کی زمین

میں اُس زمین میں زمین کے ایک ایسے خطّے میں داخل ہُوا جو سُرخ اور نرم سونے کا تھا۔ اُس کے تمام درخت سونے کے تھے۔ اُس کے تمام پھل سونے کے تھے۔ پس اگر کوئی وہاں سے سیب یا دُوسرا پھل لے کر کھائے تو اُس میں میں ایسی لذّت، حُسن اور خوشبو پائے گا جس کا وصف بیان کرنے والا وصف بیان نہیں کر سکتا۔

جنّت کے پھل اِس سے قاصر ہیں تو دُنیا کے پھل کیسے مقابلہ کریں گے۔ اُن کے جسم شکل اور صُورت سونے کی تھی اور صُورت و شکل ایسی تھی جیسا کہ

www.maktabah.org

ہمارے ہاں پھل کی شکل و صورت ہوتی ہے۔ اور اُن کی لذت مختلف ہے۔ اور اُس پھل میں نقش بدیع اور زینتِ حسن ایسی ہے جس کا گمان نہیں کیا جا سکتا اور اُس کا مشاہدہ آنکھ بھی کر سکتی ہے۔

مَیں نے اُس کے پھل اِتنے بڑے بڑے دیکھے کہ اگر انہیں آسمان و زمین کے درمیان ٹھہرایا جائے تو اہلِ زمین اُس کے نیچے چھپ جائیں اور آسمان کو نہ دیکھ سکیں اور اگر اُسے اِس زمین پر ٹھہرایا جائے تو یہ زمین اُس کی متحمل نہ ہو سکے۔ کیونکہ وُہ اِس سے بڑا ہے اور جب اُسے کھانے کے ارادے سے مٹھی میں لیا جائے تو وُہ اِس ہاتھ میں آجاتا ہے۔ وُہ ہوا سے زیادہ لطیف ہے۔ باوجود اِس بڑائی کے وہ ہاتھ میں سما جاتا ہے اور یہ وُہ امر ہے جو یہاں ہماری نظر میں محال ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اِس کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے اِس کی حکایت بیان کرتے ہُوئے کہا کہ بڑی چیز چھوٹی چیز پر اِیراد کر سکتی ہے۔ بغیر اِس کے کہ چھوٹی کو بڑی یا بڑی کو چھوٹی یا وسیع کو تنگ یا تنگ کو وسیع کیا جائے۔

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا کہ سیب کی بڑائی باقی رہتی ہے اور اُس پر چھوٹے ہاتھ کے ساتھ مٹھی میں لینا اور احاطہ کرنا موجود رہے۔

کیفیت مشہودہ غیر معروف ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اِس کے ساتھ حق تعالیٰ منفرد ہے۔

ہمارے نزدیک زمانے کا ایک دن اُن کے نزدیک کئی سالوں کی مدت ہوتا ہے اور اُس زمین کے زمانے مختلف ہوتے ہیں۔

چاندی کا خطہ کہا کہ مَیں اُس زمین میں زمین کے ایک ایسے خطے میں گیا

www.maktabah.org

جو سفید چاندی کی صورت تھا۔ اور اُس کے درخت، نہریں اور لذت والے پھل سب کے سب چاندی کی شکل کے تھے۔ اور وہاں رہنے والوں کے تمام اجسام چاندی کے تھے۔ ایسے ہی وہاں کی ہر زمین کے درخت، پھل، نہریں اور دریا اُسی جنس سے پیدا کئے گئے تھے۔ جب اُن پھلوں کو کھایا جائے تو اِن میں لذت اور خوشبو دُوسری تمام کھائی جانے والی چیزوں کی مثل ہوتی ہے۔ باوجودیکہ اِن کی لذت کی توصیف نہیں کی جاسکتی اور نہ بیان کی جاسکتی ہے۔

کافوری خطّہ

مَیں اِس زمین کے ایک سفید کافوری خطّہ میں داخل ہُوا اور اُس کے بعض مقامات آگ سے زیادہ گرم تھے جس میں انسان داخل ہو کر جلتا نہیں۔ بعض مقامات معتدل اور بعض ٹھنڈے تھے۔ اور اِن زمینوں سے وہاں کی زمین بڑی ہے۔ یہ مقامات اُسی بڑی زمین میں ہیں۔ اگر اِس میں آسمان رکھا جائے تو صحرا میں پڑی ہُوئی انگوٹھی کی طرح ہوگا۔

اور جو کچھ اِن تمام زمینوں میں ہے میرے نزدیک بہت اچھا ہے اور میرے مزاج سے زعفران کی زمین کا خطّہ زیادہ موافقت رکھتا ہے۔

اُس زمین کے عجائب و غرائب

مَیں نے دُنیا کی کسی زمین میں وہاں کے عالم میں زیادہ ہشاش بشاش اور کھِلا ہُوا شخص نہیں دیکھا۔ اُن واردات کے ساتھ جو اُن پر ہوتی ہیں۔ وہ لوگ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ اور اُن کے کھانوں میں سے تعجب خیز امر یہ ہے کہ آپ وہاں سے کوئی چیز کھائیں یا پھل ٹوٹ جائے تو اُسی

www.maktabah.org

وقت اُس کی جگہ پر دُوسرا پھل لگ جاتا ہے۔ اور دُوسری چیز اُگ آتی ہے۔ جب اُس پھل کو آپ اپنے ہاتھ سے توڑ کر اُس جگہ سے علیحدہ کر دیں تو بھی اُس کی جگہ دُوسرا پھل لگ جاتا ہے۔ اِسے سِوائے زیرک انسان کے کوئی نہیں جانتا۔ اُس زمین میں ہرگز نقص ظاہر نہیں ہوتا۔ یعنی کمی واقع نہیں ہوتی۔ جب آپ وہاں کی عورتوں کی طرف دیکھیں گے تو آپ گمان کریں گے کہ جنّت کی حُوریں ان کی نسبت ایسی ہیں جیسا جنّت کی حُوروں کی نسبت ہماری بشری عورتیں ہوتی ہیں اور اُن سے جماع کی لذّت کو کسی لذّت کے ساتھ مشابہت نہیں دی جا سکتی۔ وہاں کے اہلِ زمین اپنے پاس آنے والے کے ساتھ عشق و محبت سے پیش آتے ہیں۔ اُن کے نزدیک تکلیف نہیں بلکہ وہ حق تعالیٰ کی تعظیم میں اسی جبلّت پر ہیں۔ اگر وہ اس کے خلاف استطاعت بھی رکھتے ہوں تو بھی وہ ایسا کام نہیں کرتے جو خُدا کے حُکم کے خلاف ہو یعنی وہ کوئی غلط حرکت کر ہی نہیں سکتے۔

آن کی عمارتیں اُن کی ہمتوں سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ ہماری عمارتیں آلات اور حُسنِ صنعت سے تعمیر ہوتی ہیں۔

وہاں کے دریا

پھر ان کے دریا ہیں جن کا ایک دوسرے سے امتزاج نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ لا بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ج — الرحمٰن آیت ۱۹، ۲۰

دو ملے ہوئے دریا بہتے ہیں اُن کے درمیان برزخ ہے۔ وہ ایک دوسرے پر بغاوت نہیں کرتے۔

آپ سونے کے دریا کی انتہا دیکھیں تو اُس کی موجیں اُٹھتی ہیں۔ اور

www.maktabah.org

پڑوس کے لوہے کے دریا میں مل جاتی ہیں۔ مگر ایک میں دوسرے سے کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔ حرکت اور بہنے میں اُن دریاؤں کا پانی ہَوا سے زیادہ لطیف ہے۔ اور اُس کی صفائی کا یہ عالم ہے کہ اُس کے کناروں پر چلنے والے چار پائے اور زمین اُس میں صاف نظر آتی ہے جس میں وہ دریا بہہ رہا ہے۔ جب آپ اُس کے پانی کو پینا چاہیں گے تو اُس میں ایسی لذّت پائیں گے جو کسی مشروب میں نہیں پائی جاتی۔

اُس میں نباتات کی تخلیق جیسا کہ تمام نباتات ہیں، سے بغیر تناسل کے ہوتی ہے بلکہ جس طرح ہمارے نزدیک حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اس میں بھی ہوتے ہیں۔ اور اُن کے پانی سے اُن کے نکاحوں کے انعقاد سے اولاد پیدا نہیں ہوتی۔ مگر وہ محض خواہش اور سرور کے لئے نکاح کرتے ہیں۔

مزید عجائبات

اُن کی سواریاں سوار کی خواہش کے مطابق بڑی اور چھوٹی ہوتی ہیں۔ جب وہ ایک شہر سے دُوسرے شہر کی طرف سفر کرتے ہیں۔ تو وہ خشکی اور تری میں سفر کرتے ہیں اور برّ و بحر میں اُن کی رفتار دیکھنے والے کے ادراکِ بصارت سے بھی تیز ہوتی ہے۔

وہاں کی مخلوق کے احوال میں تفاوت ہے۔ اِن میں سے بعض پر شہوت کا غلبہ ہے اور بعض پر جنابِ حق تعالیٰ کی عظمت کا غلبہ ہے۔ مَیں نے وہاں ایسے رنگوں کو دیکھا جو اِس دُنیا میں نہیں ہیں اور وہاں سونے کی کانیں دیکھیں جو سونے کی بھی نہیں اور پیتل کی بھی نہیں اور جواہرات کی بھی نہیں، سُرخ یاقوت اِس قدر مُصفّا تھے کہ اُن سے نظر پار ہو جاتی۔ تعجّب خیز بات یہ ہے کہ اُن

www.maktabah.org

کے سفلی اجسام کے رنگ ہوا کی طرح اِدراک کرتے ہیں اور رنگوں کے ساتھ یہ اِدراک ایسے ہوتا ہے جیسے رنگوں کا تعلق اجسامِ کثیفہ میں ہوتا ہے۔

شہروں کے دروازوں پر یاقوت کے پتھروں کی گرہیں لگائی جاتی ہیں اور ان میں سے ہر پتھر پانچ سو گز کا ہوتا ہے۔ ہوا میں دروازے کی بلندی بہت بڑی ہوتی ہے اور اس پر اس قدر زیادہ اسلحہ لٹکایا ہوا ہوتا ہے کہ اگر زمین کی تمام ملکیت جمع کر لی جائے تو بھی اس کے برابر نہ ہو۔

ان کے ہاں بغیر سورج کے ظلمت اور روشنی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کے پیچھے ظاہر ہوتے ہیں اور وہ جان لیتے ہیں کہ کون سا زمانہ ہے۔ ان کی ظلمت بصارت کو اِدراک سے محجوب نہیں کرتی جیسا کہ ایسے روشنی محجوب نہیں کرتی۔ وہ لوگ بغیر عداوت و دشمنی اور فساد کے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں وہ جب دریا میں سفر کرتے ہوئے غرق ہوتے ہیں تو پانی ان پر غلبہ نہیں کرتا جیسا کہ ہمیں ڈبو دیتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے چوپایوں کی طرح دریا میں چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساحل پر پہنچ جاتے ہیں۔

وہاں زلزلے کیوں آتے ہیں

اس زمین میں ایسے زلزلے آتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے ساتھ یعنی ہماری زمین پر آئیں تو زمین الٹ جائے اور جو کچھ زمین پر ہے وہ سب ہلاک اور برباد ہو جائے۔

اس نے کہا! ایک دن میں ان کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ شدید زلزلہ آیا اور میں نے دیکھا کہ عمارتیں اس قدر تیزی سے تھرا رہی تھیں جتنی تیزی بصارت کے لئے بھی ممکن نہیں۔ اور ہمیں پتہ بھی نہ چل سکا

www.maktabah.org

گویا کہ ہم زمین کے ایک قطعہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور زلزلہ رُک گیا ہے۔ جب ہم زلزلے سے فارغ ہوئے اور زمین ٹھہر گئی تو اُس جماعت نے میرا ہاتھ پکڑا اور میری بیٹی فاطمہ کی عزاداری کرنے لگے۔

میں نے کہا! میں تو اُسے خیریت و عافیت کے ساتھ اُس کی والدہ کے پاس چھوڑ کر آیا تھا۔

اُنھوں نے کہا! آپ سچ کہتے ہیں مگر یہ زمین اُس وقت متزلزل ہوتی ہے جب ہمارے ساتھ بیٹھا ہُوا شخص یا اُس کے اہلِ خانہ سے کوئی شخص فوت ہو جائے، اور یہ زلزلہ آپ کی بیٹی کی موت کی وجہ سے آیا ہے۔ اُس کے حال کا پتہ کرو۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا میں اُن کے ساتھ بیٹھا اور میرے ساتھی میرے اُٹھنے کا انتظار کرتے رہے۔ جب میں نے اُن سے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا۔ تو وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے راستہ کے دہانے پر آگئے اور اُنھوں نے اپنا لباس لے لیا اور میں اپنے گھر آگیا۔ میری ملاقات ایک ساتھی سے ہُوئی تو اُس نے کہا۔ فاطمہ پر نزع طاری ہے۔ میں اُس کے پاس آیا تو وہ فوت ہو چکی تھی، اور میں اُن دنوں مکہ میں مجاور تھا۔ چنانچہ اپنی بیٹی کی تجہیز و تکفین کے بعد اُسے جنت المعلّٰی میں دفن کیا۔

تو یہ اُس زمین کے تعجب خیز امُور ہیں جن کی میں نے خبر دی۔

وہاں کعبہ بھی ہے

اُس زمین میں میں نے ایک کعبہ دیکھا۔ وہاں کے رہنے والے بغیر لباس کے اُس کا طواف کرتے تھے اور وہ مکہ معظمہ کے بیت اللہ شریف سے بڑا تھا۔ اُس کے چار ارکان تھے۔ جب لوگ اُس کا طواف کرتے تو وہ اُن کے ساتھ گفتگو

www.maktabah.org

کرتا اور اُنہیں سلام کرتا۔ اور وہ اُنہیں اُن علوم سے مستفید کرتا جو اُن کے پاس نہیں تھے۔

مٹی کا سمندر، پتھروں کی کشتی

مَیں نے اُس زمین میں مٹی کا ایک سمندر دیکھا جو پانی کی طرح جاری تھا اور چھوٹے اور بڑے پتھروں کو دیکھا جو ایک دوسرے کی طرف اِس طرح چل رہے تھے جیسے لوہا مقناطیس کی طرف چلتا ہے۔ یہ پتھر طبعی طور پر ایک دوسرے سے فاصلہ نہ رکھتے تھے بلکہ اِن کا فاصلہ لوہے اور مقناطیس کی کشتی کی طرح تھا، کہ اُس میں قوت نہیں کہ اُسے روک سکے۔ چنانچہ جب اُنہیں چھوڑ دیا جاتا تو وہ ایک مخصوص فاصلے سے ایک دوسرے کی طرف چلتے ہوئے ایک دُوسرے میں ضم ہو جاتے اور اُن پتھروں سے ایک کشتی کی صُورت پیدا ہو جاتی۔ اور مَیں نے اُن میں سے ایک چھوٹی سی کشتی دیکھی۔

جب اِن پتھروں کا سفینہ مکمل ہو جاتا تو وہ لوگ اُس میں سوار ہو کر مٹی کے دریا میں چھوڑ دیتے اور اپنی خواہش کے مطابق دُوسرے شہروں میں سفر کرتے تو اپنی خاصیت کے مطابق ریت، مٹی وغیرہ سفینے کے بیرونی حصّہ میں چمٹ جاتی۔

مَیں نے وہاں جو کچھ دیکھا اُن میں سفینوں کا اِس دریا میں چلنا عجیب تر تھا۔ اِن سفینوں کی صُورت ایک جیسی ہوتی ہے۔ سفینے کے دونوں بازوؤں کے آخر پر دو بڑے ستون ہوتے ہیں اور یہ سفینے سوار کے قد سے اُونچے ہوتے ہیں۔ اِس سفینے کی زمین پچھلی جہت سے دونوں ستونوں کے درمیان کھُلی اور دریا کے برابر ہوتی ہے اور اُس میں اِس دریا کی ریت سے اپنی خاصیت کے ساتھ ہرگز کوئی چیز داخل نہ ہوتی۔

www.maktabah.org

اور اُس کشتی کی شکل یہ ہے۔

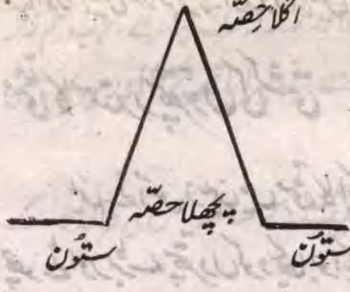

وہاں کے شہر

اِس زمین میں شہر ہیں جن کا نام روشنی کے شہر ہیں۔ ان میں عارفوں سے وہی شخص داخل ہو سکتا ہے جو مُصفا اور اختیار دیا گیا ہو۔ ان شہروں کی تعداد تیرہ ۱۳ ہے اور یہ سب ایک ہی سطح پر بنے ہُوئے ہیں۔ اِن کی بُنیادیں عجیب ہیں۔ یہ شہر اِس زمین کے ایک ہی مقام پر بنائے گئے ہیں۔ اُن میں ایک چھوٹا شہر ہے اور اِس کی دیواریں بہت بڑی ہیں۔ جب سوار اُس کا چکر کاٹنا چاہے تو اُسے تین سال کا عرصہ درکار ہے۔

جب اِس شہر کو قائم کیا تو اُنہوں نے اُسے اپنے منافع و مصالح اور اعداد کا خزانہ مقرر کیا اور بعد ازاں اُس کے پہلوؤں میں بُرج بنائے جو شہر کے بُرجوں سے اُونچے ہیں اور اُن کی عمارت پتھروں سے تعمیر کی۔ یہاں تک کہ وہ عمارت گھر کی چھت کی طرح ہو گئی۔ اُنہوں نے اِس چھت کو زمین بنا کر اُس کے اُوپر ایک اور بہت بڑے شہر کی بُنیاد رکھی جس کی عمارتیں اُس سے بڑی تھیں۔ اُنہوں نے اُس شہر میں سکونت اختیار کی اور وہ اُن سے تنگ ہو گیا تو اُنہوں نے اُس پر دوسرے بہت بڑے شہر کی بُنیاد رکھی۔ اور وہ ہمیشہ عمارتیں بناتے رہے اور ایک طبقے پر دوسرے طبقے کی بُنیادیں رکھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ اُن کی تعداد تیرہ ۱۳ ہو گئی۔

پھر میں کچھ مُدت کے لئے اُن سے غائب رہا اور دوسری مرتبہ اُن کی طرف گیا تو پتہ چلا کہ اُنہوں نے دو شہر مزید بناتے ہیں جن میں ایک کو دُوسرے کے

www.maktabah.org

اُوپر بنایا گیا ہے۔ اور اُن میں اُن کے لئے بادشاہ ہیں۔ جن میں لُطف اور رحم دِلی پائی جاتی ہے۔

وہاں کے بادشاہ

مَیں نے اُن میں سے ایک جماعت کے ساتھ صُحبت اختیار کی اور وہ بمنزلہ حمیر میں فیل کے اتباع کرنے والا تھا۔ اور مَیں نے کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جو اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو۔ اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذِکر نے اپنی ملکی تدبیروں سے روک رکھا تھا۔ مَیں نے اُس کے ساتھ نفع حاصل کیا اور اُس کے ساتھ بہت سی مجلسیں کیں۔

اُن میں ایک بادشاہ کا نام ذو العرف تھا اور وہ بہت بڑا بادشاہ تھا مَیں نے زمین کے بادشاہوں میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی طرف اُس سے زیادہ بادشاہوں کے پیغام لانے والے آتے ہوں۔ وہ بہت زیادہ متحرّک اور نرم تھا۔ وہ اپنی طرف آنے والوں کے ساتھ لُطف اور مہربانی سے پیش آتا۔ لیکن جب وُہ غضب ناک ہوتا تو اُس کے غصّے کے سامنے کوئی چیز نہ ٹھہرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے جو چاہی قوّت عطا فرما رکھی تھی۔

مَیں نے اُس زمین کے دریا کا ایک بادشاہ دیکھا جو منیع الحمیٰ تھا اور سائع کے نام سے بُلایا جاتا تھا۔ وہ کم مجالس کرتا تھا۔ لوگ اُس سے مِلنا چاہتے تھے اور وہ کِسی کی طرف التفات اور توجّہ نہ کرتا تھا۔ اُس کے پڑوس میں ایک بہت بڑا سُلطان تھا اُس کا نام سابق ہے۔ جب اُس کے پاس کوئی شخص آتا تو وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو جاتا اور مہمان کے آنے سے اُس کے چہرے پر بشاشت اور

www.maktabah.org

خوشی کا اظہار ہوتا۔ اور اپنے حاجت مند کے سوال سے پہلے تمام لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو جاتا۔ مَیں نے اُسے اِس اَمر میں کہا تو اُس نے مجھے کہا! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مخلوق سے غیرتِ سوال کے باعثِ سائل کے چہرے پر ذلّت دیکھوں۔ کہ وہ کسی غیر اللہ کے سامنے ذلّت اُٹھائے اور وہ شخص توحید کے قدم پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقفیت رکھتا ہو۔ اور بہت سے چہرے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف حجاب کے ساتھ اسبابِ موضوعہ کی طرف مصروف رہتے ہیں۔ تو یہ اَمر مجھے مہمان کی تکریم پر ابھارتا ہے۔

ایک اَور بادشاہ

اُس نے کہا! مَیں ایک اور بادشاہ کے پاس گیا جسے القائم بامر اللہ کے نام سے پکارتے۔ وہ اپنے دل میں عظمتِ الٰہیہ کے غلبہ سے مہمان کی طرف التفات نہ کرتا۔ اور نہ اُس مہمان کو جانتا۔ عارفوں سے جو مہمان اُس کے پاس آتا تو وہ صرف اُسے اِس لئے دیکھتا کہ وہ کِس حال پر ہے۔

اُس نے اپنے ہاتھ ملزموں اور عبدِ درماندہ کی طرح اپنے سینے پر باندھ رکھے تھے اور دونوں پاؤں کے مقام کو سر جُھکا کر دیکھ رہا تھا۔ اُس سے کوئی بال حرکت نہیں کرتا تھا اور نہ اُس سے اعضاء مضطرب تھے۔ جیسا کہ ایک قوم کی اُن کے سُلطان کے ساتھ حالت کے بارے میں کہا گیا ہے۔

کأنما الطیر منہم فوق أرؤسہم
لا خوف ظلم ولکن خوف اجلال

"جیسا کہ اُن کے سروں کے اُوپر پرندہ بیٹھ جائے تو جلالِ الٰہی کے خوف سے اُن کا یہ حال ہے۔ ولیکن خوفِ اجلال سے پرندہ اُن سے نہیں ڈرتا"۔

عارفین اُس سے مراقبہ کے حال کی تعلیم دیتے ہیں۔

www.maktabah.org

غیرت مند بادشاہ

اُس نے کہا! مَیں نے ایک بادشاہ کو دیکھا تو رداٰع کے نام سے منسوب کرتے تھے۔ وہ مہیب المنظر، لطیف الخبر، شدید غیرت مند اور دائم الفکر تھا۔

جب وہ کسی کو طریقِ حق سے نکلتے دیکھتا تو اسے حق کی طرف لوٹا دیتا۔ کہا! کہ مَیں نے اُس کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا اور وہاں کے بہت سے بادشاہوں کے ساتھ مجلس کی اور اُن کے عجائب سے یہ امر دیکھا کہ اُن کے نزدیک اللہ تبارک تعالیٰ کی تعظیم راجح تھی۔

اگر ہم اِسے کھول کر تحریر کریں تو کتابت کرنے والا اور سُننے والا تنگ آ جائے۔ پس اُس زمین کے عجائبات سے اسی قدر کافی ہے۔

وہاں اُٹھارہ ۱۸ بادشاہ ہیں

اُن کے شہر بے شمار ہیں اور وہاں کے دیہات سے زیادہ ہیں اُس مملکت کے اٹھارہ بادشاہ ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر ہم نے کیا ہے اور بعض سے سکوت اختیار کیا ہے۔

ہر بادشاہ کے لئے جو سیرت و احکام ہیں وہ دوسرے کے لئے نہیں ہیں۔

کھانا بادشاہ کھِلاتے ہیں

اُس نے کہا! ایک دن مَیں اُن کے دیوان میں گیا تاکہ اُن کی ترتیب کو دیکھوں۔ تو مَیں نے ہر بادشاہ کو دیکھا کہ اپنی رعایا کا رزق دینے پر قائم ہے۔ جو مُنہیے وُہ پہنچے تو مَیں نے اُنہیں دیکھا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو بے شمار

www.makiabah.org

خلقت کھڑی ہو گئی۔ اُن کا نام حجابات ہے اور وہ ہر گھر کے قاصد تھے اور امیر اُسے مطبخ سے اُس کے خاندان کی مقدار پر کھانا عطا کر دیتا اور وہ حجابی کو لے کر واپس چلا جاتا اور جو شخص اُنہیں کھانا تقسیم کرتا۔ وہ ایک ہوتا اور دوسرا نہ ہوتا۔ اُس کے ہاتھ قاصدوں کی مقدار ملبے تھے۔ پس وُہ ایک ہی وقت میں کھانا ہر شخص کے برتن میں ڈال دیتا اور وہ واپس چلا جاتا۔ جو مزید کھانا بچ رہتا اُسے اُٹھا کر وہ خزانے کی طرف لے جاتا۔ جب اس تقسیم سے فارغ ہو جاتا تو خزانے میں داخل ہو جاتا۔ اور فاضل کھانے کو لے کر اُن فقیروں کے پاس آجاتا جو بادشاہ کے دروازے پر کھڑے ہوتے۔ چنانچہ وہ اُن کی جھولی میں کھانا ڈال دیتا اور وُہ اُسے کھا لیتے اور وہ ہر روز ایسے ہی کرتے۔

ہر بادشاہ کے خزانہ پر خوبصورت شخص مقرر ہوتا جسے خازن کہتے۔ اس بادشاہ کی تمام مملکت اُس کے ہاتھ میں ہوتی۔

اُن کی شرع سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو والی بنا کر معزول نہ کرتے۔

ہر کام پر ایک شخص ہوتا

میں نے اُن میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی حرکات مجھے بہت اچھی معلوم ہوئیں۔ وہ بادشاہ کے ایک طرف بیٹھا ہوا تھا اور میں بادشاہ کے دائیں طرف تھا۔ میں نے اُس بادشاہ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک اس شخص کا کیا مقام ہے؟ بادشاہ نے تبسم ریز ہو کر کہا۔ "تجھے یہ اچھا لگتا ہے؟"

میں نے اُسے کہا! "ہاں!"

بادشاہ نے کہا! "یہ معمار ہے جو ہماری سکونت کے لئے گھر بناتا ہے اور شہر بناتا ہے۔ تم نے جو کچھ دیکھا اسی کے عمل کے آثار ہیں۔"

www.maktabah.org

میں نے اُن کے صرافہ بازار میں دیکھا کہ پُورے شہر میں اُن کا کھرا کھوٹا دیکھنے والا ایک ہی شخص ہے۔ علاوہ ازیں اُس بادشاہ کے زیرِ تسلّط جتنے بھی شہر ہوتے ہیں اُن میں بھی اکیلا وہی سُنار ہوتا۔

ایسے ہی میں نے اُن کی سیرت میں دیکھا کہ اُن کا ہر اَمر ایک ہی شخص کے سپُرد تھا۔ لیکن اُس کے لئے کارِندے ہوتے۔

اِس زمین کے رہنے والوں کو اللہ کی معرفت دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوتی۔ ہر وہ چیز جسے عقل ہمارے نزدیک دلیل کے ساتھ محال جانتی ہے۔ ہم نے اُسے اُس زمین میں ممکن اور وقوع پذیر دیکھا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ[1]

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

خُدا قادر ہے

ہمیں معلوم ہوچکا ہے کہ عقلیں قاصر ہیں اور اللہ تعالیٰ اجتماعِ ضِدّین، جسم کے دو مکانوں میں موجود ہونے، عرض کا اپنی ذات کے ساتھ قیام و انتقال اور معنیٰ کے معنیٰ کے ساتھ قیام کرنے پر قادر ہے۔

ہمارے نزدیک وارد ہونے والی ہر آیت و حدیث جسے عقل اُس کے ظاہر سے پھیرتی ہے۔ اُسے ہم نے اُس زمین میں اُس کے ظاہر پر پایا اور ہر جسم میں رُوحانی فرشتہ اور جِنّ اور ہر وہ شکل جسے انسان خواب میں دیکھتا ہے متشکل ہوسکتا ہے۔ پس اُس زمین کے اجساد کے لئے اُس زمین میں مخصوص مقام ہے اور اُن کے لئے تمام عالم کی طرف کھینچے ہُوتے رقائق ہیں اور ہر رقیقہ پر ایک امین ہے جب یہ امین ارواح سے کسی رُوح کا معائنہ کرتا ہے وہ

www.maktabah.org

---

[1] البقرہ آیت ۲۰

اِن صُورتوں سے کسی صُورت کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ پس اُسے اُس صُورت کا لباس پہنا دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دُحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی صُورت اپنا لیتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس زمین کو حق تعالیٰ نے برزخ میں بنایا ہے اور اُس کے اجساد کے لئے اُس کی عین سے ایک مقام مقرر فرمایا ہے۔ موت کے بعد اور نیستد کی حالت میں اُن کا رُوحانیت کا کا لباس اور نقوش اُس کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

پس ہم اُس زمین کا ایک عالم ہیں اور اُس زمین کی ایک سمت جنّت میں داخل ہوتی ہے جس کا نام سوق یا بازار ہے۔

ایک دقیق مثال

ہم آپ کے لئے اُس طرف کی مثال اِمتداد کی صُورت بیان کرتے ہیں جس کا عالم اُس زمین سے مِلا ہُوا ہے۔

چنانچہ یہ ایسے ہیں کہ انسان جب چراغ یا سُورج اور چاند کی طرف دیکھتا ہے۔ پھر اَبرؤوں کے ساتھ جسم مستنیر اور آنکھ کے درمیان اس جسم مستنیر کی کی طرف اُن خطوط کی شبیہہ کو دیکھتا ہے جو چراغ سے اُس کی آنکھ کی طرف اتّصال کرتی ہے۔ چنانچہ جب ناظر کے مقابلہ میں یہ پلکیں تھوڑی تھوڑی اُٹھتی ہیں تو وہ اِن خطوط کو لمبا دیکھتا ہے جو اُس جسم منوّر کی طرف جاتے ہیں۔

پس جسم منوّر اِس زمین سے اِن صُورتوں اور ناظر کے لئے معیّنہ مقام کی مثال ہیں اور عالم اور اِمتداد کی مثال یہ خطوط ہیں جیسا کہ اَجساد کی صُورتیں نیستد میں اور موت کے بعد اُس کی طرف اور جنّت کے بازار کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔

www.maktabah.org

وُہ ارواح جو اُس سے مُتلبّس ہیں اور اِن خطوط کی رویت کی طرف تیرا قصد اِس فعل کے ساتھ پلکوں کے حائل ہونے والے کے ارسال کرنے سے ہے۔ ناظر اور جسمِ منوّر کے درمیان استعداد کی مثال ہے۔ اور اِن خطوط کا اُٹھانا اِس حال کے نزدیک استعداد و انقباضِ خطوط کے نزدیک صُورتوں کا اُٹھانا ہے اور مُنوّر جسم کی طرف رَفع حائل کے وقت صُورتوں کا رجُوع اس زمین کی طرف زوالِ استعداد کے وقت ہے۔

اِس بیان کے بعد کوئی بیان نہیں۔ ہم نے اس زمین کے عجائبات اور جو اِس کے ساتھ متعلق ہے۔ اِس کے معارف اپنی بڑی کتاب میں کھول کر بیان کیے ہیں جو ہم نے تالیف کی ہے۔

اَلحمدُ للہ گیارھویں جزء اور آٹھویں باب کا ترجمہ ختم ہوا۔

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

بابِ نہم

وجودِ ارواحِ مارجیہ ناریہ کی معرفت کا بیان !

مزاج النار والنبات فقامت صورة الجن برزخا بين شيئين
بين روح مجسم ذى مكان فى حضيض وبين روح بلا أين
فالذى قابل التجسم منها طلب القوت للتغذى بلامين
والذى قابل الملائك منها قبل القلب بالتشكل فى العين
ولهذا يطيع وقتا ويعصى ويجازى مخالفوهم بنارين

آگ اور نباتات مِلے تو جِنّ کی صُورت قائم ہُوئی جو دو چیزوں کے درمیان برزخ ہے۔ پستی اور رُوحِ لامکان کے درمیان، اور مکان والا رُوحِ مجسّم کے درمیان ہے جس نے اِس سے جسم کو قبول کیا۔ وہ امین کے ساتھ اپنی غذا کے لئے کھانا طلب کرتا ہے۔ اِس سے جو فرشتوں کے مقابل ہُوا۔ اُس نے عین کے ساتھ متشکل قلب قبول کیا۔

اِس لئے وہ کسی وقت فرمانبردار اور کِسی وقت نافرمان ہوتا ہے اور اُن کے مخالفوں کو دو جہنموں کے درمیان بدلہ دیا جاتا ہے۔

شُعلہ مارنے والی آگ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

www.maktabah.org

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ الرحمٰن آیت ۱۵

اللہ تعالیٰ نے جنّوں کو شعلہ مارنے والی آگ سے پیدا فرمایا۔

صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملائکہ کو نور سے پیدا فرمایا اور اس نے جنّوں کو آگ سے پیدا کیا۔ اور انسان کو اس چیز سے پیدا فرمایا جو تمہارے لئے کہی گئی۔

تخلیقِ انسانی میں اختصار کیوں

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انسان کی تخلیق کے بارے میں فرمایا۔ کہ جو چیز تمہارے لئے کہی گئی اور ملائکہ اور جنّوں کی تخلیق کی طرح وضاحت نہیں فرمائی تو اس سے آپ کو اختصار مطلوب تھا۔ کیونکہ آپ کو جامع کلمات عطا ہوئے تھے اور یہ اسی جامعیت سے ہے۔ کیونکہ ملائکہ اور جنّ اپنی اصل تخلیق سے مختلف نہیں۔

انسان کی تخلیق مختلف ہے

رہا انسان تو یہ اپنی تخلیق سے چار انواع پر مختلف ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق حضرت حوّا علیہا السّلام کی تخلیق کے مشابہ نہیں اور حضرت حوّا علیہا السّلام کی تخلیق تمام بنی آدم کی تخلیق کے مشابہ نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تخلیق مخلوق سے مشابہ نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اختصار کا قصد فرمایا۔

اور تخلیقِ انسان کی تفصیل جو ہمیں پہنچی ہے۔ اُسے اُسی مقام پر رہنے دیا۔ پس حضرت آدم علیہ السّلام مٹی سے اور حضرت حوّا علیہا السّلام پسلی سے

www.maktaban.org

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح پھونکنے سے اور بنی آدم کو ماء مھین سے پیدا کیا۔

اربعہ عناصر کی تشریح

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارکانِ اربعہ کو پیدا فرمایا اور فلکِ کواکبِ ثابتہ کے مقعر کی طرف دھوئیں کو بلند کیا اور اس دھوئیں کو پھاڑ کر سات آسمان پیدا کئے جو ایک دوسرے سے امتیاز کرتے ہیں اور ہر آسمان میں اس کے امر کی وحی فرمائی۔

اس کے بعد زمین میں قوتوں کے اندازے قائم کئے اور یہ سب کچھ چار روز میں پیدا ہوا۔

پھر زمین کے آسمانوں کے لئے فرمایا کہ طوعاً و کرہاً میری اطاعت کریں۔ یعنی جب تم دونوں سے میں کسی چیز کا ارادہ کروں تو اس پر فرماں برداری کرو۔ پس دونوں نے کہا۔ ہم تیری اطاعت کرنے والے ہیں۔

پس اللہ سبحانہ، تعالیٰ نے آسمان و زمین کے درمیان تحامِ معنویہ مقرر فرمایا۔ اور اللہ سبحانہ، نے زمین سے مولدات و معدنیات، اور نباتات و حیوانات کو وجود میں لانے کا ارادہ فرمایا۔ اور زمین کو اہلِ خانہ کی طرح مقرر فرمایا اور آسمان کو شوہر کی طرح مقرر فرمایا اور آسمان اس امر کو زمین کی طرف ڈال دیتا جو اسے اللہ تعالیٰ وحی فرماتا۔ جیسا کہ مرد عورت میں جماع کے ساتھ پانی ڈال دیتا ہے۔

اور زمین میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین کے طبقات پر تکوینات سے جو خاصیت رکھی ہے اسے ظاہر کر دیتی ہے۔ جب ہوا اس سے مشتعل اور گرم ہوتی ہے تو چراغ کی مثل روشن ہو جاتی ہے۔ آگ کے اس شعلے کا مشتعل ہونا

www.maktabah.org

احتراق ہوا ہے۔ اور اس کا نام مارج ہے یعنی شعلہ مارنے والی آگ۔ کیونکہ آگ کا ہوا سے اختلاط ہوتا ہے۔ اور یہ اشتعال ہوا ہے۔ اس لئے کہ مَرج کا معنیٰ اختلاط ہے اور مرج کا نام مارج اس وجہ سے ہے کہ اس میں نباتات کا اختلاط ہے

تو یہ ہوا اور آگ دو عنصروں سے ہے۔ یعنی جنات۔

جیسا کہ آدمی مٹی اور پانی کے گوندھنے سے دو عنصروں سے پیدا ہوا تو اُس کا نام "طین" رکھا گیا۔

جنات کیوں متکبر ہیں

جیسا کہ آگ اور ہوا کے امتزاج سے اسم "مارج" بنا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس مارج میں جنوں کی صورت کو کھولا۔ کیونکہ جنات میں ہوا ہے۔ اس لئے وہ جس صورت میں چاہیں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اور جن میں آگ ہے جو اُسے ہلکا پھلکا اور بہت ہی لطیف رکھتی ہے اور جن میں قہر و تکبر اور غرور ہے۔ کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہوا ہے۔ جو ارکانِ مکان سے بلند ہوتی ہے۔ اور اُس کے لئے محال اشیاء پر تسلط ہے۔ جس کا اقتضاء اُس کی طبیعت کرتی ہے اور یہی سبب تھا کہ اُس نے اللہ عزوجل کے فرمان کے وقت حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے سے انکار اور غرور کیا اور یہ تاویل پیش کی کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ یعنی اُس اصل کے حکم کے ساتھ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارکانِ اربعہ کے درمیان ارسال فرمایا تھا۔ اور یہ نہ جانتا کہ پانی کا تسلط اور غلبہ جس سے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا گیا اُس سے زیادہ طاقتور ہے۔ کیونکہ وہ آگ کو بُجھا دیتا ہے اور مٹی اُس سے ٹھنڈک اور خشکی کی وجہ سے زیادہ ثبات والی ہے۔

www.maktabah.org

انسان کیوں متواضع ہے

پس آدم کے لئے قوت اور ثبات اِن دونوں ارکان کے لئے ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے اُن دونوں سے پیدا فرمایا ہے۔ اگرچہ اُس میں باقی ارکان ہیں لیکن اُن کے لئے یہ تسلط اور غلبہ نہیں۔ اور وہ ہوا اور آگ ہیں۔ جیسا کہ جنات میں باقی ارکان ہیں جن کا نام مارج ہے لیکن اُن کے لئے اس پیدائش میں یہ غلبہ نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کو تواضع اور انکسار اُس کی طینت وطبیعت کے ساتھ عطا فرمائے ہیں۔

چنانچہ اگر وہ تکبر کرتا ہے تو وہ اُس کے لئے عارضی اَمر ہے جس کو وُہ آگ کے رُکن کی وجہ سے قبول کرتا ہے۔ جیسا کہ صُورتوں کا اختلاف اپنے خیال اور اپنے احوال میں ہوا سے قبول کرتا ہے۔

اور جنات کو آتشی طبع کے طور پر تکبر عطا ہُوا ہے۔ اگر وہ کسی اَمر میں تواضع سے کام لیتا ہے تو یہ اُس کے لئے عارضی ہے جس کو وہ مٹی سے قبول کرتا ہے۔

جنات کا انکسار کیوں ہے

جیسا کہ شیطان ہونے کے باوجود وہ اغواء پر ثبات کو قبول کرتا ہے اور اگرچہ وہ شیطان ہے لیکن فرماں برداری پر ثبات کو قبول کرتا ہے۔ صحابۂ کرام کے پاس سُورتِ رحمٰن کی تلاوت کے وقت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دیتے ہوئے فرمایا۔ جب میں نے یہ سُورت

www.maktabah.org

جنوں پر تلاوت کی تو انہوں نے اِسے تم سے زیادہ اچھے طریقے سے سُنا۔ جب میں فَبِاَیِّ آلاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن کی تلاوت کرتا تو وہ کہتے۔ اے ہمارے رَبّ ہم تیری کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے۔ اِن کا یہ انکسار مٹّی اور پانی کی وجہ سے ہے جو آگ کی گرمی کی وجہ سے زائل ہو جاتی ہے۔ تو اُن میں ہماری مثل فرماں بردار بھی ہیں اور گنہگار بھی اور وہ ملائکہ کی طرح سُورتوں میں مُتشکّل ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری نظروں کو اُنہیں دیکھنے سے روک دیتا ہے تو ہم اُنہیں نہیں دیکھ سکتے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ چاہے۔ اپنے بعض بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور وہ اُنہیں دیکھ لیتے ہیں۔ چونکہ وہ عالمِ سخافت اور لطافت سے ہوتے ہیں اِس لئے صُورِ حِسّیہ سے جس میں چاہیں مُتشکّل ہو جائیں۔

اصلی صُورت جس کی طرف رُوحانیوں کا انتساب ہے وہ پہلی صُورت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وجُود میں لاتے وقت پہلے پیدا فرمائی۔ پھر یہ صُورتیں اُس کے ارادہ کے مطابق مختلف ہو جاتی ہیں۔ جس صُورت میں داخل کرنا چاہے۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری آنکھوں سے پردہ اُٹھا دے۔ یہاں تک کہ ہم اُس صُورت کو دیکھ لیں گے۔ جس قوّتِ مُصوّرہ کو اللہ تعالیٰ نے خیال کرنے والے کے خیال میں تصویر کے ساتھ مؤکّل بنایا ہے تو ہم اُسے ظروفِ انسانیہ کے ساتھ مختلف صُورتوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ اور وہ ایک دُوسرے سے ملتی نہیں۔

جنّوں کی اَولاد کیسے پیدا ہوتی ہے

جب شُعلے میں رُوح پھُونکی گئی اور وہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مُضطرب تھا اور اِس پھُونک نے اُسے اَور بھی مُضطرب کر دیا۔ اور اُس پر ہوا

www.maktabah.org

غالب آگئی۔ اور وہ ایک حالت پر قرار نہ لے سکی۔ تو اِس صورت پر عالمِ جنّات ظاہر ہو گئے۔

جیسا کہ تناسلِ بشری میں رحِم میں پانی ڈالنے سے اِس صنفِ بشریہ آدمیہ میں اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ایسے ہی رحِم متوہّمہ میں ہوا ڈالنے سے جنّات میں تناسل واقع ہوتا ہے اور اُن سے صنفِ جنّات میں ذُرّیت و توالد کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔ جنّات کا وجود آگ کی کمان سے ہے۔ اور ان کا وجود آگ کی کمان سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ وارد نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

جن انسان سے کتنا عرصہ پہلے پیدا ہوئے

جنّات کی تخلیق اور آدم کی تخلیق کے درمیان ساٹھ ہزار سال کا عرصہ ہے بعض لوگوں کا گمان ہے کہ جنّات کا توالد چار ہزار سال گذرنے کے بعد منقطع ہو جاتا ہے جب کہ بشر کا توالد سات ہزار سال گذرنے کے بعد منقطع ہوتا ہے لیکن اِس امر پر واقع نہیں ہوتا بلکہ راجح امر یہ ہے کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ پس جنّات میں توالد آج تک باقی ہے اور ایسے ہی ہم میں ہے۔

آپ اِس کے ساتھ تحقیق کر سکتے ہیں کہ آدمی کی کتنے سال عمر باقی ہے اور دنیا ختم ہوتے اور فنا بشر کے لئے اس کے ظاہر ہونے سے اور اس کے دارِ آخرت کی طرف منتقلب ہوتے تک کتنا عرصہ باقی ہے۔ یہ علم میں راسخین کا مذہب نہیں۔ بلکہ بہت ہی کم لوگوں کا گمان ہے۔

www.maktabah.org

جِنّات کیسے پیدا ہوتے ہیں

پس ملائکہ انوار میں پھونکی ہوئی ارواح ہیں اور جِنّات ہواؤں میں پھونکی ہوئی اَرواح ہیں اور انسان جسموں میں پھونکی ہوئی ارواح ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنّات سے اُس کی مؤنّث پہلے نہیں پیدا ہوئی۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت حوّا علیہا السّلام پیدا ہوئیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک جِنّ میں اندامِ نہانی پیدا کئے اور اُس نے اپنے آپ سے خود ہی مجامعت کی تو اُس سے ذُرّیتِ آدم کی طرح مذکر اور مؤنّث پیدا ہوئے۔ پھر اُنہوں نے ایک دوسرے سے مجامعت کی تو اُن سے مُخنّث پیدا ہوتے۔ اِسی لئے برزخ میں جِنّات فرشتوں اور انسانوں کے مشابہ ہیں جیسا کہ مُخنّث کی مشابہت مذکّر سے بھی ہوتی ہے اور وہ مؤنّث سے بھی مُشابہ ہوتا ہے۔ ہم نے یہ وہ روایت بیان کی ہے جو ہم سے بیان ہوئی کہ دِین کے ایک امام نے ایک مُخنّث کو دیکھا جس کے پاس دو لڑکے تھے ایک لڑکے نے اُس سے پُشت کی طرف سے اور ایک نے اُس کے پیٹ کی طرف سے جماع کیا تو اُس کے ہاں اولاد پیدا ہو گئی۔ مُخنّث کا نام اَنخناث سے ہے اور وہ اِسترخاء کے معنوں میں ہے اور رخاوت و استرخاء کا معنیٰ قوّت اور شِدّت کا نہ ہونا ہے۔ پس اُس میں نہ تو مذکّر کی طرح نَر کی قوّت ہوتی ہے اور نہ مؤنّث کی طرح مادہ کی قوّت ہے۔ چُونکہ وہ دونوں قوّتوں میں سُستی اور کمزوری کا شکار ہوتا ہے اِس لئے اُسے خُنثیٰ یا مُخنّث کہتے ہیں۔ وَاللہُ اَعلَم۔

جِنّوں کی غذا

جِنّات پر چُونکہ ہَوا اور آگ غالب ہوتی ہے۔ اِس لئے اُن

www.maktabah.org

کی وہ غذا ہوتی ہے جسے ہَوا اُٹھا لیتی ہے اور وہ ہڈّیوں کی چربی ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کا رِزق ہڈّیوں میں مقرّر فرمایا ہے۔ پس ہم دیکھتے ہیں تو ہڈّیوں کے جوہر اور اُن پر چڑھے ہوئے گوشت میں سے کسی چیز کو کم نہیں پاتے۔ اس سے ہمیں قطعی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن میں اُن کا رِزق مقرّر فرمایا ہے اِس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! ہڈّیاں تمہارے جنّ بھائیوں کے لئے خوراک ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اُن کے لئے ان میں رزق رکھا ہے۔

مکاشفین میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ مَیں نے جِنّوں کو دیکھا کہ وہ ہڈّیوں کے پاس آکر درِندوں کی طرح سُونگھتے پھر واپس چلے جاتے۔ وہ ہڈّیوں کو سُونگھ کر اپنی غذا اور قوّت حاصل کر لیتے ہیں۔ پس لطیف وخبیر ذات پاک ہے۔

جِنّوں کا مَلاپ

جِنّات کا جماع کے وقت ایک دوسرے سے ملاپ اِس طرح ہے جیسے آپ آتش دان یا انگیٹھی سے دُھواں خارج ہوتا دیکھتے ہیں کہ ایک دُھواں دُوسرے دُھوئیں میں داخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اِسی طرح جِنّات ایک دُوسرے میں داخل ہوتے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک اِس دُخول سے لذّت اندوز ہو لیتا ہے اور اُن کا ملاپ کھجور کے مجرد رائح کے ساتھ پیچھے ہٹنے کی طرح ہے اَیسے ہی اُن کی غذا برابر ہے۔

بگولے کب اُٹھتے ہَیں

جنّات کے شعوب وقبائل ہوتے چنانچہ بیان کیا گیا

www.maktabah.org

ہے کہ اصولی طور پر اُن کے بارہ قبیلے ہیں۔ پھر اُن میں افخاذ کی طرف شاخیں ہیں اور اُن کے درمیان بڑی بڑی جنگیں واقع ہوتی ہیں اور بعض بگوُلے عین جنّوں کی جنگ کے وقت پیدا ہوتے ہیں کیونکہ بگولہ جب دو ہَواؤں کے درمیان مقابل میں آتا ہے تو ہر ہَوا ایک دُوسری کو آگے نکل جانے سے روک دیتی ہے۔ اور اُن کی آپس کی یہ رُکاوٹ ایک دائرہ بنا دیتی ہے جو غبار میں بظاہر دکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے اور اُس کے آثار دو متضاد ہَواؤں کے سامنے ہوتے ہیں تو اِن کی جنگیں اِس کی مثل ہوتی ہیں اور ہر بگُولہ اِن کی جنگ کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

عمرو جن کی بابت یہ بات مشہور روایت میں آئی ہے کہ اُس کا قتل بگوُلے میں ہُوا جو دیکھا گیا اور جب یہ بگوُلہ مُنتشر ہُوا تو عمرو قریب المرگ تھا اور کچھ دیر بعد وہ مَر گیا۔ اور وُہ جِنّوں میں نیک بندہ تھا۔ اگر یہ کتاب اخبار و حکایات پر مبنی ہوتی تو ہم اِس میں اِس گوشہ کا بھی ذکر کرتے۔ مگر یہ کتاب علمِ معانی پر ہے۔ بس آپ یہ حکایات تواریخِ ادب اور اِن کے اشعار میں دیکھیں۔

رُوحانیوں کو قید کرنے کا طریقہ

ہم پھر واپس ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عالمِ رُوحانی جب مُتشکّل ہو کر صُورتِ حِسّیہ میں ظاہر ہو تو آنکھ اِسے قید کر لیتی ہے اور اُس کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اِس صُورت سے نکل سکے جب تک کہ خاصیت کے ساتھ آنکھ اُس کی طرف دیکھتی رہے۔ ولیکن جب انسان اُسے قید کر لے اور ناظر اُس کی طرف سے نظر نہ ہٹائے اور اُس کے لئے چھُپنے کی جگہ نہ ہو تو یہ رُوحانی اُس کے لئے ایسی صُورت ظاہر کرتا ہے جیسے وہ اپنے اُوپر پردہ بنا لیتا ہے۔ پھر ناظر کے تخیّل میں یہ صُورت مخصوص جہت کی طرف چلتی ہُوئی معلوم ہوتی ہے اور اُس

www.maktabah.org

کی بصارت اُس کا پیچھا کرتی ہے جب اُس کی نظر اُس کے پیچھے رہتی ہے تو رُوحانی اُس کی نظر سے نکل کر غائب ہو جاتا ہے اور رُوحانی کے غائب ہونے سے یہ صُورت ناظر کی نظر سے چھپ جاتی ہے جو اُس کے پیچھے لگی ہوتی تھی۔

کیونکہ وہ رُوحانی کے لئے ایسے ہے جیسا کہ چراغ کی روشنی گوشوں میں منتشر ہوتی ہے تو جب چراغ کا جسم غائب ہو جاتا ہے تو یہ روشنی گُم ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اِس صُورت کے گُم ہو جانے کا حال ہے۔

چنانچہ جو اِس اَمر کو جانتا ہے اور رُوحانی کو قید کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کی بصارت اُس صُورت کے پیچھے نہیں جاتی۔ یہ وہ اسرارِ الٰہیہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کے علاوہ نہیں پہچانے جاتے۔ اور یہ صُورت عینِ رُوحانی کی غیر نہیں بلکہ یہ اُس کی صُورتِ عین ہے۔ اگرچہ وہ صُورت ایک ہزار مکان میں ہو یا مختلف شکلوں میں ہر مکان میں ہو۔ اور جب اِن صُورتوں میں سے کسی صُورت کے قتل ہونے کا اتفاق ہو اور وہ ظاہر اَمر میں مر جائے تو یہ رُوحانی حیاتِ دُنیوی سے برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم موت کے ساتھ منتقل ہوتے ہیں، اور عالمِ دُنیا میں ہماری طرح اُس کی کوئی بات باقی نہیں رہتی۔ اِن صُوَرِ محسُوسہ کا نام جن میں رُوحانیت ظاہر ہوتی ہے اجساد ہوتا ہے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اِس ارشاد سے ہے۔

وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ﴿ صٓ آیت ۳۴ ﴾

اور اُن کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ ﴿ الانبیاء آیت ۸ ﴾

اور ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھاتے ہوں

www.maktabah.org

جنّوں اور فرشتوں کا فرق

اگرچہ جنّوں اور فرشتوں کا رُوحانیت میں اشتراک ہے لیکن اُن کے درمیان فرق ہے۔ جنّوں کی غذا وہ ہے جنہیں اجسامِ طبعیہ کھانے کی چیزوں کے ساتھ اُٹھاتے ہیں اور ملائکہ اِس طرح نہیں ہیں۔

لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابراہیم خلیل علیہ السلام کے مہمان کے قصّہ میں فرمایا۔

فَلَمَّا رَاٰ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ ‏ هود آیت ۷۰

پس جب دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کھانے تک نہیں پُہنچے۔

جنّوں کی پہلی تخلیق کیسے ہُوئی

جب جنّات کی پیدائش کا وقت آیا تو فلکِ اوّل سے تین امین فرشتے اِن لوگوں کی پیدائش کے سلسلہ میں متوجّہ ہوئے۔ پھر اُنھوں نے دوسرے آسمان سے اپنی ضرورت کے مطابق اِن کی پیدائش کے سلسلہ میں اپنے نائبین کو لیا پھر دیگر آسمانوں کی طرف نازل ہوئے اور دوسرے اور چھٹے آسمان سے دو فرشتے لیئے اور ارکان کی طرف نزول کیا اور جگہ تیار کی اور اُن کی اِتبّاع تین اور فرشتوں نے کی اور اپنی ضرورت کے مطابق دوسرے آسمان سے اپنے نائب لیئے۔ پھر تیسرے اور پانچویں آسمان کی طرف نازل ہوئے تو وہاں سے دو فرشتے لیئے اور پھر چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں سے ملائکہ سے اپنا ایک دُوسرا نائب مقرّر کیا اور ارکان کی طرف اُترے تاکہ ارکانِ جنّات کو مکمّل اور درُست کریں۔ پھر چھ باقی بھی اُتر آئے اور اُنھوں نے

www.maktabah.org

دیگر آسمانوں میں سے اپنے اپنے نائبین کو ساتھ لیا۔ چنانچہ یہ تمام جمع ہو کر علیم و حکیم کے اِذن کے ساتھ اِس پیدائش کو درست کرنے لگے۔

جب اُس کی نشاۃ پوری اور بنیاد قائم ہو چکی تو رُوح نے عالمِ اَمر سے توجہ کی اور اِس صورت میں رُوح پھونکی جو اُس میں جاری ہو گئی۔ اور اُس کے وجود میں زندگی آ گئی۔ تو وہ حمد و ثنا بولتا ہوا کھڑا ہو گیا جس کے لئے اُس کی جبلّت کو بنایا گیا تھا۔ وہ اُس جبلّت پر تھا اور اُس کی ذات میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عزّت و عظمت نے گھر کر لیا۔ جس کے سبب کو وہ نہیں جانتا تھا اور نہ کسی دوسرے کو اِس کے ساتھ عزّت دیتا تھا۔ کیونکہ عالمِ طبائع سے دوسری مخلوق نہ تھی۔

جنّ سے شیطان

پس وہ اپنے پروردگار کی عبادت پر اصرار کرتا تھا۔ اور اپنے بنانے والے کی رُبوبیّت کے لئے اُس کی عزّت کا متواضع تھا۔ جس کے ساتھ وہ اپنی نشاۃ میں آیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش تک جاری رہا۔ جب جنّات نے حضرت آدم علیہ السّلام کی صورت دیکھی تو اُن میں سے ایک پر اِس پیدائش کے ساتھ بُغض غالب آ گیا جس کا نام حارث تھا۔ اُس نے اِس صورتِ آدمی کی رویّت کے لئے اپنا چہرہ اُس کے سامنے رکھا اور یہ بُغض اُس کی جنس کے لئے ظاہر ہُوا تو اُس کے ساتھیوں نے اُسے غمزدہ اور ملول دیکھا۔

جب آدم کا اَمر حارث پر ظاہر ہُوا اور جو بُغض اُس نے اپنی ذات میں اُس کے لئے پایا تھا اُس سے حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے سے

www.maktabah.org

بارے میں اپنے خالق کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ تکبر کیا اور اپنی اصل کے ساتھ فخر کیا تو اُس سے پانی کی قوت کا راز غائب ہو گیا تھا جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر چیز کو زندگی دی اور اُسی سے ہی جنات کی زندگی ہے اور وہ نہیں جانتے تھے۔

اگر آپ اہلِ فہم سے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کریں۔

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ   ھود آیت ۷

اور اُس کا عرش پانی پہ تھا۔

پس عرش اور وہ مخلوقات جو عرش کے گرد تھی زندہ ہو گئی

اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ   بنی اسرائیل آیت ۴۴

ایسی کوئی چیز نہیں جو اُس کی حمد کے ساتھ اُس کی پاکیزگی بیان نہ کرتی ہو۔

پس چیز کو نکرہ کے ساتھ بیان کیا ہے اور تسبیح وہی کرتا ہے جو زندہ ہو۔

انسان سب سے طاقتور ہے

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسن حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں نے طویل گفتگو میں کہا! اے پروردگار، کیا تو نے آگ سے زیادہ شدید چیز بھی پیدا فرمائی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا! ہاں پانی۔

پس پانی کو آگ سے زیادہ طاقتور ٹھہرایا۔ تو اگر ہوا کا عنصر جنات کی نشاۃ میں بغیر آگ کے مشتعل ہوتا تو جنات بنی آدم سے طاقتور ہوتے کیونکہ

www.maktabah.org

ہَوا پانی سے زیادہ طاقتور ہے۔ اِس لئے کہ ملائکہ نے اس حدیث میں کہا ہے۔

اَے پروردگار! کیا تُو نے پانی سے زیادہ شدید بھی کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں! ہَوا پانی سے زیادہ طاقت وَر ہے۔

فرشتوں نے پھر عرض کی۔

اَے پروردگار! کیا تُو نے ہَوا سے زیادہ شدید چیز بھی پیدا فرمائی ہے؟

فرمایا! ہاں ابنِ آدم ہَوا سے زیادہ طاقت وَر ہے۔ (الحدیث)

اِس جگہ نشاۃِ انسانیہ کو ہَوا سے زیادہ طاقت وَر مقرّر فرمایا ہے۔ اَور پانی کو آگ سے زیادہ طاقت وَر مقرّر کیا ہے۔ اور پانی انسان میں عُنصرِ اعظم ہے۔ جیسا کہ جِنّات میں بڑا عُنصر آگ ہے۔ اس لئے شیطان کے حق میں کہا گیا۔

اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا — النسآ آیت ۷۶

بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

تو اِس کی طرف قوّت سے کوئی چیز منسوب نہیں کی گئی۔ اور مصر کے بادشاہ عزیز کے اِس قول کی تردید نہیں فرمائی۔ جو اس نے عورتوں کے حق میں کہا تھا۔

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ — یوسف آیت ۲۸

بے شک اُن کا داؤ بڑا ہے۔

باوجود اِس کے عورت کی عقل مَرد سے کمزور ہوتی ہے۔ کیونکہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں، تو مَرد کی قوّت کے ساتھ تیرا کیا گمان ہے۔

www.maktabah.org

انسان میں عقل کیوں زیادہ ہے

اس کا سبب یہ ہے کہ نشاۃِ انسانیہ امور میں مودۃ، نرمی، فکر اور تدبیر عطا کرتی ہے۔ کیونکہ اُس کے مزاج پر پانی اور مٹی دو عنصروں کا غلبہ ہے۔ تو اس میں عقل وافر ہوتی ہے۔ کیونکہ مٹی اِسے قائم رکھتی ہے اور روکتی ہے اور پانی اِسے نرمی اور آسانی فراہم کرتا ہے۔

جنّات کی عقل کیوں کم ہے

اور جنّات ایسے نہیں ہیں کیونکہ جنّ کے لئے عقل نہیں جو اس اِمساک پر اُسے روکے جو انسان کے لئے ہے۔ اِس لئے کہتے ہیں کہ فلاں خفیف العقل اور سخیف العقل ہے جب کہ کسی کی رائے کمزور ہوتی ہے۔ اور یہ تعریفِ جنّ کی ہے کہ وہ اپنی عقل کی خِفّت اور نظر میں عدمِ اثبات کی وجہ سے سیدھے راہ سے گمراہ ہُوا تو اُس نے کہا کہ میں اِس سے بہتر ہوں۔ تو عقل خفیف ہونے کی وجہ سے اُس میں جہالت اور سوءِ ادبی جمع ہوگئیں۔ تو جنّات سے جو نافرمان ہُوا وہ شیطان ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے راندہ ہُوا۔

جنوّں سے پہلا شیطان

جنّات میں سے جس کا نام سب سے پہلے شیطان ہُوا اس کا نام حارث ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے ابلیس بنا دیا۔ یعنی اپنی رحمت سے دُور ہٹا دیا اور رحمت کو اُس سے دُور کر دیا۔ اور تمام شیاطین اُس کی فرع ہیں۔

تو اُن میں سے جو ہامہ بن ہام بن لاقیس بن ابلیس کی طرح ایمان

www.maktabah.org

لے آئے۔ وہ جنوں سے مومنوں کے ساتھ مِل گئے اور جو اپنے کُفر پر باقی رہا وہ شیطان ہُوا۔ اور یہ مسئلہ علمائے شریعت کے درمیان اختلافی ہے۔

کیا شیطان مسلمان ہوسکتا ہے

بعض نے کہا کہ شیطان کبھی اسلام قبول نہیں کرتا اور شیطان کے بارے میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِس قول میں تاویل کرتے ہیں۔ کہ وہ موکل کے قریب ہے۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس پر آپ کی اعانت فرمائی تو وہ مسلمان ہوگیا۔

بعض نے اسلم کی میم کو زیر سے اور بعض نے پیش سے پڑھا ہے تو اِس کہنے والے کی تاویل زبر کے ساتھ ہے۔ اُس نے اِس کے ساتھ کہا۔ "فاَسلَمَ مِنہُ" یعنی مَیں اُس سے سلامت رہتا ہُوں۔ اُس کا داؤ مجھ پر نہیں چلتا۔ اور ایسے ہی مخالف کی تاویل ہے کہ وہ اِس میں پیش سے پڑھتا ہے کہ شیطان میرا فرماں بردار ہوگیا۔ کہا کہ باوجود وہ دُشمن ہونے کے وہ میرا مطیع ہے۔ اور وُہ مجھے نیکی کے سوا کوئی حُکم نہیں دیتا۔

گویا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت کے لئے شیطان پر جبر کیا۔ یعنی اُسے جبراً حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مطیع بنایا ہے۔

اور اِس معنیٰ سے اختلاف رکھنے والے نے کہا۔ کہ "اسلم" کی میم پر زبر ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ ایمان لایا جیسا کہ ہمارے نزدیک کافر مُسلمان ہو کر مومن بن جاتا ہے۔ اور یہ معنیٰ بہتر ہے۔

www.maktabah.org

کیا شیطان پہلا جِن ہے

اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ شیطان پہلا جِن ہے جیسا کہ انسانوں میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے بشر ہیں۔ اور ہمارے نزدیک ایسا نہیں بلکہ وہ جنوں میں سے ایک ہے اور اُن میں جو پہلا جن تھا۔ جیسا کہ بشریت میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے ہیں تو وہ جِن شیطان کے علاوہ تھا۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ   الکہف آیت ۵۰

مگر ابلیس جنوں میں سے تھا۔

یعنی مخلوقاتِ جنات کی اس صنف سے جیسا کہ نوعِ بشریہ سے قابیل ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے شقی لکھ دیا اور وہ مخلوقِ بشریہ سے پہلا شقی ہے اور جنوں میں پہلا شقی شیطان ہے۔

کیا جنوں کو آگ کا عذاب ہو گا

جنوں میں سے شیاطین کو جہنم میں اکثر طور پر گرمی سے نہیں بلکہ ٹھنڈک سے عذاب دیا جائے گا۔ جب کہ انہیں آگ سے کبھی معذب کیا جائے گا اور بنی آدم کو اکثر طور پر آگ سے عذاب دیا جائے گا۔

میں نے ایک روز ایک مخبوط الحواس ولی سے واقفیت حاصل کی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے صرف اس قول کے ساتھ توقف نہ کرو۔ جو اس نے ابلیس کے لئے کہا۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ   صٓ آیت ۸۵

میں تجھ سے جہنم کو بھر دوں گا۔

www.maktabah.org

بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس اشارہ کی طرف غور کرو جو تمہارے لئے اُس کے قول کے ساتھ کہ جہنّم ابلیس کے لئے ہے بیان ہُوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اُس پر لعنت ہو۔ وہ آگ سے پیدا ہُوا ہے اور وہ اپنی اصل کی طرف لوٹ جائے گا اور اگر اُسے معذّب کیا گیا تو عذابِ مختار آگ سے زیادہ شدید ہے۔ پس اس امر کی حفاظت کرو۔

جہنّم ٹھنڈا بھی ہے اَور گرم بھی

اِس ولی کی نظر جہنّم سے بطورِ خاص آگ پر تھی۔ اور اِس سے غافل رہا کہ جہنّم گرمی اور ٹھنڈک کو کہتے ہیں اور گرمی اور ٹھنڈک کو جمع کرنے کا نام جہنّم ہے۔ کیونکہ جہنّم کریہہ المنظر کو کہتے ہیں۔ اور جہام وہ بادل ہے جس کا پانی برس چکا ہو اور بارش اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ بادل سے بارش برسا کر بادل سے بارش کو زائل کر دیتا ہے تو اُس رحمت کے زائل ہونے سے جسے بارش کہا جاتا ہے اُس کا نام جہام ہو جاتا ہے۔

اَیسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنّم سے رحمت کو زائل کر دیا ہے تو وہ کریہہ المنظر ہو گیا۔

اور جہنّم کا دوسرا نام بھی ہے۔ اور وُہ یہ ہے کہ اُس کی گہرائی بہت دُور ہے۔ کہتے ہیں کہ "رکیتہ جھنام" جب اُس کی گہرائی بہت دُور ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے اور مومنوں سے سوال کرے گا۔ مگر جو اِس سے ہوگا اِس باب میں اِسی قدر کافی ہے۔

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

باب دہم

بادشاہ کے دَورہ کی معرفت میں اور اُس میں منفصل ہونے والے پہلے وجُود اور دوسرے وجُود کا ذِکر جو اِس میں اِس سے علیٰحدہ ہوتا ہے اور اُس مقام کا ذِکر جس سے دونوں علیٰحدہ ہونے والوں کو پُورا کیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِس مملکت کی تمہید کرنے کا بیان یہاں تک کہ اُس کا بادشاہ آجائے اور اُس مرتبۂ عالم کا ذِکر جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے درمیان ہے اور وہ فترت کا زمانہ ہے۔

الملك لولا وجود الملك ما عرفا	ولم تكن صفة مما به وصفا
فدورة الملك برهان عليه لذا	قد التقت طرفاها هكذا كشفا
فكان آخرها كمثل أولها	وكان أولها عن سابق سلفا
وعند ما كملت بالختم قام بها	مليكها سيد الله معترفا
أعطاه خالقه فضلا معارفها	ومايكون وماقد كان وانصرفا

بادشاہ؛ اگر بادشاہ کا وجُود نہ ہوتا تو دونوں کی پہچان نہ ہوتی اور نہ ایسی صِفت ہوتی جس سے دونوں کا وَصف بیان ہو سکتا۔

بادشاہی کا دَورہ اِس پر دلیل ہے۔ اِس لئے اُس کی دونوں طرفیں مِل گئیں۔ اَیسے ہی کشف ہُوا ہے۔

www.maktabah.org

اُس کا آخر پہلے کی طرح ہے اور اُس کا اوّل سابق سے بھی پہلے ہے جب ختم کے ساتھ اُس کے مکمل ہونے کے نزدیک ہُوا تو اُس کے ساتھ اللہ کا سردار قائم ہو کر معترف ہو گیا۔

اُس کے خالق نے اُسے اُس کے معارف عطا فرمائے اور جو کچھ ہو گا اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جس کی طرف پھرتا ہے بیان کیا۔

حضُور رسالت مآبؐ کی سرداری

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جان لیں کہ حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے کہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فخر کی زا کے ساتھ فرمایا۔

اِنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدم ولا فخر ,, الحدیث ,,

مَیں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

ایک روایت میں "زا" کے ساتھ ہے۔ یعنی فخز۔ اور اُس سے مُراد ہے باطل پر فخر نہیں۔

صحیح مُسلم کی روایت میں آیا ہے۔

انا سیّد النّاس یوم القیامۃ الحدیث

مَیں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔

تو اِس روایت سے جنسِ بشریہ سے اُس کے ابناء پر آپ کی سیادت اور شرف ثابت ہے۔

اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔

کُنتُ نبیًّا وآدم بَیْن الماء والطین ,, ,, الحدیث

" مَیں نبی تھا اور حضرت آدم علیہ السّلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

www.maktabah.org

اس سے مُرادِ آپ کو اس کا علم ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آپ کے اس مرتبہ کی خبر دی ہے اور وہ اجسام انسانیہ سے پہلے آپ کی روح کا پیدا ہونا ہے۔ جیساکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی آدم پر اُن کے اجسام کی پیدائش سے پہلے وعدہ لیا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اپنے انبیاء کرام علیہم السّلام سے ملحق کر دیا کہ ہمیں اُن کے ساتھ اُن کی اُمتوں پر گواہ بنایا۔ جب ہر اُمت سے اُن کے لوگوں سے گواہ بنایا جائے گا۔ اور وہ رسُول ہوں گے۔

تمام انبیاء آپؐ کے نائب ہیں

پس انبیائے کرام علیہم السّلام حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر آخری رسُول تک حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے نائب ہیں۔ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اس مقام سے متعدد امُور کو بیان کیا ہے۔ جن میں سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا یہ فرمانا ہے۔

واللہ لوکان مُوسیٰ حیا ماوسعہ الا ان یتبعنی — الحدیث

اگر حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام زندہ ہوتے تو اُن کے لئے میری اِتباع کے سِوا گنجائش نہیں تھی۔

اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السّلام کے آخری زمانہ میں نزول کے بارے میں آپؐ نے فرمایا۔

اِنّہٗ یؤمُنا یعنی ہم میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے طریقہ کے مطابق حکم دیں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور اگر حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ

www.maktabah.org

میں مبعوث ہوتے تو انبیاء کرام اور تمام لوگ قیامت تک آپ ہی کی شریعت کے حکم کے تحت ہوتے۔ اِس لیئے وہ عام طور پر مبعوث نہیں ہوتے بلکہ اُن کی بعثت خاص علاقوں تک تھی۔

پس آپؐ تمام رسولوں کے بادشاہ اور سردار ہیں اور دیگر انبیاء کرام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاص قوموں کی طرف مبعوث فرمایا اور سوائے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کسی رسول کی رسالت عام نہیں ہوئی۔

حضور رسالتمآب انبیاء کے بادشاہ ہیں

حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ سے لے کر حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت مبارکہ تک اور قیامت کے دن تک حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بادشاہی ہے اور آخرت میں بھی آپؐ تمام رسولوں سے مقدم ہوں گے اور قیامت کے دن آپ کی سرداری صحیح نص کے ساتھ ثابت ہے۔

پس حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رُوحانیت موجود ہے اور ہر نبی اور رسول کی رُوحانیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رُوحِ پاک سے مدد لیتی ہے اور رسولوں کے اپنے زمانے میں اُنہوں نے شریعتیں اور علوم ظاہر کیئے۔ اُن میں اِسی رُوحِ اقدس کی امداد شامل تھی۔ جیساکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وغیرہ کے احکام اپنے زمانہ میں موجود تھے اور اُن کا موجود ہونا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت کے حکم میں تھا۔ ایسے ہی حضرت الیاس علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آخر زمانے میں اپنے زمانہ ظہور میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت پر حکم دینا ہے

www.maktabah.org

اور اُن کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت کے مطابق حکم دینا مقرر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کی اُمّت میں ظاہر ہوں گے۔ لیکن چونکہ عالم جس میں پہلے یہ نہیں ہُوا تھا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وجودِ عینی پہلے تھا۔ لہٰذا ہر شریعت کی نسبت اُس نبی کے ساتھ ہُوئی جس کے ساتھ وہ مبعوث ہُوا۔ حقیقت میں ہر شریعت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی کی شریعت تھی اگرچہ مفقود العین تھی۔ کیونکہ اُس وقت اُس کے آثار ظاہر نہ تھے۔ جیسا کہ اب آپ سے پہلی شریعت کی علامت مفقود ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے نزول کے زمانہ میں اور اُن کی شریعت کے حکم میں بھی یہی بات ہے۔

شریعتِ مُصطفٰے ناسخ ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت کے ساتھ تمام شریعتوں کو منسوخ فرما دیا ہے اور یہ نسخ اِس اَمر کو خارج نہیں کرتا کہ وہ شریعتیں بھی آپ کی شریعت سے ہوں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں آپ کی اُس شریعت میں گواہ بنایا۔ اور اُس نسخ کو ظاہر فرمایا جو قرآن وسُنّت میں نازل فرمایا تھا۔ باوجود اِس کے ہمارا اُس منسوخ پر اجماع و اتفاق ہے کہ وُہ شریعتیں آپ ہی کی شریعت سے ہیں جس کے ساتھ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہماری طرف مبعوث ہوتے۔ پس بعد میں آنے والا پہلے کو منسوخ کرتا ہے۔ اِس میں ہمیں خبردار کیا گیا ہے کہ یہ نسخ قرآن وسُنّت میں موجود ہے اور یہ نسخ پہلی تمام شریعتوں کو آپ کی شریعت سے خارج نہیں کرتا۔

www.maktabah.org

آپؐ کی شریعت کا حکم نافذ رہے گا

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے آخری زمانہ میں نزول سے اُن کی اپنی شریعت یا اُس کے بعض سے وہ اپنی رسالت اور حکم کے زمانہ میں شریعتِ محمدی کے ساتھ حکم دیں گے جو آج مقرّر ہے۔ یہ اِس امر پر دلیل ہے کہ اِس زمانہ میں بھی انبیائے کرام میں سے سوائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اُس حکم کے کسی کا حکم نہیں جو آپ نے اپنی شرع میں مقرّر فرما دیا ہے۔ اسی طرح اہلِ کتاب ذمّی بھی اسی پر ہیں کہ وہ اطاعت گذار ہو کر جزیہ دیتے رہیں کیونکہ وہ مطیع ہیں۔ اور شریعت کا حکم احوال پر ہے۔ تو اِس تمام مجموعہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام بنی آدم کے بادشاہ اور سردار ہیں۔ اور پہلے تمام زمانوں میں بھی آپ ہی کی بادشاہی تھی اور آپؐ ہی کی اطاعت کی جاتی تھی اور حکومت کرنے والے انبیاء اِس امر میں آپؐ کے نائب ہے۔

ہم فضیلت نہیں دیتے خُدا دیتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے کِسی نبی پر فضیلت نہ دو تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو یہ فضیلت نہیں دی بلکہ یہ فضیلت اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود آپ کو عطا فرمائی ہے کیونکہ یہ ہمارا حق نہیں کہ ہم فضیلت دے سکیں۔ اگرچہ قرآنِ مجید میں یہ وارد ہوا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

الانعام آیت ۹۱

یہ وُہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے راہ دکھائی تو آپ اُنہی کی راہ پر چلیں،

www.maktabah.org

اس لیئے انبیائے کرام علیہم السلام کا یہ ذکر صحیح ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُن کی ہدایت کے راستے پر چلیں. کیونکہ اُن کی ہدایت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے. اور یہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی شریعت ہے. یعنی آپ اُس شریعت کو لازم کر لیں جس کے ساتھ اقامتِ دین میں آپ کے نائبین نے ظہور فرمایا. اور اس میں متفرق نہ ہوں. تو یہ نہیں کہا. کہ اس کی اقتدا کریں بلکہ اس میں فرمایا ہے.

وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ الشوریٰ آیت ۱۳

کہ اس میں علیحدگی نہ کریں

یہ شریعتوں کے اتحاد پر تنبیہہ ہے. اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد

اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ النحل آیت ۱۲۳

یعنی. ملتِ ابراہیم کی اتباع کریں

اور وہ ملتِ دین ہے. تو وہ اتباعِ دین پر مامور تھے. کیونکہ دین اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے. دوسرے کی طرف سے نہیں.

طریق اور ہے پیروی اور ہے

آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف دیکھیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا گنجائش نہ تھی. تو اتباع کی اضافت آپ کی طرف ہے اور آپ کو انبیائے کرام کے دین اور ہدایت کا امر ہوا ہے. نہ کہ اُن کی پیروی کا، کیونکہ جب امامِ اعظم موجود ہو تو اُس کے نائبین کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ اُسی کا حکم ہوتا ہے. جب اُس کے مراسم کے ساتھ نائبین کا حکم غائب ہو جاتا ہے تو وہ غیب و حضور حاکم ہوتا ہے.

www.maktabah.org

یہ اخبار کیوں درست ہیں

ہم یہ اخبار و تنبیہات اس لئے لائے ہیں کہ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف سے اطلاع نہیں دی۔ اور وہ کشف سے اس مرتبہ کو نہیں جانتا تو وہ اسے جان لے اور اس سے مانوس ہو جائے۔ رہے اہل اللہ تو وہ اسی عقیدہ پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ اور ان کے لئے اس پر ان کے نفوس میں ان کے رب کے نزدیک تحقیقی شواہد قائم ہو چکے ہیں۔ ہم اس میں جو کچھ لائے ہیں اگرچہ ان میں کثیر احتمالات متصور ہیں۔ تو یہ قوت کے ساتھ ان الفاظ کی طرف راجع ہیں جو اپنی اصل وضع میں ہیں۔ اور ان اہلِ ذوق کے نزدیک یہ امر فی نفسہٖ ہے۔ جو اس علم کو حضرت خضر علیہ السلام اور ان کی مثل اللہ تبارک و تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں۔ کیونکہ انسان گفتگو کرتا ہے تو مثال کے طور پر اس کے ان معانی سے اس کی مراد ایک معنیٰ ہوتی ہے۔ جو اس کلام کو متضمن ہیں۔ تو جب ان معانی سے متکلم کے مقصود کے علاوہ اس کی تفسیر کی جاتی ہے تو مفسر اس کی تفسیر اس امر کے ساتھ کرتا ہے جو اسے قوتِ لفظ عطا کرتی ہے۔ اگرچہ وہ متکلم کے مقصود کو نہ پہنچے۔

تفسیر ایک مشکل کام ہے

کیا آپ نے دیکھا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوپر اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد سے کتنی مشقت پڑی۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الانعام آیت ۸۲

اے ایمان والو اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ ملتبس نہ کرو۔

www.maktabah.org

چنانچہ اس کے ساتھ ظُلم نکرہ کے لحاظ سے ہے۔ تو اُنہوں نے کہا۔ ہم میں سے کس نے ایمان کو ظُلم کے ساتھ مُتلبّس نہیں کیا۔ حالانکہ یہ صحابہؓ کرام وُہ عربی لوگ ہیں جن کی زبان میں قرآنِ مجید نازل ہُوا۔ اور وہ حق تعالیٰ کے اُس مقصُود کو نہ سمجھ سکے جو اِس آیت میں مُضمر تھا اور اِس کلمہ میں مناسب معنیٰ کی طرف نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے اُنہیں فرمایا۔ یہ وُہ امر نہیں جس کا تم گمان کرتے ہو اور یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ظُلم سے مُراد وُہ امر ہے جو حضرت لقمان علیہ السّلام نے اپنے بیٹے کو وصیّت کرتے ہُوئے فرمایا تھا۔

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ لقمان آیت ۱۳

اَے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ بے شک شرک کرنا ظُلم عظیم ہے۔

تو اِس کلمہ کی قرینت نے ظُلم کو عام معنوں میں کر دیا اور متکلّم کا مقصد ظُلم سے مُراد مخصوص اور معیّن ظُلم ہے۔

یہ روایات بھی اَیسے ہی ہیں

اَیسے ہی ہم جو روایات لاتے ہیں کہ تمام بنی آدم رعایا ہیں اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اِس کے بادشاہ اور سردار ہیں تو ہمارا یہ مقصُود کشف کے طریق پر ہے جیسا کہ وہاں ظُلم سے متکلّم کا مقصودِ خاص شرک تھا۔ اِس لئے قرائنِ احوال کے ساتھ کلام میں تفاسیر کو تقویّت حاصل ہوتی ہے کیونکہ تفسیریں متکلّم کے مقصُود معانی کے لئے امتیاز کرتی ہیں تو وُہ شخص اِس کی تفسیر کیسے نہیں کرے گا۔ جس کے پاس کشفِ الٰہی اور علمِ الدُنّی ربّانی ہو۔ منصف عاقل کا حق یہ ہے کہ اِس گروہ کی خبروں کو تسلیم کرے

www.maktabah.org

اگر اِس میں اِن کی تصدیق کی جائے گی تو یہ اِن کے ساتھ حُسنِ ظن ہو گا اور تسلیم کرنے والے مُنصف قرار پائیں گے۔ اِس لیئے کہ تسلیم کرنے والا اُس کی تردید نہیں کرتا جو نفس الاَمر میں حق ہوتا ہے۔

اگر اِن کی تصدیق نہیں کرتے تو تسلیم نہ کرنا نقصان دِہ نہیں بلکہ اِس میں اُنہیں نفع حاصل ہوتا ہے۔ کہ اُنھوں نے اُس پر غور و خوض کرنا ترک کر دیا جس میں اُن کے لیے قطعی حُکم نہیں۔ اور اِس علم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لَوٹا دیا۔ اور اِس طرح اُنھوں نے حقِ ربوبیّت کو ادا کر دیا۔

جب کہ اولیاء اللہ اُسے جو کہیں وہ ممکن ہوتا ہے۔ پس اُس کا تسلیم کرنا ہر وجہ سے اَولیٰ و افضل ہے۔ اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف ہم نے دورۃ الفلک میں اشارہ کیا ہے اور ہمارے علاوہ دوسروں نے بھی یہی بات کہی ہے۔ جیساکہ امام ابی قاسم بن قیسی نے اپنی کتاب "خلع" میں بیان کیا ہے اور ہم نے یہ روایت اُس کے بیٹے سے کی ہے اور وہ قوم کے سرداروں سے تھا۔ اور اُس کا شیخ جس کے ہاتھوں پر اُسے اِس کا کشف ہوا وہ شیوخِ مغرب سے بہت بڑا شیخ تھا۔ اور اہلِ لَبلَہ اُسے ابن خلیل کہتے ہیں۔ تو ہم نے جس بات کا ذکر کیا ہے اُس پر اعتماد نہیں کرتے۔ مگر ہمارا اعتماد اُس پر ہے جو ہمیں اِس سے اللہ تبارک و تعالیٰ اِلقاء فرماتا ہے۔ اور اُس سے نہیں جن کے الفاظ کئی وجُوہ سے محمول ہوتے ہوں۔ اور بعض کلام میں تمام تر احتمالات مُتکلّم کا مقصود ہوتے ہیں۔ جن تمام کے ساتھ وُہ کہتا ہے۔ پس دورۃ الملک اللہ تبارک و تعالیٰ کی وہ تمہید ہے جو اِس نشاۃِ انسانیہ میں ترتیبات سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک ہیں۔ جن کے ساتھ اِس میں احکام الٰہیہ کا ظہور

www.maktabah.org

ہوتا ہے۔

اجسامِ انسانی میں پہلا باپ

پس وہ تمام سردار خلیفہ کے خلفاء ہیں۔ تو اجسامِ انسانیہ میں سب سے پہلے جو وجود ظاہر ہوا وہ حضرت آدم علیہ السّلام تھے۔ اور وہ اِس جنس سے پہلے باپ ہیں۔ اور تمام اجناس کے آباء کا ذکر انشاء اللہ العزیز اِس باب کے بعد آئے گا۔ اور وہ پہلا باپ ہے جو اِس جنس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ظاہر ہوا۔ ولیکن جیسا کہ ہم نے مقرر کیا ہے۔ پھر اُس سے ہمارے باپ علیحدہ ہوئے۔ تو درست یہ ہے کہ پہلے باپ کا درجہ اُس کے بعد آنے والے باپ کے اُوپر ہو۔ اِس لیے کہ وہ اُس کی اصل ہے۔

دورۃ الملک سے نابیین کا ختم ہونا اُسی کی مانند ہے جس کے ساتھ شروع ہوا تاکہ پتہ چل جائے کہ فضیلت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ وہ امر ہے جس کا اقتضاء پہلے باب میں اپنی ذات کے لئے کیا۔

حضرت آدمؑ اور مریمؑ باپ ہیں

پس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام حضرت مریم علیہا السّلام سے پیدا ہوئے تو حضرت مریم علیہا السّلام بمنزلہ حضرت آدم علیہ السّلام کے تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا نزول بمنزلہ حضرت حوّا علیہ السّلام کے تھا تو جیسے مذکر سے مؤنث پیدا ہوئی ایسے ہی مؤنث سے مذکر پیدا ہوا اور بغیر باپ سے بیٹے کو پیدا کرنے میں وہ مثال ختم ہو گئی جس کے ساتھ ابتدا ہوئی تھی جیسا کہ حضرت حوّا بغیر ماں کے پیدا ہوئیں۔ تو حضرت عیسیٰ اور حضرت حوّا دو بھائی

www.maktabah.org

ہیں اور حضرت مریم علیہا السّلام دونوں کے دو باپ ہیں۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ اٰلِ عمران ۵۹

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثل ایسے ہے جیسے آدمؑ کی مثل عدمِ ابوّت میں مُذکر کی تشبیہ کا واقع ہونا اِس لیئے ہے کہ یہ دلیل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے لیئے اُن کی والدہ کی بریّت میں نصب ہوئی۔ اور حضرت حوّا علیہا السّلام کے ساتھ تشبیہ واقع نہیں ہوئی۔

عالم میں خَلا نہیں

کیونکہ عورت وجودِ حمل کے باعث اِس امر پر محلِ تہمت ہے کیونکہ عورت محلِ ولادت ہوتی ہے اور مرد کے لیئے یہ مقام نہیں ہوتا اور دلائل سے مقصود شکوک کو رفع کرنا ہوتا ہے۔ حضرت حوّا علیہا السّلام سے حضرت آدم علیہ السّلام میں التباس اور شبہ واقع نہیں ہوا۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السّلام کا محل یہ نہیں کہ اُن سے صدورِ ولادت ہو۔ اور یہ دلیل اُس کے نزدیک ہوگی جس کے نزدیک حضرت آدمؑ کا وجود اور اُن کی تکوین ثابت ہے اور تکوین اُن سے ہے جیسا کہ بیٹا بغیر باپ کے نہیں ہوتا۔ ایسے ہی ماں کے بغیر نہیں ہوتا۔

پس یہ مثلِ معنیٰ کے طریق سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام حضرت حوّا سلام اللہ علیہا کی طرح ہیں جب کہ اس امر میں انکار کرنے والوں کا دخل مؤنث ہونے کی حیثیت سے ہے جیسا کہ ہم نے کہا کہ عورت سے اولاد کا محلِ صدور ہے۔ اس لیئے اُن پر تہمت لگائی گئی اور حضرت آدم کے لیئے تشبیہ حضرت مریمؑ کی بریّت حاصل کرنے کے لیئے ہے۔ کیونکہ یہ عادت میں ممکن ہے۔

www.maktabah.org

پس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا بغیر باپ کے حضرت مریمؑ سے ظہور فرمانا ایسے ہی ہے جیسے حضرت حوّا علیہا السّلام بغیر ماں کے حضرت آدم علیہ السّلام سے ظاہر ہوئیں اور وہ دوسرا باپ ہیں۔ جب حضرت حوّاؑ حضرت آدم علیہ السّلام سے علیحدہ ہوئیں تو حضرت آدم علیہ السّلام کا وہ مقام نکاح کی خواہش سے معمور ہوگیا جس سے تناسل و توالد کے ظہور کا وقوع ہوا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کا وہ مقام جہاں سے ہوا خارج ہوتی ہے۔ ہوا خارج ہونے کے وقت حضرت حوّاؑ کا جسم تھا۔ کیونکہ عالم میں خلاء نہیں ہے۔ پس ہوا کے اس جز نے اُس مقام کو طلب کیا جہاں سے حضرت حوّا نے اپنی شخصیت کو اخذ کیا تھا۔

پس حضرت آدم علیہ السّلام نے اُس مقام کی طلب کے لئے حرکت کی تو اُسے حضرت حوّا علیہا السّلام کے ساتھ بھرا ہوا پایا۔ پس آپ اُس مقام پر واقع ہوئے اور جب اُس پر پردہ ڈالا تو وہ حاملہ ہوگئیں اور اولاد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ چنانچہ بنی آدم وغیرہ سے حیوان ہیں یہ سُنّت بالطبع جاری رہی۔

انسان نُسخۂ عالم ہے

لیکن انسان کلمۂ جامعہ اور نُسخۂ عالم ہے۔ لہٰذا عالم کی ہر چیز اُس کی جزء ہے اور انسان عالم سے کسی ایک چیز کے لئے جز نہیں۔ اس فصل اور اس پہلے منفصل کی ایجاد کا سبب اُس جنس ہیں ہم شکل کے ساتھ اُنس کو طلب کرتا ہے۔ جو خاص الخاص نوع ہے تاکہ عالم اجسام میں طبعی انسانی ملاوٹ کامل صورت کے ساتھ وقوع پذیر ہو۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ اور جو قلمِ اعلیٰ اور لوحِ محفوظ سے مشابہت رکھتی ہے اور جسے عقلِ اوّل اور نفسِ کُل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب آپ قلمِ اعلیٰ کہیں گے تو اس

www.maktabah.org

اشارہ کو اُس اَمر سے سمجھ لیں جو کاتب اور قصدِ کتابت کو متضمن ہے۔ اس طرح آپ کے ساتھ شارع کے اس قول کا معنیٰ قائم ہوگا۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ —— الحدیث

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

کُن کا درمیانی رابطہ

پھر شارع علیہ السّلام کی عبارت ایجادِ اشیاء کے سلسلہ میں کتابِ عزیز میں ہے۔ جو کُن کہلاتی ہے۔ پس کُن میں دو حرف لائے گئے جو بمنزلہ دو مقدموں کے ہیں اور جو کچھ کُن کے وقت نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

یہ دو حرف ظاہر ہیں اور تیسرا وہ ہے جو دونوں کے درمیان رابطہ ہے اور کُن میں پوشیدہ ہے اور وہ واؤ محذوف ہے۔ جو ساکنین کی ملاقات کے لئے ہے۔ ایسے ہی جب مرد اور عورت کا ملاپ ہوتا ہے۔ تو قلم کا وجود ظاہر نہیں ہوتا اور وہ ملاپ رحم میں نطفہ غیب ڈال دیتا ہے۔

اِس لئے شارع کی زبان میں نکاح کو راز سے تعبیر کیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّا

ولیکن عدت کے دوران ان سے پوشیدہ نکاح کا وعدہ نہ کرو

ایسے ہی عند الملاقات دونوں حرکت سے ساکن ہو جاتے ہیں اور اخفاءِ قلم ممکن ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ تیسرا حرف واؤ ساکنین کے لیے کُن سے مخفی ہے کیونکہ اُس کے لئے بلندی ہے اور وہ رفع سے متولد ہوتی ہے اور اُس سے

www.maktabah.org

اشباعِ ضمّہ ہے اور وہ یعنی واؤ حروفِ علّت میں سے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

اگر تجھے پیدا نہ کرتا

یہ اُس وقت ہوگا جب مُلک خاص انسان سے عبارت ہوگا۔ کیونکہ ہم جمیع ماسِوا اللہ پر اُس کی سرداری کی طرف نظر کرتے ہیں۔ جیساکہ حدیث کی روایت میں بعض لوگوں کا مذہب ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

لَولَاكَ يا مُحَمّد ما خلقت سماءً ولا ارضًا ولا جنّة ولا نارًا

یا محمدؐ اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو، نہ جنّت کو پیدا کرتا اور نہ دوزخ کو۔

یعنی اپنے سِوا تمام موجودات کا باعث حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بتایا۔

اور ماسِوا اللہ ہر مخلوق کا ذکر کیا تو موجودِ اوّل سے اِس میں نفسِ کُلیّہ اوّل علیحدہ کرنے والا ہوگا اور وہ عقلِ اوّل ہے اور اِس میں آخری موجودِ آدم سے علیحدہ ہونے والی ہستی حضرت حوّاؑ ہیں۔

اجناسِ عالم کیا ہیں

چنانچہ اجناسِ عالم میں سے آخری موجود انسان ہے۔ اس لئے کہ عالم کی چھ اجناس ہیں اور ہر جنس کے تحت انواع ہیں اور ہر انواع کے تحت انواع ہیں۔

جنسِ اوّل مَلک، دُوسری جِنّ، تیسری معدنیات، چوتھی نباتات اور پانچویں

www.maktabah.org

جنس حیوانات ہے۔ جب کہ فرشتے کی انتہا و تمہید اور استواء ہُوا۔ اور چھٹی جنس انسان ہے اور وہ اس مملکت پر خلیفہ ہے اور وہ آخر میں اس لئے پیدا ہُوا کہ حقیقتاً بالفعل امام ہو نہ کہ صلاحیّت اور قوّت سے۔

اوّل بھی تُو آخر بھی تُو

جب انسان کا وجُود پیدا ہُوا تو اُسے والی اور سلطان بلحوظ پایا گیا۔ اور جب اُس کے جسد کی پیدائش مؤخّر ہُوئی تو اُس کے لئے نائبین مقرر ہُوتے اور اُس کے پہلے نائب اور خلیفہ حضرت آدم علیہ السّلام ہُوتے۔ پھر اُن کی اولاد اور اِتّصالِ تناسل ہُوا اور ہر زمانہ میں خلفا متعیّن ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلّم کا جسدِ اطہر پیدا ہُوا۔ تو آپ سُورج کی طرح روشن اور ظاہر و باہر تھے۔ چنانچہ ہر نُور آپ کے درخشندہ نُور میں درج ہوگیا اور ہر حُکم آپ کے حُکم میں غائب ہوگیا اور تمام شریعتیں آپ کی اطاعت گذار ہوگئیں اور باطن سے آپ کی سیادت ظاہر میں آگئی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

پس آپ ہی اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہیں اور ہر چیز کو جاننے والے ہیں

اوّلین و آخرین کے عالم

آپؐ کا ارشاد ہے کہ مجھے جوامع الکلم یعنی جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں اور آپ نے فرمایا!

ضرب بيده بين كتفي فوجدت بردانامله بين ثديي
فعلمت علم الاوّلين والاٰخرين ، الحديث ،

www.maktabah.org

یعنی میرے پروردگار نے میرے دونوں کاندھوں کے درمیان تھپکی دی تو میں نے اُس کی اُنگلیوں کی ٹھنڈک اپنی چھاتیوں میں محسوس کی تو میں نے اوّلین و آخرین کے علم کو جان لیا۔

پس آپ کو وہ تخلّق اور نسبتِ الٰہی حاصل ہو گئی جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے بیان کی ہے۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
الحدید آیت ۳

وُہی پہلے ہے۔ وُہی پیچھے ہے۔ وُہی ظاہر ہے وُہی پوشیدہ ہے
وُہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

تلوار اور رحمت

اور سورت حدید میں یہ آیت آتی ہے۔

فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ الحدید آیت ۲۵

اور ہم نے لوہے کو نازل فرمایا کہ اس کے اندر شدید ہیبت ہے۔ اور لوگوں کے لئے فائدے بھی۔

اِس لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تلوار کے ساتھ مبعوث ہوئے اور رحمتُ للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ اور آپؐ ہر چیز سے علیحدہ ہو گئے اور آپؐ اُس سے ہر چیز کو معمور فرماتے والے ہیں جس سے آپ علیحدہ ہوئے۔

آپؐ کے سائے نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے

جیسا کہ ہم نے کہا کہ عالم میں خلاء باقی نہیں۔ چنانچہ آپؐ کے ظلِّ مبارک نے

www.maktabah.org

اُس جگہ کو معمور فرما دیا۔ جہاں سے آپؐ علیحدہ ہوئے تھے۔ کیونکہ آپؐ کا اتصال نور کی طرف تھا اور وہ نور ظہور کے لیئے ہے۔ چنانچہ جب آپؐ اپنی ذات کے ساتھ نور کے بالمقابل ہوئے تو آپؐ کا سایہ دراز ہو گیا اور اُس نے مقام انفصال کو معمور کر دیا۔ اور وہ اِس علیحدگی سے گم نہیں ہوا۔ اور جس کی طرف منفصل ہوا اسی کی طرف وہ مشہود ہے اور جس سے منفصل ہوا اُس کے لئے بھی وہ مشہود ہے۔

اور اُس کہنے والے کی مُراد کا یہی معنیٰ ہے جس نے کہا۔

شھدتک موجوداً بکلِ مکانٍ ، الحدیث

یعنی۔ میں تیری گواہی دیتا ہوں کہ تجھے ہر جگہ موجود پایا۔

سائے کیوں گھٹتے بڑھتے ہیں

عالم کے اسرار سے یہ بھی ہے کہ اِس دُنیا سے جس چیز کی پیدائش ہو اُس کا سایہ پہلے برابر ہوتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے تا کہ وہ ہر حال میں اپنے رَبّ کی عبادت کے ساتھ قائم رہے۔ پیدا ہونے والا خواہ اطاعت گذار ہو یا نافرمان۔ اگر وہ اہلِ موافقت سے ہے تو اُس کا سایہ اور وہ برابر ہوتے ہیں۔ اگر اگر وہ مخالف ہو تو اُس کا سایہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت میں اُس کا نائب ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ — الرعد آیت ۱۵

اور اُن کے سائے صبح شام اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں۔

بادشاہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے

سُلطان زمین میں خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کا ظہور اسمائے الٰہیہ

www.maktabah.org

کی اُن تمام صُورتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو عالمِ دُنیا میں اثرات مرتّب کرتی ہیں۔ اور آخرت میں عرش اللہ تبارک و تعالیٰ کا سایہ ہوگا۔ پس سائے حِسّاً اور معناً صُورت کی اتباع کرتے ہیں۔ چُونکہ حِس قاصر ہوتی ہے اِس لیئے صُورتِ معنویہ کے لئے ظِلِّ معنوی کی کی قوّت سے مقوّی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ مُقیّد نُور کے لیئے استدعا کرتی ہے جب کہ حِس میں قید، تنگی اور عدم وُسعت پائے جاتے ہیں۔ اِس لئے ہم نے ظِلِّ معنوی پر آگاہ کیا ہے۔ شریعت سے حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے۔

السُّلطان ظلّ اللّٰہ فی الارضِ ، الحدیث

بادشاہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے۔

اِس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ سایوں کے ساتھ مکانات معمُور اور بھرے ہُوئے ہیں۔ یہاں ہم نے اُن گوشوں کا ذِکر کر دیا ہے جو اس باب کے لائق تھے۔ اور مزید وہ اُمر بیان نہیں کیا جس میں طوالت کا خوف اور دِلوں کے رنجیدہ ہونے کا ڈر تھا۔ اور اِس میں ہم نے صاحبِ عقلِ سلیم کے لئے کافی و وافی بیان کر دیا ہے اور یہ تذکرہ اُن اہلِ اللہ کے لئے کیا گیا ہے جو اُس چیز کے ساتھ شاہد و عالم اور مشغول رہنے والے ہیں جو بلند ہے یا اُس چیز کے ساتھ غافل ہیں جو پَست ہے۔ تو وہ ہمارے اِس ذکر کی طرف رجوع کریں گے جو اِس باب میں ناظر کے لئے بیان کیا۔

اہلِ فترت کا حال

فصل :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے زمانہ کے درمیان جو مرتبۂ عالم ہے۔ وہ اہلِ فترت ہیں اور وہ اُس تجلّی کی حیثیت سے مختلف مرتبوں پر فائز ہیں۔ جو اُن کے لئے علمِ اسماء کے جاننے اور

www.maktabah.org

نہ جاننے سے ہے۔ اُن میں سے حق تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل وہ لوگ ہیں جن کے غور و فکر کے وقت اُن کے قلب پر تجلّی واقع ہوتی ہے۔ اور وہ صاحب دلیل ہیں۔ اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نُور پر تھے جس کا امتزاج اُن کے فکر کے ساتھ تھا۔ تو یہ قیامت کے دِن اُمّتِ واحدہ کی صُورت میں مبعوث ہوں گے۔ جیسا کہ قیس بن ساعدہ اور اُن کی مثل کیونکہ اِن کا ذکر خطبہ میں کیا گیا۔ جس پر یہ دلیل ہے کہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مخلوقات کا ذِکر کیا اور اِس میں اِن کا اعتبار کیا۔ اور یہ وہ فکر ہے جس سے وہ اپنے قلب میں اُس نُورِ وِجدان کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وَحدانیت کو مانتے تھے۔ جسے وہ بغیر فکر و رویّت اور نظر و استدلال کے ہٹانے پر قدرت نہ رکھتے تھے پس وہ اپنے رَبّ کے نُور پر بغیر امتزاج کے خالص تھے۔ اور وہ قیامت کے دن ننگے پاؤں اُٹھائے جائیں گے۔

یہ طبقہ مومنوں کا ہے

اِن میں سے وہ ہیں جن کی ذات میں انفراد ہُوا اور وہ شدّتِ نُورِ صفا کے کشف سے مطلع ہوئے اور اپنے خلوص و یقین کی وجہ سے حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اور آپؐ کی سرداری پر ایمان لائے اور حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ سے اُس وقت تک آپؐ کی عام رسالتِ باطنی سے آگاہ ہوئے تو عالمِ غیب میں اور اللہ ربّ العزّت کی شہادت سے آپؐ پر ایمان لائے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ‏ ہُود آیت ۱۷

جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل عقلی پر ہوں اور اِس سے

www.maktabah.org

اُس کی طرف سے ایک گواہ بھی آ چکا ہو۔

چنانچہ اُس کا دِل اُس کے کشف کے مطابق اُس کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ تو یہ لوگ قیامت کے دن حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے باطن پر محشور ہوں گے۔

یہ لوگ بھی ایمان والے ہیں

اِن میں سے جو لوگ اپنے پہلوں سے ملّتِ حق کی اتباع کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ لوگ جو یہود و نصاریٰ یا ملّتِ ابراہیمؑ کی اِتّباع کرنے والے تھے اور یہ کہ اُسے اُن کے نبی ہونے کا علم دیا گیا ہو، اور وہ جانتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مخصوص گروہ کو حق کی طرف بلانے والے رسُول ہیں اور یہ جان کر اُن اِتّباع کی اور اُن پر ایمان لایا اور اُن کے راستے پر چلا اور اُس چیز کو اپنے اُوپر حرام کیا جو اُس رسُول نے حرام کی تھی اور اپنی ذات کو اُس شریعت کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مصروف رکھا۔ اگرچہ یہ اُس پر واجب نہ تھا اس لیئے کہ وہ رسُول علیہ السّلام اُس کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ تو یہ شخص قیامت کے دن اُس رسُول کی اِتّباع کرنے والوں سے محشور ہو گا۔ اور اُس نبی کی شریعت میں ظاہر ہو گا۔ اور اُس کے زُمرہ میں تمیز کیا جائے گا۔ جب کہ ظاہر میں اُس نے نبی کی شریعت کو اپنے لیئے مقرّر کیا ہو۔

پہلی کتابوں میں آپؐ کا ذِکر پڑھنے والے

اِن میں سے ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السّلام کی کتابوں میں حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شرف اور آپؐ کے دِین

www.maktubah.org

کے بارے میں مطالعہ کیا ہوگا۔ اور آپ کی اِتباع کرنے والوں اور آپؐ پر ایمان لانے والوں اور تصدیق کرنے والوں کے ثواب کے بارے میں پڑھا ہوگا۔ اگرچہ وہ پہلے گذرنے والے کسی نبی کی شریعت میں داخل نہ ہو جو مکارمِ اخلاق لایا ہو تو اُس شخص کا حشر بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مومنین میں ہوگا۔ نہ کہ عالمین میں۔ ولیکن یہ شخص حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہریت میں ہوگا۔

دوہرے اَجر والے

اِن میں سے وُہ ہے جو اپنے نبی کے ساتھ ایمان لایا۔ اور حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ دیکھا تو آپؐ کے ساتھ بھی ایمان لایا تو اُس کے لئے دوہرا اَجر ہوگا۔ اور یہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سعادت مند ہیں۔

بَدبخت اہلِ فترت

اِن میں سے جو معطّل ہوگا تو وہ نظرِ قاصر سے وجُود کے ساتھ اقرار نہیں کریں گے۔ یہ قصُور اُس کی نظر کے ساتھ اُس کی انتہائی قوّت کی طرف ہے جو اِس کے علاوہ قوّت سے کمزوری کے لیئے اُس کے مزاج میں ہے اور اِن میں وُہ ہے جو نظر سے نہیں بلکہ تقلید سے معطّل ہوگا۔ تو یہ مطلق شقی اور بدبخت لوگ ہیں۔

یہ بھی بَدبخت ہیں

اور اِن میں سے اَیسے لوگ ہیں جنہوں نے طریقِ حق میں خطائے نظری سے

www.maktabah.org

شرک کیا۔ باوجودیکہ وہ اِس بات کی کوشش کرتے تھے کہ اِس کی قوت عطا کی جائے۔

اِن میں سے بعض نے شرک کیا۔ اگرچہ استقصائے نظر سے نہ ہو تو یہ بھی شقی اور بدبخت ہیں۔

اِن میں سے بعض نے تقلیداً شرک کیا تو یہ بھی شقی اور بدبخت ہیں۔ اور اِن میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نظر کی پہنچ تک اثباتِ حق کیا اور بعد میں معطّل ہو گئے۔ جس میں جو انتہائی قوت ہے وہ اِس پر ضعف کے لئے ہے۔ اِن میں سے وہ ہیں کہ اُن پر تحقیقِ نظر یا تقلید کے بغیر اثباتِ حق ہُوا اور وہ اِس کے بعد معطّل ہو گئے۔ تو یہ بھی شقی اور بدبخت ہیں۔

یہ تمام مراتب اہلِ فترت کے ہیں جن کا ذکر ہم نے اِس باب میں کیا۔

اَلحمدُ للہ دسویں باب کا ترجمہ تمام ہُوا۔

---

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

گیارھواں باب

ہمارے بلند باپوں اور سفلی ماؤں کی معرفت کا بیان

أنا ابن آباء أرواح مطهـرة	وأمهات نفوس عنصريات
ما بين روح وجسم كان مظهرنا	عن اجتماع بتعنيق ولذات
ما كنت عن واحد حتى أوحده	بل عن جماعة آباء وأمات
هم للازله اذا حققت شأنهمو	كصانع صنع الاشياء بآلات
فنسبة الصنع للنجار ليس لها	كذاك أوجدنا رب البريات
فيصدق الشخص في توحيد موجده	ويصدق الشخص في اثبات علات
فان نظرت الى الآلات طال بنا	اسناد عنعنة حتى الى الذات
وان نظرت اليه وهو يرحدنا	فلنا بوحدته لا بالجماعات
أني ولدت وحيد العين منفردا	والناس كلهمو أولاد علات

میں آبا ارواحِ مطہرہ اور اُمّہاتِ نفوسِ عنصریات کا بیٹا ہوں۔

جو رُوح و جسم کے درمیان ہے۔ وہ اجتماعِ معانقہ اور لذات سے ہمارے ظہور کا مقام ہے۔

میں ایک سے نہیں ہوں کہ اُسے ایک کہوں بلکہ آباؤ و اُمّہات کی ایک جماعت سے پیدا ہوا ہوں۔

www.maktabah.org

اگر اُن کے حال کی تحقیق کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اَیسے کاریگر ہیں۔ جو اشیأ کو آلات کے ساتھ گھڑتا ہے۔

نجار کے لئے نسبتِ صنعت اُن چیزوں پر نہیں۔ اَیسے ہی ہمیں ربّ البریات نے پیدا فرمایا ہے۔

شخص کا وجُود اپنے مُوجد کی توحید کا مُصدق ہے اور شخص کی تصدیق علّات کے اثبات میں ہے۔

اگر آلات کو دیکھیں گے تو ذات کی طرف اسناد لانے میں ہمارے ساتھ طوالت ہوگی۔

اگر اُس کی طرف نظر کرے گا تو اُس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ ہم اُس کی وحدانیّت بیان کرتے ہیں جماعتوں کے ساتھ نہیں۔

میں وحید العین اکیلا پیدا ہُوا ہُوں اور تمام لوگ عَلّات کی اولاد ہیں۔

علوی باپ سِفلی مائیں

اللہ تعالیٰ آپ کی اِمداد فرمائے۔ جاننا چاہیئے کہ چُونکہ اِس عالم کا مقصُود انسان ہے اور وہ اس عالم کا امام ہے۔ اِس لئے ہم نے آباؤ اُمّہات کی طرف اضافت کی تو ہم نے کہا۔ ہمارے باپ عُلویّات اور مائیں سِفلیات ہیں۔

تو ہر مؤثر اِس میں ماں ہے۔ اِس باب کے لئے یہی وہ ضابطہ ہے اور اِس اثر سے دونوں کے درمیان متولّد ہونے والے کا نام بیٹا ہے اور علُوم کے نتائج میں اَیسے ہی معانی پائے جاتے ہیں۔ وُہ دو مُقدّموں کے ساتھ ہے۔ ایک سے دُوسرے کا نکاح اُس ایک فرد کے ساتھ ہے جو اِس میں تکرار کرتا ہے اور وہ رابطہ ہے۔ اور یہی نکاح ہے

www.maktabah.org

جس سے دونوں کے درمیان نتیجہ کا صدور ہوتا ہے اور یہی مطلوب ہے۔

پس تمام ارواح باپ ہیں اور طبیعت ماں ہے۔ اس لئے وہ محلِ استحالات ہوتی ہیں اور یہ ارواح اُن ارکان پر متوجہ ہوتے ہیں، جو عناصر تغیّر اور استحالہ کے قابل ہوتے ہیں۔ اس میں مولدات ظاہر ہوتے ہیں اور یہ معدنیات و نباتات حیوانات و جنّات ہیں۔ اِن سب سے کامل انسان ہے۔

چار عورتوں سے نکاح کیوں؟

ایسے ہی ہماری شریعت تمام شریعتوں سے کامل تر آئی ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ تمام حقائق کو اُٹھانے والی اور جاری کرنے والی ہے۔ پس یہ جامع کلمات لائی ہے اور چار عورتوں کے نکاح پر کفایت کی ہے۔ اور اس سے زیادہ طریقِ نکاح موقوفِ عقد پر حرام ہوگی۔ مگر اس میں ملکِ یمین داخل نہیں اور اُس پانچویں امر کے مقابلہ میں ملکِ یمین مُباح ہے جس کی طرف بعض عُلمآ گئے ہیں۔

اس لئے عالمِ طبیعت سے چار ارکان ہیں اور عالمِ عُلوّی سے چار کے ساتھ اِن کا نکاح ہے۔ اِن چاروں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے پیدا فرماتا ہے۔ جو اِن میں سے پیدا ہوتا ہے۔

اصل کیا ہے

اس میں چھ مختلف مذاہب ہیں۔ ایک طائفہ کا گمان ہے کہ اِن چاروں میں سے ہر چیز فی نفسہٖ اصل ہے۔

ایک طائفہ کہتا ہے: آگ رکن ہے اور وہ اصل ہے۔ اور اس سے

www.maktabah.org

جو کثیف چیز ہے وُہ ہَوا ہے اور جو ہَوا سے کثیف ہے وُہ پانی ہے اور جو پانی سے کثیف ہے وُہ مٹی ہے۔

ایک طائفہ کہتا ہے کہ ہَوا رُکن کی اصل ہے۔ اور ہَوا سے جو گرم ہے وہ آگ ہے اور جو اِس سے کثیف ہے وُہ پانی ہے۔

ایک طائفہ کہتا ہے کہ پانی رُکن ہے اور وُہ اصل ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ مٹی رُکن ہے اور وُہ اصل ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ وُہ پانچواں اَمر اصل ہے۔ جو اِن چاروں میں سے نہیں۔ اور وُہ یہ ہے۔ جیسے ہم نے بمنزلہ ملکِ یمین کے مقرّر کیا ہے۔

پس ہماری شریعت نکاح میں تمام مذاہب سے کامل تر ہے اور یہ مذہب پانچویں اَصل کے ساتھ ہے۔ جب کہ ہمارے نزدیک یہی اَصل ہے اور اِس کا نام طبیعت ہے۔ کیونکہ طبیعت معقولِ واحد ہے اور اِس سے آگ کا رُکن اور جمیع ارکان ظاہر ہوتے ہیں۔

ارکان کی مُنافرت

کہتے ہیں کہ آگ کا رُکن طبیعت سے ہے۔ اور وُہ اِس کا عین نہیں اور یہ نادرُست ہے کہ وہ عینِ اربعہ کو جمع کرنے والا ہے۔ کیونکہ بعض ارکان کی ایک دُوسرے سے کُلّی طور پر منافرت ہے۔ اور بعض ایک دُوسرے سے کِسی ایک اَمر میں نفرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ آگ اور پانی تمام وجُوہ سے ایک دُوسرے سے نفرت کرتے ہیں اور ایسے ہی ہَوا اور مٹی کا حال ہے۔

اِس لیئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وجُود میں حُکمیہ طور پر محالات کو مُرتّب کیا ہے۔ پس اگر ایک نفرت کرنے والے کو دُوسرے نفرت کرنے

www.maktabah.org

والے کا ہمسایہ بنا دیا جائے تو اُس کی طرف استحالہ ہو جاتا ہے۔ اور حکمت باطل ہو جاتی ہے۔

نفرت کیسے دُور کی

پس ہَوا کو آگ کے رُکن کے ساتھ ملایا اور دونوں کے درمیان حرارت کا اجتماع ہے، پانی کو ہَوا کے ساتھ ملایا اور دونوں کے درمیان رطوبت کا اجتماع ہے۔ مٹی کو پانی کے ساتھ ملایا اور دونوں کے درمیان ٹھنڈک کا اجتماع ہے۔

چنانچہ باپ مُستحیل کرنے والا اور ماں مُستحیل ہے۔ اور استحالہ نکاح ہے۔ اور جس کی طرف استحال ہوتا ہے وہ بیٹا ہے۔ پس کلام کرنے والا باپ، سُننے والی ماں اور تکلّم کا نام نِکاح ہے۔ اور سُننے والے کے فہم میں اس سے بیٹا موجود ہے۔

پس ہر باپ علوی ہے۔ کیونکہ وہ مؤثّر ہے۔ اور ہر ماں سفلی ہے کیونکہ اُس میں اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ اور دونوں کے درمیان ہر نسبتِ معیّنہ نکاح اور توجّہ ہے۔ اور ہر نتیجہ بیٹا ہے اور یہاں متکلّم کے قول کو سمجھتا ہے جس سے اُس کے قیام کا ارادہ کرتا ہے۔ تو قُم کہتا ہے۔ تو لفظِ "قُم" کے اثر سے قیام کے ساتھ مُراد قائم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سُننے والا قائم نہیں ہوتا اور بلاشک وہ ماں ہے۔ تو وہ بانجھ ہے۔ اور جب بانجھ ہو گی تو اس حالت میں ماں نہیں ہو گی۔

www.maktabah.org

باپ باپوں میں ماں ماؤں میں ساری ہیں

یہ باب اُمہات کے لئے مخصوص ہے۔ عالم علویہ سے پہلا باب معلوم ہے اور عالم سفلیہ سے پہلی ماں معدوم ممکن شئے ہے، پہلا نکاح قصد امر کے ساتھ ہے اور یہ پہلا بیٹا اُس شئے کا وجودِ عین ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

یہ باپ باپوں میں اور یہ ماں ماؤں میں سرایت کئے ہوتے ہے اور یہ نکاح ہر چیز میں ساری ہے اور نتیجہ دائمی ہے اور ظاہر وجود کے حق میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک اس کا نام تمام ذریتوں میں جاری و ساری نکاح ہے۔ ہم نے جو کہا اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد دلیل ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰہُ اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ
النحل آیت ۴۰

جس چیز کا ہم ارادہ کرتے ہیں۔ تو اُس سے یہی فرماتے ہیں۔ ہو جا۔ تو وُہ ہو جاتی ہے۔

ہمارے لئے اس میں ایک بزرگ کتاب ہے۔ جسے دیکھنے والا بینائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو جو پہلے ہی نابینا ہوں اُن کی حالت کیسی ہوگی۔

یہ ایک اَمرِ عظیم ہے

اگر آپ اس مقام کو اور ان اسماء الٰہیہ کے اعلام کی توجیہات کو دیکھیں گے تو ایک امرِ عظیم کو دیکھیں گے اور ایک عظیم الشان مقام کا مشاہدہ کریں گے۔ پس عارف اس مقام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہہ اور اُس کے پہلے اور بعد اُس کی صنعتِ جمیل ہے۔

پس ہم نے آپ کے روشن فہم اور صائب نظر کی طرف ساری پہلے باپ کا اشارا کیا ہے اور وہ اسم جامع اعظم ہے جس کی زبر، زیر اور پیش

www.maktabah.org

کے حکم میں تمام اسماء اُس کی اتباع کرتے ہیں۔ اور پہلی اور آخری ماں تمام بیٹوں میں مؤنث کی نسبت میں ساری ہے۔ پس ہم اِن آباء و اُمّہات کے حق میں وضعِ الٰہی کے ساتھ جو اسباب موضوعہ ہیں۔ اُن کا آغاز کرتے ہیں اور اُس بیان کو شروع کرتے ہیں جو اِن دونوں کے اتّصال سے حسّی اور معنوی نکاح کے ساتھ مشروع ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے بیٹے تناسلِ انسانی کی طرف اصل تک حلال بیٹے ہوں اور وہ دُوسری نوع ہوگی اور وہ قصدِ تعیّن کے ساتھ پہلا مبدع ہے۔

قلمِ اعلیٰ پہلے پیدا ہوئی ہے

ہم کہتے ہیں کہ وہ عقل ہے جو سب سے پہلے پیدا ہوئی اور وہ قلمِ اعلیٰ ہے اور اس کے علاوہ کوئی چیز پیدا نہ کی گئی تھی اور وہ لوحِ محفوظ کے اُٹھانے سے اِس میں مؤثر تھی جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا تھا۔ جیساکہ اجرام میں حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت حوّا علیہا السّلام کو اُٹھایا گیا تھا۔ تاکہ یہ لوح وہ مقام و محل ہو جس میں اِس قلمِ اعلیٰ الٰہیہ سے لکھا جائے اور دلالت کے لئے اُن حروفِ موضوعہ کو رقم کیا جائے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس پر دلائل بنایا ہے۔ پس لوحِ محفوظ اُٹھایا جانے والا پہلا موجود ہے۔

شریعت میں وارد ہوا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔ پھر لوح کو پیدا فرما کر قلم کو حکم فرمایا۔ لکھ دے۔ قلم نے کہا۔ کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! لکھ اور میں تجھ پر اِملاء کرتا ہوں۔ پس قلم نے لوح پر خط کشید کیا جس پر حق نے اِملاء کروائی اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خلقت کے بارے میں علم تھا جو قیامت تک پیدا ہوگا۔ پس قلم اور لوحِ محفوظ کے درمیان نکاح معنوی معقول اور اثرِ حسّی مشہود ہوا۔ ہمارے نزدیک

www.maktabah.org

یہاں تحریر کردہ حروف کا عمل ہے اور اُس مادہ دافق کی مثل اثر ہے جو لوح میں ودیعت کیا گیا جو مؤنث کے رحم میں حاصل ہوتا ہے اور ان حروفِ جرمیہ میں جو اِس کتابت کے ساتھ ودیعت کئے گئے۔ معانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ بمنزلہ اُن کے اجسام میں ودیعت کی گئی۔ اولاد کے اَرواح کے لیئے۔ پس اس پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا

اِس لوحِ عاقل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُس کی طرف وحی ہونے والا حق مقرر فرمایا اور وہ اُس کی حمد کی تسبیح بیان کرنے لگی جس کی تسبیح کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ سوائے اس کے کہ اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے یا وہ جان سکتا ہے جس کی سماعت کو اللہ تعالیٰ کھول دے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے صحابہ کرام کی سماعت کو کھول دیا تھا کہ انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طیّب وطاہر کفِ دست مبارک میں سنگریزوں کی تسبیح کو سن لیا۔

ہم کہتے ہیں کہ اُن کی سماعت کو کھولا گیا تھا۔ ورنہ کنکریوں کو جب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ وہ ہمیشہ سے اپنے مُوجد کی تسبیح وتحمید میں مصروف ہیں تو یہ ادراکِ سمعی خرقِ عادت سے تھا نہ کہ اِس میں۔

دو صِفات ہیں

پھر اللہ تعالیٰ نے اِس میں دو صِفات پیدا فرمائیں۔ ایک صِفت علم ہے

www.maktabah.org

اور دوسری صفت عمل ہے۔ پس صفت عمل کے ساتھ اُس سے عالم کی صُورتوں کو ظاہر فرمایا۔ جیسا کہ نجّار کے عمل کے وقت آنکھ کے لیے تابوت کی صُورت ظاہر ہوتی ہے پس اِس کے ساتھ صُورتیں عطا ہوتی ہیں۔

صُورتوں کی قسمیں

صُورتوں کی دو قسمیں ہیں۔ صُوَرِ ظاہرہ حِسّیہ اور یہ اجرام اور وہ اشیاء ہیں جو اُن کے مُتّصِل حِسّ کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ اشکال و اَلوان اور اکوان، یعنی شکلیں، رنگ اور عوالم۔

نمبر دو۔ صُوَرِ باطنیہ معنویہ غیر محسُوسہ۔ اور یہ وہ ہیں جن میں علوم و معارف اور اِرادے ہیں۔ اور آپ کے لئے جو ظاہر ہے اِنہی دو صِفتوں سے ظاہر ہے۔

چنانچہ جو صُورتیں صفتِ علامت ہیں وہ باپ ہے کیونکہ وہ مؤثر ہے اور صفتِ عاملہ ماں ہے۔ کیونکہ اُس میں مؤثر ہے اور ایسی صُورتیں ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

مہندس کا نجّار کو سمجھانا

نجّار مہندس جب عالم ہو اور کام کو اچھّی طرح نہ جانتا ہو تو وہ اُس کام کو اُس کے سپرد کر دیتا ہے جس کے بارے میں اُس نے اچھّا کام کرنے والا سُن رکھا ہو اور یہ القاءِ نکاح ہے۔ پس مہندس کا کلام باپ ہے اور سامع کو قبول کرنا ماں ہے۔ پھر سامع کا عِلم باپ اور اُس کے جوارح ماں ہوتے ہیں۔

اگر آپ چاہیں تو کہہ لیں کہ مہندس باپ ہے اور وہ کاریگر جو نجّار ہے ماں ہے۔ اِس حیثیت سے کہ اُسے مہندس کی طرف سے یہ اَمر حاصل ہُوا ہے

www.maktabah.org

چنانچہ جب اُس میں اثر ہُوا تو مہندس کی قوت نفسِ نجار میں نازل ہو گئی اور نجّار کے لئے اُس کی باطنی صُورت ظاہر ہو گئی جس سے مہندس نے اُس کی طرف ڈالا تھا۔ اور اُس کے خیال کے وجُود میں قائمہ ظاہرہ حاصل ہُوا جو اُس کے لئے بمنزلہ اُس بیٹے کے ہے جو مہندس کی طرف سے اُس کے لئے اُس کا فہم پیدا ہُوا۔

پھر نجّار کا عمل باپ ہے اور لکڑی میں جو اُس کی کاریگری ہے۔ وہ اُن آلات کے ساتھ ماں ہے جس کے ساتھ نکاح واقع ہُوا۔ یہ قدوم کے ساتھ ہر ضرب کا اثر ہے یا منشار یعنی آری کے ساتھ کاٹنا ہے اور نجّار کی کاٹی ہُوئی چیز پر قطع و فصل اور جمع صُورتوں کے پیدا کرنے کے لئے ہے۔ پس تابُوت یعنی صندوق ظاہر ہُوا، جو خارج حِس کے لئے بمنزلہ بیٹے کے پیدا ہونے کے ہے، ایسے ہی آباؤ اُمہات وابناء اور کیفیّتِ انتاج پر غور فرمائیں۔

کِس وجہ سے باپ ہے

ہر وُہ باپ جس کے پاس صفتِ عمل نہیں وہ اس وجہ سے باپ نہیں اگر وہ عالم ہوتا اور کلام یا اشارہ کے ساتھ آلۂ توصیل کو منع کرتا۔ تاکہ انہدام واقع ہو اور وہ عامل نہیں تو تمام وجوہ سے باپ نہیں ہوگا اور وہ ماں ہوگی اِس لئے کہ اُس کی ذات میں علوم کا حصُول اُس کے علاوہ ہے کہ جنین میں رُوح ماں کے پیٹ میں پیدا نہیں ہوتی یا اپنی ماں کے پیٹ میں مر جاتا ہے تو اُس کی ماں کی طبیعت تصرّف کی طرف مستحیل کرتی ہے اور اُس کی عین ظاہر نہیں ہوتی۔ پس غور فرمائیں۔

---

www.maktabah.org

پہلی ماں جڑواں ہے

اِس کے بعد کہ آپ ممکنات میں سے دوسرے باپ کو جان چکے ہیں اور وہ ماں ہے اور وہ قلمِ اعلیٰ کے لئے دوسری ماں ہے جس سے اُس کی طرف القاءِ اقدس سے ڈالا گیا وہ رُوحانی طبیعت اور ہباء ہے۔

پس پہلی ماں جڑواں پیدا ہُوئی تو جو پہلے ڈالا گیا وہ طبیعت ہے پھر اس کی اِتباع ہباء نے کی تو طبیعت اور ہباء ایک باپ اور ایک ماں کے یہ بہن بھائی ہیں پس طبیعت کی ہباء سے مناکحت ہُوئی تو دونوں کے درمیان جسمِ کلّی کی صُورت پیدا ہُوئی اور وہ پہلا ظاہر جسم ہے۔ پس طبیعت باپ ہے کیونکہ وُہ مؤثر ہے اور ہباء ماں ہے جس میں اثر ظاہر ہُوا اور اِس کا نتیجہ جسم ہے

نزولِ توالد

پھر مخصوص ترتیب پر عالم میں مٹّی کی طرف نزولِ توالد ہُوا جس کا ذکر ہم نے اپنی کتاب میں کیا جس کا نام "عقلتہ المستوفز" ہے۔ اِس میں اِس امر کا طویل بیان ہے جس کی اِس باب میں گنجائش نہیں۔ کیونکہ ہماری غرض اختصار ہے اور ہم مرکز کے ساتھ نہیں کہتے بلکہ ہم نہایتِ ارکان کے متعلق کہتے ہیں اور بڑا رکن چھوٹے کو جذب کر لیتا ہے۔ اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ بخار اور آگ دونوں بلندی کو طلب کرتے ہیں اور اُس جیسی چیزیں پستی کو طلب کرتے ہیں۔ تو جہات مختلف ہوگئیں اور یہ اَمر دونوں سے اُن کی استقامت پر ہے۔ یعنی وُہ بلندی اور پستی کو طلب کرتے ہیں۔

---

www.maktabah.org

مرکز کون ہے

کیونکہ مرکز کا قائل کہتا ہے کہ یہ معقول اور دقیق امر ہے جیسے ارکان طلب کرتے ہیں۔ اگر دائرہ کے لئے مٹی نہ ہوتی تو مرکزیت پانی کے لئے ہوتی۔ اور اگر پانی کے لئے مرکز نہ ہوتا تو ہوا سے ہوتا۔ اور اگر ہوا کا دائرہ نہ ہوتا تو مرکز آگ کے لئے ہوتا۔ جیسا کہ مرکز کا قائل کہتا ہے اگر یہ ہوتا تو ہم دیکھتے کہ بخار پستی کو طلب کرتا ہے۔ جب کہ حس اس کے غلاف گواہی دیتی ہے۔ اس فصل کو ہم نے اپنی کتاب "المرکز" میں بیان کیا ہے اور وہ ایک لطیف جزء ہے۔ ہم نے جب کبھی اس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے تو کرّوں سے نقطہ کی مثال کی جہت سے کیا ہے جس سے محیط پیدا ہوا۔ اس لئے کہ اس میں ہماری غرض معارف الٰہیہ اور نسبتوں کے متعلق ہے۔ کیونکہ نقطہ سے دائرہ کی طرف نکلنے والے خطوط برابر ہوتے ہیں تاکہ نسبتوں کو برابری حاصل رہے اور وہاں فضیلت واقع نہ ہو۔ کیونکہ اگر تفاضل واقع ہوگا تو مفضول کے نقص کی طرف لوٹے گا اور امرِ واقعی ایسا نہیں ہے۔ ہم نے اُسے عنصرِ اعظم مقرر کیا ہے اور اس پر آگاہ کیا ہے کہ بڑے کا حکم چھوٹے پر ہوتا ہے اور ہم نے اپنی کتاب "عقلۃ المستوفز" میں مشارٌ الیہ کا ذکر کیا ہے۔

دِنوں کی پیدائش

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن افلاک علویہ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور فلکِ اوّل کے ساتھ دِنوں کو پیدا فرمایا اور دوسرے فلک کے ساتھ اس کی عین بنائی جس میں بصارتوں کے لئے کواکب ثابتہ ہیں۔

www.maktabah.org

پھر مٹی، پانی، ہوا اور آگ کے ارکان پیدا فرمائے پھر آسمانوں کو سات طبقات پر راست فرمایا اور اُنہیں ہر ایک کو حدّت سے پھاڑ کر الگ الگ کر دیا جب کہ پہلے وہ دُھواں تھے اور زمین کو سات زمینوں کی طرف پھاڑا۔ پہلا آسمان پہلی زمین کی طرف اور دوسرا آسمان دوسری زمین کی طرف بنایا۔ یہاں تک کہ ساتوں آسمان ساتوں زمینوں کی طرف بنائے اور پانچ پیچھے رہنے والے ستارے پیدا فرمائے ہر آسمان میں ایک ستارہ ہے اور چاند کو پیدا فرمایا اور ایسے ہی سُورج کو پیدا فرمایا اور سُورج کی تخلیق سے دن اور رات پیدا فرمائے۔ دن موجُود تھا تو اس سے اہلِ زمین کے لیے نِصف دن مقرر فرمایا اور وہ طلوعِ آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے اور نِصف دن کو رات بنایا اور وہ غروبِ آفتاب سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔

یوم مجمُوع سے عبارت ہے اس لئے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے کو چھ دِن میں پیدا فرمایا کیونکہ فلک برُوج کی حرکت کے وجُود کے ساتھ ایّام موجُود تھے۔ اور ہمارے نزدیک یہی ایّام معرُوف ہیں۔

دِنوں کی مُدّت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ عرش اور کرُسی کو پیدا فرمایا۔ بلکہ فرمایا۔ مَیں نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا فرمایا۔ جب فلکِ برُوج کے دائرہ کا پہلا دَور ہوتا ہے تو یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے وجودِ آفتاب کے نزدیک دن اور رات کو پیدا فرمایا نہ کہ ایّام کے وجُود سے، چنانچہ رات اور دن میں جو کمی بیشی ہوتی ہے وہ ساعتوں میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ چوبیس ہیں اور یہ

www.maktabah.org

منطقۂ بروج میں حلولِ آفتاب کے لئے ہے اور یہ ہماری طرف نسبت کے ساتھ حمائل ہے اِس میں میلان ہے۔

جب آفتاب منازلِ عالیہ میں ہوتا ہے تو دن کہیں بھی ہو لمبا ہوتا ہے اور جب آفتاب منازلِ نازلہ میں ہوتا ہے تو خواہ کہیں ہو دِن چھوٹا ہو جاتا ہے اور ہم نے سُورج کا کہیں بھی ہونا اِس لئے کہا ہے کہ جب ہمارے نزدیک رات لمبی ہوتی ہے تو ہمارے علاوہ یعنی دُوسری جگہ پر رہنے والوں کے لئے دن لمبا ہوتا ہے تو اُن کی نسبت کے ساتھ آفتاب منازلِ عالیہ میں اور ہماری نسبت کے ساتھ منازلِ نازلہ میں ہوتا ہے۔ جب ہمارے نزدیک دن چھوٹا ہے اُن کے نزدیک رات لمبی ہوتی ہے اِس لئے ہم نے اِس کا ذکر کیا۔

پس دِن بعینہٖ وُہی دن ہے جو چوبیس گھنٹوں کا ہوتا ہے اور اعتدال کے مُقام پہ نہ زیادہ نہ کم نہ بڑا نہ چھوٹا، تو یہ وُہ حقیقتِ یوم ہے اور حقیقتِ اصطلاح کے حُکم کے ساتھ دِن کا نام ایک یوم رکھا جاتا ہے تو اس پر غور کریں اور سمجھیں۔

دِن اور رات کا نام یوم ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس دن اور رات کا نام یوم مقرر فرمایا ہے اور اِس رات اور دِن کے زمانہ کا نام یوم ہے۔ جِس زمانہ میں یہ دونوں موجود ہوتے ہیں اِن دونوں کا نام باپ اور ماں رکھا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں میں پیدا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ

جیسا کہ حضرت آدم علیہ السّلام کے حق میں فرمایا۔

فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ

www.maktabah.org

چنانچہ جب رات دن پر پردہ ڈالتی ہے تو رات باپ اور دن ماں ہوگا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ دن میں جو کچھ پیدا فرماتا ہے وہ بمنزلہ اولاد کے ہوگا جسے اُس عورت نے جنا اور جب دن رات پر پردہ ڈالتا ہے تو دن باپ ہوگا اور رات ماں ہوگی اور جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رات کے زمانہ میں پیدا فرمایا۔ وہ بمنزلہ اُس اولاد کے ہے جسے ماں جنتی ہے۔

یہ فصل ہم نے کتاب "الشان" میں بیان کی ہے۔ اس میں ہمارا کلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ایام کی ایک طرف شافی معرفت عطا فرمائی تو ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس کتاب میں اسے بیان کریں گے۔ ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

دن اور رات کی مناکحت

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ — الحج آیت ۶۱

رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

اس فرمان میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رات اور دن کی مناکحت کو زیادہ سے زیادہ وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ اور دوسری آیت ہے۔

لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ — یٰسین آیت ۳۷

اُن کے لئے رات ہے ہم اُس سے دن کو نکالتے ہیں

اس آیت میں یہ ہے کہ رات ماں ہے اور دن اس سے پیدا ہوا ہے اور مولود ماں سے نسلخ ہے۔ جب اُس سے نکلتا ہے اور سانپ اپنی کینچلی سے باہر آتا ہے تو پیدا ہونے والا دن اُس دوسرے عالم میں ظاہر ہوتا ہے جو اُس عالم کے علاوہ ہے جس پر رات حاوی ہے اور وہاں دن باپ ہوگا۔

www.maktabah.org

جس کا ہم نے ذکر کیا۔ اِسے ہم نے اپنی کتاب "الزمان ومعرفت الدھر" میں بیان کیا ہے۔

دونوں ماں بھی ہیں اور باپ بھی

یہ رات اور دن ایک وجہ سے دو باپ اور ایک وجہ سے دو مائیں ہیں اور اِن دونوں کی گردش و تصریف کے وقت ارکانِ عالم میں اللہ تبارک و تعالیٰ جو اِن دونوں میں پیدا فرماتا ہے وہ رات اور دن کی اولاد ہے جیسا کہ ہم نے مقرر کیا۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے تکوین کے لئے تمام اجرامِ عالم کو قابل پیدا فرمایا۔ تو اِس میں ایک حد مقرّر فرمائی جو آسمانِ دُنیا کے مقعر سے زمین کے اندر کی طرف ملی ہوئی ہے۔ عالمِ طبیعت و استحالات اور اُن اعیان کا ظہور جو استحالات کے وقت پیدا ہوتے ہیں اُسے بمنزلہ ماں کے مقرّر فرمایا اور آسمانِ دُنیا کے مقعر فلک سے دُوسرے افلاک کی طرف بمنزلہ باپ کے ہے اور اُس میں منزلیں مُقرّر فرمائیں اور اُسے انوارِ ثابتہ اور سالجہ سے مُزیّن فرمایا۔ پس سالجہ ثابتہ میں منزل قطع کرتا ہے اور ثابتہ اور سالجہ تقدیرِ عزیز کے ساتھ فلکِ محیط میں منازل قطع کرتے ہیں۔

اِس کی دلیل یہ ہے کہ اہرامِ مِصر کی تاریخ میں قلم سے لکھا ہُوا ہے کہ اِن اہرام کو اُس وقت بنایا گیا جب برُجِ نسر برُجِ اسد میں تھا اور اِس میں شک نہیں کہ اِس وقت برُجِ جدی میں ہے۔ ہم نے ایسا ہی اِدراک کیا اور جانا ہے۔

چاند اور سُورج کی گردش

www.maktabah.org

یہ اُمر دلالت کرتا ہے کہ کواکب ثابتہ برُوجِ اطلس کی منازل قطع کرتے ہیں۔ اللہ

تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ

یٰسین آیت ۳۹

اور ہم نے چاند کے لئے منزلیں مقرر کی ہیں۔

اور کواکب کے حق میں فرمایا۔

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ

یٰسین آیت ۴۰

اور ہر ایک فلک میں تیرتا پھرتا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

یٰسین آیت ۳۸

اور سورج اپنے ایک مستقر پر چلتا ہے۔

اور یہ بھی پڑھا جاتا ہے لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا یعنی اُس کے لئے مستقر نہیں اور ہر دو قرآت میں تنافر نہیں۔ پھر فرمایا۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

یٰسین آیت ۳۸

یہ اندازہ زبردست جاننے والے کا ہے۔

اور چاند کے حق میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس ارشاد کی طرف دیکھیں کہ اُس نے چاند کی منازل کا اندازہ کر رکھا ہے اور فرمایا۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا

یٰسین آیت ۴۰

www.maktabah.org

ترجمہ: "نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دِن سے پہلے آسکتی ہے اور ہر ایک آسمان کے دائرہ میں تیرتا پھرتا ہے۔"

یعنی دائرے کی چیز میں ہے اور اِن انوار کے لئے جن کا نام کواکب ہے ارکان کے ساتھ اتّصال کرنے والی شعاعیں مُقرّر کی گئیں۔ اس کے اتّصالات کا قیام آباء کا اُمّہات کے ساتھ نکاح کی صورت میں ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ عالمِ طبیعت سے ارکان اربعہ میں اِن نوری شعاعوں کے اتّصال کے وقت پیدا فرماتا ہے جو اِن میں ہوتی ہیں اور جن کا مشاہدہ حس کو ہوتا ہے۔

رازوں بھری آیت

پس یہ ارکان اربعہ ہماری شریعت میں مثل چار عورتوں کے ہیں جیسا کہ ہمارے نزدیک نکاحِ شرعی حلال نہیں ہوگا مگر عقدِ شرعی کے ساتھ ایسے ہی حق تعالیٰ ہر آسمان میں اپنے امر کو وحی فرماتا ہے تو اس وحی سے اُن کے درمیان امر نازل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا

الطلاق آیت ۱۲

اِن میں اللہ تعالیٰ کا امر اُترتا ہے تاکہ تم جان لو۔

امرِ الٰہی اور اس کے نزول کی تفسیر میں عظیم اسرار ہیں جن کی طرف اس باب میں اشارا کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا۔

www.maktabah.org

لَوْ فَسَّرْتُہَا لَقُلْتُمْ اِنِّیْ کَافِرٌ۔

(الحدیث)

اگر میں اس کی تفسیر کروں تو تم مجھے کہو گے میں کافر ہوں۔

اور ایک روایت میں فرمایا! لرجمتونی، یعنی تم مجھے سنگسار کردو۔

اور یہ قرآن مجید کے اسرار میں سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ

اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی تعداد میں زمینیں بنائیں

پھر فرمایا!

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ الطلاق آیت ۱۲

ان کے درمیان اللہ کا امر اترتا ہے۔

پھر تمام کیا اور ظاہر طور پہ فرمایا!

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ الطلاق آیت ۱۲

تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

اور یہ وہ صفتِ عمل ہے جس کی طرف ہم نے اشارا کیا اور اس کا ذکر ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایجاد سے دوسرے باپ کے حق میں علم و عمل کی صفت سے کیا اور ہم نے اس صفتِ علم کے ساتھ اُس کی طرف اشارا کیا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرے باپ کو عطا فرمایا۔ کیونکہ قدرتِ ایجاد عمل ہے پھر اخبار میں پورا کر کے فرمایا!

www.maktabah.org

وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

جو کہ اُٹھایا جاتے والا انفس کلیہ ہے۔ پس وہ سبحانہٗ تعالیٰ اس چیز کو جانتا ہے۔ جسے پیدا فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے ایجاد کرتا ہے۔ اُسے کوئی رد کرنے والا نہیں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ کا اَمر آسمان و زمین کے درمیان نازل ہوتا ہے۔ جیسا والدین کے درمیان بیٹا ظاہر ہوتا ہے۔

جنّتی مردوں کی خصوصیّت

رہا! ارکانِ اربعہ کے ساتھ فلکیہ سماویہ کی حرکت سے نورانی کواکب کی شعاعوں کا اتصال تو یہ ہر ایک کے ساتھ بیک وقت اُمّ المولدات ہیں۔ اِسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عارفوں کے لئے مثال مقرّر فرمائی ہے کہ جنّت میں اہلِ جنت اپنی تمام عورتوں اور کنیزوں سے ایک ہی وقت میں حسّی طور پر نکاح یعنی جماع کر لیں گے۔ جیسا کہ اِن اتّصالات کا احساس ہوتا ہے، پس جنّت میں مرد کے پاس جتنی بھی منکوحہ عورتیں ہوں گی حسب خواہش وہ اُن سب سے ایک ہی وقت میں بغیر تقدیم و تاخیر کے حسّی مجامعت سے لطف اندوز ہو سکے گا۔ اور یہ وُہی دائمی نعیم اور اقتدارِ الٰہی ہے اور فکر کی حیثیت سے عقل اِس حقیقت کے اِدراک سے عاجز ہے۔ اور اِس کا اِدراک اُس دوسری قوّت سے ہوتا ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے جس کے دِل میں چاہے ڈال دیتا ہے۔ جیسا کہ انسان جنّت میں صورتوں کے شوق میں جس صورت میں چاہے گا داخل ہو جاتے گا۔ جیسا کہ یہاں ہمارے نزدیک

www.maktabah.org

رُوح متشکّل ہو جاتی ہے. اگرچہ جسم ہو. ولیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اُس پر یہ قدرت عطا فرما دیتا ہے.

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے.

اور جنّت کے بازار کی حدیث کا ذکر ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی تصنیف میں کیا ہے تو اسے وہاں دیکھیں.

نورانی شعاعوں کی اولاد

جب نورانی شعاعوں کا ارکانِ اربعہ میں اتّصال ہوتا ہے تو اِس نکاح سے مولدات کا ظہور ہوتا ہے اور اِسے غالب جاننے والے نے ایسے ہی مقرّر کر رکھا ہے. تو مولدات آبار میں جاری رہیں گی اور یہ اُمّہات کے درمیان افلاک اور انوارِ علویہ ہیں اور یہی ارکانِ طبعیہ سفلیہ ہیں اور ارکان کے ساتھ انوار سے شعاعوں کا اتّصال نکاح کی طرح ہے اور افلاک کی حرکات اور انوار کی رفتار بمنزلہ مجامعت کے ہے اور ارکان کی حرکات عورت کے وضعِ حمل کی طرح ہے. اُس جھاگ کے اخراج کے لئے جو دردِ زہ سے نکلتی ہے اور یہ اِن ارکان میں عین کے لئے معدنیات ونباتات، حیوانات اور جنّوں انسانوں کی نوع سے مولدات کا ظہور ہے. پس اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ قادر ہے جو چاہے کرے. اُس کے سِوا کوئی معبود نہیں. وہ ہر چیز کا پروردگار اور مالک ہے.

میرا اور اپنے والدین کا شکر کرو

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے.

www.maktabah.org

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ

لقمان آیت ۱۴

میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر گذار رہ اِنہی کی طرف پھرنا ہے

اے دوست ہم نے آپ کے لئے آپ کے باپوں اور ماؤں کے بارے میں بیان کر دیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ اُن میں آپ کا قریب تر باپ کون ہے اور آپ کا وجود آپ کے باپ سے ظاہر ہُوا ہے اور ایسے ہی آپ کی ماں جو آپ کی طرف قریب ہے آپ کے پہلے باپ کے قریب ہے اور وہ جدِّ اعلیٰ ہے اور جو آباء و اُمّہات کے درمیان کی طرف ہے۔ پس آپ اُن کا وہ شکر کریں جس سے وُہ مسرُور ہوں اور اُن پر ایسی ثناء کریں جس سے وہ فرحت حاصل کریں اور اُنہیں اُن کے مالک اور مُوجد کی طرف منسُوب کریں اور اُن سے فِعل کو سَلب کر کے اُس کے ساتھ مُلحق کریں جو اِس کا مُستحق ہے اور وُہ ہر چیز کا خالق ہے۔

جب آپ ایسا کریں گے تو اپنے اِس فِعل سے اپنے آباء پر سرُور داخل کریں گے یعنی اُنہیں خوش کر دیں گے اور اُنہیں اِس مُسّرت سے ہمکنار کرنا آپ کا اُن کے ساتھ نیکی کرنا اور اُن کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

جب آپ ایسا نہیں کریں گے اور اُن کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھول جائیں گے تو آپ نے اُن کا شکریہ نہیں ادا کیا۔ اور نہ ہی تم نے اُن شکریہ ادا کرنے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اَمر کی اطاعت کی۔ کیونکہ اُس کا فرمان اَنِ اشْکُرْلِیْ یعنی میرا شکریہ ادا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو مُقدّم کیا تا کہ آپ جان لیں کہ وُہ سببِ اَوّل و اُولیٰ ہے۔ پھر واؤ عاطفہ لا کر فرمایا۔ وَلِوَالِدَیْکَ۔ یعنی اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو۔

www.maktabah.org

اور یہ وہ اسباب ہیں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو وجود دیا تاکہ آپ اس کی نسبت اللہ سُبحانہٗ، کی طرف کہیں اور وجودِ خاص کے ساتھ آپ پر اُس کی فضیلت مُقدّم ہو، نہ کہ تاثیر کے ساتھ، کیونکہ دَرحقیقت اُن کے لئے اثر نہیں اگرچہ وجودِ آثار کے لئے اسباب ہیں۔

پس اُن کے لئے اسی قدر فضیلت دُرست ہے اور تم سے شکر طلب کیا ہے اور تمہارے لئے نازل کیا ہے اور تمہارے نزدیک تم پر اُن کی منزلت مُقدّم کی ہے نہ کہ اثر میں ثناء مقدّم ہو گی اور تاثیر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے اور تقدّم وتوقّف والدین کے لئے ہے لیکن ہماری اس شرط کے ساتھ کہ اپنے رَبّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں۔

جب مَیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا کرتا ہُوں۔ اور کہتا ہُوں۔ اے ہمارے رَبّ اور ہمارے علوی باپوں اور سِفلی ماؤں کے رَبّ تو اس میں میرے کہنے اور بشر سے تمام بنی آدم کے کہنے کے درمیان کچھ فرق نہیں۔

ترجمانی ہو جائے گی

کسی شخص کو بعینہٖ مخاطب نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ آپ حضرت آدم اور حوّا علیہما السّلام سے لے کر اِس زمانہ تک اپنے آباء واُمّہات کو شامل کر سکتے ہیں۔ اِس کا مقصد یہ نشاۃ النسانیہ ہے تو اِس تحمید کے ساتھ آپ عالمِ ارکان اور عالمِ طبیعت وانسان سے ہر پیدا ہونے والے کی ترجمانی کر لیں گے، پھر آپ ہر پیدا ہونے والے سے مؤثر اور مؤثر فیہ کے درمیان نیابت سے ترقی کریں گے اور ہر زبان کے ساتھ اُس کی حمد بیان کریں گے اور ہر وجہ سے اُس کی طرف متوجّہ ہوں گے تو اِس مُقامِ کُلّی سے اللہ تبارک وتعالیٰ

www.maktabah.org

کے ہاں ہمارے لئے جزا ہو گی۔

سلام کا جواب آتا ہے

جیسا کہ میرے مشائخ میں سے ایک بزرگ نے مجھے کہا!
جب تو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہے یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے۔ یعنی یہ کہے کہ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو یا تو اپنے راستے میں کسی کو ملتے وقت السلام علیکم کہے اور تیرے دل میں یہ موجود ہو کہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کا ہر نیک بندہ، مُردہ اور زندہ اس سلام میں شامل ہے تو اس مقام سے سلام تجھ پر لوٹ آئے گا اور کوئی مقرب فرشتہ اور پاک روح ایسا باقی نہیں رہے گا جس پر تیرا سلام پہنچے اور وہ تجھ پر سلام نہ لوٹائے اور یہ وہ دعا ہے جو تیرے حق میں قبول اور باعث نجات ہو گی۔

جن کو سلام نہ پہنچے

اللہ تبارک و تعالیٰ کے جن خاص بندوں کو اُن کے جلالِ خداوندی میں مشغول ہونے کی بناء پر تیرا سلام اُن کی طرف سے نیابت کے طور پر اللہ تعالیٰ تجھ پر سلام لوٹائے گا اور تیرے حق میں اس حیثیت سے یہ شرف کافی ہے کہ تجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا سلام آئے۔
اندریں صورت تو کہے گا! کاش میرا سلام کوئی بھی نہ سنتا جس پر میں نے سلام کہا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی نیابت سے تجھ پر سلام لوٹاتا۔ کیونکہ تیرے ساتھ یہ بڑا شرف ہے۔

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے حق میں تشریفاً فرمایا۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

مریم آیت ۱۵

اور اُس پر سلام ہو جس دن پیدا ہوا اور جس دن انتقال کیا اور جس دن زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

جب خدا واجب کر کے سلام کہے

یہ سلام فضیلت اور خبر ہے تو وہ سلام کیسا ہوگا جو اللہ تبارک وتعالیٰ حق نیابت واجب کر کے اُس کی طرف سے جواب دے گا جس نے سلام نہیں سُنا جب کہ فرائض کی جزاء سے اُس کے حق میں بہت بڑی ہے جس کے لئے کہا! وسلام علیہ یوم ولد۔ یعنی اُس پر سلام جس روز پیدا ہوا تو اُس کے لئے شرف کو دو فضیلتوں کے درمیان جمع کیا گیا۔

لفظ صَلواۃ تھا سلام نہیں

ابتداء میں صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْنَا۔ یعنی ہم پر رحمت ہو وارد ہوا ہے اور میری طرف یہ نہیں پہنچا کہ کیا ابتداء میں سلام وارد ہوا ہے یا نہیں، جیسا کہ صَلواۃ وارد ہوا ہے۔ چنانچہ جو یہ روایت بیان کرے گا اور تحقیق کرے گا۔ میں نے یہ امانت اُس کی گردن میں ڈال دی، کہ وہ صلواۃ اللہ علینا کی طرح اِسے اِس مقام میں اِس باب میں مُلحق کر دے۔ یعنی سلامُ عَلَینا کی حدیث مل جائے تو اِس کتاب میں شامل کر دے۔ تاکہ مومنین کو بشارت ہو اور میری اِس کتاب کے لئے باعثِ شرف ہو، اور اللہ ہی معین و مددگار اور توفیق

www.maktabah.org

دینے والا ہے اُس کے سوا رَبّ نہیں۔

دو باپ دو مائیں

رہے! آباء و اُمّہاتِ طبعی تو اِن کا ذکر ہم نے نہیں کیا اور اِس سے امر کلّی کا ذکر کرتے ہیں۔

وہ دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ دو باپ دو فاعل ہیں اور دو مائیں دو مُنفعل ہیں اور جو دونوں سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ دونوں سے مُنفعل یعنی متأثر ہونے والا ہے۔

حرارت و برودت دو فاعل اور رطوبت و یبوست دو مُنفعل ہیں، حرارت کی یبوست یعنی خُشکی کے ساتھ مناکحت ہُوئی تو اِس سے آگ کا رُکن ظاہر ہُوا اور حرارت کا رطوبت یعنی تری کے ساتھ نکاح ہُوا تو ہَوا کا رُکن پَیدا ہُوا۔ پھر برودت اور رطوبت کا نِکاح ہُوا تو پانی کا رُکن نِکلا اور برودت کے ساتھ خشکی کا نِکاح ہُوا تو مِٹّی کا رُکن پیدا ہُوا۔ اور بیٹوں میں آباء و اُمّہات کے حقائق حاصل ہُوئے۔

کون کِس کے ماں باپ ہیں

آگ گرم خُشک ہے اُس کی گرمی باپ کی جہت سے ہے اور خُشکی ماں کی کی طرف سے ہے۔

ہَوا گرم مرطوب ہے۔ اِس کی گرمی باپ کی طرف سے اور رطوبت ماں کی طرف سے ہے۔

پانی سردی اور تری سے ہے۔ اِس کی سردی باپ کی طرف سے اور

www.maktabah.org

تری ماں کی طرف سے ہے۔

زمین سرد خشک ہے۔ اِس کی سردی باپ کی طرف سے اور خشکی ماں کی طرف سے ہے۔

پس حرارت و برودت علم سے ہے جب کہ تری اور خشکی ارادہ سے ہے یہ علمِ الٰہی سے اُن کے وجود میں اِن کے تعلق کی اور اُس کی تعریف ہے جو دونوں سے قدرت پیدا ہوتی ہے۔

اِن ارکان کی اَولاد

پھر اِن ارکان میں ولادت واقع ہوتی ہے۔ اِس لئے کہ وُہ آبارِ علویہ کی مائیں ہیں نہ کہ اُن کے باپ ہوتے ہیں، اگرچہ اِن میں اُبوّت موجود ہے۔

پس ہم نے آپ کو متعارف کروا دیا ہے کہ اُبوّت وَبنوّت اضافتوں اور نسبتوں سے ہے، بیٹا اپنے بیٹے کا باپ ہے اور باپ اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ ایسے ہی نسبتوں کا باب ہے۔ اِس میں غور کریں۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اُس کے سِوا کوئی رَبّ نہیں۔

ماں باپ کیسے؟

چونکہ گرمی سے خشکی منفعل ہے۔ یعنی تاثیر حاصل کرتی ہے اور تری سردی سے منفعل ہے۔ یعنی اُس کا اثر قبول کرتی ہے تو ہم نے کہا۔ تری اور خشکی دونوں منفعل ہیں۔ یعنی مؤثر فیہ ہیں۔ چنانچہ ہم نے ارکان کے لئے ان دونوں کو بمنزلہ ماں کے مقرر کیا اور جب گرمی اور سردی دونوں فاعل یعنی مؤثر ہوں تو ہم نے ارکان کے لئے اِن دونوں کو بمنزلہ باپ کے مقرر کیا۔

www.maktabah.org

فاعل اَور مُنفعل کی حیثیت

چونکہ صنعت صانع کی اِستدعا کرتی ہے تو لازماً مُنفعل بذاتہٖ فاعل کو طلب کرے گا۔ کیونکہ مُنفعل اُس کی ذات کے لئے ہے اور اگر اُس کی ذات کے لئے مُنفعل نہیں ہوگا تو یہ اِس لئے ہوگا کہ فاعل کے بالعکس انفعال اور اثر کو قبول کرے اور اِس میں مؤثر ہو۔ کیونکہ اگر وہ چاہے تو بالا اختیار کرے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے تو اُس کا نام فاعل ہوگا اور یہ اَمر مُنفعل کے لئے نہیں۔

اِس حقیقت کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے اور وہ قرآن مجید کی فصاحت اور اختصار و ایجاز سے ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

الانعام آیت ۵۹

اور ہر تری اور ہر خشکی کتابِ مُبین میں ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ تو مُنفعل کا ذکر کیا اور گرمی اور سردی کا تذکرہ کیا۔ کیونکہ علماء طبیعت کے نزدیک خُشکی اور تری، گرمی اور سردی کو طلب کرتی ہے اور دونوں اِن دونوں سے مُنفعل ہیں۔ جیسا کہ صانع صنعت کو طلب کرتا ہے اِس لئے اصل ذکر کے علاوہ ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ کتابِ مُبین میں ہر چیز ہے۔

حضوؐر رسالت مآبؐ سب سے زیادہ جانتے ہیں

ہمارے سردار حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو علوم عطا فرمائے وہ آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں پہنچے۔

www.maktabah.org

جیسا کہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہاتھ کی تھپکی کی حدیث میں فرمایا ؛ فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ ۔ یعنی میں نے اوّلین وآخرین کو جان لیا۔ پس علمِ الٰہی تمام علوم کی اصل ہے اور اِس کی طرف سب کا رجوع ہے۔ یہ باب جس اَمر کا مستحق تھا، ہم نے انتہائی ایجاز و اختصار سے اِسے پورا کر دیا۔ کیونکہ کیفیات کا بیان باعثِ طوالت ہے۔ اِس لئے ہم نے اُس کا ذکر کر دیا ہے اور اِس کی ہم نے تزئین کر دی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور وُہی سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بارہویں جُز اور گیارہویں باب کا ترجمہ تمام ہُوا۔

---

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

بارہواں باب

ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فلک کے دورہ کی معرفت کا بیان یہ دورۂ سیادت ہے۔ زمانہ اسی دن کی ہیئت پر پلٹ آیا جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا تھا۔

الا بأبی من کان ملکا وسیدا	وآدم بین الماء والطین واقف
فذاك الرسول الابطحی محمد	له فی العلی مجد تلید وطارف
أتی بزمان السعد فی آخر المدی	وكانت له فی كل عصر مواقف
أتی لانكسار الدهر یجبر صدعه	فأثنت علیه ألسن وعوارف
اذا رام أمرا لایكون خلافه	ولیس لذاك الامر فی الكون صارف

خبردار! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر میرا باپ قربان ہو وہ اُس وقت بادشاہ اور سردار تھے جب حضرت آدم علیہ السّلام پانی اور مٹّی کے درمیان کھڑے تھے۔"

وہ ذاتِ رسولِ البطحی حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ آپؐ کے شرف ومجد کا تذکرہ بلندی میں جاری ہے۔

آپ آخری مدّت میں سعادت کے زمانہ میں تشریف لائے اور ہر زمانہ میں آپ کے لئے توقّف کیا جاتا۔

www.maktabah.org

آپؐ زمانے کو توڑنے کے لئے تشریف لائے جو اپنے حق میں زبردستی کرتا تھا۔ پس آپؐ پر زبانیں اور عوارف ثنا کرتے ہیں جب آپ کسی امر کو درست فرمادیں تو اُس کا خلاف نہ ہو گا۔ دُنیا میں کوئی آپ کے اس امر کو نہیں پھیر سکتا۔

آپؐ موجود تھے

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے وجودِ حرکتِ فلک کے وقت زمانہ کے ساتھ اجسام کے لئے ارواحِ محصورہ مُدبرہ کو پیدا فرمایا تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک مدّتِ معلومہ کا تعین ہو جائے تو اُس کی حرکت کے ساتھ زمانے کی پہلی تخلیق رُوحِ مُدبّرہ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رُوحِ مُبارک کو پیدا فرمایا گیا۔ پھر حرکات کے وقت اَرواح کا صدُور ہوتا رہا اور بغیر عالمِ شہادت کے عالمِ غیب میں آپؐ کی رُوحِ مُبارک کا وجُود موجود تھا۔

آپؐ نبی بھی ہو چکے تھے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپؐ کو آپ کی نبوّت کا علم عطا فرما کر اُس کی بشارت دے دی تھی اور حضرت آدم علیہ السّلام اُس وقت نہیں تھے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت آدم ماء وطین کے درمیان تھے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حق میں زمانہ اسمِ باطن کے ساتھ منتہی ہُوا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے جسمِ اطہر کے وجُود اور رُوحِ مبارک کا ارتباط ہو گیا تو زمانہ اپنے جاری ہونے میں اسمِ ظاہر کی طرف منتقل ہُوا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بذاتہٖ جسم و رُوح کے ساتھ ظاہر ہو گئے۔

www.maktabah.org

شریعتوں کی منسوخی کیسے؟

انبیاء رُسل سلام اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھوں پر جو تمام شریعتیں ظاہر ہوئیں اُن میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حکم باطن تھا۔ پھر آپؐ کا حکم ظاہر ہو گیا تو وہ ہر شریعت جسے اسمِ باطن نے حکمِ ظاہر کے ساتھ ظاہر کیا تھا۔ دو اسموں کے اختلاف بیان کے حکم سے منسوخ ہو گئی۔ اگرچہ مشرّع یعنی صاحب شرع ایک تھا۔ کیونکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ کُنتُ نَبِیًّا۔ یعنی میں نبی تھا اور فرمایا! کُنتُ اِنسَانًا یعنی میں انسان تھا۔ نہ کہ یہ فرمایا کُنتُ موجوداً یعنی میں موجود تھا اور نبوّت نہیں ہوتی۔ مگر اُس پر عند اللہ شریعت مقرّر ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحبِ نبوّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن انبیاء کرام کے وجود سے پہلے اپنی نبوّت کی خبر دی ہے جو اِس دُنیا میں آپؐ کے نائبین ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اِس کتاب کے پہلے ابواب میں مقرّر کیا ہے۔

آپؐ باطن سے ظاہر کی طرف لَوٹ آئے

اسمِ باطن کے ساتھ آپؐ کا لَوٹنا آپؐ کے دَورے کی انتہا اور اسمِ ظاہر کے ساتھ دُوسرے دَورے کی ابتداء ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ جس ہیئت پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمانے کو پہلے دن پیدا فرمایا تھا اُسی پر لَوٹ آیا۔ اِس نسبت میں ہمارے لئے ظاہر کا حکم ہے جیسا کہ پہلے دَورہ میں ہماری طرف یعنی حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف باطناً منسوب تھا اور ظاہراً اُس کی طرف منسوب تھا جو حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور جمیع انبیاء و رُسل علیہم السّلام کی شریعتوں سے تھا۔

www.maktabah.org

انبیاء سے اور مہینوں سے چار چار حرم

انبیاء کرام میں زمانہ سے چار حرم ہیں۔ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ حضرت شعیبؑ علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زمانے سے اُن کی عین، ذلیقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجبؑ کے مہینے ہیں۔ چونکہ عرب مہینوں میں حلال وحرام کرتے تھے تو اِن پر یہ ملّت وحرمت لوٹا دی گئی اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے زمانہ اپنی اصل کی طرف لوٹ آیا۔ جس کا اُس کی تخلیق کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔

پس مہینوں سے حرم کا تعین اُس صفت پر ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے پیدا فرمایا تھا۔ اِس لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لسان ظاہر سے فرمایا! زمانہ اُسی دِن کی ہیئت پر لوٹ آیا جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے پیدا فرمایا تھا۔

اُیسے ہی زمانہ لوٹ کر آیا تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا جیسا کہ ہم نے اِس کا ذکر رُوحًا اور جسمًا حسّی صورت میں اسم ظاہر کے ساتھ کیا۔ پس جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا۔ آپؐ نے اپنی پہلی یعنی باطنی شریعت سے منسوخ کر دیا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اُسے باقی رکھا اور یہ تنسیخ اصول کی نہیں بلکہ خاص احکام کی تھی۔

آپؐ کا ظہور میزان اور عدل میں ہوا

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور برج میزان میں ہوا جس کا معنی دنیا میں عدل ہے اور میزان معتدل ہے۔ کیونکہ اُس کی طبیعت گرم تر ہے۔

www.maktabah.org

اور وُہ آخرت کے حکم سے ہے۔ پس جنّت اور جہنّم میں داخل ہونے تک میزان آخرت کے ساتھ مُتّصل ہے۔ اِس لئے اِس اُمّت کا علم پہلوں سے زیادہ ہے اور حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اوّلین و آخرین کا علم عطا فرمایا گیا۔ کیوں کہ حقیقتِ میزان یہی عطا کرتی ہے۔ اِس اُمّت میں کشف تیز ہوتا ہے۔ جب کہ دُوسری تمام پہلی اُمتوں میں سردی اور خشکی کا غلبہ تھا۔ اگرچہ اُن میں بھی اذکیاءً اور عُلماءً تھے۔ تاہم اُن میں سے ایسے لوگ مُعیّن تھے۔ اِس کے برعکس اِس زمانہ میں لوگ زیادہ عالم ہیں۔ کیا آپ نے اِس اُمّت کے لوگوں کو دیکھا کہ اُنہوں نے تمام اُمّتوں کے علوم کو کھنگال ڈالا ہے۔ اگر مترجم اُس معنیٰ کو نہیں جانتا جو متکلّم کے لفظ پر دلالت کرتا ہے تو اُس کا مترجم ہونا درست نہیں اور نہ ہی اُس اسم پر ترجمہ کا اطلاق ہوگا۔

اُمّت مُصطفےٰ کے علوم

بے شک یہ اُمّت پہلے لوگوں کے علُوم کو بھی جانتی ہے اور اُن علوم سے بھی مختص ہے جنہیں پہلے لوگ نہیں جانتے تھے اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسی لئے اشارہ فرمایا ہے کہ میں اوّلین کا علم جانتا ہوں۔ اِس سے پہلے لوگ مُراد ہیں۔ پھر فرمایا۔ اور میں آخرین کا علم جانتا ہُوں تو یہ وُہ علم ہے جو متقدّمین کے پاس نہیں تھا اور یہ وُہ علم ہے جو آپ کے بعد قیامت تک آپؐ کی اُمّت کو حاصل ہوتا رہے گا۔

حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ ہمارے پاس وُہ علُوم ہیں جو پہلے نہ تھے۔ عندنا علُوما لم تکن قبل، تو یہ ہمارے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی گواہی ہے اور آپؐ اِس کے ساتھ سچے ہیں۔

www.maktabah.org

تو حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے دنیا میں علم میں سرداری ثابت ہے اور آپ کے لیے حکم میں بھی سرداری ثابت ہے جب آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میرے اتباع کے سوا چارہ کار نہ تھا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہو گا اور قرآن کے ساتھ ہم میں حکم ہے تو دنیا میں آپ کے لیئے ہر دجہ اور معنی کے ساتھ سرداری ثابت ہے

پھر قیامت کے دن آپ کا باب شفاعت کو کھولنا تمام لوگوں پر آپ کی سرداری ثابت کرتا ہے اور یہ امر سوائے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیامت کے دن کسی بنی کے لیئے نہیں ہوگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء ورسل میں شفاعت فرمائیں گے اور ملائکہ میں شفاعت فرمائیں گے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی شفاعت کے وقت تمام فرشتوں اور انبیاء ورسل اور مومنوں کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا تو قیامت کے دن حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اور ارحم الراحمین کی اجازت سے اوّل وآخر شفیع ہونگے۔

اِسمِ رحیم شفاعت کرے گا

اسمِ منتقم کے پاس اس کا اسمِ رحیم شفاعت کرے گا کہ اُن لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے جنہوں نے کبھی کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ پس اُنہیں اسمِ منتقم متفضل دوزخ سے نکال لے گا۔

www.maktabah.org

اِس دائرہ سے شرفِ اعظم اُس دائرہ کا ہے جس کا آخر اَرحَمُ الرّاحِمین ہوگا۔ اور دائرے کے آخری حصّے کا اتّصال اُس کے پہلے حصّے کے ساتھ ہے۔ پس محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شرف سے بڑا کون سا شرف ہوگا کہ آپؐ کے کمال کے لئے اُس دائرہ کی ابتداء کو آخر کے ساتھ مِلایا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ نے اشیاء کی ابتدا کی تھی اور آپؐ ہی کے ساتھ اِس دائرہ کو مکمّل کیا اور مومن سے بڑا شرف کون سا ہے کہ اُس کی شفاعت کو اَرحَمُ الرّاحِمین کی شفاعت سے ملایا گیا ہے۔

اگر عِلم ایمان کے ساتھ ہو

پس مومن اللہ تبارک وتعالیٰ اور انبیاءِ کرام کے درمیان ہے، کیونکہ عِلم مخلوق کے حق میں ہے اور اگرچہ اُس کے لئے وُہ شرفِ تام ہے جو اپنے مکان سے غیر معروف نہیں۔ ولیکن سِوائے ایمان کے قُربِ الٰہی عطا نہیں کرتا پس مخلوق میں ایمان کا نور اُس عِلم کے نُور سے زیادہ شرف والا ہے جس عِلم کے ساتھ ایمان نہیں۔

چنانچہ جب عِلم ایمان سے حاصل ہوگا تو اِس عِلم کا نور نورِ ایمان سے پیدا ہونے کی وجہ سے اعلیٰ ہے۔ اِس کے ساتھ اہلِ ایمان عالم اُس مومن سے ممتاز ہے جو عالم نہیں، پس اللہ تبارک وتعالیٰ جن مومنوں کو عِلم عطا فرماتا ہے اُن کے درجے اُن مومنوں سے بلند فرماتا ہے جنہیں عِلم نہیں عطا فرمایا اور عالموں کا عِلم باللہ زیادہ فرماتا ہے، کیونکہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے

www.maktabah.org

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں. تم اپنی دُنیوی مصلحتوں کو زیادہ جانتے ہو

وسیع تر فلک حضورؐ کا ہے

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فلک سے کوئی فلک وسیع تر نہیں اور اُس نے احاطہ کر رکھا ہے اور یہ اُس کے لئے ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کی اُمّت سے حکمِ تبعیّت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے. پس ہم نے تمام اُمّتوں کا احاطہ کر رکھا ہے. اسی لئے ہمیں لوگوں پر گواہ بنایا گیا ہے.

پہلے آسمان میں آپؐ کی خصوصیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آسمانوں کے اَمر کی وحی عطا فرمائی جو آپؐ کے علاوہ کسی کو اُس کے مُولد کے طالع میں نہیں عطا فرمائی. آپؐ کے پہلے آسمان کا اختصاص یہ ہے کہ وہاں قرآن مجید کا کوئی حرف اور کلمہ تبدیل نہیں ہُوا. اور اگر شیطان دورانِ تلاوت میں کسی حرف کی کمی بیشی کی کوشش کرتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے منسُوخ فرما دیتا. یہ حفاظت اِس اَمر کا ثبُوت ہے کہ آپؐ کی شریعت کو اِس کے اپنے علاوہ منسُوخ نہیں کیا جاسکتا بلکہ ہر آنکھ کی ٹھنڈک کے ساتھ اس کا محفوظ و مستقر ہونا ثابت ہوتا ہے اور اِس کے لئے ہر طائفہ کی گواہی ہے.

دُوسرے آسمان میں خصوصیّت

آپؐ کے دُوسرے آسمان کے ساتھ وہاں جو مخصُوص اَمر ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ کو اوّلین و آخرین کے علم سے مختص کیا گیا اور آپؐ کو مودّت و رحمت اور شفقت

www.maktabah.org

عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ آپؐ مومنوں کے ساتھ رحم فرمانے والے تھے اور کسی پر آپؐ کا تشدد ظاہر نہیں ہوا۔ مگر اُس وقت جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپؐ کو یہ ارشاد فرمایا۔

جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کریں اور اُن پر سختی کریں۔

آپؐ نے اس امرِ الٰہی کی تعمیل فرمائی۔ حالانکہ یہ آپؐ کا طبعی اقتضاء نہ تھا اور بتقضائے بشریت آپؐ کا کسی پر اپنی ذات کے لئے ناراض یا خوش ہونا اُس وقت ہوتا جب آپ اُس کے لئے فائدہ پہنچانے والی دوا تجویز فرما لیتے اور آپؐ کے اس غضب میں رحمت ہوتی جس کا حالتِ غضب میں شعور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پس آپ کے غضب کے ساتھ اُس کی دلالت کی مثل آپؐ کی رضا ہوتی۔ یعنی آپؐ کی ناراضگی آپ کی رضا پر دلالت کرتی۔ اِن اسرار کو ہم جانتے ہیں اور جو ہم میں سے اہل اللہ ہیں وہ جانتے ہیں۔

چنانچہ عالم پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیادت دسرداری اِس باب سے درست ہے۔ کیونکہ آپؐ کی اُمت کے علاوہ دوسری اُمتوں کے حق میں کہا گیا ہے۔

يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

وہ جاننے اور عقل رکھنے کے باوجود تحریف کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں علم ہونے کے باوجود گمراہ کہا ہے اور ہم میں اِس ذکر کی حفاظت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ذِمّے لیتے ہوئے فرمایا۔

www.maktabah.org

ہم نے یہ ذِکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کریں گے۔
کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ بندے کی سمع، بصر، زبان اور ہاتھ سے اِسے محفوظ رکھتا ہے اور اِس اُمت کے علاوہ کسی کتاب کی حفاظت نہ فرمائی گئی تو لوگوں نے اُن میں تحریف کر ڈالی۔

تیسرے آسمان میں آپؐ کی خصوصیت

تیسرے آسمان کی وحی سے وہاں کا آپؐ کے لئے مخصوص اُمر یہ بھی ہے کہ آپؐ کو تلوار اور خلافت عطا فرمائی گئی۔ اور ملائکہ کا آپؐ کے ساتھ مل کر قتال کرنا آپؐ کی خصوصیت ہے۔ کیونکہ اِس آسمان کے ملائکہ نے بدر کے دن آپؐ کی معیّت میں جنگ کی اور اِس آسمان سے یہ بھی ہے آپؐ کو اُس قوم میں مبعوث فرمایا گیا جن کی ہمت، مہمان نوازی، اُونٹوں کو ذبح کرنے، دائمی جدال و قتال اور خونریزی میں صرف ہوتی تھی۔ اور اِسی کے ساتھ وہ آپس میں مدح سرائی کرتے کراتے تھے۔ اُن میں سے بعض نے کہا ہے۔

تلوار کی نوک سے ضرب لگانے والے مہمان نوازی کے بازار ہیں۔ جب اِن کے پاس ذریعہ معاش نہ ہو تو جرأت مند ہوتے ہیں۔
اور دوسرے نے اپنی قوم کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا۔

لا یبعدن قومی الذین ھمو — سم العداۃ وآفۃ الجزر
النازلون بکل معترک — والطیبون معاقد الازر

www.maktabah.org

میری قوم سے دوری اختیار نہ کر، یہ عداوت کا زہر اور لڑائی کی آفت ہیں۔
یہ ہر معرکہ میں اُترنے والے اور ازار بند سے پاک ہیں۔

چنانچہ عنترہ بن شداد اپنے ہمسایہ کے گھر والوں کی حفاظت کے وقت اُن کے کرم اور شجاعت و عفت کے بارے میں کہتا ہے۔

جب تک میری ہمسایہ عورت میرے سامنے رہتی ہے۔ میں اپنی آنکھیں نیچی رکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر کی پناہ گاہ میں چلی جاتی ہے۔

عربوں کی کرامت و حماست اور وفاداری کی عجمیوں پر فضیلت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ عجم میں بھی اہلِ کرم اور بہادر ہیں مگر شاذ شاذ ایسے ہی عرب میں بزدل اور بخیل ہوتے مگر اکیلا دوکیلا جب کہ بات غالب اکثریت کی ہے نادر کی نہیں تو اس امر کا کسی کو انکار نہیں اور یہ امر اُس سے ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آسمان سے وحی فرمایا ہے اور یہ تمام اُس امر سے ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان اُس کے لئے نازل ہوتا ہے جو سمجھتا ہے۔

اگر ہم ہر آسمان سے اُس امر کا تفصیلاً ذکر کرتے جو اُس میں اللہ تعالیٰ سبحانہٗ وحی فرماتا ہے تو ہم اس سے عجائبات کو ظاہر کرتے۔ بسا اوقات اہلِ تعالیم میں سے کوئی شخص رصد و تسییر کے طریق سے اس علم میں دیکھتا ہے تو انکار کر دیتا ہے اور ان میں سے منصف جب اُس میں سنتا ہے تو حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔

چوتھے آسمان میں آپؐ کی خصوصیّت

چوتھے آسمان میں اس کے ساتھ مامور

www.maktabah.org

وحی سے یہ ہے کہ آپؐ کی شریعت کے ساتھ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور آپؐ کے دین کو تمام ادیان پر ظاہر فرمایا گیا۔ ہر اُس رسول کے پاس جو آپؐ سے پہلے تھا اور ہر اُس کتاب میں جو نازل ہوئی آپؐ کا دین ظاہر تھا، پس ادیان میں سے کسی دین کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں حکم باقی نہ رہا۔ مگر جو اُس سے مقرر کیا اور اس کا تقرر ثابت ہے اور نہ آپؐ کی شریعت سے اور آپؐ کی رسالت کے عموم سے ہے، اور اگر اُن میں سے کوئی حکم باقی ہے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے نہیں۔ مگر خاص طور پر جزیہ دینے والوں میں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم نہیں کیونکہ اُس کا نام باطل ہے تو یہ اُس کے لئے ہے، جو آپؐ کا متبع ہے نہ کہ اُس کے لئے یعنی آپؐ کے دین کا غلبہ تمام ادیان پر ہے جیسا کہ آپؐ کی مدح میں نابغہ نے کہا۔

کیا آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ کو وہ مرتبہ و دبدبہ دیا گیا ہے جس کے سامنے ہر بادشاہ تذبذب کا شکار ہے۔

آپؐ آفتاب ہیں اور بادشاہ ستارے ہیں جب آپؐ نے طلوع کیا تو اُن سے کوئی ستارہ ظاہر نہ رہ سکا۔ اور یہ ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مقام ومرتبہ اور جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کی شریعتوں سے اُن کا مرتبہ آیا کیونکہ ستاروں کی روشنیاں آفتاب کے نور میں مندرج ہیں، پس دِن ہمارے لئے اور اُس کی تنہارات اہلِ کتاب کے لئے ہے جس کی بنا پر وُہ ذِلّت وپستی کو اختیار کر کے جزیہ ادا کرتے ہیں اور ہم نے آسمان کے ہر اَمر کو تنزّلاتِ مُوصلیہ میں کھول کر بیان کیا ہے۔

www.maktabah.org

جب تو اس سے واقفیت حاصل کر لے گا تو اس میں بعض امور کو جان لے گا۔

پانچویں آسمان میں آپ کی خصوصیت

پانچویں آسمان میں مامور بہ وحی سے وہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اختصاص ہے کیونکہ حُبّبَ اِلَیہِ النِّسَاء کا جملہ سوائے آپ کے کسی نبی پر ہرگز وارد نہیں ہوا یعنی آپ کی طرف عورتوں کی محبت دی گئی۔ اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ کی طرح آپ کو کثیر عورتیں عطا کی گئی تھیں لیکن ہمارا کلام حُبّبَ اِلَیہِ کے ہونے سے ہے اور یہ اس لئے ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے اور حضرت آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ کے درمیان تھے جیسا کہ ہم نے اس وجہ پر مقرر کیا جس کی ہم نے شرح کی ہے کہ آپ اپنے رب کی طرف منقطع تھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونے کی بنا پر آپ اُس کے ساتھ دُنیا کی طرف نہ دیکھتے تھے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کے ساتھ رعایت ادب کے ساتھ مشغول رہتے تھے اور دوسری چیز کی طرف فارغ نہ ہوتے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی طرف عورتوں کی محبت راغب کر دی۔ اور یہ اُن خواتین یعنی آپ کی ازواجِ مطہرات پر اللہ تعالیٰ کی عنایت تھی۔ پس حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے محبت فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس محبت کی طرف راغب کیا۔

اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے

مُسلم نے صحت کے ساتھ اس حدیث کی تخریج الواب الایمان میں کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ

www.maktabah.org

ہیں اچھے جوتے اور اچھے کپڑے کو پسند کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔

ان اللہ جمیل یحب الجمال الحدیث

اللہ خوبصورت ہے۔ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔

اِس آسمان سے خوشبو کو پسند فرماتا ہے اور نکاح آپؐ کی سنّت سے ہے تبتل کرنے سے نہیں اور نکاح کو اُس سرِّ الٰہی کے لئے عبادت مقرّر کیا گیا جو آپؐ میں ودیعت کیا گیا تھا اور یہ نہیں مگر عورتوں میں اور یہ ظہورِ اعیان اُن تین احکام کے لئے ہے جن کا ذکر دو مقدموں سے نتیجہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور رابطہ وُہ ہے جسے نتیجہ کی عِلّت مقرّر کیا گیا۔ تو یہ فضل اور اُس امر کی شکل ہے جو حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے مخصوص ہے۔

مہر میں قرآن سِکھانا

اِس میں نکاح ہبہ کو زیادہ کیا گیا ہے جیسا کہ آپؐ کی اُمّت میں مقرّر ہے جس میں کسی کے پاس معاوضوں سے کوئی چیز نہ ہونے کی صورت میں نکاح کرنے کے لئے بطورِ خاص قرآن سے جو اُسے یاد ہو مہر میں ادا کر دے نہ کہ وہ جسے وہ عورت جانتی ہے اور یہ بات اگرچہ قدرتِ ہبہ کا مقابلہ نہیں کرتی۔ تاہم اِس میں اُمّت کے لئے گنجائش ہے اور وُسعت میں اُس امر کو پورا نہیں کیا گیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر آسمان میں وحی فرمایا۔

حضورؐ کے خصوصی اعزازات

چھٹے آسمان میں امرِ وحی سے قرآن کا اعجاز ہے اور وہ جوامع الکلم سے

www.maktabah.org

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اِس آسمان سے نازل ہوا اور آپؐ سے پہلے یہ کسی نبیؑ کو عطا نہیں ہوا۔ اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مجھے چھ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبیؑ کو نہیں عطا کی گئیں اور یہ سب آسمانوں میں وحی کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا   حٰم السجدہ آیت ۱۲۔

اور ہر آسمان میں اُس کا اَمر وحی کیا گیا۔

چنانچہ ہر آسمان میں وہ اَمر مقرر کیا گیا جو زمین کی اِس مخلوق میں اصلاح کے لئے نافذ ہے۔ اِسی بنا پر آپؐ اکیلے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آپؐ کی رسالت عام ہے، اور یہ وُہ اَمر ہے جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چوتھے آسمان میں وحی فرمائی اور آپؐ کو رُعب کے ساتھ نصرت دی گئی اور یہ وُہ ہے جو وہاں سے تیسرے آسمان میں وحی کیا گیا۔

اور اِن میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا آپؐ کے لئے غنیمتوں کو حلال کرنا اور زمین کو آپؐ کے لئے مسجد اور پاک قرار دینا وہاں سے دُوسرے آسمان سے ہے۔

آپؐ کو جوامع الکلم کا عطا ہونا چھٹے آسمان کی وحی کے اَمر سے ہے اور اِس آسمان کے اَمر سے وُہ ہے جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کو مخصوص فرمایا اور وہ آپؐ کو زمین کے خزانوں کی چابیوں کا عطا ہونا ہے۔

وہاں سے ساتویں آسمان میں وحی کا اَمر رہ ہے اور یہ آسمانِ دُنیا ہے جو ہم سے مِلا ہُوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے عزّتِ کمال کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور اِس کے ساتھ شریعت کو مکمل فرمایا۔ اور آپؐ کو

www.maktabah.org

خاتم النّبیین قرار دیا اور یہ امر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ کے علاوہ کسی کے لئے نہیں۔ اسی لئے اور اس کی امثال حضور علیہ الصّلواۃ والسّلام تمام سرداریوں کے لئے جامع سرداری کے ساتھ اور عام شرفِ محیط کے ساتھ منفرد ہوئے۔

زمان اور میزان

ہمیں اُس کی خبر دی گئی جو آپؐ کو اپنی ولادتِ مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بعض وحی کا حصول ہُوا جس کے ساتھ ہر آسمان میں اُس امر کے ساتھ ہے اور آپؐ نے زمان کہا اور دہر نہیں فرمایا اور نہ آپؐ کے علاوہ کسی نے میزان کے وجود کی خبر دی ہے کیونکہ زمان ذکر کے ساتھ اُن حروف سے نہیں نکلا جو میزان میں ہیں۔

میزان کی یاء مقرر کی جس سے زا ملی ہوئی ہے اور زا تخفیف کی اور زمان میں شمار کیا اور اشعار مقرر کیا کہ اس زا میں ایک حرف مدغم ہے۔

چنانچہ میزان میں عدلِ روحانی کے لئے زمان موجودِ اوّل ہے اور اسم باطن میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ہے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا! میں نبی تھا اور حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹّی کے درمیان تھے۔

پھر اس دورۂ زمان کے ختم ہونے کے بعد لوٹ آیا اور یہ اٹھتر سال کا دَورہ ہے۔

زمانے کا دوسرا دَورہ میزان

پھر اسم ظاہر کے ساتھ زمان سے دوسرے دَورے کی ابتدا ہوئی تو اس

www.maktabah.org

میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اطہر ظاہر ہوا اور آپؐ کی شریعت کنایہ کے ساتھ نہیں بلکہ تعیّن و تصریح کے ساتھ ظاہر ہوئی اور آخرت کے حکم کے ساتھ متصل ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

الانبیاء آیت ۴۷

اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے۔

اور ہمارے لئے فرمایا!

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ

الرحمٰن آیت ۹

اور ہر چیز انصاف سے تولو اور وزن میں کمی نہ کرو۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ

الرحمٰن آیت ۶

اور اللہ نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کی۔

ہر آسمان میں اس کے امر کی میزان کے ساتھ وحی فرمائی اور اس کے ساتھ زمین میں قوتوں کا اندازہ فرمایا اور دنیا کی ہر چیز میں میزان کو نصب کیا۔ چنانچہ میزان معنوی اور میزان حسّی کبھی غلطی نہیں کرتا۔

پس میزان کلام میں اور جمیع صنائع محسوسہ میں داخل ہے اور ایسے ہی معانی میں داخل ہے کیونکہ وہ اجسام و اجرام کے وجود کی اصل ہے۔ اور جن معانی کو حکمِ میزان کے وقت محمول کیا جاتا ہے۔ میزان کا وجود زمان کے اوپر اس وزنِ الٰہی سے ہے جو اسمِ حکیم کو طلب کرتا ہے اور اس سے حکمِ عدل

www.maktubah.org

ظاہر ہوتا ہے نہیں کوئی معبود مگر وہ۔

تمام بُرجوں کو ظاہر کرنے والا میزان ہے

میزان سے بُرجِ عقرب ظاہر ہوا ہے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں امرِ الٰہی سے وحی کیا گیا ہے اور بُرجِ میزان سے ہی قوس، جدی، دلو، حوت، حمل، ثور، جوزاء، سرطان، اسد اور سنبلہ برج ظاہر ہوتے اور دوروں کی تکرار کے لئے میزان کی طرف دورۂ زمانیہ کی انتہا ہوئی۔

بارہ بُرجوں کے نام فرشتوں کے نام پر ہیں

پس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ظہور مبارک ہوا۔ اور اجزاء زمان کے ہر جز میں آپؐ کا حکم تھا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے ظہور کے ساتھ اس میں جمع ہوتے اور بُرجوں کے یہ اسماء فرشتوں کے نام ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا اور وہ بارہ فرشتے ہیں اور ان کے لئے فلکِ محیط میں مراتب مقرر کئے اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں ایک امر مقرر کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس سے جو چاہے اُس حکمت کو وہ فرشتے زمین کی طرف اپنے علاوہ فرشتوں کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں

صاحبِ خُلقِ عظیم

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روحانیت زمانہ اخلاق سے اُس حیثیت سے ہر اُس حرکت سے اکتساب کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے امورِ الٰہیہ سے ان حرکات میں ودیعت فرمایا ہے۔ چنانچہ وجودِ ترکیبی سے پہلے

www.maktabah.org

اِن صفات سے اِکتساب ہمیشہ رہا یہاں تک کہ آپؐ کا جسمِ اطہر اُن اخلاقِ محمودہ کے ساتھ ظاہر ہُوا جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپؐ کی جبلّت کو بنایا تھا تو اِس میں فرمایا!

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ

القلم آیت ۴

اور بے شک آپؐ تو خُلقِ عظیم والے ہیں۔

اقسامِ اخلاق

جو صاحبِ خُلق ہے صاحبِ تخلّق نہیں اِس لئے کہ اخلاق مختلف ہوتے ہیں اُس محل کے اختلاف کے ساتھ جس کے ساتھ اُن کا مقابل ہے، صاحبِ خُلق اُس عِلم کی طرف احتیاج رکھتا ہے جس پر وہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اُس محلِّ خلق سے تصرّف کرے جو اللہ تعالیٰ کے اَمر سے اُس کی شان کے لائق ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف قربت حاصل ہو جائے، اِس لئے شریعتیں نازل ہُوئیں تاکہ لوگوں کے لئے اُن احکامِ اخلاق کے محلات کو ظاہر کریں جس پر انسان کی جبلّت رکھی گئی، تو اِس کی مِثل میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کے خُلق میں وجودِ تافیف اور سختی کے لئے فرمایا!

اسریٰ آیت ۲۲

یعنی والدین کو اُف نہ کہو۔

اِس خُلق کو اُس محل سے الگ کر دیا جس میں اِس خُلق کا حکم ظاہر ہوتا ہے پھر اُس محل کو ظاہر کیا جس میں یہ خُلق ظاہر ہوتا ہے۔

تو فرمایا!

www.maktabah.org

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

الانبیاء آیت ۶۷

تف ہے تم پر اور تمہارے اُن معبودوں پر جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا! فَلَا تَخَافُوهُمْ۔ یعنی اُن سے خوفزدہ نہ ہو۔ تو اِس محل سے اُسے ظاہر کیا جس میں خوف کے خلق کو ظاہر کرنا لائق نہیں۔ پھر اُن کے لئے فرمایا! خافونی یعنی مجھ سے خوفزدہ رہو تو اُن کے لئے اِس صفت کے حکم کو ظاہر کیا جس کا حق پہنچتا تھا۔

اَیسے ہی حسد، حرص، اور وہ تمام اخلاق جن کی رُوحانیت کا حکم اِس نشاۃِ طبیعہ میں ظاہر ہے اِس میں ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے اُنہیں ظاہر فرمادیا ہے جہاں اُنہیں ظاہر فرمادیا ہے جہاں اُنہیں ظاہر کرنا ہے اور جہاں ظاہر کرنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اِس نشاۃ سے اُن کا ازالہ محال ہے مگر اُن کے زائل ہونے سے کیونکہ وہ ذاتی ہیں اور کوئی چیز اپنی ذات سے الگ نہیں ہوتی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حسد دو چیزوں میں ہے اور فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ تیری حرص کو زیادہ کرے اور تجاوز نہ کر۔

جمادات ارواح ہیں

اور ہم نے اُن اخلاق کی رُوحانیتِ ظاہری کے حکم میں کہا جس میں اِس بات سے اہلِ کشف اور محققین سے علماءِ راسخین سے احتراز کیا جا سکے کیونکہ جمادات و نباتات کا نام ہمارے نزدیک ارواح ہے جو اہلِ کشف کے علاوہ عادتاً اِدراک سے پوشیدہ ہیں۔ حیوانات کو محسوس کرنے کی مثل اُن کا احساس

www.maktabah.org

نہیں کیا جا سکتا۔

اہلِ کشف کے نزدیک تمام حیوانِ ناطق بلکہ زندہ ناطق ہیں۔ بغیر اِس کے کہ مزاجِ خاص کا نام انسان ہے نہ کہ دُوسری صورت کا، اور مخلوق کے درمیان مزاج میں تفاضل واقع ہے کیونکہ ہر ممتزج میں مزاجِ خاص کا ہونا لازمی ہے جو سوائے اُس کے دُوسرے میں نہیں ہوگا جس کے ساتھ دُوسرے کی تمیز کی جا سکے۔ جیسا کہ اُس کا اپنے غیر کے ساتھ کسی اَمر میں مجتمع ہونا جس کے ساتھ انتراق واقع ہو سکے تو وہ عین نہیں ہوگا اور تمیز عین ہے جس کے ساتھ اِشتراک اور عدمِ تمیز واقع ہوتی ہے۔ بس اِسے جان لیں اور تحقیق کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ بنی اسرائیل آیت ۴۴

کوئی شئے ایسی نہیں جو اُس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔

حدیث میں آیا ہے کہ۔

ان المؤذن یشھد لہ مدی صوتہ من رطب و یابس " الحدیث "

جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے ہر خشک و تر چیز اُس کی گواہی دے گی۔

پتھّروں کی آواز

شریعتیں اور نبوّتیں اِس قبیل کے اُمور سے بھری پڑی ہیں اور ہم نے ایمان اور کشف کی خبروں کے ساتھ زیادہ کیا ہے اور ہم نے پتھّروں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا ہے اور وہ ہم سے اُس

www.maktabah.org

خطاب کے ساتھ مخاطب ہوتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال کے ساتھ عارفوں کا خطاب ہے اور اس کا اِدراک ہر انسان نہیں کر سکتا۔

حیوانوں کا اِدراک

پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق سے ہر جنس اُمتوں سے ایک اُمّت ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کی فطرت اور مخصوص عبادت پر پیدا فرمایا ہے جس کے ساتھ اُن کے نفوس میں اُن کی طرف وحی کی جاتی ہے اور اُن کا رسُول اُن کی ذوات سے ہوتا ہے۔ یعنی اُنہیں میں سے ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُنہیں اُس خاص الہام کے ساتھ اعلام ہوتا ہے جس پر اُن کی جبلت ہوتی ہے جیسا کہ ایسی اشیا کا بعض حیوانات کو علم ہوتا ہے جس کے ادراک سے ریاضی دان اور علماً قاصر ہیں۔

حیوانات کا یہ علم حشرات الارض اور کھانے کی چیزوں پر علی الاطلاق اُن کے نفع کے لئے اور نقصان دِہ چیزوں سے اجتناب کے لئے ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اُن کی فطرت میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی جمادات ونباتات کا مسمّیٰ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری بصارتوں اور سماعتوں کو اُن کی گفت گو سننے سے روکا ہوا ہے اور قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک انسان سے اُس کی ران کلام نہیں کرے گی اور اُسے نہیں بتائے گی کہ اُس کے اہلِ خانہ نے کیا کام ہے۔

علومِ مصطفےٰ

حکماء میں سے جہلاء نے بابِ علم سے اختلاج کو مقرر کیا ہے جب کہ اُن کا ایمان اِس کے ساتھ درست ہو۔ اِس علم سے اُن کی مُراد زجر وانتباہ ہے۔

www.maktabah.org

اگرچہ نفس الامر میں علمِ زجر درست ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسرار سے ہے لیکن اس کلام میں شارع علیہ السّلام کا یہ مقصود نہیں. کیونکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کشف تمام وکمال تھا تو آپؐ اسے دیکھتے تھے، جسے دوسرے نہیں دیکھ سکتے تھے اور آپؐ نے اُس اَمر کی خبر دی جس پر اہل اللہ نے عمل کیا تو اُسے درست پایا. حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے

لولا تمریدٍ فی حدیثکم تمریج فی قلوبکم الرایتم ما اریٰ والسمعتم ما اسمع الحدیث

اگر تمہاری گفتگو میں سرعت اور تیزی نہ ہوتی اور تمہارے دِلوں میں لرزش نہ ہوتی تو تم وہ دیکھتے جو مَیں دیکھتا ہوں اور وہ سُنتے جو مَیں سُنتا ہوں۔

پس آپؐ جمیع اُمور میں مخصوص مرتبۂ کمال پر تھے اور اِن میں سے آپؐ کا عبودیت میں کمال تھا. آپؐ صرف عَبد تھے. آپؐ نے کسی پر اپنی ذات کے ساتھ ربانیّت قائم نہیں فرمائی اور اِسی اَمر نے آپؐ کے لئے سرداری واجب کی اور یہی اَمر آپؐ کے شرفِ دوام پر دلیل ہے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں.

کان رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم یذکر اللّٰہ علی کل احیانہ

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے ہر وقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا کرتے تھے.

اور ہمارے لئے اِس سے وافر میراث ہے اور یہ اَمر انسان کے باطن اور اُس کے قول سے مخصوص ہے جب کہ کبھی باوجود اِس مقام کے ساتھ تحقق ہونے کے انسان کے افعال کے ساتھ اِس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے تو یہ

www.maktabah.org

امر اس پر ملتبس ہوتا ہے جسے احوال کے ساتھ اس کی معرفت حاصل نہیں۔
ہم نے اس باب میں اپنی ضرورت کے مطابق امور کو بیان کر دیا ہے
اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔
الحمد للہ بارھویں باب کا ترجمہ تمام ہوا۔

---

www.maktabah.org

الفتوحات المكية

التي فتح الله بها على الشيخ الإمام العامل الراسخ الكامل
خاتم الأولياء الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق
والدين أبي عبد الله محمد بن علي المعروف بابن عربي
الحاتمي الطائي قدس الله روحه ونوّر ضريحه آمين

علی برادران نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

www.maktabah.org

عزيز حكيم لا يتوصل أحد الى معرفة كنه الالوهة أبدا ولا ينبغي لها أن تدرك عزت وتعالت علوا كبيرا فالعالم كله من أوله الى آخره مقيد بعضه ببعضه عابد بعضه بعضا معرفتهم منهم اليهم وحقائقهم منبعثة عنهم بالسر الالهي الذى لا يدركونه وعائدة اليهم فسبحان من لا يجاري في سلطانه ولا يداني في احسانه لا اله الا هو العزيز الحكيم فبعد فهم جوامع الكلم الذى هو العلم الاحاطى والنور الالهي الذى اختص به سر الوجود وعمد القبة وساق العرش وسبب ثبوت كل ثابت محمد صلى الله عليه وسلم فاعلموا وفقكم الله أن جوامع الكلم من عالم الحروف ثلاثة ذات غنية قائمة بنفسها وذات فقيرة الى هذه الغنية غير قائمة بنفسها ولكن يرجع منها الى الذات الغنية وصف تتصف به يطلبها بذاته فانه ليس من ذاتها الا بمصاحبة هذه الذات لها فقد صح أيضا من وجه الفقر للذات الغنية القائمة بنفسها كما صح للاخرى وذات ثالثة رابطة بين ذاتين غنيتين أو ذاتين فقيرتين أو ذات غنية وذات فقيرة وهذه الذات الرابطة فقيرة لوجودها بين الذاتين ولا بد فقد قام الفقر والحاجة بجميع الذوات من حيث افتقار بعضها الى بعض وان اختلفت الوجوه حتى لا يصح الغنى على الاطلاق الا لله تعالى الغني الحميد من حيث ذاته فلنسم الغنية ذاتا والذات الفقيرة حدثا والذات الثالثة رابطة فنقول الكلم محصور في ثلاث حقائق ذات وحدث ورابطة وهذه الثلاثة جوامع الكلم فيدخل تحت جنس الذات أنواع كثيرة من الذوات وكذلك تحت جنس كلمة الحدث والرابط ولا نحتاج الى تفصيل هذه الانواع ومساقها في هذا الكتاب وقد اتسع القول في هذه الانواع في تفسير القرآن لنا وان شئت أن تقيس على ما ذكرناه فانظر في كلام النحويين وتقسيمهم الكلم وفي الاسم والفعل والحرف وكذلك المنطقيين فالاسم عندهم هو الذات عندنا والفعل عندهم هو الحدث عندنا والحرف عندهم هو الرابطة عندنا وبعض الاحداث عندهم بل كلها أسماء كالقيام والقعود والضرب وجعلوا الفعل كل كلمة مقيدة بزمان معين ونحن انما قصدنا بالكلمات الجرى على الحقائق بما هي عليه فجعلنا القيام وقام ويقوم وقم حدثا وفصلنا بينهم بالزمان المبهم والمعين وقد تفطن لذلك الزجاجي فقال والحدث الذى هو القيام مثلا هو المصدر يريد هو الذى صدر من المحدث وهو اسم الفعل يريد أن القيام هذه الكلمة اسم لهذه الحركة المخصوصة من هذا المتحرك الذى بها سمى قائما فتلك الهيئة هي التى سميت قياما بالنظر الى حال وجودها وقام بالنظر الى حال انقضائها وعدمها ويقوم وقم بالنظر الى توهم وقوعها ولا توجد أبدا الا في متحرك فهي غير قائمة بنفسها ثم قال والفعل يريد لفظة قام ويقوم لا نفس الفعل الصادر من المتحرك قائما مثلا مشتق منه الهاء تعود على لفظة اسم الفعل الذى هو القيام مأخوذ يعني قام ويقوم من القيام لان النكرة عنده قبل المعرفة والمبهم نكرة والمختص معرفة والقيام مجهول الزمان وقام مختص الزمان ولو دخلت عليه أن ويقوم مختص الزمان ولو دخلت عليه لم وهذا مذهب من يقول بالتحليل انه فرع عن التركيب وان المركب وجد مركبا وعلى مذهب من يقول بالتفريق وان التركيب طارئ وهو الذى يعضد في باب النقل أكثر فان الاظهر ان المعرفة قبل النكرة وان لفظة زيد انما وضعت لشخص معين ثم طرأ التنكير بكونه شورك في تلك اللفظة فاحتيج الى التعريف بالنعت والبدل وشبه ذلك فالمعرفة أسبق من النكرة عند المحققين وان كان لهؤلاء وجه ولكن هذا أليق وأما نحن ومن جرى مجرانا ورقى مرقانا الاشمخ فغرضنا أمر آخر ليس هو قول أحدهما مطلقا الا بنسب واضافات ونظر الى وجوه مما يطول ذكرها ولا تمس الحاجة اليها في هذا الكتاب اذ قد ذكرناها في غيره من توا ليفنا فلنبين أن الحركات على قسمين حركة جسمانية وحركة روحانية والحركة الجسمانية لها أنواع كثيرة سيأتي ذكرها في داخل الكتاب وكذلك الروحانية ولا نحتاج منها في هذا الكتاب الا الى حركات الكلام لفظا وخطا فالحركات الرقمية كالاجسام والحركات اللفظية لها كالارواح والمتحركات على قسمين متمكن ومتاون فالمتاون كل متحرك تحرك بجميع الحركات أو ببعضها فالمتحرك بجميعها كالدال من زيد والمتحرك ببعضها كالاسماء التى لا تنصرف في حال كونها لا تنصرف فانها قد تنصرف في التنكير والاضافة كالدال من أحمد والمتمكن كل متحرك ثبت على حركة واحدة ولم ينتقل عنها كالاسماء المبنية مثل هؤلاء وحذام وكحروف الاسماء المعربة التى قبل حرف الاعراب منها كالزاى والياء من زيد وشبهه واعلم أن أفلاك الحركات هي أفلاك

www.maktabah.org

الحروف

الحروف التي تلك الحركات عليها لفظا وخطا فانظره هناك ولها بسائط وأحوال ومقامات كما كان للحروف نذكرها في كتاب المبادي المخصوص بعلم الحروف ان شاء الله وكما ثبت التلوين والتمكين للذات كذلك ثبت للمحدث والرابط ولكن في الرفع والنصب وحذف الوصف وحذف الرسم ويكون تلوين تركيب الرابط لامرين بالموافقة والاستعارة والاضطرار فبالموافقة وهو الاتباع هذا ابنم ورأيت ابنما وعجبت من ابنم وبالاستعارة حركة النقل لحركة الدال من قد أفلح في قراءة من نقل وبالاضطرار التحريك لالتقاء الساكنين وقد تكون حركة الاتباع الموافق في التركيب الذاتي وان كان أصل الحروف كلها التمكين وهو البناء مثل الفطرة فينا وهنا أسرار ان تفطن ولكن الوالدان ينقلان عن الفطرة المقيدة لا الفطرة المطلقة كذلك الحروف متمكنة في مقامها لا تختل ثابتة مبنية كلها ساكنة في حالها فأراد اللافظ أن يوصل الى السامع ما في نفسه فافتقر الى التلوين فحرك الفلك الذي عنه توجد الحركات عند أبي طالب وعند غيره هو المتقدم والملفظ أو الرقم عن ذلك الفلك وهذا موضع طلب لمريدي معاينة الحقائق وأما نحن فلا نقول بقول أبي طالب ونقتصر ولا بقول الآخر ونقتصر فان كل واحد منهم ما قال حقا من جهة ما ولم يتمم فأقول ان الحقائق الاول الالهية تتوجه على الافلاك العلوية بالوجه الذي تتوجه به على محال آثارها عند غير أبي طالب المكي وتقبل كل حقيقة على مرتبتها ولما كانت تلك الافلاك في اللطافة أقرب عند غير أبي طالب الى الحقائق كان قبولها أسبق لعدم الشغل وصفاء المحل من كدورات العلائق فانه نزيه فلهذا جعلها السبب المؤثر ولو عرف هذا القائل ان تلك الحقائق الاول انما توجهت على ما يناسبها في اللطافة وهو أنفاس الانسان فتحرك الفلك العلوي الذي يناسبه عالم الانفاس وهذا مذهب أبي طالب ثم يحرك ذلك الفلك العلوي العضو المطلوب بالغرض المطلوب بتلك المناسبة التي بينهما فان الفلك العلوي وان لطف فهو في أول درج الكثافة وآخر درج اللطافة بخلاف عالم أنفاسنا واجتمعت المذاهب فان الخلاف لا يصح عندنا ولا في طريقنا لكنه كاشفوا كشف فتفهم ما أشرنا اليه وتحققه فانه سر عجيب من أكبر الاسرار الالهية وقد أشار اليه أبو طالب في كتاب القوت له ثم نرجع ونقول فافتقر المتكلم الى التلوين ليبلغ الى مقصده فوجد عالم الحروف والحركات قابلا لما يريده منها العلمها أنها لا تزول عن حالها ولا تبطل حقيقتها فيتخيل المتكلم انه قد غير الحرف وما غيره برهان ذلك أن تغني نظرك في دال زيد من حيث هو دال وانظر فيه من حيث تقدمه قام مثلا وتفرغ اليه أو أي فعل لفظي كان ليحدث به عنه فلا يصح لك الا الرفع فيه خاصة فما زال عن بنائه الذي وجد عليه ومن تخيل أن دال الفاعل هو دال المفعول أو دال المجرور فقد خلط واعتقد أن الكلمة الاولى هي عين الثانية لا مثلها ومن اعتقد هذا في الوجود فقد بعد عن الصواب ومما يأتي من هذا الفصل في الالفاظ شيء ان قدر وألهمناه فقد تبين لك أن الاصل الثبوت لكل شيء ألا ترى العبد حقيقة ثبوته وتمكنه انما هو في العبودة فلن اتصف يوما ما بوصف رباني فلا تقل هو معار عنده ولكن انظر الى الحقيقة التي قبلت ذلك الوصف منه تجدها ثابتة في ذلك الوصف كما ظهر عينها تحلت بتلك الحلية فاياك أن تقول قد خرج هذا عن طوره بوصف ربه فان الله تعالى ما نزع وصفه وأعطاه اياه وانما وقع الشبه في اللفظ والمعنى معا عند غير المحقق فيقول هذا هو هذا وقد علمنا أن هذا ليس هذا وهذا ينبغي لهذا ولا ينبغي لهذا الم يكن عند من لا ينبغي له عارية وأمانة وهذا قصور وكلام من عمي عن ادراك الحقائق فان هذا ولا بد ينبغي له هذا فليس الرب هو العبد وان قيل في الله سبحانه انه عالم وقيل في العبد انه عالم وكذلك الحي والمريد والسميع والبصير وسائر الصفات والادراكات فاياك أن تجعل حياة الحق هي حياة العبد في الحد فتلزمك المحالات فاذا جعلت حياة الرب على ما تستحقه الربوبية وحياة العبد على ما يستحقه الكون فقد انبغى للعبد أن يكون حيا ولو لم ينبغ له ذلك لم يصح أن يكون الحق آمرا ولا قاهرا الا لنفسه ويتنزه تعالى أن يكون مأمورا أو مقهورا فاذا ثبت أن يكون المأمور والمقهور أمرا آخر وعينا أخرى فلا بد أن يكون حيا عالما مريدا متمكنا مما يراد به هكذا تعطى الحقائق فنم على هذا حرف لا يقبل سوى حركته كالهاء من هذا ونم حرف يقبل الحركتين والثلاث من جهة صورته الجسمية والروحية كالهاء في الضمير له ولها وبه كما تقبل أنت بنفسك الخجل وبصورتك حمرته وتقبل بنفسك الوجل وبصورتك صفرته والثوب يقبل الالوان المختلفة وما

www.maktabah.org

بقي الكشف الاعن الحقيقة التي تقبل الاعراض هل هي واحدة أو شأنها شأن الاعراض في العدم والوجود وهذا
مبحث للنظار وأما نحن فلا نحتاج اليه ولا نلتفت فانه بحر عميق بحال المريد على معرفته من باب الكشف عليه فانه
بالنظر الى الكشف يسير وبالنظر الى العقل عسير ثم أرجع وأقول ان الحرف اذا قامت به حقيقة الفاعلية بتفريغ
الفعل على البنية المخصوصة في اللسان تقول قال الله واذا قامت به حقيقة تطلبه يسمى عندها منصوبا بالفعل أو مفعولا
كيف شئت وذلك بأن تطلب منه العون أو تقصده كما طلب مني القيام بما كافني فمن أجل انه لم يعطني الا بعد سؤالي
فكان سؤالي أو حالي القائم مقام سؤالي بوعده جعله يعطيني قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين فسؤالي اياه من
أمره اياي به واعطاؤه اياي من طلبي منه فتقول دعوت الله فنصبت حرف الهاء وقد كانت مرفوعة فعلمنا بالحركات
أن الحقائق قد اختلفت بهذا ثبت الاصطلاح في لحن بعض الناس وهذا اذا كان المتكلم به غيرنا وأما المتكلم فالحقائق
يعلم أولا ويجريها في أفلاكها على ما تقتضيه بالنظر الى أفلاك مخصوصة وكل متكلم بهذه المثابة وان لم يعلم بهذا التفصيل
وهو عالم به من حيث لا يعلم انه عالم به وذلك ان الاشياء المتلفظ بها اما لفظ يدل على معنى وهو مقام الباحث في اللفظ
ما مدلوله ليرى ما قصد به المتكلم من المعاني واما معنى يدل عليه بلفظ ما وهو المخبر عما تحقق وأضربنا عن اللحن فان
أفلاكه غير هذه الافلاك واسقاط الحركات من الخط في حق قوم دون قوم تناسبه ومن أين هو هذا كله في كتاب
المبادي اذ كان القصد بهذا الكتاب الايجاز والاختصار جهد الطاقة ولو اطلعتم على الحقائق كما أطلعنا عليها وعلى عالم
الارواح والمعاني لرأيتم كل حقيقة وروح ومعنى على مرتبته فافهم والزم فقد ذكرنا من بعض ما تعطيه حقائق الحركات
ما يليق بهذا الكتاب فلنقبض العنان ولنرجع الى معرفة الكلمات التي ذكرناها مثل كلمة الاستواء والاين وفي وكان
والضحك والفرح والتبشبش والتعجب والملل والمعية والعين واليد والقدم والوجه والصورة
والتحول والغضب والحياء والصلاة والفراغ وما ورد في الكتاب العزيز والحديث من هذه الالفاظ التي توهم
التشبيه والتجسيم وغير ذلك مما لا يليق بالله تعالى في النظر الفكري عند العقل خاصة فنقول لما كان القرآن منزلا
على لسان العرب ففيه ما في اللسان العربي ولما كانت الاعراب لا تعقل ما لا يعقل الا حتى ينزل لها في التوصيل بما تعقله
لذلك جاءت هذه الكلمات على هذا الحد كما قال ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى ولما كانت الملوك عند
العرب تجالس عبده المقرب المكرم منها بهذا القدر في المساحة فعقلت من هذا الخطاب قرب محمد صلى الله عليه وسلم
من ربه ولا تبالي بما فهمت من ذلك سوى القرب فالبرهان العقلي ينفي الحد والمسافة حتى يأتي الكلام في تنزيه الباري
عما تعطيه هذه الالفاظ من التشبيه في الباب الثالث الذي يلي هذا الباب ولما كانت الالفاظ عند العرب على أربعة
أقسام ألفاظ متباينة وهي الاسماء التي لم تتعدد مسمياتها كالبحر والمفتاح والمقصان وألفاظ متواطئة وهي كل لفظة قد
تووطئ عليها أن تطلق على آحاد نوع ما من الانواع كالرجل والمرأة وألفاظ مشتركة وهي كل لفظ على صيغة واحدة
يطلق على معان مختلفة كالعين والمشتري والانسان وألفاظ مترادفة وهي ألفاظ مختلفة الصيغ تطلق على معنى واحد
كالاسد والهزبر والغضنفر وكالسيف والحسام والصارم وكالخمر والرحيق والصهباء والخندريس هذه هي الامهات مثل
البرودة والحرارة واليبوسة والرطوبة في الطبائع وثم ألفاظ متشابهة ومستعارة ومنقولة وغير ذلك وكلها ترجع الى
هذه الامهات بالاصطلاح فان المشتبه وان قلت فيه انه قبيل خامس من قبائل الالفاظ مثل النور يطلق على المعلوم وعلى
العلم لشبه العلم به من كشف عين البصيرة به المعلوم كالنور مع البصر في كشف المرئي المحسوس فلما كان هذا الشبه
صحيحا سمي العلم نورا ويلحق بالالفاظ المشتركة فاذن لا ينفك لفظ من هذه الامهات وهذا هو حد كل ناظر في هذا
الباب وأما نحن فنقول بهذا فيهم وعندنا زائد من باب الاطلاع على الحقائق من جهة لم يطلعوا عليها عامة مهات
الالفاظ كلها متباينة وان اشتركت في النطق ومن جهة أخرى أيضا كلها مشتركة وان تباينت في النطق [illegible] الى
شيء من هذا فيما تقدم من هذا الباب في آخر فصل الحروف فاذا تبين هذا فاعلم أيها الولي الحميم ان المحقق الواقف [illegible]
بما تقتضيه الحضرة الالهية من التقديس والتنزيه ونفي المماثلة والتشبيه لا يحجبه ما نطقت به الآيات والاخبار في حق

الحق

www.maktabah.org

الحق تعالى من أدوات التقييد بالزمان والجهة والمكان كقوله عليه السلام أين الله فأشارت الى السماء فأثبت لها الايمان فسأل صلى الله عليه وسلم بالظرفية عما لا يجوز عليه المكان فى النظر العقلى والرسول أعلم بالله والله أعلم بنفسه وقال فى الظاهر أأمنتم من فى السماء بالفاء وقال وكان الله بكل شئ عليما والرحمن على العرش استوى وهو معكم أينما كنتم ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم ويفرح بتوبة عبده ويعجب من الشاب ليست له صبوة وما أشبه ذلك من الادوات اللفظية وقد تقرر بالبرهان العقلى خالق الازمان والامكنة والجهات والالفاظ والحروف والادوات والمتكلم بها والمخاطبين من المحدثات كل ذلك خلق لله تعالى فيعرف المحقق قطعا انها مصروفة الى غير الوجه الذى يعطيك التشبيه والتمثيل وان الحقيقة لا تقبل ذلك أصلا ولكن تتفاضل العلماء السالمة عقائدهم من التجسيم فان المشبهة والمجسمة قد يطلق عليهم علماء من حيث علمهم بأمور غير هذا فتفاضل العلماء فى هذا الصرف عن هذا الوجه الذى لا يليق بالحق تعالى فطائفة لم تشبه ولم تجسم وصرفت علم ذلك الذى ورد فى كلام الله ورسله الى الله تعالى ولم تدخل لها قدم فى باب التأويل وقنعت بمجرد الايمان بما يعلمه الله فى هذه الالفاظ والحروف من غير تأويل ولا صرف الى وجه من وجوه التنزيه بل قالت لا أدرى جملة واحدة ولكنى أحيل ابقاءه على وجه التشبيه لقوله تعالى ليس كمثله شئ لا لما يعطيه النظر العقلى وعلى هذا فضلاء المحدثين من أهل الظاهر السالمة عقائدهم من التشبيه والتعطيل وطائفة أخرى من المنزهة عدلت بهذه الكلمات عن الوجه الذى لا يليق بالله تعالى فى النظر العقلى عدلت الى وجه ما من وجوه التنزيه على التعيين مما يجوز فى النظر العقلى أن يتصف به الحق تعالى بل هو متصف به ولا بد وما بقى النظر الا فى ان هذه الكلمة هل المراد بها ذلك الوجه أم لا ولا يقدح ذلك التأويل فى ألوهته وربما عدلوا بها الى وجهين وثلاثة وأكثر على حسب ما تعطيه الكلمة فى وضع اللسان ولكن من الوجوه المنزهة لا غير فاذا لم يعرفوا من ذلك الخبر أو الآية عند التأويل فى اللسان الا وجها واحدا قصروا الخبر على ذلك الوجه التنزيه وقالوا هذا هو ليس الا فى علمنا وفهمنا واذا وجدوا له مصرفين فصاعدا صرفوا الخبر والآية الى تلك المصارف وقالت طائفة من هؤلاء يحتمل أن يريد كذا ويحتمل أن يريد كذا وتعدد وجوه التنزيه ثم تقول والله أعلم أى ذلك أراد وطائفة أخرى تقوى عندها وجه ما من تلك الوجوه المنزهة بقرينة ما قطعت لتلك القرينة بذلك الوجه على الخبر وقصرته عليه ولم تعرج على باقى الوجوه فى ذلك الخبر وان كانت كلها تقتضى التنزيه وطائفة من المنزهة أيضا وهى العالية وهم من أصحابنا فرغوا قلوبهم من الفكر والنظر وأخلوها اذ كان المتقدمون من الطوائف المتقدمة المتأولة أهل فكر ونظر وبحث فقامت هذه الطائفة المباركة الموفقة والكل موفقون بحمد الله وقالت حصل فى نفوسنا تعظيم الحق جل جلاله بحيث لا نقدر أن نصل الى معرفة ما جاءنا من عنده بدقيق فكر ونظر فاشبهت فى هذا العقد المحدثين السالمة عقائدهم حيث لم ينظروا ولا تأولوا ولا صرفوا بل قالوا ما فهمنا فقال أصحابنا بقولهم ثم انتقلوا عن مرتبة هؤلاء بأن قالوا لنا ان نسلك طريقة أخرى فى فهم هذه الكلمات وذلك بأن نفرغ قلوبنا من النظر الفكرى ونجلس مع الحق تعالى بالذكر على بساط الادب والمراقبة والحضور والتهيؤ لقبول ما يرد علينا منه تعالى حتى يكون الحق تعالى يتولى تعليمنا على الكشف والتحقيق لما سمعته يقول واتقوا الله ويعلمكم الله ويقول ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا وقل رب زدنى علما وعلمناه من لدنا علما فعندما توجهت قلوبهم وهممهم الى الله تعالى ولجأت اليه وألقت عنها ما استمسك به الغير من دعوى البحث والنظر ونتائج العقول كانت عقولهم سليمة وقلوبهم مطهرة فارغة فعندما كان منهم هذا الاستعداد تجلى الحق لهم معلما فأطلعهم تلك المشاهدة على معانى هذه الاخبار والكلمات دفعة واحدة وهذا ضرب من ضروب المكاشفة فانهم اذا عاينوا بعيون القلوب من نزهته العلماء المتقدم ذكرهم بالادراك الفكرى لم يصح لهم عند هذا الكشف والمعاينة أن يجهلوا خبرا من هذه الاخبار التى توهم ولا ان يقولوا ذلك الخبر مصحبا على ما فيه من الاحتمالات التنزيهية من غير تعيين بل يعرفون الكلمة والمعنى التنزيهى الذى سيقت له فيقصرونها على ما أريدت له وان جاء فى خبر آخر ذلك اللفظ عينه فله وجه آخر من تلك الوجوه المقدسة معين عند هذا المشاهد هذا حال طائفة منا وطائفة أخرى منا أيضا ليس لهم هذا التجلى

www.maktabah.org

ولكن لهم الالقاء والالهام واللقاء والكتابة وهم معصومون فيما يلقى اليهم بعلامة عندهم لا يعرفها سواهم فيخبرون بما خوطبوا به وبما ألهموا به وما ألقى اليهم أو كتب فقد تقرر عند جميع المحققين الذين سلموا الخبر لقائله ولم ينظروا ولا شبهوا ولا عطلوا والمحققين الذين بحثوا واجتهدوا ونظروا على طبقاتهم أيضا والمحققين الذين كوشفوا وعاينوا والمحققين الذين خوطبوا وألهموا ان الحق تعالى لا تدخل عليه تلك الادوات المقيدة بالتحديد والتشبيه على حد ما نعقله فى المحدثات ولكن تدخل عليه بما فيها من معنى التنزيه والتقديس على طبقات العلماء والمحققين فى ذلك لما فيه وتقتضيه ذاته من التنزيه واذا تقرر هذا فقد تبين أنها أدوات التوصيل الى افهام المخاطبين وكل عالم على حسب فهمه فيها وقوة نفوذه وبصيرته فعقيدة التكليف هينة الخطب فطر العالم عليها ولو بقيت المشبهة مع ما فطرت عليه ما كفرت ولا جسمت وان كان ما أرادوا التجسيم وانما قصدوا اثبات الوجود لكن لقصور افهامهم ما ثبت لهم الا بهذا التخيل فلهم النجاة واذ وقد ثبت هذا عند المحققين مع تفاضل رتبهم فى درج التحقيق فلنقل ان الحقائق أعطت لمن وقف عليها أن لا يتقيد وجود الحق مع وجود العالم بقبلية ولا معية ولا بعدية زمانية فان التقدم الزمانى والمكانى فى حق الله ترمى به الحقائق فى وجه القائل به على التحديد اللهم الا ان قال به من باب التوصيل كما قاله الرسول صلى الله عليه وسلم ونطق به الكتاب اذ ليس كل أحد يقوى على كشف هذه الحقائق فلم يبق لنا أن نقول الا ان الحق تعالى موجود بذاته لذاته مطلق الوجود غير مقيد بغيره ولا معلول عن شئ ولا علة لشئ بل هو خالق المعلولات والعلل والملك القدوس الذى لم يزل وان العالم موجود بالله تعالى لا بنفسه ولا لنفسه مقيد الوجود بوجود الحق فى ذاته فلا يصح وجود العالم البتة الا بوجود الحق واذا انتفى الزمان عن وجود الحق وعن وجود مبدأ العالم فقد وجد العالم فى غير زمان فلا نقول من جهة ما هو الامر عليه ان الله موجود قبل العالم اذ قد ثبت ان القبل من صيغ الزمان ولا زمان ولا ان العالم موجود بعد وجود الحق اذ لا بعدية ولا مع وجود الحق فان الحق هو الذى أوجده وهو فاعله ومخترعه ولم يكن شيأ ولكن كما قلنا الحق موجود بذاته والعالم موجود به فان سأل سائل ذو وهم متى كان وجود العالم من وجود الحق قلنا متى سؤال زمانى والزمان من عالم النسب وهو مخلوق لله تعالى لان عالم النسب له خلق التقدير لا خلق الايجاد فهذا سؤال باطل فانظر كيف تسأل فاياك ان تحجبك أدوات التوصيل عن تحقيق هذه المعانى فى نفسك وتحصيلها فلم يبق الا وجود صرف خالص لا عن عدم وهو وجود الحق تعالى وو جود عن عدم عين الموجود نفسه وهو وجود العالم ولا بينية بين الوجودين ولا امتداد الا التوهم المقدر الذى يحيله العلم ولا يبقى منه شيأ ولكن وجود مطلق ومقيد ووجود فاعل ووجود منفعل هكذا أعطت الحقائق والسلام ﴿مسئلة﴾ سألنى وارد الوقت عن اطلاق الاختراع على الحق تعالى فقلت له علم الحق بنفسه عين علمه بالعالم اذ لم يزل العالم مشهودا له تعالى وان اتصف بالعدم ولم يكن العالم مشهودا لنفسه اذ لم يكن موجودا وهذا بحر هلك فيه الناظرون الذين عدموا الكشف وبنسبة لم تزل موجودة فعلمه لم يزل موجودا وعلمه بنفسه علمه بالعالم فعلمه بالعالم لم يزل موجودا فعلم العالم فى حال عدمه وأوجده على صورته فى علمه وسيأتى فى بيان هذا فى آخر الكتاب وهو سر القدر الذى خفى عن أكثر المحققين وعلى هذا لا يصح فى العالم الاختراع ولكن يطلق عليه الاختراع بوجه ما لا من جهة ما تعطيه حقيقة الاختراع فان ذلك يؤدى الى نقص فى الجناب الالهى فالاختراع لا يصح الا فى حق العبد وذلك ان المخترع على الحقيقة لا يكون مخترعا الا حتى يخترع مثال ما يريد ابرازه فى الوجود فى نفسه أولا ثم بعد ذلك تبرزه القوة العملية الى الوجود الحسى على شكل ما يعلم له مثل ومتى لم يخترع الشئ فى نفسه أولا والا فليس بمخترع حقيقة فانك اذا قدرت أن شخصا اعلمك ترتيب شكل ما ظهر فى الوجود له مثل فعلمته ثم أبرزته أنت للوجود كما علمته فلست أنت فى نفس الامر وعند نفسك بمخترع له وانما المخترع له من اخترع مثاله فى نفسه ثم علمكه وان نسب الناس الاختراع لك فيه من حيث انهم لم يشاهدوا ذلك الشئ من غيرك فارجع أنت الى ما تعرفه من نفسك ولا تلتفت الى من لا يعلم ذلك منك فان الحق سبحانه مادبر العالم تدبير من يحصل ما ليس عنده ولا فكر فيه ولا يجوز عليه ذلك ولا اخترع فى نفسه شيأ لم يكن عليه ولا قال فى نفسه هل نعمله كذا او كذا هذا كله مما لا يجوز عليه فان المخترع للشئ يأخذ أجزاء موجودة متفرقة

www.maktabah.org

ف

فى الموجودات فيؤلفها فى ذهنه وهمه تأليفا لم يسبق اليه فى علمه وان سبق ولا يبالى فانه فى ذلك بمنزلة الاوّل الذى لم يسبقه أحد اليه كما نفعله الشعراء والكتاب الفصحاء فى اختراع المعانى المبتكرة فثم اختراع قد سبق اليه فيتخيل السامع انه سرقه ولا ينبغى للمخترع أن ينظر الى أحد الا الى ما حدث عنده خاصة ان أراد أن يلتذ ويستمتع بلذة الاختراع ومهما نظر المخترع لامر ما الى من سبقه فيه بعد ما اخترعه هلك وتفطرت كبده وأ كثر العلماء بالاختراع البلغاء والمهندسون ومن أصحاب الصنائع النجارون والبناؤون فهؤلاء أ كثر الناس اختراعا وأذ كاهم فطرة وأشدهم تصرفا لعقولهم فقد صحت حقيقة الاختراع ان استخرج بالمكر ما لم يكن يعلم قبل ذلك ولا علمه غيره بالقوة أو بالقوة والفعل ان كان من العلوم التى غايتها العمل والبارى سبحانه لم يزل عالما بالعالم أزلا ولم يكن على حال لم يكن فيها بالعالم غير عالم فما اخترع فى نفسه شيأ لم يكن يعلمه فاذ وقد ثبت عند العلماء بالله قدم علمه وقد ثبت كونه مخترعا لنا بالفعل لانه اخترع مثالنا فى نفسه الذى هو صورة علمه بنا اذ كان وجودنا على حد ما كان فى علمه ولو لم يكن كذلك خرجنا الى الوجود على حد ما لم يعلمه وما لا يعلمه لا يريده وما لا يريده ولا يعلمه لا يوجده فنكون اذن موجودين بأنفسنا أو بالاتفاق واذا كان هذا فلا يصح وجودنا عن عدم وقد دل البرهان على وجودنا عن عدم وعلى انه علمنا وأراد وجودنا وأوجدنا على الصورة الثابتة فى علمه بنا ونحن معدومون فى أعياننا فلا اختراع فى المثال فلم يبق الا الاختراع فى الفعل وهو صحيح لعدم المثال الموجود فى العين فتحقق ما ذكرناه وقل بعد ذلك ما شئت فان شئت وصفته بالاختراع وعدم المثال وان شئت نفيت هذا عنه نفيته ولكن بعد وقوفك على ما أعلمتك به

﴿ الفصل الثالث فى العلم والعالم والمعلوم من الباب الثانى ﴾

العلم والمعلوم والعالم * ثلاثة حكمهم واحد
وان تشا أحكامهم مثلهم * ثلاثة أثبتها الشاهد
وصاحب الغيب يرى واحدا * ليس عليه فى العلى زائد

اعلم أيدك الله ان العلم تحصيل القلب أمرا ما على حد ما هو عليه ذلك فى نفسه معدوما كان ذلك الامر أو موجودا فالعلم هو الصفة التى توجب التحصيل من القلب والعالم هو القلب والمعلوم هو ذلك الامر المحصل وتصور حقيقة العلم عسير جدا ولكن أمهد لتحصيل العلم ما يتبين به ان شاء الله تعالى فاعلم ان القلب مرآة مصقولة كلها وجه لا تصدأ أبدا فان أطلق يوما عليها انها صدئت كما قال عليه السلام ان القلوب لتصدأ كما يصدأ الحديد الحديث وفيه ان جلاءها ذكر الله وتلاوة القرآن ولكن من كونه الذكر الحكيم فليس المراد بهذا الصدأ انه طخاء طلع على وجه القلب ولكنه لما تعلق واشتغل بعلم الاسباب عن العلم بالله كان تعلقه بغير الله صدأ على وجه القلب لانه المانع من تجلى الحق الى هذا القلب لان الحضرة الالهية متجلاة على الدوام لا يتصور فى حقها حجاب عنا فلما لم يقبلها هذا القلب من جهة الخطاب الشرعى المحمود لانه قبل غيرها عبر عن قبول ذلك الغير بالصدأ والكن والقفل والعمى والران وغير ذلك والا فالحق يعطيك ان العلم عنده ولكن بغير الله فى علمه وهو بالله فى نفس الامر عند العلماء بالله ومما يؤيد ما قلناه قول الله تعالى وقالوا قلوبنا فى أكنة مما تدعونا اليه فكانت فى أكنة مما يدعوها الرسول اليه خاصة لا أنها فى كن ولكن تعلقت بغير ما دعى اليه فعميت عن ادراك ما دعيت اليه فلا تبصر شيأ والقلوب أبدا لم تزل مفطورة على الجلاء مصقولة صافية فكل قلب تجلت فيه الحضرة الالهية من حيث هى ياقوت أحمر الذى هو التجلى الذاتى فذلك قلب المشاهد المكمل العالم الذى لا أحد فوقه فى تجل من التجليات ودونه تجلى الصفات ودونهما تجلى الافعال ولكن من كونها من الحضرة الالهية ومن لم تتجل له من كونها من الحضرة الالهية فذلك هو القلب الغافل عن الله تعالى المطرود من قرب الله تعالى فانظر وفقك الله فى القلب على حد ما ذكرناه وانظر هل تجعله العلم فلا يصح وان قلت الصقالة الذاتية له فلا سبيل ولكن هى سبب كان ظهور المعلوم للقلب سبب وان قلت السبب الذى يحصل المعلوم فى القلب فلا سبيل وان قلت المثال المنطبع فى النفس من المعلوم وهو تصور المعلوم فلا سبيل فان قيل لك فما هو العلم فقل درك المدرك

www.maktabah.org

على ما هو عليه فى نفسه اذا كان دركه غير ممتنع واما ما يمتنع دركه فالعلم به هو لا دركه كما قال الصديق العجز عن درك الادراك ادراك فجعل العلم بالله هو لا دركه فاعلم ذلك ولكن لا دركه من جهة كسب العقل كما يعلمه غيره ولكن دركه من جوده وكرمه ووهبه كما يعرفه العارفون أهل الشهود لا من قوة العقل من حيث نظره ﴿تتميم﴾ ولما ثبت ان العلم بأمر ما لا يكون الا بمعرفة قد تقدمت قبل هذه المعرفة بأمر آخر يكون بين المعروفين مناسبة لابد من ذلك وقد ثبت انه لا مناسبة بين الله تعالى و بين خلقه من جهة المناسبة التى بين الاشياء وهى مناسبة الجنس أو النوع أو الشخص وليس لنا علم متقدم بشئ فندرك به ذات الحق لما بينهما من المناسبة مثال ذلك علمنا بطبيعة الافلاك التى هى طبيعة خامسة لم نعلمها أصلا لولا ما سبق علمنا بالامهات الاربع فلما رأينا الافلاك خارجة عن هذه الطبائع بحكم ليس هو فى هذه الامهات علمنا ان ثم طبيعة خامسة من جهة الحركة العلوية التى فى الاثير والهواء والسفلية التى فى الماء والتراب والمناسبة بين الافلاك والامهات الجوهرية التى هى جنس جامع للكل والنوعية فانها نوع كما أن هذه نوع لجنس واحد وكذلك الشخصية ولو لم يكن هذا التناسب لما علمنا من الطبائع علم طبيعة الفلك وليس بين البارى والعالم مناسبة من هذه الوجوه فلا يعلم بعلم سابق بغيره أبدا كما يزعم بعضهم من استدلال الشاهد على الغائب بالعلم والارادة والكلام وغير ذلك ثم يقدسه بعد ما قد حمله على نفسه وقاسه بها ثم انه مما يؤيد ما ذهبنا اليه من علمنا بالله تعالى ان العلم يترتب بحسب المعلوم و ينفصل فى ذاته بحسب انفصال المعلوم عن غيره والشئ الذى به ينفصل المعلوم اما أن يكون ذاتا كالعقل من جهة جوهريته وكالنفس واما أن يكون ذاتا من جهة طبعه كالحرارة والاحراق للنار فكما انفصل العقل عن النفس من جهة جوهريته كذلك انفصل النار عن غيره بما ذكرناه واما أن ينفصل عنه بذاته لكن بما هو محمول فيه اما بالحال كجلوس الجالس وكتابة الكاتب واما بالهيئة كسواد الاسود و بياض الابيض وهذا حصر مدارك العقل عند العقلاء فلا يوجد معلوم قطعا لا يعقل من حيث ما هو خارج عما وصفنا الا بأن نعلم ما انفصل به عن غيره اما من جهة جوهره أو طبعه أو حاله أو هيئته ولا يدرك العقل شيأ لا توجد فيه هذه الاشياء البتة وهذه الاشياء لا توجد فى الله تعالى فلا يعلمه العقل أصلا من حيث هو ناظر و باحث وكيف يعلمه العقل من حيث نظره و برهانه الذى يستند اليه الحس أو الضرورة أو التجربة والبارى تعالى غير مدرك بهذه الاصول التى يرجع اليها العقل فى برهانه وحينئذ يصح له البرهان الوجودى فكيف يدعى العاقل انه قد علم ربه من جهة الدليل وان البارى معلوم له ولو نظر الى المفعولات الصناعية والطبيعية والتكوينية والانبعاثية والابداعية ورأى جهل كل واحد منها بفاعله لعلم ان الله تعالى لا يعلم بالدليل أبدا لكن يعلم انه موجود وان العالم مفتقر اليه افتقارا ذاتيا لا محيص له عنه ألبتة قال الله تعالى يا أيها الناس أنتم الفقراء الى الله والله هو الغنى الحميد فمن أراد أن يعرف لباب التوحيد فلينظر فى الآيات الواردة فى التوحيد من الكتاب العزيز الذى وحد بها نفسه فلا أحد أعرف من الشئ بنفسه فلتنظر بما وصف نفسه وتسأل الله تعالى أن يفهمك ذلك فستقف على علم الهى لا يبلغ اليه عقل بفكره أبد الآباد وسأورد من هذه الآيات فى الباب الذى يلى هذا الباب شيأ يسيرا والله يرزقنا الفهم عنه آمين و يجعلنا من العالمين الذين يعقلون آياته

﴿الباب الثالث فى تنزيه الحق تعالى عما فى طى الكلمات التى أطلقها عليه سبحانه فى كتابه وعلى لسان رسوله صلى الله عليه وسلم من التشبيه والتجسيم تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا﴾

نظم

فى نظر العبد الى ربه ＊ فى قدس الابد وتنزيهه

وعلوه عن أدوات أتت ＊ تلحق بالكيف وتشبيهه

دلالة تحكم قطعا على ＊ منزلة العبد وتنويهه

وصحة العلم واثباته ＊ وطرح بدعى وتمويهه

اعلم أيدك الله أن جميع المعلومات علوها وسفلها حاملها العقل الذى يأخذ عن الله تعالى بغير واسطة فلم يخف عنه شئ

www.maktabah.org

من

من علم الكون الاعلى والاسفل ومن وهب وجوده تكون معرفة النفس الاشياء ومن تجليه اليها ونوره وفيضه الاقدس فالعقل مستفيد من الحق تعالى مفيد للنفس والنفس مستفيدة من العقل وعنها يكون العمل وهذا سار في جميع ما تعلق به علم العقل بالاشياء التى هى دونه وانما قيدناها بالتى هى دونه من أجل ما ذكرناه من الافادة وتحفظ فى نظرك من قوله تعالى حتى نعلم وهو العالم فاعرف السبب واعلم ان العالم المهيم لا يستفيد من العقل الاول شيأ وليس له على المهيمين سلطان بل هم وإياه فى مرتبة واحدة كالافراد منا الخارجين عن حكم القطب وان كان القطب واحدا من الافراد لكن خصص العقل بالافادة كما خصص القطب من بين الافراد بالتولية وهو سار فى جميع ما تعلق به علم العقل الاعلم تجريد التوحيد خاصة فانه يخالف سائر المعلومات من جميع الوجوه اذ لا مناسبة بين الله تعالى وبين خلقه البتة وان اطلقت المناسبة يوما ما عليه كما أطلقها الامام أبو حامد الغزالى فى كتبه وغيره فبضرب من التكلف ومرمى بعيد عن الحقائق والافاى نسبة بين المحدث والقديم أم كيف يشبه من لا يقبل المثل من يقبل المثل هذا محال كما قال أبو العباس بن العريف الصنهاجى فى محاسن المجالس التى تعزى اليه ليس بينه وبين العباد نسب الا العناية ولا سبب الا الحكم ولا وقت غير الازل وما بقى فعمى وتلبيس وفى رواية فمم بدل من قوله فعمى فانظر ما أحسن هذا الكلام وما أتم هذه المعرفة بالله وما أقدس هذه المشاهدة نفعه الله بما قال فالعلم بالله عزيز عن ادراك العقل والنفس الا من حيث انه موجود تعالى وتقدس وكل ما يتلفظ به فى حق المخلوقات أو يتوهم فى المركبات وغيرها فانه سبحانه فى نظر العقل السليم من حيث فكره وعصمته بخلاف ذلك لا يجوز عليه ذلك التوهم ولا يجرى عليه ذلك اللفظ الا من الوجه الذى تقبله المخلوقات فان أطلق عليه فعلى وجه التقريب على الافهام لثبوت الوجود عند السامع لا لثبوت الحقيقة التى هو الحق عليها فان الله تعالى يقول ليس كمثله شئ ولكن يجب علينا شرعا من أجل قوله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم فاعلم انه لا اله الا الله يقول اعلم من اخبارى الموافق لنظرك ليصح لك الايمان علما كما صح لك العلم من غير ايمان الذى هو قبل التعريف فامر فمن أجل هذا الامر على نظر بعض الناس ورأيه فيه نظرنا من أين نتوصل الى معرفته فنظرنا على حكم الانصاف وما أعطاه العقل الكامل بعد جده واجتهاده الممكن منه فلم نصل الى المعرفة به سبحانه الا بالعجز عن معرفته لانا طلبنا أن نعرفه كما نطلب معرفة الاشياء كلها من جهة الحقيقة التى هى المعلومات عليها فلما عرفنا ان ثم موجودا ليس له مثل ولا يتصور فى الذهن ولا يدرك فكيف يضبطه العقل هذا ما لا يجوز مع ثبوت العلم بوجوده فنحن نعلم انه موجود واحد فى ألوهته وهذا هو العلم الذى طلب منا غير عالمين بحقيقة ذاته التى يعرف سبحانه نفسه عليها وهو العلم بعدم العلم الذى طلب منا لما كان تعالى لا يشبه شيأ من المخلوقات فى نظر العقل ولا يشبهه شئ منها كان الواجب علينا ولا لما قيل لنا فاعلموا انه لا اله الا الله ان نعلم ما العلم وقد علمناه فقد علمنا ما يجب علينا من علم العلم ولا انتهى الجزء الثامن والحمد لله

(بسم الله الرحمن الرحيم)

فاعلم انه لما كانت أمهات المطالب أربعة وهى هل وما وكيف ولم فهل ولم مطلبان روحانيان بسيطان يصحبهما ما هو فهل ولم هما الاصلان الصحيحان للبسائط لان فى ما هو ضربا من التركيب خاصة وليس فى هذه المطالب الاربعة مطلب ينبغى أن يسأل به عن الله تعالى من جهة ما هو عليه الحقيقة اذ لا يصح أن يعرف من علم التوحيد الا نفى ما يوجد فيما سواه سبحانه ولهذا قال ليس كمثله شئ وسبحان ربك رب العزة عما يصفون فالعلم بالسلب هو العلم بالله سبحانه كما لم يجز أن نقول فى الارواح كيف وتقدست عن ذلك لان حقائقها تخالف هذه العبارة كذلك ما ينطلق على الارواح من الادوات التى بها يسأل عنها لا يجوز أن يطلق على الله تعالى ولا ينبغى للمحقق بتوحيد الذى يحترم حضرة مبدعه ومخترعه أن يطلق عليه هذه الالفاظ فاذن لا يعلم بهذه المطالب أبدا ﴿وصل﴾ ثم انا نظرنا أيضا فى جميع ما سوى الحق تعالى فوجدناه على قسمين قسم يدرك بذاته وهو المحسوس والكثيف وقسم يدرك بفعله وهو المعقول واللطيف فارتفع المعقول عن المحسوس بهذه المنزلة وهى التنزه ان يدرك بذاته وانما يدرك بفعله ولما كانت هذه أوصاف المخلوقين

www.maktabah.org

تقدس الحق تعالى عن أن يدرك بذاته كالمحسوس أو بفعله كاللطيف أو المعقول لانه سبحانه ليس بينه و بين خلقه
مناسبة أصلا لان ذاته غير مدركة لنا فتشبه المحسوس ولا فعلها كفعل اللطيف فيشبه اللطيف لان فعل الحق تعالى ابداع
الشئ لا من شئ واللطيف الروحانى فعل الشئ من الاشياء فاى مناسبة بينهما فاذا امتنعت المشابهة فى الفعل فاحرى أن
تمتنع المشابهة فى الذات وان شئت ان تحقق شيأ من هذا الفصل فانظر الى مفعول هذا الفعل على حسب أصناف
المفعولات مثل المفعول الصناعى كالقميص والكرسى فوجدناه لا يعرف صانعه الا أنه يدل بنفسه على وجود
صانعه وعلى علمه بصنعته وكذلك المفعول التكوينى الذى هو الفلك والكواكب لا يعرفون مكونهم ولا المركب لهم
وهو النفس الكلية المحيطة بهم وكذلك المفعول الطبيعى كالمولدين المعادن والنبات والحيوان الذين يفعلون
طبيعة من المفعول التكوينى ليس لهم وقوف على الفاعل لهم الذى هو الفلك والكواكب فليس العلم بالافلاك ما نراه
من جرمها وما يدركه الحس منها وأين جرم الشمس فى نفسها منها فى عين الرائى لها منا وانما العلم بالافلاك من جهة
روحها ومعناها الذى أوجده الله تعالى لها عن النفس الكلية المحيطة التى هى سبب الافلاك ومافيها وكذلك المفعول
الانبعاثى الذى هو النفس الكلية المنبعثة من العقل انبعاث الصورة الدحيية من الحقيقة الجبرئيلية فانها لا تعرف
الذى انبعثت عنه أصلا لانها تحت حيطته وهو المحيط بها الا انها خاطر من خواطره فكيف تعلم ما هو فوقها وما ليس فيها منه
الا ما فيها فلا تعلم منه الا ما هى عليه فنفسها علمت لا سببها وكذلك المفعول الابداعى الذى هو الحقيقة المحمدية عندنا
والعقل الاول عند غيرنا وهو القلم الاعلى الذى أبدعه الله تعالى من غير شئ هو أعجز وأمنع عن ادراك فاعله من كل
مفعول تقدم ذكره اذ بين كل مفعول وفاعله مما تقدم ذكره ضرب من ضروب المناسبة والمشاكلة فلا بد ان يعلم منه
قدر ما بينهما من المناسبة اما من جهة الجوهرية أو غير ذلك ولا مناسبة بين المبدع الاول والحق تعالى فهو أعجز عن
معرفته بفاعله من غيره من مفعولى الاسباب اذ وقد عجز المفعول الذى يشبه سببه الفاعل له من وجوه عن ادراكه والعل
به فافهم هذا وتحققه فانه نافع جدا فى باب التوحيد والعجز عن تعلق العلم ... ته بالله تعالى ﴿وصل﴾ يؤيد ما ذكرنا
ان الانسان انما يدرك المعلومات كلها باحدى القوى الحس القوة الحسية وهى على خمس الشم والطعم واللمس
والسمع والبصر فالبصر يدرك الالوان والملونات والاشخاص على حد معلوم من القرب والبعد فالذى يدرك منه
على ميل غير الذى يدرك منه على ميلين والذى يدرك منه على عشرين باعا غير الذى يدرك منه على ميل والذى يدرك
منه ويده فى يده يقابله غير الذى يدرك منه على عشرين باعا فالذى يدرك منه على ميلين شخص لا يدرى هل هو انسان
أو شجرة وعلى ميل يعرف انه انسان وعلى عشرين باعا انه أبيض أو أسود وعلى المقابلة انه أزرق أو أكحل وهكذا سا
الحواس فى مدركاتها من القرب والبعد والبارى سبحانه ليس بمحسوس أى ليس بمدرك بالحس عندنا فى وقت طلب
المعرفة به فلم نعلمه من طريق الحس وأما القوة الخيالية فانها لا تضبط الا ما أعطاها الحس اما على صورة ما أعطاه
واما على صورة ما أعطاه الفكر من حمله بعض المحسوسات على بعض والى هنا انتهت طريقة أهل الفكر فى معرفة الح
فهولاء انهم ليس لسانتا وان كان حقا لكن ننسبه اليهم فانه نقل عنهم فلم تبرح هذه القوة كيفما كان ادراكها ع
الحس البتة وقد بطل تعلق الحس بالله عندنا فقد بطل تعلق الخيال به وأما القوة المفكرة فلا يفكر الانسان أبدا الا
أشياء موجودة عنده تلقاها من جهة الحواس وأوائل العقل ومن الفكر فيها فى خزانة الخيال يحصل له علم بأمر آخر بي
و بين هذه الاشياء التى فكر فيها مناسبة ولا مناسبة بين الله و بين خلقه فاذن لا يصح العلم به من جهة الفكر ولهذا منع
العلماء من الفكر فى ذات الله تعالى وأما القوة العقلية فلا يصح أن يدركه العقل فان العقل لا يقبل الا ما علمه بديه
أو ما أعطاه الفكر وقد بطل ادراك الفكر له فقد بطل ادراك العقل له من طريق الفكر ولكن مما هو عقل انما ح
ان يعقل و يضبط ما حصل عنده فقد يهبه الحق المعرفة به فيعقلها الا انه عقل لا من طريق الفكر هذا ما لا نمنعه فان هـ
المعرفة التى يهبها الحق تعالى لمن شاء من عباده لا يستقل العقل بادراكها ولكن يقبلها فلا يقوم عليها دليل ولا بره
لانها وراء طور مدارك العقل ثم هذه الاوصاف الذاتية لا يمكن العبارة عنها لانها خارجة عن التمثيل والقياس فانه لي

كمثله

www.maktabah.org

كمثله شئ فكل عقل لم يكشف له من هذه المعرفة شئ يسأل عقلا آخر قد كشف له منها ليس فى قوة ذلك العقل المسؤ
العبارة عنها ولا يمكن ولذلك قال الصديق العجز عن درك الادراك ادراك وهذا الكلام من تبتان فافهم فمن طلب الله
بعقله من طريق فكره ونظره فهو تائه وانما حسبه التهيؤ لقبول مايهبه الله من ذلك فافهم واما القوة الذاكرة فلا سبيل
ان تدرك العلم بالله فانها انما تذكر ما كان العقل قبل علمه ثم غفل أو نسى وهو لم يعلمه فلا سبيل للقوة الذاكرة الى
وانحصرت مدارك الانسان بما هو انسان وما تعطيه ذاته وله فيه كسب وما بقى الا التهيؤ العقل لقبول مايهبه الحق من معرفته
جل وتعالى فلا يعرف أبدا من جهة الدليل الا معرفة الوجود وانه الواحد المعبود لا غير فان الانسان المدرك لا يتمكن له ان
يدرك شيأ أبدا الا ومثله موجود فيه ولولا ذلك ما أدركه البتة ولا عرفه فاذا لم يعرف شيأ الا وفيه مثل ذلك الشئ
المعروف فما عرف الا مايشبهه ويشاكله والبارى تعالى لا يشبه شيأ ولا فى شئ مثله فلا يعرف أبدا ومما يؤيد
ماذكرناه ان الاشياء الطبيعية لا تقبل الغذاء الا من مشاكلها فأما ما لايشاكلها فلا تقبل الغذاء منه قطعا مثال ذلك ان
المولد من المعادن والنبات والحيوان مركبة من الطبائع الاربع والمولد لا تقبل الغذاء الا منها وذلك لان فيها نصيب
منها ولو رام أحد من الخلق على أن يجعل غذاء جسمه المركب من هذه الطبائع من شئ كائن عن غير هذه الطبائع
أو ماتركب عنها لم يستطع فكما لا يمكن لشئ من الاجسام الطبيعية ان تقبل غذاء الا من شئ هو من الطبائع التى هى منه
كذلك لا يمكن لاحد أن يعلم شيأ ليس فيه مثله البتة ألا ترى النفس لا تقبل من العقل الا ما تشاركه فيه وتشاكله وما
تشاركه فيه لا تعلمه منه أبدا وليس من الله فى أحد شئ ولا يجوز ذلك عليه بوجه من الوجوه فلا يعرفه أحد من نفسه
وفكره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله احتجب عن العقول كما احتجب عن الابصار وان الملأ الاعلى
يطلبونه كما تطلبونه أنتم فاخبر عليه السلام بأن العقل لم يدركه بفكره ولا بعين بصيرته كما لم يدركه البصر وهذا هو الذى
أشرنا اليه فيما تقدم من بابنا فنعمة الحمد على ما ألهم وأن علمنا مالم نكن نعلم وكان فضل الله عظيما هكذا فليكن التنزيه ونفى
المماثلة والتشبيه وما ضل من ضل من المشبهة الا بالتأويل وحمل ما وردت به الآيات والاخبار على مايسبق منها الى الافهام
من غير نظر فيما يجب لله تعالى من التنزيه فقادهم ذلك الى الجهل المحض والكفر الصراح ولو طلبوا السلامة وتركوا
الاخبار والآيات على ما جاءت من غير عدول منهم فيها الى شئ البتة ويكلون علم ذلك الى الله تعالى ولرسوله ويقولون
لا ندرى وكان يكفيهم قول الله تعالى ليس كمثله شئ فتى جاءهم حديث فيه تشبيه فقد أشبه الله شيأ وهو قد نفى الشبه عن
نفسه سبحانه فما بقى الا ان ذلك الخبر له وجه من وجوه التنزيه يعرفه الله تعالى وجيء به لفهم العربى الذى نزل القرآن
بلسانه وما نجد لفظة فى خبر ولا آية جملة واحدة تكون نصا فى التشبيه أبدا وانما نجدها عند العرب تحتمل وجوها منها
مايؤدى الى التشبيه ومنها مايؤدى الى التنزيه فحمل المتأول ذلك اللفظ على الوجه الذى يؤدى الى التشبيه جور منه على
ذلك اللفظ اذ لم يوف حقه بما يعطيه وضعه فى اللسان وتعد على الله تعالى حيث حمل عليه سبحانه ما لا يليق بالله تعالى
ونحن نورد ان شاء الله تعالى بعض أحاديث وردت فى التشبيه وانها ليست بنص فيه فلله الحجة البالغة فلو شاء لهداكم
أجمعين فمن ذلك قلب المؤمن بين أصبعين من أصابع الله نظر العقل بما يقتضيه الوضع من الحقيقة والمجاز الجارحة
تستحيل على الله تعالى الاصبع لفظ مشترك يطلق على الجارحة ويطلق على النعمة قال الراعى

ضعيف العصا بادى العروق ترى له • عليها اذا ما أمحل الناس أصبعا

يقول ترى له عليها أثرا حسنا من النعمة بحسن النظر عليها تقول العرب ما أحسن أصبع فلان على ماله أى أثره فيه وتدبيره
نمو ماله لحسن تصرفه فيه أسرع التقليب ماقلبته الاصابع لصغر حجمها وكمال القدرة فيها فحركتها أسرع من حركة اليد
وغيره ولما كان تقليب الله قلوب العباد أسرع شئ أفصح صلى الله عليه وسلم للعرب فى دعائه بما تعقل ولان التقليب
لا يكون الا باليد عندنا فلذلك جعل التقليب بالاصابع لان الاصابع من اليد فى اليد والسرعة فى الاصابع أمكن
فكان عليه السلام يقول فى دعائه يامقلب القلوب ثبت قلبى على دينك وتقليب الله تعالى القلوب هو ما يخلق فيها من
الهم بالحسن والهم بالسوء فلما كان الانسان يحس بترادف الخواطر المتعارضة عليه فى قلبه الذى هو عبارة عن تقليب

www.maktabah.org

الحق القلب وهذا الايه سر الانسان يدفع علمه عن نفسه لذلك كان عليه السلام يقول يامقلب القلوب ثبت قلبي على دينك وفي هذا الحديث ان احدى أزواجه قالت له أو تخاف يارسول الله فقال صلى الله عليه وسلم قلب المؤمن بين اصبعين من أصابع الله يشير صلى الله عليه وسلم الى سرعة التقليب من الايمان الى الكفر وما تحتهما قال تعالى فألهمها فجورها وتقواها وهذا الالهام هو التقليب والاصابع للسرعة والاثنينية لهما خاطر الحسن وخاطر القبيح فاذا فهم من الأصابع ما ذكرناه وفهمت منه الجارحة وفهمت منه النعمة والاثر الحسن فبأي وجه تلحقه بالجارحة وهذه الوجوه المنزهة تطلبه فاما تكت وتكل علم ذلك الى الله تعالى والى من عرفه الحق ذلك من رسول مرسل أو ولي ملهم بشرط نفي الجارحة ولابد واما ان أدركنه فضول وغلب علينا الآن نرد بذلك على بدعي مجسم مشبه فليس بفضول بل يجب على العالم عند ذلك تبيين ما في ذلك اللفظ من وجوه التنزيه حتى تدحض به حجة المجسم المخذول تاب الله علينا وعليه ورزقه الاسلام فان تكلمنا على تلك الكلمة التي توهم التشبيه ولابد فالعدول بشرحها الى الوجه الذي يليق بالله سبحانه أولى هذا حظ العقل في الوضع (نفث روح في روع) الاصبعان سر الكمال الذاتي الذي اذا انكشف الى الابصار يوم القيامة يأخذ الانسان أباه اذا كان كافرا و يرمي به في النار ولا يجد لذلك ألما ولا عليه شفقة بسر هذين الاصبعين المتحد معناهما المثنى لفظهما خلقت الجنة والنار وظهر اسم المنور والمظلم والمنعم والمنتقم فلا تتخيلهما اثنين من عشرة ولابد من الاشارة الى هذا السر في هذا الباب في كلتا يديه يمين وهذه معرفة الكشف فان لاهل الجنة نعيمين نعيما بالجنة ونعيما به وكذا بأهل النار في النار وكذلك أهل النار لهم عذابان وكلا الفريقين يرون الله رؤية الاسماء كما كانوا في الدنيا سواء وفي القبضتين اللتين جاءتا عن الرسول صلى الله عليه وسلم في حق الحق سر ما أشرنا اليه ومعناه والله يقول الحق وهو يهدي السبيل القبضة واليمين قال تعالى والارض جميعا قبضته والسموات مطويات بيمينه نظر العقل بما يقتضيه الوضع انه منع أولا سبحانه أن يقدر قدره لما يسبق الى العقول الضعيفة من التشبيه والتجسيم عند ورود الآيات والاخبار التي تعطي من وجه ما من وجوهها ذلك ثم قال بعد هذا التنزيه الذي لا يعقله الا العالمون والارض جميعا قبضته عرفنا من وضع اللسان العربي أن يقول فلان في قبضتي يريد انه تحت حكمي وان كان ليس في يدي منه شيء البتة ولكن أمري فيه ماض وحكمي عليه قاض مثل حكمي على ما ملكته يدي حسا وقبضت عليه وكذلك أقول مالي في قبضتي أي في ملكي واني متمكن في التصرف فيه أي لا يمنع نفسه مني فاذا صرفته في وقت تصرفي فيه كان أمكن لي أن أقول هو في قبضتي لتصرفي فيه وان كان عبيدي هم المتصرفون فيه عن اذني فلما استحالت الجارحة على الله تعالى عدل العقل الى روح القبضة ومعناها وفائدتها وهو ملك ما قبضت عليه في الحال وان لم يكن لها أعني للقابض فيما قبض عليه شيء ولكن هو في ملك القبضة قطعا فهكذا العالم في قبضة الحق تعالى والارض في الدار الآخرة تمييز بعض الاملاك كما تقول خادمي في قبضتي وان كان خادمي من جملة من في قبضتي فاما ما ذكرته اختصاصا الوقوع نازلة ما واليمين عندنا محل التصريف المطلق الاقوى فان اليسار لا يقوى قوة اليمين وكني باليمين عن التمكن من العلي فهي اشارة الى تمكن القدرة من الفعل فوصل الى أفهام العرب بألفاظ تعرفها وتسرع بالتلقي لها قال الشاعر

اذا ما راية رفعت لمجد ❊ تلقاها عرابة باليمين

وليس للمجد راية محسوسة فلا تتلقاها جارحة يمين فكأنه يقول لو ظهر للمجد راية محسوسة لما كان محلها أو حاملها الا يمين عرابة الاوسي أي صفة المجد به قائمة وفيه كاملة فلم تزل العرب تطلق ألفاظ الجوارح على ما لا يقبل الجارحة لاشتراك بينهما من طريق المعنى (نفث روح في روع) اذا تجلى الحق لسر عبد ملكه جميع الاسرار وألحقه بالاحرار وكان له التصرف الذاتي من جهة اليمين فان شرف الشمال بغيره وشرف اليمين بذاته ثم لم تزل شرف اليمين بالخطاب وشرف الشمال بالتجلي شرف الانسان بمعرفته بحقيقته واطلاعه عليها وهو اليسار وكلتا يديه من حيث هو شمال كان كلتي يدي الحق يمين ارجع الى معنى الاتحاد كلتا يدي العبد يمين ارجع الى التوحيد احدى يديه يمين والاخرى شمال

فتارة

www.maktabah.org

فتارةً أكون فى الجمع وجمع الجمع وتارةً أكون فى الفرق وفى فرق الفرق على حكم التجلى والوارد

يوماً يمانٍ اذا لاقيت ذا يمنٍ • وان لقيت معدياً فعدنانى

ومن ذلك التعجب والضحك والفرح والغضب التعجب انما يقع من موجود لا يعلم ذلك المتعجب منه ثم يعلمه فيتعجب منه ويلحق به الضحك وهذا محال على الله تعالى فانه ما خرج شئ عن علمه فتى وقع فى الوجود شئ يمكن التعجب منه عندنا حل ذلك التعجب والضحك على من لا يجوز عليه التعجب ولا الضحك لان الامر الواقع متعجب منه عندنا كالشاب ليست له صبوة فهذا أمر يتعجب منه فحل عند الله تعالى محل ما يتعجب منه عندنا وقد يخرج الضحك والفرح الى القبول والرضى فان من فعلت له فعلاً أظهر لك من أجله الضحك والفرح فقد قبل ذلك الفعل ورضى به فضحكه وفرحه تعالى قبوله ورضاه عنا كما ان غضبه تعالى منزه عن غليان دم القلب طلباً للانتصار لانه سبحانه يتقدس عن الجسمية والعرض فذلك قد يرجع الى أن يفعل فعل من غضب ممن يجوز عليه الغضب وهو انتقامه سبحانه من الجبارين والمخالفين لامره والمتعدين حدوده قال تعالى وغضب عليه أى جازاه جزاء المغضوب عليه فالمجازى يكون غاضباً فظهور الفعل أطلق الاسم (التبشش) من باب الفرح وردفى الخبر ان الله يتبشش للرجل يوطئ المساجد للصلاة والذكر الحديث لما حجب العالم بالاكوان واشتغلوا بغير الله عن الله فصاروا بهذا الفعل فى حال غيبة عن الله فلما وردوا عليه سبحانه بنوع من أنواع الحضور اسدل اليهم سبحانه فى قلوبهم من لذة نعيم محاضرته ومناجاته ومشاهدته ما يحبب بها الى قلوبهم فان النبى عليه السلام يقول حبوا الله لما يغذوكم به من نعمه فكنى بالتبشش عن هذا الفعل منه لانه اظهار سرور بقدومكم عليه فانه من يسر بقدومك عليه فعلامة سروره اظهار البر بجانبك والتحبب وارسال ما عنده من نعم عليك فلما ظهرت هذه الاشياء من الله الى العبيد النازلين به سماه تبششا (النسيان) قال الله تعالى فنسيهم البارى تعالى لا يجوز عليه النسيان ولكنه تعالى لما عذبهم عذاب الأبد ولم تنلهم رحمته تعالى صاروا كانهم منسيون عنده وهو كانه ناس لهم أى هذا فعل الناسى ومن لا يتذكر ما هم فيه من أليم العذاب وذلك لانهم فى حياتهم الدنيا نسوا الله فجازاهم بفعلهم ففعلهم أعاده عليهم للمناسبة وقد يكون نسيهم أخرهم نسوا الله أى أخروا أمر الله فلم يعملوا به أخرهم الله فى النار حين أخرج منها من أدخله فيها من غيرهم ويقرب من هذا الباب اتصاف الحق بالمكر والاستهزاء والسخرية قال تعالى سخر الله منهم وقال ومكر الله وقال الله يستهزئ بهم (النفس) قال صلى الله عليه وسلم لا تسبوا الريح فانها من نفس الرحمن وقوله عليه السلام انى لاجد نفس الرحمن يأتينى من قبل اليمن وهذا كله من التنفيس كانه يقول لا تسبوا الريح فانها انما ينفس بها الرحمن عن عباده وقال عليه السلام نصرت بالصبا وكذلك يقول انى لاجد نفس أى تنفيس الرحمن عنى للكرب الذى كان فيه من تكذيب قومه اياه وردهم أمر الله من قبل اليمن فكان الانصار نفس الله بهم عن نبيه صلى الله عليه وسلم ما كان أكربه من المكذبين فان الله تعالى منزه عن النفس الذى هو الهواء الخارج من المتنفس تعالى الله عما ينسب اليه الظالمون من ذلك علواً كبيرا (الصورة) تطلق على الامر وعلى المعلوم عند الناس وعلى غير ذلك وردفى الحديث اضافة الصورة الى الله فى الصحيح وغيره مثل حديث عكرمة قال عليه السلام رأيت ربى فى صورة شاب الحديث هذا حال من النبى صلى الله عليه وسلم وهو فى كلام العرب معلوم متعارف وكذلك قوله عليه السلام ان الله خلق آدم على صورته اعلم أن المثلية الواردة فى القرآن لغوية لا عقلية لان المثلية العقلية تستحيل على الله تعالى زيد الاسد شدة زيد زهير شعراً اذا وصفت موجوداً بصفة أو صفتين ثم وصفت غيره بتلك الصفة وان كان بينهما تباين من جهة حقائق أخر ولكنهما مشتركان فى روح تلك الصفة ومعناها فكل واحد منهما على صورة الآخر فى تلك الصفة خاصة فافهم وتنبه وانظر كونك دليلاً عليه سبحانه وهل وصفته بصفة كمال الا منك فتفطن فاذا دخلت من باب التعرية عن المناظرة سلبت النقائص التى تجوز عليك عنه وان كانت لم تعم قط به ولكن المجسم والمشبه لما أضافها اليه سلبت أنت تلك الاضافة ولو لم يتوهم هذا المافعلت شيأ من هذا السلب فاعلم وان كان للصورة هنا مداخل كثيرة أضربنا عن ذكرها رغبة فيما قصدناه فى هذا الكتاب من حذف التطويل رائقة يقول

www.maktabah.org

الحق وهو يهدى السبيل (الذراع) ورد فى الخبر عن النبى صلى الله عليه وسلم ان ضرس الكافر فى النار مثل أحد وكثافة جلده أربعون ذراعا بذراع الجبار هذه اضافة تشريف مقدار جعله الله تعالى اضافه اليه كما تقول هذا الشئ كذا وكذا ذراعا بذراع الملك تريد الذراع الاكبر الذى جعله الملك وان كان مثلا ذراع الملك الذى هو الجارحة مثل أذرع الناس والذراع الذى جعله مقدارا يزيد على ذراع الجارحة بنصفه أو ثلثه فليس هو اذن ذراعه على حقيقته وانما هو مقدار نصبه ثم أضيف الى جاعله فاعلم والجبار فى اللسان الملك العظيم وهكذا (القدم) يضع الجبار فيها قدمه القدم الجارحة ويقال لفلان فى هذا الامر قدم أى ثبوت والقدم جماعة من الخلق فتكون القدم اضافة وقد يكون الجبار ملكا وتكون هذه القدم لهذا الملك اذ الجارحة تستحيل على الله تعالى وجل (والاستواء) أيضا ينطلق على الاستقرار والقصود والاستيلاء والاستقرار من صفات الاجسام فلا يجوز على الله تعالى الا اذا كان على وجه الثبوت والقصد هو الارادة وهى من صفات الكمال قال ثم استوى الى السماء أى قصد واستوى على العرش أى استولى

قد استوى بشر على العراق * من غير سيف ودم مهراق

والاخبار والآيات كثيرة منها صحيح وسقيم وما منها خبر الا وله وجه من وجوه التنزيه وان أردت أن يقرب ذلك عليك فاعمد الى اللفظة التى توهم التشبيه وخذ فائدتها وروحها أو ما يكون عنها فاجعله فى حق الحق تفز بدرجة التنزيه حين حاز غيرك درك التشبيه فهكذا فافعل وطهر ثوبك ويكفى هذا القدر من هذه الاخبار فقد طال الباب نفث الروح الاقدس فى الروع الانفس بما تقدم من الالفاظ لما تعجب المتعجب ممن خرج على صورته وخالفه فى سريرته ففرح بوجوده وضحك من شهوده وغضب لتوليه وتبشبش لتدليه ونسى ظاهره وتنفس فأطلق مواخره وثبت على ملكه وتحكم بالتقدير على ملكه فكان ما أراد والى الله المعاد فهذه أرواح مجرده تنتظرها أشباح مسنده فاذا بلغ الميقات وانقضت الاوقات ومارت السماء وكورت الشمس وبدلت الارض وانكدرت النجوم وانتقلت الامور وظهرت الآخره وحشر الانسان وغيره فى الحافره حينئذ تحمد الاشباح وتتنسم الارواح ويتجلى الفتاح ويتقد المصباح وتشعشع الراح ويظهر الود الصراح ويزول الالحاح ويرفرف الجناح ويكون الابتنا بالضراح من أول الليل الى الاصباح فما أسناها من منزله وما أشهاها الى النفوس من حالة مكمله متعنا الله بها

﴿ الباب الرابع فى سبب بدء العالم ومراتب الاسماء الحسنى من العالم كله ﴾

في سبب البدء وأحكامه * وغاية الصنع واحكامه
والفرق ما بين رعاة العلى * فى نشئه وبين حكامه
دلائل دلت على صانع * قد قهر الكل باحكامه

قد وقف الصفى الولى أبقاه الله على سبب بدء العالم فى كتابنا المسمى بعنقاء مغرب فى معرفة ختم الاولياء وشمس المغرب وفى كتابنا المسمى بانشاء الدوائر الذى ألفنا بعضه بمنزله الكريم فى وقت زيارتنا اياه سنة ثمان وتسعين وخمسمائة ونحن نريد الحج فقيد له منه خديمه عبد الجبار أعلى الله قدره القدر الذى كنت سطرته منه ورحلت به معى الى مكة زادها الله تشريفا فى السنة المذكورة لانعمه بها فشغلنا هذا الكتاب عنه وعن غيره بسبب الامر الالهى الذى ورد علينا فى تقييده مع رغبة بعض الاخوان والفقراء فى ذلك حرصا منهم على مزيد العلم ورغبة فى أن تعود عليهم بركات هذا البيت المبارك الشريف محل البركات والهدى والآيات البينات وان نعرف أيضا فى هذا الموضوع الصفى الكريم أبا محمد عبد العزيز رضى الله عنه ما تعطيه مكة من البركات وانها خير وسيلة عبادية واشرف منزلة جمادية ترابية عسى تنهض به همة الشوق اليه وتنزل به رغبة المزيد عليه فقد قيل لمن أوتى جوامع الكلم وكان من ربه فى مشاهدة العين أدنى من قاب قوسين ومع هذا التقريب الاكمل والحظ الاوفر الاجزل أنزل عليه وقل رب زدنى علما ومن شرط العالم المشاهد صاحب المقامات الغيبية والمشاهد ان يعلم ان للامكنة فى القلوب اللطيفة تأثيرا ولو وجد القلب فى أى موضع كان الوجود الاعم

www.maktabah.org

فوجوده بمكة أسنى وأتم فكما تتفاضل المنازل الروحانية كذلك تتفاضل المنازل الجسمانية والا فهل الدر مثل الحجر الا عند صاحب الحال وأما المكمل صاحب المقام فانه يميز بينهما كما ميز بينهما الحق هل ساوى الحق بين دار بناؤها لبن التراب والتبن ودار بناؤها لبن العسجد واللجين فالحكيم الواصل من أعطى كل ذى حق حقه فذلك واحد عصره وصاحب وقته وكثير بين مدينة يكون أكثر عمارتها الشهوات وبين مدينة يكون أكثر عمارتها الآيات البينات أليس قد جمع معى صفى أبقاه الله ان وجود قلوبنا فى بعض المواطن أكثر من بعض وقد كان رضى الله عنه يترك الخلوة فى بيوت المنارة المحروسة الكائنة بشرقى تونس بساحل البحر وينزل الى الرابطة التى فى وسط المقابر بقرب المنارة من جهة بابها وهى تعزى الى الخضر فسألته عن ذلك فقال ان قلبى أجده هنالك أكثر منه فى المنارة وقد وجدت فيها أنا أيضا ما قاله الشيخ وقد علم وليى أبقاه الله ان ذلك من أجل من يعمر ذلك الموضع اما فى الحال من الملائكة المكرمين أو من الجن الصادقين واما من همة من كان يعمره وفقد كبيت أبى يزيد الذى يسمى بيت الابرار وكزاوية الجنيد بالشونيزية وكمغارة ابن أدهم بالتعن وما كان من أماكن الصالحين الذين فنوا عن هذه الدار وبقيت آثارهم فى أماكنهم تنفعل لها القلوب اللطيفة ولهذا يرجع تفاضل المساجد فى وجود القلب لا فى تضعف الاجر فقد تجد قلبك فى مسجد أكثر مما تجده فى غيره من المساجد وذلك ليس للتراب ولكن لمجالسة الاتراب أو هممهم ومن لا يجد الفرق فى وجود قلبه بين السوق والمساجد فهو صاحب حال لا صاحب مقام ولا أشك كشفا وعلما أنه وان عمرت الملائكة جميع الارض مع تفاضلهم فى المعارف والرتب فان أعلاهم رتبة وأعظمهم علما ومعرفة عمرة المسجد الحرام وعلى قدر جلسائك يكون وجودك فانه لهمم الجلساء فى قلب الجليس لهم تأثيرا وهممهم على قدر مراتبهم وان كان من جهة الهمم فقد طاف بهذا البيت مائة ألف نبى وأربعة وعشرون ألف نبى سوى الاولياء وما من نبى ولا ولى الا وله همة متعلقة بهذا البيت وهذا البلد الحرام لانه البيت الذى اصطفاه الله على سائر البيوت وله سر الاولية فى المعابد كما قال تعالى ان أول بيت وضع للناس للذى بمكة مباركا وهدى للعالمين فيه آيات بينات مقام ابراهيم ومن دخله كان آمنا من كل مخوف الى غير ذلك من الآيات فلو رحل الصفى أبقاه الله الى هذا البلد الحرام الشريف لوجد من المعارف والزيادات ما لم يكن رآه قبل ذلك ولا خطر له بالبال وقد علم رضى الله عنه ان النفس تحشر على صورة علمها والجسم على صورة عمله وصورة العلم والعمل بمكة أتم مما فى سواها ولو دخلها صاحب قلب ساعة واحدة لكان له ذلك فكيف ان جاور بها وأقام وأتى فيها بجميع الفرائض والقواعد فلا شك ان مشهده بها يكون أتم وأجلى ومورده أصفى وأعذب وأحلى واذ وصفيى أبقاه الله قد أخبرنى أنه يحس بالزيادة والنقص على حسب الاماكن والامزجة ويعلم ان ذلك راجع أيضا الى حقيقة الساكن به أو همته كما ذكرناه ولا شك عندنا ان معرفة هذا الفن أعنى معرفة الاماكن والاحساس بالزيادة والنقص من تمام تمكن معرفة العارف وعلو مقامه واشرافه على الاشياء وقوة تمييزه فالله يكتب لوليى فيها أثرا حسنا ويهبه فيها خيرا طيبا انه الملى بذلك والقادر عليه اعلم وفقنا الله واياك وجميع المسلمين ان أكثر العلماء بالله من أهل الكشف والحقائق ليس عندهم علم بسبب بدء العالم الا تعلق العلم القديم بايجاده فكوّن ما علم انه سيكونه وهنا ينتهى أكثر الناس وأما نحن ومن أطلعه الله على ما أطلعنا عليه فقد وقفنا على أمور أخر غير هذا وذلك انك اذا نظرت العالم مفصلا بحقائقه ونسبه وجدته محصور الحقائق والنسب معلوم المنازل والرتب متناهى الاجناس بين متماثل ومختلف فاذا وقفت على هذا الامر علمت ان لهذا سرا لطيفا وأمرا عجيبا لا تدرك حقيقته بدقيق فكر ولا نظر بل بعلم موهوب من علوم الكشف ونتائج المجاهدات المصاحبة للهمم فان مجاهدة بغير همة غير منتجة شيأ ولا مؤثرة فى العلم لكن تؤثر فى الحال من رقة وصفاء يجده صاحب المجاهدة فاعلم علمك الله سرائر الحكم ووهبك من جوامع الكلم ان الاسماء الحسنى التى تبلغ فوق أسماء الاحصاء عددا وتنزل دون أسماء الاحصاء سعادة هى المؤثرة فى هذا العالم وهى المفاتح الاول التى لا يعلمها الا هو وان لكل حقيقة اسما ما يخصها من الاسماء وأعنى بالحقيقة حقيقة تجمع جنسا من الحقائق رب تلك الحقيقة ذلك الاسم وتلك الحقيقة عابدته وتحت تكليفه ليس غير ذلك وان جمع لك شئ ما أشياء كثيرة فليس الامر على ما توهمته فانك ان نظرت الى

www.maktabah.org

ذلك الشئ وجدت له من الوجوه مايقابل به تلك الاسماء التى تدل عليها وهى الحقائق التى ذكرناها مثال ذلك ماثبت لك فى العلم الذى فى صدر العقول وتحت حكمها فى حق موجود مافرد لاينقسم مثل الجوهر الفرد الجزء الذى لاينقسم فان فيه حقائق متعددة تطلب أسماء الهية على عددها فحقيقة ايجاده يطلب الاسم القادر ووجه احكامه يطلب الاسم العالم ووجه اختصاصه يطلب الاسم المريد ووجه ظهوره يطلب الاسم البصير والرائى الى غير ذلك فهذا وان كان فردا فله هذه الوجوه وغيرها مالم نذكرها ولكل وجه وجوه متعددة تطلب من الاسماء بحسبها وتلك الوجوه هى الحقائق عندنا التوانى والوقوف عليها عسير وتحصيلها من طريق الكشف أعسر واعلم ان الاسماء قد نتركها على كثرتها اذا لحظنا وجوه الطالبين لها من العالم واذالم نلحظ ذلك فانرجع ونلحظ أمّهات المطالب التى لاغنى لناعنها فنعرف ان الاسماء التى الامّهات موقوفة عليها هى أيضا أمّهات الاسماء فيسهل النظر ويكمل الغرض ويتيسر التعدى من هذه الامّهات الى البنات كما يتيسر ردّ البنات الى الامهات فاذا نظرت الاشياء كلها المعلومة فى العالم العلوىّ والسفلىّ نجد الاسماء السبعة المعبر عنها بالصفات عند أصحاب علم الكلام تتضمنها وقد ذكرنا هذا فى كتابنا الذى سميناه انشاء الدوائر وليس غرضنا فى هذا الكتاب فى هذه الامهات السبعة المعبر عنها بالصفات ولكن قصدنا الامهات التى لابد لايجاد العالم منها كما انا لانحتاج فى دلائل العقول من معرفة الحق سبحانه الا كونه موجودا عالما مريدا قادرا حيا لاغير وما زاد على هذا فانما يقتضيه التكليف فجىء الرسول عليه السلام جعلنا نعرفه متكلما والتكليف جعلنا نعرفه سميعا بصيرا الى غير ذلك من الاسماء فالذى نحتاج اليه من معرفة الاسماء لوجود العالم وهى أرباب الاسماء وماعداها فسدنة لها كما ان بعض هذه الارباب سدنة لبعضها فامهات الاسماء الحىّ العالم المريد القادر القائل الجواد المقسط وهذه الاسماء بنات الاسمين المدبر والمفصل فالحىّ يثبت فهمك بعد وجودك وقبله والعالم يثبت احكامك فى وجودك وقبل وجودك يثبت تقديرك والمريد يثبت اختصاصك والقادر يثبت عدمك والقائل يثبت قدمك والجواد يثبت ايجادك والمقسط يثبت مرتبتك والمرتبة آخر منازل الوجود فهذه حقائق لابد من وجودها فلابد من أسمائها التى هى أربابها فالحىّ رب الارباب والمربوبين وهو الامام ويليه فى الرتبة العالم ويلى العالم المريد ويلى المريد القائل ويلى القائل القادر ويلى القادر الجواد وآخرهم المقسط فانه رب المراتب وهى آخر منازل الوجود ومابقى من الاسماء فتحت طاعة هؤلاء الاسماء الائمة الأرباب وكان سبب توجه هؤلاء الاسماء الى الاسم الله فى ايجاد العالم بقية الاسماء مع حقائقها أيضا على ان أئمة الاسماء من غير نظر الى العالم انما هى أربعة لاغير اسمه الحىّ والمتكلم والسميع والبصير فانه اذا سمع كلامه ورأى ذاته فقد كمل وجوده فى ذاته من غير نظر الى العالم ونحن لانريد من الاسماء الامايقوم بها وجود العالم فكثرت علينا الاسماء فعدلنا الى أربابها فدخلنا عليهم فى حضراتهم فما وجدنا غير هؤلاء الذين ذكرناهم وأبرزناهم على حسب ماشاهدناهم فكان سبب توجه أرباب الاسماء الى الاسم الله فى ايجاد أعياننا بقية الاسماء فاول من قام لطلب هذا العالم الاسم المدبر والمفصل عن سؤال الاسم الملك فعندما توجه على الشئ الذى عنه وجد المثال فى نفس العالم من غير عدم متقدم ولكن تقدم مرتبة لاتقدم وجود كتقدم طلوع الشمس على أول النهار وان كان أول النهار مقارنا لطلوع الشمس ولكن قد تبين ان العلة فى وجود أول النهار طلوع الشمس وقد قارنه فى الوجود فهكذا هو هذا الامر فلما دبر العالم وفصله هذان الاسمان من غير جهل متقدم به أو عدم علم وانتشأت صورة المثال فى نفس العالم تعلق اسمه العالم اذ ذاك بذلك المثال كما تعلق بالصورة التى أخذ منها وان كانت غير مرئية لانها غير موجودة كما سنذكره فى باب م وجد العالم فاول أسماء العالم هذان الاسمان والاسم المدبر هو الذى حقق وقت الايجاد المقدر فتعلق به المريد على حد ما أبرزه المدبر ودبره وما عملا شيأ من نشء هذا المثال الا بمشاركة بقية الاسماء لكن من وراء حجاب هذين الاسمين ولهذا صحت لهما الامامة والآخرون لايشعرون بذلك حتى بدت صورة المثال فرأوا مافيه من الحقائق المناسبة لهم تجذبهم للتعشق بها فصار كل اسم يتعشق بحقيقته التى فى المثال ولكن لايقدر على التأثير فيها اذ لاتعطى الحضرة التى تجلى فيها هذا المثال فادّاهم ذلك التعشق والحب الى الطلب والسعى والرغبة فى ايجاد صورة عين ذلك المثال ليظهر سلطانهم ويصح على الحقيقة وجودهم

www.maktabah.org

ولاشئ أعظم همامن عز يز لايجـد عز يزايقهره حتى يذل تحت قهره فيصح سلطان عزه أوعى لا يجدمن يفتقر الى غناه وهكذا جميع هـذه الاسماء فلجأت الى أربابها الأئمة السبعة التى ذكرناها ترغب اليها فى ايجاد عين هـذا المثال الذى شاهدوه فى ذات العلم به وهو المعبرعنـه بالعالم ور بمـا يقول القائل ياأيها المحقق وكيف ترى الاسماء هـذا المثال ولا يراه الا الاسم البصير خاصـة لا غيره وكل اسم على حقيقة ليس الاسم الآخر عليها قلنا له لتعلم وفقك الله ان كل اسم الهى يتضمن جميع الاسماء كلها وان كل اسم ينعت بجميع الاسماء فى أفقه فكل اسم فهو حى قادر سميع بصير متكلم فى أفقه وفى علمه والا فكيف يصح أن يكون ربا لعابده هيهات هيهات غيران ثم لطيفة لايشـعر بها وذلك انك تعـلم قطعا فى حبوب البر وأمثاله ان كل برة فيهامن الحقائق مافى أختها كما تعلم أيضا ان هذه الحبة ليست عين هذه الحبة الاخرى وان كانتا تحويان على حقائق متماثلة فانهما مثلان فابحث عن هـذه الحقيقة التى تجعلك تفرق بين هاتين الحبتين وتقول ان هـذه ليست عين هذه وهذا سار فى جميع المتماثلات من حيث ماتماثلوا به كذلك الاسماء كل اسم جامع لمـا جمعت الاسماء من الحقائق ثم تعلم على القطع ان هذا الاسم ليس هو هـذا الآخر بتلك اللطيفة التى بها فرقت بين حبوب البر وكل متماثل فابحث عن هذا المعنى حتى تعرفه بالذكر لا بالفكر غيرانى أريد ان أوقفك على حقيقة ماذكرها أحد من المتقدمين ور بمـا ما أطلع عليها فر بمـا خصصت بها ولا أدرى هـل تعطى لغيرى بعـدى أم لا من الحضرة التى أعطيتها فان استقرأها وفهمها من كتابى فانا المعلم له وأما المتقدمون فلم يجدوها وذلك ان كل اسم كما قررنا يجميع حقائق الاسماء ويحتوى عليها مع وجود اللطيفة التى وقع لك التمييز بها بين المثلين وذلك ان الاسم المنعم والاسم المعذب اللذين همـا الظاهر والباطن كل اسم من هذين الاسمين يتضمن ما تحويه سدنته من أولهم الى آخرهم غـيران أرباب الاسماء ومن سواهم من الاسماء على ثلاث مراتب منها ما يلحق بدرجات أرباب الاسماء ومنها ما ينفرد بدرجة فنها ما ينفرد بدرجـة المنعم و بدرجة المعـذب وهذه أسماء العالم محصورة والله المستعان فلما لجأت الاسماء كلها الى هؤلاء الأئمة ولجأت الأئمة الى الاسم الله لجأ الاسم الله الى الذات من حيث غناها عن الاسماء سائلا فى اسعاف ماسألته الاسماء فيـه فانعم المحسان الجواد بذلك وقال قل للأئمة يتعلقون بابراز العالم على حسب ماتعطيه حقائقهم فخرج اليهم الاسم الله وأخـبرهم الخـبر فانقلبوا مسرعين فرحين مبتهجين ولم يزالوا كذلك فنظروا الى الحضرة التى أذكرها فى الباب السادس من هـذا الـكتاب فاوجـدوا العالم كما سنذكره فيما يأتى من الابواب بعد هذا ان شاء الله والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب الخامس فى معرفة أسرار بسم الله الرحمن الرحيم والفاتحة من وجه ما لا من جميع الوجوه﴾

بسملة الاسماء ذو منظرين * ما بين ابقاء وأفناء عين
الاين قالت لمن حـين ما * خافت على النمل من الحطمتين
فقال من أضحكه قولها * هـل أثر يطلب من بعد عين
يانفس يانفس استقيمى فقد * عاينت من نملتنا القبضتين
وهكذا فى الحـمد فاستثنها * ان شئت ان تنعم بالجنتين
احداهما من عسجد مشرق * جلتها وأختها من لجين
ياأم قرآن العلى هـل ترى * من جهـة الفرقان للفرقتين
أنت لنا السـبع المثانى التى * خص بها سيدنا دون مين
فانت مفتاح الهـدى للنهى * وخص من عاداك بالفرقتين

لما أردنا ان نفتتح معرفة الوجود وابتداء العالم الذى هو عندنا المصحف الكبير الذى تلاه الحق علينا تلاوة حال كما ان القرآن تلاوة قول عندنا فالعالم حروف مخطوطة مرقومة فى رق الوجود المنشور ولا تزال الكتابة فيه دائمة أبدا لا تنتهى ولما افتتح الله تعالى كتابه العزيز بفاتحة الكتاب وهذا كتاب أعنى العالم الذى تتكلم عليه أردنا ان نفتتح بالكلام على أسرار الفاتحة و بسم الله فاتحة الفاتحة وهى آية أولى منها أوملازمة لها كالعلاوة على الخلاف المعلوم بين العلماء

www.maktabah.org

فلا بد من الكلام على البسملة وربما يقع الكلام على بعض آية من سورة البقرة آيتين أو ثلاث خاصة تبركا بكلام الحق سبحانه ثم نسوق الابواب ان شاء الله تعالى فأقول انه لما قدمنا ان الاسماء الالهية سبب وجود العالم وانها المسلطة عليه والمؤثرة لذلك كان بسم الله الرحمن الرحيم عندنا خبرا بتداء مضمر وهو ابتداء العالم وظهوره كانه يقول ظهور العالم بسم الله الرحمن الرحيم أى باسم الله الرحمن الرحيم ظهر العالم واختص الثلاثة الاسماء لان الحقائق تعطى ذلك فالله هو الاسم الجامع للاسماء كلها والرحمن صفة عامة فهو رحمن الدنيا والآخرة بها رحم كل شئ من العالم فى الدنيا ولما كانت الرحمة فى الآخرة لا تختص الا بقبضة السعادة فانها تنفرد عن أختها وكانت فى الدنيا ممتزجة يولد كافرا ويموت مؤمنا أى ينشأ كافرا فى عالم الشهادة وبالعكس وتارة وتارة وبعض العالم تميز باحدى القبضتين باخبار صادق فجاء الاسم الرحيم مختصا بالدار الآخرة لكل من آمن وتم العالم بهذه الثلاثة الاسماء جملة فى الاسم الله وتفصيلا فى الاسمين الرحمن الرحيم فتحقق ماذكرناه فانى أريد أن أدخل الى ما فى طى البسملة والفاتحة من بعض الاسرار كما شرطناه فلنبين ونقول بسم بالباء ظهر الوجود وبالنقطة تميز العابد من المعبود قيل للشبلى رضى الله عنه أنت الشبلى فقال أنا النقطة التى تحت الباء وهو قولنا النقطة للتمييز وهو وجود العبد بما تقتضيه حقيقة العبودية وكان الشيخ أبو مدين رحمه الله يقول ما رأيت شيأ الا رأيت الباء عليه مكتوبة فالباء المصاحبة للموجودات من حضرة الحق فى مقام الجمع والوجود أى بى قام كل شئ وظهر وهى من عالم الشهادة هذه الباء بدل من همزة الوصل التى كانت فى الاسم قبل دخول الباء واحتيج اليها اذ لا ينطق بساكن فجلبت الهمزة المعبر عنها بالقدرة محركة عبارة عن الوجود ليتوصل بها الى النطق الذى هو الايجاد من ابداع وخلق بالساكن الذى هو العدم وهو أوان وجود المحدث بعد ان لم يكن وهو السين فدخل فى الملك بالميم ألست بربكم قالوا بلى فصارت الباء بدلا من همزة الوصل أعنى القدرة الازلية وصارت حركة الباء لحركة الهمزة الذى هو الايجاد ووقع الفرق بين الباء والالف الواصلة فان الالف تعطى الذات والباء تعطى الصفة ولذلك كانت لعين الايجاد أحق من الالف بالنقطة التى تحتها وهى الموجودات فصار فى الباء الانواع الثلاثة شكل الباء والنقطة والحركة العوالم الثلاثة فكما فى العالم الوسط توهم ما كذلك فى نقطة الباء فالباء ملكوتية والنقطة جبروتية والحركة شهادية ملكية والالف المحذوفة التى هى بدل منها هى حقيقة القائم بالكل تعالى واحتجب رحمة منه بالنقطة التى تحت الباء وعلى هذا الحد تأخذ كل مسئلة فى هذا الباب مستوفاة بطريق الايجاز فبسم والم واحد ثم وجدنا الالف من بسم قد ظهرت فى اقرأ باسم ربك وباسم الله مجراها بين الباء والسين ولم تظهر بين السين والميم فلو لم تظهر فى باسم السفينة ما جرت السفينة ولو لم تظهر فى اقرأ باسم ربك ما علم المثل حقيقته ولا رأى صورته فتيقظ من سنة الغفلة وانتبه فلما كثر استعمالها فى أوائل السور حذفت لوجود المثل مقامه فى الخطاب وهو الباء فصار المثل مرآة للسين فصار السين مثالا وعلى هذا الترتيب نظام التركيب وانما لم تظهر بين السين والميم وهو محل التغيير وصفات الافعال ان لو ظهرت لزال السين والميم اذ ليسوا بصفة لازمة للقديم مثل الباء فكان خفاؤه عنهم رحمة بهم اذ كان سبب بقاء وجودهم وما كان لبشر أن يكلمه الله الا وحيا أو من وراء حجاب أو يرسل رسولا وهو الرسول فهذه الباء والسين والميم العالم كله ثم عمل الباء فى الميم الخفض من طريق الشبه بالحدوث اذ الميم مقام الملك وهو العبودية وخفضتها الباء عرفتها بنفسها وأوقفتها على حقيقتها فهما وجدت الباء وجدت الميم فى مقام الاسلام فان زالت الباء يوما ما لسبب طارئ وهو ترقى الميم الى مقام الايمان فتح فى عالم الجبروت بسبح وأشباهه فأمر بتنزيه المحل لتجلى المثل فقيل له سبح اسم ربك الاعلى الذى هو مغذيك بالمواد الالهية فهو ربك بفتح الميم وجاءت الالف ظاهرة وزالت الباء لان الامر توجه عليها بالتسبيح ولا طاقة لها على ذلك والباء محدثة مثلها والمحدث من باب الحقائق لا فعل له ولا بد لها من امتثال الامر فلا بد من ظهور الالف الذى هو الفاعل القديم فلما ظهر فعلت القدرة فى الميم التسبيح فسبح كما أمر وقيل له الاعلى لانه مع الباء فى الاسفل وفى هذا المقام فى الوسط ولا يسبح المسبح مثله ولا من هو دونه فلا بد أن يكون المسبح أعلى ولو كنا فى تفسير سورة سبح اسم ربك الأعلى لاظهرنا أسرارها فلا يزال فى هذا المقام حتى يتنزه فى نفسه فان من ينزهه منزه فانه منزه عن تنزيهه فلا بد من هذا التنزيه أن يعود

www.maktabah.org

على

على المنزه ويكون هو الاعلى فان الحق من باب الحقيقة لايصح عليه الاعلى فانه من أسماء الاضافة وضرب من وجوه المناسبة فليس باعلى ولا أسفل ولا أوسط تنزه عن ذلك وتعالى علوّا كبيرا بل نسبة الاعلى والاوسط والاسفل اليه نسبة واحدة فاذا تنزه خرج عن حد الامر وخرق حجاب السمع وحصل المقام الاعلى فارتفع الميم بمشاهدة القديم فحصل له الثناء التام بتبارك اسم ربك ذو الجلال والاكرام فكما ان الاسم عين المسمى كذلك العبد عين المولى من تواضع لله رفعه الله وفى الصحيح من الاخبار ان الحق يد العبد ورجله ولسانه وسمعه وبصره لولم يقبل الخفض من الباء فى باسم ما حصل له الرفع فى النهاية فى تبارك اسم ثم اعلم ان كل حرف من بسم مثلث على طبقات العوالم فاسم الباء باء وألف وهمزة واسم السين سين وياء ونون واسم الميم ميم وياء وميم والياء مثل الباء وهى حقيقة العبد فى باب النداء فما أشرف هذا الموجود كيف انحصر فى عابد ومعبود فهذا اشرف مطلق لايقابله ضد لان ماسوى وجود الحق تعالى ووجود العبد عدم محض لاعين له ثم انه سكن السين من بسم تحت ذل الافتقار والفاقة كسكونتا تحت طاعة الرسول لما قال من يطع الرسول فقد أطاع الله فسكنت السين من بسم لتتلقى من الباء الحق اليقين فلو تحركت قبل أن تسكن لاستبدت بنفسها وخيف عليها من الدعوى وهى سين مقدسة فسكنت فلما تلقت من الباء الحقيقة المطلوبة أعطيت الحركة فلم تتحرك فى بعض المواطن الابعد ذهاب الباء اذ كان كلام التلميذ بحضور الشيخ فى أمر ما سوء أدب الاأن يأمره فامتثال الامر هو الادب فقال عند مفارقة الباء يخاطب أهل الدعوى تائها بما حصل له فى المقام الاعلى سأصرف عن آياتى الذين يتكبرون ثم تحرك لمن أطاعه بالرحمة واللين فقال سلام عليكم طبتم فادخلوها خالدين يريد حضرة الباء فان الجنة حضرة الرسول عليه السلام وكثيب الرؤية حضرة الحق فاصدق وسلم تكشف وتلحق فهذه الحضرة هى التى تدله الى الالف المرادة فكما انه ينقلك الرسول الى الله كذلك تنقلك حضرته التى هى الجنة الى الكثيب الذى هو حضرة الحق ثم اعلم ان التنوين فى بسم لتحقيق العبودة واشارات التبعيض فلما ظهر منه التنوين اصطفاه الحق المبين باضافة التشريف والتمكين فقال بسم الله فحذف التنوين العبدى لاضافته الى المنزل الالهى ولما كان تنوين تخلق لهذا صح له هذا التحقق والافالسكون أولى به فاعلم انتهى الجزء التاسع

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

﴿وصل﴾ قوله الله من بسم الله ينبغى لك أيها المسترشد أن تعرف أولا ما تحصل فى هذه الكلمة الكريمة من الحروف وحينئذ يقع الكلام عليها ان شاء الله وحروفها ا ل ل ا ه و فاول ما أقول كلاما مجملا مرموزا ثم نأخذ فى تبيينه ليسهل قبوله على عالم التركيب وذلك ان العبد تعلق بالالف تعلق من اضطر والتجا فاظهرته اللام الاولى ظهورا ورثه الفوز من العدم والنجاة فلما صح ظهوره وانتشر فى الوجود نوره وصح تعلقه بالمسمى وبطل تخلقه بالاسماء أفنته اللام الثانية بشهود الالف التى بعدها فناء لم تبق منه باقية وذلك عسى ينكشف له المعمى ثم جاءت الواو بعد الهاء لتمكن المراد وبقيت الهاء لوجوده آخرا عند محو العباد من أجل العناد فذلك أوان الاجل المسمى وهذا هو المقام الذى تضمحل فيه أحوال السائرين وتنعدم فيه مقامات السالكين حتى يفنى من لم يكن ويبقى من لم يزل لاغير يثبت لظهوره ولا ظلام يبقى لنوره فان لم تكن تره اعرف حقيقة ان لم تكن تكن أنت اذ كانت التاء من الحروف الزوائد فى الافعال المضارعة للذوات وهى العبودية يقول بعض السادة وقد سمع عاطسا يقول الحمد لله فقال له ذلك السيد أتمها كما قال الله رب العالمين فقال العاطس ياسيدنا ومن العالم حتى يذكر مع الله فقال له الآن قلها يا أخى فان المحدث اذا قرن بالقديم لم يبق له أثر وهذا هو مقام الوصلة وحال وله أهل الفناء عن أنفسهم وأما الوفنى عن فنائه لما قال الحمد لله لان فى قوله الحمد أثبت العبد الذى هو المعبر عنه بالرداء عند بعضهم وبالثوب عند آخرين ولو قال رب العالمين لكان أرفع من المقام الذى كان فيه فذلك مقام الوارثين ولا مقام أعلى منه لانه شهود لايتحرك معه لسان ولا يضطرب معه جنان أهل هذا المقام فى أحوالهم فاغرة أفواههم استولت عليهم أنوار الذات وبدت عليهم رسوم الصفات هم عرائس الله المخبأون عنده المحجوبون

www.maktabah.org

تدبه الذين لا يعرفهم سواه كما لا يعرفون سواه توجههم تناح ... وقعدهم على ... القرب
فى بساط الانس ومناجاة الديمومية بلسان القيومية ... على صلاتهم دائمون وبشهاداتهم قائمون فلم تزل
القوة الالهية تمدهم بالمشاهدة فيبرزون بالصفات فى موضع ... ولاوله الامن حيث الاقتداء ولاذكر الا فمه...
أو مرض لا يحيدون عن سواء السبيل فهم بالحق وان خاطبوا الخلق وعاشروهم فيسوا معهم وان رأوهم لم يروهم اذ
لا يرون منهم الا كونهم من جملة أفعال الله فهم يشاهدون الصنعة والصانع مقاما عمريا كما يقعد أحدكم مع نجار يصنع تابوتا
فيشاهد الصنعة والصانع ولا تحجبه الصنعة عن الصانع الاان شغل قلبه حسن الصنعة فان الدنيا كما قال عليه السلام حلوة
خضرة وهى من خضراء الدمن جارية حسناء فى منبت سوء من أحسن اليها أحبها أساءت اليه وحرمت عليه أخراه
ولقد أحسن القائل

اذا امتحن الدنيا اللبيب تكشفت * له عن عدو فى ثياب صديق

فهذه الطائفة الامناء الصديقون اذا أيدهم الله بالقوة الالهية وأمدهم فهم معه بهذه النسبة على وجه المثال وهذا أعلى
مقام يرقى فيه وأشرف غاية ينتهى اليها هذه الغاية القصوى اذ لا غاية الا من حيث التوحيد لا من حيث الموارد
والواردات وهو المستوى اذ لا استواء الا الرفيق الاعلى فهنيئا لهذه العصابة بما نالوه من حقائق المشاهدة وهنيئا لنا على
التصديق والتسليم لهم بالموافقة والمساعدة من بنا جواد اللسان فى حلبة الكلام فلنرجع الى ما كنا بسبيله والسلام
فأقول همزة هذا الاسم المحذوفة بالاضافة تحقيق اتصال الوحدانية وتحقيق انفصال الغيرة فالالف واللام الملتصقة كما
تقدم لتحقيق المتصل ومحق المنفصل والالف الموجودة فى اللام الثانية لمحو آثار الغير المتحصل والواو التى بعد الهاء ليس
لها فى الخط أثر ومعناها فى الوجود بهاء الهوية قد انتشر أبداها فى عالم الملك بذاتها فقال هو الله الذى لا اله الا هو فبدأ
بالهوية وختم وسلكها الامر فى الوجود والعدم وجعلها دالة على الحدوث والقدم وهو آخر ذكر الذاكرين وأعلاه
فرجع العجز على الصدر فلاحت ليلة القدر ووقف بوجودها أهل العناية والتأييد على حقائق التوحيد فالوجود فى نقطة
دائرة هذا الاسم ساكن وقد اشتمل عليه بحقيقته اشتمال الاماكن على المتمكن الساكن ولله المثل الاعلى

والله قد ضرب الاقل لنوره * مثلا من المشكاة والنبراس

فقال تعالى والله بكل شئ محيط أحاط بكل شئ علما وصير الكل اسما ومسمى وأرسله مكشوفا ومعمى (حل المقفل
وتفصيل المجمل) يقول العبد الله فيثبت أولا وآخرا ويثنى باللامين باطنا وظاهرا لزمت اللام الثانية الهاء بوساطة
الالف العلمية ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم الثلاثة اللام ولا خمسة الا هو سادسهم فالالف سادس فى حق
الهاء رابع فى حق اللام ألم تر الى ربك كيف مد الظل العرش ظل الله العرش اللام الثانية وما حواه اللام الاولى
بطريق الملك واللامان هما الظاهر والباطن من باب الاسماء ظهرتا بين ألف الاول وألف الآخر وهو مقام الاتصال لان
النهاية تنعطف على البداية وتتصل بها اتصال اتحاد ثم خرجت الهاء بواوها الباطنة مخرج الانفصال والجزء المتصل بين
اللام والهاء هو السر الذى به تقع المشاهدة بين العبد والسيد وذلك مركز الالف العلمية وهو مقام الاضمحلال ثم جعل
تعالى فى الخط المتصل جزأ بين اللامين للاتصال بين اللام الاولى التى هى عالم الملك وبين اللام الثانية التى هى عالم الملكوت
وهو مركز العالم الاوسط عالم الجبروت مقام النفس ولا بد من خطوط فارغة بين كل حرفين فتلك مقامات فناء رسوم
السالكين من حضرة الى حضرة *(تتميم)* الالف الاولى التى هى ألف الهمزة منقطعة واللام الثانية ألفها متصل بها
قطعت الالف فى أوائل الخطوط لقوله عليه السلام كان الله ولا شئ معه فلهذا قطعت وتنزه من الحروف من أشبهها فى
عدم الاتصال بما بعدها والحروف التى أشبهتها على عدد الحقائق العامة العالية التى هى الامهات وكذلك اذا كانت آخر
الحروف تقطع الاتصال من البعدية الرقية فكان انقطاع الالف تنفيها لما ذكرناه وكذلك اخوته فالالف للحق وأشباه
الالف للمخلوق وذلك د ذ ر ز و فى جميع الحقائق جسم متغذ حساس ناطق وما عداه ممن له لغة وانحصرت حقائق العالم
الكلية فلما أراد وجود اللام الثانية وهى أول موجود فى المعنى وان تأخرت فى الخط فان معرفة الجسم تتقدم على معرفة

الروح

www.maktabah.org

اريح شاهدا وكذلك الخط شاهدا وهي ء ٠ سكوت أوجدها بقدرته وهي الهمزة التي في الاسم اذا ابتدأت به معرى من الاضافة وهي لا تفارق الالف فلما أوجدت هذه الالف اللام الثانية جعلها رئيسة فطلبت مرؤسا تكون عليه بالطبع فاوجد لها عالم الشهادة الذي هو اللام الاولى فلما نظرت اليه أشرق وأنار وأشرقت الارض بنورربها ووضع الكتاب وهو الجزء الذي بين اللامين أمر سبحانه اللام الثانية أن تمد الاولى بما أمدها به تعالى من جوده وان تكون دليلها اليه فطلبت منه معنى تصرفه في جميع أمورها يكون لها كالوزير فتلقي اليه ماتريده فيلقيه على عالم اللام الاولى فاوجد لها الجزء المتصل بالامين المعبر عنه بالكتاب الاوسط وهو العالم الجبروتي وليست له ذات قائمة مثل اللامين فانه بمنزلة عالم الخيال عندنا فالقت اللام الثانية الى ذلك الجزء وارتقم فيه ماأريد منها ووجهت به الى اللام الاولى فامتثلت الطاعة حتى قالت بلى فلما رأت اللام الاولى الامر قد أتاها من قبل اللام الثانية بوساطة الجزء الذي هو الشرع صارت مشاهدة لما يرد عليها من ذلك الجزء راغبة له في أن يوصلها الى صاحب الامر لتشاهده فلما صرفت الهمة الى ذلك الجزء واشتغلت بمشاهدته احتجبت عن الالف التي تقدمتها ارجعوا وراءكم فالتمسوا نورا ولولم تصرف الهمة الى ذلك الجزء لتلقت الامر من الالف الاولى بلا واسطة ولكن لا يمكن لسر عظيم فانها ألف الذات والثانية ألف العلم (اشارة) ألا ترى ان اللام الثانية لما كانت مرادة مجتباة منزهة عن الوسائط كيف اتصلت بالف الوحدانية اتصالا شافيا حتى صار وجودها نطقا يدل على الالف دلالة صحيحة وان كانت الذات خفيت فان لفظك باللام يحقق الاتصال وبذلك عليها من عرف نفسه عرف ربه من عرف اللام الثانية عرف الالف فجعل نفسك دليلا عليك ثم جعل كونك دليلا عليك دليلا عليه في حق من بعد وقدم معرفة العبد بنفسه على معرفته بربه ثم بعد ذلك يغنيه عن معرفته بنفسه لما كان المراد منه أن يعرف ربه ألا ترى نعتق اللام الالف وكيف يوجد اللام في النطق قبل الالف وفي هذا تنبيه لمن أدرك فهذه اللام الملكوتية تتلقى من ألف الوحدانية بغير واسطة فتورده على الجزء الجبروتي ليؤديه الى لام الشهادة والملك هكذا الامر مادام التركيب والحجاب فلما حصلت الاولية والآخرية والظاهرية والباطنية أراد تعالى كما قدم الالف منزهة عن الاتصال من كل الوجوه بالحروف أراد أن يجعل الانتهاء نظير الابتداء فلا يصح بقاء للعبد أولا وآخرا فاوجد الهاء مفردة بواوهويتها فان توهم متوهم ان الهاء ملصقة الى اللام فليست كذلك وانما هي بعد الالف التي بعد اللام والالف لا يتصل بها في البعدية شئ من الحروف فالهاء بعد اللام مقطوعة عن كل شئ فذلك الاتصال باللام في الخط ليس باتصال فالهاء واحدة والالف واحدة فاضرب الواحد في مثله يكن واحدا فافصح انفصال الخلق عن الحق فبقي الحق واذا صح تحقق اللام الملكية لما تورده عليها الام الملكوت فلا تزال تضمحل عن صفاتها وتفنى عن رسومها الى أن تحصل في مقام الفناء عن نفسها فاذا فنيت عن ذاتها فني الجزء لفنائها واتحدت اللامان لفظا ينطق بها اللسان مشددة للادغام الذي حدث فصارت موجودة بين ألفين اشتملا عليها وأحاطابها فاعطتنا الحكمة الموهوبة لما سمعنا لفظ الناطق بلا بين ألفين علمنا علم الضرورة ان المحدث فني بظهور القديم فبقي ألفان أولى وأخرى وزال الظاهر والباطن بزوال اللامين بكلمة النفي فضربنا الالف في لا ألف ضرب الواحد في الواحد فخرجت لك الهاء فلما ظهرت زال حكم الاول والآخر الذي جعلته الواسطة كما زال حكم الظاهر والباطن فقيل عند ذلك كان الله ولا شئ معه ثم أصل هذا الضمير الذي هو الهاء الرفع ولا بد فان انفتح أوانخفض فتلك صفة تعود على من فتحه أوخفضه فهي عائدة على العامل الذي قبل في اللفظ (تكملة) ثم أوجد سبحانه الحركات والحروف والمخارج تنبيها منه سبحانه وتعالى ان الذوات تتميز بالصفات والمقامات فجعل الحركات نظير الصفات وجعل الحروف نظير الموصوف وجعل المخارج نظير المقامات والمعارج فاعطى لهذا الاسم من الحروف على عموم وجوهه من وصل وقطع ء ا ل ه و همزة وألفا ولاما وهاء وواوا فالهمزة أولا والهاء آخرا ومخرجهما واحد مما يلي القلب ثم جعل بين الهمزة والهاء حرف اللام ومخرجه اللسان ترجمان القلب فوقعت النسبة بين اللامين والهمزة والهاء كما وقعت النسبة بين القلب الذي هو محل الكلام وبين اللسان المترجم عنه قال الاخطل

www.maktabah.org

ان الكلام لفى الفؤاد وانما * جعل اللسان على الفؤاد دليلا *

فلما كانت اللام من اللسان جعلها تنظر اليه لا الى نفسها فافناها عنها وهى الحنك الاسفل فلما نظرت اليه رأت ذاتها علت وارتفعت الى الحنك الاعلى واشتد اللسان بها فى الحنك اشتداد التمكن علوها وارتفاعها بمشاهدته وخرجت الواو من الشفتين الى الوجود الظاهر مخبرة دالة عليه وذلك مقام باطن النبوة وهى الشعرة التى فينا من الرسول صلى الله عليه وسلم وفى ذلك يكون الورث فخرج من هذا الوصل ان الهمزة والالف والهاء من عالم الملكوت واللام من عالم الجبروت والواو من عالم الملك ﴿وصل﴾ قوله الرحمن من البسملة الكلام على هذا الاسم فى هذا الباب من وجهين من وجه الذات ومن وجه الصفة فمن أعربه بدلا جعله ذاتا ومن أعربه نعتا جعله صفة والصفات ست ومن شرط هذه الصفات الحياة فظهرت السبعة وجميع هذه الصفات للذات وهى الالف الموجودة بين الميم والنون من الرحمن ويتركب الكلام على هذا الاسم من الخبر الثابت عن النبى صلى الله عليه وسلم ان الله خلق آدم على صورته من حيث اعادة الضمير على الله ويؤيد هذا النظر الرواية الاخرى وهى قوله عليه السلام على صورة الرحمن وهذه الرواية وان لم تصح من طريق أهل النقل فهى صحيحة من طريق الكشف فاقول ان الالف واللام والراء للعلم والارادة والقدرة والحاء والميم والنون مدلول الكلام والسمع والبصر وصفة الشرط التى هى الحياة مستصحبة لجميع هذه الصفات ثم الالف التى بين الميم والنون مدلول الموصوف وانما حذفت خطا لدلالة الصفات عليها دلالة ضرورية من حيث قيام الصفة بالموصوف فتجلت للعالم الصفات ولذلك لم يعرفوا من الاله غيرها ولا يعرفونها ثم الذى يدل على وجود الالف ولا بد ما ذكرناه وزيادة وهى اشباع فتحة الميم وذلك اشارة الهية الى بسط الرحمة على العالم فلا يكون أبدا ما قبل الالف الا مفتوحا فتدل الفتحة على الالف فى مثل هذا الموطن وهو محل وجود الروح الذى له مقام البسط لمحل التجلى ولهذا ذكر أهل عالم التركيب فى وضع الخطوط فى حروف العلة الياء المكسور ما قبلها اذ قد توجد الياء الصحيحة ولا كسر قبلها وكذلك الواو المضموم ما قبلها ولما ذكروا الالف لم يقولوا المفتوح ما قبلها اذ لا توجد الا والفتح فى الحرف الذى قبلها بخلاف الواو والياء فالاعتدال للالف لازم أبدا فالجاهل اذا لم يعلم فى الوجود منزها عن جميع النقائص الا الله تعالى نفى الروح القدسى الاعلى فقال ما فى الوجود الا الله فلما سئل فى التفصيل لم يوجد لديه تحصيل وانما خصصوا الواو بالمضموم ما قبلها والياء بالمكسور ما قبلها لما ذكرناه فصحت المفارقة بين الالف وبين الواو والياء فالالف للذات والواو العلية للصفات والياء العلية للافعال الالف للروح والعقل صفته وهو الفتحة والواو النفس والقبض صفتها وهو الضمة والياء الجسم ووجود الفعل صفته وهو الخفض فان انفتح ما قبل الواو والياء فذلك راجع الى حال المخاطب ولما كانتا غيرا ولا بد اختلفت عليهما الصفات ولما كانت الالف لا تقبل الحركات اتحدت بدلولها فلم يختلف عليها شئ البتة وسميت حروف العلة لما نذكره فألف الذات علة لوجود الصفة وواو الصفة علة لوجود الفعل وياء الفعل علة لوجود ما يصدر عنه فى عالم الشهادة من حركة وسكون فلهذا سميت عللا ثم أوجد النون من هذا الاسم نصف دائرة فى الشكل والنصف الآخر محصور معقول فى النقطة التى تدل على النون الغيبية الذى هو نصف الدائرة ويحسب الناس النقطة انها دليل على النون المحسوسة ثم أوجد مقدم الحاء مما يلى الالف المحذوفة فى الرقم اشارة الى مشاهدتها ولذلك سكنت ولو كان مقدمها الى الراء لتحركت فالالف الاولى للعلم واللام للارادة والراء للقدرة وهى صفة الايجاد فوجدنا الالف لها الحركة من كونها همزة والراء لها الحركة واللام ساكنة فاتحدت الارادة بالقدرة كما اتحد العلم والارادة بالقدرة اذا وصلت الرحمن بالله فأدغمت لام الارادة فى راء القدرة بعد ما قلبت راء وشددت لتحقيق الايجاد الذى هو الحاء وجود الكلمة ساكنة وانما سكنت لانها لا تنقسم والحركة منقسمة فلما كانت الحاء ساكنة سكونا حسيا ورأيناها مجاورة للراء راء القدرة عرفنا انها الكلمة وتمينها ﴿تنبيه﴾ أشار من أعربه بدلا من قوله الله الى مقام الجمع واتحاد الصفات وهو مقام من روى خلق آدم على صورته وذلك وجود العبد فى مقام الحق حد الخلافة والخلافة تستدعى الملك بالضرورة والملك ينقسم قسمين قسم راجع لذاته وقسم راجع لغيره والواحد من الاقسام يصلح فى هذا المقام على حد ما رتبناه فان البدل فى الموضع يحل محل

www.maktabah.org

المدل

البدل منه مثل قولنا جاءنى أخوك زيد فزيد بدل من أخيك بدل الشئ من الشئ وهما العين واحدة فان زيدا هو أخوك وأخاك هو زيد بلا شك وهذا مقام من اعتقد خلافه فما وقف على حقيقة ولا وحد قط موجده وأما من أعربه نعتا فانه أشار الى مقام التفرقة فى الصفة وهو مقام من روى خلق آدم على صورة الرحمن وهذا مقام الوراثة ولا تقع الابين غيرين مقام الحجاب بتغيب الواحد وظهور الثانى وهو المعبر عنه بالمثل وفيما قررنا دليل على ما أضمرنا فافهم ثم أظهر من النون الشطر الاسفل وهو الشطر الظاهر لنا من الفلك الدائر من نصف الدائرة ومركز العالم فى الوسط من الخط الذى يمتد من طرف الشطر الى الطرف الثانى والشطر الثانى المستور فى النقطة هو الشطر الغائب عنا من تحت نقيض الخط بالاضافة الينا اذ كانت رؤيتنا من حيث الفعل فى جهة فالشطر الموجود فى الخط هو المشرق والشطر المجموع فى النقطة هو المغرب وهو مطالع وجود الاسرار فالمشرق وهو الظاهر المركب ينقسم والمغرب وهو الباطن البسيط لا ينقسم وفيه أقول

عجبا للظاهر ينقسم * ولباطنه لا ينقسم
فالظاهر شمس فى حمل * والباطن فى أسد جلم
حقق وانظر معنى سترت * من تحت كنائفها الظلم
ان كان خفى هو ذاك بدا * عجبا والله هما القسم
فافزع للشمس ودع قمرا * فى الوتر يلوح وينعدم
واخلع نعلى قدمى كونى * علمى شفع يكن الكلم

ولذلك يتعلق العلم بالمعلومات والارادة الواحدة بالمرادات والقدرة الواحدة بالمقدورات فتقع القسمة والتعداد فى المقدورات والمعلومات والمرادات وهو الشطر الموجود فى الرقم ويقع الاتحاد والتنزه عن الاوصاف الباطنية من علم وقدرة وارادة وفى هذه الشارة فافهم ولما كانت الحاء ثمانية وهو وجود كمال الذات ولذلك عبرنا عنه بالكلمة والروح فكذلك النون خامسة فى العشرات اذ يتقدمها الميم الذى هو رابع فالنون جسمانى محل ايجاد مواد الروح والعقل والنفس ووجود الفعل وهذا كله مستودع فى النون وهى كلية الانسان الظاهرة ولهذا ظهرت ﴿تتمة﴾ وانما فصل بين الميم والنون بالالف مان اذ الميم ملكوتية لما جعلناه للروح والنون ملكية والنقطة جبروتية لوجود سر سلب الدعوى كأنه يقول أى يا روح الذى هو الميم لم نصطفك من حيث أنت لكن عناية سبقت لك فى وجود علمى ولو شئت لاطلعت على نقطة العقل ونون الانسانية دون واسطة وجودك فاعرف نفسك واعلم ان هذا الاختصاص بك منى من حيث أنا لا من حيث أنت فصحت الاصطفائية فلا تجلى لغيره أبدا فالحمد لله على ما أولى فتنبه يا مسكين فى وجود الميم دائرة على صورة الجسم مع التقدم كيف أشار به الى التنزه عن الانقسام وانقسام الدائرة لا يتناهى فانقسام روح الميم بمعلوماته لا يتناهى وهو فى ذاته لا ينقسم ثم انظر الميم اذا انفصل وحده كيف ظهرت منه مادة التعريق لما نزل الى وجود الفعل فى عالم الخطاب والتكليف فصارت المادة فى حق الغير لا فى حق نفسه اذ الدائرة تدل عليه خاصة فازاد فليس فى حقه اذ قد ثبتت ذاته فلم يبق الا أن يكون فى حق غيره فلما نظر العبد الى المادة مد تعريقا وهذا هو وجود التحقيق ثم اعلم ان الجزء المتصل بين الميم والنون هو مركز ألف الذات وخفيت الالف ليقع الاتصال بين الميم والنون بطريق المادة وهو الجزء المتصل ولو ظهرت الالف لما صح التعريق للميم لان الالف حالت بينهما وفى هذا تنبيه على قوله رب السموات والارض وما بينهما الرحمن وجود الالف المرادة هذا على من أعربه مبتدأ ولا يصح من طريق التركيب والصحيح أن يعرب بدلا من الرب فتبقى الالف هنا عبارة عن الروح والحق قائم بالجميع والميم السموات والنون الارض واذا ظهرت الالف بين الميم والنون فان الاتصال بالميم لا بالنون فلا تأخذ النون صفة أبدا من غير واسطة لقطعها ودل اتصالها بالميم على الاخذ بلا واسطة والعدم الذى صح به القطع فيه يفنى النون ويبقى الميم محجوبا عن سر قدمه بالنقطة التى فى وسطه التى هى جوف دائرته بالنظر الى ذاته بعد أن لم تكن فيما ظهر له ﴿سؤال وجوابه﴾ قيل فكيف

عرفت سر قدمه ولم يعرفه هو وهو أحق بمعرفة نفسه منك ان نظرت الى ظاهرك أوهل العالم بسر القدم فيه هو المعنى الموجود فيك المتكلم فيه وهو مسمى الروح فقد وقف على سر قدمه الجواب عن ذلك ان الذى علم منا سر القدم هو الذى حجبه هناك فمن الوجه الذى أثبتنا له العلم غير الوجه الذى أثبتنا له منه عدم العلم ونقول انما حصل له ذلك علما لا عينا وهذا موجود فليس من شرط من علم شيأ أن يراه والرؤية للمعلوم أتم من العلم به من وجه وأوضح فى المعرفة به فكل عين علم وليس كل علم عينا اذ ليس من شرط من علم ان ثم مكة رآها واذا رآها قطعنا انه يعلمها ولا أريد الاسم فللعين درجة على العلم معلومة كما قيل

ولكن للعيان لطيف معنى * لذا سأل المعاينة الكليم

بل أقول ان حقيقة سر القدم الذى هو حق اليقين لانه لا يعاين فلم يشاهده لرجوعه لذات موجده ولو علم ذات موجده لكان نقصا فى حقه فغاية كماله فى معرفة نفسه بوجودها بعد أن لم تكن عيناه هذا فصل عجيب ان تدبرته وقفت على عجائب فافهم ﴿تكملة﴾ اتصلت اللام بالراء اتصال اتحاد نطقا من حيث كونهما صفتين باطنتين فسهل عليهما الاتحاد ووجدت الحاء التى هى الكلمة المعبر عنها بالمقدور والراء منفصلة عن الراء التى هى القدرة ليتميز المقدور من القدرة ولئلا تتوهم الحاء المقدورة انها صفة ذات القدرة فوقع الفرق بين القديم والمحدث فافهم يرحمك الله ثم اتعلم ان رحمن هو الاسم وهو للذات والالف واللام اللذان للتعريف هما الصفات ولذلك يقال رحمان معزولهما كما يقال ذات ولا تسمى صفة معهما انظر فى اسم مسيلمة الكذاب تسمى برحمان ولم يهتد الى الالف واللام لان الذات محل الدعوى عند كل أحد وبالصفات يفتضح المدعى فرحمان مقام الجمع وهو مقام الجهل أشرف ما يرتقى اليه فى طريق الله الجهل به تعالى ومعرفته الجهل به فانها حقيقة العبودية قال تعالى وأنفقوا مما جعلكم مستخلفين فيه فجردك ومما يؤيد هذا قوله تعالى وما أوتيتم من العلم الا قليلا وقوله الذين آتيناهم الكتاب يتلونه حق تلاوته فحقيقة الاستخلاف سلب مسيلمة وابليس والدجال وكان من حالهم ما علم فلو استحقوه ذاتا ما سلبوه البتة ولكن ان نظرت بعين التنفيذ والقبول الكلى لا بعين الامر وجدت المخالف طائعا والمعوج مستقيما والكل داخل فى الرق شاؤا أم أبوا فاما ابليس ومسيلمة فصرحا بالعبودية والدجال أبى فتأمل من أين تكلم كل واحد منهم وما الحقائق التى لاحت لهم حتى أوجبت لهم هذه الاحوال ﴿تتمة﴾ لما نطقنا بقوله بسم الله الرحمن الرحيم لم يظهر للالف واللام وجود فصار الاتصال من الذات للذات والله والرحمن اسمان للذات فرجع على نفسه بنفسه ولهذا قال صلى الله عليه وسلم وأعوذ بك منك لما انتهى الى الذات لم ير غيرا وقد قال أعوذ بك ولا بد من مستعاذ منه فكشف له عنه فقال منك ومنك هو والدليل عليه أعوذ ولا يصح أن يفصل فانه فى الذات ولا يجوز التفصيل فيها فتبين من هذا ان كلمة الله هى العبد فكان لفظة الله للذات دليل كذلك العبد الجامع الكلى فالعبد هو كلمة الجلالة قال بعض المحققين فى حال ما أنا الله وقالها أيضا بعض الصوفية من مقامين مختلفين وشتان بين مقام المعنى ومقام الحرف الذى وجد له فقابل تعالى الحرف بالحرف أعوذ برضاك من سخطك وقابل المعنى بالمعنى وأعوذ بك منك وهذا غاية المعرفة ﴿خاتمة﴾ واملك تفرق بين الله وبين الرحمن لما تعرض لك فى القرآن قوله تعالى اعبدوا الله ولم يقولوا وما الله ولما قيل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن ولهذا كان النعت أولى من البدل عند قوم وعند آخرين البدل أولى لقوله تعالى قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أياما تدعوا فله الاسماء الحسنى فجعلها للذات ولم تنكر العرب كلمة الله فانهم القائلون ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى فعلموه ولما كان الرحمن يعطى الاشتقاق من الرحمة وهى صفة موجودة فيهم خافوا أن يكون المعبود الذى يدلهم عليه من جنسهم فأنكروا وقالوا وما الرحمن لما لم يكن من شرط كل كلام أن يفهم معناه ولهذا قال قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن لما كان اللفظان راجعين الى ذات واحدة وذلك حقيقة العبد والبارى منزه عن ادراك التوهم والعلم المحيط به جل عن ذلك ﴿وصل﴾ فى قوله الرحيم من البسملة الرحيم صفة محمد صلى الله عليه وسلم قال تعالى بالمؤمنين رؤف رحيم وبه كمال الوجود وبالرحيم تمت البسملة وبتمامها تم العالم خلقا وابداعا وكان عليه السلام مبتدأ وجود

العالم

العالم عقلا ونفسا متى كنت نبيا قال وآدم بين الماء والطين فبه بدئ الوجود باطنا وبه ختم المقام ظاهرا فى عالم التخطيط فقال لا رسول بعدى ولا نبى فالرحيم هو محمد صلى الله عليه وسلم وبسم هو أبونا آدم وأعنى فى مقام ابتداء الامر ونهايته وذلك ان آدم عليه السلام هو حامل الاسماء قال تعالى وعلم آدم الاسماء كلها ومحمد صلى الله عليه وسلم حامل معانى تلك الاسماء التى حملها آدم عليهما السلام وهى الكلم قال صلى الله عليه وسلم أوتيت جوامع الكلم ومن أثنى على نفسه أمكن وأتم ممن أثنى عليه كيحيي وعيسى عليهما السلام ومن حصل له الذات فالاسماء تحت حكمه وليس من حصل الاسماء أن يكون المسمى محصلا عنده وبهذا فضلت الصحابة علينا فانهم حصلوا الذات وحصلنا الاسم ولما راعينا الاسم مراعاتهم الذات ضوعف لنا الاجر والحسرة الغيبة التى لم تكن لهم فكان تضعيف على تضعيف فنحن الاخوان وهم الاصحاب وهو صلى الله عليه وسلم الينا بالاشواق وما أفرحه بلقاء واحد منا وكيف لا يفرح وقد ورد عليه من كان بالاشواق اليه فهل تقاس كرامته به وبره وتحفيه وللعامل منا أجر خمسين ممن يعمل بعمل أصحابه لا من أعيانهم لكن من أمثالهم فذلك قوله بل منكم فجدوا واجتهدوا حتى يعرفوا أنهم خلفوا بعدهم رجالا لو أدركوه ماسبقوهم اليه ومن هنا تقع المجازاة والله المستعان ﴿تنبيه﴾ ثم لتعلم ان بسم الله الرحمن الرحيم أربعة ألفاظ لها أربعة معان فتلك ثمانية وهم حملة العرش المحيط وهم من العرش وهنا هم الحملة من وجه والعرش من وجه فانظر واستخرج من ذاتك لذاتك ﴿تنبيه﴾ ثم وجدنا ميم بسم الذى هو آدم عليه السلام معرقا ووجدنا ميم الرحيم معرقا الذى هو محمد صلى الله عليه وسلم تسليما فعلمنا ان مادة ميم آدم عليه السلام لوجود عالم التركيب اذ لم يكن مبعوثا وعلمنا ان مادة ميم محمد صلى الله عليه وسلم لوجود الخطاب عموما كما كان آدم عندنا عموما فلهذا امتدا ﴿انباه﴾ قال سيدنا الذى لا ينطق عن الهوى ان صلحت أمتى فلها يوم وان فسدت فلها نصف يوم واليوم ربانى فان أيام الرب كل يوم من ألف سنة مما تعدون بخلاف أيام الله وأيام ذى المعارج فان هذه الايام أكبر فلكا من أيام الرب وسيأتى ان شاء الله ذكرها فى داخل الكتاب فى معرفة الازمان وصلاح الامة بنظرها اليه صلى الله عليه وسلم وفسادها باعراضها عنه فوجدنا بسم الله الرحمن الرحيم يتضمن ألف معنى كل معنى لا يحصل الا بعد انقضاء حول ولا بد من حصول هذه المعانى التى تضمنها بسم الله الرحمن الرحيم لانه ما ظهر الا ليعطى معناه فلا بد من كمال ألف سنة لهذه الامة وهى فى أول دورة الميزان ومدتها ستة آلاف سنة روحانية محققة ولهذا ظهر فيها من العلوم الالهية مالم يظهر فى غيرها من الامم فان الدورة التى انقضت كانت ترابية فغاية علمهم بالطبائع والالهيون فيهم غرباء قليلون جدا يكاد لا يظهر لهم عين ثم ان المتأله منهم ممتزج بالطبيعة ولا يبدو المتأله منا صرف خالص لا سبيل لحكم الطبع عليه (مفتاح) ثم وجدنا فى الله وفى الرحمن ألفين ألف الذات وألف العلم ألف الذات خفية وألف العلم ظاهرة لتجلى الصفة على العالم ثم أيضا خفيت فى الله ولم تظهر لرفع الالتباس فى الخط بين الله واللاه ووجدنا فى بسم الذى هو آدم عليه السلام ألفا واحدة خفيت لظهور الباء ووجدنا فى الرحيم الذى هو محمد صلى الله عليه وسلم ألفا واحدة ظاهرة وهى ألف العلم ونفس سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم الذات خفيت فى آدم عليه السلام الالف لانه لم يكن مرسلا الى أحد فلم يحتج الى ظهور الصفة وظهرت فى سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم لكونه مرسلا فطلب التأييد فاعطى الالف فظهر بها ثم وجدنا الباء من بسم قد عملت فى ميم الرحيم فكان عمل آدم فى محمد صلى الله عليهما وسلم وجود التركيب وفى الله عمل سبب داع وفى الرحمن عمل بسبب مدعو ولما رأينا ان النهاية أشرف من البداية قلنا من عرف نفسه عرف ربه والاسم سلم الى المسمى ولما علمنا ان روح الرحيم عمل فى روح بسم لكونه نبيا وآدم بين الماء والطين ولولاهما ما كان سمى آدم علمنا ان بسم هو الرحيم اذ لا يعمل شئ الا من نفسه لا من غيره فانعدمت النهاية والبداية والشرك والتوحيد وظهر عز الاتحاد وسلطانه فمحمد للجمع وآدم للتفريق (ايضاح) الدليل على ان الالف فى قوله الرحيم ألف العلم قوله ولا خمسة الا هو سادسهم وفى ألف باسم ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم فالالف الالف ولا أدنى من ذلك باطن التوحيد ولا أكثر يد ظاهره ثم خفيت الالف فى آدم من باسم لانه أول موجود ولم يكن له منازع يدعى مقامه فدل بذاته من أول وهلة على وجود موجده لما كان مفتتح وجودنا وذلك لما

www.maktabah.org

نظرفى وجوده نعرض له أمران هل أوجده موجود لا أول له أوهل أوجده هو نفسه ومحال أن يوجد هو نفسه لانه لايخلو أن يوجد نفسه وهو موجود أو يوجدها وهو معدوم فان كان موجودا فما الذى أوجد وان كان معدوما فكيف يصح منه ايجاد وهو عدم فلم يبق الا أن يوجده غيره وهو الالف ولذلك كانت السين ساكنة وهو العدم والميم متحركة وهو أوان الايجاب فلما دل عليه من أول وهلة خفيت الالف لقوة الدلالة وظهرت فى الرحيم لضعف الدلالة لمحمد صلى الله عليه وسلم لوجود المنازع فأيده بالالف فصار الرحيم محمدا والالف منه الحق المؤيد له من اسمه الظاهر قال تعالى فأصبحوا ظاهرين فقال قولوا لا اله الا الله وانى رسوله فمن آمن بلفظه لم يخرج من رق الشرك وهو من أهل الجنة ومن آمن بمعناه انتظم فى سلك التوحيد فصحت له الجنة الثامنة وكان ممن آمن بنفسه فلم يكن فى ميزان غيره اذ قد وقعت السوية واتحدت الاصطفائية جمعا واختلفت رسالة ووجدنا بسم ذا نقطة والرحمن كذلك والرحيم ذا نقطتين والله مصمت فلم توجد فى الله لما كان الذات ووجدت فيما بقى لكونهم محل الصفات فاتحدت فى بسم آدم لكونه فردا غير مرسل واتحدت فى الرحمن لانه آدم وهو المستوى على عرش الكائنات المركبات وبقى الكلام على نقطتى الرحيم مع ظهور الالف فالياء الليالى العشر والنقطتان الشفع والالف الوتر والاسم بكليته والفجر ومعناه الباطن الجبروتى والليل اذا يسرى وهو الغيب الملكوتى وترتيب النقطتين الواحدة مما تلى الميم والثانية مما تلى الالف والميم وجود العالم الذى بعث اليهم والنقطة التى تليه أبو بكر رضى الله عنه والنقطة التى تلى الالف محمد صلى الله عليه وسلم وقد تقيت الياء عليهما كالغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانه واقف مع صدقه ومحمد عليه السلام واقف مع الحق فى الحال الذى هو عليه فى ذلك الوقت فهو الحكيم كفعله يوم بدر فى الدعاء والالحاح وأبو بكر عن ذلك صاح فان الحكيم يوفى المواطن حقها ولما لم يصح اجتماع صادقين معا لذلك لم يقم أبو بكر فى حال النبى صلى الله عليه وسلم وثبت مع صدقه به فلو فقد النبى صلى الله عليه وسلم فى ذلك الموطن وحضره أبو بكر لقام فى ذلك المقام الذى أقيم فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم لانه ليس ثم أعلى منه يحجبه عن ذلك فهو صادق ذلك الوقت وحكيمه وما سواه تحت حكمه فلما نظرت نقطة أبى بكر الى الطالبين أسف عليه فاظهر الشدة وغلب الصدق وقال لا تحزن لا ثر ذلك الاسف ان الله معنا كما أخبرتنا وان جعل منازع أن محمدا هو القائل لم نبال لما كان مقامه صلى الله عليه وسلم الجمع والتفرقة معا وعلم من أبى بكر الاسف ونظر الى الالف فتأبد وعلم ان أمره مستمر الى يوم القيامة قال لا تحزن ان الله معنا وهذا أشرف مقام ينتهى اليه تقدم الله عليك ما رأيت شيأ الا رأيت الله قبله شهود بكرى ورائحة محمدية وخاطب الناس بمن عرف نفسه عرف ربه وهو قوله تعالى يخبر عن ربه تعالى كلا ان معى ربى سيهدين والمقالة عندنا انما كانت لابى بكر رضى الله عنه ويؤيدنا قول النبى صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا لاتخذت أبا بكر خليلا فالنبى صلى الله عليه وسلم ليس بصاحب وبعضهم أصحاب بعض وهم له أنصار وأعوان فافهم اشارتنا تهد الى سواء السبيل ﴿لطيفة﴾ النقطتان الرحيمية موضع القدمين وهو أحد خلع النعلين الامر والنهى والالف الليلة المباركة وهى غيب محمد صلى الله عليه وسلم ثم فرق فيه الى الامر والنهى وهو قوله فيها يفرق كل أمر حكيم وهو الكرسى والحاء العرش والميم ماحواه والالف حد المستوى والراء صريف القلم والنون الدواة التى فى اللام فكتب ما كان وما يكون فى قرطاس لوح الرحيم وهو اللوح المحفوظ المعبر عنه بكل شئ فى الكتاب العزيز من باب الاشارة والتنبيه قال تعالى وكتبنا له فى الالواح من كل شئ وهو اللوح المحفوظ موعظة وتفصيلا لكل شئ وهو اللوح المحفوظ الجامع ذلك عبارة عن النبى صلى الله عليه وسلم فى قوله أوتيت جوامع الكلم موعظة وتفصيلا وهما نقطتا الامر والنهى لكل شئ غيب محمد الالف المشار اليه بالليلة المباركة فالالف للعلم وهو المستوى واللام للارادة وهو النون أعنى الدواة والراء للقدرة وهو القلم والحاء للعرش والياء للكرسى ورأس الميم للسماء وتعريقه للارض فهذه سبعة أنجم نجم منها يسبح فى فلك الجسم ونجم فى فلك النفس الناطقة ونجم فى فلك سر النفس وهو الصديقية ونجم فى فلك القلب ونجم فى فلك العقل ونجم فى فلك الروح فحل ما قفلنا وفيما قررنا مفتاح لما أضمرنا فاطلب تجد ان شاء الله فبسم الله الرحمن الرحيم وان تعدد فهو واحد اذا حقق من وجه ما ﴿وصل فى أسرار أم

www.maktabah.org

القرآن

القرآن من طريق خاص ﴾ وهى فاتحة الكتاب والسبع المثانى والقرآن العظيم والكافية والبسملة آية منها وهى تتضمن الرب والعبد ولنا فى تقسيمها قريض منه

للنيرين طلوع بالفؤاد فما * فى سورة الحمد يبدو ثالث لهما
فالبدر محو وشمس الذات مشرقة * لولا الشروق لقد ألفيته عدما
هذى النجوم بافق الشرق طالعة * والبدر للمغرب العقلى قد لزما
فان تبدّى فلا نجم ولا قمر * يلوح فى الفلك العلوى مرتسما

فهى فاتحة الكتاب لان الكتاب عبارة من باب الاشارة عن المبدع الاول فالكتاب يتضمن الفاتحة وغيرها لانها منه وانما صح لها اسم الفاتحة من حيث انها أول ما افتتح بها كتاب الوجود وهى عبارة عن المثل المنزه فى ليس كمثله شئ بان تكون الكاف عين الصفة فلما أوجد المثل الذى هو الفاتحة أوجد بعده الكتاب وجعله مفتاحاله فتأمل وهى أم القرآن لان الام محل الايجاد والموجود فيها هو القرآن والموجد الفاعل فى الام فالام هى الجامعة الكلية وهى أم الكتاب الذى عنده فى قوله تعالى وعنده أم الكتاب فانظر عيسى ومريم عليهما السلام وفاعل الايجاد يخرج لك عكس ما بدا الحس فالام عيسى والابن الذى هو الكتاب العندى أو القرآن مريم عليها السلام فافهم وكذلك الروح ازدوج مع النفس بواسطة العقل فصارت النفس محل الايجاد حسا والروح ما أتاها الا من النفس فالنفس الاب فهذه النفس هو الكتاب المرقوم لنفوذ الخط فظهر فى الابن ما خط القلم فى الام وهو القرآن الخارج على عالم الشهادة والام أيضا عبارة عن وجود المثل محل الاسرار فهو الرق المنشور الذى أودع فيه الكتاب المسطور المودعة فيه تلك الاسرار الالهية فالكتاب هذا أعلى من الفاتحة اذ الفاتحة دليل الكتاب ومدلولها وشرف الدليل بحسب ما يدل عليه أرأيت لو كان مفتاحا لضد الكتاب المعلوم ان لو فرض له ضد حقر الدليل لحقارة المدلول ولهذا أشار النبى صلى الله عليه وسلم ان لا يسافر بالمصحف الى أرض العدو لدلالة تلك الحروف على كلام الله تعالى اذ قد سماها الحق كلام الله والحروف الذى فيه أمثالها وأمثال الكلمات اذا لم يقصد بها الدلالة على كلام الله يسافر بها الى أرض العدو ويدخل بها مواضع النجاسات وأشباهها والكشف وهى السبع المثانى والقرآن العظيم الصفات ظهرت فى الوجود فى واحد وواحد فحضرة تفرد وحضرة تجمع فمن البسملة الى الدين افراد وكذلك من اهدنا الى الضالين وقوله اياك نعبد واياك نستعين تشمل قال الله تعالى قسمت الصلاة بينى و بين عبدى نصفين فنصفها لى ونصفها لعبدى ولعبدى ما سأل فلك السؤال ومنه العطاء كما ان له السؤال بالامر والنهى ولك الامتثال يقول العبد الحمد لله رب العالمين يقول الله حمدنى عبدى يقول العبد الرحمن الرحيم يقول الله أثنى علىّ عبدى يقول العبد ملك يوم الدين يقول الله مجدنى عبدى ومرة قال فوّض الىّ عبدى هذا افراد الاهى وفى رواية يقول العبد بسم الله الرحمن الرحيم يقول الله ذكرنى عبدى ثم قال يقول العبد اياك نعبد واياك نستعين يقول الله هذه بينى و بين عبدى ولعبدى ما سأل فما هى العطاء واياك فى الموضعين ملحق بالافراد الالهى يقول العبد اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين فهؤلاء لعبدى هذا هو الافراد العبدى المألوه ولعبدى ما سأل سال مألوه تما الها فلم تبق الا حضرتان فصح المثانى فظهرت فى الحق وجودا وفى العبد الكلى ايجادا فوصف نفسه بها ولا موجود سواه فى العماء ثم وصف بها عبده حين استخلفه ولذلك خرّوا له ساجدين لتمكن الصورة ووقع الفرق من موضع القدمين الى يوم القيامة والقرآن العظيم الجمع والوجود وهو افراده عنك وجمعك به وليس سوى قوله اياك نعبد واياك نستعين وحسب والله يقول الحق وهو يهدى السبيل (واقعة) أرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان رضى الله عنه الىّ آمرا بالكلام فى المنام بعد ما وقعت شفاعتى على جماعتى ونجا الكل من أسر الهلاك وقرب المنبر الاسنى وصعدت عليه عن الاذن العالى المحمدى الاسمى بالاقتصار على لفظة الحمد لله خاصة وزل التأييد ورسول الله صلى الله عليه وسلم عن يمين المنبر قاعد فقال العبد بعد ما أنشد وحمد وأثنى و بسمل حقيقة الحمد هى العبد المقدس المنزه لله اشارة الى الذات الازلية وهو مقام انفصال

www.maktabah.org

وجود العبد من وجود الاله ثم غيبه عن وجوده بوجوده الازلى وأوصله به فقال لله فاللام الداخلة على قوله الله الخافضة له هى حقيقة المألوه فى باب التواضع والذلة وهى من حروف المعانى لا من حروف الهجاء ثم قدمها سبحانه على اسم نفسه آخر بعد ... لتبرئها المعرفة بنفسها وتصديقا لتقديم النبى صلى الله عليه وسلم اياها فى قوله من عرف نفسه عرف ربه فقدم معرفة النفس على معرفة الرب ثم عمات فى الاسم الله لتحقيق الاتصال وتمكينها من المقام ولما كانت فى مقام الوصلة ربما توهم ان الحمد غير اللام فخفض العبد اتباعا لحركة اللام فقرئ الحمد لله بخفض الدال فكان لفظة الحمد بدلا من اللام بدل شئ من شئ وهما العين واحدة فالحمد هو وجود اللام واللام هى الحمد فاذا كانا شيأ واحدا كان الحمد فى مقام الوصلة مع الله لانه عين اللام فكان معنى كما كانت اللام لفظا ومعنى ثم حقيقة الخفض فيها اثبات العبودية ثم احيانا يفنيها عن نفسها فناء كليا برفعها الى المقام الاعلى فى الاولية ثم يبقى حقيقتها فى الآخرية فيقول الحمد لله برفع اللام اتباعا لحركة الدال وهذا مما يؤيد ان الحمد اللام وهو المعبر عنه بالرداء والثوب اذ كان هو محل الصفات وافتراق الجمع فغاية معرفة العباد أن تصل اليه ان وصلت والحق وراء ذلك كله أو قل ومع ذلك كله فلما رفعها بالفناء عنها ابتداء أراد أن يعرفها مع فنائها انها ما برحت من مقامها فجعلها عاملة وجعل رفعها عارضا فى حق الحق فابقى الهاء مكسورة تدل على وجود اللام فى مقام خفض العبودة ولهذا شدت اللام الوسطى بلفظة لا أى ذات الحق ليست ذات العبد وانما هى حقيقة المثل لتجلى الصورة . الهاء تعود على اللام لما هى معمولها فلو كانت الهاء كناية عن ذات الحق لم تعمل فيها اللام بل هو العامل فى كل شئ فاذا كانت اللام هى نفس الحمد والهاء معمول اللام فالهاء هى اللام وقد كانت اللام هى الحمد فالهاء الحمد بلا مزيد وقد قلنا ان اللام المشددة لنفى الجمع لتحد موضع الفصل فخرج من مضمون هذا الكلام ان الحمد هو قوله لله وأن قوله لله هو قوله الحمد فغاية العبد أن حمد نفسه الذى يرى فى المرآة اذ لا طاقة للمحدث على حمل القديم فاحدث المثل على الصورة وصار الموحد مرآة فلما انجلت صورة المثل فى مرآة الذات قال لها حين أبصرت الذات فعطست فميزت نفسها احدى من رأيت فحمدت نفسها فقالت الحمد لله فقال لها يرحمك ربك يا آدم لهذا خلقتك فسبقت رحمته غضبه ولهذا قال عقيب قوله الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم فقدم الرحمة ثم قال غير المغضوب عليهم فاخر غضبه فسبقت الرحمة الغضب فى أول افتتاح الوجود فسبقت الرحمة الى آدم قبل العقوبة على أكل الشجرة ثم رحم بعد ذلك فجاءت رحمتان بينهما غضب فتطلب الرحمتان أن تمتزجا لانهما مثلان فانضمت هذه الى هذه فانعدم الغضب بينهما كما قال بعضهم فى يسرين بينهما عسر

- اذا ضاق عليك الامـر فكر فى ألم نشرح
فعسر بين يسرين * اذا ذكرته فافرح

فالرحمة عبارة عن الموجود الاول المعبر عنه بالمطلوب والمغضوب عليهم النفس الامارة والضالون عالم التركيب ما دامت هى مغضوبة عليها اذ البارى منزه عن أن يتنزه اذ لا غير ولا موجود الا هو ولهذا أشار صلى الله عليه وسلم بقوله المؤمن مرآة أخيه لوجود الصورة على كمالها اذ هى محل المعرفة وهى الموصلة ولو أوجده على غير تلك الصورة لكان جمادا فالحمد لله الذى من على العارفين به الواقفين معه بمواد العناية أزلا وأبدا ﴿تنبيه﴾ اللام تفنى الرسم كما ان الباء تبقيه ولهذا قال أبو العباس بن العريف العلماء لى والعارفون بى فاثبت المقام الاعلى للام فانه قال فى كلامه والعارفون بالهمم ثم قال فى حق اللام والحق وراء ذلك كله ثم زاد تنبيها على ذلك ولم يقنع بهذا وحده فقال والهمم للوصول والهمة للعارفين الباقيين وقال فى العلماء اللاميين وانما يتبين الحق عند اضمحلال الرسم وهذا هو مقام اللام فناء الرسم فالحمد لله أعلى من الحمد بالله فان الحمد بالله يبقيك والحمد لله يفنيك فاذا قال العالم الحمد لله أى لا حامد لله الا هو فاحرى أن لا يكون ثم محمود سواه وتقول العامة الحمد لله أى لا محمود الا الله وهى الحامدة فاشتركا فى صورة اللفظ فالعلماء أفنت الحامدين المخلوقين والمحمودين والعامة أفنت المحمودين من الخلق خاصة وأما العارفون فلا يمكن لهم أن يقولوا الحمد لله الا مثل العامة وانما مقامهم الحمد بالله لبقاء نفوسهم عندهم ولنحقق هذا الفصل فانه من لباب المعرفة ﴿وصل فى قوله

رب العالمين الرحمن الرحيم﴾ أثبت بقوله عندنا وفى قلوبنا رب العالمين حضرة الربوبية وهذا مقام العارف ورسوخ قدم النفس وهو موضع الصفة فان قولنا الله ذاتية المشهد عالية المحتد ثم أتبعه بقوله رب العالمين أى مربيهم ومغذيهم والعالمين عبارة عن كل ماسوى الله والتربية تنقسم قسمين تربية بواسطة وبغير واسطة فأما الكاملة فلا يتصور واسطة فى حقه ألبتة وأما من دونه فلا بد من الواسطة ثم تنقسم التربية قسمين التى بالواسطة خاصة قسم محمود وقسم مذموم ومن القديم تعالى الى النفس والنفس داخلة فى الحد مالم الامحدود خاصة وأما المذموم والمحمود فمن النفس الى عالم الحس فكانت النفس محلا قابلا لوجود التغيير والتطهير فنقول ان الله تعالى لما أوجد الكاملة المعبر عنها بالروح الكلى ايجادا بداع أوجدها فى مقام الجهل ومحل السلب أى أعماها عن رؤية نفسه فبقى لا يعرف من أين صدر ولا كيف صدر وكان الغذاء فيه الذى هو سبب حياته وبقائه وهو لا يعلم فحرك الله همته الطلب ماعنده وهو لا يدرى انه عنده فاخذ فى الرحلة بهمته فاشهده الحق تعالى ذاته فسكن وعرف ان الذى طلب لم يزل موصوفا قال ابراهيم بن مسعود الالبيرى

قد يرحل المرء لمطلوبه ✽ والسبب المطلوب فى الراحل

وعلم ما أودع الله فيه من الاسرار والحكم وتحقق عنده حدوثه وعرف ذاته معرفة احاطية فكانت تلك المعرفة له غذاء معينا يتقوت به وتدوم حياته الى غير نهاية فقال له عند ذلك التجلى الاقدس ما اسمى عندك فقال أنت ربى فلم يعرفه الا فى حضرة الربوبية وتفرد القديم بالالوهية فانه لا يعرفه الا هو فقال له سبحانه أنت مربوبى وأنا ربك أعطيتك أسمائى وصفاتى فمن رآك رآنى ومن أطاعك أطاعنى ومن علمك علمنى ومن جهلك جهلنى فغاية من دونك أن يتوصلوا الى معرفة نفوسهم منك وغاية معرفتهم بك العلم بوجودك لا بكيفيتك كذلك أنت منى لا تتعدى معرفة نفسك ولا ترى غيرك ولا يحصل لك العلم بى الا من حيث الوجود ولو أحطت علما بى لكنت أنا ولكنت محاطا لك وكانت أنيتى أنيتك وليست أنيتك أنيتى فامدك بالاسرار الالهية وأربيك بها فتجدها مجعولة فيك فتعرفها وقد حجبتك عن معرفة كيفية امدادى لك بها اذ لا طاقة لك بحمل مشاهدتها اذ لو عرفتها لاتحدت الانية واتحاد الانية محال فشاهدتك لذلك محال هل ترجع أنية المركب أنية البسيط لا سبيل الى قلب الحقائق فاعلم ان من دونك فى حكم التبعية لك كما أنت فى حكم التبعية لى فانت ثوبى وأنت ردائى وأنت غطائى فقال له الروح ربى سمعتك تذكر ان لى ملكا فاين هو فاستخرج له النفس منه وهى المفعول عن الانبعاث فقال هذا بعضى وأنا كله كما أنا منك ولست منى قال صدقت ياروحى قال بك نطقت يا ربى انك ربيتنى وحجبت عنى سر الامداد والتربية وانفردت أنت به فاجعل امدادى محجوبا عن هذا الملك حتى يجهلنى كما جهلتك فخلق فى النفس صفة القبول والافتقار ووزر العقل الى الروح المقدس ثم أطلع الروح على النفس فقال لها من أنا قالت ربى بك حياتى وبك بقائى فتاه الروح بملكه وقام فيه مقام ربه فيه وتخيل ان ذلك هو نفس الامداد فأراد الحق أن يعرفه ان الامر على خلاف ما تخيل وانه لو أعطاه سر الامداد كما سأل لما انفردت الالوهية عنه بشئ ولا تحدت الانية فلما أراد ذلك خلق الهوى فى مقابلته وخلق الشهوة فى مقابلة العقل ووزرها الهوى وجعل فى النفس صورة القبول لجميع الواردات عموما فخصت النفس بين ربين قويين لهما وزيران عظيمان ومازال هذا يناديها وهذا يناديها والكل من عند الله قال تعالى قل كل من عند الله وكلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك ولهذا كانت النفس محل التغيير والتطهير قال تعالى فالهمها فجورها وتقواها فى أثر قوله ونفس وما سوّاها فان أجابت منادى الهوى كان التغيير وان اجابت منادى الروح كان التطهير شرعا وتوحيدا فلما رأى الروح ينادى ولا يسمع مجيبا فقال مامنع ملكى من أجابتى قال له الوزير فى مقابلتك ملك مطاع عظيم السلطان يسمى الهوى عطيته معجلة له الدنيا بحذافيرها فبسط لها حضرته ودعاها فاجابته فرجع الروح بالشكوى الى الله تعالى فثبتت عبوديته وذلك كان المراد وتنزلت الارباب والمربوبون كل واحد على حسب مقامه وقدره فعالم الشهادة المنفصل ربهم عالم الخطاب وعالم الشهادة المتصل ربهم عالم الجبروت وعالم الجبروت ربهم عالم الملكوت وعالم الملكوت ربهم الكلمة والكلمة ربها

www.muktabah.org

رب الكل الواحد الصمد وقد أشبعنا القول فى هذا الفصل فى كتابنا المسمى بالتدبيرات الالهية فى اصلاح المملكة الانسانية فاضربنا عن تتميم هذا الفصل هنا مخافة التطويل وكذلك ذكرناه أيضا فى تفسير القرآن فسبحان من تفرد بتربية عباده وحجب من حجب منهم بالوسائط وخرج من هذا الفصل لمن عرف روحه ومعناه ان الرب هو الله سبحانه وان العالمين هو المثل الكلى ولذلك أوجده فى العالمين على ثمانية أحرف عرشا واستوى عليه باللطف والتربية والحنان والرحمة الرحمانية المؤكدة بالرحيمية لتميز الدار الحيوان لقوله تعالى الرحمن الرحيم فعم بالرحمان وخص بالرحيم فالرحمان فى عالمه بالوسائط وغيرها والرحيم فى كل انه بلا واسطة لوجود الاختصاص وشرف العناية فافهم والاسلم تسلم

﴿وصل فى قوله تعالى ملك يوم الدين﴾ يريد يوم الجزاء وحضرة الملك من مقام التفرقة وهى جمع فانه لا تقع التفرقة الا فى الجمع قال فيها يفرق كل أمر حكيم فهى مقام الجمع وقد ثبت سلطان التفرقة فهى مقام التفرقة فافترق الجمع الى أمر ونهى خطابا وسخط ورضى ارادة وطاعة وعصيان فعل مألوه وعد ووعيد فعل اله والملك فى هذا اليوم من حقت له الشفاعة واختص بها ولم يقل نفسى وقال أمتى والملك فى وجودنا المطلوب للقيامة المعجلة التى تظهر فى طريق التصوف هو الروح القدسى ويوم القيامة وقت ايجاده الجزاء أوطولب به ان كانت عقوبة لابد من ذلك فان كانت الطاعة فجنات من نخيل وأعناب وان كانت المعصية الكفرانية فجهنم من أغلال وعذاب ومن مقام الدعوى فى الصورتين فنفرض الكلام فى هذه الآية على حد الملك وما ينبغى له وهل ترتقى النفس من يوم الدين الى الفناء عنه فاقول ان الملك من صح له الملك بطريق الملك وسجد له الملك وهو الروح فلما نازعه الهوى واستعان بالنفس عليه عزم الروح على قتل الهوى واستعد فلما برز الروح بجنود التوحيد والملأ الاعلى وبرز الهوى كذلك بجنود الامانى والغرور والملأ الاسفل قال الروح للهوى منى اليك فان ظفرت بك فالقوم لى وان ظفرت أنت وهزمتنى فالملك لك ولا يهلك القوم بيننا برز الروح والهوى فقتله الروح بسيف العدم وظفر بالنفس بعد اباية منها وجهد كبير فاسلمت تحت سيفه فسلمت وأسلمت وتطهرت وتقدست وآمنت الحواس لايمانها ودخلوا فى رق الانقياد واذعنوا وسلبت عنهم أردية الدعاوى الفاسدة واتحدت كلمتهم وصار الروح والنفس كالشئ الواحد وصح له اسم الملك حقيقة فقال له ملك يوم الدين فرده الى مقامه ونقله من افتراق الشرع الى جمع التوحيد والملك على الحقيقة هو الحق تعالى المالك للكل ومصرفه وهو الشفيع لنفسه عامة وخاصة خاصة فى الدنيا وعامة فى الآخرة من وجه ما ولذلك قدم على قوله ملك يوم الدين الرحمن الرحيم لتأنس أفئدة المحجوبين عن رؤية رب العالمين ألا تراه يقول يوم الدين شفعت الملائكة والنبيون وشفع المؤمنون وبقى أرحم الراحمين ولم يقل وبقى الجبار ولا القهار ليقع التأنيس قبل ايجاد الفعل فى قلوبهم فمن عرف المعنى فى هذا الوجود صح له الاختصاص فى مقام أرحم ومن جهلها فى هذا الوجود دخل فى العامة فى الحشر الاكبر فتجلى فى مقام الراحمين فعاد الفرق جمعا والفتق رتقا والشفع وترا بشفاعة أرحم الراحمين من جهنم ظاهر السور الى جنة باطنه فاذا وقع الجدار وانهدم السور وامتزجت الانهار والتقت البحران وعدم البرزخ صار العذاب نعيما وجهنم جنة فلا عذاب ولا عقاب الا نعيم وأمان بمشاهدة العيان وترنم أطيار بألحان على المقاصير والافنان ولثم الحور والولدان وعدم مالك وبقى رضوان وصارت جهنم تتنعم فى حظائر الجنان واتضح سر ابليس فيهم فاذا هو ومن سجد له سيان فانهما ما تصرفا الا عن قضاء سابق وقدر لاحق لا محيص لهما عنه فلا بد لهما منه وحاج آدم موسى (وصل) فى قوله جل ثناؤه وتقدس اياك نعبد واياك نستعين لما ثبت وجوده بالحمد لله وغذاؤه برب العالمين واصطفاؤه بالرحمن الرحيم وتمجيده بملك يوم الدين أراد تأكيد تكرار الشكر والثناء رغبة فى المزيد فقال اياك نعبد واياك نستعين وهذا مقام الشكر أى لك نقر بالعبودية ونؤوى وحدك لا شريك لك واليك نؤوى فى الاستعانة لا الى غيرك على من أنزلتهم منى منزلتى منك فانا أمدهم بك لا بنفسى فانت المد لا انا وأثبت لهم هذه الآية نفى الشريك فالياء من اياك العبد الكلى قد انحصرت ما بين ألفين ألفى توحيد حتى لا يكون لهما موضع دعوى بربوبية غير فاحاط بها التوحيد والكاف ضمير الحق فالكاف والالفان شئ واحد فهو مدلول الذات ثم كان [illegible] الذى فيه [illegible] فعل الحق

ثم

فلم يبق فى الوجود الا الحضرة الالهية خاصة غيرانه فى قوله اياك نعبد فى حق نفسه للابداع الاول حيث لا يتصور غيره واياك نستعين فى حق غيره للخلق المشتق منه وهو محل سر الخلافة ففى اياك نستعين سجدت الملائكة وأبى من استكبر (وصل) فى قوله تعالى اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين آمين فلما قال له اياك نعبد واياك نستعين قال له وما عبادتى قال ثبوت التوحيد فى الجمع والتفرقة فلما استقر عند النفس ان النجاة فى التوحيد الذى هو الصراط المستقيم وهو شهود الذات بفنائها أو بقائها ان غفلت قالت اهدنا الصراط المستقيم فتعرض لها بقولها المستقيم صراطان معوج وهو صراط الدعوى ومستقيم وهو التوحيد فلم يكن لها ميز بين الصراطين الا بحسب السالكين عليهما فرأت ربها سالكا المستقيم فعرفته به ونظرت نفسها فوجدت بينها وبين ربها الذى هو الروح مقاربة فى اللطافة ونظرت الى المعوج عند عالم التركيب فذلك قولها صراط الذين أنعمت عليهم وهذا عالمها المتصل بها المركب مغضوب عليه والمنفصل عنها ضالون عنها بنظرهم الى المتصل المغضوب عليه فوقفت على رأس الصراطين ورأت غاية المعوج الهلاك وغاية المستقيم النجاة وعلمت ان عالمها يتبعها حيث سلكت فلما أرادت السلوك على المستقيم وان تعتكف فى حضرة ربها وان ذلك لها ومن نفسها بقولها اياك نعبد عجزت وقصر بها فطلبت الاستعانة بقولها واياك نستعين فنبهها ربها على اهدنا فتيقظت فقالت اهدنا فوصفت ما رأت بقولها الصراط المستقيم الذى هو معرفة ذاتك قال صاحب المواقف لا تأثير للعلم وقال أنت لما هلكت فيه صراط الذين أنعمت عليهم وقرئ فى الشاذ صراط من أنعم عليه اشارة الى الروح القدسى وتفسير الكل من أنعم الله عليه من رسول ونبى غير المغضوب عليهم ليس كذلك ولا الضالين يقول تعالى فهؤلاء لعبدى ولعبدى ما سال فاجابها وأقام معوجها وأوضح صراطها ورفع بساطها يقول ربها ثم تمام دعائها آمين فحصلت الاجابة بالأمن تأمين الملائكة وصار تأمين الروح تابعا له اتباع الاجناد بل أطوع لكون الارادة متحدة وصح لها النطق فسماها النفس الناطقة وهى عرش الروح والعقل صورة الاستواء فافهم والافسلم تسلم والله يقول الحق وهو يهدى السبيل ﴿فصول تأنيس وقواعد تأسيس﴾ نظر الجمال بعين الوصال قال تعالى ان الذين كفروا سواء عليهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى أبصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم ايجاز البيان فيه يا محمد ان الذين كفروا ستروا محبتهم فىّ عنهم فسواء عليهم أأنذرتهم بوعيدك الذى أرسلتك به أم لم تنذرهم لا يؤمنون بكلامك فانهم لا يعقلون غيرى وأنت تنذرهم بخلقى وهم ما عقلوه ولا شاهدوه وكيف يؤمنون بك وقد ختمت على قلوبهم فلم أجعل فيها متسعا لغيرى وعلى سمعهم فلا يسمعون كلاما فى العالم الا منى وعلى أبصارهم غشاوة من بهائى عند مشاهدتى فلا يبصرون سواى ولهم عذاب عظيم عندى أردهم بعد هذا المشهد السنى الى انذارك وأحجبهم عنى كما فعلت بك بعد قاب قوسين أو أدنى قربا أنزلتك الى من يكذبك ويرد ما جئت به اليه منى فى وجهك وتسمع فىّ ما يضيق له صدرك فاين ذلك الشرح الذى شاهدته فى اسرائك فهكذا امنائى على خلقى الذين أخفيتهم رضاى عنهم فلا أسخط عليهم أبدا (بسط ما أوجزناه فى هذا الباب) انظر كيف أخفى سبحانه أولياءه فى صفة أعدائه وذلك لما أبدع الامناء من اسمه اللطيف وتجلى لهم فى اسمه الجميل فاحبوه تعالى والغيرة من صفات المحبة فى المحبوب والمحب بوجهين مختلفين فستر والمحبة غيرة منهم عليه كالشبلى وأمثاله وسترهم بهذه الغيرة عن أن يعرفوا فقال تعالى ان الذين كفروا أى ستروا ما بدا لهم فى مشاهدتهم من أسرار الوصلة فقال لا بد ان أحجبكم عن ذاتى بصفاتى فتأهبوا لذلك فاستعدوا فانذرتهم على ألسنة أنبيائى الرسل فى ذلك العالم فما عرفوا لانهم فى عين الجمع وخاطبتهم من عين التفرقة وهم ما عرفوا عالم التفصيل فلم يستعدوا وكان الحب قد استولى على قلوبهم سلطانه غيرة من الحق عليهم فى ذلك الوقت فاخبر نبيه صلى الله عليه وسلم وحاوقرآنا بالسبب الذى أصمهم عن اجابة ما دعاهم اليه فقال ختم الله على قلوبهم فلم يسعها غيره وعلى سمعهم فلا يسمعون سوى كلامه على ألسنة العالم فيشهدونه فى العالم متكلما بلغاتهم وعلى أبصارهم غشاوة من سناه اذ هو النور وبهائه اذ له الجلال والهيبة بريد بصفة التى تجلى لهم فيها المتقدمة فابقاهم غرقى فى بحور اللذات بمشاهدة الذات فقال لهم لا بد لكم من

www.maktabah.org

عذاب عظيم فافهموا اما العذاب لاتحاد الصفة عندهم فاوجد لهم عالم الكون والفساد وحينئذ علمهم جميع الاسماء وأنزلهم على العرش الرحماني وفيه عذابهم وقد كانوا مخبوئين عنده في خزائن غيوبه فلما أبصرتهم الملائكة خرت سجودا لهم فعلموهم الاسماء فاما أبو يزيد فلم يستطع الاستواء ولا أطاق العذاب فصعق من حينه فقال تعالى ردوا على حبيبي فانه لاصبر له عني فحجب بالشوق والمخاطبة وبقي الكفار فنزلوا من العرش الى الكرسي فبدت لهم القدمان فنزلوا عليهما في الثلث الباقي من ليلة هذه النشأة الجسمية الى سماء الدنيا النفسي فخاطبوا أهل النقل الذين لا يقدرون على العروج هل من داع فيستجاب له هل من تائب فيتاب عليه هل من مستغفر فيغفر له حتى ينصدع الفجر فاذا انصدع ظهر الروح العقلي النوري فرجعوا من حيث جاؤا قال صلى الله عليه وسلم من كان مواصلا فليواصل حتى السحر فذلك أوان بعثر ما في القبور فكل عبد لم يحذر مكر الله فهو مخدوع فافهم

(فصل) ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين يخادعون الله والذين آمنوا وما يخادعون الا أنفسهم وما يشعرون في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب أليم بما كانوا يكذبون أبدع الله المبدعات وتجلى بلسان الاحدية في الربوبية فقال ألست بربكم والمخاطب في غاية الصفاء فقال بلى فكان كمثل الصدا فانهم اجابوه به فان الوجود المحدث خيال منصوب وهذا الاشهاد كان اشهاد رحمة لانه ما قال لهم وحدي ابقاء عليهم لما علم من أنهم يشركون به بما فيهم من الحظ الطبيعي وبما فيهم من قبول الاقتدار الالهي وما يعلمه الا قليل فلما برزت صور العالم من العلم الازلي الى العين الابدي من وراء ستارة الغيرة والعزة بعدما أسرج السرج وأثار بيت الوجود وبقي هو في ظلمة الغيوب فشوهدت الصور متحركة ناطقة بلغات مختلفات والصور تنبعث من الظلمة فاذا انقضى زمانها عادت الى الظلمة وهكذا حتى السحر فأراد الفطن أن يقف على حقيقة ما شاهده ببصره فان للحس أغاليط فقرب من الستارة فرأى نطقها غيبا فيها فعلم ان ثم سرا عجيبا فوقف عليه من نفسه فعرفه وعرف الرسول وما جاء به من وظائف التكاليف فاول وظيفة كلمة التوحيد فاقر الكل بها فما جحد أحد الصانع واختلفت عباراتهم عليه فابتلاهم بان خاطبهم بلسان الشرك شهادة الرسول فوقع الانكار باختصاص الجنس فتفرق أهل الانكار على طريقين فمنهم من نظر في الظواهر فلم ير تفضيلا في شيء ظاهر فانكر ومنهم من نظر باطنا عقلا فرأى الاشتراك في المعقولات ونفي الاختصاص فانكر فارسله بالسيف فقذف في قلوبهم الرعب من الموت وداخلهم الشك على قدر نظرهم فمنهم من استمر على نفي كلمة الاشراك قطعا فذلك كافر ومنهم من استمر عليها مشاهدة فذلك عالم بالله ومنهم من استمر على ثبتها نظرا فذلك عارف بالله ومنهم من استمر على ثبتها اعتقادا فذلك العامة ومنهم من خاف القتل فلفظ ولم يعتقد فنادى عليه لسان الحق فقال ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر ظاهرا وما هم بمؤمنين باطنا يخادعون الله بلزوم الدعوى ويجهلهم القائم بهم بان الله لا يعلم واني أرد أعمالهم عليهم وما يشعرون اليوم بذلك في قلوبهم مرض شك مما جاءهم به رسولي فزادهم الله مرضا شكا وحجابا ولهم عذاب أليم يوم القيامة وهم فيه بما كانوا يكذبون مما حققنا لديهم ولم تسبق لهم عناية في اللوح القاضي (وصل) واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا انما نحن مصلحون ألا انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون لما أكمل الوجود ثمانية برز في ميدان التنعم فارس الدعوى فلم يكن في جيش ومن الناس من يقول آمنا من يبرز اليه فلك الكل وصبوا اليه والى دينه باطنا فوقفوا بطلب الاقرار والاقتناع فاقروا لفظا فحصل لهم العذاب الاليم دنيا وآخرة فاذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض أرض الاشباح قالوا من خيالهم انما نحن مصلحون فقال الله تعالى ألا انهم هم المفسدون عندنا وعندهم اذ لم يتمتعوا بها على ما يريدون ولكن لا يشعرون باتحاد الاشياء ولو شعروا ما آمنوا ولا كفروا (وصل) واذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا أنؤمن كما آمن السفهاء ألا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون وذلك انهم لما انتظموا في سلك الاغيار أتاهم النداء أن يقفوا على منازل الشهداء فسمعوا الخطاب في الابنية آمنوا كما آمن الناس فحجبوا عن أخذ العهد بعهد الحس والداعي الحسي وأصمهم ذلك وأعمى أبصارهم وأغطش ليل جهالاتهم فقالوا أنؤمن كما آمن السفهاء لما بدل

www.maktabah.org

بهم عن طريق التقديس ووقفوا مع الهوى قال الله لنا ألا انهم هم السفهاء الاحلام لما ملكتهم الاهواء وحجبوا عن الالتذاذ بسماع وقع الرذاذ على الافلاذ باطوار ولكن لا يعلمون ليتميز العالى عمن هو دونه والافائية فائدة لقوله لشئ اذا أراده أن يقول له كن فيكون ذلك الشئ الايجاد الاشياء على أحسن قانون فسبحان من انفرد بالايجاد والاختراع والاتقان والابداع ﴿وصل فى دعوى المدعين﴾ واذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الى شياطينهم قالوا انا معكم انما نحن مستهزؤن الايمان فى هذا المقام على خمسة أقسام ايمان تقليد وايمان علم وايمان عين وايمان حق وايمان حقيقة فالتقليد للعوام والعلم لاصحاب الدليل والعين لاهل المشاهدة والحق للعارفين والحقيقة للواقفين وحقيقة الحقيقة وهو السادس للعلماء المرسلين أصلا وورائه منع كشفها فلا سبيل الى ايضاحها فكانت صفات الدعاوى اذا لقوا هؤلاء الخمسة قالوا آمنا فالقلب للعوام وسر القلب لاصحاب الدليل والروح لاهل المشاهدة وسر الروح للعارفين وسر السر للواقفين والسر الاعظم لاهل الغيرة والحجاب والمنافقون تعروا عن الايمان وانتظموا فى الاسلام وايمانهم ما جاوز خزانة خيالهم فاتخذوا أصناما فى ذواتهم أقاموها مقام آلهتهم فاذا خلوا الى شياطينهم قالوا باستيلاء الغفلة عليهم وخلو المحل عن مرآت الايمان انا معكم انما نحن مستهزؤن فوقع عليهم العذاب من قولهم له الى شياطينهم فى حال الخلوة فلما قامت الاضداد عندهم وعاملوا الحق والباطل عاملوا الحق بستر الباطل وعاملوا الباطل بافشاء الحق فصح لهم النفاق ولو خاطبوا ذاتهم فى ذاتهم ما صح عليهم هذا ولكانوا من أهل الحقائق فأوقع الله الجواب على الاستهزاء فقال الله يستهزئ بهم وهو استهزاؤهم عجبا كيف قالوا انا معكم وهم عدم لو عاينوا ايمان الحقيقة لعاينوا الخلق فى الخليقة ولا خلوا ولا نطقوا ولا صمتوا بل كانوا يقومون مقام من شاهد وهو روح جامع صاحب المادة فلينظر الانسان حقيقة اللقاء فانه مؤذن بافتراق متقدم ثم اجتمعوا بصفة لم يعرفوها بل ظهر لهم منها ظاهر حسن فتأدبوا معها ولم يطيقوا أكثر من ذلك فقالوا آمنا ثم نكسوا على رؤسهم فى الخلوة مع الشيطنة وهى البعد مثل اللقاء فقالوا انما نحن مستهزؤن بالصفة التى لقينا فتدبر هذه الآية من حقيقة الحقيقة عند طلوع الفجر وزوال الشك بزوال الستارة ورفع الموانع يلح لك السر فى سبحان والنساء والشمس فتجد الذين لقوا كمثل الذين لقوا فصمت وان تكلمت هلكت وهذه حقيقة الحقيقة التى منع كشفها الا لمن شم منها رائحة ذوقا فلا بأس فانظر وتدبر ترشد ان شاء الله تم الجزء العاشر

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(الباب السادس) فى معرفة بدء الخلق الروحانى ومن هو أول موجود فيه وممّ وجد وفيم وجد وعلى أى مثال وجد ولم وجد وما غايته ومعرفة افلاك العالم الاكبر والاصغر

انظر الى هذا الوجود المحكم * ووجودنا مثل الرداء المعلم
وانظر الى خلفائه فى ملكهم * من مفصح طلق اللسان وأعجم
ما منهم أحد يحب الهه * الا ويزجيه بحب الدرهم
فيقال هذا عبد معرفة وذا * عبد الجنان وذا عبيد جهنم
الا القليل من القليل فانهم * سكرى به من غير حس توهم
فهم عبيد الله لا يدرى بهم * أحد سواه لا عبيد المنعم
فأفادهم لما أراد رجوعهم * لقصورهم من كل علم مبهم
علم المقدم فى البسائط وحده * وأساسه ذو عنصر لم يتصرم
وحقيقة الظرف الذى سترته عن * امثاله ومثاله لم يكتم *
والعلم بالسبب الذى وجدت له * عين العوالم فى الطراز الاقدم
ونهاية الامر الذى لا غاية * تدرى له فيه العظيم الاعظم

www.maktabah.org

وعلوم افلاك الوجود كبيره * وصغيره الاعلى الذى لم يذمم
هذى علوم من تحقق كشفها * يهدى القلوب الى السبيل الاقوم
فالحمد لله الذى أناجامع * لعلومها واعلم مالم يعلم +

ايجاز البيان بضرب من الاجمال بدء الخلق الهباء وأول موجود فيه الحقيقة المحمدية الرحمانية ولا أين يحصرها لعدم التحيز وم وجد وجد من الحقيقة المعلومة التى لا تتصف بالوجود ولا بالعدم وفيم وجد فى الهباء وعلى أى مثال وجد الصورة المعلومة فى نفس الحق ولم وجد لاظهار الحقائق الالهية وماغايته التخليص من المزجة فيعرف كل عالم حظه من منشئه من غير امتزاج فغايته اظهار حقائقه ومعرفة افلاك الاكبر من العالم وهو ماعدا الانسان فى اصطلاح الجماعة والعالم الاصغر يعنى الانسان روح العالم وعلته وسببه وافلاكه مقاماته وحركاته وتفصيل طبقاته فهذا جميع ما يتضمنه هذا الباب فكما ان الانسان عالم صغير من طريق الجسم كذلك هو أيضا حقير من طريق الحدوث وصح له التأله لانه خليفة الله فى العالم والعالم مسخر له مألوه كما ان الانسان مألوه لله تعالى واعلم ان أكمل نشأة الانسان انما هى فى الدنيا وأما الآخرة فكل انسان من الفرقتين على النصف فى الحال لا فى العلم فان كل فرقة عالمة بنقيض حالها فليس الانسان الا المؤمن والكافر معا سعادة وشقاء نعيم وعذاب منعم ومعذب ولهذا معرفة الدنيا أتم وتجلى الآخرة أعلى فافهم وحل هذا القفل ولنار من ان تفطن وهو لفظه بشيع شنيع ومعناه بديع

روح الوجود الكبير * هذا الوجود الصغير
* لولاه ماقال انى * أنا الكبير القدير
لايحجبنك حدوثى * ولا الفنا والنشور
* فاننى ان تأملتنى المحيط الكبير
فللقديم بذاتى * وللجديد ظهور
والله فرد قديم * لا يعتريه قصور
والكون خلق جديد * فى قبضتيه أسير
لجاء من هذا أنى * أنا الوجود الحقير
وان كل وجود * على وجودى يدور
فلا كليلى ليل * ولا كنورى نور
فمن يقل فى عبد * أنا العبيد الفقير
أوقال انى وجود * أنا الوجود الخبير
فصحنى ملكا تجدنى * أوسوقة ما تجور
فياجهولا بقدرى * أنت العليم البصير
بلغ وجودى عنى * والقول صدق وزور
وقل لقومك انى * أنا الرحيم الغفور
وقل بأن عذابى * هو العذاب المبير
وقل بأنى ضعيف * لاأستطيع أسير
فكيف ينعم شخص * على يدى أو يبور

بسط الباب و بيانه ومن الله التأييد والعون اعلموا ان المعلومات أربعة الحق تعالى وهو الموصوف بالوجود المطلق لانه سبحانه ليس معلولا لشئ ولا علة بل هو موجود بذاته والعلم به عبارة عن العلم بوجوده ووجوده ليس غير ذاته مع انه غير معلوم الذات لكن يعلم ماينسب اليه من الصفات أعنى صفات المعانى وهى صفات الكمال وأما العلم بحقيقة الذات

www.maktabah.org

فممنوع

فممنوع لاتعلم بدليل ولا ببرهان عقلى ولا يأخذها حد فانه سبحانه لايشبه شيأ ولا يشبهه شئ فكيف يعرف من يشبه
الاشياء من لا يشبهه شئ ولا يشبه شيأ فمعرفتك به انما هى انه ليس كمثله شئ ويحذركم الله نفسه وقد ورد المنع من الشرع
فى التفكر فى ذات الله (ومعلوم ثان) وهو الحقيقة الكلية التى هى للحق وللعالم لا تتصف بالوجود ولا بالعدم ولا بالحدوث
ولا بالقدم هى فى القديم اذا وصف بها قديمة وفى المحدث اذا وصف بها محدثة لا تعلم المعلومات قديمها وحديثها حتى تعلم هذه
الحقيقة ولا توجد هذه الحقيقة حتى توجد الاشياء الموصوفة بها فان وجد شئ عن غير عدم متقدم كوجود الحق وصفاته
قيل فيها موجود قديم لاتصاف الحق بها وان وجد شئ عن عدم كوجود ماسوى الله وهو المحدث الموجود بغيره قيل فيها
محدثة وهى فى كل موجود بحقيقتها فانها لا تقبل التجزى فما فيها كل ولا بعض ولا يتوصل الى معرفتها مجردة عن الصورة
بدليل ولا برهان فمن هذه الحقيقة وجد العالم بوساطة الحق تعالى وليست بموجودة فيكون الحق قد أوجدنا من موجود
قديم فيثبت لنا القدم وكذلك لتعلم أيضا ان هذه الحقيقة لا تتصف بالتقدم على العالم ولا العالم بالتأخر عنها ولكنها أصل
الموجودات عموما وهى أصل الجوهر وفلك الحياة والحق المخلوق به وغير ذلك وهى الفلك المحيط المعقول فان قلت انها
العالم صدقت أو انها ليست العالم صدقت أو انها الحق أو ليست الحق صدقت تقبل هذا كله وتتعدد بتعدد أشخاص العالم
وتتنزه بتنزيه الحق وان أردت مثالها حتى يقرب الى فهمك فانظر فى العودية فى الخشبة والكرسى والمحبرة والمنبر
والتابوت وكذلك التربيع وأمثاله فى الاشكال فى كل مربع مثلا من بيت وتابوت وورقة والتربيع والعودية بحقيقتها
فى كل شخص من هذه الاشخاص وكذلك الالوان بياض الثوب والجوهر والكاغد والدقيق والدهان من غير ان
تتصف البياضية المعقولة فى الثوب بأنها جزء منها فيه بل حقيقتها ظهرت فى الثوب ظهورها فى الكاغد وكذلك العلم
والقدرة والارادة والسمع والبصر وجميع الاشياء كلها فقد بينت لك هذا المعلوم وقد بسطنا القول فيه كثيرا فى كتابنا
الموسوم بانشاء الجداول والدوائر (ومعلوم ثالث) وهو العالم كله الاملاك والافلاك وما تحويه من العوالم والهواء
والارض وما فيهما من العالم وهو الملك الاكبر (ومعلوم رابع) وهو الانسان الخليفة الذى جعله الله فى هذا العالم
المقهور تحت تسخيره قال تعالى وسخر لكم ما فى السموات وما فى الارض جميعا منه فمن علم هذه المعلومات فما بقى له
معلوم أصلا يطلبه فمنها ما لا نعلم الا وجوده وهو الحق تعالى وتعلم أفعاله وصفاته بضرب من الامثلة ومنها ما لا يعلم الا بالمثال
كالعلم بالحقيقة الكلية ومنها ما يعلم بهذين الوجهين وبالماهية والكيفية وهو العالم والانسان ﴿وصل﴾ كان الله ولا
شئ معه ثم أدرج فيه وهو الآن على ما عليه كان لم يرجع اليه من ايجاده العالم صفة لم يكن عليها بل كان موصوفا لنفسه
ومسمى قبل خلقه بالاسماء التى يدعونه بها خلقه فلما أراد وجود العالم وبدأه على حد ما علمه بعلمه بنفسه انفعل عن تلك
الارادة المقدسة بضرب تجل من تجليات التنزيه الى الحقيقة الكلية انفعل عنها حقيقة تسمى الهباء هى بمنزلة طرح البناء
الجص ليفتح فيها ما شاء من الاشكال والصور وهذا هو أول موجود فى العالم وقد ذكره على بن أبى طالب رضى الله عنه
وسهل بن عبد الله رحمه الله وغيرهما من أهل التحقيق أهل الكشف والوجود ثم انه سبحانه تجلى بنوره الى ذلك
الهباء ويسمونه أصحاب الافكار الهيولى الكل والعالم كله فيه بالقوة والصلاحية فقبل منه تعالى كل شئ فى ذلك الهباء
على حسب قوته واستعداده كما تقبل زوايا البيت نور السراج وعلى قدر قربه من ذلك النور يشتد ضوءه وقبوله قال
تعالى مثل نوره كمشكاة فيها مصباح فشبه نوره بالمصباح فلم يكن أقرب اليه قبولا فى ذلك الهباء الا حقيقة محمد صلى الله
عليه وسلم المسماة بالعقل فكان سيد العالم بأسره وأول ظاهر فى الوجود فكان وجوده من ذلك النور الالهى ومن الهباء
ومن الحقيقة الكلية وفى الهباء وجد عينه وعين العالم من تجليه وأقرب الناس اليه على بن أبى طالب وأسرار الانبياء
أجمعين وأما المثال الذى عليه وجد العالم كله من غير تفصيل فهو العلم القائم بنفس الحق تعالى فانه سبحانه علمنا بعلمه
بنفسه وأوجدنا على حد ما علمنا ونحن على هذا الشكل المعين فى علمه ولو لم يكن الامر كذلك لاخذنا هذا الشكل
بالاتفاق لا عن قصد لانه لا يعلمه وما يمكن أن تخرج صورة فى الوجود بحكم الاتفاق فلولا ان هذا الشكل المعين معلوم
لله سبحانه ومراده ما أوجدنا عليه ولم نأخذ هذا الشكل من غيره اذ قد ثبت انه كان ولا شئ معه فلم يبق الآن يكون

www.maktabah.org

ما برز عليه فى نفسه من الصورة فعلمه بنفسه علمه بنا أزلا لا عن عدم فعلمه بنا كذلك فينا الذى هو عين علمه بنا قديم بقدم الحق لانه صفته ولا تقوم بنفسه الحوادث جل الله عن ذلك وأما قولنا لم وجد وما غايته فقول الله عز وجل وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون فصرح بالسبب الذى لاجله أوجدنا وهكذا العالم كله وخصصنا الجن بالذكر والجن هنا كل مستتر من ملك وغيره وقد قال تعالى فى حق السموات والارض ائتيا طوعا أو كرها قالتا أتينا طائعين وكذلك قال فأبين أن يحملنها وذلك لما كان عرضا ولو كان أمرا لأطاعوا وحملوها فانه لا تتصور منهم معصية جبلوا على ذلك والجن النارى والانس ما جبلا على ذلك وكذلك من الانس أصحاب الافكار من أهل النظر والادلة المقصورة على الحواس والضرورات والبديهيات يقولون لا بد أن يكون المكلف عاقلا بحيث يفهم ما يخاطب به وصدقوا وكذلك هو الامر عندنا العالم كله عاقل حى ناطق من جهة الكشف بخرق العادة التى الناس عليها أعنى حصول العلم بهذا عندنا غير أنهم قالوا هذا جماد لا يعقل ووقفوا عند ما أعطاهم بصرهم والامر عندنا بخلاف ذلك فاذا جاء عن نبى ان حجرا كلمه أو كتف شاة أو جذع نخلة أو بهيمة يقولون خلق الله فيه الحياة والعلم فى ذلك الوقت والامر عندنا ليس كذلك بل سر الحياة فى جميع العالم وان كل من يسمع المؤذن من رطب ويابس يشهد له ولا يشهد الا من علم هذا عن كشف عندنا لا عن استنباط من نظر بما يقتضيه ظاهر خبر ولا غير ذلك ومن أراد ان يقف عليه فليسلك طريق الرجال وليلزم الخلوة والذكر فان الله سيطلعه على هذا كله عينا فيعلم ان الناس فى عماية عن ادراك هذه الحقائق فأوجد العالم سبحانه ليظهر سلطان الاسماء فان قدرة بلا مقدور وجودا بلا اعطاء ورازقا بلا مرزوق ومغيثا بلا مغاث ورحيما بلا مرحوم حقائق معطلة التأثير وجعل العالم فى الدنيا ممتزجا مزج القبضتين فى العجنة ثم فصل الاشخاص منها فدخل من هذه فى هذه من كل قبضة فى أختها فجهلت الاحوال وفى هذا تفاضلت العلماء فى استخراج الخبيث من الطيب والطيب من الخبيث وغايته التخلص من هذه المزجة وتمييز القبضتين حتى تنفرد هذه بعالمها وهذه بعالمها كما قال الله تعالى ليميز الله الخبيث من الطيب ويجعل الخبيث بعضه على بعض فيركمه جميعا فيجعله فى جهنم فمن بقى فيه شئ من المزجة حتى مات عليها لم يحشر يوم القيامة من الآمنين ولكنه منهم من يتخلص من المزجة فى الحساب ومنهم من لا يتخلص منها الا فى جهنم فاذا تخلص أخرج فهؤلاء هم أهل الشفاعة وأما من تميز هنا فى احدى القبضتين انقلب الى الدار الآخرة بحقيقته من قبره الى نعيم أو الى عذاب وجحيم فانه قد تخلص فهذا غاية العالم وهاتان حقيقتان راجعتان الى صفة هو الحق عليها فى ذاته ومن هنا قلنا يرونه أهل النار معذبا وأهل الجنة منعما وهذا سر شريف ربما نقف عليه فى الدار الآخرة عند المشاهدة ان شاء الله وقد نالها المحققون فى هذه الدار وأما قولنا فى هذا الباب ومعرفة افلاك العالم الاكبر والاصغر الذى هو الانسان فأعنى به عوالم كلياته وأجناسه وأمراؤه الذين لهم التأثير فى غيرهم وجعلتها مقابلة هذا نسخة من هذا وقد ضربنا لها دوائر على صور الافلاك وترتيبها فى كتاب انشاء الدوائر والجداول الذى بدأنا وضعه بتونس بمحل الامام أبى محمد عبد العزيز وليناو صفينا رحمه الله فلنلق منه فى هذا الباب ما يليق بهذا المختصر فنقول ان العوالم أربعة العالم الاعلى وهو عالم البقاء ثم عالم الاستحالة وهو عالم الفناء ثم عالم التعمير وهو عالم البقاء والفناء ثم عالم النسب وهذه العوالم فى موطنين فى العالم الاكبر وهو ما خرج عن الانسان وفى العالم الاصغر وهو الانسان (فأما العالم الاعلى) فالحقيقة المحمدية وفلكها الحياة نظيرها من الانسان اللطيفة والروح القدسى ومنهم العرش المحيط ونظيره من الانسان الجسم ومن ذلك الكرسى ونظيره من الانسان النفس ومن ذلك البيت المعمور ونظيره من الانسان القلب ومن ذلك الملائكة ونظيرها من الانسان الارواح التى فيه والقوى ومن ذلك زحل وفلكه نظيره من الانسان القوة العلمية والنفس ومن ذلك المشترى وفلكه نظيرهما القوة الذاكرة ومؤخر الدماغ ومن ذلك الاحمر وفلكه نظيرهما القوة العاقلة واليافوخ ومن ذلك الشمس وفلكها نظيرهما القوة المفكرة ووسط الدماغ ثم الزهرة وفلكها نظيرهما القوة الوهمية والروح الحيوانى ثم الكاتب وفلكه نظيرهما القوة الخيالية ومقدم الدماغ ثم القمر وفلكه نظيرهما القوة الحسية والجوارح التى تحس فهذه طبقات العالم الاعلى ونظائره من الانسان (وأما عالم

www.maktabah.org

الاستحالة) فمن ذلك كرة الاثير وروحها الحرارة واليبوسة وهي كرة النار ونظيرها الصفراء وروحها القوة الهاضمة ومن ذلك الهواء وروحه الحرارة والرطوبة ونظيره الدم وروحه القوة الجاذبة ومن ذلك الماء وروحه البرودة والرطوبة نظيره البلغم وروحه القوة الدافعة ومن ذلك التراب وروحه البرودة واليبوسة نظيره السوداء وروحها القوة الماسكة وأما الارض فسبع طباق أرض سوداء وأرض غبراء وأرض حمراء وأرض صفراء وأرض بيضاء وأرض زرقاء وأرض خضراء نظير هذه السبعة من الانسان في جسمه الجلد والشحم واللحم والعروق والعصب والعضلات والعظام (وأما عالم التعمير) فنهم الروحانيون نظيرهم القوى التي في الانسان ومنهم عالم الحيوان نظيره مايحس من الانسان ومنهم عالم النبات نظيره مايمو من الانسان ومن ذلك عالم الجماد نظيره مالايحس من الانسان (وأما عالم النصب) فنهم العرض نظيره الاسود والابيض والالوان والاكوان ثم الكيف نظيره الاحوال مثل الصحيح والسقيم ثم الكم نظيره الساق أطول من الذراع ثم الاين نظيره العنق مكان للرأس والساق مكان للفخذ ثم الزمان نظيره حركت رأسي وقت تحريك يدي ثم الاضافة نظيرها هذا أبي فأنا ابنه ثم الوضع نظيره لغتي ولحني ثم أن يفعل نظيره أكلت ثم أن ينفعل نظيره شبعت ومنهم اختلاف الصور في الامهات كالفيل والحمار والاسد والصرصر نظير هذا القوة الانسانية التي تقبل الصور المعنوية من مذموم ومحمود هذا فطن فهو فيل هذا بليد فهو حمار هذا شجاع فهو أسد هذا جبان فهو صرصر والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

(الباب السابع) في معرفة بدء الجسوم الانسانية وهو آخر جنس موجود من العالم الكبير وآخر صنف من المولدات

نشأت حقيقة باطن الانسان * ملكا قويا ظاهر السلطان
ثم استوت في عرش آدم ذاته * مثل استواء العرش بالرحمن
فبدت حقيقة جسمه في عينها * وبها انتهى ملك الوجود الثاني
وبدت معارف لفظه في علمه * عند الكرام وحامل الشنآن
فتصاغرت لعلومه أحلامهم * وتكبر الملعون من شيطان
باؤوا بقرب الله في ملكوته * الا الشقي بطن باء بالخسران

اعلم أيدك الله انه لما مضى من عمر العالم الطبيعي المقيد بالزمان المحصور بالمدة كان احدى وسبعون ألف سنة من السنين المعروفة في الدنيا وهذه المدة أحد عشر يوما من أيام غير هذا الاسم ومن أيام ذي المعارج يوم وخمسا يوم وفي هذه الايام يقع التفاضل قال تعالى في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة وقال وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون فأصغر الايام هي التي نعدها حركة الفلك المحيط الذي يظهر في يومه الليل والنهار فاقصر يوم عند العرب وهو هذا لا كبر فلك وذلك لحكمه على مافي جوفه من الافلاك اذ كانت حركته تاديه في الليل والنهار حركة قسرية له قهر بها سائر الافلاك التي يحيط بها ولكل فلك حركة طبيعية تكون له مع الحركة القسرية فكل فلك دونه ذو حركتين في وقت واحد حركة طبيعية وحركة قسرية ولكل حركة طبيعية في كل فلك يوم مخصوص يعد مقداره بالايام الحادثة عن الفلك المحيط المعبر عنها بقوله مما تعدون وكلها تقطع في الفلك المحيط فكما قطعته على الكمال كان يوما لها ويدور الدور فأصغر الايام منها هو ثمانية وعشرون يوما مما تعدون وهو مقدار قطع حركة القمر في الفلك المحيط ونصب الله هذه الكواكب السبعة في السموات ليدرك البصر قطع فلكها في الفلك المحيط لنعلم عدد السنين والحساب قال تعالى وقدره منازل لتعلموا عدد السنين والحساب وكل شيء فصلناه تفصيلا ذلك تقدير العزيز العليم فلكل كوكب منها يوم مقدر يفضل بعضها على بعض على قدر سرعة حركاتها الطبيعية أو صغر أفلاكها وكبرها فاعلم ان الله تعالى لما خلق القلم واللوح وسماهما العقل والروح وأعطى الروح صفتين صفة علمية وصفة عملية وجعل العقل لها معلما ومفيدا افادة مشاهدة حالية كما تستفيد من صورة السكين القطع من غير نطق يكون منه في ذلك وخلق تعالى جوهرا دون النفس الذي هو الروح المذكور سماه الهباء وهذه الاسمية له نقلناها من كلام علي بن أبي طالب رضي الله عنه وتسمى الهباء

www.maktabah.org

فمذكور فى اللسان العربى قال تعالى فكانت هباء منبثا كذلك لما رآها على بن أبى طالب أعنى هذا الجوهرة منبثة فى جميع الصور الطبيعية كلها وأنها لاتخلو صورة منها اذلا تكون صورة الا فى هذه الجوهرة سماها هباء وهى مع كل صورة بحقيقتها لاتنقسم ولا تتجزى ولا تتصف بالنقص بل هى كالبياض الموجود فى كل أبيض بذاته وحقيقته ولا يقال قد نقص من البياض قدر ما حصل منه فى هذا الابيض فهذا مثل حال هذه الجوهرة وعين الله سبحانه بين هذا الروح الموصوف بالصفتين و بين الهباء أربع مراتب وجعل كل مرتبة منزلا لاربعة أملاك وجعل هؤلاء الاملاك كالولاة على ما أحدثه سبحانه دونهم من العالم من عليين الى أسفل سافلين ووهب كل ملك من هؤلاء الملائكة علم ما يريد امضاءه فى العالم فأول شئ أوجده الله فى الاعيان مما يتعلق به علم هؤلاء الملائكة وتدبيرهم الجسم الكلى وأول شكل فتح فى هذا الجسم الشكل الكرى المستدير اذ كان أفضل الاشكال ثم نزل سبحانه بالايجاد والخلق الى تمام الصنعة وجعل جميع ما خلقه تعالى مملكة لهؤلاء الملائكة وولاهم أمورها فى الدنيا والآخرة وعصمهم عن المخالفة فيما أمرهم به فأخبرنا سبحانه انهم لا يعصون الله ما أمرهم و يفعلون ما يؤمرون ولما انتهى خلق المولدات من الجمادات والنبات والحيوان بانتهاء احدى وسبعين ألف سنة من سنى الدنيا مما نعد ورتب العالم ترتيبا حكميا ولم يجمع سبحانه لشئ مما خلقه من أول موجود الى آخر مولود وهو الحيوان بين يديه تعالى الا للانسان وهى هذه النشأة البدنية الترابية بل خلق كل ما سواها اما عن أمر الهى أو عن يد واحدة قال تعالى انما قولنا لشئ اذا أردناه أن نقول له كن فيكون فهذا عن أمر الهى وورد فى الخبر ان الله عز وجل خلق جنة عدن بيده وكتب التوراة بيده وغرس شجرة طوبى بيده وخلق آدم الذى هو الانسان بيديه فقال تعالى لابليس على جهة التشريف لآدم عليه السلام ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدى ولما خلق الله الفلك الادنى الذى هو الاول المذكور آنفا قسمه اثنى عشر قسما سماها قال تعالى والسماء ذات البروج فجعل كل قسم برجا وجعل تلك الاقسام ترجع الى أربعة فى الطبيعة ثم كرر كل واحد من الاربعة فى ثلاثة مواضع منه وجعل هذه الاقسام كالمنازل والمناهل التى ينزل فيها المسافرون و يسير فيها السائرون فى حال سيرهم وسفرهم لينزل فى هذه الاقسام عند سير الكواكب فيها وسباحتهم ما يحدث الله فى جوف هذا الفلك من الكواكب التى تقطع بسيرها فى هذه البروج ليحدث الله عند قطعها وسيرها ما شاء أن يحدث من العالم الطبيعى والعنصرى وجعلها علامات على أثر حركة فلك البروج فاعلم فقسم من هذه الاربعة طبيعته الحرارة واليبوسة والثانى البرودة واليبوسة والثالث الحرارة والرطوبة والرابع البرودة والرطوبة وجعل الخامس والتاسع من هذه الاقسام مثل الاول وجعل السادس والعاشر مثل الثانى وجعل السابع والحادى عشر مثل الثالث وجعل الثامن والثانى عشر مثل الرابع أعنى فى الطبيعة فحصر الاجسام الطبيعية بخلاف والاجسام العنصرية بلا خلاف فى هذه الاربعة التى هى الحرارة والبرودة والرطوبة واليبوسة ومع كونها أربعة أمهات فان الله جعل اثنين منها أصلا فى وجود الاثنين الآخرين فانفعلت اليبوسة عن الحرارة والرطوبة عن البرودة فالرطوبة واليبوسة موجودتان عن سببين هما الحرارة والبرودة ولهذا ذكر الله فى قوله تعالى ولا رطب ولا يابس الا فى كتاب مبين لان المسبب يلزم من كونه مسببا وجود السبب أو منفعلا وجود الفاعل كيف شئت فقل ولا يلزم من وجود السبب وجود المسبب ولما خلق الله هذا الفلك الاول دار دورة غير معلومة الانتهاء الا لله تعالى لانه ليس فوقه شئ محدود من الاجرام يقطع فيه فانه أول الاجرام الشفافة فتتعدد الحركات وتتميز ولا كان قد خلق الله فى جوفه شيأ فتتميز الحركات وتنتهى عند من يكون فى جوفه ولو كان لم تتميز أيضا لانه أطلس لا كوكب فيه متشابه الاجزاء فلا يعرف مقدار الحركة الواحدة منه ولا تتعين فلو كان فيه جزء مخالف لسائر أجزائه عدت به حركاته بلا شك ولكن علم الله قدرها وانتهاءها وكرورها فحدث عن تلك الحركة اليوم ولم يكن ثم ليل ولا نهار فى هذا اليوم ثم استمرت حركات هذا الفلك فخلق الله ملائكة خمسة وثلاثين ملكا أضافهم الى ما ذكرناه من الاملاك الستة عشر فكان الجميع احدا وخمسين ملكا من جملة هؤلاء الملائكة جبريل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل ثم خلق تسعمائة ملك وأربعا وسبعين وأضافهم الى ما ذكرناه من الاملاك وأوحى اليهم وأمرهم بما يجرى على أيديهم فى خلقه فقالوا

www.maktabah.org

وما

وما نتنزل الا بأمر ربك له ما بين أيدينا وما خلفنا وما بين ذلك وما كان ربك نسيا وقال فيهم لا يعصون الله ما أمر
فهؤلاء من الملائكة هم الولاة خاصة وخلق الله ملائكة هم عمار السموات والارض لعبادته فما فى السماء والار
موضع الا وفيه ملك ولا يزال الحق يخلق من أنفاس العالم ملائكة ما داموا متنفسين ولما انتهى من حركات هذا الفل
الاول ومدته أربع وخمسون ألف سنة مما تعدون خلق الله الدار الدنيا وجعل لها أمدا معلوما تنتهى اليه وتنقض
صورتها وتستحيل من كونها دارا لنا وقبولها صورة مخصوصة وهى التى نشاهدها اليوم الى أن تبدل الارض غير الارض
والسموات ولما انقضى من مدة حركة هذا الفلك ثلاث وستون ألف سنة مما تعدون خلق الله الدار الآخرة الجن
والنار اللتين أعدهما الله لعباده السعداء والأشقياء فكان بين خلق الدنيا وخلق الآخرة تسع آلاف سنة مما تعدو
ولهذا سميت آخرة لتأخر خلقها عن خلق الدنيا وسميت الدنيا الاولى لانها خلقت قبلها قال تعالى وللآخرة خير لك م
الاولى يخاطب نبيه صلى الله عليه وسلم ولم يجعل للآخرة مدة ينتهى اليها بقاؤها فلها البقاء الدائم وجعل سقف الجنة هذ
الفلك وهو العرش عندهم الذى لا تتعين حركته ولا تتميز فحركته دائمة لا تنقضى وما من خلق ذكرناه خلق الا وتعل
القصد الثانى منه وجود الانسان الذى هو الخليفة فى العالم وانما قلت القصد الثانى اذ كان القصد الاول معرفة الحق
وعبادته التى لها خلق العالم كله فما من شئ الا وهو يسبح بحمده ومعنى القصد الثانى والاول التعلق الارادى
لا حدوث الارادة لان الارادة لله صفة قديمة أزلية اتصف بها لذاته كسائر صفاته ولما خلق الله هذه الافلاك والسموا
وأوحى فى كل سماء أمرها ورتب فيها أنوارها وسرجها وعمرها بملائكته وحرّكها تعالى فتحرّكت طائعة لله آتي
اليه طلبا للكمال فى العبودية التى تليق بها لانه تعالى دعاها ودعا الارض فقال لها وللارض ائتيا طوعا أو كرها الامر ح
لهما قالتا أتينا طائعين فهما آتيتان أبدا فلا تزالان متحرّكتين غير أنّ حركة الارض خفية عندنا وحركتها
حول الوسط لانها أكرمتا السماء فأتت طائعة عند أمر الله لها بالاتيان وأما الارض فأتت طائعة لما علمت نفسه
مقهورة وانه لا بد أن يؤتى بها بقوله أو كرها فكانت المرادة بقوله تعالى أو كرها فأتت طائعة كرها فقضاهن سب
سموات فى يومين وأوحى فى كل سماء أمرها وقد كان خلق الارض وقدر فيها أقواتها من أجل المولدات فجعله
خزانة لاقواتهم وقد ذكرنا ترتيب نشء العالم فى كتاب عقلة المستوفز فكان من تقدير أقواتها وجود الماء والهواء وانا
وما فى ذلك من البخارات والسحب والبروق والرعود والآثار العلوية وذلك تقدير العزيز العليم وخلق الجان من
النار والطير والدواب البرية والبحرية والحشرات من عفونات الارض ليصفو الهواء لنا من بخارات العفونات التى ل
خالطت الهواء الذى أودع الله حياة هذا الانسان والحيوان وعافيته فيه لكان سقيما مريضا معلولا فصفى له الجو سبحانه
لطفا منه بتكوين هذه المعفنات فقلت الاسقام والعلل ولما استوت المملكة وتهيأت وما عرف أحد من هؤلاء المخلوقات
كلها من أى جنس يكون هذا الخليفة الذى مهد الله هذه المملكة لوجوده فلما وصل الوقت المعين فى علمه لايجاد هذ
الخليفة بعد أن مضى من عمر الدنيا سبع عشرة ألف سنة ومن عمر الآخرة الذى لا نهاية له فى الدوام ثمان آلاف سنة أمر
الله بعض ملائكته أن يأتيه بقبضة من كل أجناس تربة الارض فأتاه بها فى خبر طويل معلوم عند الناس فأخذها
سبحانه وخمرها بيديه فهو قوله لما خلقت بيدىّ وكان الحق قد أودع عند كل ملك من الملائكة الذين ذكرناهم
وديعة لآدم وقال لهم انى خالق بشرا من طين وهذه الودائع التى بأيديكم له فاذا خلقته فليؤدّ اليه كل واحد منكم
ما عنده مما أمنتكم عليه ثم اذا سويته ونفخت فيه من روحى فقعوا له ساجدين فلما خمر الحق تعالى بيديه طينة آدم حتى
تغير ريحها وهو المسنون وذلك الجزء الهوائىّ الذى فى النشأة جعل ظهره محلا للاشقياء والسعداء من ذريته فأودع فيه
ما كان فى قبضتيه فانه سبحانه أخبرنا ان فى قبضة يمينه السعداء وفى قبضة اليد الاخرى الاشقياء وكلتا يدى ربى يمين
مباركة وقال هؤلاء للجنة وبعمل أهل الجنة يعملون وهؤلاء للنار وبعمل أهل النار يعملون وأودع الكل طينة آدم
وجمع فيه الاضداد بحكم المجاورة وأنشأه على الحركة المستقيمة وذلك فى دولة السنبلة وجعله ذا جهات ست الفوق وهو
ما يلى رأسه والتحت يقابله وهو ما يلى رجليه واليمين وهو ما يلى جانبه الاقوى والشمال يقابله وهو ما يلى جانبه

www.maktabah.org

الاضعف والامام وهو مايلى الوجه ويقابله الخلف وهو مايلى القفا وصوّره وعدله وسوّاه ثم نفخ فيه من روحه المضاف اليه فحدث عن هذا النفخ فيه بسريانه فى أجزائه أركان الاخلاط التى هى الصفراء والسوداء والدم والبلغم فكانت الصفراء عن الركن النارى الذى أنشأه الله منه فى قوله تعالى من صلصال كالفخار وكانت السوداء عن التراب وهو قوله من تراب وكان الدم من الهواء وهو قوله مسنون وكان البلغم من الماء الذى عجن به التراب فصار طينا ثم أحدث فيه القوة الجاذبة التى بها يجذب الحيوان الاغذية ثم القوة الماسكة وبها يمسك مايتغذى به الحيوان ثم القوة الهاضمة وبها يهضم الغذاء ثم القوة الدافعة وبها يدفع الفضلات عن نفسه من عرق وبخار ورياح وبراز وأمثال ذلك وأما سريان الابخرة وتقسيم الدم فى العروق من الكبد وما يخلصه كل جزء من الحيوان فبالقوة الجاذبة لا الدافعة فحظ القوة الدافعة ماتخرجه كما قلنا من الفضلات لاغير ثم أحدث فيه القوة الغاذية والمنمية والحاسية والخيالية والوهمية والحافظة والذاكرة وهذا كله فى الانسان مما هو حيوان لا بما هو انسان فقط غير أن هذه القوى الاربعة قوة الخيال والوهم والحفظ والذكر هى فى الانسان أقوى منها فى الحيوان ثم خص آدم الذى هو الانسان بالقوة المصورة والمفكرة والعاقلة فتميز عن الحيوان وجعل هذه القوى كلها فى هذا الجسم آلات للنفس الناطقة لتصل بذلك الى جميع منافعها المحسوسة والمعنوية ثم أنشأه خلقا آخر وهو الانسانية فجعله دراكا بهذه القوى حيا عالما قادرا مريدا متكلما سميعا بصيرا على حدّ معلوم معتاد فى الكتابة فتبارك الله أحسن الخالقين ثم انه سبحانه ماسمى نفسه باسم من الاسماء الا وجعل للانسان من التخلق بذلك الاسم حظا منه يظهر به فى العالم على قدر ما يليق به ولذلك تأول بعضهم قوله عليه السلام ان الله خلق آدم على صورته على هذا المعنى وأنزله خليفة عنه فى أرضه اذ كانت الارض من عالم التغيير والاستحالات بخلاف العالم الاعلى فيحدث فيهم من الاحكام بحسب ما يحدث فى العالم الارضى من التغيير فيظهر لذلك حكم جميع الاسماء الالهية فلذلك كان خليفة فى الارض دون السماء والجنة ثم كان من أمره ما كان من علم الاسماء وسجود الملائكة واباية ابليس وسنذكر ذلك كله فى موضعه ان شاء الله فان هذا الباب مخصوص بابتداء الجسوم الانسانية وهى أربعة أنواع جسم آدم وجسم حوّاء وجسم عيسى وأجسام بنى آدم وكل جسم من هذه الاربعة نشؤه يخالف نشء الآخر فى السبب مع الاجتماع فى الصورة الجسمانية والروحانية وانما سقنا هذا ونبهنا عليه لئلا يتوهم الضعيف العقل ان القدرة الالهية أو ان الحقائق لاتعطى أن تكون هذه النشأة الانسانية الا عن سبب واحد يعطى بذاته هذا النشء فرد الله هذه الشبهة بأن أظهر هذا النشء الانسانى فى آدم بطريق لم يظهر به جسم حوّاء وأظهر جسم حوّاء بطريق لم يظهر به جسم ولد آدم وأظهر جسم أولاد آدم بطريق لم يظهر به جسم عيسى عليه السلام وينطلق على كل واحد من هذه الاجسام اسم انسان بالحد والحقيقة ذلك ليعلم ان الله بكل شئ عليم وانه على كل شئ قدير ثم ان الله قد جمع هذه الاربعة الانواع من الخلق فى آية من القرآن فى سورة الحجرات فقال يا ايها الناس انا خلقناكم يريد آدم من ذكر يريد حوّاء وأنثى يريد عيسى ومن المجموع من ذكر وأنثى يريد بنى آدم بطريق النكاح والتوالد فهذه الآية من جوامع الكلم وفصل الخطاب الذى أوتى محمد صلى الله عليه وسلم ولما ظهر جسم آدم كما ذكرناه ولم تكن فيه شهوة نكاح وكان قد سبق فى علم الحق ايجاد التوالد والتناسل والنكاح فى هذه الدار انما هو لابقاء النوع فاستخرج من ضلع آدم من القصيرى حوّاء فقصرت بذلك عن درجة الرجل كما قال تعالى وللرجال عليهن درجة فما تلحق بهم أبدا وكانت من الضلع للانحناء الذى فى الضلوع لتحنو بذلك على ولدها وزوجها فحنوّ الرجل على المرأة حنوّه على نفسه لانها جزء منه وحنوّ المرأة على الرجل لكونها خلقت من الضلع والضلع فيه انحناء وانعطاف وعمر الله الموضع من آدم الذى خرجت منه حوّاء بالشهوة اليها اذ لا يبقى فى الوجود خلاء فلما عمره بالهواء حن اليها حنينه الى نفسه لانها جزء منه وحنت اليه لكونه موطنها الذى نشأت فيه فحب حوّاء حب الموطن وحب آدم حب نفسه ولذلك يظهر حب الرجل للمرأة اذ كانت عينه وأعطيت المرأة القوة المعبر عنها بالحياء فى محبة الرجل فقويت على الاخفاء لان الموطن لايتحد بها اتحاد آدم بها فصوّر فى ذلك الضلع جميع ماصوّره وخلقه فى جسم آدم فكان نشء جسم آدم فى صورته كنشء الفاخورى فيما

www.maktabah.org

ينشئه

يمسه من الطين والطبخ وكان نشء جسم حوّاء نشء النجار فيما ينحته من الصور في الخشب فلما نحتها في الضلع وأقام صورتها وسوّاها وعدلها نفخ فيها من روحه فقامت حية ناطقة أنثى ليجعلها محلا للزراعة والحرث لوجود الانبات الذي هو التناسل فسكن اليها وسكنت اليه وكانت لباسا له وكان لباسا لها قال تعالى هن لباس لكم وأنتم لباس لهن وسرت الشهوة منه في جميع أجزائه فطلبها فلما تغشاها وألقى الماء في الرحم ودار ذلك النطفة من الماء دم الحيض الذي كتبه الله على النساء تكوّن في ذلك الجسم جسم ثالث على غير ما تكوّن منه جسم آدم وجسم حوّاء فهذا هو الجسم الثالث فتولاه الله بالنشء في الرحم حالا بعد حال بالانتقال من ماء الى نطفة الى علقة الى مضغة الى عظم ثم كسا العظم لحما فلما أتم نشأته الحيوانية أنشأه خلقا آخر فنفخ فيه الروح الانساني فتبارك الله أحسن الخالقين ولولا طول الامر لبينا تكوينه في الرحم حالا بعد حال ومن يتولى ذلك من الملائكة الموكلين بانشاء الصور في الارحام الى حين الخروج ولكن كان الغرض الاعلام بأن الاجسام الانسانية وان كانت واحدة في الحد والحقيقة والصور الحسية والمعنوية فان أسباب تآلفها مختلفة لئلا يتخيل ان ذلك لذات السبب تعالى الله بل ذلك راجع الى فاعل مختار يفعل ما يشاء كيف يشاء من غير تحجير ولا قصور على أمر دون أمر لا اله الا هو العزيز الحكيم ولما قال أهل الطبيعة ان ماء المرأة لا يتكوّن منه شيء وان الجنين الكائن في الرحم انما هو من ماء الرجل لذلك جعلنا تكوين جسم عيسى تكوينا آخر وان كان تدبيره في الرحم تدبير أجسام البنين فان كان من ماء المرأة اذ تمثل لها الروح بشرا سويا أو كان عن نفخ بغير ماء فعلى كل وجه هو جسم رابع مغاير في النشء غيره من أجسام النوع ولذلك قال تعالى ان مثل عيسى أي صفة نشء عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب الضمير يعود على آدم ووقع الشبه في خلقه من غير أب أي صفة نشئه صفة نشء آدم الا أن آدم خلقه من تراب ثم قال له كن ثم ان عيسى على ما قيل لبث في بطن مريم لبث البنين المعتاد لانه أسرع اليه التكوين لما أراد الله أن يجعله آية ويردّ به على الطبيعيين حيث حكموا على الطبيعة بما أعطتهم من العادة لا بما تقتضيه مما أودع الله فيها من الاسرار والتكوينات العجيبة ولقد أنصف بعض حذاق هذا الشأن الطبيعة فقال لا نعلم منها الا ما أعطتنا خاصة وفيها ما لا نعلم فهذا قد ذكرنا ابتداء الجسوم الانسانية وانها أربعة أجسام مختلفة النشء كما قررنا وانه آخر المولدات فهو نظير العقل الاول وبه ارتبط لان الوجود دائرة فكان ابتداء الدائرة وجود العقل الاول الذي ورد في الخبر أنه أول ما خلق الله العقل فهو أول الاجناس وانتهى الخلق الى الجنس الانساني فكملت الدائرة واتصل الانسان بالعقل كما يتصل آخر الدائرة بأولها فكانت دائرة وما بين طرفي الدائرة جميع ما خلق الله من أجناس العالم بين العقل الاول الذي هو القلم أيضا وبين الانسان الذي هو الموجود الآخر ولما كانت الخطوط الخارجة من النقطة التي في وسط الدائرة الى المحيط الذي وجد عنها تخرج على السواء لكل جزء من المحيط كذلك نسبة الحق تعالى الى جميع الموجودات نسبة واحدة فلا يقع هناك تغيير البتة كانت الاشياء كلها ناظرة اليه وقابلة منه مثل نسبة نظر اجزاء المحيط الى النقطة وأقام سبحانه هذه الصورة الانسانية بالحركة المستقيمة صورة العمد الذي للخيمة فجعله لقبة هذه السموات فهو سبحانه يمسكها أن تزول بسببه فعبرنا عنه بالعمد فاذا فنيت هذه الصورة ولم يبق منها على وجه الارض أحد متنفس وانشقت السماء فهي يومئذ واهية لان العمد زال وهو الانسان ولما انتقلت العمارة الى الدار الآخرة بانتقال الانسان اليها وخربت الدنيا بانتقاله عنها علمنا قطعا ان الانسان هو العين المقصودة لله من العالم وأنه الخليفة حقا وأنه محل ظهور الاسماء الالهية وهو الجامع لحقائق العالم كله من ملك وفلك وروح وجسم وطبيعة وجماد ونبات وحيوان الى ما خص به من علم الاسماء الالهية مع صغر حجمه وجرمه وانما قال الله فيه بأن خلق السموات والارض أكبر من خلق الناس لكون الانسان متولدا عن السماء والارض فهما له كالابوين فرفع الله مقدارهما ولكن أكثر الناس لا يعلمون فلم يرد في الجرمية فان ذلك معلوم حسا غير أن الله تعالى ابتلاه ببلاء ما ابتلى به أحدا من خلقه اما لان يسعده أو يشقيه على حسب ما يوفقه الى استعماله وكان البلاء الذي ابتلاه به ان خلق فيه قوّة تسمى الفكر وجعل هذه القوّة خادمة لقوّة أخرى تسمى العقل وجبر العقل مع سيادته على الفكر أن يأخذ منه ما يعطيه ولم يجعل للفكر مجالا الا في القوّة الخيالية وجعل سبحانه القوّة الخيالية محلا

www.maktabah.org

جامعة لما أعطته القوة الحساسة وجعل له قوة يقال لها المصورة فلا يحصل فى القوة الخيالية الا ما أعطاه الحس أو أعطته القوة المصورة ومادة المصورة من المحسوسات فتركب صورا لم يوجد لها عين لكن أجزاؤها كلها موجودة حسا وذلك لان العقل خلق ساذجا ليس عنده من العلوم النظرية شئ وقيل للفكر ميز بين الحق والباطل الذى فى هذه القوة الخيالية فينظر بحسب ما يقع له فقد يحصل فى شبهة وقد يحصل فى دليل عن غير علم منه بذلك ولكن فى زعمه انه عالم بصور الشبه من الادلة وانه قد حصل على علم ولم ينظر الى قصور المواد التى استند اليها فى اقتناء العلوم فيقبلها العقل منه ويحكم بها فيكون جهله أكثر من علمه بما لا يتقارب ثم ان الله كلف هذا العقل معرفته سبحانه ليرجع اليه فيها لا الى غيره ففهم العقل نقيض ما أراد به الحق بقوله تعالى أولم يتفكروا لقوم يتفكرون فاستند الى الفكر وجعله اماما يقتدى به وغفل عن الحق فى مراده بالتفكر انه خاطبه أن يتفكر فيرى أن علمه بالله لا سبيل اليه الا بتعريف الله فيكشف له عن الامر على ما هو عليه فلم يفهم كل عقل هذا اللهم الا عقول خاصة الله من أنبيائه وأوليائه ياليت شعرى هل بأفكارهم قالوا بلى حين أشهدهم على أنفسهم فى قبضة الذرية من ظهر آدم لا والله بل عناية اشهاده اياهم ذلك عند أخذه اياهم عنهم من ظهورهم ولما رجعوا الى الاخذ عن قواهم المفكرة فى معرفة الله لم يجتمعوا قط على حكم واحد فى معرفة الله وذهب كل طائفة الى مذهب وكثرت القالة فى الجناب الالهى الاحمى واجترؤا غاية الجراءة على الله وهذا كله من الابتلاء الذى ذكرناه من خلقه الفكر فى الانسان وأهل الله افتقروا اليه فيما كلفهم من الايمان به فى معرفته وعلموا ان المراد منهم رجوعهم اليه فى ذلك وفى كل حال فمنهم القائل سبحان من لم يجعل سبيلا الى معرفته الا العجز عن معرفته ومنهم من قال العجز عن درك الادراك ادراك وقال صلى الله عليه وسلم لا أحصى ثناء عليك وقال تعالى ولا يحيطون به علما فرجعوا الى الله فى المعرفة به وتركوا الفكر فى مرتبته ووفوه حقه لم ينقلوه الى ما لا ينبغى له التفكر فيه وقد ورد النهى عن التفكر فى ذات الله والله يقول ويحذركم الله نفسه فوهبهم الله من معرفته ما وهبهم وأشهدهم من مخلوقاته ومظاهره ما أشهدهم فعلموا أنه ما يستحيل عقلا من طريق الفكر لا يستحيل نسبة الهية كما سنورد من ذلك طرفا فى باب الارض المخلوقة من بقية طينة آدم وغيرها فالذى ينبغى للعاقل أن يدين الله به فى نفسه ان يعلم أن الله على كل شئ قدير من ممكن ومحال ولا كل محال نافذ الاقتدار واسع العطاء ليس لايجاده تكرار بل امثال تحدث فى جوهر أوجده وشاء بقاءه ولو شاء أفناه مع الانفاس لا اله الا هو العزيز الحكيم

(الباب الثامن) فى معرفة الارض التى خلقت من بقية خميرة طينة آدم عليه السلام وهى أرض الحقيقة وذكر بعض ما فيها من الغرائب والعجائب

يا أخت بل يا عمتى المعقوله * أنت الامينة عندنا المجهوله
نظر البنون اليك أخت أبيهمو * فتنافسوا عن همة معلوله
الا القليل من البنين فانهم * عطفوا عليك بأنفس مجبوله
يا عمتى قل كيف أظهر سره * فيك الاخى محققا تنزيله
حتى بدا من مثل ذلك عالم * قد يرتضى رب الورى توكيله
أنت الامامة والامام أخوك والـ * ـمأموم أمثال له مسلوله

اعلم أن الله تعالى لما خلق آدم عليه السلام الذى هو أول جسم انسانى تكون وجعله أصلا لوجود الاجسام الانسانية وفضلت من خميرة طينته فضلة خلق منها النخلة فهى أخت لآدم عليه السلام وهى لنا عمة وسماها الشرع عمة وشبهها بالمؤمن ولها أسرار عجيبة دون سائر النبات وفضل من الطينة بعد خلق النخلة قدر السمسمة فى الخفاء فمد الله فى تلك الفضلة أرضا واسعة الفضاء اذا جعل العرش وما حواه والكرسى والسموات والارضون وما تحت الثرى والجنات كلها والنار فى هذه الارض كان الجميع فيها كحلقة ملقاة فى فلاة من الارض وفيها من العجائب والغرائب ما لا يقدر قدره ويبهر العقول أمره وفى كل نفس خلق الله فيها عوالم يسبحون الليل والنهار لا يفترون وفى هذه الارض ظهرت عظمة الله وعظمت عند المشاهد

www.maktaban.org

له قدرته وكثير من المحالات العقلية التى قام الدليل الصحيح العقلى على احالتها هى موجودة فى هذه الارض وهى مسرح عيون العارفين العلماء بالله وفيها يجولون وخلق الله من جملة عوالمها عالما على صورنا اذا أبصرهم العارف يشاهد نفسه فيها وقد أشار الى مثل ذلك عبد الله بن عباس رضى الله عنه فيما روى عنه فى حديث هذه الكعبة وانها بيت واحد من أربعة عشر بيتا وان فى كل أرض من السبع الارضين خلقا مثلنا حتى ان فيهم ابن عباس مثلى وصدقت هذه الرواية عند أهل الكشف فلنرجع الى ذكر هذه الارض وانساعها وكثرة عالمها المخلوقين فيها ومنها ويقع للعارفين فيها تجليات الهية أخبر بعض العارفين بأمر اعرفه شهودا قال دخلت فيها يوما مجلسا يسمى مجلس الرحمة لم أر مجلسا قط أعجب منه فبينا أنا فيه اذ ظهر لى تجل الهى لم يأخذنى عنى بل أبقانى معى وهذا من خاصية هذه الارض فان التجليات الواردة على العارفين فى هذه الدار فى هذه الهيا كل تأخذهم عنهم وتفنيهم عن شهودهم من الانبياء والاولياء وكل من وقع له ذلك وكذلك عالم السموات العلى والكرسى الازهى وعالم العرش المحيط الاعلى اذا وقع لهم تجل الهى أخذهم عنهم وصعقوا وهذه الارض اذا حصل فيها صاحب الكشف العارف ووقع له تجل لم يفنه عن شهوده ولا اختطفه عن وجوده وجمع له بين الرؤية والكلام قال واتفق لى فى هذا المجلس أمور وأسرار لا يسعنى ذكرها لغموض معانيها وعدم وصول الادراكات قبل أن يشهد مثل هذه المشاهد لها وفيها من البساتين والجنات والحيوان والمعادن ما لا يعلم قدر ذلك الا الله تعالى وكل ما فيها من هذا كله حى ناطق كحياة كل حى ناطق ما هو مثل ما هى الاشياء فى الدنيا وهى باقية لا تفنى ولا تتبدل ولا يموت عالمها وليست تقبل هذه الارض شيأ من الاجسام الطبيعية الطينية البشرية بتسوية عالمها أو عالم الارواح منا بالخاصية واذا دخلها العارفون انما يدخلونها بأرواحهم لا بأجسامهم فيتركون هيا كلهم فى هذه الارض الدنيا ويتجردون وفى تلك الارض صور عجيبة النشء بديعة الخلق قائمين على أفواه السكك المشرفة على هذا العالم الذى نحن فيه من الارض والسماء والجنة والنار فاذا أراد واحد منا الدخول لتلك الارض من العارفين من أى نوع كان من انس أو جن أو ملك أو أهل الجنة بشرط المعرفة وتجرد عن هيكله وجد تلك الصور على أفواه السكك قائمين موكلين بها قد نصبهم الله سبحانه لذلك الشغل فيبادر واحد منهم الى هذا الداخل فيخلع عليه حلة على قدر مقامه ويأخذ بيده ويجول به فى تلك الارض ويتبوأ منها حيث يشاء ويعتبر فى مصنوعات الله ولا يمر بحجر ولا شجر ولا مدر ولا شئ ويريد أن يكلمه الا كلمه كما يكلم الرجل صاحبه ولهم لغات مختلفة وتعطى هذه الارض بالخاصية لكل من دخلها الفهم بجميع ما فيها من الالسنة فاذا قضى منها وطره وأراد الرجوع الى موضعه مشى معه رفيقه الى أن يوصله الى الموضع الذى دخل منه يوادعه ويخلع عنه تلك الحلة التى كساه وينصرف عنه وقد حصل علوما جمة ودلائل وزاد فى علمه بالله ما لم يكن عنده مشاهدة وما رأيت الفهم ينفذ أسرع مما ينفذ اذا حصل فى هذه الارض وقد ظهر عندنا فى هذه الدار وهذه النشأة ما يعضد هذا القول فمن ذلك ما شاهدناه ولا أذكره ومنها ما حدثنى أوحد الدين حامد بن أبى الفخر الكرمانى وفقه الله قال كنت أخدم شيخا وأنا شاب فمرض الشيخ وكان فى محارة وقد أخذه البطن فلما وصلنا تكريت قلت له يا سيدى اتركنى أطلب لك دواء ممسكا من صاحب مارستان سنجار من السبيل فلما رأى احتراقى قال لى رح اليه قال فرحت الى صاحب السبيل وهو فى خيمته جالس ورجاله بين يديه قائمون والشمعة بين يديه وكان لا يعرفنى ولا أعرفه فرآنى واقفا بين الجماعة فقام الى وأخذ بيدى وأكرمنى وسألنى ما حاجتك فذكرت له حال الشيخ فاستحضر الدواء وأعطانى اياه وخرج معى فى خدمتى والخادم بالشمعة بين يديه فخفت أن يراه الشيخ فيحرج فحلفت عليه أن يرجع فرجع فجئت الشيخ وأعطيته الدواء وذكرت له كرامة الامير صاحب السبيل بى فتبسم الشيخ وقال لى يا ولدى انى أشفقت عليك لما رأيت من احتراقك من أجلى فأذنت لك فلما مشيت خفت أن يخجلك الامير بعدم اقباله عليك فتجردت عن هيكلى هذا ودخلت فى هيكل ذلك الامير وقعدت فى موضعه فلما جئت أكرمتك وفعلت معك ما رأيت ثم عدت الى هيكلى هذا ولا حاجة لى فى هذا الدواء وما استعمله فهذا شخص قد ظهر فى صورة غيره فكيف أهل تلك الارض قال لى بعض العارفين لما دخلت هذه الارض رأيت فيها أرضا كأنها مسك عطر لو شمه أحد

www.maktubah.org

مدة فى هذه الدنيا فانى لو قدرت بثمرة منه ما شاء الله ان تمد ودخلت فى هذه الارض أرضا من الذهب الاحمر اللين فيها أشجار كلها ذهب وثمرها ذهب ويأخذ التفاحة أوغيرها من الثمر فيأكلها فيجد من لذة طعمها وحسن رائحتها ومنها مالا يصفه واصف تنصرف فاكهة الجنة عنها فكيف فاكهة الدنيا والجسم والشكل والصورة ذهب والصورة والشكل كصورة الثمرة وشكلها عندنا وتختلف فى الطعم وفى الثمرة من النقش البديع والزينة الحسنة ما لا تتوهمه نفس فاحرى ان تشهده عين ورأيت من كبر ثمرها بحيث لوجعلت الثمرة بين السماء والارض لحجبت أهل الارض عن رؤية السماء ولو جعلت على الارض لفضلت عليها اضعافا واذا قبض عليها الذى يريد أكلها بهذه اليد المعهودة فى القدر عمها بقبضته لنعومتها ألطف من الهواء يطبق عليها يده مع هذا العظم وهذا مما تحيله العقول هنا فى نظرها ولما شاهد هذا ذو النون المصرى نطق بما حكى عنه من ايراد الكبير على الصغير من غير أن يصغر الكبير أو يكبر الصغير أو يوسع الضيق أو يضيق الواسع فالعظم فى التفاحة على ماذكرته باق والقبض عليها باليد الصغيرة والاحاطة بها موجود والكيفية مشهودة مجهولة لا يعرفها الا الله وهذا العلم مما انفرد الحق به واليوم الواحد الزمانى عندنا هو عدة سنين عندهم وأزمنة تلك الارض مختلفة قال ودخلت فيها أرضا من فضة بيضاء فى الصورة ذات شجر وأنهار وثمر فهى كل ذلك فضة وأجسام أهلها منها كلها فضة وكذلك كل أرض شجرها وثمرها وأنهارها وبحارها وخلقها من جنسها فاذا تنوولت وأكلت وجد فيها من الطعم والروائح والنعمة مثل سائر المأكولات غير أن اللذة لا توصف ولا تحكى ودخلت فيها أرضا من الكافور الابيض وهى فى أماكن منها أشد حرارة من النار يخوضها الانسان ولا تحرقه وأماكن منها معتدلة وأماكن باردة وكل أرض من هذه الارضين التى هى أماكن فى هذه الارض الكبيرة لو جعلت السماء فيها لكانت كحلقة فى فلاة بالنسبة اليها وفى جميع أراضيها أحسن عندى ولا أوفق لمزاجى من أرض الزعفران وما رأيت عالما من عالم كل أرض أبسط نفوسا منهم ولا أكثر بشاشة بالوارد عليهم يتلقونه بالترحيب والتأهيل ومن عجائب مطعوماتها انه أى شئ أكلت منها اذا قطعت من الثمرة قطعة نبتت فى زمان قطعك اياها مكانها ما يسد تلك الثلمة أو تقطف بيدك ثمرة من ثمرها فزمان قطفك اياها تتكون مثلها بحيث لا يشعر بها الا الفطن فلا يظهر فيها نقص أصلا واذا نظرت الى نسائها ترى ان النساء الكائنين فى الجنة من الحور بالنسبة اليهن كنسائنا من البشر بالنسبة الى الحور فى الجنان وأما مجامعتهن فلا يشبه لذتها لذة وأهلها أعشق الخلق فيمن يرد عليهم وليس عندهم تكليف بل هم مجبولون على تعظيم الحق وجلاله تعالى لو راموا خلاف ذلك ما استطاعوا أو ما أبقيتهم فمنها ما يحدث عن هممهم ومنها ما يحدث كما تبنى عندنا من اتخاذ الآلات وحسن الصنعة ثم ان بحارها لا يمتزج بعضها ببعض كما قال تعالى مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان وتعاين منتهى بحر الذهب تصطفق أمواجه ويباشره بالمجاورة بحر الحديد فلا يدخل من واحد فى الآخر شئ وماؤهم ألطف من الهواء فى الحركة والسيلان وهو من الصفاء بحيث أن لا يخفى عنك من دوابه ولا من الارض التى يجرى البحر عليها شئ فاذا أردت أن تشرب منه وجدت له من اللذة ما لا تجده لمشروب أصلا وخلقها ينبتون فيها كسائر النباتات من غير تناسل بل يتكونون من أرضها تكون الحشرات عندنا ولا ينعقد من مائهم فى نكاحهم ولد وان نكاحهم انما هو لمجرد الشهوة والنعيم وأما مراكبهم فتعظم وتصغر بحسب ما يريده الراكب واذا سافروا من بلد الى بلد فانهم يسافرون برا أو بحرا وسرعة مشيهم فى البر والبحر أسرع من ادراك البصر للمبصر وخلقها متفاوتون فى الاحوال ففيهم من تغلب عليهم الشهوات وفيهم من يغلب عليهم تعظيم جناب الحق وقد رأيت فيها ألوانا لا أعرفها فى ألوان الدنيا ورأيت فيها معادن تشبه الذهب وما هى بذهب ولا نحاس وأحجارا من اللآلئ ينفذها البصر لصفائها شفافة من اليواقيت الحمر ومن أعجب ما فيها ادراك الالوان فى الاجسام السفلية التى هى كالهواء ويتعلق الادراك بألوانها كما يتعلق بالالوان التى فى الاجسام الكثيفة وعلى أبواب مدائنها عقود من الاحجار الياقوتية كل حجر منها يزيد على الخمسمائة ذراع وعلو الباب فى الهواء عظيم وعليه معلق من الاسلحة والعدد ما لو اجتمع ملك الارض كلها ما وفى بها وعندهم ظلمة ونور من غير شمس تتعاقب ويتعاقبهما يعرفون الزمان وظلمتهم لا تحجب البصر عن مدركه كما لا يحجبه النور ويغزو بعضهم

www.maktabah.org

بعضا

بعضهم ببعض شحناء ولا عداوة ولا فساد بنية واذا سافروا فى البحر وغرقوا الايبعد وعليهم الماء كما تعد وعليه من سوف فيه يمشون حتى يلحقوا بالساحل وتحدث بتلك الارض زلازل لوحلت بنا لانقلبت الارض وهلك من كان عليها ولقد كنت يوما مع جماعة منهم فى حديث وجاءت زلزلة شديدة بحيث انى رأيت الابنية تتحرك كأنها تكاد يذهب البصر من رؤيتها لسرعة الحركة مرورا وكرورا وما عندنا خبر وكأنا على الارض قطعة منها الى أن فرغت الزلزلة فلما فرغت وسكنت الارض أخذت الجماعة بيدى وعزتنى فى ابنة لى اسمها فاطمة فقلت للجماعة انى تركتها عافية عند والدتها قالوا صدقت ولكن هذه الارض ماتزلزل بنا وعندنا أحد الامات ذلك الشخص أوماتت له أحد وان هذه الزلزلة لموت ابنتك فانظر فى أمرها فقعدت معهم ماشاء الله وصاحبى ينتظرنى فلما أردت فراقهم مشوا معى الى فم السكة وأخذوا خلعتهم وجئت الى بيتى فلقيت صاحبى فقال لى ان فاطمة تنازع فدخلت عليها فقضت وكنت بمكة مجاورا فجهزناها ودفناها بالمعلى فهذا من أعجب ما أخبرت عن تلك الارض ورأيت بها كعبة يطوف بها أهلها غير مكسوة وتكون أكبر من البيت الذى بمكة ذات أركان أربعة تكلمهم اذا طافوا بها وتحييهم وتفيدهم علوما لم تكن عندهم ورأيت فى هذه الارض بحرا من تراب يجرى مثل مايجرى الماء ورأيت حجارة صغارا وكبارا يجرى بعضها الى بعض كما يجرى الحديد الى المغناطيس فتتألف هذه الحجارة ولاتنفصل بعضها من بعض بطبعها الا ان فصلها فاصل مثل مايفصل الحديد عن المغناطيس ليس فى قوته أن يمتنع فاذا ترك وطبعه جرت بعضها الى بعض على مقدار من المساحة مخصوص فتضم هذه الحجارة بعضها الى بعض فينشأ منها صورة سفينة ورأيت منها مركبا صغيرا وشينيين فاذا التأمت السفينة من تلك الحجارة رموا بها فى بحر التراب وركبوا فيها وسافروا حيث يشتهون من البلاد غير ان قاع السفينة من رمل أو تراب يلصق بعضه ببعض لصوق الخاصية فما رأيت فيما رأيت أعجب من جريان هذه السفن فى ذلك البحر وصورة الانشاء فى المراكب سواء غير أن لهم فى جناحى السفينة ممايلى مؤخرها اسطوانتين عظيمتين تعلو المركب أكثر من القامة وأرض المركب من جهة مؤخره ما بين الاسطوانتين مفتوح متساو مع البحر ولا يدخل فيه من رمل ذلك البحر شئ أصلا بالخاصية وهذا شكله

وفى هذه الارض مدائن تسمى مدائن النور لايدخلها من العارفين الا كل مصطفى مختار وهى ثلاث عشرة مدينة وهى على سطح واحد وبنيانها عجيب وذلك انهم عمدوا الى موضع فى هذه الارض فبنوا فيه مدينة صغيرة لها سوار عظيمة يسير الراكب فيها اذا أراد أن يدور بها مسيرة ثلاثة أعوام فلما أقاموها جعلوها خزانة لمنافعهم ومصالحهم وعددهم وأقاموا على بعد من جوانبها ابراجا تعلو على أبراج المدينة بمادار بها ومدوا البناء بالحجارة حتى صار للمدينة كالسقف للبيت وجعلوا ذلك السقف أرضا بنوا عليه مدينة أعظم من التى بنوا أولا وعمروها واتخذوها مسكنا فضاقت عنهم فبنوا عليها مدينة أخرى أكبر منها وما زال يكثر عمارها وهم يصعدون بالبنيان طبقة فوق طبقة حتى بلغت ثلاث عشرة مدينة ثم انى غبت عنهم مدة ثم دخلت اليهم مرة أخرى فوجدتهم قد زادوا مدينتين واحدة فوق أخرى ولهم ملوك فيهم لطف وحنان صحبت منهم جماعة منهم التالى وهو التابع بمنزلة القيل فى حمير ولم أر ملكا أكثر منه ذكرا لله قد شغله ذكر الله عن تدبير ملكه انتفعت به وكان كثير المجالسة لى ومنهم ذو العرف وهو ملك عظيم لم أر فى ملوك الارض أكثر من تأنى

www.maktabah.org

اليه رسل من الملك منه وهو كثير الحركة هين لين يصل اليه كل أحد يتلطف فى النزول لكنه اذا غضب [illegible] أعطاه الله من القوة ماشاء ورأيت لبحرها ملكا منيع الحمى يدعى السابح هو قليل الجماع مع من يقصده [illegible] الالتفات الى أحد غيره مع مايخطر له لامع ما يراد منه ويجاوره سلطان عظيم اسمه السابق اذا دخل عليه [illegible] من مجلسه و بش فى وجهه وأظهر السرور بقدومه وقام له بجميع مايحتاج اليه من قبل أن يسأله عن شئ فقلت له فى ذلك فقال لى أكره أن أرى فى وجه السائل ذلة السؤال لمخلوق غيرة أن يذل أحد لغير الله وما كل أحد يقف مع الله على قدم التوحيد وان أكثر الوجوه مصروفة الى الاسباب الموضوعة مع الحجاب عن الله فهذا يحملنى أن أبادر الى ماترى من كرامة الوافد قال ودخلت على ملك آخر يدعى القائم بأمر الله لا يلتفت الى الوافد عليه لاستيلاء عظمة الحق على قلبه فلا يشعر بالوافد ومايفد عليه من يفد من العارفين الا لينظروا الى حاله التى هو عليها تراه واقفا قد عقد يديه الى صدره عقد العبد الذليل الجانى مطرقا الى موضع قدميه لا تتحرك منه شعرة ولا يضطرب منه مفصل كما قيل فى قوم هذه حالتهم مع سلطانهم

كأنما الطير منهم فوق أرؤسهم * لا خوف ظلم ولكن خوف اجلال

يتعلم العارفون منه حال المراقبة قال ورأيت ملكا يدعى بالرادع مهيب المنظر لطيف المخبر شديد الغيرة دائم الفكرة فيما كلف النظر فيه اذا رأى أحدا يخرج عن طريق الحق رده الى الحق قال صحبته وانتفعت به وجالست من ملوكهم كثيرا ورأيت منهم من العجائب مما يرجع الى ماعندهم من تعظيم الله مالو سطرناه لاعيا الكاتب والسامع فاقتصرنا على هذا القدر من عجائب هذه الارض ومدائنها لاتحصى كثرة ومدائنها أكثر من ضياعها وجميع من يملكها من الملوك ثمانية عشر سلطانا منهم من ذكرنا ومنهم من سكتنا عنه ولكل سلطان سيرة وأحكام ليست لغيره قال وحضرت يوما فى ديوانهم لارى ترتيبهم فما رأيت ان الملك منهم هو الذى يقوم برزق رعيته بلغوا ما بلغوا فرأيتهم اذا استوى الطعام وقف خلق لا يحصى عددهم كثرة يسمونهم الجباة وهم رسل أهل كل بيت فيعطيه الامين من المطبخ على قدر عائلته و يأخذه الجانى وينصرف وأما الذى يقسمه عليهم شخص واحد لاغيره من الايدى على قدر الجباة فيغرف فى الزمن الواحد لكل شخص طعامه فى وعائه وينصرف ومافضل من ذلك يرفع الى خزانة فاذا فرغ منهم ذلك القاسم دخل الخزانة وأخذ مافضل وخرج به الى الصعاليك الذين على باب دار الملك فيلقيه اليهم فيأكلوه وهكذا فى كل يوم ولكل ملك شخص حسن الهيئة هو على الخزانة يدعونه الخازن بيده جميع مايملكه ذلك الملك ومن شرعهم انه اذا ولاه ليس له عزله ورأيت فيهم شخصا أعجبتنى حركاته وهو جالس الى جانب الملك وكنت على يمين الملك فسألته مامنزلة هذا عندكم فتبسم وقال أعجبك قلت له نعم قال هذا المعمار الذى يبنى لنا المساكن والمدن وجميع ماتراه من آثار عمله ورأيت فى سوق صيارفهم انه لا ينتقد لهم سكتهم الا واحد فى المدينة كلها وفيما تحت يد ذلك الملك من المدن قال وهكذا رأيت سيرتهم فى كل أمر لا يقوم به الا واحد لكن له وزعة وأهل هذه الارض أعرف الناس بالله وكل ما أحاله العقل بدليله عندنا وجدناه فى هذه الارض ممكنا قد وقع وان الله على كل شئ قدير فعلمنا ان العقول قاصرة وان الله قادر على جمع الضدين ووجود الجسم فى مكانين وقيام العرض بنفسه وانتقاله وقيام المعنى بالمعنى وكل حديث وآية وردت عندنا مما صرفها العقل عن ظاهرها وجدناها على ظاهرها فى هذه الارض وكل جسد يتشكل فيه الروحانى من ملك وجن وكل صورة يرى الانسان فيها نفسه فى النوم فمن أجساد هذه الارض لها من هذه الارض موضع مخصوص ولهم رقائق ممتدة الى جميع العالم وعلى كل رقيقة أمين فاذا عاين ذلك الامين روحا من الارواح قد استعد لصورة من هذه الصور التى بيده كساه اياها كصورة دحية لجبريل وسبب ذلك ان هذه الارض مدها الحق تعالى فى البرزخ وعين منها موضعا لهذه الاجساد التى تلبسها الروحانيات وتنتقل اليها النفوس عند النوم و بعد الموت فنحن من بعض عالمها ومن هذه الارض طرف يدخل فى الجنة يسمى السوق ونحن نبين لك مثال صورة امتداد الطرف الذى يلى العالم من هذه الارض وذلك ان الانسان اذا نظر الى السراج أو الشمس والقمر ثم حال بأهداب أجفانه بين الناظر والجسم المستنير يبصر من ذلك الجسم

المستنير

السمه الى حيث يشبه الخطوط من النور تتصل من السراج الى عينيه متعددة فاذا رفع تلك الاهداب من مقابلة الناظر قالانه يرى تلك الخطوط الممتدة تنقبض الى الجسم المستنير فالجسم المستنير مثال للموضع المعين من هذه الارض لتلك الصور والناظر مثال العالم وامتداد تلك الخطوط كصور الاجساد التى تنتقل اليها فى النوم وبعد الموت وفى سوق الجنة والتى تلبسها الارواح وقصدك الى رؤية تلك الخطوط بذلك الفعل من ارسال الاهداب الحائلة بين الناظر والجسم النير مثال الاستعداد وانبعاث تلك الخطوط عند هذه الحال انبعاث الصور عند الاستعداد وانقباض الخطوط الى الجسم النير عند رفع الحائل رجوع الصور الى تلك الارض عند زوال الاستعداد وليس بعد هذا البيان بيان وقد بسطنا القول فى عجائب هذه الارض وما يتعلق بها من المعارف فى كتاب كبير لنا فيها خاصة انتهى الجزء الحادى عشر

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(الباب التاسع) فى معرفة وجود الارواح المارجية النارية

مرج النار والنبات فقامت * صورة الجن برزخا بين شيئين
بين روح بجسم ذى مكان * فى حضيض وبين روح بلا أين
فالذى قابل التجسم منها * طلب القوت للتغذى بلا مين
والذى قابل الملائك منها * قبل القلب بالتشكل فى العين
ولهذا يطيع وقتا ويعصى * ويجازى مخالفوهم بنارين

قال الله تعالى وخلق الجانّ من مارج من نار وورد فى الحديث الصحيح ان الله خلق الملائكة من نور وخلق الله الجان من نار وخلق الانسان مما قيل لكم فاما قوله عليه السلام فى خلق الانسان مما قيل لكم ولم يقل مثل ما قال فى خلق الملائكة والجانّ طلبا للاختصار فانه أوتى جوامع الكلم وهذا منها فان الملائكة لم يختلف أصل خلقها ولا الجانّ وأمّا الانسان اختلف خلقه على أربعة أنواع من الخلق فخلق آدم لا يشبه خلق حوّاء وخلق حوّاء لا يشبه خلق سائر بنى آدم وخلق عيسى عليه السلام لا يشبه خلق من ذكرنا فقصد رسول الله صلى الله عليه وسلم الاختصار وأحال على ما وصل الينا من تفصيل خلق الانسان فآدم من طين وحوّاء من ضلع وعيسى من نفخ روح وبنو آدم من ماء مهين ولما أنشأ الله الاركان الاربعة وعلا الدخان الى مقعر فلك الكواكب الثابتة وفتق فى ذلك الدخان سبع سموات ميز بعضها عن بعض وأوحى فى كل سماء أمرها بعد ما قدر فى الارض أقواتها وذلك كله فى أربعة أيام ثم قال للسموات وللارض ائتيا طوعا أو كرها أى أجيبا اذا دعيتما لما يراد منكما مما أمنتما عليه أن تبرزاه فقالتا أتينا طائعين فجعل سبحانه بين السماء والارض التحاما معنويا لتوجه لما يريد سبحانه أن يوجده فى هذه الارض من المولدات من معدن ونبات وحيوان وجعل الارض كالاهل وجعل السماء كالبعل والسماء تلقى الى الارض من الامر الذى أوحى الله فيها كما يلقى الرجل الماء بالجماع فى المرأة وتبرز الارض عند الالقاء ما خبأه الحق فيها من التكوينات على طبقاتها فكان من ذلك ان الهواء لما اشتعل وحمى اتقد مثل السراج وهو اشتعال النار ذلك اللهب الذى هو احتراق الهواء وهو المارج وانما سمى مارجا لانه نار مختلط بهواء وهو الهواء المشتعل فان المرج الاختلاط ومنه سمى المرج مرجا لاختلاط النبات فيه فهو من عنصرين هواء ونار أعنى الجان كما كان آدم من عنصرين ماء وتراب عجن به فحدث له اسم الطين كما حدث لامتزاج النار بالهواء اسم المارج ففتح سبحانه فى ذلك المارج صورة الجان فبما فيه من الهواء يتشكل فى أىّ صورة شاء وبما فيه من النار سخف وعظم لطفه وكان فيه طلب القهر والاستكبار والعزة فان النار أرفع الاركان مكانا وله سلطان على احالة الاشياء التى تقتضيها الطبيعة وهو السبب الموجب لكونه استكبر عن السجود لآدم عندما أمره الله عز وجل بتأويل أداه أن يقول أنا خير منه يعنى بحكم الاصل الذى فضل الله به بين الاركان الاربعة وما علم ان سلطان الماء الذى خلق منه آدم أقوى منه فانه يذهبه وان التراب أثبت منه للبرد واليبس فلآدم القوة والثبوت لعلة الركنين اللذين

www.maktabah.org

وحد منهما وان كان فيه بقية الاركان ولكن ليس لها ذلك السلطان وهو الهواء والنار كما فى الجان من بقية الاركان ولذا سمى مارجا ولكن ليس لها فى نشأته ذلك السلطان وأعطى آدم التواضع للطينية بالطبع فان تكبر فلامر يعرض له يتبعه فيه من النارية كما يقبل اختلاف الصور فى خياله وفى أحواله من الهوائية وأعطى الجان التكبر بالطبع فان تواضع فلامر يعرض له يقبله بما فيه من الترابية كما يقبل الثبات على الاغواء ان كان شيطانا والثبات على الطاعات ان لم يكن شيطانا وقد أخبر النبى صلى الله عليه وسلم لما تلا سورة الرحمن على أصحابه قال انى تلوتها على الجن فكانوا أحسن استماعا لها منكم فكانوا يقولون ولا بشئ من آلاء ربنا نكذب اذ قلت فبأى آلاء ربكما تكذبان ثابتين عليه ما تزلزلوا عند ما كان يقول لهم عليه السلام فى تلاوته فبأى آلاء ربكما تكذبان وذلك بما فيه من الترابية وبما فيه من المائية ذهبت بحمية النارية فمنهم الطائع والعاصى مثلنا ولهم التشكل فى الصور كالملائكة وأخذ الله بابصارنا عنهم فلا نراهم الا اذا شاء الله أن يكشف لبعض عباده فيراهم ولما كانوا من عالم السخافة واللطف قبلوا التشكيل فيما يريدونه من الصور الحسية فالصورة الاصلية التى ينسب اليها الروحانى انما هى أول صورة قبل عند ما أوجده الله ثم تختلف عليه الصور بحسب ما يريد أن يدخل فيها ولو كشف الله عن أبصارنا حتى نرى ما تصوره القوة المصورة التى وكلها الله بالتصوير فى خيال المتخيل مثال رأيت مع الاناة الانسان فى صور مختلفة لا يشبه بعضها بعضا ولما نفخ الروح فى اللهب وهو كثير الاضطراب لسخافته وزاده النفخ اضطرابا وغلب الهواء عليه وعدم قراره على حالة واحدة ظهر عالم الجان على تلك الصورة وكما وقع التناسل فى البشر بالقاء الماء فى الرحم فكانت الذرية والتوالد فى هذا الصنف البشرى الآدمى كذلك وقع التناسل فى الجان بالقاء الهواء فى رحم الانثى منهم فكانت الذرية والتوالد فى صنف الجان وكان وجودهم بالقوس وهو نارى هكذا ذكر الوارد حفظه الله فكان بين خلق الجان وخلق آدم ستون ألف سنة وكان ينبنى على ما يزعم بعض الناس أن ينقطع التوالد من الجان بعد انقضاء أربعة آلاف سنة وينقضى التوالد من البشر بعد انقضاء سبعة آلاف سنة ولم يقع الامر على ذلك بل الامر راجع الى ما يريده الله فالتوالد فى الجن الى اليوم باق وكذلك فينا فتحقق بهذا كم لآدم من السنين وكم بقى الى انقضاء الدنيا وفناء البشر عن ظهرها وانقلابهم الى الدار الآخرة وليس هذا بمذهب الراسخين فى العلم وانما قال به شرذمة لا يعتد بقولها فالملائكة أرواح منفوخة فى أنوار والجان أرواح منفوخة فى رياح والاناسى أرواح منفوخة فى أشباح ويقال انه لم ينفصل عن الموجود الاول من الجان أنثى كما فصلت حواء من آدم قال بعضهم ان الله خلق للموجود الاول من الجان فرجا فى نفسه فنكح بعضه ببعضه فولد مثل ذرية آدم ذكرانا وأناثا ثم نكح بعضهم بعضا فكان خلقه خنثى ولذلك هم الجان من عالم البرزخ لهم شبه بالبشر وشبه بالملائكة كالخنثى يشبه الذكر ويشبه الانثى وقد روينا فيما رويناه من الاخبار عن بعض أئمة الدين انه رأى رجلا ومعه ولدان وكان خنثى الواحد من ظهره والآخر من بطنه نكح فولد له ونكح فولد وسمى خنثى من الانخناث وهو الاسترخاء والرخاوة عدم القوة والشدة فلم تقو فيه قوة الذكورية فيكون ذكرا ولم تقو فيه قوة الانوثة فيكون أنثى فاسترخى عن هاتين القوتين فسمى خنثى والله أعلم ولما غلب على الجان عنصر الهواء والنار لذلك كان غذاؤهم ما يحمله الهواء مما فى العظام من الدسم فان الله جاعل لهم فيها رزقا فانا نشاهد جوهر العظم وما يحمله من اللحم لا ينتقص منه شئ فعلمنا قطعا ان الله جاعل لهم فيها رزقا ولهذا قال النبى صلى الله عليه وسلم فى العظام انها زاد اخوانكم من الجن وفى حديث ان الله جاعل لهم فيها رزقا وأخبرنى بعض المكاشفين انه رأى الجن يأتون الى العظم فيشمونه كما تشم السباع ثم يرجعون وقد أخذوا رزقهم وغذاؤهم فى ذلك الشم فسبحان اللطيف الخبير وأما اجتماع بعضهم ببعض عند النكاح فالتواء مثل ما تبصر الدخان الخارج من الاتون أو من فرن الفخار يدخل بعضه فى بعضه فيلتذ كل واحد من الشخصين بذلك التداخل ويكون ما يلقونه كلقاح النخلة بمجرد الرائحة كغذائهم سواء وهم قبائل وعشائر وقد ذكر انهم محصورون فى اثنتى عشرة قبيلة أصولا ثم يتفرعون الى افخاذ وتقع بينهم حروب عظيمة وبعض الزوابع قد يكون عين حروبهم فان الزوبعة تقابل ريحين تمنع كل واحدة صاحبتها أن تخترقها فيؤدى ذلك المنع الى الدور

المشهود

www.maktabah.org

المشهود فى الغبرة فى الحس التى آثارها تقابل الريحين المتضادين فمثل ذلك يكون حربهم وما كل زوبعة حربهم وحديث عمرو الجنى رحمه الله مشهورة مروية وقتله فى الزوبعة التى أبصرت فانقشعت عنه وهو على الموت فلبث ان مات وكان عبدا صالحا من الجان ولو كان هذا الكتاب مبناه على ايراد أخبار وحكايات لذكرنا منها طرفا وانما هذا كتاب علم المعانى فلينظر حكاياتهم فى تواريخ الادب وأشعارهم ثم نرجع ونقول وان هذا العالم الروحانى اذا تشكل وظهر فى صورة حسية يقيده البصر بحيث لا يقدر أن يخرج عن تلك الصورة مادام البصر ينظر اليه بالخاصية ولكن من الانسان فاذا قيده ولم يبرح ناظرا اليه وليس له موضع يتوارى فيه أظهر له هذا الروحانى صورة جعلها عليه كالستر ثم يخيل له مشى تلك الصورة الى جهة مخصوصة فيتبعها ببصره فاذا اتبعها بصره خرج الروحانى عن تقييده فغاب عنه وبغيبه تزول تلك الصورة عن نظر الناظر الذى اتبعها ببصره فانها للروحانى كالنور مع السراج المنتشر فى الزوايا نوره فاذا غاب جسم السراج فقد ذلك النور فهكذا هذه الصورة فمن يعرف هذا ويحب تقييده لا يتبع الصورة ببصره وهذا من الاسرار الالهية التى لا تعرف الا بتعريف الله وليست الصورة غير عين الروحانى بل هى عينه ولو كانت فى ألف مكان أو فى كل مكان ومختلفة الاشكال واذا اتفق قتل صورة من تلك الصور وماتت فى ظاهر الامر انتقل ذلك الروحانى من الحياة الدنيا الى البرزخ كما ننتقل نحن بالموت ولا يبقى له فى عالم الدنيا حديث مثلنا سواء ونسمى تلك الصور المحسوسة التى تظهر فيها الروحانيات أجسادا وهو قوله تعالى وألقينا على كرسيه جسدا وقوله وما جعلناهم جسدا لا يأكلون الطعام والفرق بين الجان والملائكة وان اشتركوا فى الروحانية ان الجان غذاؤهم ما تحمله الاجسام الطبيعية من المطاعم والملائكة ليست كذلك ولهذا ذكر الله فى قصة ضيف ابراهيم الخليل فلما رأى أيديهم لا تصل اليه نكرهم يعنى الى العجل الحنيذ أى لا يأكلون منه وخاف وحين جاء وقت انشاء عالم الجان توجه من الامناء الذين فى الفلك الاول من الملائكة ثلاثة ثم أخذوا من نوابهم من السماء الثانية ما يحتاجون اليه منهم فى هذا النشئ ثم نزلوا الى السموات فأخذوا من النواب اثنين من السماء الثانية والسادسة من هناك ونزلوا الى الاركان فهيؤا المحل وانبعثهم ثلاثة أخر من الامناء وأخذوا من الثانية ما يحتاجون اليه من نوابهم ثم نزلوا الى السماء الثالثة والخامسة من هناك فأخذوا ملكين ومروا بالسماء السادسة فأخذوا نائبا آخر من الملائكة ونزلوا الى الاركان ليكملوا التسوية فنزلت الستة الباقية وأخذت ما بقى من النواب فى السماء الثانية وفى السموات فاجتمع الكل على تسوية هذه النشأة باذن العليم الحكيم فلما تمت نشأته واستقامت بنيته توجه الروح من عالم الامر فنفخ فى تلك الصورة روحا سرت فيه بوجودها الحياة فقام ناطقا بالحمد والثناء لمن أوجده جبلة جبل عليها وفى نفسه عزة وعظمة لا يعرف سببها ولا على من يعتز بها اذ لم يكن ثم مخلوق آخر من عالم الطبائع سواه فبقى عابد الربه مصرا على عزته متواضعا لربوبية موجده بما يعرض له مما هو عليه فى نشأته الى أن خلق آدم فلما رأى الجان صورته غلب على واحد منهم اسمه الحارث بغض تلك النشأة وتجهم وجهه لرؤية تلك الصورة الآدمية وظهر ذلك منه لجنسه فعتبوه لذلك لما رأوه عليه من الغم والحزن لها فلما كان من أمر آدم ما كان أظهر الحارث ما كان يجد فى نفسه منه وأبى عن امتثال أمر خالقه بالسجود لآدم واستكبر على آدم بنشأته وافتخر بأصله وغاب عنه سر قوة الماء الذى جعل الله منه كل شئ حى ومنه كانت حياة الجان وهم لا يشعرون وتأمل ان كنت من أهل الفهم قوله تعالى وكان عرشه على الماء فحيي العرش وما حوى عليه من المخلوقات وان من شئ الا يسبح بحمده فجاء بالنكرة ولا يسبح الا حى وورد فى الحديث الحسن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الملائكة قالت يارب فى حديث طويل هل خلقت شيأ أشد من النار قال نعم الماء فجعل الماء أقوى من النار فلو كان عنصر الهواء فى نشأة الجان غير مشتعل بالنار لكان الجان أقوى من بنى آدم فان الهواء أقوى من الماء فان الملائكة قالت فى هذا الحديث يارب فهل خلقت شيأ أشد من الماء قال نعم الهواء ثم قالت يارب فهل خلقت شيأ أشد من الهواء قال نعم ابن آدم الحديث فجعل النشأة الانسانية أقوى من الهواء وجعل الماء أقوى من النار وهو العنصر الاعظم فى الانسان كما كان النار العنصر الاعظم فى الجان ولهذا قال فى الشيطان ان كيد الشيطان كان ضعيفا فلم ينسب اليه من القوة شيأ ولم يرد على العزيز فى قوله

ان كيد كن عظيم ولأ كذبه مع ضعف عقل المرأة عن عقل الرجل فان النساء ناقصات عقل فما ظنك بقوة الرجل
وسبب ذلك ان النشأة الانسانية تعطى التؤدة فى الامور والاناة والفكر والتدبير لغلبة العنصر بن الماء والتراب على
من ابيه فيكون وافر العقل لان التراب يثبطه و يمسكه والماء يلينه و يسهله والجن ليس كذلك فانه ليس له فيه ما يمسكه
عليه ذلك الامساك الذى للانسان ولهذا يقال فلان خفيف العقل وسخيف العقل اذا كان ضعيف الرأى هاباجة
وهذا هو نعت الجان و به ضل عن طريق الهدى لخفة عقله وعدم تثبته فى نظره فقال أنا خير منه فجمع بين الجهل وسوء
الادب لخفته فمن عصى من الجان كان شيطانا أى مبعودا من رحمة الله وكان أول من سمى شيطانا من الجن الحارث
فابلسه الله أى طرده من رحمته وطرد الرحمة عنه ومنه تفرعت الشياطين باجمعها فمن آمن منهم مثل هامة بن الهام بن
لاقيس بن ابليس التحق بالمؤمنين من الجن ومن بقى على كفره كان شيطانا وهى مسئلة خلاف بين علماء الشريعة
فقال بعضهم ان الشيطان لا يسلم أبدا وتأول قوله عليه السلام فى شيطانه وهو القرين الموكل به ان الله أعانه عليه فاسلم
روى برفع الميم وفتحها أيضا فتأول هذا القائل الرفع بانه قال فاسلم منه أى ليس له على سبيل وهكذا تأوله المخالف وتأول
الفتح فيه على الانقياد قال فعناه انقاد مع كونه عدوا فهو بعينه لا يامرنى الا بخير جبرا من الله وعصمة لرسول الله صلى
الله عليه وسلم وقال المخالف معنى فاسلم بالفتح أى آمن بالله كما يسلم الكافر عندنا فيرجع مؤمنا وهو الاولى والاوجه
وأكثر الناس يزعمون انه أول الجن بمنزلة آدم من الناس وليس كذلك عندنا بل هو واحد من الجن وان الاول فيهم
بمنزلة آدم فى البشر انما هو غيره ولذلك قال الله تعالى الا ابليس كان من الجن أى من هذا الصنف من المخلوقين كما
كان قابيل من البشر وكتبه الله شقيا فهو أول الاشقياء من البشر وابليس أول الاشقياء من الجن وعذاب الشياطين من
الجن فى جهنم أكثر ما يكون بالزمهرير لا بالحرور وقد يعذب بالنار و بنو آدم أكثر عذابهم بالنار و وقفت يوما على
مخبول العقل من الاولياء وعيناه تدمعان وهو يقول للناس لا تفقوا مع قوله تعالى لأملأن جهنم منك لابليس فقط
بل انظروا الى اشارته سبحانه لكم بقوله لابليس جهنم منك فانه مخلوق من النار فيه وبلعنه الله الى أصله وان عذب به
فعذاب الفخار بالنار أشد فتحفظوا فما نظر هذا الولى من ذكر جهنم الا النار خاصة وغفل عن ان جهنم اسم لحرورها
وزمهريرها و بجملتها سميت جهنم لانها كريهة المنظر والجهام السحاب الذى قد هرق ماءه والغيث رحمة الله فلما
أزال الله الغيث من السحاب بازالة أطلق عليه اسم الجهام لزوال الرحمة الذى هو الغيث منه كذلك الرحمة أزالها الله
من جهنم فكانت كريهة المنظر والخبر وسميت أيضا جهنم لبعد قعرها يقال ركية جهنام اذا كانت بعيدة القعر نسأل
الله العظيم لنا وللمؤمنين الامن منها و يكفى هذا القدر من هذا الباب

﴿الباب العاشر﴾

فى معرفة دورة الملك وأول منفصل فيها عن أول موجود وآخر منفصل فيها عن آخر منفصل عنه و بماذا عمر الموضع
المنفصل عنه منهما وتمهيد الله هذه المملكة حتى جاء مليكها وما مرتبة العالم الذى بين عيسى ومحمد عليهما السلام
وهو زمان الفترة

الملك لولا وجود الملك ما عرفا ﴿ ولم تكن صفة عما به وصفا
فدورة الملك برهان عليه لذا ﴿ قد التفت طرفاها هكذا كشفا
فكان آخرها كمثل أولها ﴿ وكان أولها عن سابق سلفا
وعند ما كملت بالختم قام بها ﴿ مليكها سيد الله معترفا
أعطاه خالقه فضلا معارفها ﴿ وما يكون وما قد كان وانصرفا

اعلم أيدك الله انه ورد فى الخبر أن النبى صلى الله عليه وسلم قال أنا سيد ولد آدم ولا فخر بالراء وفى رواية بالزاى وهو التبجح
بالباطل وفى صحيح مسلم أنا سيد الناس يوم القيامة فثبتت له السيادة والشرف على أبناء جنسه من البشر وقال عليه
السلام كنت نبيا وآدم بين الماء والطين يريد على علم بذلك فاخبره الله تعالى بمرتبته وهو روح قبل ايجاده الاجسام

www.maktabah.org

الاسرية

الانسانية كما أخذ الميثاق على بنى آدم قبل ايجاد أجسامهم وألحقنا الله تعالى بأنبيائه بان جعلنا شهداء على أممهم معهم حين يبعث من كل أمة شهيدا عليهم من أنفسهم وهم الرسل فكانت الانبياء فى العالم نوّابه صلى الله عليه وسلم من آدم الى آخر الرسل عليهم السلام وقد أبان صلى الله عليه وسلم عن هذا المقام بامور منها قوله صلى الله عليه وسلم والله لو كان موسى حيا ما وسعه الا أن يتبعنى وقوله فى نزول عيسى بن مريم فى آخر الزمان انه يؤمنا أى يحكم فينا بسنة نبينا عليه السلام ويكسر الصليب ويقتل الخنزير ولو كان محمد صلى الله عليه وسلم قد بعث فى زمان آدم لكانت الانبياء وجميع الناس تحت حكم شريعته الى يوم القيامة حسا ولهذا لم يبعث عامة الا هو خاصة فهو الملك والسيد وكل رسول سواه فبعث الى قوم مخصوصين فلم تعم رسالة أحد من الرسل سوى رسالته صلى الله عليه وسلم فمن زمان آدم عليه السلام الى زمان بعث محمد صلى الله عليه وسلم الى يوم القيامة ملكه وتقدمه فى الآخرة على جميع الرسل وسيادته منصوص على ذلك فى الصحيح عنه فروحانيته صلى الله عليه وسلم موجودة وروحانية كل نبى ورسول فكان الامداد يأتى اليهم من تلك الروح الطاهرة بما يظهرون به من الشرائع والعلوم فى زمان وجودهم رسلا وتشريعهم الشرائع كعلى ومعاذ وغيرهما فى زمان وجودهم ووجوده صلى الله عليه وسلم وكالياس وخضر عليهما السلام وعيسى عليه السلام فى زمان ظهوره فى آخر الزمان حاكما بشرع محمد صلى الله عليه وسلم فى أمته المقرر فى الظاهر لكن لما لم يتقدم فى عالم الحس وجود عينه صلى الله عليه وسلم أولا نسب كل شرع الى من بعث به وهو فى الحقيقة شرع محمد صلى الله عليه وسلم وان كان مفقود العين من حيث لا يعلم ذلك كما هو مفقود العين الآن وفى زمان نزول عيسى عليه السلام والحكم بشرعه وأما نسخ الله بشرعه جميع الشرائع فلا يخرج هذا النسخ ما تقدم من الشرائع أن يكون من شرعه فان الله قد أشهدنا فى شرعه الظاهر المنزل به صلى الله عليه وسلم فى القرآن والسنة النسخ مع اجماعنا واتفاقنا على ان ذلك المنسوخ شرعه الذى بعث به الينا فنسخ بالمتأخر المتقدم فكان تنبيها لنا هذا النسخ الموجود فى القرآن والسنة على ان نسخه لجميع الشرائع المتقدمة لا يخرجها عن كونها شرعا له وكان نزول عيسى عليه السلام فى آخر الزمان حاكما بغير شرعه أو بعضه الذى كان عليه فى زمان رسالته وحكمه بالشرع المحمدى المقرر اليوم دليلا على انه لا حكم لاحد اليوم من الانبياء عليهم السلام مع وجود ما قرره صلى الله عليه وسلم فى شرعه ويدخل فى ذلك ما هم عليه أهل الذمة من أهل الكتاب ما داموا يعطون الجزية عن يد وهم صاغرون فان حكم الشرع على الاحوال نخرج من هذا المجموع كله انه ملك وسيد على جميع بنى آدم وان جميع من تقدمه كان ملكا له وتبعا والحاكمون فيه نوّاب عنه فان قيل فقوله صلى الله عليه وسلم لا تفضلونى فالجواب نحن ما فضلناه بل الله فضله فان ذلك ليس لنا وان كان قد ورد أولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده لما ذكر الانبياء عليهم السلام فهو صحيح فانه قال فبهداهم وهداهم من الله وهو شرعه صلى الله عليه وسلم أى الزم شرعك الذى ظهر به نوّابك من اقامة الدين ولا تتفرقوا فيه فلم يقل فبهم اقتده وفى قوله ولا تتفرقوا فيه تنبيه على أحدية الشرائع وقوله اتبع ملة ابراهيم وهو الدين فهو مأمور باتباع الدين فان الدين انما هو من الله لا من غيره وانظروا فى قوله عليه السلام لو كان موسى حيا ما وسعه الا أن يتبعنى فاضاف الاتباع اليه وأمر هو صلى الله عليه وسلم باتباع الدين وهدى الانبياء لا بهم فان الامام الاعظم اذا حضر لا يبقى لنائب من نوّابه حكم الا له فاذا غاب حكم النوّاب بمراسمه فهو الحاكم غيبا وشهادة وما أوردنا هذه الاخبار والتنبيهات الا تأنيسا لمن لا يعرف هذه المرتبة من كشفه ولا أطلعه الله على ذلك من نفسه وأما أهل الله فهم على ما نحن عليه فيه قد قامت لهم شواهد التحقيق على ذلك من عند ربهم فى نفوسهم وان كان يتصور على جميع ما أوردناه فى ذلك احتمالات كثيرة فذلك راجع الى ما تعطيه الالفاظ من القوّة فى أصل وضعها الا ما هو عليه الامر فى نفسه عند أهل الاذواق الذين يأخذون العلم عن الله كالخضر وأمثاله فان الانسان ينطق بالكلام يريد به معنى واحدا مثلا من المعانى التى يتضمنها ذلك الكلام فاذا فسر بغير مقصود المتكلم من تلك المعانى فانما فسر المفسر بعض ما تعطيه قوّة اللفظ وان كان لم يصب مقصود المتكلم ألا ترى الصحابة كيف شق عليهم قوله تعالى الذين آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم فأتى به نكرة فقالوا وأينا لم يلبس ايمانه بظلم فهؤلاء الصحابة وهم العرب الذين نزل القرآن بلسانهم ما عرفوا

www.maktabah.org

مقصود الحق من الآية والذى نظروه سائغ فى الكلمة غير منكور فقال لهم النبى صلى الله عليه وسلم ليس الامر كما ظننتم وانما أراد الله بالظلم هنا ماقال لقمان لابنه وهو يعظه يابنى "لاتشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم فقوله" الكلمة تعم كل مم وقصد المتكلم انما هو ظلم معين مخصوص فكذلك ما أوردناه من الاخبار فى أن بنى آدم سوقة وملك لهذا السيد محمد صلى الله عليه وسلم هو المقصود من طريق الكشف كما كان الظلم هناك المقصود من المتكلم به الشرك خاصة ولذلك تتقوى التفاسير فى الكلام بقرائن الاحوال فانها المميزة للمعانى المقصودة للمتكلم فكيف من عنده "الكشف الالهى والعلم اللدنى الربانى" فينبغى للعاقل المنصف أن يسلم لهؤلاء القوم مايخبرون به فان صدقوا فى ذلك فذلك الظن بهم وانصفوا بالتسليم حيث لم يرد المسلم ماهو حق فى نفس الامر وان لم يصدقوا لم يضر المسلم بل انتفعوا حيث تركوا الخوض فيما ليس لهم به قطع وردّوا علم ذلك الى الله تعالى فوفوا الربوبية حقها اذ كان ماقاله أولياء الله ممكنا فالتسليم أولى بكل وجه وهذا الذى نزعنا اليه من دورة الملك قال به غيرنا كالامام أبى القاسم بن قسى فى خلعه وهو رويناه عن ابنه عنه وهو من سادات القوم وكان شيخه الذى كشف له على يديه من أكبر شيوخ المغرب يقال له ابن خليل من أهل ابلة فنحن ما نعتمد فى كل ما نذكره الا على ما يلقى الله عندنا من ذلك لا على ماتحتمله الالفاظ من الوجوه وقد تكون جميع المحتملات فى بعض الكلام مقصودة للمتكلم فنقول بها كلها فدورة الملك عبارة عما مهد الله من آدم الى زمان محمد صلى الله عليه وسلم من الترتيبات فى هذه النشأة الانسانية بما ظهر من الاحكام الالهية فيها فكانوا خلفاء الخليفة السيد فاول موجود ظهر من الاجسام الانسانية كان آدم عليه السلام وهو الاب الاول من هذا الجنس وسائر الآباء من الاجناس يأتى بعد هذا الباب ان شاء الله وهو أول من ظهر بحكم الله من هذا الجنس ولكن كما قررناه ثم فصل عنه أبا ثانيا لنا سماه أمّا فصح لهذا الاب الاول الدرجة عليها لكونه أصلا لها ختم النواب من دورة الملك بمثل مابه بدء ليتنبه على ان الفضل بيد الله وان ذلك الامر ما اقتضاه الاب الاول لذاته فاوجد عيسى عن مريم فتنزلت مريم منزلة آدم وتنزل عيسى منزلة حوّاء فكما وجدت أنثى من ذكر وجد ذكر من أنثى فختم بمثل مابه بدأ فى ايجاد ابن من غير أب كما كانت حوّاء من غير أم فكان عيسى وحوّاء اخوان وكان آدم ومريم أبوان لهما ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم فاوقع التشبيه فى عدم الابوة الذكرانية من أجل انه نصبه دليلا لعيسى فى براءة أمه ولم يوقع التشبيه بحوّاء وان كان الامر عليه لكون المرأة محل التهمة لوجود الحمل اذ كانت محلا موضوعا للولادة وليس الرجل بمحل لذلك والمقصود من الادلة ارتفاع الشكوك وفى حوّاء من آدم لايقع الالتباس لكون آدم ليس محلا لما صدر عنه من الولادة وهذا لا يكون دليلا الا عند من ثبت عنده وجود آدم وتكوينه والتكوين منه وكما لا يعهد ابن من غير أب كذلك لا يعهد من غير أم فالمثل من طريق المعنى ان عيسى كحوّاء ولكن لما كان الدخل يتطرق فى ذلك من المنكر لكون الانثى كما قلنا محلا لما صدر عنها ولذلك كانت التهمة كان التشبيه بآدم لحصول براءة مريم مما يمكن فى العادة فظهور عيسى من مريم من غير أب كظهور حوّاء من آدم من غير أم وهو الاب الثانى ولما انفصلت حوّاء من آدم عمر موضعها منه بالشهوة النكاحية اليها التى وقع بها الغشيان لظهور التناسل والتوالد وكان الهواء الخارج الذى عمر موضعه جسم حوّاء عند خروجها اذ لاخلاء فى العالم فطلب ذلك الجزء الهوائى موضعه الذى أخذته حوّاء بشخصها فحرك آدم لطلب موضعه فوجده معمورا بحوّاء فوقع عليها فلما تغشاها حملت منه فجاءت بالذرية فبقى ذلك سنة جارية فى الحيوان من بنى آدم وغيره بالطبع لكن الانسان هو الكلمة الجامعة ونسخة العالم فكل مافى العالم جزء منه وليس الانسان بجزء لواحد من العالم وكان سبب هذا الفصل وايجاد هذا المنفصل الاول طلب الانس بالمشاكل فى الجنس الذى هو النوع الاخص وليكون فى عالم الاجسام بهذا الالتحام الطبيعى "الانسانى" الكامل بالصورة الذى أراده الله مايشبه القلم الاعلى واللوح المحفوظ الذى يعبر عنه بالعقل الاول والنفس الكل واذا قات القلم الاعلى فتفطن للاشارة التى تتضمن الكاتب وقصد الكتابة فيقوم معك معنى قول الشارع ان الله خلق آدم على صورته ثم عبارة الشارع فى الكتاب العزيز فى ايجاد الاشياء عن كن فاتى بحرفين اللذين هما بمنزلة المقدمتين وما يكون عند كن بالنتيجة وهذان الحرفان هما الظاهران والثالث الذى هو

الرابط

www.maktaban.org

الرابط بين المقدمتين خفي في كن وهو الواو المحذوف لالتقاء الساكنين كذلك اذا التقى الرجل والمرأة سقط ثالثهم عين ظاهرة فكان القاؤه النطفة في الرحم غيبا لانه سر ولهذا عبر عن النكاح بالسر في اللسان في قوله تعالى ولكن لا تواعدوهن سرا وكذلك عند الالقاء يسكن عن الحركة ويمكن اخفاء القلم كما خفي الحرف الثالث الذي هو واو من كن لالتقاء الساكنين وكان الواو لان له العلو لانه متولد عن الرفع وهو اشباع الضمة وهو من حروف العلة فهذا الذي ذكرناه انما هو اذا كان الملك عبارة عن الاناسي خاصة فان نظرنا الى سيادته على جميع ما سوى الحق كما ذهب اليه بعض الناس للحديث المروي ان الله يقول لولاك يا محمد ما خلقت سماء ولا أرضا ولا جنة ولا نارا وذكر خلق كل ما سوى الله فيكون أول منفصل فيها النفس الكلية عن أول موجود وهو العقل الاول وآخر منفصل فيها حواء عن آخر موجود آدم فان الانسان آخر موجود من أجناس العالم فانه ثم الاستة أجناس وكل جنس تحته أنواع وتحت الانواع أنواع فالجنس الاول الملك والثاني الجان والثالث المعدن والرابع النبات والخامس الحيوان وانتهى الملك وتمهد واستوى وكان الجنس السادس جنس الانسان وهو الخليفة على هذه المملكة وانما وجد آخرا ليكون اماما بالفعل حقيقة لا بالصلاحية والقوة فعندما وجد عينه لم يوجد الاوالياسلطانا ملحوظا ثم جعل له نوابا حين تأخرت نشأة جسده فاول نائب كان له وخليفة آدم عليه السلام ثم ولد واتصل النسل وعين في كل زمان خلفاء الى أن وصل زمان نشأة الجسم الطاهر محمد صلى الله عليه وسلم فظهر مثل الشمس الباهرة فاندرج كل نور في نوره الساطع وغاب كل حكم في حكمه وانقادت جميع الشرائع اليه وظهرت سيادته التي كانت باطنة فهو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم فانه قال أوتيت جوامع الكلم وقال عن ربه ضرب بيده بين كتفي فوجدت برد انامله بين ثديي فعلمت علم الاولين والآخرين فحصل له التخلق والنسب الالهي من قوله تعالى عن نفسه هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم وجاءت هذه الآية في سورة الحديد الذي فيه بأس شديد ومنافع للناس فلذلك بعث بالسيف وأرسل رحمة للعالمين وكل منفصل عن شيء فقد كان عامرا لما عنه انفصل وقد قلنا انه لا خلاء في العالم فعمر موضع انفصاله بظله اذ كان انفصاله الى النور وهو للظهور فلما قابل النور بذاته امتد ظله فعمر موضع انفصاله فلم يفقده من انفصل عنه فكان مشهودا لمن انفصل اليه ومشهودا لمن انفصل عنه وهو المعنى الذي أراده القائل بقوله (شهدتك موجودا بكل مكان) فمن أسرار العالم انه ما من شيء يحدث الا وله ظل يسجد لله ليقوم بعبادة ربه على كل حال سواء كان ذلك الامر الحادث مطيعا أو عاصيا فان كان من أهل الموافقة كان هو وظله على السواء وان كان مخالفا ناب ظله منابه في الطاعة لله قال الله تعالى وظلالهم بالغدو والآصال السلطان ظل الله في الارض اذ كان ظهوره بجميع صور الاسماء الالهية التي لها الاثر في عالم الدنيا والعرش ظل الله في الآخرة فالظلالات أبدا تابعة للصورة المنبعثة عنها حسا ومعنى فالحس قاصر لا يقوى قوة الظل المعنوي للصورة المعنوية لانه يستدعي نورا مقيدا لما في الحس من التقييد والضيق وعدم الاتساع ولهذا نبهنا على الظل المعنوي بما جاء في الشرع من أن السلطان ظل الله في الارض فقد بان لك ان بالظلالات عمرت الاماكن فهنا قد ذكرنا طرفا مما يليق بهذا الباب ولم نمعن فيه مخافة التطويل وفيما أوردناه كفاية لمن تنبه ان كان ذا فهم سليم وتذكرة لمن شاهد وعلم واشتغل بما هو أعلى أو غفل بما هو أنزل فيرجع الى ما ذكرناه عندما ينظر في هذا الباب

﴿فصل﴾ وأما مرتبة العالم الذي بين عيسى عليه السلام ومحمد صلى الله عليه وسلم وهم أهل الفترة فهم على مراتب مختلفة بحسب ما يتجلى لهم من الاسماء عن علم منهم بذلك وعن غير علم فمنهم من وحد الله بما تجلى لقلبه عند فكره وهو صاحب الدليل فهو على نور من ربه ممتزج لكون من أجل فكره فهذا يبعث أمة وحده كقس بن ساعدة وأمثاله فانه ذكر في خطبته ما يدل على ذلك فانه ذكر المخلوقات واعتباره فيها وهذا هو الفكر ومنهم من وحد الله بنور وجده في قلبه لا يقدر على دفعه من غير فكرة ولا روية ولا نظر ولا استدلال فهم على نور من ربهم خالص غير ممتزج يكون هؤلاء يحشرون أخفياء أبرياء ومنهم من ألقى في نفسه وأطلع من كشفه لشدة نوره وصفاء سره لخلوص يقينه على منزلة محمد

www.maktabah.org

صلى الله عليه وسلم وسيادته وعموم رسالته باطنا من زمان آدم الى وقت هذا المكاشف فا من به فى عالم الغيب على شهادة منه وبينة من ربه وهو قوله تعالى أفمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه يشهد له فى قلبه بصدق ما كوشف به فهذا يحشر يوم القيامة فى ضمائن خلقه وفى باطنية محمد صلى الله عليه وسلم ومنهم من تبع ملة حق ممن تقدمه كمن تهوّد أو تنصر أو اتبع ملة ابراهيم أو من كان من الانبياء لما علم واعلم انهم رسل من عند الله يدعون الى الحق لطائفة مخصوصة فتبعهم وآمن بهم وسلك سننهم فحرّم على نفسه ما حرّمه ذلك الرسول وتعبد نفسه مع الله بشريعته وان كان ذلك ليس بواجب عليه اذ لم يكن ذلك الرسول مبعوثا اليه فهذا يحشر مع من تبعه يوم القيامة ويتميز فى زمرته فى ظاهريته اذ كان شرع ذلك النبى قد تقرر فى الظاهر ومنهم من طالع فى كتب الانبياء شرف محمد صلى الله عليه وسلم ودينه وثواب من اتبعه فآمن به وصدق على علم وان لم يدخل فى شرع نبى ممن تقدم وأتى مكارم الاخلاق فهذا أيضا يحشر فى المؤمنين بمحمد صلى الله عليه وسلم لا فى العاملين ولكن فى ظاهريته صلى الله عليه وسلم ومنهم من آمن بنبيه وأدرك نبوّة محمد صلى الله عليه وسلم فآمن به فله أجران وهؤلاء كلهم سعداء عند الله ومنهم من عطل فلم يقر بوجود عن نظر قاصر ذلك القصور هو بالنظر اليه غاية قوّته لضعف فى مزاجه عن قوّة غيره ومنهم من عطل لا عن نظر بل عن تقليد فذلك شقى مطلق ومنهم من أشرك عن نظر أخطأ فيه طريق الحق مع بذل المجهود الذى تعطيه قوّته ومنهم من أشرك لا عن استقصاء نظر فذلك شقى ومنهم من أشرك عن تقليد فذلك شقى ومنهم من عطل بعدما أثبت عن نظر بلغ فيه أقصى القوّة التى هو عليها لضعفها ومنهم من عطل بعدما أثبت لا عن استقصاء فى النظر أو تقليد فذلك شقى فهذه كلها مراتب أهل الفترة الذين ذكرناهم فى هذا الباب

﴿الباب الحادى عشر فى معرفة آبائنا العلويات وأمهاتنا السفليات﴾

أنا ابن آباء أرواح مطهرة * وأمهات نفوس عنصريات
ما بين روح وجسم كان مظهرنا * عن اجتماع بتعنيق ولذات
ما كنت عن واحد حتى أوحده * بل عن جماعة آباء وأمات
هم لالاله اذا حققت شأنهمو * كصانع صنع الاشياء بآلات
فنسبة الصنع للنجار ليس لها * كذاك أوجدنا رب البريات
فيصدق الشخص فى توحيد موجده * ويصدق الشخص فى اثبات علات
فان نظرت الى الآلات طال بنا * اسناد عنعنة حتى الى الذات
وان نظرت اليه وهو يوجدنا * قلنا بوحدته لا بالجماعات
انى ولدت وحيد العين منفردا * والناس كلهمو أولاد علات

اعلم أيدك الله انه لما كان المقصود من هذا العالم الانسان وهو الامام لذلك أضفنا الآباء والامهات اليه فقلنا آباؤنا العلويات وأمهاتنا السفليات فكل مؤثر أب وكل مؤثر فيه أم هذا هو الضابط لهذا الباب والمتولد بينهما من ذلك الاثر يسمى ابنا ومولدا وكذلك المعانى فى انتاج العلوم انما هو بمقدمتين تنكح احداهما الاخرى بالمفرد الواحد الذى يتكرر فيهما وهو الرابط وهو النكاح والنتيجة التى تصدر بينهما هى المطلوبة فالارواح كلها آباء والطبيعة أم لما كانت محل الاستحالات وتتوجه هذه الارواح على هذه الاركان التى هى العناصر القابلة للتغيير والاستحالة تظهر فيها المولدات وهى المعادن والنبات والحيوان والجان والانسان أكملها وكذلك جاء شرعنا أكمل الشرائع حيث جرى مجرى الحقائق الكلية فأوتى جوامع الكلم واقتصر على أربع نسوة وحرّم ما زاد على ذلك بطريق النكاح الموقوف على العقد فلم يدخل فى ذلك ملك اليمين وأباح ملك اليمين فى مقابلة الامر الخامس الذى ذهب اليه بعض العلماء كذلك الاركان من عالم الطبيعة أربعة وبنكاح العالم العلوى لهذه الاربعة يوجد الله ما يتولد فيها واختلفوا فى ذلك على ستة مذاهب (فطائفة) زعمت ان كل واحد من هذه الاربعة أصل فى نفسه وقالت طائفة ركن النار هو الاصل

فما كثف منه كان هواء وما كثف من الهواء كان ماء وما كثف من الماء كان ترابا وقالت طائفة ركن الهواء هو الاصل فما سخف منه كان نارا وما كثف منه كان ماء وقالت طائفة ركن الماء هو الاصل وقالت طائفة ركن التراب هو الاصل وقالت طائفة الاصل أمر خامس ليس واحدا من هذه الاربعة وهذا هو الذي جعلناه بمنزلة ملك اليمين فعممت شر يعتنا فى النكاح تمم المذاهب لينـدرج فيها جميع المذاهب وهذا المذهب بالاصل الخامس هو الصحيح عندنا وهو المسمى بالطبيعة فان الطبيعة معقول واحد عنها ظهر ركن النار وجميع الاركان فيقال ركن النار من الطبيعة ما هو عينها ولا يصح أن يكون المجموع الذى هو عين الاربعة فان بعض الاركان منافر للآخر بالكلية وبعضها منافر لغيره بأمر واحد كالنار والماء متنافران من جميع الوجوه والهواء والتراب كذلك ولهذا رتبها الله فى الوجود ترتيبا حكميا لاجل الاستحالات فلو جعل المنافر مجاور المنافر لما استحال اليه وتعطلت الحكمة فجعل الهواء يلى ركن النار والجامع بينهما الحرارة وجعل الماء يلى الهواء والجامع بينهما الرطوبة وجعل التراب يلى الماء والجامع بينهما البرودة فالمحيل أب والمستحيل أمّ والاستحالة نكاح والذى استحال اليها ابن فالمتكلم أب والسامع أمّ والتكلم نكاح والموجود من ذلك فى فهم السامع ابن فكل أب علوى فانه مؤثر وكل أمّ سفلية فانها مؤثر فيها وكل نسبة بينهما معينة نكاح وتوجه وكل نتيجة ابن ومن هنا يفهم قول المتكلم لمن يريد قيامه قم فيقوم المراد بالقيام عن أثر لفظة قم فان لم يقم السامع وهو أمّ بلا شك فهو عقيم واذا كان عقيما فليس بأمّ فى تلك الحالة وهذا الباب انما يختص بالامهات فاول الآباء العلوية معلوم وأول الامهات السفلية شيئية المعدوم الممكن وأول نكاح القصد بالامر وأول ابن وجود عين تلك الشيئية التى ذكرنا فهذا أب سارى الابوة وتلك أمّ سارية الامومة وذلك النكاح سار فى كل شئ والنتيجة دائمة لا تنقطع فى حق كل ظاهر العين فهذا يسمى عندنا النكاح السارى فى جميع الذرارى يقول الله تعالى فى الدليل على ما قلناه انما قولنا لشئ اذا أردناه أن نقول له كن فيكون ولنا فيه كتاب شريف منيع الحمى البصير فيه أعمى فكيف من حل به العمى فلو رأيت تفصيل هذا المقام وتوجهات هذه الاسماء الالهية الاعلام لرأيت أمرا عظيما وشاهدت مقاما هائلا جسيما فلقد تنزه العارفون بالله وبصنعه الجليل بأولى وبعد ان أشرت الى فهمك الثاقب ونظرك الصائب بالاب الاول السارى وهو الاسم الجامع الاعظم الذى تتبعه جميع الاسماء فى رفعه ونصبه وخفضه السارى حكمه والامّ الاولية الآخرية السارية فى نسبة الانوثة فى جميع الابناء فلنشرع فى الآباء الذين هم أسباب موضوعة بالوضع الالهى والامّهات واتصالهما بالنكاح المعنوى والحسى المشروع حتى يكون الابناء أبناء حلال الى ان أصل الى التناسل الانسانى وهو آخر نوع تكوّن وأوّل مبدع بالقصد تعين فنقول ان العقل الاول الذى هو أول مبدع خلق وهو القلم الاعلى ولم يكن ثم محدث سواه وكان مؤثرا فيه بما أحدث الله فيه من انبعاث اللوح المحفوظ عنه كانبعاث حوّاء من آدم فى عالم الاجرام ليكون ذلك اللوح موضعا ومحلا لما يكتب فيه هذا القلم الاعلى الالهى وتخطيط الحروف الموضوعة للدلالة على ما جعلها الحق تعالى أدلة عليه فكان اللوح المحفوظ أول موجود انبعاثى وقد ورد فى الشرع ان أول ما خلق الله القلم ثم خلق اللوح وقال للقلم اكتب قال القلم وما أكتب قال الله له اكتب وأنا أملى عليك فخط القلم فى اللوح ما يملى عليه الحق وهو علمه فى خلقه الذى يخلق الى يوم القيامة فكان بين القلم واللوح نكاح معنوى معقول وأثر حسى مشهود ومن هنا كان العمل بالحروف المرقومة عندنا وكان ما أودع فى اللوح من الاثر مثل الماء الدافق الحاصل فى رحم الانثى وما ظهر من تلك الكتابة من المعانى المودعة فى تلك الحروف الجرمية بمنزلة أرواح الاولاد المودعة فى أجسامهم فافهم والله يقول الحق وهو يهدى السبيل وجعل الحق فى هذا اللوح العاقل عن الله ما أوحى به اليه المسبح بحمده الذى لا يفقه تسبيحه الا من أعلمه الله به وفتح سمعه لما يورده كما فتح سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن حضر من أصحابه لادراك تسبيح الحصى فى كفه الطاهرة الطيبة صلى الله عليه وسلم وانما قلنا افتح سمعه اذ كان الحصى ما زال منذ خلقه الله مسبحا بحمد موجده فكان خرق العادة فى الادراك السمعى لا فيه ثم أوجد فيه صفتين صفة علم وصفة عمل فبصفة العمل تظهر صور العالم عنه كما تظهر صورة التابوت الامين عند عمل النجار فيها يعطى

www.maktabah.org

الصور والصور على قسمين صور ظاهرة حسية وهى الاجرام وما يتصل بها حسا كالاشكال والالوان والاكوان وصور باطنة معنوية غير محسوسة وهى ما فيها من العلوم والمعارف والارادات وبين تلك الصفتين ظهر ما ظهر من الصور فالصفة العلامة أب فانها المؤثرة والصفة العاملة أم فانها المؤثر فيها وعنها ظهرت الصور التى ذكرناها فان النجار المهندس اذا كان عالما ولا يحسن العمل فيلقى ما عنده على سمع من يحسن عمل النجارة وهذا الالقاء نكاح فكلام المهندس أب وقبول السامع أم ثم يصير علم السامع أبا وجوارحه أما وان شئت قلت فالمهندس أب والصانع الذى هو النجار أم من حيث ما هو مصغ لما يلقى اليه المهندس فاذا أثر فيه فقد أنزل ما فى قوته فى نفس النجار والصورة التى ظهرت للنجار فى باطنه مما ألقى اليه المهندس وحصلت فى وجود خياله قائمة ظاهرة له بمنزلة الولد الذى ولد له فهمه من المهندس ثم عمل النجار فهو أب فى الخشب الذى هو أم النجارة بالآلات التى يقع بها النكاح وانزال الماء الذى هو أثر كل ضربة بالقدوم أو قطع بالمنشار وكل قطع وفصل وجمع فى القطع المنجورة لانشاء الصورة فظهر التابوت الذى هو بمنزلة الولد المولود الخارج للحس فهكذا فلتفهم الحقائق فى ترتيب الآباء والامهات والابناء وكيفية الانتاج فكل أب ليس عنده صفة العمل فليس هو أب من ذلك الوجه حتى انه لو كان عالما ومنع آلة التوصيل بالكلام أو الاشارة ليقع الافهام وهو غير عامل لم يكن أبا من جميع الوجوه وكان أما لما حصل فى نفسه من العلوم غير ان الجنين لم يخلق فيه الروح فى بطن أمه أو مات فى بطن أمه فاحالته طبيعة الام الى ان تصرف ولم يظهر له عين فافهم وبعد ان عرفت الاب الثانى من الممكنات وانه أم ثانية للقلم الاعلى كان مما ألقى اليها من الالقاء الاقدس الروحانى الطبيعة والهباء فكان أول أم ولدت توأمين فاول ما ألقت الطبيعة ثم تبعتها بالهباء فالطبيعة والهباء أخ وأخت لاب واحد وأم واحدة فانكح الطبيعة الهباء فولد بينهما صورة الجسم الكلى وهو أول جسم ظهر فكان الطبيعة الاب فان لها الاثر وكان الهباء الام فان فيها ظهر الاثر وكانت النتيجة الجسم ثم نزل التوالد فى العالم الى التراب على ترتيب مخصوص ذكرناه فى كتابنا المسمى بعقلة المستوفز وفيه طول لا يسعه هذا الباب فان الغرض الاختصار ونحن لا نقول بالمركز وانما نقول بنهاية الاركان وان الاعظم يجذب الاصغر ولهذا نرى البخار والنار يطلبان العلو والحجر وما أشبهه يطلب السفل فاختلفت الجهات وذلك على الاستقامة من الاثنين أعنى طالب العلو والسفل فان القائل بالمركز يقول انه أمر معقول دقيق تطلبه الاركان ولولا التراب لدار به الماء ولولا الماء لدار به الهواء ولولا الهواء لدار به النار ولو كان كما قال لكنا نرى البخار يطلب السفل والحس يشهد بخلاف ذلك وقد بينا هذا الفصل فى كتاب المركز لنا وهو جزء لطيف فاذا ذكرناه فى بعض كتبنا انما نوقعه على جهة مثل النقطة من الاكرة التى عنها يحدث المحيط لما ينافى ذلك من الغرض المتعلق بالمعارف الالهية والنسب لكون الخطوط الخارجة من النقطة الى المحيط على السواء لتساوى النسب حتى لا يقع هناك تفاضل فانه لو وقع تفاضل أدى الى نقص المفضول والامر ليس كذلك وجعلناه محل العنصر الاعظم تنبيها على ان الاعظم يحكم على الاقل وذكرناه مشارا اليه فى عقلة المستوفز ولما أدار الله هذه الافلاك العلوية وأوجد الايام بالفلك الاول وعينه بالفلك الثانى الذى فيه الكواكب الثابتة للابصار ثم أوجد الاركان ترابا وماء وهواء ونارا ثم سوّى السموات سبعا طباقا وفتقها أى فصل كل سماء على حدة بعدما كانت رتقا اذ كانت دخانا وفتق الارض الى سبع أرضين سماء أولى لارض أولى وثانية لثانية الى سبع وخلق الجوارى الخنس خمسة فى كل سماء كوكب وخلق القمر وخلق أيضا الشمس فحدث الليل والنهار بخلق الشمس فى اليوم وقد كان اليوم موجودا فجعل النصف من هذا اليوم لاهل الارض نهارا وهو من طلوع الشمس الى غروبها وجعل النصف الآخر منه ليلا وهو من غروب الشمس الى طلوعها واليوم عبارة عن المجموع ولهذا خلق السموات والارض وما بينهما فى ستة أيام فان الايام كانت موجودة بوجود حركة فلك البروج وهى الايام المعروفة عندنا لا غير فما قال الله خلق العرش والكرسى وانما قال خلق السموات والارض فى ستة أيام فاذا دار فلك البروج دورة واحدة فذلك هو اليوم الذى خلق الله فيه السموات والارض ثم أحدث الله الليل والنهار عند وجود الشمس لا الايام وأما ما يظهر فيهما من الزيادة والنقصان أعنى فى الليل والنهار لا فى الساعات فانها أربع وعشرون ساعة وذلك لحلول الشمس فى منطقة البروج وهى حائلية بالنسبة

www.maktabah.org

العالية فيطول النهار اذا كانت الشمس فى المنازل العالية حيث كانت واذا حلت الشمس فى المنازل النازلة قصر النهار حيث كانت وانما قلنا حيث كانت فانه اذا طال الليل عندنا طال النهار عند غيرنا وتكون الشمس فى المنازل العالية بالنسبة اليهم وفى المنازل النازلة بالنسبة الينا فاذا قصر النهار عندنا طال الليل عندهم لما ذكرناه واليوم هو اليوم بعينه اربع وعشرون ساعة لا يزيد ولا ينقص ولا يطول ولا يقصر فى موضع الاعتدال فهذا هو حقيقة اليوم ثم وقد يسمى النهار وحده يوما بحكم الاصطلاح فافهم وقد جعل الله هذا الزمان الذى هو الليل والنهار يوما والزمان هو اليوم والليل والنهار موجودان فى الزمان جعلهما أباوأمّا لما يحدث الله فيهما كما قال يغشى الليل النهار كمثل قوله فى آدم فلما تغشاها حملت فاذا غشى الليل النهار كان الليل أبا وكان النهار أمّا وصار كل ما يحدث الله فى النهار بمنزلة الاولاد التى تلدها المرأة واذا غشى النهار الليل كان النهار أبا وكان الليل أمّا وكان كل ما يحدث الله من الشؤن فى الليل بمنزلة الاولاد التى تلد الامّ وقد بينا هذا الفصل فى كتاب الشأن لنا تكامنا فيه على قوله تعالى كل يوم هو فى شأن وسيأتى ان شاء الله فى هذا الكتاب ان ذكرنا الله به من معرفة الايام طرفا شافيا وكذلك قال تعالى أيضا يولج الليل فى النهار ويولج النهار فى الليل فزاد بيانا فى النتاكح وأبان سبحانه بقوله وآية لهم الليل نسلخ منه النهار أن الليل أمّ له وأن النهار متولد عنه كما ينسلخ المولود من أمّه اذا خرج منها أو الحية من جلدها فيظهر مولدا فى عالم آخر غير العالم الذى يحويه الليل والاب هو اليوم الذى ذكرناه وقد بينا ذلك فى كتاب الزمان لنا ومعرفة الدهر فهذا الليل والنهار أبوان بوجه وأمّان بوجه وما يحدث الله فيهما فى عالم الاركان من المولدات عند تصريفهما يسمون أولاد الليل والنهار كما قررناه ولما أنشأ الله اجرام العالم كله القابل للتكوين فيه جعل من حدّ ما يلى مقعر السماء الدنيا الى باطن الارض عالم الطبيعة والاستحالات وظهور الاعيان التى تحدث عند الاستحالات وجعلها بمنزلة الام وجعل من مقعر فلك السماء الدنيا الى آخر الافلاك بمنزلة الاب وقدر فيها منازل وزينها بالانوار الثابتة والسابحة فالسابحة تقطع فى الثابتة والثابتة والسابحة تقطع فى الفلك المحيط بتقدير العزيز بدليل انه رؤى فى بعض الاهرام التى بديار مصر مكتوب بالقلم يذكر فى ذلك تاريخ الاهرام انها بنيت والنسر فى الاسد ولا شك انه الآن فى الجدى كذا ندركه فدل على أن الكواكب الثابتة تقطع فى فلك البروج الاطلس والله يقول فى القمر والقمر قدرناه منازل وقال فى الكواكب كل فى فلك يسبحون وقال تعالى والشمس تجرى لمستقرّ لها وقد قرئ لامستقرّ لها وليس بين القراءتين تنافر ثم قال ذلك تقدير العزيز العليم ينظر الى قوله فى القمر انه قدّره منازل وقال لا الشمس ينبغى لها أن تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل فى فلك يسبحون أى فى شئ مستدير وجعل لهذه الانوار المسماة بالكواكب أشعة متصلة بالاركان تقوم اتصالاتها بها مقام نكاح الآباء للامّهات فيحدث الله تعالى عند اتصال تلك الشعاعات النورية فى الاركان الاربعة من عالم الطبيعة ما يتكوّن فيها مما نشاهده حسا فهذه الاركان لها بمنزلة الاربعة النسوة فى شرعنا وكما لا يكون نكاح شرعى عندنا حلالا الا بعقد شرعى كذلك أوحى فى كل سماء أمرها فكان من ذلك الوحى تنزل الامر بينهنّ كما قال تعالى يتنزل الامر بينهن يعنى الامر الالهىّ وفى تفسير هذا التنزل اسرار عظيمة تقرب مما نشير اليه فى هذا الباب وقد روى عن ابن عباس انه قال فى هذه الآية لو فسرتها لقلتم انى كافر وفى رواية لرجمتمونى وانها من أسرار آى القرآن قال تعالى خلق سبع سموات ومن الارض مثلهنّ ثم قال يتنزل الامر بينهنّ ثم تمم وأبان فقال لتعلموا ان الله على كل شئ قدير وهو الذى أشرنا اليه بصفة العمل الذى ذكرناه آنفا من ايجاد الله صفة العلم والعمل فى الاب الثانى فان القدرة للايجاد وهو العمل ثم تمم فى الاخبار فقال وان الله قد أحاط بكل شئ علما وقد أشرنا اليه بصفة العلم التى أعطاها الله للاب الثانى الذى هو النفس الكلية المنبعثة فهو العليم سبحانه بما يوجد القدير على ايجاد ما يريد ايجاده لا مانع له فجعل الامر يتنزل بين السماء والارض كالولد يظهر بين الابوين وأمّا اتصال الاشعة المنورية بالكوكبية عن الحركة الفلكية السماوية بالاركان الاربعة التى هى أم المولدات فى الحين الواحد للكل معا جعله الحق مثالا للعارفين فى نكاح أهل الجنة فى الجنة جميع نسائهم وجواريهم فى الآن الواحد نكاحا حسيا كان هذه الاتصالات حسية فينكح الرجل فى الجنة جميع من عنده من المنكوحات اذا اشتهى ذلك فى

www.maktabah.org

الآن الواحد نكاحا جسميا محسوسا بايلاج ووجود لذة خاصة بكل امرأة من غير تقدم ولا تأخر وهذا هو النعيم الدائم
والاقتدار الالهى والعقل يعجز عن ادراك هذه الحقيقة من حيث فكره وانما يدرك هذا بقوة أخرى الهية فى قلب
من يشاء من عباده كما أن الانسان فى الجنة فى سوق الصور اذا اشتهى صورة دخل فيها كما تشكل الروح هنا عندنا وان
كان جسما ولكن أعطاه الله هذه القدرة على ذلك والله على كل شئ قدير وحديث سوق الجنة ذكره أبو عيسى
الترمذى فى مصنفه فانظره هناك فاذا اتصلت الاشعة النورية فى الاركان الاربعة ظهرت المولدات عن هذا النكاح
الذى قدره العزيز العليم فصارت المولدات بين آباء وهى الافلاك والانوار العلوية وبين أمهات وهى الاركان الطبيعية
السفلية وصارت الاشعة المتصلة من الانوار بالاركان كالنكاح وحركات الافلاك وسباحات الانوار بمنزلة حركات
الجامع وكان حركات الاركان بمنزلة المخاض للمرأة لاستخراج الزبد الذى يخرج بالمخض وهو ما يظهر من المولدات فى
هذه الاركان للعين من صورة المعادن والنبات والحيوان ونوع الجن والانس فسبحان القادر على ما يشاء لا اله الا هو
رب كل شئ ومليكه قال تعالى أن اشكر لى ولوالديك فقد تبين لك أيها الولى آباؤك وأمهاتك من هم الى أقرب
أب لك وهو الذى ظهر عينك به وأمك كذلك القريبة اليك الى الاب الاول وهو الجد الاعلى الى ما بينهما من الآباء
والامهات فشكرهم الذى يسرون به ويفرحون بالثناء عليهم هو أن تنسبهم الى مالكهم وموجدهم وتسلب الفعل
عنهم وتلحقه بمستحقه الذى هو خالق كل شئ فاذا فعلت ذلك فقد أدخلت سرورا على آبائك بفعلك ذلك وادخال هذا
السرور عليهم هو عين برك بهم وشكرك اياهم واذا لم تفعل هذا ونسيت الله بهم فما شكرتهم ولا امتثلت أمر الله فى
شكرهم فانه قال أن اشكر لى فقدم نفسه ليعرفك انه السبب الاول والاولى ثم عطف وقال ولوالديك وهى الاسباب التى
أوجدك الله عندها لتنسبها اليه سبحانه ويكون لها عليك فضل التقدم بالوجود خاصة لا فضل التأثير لانه فى الحقيقة
لا أثر لها وان كانت أسبابا لوجود الآثار فبهذا القدر صح لها الفضل وطلب منك الشكر وأثر لها الحق لك وعندك منزلته
فى التقدم عليك لا فى الاثر ليكون الثناء بالتقدم والتأثير لله تعالى وبالتقدم والتوقف للوالدين ولكن على ما شرطناه ولا
تشرك بعبادة ربك أحدا فاذا أثنيت على الله تعالى وقلت ربنا ورب آبائنا العلويات وأمهاتنا السفليات فلا فرق بين
أن أقولها أنا أو يقولها جميع بنى آدم من البشر فلم يخاطب شخصا بعينه حتى يسوق آباءه وأمهاته من آدم وحواء الى
زمانه وانما القصد هذا النشء الانسانى فكنت مترجما عن كل مولود بهذا التحميد من عالم الاركان وعالم الطبيعة
والانسان ثم ترتقى فى النيابة عن كل مولد بين مؤثر ومؤثر فيه فتحمده بكل لسان وتتوجه اليه بكل وجه فيكون
الجزاء لنا من عند الله من ذلك المقام الكلى كما قال لى بعض مشيختى اذا قلت السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين
أو قلت السلام عليكم اذا سلمت فى طريقك على أحد فاحضر فى قلبك كل صالح لله من عباده فى الارض والسماء
وميت وحى فانه من ذلك المقام يرد عليك فلا يبقى ملك مقرب ولا روح مطهر يبلغه سلامك الا ويرد عليك وهو دعاء
فيستجاب فيك فتفلح ومن لم يبلغه سلامك من عباد الله المهيمين فى جلاله المشتغلين به المستفرغين فيه وأنت قد سلمت
عليهم بهذا الشمول فان الله ينوب عنهم فى الرد عليك وكفى بهذا شرفا فى حقك حيث يسلم عليك الحق فليته لم تسمع
أحدا ممن سلمت عليه حتى ينوب عن الجميع فى الرد عليك فانه بك أشرف قال تعالى تشريفا فى حق يحيى عليه
السلام وسلام عليه يوم ولد ويوم يموت ويوم يبعث حيا وهذا سلام فضيلة واخبار فكيف سلام واجب ناب
الحق مناب من أجاب عنه وجزاء الفرائض أعظم من جزاء الفضائل فى حق من قيل فيه وسلام عليه يوم ولد
فيجمع له بين الفضيلتين وقد وردت صلاة الله علينا ابتداء وما وصل الى هل ورد السلام ابتداء كما وردت
الصلاة أم لا فمن روى فى ذلك شيأ وتحققه فقد جعلت أمانة فى عنقه أن يلحقه فى هذا الموضع الى جانب صلاة
الله علينا فى هذا الباب ليكون بشرى للمؤمنين وشرفا لكتابى هذا والله المعين والموفق لا رب غيره وأما الآباء
الطبيعيون والامهات فلم نذكرهم فلنذكر الامر الكلى من ذلك وهم أبوان وأمان فالابوان هما الفاعلان والامان
هما المنفعلان وما يحدث عنهما هو المنفعل عنهما فالحرارة والبرودة فاعلان والرطوبة واليبوسة منفعلان فنكحت

الحراره

www.maktabah.org

الحرارة اليبوسة فأنتجا ركن النار ونكحت الحرارة الرطوبة فأنتجا ركن الهواء ثم نكح البرودة الرطوبة فأنتجا ركن الماء ونكح البرودة اليبوسة فانتجا ركن التراب فحصلت فى الابناء حقائق الآباء والامهات فكانت النار حارة يابسة فحرارتها من جهة الاب ويبوستها من جهة الام وركن الهواء حارا رطبا فحرارته من جهة الاب ورطوبته من جهة الام وكان الماء باردا رطبا فبرودته من جهة الاب ورطوبته من جهة الام وكانت الارض باردة يابسة فبرودتها من جهة الاب ويبوستها من جهة الام فالحرارة والبرودة من العلم والرطوبة واليبوسة من الارادة هذا احد تعلقهما فى وجودها من العلم الالهى وما يتولد عنهما من القدرة ثم يقع التوالد فى هذه الاركان من كونها أمهات لآباء الانوار العلوية لا من كونها آباء وان كانت الابوة فيها موجودة فقد عرفتك أن الابوة والبنوة من الاضافات والنسب فالاب ابن لاب هو ابن له والابن أب لابن هو اب له وكذلك باب النسب فانظر فيه والله الموفق لا رب غيره ولما كانت اليبوسة منفعلة عن الحرارة وكانت الرطوبة منفعلة عن البرودة قلنا فى الرطوبة واليبوسة انهما منفعلتان وجعلناهما بمنزلة الام للاركان ولما كانت الحرارة والبرودة فاعلين جعلناهما بمنزلة الاب للاركان ولما كانت الصنعة تستدعى صانعا ولا بد والمنفعل يطلب الفاعل بذاته فانه منفعل لذاته ولو لم يكن منفعلا لذاته لما قبل الانفعال والاثر وكان مؤثرا فيه بخلاف الفاعل فانه يفعل بالاختيار ان شاء فعل فيسمى فاعلا وان شاء ترك وليس ذلك للمنفعل ولهذه الحقيقة ذكر تعالى وهو من فصاحة القرآن وايجازه ولا رطب ولا يابس الا فى كتاب مبين فذكر المنفعل ولم يذكر ولا حار ولا بارد لما كانت الرطوبة واليبوسة عند العلماء بالطبيعة تطلب الحرارة والبرودة اللتين هما منفعلتان عنهما كما تطلب الصنعة الصانع لذلك ذكرهما دون ذكر الاصل وان كان الكل فى الكتاب المبين فلقد جاء الله سيدنا محمدا صلى الله عليه وسلم بعلوم ما نالها أحد سواه كما قال فعلمت علم الاولين والآخرين فى حديث الضرب باليد فالعلم الالهى هو أصل العلوم كلها واليه ترجع وقد استوفينا ما يستحقه هذا الباب على غاية الايجاز والاختصار فان الطول فيه انما هو بذكر الكيفيات وأما الاصول فقد ذكرناها ومهدناها والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء الثانى عشر

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

﴿ الباب الثانى عشر ﴾

فى معرفة دورة فلك سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وهى دورة السيادة وان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلقه الله تعالى

الا بأبى من كان ملكا وسيدا * وآدم بين الماء والطين واقف
فذاك الرسول الابطحى محمد * له فى العلى مجد تليد وطارف
أتى بزمان السعد فى آخر المدى * وكانت له فى كل عصر مواقف
أتى لانكسار الدهر يجبر صدعه * فأثنت عليه ألسن وعوارف
اذا رام أمرا لا يكون خلافه * وليس لذاك الامر فى الكون صارف

اعلم أيدك الله انه لما خلق الله الارواح المحصورة المدبرة للاجسام بالزمان عند وجود حركة الفلك لتعيين المدة المعلومة عند الله وكان عند أول خلق الزمان بحركته خلق الروح المدبرة روح محمد صلى الله عليه وسلم ثم صدرت الارواح عند الحركات فكان لها وجود فى عالم الغيب دون عالم الشهادة واعلمه الله بنبوته و بشره بها وآدم لم يكن الا كما قال بين الماء والطين وانتهى الزمان بالاسم الباطن فى حق محمد صلى الله عليه وسلم الى وجود جسمه وارتباط الروح به انتقل حكم الزمان فى جريانه الى الاسم الظاهر فظهر محمد صلى الله عليه وسلم بذاته جسما وروحا فكان الحكم له باطنا أولا فى جميع ما ظهر من الشرائع على أيدى الانبياء والرسل سلام الله عليهم أجمعين ثم صار الحكم له ظاهرا فنسخ كل شرع أبرزه الاسم الباطن بحكم الاسم الظاهر لبيان اختلاف حكم الاسمين وان كان المشرع واحدا وهو صاحب الشرع فانه قال كنت نبيا وما قال كنت انسانا ولا كنت موجودا وليست النبوة الا بالشرع المقرر عليه من عند الله فأخبر انه صاحب

www.maktabah.org

النبوة قبل وجود الانبياء الذين هم نوابه فى هذه الدنيا كما قررناه فيما تقدم من أبواب هذا الكتاب فكانت استدارته انتهاء دورته بالاسم الباطن وابتداء دورة أخرى بالاسم الظاهر فقال استدار كهيئته يوم خلقه الله فى نسبة الحكم لنا ظاهرا كما كان فى الدورة الاولى منسوبا الينا باطنا أى الى محمد وفى الظاهر منسوبا الى من نسب اليه من شرع ابراهيم وموسى وعيسى وجميع الانبياء والرسل وفى الانبياء من الزمان أربعة حرم هود وصالح وشعيب سلام الله عليهم ومحمد صلى الله عليه وسلم وعينها من الزمان ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب مضر ولما كانت العرب تنسأ فى الشهور فتردّ المحرم منها حلالا والحلال منها حراما وجاء محمد صلى الله عليه وسلم فرد الزمان الى أصله الذى حكم الله به عند خلقه فعين الحرم من الشهور على حد ما خلقها الله عليه فلهذا قال فى اللسان الظاهر ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلقه الله كذلك استدار الزمان فاظهر محمدا صلى الله عليه وسلم كما ذكرناه جسما وروحا بالاسم الظاهر حسا فنسخ من شرعه المتقدم ما أراد الله ان ينسخ منه وأبقى ما أراد الله ان يبقى منه وذلك من الاحكام خاصة لا من الاصول ولما كان ظهوره بالميزان وهو العدل فى الكون وهو معتدل لان طبعه الحرارة والرطوبة كان من حكم الآخرة فان حركة الميزان متصلة بالآخرة الى دخول الجنة والنار ولهذا كان العلم فى هذه الامة أكثر مما كان فى الاوائل وأعطى محمد صلى الله عليه وسلم علم الاولين والآخرين لان حقيقة الميزان تعطى ذلك وكان الكشف أسرع فى هذه الامة مما كان فى غيرها لغلبة البرد واليبس على سائر الامم قبلنا وان كانوا أذكياء وعلماء فآحاد منهم معينون بخلاف ما هم الناس اليوم عليه الاترى هذه الامة قد ترجمت جميع علوم الامم ولو لم يكن المترجم عالما بالمعنى الذى دل عليه لفظ المتكلم به لما صح ان يكون هذا مترجما ولا كان ينطلق على ذلك اسم الترجمة فقد علمت هذه الامة علم من تقدم واختصت بعلوم لم تكن للمتقدمين ولهذا أشار صلى الله عليه وسلم بقوله فعلمت علم الاولين وهم الذين تقدموه ثم قال والآخرين وهو علم ما لم يكن عند المتقدمين وهو ما تعلمه أمته من بعده الى يوم القيامة فقد أخبر ان عندنا علوما لم تكن قبل فهذه شهادة من النبى صلى الله عليه وسلم لنا وهو الصادق بذلك فقد ثبت له صلى الله عليه وسلم السيادة فى العلم فى الدنيا وثبت له أيضا السيادة فى الحكم حيث قال لو كان موسى حيا ما وسعه الا ان يتبعنى ويتبين ذلك عند نزول عيسى عليه السلام وحكمه فينا بالقرآن فصحت له السيادة فى الدنيا بكل وجه ومعنى ثم أثبت السيادة له على سائر الناس يوم القيامة بفتحه باب الشفاعة ولا يكون ذلك لنبى يوم القيامة الا له صلى الله عليه وسلم فقد شفع صلى الله عليه وسلم فى الرسل والانبياء ان تشفع نعم وفى الملائكة فأذن الله تعالى عند شفاعته فى ذلك لجميع من له شفاعة من ملك ورسول ونبى ومؤمن ان يشفع فهو صلى الله عليه وسلم أول شافع باذن الله وأرحم الراحمين آخر شافع يوم القيامة فيشفع الرحيم عند المنتقم ان يخرج من النار من لم يعمل خيرا قط فيخرجهم المنعم المتفضل وأى شرف أعظم من دائرة تدار يكون آخرها أرحم الراحمين وآخر الدائرة متصل بأولها فأى شرف أعظم من شرف محمد صلى الله عليه وسلم حيث كان ابتداء هذه الدائرة حيث اتصل بها آخرها لكمالها فبه سبحانه ابتدأت الاشياء وبه كملت وما أعظم شرف المؤمن حيث تلت شفاعته بشفاعة أرحم الراحمين فالمؤمن بين الله وبين الانبياء فان العلم فى حق المخلوق وان كان له الشرف التام الذى لا يجهل مكانته ولكن لا يعطى السعادة فى القرب الالهى الا بالايمان فنور الايمان فى المخلوق أشرف من نور العلم الذى لا ايمان معه فاذا كان الايمان يحصل عنه العلم فنور ذلك العلم المولد من نور الايمان أعلى وبه يمتاز على المؤمن الذى ليس بعالم فيرفع الله الذين أوتوا العلم من المؤمنين درجات على المؤمنين الذين لم يؤتوا العلم ويزيد العلم بالله فان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاصحابه أنتم أعلم بمصالح دنياكم فلا فلك أوسع من فلك محمد صلى الله عليه وسلم فان له الاحاطة وهى لمن خصه الله بها من أمته بحكم التبعية فلنا الاحاطة بسائر الامم ولذلك كنا شهداء على الناس فاعطاه الله من وحى أمر السموات ما لم يعط غيره فى طالع مولده فمن الامر المخصوص بالسماء الاولى من هنالك لم يبدل حرف من القرآن ولا كلمة ولو ألقى الشيطان فى تلاوته ما ليس منه بنقص أو زيادة لنسخ الله ذلك وهذا عصمة ومن ذلك الثبات ما نسخت شريعته بغيرها بل ثبتت محفوظة دائمة ثبتت بكل عين ملحوظة ولذلك نسخت بها كل طائفة ومن الامر المخصوص بالسماء الثانية من هنالك أيضا خص

www.maktabah.org

بعلم

بعلم الاولين والآخرين والتؤدة والرحمة والرفق وكان بالمؤمنين رحيما وما أظهر فى وقت غلظة على أحد الا عن أمر الحق حين قيل له جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم فأمر به لما لم يقتض طبعه ذلك وان كان بشرا يغضب لنفسه ويرضى لنفسه فقد قدم لذلك دواء نافعا ليكون فى ذلك الغضب رحمة من حيث لا يشعر بها فى حال الغضب فكان بدل بغضبه مثل ذاته برضاه وذلك لاسرار عرفناها او يعرفها أهل الله منا نصحت له السيادة على العالم من هذا الباب فان غير أمته قيل فيهم يحرفونه من بعد ما عقلوه وهم يعلمون فاضلهم الله على علم وتولى الله فينا حفظ ذكره فقال انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون لانه سمع العبد وبصره ولسانه ويده واستحفظ كتابه غير هذه الامة فحرفوه ومن الأمر المخصوص من وحى السماء الثالثة من هناك أيضا السيف الذى بعثه به والخلافة واختص بقتال الملائكة معه منها أين الملائكة هذه السماء قاتلت معه يوم بدر ومن هذه السماء أيضا بعث من قوم ليس لهم همة الا فى قرى الاضياف ونحر الجزر والحروب الدائمة وسفك الدماء وبهذا يتمدحون ويمدحون قيل فى بعضهم

ضروب بنصل السيف سوق سمانها * اذا عدموا زادا فانك عاقر

(وقال الآخر منهم يمدح قومه)

لا يبعدن قومى الذين هم * سم العداة وآفة الجزر
النازلون بكل معترك * والطيبون معاقد الازر

فمدحهم بالكرم والشجاعة والعفة يقول عنترة بن شداد فى حفظ الجار فى أهله

وأغض طرفى ما بدت لى جارتى * حتى يوارى جارتى مأواها

ولا خفاء عند كل أحد بفضل العرب على العجم بالكرم والحماسة والوفا وان كان فى العجم كرماء وشجعان ولكن آحاد كما ان فى العرب جبناء وبخلاء ولكن آحاد وانما الكلام فى الغالب لا فى النادر وهذا مالا ينكره أحد فهذا مما أوحى الله فى هذه السماء فهذا كله من الامر الذى يتنزل بين السماء والارض لمن فهم ولو ذكرنا على التفصيل ما فى كل سماء من الامر الذى أوحى الله سبحانه فيها لابرزنا من ذلك عجائب ربما كان ينكرها بعض من ينظر فى ذلك العلم من طريق الرصد والتسيير من أهل التعاليم ويحار المنصف منهم فيه اذا سمعه ومن الوحى المأمور به فى السماء الرابعة نسخه بشريعته جميع الشرائع وظهور دينه على جميع الاديان عند كل رسول ممن تقدمه وفى كل كتاب منزل فلم يبق لدين من الاديان حكم عند الله الا ما قرره منه فبتقريره ثبت فهو من شرعه وعموم رسالته وان كان بقى من ذلك حكم فليس هو من حكم الله الا فى أهل الجزية خاصة وانما قلنا ليس هو حكم الله لانه سماه باطلا فهو على من اتبعه لا له فهذا أعنى بظهور دينه على جميع الاديان كما قال النابغة فى مدحه

ألم تر أن الله أعطاك سورة * ترى كل ملك دونها يتذبذب
بانك شمس والملوك كواكب * اذا طلعت لم يبد منهن كوكب

وهذه منزلة محمد صلى الله عليه وسلم ومنزلة ما جاء به من الشرع من الانبياء وشرائعهم سلام الله عليهم أجمعين فان أنوار الكواكب اندرجت فى نور الشمس فالنهار له والليل وحده لاهل الكتب اذا أعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون وقد بسطنا فى التنزلات الموصلية من أمر كل سماء ما اذا وقفت عليه عرفت بعض ما فى ذلك ومن الوحى المأمور به فى السماء الخامسة من هناك المختص بمحمد صلى الله عليه وسلم انه ما ورد قط عن نبى من الانبياء انه حبب اليه النساء الا محمد صلى الله عليه وسلم وان كانوا رزقوا منهن كثيرا كسليمان عليه السلام وغيره ولكن كلامنا فى كونه حبب اليه وذلك انه صلى الله عليه وسلم كان نبيا وآدم بين الماء والطين كما قررناه وعلى الوجه الذى شرحناه فكان منقطعا الى ربه لا ينظر معه الى كون من الاكوان لشغله بالله عنه فان النبى مشغول بالتلقى من الله ومراعاة الادب فلا يتفرغ الى شئ دونه فحبب الله اليه النساء فأحبهن عناية من الله بهن فكان صلى الله عليه وسلم يحبهن بكون الله حببهن اليه خرج مسلم فى صحيحه فى أبواب الايمان ان رجلا قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم انى أحب أن يكون نعلى حسنا وثوبى

www.maktabah.org

حسن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله جميل يحب الجمال ومن هذه السماء حب الطيب وكان من سنته النكاح لا التبتل وجعل النكاح عبادة للسر الالهي الذي أودع فيه وليس الا في النساء وذلك ظهور الاعيان للثلاثة الاحكام التي تقدم ذكرها في الانتاج عن المقدمتين والرابط الذي جعله علة الانتاج فهذا الفضل وما شاكله مما اختص به محمد صلى الله عليه وسلم و زاد فيه بنكاح الهبة كما جعل في أمته فيما بين لهما من النكاح ان لا شئ له من الاعواض مما يحفظه من القرآن خاصة لانه يعلمها وهذا وان لم يقو قوة الهبة ففيه اتساع للامة وليس في الوسع استيفاء ما أوحى الله من الامر في كل سماء ومن الامر الموحى في السماء السادسة اعجاز القرآن والذي أعطيه صلى الله عليه وسلم من جوامع الكلم من هذه السماء تنزل اليه ولم يعط ذلك نبي قبله وقد قال أعطيت ستا لم يعطهن نبي قبلي وكل ذلك أوحى في السموات من قوله وأوحى في كل سماء أمرها فجعل في كل سماء ما يصلح تنفيذه في الارض في هذا الخلق فكان من ذلك ان بعث وحده الى الناس كافة فعمت رسالته وهذا مما أوحى الله به في السماء الرابعة ونصر بالرعب وهو مما أوحى الله به في السماء الثالثة من هناك ومنها ما حلل الله له من الغنائم وجعلت له الارض مسجدا وطهورا من السماء الثانية من هناك أوتيت جوامع الكلم من أمر وحي السماء السادسة ومن أمر هذه السماء ما خصه الله به من اعطائه اياه مفاتيح خزائن الارض ومن الوحي المأمور به في السماء السابعة من هذه وهي السماء الدنيا التي تلينا كون الله خصه بصورة الكمال فكملت به الشرائع وكان خاتم النبيين ولم يكن ذلك لغيره صلى الله عليه وسلم فبهذا وأمثاله انفرد بالسيادة الجامعة للسيادات كلها والشرف المحيط الاعم صلى الله عليه وسلم فهذا قد نبهنا على ما حصل له في مولده من بعض ما أوحى الله به في كل سماء من أمره وقوله الزمان ولم يقل الدهر ولا غيره ينبه على وجود الميزان فانه ما خرج عن الحروف التي في الميزان بذكر الزمان وجعل ياء الميزان مما يلي الزاي وخفف الزاي وعددها في الزمان اشعارا بان في هذه الزاي حرفا مدغما فكان أول وجود الزمان في الميزان للعدل الروحاني وفي الاسم الباطن لمحمد صلى الله عليه وسلم بقوله كنت نبيا وآدم بين الماء والطين ثم استدار بعد انقضاء دورة الزمان التي هي ثمانية وسبعون ألف سنة ثم ابتدأت دورة أخرى من الزمان بالاسم الظاهر فظهر فيها جسم محمد صلى الله عليه وسلم وظهرت شريعته على التعيين والتصريح لا بالكناية واتصل الحكم بالآخرة فقال تعالى ونضع الموازين القسط ليوم القيامة وقيل لنا وأقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان وقال تعالى والسماء رفعها ووضع الميزان فبالميزان أوحى في كل سماء أمرها وبه قدر في الارض أقواتها ونصب الحق في العالم في كل شئ فميزان معنوي وميزان حسي لا يخطئ أبدا فدخل الميزان في الكلام وفي جميع الصنائع المحسوسة وكذلك في المعاني اذ كان أصل وجود الاجسام والاجرام وما تحمله من المعاني عند حكم الميزان وكان وجود الميزان وما فوق الزمان عن الوزن الالهي الذي يطلبه الاسم الحكيم ويظهره الحكم العدل لا اله الا هو وعن الميزان ظهر العقرب وما أوحى الله فيه من الامر الالهي والقوس والجدي والدلو والحوت والحمل والثور والجوزاء والسرطان والاسد والسنبلة وانتهت الدورة الزمانية الى الميزان لتكرار الدور فظهر محمد صلى الله عليه وسلم وكان له في كل جزء من أجزاء الزمان حكم اجتمع فيه بظهوره صلى الله عليه وسلم وهذه الاسماء أسماء ملائكة خلقهم الله وهم الاثنا عشر ملكا وجعل لهم الله مراتب في الفلك المحيط وجعل بيد كل ملك ما شاء أن يجعله مما يبرزه فيمن هو دونهم الى الارض حكمة فكانت روحانية محمد صلى الله عليه وسلم تكتسب عند كل حركة من الزمان اخلاقا بحسب ما أودع الله في تلك الحركات من الامور الالهية فما زالت تكتسب هذه الصفات الروحانية قبل وجود تركيبها الى أن ظهرت صورة جسمه في عالم الدنيا بما جبله الله عليه من الاخلاق المحمودة فقيل فيه وانك لعلى خلق عظيم فكان ذا خلق لم يكن ذا تخلق ولما كانت الاخلاق تختلف أحكامها باختلاف المحل الذي ينبغي أن يقابل بها احتاج صاحب الخلق الى علم يكون عليه حتى يصرف في ذلك المحل الخلق الذي يليق به عن أمر الله فيكون قربة الى الله فلذلك نزلت الشرائع لتبين للناس محال أحكام الاخلاق التي جبل الانسان عليها فقال الله في مثل ذلك ولا تقل لهما أف لوجود التأفيف في خلـ فابان عن المحل الذي لا ينبغي أن يظهر فيه حكم هذا الخلق ثم بين المحل الذي ينبغي أن يظهر فيه هذا الخلق فقال أ

www.maktabah.org

لكم

لكم ولما تعبدون من دون الله وقال تعالى فلا تخافوهم فابان عن المحل الذى ينبغى أن لا يظهر فيه خلق الخوف ثم قال لهم خافونى فابان لهم حيث ينبغى أن يظهر حكم هذه الصفة وكذلك الحسد والحرص وجميع ما فى هذه النشأة الطبيعية الظاهر حكم روحانيتها فيها قد أبان الله لنا حيث نظهرها وحيث نمنعها فانه من المحال ازالتها عن هذه النشأة الا بزوالها لانها عينها والشئ لا يفارق نفسه قال صلى الله عليه وسلم لا حسد الا فى اثنتين وقال زادك الله حرصا ولا تعد وانما قلنا الظاهر حكم روحانيتها فيها تحرزا بذلك من أجل أهل الكشف والعلماء الراسخين فى العلم من المحققين العالمين فان المسمى بالجماد والنبات عندنا لهم أرواح بطنت عن ادراك غير أهل الكشف اياها فى العادة لا يحس بها مثل ما يحسها من الحيوان فالكل عند أهل الكشف حيوان ناطق بل حى ناطق غير ان هذا المزاج الخاص يسمى انسانا لا غير بالصورة ووقع التفاضل بين الخلائق فى المزاج فانه لا بد فى كل ممتزج من مزاج خاص لا يكون الا له به يتميز عن غيره كما يجتمع مع غيره فى أمر فلا يكون عين ما يقع به الافتراق والتميز عين ما يقع به الاشتراك وعدم التميز فاعلم ذلك وتحققه قال تعالى وان من شئ الا يسبح بحمده وشئ نكرة ولا يسبح الا حى عاقل عالم بمسبحه وقد ورد ان المؤذن يشهد له مدى صوته من رطب ويابس والشرائع والنبوات من هذا القبيل مشحونة ونحن زدنا مع الايمان بالاخبار الكشف فقد سمعنا الاحجار تذكر الله رؤية عين بلسان نطق تسمعه آذاننا منها وتخاطبنا مخاطبة العارفين بجلال الله مما ليس يدركه كل انسان فكل جنس من خلق الله أمة من الامم فطرهم الله على عبادة تخصهم أوحى بها اليهم فى نفوسهم فرسولهم من ذواتهم اعلام من الله بالهام خاص جبلهم عليه كما يعض الحيوانات باشياء يقصر عن ادراكها المهندس النحرير وعلمهم على الاطلاق بمنافعهم فيما يتناولونه من الحشائش والمأكل وتجنب ما يضرهم من ذلك كل ذلك فى فطرتهم كذلك المسمى جمادا ونباتا أخذ الله بابصارنا وأسماعنا عما هم عليه من النطق ولا تقوم الساعة حتى تكلم الرجل فخذه بما فعله أهله جعل الجهلاء من الحكماء هذا اذا صح ايمانهم به من باب العلم بالاختلاج يريدون به علم الزجر وان كان علم الزجر علما صحيحا فى نفس الامر وانه من أسرار الله ولكن ليس هو مقصود الشارع فى هذا الكلام فكان له صلى الله عليه وسلم الكشف الاتم فيرى ما لا نرى ولقد نبه عليه السلام على أمر عمل عليه أهل الله فوجدوه صحيحا قوله لولا تزييد فى حديثكم وتمريج فى قلوبكم لرأيتم ما أرى ولسمعتم ما أسمع فخص برتبة الكمال فى جميع أموره ومنها الكمال فى العبودية فكان عبدا محضا لم يقم بذاته ربانية على أحد وهى التى أوجبت له السيادة وهى الدليل على شرفه على الدوام وقد قالت عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أحيانه ولنا منه ميراث وافر وهو أمر يختص بباطن الانسان وقوله وقد يظهر خلاف ذلك بافعاله مع تحققه بالمقام فيلتبس على من لا معرفة له بالاحوال فقد بينا فى هذا الباب ما مست الحاجة اليه والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب الثالث عشر فى معرفة حملة العرش﴾

العرش والله بالرحمن محمول • وحاملوه وهذا القول معقول
وأى حول لمخلوق ومقدرة • لولاه جاء به عقل وتنزيل
جسم وروح وأقوات ومرتبة • مالم غير الذى رتبت تفصيل
فهذا هو العرش ان حققت سورته • والمستوى باسمه الرحمن مأمول
وهم ثمانية والله يعلمهم • واليوم أربعة ما فيه تعليل
محمد ثم رضوان ومالكهم • وآدم وخليل ثم جبريل
والحق ميكال اسرافيل ليس هنا • سوى ثمانية غر بهاليل

اعلم أيد الله الولى الحميم ان العرش فى لسان العرب يطلق ويراد به الملك يقال ثل عرش الملك اذا دخل فى ملكه خلل ويطلق ويراد به السرير فاذا كان العرش عبارة عن الملك فتكون حملته هم القائمون به واذا كان العرش السرير فتكون حملته ما يقوم عليه من القوائم أو من يحمله على كواهلهم والعدد يدخل فى حملة العرش وقد جعل الرسول

www.maktabah.org

فہرست

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
حروف کی تین قسمیں	۲	اگر جسم سے مراد وجود ہے	۲۲
حقائق کلمات	۴	زمانہ ہی نہیں	۲۳
نحویوں کا کلام دیکھیں	۴	وجود حق تعالیٰ اور وجود عالم	۲۴
حرکات کی قسمیں	۶	کیا اللہ تعالیٰ اختراع فرماتا ہے	״
تلوین و تمکین حروف	۷	اختراع کون کرتا ہے	۲۵
متکلم کو تلوین کی محتاجی ہے۔	۹	خدا کا تدبیر عالم فرمانا اختراع نہیں	۲۶
اشتراک لفظی حقیقتوں کو نہیں بدلتا	۱۰		
اگر آپ ہماری طرح جانتے ہوں	۱۲	ضروریات اختراع	״
الفاظ تجسیم و تشبیہ	۱۳	علم الٰہی ازلی ہے	۲۷
الفاظ کی قسمیں	۱۴	تیسری فصل	۲۹
اشتباہ لفظی	۱۵	علم، عالم اور معلوم کے بیان میں	״
تشبیہ خداوندی کے بارے میں آیات و احادیث	۱۶	دل کا آئینہ	۳۰
اہل تنزیہ کا ایک گروہ	۱۷	علم کیا ہے	۳۱
اہل تنزیہ کا دوسرا گروہ	۱۸	کیا خدا کی مناسبت مخلوق سے ہے	۳۲
اہل تنزیہ کا تیسرا گروہ	۱۹	اللہ تعالیٰ کو جان لینا کیسے ہے	۳۳
اہل تنزیہ کا چوتھا گروہ	״	باب سوم	۳۶
اہل تنزیہ کا پانچواں گروہ	״	کون کیسے فائدہ اٹھا سکتا ہے	۳۷
یہ مکاشفہ کا علم ہے۔	۲۱	حادث و قدیم کے درمیان کوئی نسبت نہیں	۳۷

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
الحمد للہ آٹھویں جز تمام ہوئی	۳۹
الفاظ کی اصطلاحیں	۴۰
حق تعالیٰ کا ادراک نہیں ہو سکتا	۴۱
مفعولات کا تعارف	۴۲
حواس خمسہ کا ادراک	۴۳
قوتِ مفکرہ قوت عقلیہ	۴۶
قوتِ ذاکرہ	۴۷
اللہ تعالیٰ کی انگلیاں	۵۰
قبضہ اور یمین	۵۵
دایاں ہاتھ بایاں ہاتھ	۵۷
خدا کا تعجب اور ہنسی	۵۸
اللہ تعالیٰ کی بشاشت	۵۹
خدا تعالیٰ کی طرف نسبت نسیان	۶۰
نفس باری تعالیٰ	۶۱
خدائی صورت	۶۲
خدا کا بازو	۶۳
خدا کے قدم	۶۴
استواء الٰہی	۶۴
ان تشبیہوں سے کیا مراد ہے	۶۵
باب چہارم	۶۷

مضامین	صفحہ
دوستوں کی خواہش	۶۷
مکانوں کی تاثیریں	۶۸
بیت اللہ شریف کی طرف آؤ	۷۱
ہم ابتداءِ عالم کو کیسے جانتے ہیں	۷۱
ہر حقیقت کا ایک اسم ہے	۷۳
اُمہات اسماء کو دیکھیں	۷۴
اسماء سبعہ	۷۴
امہات اسماء کی مزید تشریح	۷۵
ایجادِ عالم کا سبب اسماء ہیں	۷۵
حقیقتِ اسماء	۷۸
باب پنجم	
بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ کے اسرار کی معرفت کا مختصر بیان	۸۱
ابتداءِ عالم کیسے ہوئی	۸۲
بسم اللہ کی باء اور باء کا نقطہ	۸۳
بسم اللہ کا الف	۸۵
سین کا ساکن ہونا	۸۸
لفظ اللہ کی تشریح	۹۱
وہ ہے تو آپ نہیں	۹۲

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
اہلِ حال کا حال	۹۲
تیمتیم	۹۷
ہمزہ کے اسرار	۹۸
اپنی پہچان سے خدا کو پہچاننا	۹۹
اللہ کی ل اور ہ	۱۰۰
زبان دِل کی ترجمان ہے	۱۰۲
بسم اللہ میں الرحمٰن	۱۰۳
حروفِ علت	۱۰۵
کیا اسم رحمٰن اللہ کا بدل ہے	۱۰۷
رحمٰن آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۱۱۰
سوال وجواب	۱۱۱
رحمٰن اسم ہے ذات کے لیئے	۱۱۲
اللہ اور رحمان	۱۱۴
بسم اللہ میں رحیم کیوں	۱۱۶
اسماء کی معرفت	۱۱۷
چار لفظ چار معنے	۱۱۸
بسم اللہ کا میم	۱۱۸
ہزار سال ہزار مہینے	۱۱۹
اللہ اور رحمان کے الف	۱۲۰
بسم اللہ کی باء	۱۲۰

مضامین	صفحہ
بسم ورحمان کا ایک ایک لفظ	۱۲۳
اور رحیم کے دو نقطے	"
ابوبکرؓ کی صداقت یقینی تھی	۱۲۴
رحیم کے دونوں نقطے	۱۲۶
حضورِ رسالت مآب کا غیب	۱۲۷
طریق خاص سے اُم القرآن کے اسرار	۱۲۸
فاتحہ اُم القرآن ہے	۱۲۹
سبع مثانی اور قرآن عظیم	۱۳۰
میں نے الحمد للہ کی تفسیر کی	۱۳۲
الحمد اور لام	۱۳۳
اُسکی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی۔	۱۳۴
لام کا مقام	۱۳۶
رب العالمین اور الرحمن الرحیم کی تشریح	۱۳۷
کلمہ روح کلی	۱۳۸
روح سے خدا کا انتخاب	۱۳۹
نفس کی پیدائش	۱۴۰
الرحمٰن الرحیم	۱۴۲

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
مالک یوم الدین	۱۴۳
ایاک نعبد وایاک نستعین	۱۴۶
اہدنا الصراط المستقیم	۱۴۸
فصول تانیس اور فوائد تاسیس	۱۵۰
تفصیل اس جمال کی	۱۵۱
روحوں سے سوال جواب	۱۵۵
اختلاف ارواح	۱۵۶
مزید آیات کی تفسیر	۱۵۷
مدعیوں کا دعویٰ	۱۵۹
ایمان کی قسمیں	۱۶۰
چھٹا باب	۱۶۳
حقیقت محمدیہ اور مخلوق کی پیدائش	۱۶۴
ترجمہ اشعار کا	۱۶۶
معلوم اوّل	۱۶۷
دوسرا معلوم	۱۶۸
تیسرا معلوم	۱۷۰
چوتھا معلوم انسان ہے	۱۷۰
خدا تھا اور کچھ نہ تھا	۱۷۱
اُس کا علم قدیم ہے	۱۷۳
مکاشفین کی نظر میں عالم زندہ ہے	۱۷۴

مضامین	صفحہ
عالم اصغر و اکبر کی معرفت	۱۷۶
عالم استحالہ	۱۷۸
زمین کے طبقات	۱۷۸
عالم تعمیر	۱۷۹
عالم نسب	
باب ہفتم	۱۸۱
اجسام انسانیہ کی پیدائش کی خدمت	۱۸۱
اور یہ دوسری جنس عالم کبیر سے	"
موجود ہے اور آخری صنف مولدات	"
سے ہے۔	"
دنیا کے ماہ وسال	۱۸۲
کس کو کیسے پیدا فرمایا	۱۸۳
فرشتوں کے مرتبے	۱۸۴
انسان کا اعزاز	۱۸۵
آسمانی برجوں کا تعارف	۱۸۶
یہ خلیتیں	۱۸۷
دورۂ افلاک	۱۸۸
دارِ دنیا کی تخلیق	۱۸۹
دار آخرت کی تخلیق	۱۸۹
جنت کی چھت	۱۹۰

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے	۱۹۰	اور بھی زمینیں ہیں	۲۱۰
خدا نے چراغاں کیا	۱۹۱	وہاں بھی زندگی ہے	۲۱۱
آسمانوں اور زمینوں کی اطاعت کا	۱۹۱	وہاں داخلہ کیسے ہوتا ہے	۲۱۱
فرق		دوسرے کا وجود اپنانا	۲۱۳
کس کو کس سے پیدا کیا	۱۹۲	کستوری کا خطہ	۲۱۴
جب ملک بن گیا بادشاہ بنا دیا	۱۹۲	سونے کی زمین	۲۱۴
اولاد آدم میں شقی بھی اور سعید بھی	۱۹۳	چاندی کا خطہ	۲۱۵
آدم کے لیئے پیدا فرمایا	۱۹۴	کافوری خطہ	۲۱۶
قوتوں کی تخلیق	۱۹۵	اُس زمین کے عجائب و غرائب	۲۱۶
ہر اسم الٰہی سے انسان کا حصہ ہے	۱۹۶	وہاں کے دریا	۲۱۷
اجسام انسانی کی ترتیب	۱۹۶	مزید عجائبات	۲۱۸
مرد عورت کی محبت کی وجہ	۱۹۸	وہاں زلزلے کیوں آتے ہیں	۲۱۹
ترکیب جسم انسانی	۱۹۹	وہاں کعبہ بھی ہے	۲۲۰
عقل کیسے پیدا ہوئی	۲۰۲	مٹی کا سمندر پتھروں کی کشتی	۲۲۱
انسان خیمہ افلاک کا ستون ہے	۲۰۲	وہاں کے شہر	۲۲۲
انسان مقصود خداوندی ہے	۲۰۳	وہاں کے بادشاہ	۲۲۳
اہل اللہ عجز سے معرفت حاصل کرتے ہیں	۲۰۵	ایک اور بادشاہ	۲۲۴
باب ہشتم۔	۲۰۸	غیرت مند بادشاہ	۲۲۵
محضوص زمین	۲۰۹	وہاں اٹھارہ بادشاہ ہیں	″
ایک روایت	۲۰۹	کھانا بادشاہ کھلاتے ہیں	″

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
ہر کام پر ایک شخص ہوتا	۲۲۶
خدا قادر ہے	۲۲۷
ایک دقیق مثال	۲۲۸
باب نہم	۲۲۹
وجود ارواح ناریجیہ ناریہ کی معرفت	۲۳۰
کا بیان	
شعلہ مارنے والی آگ	۲۳۰
انسان کی تخلیق مختلف ہے	۲۳۱
اربعہ عناصر کی تشریح	۲۳۲
جنّات کیوں متکبر ہیں	۲۳۳
انسان کیوں متواضع ہے	۲۳۴
جنّات کا انکسار کیوں ہے	۲۳۴
جنّوں کی اولاد کیسے پیدا ہوتی ہے	۲۳۵
جنّ انسان سے کتنا عرصہ پہلے پیدا ہوا	۲۳۶
جنّات کیسے پیدا ہوتے ہیں	۲۳۷
جنّوں کا ملاپ	۲۳۸
روحانیوں کو قید کرنے کا طریقہ	۲۳۹
جنّوں اور فرشتوں کا فرق	۲۴۱
جنّوں کی پہلی تخلیق کیسے ہوئی	״
جنّ سے شیطان	۲۴۲

مضامین	صفحہ
انسان سب سے طاقتور ہے	۲۴۳
انسان میں عقل کیوں زیادہ ہے	۲۴۵
جنّات کی عقل کیوں کم ہے	۲۴۵
جنّوں سے پہلا شیطان	۲۴۵
کیا شیطان مسلمان ہو سکتا ہے	۲۴۶
کیا شیطان پہلا جن ہے	۲۴۷
کیا جنّوں کو آگ کا عذاب ہوگا	۲۴۷
جہنم ٹھنڈا بھی ہے اور گرم بھی	۲۴۸
باب دہم	۲۴۹
حضور رسالت مآب کی سرداری	۲۵۰
تمام انبیاء آپ کے نائب ہیں	۲۵۱
حضور رسالت مآب انبیا کے	۲۵۲
بادشاہ	
شریعت مصطفےٰ ناسخ ہے	۲۵۳
آپ کی شریعت کا حکم نافذ رہیگا	۲۵۴
ہم فضیلت نہیں دیتے خدا دیتا	
ہے۔	۲۵۴
طریق اور ہے پیروی اور ہے	۲۵۵
یہ روایات بھی ایسے ہی ہیں	۲۵۷
اجسام انسانی میں پہلا باب	۲۵۹

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
حضرت آدم اور مریم باپ ہیں	۲۵۹
عالم ہیں خلد ہیں	۲۶۰
انسان نسخۂ عالم ہے	۲۶۱
کن کا درمیانی رابطہ	۲۶۲
اگر تجھے پیدا نہ کرتا	۲۶۳
اجناسِ عالم کیا ہیں	۲۶۳
اوّل تو آخر بھی تو	۲۶۴
اولین و آخرین کے عالم	۲۶۴
تلوار اور رحمت	۲۶۵
آپ کے سائے نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے	۲۶۵
سائے کیوں گھٹتے بڑھتے ہیں	۲۶۶
بادشاہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے	۲۶۶
اہل فترت کا حال۔	۲۶۷
یہ طبقہ مومنوں کا ہے	۲۶۸
یہ لوگ بھی ایمان والے ہیں	۲۶۹
پہلی کتابوں میں آپ کا ذکر پڑھنے والے	۲۶۹
دوسرے اجر والے	۲۷۰
بدبخت اہل فترت	۲۷۰
یہ بھی بدبخت ہیں	۲۷۰
گیارہواں باب	۲۷۲

مضامین	صفحہ
ہمارے بلند باپوں اور سفلی ماؤں	
کی معرفت علوی باپ سفلی مائیں	۲۷۳
چار عورتوں سے نکاح کیوں	۲۷۴
اصل کیا ہے	۲۷۵
ارکان کی منافرت	۲۷۵
نفرت کیسے دور کی	۲۷۶
باپ باپوں میں ماں ماؤں میں	۲۷۷
یہ ایک امرِ عظیم ہے	۲۷۷
قلم اعلیٰ پہلے پیدا ہوئی ہے	۲۷۸
سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا	۲۷۹
دو صفات ہیں	۲۷۹
صورتوں کی قسمیں	۲۸۰
مہندس کا نجار کو سمجھنا	۲۸۰
کس وجہ سے باپ ہے	۲۸۱
پہلی ماں جڑواں ہے	۲۸۲
نزول توالد	۲۸۲
مرکز کون	۲۸۳
دنوں کی پیدائش	۲۸۳
دنوں کی مدت	۲۸۴
دن اور رات کا نام یوم ہے	۲۸۵

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
دن اور رات کی مناکحت	۲۸۶
دونوں ماں بھی ہیں اور باپ بھی	۲۸۷
چاند اور سورج کی گردش	۲۸۷
رازوں بھری آیت	۲۸۹
جنتی مردوں کی خصوصیت	۲۹۱
نورانی شعاؤں کی اولاد	۲۹۲
میرا اور اپنے والدین کا شکر کرو	۲۹۲
ترجمانی ہوجائے گی۔	۲۹۴
سلام کا جواب آتا ہے	۲۹۵
جن کو سلام نہ پہنچے	۲۹۵
جب خدا واجب کر کے سلام کہتے	۲۹۶
لفظ صلوٰۃ سلام نہیں	۲۹۶
دو باپ دو مائیں	۲۹۷
کون کس کے ماں باپ ہیں	۲۹۷
ان ارکان کی اولاد	۲۹۸
ماں باپ کیسے	۲۹۸
فاعل اور منفعل کی حیثیت	۲۹۹
حضور رسالت مآب سے زیادہ جانتے ہیں	۲۹۹
بارہواں باب	۳۰۱
آپ موجود تھے	۳۰۲

مضامین	صفحہ
آپ نبی بھی ہو چکے تھے	۳۰۲
شریعتوں کی منسوخی	۳۰۲
آپ باطن سے ظاہر کی طرف لوٹ آئے	۳۰۲
انبیاء سے اور مہینوں سے چار چار محرم	۳۰۴
آپ کا ظہور میزان اور عدل میں ہوا	
امتِ مصطفی کے علوم	۳۰۵
اسم رحیم شفاعت کرے گا	۳۰۶
اگر علم ایمان کے ساتھ ہو	۳۰۷
وسیع تر فلک حضور کا ہے	۳۰۸
پہلے آسمان میں آپ کی خصوصیت	۳۰۸
دوسرے آسمان میں خصوصیت	۳۰۸
تیسرے آسمان میں آپ کی خصوصیت	۳۱۰
چوتھے آسمان میں آپ کی خصوصیت	۳۱۱
پانچویں آسمان میں آپ کی خصوصیت	
اللہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے	۳۱۳
مہر میں قرآن سکھانا	۳۱۴
حضور کے خصوصی اعزازات	۳۱۴
زمان اور میزان	۳۱۶

www.maktabah.org

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
…انے کا دوسرا دورہ میزان	۳۱۶	جماوات ارواح ہیں	۳۲۰
…ام برجوں کو ظاہر کرنے والا میزان ہے	۳۱۸	پتھروں کی آواز	۳۲۱
…رہ برجوں کے نام فرشتوں کے نام		حیوانوں کا ادراک	۳۲۲
…رہیں	۳۱۸	علومِ مصطفےٰ	۳۲۲
…صاحبِ خلقِ عظیم	۳۱۸	الفتوحات المکیہ عربی	۳۲۵ تا
اقسام اخلاق	۳۱۹		۳۸۷

چشتی کُتب خانہ

کی تمام مطبوعات ملنے کا پتہ

علی برادران

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

قرآنِ پاک (سادہ و مترجم)

تفسیر، حدیث، فقہ

تصوّف

اعتقادیات

سیرت، سوانح

اور ہر قسم کی تاریخی کتب کا مرکز

www.maktabah.org

ہماری دیگر مطبوعات

ابرار خطابت	الغیب
فتوحاتِ مکیہ	شجرۃ الکون
دلیلُ العارفین	سرورِ عالم
معجزاتِ رسولؐ	شان غوث اعظم
معالی الہمم	خلفائے راشدین
فیضان خطابت	گلستان خطابت
میلادُ النبیؐ	معراج النبیؐ
چھنبے دی بوٹی	سوانح حیات سلطان باہوؒ

علی برادران تاجران کتب جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

قطبِ ولائت۔ شہنشاہ مملکتِ تصوّف

سیدنا شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ

کی بے مثال

تصنیفِ لطیف

شجرۃ الکون

مترجم

ہدیہ روپے

ابو الحقائق صوفی محمد صدیق بیگ قادری صاحب

علی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

نائب غریب نواز مرشد فریدؒ قطب الاقطاب قطب الواصلین
سیدنا و مرشدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی
رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف

دلیل العارفین

ہدیہ ۸ روپے

اردو ترجمہ جناب پروفیسر اختر چیمہ صاحب

معالی الہمم

یعنی ——— ہمتوں کی بلندیاں

تصنیفِ لطیف
رہبر شریعت و طریقت۔ رموزِ دقیقِ حقیقت و معرفت عارف باللہ
جناب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی

رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف

دلیل العارفین

اردو ترجمہ جناب پروفیسر احمد سعید صاحب

www.maktabah.org

www.maktabah.org

Futuhat -ul- Makkiyyat

By

MUHYIUDDIN IBN-UL-ARABI

(II65-1240)

Translated By

ALLAMA SAIM CHISHTEE

ALI BROTHERS

Book Sailors Jhang Bazar, Faisalabad

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah
www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

تصنیفِ لطیف

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ العربی

جلد سوم

فتوحاتِ مکیہ

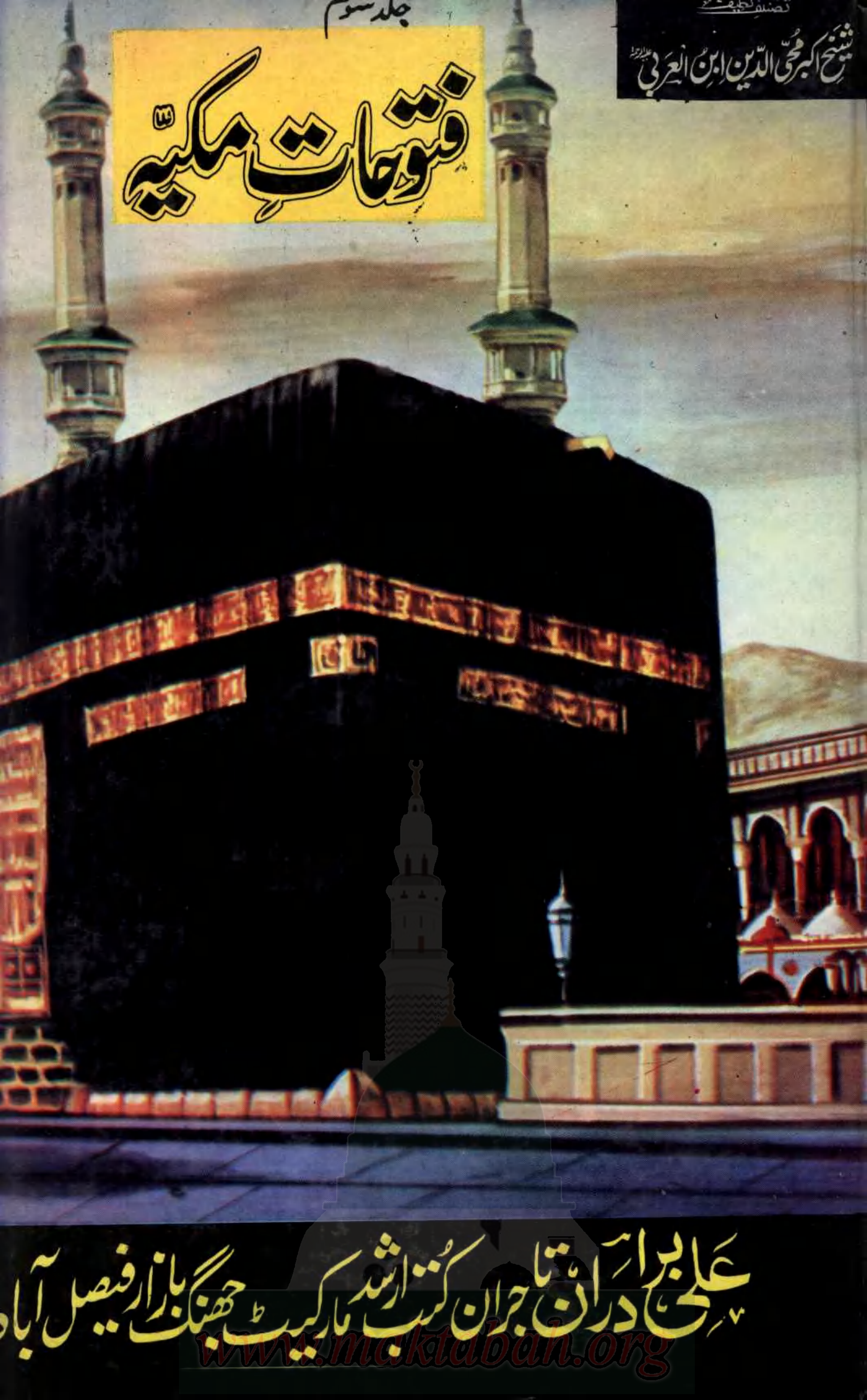

علی برادران تاجران کتب ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

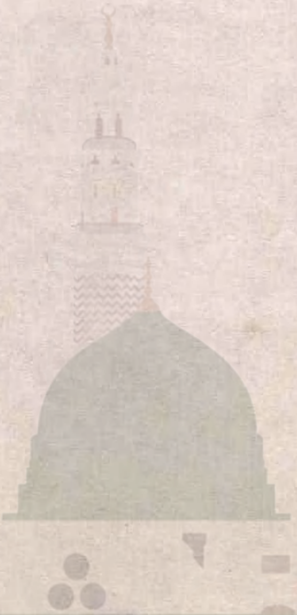

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

۱

۷۸۶
۹۲

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

جلد سوم

فتوحاتِ مکیہ

تصنیف لطیف، حضرت امام الموحدین آیت المکاشفین سیدنا شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی طائی اندلسی المعروف بہ ابنِ عربی قدس اللہ سرہ

ترجمہ

حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آباد،

ناشران

علی برادران تاجرانِ کتب

نزد جامعہ رضویہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب	فتوحات مکیّہ جلد سوم
مصنّف	شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی
مترجم	علّامہ صائم چشتی
تاریخ اشاعت	۱۰ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ
تعداد	ایک ہزار
طابع	علی اکبر
مطبع	
کاتب	علم دین ۔ شبیر حسین
صفحات	بلامتن ۳۰۴
صفحات	مع متن ۳۶۸
ہدیہ	۱۲۰ روپے

ناشر

علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

www.maktabah.org

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
		پہلے پیدا ہونے والے فرشتے	۲۱
		صبح کی روشنی جیسے فرشتے	۲۳
		کُرسی کو عرش میں پیدا کیا	۲۳
		تیسرا مسئلہ	۲۴
		اہل سعادت اور اہل شقاوت	۲۵
تیرھواں باب		چوتھا مسئلہ	۲۶
حاملانِ عرش کی معرفت کا بیان	۱۷		
		چودھواں باب	۲۸
حاملانِ عرش کی تعداد	۱۸		
عرش مرتبوں کا نام ہے	۱۹	وحی کے دو حال	۲۹
مراتب کی صورتیں	۱۹	خاتم ولایت خاتم رسالت کی امت	
چار مسائل	۲۰	میں ہوگا	۲۹
پہلا مسئلہ صورت	۲۰	مظہر محمدی کیلئے خطاب	۳۰
خدا کہاں تھا؟	۲۱	حدیث کی صحت کا معیار	۳۱

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اولیاء کرام کا علم	۳۲	پیر کے دن کا علمی امر	۵۴
بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے	۳۳	بدھ کا علمی امر	۵۴
اسرارِ علوم کے محافظ	۳۵	جمعرات کا علمی امر	۵۵
پہلی اُمتوں کے اقطاب	۳۶	جمعہ کا علمی امر	۵۵
مدادی الکلوم		ہفتہ کا علمی امر	۵۶
		نقطہ کا قریبی کُرّہ زمین ہے	۵۸
پندرھواں باب	۳۹	آدم کا ساتواں مرتبہ ہے	۵۹
صاحبِ راز قطب و امام	۴۰	وہ اپنے ہیکل میں تھا	۶۰
سونے کی تلاش کیوں	۴۱	اُس کا جانشین کون تھا	۶۰
کیمیا کا مقصد	۴۲	جانشین کا جانشین	۶۱
بیماری کیوں ہوتی ہے	۴۳	کیا وہ حضرت لقمان تھے	۶۲
وہ مردوں کو زندہ کرتا تھا	۴۴	انسان مجموعہ عالم ہے	۶۲
صاحبِ مقام شاگرد	۴۵		
قاضی قرطبہ سے ملاقات	۴۷	**سولھواں باب**	۶۴
ابدال سات ہیں	۴۹	شیطان کدھر سے حملہ کرتا ہے	۶۵
مُحیط کا تقرب	۵۰	علومِ نور	۶۶
آخرت کی خواہشات جائز ہیں	۵۰	علوم کشف اور شیطان کا پیچھے سے	
فلک کا دورہ خلا کو پُر کرتا ہے	۵۱	حملہ کرنا	۶۶
ابدال کے علوم و اقالیم	۵۲	اگر شیطان کا حملہ دائیں طرف سے ہو	۶۸

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اگر شیطان بائیں طرف سے آئے	۷۱	اٹھارہواں باب	۹۷
سوفسطائیہ کی تلبیس	۷۲	تہجد گذار کون ہے اور اُس کا اسم	۹۸
قوتِ جاذبہ اور بیماری کا آنا	۷۳	تہجد گذار کی نیند اور نماز کا ثمر	۱۰۰
قویٰ کا محل	۷۴	تہجد گذاروں کا صلہ	۱۰۱
چکھنے والا	۷۵	تہجد گذار کے لیے علوم	۱۰۳
علم کون اور علم مرتبہ	۷۶	تہجد گذار محسود ہوتا ہے	۱۰۴
رویت باری تعالےٰ	۷۶	اُنیسواں باب	۱۰۶
اوتاد و ابدال	۷۷	علم کا زیادہ ہونا	۱۰۷
اوتاد و ابدال کے مقامات	۷۸	اسمِ ظاہر کی تجلی	۱۰۸
اوتاد کے علوم	۷۹	اسمِ باطن سے تجلی نہیں ہوتی	۱۰۹
اوتاد کے علوم کا تعین	۸۰	اگر عالم شریعت ہے	۱۰۹
سترھواں باب	۸۳	صاحبانِ کشف	۱۱۰
اُس کی ہر روز نئی شان ہے	۸۵	علمِ حال کا حجاب	۱۱۰
علومِ کونیہ	۸۶	علم کی کمی کا باعث کیا ہے	۱۱۱
علوم الٰہیہ کے انتقالات	۸۷	علوم کی تجلی کی کمی بیشی	۱۱۲
درست عقلی دلیل	۸۸	بارگاہ سے نکلنے کے بعد	۱۱۲
خدا کے ساتھ علم کی اقسام	۸۹	معراج انسانی کے مدارج	۱۱۳
اسماء وصفات الٰہی اشیاء نہیں	۹۵	عَید عَید ہے رَبّ رَبّ ہے	۱۱۴

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
خدا کے سوا ہر موجود مرکب ہے	١١٤
بیسواں باب	١١٦
علم عیسوی پھونک ہے	١١٧
خُدا کو خُدا سے دیکھتے تھے	١١٩
خدا ہی اپنی حمد بیان کرتا ہے	١٢٠
کلمات حروف سے بنتے ہیں	١٢١
حضرت عیسیٰ رُوح ہیں	١٢١
حروف کی لمبائی چوڑائی	١٢٢
نو کے ہندسے کا ظہور گُن سے ہے	١٢٣
اہلِ جہنّم کے عذاب کا دورانیہ	١٢٤
اہلِ جہنّم پر رحمت	١٢٥
یہ مدت ہمیشہ رہے گی	١٢٧
اکیسواں باب	١٢٩
یہ ایسے ہی ہوگا	١٣٠
اشیاء یا مفرد ہیں یا مذکر	١٣١
پیدائش عالم سبب سے ہے	١٣٣
حرمت کے اور سبب بھی ہیں	١٣٣
فردیت کے علاوہ نتیجہ نہیں	١٣٤
اصل فاعل خدا ہے	١٣٤
اہلِ حق کا مذہب	١٣٥
وجودِ کائنات فردیت سے ہے	
احدیت سے نہیں	١٣٦
بائیسواں باب	١٣٨
علوم الٰہیہ کے علاوہ علوم ترکیبی ہیں	١٣٨
مراتب امہات کی تعداد	١٣٩
منزلوں کے القاب اور اُن کے	
اقطاب کی صفات	١٤٠
اُن کے احوال کا ذکر	١٤٢
اُن کی صفات کے احوال	١٤٣
امہاتِ منازل کا بیان	١٤٣
غلام اِس تعریف کا مستحق نہیں	١٤٤
خدا ہی رزق دے سکتا ہے	١٤٦
منزلوں کا حال	١٤٧
کشادہ زمین کی دلچسپ اور	
انوکھی منزل	١٤٧

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
رمز و لغز کے معنے	۱۴۸	منزلِ وعید	۱۷۳
جو ارادہ ہوگا وہی ملے گا	۱۴۹	منزلِ امر	۱۷۴
منزلِ دعا	۱۵۰	منزلوں کی خاص صفات	۱۷۵
منزلِ افعال	۱۵۱	اٹھارہ علم اجسام	۱۷۷
افعال دو قسم کے ہیں	۱۵۲	اُنتیس منزلوں کے فطائر	۱۷۸
منزلِ ابتداء	۱۵۳	امام مبین نے گھیرا ہوا ہے	۱۷۸
منزلِ تنزیہہ	۱۵۵	اللہ تعالےٰ کے لشکر	۱۷۹
منزلِ تقریب	۱۵۶	**تیئسواں باب**	۱۸۳
منزلِ توقع	۱۵۸		
منزلِ برکات	۱۵۹	وہ مجوس محفوظ ہیں	۱۸۵
منزلِ اقسام و ایلاء	۱۶۰	خرق عادات سے مشہور نہیں ہوتے	۱۸۵
عالمِ انیت	۱۶۲	یہ سیاہ رُو ہوتے ہیں	۱۸۶
منزلِ دھور	۱۶۳	حضرت ابوبکر کا رونا	۱۸۸
منزلِ لام الف	۱۶۴	ولی اپنا اختیار خدا کے سپرد کر دیتا ہے	۱۸۸
لام اور الف کا ملاپ کیسے ہے؟	۱۶۶	یہ لوگوں میں رہتے ہیں مگر؟	۱۸۹
منزلِ تقریر	۱۶۸	وہ اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں	۱۹۰
منزلِ مشاہدہ	۱۶۹	تتمہِ شریفہ	
منزلِ الفت	۱۷۰	**چوبیسواں باب**	۱۹۳
منزلِ استخبار	۱۷۲	جواب دو جواب	۱۹۴

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
خدا کا حکم بندے کی دعا	۱۹۶		
اسم نسبت سے قائم ہوتا ہے	۱۹۷	پچیسواں باب	۲۱۱
اللہ تعالٰے بادشاہ ہے	۱۹۸	حیاتِ خضر علیہ السلام	۲۱۲
معیتِ الٰہی کیسے ہے ؟	۱۹۸	خضر علیہ السلام سے پہلی ملاقات	۲۱۲
خدا کہاں ہے ؟	۲۰۰	حضرت خضر علیہ السلام سے دوسری ملاقات	۲۱۳
اِس مقام کے اقطاب	۲۰۱	تصدیق اِس ملاقات کی	۲۱۴
دو شریعتوں کا اشتراک	۲۰۲	تیسری ملاقات ہوائیں	۲۱۵
بیک وقت دو شریعتوں والے	۲۰۳	حضرت خضر کا خرقہ	۲۱۷
خدا اجتماعِ ضدین پر قادر ہے	۲۰۴	حضرت خضر کا دوسرا خرقہ	۲۱۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کیا		خرقہ کیوں پہناتے ہیں ؟	۲۱۸
ہو گی	۲۰۵	مردانِ خدا کی تقسیم	۲۲۰
حضرت عیسیٰ حضور کے صحابی ہونگے	۲۰۶	رجالِ ظاہر کا تصرف	۲۲۱
دو حشر ہوں گے	۲۰۷	رجالِ باطن کا تصرف	۲۲۲
مخصوص ختم کا مقام	۲۰۸	رجالِ حد کا تعارف	۲۲۳
انفاس کا تعشق	۲۰۸	رجالِ مطلع کا تعارف	۲۲۴
یمن سے رحمان کی ہوا	۲۰۹	منزلوں کا راز	۲۲۵
انفاس کی تعداد	۲۰۹	ایک ہی حفاظت کرتا ہے	۲۲۶
صاحبِ منزل	۲۱۰	چھبیسواں باب	۲۲۸
		اللہ تعالٰے کی مثالیں	۲۲۹

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
یہ علم بڑے لوگوں کا ہے	۲۳۱
ازل کیا ہے ؟	۲۳۱
ممکن معدوم ہو یا موجود ممکن ہے	۲۳۲
اولیت و آخر کا مفہوم	۲۳۳
حال کا راز	۲۳۴
حروف و اسماء کی تاثیر	۲۳۵
حروف کی تاثیر کب ظاہر ہوتی ہے	۲۳۶
یہ علم اولیاء اللہ کا ہے	۲۳۷
ظہور کائنات حرفوں سے ہے	۲۳۷
گرم سرد اور خشک و تر حروف	۲۳۸
حروف تحریر زائل ہو سکتے ہیں	۲۳۹
حروف لفظی زائل نہیں ہوتے	۲۴۰
سزا متکلم کو ہے کلمات کو نہیں	۲۴۰
حروف لفظیہ زندہ رہتے ہیں	۲۴۱
حروف کی خاصیت کا ظہور	۲۴۱
قرآن مجید کی آیت کے اثرات	۲۴۲
ستائیسواں باب	۲۴۴
عشق اول در دل معشوق کی مثال	۲۴۵

عنوان	صفحہ
خدا مدد کرتا ہے مدد مانگتا نہیں	۲۴۶
خدا بندے سے بڑھ کر قریب ہوتا ہے	۲۴۶
یہ معارف اکتسابی ہیں	۲۴۷
نماز میں منزلیں ہیں	۲۴۸
حضرت موسیٰ کا نعلین اتارنا	۲۴۹
نماز کی تقسیم	۲۴۹
نماز میں منزلیں طے کرنا	۲۵۰
نماز میں نعلین کیوں نہیں پہنتے ؟	۲۵۱
نعلین کیا ہے ؟	۲۵۲
حضرت موسیٰ نے نعلین کیوں اتارے ؟	۲۵۲
نماز نور ہے	۲۵۳
تیل چراغ کا مددگار ہے	۲۵۳
اس کے قطبوں کے راز	۲۵۴
اٹھائیسواں باب	۲۵۵
اللہ تعالیٰ سے کیسے سوال کریں ؟	۲۵۶
خدا امر کب نہیں	۲۵۶

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کیفیت کے ساتھ سوال	۲۵۷	حضرت سلمان فارسی کا اعزاز	۲۷۱
لفظ لم کے ساتھ سوال کرنا	۲۵۸	اہلبیت کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں"	۲۷۱
جن علماء نے جائز کہا	۲۵۹	اہلبیت بخشے ہوئے اٹھائے جائیں گے	۲۷۲
کیفیت میں اجازت دینے والے	۲۶۰	اگر اہلبیت پر حد قائم ہو	۲۷۲
لم کے ساتھ اجازت سوال دینے والے	۲۶۰	مومن کیا کرے؟	۲۷۳
غیر شرع لوگوں کا باعث کرنا	۲۶۱	حضرت سلمان فارسی بھی پاک ہیں	۲۷۳
خدا تعالےٰ سے مشابہت نہیں ہوسکتی	۲۶۱	جو خدا سے منسوب ہو جائے	۲۷۴
شرعی حکم سے اطلاق کیسے ہوگا؟	۲۶۲	اہل بیت کی برائی کسی حال میں نہ کرو	۲۷۶
خدا کی طرف لوٹا دو	۲۶۳	اہل بیت کا ظلم ظلم نہیں تقدیر الٰہی ہے	۲۷۶
آیات مشابہات آزمائش ہیں	۲۶۳	اسی میں خیر ہے	۲۷۷
الم ترکیف میں کیفیت	۲۶۴	موت کا تقاضا یہ ہے	۲۷۹
معلوم یہ ہوا	۲۶۵	اہل بیت کی محبت پر خدا کا شکر ادا کریں	۲۸۰
آنکھ سے نہیں فکر سے دیکھیں وہ مشابہہ ہیں"	۲۶۵	اگر اہل بیت کی محبت نہیں تو	۲۸۱
اُنتیسواں باب	۲۶۷	کیا تم پر اہل بیت کا کوئی حق نہیں	۲۸۱
مخلوق سے کنارہ کشی	۲۶۸	اگر تم جان لیتے	۲۸۲
جب میں نے دنیا سے انقطاع کیا	۲۶۹	اہلبیت سے محبت کرنے والے غرض کے بندے ہیں	۲۸۳
اہل بیت کو پاک کر دیا گیا ہے	۲۷۰		

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قطبیوں کا علم علماء سے فزوں تر ہے	۲۸۳	انصاف کی نظر سے دیکھیں	۲۹۲
ممکن ہے دوسری نفس ہو	۲۸۴	علم اسرار کا دروازہ بند نہیں	۲۹۴
یہ بھی اُن کا راز ہے	۲۸۵	فاروق اعظم اس مقام کے قطب ہیں	۲۹۵
		ایک بڑی مصیبت	۲۹۶
تیسواں باب	۲۸۶	صفاتِ خداوندی کا بیان عقیدہ	
رکبان کون ہیں ؟	۲۸۷	تشبیہ نہیں	۲۹۷
افراد کون ہیں ؟	۲۸۸	اگر عالم ہے تو حاسد ہے	۲۹۹
انسانوں کے افراد	۲۸۸	جس کے آگے صرف نبی کا قدم ہے	۲۹۹
ذوقِ موسیٰ و خضر	۲۸۹	یہ علوم اولیاء کے ہیں	۳۰۰
یہ علم بھی دیکھیں	۲۹۰	جو اولیاء تصرف نہیں کرتے	۳۰۰
حضرت ابوہریرہ کا علم چھپانا	۲۹۰	حضرت غوث اعظم مامور فی التصرف ہے	۳۰۱
حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول	۲۹۱	وہ مقام عبودیت کا تحقق چاہتے ہیں	۳۰۱
حضرت امام زین العابدین کا قول	۲۹۲		

www.maktabah.org

فہرست الابواب

جلد سوم

باب		صفحہ		
تیرھواں باب	ــــــ	١٧	تا	٢٧
چودھواں باب	ــــــ	٢٨	تا	٣٨
پندرھواں باب	ــــــ	٣٩	تا	۴٣
سولہواں باب	ــــــ	۴۴	تا	٨٢
ستراھواں باب	ــــــ	٨٣	تا	٩٦
اٹھارہواں باب	ــــــ	٩٧	تا	١٠۵
انیسواں باب	ــــــ	١٠٦	تا	١١۵
بیسواں باب	ــــــ	١١٦	تا	١٢٨
اکیسواں باب	ــــــ	١٢٩	تا	١٣٧
بائیسواں باب	ــــــ	١٣٨	تا	١٨٢
تیسواں باب	ــــــ	١٨٣	تا	١٩٢
چوبیسواں باب	ــــــ	١٩٣	تا	٢١٠
پچیسواں باب	ــــــ	٢١١	تا	٢٢٧
چھبیسواں باب	ــــــ	٢٢٦	تا	٢۴٣
ستائیسواں باب	ــــــ	٢۴۴	تا	٢۵۴
اٹھائیسواں باب	ــــــ	٢۵۴	تا	٢٦٦
اُنتیسواں باب	ــــــ	٢٦٧	تا	٢٨۵
تیسواں باب	ــــــ	٢٨٦	تا	٣٠٢

www.maktabah.org

اللہُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہ حیی وقیوم ہے

آل عمران آیت ۱

www.maktabah.org

اللّٰہُ

نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے

سُورۃ نُور آیت ۱۳۵

www.maktabah.org

وَكَانَ

اللّٰهُ

بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا

اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے

سُورۃ النساء آیت ۱۲۶

www.maktabah.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

تیرھواں باب

حاملانِ عرش کی معرفت کا بیان

العرش واللہ بالرحمن محمول ۔ وحاملوہ وھذا القول معقول
وأی حول لمخلوق ومقدرۃ ۔ لولا مجاء بہ عقل وتنزیل
جسم وروح وأقوات ومرتبۃ ۔ مالم غیر الذی رتبت تفصیلا
فذاھو العرش ان حققت سورتہ ۔ والمستوی باسمہ الرحمن مأمول
وھم ثمانیۃ واللہ یعلمھم ۔ والیوم أربعۃ مالفیہ تعلیل
محمد ثم رضوان ومالکھم ۔ وآدم وخلیل ثم جبریل
والحق بمیکال اسرافیل لیس ھنا ۔ سوی ثمانیۃ غر بھالیل

خُدا کی قسم! عرش اور حاملانِ عرش رحمن کے ساتھ محمول ہیں اور یہ معقول بات ہے۔ مخلوق کی کون سی قوت و مقدرت ہے۔ اگر وُہ نہ ہوتا تو اس کے ساتھ عقل اور قرآن نازل ہوتا۔ یہ حاملان جسم و رُوح اور اقوات و مرتبہ ہیں۔ اس کے بغیر اِس جگہ تفصیل مُرتّب نہیں ہوتی۔

اگر آپ اس کی شورت و منزلت کی تحقیق چاہتے ہیں تو یہی وہ عرش ہے اور اِس کے ساتھ اسمِ رحمٰن کا اِستوٰی ہے۔ اور وہ یعنی حاملانِ عرش آٹھ ہیں۔ اور اللہ اُنہیں جانتا ہے اور اِس وقت چار ہیں۔ اس میں تعلیل نہیں ہو سکتی۔

www.maktabah.org

یہ حاملان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر رضوان اور اُن کے مالک اور حضرت آدم و خلیل پھر جبریل علیہم السّلام ہیں۔

حضرت میکائیل کے ساتھ حضرت اسرافیل کا الحاق ہے۔ وہاں اِن آٹھ کے سِوا اور کسی کو یہ عزّت حاصل نہ ہوگی۔

حاملانِ عرش کی تعداد

اے مخلص دوست اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جاننا چاہیئے کہ عرش مطلقاً عربی زبان کا لفظ ہے اور اِس سے مُراد مُلک ہے۔ جب کسی بادشاہ کے مُلک میں خلل واقع ہوتا ہے تو قُل عرش الملک یعنی بادشاہ کا تخت متزلزل ہوگیا اور کبھی اس کا اطلاق سریر یعنی تخت کے معنوں میں ہوتا ہے۔ تو جب عرش مُلک سے عبارت ہوگا تو اُس کے اُٹھانے والے اُس کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اور جب عرش تخت ہوگا تو اُس کے اُٹھانے والوں سے مُراد اُس کے پائے ہوتے ہیں اور یا وہ لوگ ہوتے ہیں جو اُسے کندھوں پر اُٹھاتے ہیں اور عرش اُٹھانے والوں میں عدد داخل ہوتے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا میں اِن کی تعداد چار اور قیامت میں آٹھ مقرّر فرمائی ہے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ — الحاقہ آیت ۱۷

ترجمہ:۔ اُس دن آپ کے ربّ کا عرش آٹھ پر ہوگا۔

پھر فرمایا۔ وہ اِس روز دُنیا میں چار ہیں اور اُس روز یعنی آخرت میں

www.maktabah.org

آٹھ ہوں گے۔

عرش مرتبوں کا نام ہے

ابن مسترہ الجبلی جو کہ اہلِ طریق میں بہت بڑے عالم اور صاحبِ کشف وحال تھے نے ہم سے روایت بیان کی کہ عرش ملک پر محمول ہے اور وہ جسم و رُوح اور غذا اور مرتبہ میں محصُور ہے۔

پس حضرت آدم اور حضرت اسرافیل علیہما السّلام صُور پھونکنے کے لئے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السّلام اور حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارواح کے لئے ہیں۔

حضرت میکائیل اور حضرت ابراہیم خلیل علیہما السّلام ارزاق کے لئے ہیں۔
جناب مالک اور رضوان وعدہ و وعید کے لئے ہیں۔
اور ملک میں نہیں مگر جس کا ذکر ہو چکا ہے اور اغذیہ یہ حسّی اور معنوی رزق ہیں۔

مراتب کی صُورتیں

جس کا ذکر ہم نے اس باب میں کیا ہے وُہ ایک ہی طریقہ ہے اور اُس کا معنیٰ ملک ہے اس لئے کہ اس طریق میں اُس کے ساتھ ایک فائدے کا تعلق ہے اور اُسے اُٹھانے والے اُس کی تدبیر کے ساتھ قائمین سے عبارت ہوں گے۔
پس تدبّر صُورتِ عنصریہ یا صُورتِ نُوریہ ہے، صُورتِ عنصریہ کے واسطے ایک رُوح مُدبّر ہے اور ایک مُدبّرہ و مُسخّر اَروح صُورتِ نُوریہ کے لئے ہے۔
اور غذا صُورتِ عنصریہ کے لئے ہے اور اَرواح کی غذا علوم و معارف

www.maktabah.org

ہوتے ہیں۔

سعادت سے مرتبہ حسیہ جنّت میں داخل ہونے کے ساتھ ہے اور شقاوت سے مرتبہ حسیہ جہنّم میں داخل ہونے کے ساتھ ہے اور مرتبہ رُوحانی علمیہ ہے۔

چار مسائل

پس یہ باب چار مسائل پر مبنی ہے۔

پہلا مسئلہ صُورت، دُوسرا مسئلہ رُوح، تیسرا مسئلہ غذاء، اور چوتھا مسئلہ مرتبہ اور یہی غایت ہے۔

اِن میں سے ہر مسئلہ دو قسموں میں تقسیم ہوتا ہے تو یہ آٹھ ہو جائیں گے۔ اور یہی حاملانِ عرش ملک ہیں۔ یعنی جب آٹھ ظاہر ہوں گے تو ملک یعنی عرش قائم اور ظاہر ہو جائے گا اور اِس کا بادشاہ اُس پر اِستواء فرمائے گا۔

پہلا مسئلہ صُورت

اور یہ دو قسموں میں تقسیم ہے۔ پہلی قِسم صُورتِ جسمیہ عنصریہ جو کہ صُورتِ جسدِ خیالیہ کو متضمن ہے۔

دُوسری قِسم! صُورتِ جسمیہ نُورانیہ ہے۔ تو ہم نوری جسم سے اِبتداء کرتے ہُوئے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو جسم پیدا فرمایا وُہ ارواحِ ملائکہ کے اجسام ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال میں وارفتہ اور کھوئے ہُوئے ہیں۔

اِنہی میں سے عقلِ اوّل اور نفسِ کُل ہے اور اِنہی کی طرف نُورِ جلال سے پیدا کیے گئے اجسامِ نُورانیہ کی انتہاء ہے۔

www.maktabah.org

اِن ملائکہ سے واسطہ کے ساتھ پیدا ہونے والا اس کے علاوہ فرشتہ نہیں مگر نفس جو عقل سے نیچے ہے اور اِن کے بعد جو فرشتے پیدا ہوئے وہ تمام حکمِ طبیعت کے تحت داخل ہیں تو وہ اُن افلاک کی جنس سے ہیں جو اُن ہی سے پیدا ہوئے اور وہی اِن افلاک کے معمار ہیں۔

ایسے ہی ملائکۂ عناصر ہیں اور ملائکہ کی دُوسری صنف وہ فرشتے ہیں۔ جو بندوں کے اعمال و انفاس سے پیدا کئے گئے پس ہم انشاء اللہ تعالیٰ صنفاً صنفاً اِن کا ذکر اِس باب میں کریں گے۔

خُدا کہاں تھا؟

جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مخلوق پیدا فرمانے سے قبل قبلیتِ زمان نہ تھی۔ یہ عبارت ملانے کے لئے نسبت پر دلالت کرتی ہے جس کے ساتھ سُننے والے کے نفس میں مقصود حاصل ہو جائے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ پاک عَما میں تھی جس کے نیچے بھی ہَوا ہے اور اُوپر بھی ہَوا ہے اور وہ پہلا منظہرِ خُداوندی ہے جس میں اُس کا ظہور ہُوا۔ اِس میں ذاتی نُور ساری ہو گیا جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اِس ارشاد میں ظاہر ہے۔

اللہ نور السماوات والارض

یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

پہلے پیدا ہونے والے فرشتے

جب اِس عما میں نُور کی رنگینی آ گئی تو اِس میں اُن وارفتہ و عشاق ملائکہ

www.maktabah.org

کی صورتیں کھولی گئیں جو عالمِ اجسامِ طبعی کے اوپر ہیں۔ اُن سے پہلے نہ عرش تھا اور نہ کوئی مخلوق تھی، جب انہیں پیدا فرمایا گیا تو اُن کے لئے تجلّی فرمائی اور اُس تجلّی میں اُن کے لئے غیب بنایا گیا۔ چنانچہ یہ غیب اُن کے لئے ایک رُوح بن گیا۔ یعنی اِن صورتوں کے لئے اور اُن کے لئے اپنے اسمِ جمیل میں تجلّی فرمائی تو وہ اُس کے جمال کے جلال میں گم ہو گئے اور اُن کی گم شدگی نہیں جاتی۔

جب چاہا کہ عالم کی تدوین وتسطیر پیدا کی جائے تو اِن ملائکہ کرّوبیاں سے ایک کا تعین کیا اور ملائکہ سے یہ پہلا فرشتہ ہے جو اِس نور سے ظاہر ہُوا اِس کا نام عقل اور قلم ہے اور اُس کے لئے تعلیم وہبی کی تجلّی گاہ میں تجلّی فرمائی جس کے ساتھ مخلوق کی ایجاد کا ارادہ فرمایا جس کی حد و انتہا نہیں۔

اپنی ذات کے ساتھ اُس علم کو قبول فرمایا جو ہوگا اور جو اسماء الٰہیہ سے حق کے لئے اِس عالمِ خلق کے صدور کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اِس عقل سے دُوسرے موجود کو مشتق فرمایا جس کا نام لوح ہے اور قلم کو حکم دیا کہ اُس کی طرف میلان کرے اور اُس میں وہ تمام ودیعت کرے جو قیامت تک ہوگا نہ کہ دُوسرا اور اِس قلم کے لئے قلمیت میں تین سو ساٹھ دانت مقرر فرمائے۔ یعنی اُس کے قلم ہونے سے اور اُس کے عقل ہوتے سے تین سو ساٹھ تجلّیاں عطا کیں یا یہ کہ وہ رقیقہ ہے اور ہر دانت یا رقیقہ علومِ اجمالیہ کی صنف سے تین سو ساٹھ چلّو بھر لیتا ہے اور لوح میں اُن کو مفصّل کر دیتا ہے تو یہ قیامت کے دن تک کے علوم کا عالم میں حصر ہے چنانچہ جب قلم نے اِن علوم کو ودیعت کیا تو لوح نے جان لیا، اِسی سے علمِ طبیعت ہے اور وہ لوح میں اُن علوم سے حاصل ہوتے والا پہلا علم ہے جس کی تخلیق کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارادہ فرمایا۔

www.maktabah.org

صُبح کی روشنی جیسے فرشتے

پس طبیعت نفس سے نیچے ہے اور یہ تمام خالص نوُر کے عالم میں ہے۔
پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض ظلمت کو پیدا فرمایا اور یہ اس نوُر کے مقابلہ میں بمنزلہ عدم مُطلق کے ہے جو وجودِ مُطلق کے مقابل ہے تو اس کے پیدا کرنے کے وقت اس پر طبیعت کی مساعدت کے ساتھ نوُر کا اضافہ کیا۔
اس نوُر نے اِن منتشرات کو سمیٹا تو وہ جسم ظاہر ہو گیا جو عرش سے عبارت ہے۔ پس اسم رحمٰن نے اسم ظاہر کے ساتھ اُس عرش پر استواء فرمایا تو عالم خلق سے ظاہر ہونے والا یہ پہلا امر ہے اور اس ملے جُلے نوُر سے جو پیدا فرمایا وہ ضیاء سحر کی مثل ملائکہ ہیں جو تخت کے ساتھ چکر کاٹتے ہیں اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد مبارکہ ہے۔

وتری الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم

ہم نے تخلیق عالم کے بارے میں اپنی اُس کتاب میں بیان کیا ہے۔ جس کا نام "عقلۃ المستوفز" ہے۔ اور اس باب میں اُس سے اخذ کردہ بڑی بڑی چیزیں بیان کر دی ہیں۔

کرُسی کو عرش میں پیدا کیا

پھر اس عرش کے جوف میں کرُسی کو پیدا فرمایا اور اس میں اُس کی طبعی جنس سے ملائکہ بنائے پس ہر فلک اُس مخلوق کی اصل ہے جو اُس میں آباد ہے جیسا کہ عناصر جنہیں اُن سے پیدا کیا گیا جس میں آباد ہیں جیسا کہ حضرت

www.maktabah.org

آدم علیہ السّلام کو مٹّی سے پیدا فرمایا تو انہیں اور اُن کی اولاد کو زمین میں بسایا۔

اِس بزرگ کرسی میں کلمہ کو خبر اور حکم کی طرف تقسیم کیا اور یہ دونوں پاؤں ہیں جو اُس کے لیۓ عرش سے لٹکے ہوۓ ہیں جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں وارد ہوا ہے۔

پھر کرسی کے جوف میں افلاک کو پیدا فرمایا۔ ایک فلک دوسرے فلک کے جوف میں ہے اور ہر فلک میں اُسی سے ایک عالم پیدا فرمایا جسے آباد کرنے والوں کا نام ملائکہ یعنی رسُول ہے اور اُسے ستاروں کے ساتھ زینت دی اور ہر آسمان میں اُس کے اَمر کی وحی فرمائی۔ جہاں تک کہ مَولدات کی صُورتوں کو تخلیق فرمایا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن نوریہ عنصریہ صُورتوں کو بغیر اَرواح کے مکمّل فرمایا تو اِن صُورتوں کے لیۓ ایک غیب پیدا کیا اور اِن صُورتوں سے ہر صنف میں اُس کے حسبِ حال تجلّی فرمائی تو صُورتوں اور اِس تجلّی سے رُوحوں کی صُورتیں پیدا کیں اور یہ دُوسرا مسئلہ ہے۔

تیسرا مسئلہ

پس رُوحوں کو پیدا فرمایا اور اُنہیں تدبیرِ صُوَر کا اَمر فرمایا اور اُنہیں ناقابل تقسیم بلکہ ایک ذات قرار دیا۔ اور اِن کو ایک دُوسری سے الگ کیا تو وُہ الگ الگ ہو گئیں اور اُن کا امتیاز اِس تجلّی سے صُورتوں کو قبول کرنے کی حیثیت سے ہُوا۔ اور صُورتیں اِن اَرواح کے لیۓ فی الحقیقت جاۓ قیام نہیں۔ مگر یہ کہ یہ صُورتیں اِن کے لیے اِس طرح ہیں جیسے صُوَرِ عنصریہ کے حق میں ملک ہے۔ جیسا کہ تمام صُورتوں کے حق میں مظاہر ہیں۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے صُوَرِ جسدیہ خیالیہ کو دُوسری تجلّی کے ساتھ لطائف

www.maktabah.org

کے درمیان پیدا فرمایا اور صورتیں ان صورِ جسدیہ اور نوریہ ناریہ صورتوں میں ظاہر آنکھ کے لئے تجلی پذیر ہیں۔ صورِ حسیہ جو کہ صورِ معنویہ کی حامل ہیں ان جسدی صورتوں میں نیند میں اور موت کے بعد اٹھائے جانے سے قبل تجلی بار ہوتی ہیں اور وہ برزخ صوری ہے اور وہ نور کے سینگ سے ہے جو اوپر سے وسیع اور نیچے سے تنگ ہے کیونکہ اس کے اوپر خلاء اور نیچے زمین ہے۔

اور صورتوں کے یہ اجسام وہ ہیں جن میں جنّ اور فرشتے ظاہر اور باطن انسان ہوتا ہے۔ یہی نیند میں ظاہر ہوتی ہیں اور یہی جنّت کے بازار کی صورتیں ہیں۔ درحقیقت صورتیں زمین کو بسانے والی ہیں جس پر اس باب میں پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان صورتوں اور ان ارواح کے لئے غذاء مقرّر فرمائی اور یہ تیسرا مسئلہ ہے۔ ان کی بقاء اسی غذا سے ہے اور یہ حسّی اور معنوی رزق ہے۔

پس معنوی، اس سے علوم اور تجلّیات و احوال کی غذائیں اور محسوس کی جانے والی غذاء معلوم ہے اور وہ جسے روحانی کھانے پینے کی اشیا کی صورتیں اٹھاتی ہیں یعنی قویٰ تو اس لئے وہ غذائیں اور غذاء سب کی سب معنوی ہے جو ہم نے اس کے بارے میں کہا۔ اگرچہ صورِ محسوسہ میں ہو۔ پس ہر صورت کو خواہ نورانی ہو یا حیوانی یا جسدی اس کے حسبِ حال غذاء دی جاتی ہے اور اس کی تفصیل طویل ہے۔

اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر عالم کے لئے سعادت وشقاوت اور منزلت

www.maktaban.org

کا مرتبہ مقرر فرمایا اور ان کی تفصیلات غیر منحصر ہیں۔ پس ان کی سعادت اُن کے حسبِ حال ہے، اِن میں سعادتِ غرضیہ، سعادت کمالیہ، سعادتِ ملائمت اور سعادت وفسیہ یعنی شرعیہ ہے اور انہی کی مِثل تقسیم میں شقاوت ہے جس کے ساتھ نہ غرض کی موافقت ہو نہ کمال و مزاج کی اور وہ غیر ملائم اور غیر شرعی ہو اور یہ سب محسوس و معقول ہے۔ پس محسوس دُنیا و آخرت میں دار الشقاء کے ساتھ آلام و عذاب سے متعلق ہے اور دارِ سعادت کے ساتھ اس کا تعلق دُنیا اور آخرت میں لذات سے ہے اور اس سے خالص اور مِلی جُلی ہے۔ پس خالص کا تعلق دارِ آخرت سے ہے اور مِلی جُلی کا تعلق دُنیا سے ہے۔ چنانچہ سعید شقی کی صُورت میں اور شقی سعید کی صُورت میں ظاہر ہوتا ہے اور آخرت میں ان کا امتیاز ہو جائے گا اور کبھی شقی اپنی شقاوت کے ساتھ ظاہر ہو جاتا ہے اور آخرت کی شقاوت سے مُتّصِل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سعید ہے لیکن وہ معروف نہیں ہوتے اور آخرت میں اُن کا امتیاز ہو جائے گا۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون

اے مُجرمو! آج کے دن علیحدہ ہو جاؤ۔

چوتھا مسئلہ

یہاں تیرے لئے مراتب اپنے اہل کے ساتھ مُلحق ہو گئے اور اِن میں ہزیمت و تبدّل نہیں ہوگا۔ تیرے لئے یہ اُن آٹھ کے معنی ہیں جو مجموع ملک اور عرش سے عبارت ہے اور یہ چوتھا مسئلہ ہے۔

اب جب کہ تیرے لئے آٹھ کے معنی بیان ہو چکے اور یہ آٹھ اُن آٹھ سے

www.maktabah.org

منسوب ہیں جن کے ساتھ حق تعالیٰ موصوف ہے اور یہ زندگی، علم، قدرت، ارادہ کلام، سمع، بصر اور صفتِ لاتقہ کے ساتھ کھانے، سونگھنے اور لمس کا ادراک ہے۔ کیونکہ اس ادراک کا اُس کے ساتھ تعلق ہے جیسا کہ مسموعات کے ساتھ سمع کا اور مُبصرات کے ساتھ بصر کا ادراک ہے۔ اِس لئے مَلک کا انحصار آٹھ میں ہے۔ پس دُنیا میں اِن سے صُورت، غذا اور دو مرتبے کُلّی چار ظاہر ہوئے اور قیامت کے دن آنکھوں کے لئے آٹھوں ظاہر ہوں گے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ

اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ اس روز یعنی دُنیا میں چار ہیں۔ یہ مَلک کے ساتھ عرش کی تفسیر میں ہے اور جو عرش تخت ہے اُسے ملائکہ نے جواب چار اور قیامت کو آٹھ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کاندھوں پر میدانِ محشر میں اُٹھائیں گے۔ اِن چاروں حاملانِ عرش کی صُورتوں کے بارے میں ابنِ مسرّہ کا قول وارد ہُوا ہے کہ ایک صُورتِ انسان پر، دوسرا شیر کی صُورت پر، تیسرا گِدھ کی صُورت پر اور چوتھا بیل کی صُورت پر ہوگا اور یہ وُہ ہے جسے سامری نے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ حضرت مُوسیٰؑ کا معبُود ہے تو اُس نے اپنی قوم کے لئے بچھڑا بنا کر کہا! یہ تمہارا اور مُوسیٰؑ کا معبُود ہے۔ القصّہ!

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تیرھواں باب اختتام پذیر ہُوا!

www.maktabah.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

چودھواں باب

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک انبیاء کرام یعنی انبیاء واولیاء اور اُمتوں کے مکمل قطبوں کے اسرار کی معرفت کے بیان میں، اور یہ کہ قطب ایک ہے، جب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے پیدا کیا ہے وُہ فوت نہیں ہُوا اور وُہ کہاں ہے؟

أنبياء الاولياء الورثة — عرف الله بهم من بعثه
ثم في روع امام واحد — سر هذا الامر روح نفثه
ثم لما عقد الله له — وسرى في خلقه ما نكثه
وتلقته على عزته — منة منه قلوب الورثة
موضع القطب الذي يسكنه — ليس يدريه سوى من ورثه

انبیاء واولیاء وارث ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جسے مبعوث فرماتا ہے اُنہیں اُس کی معرفت عطا کر دیتا ہے۔

پھر ایک امام کے جی میں اِس امر کا راز ہے کہ اُس نے رُوح کو پھونکا ہے۔

پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس سے عقد فرمایا اور اُس کی مخلوق میں وُہ ساری ہو جاتا ہے جس عقد کو توڑتا ہے۔

وارثوں کے قلوب اِس سے اُس کی عزت پر اُس کے منّت واحسان

www.maktabah.org

سے ملتے ہیں۔

اُس قطب کے ٹھکانے کو سوائے اُس کے وارث کے کوئی نہیں جانتا۔
اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جاننا چاہیئے کہ نبی وہ ہے جس کے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سے فرشتہ ایسی وحی لے کر آتا ہے جو شریعت کو شامل ہوتی ہے۔ وہ فی نفسہٖ اس کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اگر اس وحی کے ساتھ وہ اُس کے علاوہ کی طرف مبعوث ہو گا تو وہ رسول ہے۔

وحی کے دو حال

فرشتہ دو حالتوں میں آتا ہے۔ ایک یہ کہ اس نزول میں اختلافِ احوال پر اُس کے ساتھ اُس کے دل پر نازل ہو اور دوسری یہ کہ جسمانی صورت پر آئے اور خارج سے اُس کے کان میں ڈال دے تو وہ سن لے گا۔ یا اُس کی بصر پر ڈال دے تو وہ دیکھ لے گا۔
پس اُس کے لئے جو نظر سے حاصل ہوتا ہے اُسی کی مثل ہے جو اُسے سمع سے حاصل ہوتا ہے دونوں برابر ہیں۔ ایسے ہی تمام حسّاس قوتیں ہیں۔

خاتمِ ولایت خاتمِ رسالت کی اُمّت میں ہو گا

اِس باب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بند کر دیا ہے اور کسی کے لئے سوائے اِس کے کوئی راستہ نہیں کہ اِس شریعتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرے۔ کیونکہ اِس کی ناسخ کوئی شریعت نہیں۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شریعت کے ساتھ حکم دیں گے اور

www.maktabah.org

وہ خاتم الاولیاء ہوں گے۔ کیونکہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کی اُمت پر ولایت ختم فرمائی اور ایک مکرم رسول اور نبی کے ساتھ ولایت مطلقہ کو ختم فرمایا جن کے ساتھ مقام ولایت ہے۔ پس اُن کے لئے دو حشر ہیں۔ ایک حشر اُن کا رسولوں کے ساتھ بحیثیت رسول ہوگا اور ایک حشر ہمارے ساتھ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع ولی کی حیثیت سے ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کا اکرام کیا ہے۔ اور حضرت الیاس علیہ السلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اس مقام کے ساتھ ہیں۔

مظہرِ محمدیؐ کے لئے خطاب

رہی اِس اُمت میں انبیاء و اولیاء کی حالت تو یہ ہر وہ شخص ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تجلیات میں سے کسی تجلی میں قائم پاتا ہے اور اُس کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کا مظہر قائم فرماتا ہے۔ پس اُس کو یہ مظہر روحانی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر کے لئے شرعی احکام کا خطاب سُنا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ خطاب سے فارغ ہوتا ہے اور اِس ولی کے دل سے فارغ ہو جاتا ہے تو صاحب مشہد ہٰذا اِس اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اِس خطاب کے ضمن میں آنے والے تمام احکام مشروعہ ظاہرہ کا شعور کر لیتا ہے، پس اِسے یہ ولی اخذ کر لیتا ہے جیسے مظہرِ محمدیؐ اُس حضور کے لئے اخذ کرتا ہے جو اُسے اِس حضرت میں حاصل ہوتا ہے جس سے اِس مظہرِ محمدیؐ کو اِس اُمت کے لئے تبلیغ کا امر ہوتا ہے۔ پس اُسے اُس کی ذات کی طرف

www.maktabah.org

لوٹا دیا جاتا ہے اور اُسے رُوح کا وہ خطاب یاد ہو جاتا ہے جو حضرتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مظہر کو کیا تھا اور اُس کی صحّت کو علمِ یقین بلکہ عین الیقین سے جان لیتا ہے۔

حدیث کی صحّت کا معیار

وُہ اِس نبی کا حُکم اخذ کرتا ہے اور اپنے رَبّ کی دلیل پر عمل کرتا ہے یا ایسی ضعیف حدیث جس میں وَضع کرنے والے راویوں کے طریقہ سے ضعف پایا گیا اور اُس پر عمل کرنا ترک کر دیا گیا۔ حالانکہ وہ حدیث نفس الامر میں صحیح ہوتی ہے اور وُہ وُضع کرنے والا جس سے اس حدیث میں صِدق بیان کیا گیا اُس نے اِسے خود وُضع نہیں کیا اور محدّث اُس شخص کے ثِقہ نہ ہونے کی بناء پر اُس کے قول سے نقل کرنے میں اُس حدیث کو رَدّ کر دیتا ہے جب کہ وہ وُضع کرنے والا اِس کے ساتھ منفرد ہو، یا حدیث کا مَدار اُسی پر رکھا گیا ہو۔

اور جب اِس حدیث میں ثِقہ راوی کی شرکت ہو گی جس نے اُس کے ساتھ اُس حدیث کو سُنا ہو۔ اُس حدیث کو اِس ثِقہ کے طریق سے قبول کر لیا جاتا ہے۔

یہ ولی اُس رُوح سے سُنتا ہے جو اُس پر حقیقتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اِلقاء کرتا ہے جیساکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السّلام کی حدیث کو سُنا جس کی اسلام و ایمان اور احسان کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السّلام تصدیق کرتے تھے۔ اور جب ولی القاء کرنے والے رُوح سے سُنتا ہے تو وہ اس میں اُس صحابی کی مثل ہے جو تابعی کے بالعکس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ

www.maktabah.org

وآلہ وسلّم کے مُنہ مبارک سے اُس عِلم کے ساتھ سُنتا ہے جس میں شک نہیں. کیونکہ وہ اُسے ظن کے غلبہ کے طریق پر صِدق میں متوتر ارتفاعِ تہمت کے لئے قبول کر لیتا ہے اور اپنے رواۃ کے طریق سے کوئی حدیث صحیح ہوتی ہے اور وہ حدیث اس مظہر کا معائنہ کرنے والے مکاشف کو حاصل ہوتی ہے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ تو آپؐ انکار کر دیتے ہیں اور اُسے فرماتے ہیں کہ مَیں نے یہ نہیں کہا اور نہ اس کے ساتھ حکم دیا ہے. پس وہ صاحب مکاشفہ اپنے رَبّ کی دلیل سے اس حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اگرچہ اہل نقل اُس کے طریق کی صحت کی بنا پر اُس پر عمل کرتے ہیں اور وہ نفس الامر میں ایسے نہیں ہوتی اور اِس کی مثل امام مُسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے صدر میں بیان کیا ہے. کبھی کبھی یہ صاحبِ مکاشفہ اِس حدیث کے وَضع کرنے والے کو جان لیتا ہے کہ وہ ان کے گمان میں صحیح حدیث ہوتی ہے اُس صاحبِ مکاشفہ کو یا تو حدیث وَضع کرنے والے کا نام بتا دیا جاتا ہے یا اُس کے لئے اُس شخص کی صُورت کھڑی کر دی جاتی ہے۔

اولیاءِ کرام کا عِلم

تو یہ لوگ انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے عِظام ہیں. اور وہ ہرگز ایک شریعت کے ساتھ منفرد نہیں ہوتے اور نہ اُن کے لئے اس کے ساتھ خطاب ہوتا ہے مگر اِس تعریف کے ساتھ کہ یہ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت ہے یا وُہ حضرتِ تمثّل ہیں اِس حُکم کے ساتھ اُس کو اپنی ذات سے خارج اور داخل دیکھتا ہے جس پر منزل ہے. سونے والے کے حق میں اِس سے بشارتوں کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے. علاوہ ازیں ولی کا نبی کے ساتھ ادراک

www.maktabah.org

میں اشتراک ہوتا ہے جس کا اِدراک نیند اور بیداری کے حال میں برابر کرتا ہے۔
اور بے شک ہمارے اہلِ طریق اولیاء کے لئے یہ مقام ثابت ہے اور یہ فعل ہمّت کے ساتھ ہے۔ اور یہ غیر اللہ مخلوقوں کے متعلّم کے بغیر عِلم ہے اور یہ عِلم حضرت خِضر علیہ السّلام کا عِلم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس شریعت کے ساتھ جس کے ساتھ اِتباع رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی زبان پر وسائط اٹھانے کے ساتھ ہے عِلم دیا ہے یعنی "فقہا اور علمائے رسُوم" اور یہ عِلم لدُنّی ہے اور اس اُمّت کے انبیاء و اولیاء سے بنی کا وارث نہیں ہوگا۔ مگر اس حالتِ خاص پر جس کا مُشاہدہ مُلک حقیقتِ رسُول پر القاء کے وقت کرتا ہے۔ پس اس پر غور کریں

بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے

یہ وہ لوگ ہیں جو انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں اور بصیرت پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف دُعائیں تمام جماعت مساوی ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو حکم فرمایا کہ آپ فرمائیں۔

اُدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ   یوسف آیت ۱۰۸

میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں وہ بصیرت پر ہے

اور وہ اس مقام کے اہل ہیں پس وہ اس اُمّت میں بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔ اس مرتبہ پر جو باوجود نبی ہونے کے حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی شریعت کی اتّباع کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

www.maktabah.org

ہارون علیہ السلام کی نبوّت کی گواہی دی ہے اور اس کے ساتھ قرآن مجید میں صراحت کی ہے۔ پس یہ لوگ اُس شریعت صحیحہ کی حفاظت کرتے ہیں جس میں ان کے نفسوں پر شک نہیں اور اس اُمّت پر جس سے وہ اتباع کرتے ہیں۔ یہ لوگ شریعت کو لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس کے باوجود فقہاء اُن کے حق میں یہ اَمر تسلیم نہیں کرتے اور اُنہیں بھی ضروری نہیں کہ اپنی سچائی پر دلیل قائم کریں۔ بلکہ اُن پر واجب ہے کہ اپنے مقام کو چھپائیں اور اُن کے عِلم کے ساتھ جو چیز اُن کے نزدیک ثابت ہے۔ علمائے رسُوم پر رَدّ نہ کریں۔ باوجود اس کے کہ وہ نفس الامر میں خطا ہے۔

اُن کا حکم اُس مجتہد کے حُکم کی طرح ہے جس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اُس مسئلہ میں بغیر اُس دلیل کے حُکم کرے۔ جس کی طرف اُس کا اجتہاد گیا ہے اور اُسے اُس کی دلیل عطا ہُوئی ہو اور نہ ہی اُس کے لئے یہ مناسب ہے کہ اپنے حُکم میں اپنے مخالف کو غلطی پر سمجھے کیونکہ شارع علیہ السلام نے اس حکم میں اُس کا بھی حق مقرّر کیا ہے۔ پس ادب کا اِقتضاء یہ ہے کہ شارعؑ کے مقرّر کردہ حُکم کو غلط نہ کہا جائے اور اُس کا کشف اور اُس کی دلیل اس پر اس حُکم کی اتباع کا حکم دیتی ہے جو اُس کے لئے ظاہر ہو اور اُس کی شہادت دیتی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث میں آیا ہے کہ اس اُمّت کے عُلماء بمنزلہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے ہیں یعنی جس منزلت کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء اپنے رسُولوں کی شریعت کا تحفّظ کرتے تھے اور ان میں اُس کے ساتھ حُکم قائم رکھتے۔ ایسے ہی اس اُمّت کے عُلماء اور امام حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے احکام کی لوگوں پر حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ علماء صحابہ اور تبع تابعین سے جو اس مرتبہ سے تھے جیسا کہ امام ثوری، امام ابن علیہ، امام ابن سیرین، امام حسن، امام

www.maktabah.org

مالک، امام ابن ابی رباح اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جو ان سے نیچے تھے۔ جیسا کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جو کوئی حفظِ احکام میں ان کی طرف جاری کرنے والا تھا۔

اسرارِ علوم کے محافظ

دوسرا طائفہ:۔ اس اُمّت کے عُلماء سے وہ لوگ ہیں جن پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے احوال اور اسرارِ علوم کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ، حضرت ابنِ عباس، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم،

اور تابعین سے جیسا کہ حضرت حسن بصری، حضرت مالک بن دینار، حضرت بنان حمال، حضرت ایوّب سختیانی اور جو اُن کے زمانہ میں ان کی منزلت والے تھے۔ جیسا کہ شبان راعی، فرجِ اسود، معمر، فضیل بن عیاض اور ذوالنّون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور جو ان سے نیچے ہیں جیسا کہ حضرت جُنید بغدادی اور حضرت امام تستری اور جو کوئی ان سادات کے قائم مقام حفظِ حالِ نبوی، علم الدنّی اور سرّ الٰہی میں تھا۔

پس حکم کی حفاظت کرنے والے اسرارِ کرسی میں دو قدموں کے پاس موقوف ہیں کیونکہ اُن کے لئے حالِ نبوی نہیں ہوگا جو اُنہیں سرّ الٰہی عطا کرتا، اور نہ علم الدُنّی تھا اور حالِ نبوی کے حفّاظ اور عُلماءِ علم الدُنّی اور حفّاظِ حکم وغیرھم کے اسرارِ عرش اور عماء کے نزدیک موقوف ہیں اور موقوف نہیں بھی ہیں اور ان میں سے وہ ہے جس کے لئے کوئی مقام ہے اور ان میں سے وہ ہے جس کے لئے کوئی مقام نہیں اور یہ مقام اُس کے لئے ہے جس کے ساتھ تمیز ہوتی ہے کیونکہ اصحابِ علامات

www.maktabah.org

کے درمیان ایسی علامت کو ترک کرنا ہے جو اُس پر تقیید کے ساتھ غیر محکوم محقق ہے اور یہ روشن علامتیں ہیں اور یہ اُسی کے لئے ہوگا جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارثوں میں صاحبِ تمکین کامل ہے۔

پہلی اُمتوں کے اقطاب

رہے اِس اُمت کے علاوہ اُمتوں کے مکمّل اقطاب کے بارے میں جو ہمارے زمانہ سے پہلے ہو چکے ہیں تو میرے لئے اُس جماعت کے تمام عربی زبان میں ذکر کئے گئے۔ جب مَیں نے اُن کا مشاہدہ کیا اور اُنہیں دیکھا تو وہ حضرت برزخیہ میں تھے اور مَیں قرطبہ کے ایک شہر مشہدِ اقدس میں تھا۔ پس اُن کے نام یہ ہیں۔

المفرق، مداوی الکلوم، لبقاء، مرتفع، شفاء، ماحق، عاقب، منحور، شجر الماء، عُنصرِ حیات، شرید، راجع، صانع، طیار، سالم، خلیفہ، مقسوم، حیّ، رامی، واسع، بحر، ملصق، ہادی، مصلح اور باقی، تو یہ وہ مکمّل لوگ ہیں جن کے حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ تک ہمیں نام بتائے گئے۔

رہا! واحد و یکتا قطب، تو وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رُوحِ مُبارک ہے اور وہ تمام انبیاء و رُسل سلام اللہ علیہم کی مددگار ہے۔

اقطاب نشاۃِ انسانی کے وقت سے لے کر قیامت کے دن تک رہیں گے۔

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا گیا کہ آپ کب سے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا۔ مَیں اُس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔

مداوی الکلوم

مداوی الکلوم کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہَوا کی جراحتوں کی خبر رکھنے والا اور دیکھنے

www.maktabah.org

والا ہے اور دُنیا و شیطان اور نفس کو ہر لسانِ نبوی یا رسالی یا لسان ولایت کو جاننے والا ہے اور اُس کی نظر اپنے جسم کی ولادت کے مقام مکّہ معظّمہ اور شام کی طرف تھی۔ پھر اِس وقت اُس نے اپنی نظر کو اُس زمین کی طرف پھیرا ہے جس میں بہت زیادہ گرمی اور خشکی ہے۔ اور اُس کی طرف کوئی بنی آدم اپنے جسم کے ساتھ نہیں پہنچ سکتا۔ اور بعض لوگوں نے اُسے مکّہ معظّمہ سے اپنے مکان میں بغیر منتقل ہونے کے دیکھا کہ اُس کے لئے زمین لپیٹ دی گئی تو اُسے دیکھ لیا گیا۔ ہم نے اُس سے بڑے بڑے مختلف علوم کے مآخذ اخذ کئے ہیں۔ اور اِس لئے عالم میں رُوحِ محمدیؐ کے مظاہر ہیں۔ اُس کا کامل ترین مظہر قطبِ زمان ہیں اور افراد ہیں اور ولایتِ محمدیؐ کے ختم میں ہے اور ختمِ ولایتِ عامہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہیں اور وہ اپنے مسکن کے ساتھ تعبیر ہوتے ہیں۔

اِس باب کے بعد انشاء اللہ العزیز عنقریب اُن کا ذکر آئے گا کہ مداوی الکلوم ہونے کی بنا پر اُس کے لئے اِسرار سے کیا ہے۔ اور جو علوم اُس سے منتشر ہوئے ہیں وہ کون سے ہیں۔ مداوی الکلوم کے حال کے ظہور کے بعد پھر یہ راز ایک دُوسرے شخص میں ظاہر ہوا جس کا نام مُستسلم للقضا و قدر ہے یعنی قضا و قدر کو تسلیم کرنے والا۔

پھر منظہرِ حق کی طرف اس سے حُکم منتقل ہُوا۔ پھر منظہرِ حق سے ہائج کی طرف منتقل ہُوا۔ پھر ہائج سے اُس شخص کی طرف منتقل ہُوا جس کا نام واضع الحکم ہے۔ اُس کے متعلق گمان ہے کہ وہ حضرت لقمان علیہ السّلام ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے زمانہ میں تھے۔ اور مجھے اِس پر یقین نہیں کہ وہ حضرت لقمان علیہ السّلام ہی ہوں گے۔

پھر واضع الحکم سے کاسب کی طرف منتقل ہُوا۔ پھر کاسب سے جامع الحکم

www.maktabah.org

کی طرف منتقل ہُوا۔ اور میں نہیں جانتا کہ یہ اَمر اِن کے بعد کس کی طرف منتقل ہُوا۔ جب اِن اسمار کو جان لوں گا۔ کہ وہ کن علوم سے مختص ہیں تو اِس کتاب میں اِس کا ذکر کروں گا۔ اور ان شاء اللہ العزیز اِن میں سے ہر ایک کے مسئلے کا ذکر کروں گا۔ اور یہ مضمون میری زبان پر جاری ہے۔ پس میں نہیں جانتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا اور اِس باب سے اسی قدر کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہ تیرھویں جُز اور چودھویں باب کا ترجمہ اختتام پذیر ہُوا۔

---

www.maktabah.org

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۝

پندرھواں باب

انفاس اور اُن کے محققین اقطاب کی معرفت اور اُن کے اسرار کا بیان

عالم الانفاس من نفسی　　وهم الاعلون فی القدس
مصطفاهم سید لسن　　وحیه یاتیه فی الجرس
تلن للبواب حین رای　　ما اقاسیه من الحرس
قال ماتبغیه یاولدی　　قلت قرب السید الندس
من شفیعی للامام عسی　　خطرة منه لمختلس
قال مایعطی عوارفه　　لغنی غیر مبتئس

میرے نفس سے انفاس کے عالم ہیں۔ وُہ قدس میں بلندیوں والے ہیں۔
اُن کا برگزیدہ زبان کا سردار ہے۔ اُسے گھنٹی کی آواز میں وحی آتی تھی۔
جب دربان نے مجھے دیکھا تو میں نے اُسے اُس کے نگران سے پہنچنے والی تکلیف کے بارے میں بتایا۔
اُس نے کہا۔ اے میرے بیٹے تجھے کیا چاہیئے؟ میں نے کہا اہلِ دانش کے سردار کی قُربت۔
میں اپنے شفیع کی امامت چاہتا ہوں۔ شاید مجھے مُختلس سے خطرہ دَرپیش آئے۔ کہا! اُس کے معارف غنی اور مایوس شدہ کو نہیں عطا ہوتے۔

www.maktabah.org

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عربی

ان نفس الرحمن یاتینی قبل الیمن

اردو

بے شک مجھے یمن کی سمت سے رحمٰن کی ہوا آتی ہے۔

صاحبِ راز قطب و امام

بعض نے کہا انصار اللہ تبارک و تعالیٰ کا نفس ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے ساتھ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفّار و مشرکین کی تکلیفوں کو دُور کیا۔ انفاس قربِ الٰہی کی ہوائیں ہیں، پس جب مشامِ عارفین اِن ہواؤں کی خوشبو کو پہچان لیتے ہیں تو اس مقام میں ثابت قدمی کے تحقق کی طلب کی طرف اُن سے وافر خواہشات ہوتی ہیں۔ انہیں اس مقامِ اقدس کے طے کرتے اور نفحاتِ کرم کے لئے ہمتوں اور تعرض کے ساتھ بحث کے بعد اسرار و علوم سے انفس کی پہچان سے اِن انفاس کے ساتھ جو کچھ آتا ہے اُس کی خبر دی جاتی ہے۔

یہ لوگ اُس شخصِ الٰہی کو پہچان لیتے ہیں جس کے پاس وہ راز ہوتا ہے جس کے وہ طلب گار ہیں اور وہ علم جسے وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اُس سے حق قائم ہوتا ہے وہ اِن میں قطب ہوتا ہے جس پر اُن کا فلک دورہ کرتا ہے اور امام ہوتا ہے جس کے ساتھ اُن کا مُلک قائم ہوتا ہے۔ اُسے مدار الکلوم کہا جاتا ہے۔ اس سے اُن میں وہ علم، حکمتیں اور اسرار منتشر ہوتے ہیں، جن کا حصر کتاب نہیں کر سکتی اور پہلا راز جس پر اُس کو مطلع کیا گیا ہے پہلا زمانہ ہے جس سے زمانے پیدا ہوئے اور پہلا فعل ہے جسے وہ فعل عطا کیا گیا جو آسمانِ کیوان ہے اور ساتوں آسمانوں کی روحانیت کا تقاضا کرتا ہے۔

www.maktabah.org

سونے کی تلاش کیوں

یہ صاحبِ راز تدبیر سے لوہے کو چاندی اور خاصیّت کے ساتھ لوہے کو سونا بنا دیتا ہے اور یہ عجیب راز ہے کہ وہ مال پر رغبت کی بجائے حُسنِ مال میں رغبت طلب کرتا ہے تاکہ اس سے مرتبۂ کمال پر واقفیت حاصل کرے اور وہ تکوین میں اکتساب کرتا ہے کیونکہ پہلا مرتبہ بخاراتِ معدنیات سے حرکاتِ فلکیہ اور حرارتِ طبعیہ کے ساتھ پارہ اور گندھک ہیں اور معدن یعنی کان میں پیدا ہونے والی ہر چیز اپنی اُس غایت کو طلب کرتی ہے جو اُس کا کمال ہے اور وہ سونا ہے لیکن معدن میں اُس پر علل و امراض طاری ہو جاتے ہیں جو زیادہ خشکی یا تری یا گرمی اور سردی کی بنا پر ہوتے ہیں اور اُسے اعتدال سے خارج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سونے میں یہ مرض اثر کر جاتا ہے جو لوہے یا تانبے یا قلعی وغیرہ معدنیات کی صورت میں موسوم ہوتا ہے۔ پس اس حکیم کو عقاقیر و ادویاتِ مزیل کی معرفت عطا ہوتی ہے جس کے استعمال سے معدنیات کے درجۂ کمال کے طالب کی شخصیت پر طاری ہونے والی اس علّت کو دُور کرے اور معدنیات کا درجۂ کمال سونا ہے۔ پس علّتوں کو زائل کیا گیا تو سونا درست ہو کر چلا اور درجۂ کمال سے مُلحق ہو گیا۔

لیکن وہ دُرست قوّت کمالیت میں قوی نہیں ہوتی جس کے جسم میں مرض داخل ہوا اور وہ جسم جس میں مرض داخل ہو اُس کا کدُورت سے پاک اور خالص خلوص تک پہنچنا بعید ہے اور یہی اصلی خالص ہے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السّلام میں حضرت آدم اور حضرت یحییٰ علیہما السّلام ہیں اور غرض عبُودیت میں درجۂ کمالِ انسانی ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان

www.maktabah.org

کو احسنِ تقویم پر پیدا فرمایا پھر اُسے اسفل السافلین میں لَوٹا دیا۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے۔ صحتِ اصلیہ پر باقی رہے۔ کیونکہ یہ اِس کی طبیعت میں ہے جو اغراض کی عِلتوں اور اغراض کے امراض کا اکتساب کرتا ہے۔ پس اِس حکیم نے ارادہ کیا کہ انسان کو احسنِ تقویم کی طرف لوٹا دے جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے پیدا فرمایا تھا۔

کیمیا کا مقصد

پس اِس عقل مند شخص کا اِس صنعتِ کیمیا کی معرفت کا یہی مقصد تھا۔ اور یہ مقدار و اوزان کی معرفت کے سِوا کچھ نہیں۔ کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو وُہ آدمؑ تھا جو اِس نشاۃِ انسانیہ کی اصل ہے اور صورتِ جسمیہ طبعیہ عنصریہ ہے جب کہ اُس کا جسم گرمی، سردی اور رطب و یابس سے مرکّب ہے بلکہ سرد خشک اور سرد تر اور گرم تر اور گرم خشک کا مرکّب ہے اور یہی چاروں خلطیں سَودا، بلغم، خون اور صفرا۔ ہیں جیسا کہ وہ عالمِ کبیر آگ، ہَوا، پانی اور مٹّی کے جسم میں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کے جسم کو طِین یعنی کیچڑ سے پیدا فرمایا اور وُہ پانی اور مٹّی کا امتزاج ہے۔ پھر اُس میں نفس اور رُوح کو پھونکا۔ اور یہ پہلی نبوّت میں بنی اسرائیل کے ایک نبی پر نازل ہونے والی ایک آسمانی کتاب میں وَارد ہُوا۔ اِس وقت اُس کی نَص بیان کروں گا۔ کیونکہ اُس کے ذکر کی ضرورت پڑ گئی ہے اور بہت سچّی خبریں وُہ ہیں۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کی گئی ہوں۔

www.maktabah.org

بیماری کیوں ہوتی ہے

ہم سے قرطبہ کے رہنے والے مسلمہ بن وضاح کی سند سے روایت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء بنی اسرائیل پر نازل ہوتے والی ایک کتاب میں ارشاد فرمایا۔ میں نے آدم کو مٹی اور پانی سے پیدا فرمایا اور اُس میں نفس اور رُوح کو پھونکا۔ پھر درُست کیا اُس کے جسم کو مٹی کی قبولیت سے اور اُس کی رطوبت پانی سے ہے اور اُس کی حرارت نفس سے ہے اور اُس کی برُودت رُوح سے ہے فرمایا! پھر بعد ازاں اس میں یہ دُوسری چار انواع مقرر فرمائیں جو ایک دُوسری کے بغیر قائم نہیں ہوتیں۔ اور یہ دو پتے، خون اور بلغم ہیں۔ وہ ایک دُوسری میں ساکن ہو گئیں تو خشکی نے سوداء کے پتے میں اور حرارت نے صفراء کے پتے میں ٹھکانے بنایا۔ اور رطوبت کا مسکن خون میں اور سردی کا مسکن بلغم میں بنا۔

پھر اللہ جلّ شانہ، نے فرمایا! جو جسم میں یہ خلطیں معتدل رہیں گی، اُس کی صحت کامل ہو گی اور اُس کی بنیاد اعتدال پر ہو گی اور اگر ان میں سے کوئی خلط ان پر زیادہ ہو کر غالب آگئی تو اپنی زیادتی کے مطابق اُس جسم کو بیمار کر دے گی اور اگر اُن خلطوں کی مقاومت سے ضعف اور کمی کا شکار ہو گی تو اُن کے غلبے سے بیماری میں داخل ہو جائے گا۔ اور اُس کا ضعف اُن کی مقاومت سے ہے پس طِبّ کا علم یہ ہے کہ کمی میں زیادتی اور زیادت میں کمی کر کے اعتدال قائم کرے۔

ہم نے اپنے موعظہ حسنہ میں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے طویل کلام سے بیان کیا ہے۔ پس یہ امام اس نشاۃِ طبعی اور عالم علوی کے انوارِ کواکب

www.maktabah.org

میں آثارِ مودّعہ اور اُن کی سیاحت کے علم کو لوگوں سے زیادہ جانتا تھا۔ اور یہ وَہ امر ہے جس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں میں اور اُن کے جمع ہونے میں اور اُن کے اُترنے اور چڑھنے اور بلندی و پستی میں وحی فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واوحی فی کل سماء امرھا

اور اُس کے امر کی ہر آسمان میں وحی فرمائی

اور زمین کے متعلق ارشاد فرمایا؛

وقدر فیھا اقواتھا

اور اُس میں اُس کے مکینوں کی روزیاں مقرر کیں

وُہ مُردوں کو زندہ کرتا تھا

ہم نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص علوم و اموال میں صاحبِ وُسعت اور راسخ القدم تھا لیکن ذوقِ حال کے باب سے اُس کی قوّتِ نظر ساتویں آسمان سے آگے نہیں بڑھی لیکن جو کچھ فلک کوکب و اطلس میں ہے وَہ اُسے کشف و اطلاع سے حاصل ہو گیا تھا اور اُس کے گمان میں تبدیلیٔ اعیان غالب تھی۔ اور ہمارے نزدیک اعیان تبدیل نہیں ہوتے اور یہ شخص اپنی رُوحانیت کے ساتھ بحیثیت اپنی رَصد و فکر کے اپنے مقابل کے ساتھ اُس کے درجہ و دقائق میں تسبیح پڑھنا کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔

اُس کے پاس مُردوں کو زندہ کرنے کے عجیب اسرار تھے اور اللہ

www.maktabah.org

تبارک وتعالیٰ نے اُسے یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی کہ وہ جس خشک مقام پر جاتا اللہ تبارک وتعالیٰ اُس میں شادابی اور برکت پیدا فرما دیتا۔ جیسا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت خضر علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپؑ سے حضرت خضر کے نام کے بارے میں پُوچھا گیا تو فرمایا! وہ جس خشک گھاس پر بیٹھتے وُہ آپ کے نیچے سے سرسبز ہو جاتی۔

صاحبِ مقام شاگرد

اِس امام کا ایک شاگرد معرفتِ ذاتیہ اور علمِ توت میں بڑا دخل رکھتا تھا اور اِس کے بیان کرنے پر اپنے ساتھیوں پر مہربانی کرتا اور اپنے ساتھیوں کو خوف کی وجہ سے عام لوگوں سے چھپائے رکھتا تھا۔ اِس لئے اُس کا نام مداوی الکلوم ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام، حضرت یوسف علیہ السّلام کو اُن کے بھائیوں کے ڈر کی وجہ سے روکے رکھتے تھے۔

وہ اپنے ساتھیوں کو علمِ تدبیر اور اس جیسے علوم میں مشغول رکھتے تھے جن میں اس فن سے مشاکلت تھی جیسا کہ جسموں میں رُوحوں کی ترکیب، جسموں کا تحلیل و تالیف ہونا، جسم سے صُورت کا نکالنا اور اُس پر صُورت نکالنا، تاکہ اِس سے اللہ تعالیٰ علیم و حکیم کی صنعت سے واقفیت ہو جائے۔ عِلم عالم اِسی قطب سے نکلا ہے اور وہ ایک بڑا انسان ہے اور انسان جرم میں معنی کی مشابہت میں اُس کا مختصر ہے۔

اُس رُوح نے مجھے خبر دی ہے جس سے میں نے یہ کتاب اَخذ کی اور اپنی سپُردگی میں لی ہے کہ اُس نے ایک روز اپنے ساتھیوں کو شراب خانہ

www.maktabah.org

میں جمع کیا اور اُن میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اُس پر ہیبت طاری تھی۔ پس کہا میں اِس مقام میں جو بات رمز میں کروں اُسے سمجھ لیں اور اُس میں فکر کریں اور اُس کے خزانے کو نکالیں اور جس عالم میں اُس کا زمانہ تھا وہ وسیع ہو گیا اور میں تمہارے لئے نصیحت کرنے والا ہوں۔ ہر جاتا گیا پھیلتا ہے۔ ہر علم کے لئے مخصوص لوگ ہیں۔ نہ انفراد کے لئے ممکن ہے اور نہ دقت کے لئے گنجائش ہے۔ لازم ہے کہ جمع میں مختلف فطرتیں اور غیر مُلفتت اذہان ہوں، ہر جماعت کا مقصود ایک ہے میرے کلام کا قصد کرنے والے کے ہاتھ میں میری رمز کی کنجی ہے۔ ہر مقام کے لئے مقال، ہر علم کے لئے رجال اور ہر وارد کے لئے حال ہے۔ پس غور کریں۔ یعنی جو میں کہتا ہوں اُسے سُن کر یاد رکھیں۔

مجھے نور النور کی قسم ہے اور میں رُوحِ حیات اور حیات رُوح کی قسم کھاتا ہوں جہاں سے میں آیا ہوں تم سے لوٹنے والا ہوں۔ راس اصل کی طرف رجوع کر رہا ہوں جہاں سے میں نے وجود پایا، اِس ظلمت میں ٹھہرے ہوئے مجھے طویل عرصہ ہو گیا ہے اور اِس ظلمت کے ترادف سے میرا نفس تنگی محسوس کرتا ہے اور میں نے تمہاری طرف سے رحلت کی اجازت حاصل کر لی ہے میں رحلت کرنے والا ہوں۔ پس آپ لوگ میرے کلام پر ثابت قدم رہیں۔ جو میں کہتا ہوں۔ اتنے سال گزر جانے کے بعد آپ جان لیں گے۔ پس آپ نہ ہٹیں یہاں تک کہ اِس مدت کے بعد میں تمہارے پاس آ جاؤں اور اگر آپ ہٹ جائیں، تو دوبارہ اس مجلس کی طرف آنے میں جلدی کریں۔ اگرچہ اِس کا معنیٰ لطیف ہے اور اِس کا معنیٰ حرف پر غالب ہے۔ پس حقیقت حقیقت ہے اور طریقت طریقت ہے۔

دُودھ اور عمارت میں جنّت اور دُنیا کا اشتراک ہے۔ اگرچہ ایک مٹی اور بھوسہ سے بنی ہے اور دُوسری جواہرات اور سونے چاندی سے بنی ہے۔ یہ اُس

www.maktabah.org

کی اپنے بیٹوں کے لئے وصیّت تھی۔ اس مسئلہ کی رمز بہت بڑی ہے اور وہ چلی گئی جس نے اِسے جان لیا اُسے استراحت حاصل ہُوئی۔

قاضیٔ قرطبہ سے ملاقات

مَیں ایک روز قرطبہ کے قاضی ابی ولید بن رشد کے ہاں گیا۔ وُہ مجھ سے اُس وقت سے ملاقات کی رغبت رکھتا تھا جب اُس نے سُنا اور اُس تک وُہ امر پہنچا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری خلوت میں مجھ پر کھولا تھا اور وہ میرے متعلق یہ باتیں سُن کر اظہارِ تعجب کرتا تھا۔ پس میرے والد صاحب نے ایک ضرورت کے لئے مجھے اُن کے پاس بھیجا اور مقصد یہ تھا کہ وہ مجھ سے ملیں۔ کیونکہ وُہ اُن کے دوستوں سے تھے اور مجھے اُس وقت داڑھی مُونچھ نہ آئی تھی۔

جب مَیں اُن کی خدمت میں حاضر ہُوا تو وُہ محبّت و تعظیم سے اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے معانقہ کیا اور مجھے کہا! ہاں ؛ مَیں نے کہا! ہاں تو وہ زیادہ خوش ہُوئے، مَیں نے اُن کی ہاں کا مطلب سمجھ لیا تھا۔ پھر اُن کی خوشی کا باعث پُوچھتے ہُوئے مَیں نے کہا! نہیں۔ پس اُنہیں انقباض لاحق ہو گیا اور اُن کا رنگ متغیّر ہو گیا۔ اُن کے نزدیک کوئی اَمر واقع ہو چکا تھا اور اُنہوں نے مجھے کہا۔ تم نے کشف اور فیضِ الٰہی میں یہ اَمر کیسا پایا؟ کیا یہ وُہی ہے جو ہمیں نظر عطا کرتی ہے؟ مَیں نے اُنہیں کہا! ہاں! نہیں اور ہاں اور نہیں کے درمیان اَرواح اپنے موادّ سے اور گردنیں اپنے اجسام سے پرواز کر جاتی ہیں۔ اُن کا رنگ زرد ہو گیا اور وُہ دِل گرفتہ ہو کر بیٹھ گئے اور اُسے جان گئے جس کی طرف مَیں نے اشارا کیا اور وہ اِس مسئلہ کی عَین ہے جس کا ذکر اِس قطبِ امام یعنی مداوی الکلوم نے کیا ہے۔ بعد ازاں میرے والد صاحب سے اُنہوں نے

www.maktabah.org

ہمارے ساتھ ملاقات طلب کی تاکہ جو اُن کے پاس ہے ہم پر پیش کریں کہ کیا وہ موافق ہے یا مخالف؟ کیونکہ وہ ارباب فکر و نظر عقلی میں سے تھے تو انہوں نے اس بات پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ وہ اس زمانے میں ہیں جس میں انہوں نے اپنی خلوت میں جاہل کو داخل ہوتے اور بغیر درس و بحث اور مطالعہ و پڑھائی کے اِس خروج کی مثل نکلتے دیکھا اور کہا! ہم نے اس حالت کا اثبات کیا ہے اور اِس کے ارباب کو نہیں دیکھا تھا۔ الحمدللہ کہ ہم اُس زمانے میں ہیں جس میں اِن بند دروازوں کو کھولنے والے ارباب میں سے ایک کو دیکھ رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اِس رویّت سے مخصوص فرمایا۔

پھر مَیں نے دوسری بار اُن سے ملاقات کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ ایک واقعہ میں میرے لئے اُنہیں یوں قائم کیا کہ میرے اور اُن کے درمیان باریک پردہ تھا۔ جس میں سے مَیں اُن کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور نہ ہی اُنہیں میرے مکان کا علم تھا۔ وہ مجھے جاننے بغیر اپنی ذات کے ساتھ مشغول تھے۔ مَیں نے کہا! وہ اُس مُراد پر نہیں جس پر ہم ہیں۔ بعد ازاں ہماری اُن سے ملاقات نہیں ہو سکی یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ اُن کی وفات ۵۹۵ھ میں مراکش شہر میں ہوئی۔ جہاں سے اُنہیں قرطبہ منتقل کیا گیا، جب اُن کا تابوت جس میں اُن کا جسم تھا سواری پر رکھا گیا تو اُس کے وزن کو برابر کرنے کے لئے دوسری طرف اُن کی تالیفات کو رکھ دیا گیا۔ میت کی روانگی کے وقت مَیں کھڑا تھا اور میرے ساتھ ادیب ابو الحسین، محمد بن جبیر کاتب، سید ابی سعید اور میرے ساتھی ابو الحکم عمر بن سراج ناسخ موجود تھے۔ ابو الحکم ہماری طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ کیا آپ نے اُس شخص کی طرف دیکھا جو اپنی سواری میں امام ابن رُشد کے برابر ہے۔ یہ امام ہے اور اُس کی کتابیں اُس

www.maktabah.org

کے اعمال ہیں۔
ابن جبیر نے اُسے کہا! اے بیٹے ہاں! نہیں دیکھا تاکہ تجھے خاموش کرتا۔ پس میں نے اس وعظ و تذکیر کو اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سب پر پر رحم فرمائے۔ میرے سوا اُس جماعت سے کوئی شخص باقی نہیں۔ اور ہم نے اس میں کہا۔

ھٰذا الامام وھٰذہ اعمالہ

یالیت شعری ھل اتت امالہ

یہ امام اور یہ اُس کے اعمال تھے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اُس کا آمال کیا ہُوا۔

فلک کا دَورہ خَلا کو پُر کرتا ہے

یہ قُطب مداوی الکلوم حرکتِ فلک کے راز کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے جس شکل پر پیدا فرمایا ہے۔ اگر وہ اس کے علاوہ شکل پر ہوتا تو صحیح نہیں کہ وجُود میں کوئی چیز پیدا ہو جو اُس کے حیّط کے اندر ہے۔ اس میں حکمتِ الٰہیہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ تاکہ اہلِ بصیرت اشیاء میں اللہ تعالیٰ کے علم کو دیکھیں اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر وہ جاننے والا اور حکمت والا اور معرفتِ ذات وصفات میں ایک علم ہے جس کی طرف اس قطب نے اشارہ کیا ہے۔ پس اگر بغیر دائرہ کے فلک حرکت کرتا تو اُس کی حرکت کے ساتھ خلاء نہ بھرتا۔ اور خلاء میں بہت سے کنارے باقی رہ جاتے اور اس حرکت سے تمام اَمر کی تقویم نہ ہوتی اور حرکت کے ساتھ ان کناروں کے معمور ہونے سے جس قدر کمی ہوتی اُسی قدر نقص ہوتا۔ اور یہ اللہ تبارک و

www.maktabah.org

تعالیٰ کی مشیت اور اسباب پیدا کرنے میں حکمت جاریہ ہے۔

محیط کا تقرّب

اِس قطب نے خبر دی ہے کہ عالم اُن کے مرتبوں اور افلاک کے چھوٹے بڑے ہونے پر محیط اور نقطہ کے درمیان موجود ہے جو کہ محیط کے زیادہ قریب ہے اور جو اُس کے جوف میں ہے اس سے زیادہ وسیع ہے۔ اُس کا دن بہت بڑا اور اُس کا مکان زیادہ فسیح اور اُس کی زبان زیادہ فصیح ہے اور یہ تحقق کی طرف قوت اور صفائی کے زیادہ قریب ہے اور جو عناصر کی طرف انحطاط پذیر ہوتا ہے۔ وہ اس درجہ سے کرۂ ارض کی طرف اُتر آتا ہے اور ہر محیط میں ہر جزء۔ اپنے مافوق ماتحت کے سامنے اپنی ذات کے ساتھ ہے اور ایک چیز دوسری پر زائد نہیں ہوتی۔ اگرچہ ایک وسیع اور دُوسری تنگ ہو۔

آخرت کی خواہشات جائز ہیں

یہ اَمر بڑے کو چھوٹے پر اور وسیع کو تنگ پر وارد کرنے سے ہے۔ بغیر اس کے کہ تنگ کو وسعت دی جائے یا وسیع کو تنگ کر دیا جائے اور سب اپنی ذات کے ساتھ نقطہ کی طرف دیکھتے ہیں اور نقطہ باوجود اپنے چھوٹے ہونے کے اپنی ذات کے ساتھ محیط کی ہر جزء کو دیکھتا ہے۔ پس مختصر محیط ہے اور اُس سے مختصر نقطہ ہے اور اُس کا بالعکس بھی ہے۔ پس دیکھیں جب عناصر کی طرف انحطاط پذیر ہو کر یہ اَمر زمین کی طرف مُنتہی ہُوا تو پانی کی طرح دانوں اور زیتون میں اُس کی مَیل کی زیادتی ہو گئی۔ اور ہر وہ مائع جو برتن میں ہوتا ہے۔ اُس کا میَل اُس کے نیچے چلا جاتا ہے اور مُصفّیٰ اُس کے اُوپر آجاتا ہے اور اس میں معنی یہ ہیں

www.maktabah.org

کہ جو اَمرِ عالمِ طبیعت پاتا ہے وُہ شہوانی کدورتوں، شبہات شرعیہ کے ساتھ علوم و تجلیات کے انوار کے ادراک سے مانع حجاب سے ہے۔ اور زبان، نظر، سماعت، کھلنے پینے لباس، مرکب و نکاح میں عدمِ فتویٰ سے ہے اور شہوانی کدورتوں پر شیفتہ ہونے اور اس میں استفراغ کے ساتھ ہے۔ اگرچہ وہ حلال ہوں اور آخرت میں خواہشات و شہوات سے منع نہیں کیا گیا اور وہ تجلّی کے باعث شہواتِ دُنیوی سے بہت بڑی ہوں گی۔ کیونکہ وہاں بصارتوں پر تجلّی ہوگی اور بصارتیں شہوات کا محل نہیں جب کہ یہاں دُنیا میں ظاہر کے علاوہ بصائر و بواطن پر تجلّی ہے اور بواطن محلِ شہوات ہیں۔ اور تجلّی اور شہوت ایک محل میں جمع نہیں ہوتے۔ اسی لئے عارفین و زُہاد اس دُنیا میں شہوانی لذات اور حطامِ دُنیوی کمانے سے بچتے ہیں اور پرہیز کرتے ہیں اور یہ وہ امام ہے جس نے اپنے ساتھیوں کو یہ بات سکھائی۔

اَبدال سات ہیں

پھر سات رجال ہیں جنہیں اَبدال کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعے ہفت اقلیم کی حفاظت کرتا ہے۔ ہر بدل کے لئے ایک اقلیم ہے اور اُنہی کی طرف رُوحانیّت کے ساتوں آسمان دیکھتے ہیں۔ اور اِن میں سے ہر شخص کی قوّت اُن انبیاء کی رُوحانیّت سے ہے جو اِن آسمانوں میں مکین ہیں۔ اور وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السّلام ہیں جن سے حضرت مُوسیٰ علیہ السلام مِلے ہوُئے ہیں۔ اُن سے حضرت ہارون علیہ السّلام مِلے ہوُئے ہیں اُن سے حضرت ادریس علیہ السّلام اُن کے ساتھ حضرت یُوسف علیہ السّلام اُن کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھ حضرت آدم علیہ السّلام مِلے ہوُئے ہیں جب کہ حضرت یحییٰ علیہ السّلام، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام کے درمیان آتے جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

اِن ساتوں اَبدالوں کے دِلوں پر اِن انبیاء علیہم السّلام کے حقائق کا نزول ہوتا ہے۔ اور یہ ساتوں کواکب اُن کی طرف دیکھتے ہیں اُس چیز کے ساتھ جو اللّٰہ تبارک و تعالیٰ نے اِن ساتوں، آسمانوں کی حرکت میں اسرار و علوم اور آثارِ علویہ و سفلیہ سے اُن کے سپرد کی ہے۔ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واوحی فی کل سماء امرھا (پ۲۴ سورۃ حم السجدۃ آیت ۱۲)

اور اُس کا اَمر ہر آسمان میں وحی کیا گیا ہے۔

اَبدال کے علوم و اقالیم

پس اُن کے لئے اُن کے دلوں میں ہر ساعت میں اور ہر دن میں اُس کے مطابق ہوتا ہے جو اُسے اِس ساعت کا صاحب اور اُس دن کا سلطان عطا کرتا ہے۔ ہر علمی اَمر جو اتوار کے دن ہوتا ہے وہ حضرت ادریس علیہ السّلام کے مادہ سے ہوتا ہے اور اُس روز عنصر میں جو علوی اثر ہوا اور آگ میں ہوگا وہ صاحبِ آفتاب سے ہوگا اور اُس میں اُس کی نظر اللّٰہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی جاتی ہے اور اُس روز جو اثر پانی اور مٹی کے عنصر میں ہوگا۔ وہ چوتھے فلک کی حرکت سے ہے اور یہ اُس شخص کا مقام ہے جو ان اقالیم سے چوتھی اقلیم کی حفاظت کرتا ہے، اَبدال میں سے اِس مخصوص شخص کو اِس اقلیم کے علوم سے علم اسرارِ رُوحانیات، عِلم نُور و ضیاء، علم برق و شعاع اور ہر جسم مستنیر کا علم حاصل ہوتا ہے اِس لئے وُہ روشنی اور اُس کے مزاج کو جان لیتا ہے جو اُسے یہ قبولیت عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ حیوانات سے جگنو اور جیسا کہ نباتات سے انجیر کے درخت کی جڑیں، جیسا کہ حجرِ مہی و یاقوت اور حیوانوں

www.maktabah.org

کے بعض گوشت ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں اُسے معدنیات و نباتات، حیوان و انسان اور فرشتے کے بارے میں علمِ کمال اور حرکت مستقیمہ کا علم ہوتا ہے۔ جہاں بھی وہ حیوانات یا نباتات میں ظاہر ہو اور اُسے علمِ معالم تاسیس و انفاس انوار اور علمِ خلع ارواح تدبرات حاصل ہوتا ہے اور اُسے مبہم امور کی وضاحت اور دقیق مسائل کی مشکل کے حل کا علم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اُسے نغماتِ فلکیہ و دولابیہ اور اوتاد وغیرہ سے آلاتِ طرب کی آوازوں کا علم اور دونوں کے درمیان اور طبائع حیوانات اور جو اِس سے نباتات کے لئے ہے علمِ مناسبت ہوتا ہے اور اُسے اُس کا علم ہوتا ہے جو اُس کی طرف رُوحانی معنے اور معطر خوشبوئیں منتہی ہوتی ہیں اور اُسے اُن خوشبوؤں کے مزاج کا علم ہوتا ہے کہ وُہ کیوں پھرتی ہیں اور ہوا انہیں کیسے سُونگھنے والے اِدراک کی طرف منتقل کرتی ہے۔ اور کیا وہ جوہر ہے یا عرض ہے۔

یہ ہر چیز اُسے پہنچتی ہے اور صاحب اقلیم ہٰذا اُس دن میں اور تمام دنوں میں اِس فلک حرکت کے حکم ساعتوں میں علم رکھتا ہے۔ اور جو اُس میں کواکب کا حکم اور جو اِس میں نبی کی رُوحانیت سے ہے۔ ایسے ہی جمعہ کا دَورہ پُورا ہونے تک ہوتا رہتا ہے۔

پیر کے دن کا عِلمی اَمر

ہر عِلمی اَمر جو پیر کے دن ہوگا۔ وُہ حضرت آدم علیہ السلام کی رُوحانیت سے ہے اور ہر اثرِ علوی جو ہوا اور آگ کے عُنصر میں ہوتا ہے وُہ چاند کی گردش سے ہوتا ہے اور ہر سفلی اثر جو پانی اور مٹّی کے عُنصر میں ہوتا ہے آسمانِ دُنیا کے

www.maktabah.org

فلک کی حرکت سے ہوتا ہے اور اِس شخص کے لئے ساتویں اقلیم ہے۔ اِس بدل کے لئے فی نفسہٖ علُوم سے جو پیر کے دن میں اور ایام جمعہ کی ساعتوں سے ہر ساعت میں حاصل ہوتا ہے اُس سے ہے جو اِس فلک کے لئے ہے۔ اِس میں عِلم سعادت و شقاوت اور عِلم اسماء، اور جو اُس کے خواص ہیں کا حکم ہوتا ہے۔ اور مدّوجزر اور نفع نقصان کا عِلم ہوتا ہے۔

منگل کا عِلمی اَمر

ہر عِلمی اَمر جو منگل کے روز ہوگا وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی رُوحانیت سے ہے اور ہر علوی اثر جو آگ اور ہَوا کے عُنصر میں ہوتا ہے وہ رُوحانیتِ احمر سے ہوتا ہے اور ہر سِفلی اثر جو پانی اور مٹّی میں ہوتا ہے پانچویں فلک کی حرکت سے ہے اور اِس بدل کے لئے اقالیم سے تیسری اقلیم ہے۔ اِس دن میں اور دنوں کی ساعتوں میں جو علُوم اُسے عطا ہوتے ہیں وہ مُلک کی تدبیر اور سیاست کا علم اور حمیّت و حمایت اور لشکروں کی ترتیب و قتال اور جنگی چالوں کا عِلم ہے، علاوہ ازیں قربانیوں اور ذبح حیوان کا عِلم اور ایّام قربانی کے اسرار اور تمام مکانوں میں اُس کے سریان کا علم اور ہدایت و گمراہی کا عِلم اور دلیل سے شُبہ کی تمیز کا عِلم ہے۔

بُدھ کا عِلمی اَمر

ہر عِلمی امر جو بُدھ کے روز ہو گا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رُوحانیت سے ہے اور وہ نُور کا دن ہے اور اس طریق میں ہمارے دخُول میں اُس کی نظر ہے جس پر ہم اِس روز ہیں اور آگ اور ہَوا کے عنصر میں جو اثر ہوتا ہے

www.maktabah.org

وُہ اپنے فلک میں کاتب کی گردش ہے اور ہر سفلی اثر جو پانی اور مٹی کے رُکن میں ہوگا وہ دوسرے آسمان کے فلک کی حرکت سے ہوتا ہے اور اس دن کے صاحبِ بدل کے لئے چھٹی اقلیم ہے اور آسے اُس روز میں اور دنوں سے اُس کی ساعت میں جو علوم حاصل ہوتے ہیں اُن میں سے علمِ اوہام والہام ووحی، علمِ قیاسات وآراء اور رویاء وعبادت، علمِ اختراعِ کاریگری اور عطروت، علمِ غلط جو عین الفہم کے ساتھ متعلق ہے، علمِ تعلیم وکتابت، علمِ آداب وزجر، علمِ کہانت وسحر اور طلسمات وعزائم ہے۔

جمعرات کا علمی اَمر

ہر علمی اَمر جو جمعرات کے دن میں ہوگا وُہ حضرت مُوسٰی علیہ السّلام کی رُوحانیت سے ہے اور آگ اور ہوا کے رُکن میں ہر علوی اثر مُشتری کی گردش سے ہوتا ہے اور پانی اور مٹی میں ہر سفلی اثر اُس کے فلک کی حرکت سے ہوتا ہے، اس بدل کے لئے اقلیموں سے دوسری اقلیم ہے اور اِس روز اور دنوں سے اُس کی ساعتوں میں جو علوم حاصل ہوتے ہیں اُن میں علمِ نباتات ونوامیس، علمِ اسبابِ خیر اور مکارمِ اخلاق، علمِ قربات، علمِ قبولِ اعمال اور اُن کے صاحب کی انتہاء کہاں ہے کا علم ہے۔

جُمعہ کا علمی اَمر

ہر علمی اَمر جو جمعۃ المبارک کے روز ہوگا اُس شخص کے لئے ہے جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ پانچویں اقلیم کی حفاظت فرماتا ہے پس وہ حضرت یُوسف علیہ السّلام کی رُوحانیت سے ہے اور ہر علوی اثر جو آگ اور ہوا کے رُکن میں ہوگا، زہرہ

www.maktabah.org

ستارے کی نظر سے ہوتا ہے اور ہر سفلی اثر جو پانی اور زمین کے رکن میں ہوگا فلک زہرہ کی حرکت سے ہوتا ہے اور یہ اُس امر سے ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر آسمان میں وحی فرماتا ہے اور یہ آثار وہی امرِ الٰہی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان نازل ہوتا ہے اور ہر وہ چیز جو دونوں کے درمیان پیدا ہوتی ہے جو اِس سے آسمان کے درمیان اور وہ جو زمین کے درمیان نازل ہوتا ہے آسے اِس تنزول سے قبول کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(الطلاق آیت ۲)

یعنی اُس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور اُن کی مثل زمین سے ہے دونوں کے درمیان اَمر نازل ہوتا ہے تاکہ جان لو بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور قدرت کا تعلق ایجاد کے ساتھ ہے پس ہم نے جان لیا کہ اِس تنزّل کا مقصود تکوین یعنی پیدائش ہے۔ اِس دن اور دنوں سے اُس کی ساعتوں میں جو علوم آسے حاصل ہوتے ہیں اُن میں سے حضرت جمال واِنس سے علم تصویر اور علم احوال ہے۔

ہفتہ کا علمی اَمر

ہر علمی اَمر جو ہفتہ کے دن میں ہوگا۔ اُس کا بدل وہ ہے جو پہلی اقلیم کی حفاظت کرتا ہے پس وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی رُوحانیت سے ہے اور اِس دن میں جو علوی اثر آگ اور ہوا کے رکن میں ہوگا وہ اپنے فلک میں کیوان ستارے کی حرکت سے ہوتا ہے اور جو سفلی اثر زمین اور پانی میں ہوگا وہ اُس کے فلک

www.maktabah.org

کی حرکت سے ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کواکب سیّارہ کے حق میں فرمایا ہے۔ کل فی فلک یسبحون اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَبِالنجم ھُم یُھتَدُونَ یعنی وہ ہر فلک میں پھرتے ہیں اور وہ ستاروں کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں پس انہیں اُن کے ساتھ ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے، اِس دن میں اور باقی ایّام کے شب و روز سے اُس کی ساعتوں میں اُسے جو علوم حاصل ہوتے ہیں اُس میں علمِ ثبات و تمکین، علمِ دوام و بقاء اور اِن ابدال کے مقامات کے ساتھ اس اِمام کا علم اُن کے ہجیرہ سے ہے اور کہا کہ مقام اوّل اور ہجیرہ کی مِثل کوئی چیز نہیں اور اِس کا سبب اُس کی اوّلیت کا ہونا ہے کیونکہ اگر اُس کے لئے پہلے مِثل ہوتی تو اُس کی اوّلیت درست نہ ہوتی پس اُس کا ذکر اُس کے مقام کی مناسبت سے ہے اور دوسرے شخص کا مقام اُس کے ہجیرہ میں ہے۔ البتّہ میرے ربّ کے کلمات خرچ ہونے سے قبل سمندر خرچ ہو جائے گا اور یہ مقام علمِ الہٰی ہے اور اِس کا تعلّق لامتناہی ہے۔

یہ اوصاف میں سے دُوسرا وَصف ہے کیونکہ اوصاف میں سے پہلا وصف زندگی اور اُس کے بعد علم ہے۔ اس شخص کا ہجیر تیرا وَصف ہے اور اُس کا مقام ہے۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ اور وہ تمہارے نفسوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔

اور یہ تیسرا مرتبہ ہے۔ کیونکہ پہلی نشانیاں اسمآ الٰہیہ اور دوسری نشانیاں آفاق میں ہیں اور وہ نشانیاں جو دوسری نشانیوں سے مِلی ہوئی ہیں ہمارے نفسوں میں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ

حٰمٓ السجدہ آیت ۵۳

ہم اُنہیں اپنی نشانیاں آفاق اور اُن کے نفسوں میں دِکھائیں گے۔

www.maktabah.org

پس اِس لئے ابدال سے اِس تیسری بحیر کے ساتھ مختص ہُوا اور بحیرہ میں چوتھا مقام یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَابًا ہے۔ یعنی کاش میں مٹی ہوتا اور یہ اُن ارکان سے چوتھا رُکن ہے جو مرکز طلب کرتا ہے اُس کے نزدیک جو اِس کے ساتھ کہتا ہے۔

نقطہ کا قریبی کُرّہ زمین ہے

نقطہ کے لئے قریب تر کُرّہ زمین ہے اور یہ نقطہ محیط کے وجود کا سبب تھا۔ پس وہ اشیاء کے مُوجد اللہ تبارک و تعالیٰ سے قُرب طلب کرتا ہے جو اُسے سوائے تواضع کے حاصل نہیں ہوتا اور زمین سے بڑھ کر تواضع میں کوئی نہیں اُترتا۔ یہی منبع ہائے علوم ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور جو بارشوں سے پانی اُترتا ہے وہ رطوبتوں کے بخارات ہیں جو زمین سے اُٹھتے ہیں پس اِن سے چشمے اور نہریں جاری ہوتی ہیں اور اِن سے آسمانی فضا کی طرف بخارات نکلتے ہیں پس پانی حل ہوتا ہے اور بارش اُترتی ہے اِس لئے چوتھا چوتھے ارکان سے مختص ہُوا اور مقام پانچواں ہے۔

فَاسْئَلُوۡا اَھۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ٥

پس اہلِ ذکر سے سوال کرو۔ اگر تم نہیں جانتے۔

اور نہیں سوال کرتا۔ مگر مولود کیونکہ طِفل مقامِ طفولیت میں ہوتا ہے اور سوال کرتا ندا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاللّٰہُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّھٰتِکُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا (النحل آیت ۷۸)

تمہیں تمہاری ماؤں کے بطنوں سے نکالا تم کسی چیز کو نہ جانتے تھے۔

پس وہ نہیں جانتا یہاں تک کہ سوال کرے پس بیٹا پانچویں مرتبہ میں ہے کیونکہ اُس کی مائیں چار ہیں اور وہ مائیں چاروں ارکان ہیں تو وہ عین

www.maktabah.org

پانچواں ہے اِس لئے ابدال کے درمیان پانچویں بدل کے بحیرکا سوال ہے۔ رہا چھٹے کا مقام تو وہ بحیرہ ہے۔ اُفَوِّضُ اَمرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ یعنی مَیں اپنا اَمر اللّٰہ کے سپُرد کرتا ہُوں اور یہ چھٹے کے لئے چھٹا مرتبہ ہے اور چھٹا اُس کے لئے ہوگا کیونکہ پانچویں مرتبہ میں ہے جیساکہ ہم نے پُوچھنے کا ذکر کیاکہ وُہ نہیں جانتا تھا۔ جب اُس نے پُوچھا تو اُسے اِس کا علم ہُوا اور جب علم ہوگیا تو اُس کا علم اُس کے رَبّ کے ساتھ متحقق ہوگیا۔ پس اُس نے اپنا اَمر اُس کے سپُرد کردیا۔ کیونکہ اُسے علم ہوگیا کہ اِس کا اَمر اُس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وَاِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔ اور اللّٰہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

آدم کا ساتواں مرتبہ ہے

پس کہا! مَیں نے جان لیاکہ میرے اَمر کا مالک اللّٰہ تبارک وتعالیٰ ہے اور وُہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ مَیں نے جان لیاکہ اِس میں سپُرد کرنا میرے لئے زیادہ راجح ہے تو اِس کے لئے اُسے بحیر پکڑا اور ساتواں مقام انا عرضنا الامانۃ ہے۔ یعنی ہم امانت لَوٹاتے ہیں اور اِس کے لئے ساتواں مرتبہ ہے اور تکوینِ آدم جو انسان سے تعبیر ہے وہ بھی ساتویں مرتبہ میں ہے۔ کیونکہ وہ عقل سے پھر نفس پھر ہَبا، پھر دو فاعلوں اور پھر دو منفعلوں سے ہے یہ چھ ہیں پھر وُہ انسان جو حضرت آدم علیہ السلام ہیں ساتویں مرتبے میں پیدا ہوئے۔

اور جب انسان سُنبلہ میں تھا اور اِس کے لئے زمانہ سے دلالت میں سات ہزار سال تھے تو اُس مُدّت سے انسان ساتویں مرتبہ میں پایا گیا پس اُس نے امانت کو سات کے تحقق کے ساتھ اُٹھایا اور وُہ ابدال سے ساتواں تھا اِس لئے اُس نے اِس آیت کو بحیرہ پکڑا۔

www.maktabah.org

وہ اپنے ہیکل میں تھا

ہم نے آپ کے لئے ابدال کے مراتب ظاہر کر دیتے ہیں اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ یہ قطب جو مداوی الکلوم ہے اپنی قید کے زمانہ میں اپنے ہیکل میں تھا۔ اور جب عالم میں اس کی ولایت وقف ہو گی تو اس کے لئے ستر تبلیلوں نے وہ سب کچھ وقف کر دیا جو ان میں معارفِ الٰہیہ اور اسرارِ وجود سے ظاہر ہوا تھا اور اس کا کلام سات سے کبھی نہیں بڑھا اور وہ اپنے ساتھیوں میں طویل عرصہ ٹھہرا رہا اور وہ اپنے زمانے میں اپنے ساتھیوں سے ایک فاضل شخص کا معین و مددگار تھا جو مجلس میں لوگوں سے اس کے زیادہ قریب ہوتا تھا اور اس کا نام مستسلم تھا۔

اس کا جانشین کون تھا

جب اس امام کا وصال ہوا تو مستسلم کو اس کی قطبیت کے مقام میں ولی اور قائم مقام بنایا گیا اور اس کا علمِ زمان اس کے علم پر غالب تھا اور یہ عجیب و غریب علم ہے جس سے ازل کی پہچان ہو جاتی ہے اور اس سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ اس علم کو رجال سے افراد کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ دہرِ اول اور دہر الدہور سے تعبیر ہوتا ہے۔

اس ازل سے زمانہ پایا گیا اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام دہر ہوا اور وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "لاتسبوا الدہر فان اللہ ہو الدہر" یعنی زمانے کو گالی نہ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ زمانہ ہے اور یہ حدیث درست اور ثابت ہے اور جیسے دہر یعنی زمانہ کا علم حاصل ہو جاتا ہے

www.maktabah.org

وہ کسی چیز کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے سے توقف نہیں کرتا کیونکہ اس کے لئے بہت بڑی گنجائش ہوتی ہے اور اس علم سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حق میں متعدد مقالات ہیں جن سے عقائد کا اختلاف ہو گیا اور یہ علم اُن تمام کو قبول کرتا ہے اور ان سے کسی چیز کی تردید نہیں کرتا۔

یہ علم عام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ظرف ہے اور اس کے اسرار عجیب ہیں جس کے لئے عین موجود نہیں اور وہ ہر چیز میں حاکم ہے اور اُس کی نسبت کو حق تعالیٰ قبول کرتا ہے اور اس کی نسبت کو کائنات قبول کرتی ہے اور وہ تمام مُعینہ اور مبہم سے غائب اسماء کا سُلطان ہے۔

پس اس میں اس امام کے لئے یدِ بیضاء ہے اور اُس کے دَہر الدہُور کے علم سے اُس کے لئے حکمتِ دُنیا کا علم ہے جو اہلِ دُنیا کے لعب یعنی کھیل تماشے کے بارے میں ہے۔ اُس کا نام لعب کیوں ہے اور اللہ نے اُسے پیدا فرمایا ہے اور بہت سے لعب وہ ہیں جو زمانے کی طرف منسوب ہیں تو کہتے ہیں کہ زمانہ اپنے اہل کے ساتھ لعب میں مشغول ہے اور یہ سابقہ تعلق ہے اور وہ عاقبت میں حاکم ہے۔

یہ امام کسب کی معرفت رکھنے کے باوجود کسب کی بُرائی کرتا اور اس کے ساتھ نہ کہتا یعنی کسب کے حق میں نہ تھا لیکن وہ اس کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی ہمتوں کے تعلق سے واسطوں کے ساتھ ترقی دیا کرتا تھا۔

جانشین کا جانشین

مجھے خبر دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں حق تعالیٰ کے اسرار سے چھتیس ہزار علوم کی تعلیم دے کر فوت ہوا اور خاص طور پر اُس نے علومِ علویہ سے

www.maktabah.org

پانچ سو علوم کی تعلیم دے کر انتقال کیا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے، بعد ازاں اُس کا قائم مقام ایک فاضل شخص ہُوا جس کا نام مظہر الحق تھا۔ وہ ایک سو چالیس سال زندہ رہنے کے بعد اللہ کو پیارا ہو گیا اور اُس کے بعد اُس کا قائم مقام ہائج ہُوا یہ شخص بہت بڑی شان کا مالک تھا جو تلوار کے ساتھ ظاہر ہُوا۔ ہائج نے ایک سو چالیس سال کی عمر پائی اور ایک جنگ میں شہید ہو گیا۔ اس پر اسماءِ الٰہیہ سے اسمِ قہار کا غلبہ تھا۔ جب یہ قتل ہُوا تو اِس کے بعد اس کا قائم مقام جو شخص ہُوا اُسے لقمان کہتے ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

کیا وہ حضرت لُقمان تھے

لُقمان کا لقب واضح الحکم تھا وہ ایک سو بیس سال تک زندہ رہا اُسے ترتیب و ریاضی اور طبعیات و الٰہیات کے علوم کی معرفت حاصل تھی اور وہ اپنے ساتھیوں کو بہت زیادہ وصیت کیا کرتا تھا اگر وہ حضرت لُقمان علیہ السّلام ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے اُن کی اپنے بیٹے کو وصیت کا ذکر فرمایا ہے جو اُن کے علمِ باللہ میں اُن کے مرتبے پر دلالت کرتا ہے۔

وہ عموم احوال میں اشیاء میں قصد و اعتدال پر تحریض کرتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ اُن کا وصال حضرت داؤد علیہ السّلام کے زمانہ میں ہُوا۔ اُن کے بعد جو شخص اُن کا نائب بنا اُس کا نام کاسب ہے وہ عالمین کے درمیان علمِ مناسبت اور اُس مناسبتِ الٰہیہ میں راسخ القدم تھے جس کے لئے عالم کو اِس صورت پر پیدا کیا گیا جس پر وہ ہے۔

انسان مجموعۂ عالم ہے

یہ امام جب اظہارِ اثر کا ارادہ کرتا ہے جو وجودِ نظر

www.maktabah.org

میں فی نفسہٖ مؤثر کی طرف ہے جس میں عالمِ علوی سے معلوم کے وزن پر مخصوص نظر ہے تو یہ اثر اِس میں بغیر مباشرت اور طبعی حِیلہ کے ظاہر ہو جاتا۔ وہ کہتا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام علمِ افلاک میں ودیعت کیا ہے اور انسان کو تمام رقائقِ عالم کا مجموعہ بنایا ہے پس انسان سے عالم میں ہر چیز کی طرف رقیقہ ہے۔ یہ رقیقہ انسان میں اُس چیز سے ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس چیز کے نزدیک اُن امُور سے ودیعت فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر امین بنائی۔ تاکہ اس انسان کی طرف اَمانت لوٹاتے اور عارف انسان اِس رقیقہ کے ساتھ اس چیز کو حرکت دیتا ہے جو اُس کی مُراد ہے۔

پس عالم میں کوئی چیز نہیں مگر اُس کا انسان میں اثر ہے اور اُس میں انسان کا اثر ہے اِسی لئے اِن رقائق کا کشف اور اِن کی معرفت ہے اور یہ نُور کی شعاعوں کی مِثل ہے اور اِس امام نے اَسّی سال کی زندگی پائی جب اِس کا انتقال ہُوا تو اُس کا وارث ایک شخص بنا جس کا نام جامع الحکم تھا اُس نے ایک سو بیس سال کی عُمر پائی۔ اُس کا ابدال اور شیخ و شاگرد کے اسرار کے بارے میں عظیم کلام ہے اور وہ اسباب کے بارے میں کہا کرتا تھا اور اُسے نباتات کے اسرار عطا ہوتے تھے اور اُس کا ہر عِلم اِس طریق کے اہل کے لئے مختص تھا اور اِس میں پہلے جو ہم نے اُس کا ذکر اِس باب میں کیا ہے وہ بہت ہے اور اللہ ہی حق فرماتا اور سیدھا راستہ دِکھاتا ہے۔

اَلحمدُ للہ پندرھویں باب کا ترجمہ اختتام پذیر ہُوا

---

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

سولھواں باب

منازل سفلیۂ علوم کونیہ اور ان سے مبدا دِ معرفتِ الٰہی کا بیان اور معرفتِ اوتاد و ابدال اور ارواحِ علویہ سے جو اُن سے محبت کرتے ہیں اور اُن کے افلاک کی ترتیب

علم الکتائف اعلام مرتبۃ ... ھی الدلیل علی المطلوب للرسل
وھی التی حجبت أسرار ذی عمہ ... وھی التی کشفت معالم السبل
لھا من العالم العلوی سبعتہ ... من اھلال وخذ علوا الی زحل
لولا الذی أوجد الاوتاد أربعۃ ... رسی بھا الارض فایرنب من المیل
لما استقر علیھا من یکون بھا ... فاعجب لہ مثلا ناھیک من مثل

کثائف کا علم مرتب نشانیاں ہیں اور رسولوں کے لئے مطلوب پر یہی دلیل ہے
یہی وہ امر ہے جس نے نابینا سے اسرار کو چھپا لیا اور یہی وہ امر ہے جس نے راستوں کے معالم کھول دیئے۔

اُس کے لئے عالمِ علوی سے اُس کے سات ہیں جو ہلال سے اور زحل کی طرف بلند ہوتے۔

اگر وہ چار اوتاد پیدا نہ کرتا تو زمین اُس کی طرف میلان سے لڑھک جاتی۔

جب اس پر اس کے ساتھ ہونے والوں کو قرار حاصل ہوا تو اُس کے

www.maktabah.org

لئے خوشی ہے مثلاً آپ مثل سے روکیں۔

شیطان کدھر سے حملہ کرتا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرماتے جاننا چاہیئے کہ ہم اس سے پہلے باب میں ابدال کی منازل، اُن کے مقامات اور ارواحِ علویہ سے اُن سے محبّت کرنے والوں اور اِن کے افلاک کی ترتیب اور آثار سے جو اِن میں تیّرات کے لئے ہے اور جو اُن کے لئے اقلیموں سے ہے بیان کر چکے ہیں۔ پس اِس باب میں جو باقی ہے اُس کو بیان کریں گے جس سے اِس پر منازل سفلیہ کا بیان ہے۔ یہاں اِن جہاتِ اربعہ سے عبارت ہے جہاں سے شیطان انسان کی طرف آتا ہے اِن کا نام ہم نے سفلیہ رکھا ہے کیونکہ شیطان عالمِ اسفل سے ہے چنانچہ وہ انسان کی طرف نہیں آتا۔ مگر اُن منازل سے جو اُس کے مناسب ہیں اور یہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے کی سمتیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ
وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ

(الاعراف آیت ۱۷)

پھر اُن کی طرف اُن کے آگے سے اور اُن کے پیچھے سے اور اُن کے دائیں اور اُن کے بائیں سے آؤں گا۔

شیطان انسان پر بالطبع مدد مانگتا ہے کیونکہ جب وہ شہوات کی اتباع کی طرف بلاتا ہے تو انسان اُس کے لئے مساعدت پیدا کرتا ہے۔ پس انسان کو امر ہُوا کہ وہ اِن جہات سے جنگ کرے اور اِن جہات کو قلعہ بنائے جس کے

www.maktabah.org

ساتھ اُسے شریعت نے حکم دیا ہے۔ اگر اُس کے ساتھ اس کا قلعہ ہوگا تو شیطان اُس سے اُس کی طرف داخلے کا راستہ نہیں پاتے گا۔ اگر وہ آپ کے پاس آپ کے سامنے سے آئے گا تو آپ اُسے ہنکا دیں گے۔ آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسان و جزاء کے طور ہر علوم میں سے آپ کے لئے علوم نور درخشاں ہوں گے۔ اس لئے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی جناب کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی۔

علومِ نور

علومِ نور دو قسموں پر ہیں۔ ۱: علومِ کشف۔ ۲: صحیح فکر کے ساتھ علومِ برہان

پس طریقِ برہان سے اُسے جو حاصل ہوتا ہے وہ وجودِ حق تعالیٰ، اُس کی توحید اور اُس کے اسماء و افعال ہیں۔ گمراہ کُن قادح شبہ کو دُور کرتا ہے۔ پس برہان معطلہ پر رَدّ کرتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر دلالت کرتی ہے جس کے ساتھ وہ اُن اہلِ شرک پہ رَدّ کرتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دُوسرے اِلٰہ مقرر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے سے توحیدِ الٰہی پر دلالت کرتا ہے اور اِس کے ساتھ اُن پر رَدّ کرتا ہے جو اسماء الٰہیہ کے احکام اور کون میں اُس کے آثار کی صحت کی نفی کرتے ہیں اور وہ طریقِ اطلاق سے برہانِ سمعی کے ساتھ اُس کے اثبات پر اور معانی کے طریق سے برہانِ عقلی کے ساتھ دلیل دیتا ہے اور اِس کے ساتھ وہ فلاسفہ سے افعال کی نفی پر رَدّ کرتا ہے اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے فاعل ہونے پر دلالت پیش کرتا ہے اور یہ کہ مفعولات اُس کے لئے سمعاً و عقلاً مراد ہیں۔

علومِ کشف اور شیطان کا پیچھے سے حملہ کرنا

رہے علومِ کشف تو یہ وہ

www.maktabah.org

ہیں جو اُسے مظاہر کی تجلّیات میں معارفِ الٰہیہ سے حاصل ہوتے ہیں اور اگر شیطان آپ کے پاس آپ کے پیچھے سے آئے تو وہ آپ کو اِس طرف بُلائے گا کہ آپ اللہ تعالیٰ پر وہ کہیں جو نہیں جانتے اور آپ نبوّت و رسالت کا دعویٰ کرتے ہُوئے کہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی اُتاری ہے اور یہ اِس لئے ہے کہ شیطان ہر مِلّت میں اور ہر صِفت میں نظر رکھتا ہے جس پر اِس اُمّت میں شارع کی بُرائی آئی ہے۔ تو وہ آپ کو اِس کے ساتھ اَمر کرے گا۔ اور ہر وہ صفت جس پر اُس کی حمد و تعریف آئی ہے۔ اُس سے یہ علی الطلاق روکے گا اور فرشتہ اِس کے بالعکس آپ کو اس سے محمود کا حکم دے گا۔ اور مذموم سے روکے گا۔ تو جب آپ اُسے اپنے پیچھے سے دُور کریں گے تو آپ کے لئے علُومِ صِدق اور اُس کی منازل کے علوم ظاہر ہوں گے اور یہ علُوم کہ صاحبِ صِدق کہاں منتہی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ فِی مَقعدِ الصدق۔ خبردار یہ اُن کا صِدق ہے جو اُنہیں مقتدر بادشاہ کے نزدیک بٹھاتا ہے۔ کیونکہ اقتدار صِدق کے مناسب ہے۔ اِس لئے کہ صِدق کا معنیٰ طاقتور ہے۔ کہتے ہیں کہ رمحٌ صِدق یعنی طاقتور صلیب جب کہ اِس صادق کی صِفت اپنے نفس پر قوی ہونے کی حیثیت سے قوّت ہے تو وہ اُس کے ساتھ مزیّن نہیں ہوتا جو اُس کے لئے نہیں۔ اور وہ اپنے اَقوال و اَحوال اور اَفعال میں حق کا التزام کرتا ہے اور اِس صِدق میں وہ مقتدر بادشاہ کے پاس حق کے ساتھ بیٹھتا ہے یعنی وہ اُس قوّتِ الٰہیہ پر مطلع کرتا ہے۔ جو قوّت اُس کے اُس صِدق میں عطا ہُوئی جس پر وُہ تھا۔ کیونکہ ملک کا معنیٰ شدید بھی ہے تو وُہ مقتدر کے لئے مناسب ہے۔ قیس بن حطیم نے اپنے نیزے کے وَصف میں کہا ہے:

www.maktabah.org

اِس کے ساتھ میری ہتھیلی نے مجھے ہلاک کیا تو میں نے اِس کے سوراخ کو چلا دیا۔ اس کے پیچھے اس کے علاوہ قائم ہونے والے کو دیکھا گیا۔ یعنی میں نے اِس کے ساتھ اپنی ہتھیلی کو سخت کیا۔

کہتے ہیں ملکت العجین میں خمیر کا مالک ہُوں یعنی جب اُس کا خمیر سخت ہو جاتا ہے تو جب آپ کو شیطان کے اُس اَمر میں مخالفت ہو جائے گی جس کے ساتھ وہ آپ کے پاس آیا تو آپ کو ایجاد کے ساتھ اقتدارِ الٰہی کے تعلق کا علم ہو جائے گا۔ اور یہ ہمارے اصحاب سے اہلِ حقائق کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے۔ اور آپ کو عصمت اور حفظ الٰہی کا علم حاصل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ آپ میں آپ کا اور دوسرے کا وہم اثر پذیر نہیں ہو گا تو آپ اپنے رَبّ کے لئے خاص ہو جائیں گے۔

اگر شیطان کا حملہ دائیں طرف سے ہو

اور اگر وہ آپ کے پاس دائیں طرف سے آتا ہے تو آپ اُس پر طاقتور رہیں گے اور اُس کی مدافعت کریں گے۔ کیونکہ جب وہ قوت کے ساتھ موصوف اس جہت سے آپ کے پاس آئے گا تو وہ آپ کی طرف آپ کے ایمان و یقین کو کمزور کرنے کے لئے آئے گا اور آپ پر آپ کے دلائل و مکاشفات میں شبہ ڈالے گا۔ کیونکہ ہر وہ کشف جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے شیطان کے لئے عالمِ خیال سے ایک اَمر ہے جس کے ساتھ وہ آپ کے اُس حال کے لئے مشابہت نصب کرے گا جس پر آپ اُس وقت میں ہیں۔ پس

www.maktabah.org

اگر آپ کے پاس طاقتور علم نہیں ہوگا جس کے ساتھ آپ حق کے اور اُس خیال کے درمیان امتیاز کر سکیں جو آپ کے دل میں آیا ہے تو آپ مقام موسوی پر ہوں گے اور اگر ایسا نہیں تو آپ پر یہ اَمر مُلتبس ہو جائے گا۔ جیسا کہ عوام کے لئے ساحروں نے خیال پیدا کر دیا تھا کہ یہ رَسّیاں اور لاٹھیاں سانپ ہیں جب کہ ایسا نہیں تھا اور جب حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام نے اپنے عصا کو ڈالا تو وہ حرکت کرتا ہُوا سانپ تھا جس سے وہ عادتِ جاریہ کے مطابق اپنے نفس پر خوفزدہ ہو گئے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے سامنے اِس سے پہلے تمام جادوگروں کے جمع ہونے سے قبل یہ معرفت عطا کر دی تھی۔ تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین پر ہوں کہ یہ نشانی ہے اور یہ آنہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اور آپ کا دُوسرا خوف اُس وقت تھا جب جادُوگروں نے رسّیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں تو وہ حاضرین کی نگاہوں میں سانپ بن گئے اور آپ اِس لئے ڈرے تھے کہ شاید لوگوں پر یہ اَمر مُلتبس ہو گیا ہو اور وہ خیال اور حقیقت کے درمیان یا اُس کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اُس کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں فرق نہ کر سکیں۔ پس دونوں خوفوں کا تعلق مختلف ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنے ربّ کی طرف سے ظاہر دلیل اور مضبوط قلب پر تھے جس کے ساتھ آپ کے لئے پہلے جب اِلقائے اوّل میں کہا گیا۔

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ طٰہٰ آیت ۲۱

یعنی اِسے پکڑ لیں اور ڈریں نہیں۔ عنقریب ہم اِسے اِس کی پہلی سیرت پر پھیر دیں گے۔ یعنی عصا لوٹ آئے گا۔ جیسا کہ آپ کی نظر میں تھا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے عصا کو برزخ کے سانپ کی رُوحانیت میں چھپایا

www.maktabah.org

ہُوا تھا۔ پس جب اُس عَصا کو ڈالا گیا تو اُس نے جادُوگروں کے تمام سانپوں کو جو حاضرین کی نظروں نے خیال کئے تھے نگل لیا اور اِن رسّیوں اور لاٹھیوں سے اُن کی نگاہوں میں بظاہر نظر آنے والی کوئی چیز باقی نہ رہی اور یہ لاٹھیوں اور سانپوں کی صُورتوں میں اُن کی حُجتوں پر حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کی حُجّت کا غلبہ تھا چنانچہ جب جادُوگروں نے اپنی رسّیوں اور لاٹھیوں کو ڈالا تو اُن کی اور لوگوں کی نگاہوں نے اُنہیں رسّیاں اور لاٹھیاں ہی دیکھا تو یہ اُنہیں نگل جانا تھا۔ ورنہ رسّیاں اور لاٹھیاں معدُوم نہ ہُوئی تھیں۔ کیونکہ اگر وُہ معدُوم ہو جاتیں تو اُن پر حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے عَصاء میں تلبّس ہوتا اور اُن پر شُبہ داخل ہو جاتا۔ چنانچہ جب لوگوں نے رسّیوں کو رسّیاں دیکھا تو جان لیا کہ یہ طبیعی تدابیر ہیں جنہیں رُوحانی تدابیر کی قوّت مدد دیتی ہے۔ پس حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے عَصا نے سانپوں کی صُورتوں میں رسّیوں اور عَصاؤں کو نگل لیا۔ جیسا کہ ناحق جھگڑنے والے کے کلام کا ابطال دلیل اور حُجّت سے ہوتا ہے نہ کہ اُس کی لائی ہُوئی چیز معدُوم ہو جاتی ہے۔ بلکہ سامعین کے نزدیک وُہ چیز معقول و محفوظ ہوتی ہے اور اُس کے نزدیک اُس کی حُجّت زائل ہو جاتی ہے۔

جب جادوگروں کو اُس حُجّت کی قوّت کا علم اور اندازہ ہو گیا جو حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام لائے تھے اور جان لیا کہ اُس نے اُن کی لائی ہُوئی حُجتوں کو خارج کر دیا ہے اور اُن پر حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کی لائی ہُوئی حُجّت کی صفائی متحقق ہو گئی اُن حُجتوں پر جو وہ لائے تھے اور اُنہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کا خوفزدہ ہونا اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اگر اُن کے اپنے پاس سے ہوتا تو وہ خوفزدہ نہ ہوتے کیونکہ وُہ عادتِ جاریہ کو جانتے تھے۔ پس جادُوگروں کے نزدیک اُن کی نشانی اُن ؑ کا خوف اور لوگوں کے

www.maktabah.org

نزدیک اُن کی نشانی اُن کے عصا کا نِگل جانا تھا۔ پس جادوگر ایمان لے آئے. کہا گیا ہے کہ یہ اسّی ہزار جادوگر تھے اور اُنہوں نے جان لیا تھا کہ اِس مقام پر سب سے بڑی نشانی اُن صورتوں کو نِگل لینا ہے جو ناظرین کی نگاہوں میں تھیں۔ اور اُن کی نگاہوں میں حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کا عصا سانپ کی صورت میں باقی رہا۔ اور اُن کے نزدیک حال ایک ہی تھا۔

پس اُنہوں نے حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کی سچّائی کو جان لیا جس کی طرف وُہ اُنہیں بُلاتے تھے اور یہ کہ جادُو میں معلوم حِیلوں اور صُورتوں سے جو اُمر خارج میں وُہ لاتے ہیں وُہ امرِ الٰہی سے ہے۔ اِس میں حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کا عمل نہیں پس اُنہوں نے بصیرت پر اُن کی رسالت کی تصدیق کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے عذاب پر فرعون کا عذاب اختیار کیا اور دُنیا پر آخرت کو ترجیح دی اور اپنے عِلم سے جان لیا کہ.

ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے.

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے عِلم کے ساتھ ہر چیز کو گھیرا ہُوا ہے.

اور یقیناً حقائق تبدیل نہیں ہوتے اور حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کا عصا کا باطن سانپ کی صورت میں تھا اور لوگوں کی نگاہوں سے اور اُس سے جس نے آپ کو خوف میں مُبتلا کیا باطن میں تھا جس سے اُنہوں نے مشاہدہ کیا۔ پس یہ عِلم کا فائدہ ہے۔

اگر شیطان بائیں طرف سے آئے

اگر شیطان آپ کے پاس بائیں طرف

www.maktabah.org

سے شبہاتِ تعطیل کے ساتھ آئے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت میں شریک کا وجود پیش کرے تو اُسے بھگا دیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر دلائلِ توحید اور علمِ نظر کے ساتھ قوت عطا فرمائے گا۔ کیونکہ پیچھا کرنا معطلہ کے لئے ہے اور اُن کی مدافعت اُس ضرورتِ علم کے ساتھ ہے جس کے ساتھ وجودِ باری تعالیٰ کا علم ہوتا ہے۔

پس خلف یعنی پیچھا تعطیل کے لئے بایاں شرک کے لئے دایاں ضعف اور کمزوری کے لئے اور سامنے سے حملہ آور ہونا اس میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے ہے۔

سوفسطائیہ کی تلبیس

سوفسطائیہ پر یہاں تلبیس داخل ہو گئی ہے اس حیثیت سے کہ اُن کے لئے حواس میں غلطی پیدا ہو گئی اور یہی وہ امر ہے جس کی طرف اہلِ نظر اپنے دلائل کی صحت میں اور علمِ الٰہی وغیرہ میں بدیہات کی طرف سند پکڑتے ہیں۔ پس جب اُن کی غلطی ظاہر کی جائے تو کہتے ہیں۔ ہرگز ایسا علم نہیں جس کی توثیق کی جائے اگر انہیں کہا جائے کہ یہ بھی علم ہے کہ کوئی علم نہیں۔ پس تمہاری سند نہیں اور تم اس کے قائل نہیں ہو۔

وہ کہتے ہیں ہم ایسے ہی کہتے ہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ یہ علم نہیں اور یہ جملہ غلطیوں سے ہے۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ تمہارا یہ قول ہے کہ کوئی علم نہیں اور تمہارا یہ قول بھی ہے کہ جملہ اغالیط سے ہے تو یہ اُس کا اثبات ہے جس کی تم نفی کرتے ہو۔ پس اُن پر اس امر میں شبہ داخل ہو گیا جس میں وہ دلائل میں اُس کی طرف اپنے مقدمات کی ترکیب میں سند پکڑتے ہیں اور یہ

www.maktabah.org

اِس میں اِس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اِس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس سے ہماری حفاظت فرمائی۔ پس ہم نے حِس کے لئے ایک بھی غلط جُملہ مقرر نہیں کیا اور جس چیز کا اِدراک حِس کرتی ہے حق ہے کیونکہ مُوصل ہی حاکم بلکہ شاہد ہے اور عقل ہی وُہ حاکم ہے اور حُکم میں غلطی حاکم کی طرف منسُوب ہوتی ہے، قائلین کے نزدیک غلطی حِس سے معلوم ہوتی ہے اور غیر قائلین کے نزدیک عقل غلطی کرتی ہے جب کہ نظر فاسد ہو یعنی نظرِ فکری کیونکہ نظر صحیح اور فاسد کی طرف منقسم ہے تو یہ وہ ہے جو اُن کے سامنے سے ہوتا ہے۔

پھر البتہ جان لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے بدن کے شہر کی ترتیب میں دو قسمیں مُقرر فرمائی ہیں اور اُس سے دو قسموں کے درمیان مقرر فرمایا جیسا کہ دو چیزوں کے درمیان فاصل ہوتا ہے پس جس میں تمام حِسّیہ اور رُوحانیہ قویٰ ہیں وُہ سَر ہے جسے اعلیٰ قسم میں مقرر کیا گیا اور دوسرے نِصف میں حسّاس قویٰ سے احساسِ لمس کو مقرر فرمایا تو وہ سخت و نرم، گرم و سرد اور رطب و یابس کو اپنی حسّاس رُوح کے ساتھ اپنے بدن میں سرایت کرنے والی اِس خاص قوّت کی حیثیت سے ادراک کر لیتا ہے نہ کہ اِس کے علاوہ۔

قوّتِ جاذبہ اور بیماری کا آنا

رہا قویٰ طبعیہ سے جو اُمر تدبیرِ بدن سے متعلق ہے تو وُہ قوّتِ جاذبہ ہے جس کے ساتھ نفسِ حیوانی اُس چیز کو جذب کرتا ہے جو اعضاء سے جگر اور دِل کی دُرستی کرتی ہے اور قوّتِ ماسکہ اُس کو روکتی ہے جسے عُضو پر قوّتِ جاذبہ نے جذب کیا تھا یہاں تک کہ جو اُس کا منافع ہے اُسے اُس سے

www.maktabah.org

اَخذ کرے۔

اگر آپ کہیں کہ جب منفعت مقصود تھی تو جسم پر بیماری کہاں سے داخل ہوئی تو جاننا چاہیئے کہ جسم کے حق سے زیادہ یا کم غذا ملنے سے بیماری آجاتی ہے تو یہ قوّت اُس کے نزدیک میزانِ استحقاق ہے، چنانچہ جب قوّتِ جاذبہ اُس زیادہ یا کم غذا کو جذب کرے گی۔ جس کی جسم کو ضرورت نہیں تو بیماری ہو گی۔ کیونکہ اُس کی حقیقت جذب ہے میزان نہیں اگر وہ اُسے صحیح وزن پر اخذ کر لیتی ہے تو یہ اُس کے لئے اتفاقاً ہو جانے کے حکم میں ہے اور دوسری قوّت سے قصد کے حکم کے ساتھ نہیں ہوتا اور یہ اس لئے ہے تاکہ محدث اُس کی کمی کو جان لے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ایسے ہی اس میں قوّتِ مدافعت ہے جس کے ساتھ جسم کو پسینہ آتا ہے کیونکہ طبیعت مخصوص مقدار کے ساتھ دفع نہیں کرتی۔ اس لئے کہ وہ میزان سے ناواقف ہے اور وہ مزاج میں طاری ہونے والے اُس دوسرے فضول اَمر کے لئے محکوم ہے جسے شہوانی قوّت عطا کرتا ہے۔ ایسے ہی یہ سب بدن کے تمام بلند و پست میں ساری ہے۔

قویٰ کا محل

رہے تمام قویٰ تو اُن کا محل جسم کا اُوپر کا نصف حصّہ ہے اور یہ نصف دو زندگیوں حیاتِ خون اور حیاتِ نفس کے وجود کا محلّ اشرف ہے تو ان اعضا سے جو عضو مر جاتا ہے اُس سے وہ قویٰ زائل ہو جاتے ہیں جو اس میں وجودِ حیات کے ساتھ اُس کے مشروط وجود سے تھے، اور جو عضو نہیں مرتا اور محل پر کوئی قوّت طاری ہے تو خلل آجاتا ہے کیونکہ اُس کا حکم فساد اور

www.maktabah.org

خبط ہے اور علم صحیح عطا نہیں کرتی۔ جیسا کہ مُحِل خیال ہے۔ جب اُس میں کوئی علت طاری ہوگی تو خیال باطل نہیں ہوگا بلکہ اُس صحت کا قبول کرنا باطل ہو جائے گا۔ جس میں اُس نے علم کو دیکھا اور ایسے ہی عقل اور ہر رُوحانی قوت ہے۔

رہیں حِسّیہ قوتیں تو یہ بھی موجود ہیں لیکن اُن کے اور اُن کے مدرکات کے درمیان اُس عضوِ قائمہ میں حجاب طاری ہو جاتا ہے جس کے ساتھ اُس کی آنکھ وغیرہ سے پانی اُترتا ہے۔

رہے قویٰ تو یہ اپنے محلات میں ہمیشہ رہتے ہیں اور کبھی نہیں ہٹتے لیکن حجاب طاری ہو کر منع کرتے ہیں۔ پس نابینا حجاب کا مشاہدہ کرتا ہے اور وہ اُس کو دیکھتا ہے تو ظلمت کو پاتا ہے تو یہ ظلمت حجاب ہے اور اس کا مشہد حجاب ہے۔

چکھنے والا

ایسے ہی شہد اور شکر کو چکھنے والا جب اُسے کڑوا پاتا ہے تو عضوِ قائم کرنے کے لئے اُس کے ساتھ قوتِ ذائقہ مِلی ہوئی تھی جو کہ صفراء کا پتہ ہے اِس لئے اُس نے کڑواہٹ کا اِدراک کیا تو حِس کہتی ہے میں نے کڑواہٹ کا اِدراک کیا ہے اور حُکم دینے والا اگر غلطی کرے گا تو کہے گا کہ یہ شکر کڑوی ہے اور اگر صحیح کہے گا تو علت کو پہچان لے گا اور شکر پر کڑواہٹ کا حُکم نہیں دے گا اور حِس کا اِدراک قوت نے کیا تھا اُسے پہچان لے گا جب کہ حِس چیز کا مشاہدہ کرتی ہے تو اُسے پہچان لیتی ہے اور وہ ہر حال پر صحیح کہتی ہے اور قاضی خطا بھی کرتا ہے اور درست بھی کہتا ہے۔

www.maktabah.org

علمِ کون اور علمِ مرتبہ

فصل رہی اس منزل سے معرفتِ حق تو جاننا چاہیئے کہ علمِ کون کا ذات کے ساتھ ہرگز کوئی تعلق نہیں اور اس کا تعلق علمِ مرتبہ سے ہے اور وہ اللہ کا نام ہے اور وہ معرفتِ الٰہی پر محفوظ الارکان کی دلیل ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر اسماء افعال سے اور نعوتِ جلال سے ہیں اور اس تعریف کی گئی ذات سے عین و کیف سے غیر معروف مرتبہ کے ساتھ جو حقیقت ہوگی کون ضروری نہیں کہ جس کا صدور ہوگا۔

ہمارے نزدیک اس کے نہ جاننے میں اختلاف نہیں بلکہ اُس پر صفاتِ حدث کی نعوتِ تنزیہہ کا اطلاق ہوتا ہے اور اس کے لئے قِدم اور ازل کے وجود پر جو اطلاق ہوتا ہے وہ یہ اسماء ہیں جو نفیِ اوّلیت اور حدوث کے لائق سلوب پر دلالت کرتے ہیں اور اس میں متکلمین اشاعرہ کی جماعت کے کچھ لوگ ہمارے مخالف ہیں ان کا گمان ہے کہ وہ حق سے صفتِ نفسیہ ثبوتیہ کو جانتے ہیں۔ میں اس کے ساتھ اُن کے لئے حیران ہوں اور ہم نے متکلمین کے اُس گروہ سے اَخذ کیا ہے جسے ہم نے دیکھا ہے جیسا کہ عبداللہ کتانی، ابی عباس اشقر، علمِ کلام میں اور جوزہ کے مصنف ضریر سلاوی جنہوں نے ابوسعید خراز اور ابی حامد اور ان کی مثل لوگوں کے اس قول میں کلام کیا ہے۔ کہ نہیں پہچانتا اللہ کو مگر اللہ۔

رویتِ باری تعالیٰ

رویتِ باری تعالیٰ میں ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے جب کہ ہم

www.maktabah.org

اُسے دارِ آخرت میں آنکھوں سے دیکھیں گے تو وُہ کون ہے جسے دیکھیں گے۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک اُن کا کلام معلوم ہے اور ہم اس کتاب میں اُس کی منازل وغیرہ کے متفرق ابواب میں یہ تحقیق لائے ہیں جو ایماء کے طریق سے ہے تصریح کے ساتھ نہیں کیونکہ میدان تنگ ہے اور عقلیں اِس میں اس کے دلائل کو توڑنے کے لئے متوقف ہیں۔

پس وہ سُبحانہٗ تعالیٰ اُس وجہ پر مرئی ہے جو اُس نے اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بیان فرمائی اور جو اس سے اُس کے ارادہ پر ہے۔ کیونکہ ناظرین کا اُس فرمان کی تاویل میں اختلاف ہے جس کے متعلق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ یہ ہمیں وحی کیا گیا ہے اور بعض سے بعض وجوہ اُولیٰ نہیں ہیں پس ہم نے اس میں غور وخوض ترک کر دیا ہے کیونکہ اِس میں ہمارے کلام کے ساتھ عالم سے اختلاف نہیں اُٹھتا۔ اور اُس کے ساتھ جو اِس میں وارد ہوا ہے۔

اَوتاد و اَبدال

<u>فصل</u> : رہی اوتاد کی وُہ بات جس کا تعلق اِس باب میں اُن کی معرفت سے ہے، تو جاننا چاہیئے کہ اَوتاد میں سے وُہ لوگ جن کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ عالم کی حفاظت فرماتا ہے چار ہیں۔ اُن کے لئے پانچواں نہیں۔ وُہ ابدال میں سے مخصوص ہیں اور اِن میں سے دو امام مخصوص ہیں اور قطب جماعت سے اخص الخاص ہوتا ہے۔

اِس طریق میں ابدال کا لفظ مشترک ہوتا ہے۔ اَبدال کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے جس کی بڑی صفات، اچھے اوصاف میں تبدیل ہو جائیں۔ اور

www.maktabah.org

اِس کا اطلاق مخصوص تعداد پر ہوتا ہے جو بعض کے نزدیک چالیس ہے. اِس صِفت کے لئے جس میں وہ جمع ہیں اور اِن میں سے جو کہتا ہے اُن کی تعداد سات ہے. ہم سے جو لوگ کہتے ہیں سات ہیں. وہ اُوتاد میں سے سات ابدال الگ نکلے ہیں اور ہم سے جو کہتا ہے کہ ابدال سے چار اُوتاد ہیں تو لازماً ابدال سات ہیں اور اِن سات سے وہ چار اُوتاد اور دو امام اور ایک قطب ہے اور یہ جملہ ابدال ہیں. اِن کا نام ابدال اِس لئے ہے کہ اُن میں سے جب ایک فوت ہوتا ہے تو دُوسرا اُس کا بدل ہو جاتا ہے۔ اور چالیس میں سے ایک کو لے لیا جاتا ہے اور تین سو سے ایک کو لے کر چالیس کو پُورا کیا جاتا ہے اور تین سو کو ایک صالح مومن کے ساتھ پُورا کیا جاتا ہے.

اُوتاد و اَبدال کے مقامات

بعض نے کہا ہے کہ انہیں ابدال سے اِس لئے موسُوم کیا جاتا ہے کہ اُنہیں ایسی قوت عطا کی جاتی ہے کہ وہ جہاں چاہیں اپنا بدل چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ اُن سے عِلم پر اُن کے نفوس میں اَمر قائم کرے اور اگر اُن کے عِلم پر نہیں تو وہ اِس مقام کے اصحاب سے نہیں اور بَدل کبھی صُلحاء اُمت سے اور کبھی افراد سے ہوتا ہے اور اُن ابدال کی طرح اُن چار اوتاد کی مثل ہوتی ہے جن کا ذکر ہم نے اِس سے پہلے باب میں رُوحانیتِ الٰہی اور رُوحانیتِ اَلیت میں کیا ہے۔

پس اِن میں سے وہ ہیں جو حضرت آدم علیہ السّلام کے قلب پر ہیں اور وہ ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قلب پر ہیں اور وہ ہیں جو حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے قلب پر ہیں اور وہ ہیں جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ

www.maktabah.org

علیہ وآلہ وسلّم کے قلب اطہرہ پر ہیں ۔

اِن میں سے بعض کی مددگار حضرت اسرافیل علیہ السّلام کی رُوحانیت ہے اور بعض کی مدد حضرتِ میکائیل علیہ السّلام کی رُوحانیت کرتی ہے۔ بعض کی امداد حضرت جبریل علیہ السّلام کی رُوحانیت اور بعض کی امداد حضرت عزرائیل علیہ السّلام کی رُوحانیت کرتی ہے۔

ہر وتد کے لئے بیت اللہ شریف کے ارکان سے ایک رُکن ہے تو جو وتد حضرت آدم علیہ السّلام کے قلب پر ہے اُس کے لئے رُکن شامی ہے اور جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قلب پر ہے اُس کا رُکن حجرِ اسود ہے اور یہ بحمد اللہ ہمارے لئے ہے۔ ہمارے زمانہ میں بعض ارکان سے رُبیع بن محمود ماردینی لکڑہارا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اُس کا جانشین دُوسرا شخص ہُوا، شیخ ابُو علی ہواری کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے کشف میں اُن پر مطلع فرمایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں پہچانتا اور اُسے اُن کی صورتوں کا تحقق ہوتا۔ پس اُس نے اپنی وفات سے پہلے اُن میں سے تین اشخاص کو عالمِ حس میں دیکھ لیا تھا جن میں سے ایک تو ربیع ماردینی کو دیکھا تھا اور دُوسرا شخص جسے اُس نے دیکھا فارس کا تھا اور تیسرا شخص مَیں تھا جسے اُس نے دیکھا تھا۔ اور ہمارے ساتھ رہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ پانچ سو ننانوے (۵۹۹) ہجری میں فوت ہُوا اور مجھے اس کی خبر دیتے ہوئے کہا۔ مَیں نے چوتھے کو نہیں دیکھا اور وہ ایک حبشی تھا۔

اوتاد کے علوم

جاننا چاہیئے کہ یہ اوتاد بہت سے علوم پر حاوی ہوتے ہیں اور اُن کے

www.maktabah.org

لئے وہ علم لازمی ہے جس کے ساتھ وہ اوتاد ہوتے ہیں پس علوم سے زیادہ نہیں ہوتے۔ اِن میں سے وہ ہیں جن کے لئے پندرہ علوم ہیں اور اِن میں سے وہ ہیں جن کے لئے اٹھارہ[۱۸] علم لازمی ہیں اور اِن میں سے وہ ہیں جن کے لئے اکیس[۲۱] علم ہیں اور اِن میں سے وہ ہیں جن کے لئے چوبیس علم ہیں۔ اصنافِ علم کی تعداد کثیر ہے اِن میں سے ہر ایک کے لئے علوم کی اصناف ہیں جو اِس سے اُس کے لئے لازمی ہے۔ کبھی ایک یا وہ سب علم یا جماعت کے تمام علم اور زیادہ بھی جمع کر لیتے ہیں ولیکن اِن میں سے ہر ایک کے لئے خاص وہ ہیں جن کی تعداد ہم نے بیان کی ہے پس وہ اِس میں شرط ہے اور کبھی اُس کے لئے علم نہیں ہوتا اور نہ اُن میں سے کسی ایک کے لئے زائد علم ہوتا ہے اور اُس سے جو علم اُس کے ساتھیوں کے پاس علم ہے جس سے اُن کے پاس نہیں تو اُن سے جو اُس کے لئے اُس وجہ پر ہوتا ہے وہ علم ہے اور وہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ابلیس کی طرف سے یہ قول ہے۔

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ
وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ (الاعراف ۷)

پھر میں اُن کے پاس اُن کے سامنے سے اور اُن کے پیچھے سے اور اُن کے دائیں سے اور اُن کے پیچھے سے آؤں گا۔ اور ہر جہت کے لئے ایک وتد ہے جو قیامت کے دن اُس شخص کی شفاعت اُس جہت سے کرے گا جس طرف سے ابلیس اُس پر داخل ہوا ہوگا

اُوتاد کے علوم کا تعین جس وتد کے لئے وجہ یعنی سامنے کی سمت ہے

www.maktabah.org

اُسے یہ علوم حاصل ہوتے ہیں۔

عِلمِ اصطلام دو وجد اور شوق وعشق اور غامضاتِ مسائل، علمِ نظر، علمِ ریاضت، علمِ طبیعت، علمِ الٰہی، علمِ میزان، علمِ انوار، علمِ سبحات وجیہہ، علم مشاہدہ، علمِ فنا، علمِ تسخیر الارواح، علمِ استنزالاتِ رُوحانیتِ علوی، علمِ حرکت، علمِ ابلیس، علمِ مجاہدہ، علمِ حشر، علمِ نشر، علمِ موازینِ اعمال، علمِ جہنّم، علمِ صِراط،

جس وتد کے لئے بائیں سمت ہے اُسے یہ علوم حاصل ہوتے ہیں۔

علمِ اسرار، علمِ غیوب، علمِ کنوز، علمِ نبات، علمِ معدن، علمِ حیوان، علمِ امورِ مخفی، علمِ آب، علمِ تکوین، علمِ تکوین، علمِ رسوخ، علمِ ثبات، علمِ مقام، علمِ قدم، علمِ فصول مقوّمہ، علمِ اعیان، علمِ سکون، علمِ دنیا، علمِ جنّت، علمِ خلود، علمِ تقلبات یعنی تبدیلی۔

جس کے لئے دائیں سمت ہے اُسے یہ علوم حاصل ہوتے ہیں۔

علمِ برازخ، علمِ ارواحِ برزخیہ، علمِ گفتگوئے طائراں، ہواؤں کی زبان کا علم، علمِ تنزیل، علمِ استحالات، علمِ زجر، علمِ مشاہدۂ ذات، علمِ تحریک نفوس، علمِ میلان، علمِ معراج، علمِ رسالت، علمِ کلام، علمِ انفاس، علمِ احوال، علمِ سماع، علمِ حیرت، علمِ ھویٰ وخواہشات،

جس کے لئے پچھلی سمت ہے اُس کے لئے یہ علوم ہیں۔

علمِ حیات، عقائد سے متعلق علمِ احوال، علمِ نفس، علمِ تجلّی، علمِ منصّات، علمِ نکاح، علمِ رحمت، علمِ تعاطف، علمِ مودّت، علمِ ذوق، علمِ شرب، علم الرّی، علمِ جواہر القرآن، علمِ دُرّ الفرقان، علمِ نفس امّارہ۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہر وتد کے لئے یہ علوم لازم ہیں تو جو اس پر اِن سے زیادہ ہے۔ وہ اختصاص الٰہی ہے۔ ہم نے اَوتاد کے مراتب بیان

www.maktabah.org

کر دیئے ہیں اور ہم اُس باب میں تھے جو پہلے بیان ہُوا اور جو ابدال کے ساتھ محقق ہے اور ہم نے اِس کتاب کی منازل کی فصل میں اُس اَمر کو بیان کر دیا ہے۔ جن اعضاوں کے ساتھ قطب اور دو امام مخصوص ہیں اِسے پُورے طور پر اِس کتاب کے دوسو سترویں باب میں بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا اور سیدھا راستہ دِکھاتا ہے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہ سولھویں باب کا ترجمہ تمام ہُوا۔

---

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سترھواں باب

علومِ کونیہ کے تبدیل ہونے کی معرفت اور علومِ الٰہیہ معاونینِ اصلیہ کا بیان

علوم الکون تنتقل انتقالا　　وعلم الوجه لا یرجو روالا
فتنبتها وتنفیها جمیعا　　ونقطع نجدها حالا فحالا
الهی کیف یعلمکم سواکم　　وشلك من تبارك أو تعالی
الهی کیف یعلمکم سواکم　　وهل غیر یکون لکم مثالا
ومن طلب الطریق بلا دلیل　　الهی لقد طلب المحالا
الهی کیف تهواکم قلوب　　وما ترجو التألف والوصالا
الهی کیف یعرفکم سواکم　　وهل شیٔ سواکم لا ولا لا
الهی کیف تبصرکم عیون　　ولست النیرات ولا الظلالا
الهی لا أری نفسی سواکم　　وکیف أری المحال أو الضلالا
الهی أنت أنت وان انی　　لیطلب من انایتك النوالا
لفقر قام عندی من وجودی　　تولد من غناك فکان حالا
وأطلعنی لیظهرنی الیه　　ولم یرنی سواه فکنت آلا
ومن قصد السراب یرید ما　　یری عین الحیاة به زلالا
انا الکون الذی لا شیٔ مثلی　　ومن انا مثله قبل المثالا
وذا من اعجب الاشیاء فانظر　　عساك تری بمائله استحالا
فما فی الکون غیر وجود فرد　　تنزه أن یقاوم أو ینالا

www.maktabah.org

علوم کو ن منتقل ہوتے رہتے ہیں اور علم وجہ کے زوال کی امید نہیں۔
پس ہم اُن تمام کا اثبات اور نفی کرتے ہیں اور ہم حالاً فحالاً اُس کی بلندی کو قطع کرتے ہیں۔
الٰہی! آپ کو آپ کے سِوا کیسے جان سکتے ہیں اور کیا غیر آپ کی مثل ہو گا؟
الٰہی! جو بغیر دلیل کے راستہ تلاش کرتا ہے وہ محال کو تلاش کرتا ہے۔
الٰہی! تالیف و وصال سے نا اُمید قلوب آپ کی خواہش کیسے کرتے ہیں۔
الٰہی! آپ کے سِوا آپ کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔ کیا آپ کے سِوا کوئی چیز ہے نہیں! نہیں۔ اور نہیں۔
الٰہی! آپ کو آنکھیں کیسے دیکھ سکتی ہیں اور آپ نہ نُور ہیں نہ سایہ ہیں۔
الٰہی! میں اپنے نفس کو آپ کے سِوا نہیں دیکھتا اور نہ محال و گمراہی کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔
الٰہی! آپ آپ ہیں اور بے شک میں میں ہوں تاکہ طالب آپ کی اَنانیت سے بخشش طلب کرے۔
میرے نزدیک میرا وجود محتاجی اور فقر سے قائم ہوا۔ اور آپ کی غِنا سے تولّد ہوا تو یہ حال پایا۔
مجھے مطلع کیا گیا تاکہ مجھے اُس پر ظاہر کیا جائے اور مجھے اُس کے سِوا نہیں دیکھا تو میں آلہ کار ہوں۔
اور جو پانی کے ارادے سے سراب کا قصد کرتا ہے کیا وہ اِس کے

www.maktabah.org

ساتھ چشمۂ حیات سے آبِ زلال دیکھتا ہے۔ میں وہ کائنات ہوں کہ میری مثل کوئی
چیز نہیں اور میں وہ ہوں جس کی مثل پہلی مثالیں ہیں۔
اور یہ تعجب خیز اشیاء سے ہے۔ دیکھیں شاید تمہیں اس کی مماثلت
محال ہو۔
کائنات میں غیر وجود نہیں۔ وہ اکیلا کسی اور وجود کے قیام اور پہنچنے سے
پاک ہے۔

اُس کی ہر روز نئی شان ہے

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرماتے۔ جاننا چاہیئے کہ عالم میں جو کچھ ہے۔ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتا ہے پس عالمِ زمان ہر زمانہ میں اور عالم انفاس ہر نفس میں اور عالمِ تجلی ہر تجلی میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد علت ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ — الرحمٰن آیت ۲۹

وہ ہر روز نئی شان میں ہے۔
اور اس کی تائید اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ — الرحمٰن آیت ۳۰

جنوں اور انسانوں ہم عنقریب تمہارے کام نپٹا دیں گے۔
ہر انسان اپنی حرکات و سکنات میں اپنی ذات سے اپنے دل میں طرح طرح کے خواطر پاتا ہے تو اس تبدیلی سے اعلیٰ و اسفل عالم میں نہیں ہو گا۔

www.maktabah.org

مگر جو ہوگا وہ توجہ الٰہی سے تجلّی خاص سے عین کے لئے ہوگا۔ تو اُس کا استناد اُس تجلّی سے اُسے اُس کی حقیقت عطا ہونے کی حیثیت سے ہوتا ہے۔

علومِ کونیہ

جان لیں کہ معارفِ کونیہ سے وہ علوم ہیں جو اکوان سے ماخوذ ہیں اور اُن کی معلومات اکوان ہیں اور وہ علوم ہیں جنہیں اکوان سے اُخذ کیا گیا اور اُن کی معلومات نسبتیں ہیں اور نسبتیں اکوان نہیں ہیں اور وہ علوم ہیں جو اکوان سے اُخذ ہوتے ہیں اور اُن کا معلوم ذاتِ حق تعالیٰ ہے اور وہ علوم ہیں جو حق تعالیٰ سے اُخذ کیے جاتے ہیں اور اُن کا معلوم اکوان ہیں اور وہ علوم ہیں جو نسبتوں سے اُخذ کیے جاتے ہیں اور اُن کا معلوم اکوان ہیں اور اِن سب کا نام علوم کونیہ ہے اور یہ بھی اپنی معلومات کی مُنتقلی کے ساتھ اپنے احوال اور صُورتِ انتقال میں مُنتقل ہوتے رہتے ہیں۔

انسان ابتدا میں اکوان میں سے کِسی کون کی معرفت طلب کرتا ہے۔ یا اکوان سے اپنی مطلوبہ کائنات پر دلیل پکڑتا ہے تو جب اُسے یہ مطلوب حاصل ہو جاتا ہے اُس میں اُس کے لئے وَجہ الحق کا ظہور ہوتا ہے اور اُس کے لئے یہ وجہ مطلوب نہیں ہوتا تو یہ طالب اُس کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے اور پہلے قصد کو ترک کر دیتا ہے اور عِلم مُنتقل ہو کر اُسے طلب کرتا ہے جو اُسے یہ وجہ عطا کرتا ہے۔ اِن میں سے وُہ ہے جو اِسے پہچان لیتا ہے اور اِن میں سے وُہ ہے جس کا یہ حال ہے اور وُہ اُسے نہیں پہچانتا جو اُس سے منتقل ہُوا اور رہا جو اُس کی طرف منتقل ہوا۔ یہاں تک کہ بعض اہلِ طریق ڈگمگا جاتے ہیں۔ پس کہا جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو ایک حال پر چالیس روز

www.maktabah.org

رہے تو جان لے کہ وہ آئینہ عجیب ہے اور کیا حقائق یہ بتاتے ہیں کہ دو زمانوں یا دو نفسوں سے کوئی ایک حال پر باقی رہے تو الوہیت اُسکے حق میں فعل معطل کر دیتی ہے یہ وہ امر ہے جسکا تصور سوائے اِس بات کے نہیں کیا جا سکتا کہ یہ عارف نہیں جانتا کہ امثال میں انتقال منتقل ہونے سے کیا مراد ہے، تو کسی چیز سے اُسکی مثل کی طرف مع الفاس کے منتقل ہو تو اُس پر صورت کا التباس اُس پر اُس شخص کے بدلنے سے ہے جس کا پہلا حال اُس کے تخیل میں تھا"

جیسا کہ کہتے ہیں خلاں ما زال الیوم ماشیا وما قعد اور شک نہیں کہ چلنا بہت سی حرکات ہیں اور یہ ہر حرکت دوسری کی عین نہیں بلکہ یہ اُس کی مثل ہے اور اور آپ جانتے ہیں کہ اِس کے انتقال کے ساتھ منتقل ہو تو کہتے ہیں، ما تغیر علیہ الحال وکم تغیرت علیہ من الاحوال"

فصل - علوم الٰہیہ کے انتقالات

رہے علوم الٰہیہ کے انتقالات تو یہ وہ استرسال ہے جس کی طرف امام حرمین ابو المعالی گئے ہیں اور وہ تعلقات ہیں جن کی طرف محمد بن عمر بن خطیب رازی گئے ہیں،

رہے ہم اہل طریقت میں سے قدم راسخ والے حضرات تو وہ یہاں لفظ انتقالات نہیں کہتے کیونکہ حق تعالٰے کے ہاں چیزیں مشہود و معلوم اور اعیان و احوال انہی صورتوں پر ہیں جن پر تھے۔ اور ان میں سے جو شخص ان اعیان کو اُس طرف پر پاتا ہے جو لا متناہی نہیں تو وہ نہ ابن خطیب، کے مذہب پر "تعلقات" کی بات کرتا ہے اور نہ امام حرمین ابو معالی کے مذہب پر استرسال ہوگا اللہ ان سب پر راضی ہو"

www.maktabah.org

درست عقلی دلیل

اور درست عقلی دلیل وہ امر عطا کرتی ہے جس کی طرف ہم گئے ہیں اور یہ وہ ہے جس کا ذکر اہل اللہ نے کیا ہے اور وہ اس پر اُس امر سے واقفیت رکھتے ہیں جو اُنہیں کشف اُس مقام سے عطا کرتا ہے جو طور عقل سے وراء ہے تو تمام نے اس کی تصدیق کی ہے اور ہر قوت اپنی حیثیت کے مطابق عطا کرتی ہے۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے اعیان کو بنایا تو بیشک اُس کے لئے بنایا جو اُس کے لئے نہیں اور یہ اُس کے حالات ہیں جو مکان و زمان کے اختلاف پر مکان و زمان کے ساتھ ہیں تو اُس کے لئے اِن اعیان و احوال سے تتالی و توابع پر ایک کے بعد دوسری چیز کا کشف ہے اور یہ کشف محدود نہیں بلکہ لامحدود لامتناہی کی طرف ہو گا، تو اللہ تعالےٰ کی طرف نسبت کا امر ایک ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا؛

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ[1]

یعنی اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک جھپکنا"

اور نفس میں گنتی کی کثرت ہے اور یہ امر ہمیں اِس وقت حاصل ہے اور ہم پر اس میں اختلال میں نہیں اور کثرت میں وحدت کا امر نہ ہمارے ہاں غائب ہوتا ہے اور نہ زائل اور اس امر کی ہر وہ شخص گواہی دے گا جو یہاں اِس مثال کو سمجھنے سے ذوق لے گا کہ وحدت میں کثرت اُسی طرح ہے جیسے ایک شخص کے مختلف احوال ہوتے ہیں"

---

[1] القمر آیت ۵۰

www.maktabah.org

صُورت کی صُورت کشی کی گئی جس پر وُہ ہے۔ ایسے ہی ہر شخص ہے اور آپ کے اور اِن صُورتوں کے درمیان پردہ ڈال دیا گیا۔ پس آپ کے لئے اُن سے صُورتیں کھولی جاتی ہیں اور آپ منجملہ اُس کے ہیں جس کے لئے اُس میں صُورت ہے پس پردہ اُٹھنے کے وقت ایک ہی نظر کے ساتھ آپ اُن سب کا اِدراک کرلیں گے۔

پس اِس مطابقت میں اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ نے اِن صُورتوں سے اعراض نہیں فرمایا بلکہ اُن کے لئے اُن سے کشف فرمایا اور اُن کے لئے اُن کی حالتِ وجُود کو ملتبس فرمایا۔ پس اُنہوں نے اپنے نفس کا معائنہ کیا جس پر وُہ صُورتیں ہمیشہ رہیں گی۔ اور حق تعالیٰ کی نظر کے حق میں نہ ماضی کا زمانہ ہے نہ مستقبل کا۔ بلکہ اِس میں صُورتوں کی تعداد کے ساتھ اُن کے مراتب اُسے معلوم ہیں اور اُن کے مراتب تناہی اور حصر کے ساتھ مُتّصِف نہیں اور نہ اُن کے لئے حَد ہے کہ اُس کے نزدیک توقّف ہو۔

اَیسے ہی تمام ممکنات کا اُن کے عدم و وجُود کے حال میں حق تعالیٰ کا اِدراک ہے تو اُس پر اُس کے خیال میں احوال متنوّع ہیں تو اُس کے علم میں نہیں۔ اِس علم کے لئے اُنہوں نے کشف سے استفادہ کیا ہے نہ کہ اُس حالت پر جو اُن کے نزدیک نہ تھی۔ پس اِس کی تحقیق کریں کیونکہ یہ مسئلہ مخفی اور گہرا ہے جس کا تعلّق قدر کے راز سے ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے بہت کم لوگ اِس پر واقفیت رکھتے ہیں۔

خُدا کے ساتھ علم کی اقسام

رہا ہمارے عِلم باللہ کا تعلّق تو یہ دو قسموں پر ہے۔ قسمِ اوّل ذاتِ

www.maktabah.org

الٰہیہ کی معرفت ہے اور یہ شہود اور رویت پر موقوف ہے لیکن اس رویت کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

قسمِ دوم اُس کے معبود ہونے کی معرفت ہے اور یہ دو امروں پر یا دونوں میں سے کسی ایک پر موقوف ہے اور وہ امرِ عطا ہے اور دوسرا امر نظر اور استدلال ہے اور یہ وُہی اکتسابی معرفت ہے۔

رہا اُس کے مختار ہونے کا علم؟ تو اختیار اُس کی احدیتِ مشیت کے معارض ہے تو جب اِس کے ساتھ توصیف ہوگی تو نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہوگی، اور یہ اُس پر ممکن کی حیثیت سے ہے نہ کہ اُس حیثیت سے ہے جو اُس پر حق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

وَلٰكِنْ حق القول منى

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

افمن حقت عليه كلمة العزاب

اور فرمایا!

ومايبدل القول لدى ق آیت ۲۹

ہمارے یہاں بات نہیں بدلتی۔

اور یہ آیت کتنے اچھے انداز سے پوری فرمائی۔

ومااانابظلام للعبيد ق آیت ۲۹

www.maktabah.org

اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔
اور یہاں قدر کے راز سے خبردار کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس کی مخلوق پر حجتِ بالغہ ہے اور یہ وہ امر ہے جو جنابِ حق تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور یہی وہ امر ہے جو کائنات کی طرف لوٹتا ہے۔

وَلَوْشِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدَاھَا ۔ السجدہ آیت ۱۳

اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو ہدایت پر لے آتے۔
پس ہم نے نہیں چاہا ولیکن استدراک توصیل کے لئے ہے کیونکہ ممکن اپنی حقیقت کے اعتبار سے ہدایت اور گمراہی کے قابل ہوتا ہے تو یہ مقام انقسام ہے اور اس پر تقسیم وارد ہوتی ہے اور نفس الامر میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس میں نہیں مگر ایک امر اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک ممکن حال کی جہت سے معلوم ہے۔
مسئلہ :۔ ظاہر اور معقول امر ہے کہ شاہد کے حق میں عدم مثال کی اختراع اللہ تبارک و تعالیٰ کے امر میں ہمیشہ مشہود معلوم ہے جیسا کہ ہم نے کتاب معرفت باللہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم بالاشیاء میں مقرر کیا ہے۔
مسئلہ :۔ اسماء الٰہی نسبتیں اور اضافات ہیں جو عینِ واحدہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہاں اس میں وجودِ اعیان کے ساتھ کثرت درست نہیں جیسا کہ اس اہلِ نظر کا گمان ہے جسے علمِ باللہ حاصل نہیں۔
اگر اعیان کی صفات زائد ہوتیں اور وہ الٰہ نہیں مگر الوہیت ان کے ساتھ معلول ہوتی ہیں تو یہ امر خالی نہیں کہ یہ عین الٰہ ہوتیں۔ پس اپنی ذات کے لئے علت نہیں ہوتی یا وہ نہ ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس علت

www.maktabah.org

کے لئے معلول نہیں جو اُس کی عین نہیں۔ کیونکہ علّت رُتبہ کے ساتھ معلول پر مُقدم ہے تو اِس سے اللہ تعالیٰ کے لئے اِن اعیانِ زائدہ کے لئے معلول ہونے سے مُحتاجی لازم آتی ہے جو اُس کے لئے علّت ہیں اور یہ مُحال ہے۔

پھر یہ امر بھی ہے کہ معلول چیز کے لئے دو علّتیں نہیں ہوں گی اور یہ بہت سی ہیں اور اِلٰہ نہیں ہوگا مگر اِن کے ساتھ تو یہ باطل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر اسماء و صفات اعیانِ زائدہ ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ظالموں کے قول سے بُلند و بزرگ ہے۔

مسئلہ:۔ آئینے کی صُورت میں برزخی جسم ہے جیسا کہ سونے والا اُس صُورت کو دیکھتا ہے جب وُہ خارجی صُورت کے موافق ہو۔ اور ایسے ہی مُردہ اور مکاشف ہے جب آئینہ ایک خاص شکل پر ہُوگا تو جو اُسے برزخ سے عطا کیا جائے گا۔ آئینے کی صُورت اُسے بہت سچ دکھائے گی اور جرم کی مقدار خاص ہوگی۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو جو اُسے عطا کیا جائے گا اُس کی پُوری تصدیق نہیں کرے گا۔ بلکہ بعض کی تصدیق کرے گا۔

جاننا چاہیئے کہ دیکھی جانے والی شکلیں مختلف ہیں تو صُورتیں بھی مختلف ہیں۔ اگر مرئیات کی طرف انعکاس کے ساتھ دیکھا جائے گا جیسا کہ بعض لوگ دیکھتے ہیں تو دیکھنے والا اُس کا اِدراک اُس حیثیت سے کرتا ہے جس پر اُس کا جُرم بڑا یا چھوٹا ہے اور ہم چھوٹے صقیل جسم کو دیکھنے میں بڑی صُورت کو فی نفسہٖ چھوٹی کو دیکھتے ہیں۔ ایسے ہی بڑا صقیل جسم دیکھنے والے کی آنکھ میں صُورت کو بڑا کر دیتا ہے اور اپنی حد سے نکل جاتا ہے ایسے ہی چوڑا لمبا اور موجزن ہے۔

انعکاسات یہ امر عطا نہیں کرتے تو ہمارا کہنا ممکن نہیں مگر یہ کہ صقیل

www.maktabah.org

جسم اُن امُور سے ایک ہے جو صُوَرِ برزخیہ عطا کرتا ہے۔ لہٰذا اس میں روئیت کا تعلق نہیں مگر محسُوسات کے ساتھ کیونکہ خیال صُورتِ محسُوسہ کو پکڑتا ہے یا اُسے پکڑتا ہے جو اجزاءِ محسُوسہ سے مرکّب ہو۔ جس کی ترکیب قوّتِ متصوّرہ سے ہو، پس وُہ صُورت عطا کرتی ہے جس کے لئے حِس میں ہرگز وجُود نہیں لیکن وُہ اجزاء ہیں جن سے اس محسُوسہ صُورت کی ترکیب ہُوئی۔ اِس لئے دیکھنے والے کو شک نہیں ہوتا۔

مسئلہ :- تمام کے نزدیک موجودات میں جو کامل ترین پیدائش ظاہر ہُوئی وُہ انسان ہے۔ کیونکہ انسان صُورت پر پیدا کیا گیا ہے نہ کہ یہ کمال حیوانِ ناطق انسان اور اُس کی صُورت کے لئے ہے لیکن یہ لازم نہیں آتا کہ وُہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک افضل ہو تو وُہ مجموعی اعتبار سے کامل تر ہو۔ اگر وُہ کہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ
وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ المومن آیت ۵۷

بے شک عقل مندوں کے نزدیک آسمانوں اور زمین کا بنانا آدمیوں کے بنانے سے بہت بڑھ کر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

انسان کی بڑائی رُوحانیت کے اعتبار سے ہے

اِس آیت کریمہ سے معلوم ہُوا کہ جرم میں بڑا ہونا مُراد نہیں بلکہ معنیٰ میں بڑا ہونا مُراد ہے۔ ہم اس کے لئے کہتے ہیں کہ یہ سچ ہے۔ لیکن کس نے کہا کہ وُہ رُوحانیت میں اس سے بڑا ہے بلکہ آسمانوں اور

www.maktabah.org

زمین کے معنی اُس حیثیت سے ہیں جو دونوں میں سے ہر ایک پر دونوں کے اجرام کے لئے خاص نظم سے مُفرد معنی کے طریق سے دلالت کرتے ہیں تو یہ جسم انسان سے معنی میں بڑے ہیں نہ کہ ہر انسان سے، اِس لئے آسمانوں اور زمین کی حرکت سے مُولدات و تکوینیات کے اَعیان کا صدُور ہوتا ہے اور انسان اپنے جُرم کی حیثیت سے مُولدات سے ہے اور یہ انسان سے صادر نہیں ہوتا اِس سے ہی عناصر کی طبیعت ہے اِس لئے دونوں انسان کی تخلیق سے بڑے ہیں کیونکہ دونوں انسان کے لئے والدین کی طرح ہیں اور یہ اُس اَمر سے ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان نازل ہوتا ہے اور ہم اُس اَمر کو انسانِ کامِل میں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ کامل تر ہے۔ رہا انسان کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک افضل ہونا ہ تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ وَحدَہٗ کے لئے ہے۔ کیونکہ مخلوق نہیں جانتی نفسِ خالق میں کیا ہے سِوائے اُس کے جس کا عِلم اُس کی طرف سے عطا ہو۔

مسئلہ:۔ حق تعالیٰ کے لئے نفیہ ثبُوتیہ صفت نہیں سِوائے ایک کے اُس کے لئے جائز نہیں کہ اُس کے لئے دو یا زائد صِفتیں ہوں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ دونوں سے یا اُن سب سے مُرکّب ہوگا اور ترکیب اُس کے حق میں مُحال ہے۔ پس ایک صِفت پر صفتِ زائدہ ثبُوتیہ محال ہے۔

اَسماء و صفاتِ الٰہی اشیا نہیں

مسئلہ:۔ صفاتِ خُداوندی نسبتیں اور اضافتیں ہیں اور نسبتیں امُورِ عدلیہ ہیں اور وہاں تمام وجُوہ سے ذاتِ واحد کے سِوا کچھ نہیں۔ اِس لئے دُوسرے اَمر میں بندوں کا رحمت کئے گئے ہونا جائز ہے اور اُن پر اُس کی رحمت

www.maktabah.org

کالاانتہا کی طرف نہ ہونا سرمدی اور دائمی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اِس اَمر میں اُس پر کِسی کا جبر نہیں اور اسماء وصِفات وہ اَعیان نہیں جن پر اشیاء میں حُکم واجب ہو، پس تمام کے لئے رحمت کی شمولیت سے کوئی اَمر مانع نہیں اور بالخصوص وارد ہوا ہے کہ رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی۔ چنانچہ جب غضب رحمت کی طرف مُنتہی ہوگا رحمت کا حُکم ہوگا تو یہ اُسی اَمر پر ہوگا جو ہم نے کہا ہے۔ اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا

اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت دیتا — الرعد آیت ۳۱

پس دُنیا میں اس مشیّت کا حُکم تکلیف کے ساتھ ہوگا۔ آخرت میں تو اِس کا حُکم اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کے لئے ہے۔ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ۔ یعنی وُہ جو چاہے کرتا ہے تو جو شخص اندازاً اِس پر دلیل لاتا ہے کہ اہلِ نار پر سرمدی عذاب ہے اور لازم ہے کہ عالم میں ایک پر ہو۔ یا سب پر یہاں تک کہ اسمِ مُعذّب، مُبلی، مُنتقم اور اِس کی امثال کا حُکم درست ہو اور اسمِ مُبلی اور اِس کی امثال نسبت واضافت ہے نہ کہ عین موجودہ اور موجُود ذات لاموجُود کے تحت کیسے ہو سکتی ہے۔ پس لَوْ شَاءَ اور لَئِن شِئْنَا کے ارشاد میں جو بیان ہُوا اِس اصل کے لئے ہے اور اس کے لئے اطلاق ہے اور وہاں نص نہیں جس کی طرف رجُوع ہو اور نہ اُس کی طرف سرمدی عذاب کرنے میں احتمال کا طریق ہو جیسا کہ ہمارے لئے سرمدی جنّت ہے تو جواز کے علاوہ باقی نہیں اور یقیناً وُہ دُنیا وآخرت میں رحمٰن ہے۔ اگر آپ اُس اَمر کو جس کی طرف ہم نے اشارا کیا ہے سمجھ لیں گے تو آپ کی تشغیب میں کمی آجائے گی۔ بلکہ بالکل زائل ہو جائے گی۔

www.maktabah.org

مسئلہ :۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پر جواز کا اطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں سوءِ ادبی ہے اور جواز کا اطلاق ممکن پر کرنے سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے اور یہی لائق ہے۔ کیوں کہ نہ اس کے ساتھ شریعت وارد ہوئی ہے اور نہ اس پر عقل دلالت کرتی ہے پس اس پر غور کریں اور اسی قدر کافی ہے کیونکہ علمِ الٰہی احاطہ واستقصاء سے وسیع تر ہے۔

وَاللّٰہُ یَقُولُ الحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سترھویں باب کا ترجمہ پورا ہوا۔

www.maktabah.org

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ

اٹھارہواں باب

مُتہجدین کے علم اور جو اُس کے ساتھ مسائل سے تعلق رکھتے ہیں اور مراتب علوم میں اُس کی مقدار سے ہے اور جو وجُود میں اُس سے علوم ظاہر ہوتے ہیں کی معرفت کا بیان

علم التہجد علم الغیب لیس لہ	فی منزل العین احساس ولا نظر
ان التنزل یعطیہ وان لہ	فی عینہ سورا تعلو بہ صور
فان دعاہ الی المعراج خالقہ	بدت لہ بین اعلام العلی سور
فکل منزلۃ تعطیہ منزلۃ	اذا تحکم فی اُجنانہ السہر
مالم ینم ھذہ فی اللیل حالتہ	او یدرک الفجر فی آفاقہ البصر
نوافح الزھر لا تعطیک رائحۃ	مالم یجد بالنسیم اللین السحر
ان اعلوک ان جلت منا صبھا	ھا مع السوقۃ الاسرار والسمر

تہجّد کا علم علمِ غیب ہے اُس کے لئے منزل عین میں نہ احساس ہے نہ نظر۔ بے شک اُسے تنزّل عطا کرتا ہے اور اُس کی عین میں دیوار ہے جس کے ساتھ صُورتیں بلند ہوتی ہیں۔

اگر اُس کا خالق اُسے معراج کی طرف بُلائے تو اُس کے لئے بلند برجوں کے درمیان دیواریں ظاہر ہوں گی۔

www.maktaban.org

جب اُس کی پلکوں میں بیداری مضبوط ہو جاتی ہے تو ہر منزل اُسے منزلت عطا کرتی ہے۔

وُہ نہیں سوئے گا تو رات میں اُس کی یہی حالت رہے گی یا فجر اپنے آفاق میں بصر کا اِدراک کرے گی۔

جب تک، نرم نسیمِ سحر نہیں پاؤ گے بوئے گُل آپ کو خوشبو عطا نہیں کرے گی۔

بے شک بادشاہوں کے مناصب جلی ہیں اُن کے لئے رازوں کے بازار اور سمر کی معیّت ہے۔

تہجّد گُذار کون ہے اور اُس کا اِسم

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرماتے۔ جان لیں کہ تہجّد پڑھنے والوں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص اِسم نہیں جو اُنہیں تہجّد عطا کرتا ہے۔ اور وُہ اِس میں قائم ہیں جیسا کہ پُوری رات قیام کرنے والے کے لئے ہے کیونکہ تمام رات قیام کرنے والے کے لئے اسمِ الٰہی ہے جو اُسے اپنی طرف بُلاتا ہے اور اُسے مُتحرّک کرتا ہے۔ کیونکہ تہجّد اُس سے عبارت ہے جو قیام کرتا ہے اور سو جاتا ہے اور پھر قیام کرتا ہے اور سو جاتا ہے اور پھر قیام کرتا ہے۔ جو شخص اپنے رَبّ کی مناجات میں رات کو اِس طرح نہیں کاٹتا وہ تہجّد گذار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

عربی

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ‌ ‌ بنی اسرائیل آیت ۷۹

//

اور رات کے کچھ حصّہ میں تہجّد کریں یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔

www.maktabah.org

اور فرمایا !

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنیٰ مِنْ ثُلُثَیِ المزمل آیت ۲۰

بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو. کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی۔

اور حق تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لئے خاص علم ہے سوائے اِس کے کہ یہ حالت اسماءِ الٰہیہ میں نہیں پائی جاتی جو اُس کی طرف مستند ہو اور نہ ہی اِس کی طرف اسمِ حق سے قریب تر نسبت کو دیکھا ہے تو اس کی سند اسم حق کی طرف ہے اور اِسے یہ اسم قبول کرتا ہے۔ بس ہر وہ علم جو تہجد گذار کے پاس آتا ہے وہ اسمِ حق سے ہوتا ہے. کیونکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صائم الدہر اور قائم اللیل شخص کو فرمایا !

ان لنفسك عليك حقا ولعينك عليك حقا فصم وافطر وقم ونم الحدیث

بے شک تجھ پر تیرے نفس کا حق ہے اور تجھ پر تیری آنکھ کا حق ہے۔ پس روزہ رکھ اور افطار کر اور قیام کر اور سو جا۔

پس اُس کے لئے قیام اور سونے کے درمیان آنکھ سے حقِ نفس کی ادائیگی کو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حقِ نفس کی ادائیگی کو جمع فرمایا گیا اور حقوق کی ادائیگی سوائے اسمِ حق کے نہیں ہوتی اور اسی سے ہوتی ہے اِس کے علاوہ سے نہیں. اِس لئے تہجد گذاروں کا اِستناد اِس اِسم کے لئے ہے. پھر تہجد گذار کے لئے دوسرا اَمر ہے جس کا کِسی کو عِلم نہیں اور مُناجاتِ تہجد کا پھل وُہی چکھتا ہے اور اُسے ہی اِس کے علوم حاصل ہوتے ہیں جس

www.maktabah.org

کے لئے رات کی نفلی نماز ہے۔

رہا اُس کی فرض نماز کا ناقص ہونا تو آ سے اُس کے نوافل سے پُورا کیا جاتا ہے اور اگر تہجّد گذار بندے کے نوافل فرائض میں غرق ہو جائیں اور اُس کے نوافل باقی نہ بچیں تو وُہ تہجّد گذار نہیں اور نہ ہی وہ صاحب نوافل ہے پس اُسے نوافل کے حال اور اُن کے علُوم و تجلّیات کا حصُول نہیں ہوگا۔

تہجّد گذار کی نیند اور نماز کا ثمر

جاننا چاہیئے کہ تہجّد گذار کی نیند اُس کی آنکھ کا حق ہے اور اُس کا قیام اُس کے رَبّ کا حق ہے۔ اُس کی نیند میں حق تعالیٰ جو علم اور تجلّی فرماتا ہے وہ اُس کے قیام کا ثمر ہے اور جو قوّت و نشاط اور دونوں کے علوم و تجلّیات اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے قیام میں عطا فرماتا ہے وہ اُس کی نیند کا ثمر ہے۔ ایسے ہی بندے کے وُہ تمام اعمال ہیں جو اُس پر فرض ہیں۔ تو تہجّد گذاروں کے علُوم کا داخل ہونا ایسے ہے۔ جیساکہ زُلف کی لَٹ گوندھنے کا تداخل ہے اور یہ علُوم نفوس کے لئے اِس التفات کے تلتف کی حیثیت سے ہیں تو اِس التفات یعنی لپٹنے کے لئے اعلیٰ و اسفل عالم کے اِسرار ظاہر ہوتے ہیں اور اسماء افعال و تنزیہہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ القیامت ۲۹

اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔

یعنی دُنیا کا اَمر اَمرِ آخرت کے ساتھ مجتمع ہو گیا اور وُہ نہیں مگر دُنیا

www.maktabah.org

آخرت اور یہ وہ مقامِ محمود ہے جو تہجد کا نتیجہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

بنی اسرائیل آیت ۷۹

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے

قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

عسیٰ یعنی عنقریب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور مقام محمود وہ ہے جس کے لئے عواقب تنا، ہے یعنی ہر تنا، اُس کی طرف رجوع کرتی ہے، رہا نماز تہجد کا اندازہ تو وہ عزیز المقدار ہے اور وہ یہ ہے کہ اُس کے لئے وہ اسم الٰہی نہ تھا جس کی طرف استناد ہو سکے جیسا کہ تمام آثار جملہ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ پھر وہ امر ہے جس سے صاحبانِ آثار اور آثار غائب ہو گئے تو طلب کیا جو وہ ہے تو نظر نے آسے اسمارِ الٰہیہ کے کشف کی طرف پھیرا۔ کیا یہ نسبتیں ہیں کہ آثار کا رجوع دیکھیں ؟ کیا یہ رجوع امرِ وجودی یا عدمی کی طرف ہے ؟ جب نظر نے دیکھا کہ اسماء اعیانِ موجودہ نہیں اور بے شک یہ نسبتیں ہیں تو مستند آثار کو امرِ عدمی کی طرف دیکھا۔ پس تہجد گذار نے کہا! یہ امر کم ہے کہ میرا رجوع عدمی امر کی طرف ہو۔ چنانچہ اس میں نگاہِ امعان کی تو اپنے نفس کو قیام اور نیند کی پیدائش دیکھا اور نیند نفس کا رجوع اُس کی ذات اور اُس کے طلب کہ وہ امر کی طرف دیکھے گی جب کہ قیام خود پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حق کو دیکھے گا۔

تہجد گذاروں کا صلہ

چنانچہ جب اُس کی ذات ان دو امروں سے مرکب

www.maktabah.org

ہوگی۔ تو حق کی طرف ذاتِ حق کی حیثیت سے دیکھے گا تو اُس کے لئے یہ ظاہر ہوگا کہ حق جب اپنی ذات کے لئے بذاتہٖ مُنفرد ہے تو عالم نہیں تھا اور جب عالم کی طرف متوجہ ہُوا تو اِس توجّہ کے لئے عین العالم کا ظہور ہوگیا۔ پس اِن مختلف نسبتوں کی توجہ سے تمام عالم کو موجود دیکھا۔ اور تہجّد گذار دیکھتا ہے کہ اُس کی ذات عالم کے علاوہ اُس کے نفس کے لئے نظرِ حق سے مرکّب ہے اور یہ سونے والے کے لئے نیستد کی حالت ہے اور اُس کی نظر سے جو عالم کی طرف ہے وہ اُس پر حق تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے لئے قیام کی حالت ہے۔

پس معلوم ہُوا کہ اُس کی عین کے وجود کا سبب بحیثیت اُن اسماء کی نسبتوں کے مُعرّا ذات کی طرف استناد کے اشرف الاسباب ہے جنہیں عالم اُس کی طرف طلب کرتا ہے پس متحقق ہوگیا کہ اُس کا وجود وجودِ اعظم اور اُس کا علم دُوسرے علوم سے درخشاں ہے اور آسے اُس کا مطلوب حاصل ہوگیا اور یہی اُس کی غرض تھی اور اِس کا سبب اُس کی انکساری اور اُس کا فقر تھا پس اپنی طلب اور ضرورت پوری کرنے میں اس سے متمثل کہا۔

رب لیل بتہ ما أتی فجرہ حتی انقضی وطری
من مقام کنت أعشقہ بحدیث طیب الخبر

اُس کی خدمت میں کئی راتیں گذار دیں مگر اُس کی فجر نہ آئی کہ میں اپنی ضرورت اور طلب کو پُورا کر دوں۔

اُس مقام سے جس کا میں طیّب خبرِ گفتگو کے ساتھ عاشق ہُوں۔

اور اسماء کے بارے میں فرمایا۔

لم أجد للاسم مدلولا غیر من قد کان مفعولا
ثم أعطتنا حقیقتہ کونہ للعقل معقولا
فتلفظنا بہ أدبا واعتقدنا انہ مجہولا

www.maktabah.org

سوائے مفعول کے میں نے اسم کے لئے مدلول نہیں پایا۔
پھر ہمیں اُس کی حقیقت عطا کی گئی۔ وہ عقل کے لئے معقول تھی۔
پس اُس کے ساتھ ہمارا تلفظ ادب اور ہمارا عقیدہ غیر معروف امر ہے۔

تہجد گذار کے لئے علوم

اُس کے علم کا اندازہ علوم میں بقدر اُس کے معلوم کے ہے اور وہ ذات معلومات میں ہے۔ پس علم تہجّد کے ساتھ تمام اسماء کے علم کا تعلق ہے اور اِس کے ساتھ اس کا زیادہ مستحق اسم قیوم ہے جو لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ہے۔ یعنی نہ اُسے اُونگھ پکڑتی ہے نہ نیند اور وہ عبد اپنی مناجات کے حال میں ہے۔
پس وہ اسماء کی تفصیل جانتا ہے یعنی ہر اسم علم ہے جو اُس پر اسرار وجودیہ پر اُس حیثیت پر حاوی ہوتا ہے جو حقیقت اُسے یہ اسم عطا کرتا ہے۔
اِس حالت کے ساتھ جن علوم کا تعلق ہے وہ یہ ہیں۔ علم برزخ، صورتوں میں تجلیِ الٰہی کا علم، علم سوق جنت اور خوابوں کی تعبیر کا علم نہ کہ اُس کے دیکھنے کی جہت سے نفس خواب کا علم اور یہ اُس طرف سے ہے جدھر سے وہ دیکھتا ہے پس کبھی دیکھنے والا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے دیکھتا ہے، اور کبھی اُس کے لئے دوسرا دیکھتا ہے اور اُس کے لئے تعبیر وہ کرتا ہے جسے نبوت کے اجزاء سے علم کی حیثیت سے کوئی جزء میسّر ہو جو اُس صورت کے ساتھ مراد اور اِس مقام کا صاحب ہے۔

---

www.maktabah.org

تہجد گذار محسود ہوتا ہے

جاننا چاہیئے کہ تہجد گذار کے لئے جو مقامِ محمود ہے وہ معین دعا والے کے لئے ہوگا اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ یہ ارشاد ہے جس کے ساتھ آپ کو امر کیا جاتا ہے۔

وَقُل رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ — بنی اسرائیل آیت ۸۰

اور کہیں اے ربّ مجھے سچی طرح داخل کر۔

یعنی اس مقام کے لئے کیونکہ یہ موقف خاص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے جس میں آپ نے ان محامد کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد بیان کی جن کا علم اس وقت ہوا جب آپ اس مقام میں داخل ہوئے۔

وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ — بنی اسرائیل آیت ۸۰

اور سچی طرح باہر لے جا۔

یعنی جب میں اس سے علاوہ مقامات کی طرف منتقل ہو جاؤں اور اور مواقف اس کے ساتھ اس لئے اس کے خروج میں عنایتِ الٰہی ہوگی۔ جیسا کہ اس کی طرف دخول میں اس کے ساتھ تھی۔

عربی

وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا — بنی اسرائیل آیت ۸۱

اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔

www.maktabah.org

یعنی اِس میں تنازعہ کرنے والوں سے کیونکہ یہ وہ مقامِ شریف ہے۔
جس کے صاحب کا ہمیشہ حسد کیا جاتا ہے۔ چونکہ نفوس اِس کی طرف نہیں پہنچتے تو اِس میں اُن کے اِس حال کی تعظیم کے لئے جس پر وہ ہیں، وجوہِ تدح سے وجہ طلب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اِس مقامِ شریف سے اُن کی طرف نقص منسوب نہ ہو سکے۔

پس اِس مقام والا اُس محبّت کے ساتھ نصرت طلب کرتا ہے جو اِس مرتبہ کے شرف کا انکار کرنے والوں کے لئے دلیل ہو۔

قل جَ ءَ الحقُّ وَزهقَ ا ُ ص ُ تَ اباطِلَ کانَ زَهُوقا ہ
بنی اسرائیل آیت ۸۱

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔
اور اللہ حق فرماتا اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے
الحمدُللہ اٹھارویں باب کا ترجمہ ختم ہُوا۔

---

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اُنیسواں باب

علوم کی کمی اور زیادتی کے سبب وَقُل رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد اِنَّ اللّٰہَ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من صدور العلماء ولیکن بقبض العلماء کے بیان میں ——————!

تجلی وجود الحق فی فلك النفس | دلیل علی ما فی العلوم من النقص
وان غاب عن ذالك التجلی بنفسه | فهل مدرك ایاه بالبحث والفحص
وان ظهرت للعلم فی النفس کثرة | فقد ثبت الستر المحقق بالنص
ولم یبد من شمس الوجود ونورها | علی عالم الارواح شیٔ سوی القرص
ولیست تنال العین فی غیر مظهر | ولو هلك الانسان من شدة حرص
ولا ریب فی قولی الذی قد بثثته | وما هو بالزور المموه والخرص

فلک نفس میں وجودِ حق کی تجلی اُس امر پر دلیل ہے جو علوم کی کمی سے ہے۔
اور اگر اِس تجلی سے وہ بنفسہٖ غائب ہو تو کیا مُدرِس بحث و تلاش سے اُس کا اِدراک کر سکے گا۔
اور اگر نفس میں علم کے لئے کثرت ہو تو بے شک نصّ کے ساتھ پردے کا اثبات محقق ہو جاتا ہے۔
شمسِ وجود اور اُس کی روشنی سے عالمِ ارواح پر ٹکیہ سے کوئی چیز

www.maktabah.org

ظاہر نہیں ہوتی۔

اور دوسرے منظہر میں آنکھ نہیں پہنچتی۔ اگرچہ انسان حرص کی شدّت سے ہلاک ہو جاتے۔

مَیں نے اپنے جس قول کو نشر کیا ہے وہ لاریب ہے اور یہ مُلمّع شدہ دروغ اور اٹکل نہیں۔

عِلم کا زیادہ ہونا

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرماتے جاننا چاہیئے کہ ہر ایک حیوان اور ہر ایک موصوفِ اِدراک ہے کیونکہ وہ ہر نفس میں اِس اِدراک کی حیثیت سے علمِ جدید میں ہے لیکن اِدراک کرنے والا شخص کبھی اُن سے نہیں ہوتا جو اِلا مقرر کرتے ہیں۔ یہ عِلم ہے تو یہ نفس الامر میں علم ہے پس عالم کے حق میں علُوم کے نقص کے ساتھ متّصف ہونا وُہ اَمر ہے کہ اُس کے اور اشیاءِ کثیرہ کے درمیان اِدراک حائل ہو جاتا ہے جن سے اگر یہ مانع اُس کے ساتھ قائم نہ ہوتا تو اِس کا اِدراک ہو جاتا جیسا کہ وہ شخص جس پہ اندھاپن اور بہرہ پن وغیرہ طاری ہو جاتا ہے چونکہ علوم حسبِ معلوم بلند و پست ہیں اِس لئے ہمتوں کا تعلّق اُن علومِ شریفہ وعالیہ کے ساتھ ہے کہ جب انسان اُن کے ساتھ متّصف ہو جاتا ہے تو اُس کا نفس پاکیزہ اور اُس کا مرتبہ عظیم ہو جاتا ہے، پس اِس کا اعلیٰ ترین مرتبہ عِلم باللہ ہے اور عِلم باللہ کی طرف اعلیٰ ترین راستہ عِلم تجلّیات ہے اور اِس کے نیچے عِلم نظر ہے اور عِلم نظر کے نیچے کوئی علم الٰہی نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ وُہ عمومِ خلق میں عقائد ہیں نہ کہ علوم اور یہ علوم وُہ ہیں جن کی زیادتی طلب کا

www.maktabah.org

اَمر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو کیا۔ اِن میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُهٗ ۫ وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا

اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اُس کی وحی پوری نہ ہولے۔ اور کہو اے میرے ربّ مجھے علم زیادہ دے

طٰہٰ آیت ۱۱۴

یعنی میرے عِلم کو اپنے کلام سے زیادہ فرما جو تیرے ساتھ عِلم کو زیادہ کرے کیونکہ یہاں عِلم سے زیادہ ہونا وحی کے وقت شرفِ تأنی کے ساتھ عِلم ہے اور مُعلّم کے ساتھ وُہ ادب کرتا ہے جو اِس کے ساتھ آپ کے رَبّ سے پہلے آیا۔ اِس لئے یہ آیت پیچھے ہے۔ اُس کا ارشاد ہے۔

وَعَنَتِ الۡوُجُوۡهُ لِلۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ

اور سب منہ جھک جائیں گے زندہ اور قائم رہنے والے کے حضور۔ طٰہٰ آیت ۱۱۰

یعنی ذات تو علوم سے مُراد تجلّی ہے اور تحصیلِ علوم کی طرف تجلّی اشرف راستہ ہے اور یہ علوم اذواق ہیں۔

اسمِ ظاہر کی تجلّی

جاننا چاہیئے کہ زیادہ اور کم کے لئے ایک اور باب ہے۔ اِس کا بھی انشاء اللہ العزیز تذکرہ کیا جائے گا اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے اور نفسِ انسان کے لئے جملہ اشیاء سے ظاہراً اور باطناً مقرر فرمایا ہے۔ تو وُہ امور جن کا اِدراک ظاہر کے ساتھ ہوتا ہے اُن کا نام عین ہے، اور جن امور کا اِدراک باطن کے ساتھ ہوتا ہے اُن کا نام عِلم ہے اور حق سبحانہٗ ظاہر و باطن ہے اسی میں اِدراک واقع ہوتا ہے کیونکہ ہر ماسوا اللہ کو یہ قدرت

www.maktabah.org

نہیں کہ بنفسہٖ کسی چیز کا اِدراک کرے۔ اور اس کا اِدراک اُس اَمر کے ساتھ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس میں مقرر فرمایا اور حق کی تجلّی ہر ایک کے لئے جس کے لئے عالمِ غیب یا شہادت سے تجلّی ہے اسمِ ظاہر سے ہے۔

اسمِ باطن سے تجلّی نہیں ہوتی

رہا اسمِ باطن، تو اِس کی نسبت حقیقت سے ہے اِس میں دُنیا و آخرت میں کبھی تجلّی واقع نہیں ہوگی کیونکہ تجلّی اُس کے ظہور سے عبارت ہے جس کے لئے اِس تجلّی گاہ میں تجلّی فرماتے۔ اور وہ اسمِ ظاہر ہے کیونکہ نسبتوں کی معقولیت غیر متبدّل ہے۔ اگرچہ اُس کے لئے وہ عینی وجود نہیں لیکن اُس کے لئے عقلی وجود ہے تو یہ معقول ہے۔

پس جب حق کی تجلّی اِس میں احسان یا سوال کے جواب میں ہوتی ہے تو ظاہر نفس کے لئے تجلّی کے لئے ہے تو برزخِ تمثّل میں صورت میں جس کے ساتھ اِدراک واقع ہوتا ہے۔

اگر عالمِ شریعت ہے

اگر حاملِ تجلّی علماءِ شریعت سے ہے تو اُس کے نزدیک علومِ احکام میں زیادتی ہوگی اور اگر منطقی ہے تو اُس کے علوم موازین زیادہ ہوں گے اور اگر نحوی ہے تو اُس کے میزانِ کلام کے علوم میں زیادتی ہوگی۔ ایسے ہی علومِ اکوان اور غیر اکوان کے ہر صاحبِ علم کے لئے اُس علم میں فی نفسہٖ زیادتی ہوگی جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

www.maktabah.org

صاحبانِ کشف

پس اِسے طریقت والے جانتے ہیں کہ یہ زیادتیٔ علم اِس تجلّیٔ الٰہی ان اصناف کے لئے واقع ہوتی ہے. کیونکہ جو اُن کے لئے کشف ہوتا ہے وہ اُس کے انکار پر قادر نہیں جب کہ جو عارفین نہیں ہیں وہ زیادتیٔ علم کو محسوس کرتے ہیں اور اِسے اپنے افکار کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اِن دونوں کے علاوہ جو زیادتیٔ علم کو پاتے ہیں اور اِس زیادتی کو نہیں جانتے اِن کے اشیاف کی مثل میں ہے کہ؛

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ الجمعہ آیت ۵

گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے بری مثال ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں

اور یہ ہے زیادتیٔ علم اور اِس کی اصل اُن لوگوں پر تعجب ہے جو اِسے اپنے افکار کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اُس گروہ کا فرد نہیں جانتا کہ اُس کی فکر و نظر اور مسائل میں سے کسی مسئلہ پر اُس کی بحث میں جو علوم کی زیادتی ہے فی نفسہٖ اُس تجلّی سے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

علمِ حال کا حجاب

پس دیکھنے والا اپنی نظر کے متعلق اور اپنے مطلب کی غایت کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور وہ علمِ حال سے حجاب میں ہے۔ پس وہ مزید علم کا شعور نہیں کرتا اور جب اسمِ ظاہر کے ساتھ باطن نفس کے لئے بھی تجلّی واقع ہوتی ہے تو عالمِ حقائق اور موّاد سے مجرّد معانی میں بصیرت کے ساتھ اِدراک

www.maktabah.org

واقع ہوتا ہے اور یہ اُس سے نصُوص کے ساتھ تعبیر ہوتا ہے۔ کیونکہ نَص وَہ ہے جس میں نہ اشکال ہے اور نہ وجُوہ میں سے کِسی وجہ کے ساتھ احتمال ہو۔ اور یہ نہیں مگر معانی میں۔

پس صاحبانِ معانی تیے تکلیفِ فکر سے راحت میں آجاتا ہے تو تجلّی کے وقت اُس کے لئے علُومِ الٰہیہ، علُومِ اسرار، علُومِ باطن اور متعلّقاتِ آخرت میں زیادتی ہوتی ہے اور یہ اَمر ہمارے طریق والوں کے لئے مخصوص ہے تو یہ زیادتیٔ عِلم کا سبب ہے۔

عِلم کی کمی کا باعث کیا ہے

رہا اِس کے نقص اور کمی کا سبب، تو یہ نشاۃ کی اصل میں مزاج میں بُرائی یا اِس کی طرف بلانے والی قوّت میں عارضی فسادانیت ہے اور یہ زبردستی نہیں جاتی جیسا کہ حضرت خضر علیہ السّلام نے لڑکے کے حق میں فرمایا کہ یہ طبعاً کافر ہے اور یہ اصلِ نشاۃ کے بارے میں ہے۔

رہا امرِ عارضی، تو اگر قوّت میں طِیت کے ساتھ ہوگا تو زائل ہو جائے گا اور اگر نفس میں ہے تو اُس کا حُبِّ ریاست اور اتباعِ شہوات کا شُغل اُسے اُن علُوم سے روک دیتا ہے۔ جس میں اُس کا شرف اور اُس کی سعادت تھی تو یہ بھی دائمیٔ حق کے ساتھ اُس کے قلب سے زائل ہو جاتا ہے تو فکرِ صحیح کی طرف رجُوع کرتا ہے اور جان لیتا ہے کہ مُسافر کی منزلوں سے دُنیا ایک منزل ہے اور وُہ پُل کو عبُور کر رہا ہے۔

یہاں انسان کا نفس علوم و مکارمِ اخلاق اور طہارت و تنزیہہ سے ملاءِ اعلیٰ کی صفات کا محلّ نہیں ہوتا اور شہواتِ طبعیہ نظرِ صحیح سے پھیر دیتی

www.maktabah.org

ہیں۔ اور علومِ الہٰیہ سے روک دیتی ہیں تو اس میں وہ شروع کو پکڑتا ہے تو یہ بھی علوم کی کمی کا باعث ہے اور علوم کے نقص اور کمی کا معنیٰ انسان میں عیب نہیں مگر علومِ الہٰیہ کی کمی ہے۔ مگر حقیقت یہ عطا کرتی ہے کہ وہاں ہرگز نقص نہیں۔ اور انسان کو جو اُس کے حواس عطا کرتے ہیں اُس کی جہت سے اور اُس کے نفس و خاطر کے تقلبات کی جہت سے اُس کے علم میں ہمیشہ زیادتی ہوتی رہتی ہے لیکن اس میں نفع نہیں۔ اور گمان و شک نظر و جہل غفلت و نسیان اور اس کی مثل ہر اَمر کے ساتھ علم نہیں ہوگا جس میں آپ گمان و شک، یا نظر یا جہل یا غفلت و نسیان کے حکم میں ہیں۔

علومِ تجلّی کی کمی بیشی

رہی علومِ تجلّی میں کمی یا زیادتی، تو انسان دو حالتوں سے ایک پر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا تبلیغ کے لئے نکلنا یا اولیاء کرام کا وراثتِ نبویہ کے حکم سے تبلیغ کرنا، جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو جب نیابت کا خلعت پہنایا گیا تو اُنہیں فرمایا! میری مخلوق کی طرف میری صفت کے ساتھ نکلیں جو آپ کو دیکھے گا وہ مجھے دیکھے گا تو اُنہیں اپنے ربّ کے اَمر کی اتباع کے سوا گنجائش نہ تھی۔ پس وہ اپنے ربّ کی طرف سے اپنے نفس کی طرف گامزن ہوتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ پس جب ندا آئی کہ میرے دوست کو میری طرف لوٹا دو۔ اُس کے لئے مجھ سے صبر نہیں تو وہ حق میں ہلاک ہو چکے تھے۔

بارگاہ سے نکلنے کے بعد

جیسا کہ حضرت ابی عقال مغربی کو اُس مقامِ استہلاک کی طرف لوٹایا گیا۔

www.maktabah.org

جس میں اُن کے لئے ارواح ہو کلہ مویّد تھیں جب اُنہیں نکال دینے کا اُمر ہُوا تو اُنہیں حق کی طرف لوٹا دیا اور اُنہیں تذلّل و محتاجی اور انکساری کا خِلعت پہنا دیا تو اُن کی زندگی طیب ہو گئی اور اُنھوں نے اپنے رَبّ کو دیکھا تو اُن کے اُنس و استراحت میں اُس عاریتاً امانت کو اُٹھانے سے اضافہ ہو گیا جو اُن سے لازماً لے لی جاتی۔

معراجِ انسانی کے مدارج

انسان جس وقت معراج کے زینہ میں ہوتا ہے اُس وقت اُس کے لئے اُس کی معراج کے زینہ کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلّی ہوتی ہے کیونکہ اہلُ اللہ سے ہر شخص کے لئے مخصوص زینہ ہے اُس کے علاوہ اُس میں کوئی ترقّی نہیں کرتا۔ اگر کوئی کسی دوسرے کے زینہ میں ترقی کر سکتا تو نبوّت اکتسابی ہوتی۔ کیونکہ ہر زینہ اُس کی ذات کے لئے جو خاص مرتبہ عطا کرتا ہے ہر ایک اُسی میں ترقّی کرتا ہے۔ اگر عُلماء انبیاء کرام کے زینہ میں ترقی کر سکتے تو اِس ترقی کے ساتھ اُنہیں بھی نبوّت پہنچتی۔ اور یہ اَمر ایسے نہیں۔

اور تکرارِ اَمر کے ساتھ وُسعتِ الٰہی زائل ہو جاتی ہے؟ اور ہمارے نزدیک ثابت ہے کہ اُس کی جناب میں تکرار نہیں سوائے اِس کے کہ بلندیوں کے دَرجات میں تمام انبیاء و اولیاء اور مومنین و رسُول برابر پر ہیں اور زینے پر زینہ ایک درجہ بھی زیادہ نہیں ہوتا۔ پس پہلا درجہ اِسلام ہے اور وُہ اِتباع و انقیاد ہے۔ دُوسرا درجہ عُروج میں فناؔ اور خرُوج میں بقاء ہے اور دونوں کے درمیان جو باقی ہے وُہ ایمان و اِحسا[ن]

www.maktabah.org

علم، تقدیس و تنزیہہ، غِنا و فقر، ذِلّت و عزّت اور تلوین ہے اور اگر تو خارج ہوگا تو تلوین و فنا میں تمکین ہوگی اور اگر تو اُس پر داخل ہوگا تو بقا ہوگی۔ تیرے خروج میں اُس سے ہر درجہ میں تیرے باطن سے نقص ہوگا۔ بقدر اُن علوم تجلّی کے زیادہ ہونے کے جو تیرے ظاہر میں دُوسرے درجہ کی طرف منتہی ہوتے ہیں، پس اگر تو نکلے گا تو دوسرے درجہ کی طرف پہنچ جاتے گا جو تیرے ظاہر میں بذاتہٖ تیری قدر پہ ظاہر ہے اور تو اُس کی مخلوق میں اُس کا مظہر ہوگا اور تیرے باطن میں اُس سے ہرگز کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اور تجھ سے ایک جملہ تجلّیاتِ باطن زائل ہو جائیں گی۔

عَبد عَبد ہے رَبّ رَبّ ہے

پس جب تجھے اس کے دخول کی طرف بُلایا جائے گا تو یہ پہلا درجہ ہے جو تیرے لئے تیرے باطن میں بقدر اُس تجلّی کی کمی کے تجلّی کرے گا جو تیرے ظاہر میں دُوسرے درجے کی طرف منتہی ہوتی ہے تو وہ تیرے باطن پر بذاتہٖ ظاہر ہوگا اور تیرے ظاہر میں ہرگز تجلّی باقی نہیں رہے گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بندہ اور رَبّ ہر ایک اپنی ذات کے لئے کمالِ وجود میں ساتھ ہیں۔ پس باوجود اس زیادتی اور کمی کے عبد ہمیشہ عبد اور رَبّ ہمیشہ رَبّ ہے۔

خُدا کے سِوا ہر موجود مُرکّب ہے

پس ظاہر و باطن میں علومِ تجلّیات کی کمی بیشی کا یہی سبب اور اس ترکیب کا باعث ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی پیدا فرمودہ تمام مخلوق کی مُرکّب عین ہیں اُس کے لئے ظاہر ہے اور اُس کے لئے باطن ہے اور

www.maktabah.org

وہ جیسے بسائط میں سُنا جاتا ہے یہ امورِ معقولہ ہیں اِن کے لئے اعیان میں وجُود نہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر موجُود مرکب ہے۔ یہ اَمر ہمیں کشفِ صریح نے عطا کیا ہے جس میں رَیب و مریت نہیں اور یہی اُس کے لئے محتاجی کو ساتھ رکھنے کا موجب ہے۔ کیونکہ یہ اُس کا ذاتی وصف ہے۔

اگر تُو نے جان لیا ہے تو ہم نے تیرے لئے راستہ واضح کر دیا ہے اور تیرے لئے معراج کا زینہ نصب کر دیا ہے۔ پس راستہ پکڑ اور عرُوج حاصل کر اور اُسے دیکھ اور اُس کا مشاہدہ کر جو ہم نے تیرے لئے بیان کیا اور جب ہم نے تیرے لئے معارج کے درجے متعین کر دیئے تو تیرے لئے اُس نصیحت میں سے کچھ باقی نہیں چھوڑا جس کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں حکم دیا تھا۔ اگر ہم تیرے لئے ثمرات و نتائج تصنیف کر دیتے اور تیرے لئے راستہ مقرّر نہ کرتے تو یہ تیرے شوق کے لئے مشکل امر ہوتا کہ تُو اُس کی طرف ملانے والے راستہ کو نہ جان سکتا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک یہی معراج ہے۔

اور اللہ سچ فرماتا اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اَلحمدُ للہ انیسویں باب کا ترجمہ تمام ہُوا۔

---

www.maktabah.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

بیسواں باب

علمِ عیسوی کا بیان اور یہ علم کہاں سے آیا اور کہاں منتہی ہوا۔ اور اِس کی کیفیت اور کیا اِس کا تعلق عالم کی لمبائی سے ہے یا چوڑائی سے یا دونوں سے ہے؟

علم عیسی هو الذی	جهل الخلق قدره
کان یحیی به الذی	کانت الارض قبره
قاوم النفخ اذن من	غاب فیه واُمره
ان لاهوته الذی	کان فی الغیب صهره
هو روح ممثل	أظهر الله سره
جاء من غیب حضرة	قد محا الله بدره
صار خلقا من بعدها	کان روحا فغره
وانتهی نیه اُمره	فجباه وسره !
من یکن مثله فقد	عظم الله أجره

حضرت عیسٰے علیہ السلام کا علم وہ ہے کہ اُس کی قدر کا مخلوق کو علم نہیں۔

آپ اِس علم کے ساتھ اُسے زندہ کرتے تھے جس کی قبر زمین ہوتی۔

www.maktabah.org

اُس میں جو اِذن اور اُس کا اَمر غائب ہے اُس کے مقابل میں پھونک آئی۔

بے شک اُس کا لاہوت وہ ہے جس کا سر غیب میں ہے۔

وہ مثالی رُوح ہے جس کا راز اللہ تبارک و تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔

غیب سے ایک حضرت کا ظہور رہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کے بدر کو مِٹا دیا۔

وہ ایک رُوح تھی جو خلق ہوئی تو اُسے غفلت ہو گئی۔

اُس میں اُس کے اَمر کی انتہا ہوئی تو آسے اور اُس کے راز سے محبت ہو گئی۔

جو اُس کی مثل ہو گا اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے اَجر کو بڑا کرے گا۔

علمِ عیسوی پھونک ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جاننا چاہیئے کہ علمِ عیسوی علمِ حرُوف ہے اِس لئے اُنہیں پھونک عطا کی گئی اور یہ ہوا ہے جو جوفِ قلب سے خارج ہوتی ہے اور یہی رُوحِ حیات ہے۔ جب ہوا اپنے خروج کے راستے میں جسم کے حِصّہ کی طرف آتی ہوئی قطع ہوتی ہے تو اِن مقاماتِ انقطاع کا نام حرُوف ہے اور حرُوف کے وجود ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس جب حرُوف کا مِلاپ ہوتا ہے تو معانی میں حیاتِ حِسّیہ ظاہر ہوتی ہے اور یہی وہ اَمر ہے جو عالم کے لئے حضرتِ الٰہیہ سے پہلے ظاہر ہوتا ہے اور اَعیان کے لئے اُن کے عدم کے حال میں سوائے سمع کے کوئی نسبت نہ تھی، پس اُن کے عدم کے حال میں اُن کی ذوات میں اَمرِ الٰہی کو قبول کرنے کے لئے مستعد اَعیان تھے جب اُن پر وجود وارد ہوا۔

www.maktabah.org

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے وجود کا ارادہ کیا تو اُن کے لئے کُن فرمایا۔ تو وہ پیدا ہو کر اپنے اعیان میں ظاہر ہو گئے۔ پس کلامِ الٰہی وہ پہلی چیز ہے جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُس کلام کا اِدراک کیا جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی شان کے لائق تھا۔

پس پہلا ترکیبی کلمہ کُن ہے اور یہ تین حروف سے "کاف" "واؤ" اور "نون" سے مرکب ہے اور ہر حرف میں تین حروف کا جذر ہے اور تینوں سے نو حروف ظاہر ہوتے ہیں اور یہ پہلے افراد ہیں جو کُن سے نو کے وجود کے ساتھ اعدادِ بسائط منتہی ہوتے ہیں۔ پس کُن کے ساتھ معدود اور عدد کی عین ظاہر ہوئی۔

اِس سے یہاں مقدمات کی اصلی ترکیب تین سے ہے اگرچہ چار میں ظاہر ہوتی ہے کیونکہ دونوں مقدموں میں واحد کا تکرار ہوتا ہے تو یہ تین ہیں اور کائنات فرد سے پیدا ہوئی ہے واحد سے نہیں۔

حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے اِس ارشاد میں ہمیں پہچان کروادی ہے کہ مولدات کی صورتوں میں سببِ حیات نفخِ الٰہی ہے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ الحجرٰت ۲۹

توجب میں استوار فرما کر اس میں اپنی روح سے پھونکوں۔

اور یہ نفس ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان کے ساتھ زندہ فرماتا ہے تو وہ ظاہر ہوتا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

اِنَ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ یَاتِیْنِیْ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ!

بے شک مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کی ہوا آتی ہے!

www.maktabah.org

پس اس نفسِ رحمانی کے ساتھ مومنوں کے دلوں میں ایمان اور احکامِ مشروعہ کی صورت میں زندگی آئی اور حضرت السّلام کو یہ نفخِ الٰہی یعنی خدا کی پھونک اور اس کی نسبت عطا فرمائی گئی تھی۔ پس حضرت عیسٰے علیہ السّلام پھونک مارتے تو قبر میں صورتِ کائنہ کو یا پرندہ کو جسے مٹی سے بناتے اللہ تعالیٰ کے اُس اذن سے زندہ کر دیتے تھے جو اس پھونک اور ہوا میں ساری تھا۔

خدا کو خدا سے دیکھتے تھے

اگر اس میں اذنِ خداوندی کا سریان نہ ہوتا تو ہرگز کسی صورت میں حیات حاصل نہ ہوتی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف جو علمِ عیسوی آیا وہ نفسِ رحمان تھا۔ چنانچہ آپ اپنی پھونک سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور یہ علم اُن صورتوں کی طرف منتہی ہوتا ہے جن میں پھونک لگائی جاتی ہے اور یہ وہ حصہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہر موجود کے لئے ہے اور اس کے ساتھ اُس کی طرف وصال ہوگا۔

جب اُس کی طرف یہ تمام اُمور ہو جاتے ہیں اور جب انسان اپنے پروردگار کی طرف اپنی معراج میں تحلیل ہو جاتا ہے اور اُس کے راستے میں ہر وہ چیز جو اُس کے مناسب ہے لے لی جاتی ہے تو اُس سے باقی نہیں رہتا مگر وہ راز جو اُس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس وہ اُسے یعنی خدا کو نہیں دیکھتا مگر اُس کے ساتھ اور اُس کا کلام نہیں سنتا مگر اُس کے ساتھ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اِس سے پاک ہے کہ اُس کا اِدراک ہو سکے مگر اُس کا اِدراک اُسی کے ساتھ ہوتا ہے۔

---

www.maktabah.org

خدا ہی اپنی حمد بیان کرتا ہے

جب یہ شخص اِس مشہد سے لوٹتا ہے اور وہ صورت ترکیب پاتی ہے جو اُس کی اپنے ربّ کی طرف معراج میں تحلیل ہو گئی تھی اور اُس کی طرف وہ تمام عالم لوٹا دیا جاتا ہے جو اُس سے اُس کے مناسب لے لیا گیا تھا۔ کیونکہ ہر عالم اپنی جنس سے متعدی نہیں ہوتا تو سب کا اجتماع اِس سرّ الٰہی پر ہو جاتا ہے اور اِس پر شمولیت ہو جاتی ہے، اسی کے ساتھ صورت حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتی ہے اور اپنے ربّ کی حمد بیان کرتی ہے کیونکہ اُس کی حمد اُس کے سوا کوئی بیان نہیں کرتا۔

اگر صورت سرّ الٰہی کی حیثیت کی بجائے اپنی اس حیثیت سے اُس کی حمد بیان کرتی تو اِس صورت پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و امتنان کا ظہور نہ ہوتا جب کہ اُس کا احسان و امتنان تمام مخلوق پر ثابت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مخلوق کی طرف سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جو تعظیم و ثناء میں ہوتی ہے اسی سرّ الٰہی سے ہے۔ پس ہر چیز میں اُس کی رُوح سے ہے اور اُس میں کوئی چیز نہیں۔

پس حق وہ ہے جو اپنی ذات کی حمد کرتا ہے اور اپنی ذات کی تسبیح بیان کرتا ہے تو اِس صورت کے لئے اس تحمید و تسبیح کے وقت جو خیر الٰہی ہوتی ہے وہ احسان کے باب سے ہے استحقاق کونی کے باب سے نہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اُس کے لئے جو اِستحقاق مقرر فرمایا ہے اِسی حیثیت سے ہے کہ اُس شخص نے اِس اُمر کو خود پر واجب کر لیا۔

---

www.maktabah.org

کلمات حروف سے بنتے ہیں

کلمات حروف سے ہیں اور حروف ہوا سے ہیں اور ہوا نفسِ رحمانی سے ہے اور اسماء کے ساتھ اکوان میں آثار ظاہر ہوتے ہیں اور اِن کی طرف علمِ علیوی منتہی ہوتا ہے۔ پھر انسان اِن کلمات کے ساتھ حضرتِ رحمانی مقرر کرتا ہے جو اُسے اپنی ذات سے وہ امر عطا کرتا ہے جس کے ساتھ حیات قائم ہوتی ہے جس میں وہ اِن کلمات کے ساتھ سوال کرتا ہے، تو یہ امر دائمی دوری بن جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ حیاتِ ارواح حیاتِ ذاتیہ ہے۔ اِس لئے ہر ذِی روح اپنی روح کے ساتھ زندہ ہے اور جب سامری نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو دیکھا تو اُس نے جان لیا کہ اُس کی روح اُس کی ذات کی عین ہے اور یہ کہ اُن کی حیات ذاتی ہے اور وہ کِسی مقام سے نہیں گذرتے۔ مگر وہ مقام اِن کی صُورتِ ممثلہ کی مباشرت سے زندہ ہو جاتا ہے پس اُس نے اُن کے نشانِ قدم سے ایک مٹھی بھری اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں اِس امر کی خبر دی گئی ہے۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ طٰہٰ آیت ۹۶

تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا"

حضرت علیسیٰ رُوح ہیں

چنانچہ جب سامری نے دھات کا بچھڑا اور اُس کی صُورت بنالی تو اُس میں مٹی کی وہ مٹھی ڈال دی تو بچھڑا بولنے لگا۔

www.maktabah.org

حضرت عیسیٰ علیہ السلام رُوح تھے جیساکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کا نام رُوح رکھا اور جیساکہ انسانِ ثابتہ کی صُورت میں رُوح کو پیدا فرمایا۔ جبریل غیر ثابتہ اعرابی کی صُورت میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکیلی پھونک کے ساتھ زندہ کر دیتے تھے۔ پھر آن کی تائید رُوحُ القدس سے فرمائی گئی۔ پس وُہ امداد کرنے والی رُوح اکوان کے مَیل کچیل سے پاک رُوح کے ساتھ تھی اور اِس تمام کی اصل حیاتِ ابدیت کا سرچشمہ حیِّ اَزلی ہے۔

حرُوف کی لمبائی چوڑائی

سوائے اِس کے نہیں کہ ازل و اَبد کی دونوں طرفوں اور وجُودِ عالم اور اُس کے حدوثِ حیّ کا امتیاز کر دیا گیا ہے اور یہ عِلمِ عالم کے طُول یعنی علمِ رُوحانی سے متعلق ہے اور وہ عالمِ معانی و اَمر ہے اور اس کا تعلّق عالم کے عرض سے ہے اور وہ خلق و طبیعت اور اجسام کا علم ہے اور وہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ الاعراف آیت ۵۴

خبردار خلق و اَمر اُس کے لئے ہے۔ سارے جہانوں کا پروردگار بہت برکت والا ہے۔

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ بنی اسرائیل آیت ۸۵

فرمادیں رُوح میرے رَبّ کے اَمر سے ہے۔

www.maktabah.org

برکت والا ہے اللہ پروردگار عالموں کا۔

جب آپ ہمارے اہلِ طریق سے کسی کو حروف کے بارے میں گفتگو کرتے سنیں تو وہ کہے گا فلاں حرف کی لمبائی اتنے گز یا اتنے بالشت ہے اور ایسے ہی چوڑائی بیان کرے گا جیسا کہ حلاج وغیرہ ہیں۔ طول سے اُس کی مراد عالمِ ارواح میں اُس کا فعل ہے اور عرض سے مراد اُس کا عالمِ اجسام میں یہ فعل ہے۔ یہ مذکورہ مقدار وہ ہے جو اس کے ساتھ امتیاز کرتی ہے اور یہ اصطلاح حلاج کی وضع کردہ اصطلاحات سے ہے۔

محققین سے جو کُن کی حقیقت کو جان لیتا ہے وہ عالمِ علوی کو جان لیتا ہے اور جو شخص کائنات سے کسی چیز کو اپنی ہمت سے وجود میں لاتا ہے تو یہ امر اس علم سے نہیں۔

نو کے ہندسے کا ظہور کُن سے ہے

چونکہ نو کا ظہور ان تین حرفوں کی حقیقت میں ہوا ہے تو ان سے گنتی کے نو افلاک ظاہر ہوئے اور نو افلاک کی مجموعی حرکات اور کواکب کی رفتار سے دنیا و مافیہا کو وجود ملا جیسا کہ ان کی حرکات سے ہی دنیا برباد ہو گی۔

ان نو افلاک کی بلند حرکت سے جنت کو اور جو اُس میں ہے پیدا کیا گیا اور اس بلند حرکت کے وقت وہ تمام کچھ پیدا ہوا جو جنت میں ہے اور بلند حرکت سے ملحقہ دوسری حرکت سے جہنم اور جو اُس میں ہے اور قیامت و بعثت اور حشر نشر پیدا ہوا جس کا ہم نے ذکر کیا تھا کہ دنیا کا اُن نعمتوں سے امتزاج ہے جن کا امتزاج عذاب سے ہے اور اس کا بھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ جنت میں تمام نعمتیں ہیں اور جہنم میں تمام عذاب ہے اور یہ

www.maktabah.org

امتزاج اُن کے اہل میں تقسیم ہو جائے گا۔ پس نشاۃِ آخری نشاطِ دُنیوی کا مزاج قبول نہیں کرتی اور یہ وُہ فرمان ہے جو دُنیوی اور آخری نشاۃ کے درمیان ہے مگر جہنّم کی پیدائش یعنی جہنّمی لوگوں میں جب اللہ تبارک و تعالیٰ کا غضب اور اُس کی مُدّتیں منتہی ہو جائیں گی اور رحمت اُس کے ساتھ ملحق ہو جائے گی جو مُدّتوں میں سبقت لے گئی ہے تو جہنّمیوں میں اُس کا حُکم رجُوع کرے گا۔ اور اُس کی صُورت ہے تو اُس کی صُورت تبدیل نہیں ہو گی اور اگر تبدیل ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اُن پر پہلے حُکم میں عذاب ہو گا۔

اہلِ جہنّم کے عذاب کا دُورانیہ

فلکِ ثانی کی بُلندی سے حرکت اُس کی تولیّت ہے جس کے ساتھ ہر قابلِ عذاب کے لئے ہر مقام میں اُن میں عذاب ظاہر ہو گا۔ ہم نے ہر قابلِ عذاب کے مقام کے بارے میں کہا ہے اِس لئے کہ اِس میں ایسے بھی ہوں گے جو عذاب قبول نہیں کریں گے۔

پس جب یہ مُدّت ختم ہو جائے گی جو کہ بینتالیس ہزار سال ہے اور اِس مُدّت میں اہلِ جہنّم پر عذاب ہوتا رہے گا۔ اِس میں مُتصل اور پیہم عذاب کی مُدّت تیئیس ہزار سال ہے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر نیند اُنیس سال فرمائے گا جس میں وہ احساس سے غائب ہو جائیں گے اور وُہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

یعنی نہ وُہ مریں گے اور نہ زندہ ہوں گے۔

www.maktabah.org

اور اہلِ جہنم کے بارے میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

ھم الذین ھم اھلھا لا یموتون فیھا ولا یحیون

الحدیث

وہ لوگ جو اہلِ جہنم ہیں نہ اُس میں مریں گے نہ جئیں گے۔

اِن اوقات میں اُن کے حال سے مُراد اُن کا اپنے احساس سے غائب ہو جاتا ہے۔ اُس شخص کی مثل جو اہلِ عذاب سے دُنیا میں دَرد کی شدت اور زیادہ آلام کی قوت سے بے ہوش ہو جاتا ہے ایسے ہی اہلِ جہنم اُنتیس ہزار سال بے ہوش رہیں گے پھر اُن کی بے ہوشی ٹوٹے گی تو اللہ تعالیٰ اُن کی جلدیں دُوسری جلدوں میں تبدیل کر دے گا۔ پس اُنہیں پندرہ ہزار سال عذاب دیا جائے گا پھر اُن پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی تو وہ گیارہ ہزار سال بے ہوشی کی حالت میں ٹھہرے رہیں گے پھر اُنہیں افاقہ ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کی جلدوں کو دُوسری جلدوں میں بدل دے گا۔ تاکہ عذاب کا ذائقہ چکھیں تو وہ سات ہزار سال عذابِ الیم میں گرفتار رہیں گے پھر اُن پر تین ہزار سال بے ہوشی طاری رہے گی پھر اُن کی بے ہوشی رفع ہو گی تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُنہیں اُس شخص کی مثل لذت اور راحت نصیب فرمائے گا جو تکلیف میں سو جاتا ہے اور بیدار ہوتا ہے اور یہ اُس رحمت سے ہے جو اُس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اور ہر چیز میں وُسعت رکھتی ہے۔

اہلِ جہنم پر رحمت

پس اُس وقت رحمتِ الٰہیہ کا اَبدی حکم اسمِ واسع سے ہوگا جس کے ساتھ اُس کی رحمت اور علم ہر چیز پر وسیع ہیں، پھر اہلِ جہنم دَرد و اَلم نہیں

www.maktabah.org

پائیں گے اور یہ امر اُن کے لئے دائمی ہوگا۔ وہ اِسے غنیمت خیال کرتے ہوئے کہیں گے ہم بھول گئے۔ ہم سوال کرنے سے ڈرتے ہیں کہ ہمارے نفوس یاد دلا دیں گے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے فرمایا ہے۔

اَخْسَاءُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ　المومنون آیت ۱۰۸

اِس میں دھتکارے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو

پس وہ سکوت اختیار کریں گے اور جہنم میں مُبلس ہوں گے اور اُن پر عذاب کے لوٹ آنے کے خوف کے سوا کوئی عذاب باقی نہیں رہے گا۔ پس جو عذاب اُن پر ہمیشہ رہے گا وہ اسی قدر ہے اور وہ خوف ہے اور وہ نفسی عذاب ہے حسّی نہیں اور جن اوقات میں وہ اِس عذاب سے غافل ہو جائیں گے اُن کے نعیم کو عذابِ حسّی سے راحت ہوگی جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے دلوں میں یہ امر مقرر کر دے گا کہ وہ وسیع رحمت والا ہے! اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی

پس آج کے دن ہم تمہیں بھلا دیں گے جیسا کہ تم نے ہمیں بھلا دیا تھا۔ جب اہلِ جہنم کو آلام کا احساس نہیں ہوگا۔ وہ اس حقیقت سے کہیں گے اور ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ　التوبہ آیت ۶۷

وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔

www.maktabah.org

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ الجاثیہ آیت ۳۴

اور ایسے ہی آج تمہیں بھلا دیا جائے گا۔

یعنی جہنم میں ترک کر دیا جائے گا۔ کیونکہ نسیان کے معنی ترک کرنا ہے اور ہمزہ کے ساتھ اس کا معنی مؤخر کرنا ہوگا۔ پس اہلِ جہنم کا جنت سے حصہ عذاب کا واقع نہ ہونا ہے اور عذاب سے ان کا حصہ عذاب کا متوقع رہنا ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے اغیار کے طریق سے امان نہیں ہوگی اور وہ بعض اوقات متوقع خوف سے محجوب ہو جائیں گے جس سے ایک وقت دس ہزار سال ایک وقت دو ہزار سال اور ایک وقت چھ ہزار سال کا عرصہ ہوگا۔

یہ مدّت ہمیشہ رہے گی

اس مقدار مذکور سے کبھی نہیں نکلیں گے۔ زمانہ سے لازماً ان کے لئے اس قدر عرصہ ہوگا۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اسمِ رحمٰن سے انہیں نعمت عطا کرنا چاہے گا تو وہ اپنے جس حال میں اس وقت ہوں گے اور جس عذاب میں وہ تھے اس سے نکلنے پر غور کریں گے تو نظر سے اسی قدر نعمت پائیں گے۔ اس غور کرنے کی مدّت ایک وقت ایک ہزار سال ایک وقت نو ہزار سال اور ایک وقت پانچ ہزار سال ہوگی۔ پس اس مدّت میں کمی بیشی بھی ہوگی اور جہنم میں

www.maktabah.org

اُن کا یہ حال ہمیشہ رہے گا۔ کیونکہ وُہ جہنّم میں رہنے والے ہیں۔ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے تمام عیسوی علم سے ہے جو مقامِ محمدیؐ کے وِرثہ سے ہے۔

اور اللہ حق فرماتا ہے اور وُہ ہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اَلحمدُ لِلّٰہ بیسویں باب کا ترجمہ اختتام پذیر ہُوا۔

صائم چشتی

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اکیسواں باب

"ثلاثہ علومِ کونیہ کی معرفت اور اُن کا ایک دوسرے میں داخل ہو"

علم التوالج علم الفکر یصحبه — علم النتائج فانسبه الی النظر
هی الادلة ان حققت صورتها — مثل الدلالة فی الانثی مع الذکر
علی الذی اوقف الایجاد اجمعه — علی حقیقة کن فی عالم الصور
والواو لولا سکون النون اظهرها — فی العین قائمة تمشی علی قدر
فاعلم بان وجود الکون فی فلك — وفی توجهه فی جوهر البشر

علم توالج یعنی ایک کا دوسرے میں داخل ہونا علم فکر ہے۔ اُس علم کا سماتھی پس اس کی نظر نسبت کی طرف ہے۔

یہ دلائل ہیں اگر تم ان کی صورت کو تحقیق کے ساتھ جاننا چاہو تو اس کی مثل مونث میں مذکر کے ساتھ دلالت ہے۔

اُس ذات پر جس نے عالمِ صور حقیقت کُن پر تمام ایجادات کو واقفیت بخشی ہے۔ اگر نون ساکن نہ ہوتا تو واؤ عین میں ظاہر کرتی اور وہ اندازے پر چلتی۔
پس جان لیں فلک میں اور اس کی توجہ میں اور جوہر بشریہ میں وجود کون ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ یہ علم تولد و تناسل ہے اور یہ علومِ اکوان سے ہے اور اس کی اصل علمِ الٰہی سے ہے۔

پس ہم پہلے اُس صورت کو بیان کریں گے جو اکوان میں ہے۔ بعد ازاں آپ کے لئے علمِ الٰہی میں ظاہر کریں گے کیونکہ ہر علم کی اصل علمِ الٰہی سے ہے کیونکہ ہر ماسوا اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔!

www.maktabah.org

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ الجاثیہ آیت ۱۳ "وہ جو زمین و آسمان میں ہے تمام تمہارے لئے مسخر ہے"

پس یہ علم نوبلج ہر چیز میں جاری و ساری ہے۔ اور یہ علم التھام یعنی آپس میں میل جول یعنی نکاح کا علم ہے۔

ان میں سے حسی معنوی اور الٰہی علم ہے۔ پس جاننا چاہئے جب آپ اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں تو پہلے عالم حس میں نظر کریں پھر عالم طبیعت میں پھر روحانی معانی میں، پھر علم الٰہی میں، علم حس میں اس طرح جان لیں کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتا ہے کہ تیری ذات کو دو شخصوں کے درمیان ظاہر کرے اُن دونوں سے اس کا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں کہ ان دونوں میں تیسرا ظاہر ہو جب تک کہ دونوں کے ساتھ تیسرا حکم قائم نہ ہو۔

یہ ایسے ہی ہوگا؛

اور یہ ایسے ہوگا کہ دونوں میں سے ایک دُوسرے کے ساتھ مجامعت کی صورت مل جائے چنانچہ جب مخصوص وجہ اور شرط کے ساتھ اجتماع ہوگا اور مقام ولادت کے قابل ہو اور جب بیج کو قبول کرے تو اُسے فاسد نہ کر دے اگر بیج اُس میں صُورتِ افتتاح کو قبول کرے اور یہ اجتماع دو شرم گاہوں کا ملاپ اور شہوت کے ساتھ پانی یا ہوا کا انزال ہے۔

قبول کرے تو لازماً تیسرے کا ظہور ہوگا اور اُس کا نام بیٹا ہوگا۔ اور دونوں کا نام والدین ہوگا اور تیسرے کے ظہور کا نام ولادت اور دونوں کے اجتماع کا نام نکاح یا سفاح ہوگا۔ یہ امر حیوان میں محسوس اور وقوع پذیر ہوتا ہے۔

ہم نے مخصوص وجہ اور مخصوص شرط کا ذکر کیا ہے کیونکہ نکاح کے ساتھ

www.maktabah.org

مذکر د مؤنث کے اجتماع سے اولاد پیدا نہیں ہوتی مگر اُس شرط کے حصول کے ساتھ پیدا ہوتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ عنقریب ہم اس کے معنی وضاحت سے بیان کریں گے جبکہ یہی مطلوب ہے۔

عالم طبعیات میں ہے کہ جب آسمان سے بارش کا پانی اترتا ہے اور زمین اُس کو قبول کر کے سیدھی ہوتی ہے۔ تو یہ اُس کا حمل ہے۔

ایک جنس سے مسرور و شادمان جوڑے اگاتی ہے ایسے ہی کھجور اور درخت کے پیوند کے لئے ہے۔ تو الد کے لئے فرمانِ خداوندی ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ "ہم نے ہر چیز سے جوڑے پیدا کئے"

(الذاریات آیت نمبر ۴۹)

اشیاء یا مفرد ہیں یا مذکر

رہے معانی تو جان لیں کہ اشیاء دو قسموں پر ہیں مفردات اور مرکبات چنانچہ مرکبات کے علم سے مفرد کا علم مقدم ہے اور مفرد کا علم صفت اور حد کے ساتھ اور مرکب کا علم دلیل و برہان سے ہوتا ہے۔

جب آپ جاننا چاہیں کہ کیا وجود عالم سبب سے پہلے ہے تو دو مفردوں کی طرف اعتقاد کریں یا اس پر جو مقدمہ شرطیہ کی مثل دو مفردوں کے حکم میں ہے۔ دونوں میں سے ایک مفرد کو مبتدا کا موضوع مقرر کریں یا دوسرے مفرد کو اس کے ساتھ طریق جنبار پر حمل کریں پھر کہیں کل حادث ہے۔ اور اس کا نام مبتدا اس لئے ہے کہ اس کے ساتھ آپ نے ابتدا کی، کیونکہ یہ موضوع اول ہے جسے اس لئے وضع کیا ہے کہ اس پر اُسے حمل کیا جائے۔ جس کے ساتھ آپ اس سے خبر دیں۔

www.maktabah.org

اور وہ مُفرد ہے کیونکہ اسمِ مضاف مفرد کے حکم میں ہے ضروری ہے کہ آپ صفت کے ساتھ حدوث کے معنی جان لیں اور ہر اُس چیز کے معنی جان لیں جو اس کی طرف مضاف ہے۔ اور اُس کے لئے جیسا کہ محیط فصیل یعنی حصار قائم کیا گیا ہو کیونکہ زبان میں وضع کے ساتھ ہر چیز حصر کا اقتضاء کرتی ہے۔

جب آپ حادث کو جان جائیں گے اُس وقت آپ اُس پر دُوسرے مفرد کو حمل کریں گے اور یہ آپ کا قول ہے۔ تو اس کے لئے ایک سبب ہے جس کے ساتھ آپ اس سے خبر دیں گے تو ضروری ہے کہ آپ اس سبب کے معنی اور وضع میں اُس کی معقولیت کو بھی جان لیں۔

مفردات کا یہ وہ علم ہے جو حد کے ساتھ مقتنص ہے پس ان دونوں مُفردوں سے صُورت مرکبہ قائم ہوئی جیسا کہ حیوانیت اور گفتگو سے انسان کی صورت قائم ہوئی پس اس میں آپ انسان کو حیوان ناطق کہیں گے۔ مفردین کی ترکیب کو ایک دُوسرے پر حمل کہنے سے کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ مگر یہ وہ دعوٰی ہے جس کا مدعی اُس کی صحت پر دلیل کا محتاج ہے یہاں تک کہ موضوع سے اُس خبر کی تصدیق ہو جس کی اُس کے ساتھ خبر دی ہے۔

ہم سے یہ امر اُس وقت تسلیم کیا جائے گا جب دعوٰی میں خاص طور پر ضرب المثل کے طور پر عرفِ طوالت ہو۔ اور میری یہ کتاب معانی کے میزان کا مقام نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ علم منطق پر موقوف ہے کیونکہ ضروری ہے کہ ہر مفرد معلوم ہو اور جس کے ساتھ مفرد موضوع سے خبر دی جائے وہ حسّی، بدیہی یا نظری بُرہان کے ساتھ دونوں کی طرف راجع ہے۔

پھر آپ دُوسرا مقدمہ طلب کریں اور اُس میں وہی عمل کریں جو پہلے میں کیا اور لازم ہے کہ دونوں مذکور مفردوں کے دونوں مقدموں میں سے کوئی ایک ہو۔

www.maktabah.org

اور یہ ترکیب کی صورت میں چار اور معنی میں تین ہیں۔ انشاءاللہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اور اگر اس طرح نہیں ہوگا تو ہرگز نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔

پیدائش عالم سبب سے ہے

آپ کہیں گے کہ جس مسئلہ کی مثال ہم نے دوسرے مقدمہ میں بیان کی ہے عالم حادث ہے؟ اور اس میں معرفت کے ساتھ اس علم کو طلب کریں گے جو معرفت عالم سے پہلے مقدمہ میں طلب کیا تھا اور اسے اپنے قولِ حادثات کے ساتھ آپ نے حدوث پر حمل کیا ہے اور یہ قول حادثات جس مقدمے میں حمل کیا جائے گا وہ پہلے مقدمہ میں موضوع ہے۔ جب اس سبب پر حمل کیا تو دونوں مقدموں میں حادث کی تکرار ہوگی۔ اور دونوں کے درمیان رابطہ کرنے والا ہوگا۔

جب یہ ارتباط ہوگیا تو اس ارتباط کا نام وجہ دلیل ہوگا اور دونوں کے اجتماع کا نام دلیل اور برہان ہوگا اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ حدوثِ عالم کے لئے لازماً سبب ہے۔ پس علتِ حدوث اور حکمِ سبب ہے تو حکم علت سے عام ہے۔ کیونکہ اس علم میں شرط ہے کہ حکم علت سے عام یا مساوی ہو اور اگر ایسا نہیں تو ان امورِ عقلیہ میں مصدق نہیں۔

اگر آپ شریعت میں اخذ کرنا چاہیں گے تو جب اس مثل کو جاننا چاہئیں گے کہ نبیذ حرام ہے تو اس طریقہ سے کہیں گے کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور نبیذ نشہ لاتی ہے تو وہ حرام ہے۔

حرمت کے اور سبب بھی ہیں

اس میں آپ کا اعتبار امورِ عقلیہ میں اعتبار کرنے کی صورت میں ہوگا جیسا

www.maktabah.org

کہ ہم نے آپ کے لئے مثال بیان کی پس تحریم کا حکم ہے اور علت اس کا حالہ ہے۔ یعنی نشہ کی حالت ہے۔ پس حرمت کے لئے حکم عقل موجبہ سے عام ہے کیونکہ تحریم کے لئے دوسرے امر میں نشے کے علاوہ دوسرا سبب بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ غصب، سرقہ اور گناہوں میں حرکت ہے اور یہ وجود تحریم کی محرمات میں علتیں ہیں۔

پس اس خاص وجہ سے سچ نکلا اور آپ کے لئے اس تقریب کے ساتھ معانی کا میزان اور نتائج ہیں۔

فردیت کے علاوہ نتیجہ نہیں

سوائے اس کے نہیں کہ وہ لوالج کے ساتھ اُن دونوں مقدموں میں ظاہر ہوئے جو حس میں ماں باپ کی طرح ہیں اور یہ دونوں تین سے یا اس سے مرکب ہیں جو تین کے حکم میں ہیں۔ کیونکہ اضافت اور شرط میں جملہ کے لئے ایک ہی معنی ہوتا ہے پس فردیت کے علاوہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔

اصل فاعل خدا

کیونکہ اگر شفع ہو اور ایک ساتھی کی خاص صحبت نہ ہو تو شفع سے کبھی کوئی درست چیز نہیں پائی جائے گی۔ پس وجودِ عالم میں شریک باطل ہے اور ایک کا فعل ثابت ہے اور موجودات سے اُس کے وجود کے ساتھ موجودات کا ظہور ہوا تو آپ کے لئے ظاہر ہے کہ اگرچہ فعل بندوں سے ظاہر ہوتے ہیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نہ ہوتے تو فعل ظاہر نہ ہوتا، یہ میزان صورت اور ایجاد کے ساتھ بندوں کی طرف اعمال کی اضافت کے درمیان ہے جو افعال اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

www.maktabah.org

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔!

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ "اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے

صفات آیت ۹۶ اعمال کو پیدا کیا۔

یعنی تمہارے اعمال کو پیدا کیا تو عمل اُن کی طرف منسوب ہیں اور ایجاد اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف ہے۔ خلق کا لفظ ایجاد کے معنوں میں بھی ہے اور تقدیر کے معنوں میں بھی جیسا کہ لفظ خَلق فِعل کے معنوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ جسکی مثال اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں نے زمین اور آسمانوں کے بنانے

الکہف آیت ۵۱ کے وقت انہیں گواہ نہ بنایا تھا۔

نیز خَلق کا معنی مخلوق بھی ہوتا ہے۔ جس کی مثال اللہ تعالیٰ اس فرمان میں ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ فِيْۤ اَرْحَامِهِنَّ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ارحام میں پیدا

البقرہ آیت ۲۲۸ کیا۔

جاننا چاہیئے کہ یہ توالج و توالد علمِ الٰہی میں ہے اور حق تعالیٰ کی ذات سے ان میں ہرگز کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔

اہلِ حق کا مذہب

اُس کی ذات کی طرف دوسرا امر منسوب نہیں ہو سکتا اور اہلِ سنت اہلِ حق کے نزدیک اس ذات کی طرف یہ نسبت ہے کہ وہ ایجاد پر قادر ہے یا اُس کی طرف احتیاج ہے۔ ولیکن اس کے سیاق میں اہلِ حق کے مخالفین سے غرض ہے تاکہ اس کے نزدیک تقریر کریں کہ اُس کی ذات کے لئے وجودِ عالم کی نسبت

www.maktabah.org

اُس کی ذات ہونے کی بنا پر نہیں جبکہ وہ عالم کو اُس کے وجود کے ساتھ علت ہونے سے منسوب کرتے ہیں لہٰذا ہم ان کا مقالہ وارد کرتے ہیں باوجودیکہ یہ نسبت اُس کے قادر ہونے پر ہے تو لازماً تیسرا امر ہوگا اور وہ اِس عین مقصودہ کے لئے ایجاد کا ارادہ ہے۔ کہ اِسے وجود دیا جائے لازم ہے کہ وہ قصداً توجہ کے ساتھ قدرت کے ساتھ عقلاً اور شرعاً ایجاد کی طرف ہوگا۔

وجودِ کائنات فردیت سے ہے احدیت سے نہیں

خلقت کا وجود میں آنا فردیت سے ہے نہ کہ احدیت سے کیونکہ اُس کی احدیت دوسرے کو قبول نہیں کرتی اِس لئے کہ احدیت عدد نہیں پس علمِ الٰہی میں ظہورِ عالم تین حقائق معقولہ سے ہے اور وہ ایک دوسرے تو الد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اِس لئے کہ اُس کی اصل کی یہی صورت ہے۔ اِس باب میں اِس قدر کافی ہے۔ یقیناً اِس انتباہ سے مقصود حاصل ہو گیا ہے کیونکہ یہ فن اہلِ اللہ کی طریق کی مثل میں ہے اِس سے زیادہ کا متحمل نہیں، اِس لئے کہ یہ کتاب علومِ فکر سے نہیں۔

سوائے اِس کے نہیں کہ یہ علوم تلقی و تدلّی سے ہیں اس میں اس کے علاوہ دوسرے میزان کی طرف حاجت نہیں۔ اگرچہ اُس کا اس کے ساتھ ارتباط ہو کیونکہ اُس سے ایک حملہ نہیں نکلتا مگر اس کے مفردات کے علم سے مقدمات کی درستگی کے بعد جو اُس کی صفت ہے وہ منع نہیں کرتی، اور مقدمات اُس برہان کے ساتھ ہیں جو اس باب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کے ساتھ دُور نہیں ہوتی۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ اگر دونوں (زمین و آسمان) کے درمیان

www.maktabah.org

تفسیر ثنائی · الانبیاء آیت ۲۲ · اللہ کے علاوہ معبود ہوتا تو برباد ہو جاتے

تو یہ وہ امر ہے جس کے ساتھ ہمیں اس باب میں اس آیت اور اس کی مثل آیات کے پیشِ نظر اس فن کو بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ، اس فن کے ساتھ علوم میں باب کشف سے اہلِ اللہ مشغول نہیں ہوئے تاکہ تضیعِ اوقات نہ ہو اور انسان کی عمر عزیز ہے ۔ انسان کا حق ہے کہ اسے سوائے اپنے ربّ کی مجالس اور اس کے ساتھ اس کی مشروع گفتگو کرنے کے اسے بسر نہ کرے

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

الحمد للہ پندرھویں جز اور اکیسویں باب کا ترجمہ تمام ہوا ۔

صائم چشتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بائیسواں باب

منزلِ منازل کے علم اور تمام علومِ کونیہ کی ترتیب کی معرفت

عجبا لاقوال النفوس السامیہ ان المنازل فی المنازل ساریہ
کیف العروج من الحضیض الی العلی الا انقہر الحضرۃ المتعالیہ
فصناعۃ التحلیل فی معراجھا نحو اللطائف والامور السامیہ
وصناعۃ الترکیب عند رجوعھا بسنا الوجود الی ظلام الھاویہ

نفوس سامیہ کے اقوال عجیب ہیں، کہ منزلوں میں منزلیں جاری وساری ہیں۔

پستی سے بلندی کی طرف کیسے عروج ہے مگر حضرت متعالیہ کے غلبہ کے ساتھ۔

پس اُس کی معراج میں لطائف اور امور سامیہ کی طرف صنعتِ تحلیل ہے اُس کے رجوع کے وقت صنعتِ ترکیب وجود کی روشنی کے ساتھ جہنم کے اندھیروں کی طرف ہے۔

علومِ الٰہیہ کے علاوہ علومِ ترکیبی ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی تائید فرمائے جاننا چاہیئے کہ جب کہ علم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف منسوب ہوگا تو کثرت وترتیب کو قبول نہیں کرتا کیونکہ اِس کا اکتساب واستفادہ نہیں ہوتا، بلکہ اُس کا علم عین اُس کی ذات ہے۔ جیسا کہ اُس کی طرف منسوب ہونے والے اسماء وصفات ہیں اور ماسوٰی اللہ کے

www.maktabah.org

علوم لازماً مرتبہ محصورہ میں ہونگے خواہ وہ علوم وہبی ہوں یا کسبی برابر ہیں اس لئے کہ وہ ہماری بیان کردہ ترتیب سے خالی نہیں ہوتی اور وہ پہلے علم مفرد ہے پھر علم ترکیب پھر علم مرکب اور اس کے لئے چوتھا علم نہیں۔

اگر ترکیب کو قبول نہ کرنے والے مفردات سے ہے تو اُس کا علم مفرد ہے اور ایسے ہی باقی ہیں کیونکہ ہر معلوم لازماً مفرد ہوگا یا مرکب اور مرکب لازماً علم ترکیب تقدم کی استدعا کرتا ہے اور اُس وقت علم مرکب ہوتا ہے۔ تمام علوم کی یہ ترتیب آپ جان چکے ہیں چنانچہ ہم آپ کے لئے اس منزل میں منزلوں کا محصور ہونا بیان کرتے ہیں۔ اور وہ کثیر و لاتحصیٰ ہیں۔

مراتب اُمّہات کی تعداد

ان میں سے ہم اُسی قدر بیان کریں گے جن کا تعلّق ہماری شریعت کے ساتھ ممتاز و مختص ہے نہ کہ اُن کے ساتھ جن میں ہمارے اور دوسرے تمام مذاہب اور ملتوں کے علوم کے درمیان اشتراک واقع ہوتا ہے۔

جملہ مراتب اُمّہات انیس[۱۹] ہیں ان میں سے وہ ہیں جو منازل کی طرف متفرع اور بعض کی فروع ہیں۔

اَب ہم ان مراتب کے اسماء کا ذکر کرتے ہیں اور کیونکہ ہم حضرتِ الٰہیہ میں اس کے ساتھ ایسی ہی پہچان چاہتے ہیں اور ادب اُولیٰ ہے، بعد ازاں ہم ان منزلوں کے القاب اور اُن کے محقق ارباب و اقطاب کے احوال وصفات کو بیان کریں گے اور ان احوال سے ہر ایک کے حال کے وصف کا ذکر کریں گے پھر ان کے بعد انشاء اللہ ان انیس[۱۹] میں سے ہر صنف کا بیان ہوگا اور ان میں سے اُس کا ذکر بھی آئے گا جس پر منازل سے نہیں بلکہ بعض

www.maktabah.org

امّہاتِ منازل پر مشتمل ہیں کیونکہ علامات و دلالات کی منزلوں سے انوارِ جلی سے ایک سو سے زیادہ منزل کو بلکہ ہزاروں منزلوں کو شامل ہے اور اسرارِ خفیہ اور خواص جلیہ پر حاوی انتہائی منزلیں بہت تھوڑی ہیں پھر ہم اُس ذکر کی تلاوت کریں گے جو قدیم و جدید موجودات سے ان منازل کے لیے مشابہت رکھتا ہے اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ اُن بعض معانی کا ذکر کریں گے، جن کا تعلق تقریب و اختصار پر اِس منازل سے ہے۔

منزلوں کے القاب اور اُن کے اقطاب کی صفات

۱۔ اِن میں سے ثناء مدح کی منزلیں ہیں اور وہ اربابِ کشف و فتح کے لئے ہیں۔

۲۔ ان میں سے رموز و اشارات کی منزلیں ہیں جو اہلِ حقیقت و مجاز کے لئے ہیں۔

۳۔ ان میں سے منازلِ دعا اہلِ اشارات و بُعد کے لئے ہیں۔

۴۔ منازلِ افعال اہلِ احوال و اتصال کے لئے ہیں۔

۵۔ منازل ابتداء اہلِ ہواجس و ابتداء کے لئے ہیں۔

۶۔ منازل تنزیہ مناظرات و استنباط میں اہلِ توجیہہ کے لئے ہیں۔

۷۔ منازلِ ترکیب غرباءٔ عاشقانِ الٰہی کے لئے ہیں۔

۸۔ منازل توقع اہلِ براقع کے سبحات کی بناء پر ہیں۔

۹۔ منازلِ برکات اہلِ حرکات کے لیے ہیں۔

۱۰۔ منازلِ اقسام روحانیین سے اہلِ تدبیر کیلئے ہیں۔

۱۱۔ منازلِ دھر اہلِ ذوق کے لئے ہیں۔

www.maktabah.org

۱۲۔ منازلِ اینت البصار سے مشاہدہ کرنے والوں کے لئے ہیں۔

۱۳۔ منازلِ لام الف اخلاق الٰہیہ سے متخلق ہونے والوں کے التفات کے لئے ہیں اور اہلِ سِتر کے لئے ہیں، جس کا انکساف نہیں ہوتا۔

۱۴۔ منازلِ تقریر علمِ کیمیا اور طبعیات اور روحانیت والوں کے لئے ہیں۔

۱۵۔ منازلِ فناء اکوان ضنائن المخدرات کے لئے ہیں۔

۱۶۔ منازل اُلفت اہلِ ایمان اور اہلِ غرفہ کے لئے ہیں۔

۱۷۔ منازل وعید عرشِ مجید کے ساتھ قائم متمکنین کے لئے ہیں۔

۱۸۔ منازلِ استخبار اہلِ اسرارِ دقیقہ کے لئے ہیں۔

۱۹۔ منازلِ اَمر اُن میں اُس کے راز کے حقائق کی تحقیق کرنے والوں کے لئے ہیں۔

اہلِ استنباط وُہ ہیں جو غلط بھی کرتے ہیں اور درست بھی اور وُہ معصوم نہیں۔

غُربا کے لئے انکسار اور لوافیح ہے۔

اہلِ براقع کے لئے خوف اور ڈر ہے۔

اہلِ حرکت کے لئے اسباب کا مُشاہدہ کرنا ہے۔

مدبرین کے لئے فکر اور ممکنین کے لئے حدُود ہیں۔

اہلِ مشاہدہ کے لئے انکار اور اہلِ پردہ کے لئے سلامتی ہے۔

اہلِ علم کے لئے معلوم پر تحکم ہے۔

اہلِ ستر پردہ اُٹھنے کا انتظار کرتے ہیں۔

اہلِ امن خُفیہ تدبیر کے مقام خوف میں رہتے ہیں۔

اہلِ قیام کے لئے بیٹھنا ہے۔

www.maktabah.org

اہلِ الہام کے لئے تحکّم و زبردستی کا حکم۔
اہلِ تحقیق کے لئے تین کپڑے ہیں، ایمان کا کپڑا، کفر کا کپڑا، منافقت کا کپڑا۔

اُن کے احوال کا ذکر

جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کے لئے منازل بنائے۔
مُعاقل کو روندنے کے لئے عاقل اور منزلیں طے کرنے کے لئے راحل ہیں۔
عالِم کے لئے اعلیٰ معالم اور قاسم کے لئے فضلِ مقاسم ہے۔
ٹوٹنے والوں کے لئے توڑنے والے اور عواصم کے لئے عواصم ہیں۔
بیٹھنے والوں کے لئے قواعد بلند کئے گئے، اور راصد کے لئے مراصد ترتیب دیئے گئے۔
سواروں کے لئے سواریاں مسخر کی گئیں اور جانے والوں کے لئے مذاہب کو قریب کیا گیا۔
تعریف کرنے والوں کے لئے محامد اور قصد کرنے والوں کے لئے آسان مقاصد ہیں۔
عارف کے لئے مَعارف پیدا کئے گئے اور ٹھہرنے والوں کے لئے مواقف ثبت کئے گئے ہیں۔
سالک کے لئے راستے مشکل کئے گئے، اور ناسک کے لئے عین مناسک ہیں۔
شاہد کو مشاہد کے لئے گونگا کیا گیا اور سونے والے کے فراقد کو نگہبان

www.maktabah.org

بنایا گیا۔

اُن کی صفات کے احوال

اللہ تبارکؐ وتعالیٰ نے نازل کو مقدر اور عاقل کو مفکر مقرر فرمایا رحلت کرنے والے کو تیار اور عالم کو مشاہد بنایا۔

قاسم کو تکلیف اُٹھانے والا اور قاصم کو مجاہد بنایا۔

عاصم کو معاون اور قاعد کو عارف بنایا۔

راصد کو واقف اور سوار کو محمول بنایا۔

جانے والے کو معلول اور حمد کرنے والے کو مسئول بنایا۔

قاصد کو مقبول عارف کو منجوت اور واقف کو مبہوت ٹھہرایا۔

سالک کو مردود، ناسک کو معبود، شاہد کو محکم اور راقد کو مسلم مقرر فرمایا۔

اُمّہاتِ منازل کا بیان

ہم نے اُن کی اِن اُنیس صِفات، کا ذِکر اُن کے احوال کی صنف میں کیا ہے۔

اَب ہم اُمّہات منازل کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو ہر صنف کو متضمن ہے

ان اُمّہات سے منازل سے ہر منزل چار اصناف پر مشتمل ہے۔

پہلی صنف کا نام منازلِ دلالات ہے۔

دُوسری صنف کا نام منازلِ حدود ہے۔

تیسری صنف کا نام منازلِ خواص ہے۔

چوتھی صنف کا نام منازلِ اسرار ہے۔ ان کی کثرت بے شمار ہے اِن

www.maktabah.org

میں سے ہم اُنیس[۱۹] منازل پر اختصار کرتے ہیں۔ اور اُن اعداد کا ذکر کرتے ہیں جو اِن پر اجہات سے محیط و منطوی ہیں اور یہ پہلی منزل مدح ہے ۔ اُس کے لئے منزلِ فتح فتحِ سرین اور منزلِ مفتاح الاوّل ہے ۔ ہمارے لئے اس میں جزء ہے جس کا نام ہم نے مفاتیح الغیوب ، منزلِ عجائب ، منزلِ تسخیر الارواحِ برزیہ اور منزلِ ارواح علویہ ، رکھا ہے اور اُس کے ہم نے بعض معانی کو منظوم کیا ہے۔

منازل مالها تناهی — منازل المدح والتباهی
مدائح القوم فی الذری هی — لا تطلبن فی السمو مدحا
یشرب من أعذب المیاه — من ظمئت نفسه جهادا

مدح و مباہات کی منازل لا متناہی ہیں۔
بلندی میں مدح نہ طلب کریں قوم کی مدحتیں اسی ہی میں ہوتی ہیں۔
جس کا نفس جہاد میں پیاسا ہے وہ لذیذ و شیریں پانی پئے گا۔

غلام اس تعریف کا مستحق نہیں

ہم کہتے ہیں کہ غلام اِس مدح کا مستحق نہیں کہ وہ آقا کے اوصاف سے متصف ہو جائے کیونکہ ایسا کرنا سوئے ادب ہے البتہ آقا چاہے تو غلام کی صفات اپنا سکتا ہے ۔ کیونکہ اُس پر حکم نہیں لہٰذا اپنے غلام کی طرف اُس کا نزول غلام پر احسان کرنا ہے تاکہ اُسے سرور و انبساط حاصل ہو اس لئے کہ غلام کے دل میں آقا بہت بڑا اجلال ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے ۔ خواہ اُس کی طرف اُس کا نزول نہ ہوتا اور غلام کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے آقا کے اوصاف کو اپنائے نہ اُس کی حضوری میں اور نہ اپنے غلام بھائیوں کے نزدیک خواہ آقا نے اُسے اُن پر حاکم بنایا ہو ۔ جیسا کہ حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.maktabah.org

نے فرمایا!

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ یہ آخرت کا گھر ہے ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبّر نہیں چاہتے۔

القصص آیت ۸۳

کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کو مطیع کیا ہوا ہے۔ اور غلام عاجز و درماندہ ہوتا ہے۔ اور عجز بلندی کا اقتضاء نہیں کرتا پس جس نے اپنی قدر سے تجاوز کیا وہ ہلاک ہو گیا اور کہتے ہیں کہ جو اپنی قدر کو پہچان لیتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا۔ اور یہ قول کہ "حالا تناہی"، یعنی اُس کے لئے انتہا نہیں تو اس میں کہتے ہیں کہ عبد میں اُس کی عبودیت کی انتہاء نہیں کہ جس انتہاء کی طرف پہنچ کر وہ رب ہونے کی طرف آپ جائے۔ ایسے ہی رب کے لئے انتہا نہیں، جس کی طرف منتہی ہو کر پھر وہ عبد بن جائے۔

پس نہایت غیر کی طرف رب، رب ہے اور غیر نہایت کی طرف عبد عبد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اللہ ہی رہتا ہے اور عبد عبد۔

اس لئے فرمایا! کہ لوگوں کی اچھائیاں اور تعریفیں تیری میں ہیں۔ اور یہ جگہ ساری زمین سے پست ہے۔ اور فرمایا پانی کی لذت کو پیاسا جانتا ہے اور اتصافِ عبودیت کی لذت وہی جانتا ہے، جو اتصاف ربوبیت کے وقت آلام کا ذائقہ چکھے۔

www.maktabah.org

خدا ہی رزق دے سکتا ہے

اور اُس کی طرف مخلوق کی احتیاج حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثل ہے جب انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے ہوئے طلب کیا کہ اپنے بندوں کی روزی اُن کے ہاتھ دے دے۔

چنانچہ اُس وقت کھانے کی جو چیزیں تھیں وہ تمام ان کے پاس حاضر کر دی گئیں۔ تو سمندر کے جانوروں سے ایک جانور نکلا اور اُس نے اپنا کھانا طلب کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے کہا کہ جس قدر کھانا تم ایک روز کھاتے ہو اس سے کھالو۔

اُس نے کھانا شروع کیا تو سارا کھانا ختم ہوگیا یہاں تک آخری لقمہ لیتے وقت اُس نے کہا میرا کھانا اور زیادہ کریں اس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اتنا کھانا ہر روز دس مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ جب کہ میرے علاوہ مجھ سے بڑے جانور موجود ہیں جو مجھ سے زیادہ رزق پاتے ہیں۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور میں توبہ کی اور جان لیا کہ جو خالق تعالیٰ کی شان کے لائق ہے وہ مخلوق کی وسعت میں نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تبارک سے ایسا ملک طلب کیا تھا جو اُن کے بعد کسی کو نہیں ملا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تمام جہات سے جانور جمع ہو کر اُن سے اپنا اپنا رزق طلب کر رہے ہیں تو انہوں نے اس سے اپنے دل میں تنگی محسوس کرتے ہوئے اپنے سوال سے رجوع کر لیا۔

چنانچہ اس توبہ سے انہوں نے بے حد لذت حاصل کی جب کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا سوال قبول کر لیا تھا۔

www.maktabah.org

منزلوں کا حال

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے جان لیں کہ اگر ان میں سے کوئی منزل ہو تو وہ منازل پر حاوی ہوتی ہے ان میں سے وحدانیت، منزلِ عقلِ اوّل اور عرشِ اعظم اور صدا و عماء سے عرش کی طرف آنا۔ علمِ تمثل منزلِ قلوب وحجاب منزلِ استواء فہوانی، الوہیتِ سارہ یہ اور اسمداد کہاں و دہر ہیں۔ اور وہ منازل ہیں جن کے لئے ثبات نہیں اور ان میں سے کسی کے لئے ثبات نہیں اور ان میں سے منزلِ برازخ الٰہیہ اور زیادت وغیرت، منزلِ فقدو وجدان، منزل رفع شکوک اور وجودِ مخزون، منزلِ قہر وخسف اور منزلِ ارض الواسع۔

کشادہ زمین کی دلچسپ اور انوکھی منزل

میں جب اس وسیع زمین کی منزل میں داخل ہوا تو میں تیونس میں تھا مجھ سے وہاں ایسی چیخ نکلی جس کا مجھے علم نہیں کہ وہ مجھ سے واقع ہوئی سوائے اس کے جس نے مجھ سے یہ آواز سنی۔ ان میں سے ایسا کوئی شخص باقی نہ رہا جو غش کھا کر نہ گرا ہو۔ جو ہمسایہ عورتیں سطح پر تھیں وہ زمین پر گر گئیں اور ان میں سے بعض چھتوں کی بلندی سے گھر کے صحن میں گریں اور انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

سب سے پہلے مجھے ہوش آیا اور ہم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے میں نے وہاں سب کو بے ہوش پایا پھر اس سے کچھ عرصہ بعد وہ ہوش میں آگئے۔ تو میں نے کہا تمہیں کیا ہوا تھا؟

انہوں نے کہا آپ کا کیسا حال ہے؟ بے شک آپ نے ایسی چیخ

www.maktabah.org

ماری تھی جس کے اثرات اِس جماعت پر واقع ہوئے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔
میں نے کہا! خدا کی قسم مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں نے چیخ ماری تھی۔
علاوہ ازیں منزلِ آیاتِ غربیہ اور حکمِ الٰہیہ ہے اور منزلِ استعداد زینت ہے اور وُہ امر جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے افلاک سماویہ کو روکا ہوا ہے۔ اور منزل ذِکر و سلب وغیرہ ہیں اِن منازل میں میں نے کہا!

منازل الکون فی الوجود منازل کلها رموز
منازل للعقول فیها دلائل کلها تجوز
لما أتی الطالبون قصدا لنیل شیء وذاك جوروا
فیاعبید الکیان حوزوا هذا الذی ساقکم وجوزوا

تمام منازلِ کون جو وجُود میں ہیں وہ تمام منازلِ رموز ہیں۔
عقلوں کی منازل کے لئے ان میں تمام مجوّزہ دلائل ہیں۔
جب طالبین کسی چیز کے حصُول کے لئے قصد کر کے آتے ہیں تو وُہ اس کا بدلہ ہوتی ہے۔
اے بندگانِ کیان یہ چیز لے لو ___ اور گذر جاؤ یہ وہی ہے جو تمہیں چلا کر لائی ہے۔

رمز و لغز کے معنے

رمز اور لغز وہ کلام جو وہ معنے ظاہر نہ کرے جو اُس کے قائل کا مقصد ہے ایسے ہی وجُود میں منزلِ عالم ہے۔ جیسے اللہ تبارک و تعالےٰ اُس کی عین کے لئے وجُود میں نہیں لایا بلکہ اللہ تعالےٰ نے اُسے اپنی ذات کے لئے پیدا کیا ہے۔

www.maktabah.org

پس عالم اُس غیر کے ساتھ مشغول ہوا جو اُس کے لئے پیدا کیا گیا ہے
تو یہ اُس کے مُوجد کے مقصد کے خلاف ہے۔
اِس لئے عارفین کی ایک جماعت جِس کا حال دُوسروں سے اچھا ہے
نے کہا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ہمارے لئے پیدا فرمایا ہے۔ جب کہ
محقق اور عبد یہ بات نہیں کہتا بلکہ وہ یہ بات کہتا ہے۔ ہمیں اُس نے اپنے لئے
پیدا فرمایا ہے اور اُس کی طرف اِس کی محتاجی نہیں یعنی انسان کو اپنے لئے پیدا
فرمانے کے باوجُود اِس کا محتاج نہیں۔
پس جو میرے رب کے لغز اُس کی رمز اور اشعارِ غاز کو جانتا ہے وہ ہمارے
ارادے کو جانتا ہے۔

جو ارادہ ہوگا وہی ملے گا

یہ شعر کہ جب طالبین کسی چیز کے حصُول کے لئے قصد کر کے آتے ہیں
تو وہ اُس کا بدلہ ہوتی ہے تو یہ مجازات سے ہے۔ کہتے ہیں کہ جس امر کے لئے
اللہ تعالیٰ کے لئے طلب کیا جائے وہ اُس کے طلب کے مطابق ملتا ہے اور
اُسے اِس کے علاوہ نہیں پہنچتا۔
یہ شعر کہ " اے بندگانِ کائنات یہ چیز لے کر گذر جاؤ یہ وہی ہے جو
تمہیں لے کر آئی "، تو اِس کا معنیٰ یہ ہے کہ بندہ جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کی
عبادت کرتا ہے وُہ چیز اُس کا معبُود اور رب بن جاتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ
اُس سے بریت فرمالیتا ہے اور وُہ اُس کے لئے ہے جس کا وُہ بندہ ہے۔
اور یہ کہنا کہ خُوذُ وا یعنی وہ چیز لو جس کے لئے آئے ہو یعنی جس کے باعث
آئے ہو وجُوزُوا یعنی ہم سے چلے جاؤ کیونکہ تم ہماری طرف اور ہماری وجہ

www.maktabah.org

سے نہیں آئے۔

منزلِ دُعا

یہ منزل اُن منزلوں پر حاوی ہے جن میں سے منزلِ النسان بالشبتیہ، منزلِ تقدی، منزلِ مکر و طائف و حجب، منزلِ مقادیر وابتلا، منزلِ جمع و تفرقہ ومنع، اور منزلِ نواشتی و تقدیس ہے اِس منزل میں مَیں نے کہا ہے۔

لنا به الرحمن فيك منازل	فاجب نداء الحق طوعا يافل
رفعت اليك للرسلات أكفها	ترجو النوال فلا يخيب السائل
أنت الذى قال الدليل بفضله	ولنا عليه شواهد ودلائل
لولا اختصاصك بالحقيقة مازهت	بنزولك الاعلى لدىٰ منازل

اِس میں رحمٰن نے تیرے لئے منزلیں رکھی ہیں اے کاہل! ندائے حق کا خوشی سے جواب دے۔

مُرسلات نے تیری طرف ہتھیلیاں اُٹھا رکھی ہیں۔ یہ بخشش و نوال کی امید رکھتی ہیں۔ سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جاتا۔

تُو وہ ہے جس کے ساتھ اُس کے فضل کی دلیل ہے۔ اور ہمارے لئے اِس پر شواہد و دلائل ہیں۔

اگر فی الحقیقت تیرا اختصاص نہ ہوتا تو نزولِ اعلیٰ کے ساتھ تیرے سامنے منازل نہ ہوتیں۔

مَیں کہتا ہوں کہ اپنے بندے کو حق تعالیٰ کی ندا مرسلات کی زبان ہے جو اُس کے اسماء سے اِسم طلب کرتی ہے اور یہ بندہ اُس وقت ان اِسماء کے زیرِ تسلط ہوتا ہے۔ اور مرسلات لطائفِ خلق ہیں وہ اُس کی طرف ہتھیلیاں

www.maktabah.org

اُٹھاتی ہیں۔ جس کے دونوں ہاتھوں میں اسماء ہیں تاکہ وہ طالبِ اسماء پر جُود و بخشش کرے اور ہمیشہ اُس سے سوال کیا جاتا ہے جو اسماء کی حفاظت کا احتیاط رکھتا ہو۔

جیساکہ علیم اسے خبیر و حسیب اور محصی و مُفضل پر تقدم حاصل ہے۔ لہٰذا فرمایا! کہ تُو وہی ہے جو کہتا ہے کہ دلیل اُس کے فضل کے ساتھ ہے۔ اور در حقیقت جو اُس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اسماءِ الٰہیہ سے اسماء نے اپنے تحت مرتبہ میں اُس کا احاطہ کر رکھا ہے۔ کیونکہ قادر! مرید کے مرتبہ سے نیچے ہے اور عالم اپنے مرتبہ میں مرید سے اُونچا ہے۔ اور محصی کا مرتبہ ہر ایک کے اُوپر ہے۔

پس جو منازل اسمِ جامع کے احاطہ کے تحت ہیں وہ اپنی طرف اس کے نزول کے ساتھ فخر کرتی ہیں کہ یہ اُن کے سوال کا جواب ہیں۔

منزلِ افعال

منزلِ افعال مُتعدد منازل پر مُشتمل ہے جن میں سے منزلِ فضل والہام، منزلِ اسراءِ روحانی منزلِ تلطف اور منزلِ ہلاک ہے۔

ان منازل میں میں نے کہا!

لمنازل الافعال برق لامع — ورياحها ترحى السحاب زعازع
وسهامها فى العالمين نوافذ — وسيوفها فى الكائنات لوامع
ألقت الى العز المحقق أمرها — فالعين تبصر والتناول شاسع

منازلِ افعال کے لئے برقِ لامع ہے۔ ان کی ہوائیں لرزنے والے، بادلوں کو چلاتی ہیں۔

ان کے تیر تمام جہانوں میں نافذ ہیں اور ان کی تلواریں کائنات میں کام کے

www.maktabah.org

والی ہیں۔

اس کے امر کو عزِ محقق کی طرف ڈال دیا پس آنکھ دیکھتی ہے اور اُس تک پہنچنے میں دُور کا فاصلہ ہے۔

افعال دو قسم کے ہیں

بندوں کے افعال پر لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک طائفہ افعال کو بندوں کی طرف سے دیکھتا ہے۔ اور ایک طائفہ افعال کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہے۔ ہر طائفہ ظاہر ہے باوجود اس کے کہ اُس کا اعتقاد ہے کہ یہ چمکنے والی بجلی کے مشابہ ہے جس میں اُسے ایک گھڑی اس امر کے لئے عطا کی جاتی ہے جس سے وہ اس فعل کو منسوب کرنے کی نفی کرتا ہے۔ اور ہر طائفہ کے لئے اُس کے اور نسبتِ فعل کے درمیان ایک بادل حائل ہے جو اُس کے لئے اس سے غضب ناک ہے۔

یہ شعر کہ اُس کی ہوائیں سخت ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ وہ اسباب و دلائل ہیں جس کے لئے نظر کے ساتھ مضبوط نسبت ہے۔ اور اُن لوگوں کے نفوس میں اُن کے تیروں کی صفت چل رہے ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور ایسے ہی اُن میں کاٹنے والی تلواریں ہیں۔

اور کہا اکہ اَلْقَتَ اِلَی الْعِزِ الْمُحَقِقِ تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کی ایسی مضبوط حمایت کی گئی ہے جو مخالفت کو مؤثر ہونے سے روکتی ہے۔ پس وہ ہر ایک اُس پر باقی رہتا ہے۔ جس پر اُس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۔ ایسے ہی ہم نے ہر اُمت کو اُن کے

www.maktabah.org

الانعام آیت ۱۰۸ عمل اچھے دکھائے ہیں۔

اور یہ قول فَالعَینُ تُبصِر ؟ تو اس میں یہ کہا ہے کہ جس بندے کے فعل کا مشاہدہ کرتی ہے اور انسان اسے اپنے نفس سے پاتا ہے جس کے ساتھ اُس کے لئے اُس میں اختیار رہے۔

اور یہ قول کہ ! التناول شاسع تو اُس کا معنٰی یہ ہے کہ جو اُسے حس عطا کرتی ہے اُس کی نسبت دوسرے کی طرف کرنا اور نفس میں فاصلے کی دوری ہے مگر ضروری ہے کہ "برقِ لامع" یعنی چمکتی ہوئی بجلی اس فعل میں اُسے اُس کے لئے نسبت عطا کرے جس سے اُس کی نفی کی ہو اور اُس کے انکار پر قدرت نہ رکھتا ہو۔

منزلِ ابتداء

یہ منزل کئی منزلوں پر مشتمل ہے جن میں سے منزلِ علقہ دسجات، منزلِ تنزلات، علم بالتوحید الٰہی، منزلِ رحموت، منزلِ حق و فزع ہیں۔ اور اس منزل میں مَیں نے کہا!

للابتداء شواهد ودلائل	وله اذا خط الركاب منازل
بحوى على عين الحوادث حكمه	ويمده الله الكريم الفاعل
مابينه نسب وبين الاهه	الا التعلق والوجود الحاصل
لا تسمعن مقالة من جاهل	مبنى الوجود حقائق وأباطل
مبنى الوجود حقائق مشهودة	وسوى الوجود هو المحال الباطل

ابتداء کے لئے سواہد و دلائل ہیں۔ اور اُس کے منازل پر سواروں کا اُترنا ہے۔

www.maktabah.org

حادثوں کے چشمہ پر اُس کا حکم حاوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کریم و فاعل مددگار رہے۔

اُس کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان نسبتیں نہیں ہیں مگر تعلق اور وجود حاصل۔

اُس جاہل کی گفتگو نہ سن جو کہے کہ وجود و حقائق و باطل پر مبنی ہے۔

وجودِ حقائقِ مشہودہ پر مبنی ہے اور جو وجود کے علاوہ ہے وہ محال اور باطل ہے۔

میں نے کہا کہ ابتدائے اکوان عوالم کے لئے اس میں شواہد ہیں وہ اپنے نفوس کے لئے نہیں تھے پھر ہو گئے کہ، کی ضمیر ابتدا پر لوٹتی ہے جب سوار اتریں یعنی کہاں سے آیا تو اُس کا پیچھا کر دو تو وہ اسی کے پاس ہو گا جس نے انہیں وجود دیا۔ اس لئے اُس کے لئے بقا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے!

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ النحل آیت ۹۶ — جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

جب آپ اُس کے پاس اُتریں گے تو اُس سے اُس کی اُس منزل کو جان لیں گے جس میں وُہ تھا کیونکہ وہ اپنی ذات کے لئے نہ تھا پس یہ اوّل منزل الٰہی ہے۔ اُس کا ارشاد ہے! هُوَ الْاَوَّلُ اور اس اوّلیت سے صُدورِ ابتداء ہے۔ اور اس سے تمام حوادث کو مدد حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اس میں حاکم ہے۔ اور یہ اُس کے حکم پر جاری ہے اور اُس سے نسبتوں کی نفی کرتی ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی اوّلیت بندے کی اوّلیت کی

www.maktabah.org

مدد گار ہے - اور کائنات کی اوّلیت کی کوئی چیز مدد گار نہیں - پس وہاں سوائے عنایت الٰہیہ کے نسبتیں نہیں - اور نہ اُس کے حکم کے سوا سبب ہے - اور نہ اس ازل کے بغیر کوئی وقت ہے - کہ اس گروہ کا مذہب ہے -

اور جو باقی ہے وہ ان تین کے حصر کے تحت داخل نہیں پس وہ اندھا پن اور تلبیس ہے - اس کی صراحت صاحبِ محاسنِ مجالس نے اسی طرح کی ہے -

اور یہ قول کہ وجود حقائق و اباطیل پر مبنی ہے - تو یہ نادرست ہے - کیونکہ باطل عدم ہے اور یہ درست ہے -

اس لئے کہ وجود مستفاد عدم کے حکم میں ہے - اور وجود حق کا وجود اپنی ذات کے لئے ہے - پس جو عدم وجود میں آیا تو وہ وجود میں نہیں آیا مگر اُس وجود سے جو اپنی ذات کے لئے نہیں اپنے غیر کے لئے موصوف تھا - اور استفادہ کرنے والا وجود اُس کی عین کے لئے تھا تو وہ محال باطل ہے جس کا وجود نہ اپنی ذات کے لئے ہے اور نہ اپنے غیر سے -

منزلِ تنزیہہ -

یہ منزل کئی منازل پر مشتمل ہے جن میں سے چند یہ ہیں - منزلِ شکر، منزل الیاس، منزلِ نشر، منزلِ تفرد جمع اور منزلِ ربح و خسران و استحالات اور ہم نے اس میں اشعار کہے ہیں -

لمنازل التنزیہ والتقدیس	سر مقول حکمہ معقول
علم یعود علی المنزہ حکمہ	فردوس قدس ردنہ مطلول
فنزہ الحق المبین مجوز	ماقالہ لمرامہ تضلیل

www.maktabah.org

تنزیل و تقدیس کی منازل کے لئے گفتگو کا راز اور اُس کا حکم معقول ہے۔
یہ وہ علم ہے جس کا حکم منزّہ پر لوٹ آتا ہے۔ جو فردوسِ قدس اور روضۂ مطلول ہے۔

پس حق المُبین منزّہ و مجوز ہے۔ جو اُس نے کہا لا اُس کا مرام گمراہی ہے۔
کہا! حقیقت پر منزّہ وہ ہے جس کی ذات کے لئے تنزیہہ ہے اور جو اُس کی تنزیہہ بیان کرتا ہے جائز ہے کہ اُس پر اُس سے تنزیہہ ہو اور وہ مخلوق ہے۔ اس لئے تنزیہہ منزّہ پر لوٹتی ہے۔ حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ عَلَيْكُمْ ط یہ تمہارے اعمال تم پر لوٹ کر جائیں گے۔ الحدیث

پس جس کا عمل تنزیہہ ہو گا اُس پر تنزیہہ لوٹ آئے گی اور اُس کا مقام اِس سے منزّہ ہو گا جس سے وہ اپنے اِس اعتقاد کے ساتھ قائم ہے۔ جو حق تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور یہاں جس نے سُبحانی یعنی میں پاک ہُوں کہا! اللہ تبارک و تعالیٰ کے جلال کی تعظیم کے لئے کہا! اِس لئے روضۂ مطلول یعنی طلائی باغ کہا کہ وہ اِس بندہ کے محل کی طرف نزولِ تنزیہہ ہے۔ جو اپنے خالق کی تنزیہہ بیان کرتا ہے۔

وَاللّٰہ یقولُ الحقّ وَیہدی السبیل

منزلِ تقریب

یہ منزل دو منزلوں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک منزل خرقِ عادت اور دوسری منزل احدیّتِ کُن ہے اور میں نے اِس میں شعر کہے ہیں۔

www.maktabah.org

لمنازل التقریب شرط یعلم — ولھا علی ذات الکیان تحکم
فاذا أتی شرط القیامۃ واستوی — جبارھا خضع الوجود ویحدم
ھیھات لا تجنی النفوس ثمارھا — الا التی فعلت وأنت مجسم

منازلِ تقریب کی شرط معلوم ہونا چاہیئے اور اِن کے لئے ذاتِ اکوان پر تحکم و زبردستی ہے۔
جب قیامت آئے گی اور شرط قائم ہو گی وجودِ جبار کے حضور میں پست اور رام ہوں گے
افسوس نفوس وہی پھل چنیں گے جو اُنھوں نے کیا ہو گا۔ اور تو مجسم ہو گا۔
کہا کہ التقریب صفاتِ محدثات سے ہے کیونکہ محدثات تقریب اور اس کی ضد کو قبول کرتے ہیں ۔ اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم قریب ہے ۔اگرچہ اس کی ذات اُس سے موصوف ہے کہ وہ اِس کے ساتھ قریب ہے ۔ اور اس سے متصورِ تقریب و تقرب ہے۔
اور جب کہا الشرط کا علم ہو تو وہ قبول تاثیر ہے ۔کہا اگر یہ عمر ما سوائے آخرت کے معروف و منکشف نہیں ہوتا۔
اور کہا النفوس وہی پھل چنیں گے جو انھوں نے اس دُنیا میں خیر و شر کی صورت میں کیا ہو گا۔ پس اُس کے لئے تقریب اُس کے اعمال سے ہو گی۔
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ پس جس نے ذرہ برابر اچھا عمل کیا ہو گا اُسے دیکھے گا۔ الزلزال آیت ۷
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اور جس نے ذرہ برابر برا عمل کیا ہو گا اُسے دیکھے گا۔ الزلزال آیت ۸

www.maktabah.org

منزلِ توقّع

یہ منزل بھی دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ منزل طریقِ الٰہی اور منزلِ سمع اور اِس میں نظم ہے۔

ظهرت منازل للتوقع بادیه	وقطوفها لبد المقرب دانیه
فاقطفن من اغصان الدنو ثمارها	لاتقطفن من الغصون العادیه
لاتخرجن عن اعتدالك والزمن	وسط الطريق تر الحقائق باديه

توقع کی روشن تر منزلیں ظاہر ہوگئیں اور اُس کے اثمار چننے کے لیے قریبی ہاتھ کے قریب ہوں گے۔

قربت کی شاخوں سے اُن کے پھل اتارلیں اور حد سے بڑھتی ہوئی شاخوں سے پھل نہ اتاریں۔

اپنے اعتدال سے نہ نکل اور طریقِ وَسط کو لازم کرلے گا تو حقائق کو ظاہر دیکھے گا۔

کہتے ہیں کہ انسان کی جو توقع تھی وہی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ جس چیز کا متوقع ہوتا ہے اُس کے باطن میں اُس کا ظہور ہوتا ہے۔ تو بے شک اس کے غائب سے وہ امر ظاہر ہوا جو اُس کے اُس باطن کی طرف ظاہر ہوا جس کی اُسے توقع تھی۔

پھر وہ اُس کے ظہور کا عالم شہادت میں متوقع ہوتا ہے۔ تو پہنچنے میں قریب تر ہوتا ہے۔ اور یہ قول کہ قطوف دانیہ یعنی پھل چننے والا اُس کے ہاتھ کے قریب ہوجاتا ہے۔ کہا کہ اعتدال کے طریق کا تحفظ کرو اور اُس سے انحراف نہ کرو اور یہاں تمہاری حقیقت کی تمہارے لئے ملازمت کے

www.maktabah.org

معنے میں ہے۔ اس سے مَت نکلنا جیسا کہ تکبر کرنے والے نکل گئے اور جس کا برزخ دو طرفوں کے درمیان ہو گا اُس کے لئے دو دلوں پر استشراف یعنی آگاہی حاصل کرنا ہے۔ جب وہ ایک کی طرف مائل ہو گا تو دُوسرے سے غائب ہو جائے گا۔

منزلِ برکاتُ

یہ منزل بھی دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ منزلِ جمع و تفرقہ اور منزلِ خصامِ برزخی۔

اور یہی منزل ملک اور قہر ہے اور اس میں مَیں نے کہا ہے!

لمنازل البرکات نور یسطع — وله محبات القلوب توقع
فیها المزید لکل طالب مشهد — ولها الی نفس الوجود تطلع
فاذا تحقق سر طالب حکمة — بحقائق البرکات شد المطلع
فالحمد لله الذی فی کونه — أعیانه مشهودة تتسمع

برکات کی منازل کے لئے ایک درخشندہ نور ہے اور اُسے محبتِ قلوب کے ساتھ توقع ہے۔

اس میں مشاہدہ کے طالب کے لئے زیادتی ہے۔ اور اُس کے لئے نفسِ وجود کی طرف اطلاع ہے۔

جب طالبِ حکمت کا راز حقائقِ برکات کے ساتھ محقق ہو جائے تو بلندی کے لئے شدت ہے۔

شکر ہے اُس ذات کا جس کے کون میں اُس کے اعیان ظاہر سماعت کرتے ہیں۔

www.maktabah.org

برکات افزونی کو کہتے ہیں اور یہ شکر کے نتائج سے ہیں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنی ذات کو شاکر و شکور کے اسم کے ساتھ مسمّٰی نہیں کیا مگر یہ کہ ہم اُس عمل کو زیادہ کریں جو ہمارے لئے مشروع ہے۔ اور اُس کے ساتھ عمل کریں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے شکر کرنے کے ساتھ نعمتوں کو زیادہ فرماتا ہے۔ پس ہر نفس افزونی پر مُطلّع ہے۔

کہا حبِ حکمتوں کے طالب کے لئے زیادہ ہونا متحقق ہو جاتا ہے تو وہ امور کے ساتھ منفرد ہو جاتا ہے۔ اور جدوجہد کرتا ہے کہ اِس میں اُس کا کوئی شریک نہ ہو تاکہ اِس نوع سے زیادہ سے زیادہ حاصل کرے یہ مقام رکھنے والا اُس حال کے لئے مراقبہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ جیسے وہ طلب کرتا ہے۔

منزلِ اقسام وایلاء

یہ منزل متعدد منازل پر مشتمل ہے۔ جن میں سے یہ ہیں۔

منزلِ فہوانیاتِ رحمانیہ، منزلِ قاسم روحانیہ، منزلِ رقوم، منزلِ مساقطِ نور، منزلِ شعرا، منزلِ مراتبِ روحانیہ، منزلِ نفسِ کلیہ، منزلِ قطب، منزلِ الفھاق الانوار علیٰ عالم الغیب، منزلِ مراتب نفسِ ناطقہ منزلِ اختلافِ طرق، منزلِ مودّت، منزلِ علومِ الہام، منزلِ نفوسِ حیوانیہ، اور منزلِ صلواۃ الوسطی۔

منازل الاقسام فی العرض — أحکامها فی عالم الارض
تجری بافلاك السعود علی — من قام بالسنة والفرض
وعلمها وقف علی عینها — وحکمها فی الطول والعرض

www.maktabah.org

اور میں نے اس میں کہا!

منازلِ اقسام عرش میں ہیں - اور اُن کے احکام عالمِ عرض میں ہیں -
وہ فلاکِ سعود کے ساتھ اُس پر جاری ہوتی ہیں جو سُنت اور عرش
کے ساتھ قائم ہو -

اُن کا علم اُن کی عین پر وقف ہے اُن کا حکم طُول و عرض پر جاری ہے -
کہا! کہ قسم تہمت کا نتیجہ ہے اور حق تعالیٰ جل شانہٗ مخلوق کے ساتھ
وہی معاملہ کرتا ہے جس پر وہ مخلوق ہے نہ کہ اُس حیثیت سے جس پر وہ خود
ہے - لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ کے لئے قسم نہیں کھائی کیونکہ وہ
عالمِ تہمت سے نہیں اور نہ مخلوق کا حق ہے کہ وہ مخلوق کی قسم کھائے -
یہ ہمارا مذہب ہے - اگر کوئی مخلوق کی قسم کھاتا ہے تو وہ ہمارے نزدیک
گنہگار ہے - اور اس کا کفارہ نہیں - جب کہ وہ جس میں واقع ہے اُس پر توبہ
کرے اور کچھ نہیں -

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوقات کے ذکر کے ساتھ کھائی تو بنفسہٖ
کھائی اور اسم کا حذف کرنا کتابِ عزیز سے متعدد مقامات میں اظہارِ اسم
پر ہے - مثلاً اُس کا یہ ارشاد ہے!

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ — پس آسمان اور زمین کے رب کی قسم

الذاریات آیت ۲۳

بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ — مجھے تمام مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم

المعارج آیت ۴۰

تو یہ اعلام اُن مقامات میں ہیں جہاں اسم کے لئے ظاہر طور پر ذکر
جاری نہیں - کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ سُبحانہٗ کے ارادہ کے لئے اسم امر

www.maktabah.org

غائب ہوتا ہے۔ اسے نبی اور ولی ملہم سے وہی جانتا ہے جسے حق تعالیٰ اس کا عرفان عطا فرمائے۔ کیونکہ قسم اُس کی تعظیم پر دلیل ہوتی ہے جس کی قسم کھائی جائے اور بلا شک و ریب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر بینا و نابینا کے لئے اس کا ذکر قسم میں کیا ہے۔

پس اس میں بلند و پست، مرضی و مغضوب، محبوب و غیر محبوب مومن و کافر اور موجود و معدوم داخل ہیں۔

اور منازل اقسام کو نہیں جانتا مگر وہ جسے عالم الغیب کی معرفت حاصل ہے۔

پس گمانِ غالب ہے کہ اسمِ الٰہی یہاں مضمر ہے۔ اور ہم نے آپ کو اس کی پہچان کرا دی ہے کہ عالمِ غیب طول اور عالمِ شہادت عرض ہے

عالمِ انیت

یہ منزل متعدد منازل پر مشتمل ہے جن میں سے منزلِ سلیمان علیہ السلام دوسرے انبیاء کے علاوہ منزلِ سترہ کامل منزلِ اختلافِ مخلوقات منزلِ روح اور منزلِ علوم اور میں نے اس میں کہا!

أنية قدسية مشهودة — لوجودها عند الرجال منازل
تفنى الكيان اذا تجلت صورة — فى سورة أعلامها تتفاضل
وتربك قبل وجودها بنعوتها — خلف الظلال وجودها لك شامل

حقیقتِ قدسیہ مشہودہ ہے مردوں کے نزدیک اس کے وجود کے لئے منزلیں ہیں۔

جب کسی سورت میں جس کی نشانیاں فاضل ہوں کوئی صورت تجلّی پذیر

www.maktabah.org

ہوتی ہے تو کائنات فنا ہو جاتی ہے۔

اور تجھ میں اپنے وجود کی تعریفوں کے ساتھ تجھے دیکھتی ہے اس کا وجود تیرے لئے سالوں کے پیچھے شامل ہے۔

کہا کہ حقیقتِ الٰہیہ مغوریہ تنزیہہ کی تعریفوں کے ساتھ ہے۔ جو اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تو اِن کے سوا ہر ذات فنا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کے مشاہد شخصِ واحد میں اُس کے احوال کی حیثیت سے بڑھ گئے ہوں، اور اشخاص میں اُن کے احوال کے مختلف ہونے کی صورت میں ہے۔ چونکہ حقیقت یہ دیتی ہے کہ ہم سے کوئی مشاہدہ کرنے والا اس کا مشاہدہ نہیں کر سکتا مگر اپنی ذات کے ساتھ۔

جیسا کہ یہ حقیقت ہم سے سوائے اپنی ذات کے کسی چیز کا مشاہدہ نہیں کرتی۔ پس ہر حقیقت دوسری حقیقت کے لئے آئینہ ہوتی ہے۔

المومن مرأۃ اخیہ — یعنی مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہوتا ہے۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ — اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی شئے نہیں۔

الشوریٰ آیت ۱۱

منزلِ دھوُر

یہ منزل متعدد منازل پر حاوی ہے جن میں سے،

منزلِ سابقہ، منزلِ عزت، منزلِ روحانیتِ افلاک، منزل امرِ الٰہی، منزلِ ولادت، منزلِ موازنہ، منزلِ لبشارت باللقاء۔

اور اس میں میں نے کہا!

www.maktabah.org

ومن المنازل مایکون مقدّره مثل الزمان فانه متوهم
دلت علیه الدائرات بدورها ولہ التصرّف والمقام الاعظم

اور منازل سے جو زمانے کی مثل مقدر ہوں گی وہ وہم میں ہیں۔
اس پر دائرے گردش کے ساتھ دلالت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ
تصرف اور مقام اعظم ہے۔

کہا! کہ حبیب حق تعالیٰ کے حق میں ازل امر متواہم تو زمانہ بھی حق
تعالیٰ کے حق میں امر متواھم ہو گا۔ یعنی قدرت متواھمہ جسے حرکات
افلاک قطع کرتی ہیں کیونکہ ازل مخلوق کے لئے زمانہ کی طرح ہے پس
اس پر غور کریں۔

منزلِ لام اِلف

یہ منزل التفاف ہے اور اس پر اعتلاف غالب ہے نہ کہ اختلاف
اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِالْمَسَاقُ

اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی آپ کے رب کی طرف اس دن روانگی ہے۔

القیامۃ آیت ۳۰

اور یہ کئی منازل پر حاوی ہے۔ جن سے مجمع البحرین دجمع الامرین
اور منزلِ تشریفِ محمدی ہے۔ جو منزل محمدی کی جانب ہے۔ اور اس
میں میں نے کہا ہے!

منازل اللام فی التحقیق والالف عند اللقاء انفصال حال وصلھما

www.maktabah.org

هما الدليل على من قال ان أنا　　سر الوجود داني عينه فهما
نعم الدليلان اذ دلا بحالهما　　لا كالذی دل بالاقوال فانصرما

تحقیق میں لام اور الف ، کی منازل بقائے انفصال کے وقت دونوں کے وصل کا حال ہے۔

دونوں اُس پر دلیل ہیں جو کہتا ہے کہ میں سرّ الوجود ہوں اور میں اس کے فہم کی عین ہوں۔

دونوں دلیلیں اچھی ہیں جب دونوں کے حال کے ساتھ دلالت کریں نہ کہ اُس کی طرح جو اقوال کے ساتھ دلالت کرتا ہے اور الگ ہو جاتا ہے۔

کہا! کہ اگر لام اور الف کا ارتباط منعقد ہو تو دونوں کی عین ایک ہو جاتی ہے اور یہ حروف اٹھائیس مقامات میں واؤ اور یاء کے درمیان کے ازدواج سے ظاہر ہیں۔ پس لام اور الف دونوں کے لئے صحت و اعتدال ہے جب الف میں علّت ہے اور لام میں صحت ہے ہو تو اس کے اور دونوں حرفوں کے درمیان مناسبت واقع ہو گئی۔ پس صحیح سے حرفِ صحت ہوا اور معتل سے حرفِ علت پس اُس کے دونوں ہاتھ رحمت کے ساتھ کھلے ہوئے ہیں۔ اور اُس کی نقیض اور ضد کے ساتھ بند ہیں۔ اور لام الف کے لئے مفرد نظم میں صورت نہیں بلکہ وہ اُس میں پوشیدہ ہے اور واؤ اور یاء کے درمیان اُس کے حال پر مرتبہ اور اُس کی جگہ میں زائی حاء، اور طاء یا لیسہ قائم مقام ہوئے پس اُس کے لئے اُس غائب میں ساتواں آٹھواں اور نواں مرتبہ ہے۔

اور اُس کے لئے بدر و ہلال کے درمیان قمر کی منزل ہے۔

www.maktabah.org

پس اُس کے غیب وظہور میں اُس کے ساتھ ہمیشہ رتبہ برزخیہ ہے تو وہ چوبیسواں ہے جب کہ اُس کے لئے زاء کے ساتھ ساتواں حاء کے ساتھ آٹھواں اور طاء کے ساتھ نواں مرتبہ ہے۔ اور دن چوبیس گھنٹوں کا ہوتا ہے۔ آپ اِس کے ساتھ کسی بھی ساعت میں عَمل کریں۔ میزان عَمل پر وضع ہونے کے ساتھ آپ کا عَمل کامیابی حاصل کرے گا۔ کیونکہ وہ حرُوفِ رقم میں ہے نہ کہ طبعی حرُوف میں کیونکہ اُس کے لئے سوائے لام کے حرُوفِ طبعی نہیں۔ اور وہ حلق اور دونوں ہونٹوں کے درمیان حرُوف لسان سے ملا ہوا ہے۔ جب کہ الف حروف طبع سے نہیں تو وہ نائب نہیں ہوتا مگر ایک حرف کا نائب ہوتا ہے۔ اور وہ لام ہے جس سے الف اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب اُس کی حرکت کو پُر کیا جائے پس اگر اُس کی حرکت سیر نہیں ہوگی تو ہمزہ ظاھر ہوگا۔

ایسے ہی بعض عُلماء نے لفظ طبعی میں نہیں رقم وضعی میں الف کو نصف حرف اور ہمزہ کو نصف حرف مقرر کیا ہے۔

لام اور الف کا ملاپ کیسے ہے؟

پھر ہم لوٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لام الف کے ساتھ انعقاد پذیر ہوا جیسا کہ ہم نے کہا کہ وہ عین واحد یعنی ایک ذات ہو گئے کیونکہ اُن کی دونوں رائیں اُن کے دو ہونے پر دلالت کرتی ہیں پھر اُس کے اِسم کے ساتھ عبارت اُن کے دو ہونے پر دلالت کرتی ہے پس وہ دو اسموں سے ایک اِسم مرکّب ہے۔ دو ذالقول کے لئے ایک ذات لام ہے اور دُوسری الف ولیکن جب شکل میں ایک صورت پر ظاہر ہوئے تو دیکھنے والا دونوں کے درمیان

www.maktabah.org

فرق نہیں کر سکتا اور وہ امتیاز نہیں کر سکتا کہ دونوں راؤں میں لام کون سا ہے جس سے پتہ چلے کہ دوسری را ان الف ہو۔ پس اس میں اختلاف کتابت ہے چنانچہ ان میں سے بعض نے اس میں تلفظ کی رعایت کی ہے اور بعض نے اُس خط کے ابتدائی مقام کو اُس کا اول مقرر کیا ہے پس وہ دونوں جمع ہوئے کہ لام کو الف پر مقدم کیا جائے کیونکہ الف یہاں یقیناً لام سے پیدا ہوا ہے۔ اور ایسے ہی ہمزہ لام کے عقب میں ہے جیسا کہ!

لانتم اشد رهبة ۔ اور اس کی امثال ہیں۔

یہ حرف یعنی لام الف افعال میں حرف التباس ہیں پس مخلوق کے ہاں ظاہر فعل خالصی نہیں پاتا جس شخص کے لئے آپ نے کہا! کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔ تو آپ نے سچ کہا اور اگر کہا! کہ وہ مخلوق کے لئے ہے تو سچ کہا! اور اگر یہ نہ ہوتا تو تکلیف اور بندے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اضافتِ عمل درست نہ ہوتی۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ تمہارے یہ اعمال تم پر لوٹائے جائیں گے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا النساء آیت ۱۲۷ اور تم جو کچھ نیکی کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ حم السجدة آیت ۴۰ اب جو تمہارا جی چاہے کرو بیشک وہ تمہارے سب کام دیکھ رہا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق فرمایا ہے۔ ایسے ہی دونوں رائیں لام یا الف مقرر کی ہیں تو آپ نے سچ کہا! اگرچہ علماء کے نزدیک شکلیں وضع کرنے

www.maktabah.org

میں اختلاف محمل ہے۔ اور ہر وہ شخص جو صورت کے ساتھ تحقق کے لئے دونوں دالوں سے دلالت کرتا ہے کہ دوسرے کے بغیر ایک کے لئے فعل ہے۔ اور اس کا ساتھی منقطع ہو جاتا ہے اور ثابت نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کے علاوہ اس میں اس شان کا مالک اُس کا مخالف ہے اور اپنے گمان میں دلالت کرتا ہے۔ اُس قول کے ساتھ جیسا کہ اُس کے مخالف کے ساتھ ہے تو یہ امر متعارض اور مشکل ہے۔ مگر اُس شخص پر مشکل نہیں جس کی بصیرت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے روشن فرمایا ہے اور اُسے سیدھے راستے کی ہدایت کی ہے۔

منزلِ تقریر

تقررت المنازل بالسکون ودرجت الظهور على الكمون

ودلت بالعيان على عيون مفجرة من الماء المعين

ودلت بالبروق سحاب مزن اذا لمعت على النور المبين

منازل کا تقرر سکون کے ساتھ ہے اور ظہور پوشیدگی پر راجح ہے۔

ہم نے چشموں پر ایمان کے ساتھ دلالت کی ہے جو مصفا پانی سے جاری ہوئے۔

ہم نے برسنے والے بادل کے ساتھ دلالت کی جب ہم نے نورِ مبین پر روشنی دیکھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے! کہتے ہیں کہ ثبوت منازل کو مقرر کرتا ہے تو جو ثابت ہوا وہ ثابت ہوا۔ اور ہر علین کے لئے اس کی حقیقت پر ظاہر ہوا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ جو آپ کو حرکت میں تیزی دی گئی تو اس سے شبہ واقع ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

تو ناظر کسی چیز پر اُس کے خلاف حکم دیتا ہے جس پر وہ چیز ہے۔
پس وہ آگ کے حق میں کرتا ہے جس میں چنگاری یا سر میں بتی ہوتی ہے
جب اُسے عرض میں تیزی سے حرکت دی جاتی ہے تو وہ خطِ مستطیل بن جاتا ہے
یا اُسے تیزی سے پھیرتا ہے۔ تو ہوا میں آگ کا دائرہ دیکھتا ہے اور اِس کا
سبب عدم ثبوت ہے۔ جبکہ منازل کا ثابت ہونا اس پر دلالت کرتا ہے جو
علوم الہیہ سے اُس پر حاوی ہے۔

منزلِ مشاھدہ

فی فناء الکون منزل	روحہ فینا تنزل
انه لیلة قدری	ماله نور ولا ظل
هو عین النور صرفا	ماله عنه تنقل
فأنا الامام حقا	ملك فی الصدر الاول
عنده مفتاح أمری	فیولیکم ویعزل
سمهر یانی طوال	لست بالسماك الاعزل
فالمقام الحق فیکم	دائم لا یتبدل
وهو القاهر منه	وهو الامام الاعدل
لیس بالنور الممثل	جل من المهاة أکمل
وأنا منه یقینا	بمکان السر الافضل
فبعین العین أسمو	وبامر الامر أنزل

فنائے کون میں ایک منزل ہے۔ ہم میں اُس کی روح نازل ہوتی ہے
بے شک وہ لیلۃ القدر ہے اور اُس کے لئے نہ نور ہے نہ ظل
وہ عین نور پھرتا ہے اُس کے لئے اُس سے منتقل نہیں کیا جاتا۔
پس میں امامِ برحق ہوں اور صدرِ اوّل میں بادشاہ ہوں۔

www.maktabah.org

میرے امر کی نہی اُس کے پاس سے وہ تمہیں حاکم بناتا ہے اور معزول کرتا ہے۔

میری تاریکیاں طویل ہیں، میں معزول ہونے والی بلندی سے نہیں ہوں۔
پس تم میں ہمیشہ حق کا مقام ہے جو تبدیل نہیں ہوتا۔
اور وہ اُس سے غالب ہے۔ اور وہ امام عادل ہے۔
وہ نور متمثل کے ساتھ نہیں بلکہ آب دی گئی تلوار سے کامل تر ہے۔
میں یقیناً سر افضل کے مکان کے ساتھ اُسی سے ہوں۔
پس عین العین کے ساتھ بلند ہوں اور امر الامر کے ساتھ اُترتا ہوں۔

کہا کہ! لیلۃ القدر کی مثل حالتِ فناء میں نہ نور ہے نہ ظل پھر کہا! وہ ضیاء حقیقی اور ظلِ حقیقی ہے۔ کیونکہ یہ وہ اصل ہے جس کی ضد نہیں۔ اور انوار کے مقابل ظل ہے اور یہ اُس کے مقابل کوئی چیز نہیں اور کہا میں امام ہوں تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اُس خاص درجہ سے حق کے لئے حق کا شہود ہے اور وہ صدر اوّل ہے اور اس مقام سے صورتوں میں تفصیل کثرت اور اعداد واقع ہوتے ہوتے ہیں۔ اور تاریکیوں کو عالم میں تاثیر قیومہ سے کنایہ مقرر کیا۔ اور اس کے لئے ثبوت ہے۔ اور یہ اس لئے کہا کہ تاریکیاں تبدیل نہیں ہوتیں۔ اور اُس کے لئے غلبہ اور عقل ہے جو تشبیہ کو قبول نہیں کرتا ہے۔

پس میں شہودِ ذات کے ساتھ بلند ہوتا ہوں اور امرِ الٰہی کے ساتھ اُترتا ہوں۔ اور عالم میں امام ہوں۔

منزلِ الفت

اور یہ منزل ایک ہی ہے اس میں میں نے کہا!

www.maktabah.org

منازل الالفة مالوفه — وهي بهذا النعت معروفه
فقل لمن عرس فيها أقم — فانها بالامن محفوفه
وهي على الاثنين موقوفه — وعن عذاب الوتر مصروفه

اُلفت کی منزلیں مالوف ہوتی ہیں اور یہ اِس نعت کے ساتھ پہچانی جاتی ہیں۔

جِس کی نئی شادی ہوئی ہے اُسے کہیں کہ اِس میں قائم ہو کیونکہ وُہ اَمن کے ساتھ احاطہ کی گئی ہے۔

اور یہ دو پر موقوف ہے اور اکیلے کے عذاب سے پھیری گئی ہے۔

یہ منزل شادیوں اور سُرور فرحت کی منزل ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اُس اِحسان کے ساتھ ہے جو اُس نے اپنے نبی کریم حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر فرمائے تو فرمایا!

لَوْ اَنفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ

اگر آپ تمام زمین میں جو کچھ ہے خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں کو باہم نہ ملا سکتے۔

الانفال آیت ۶۳

آپ پر ارادہ فرمایا تو ارشادِ ربانی ہُوا!

وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ

الانفال آیت ۶۳

لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں کو آپس میں ملا دیا۔

اِس سے یہ مُراد ہے کہ وہ آپ سے مودّۃ رکھتے ہیں اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔

www.maktabah.org

منزلِ استخبار

یہ منزل متعدد منازل پر مشتمل ہے جن میں سے یہ ہیں منزلِ منازعتِ روحانیہ منزلِ حلیتِ السعداء، کیف تنظہر علی الشقیاء، منزلِ الکون قبل الانسان،

اِس میں مَیں نے کہا ہے !

اذا استفھمت عن أحباب قلبي أحالوني علی استفھام لفظي
منازلھم بلفظك لیس الا فیاشؤمي لذاك وسوء حظي
وعظت النفس لا تنظر الیھم فما التفتت بخاطرھا لوعظي
لفظتھمو عسی أحظی بکون فکانوا عین کوني عین لفظي
ومن عجب اني أحن الیھمو واسأل عنھم من أری وھمو معي
وترصدھم عیني وھم في سوادھا وتشتاقھم قلبي وھم بین أضلعي

جب آپ نے میرے قلبی احباب کے بارے میں پُوچھا تو انھوں نے مجھ پر استفہامِ لفظی پر محال کر دیا۔

اُن کی منازل آپ کے لفظ کے ساتھ نہیں مگر افسوس میری شومیِ قسمت اور اِس کے لئے میرا حِصّہ اچھا نہیں۔

میں نے نفس کو نصیحت کی کہ ان کی طرف نہ دیکھ تو اُس نے اپنی خاطر طبعی کے ساتھ میری نصیحت پر التفات نہ کیا۔

میں نے اُن سے یہ لفظ کہا! کہ شاید کون کے ساتھ حصّہ حاصل کرُوں تو وہ عین میرا کون ہے اور عین میرا لفظ ہے۔

عجیب ہے کہ میں اُن کی طرف راغب ہُوں اور اُن سے سوال کرتا ہوں جنہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

میری آنکھ اُن کا انتظار کرتی ہے اور وہ میری آنکھ کی سیاہی میں ہے۔

www.maktabah.org

میرا دل ان کا مشتاق ہے اور وہ میرے پہلو کے اندر ہیں۔

کہا کرا! جب میں نے اُن سے پوچھا تو وہ میری زبان ہیں جب میں نے اُن کی طرف دیکھا تو وہ میری آنکھ کی سیاہی میں ہیں، جب میں نے اُن میں غور دفکر کیا تو وہ میرے دل میں ہیں میں اُن کی طرف مشتاق ہوا تو وہ حال میں میرے ساتھ ہیں۔

پس وہ میری آنکھ ہیں اور میں اُن کی آنکھ نہیں ہوں۔ کیونکہ اُن کے پاس مجھ سے وہ نہیں جو اُن سے میرے پاس ہے

منزلِ وعید

یہ منزل ایک ہی ہے جو کون کے ساتھ تمسک کرنے اور جو روز بردستی پر حاوی ہے۔ اور اس میں مَیں نے کہا!

ان الوعید لمنزلان هما لمن ترك السلوك على الطريق الاقوم
فاذا تحقق بالكمال وجوده ومشى على حكم العلو الاقدم
عادا نعيما عنده فنعيمه فى النار وهي نعيم كل مكرم

بے شک وعید دو منزلوں کے لئے ہے۔ اور وہ دونوں اس کے لئے ہیں جس نے معتبر طریق پر چلنا چھوڑ دیا۔

جب اُس کا وجود کمال کے ساتھ متحقق ہوا اور علوِ قدیم کے حکم پر چلا۔ وہ اُس کے پاس نعمت کی صورت میں لوٹ آئیں پس اُس کی نعمت آگ میں ہے اور یہ نعیم ہر اکرام والے کا ہے۔

منزلِ روحانی عذابِ نفوس اور منزلِ جسمانی عذاب محسوس ہے اور یہ نہیں ہوتا مگر اُس کے لئے جو طریق شرع سے اپنے ظاہر و باطن سے

www.maktabah.org

پھر جاتا ہے۔ جب اس کے لئے استقامت ہوتی ہے اور اس کے لئے عنایت سبقت لے جاتی ہے تو وہ اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اور اس سے مجاہدہ کی آگ کی نعمت کے ساتھ جنت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

منزل امر

یہ کئی منازل پر مشتمل ہے جن میں سے یہ ہیں۔ منزلِ ارواح برزخیہ، منزلِ تعلیم، منزلِ سرّی، منزلِ سبب، منزلِ تمائم، اور منزلِ قطب و اماميين، اور ہم نے اس میں یہ کہا ہے۔

منازل الامر فهو أنية الذات	بها تحصل افراحي ولذاتي
فليتني قائم فيها مدى عمري	ولا أزل الى وقت الملاقاة
فقرة العين للمختار كان له	اذا تبرز في صدر المناجاة

منازلِ امر وہ انیت ذات ہے جس کے ساتھ فرحتیں اور لذتیں حاصل ہوتی ہیں۔

کاش میں عمر کی پوری مدت اس میں قائم رہتا اور ملاقات کے وقت تک زائل نہ ہوتا۔

پس آنکھ کی ٹھنڈک مختار کے لئے ہوتی ہے اور یہ اس کے لئے اس وقت ہوتی ہے جب وہ صدرِ مناجات میں ظاہر ہو۔

امرِ الٰہی صفتِ کلام سے ہے اور وہ شریعت کی جہت سے اولیاء اللہ کے سوا مسدود ہے اور حضرتِ الٰہیہ میں کوئی امر تکلیفی نہیں مگر وہ شروع ہو گا۔

www.maktabah.org

پس دلی کے لئے اس سماع کے مدد کچھ باقی نہیں۔ جب انبیائے کرام کو امر ہوتا ہے تو اس کی سماعت کے وقت یہ لذت اس کے وجود میں جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کے لئے وہ مناجات باقی رہتی ہے جس میں کہانی اور گفتگو نہیں تو اہلِ کشف سے ہر وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی حرکات و سکنات میں امرِ الٰہی کے ساتھ مامور ہے۔ تو یہ امر شرعی محمدی، تکلیفی کے مخالف ہے تو بے شک اس امر پر التباس ہے اگر وہ اس میں سچا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے سنا تو یہ اس کے سوا ممکن نہیں کہ اس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں تجلیٔ الٰہی ظاہر ہو۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی سے مخاطب ہو یا اپنے نبی کو خطاب کرتے وقت سماع میں اس ولی کو قائم فرمائے اور یہ اس لئے ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے اس امر کو پہنچا تا ہے۔ جو امر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ مقرر فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہ حق تعالیٰ سے کسی حضرت میں اس امر کو سن لے جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے لائے ہیں۔ تو وہ کہے کہ مجھے حق تعالیٰ نے اس کا امر فرمایا ہے اور یہ اس کے حق میں تعریف ہے۔ جس کے ساتھ اسے امر ہوا۔ اور یہ سبب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منقطع ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کے مشروع اوامر سے اس میں اولیاء اللہ کے لئے راسخ قدم ہے۔

پس یہ ان منازل سے وہی اصناف لائی گئی ہیں جن کا ذکر ہم نے کیا ہے اب ہم ہر منزل سے خاص صفات کا ذکر کرتے ہیں۔

منزلوں کی خاص صفات : وصلِ منزل لاح میں خاص صفات

www.maktabah.org

کا تعلّق لامتناہی عِلم کے ساتھ ہے۔

منزلِ رمُوز کی صفات کا خاص تعلّق خواص کے ساتھ اعداد و اسماء کا عِلم ہے۔ یہی کلمات و حرُوف ہیں اور اس میں سیمیا کا عِلم ہے۔

منزلِ دُعا کی خاص صِفات علومِ اشارہ اور تجلّیہ یعنی آراستہ ہونے سے ہے۔

منزلِ افعال کی خاص صِفات علمِ آلان یعنی علمِ دقت ہے۔

منزلِ ابتداء کی خاص صِفات عِلمِ مبدأ د معاد اور معرفتِ اَولیات سے ہر چیز ہے۔

منزلِ تنزیہہ کے لئے خاص صفات لباس پہننے اور اُتارنے کا عِلم ہے۔

منزلِ تقریب کی خاص صِفات عِلمِ دلالات ہے۔

منزلِ توقع کی خاص صِفات عِلمِ نسبت و اضافات ہے۔

منزلِ برکات کی خاص صِفات عِلمِ اسباب و شروط اور علل اور دلائل و حقیقت ہے۔

منزلِ اقسام کی خاص صِفات علومِ عظمت ہیں۔

منزلِ دہر کی خاص صِفات، عِلمِ ازل اور وجُود کی حیثیّت سے اللّٰہ ربّ العزّت کی ہمیشگی ہے۔

منزلِ انیّت کی خاص صفات عِلمِ ذات ہے۔

منزلِ لام الف کی خاص صفات مکوّن کی طرف کون کی نسبت ہے

منزلِ تقریر کی خاص صِفات عِلمِ حضُور ہے۔

منزلِ فناءِ کائنات کی خاص صفات عِلمِ قلبِ اعیان ہے۔

www.maktabah.org

منزلِ الفت کی خاص صِفات علمِ التحام ہے
منزلِ استفہام کی خاص صِفات "لیس کمثلہ شیٔ" کا علم ہے
منزلِ امر کی خاص صِفات علمِ عبودیت ہے۔

وصل : جاننا چاہیئے کہ اِن انیتس منازل سے ہر منزل ممکنات سے ہے پس ان میں ملائکہ کی صنف ہے۔ اور وُہ صنفِ واحد ہے اگرچہ اُن کے احوال میں اختلاف ہے۔

اٹھارہ عِلم اجسام

علمِ اجسام اٹھارہ ہیں جن میں سے افلاک کی گیارہ ۱۱ انواع ہیں ارکان چار ۴ ہیں، مولدات تین ۳ ہیں۔

اور اِس کے لئے دُوسری وجہ بھی ہے۔ حضرتِ الٰہیہ میں ان کے ممکنات سے ان کا مقابلہ ذات کے لئے جوہر ہے اور وہ اوّل ہے۔ دُوسرا اِعراض ہیں اور وہ صفات کے لئے ہیں تیسرا زمان ہے اور وُہ ازل کے لئے ہے۔ چوتھا مکان ہے اور وُہ استواء کی تعریفوں کے لئے ہے۔ پانچواں اضافات ہے جو اضافات کے لئے ہے۔ چھٹا فہو اینہ ہے جو انواع کے لئے ہے۔ ساتواں کمیات ہے جو اسماء کے لئے ہے۔ آٹھواں کیفیات ہے جو تجلیات کے لئے ہے۔ نواں تاثیرات ہے جو وجُود کے لئے ہے۔ دسواں انفعالات ہے جو اعتقاد کی صورتوں میں ظہور کے لئے ہے۔ گیارھواں خاصیت ہے اور یہ احدیت کے لئے ہے۔ بارہواں حیرت ہے اور یہ نزدلِ و فرحت اور قرض کے ساتھ اور اِن کی مثل وصف کے لئے ہے تیرہواں حیاتِ کائنات ہے۔ جو زندہ کے لئے ہے۔

www.maktabah.org

چودھواں معرفت ہے جو علم کے لئے ہے۔ پندرھواں ہوا حس ہے جو ارادہ کے لئے ہے۔ سولہواں البصار ہے جو بصیرت کے لئے ہے۔ سترھواں سمع ہے جو سمیع کے لئے ہے۔ اٹھارواں النسان ہے جو کمال کے لئے ہے اُنیسواں انوار اور اندھیرا ہے جو روشنی کے لئے ہے۔

اُنیس منزلوں کے نظائر

وصل: اِن کے نظائر قرآن سے وُہ حروفِ تہجی ہیں جو سورتوں کے اوّل میں ہیں۔ یہ چودہ حرف ہیں، جن میں اکیلا، ثنائیہ، ثلاثیہ، رُباعیہ، اور خماسیہ پانچ مرتبے ہیں، اِن کے نظائر جہنم کے اُنیس ۱۹ خازن فرشتے ہیں۔

تاثیر میں اُن کے نتائج بارہ بُرج اور سات ستارے ہیں۔ قرآن مجید سے اِن کے نظائر بسم اللّٰہ کے حروف اور رجال سے اُن کے نظائر بارہ ۱۲ نقیب اور سات ابدال ہیں۔ ان سات ابدالوں سے چار اوتاد دو امام اور ایک قُطب ہیں۔

حضرت الٰہیہ سے اور اکوانِ عالم سے ان منازل کے کثیر نظائر ہیں۔

امامِ مبین نے گھیرا ہوا ہے

وصل: جاننا چاہیئے کہ منزلِ منازل اُس منزل سے عبارت ہے جو اُن تمام منزلوں کو جمع کرے جو عالِم دنیا میں اور اس سے ثریٰ تک ہو اور یہ امام مبین سے موسُوم ہے۔

اللّٰہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے!

www.maktabah.org

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ یٰس آیت ۱۲
اور ہر چیز کو امامِ مبین میں گھیر رکھا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد "اَحْصَيْنٰهُ" سے اِس پر دلیل ہے کہ اِسے علوم لامتناہیہ ودلیعت کئے گئے ہیں۔

پس ہم نے دیکھا کہ کسی ایک کے لئے اِس کا عدد منحصر ہے پس وُہ باوجود متناہی ہونے کے خارج ہیں۔ کیونکہ اِس میں نہیں ہے۔ مگر وُہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تخلیقِ عالم کے دِن اُس کی طرف کا حال گزر جانے تک رکھا۔ اور عمارتِ آخرت کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

پس ہم نے ثقہ علمائے باللہ سے پوچھا کہ کیا ان علوم کی اُمہات اُسی پر منحصر ہیں۔ جس پر یہ امامِ مبین حاوی ہے۔

اُس نے کہا! ہاں مجھے ایک ثقہ امین سچے ساتھی نے خبر دی ہے اور مجھ سے عہد لیا کہ میں اِس کے نام کا تذکرہ نہ کردں۔ کہ اُمہاتِ علوم اُم کو متضمن ہیں۔ جو کثرت کی بنا پر بے شمار ہیں۔ ان کے تعداد علوم میں سے ایک لاکھ ایک نوع سے انتیس ہزار اور ایک نوع سے چھ صد ہے۔ ہر نوع لاتعداد علوم پر حاوی ہے۔ جنہیں منازل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے شکر

میں نے اُس ثقہ آدمی سے پوچھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کسی کو پہنچی ہیں۔ اور اِس علم کے ساتھ کسی نے احاطہ کیا ہے؟

اُس نے کہا! نہیں۔

پھر کہا!

www.maktabah.org

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ
مدثر آیت ۳۱

اور آپ کے رب کے لشکروں کو آپ کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا

جب لشکروں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور حق تعالےٰ کے لئے کسی کا جھگڑا نہیں کہ اُسے مقابلے کے لئے ان لشکروں کی احتیاج ہو۔ اُس نے مجھے کہا تعجب نہ کریں۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
الذاریات آیت ۲۳

پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی۔

نے کہا! وہ کیا!
حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے حق میں فرمایا ہے۔!

بے شک اللہ آپ کا مولیٰ ہے اور علاوہ ازیں جبریلؑ اور نیک مومن اور ملائکہ آپ کے مددگار ہیں۔
التحریم آیت ۴

تو یہ لشکروں سے عجیب تر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے عجیب اسرار ہیں۔
جب اُس نے مجھے یہ کہا تو میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ مجھے اِس مسئلہ کے فائدہ پر مطلع فرمائے اور اِس کی جو عظمت ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فی نفسہٖ اِس کے مقابلہ میں مقرر فرمایا ہے اور جبریلؑ اور نیک بندے اور ملائکہ۔ تو مجھے اِس کی خبر دی گئی تو مجھے کسی چیز کے ساتھ اتنی شادمانی حاصل نہیں ہوئی جو اِس معرفت کے ساتھ ہوئی۔

ازواجِ مطہراتؓ کا کس پر بھروسہ تھا؟

مجھے یہ علم بھی حاصل ہوا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو دلنوں

www.maktabah.org

ازواجِ مطہرات کو کس کا بھروسہ تھا اور انہیں کس چیز سے تقویت حاصل ہوئی تھی چنانچہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ اِس نصرت و امداد میں اپنی ذات کا ذکر نہ فرماتا تو فرشتوں اور مومنوں کو یہ استطاعت نہ تھی کہ آپ کی ازواجِ طاہرات و مطہرات کے بالمقابل کھڑے ہوتے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اُن دونوں کو علم باللہ حاصل تھا اور جو تا نبر اُن دونوں کو عالم میں اِس قوّت نے عطا کی یہ اُسی علم سے تھی جیسا کردہ ہیبت پوشیدہ ہے۔

میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا سپاس گزار ہوں کہ اُس نے میری اِس پر مدد فرمائی تو میرا یہ گمان نہیں کہ مخلوق میں سے کسی اور نے بھی ایسا بھروسہ کیا ہو جو حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دونوں ازواجِ مطہرات نے کیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا بیان قرآن مجید میں اِس طرح آیا ہے

لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ	اگر تمہارے مقابلے کی مجھ میں طاقت ہو یا کسی مضبوط رکن کا سہارا ہوتا تو میں اُس کی پناہ لیتا۔

ھود آیت نمبر ۸۰

اور اُن کے پاس مضبوط رکن موجود تھا اور وہ اُسے نہیں جانتے تھے۔ پس حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کی شہادت دیتے ہوئے فرمایا!

یَرْحَمُ اللّٰہُ اَخِیْ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ۔	اللہ تعالیٰ میرے بھائی لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے، وہ مضبوط رکن کی طرح پناہ مانگتے تھے۔

الحدیث

جب کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور اُمّ المومنین حضرت حفصہ

www.maktabah.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس رُکن کو جانتی تھیں اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا جس پر اُن دونوں کو آگاہی حاصل تھی تو!

اِس آیت کریمہ کے معنی جان لیتے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی حق فرماتا ہے اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

الحمد للہ بائیسویں باب کا ترجمہ ختم ہوا

www.maktabah.org

تئیسواں باب

اقطاب مصونین اور اُن کی حفاظت کے اسرار کی معرفت

ان لله حکمة أخفاها في وجودي فليس عين تراها
خلق الجسم دار لهو وأنس فبناها وجوده سوّاها
ثم لما تعدّلت واستقامت جاء روح من عنده أحياها
ثم لما تحقق الحق علما حبه وانقياده لهواها
قال للموت خذ إليك عبيدي فدعاه له بما أحلاها
وتجلى له فقال الهي أين أنسي فقال ماتنساها
كيف أنسى دارا جعلت قواها من قواكم فهي التي لا تضاهي
يا الهي وسيدي واعتمادي ماعشقنا منها سوى معناها
أعلمتنا بما تريدون منا بلسان الرسول من أعلاها
فقطعنا أيامنا في سرور بك ياسيدي فما أحلاها
قال ردوا عليه دار هواه صدق الروح انه يهواها
فرددنا مخلدين سكارى طربا دائما الى سكناها
و بناها على اعتدال قواها وتجلى لها بما قواها

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے پوشیدہ حکمت ہے میرے وجود میں اُس کو دیکھنے والی آنکھ نہیں۔

جسم کو لہو ولعب اور اُنس کا گھر تخلیق کیا۔ بس اُس کے وجود کی عمارت بنا کر راست کر کر دی۔

جب وہ گھر برابر ہو کر قائم ہوا تو اُسے زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح آگئی۔

موت کو فرمایا میرے بندوں کو اپنے پاس لے آ۔ تو اُسے اُس کے لئے

کے ساتھ بلایا۔
اُس کے لئے تجلی ہوئی تو اُس نے کہا! الٰہی میرے اُنس کا گھر کہاں ہے؟
تو کہا! تو اُسے بھول نہیں سکتا۔
میں اُس گھر کو کیسے بھول جاؤں جس کے قویٰ تمہارے قویٰ سے مقرر ہیں
تو یہ وُہ ہے جس کے مشابہہ نہیں۔
اے میرے اللہ اور میرے سردار اور میرے اعتماد ہم نے اِس سے سوائے
اِس کے معنوں کے عشق نہیں کیا۔
آپ نے ہمیں اُس چیز کا علم دیا جو ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان
سے چاہتے ہیں وہ رسُول جو بلندی سے آتے ہیں۔
فرمایا! اُس پر اُس کی خواہش کا گھر لوٹا دو رُوح نے سچ کہا ہے کہ
وہ اِس کی خواہش رکھتا ہے۔
پس ہمیں ہمیشگی کے لشتے کی طرف لوٹا دیا۔ اور ہم وہاں ہمیشہ رہنے
والوں سے خوش ہیں۔
اُسے قویٰ کے اعتدال پر تعمیر کیا اور اُس کے لیے اور اُس کے لئے
تجلّی فرمائی جس کے ساتھ تقویت دی۔
اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ اس باب میں اللہ تبارک
وتعالیٰ کے اُن بندوں کا ذکر ہوگا جن کا نام ملامتیہ ہے یہ وہ لوگ ہیں
جو ولایت کے انتہائی درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور سوائے نبوّت کے
ان کے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ ولایت میں اس مقام کا نام مقامِ قربت
ہے۔ اور قرآن مجید سے اُن کی آیت یہ ہے

www.maktabah.org

حُور، مَقصُورات فی الخیام — خوبصورت حُوریں خیموں میں پردہ نشین ہیں۔
الرّحمٰن آیت ۷۲

اُس نے ان کی خبر جنتی عورتوں کی تعریف سے دی ہے اور اُس کی حُوریں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اُن بندوں کو کہا ہے جو اُس کی طرف قطع ہو چکے ہیں لینی علائق دنیوی کو ترک کر چکے ہیں۔

وُہ محبُوس محفُوظ ہیں

انہیں غیرتِ الٰہی کی حفاظت نے کائنات کے گوشوں کے خیموں میں محفوظ و محبُوس کر رکھا ہے۔ تاکہ اُن کی طرف نظر بڑھ کر انہیں مشغُول نہ کر دے، نہیں خدا کی قسم! انہیں اُن کی طرف خلقت کی نظر انہیں مشغول نہیں کر سکتی لیکن مخلوق میں یہ وُسعت نہیں کہ اِس طائفہ کے منصب کی بلندی کے لیے ان کا حق ادا کرنے پر کھڑے رہ سکیں۔

چنانچہ بندے اِس اَمر میں ٹھہر جاتے ہیں اور اُن کی طرف کبھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ اُن کے اعمال ظاہرہ سے ظواہر عادات و عبادات کو محبوس کر دیا جاتا ہے اور وُہ اِس سے فرائض و نوافل کی دائماً پابندی کرتے ہیں

خرق عادات سے مشہور نہیں ہوتے

یہ لوگ خرقِ عادت کے ساتھ متعارف نہیں ہوتے اور لوگ اُن کی تعظیم نہیں کرتے۔ اور ان کی طرف اُس درستگی اور اصلاح کا اشارہ کرتے ہیں۔ جو عُرف عام میں پائی جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ اُن میں فساد ظاہر نہیں ہوتا، پس یہ لوگ چھُپے ہُوئے، نیک اور امین ہوتے ہیں۔ اور دُنیا میں

www.maktabah.org

لوگوں سے چھپے رہتے ہیں۔

حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار عزوجل سے روایت بیان کی ہے۔

اِنَّ اَغْبَطَ اَوْلِیَائِی عِنْدِی لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنْ صَلوٰۃٍ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ۔

الحدیث

میرے بہترین دوستوں سے میرے نزدیک وہ مومن ہے جو سبک سار نمازی اور جو اپنے پروردگار کی احسن طریقے سے عبادت کرتا ہے۔ اور ظاہر چھپے اُس کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں میں پوشیدہ ہو کر رہتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ یہ لوگ بہت بڑی بڑی عبادات کے ساتھ لوگوں میں پہچانے نہیں جاتے۔ اور ظاہر چھپے حرام چیزوں کے نزدیک نہیں جاتے۔

یہ سیاہ رُو ہوتے ہیں

بعض لوگوں نے ایک عارف سے ان کی صفت پوچھی تو اُس نے کہا یہ لوگ دنیا آخرت میں اسود الوجہ یعنی سیاہ رو ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس سے مراد وہ امر ہے جو ہم نے اِس طائفہ کے احوال سے ذکر کیا سیاہ روئی سے مراد یہ ہے کہ تجلیات حق تعالیٰ میں دُنیا و آخرت کے تمام اوقات میں یہ لوگ فارغ ہوتے ہیں۔

ہمارے نزدیک النسان کے لئے آئینہ حق میں جو تجلی ہوتی ہے وہ اُس میں اپنی ذات اور مقام کے علاوہ نہیں دیکھتا اور وہ اکوان سے ایک کون ہے اور کون حق کی روشنی میں ظلمت ہوتی ہے چنانچہ اس کا مشاہدہ وہ اپنی سیاہی

www.maktabah.org

ے علاوہ نہیں کرتا۔ کیونکہ کسی چیز کی وجہ یا اُس کا چہرہ اُس کی حقیقت اور اُس کی ذات ہوتی ہے۔ اور تجلّی دائمی نہیں ہوتی مگر بطورِ خاص یہ تجلّی اِس طائفہ کے لئے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ لوگ دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں ہم اُن کی دائمی تجلّی کا ذکر کر چکے ہیں اور وہ افراد ہیں دلیکن اگر تصویر سے مراد سیادت ہو اور وجہ سے مراد حقیقتِ انسان ہو یعنی دنیا و آخرت میں اُس کی سیادت ہے۔ تو یہ ممکن ہے اور یہ امر رسولوں کے لئے مخصوص ہے۔ کیونکہ یہ اُن کا کمال ہے۔ اور اولیاء میں کمی پائی جاتی ہے۔

کیونکہ رسول اظہارِ شریعت میں اضطراری حالت میں ہوتے ہیں اور اولیاءؑ کے لئے یہ امر نہیں۔ کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے جب دین کو مکمّل فرمایا تو اُس سورت میں آپ کو آپ کے وصال کی کیسے خبر دی جس میں آپ کی طرف سے یہ آیات نازل فرمائیں۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۚ نصر آیت اوّل تا آخر۔

جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچے اور آپ لوگوں کو دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید اور استغفار کریں یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

یعنی آپ اپنی ذات اپنے رب کریم کی اُس پاکیزگی اور ثناء بیان کرتے میں مشغول رکھیں۔ جو اُس کی شان کے لائق ہے چنانچہ جب تبلیغ رسالت کا وہ کام مکمّل ہو گیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مراد تھا۔ تو اِس امر کے ساتھ دنیا سے آپ کا انقطاع کر دیا اور استغفار کے ساتھ اِس امر کو طلب کیا تاکہ آپ کو اپنی حفاظت کے حجاب میں مخلوق سے پوشیدہ کر دے اور مخلوق سے الگ

www.maktabah.org

ہو کر آپ کا تعلق اُس کی ذات کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منفرد ہو جائے کیونکہ تبلیغ و ارشاد کے زمانہ میں آپ حقوقِ رسالت کی ادائیگی میں مشغول تھے۔

چنانچہ اس میں بھی آپ کے لئے ایک ایسا وقت مقرر تھا جس میں آپ کے پروردگار کے سوا اور کسی کی گنجائش نہ تھی اور وہ تمام اوقات جن میں آپ خلقت کے امور پیشِ نظر رکھتے تھے۔ آپ کو اس ایک وقت کی طرف لوٹا دیا اور آپ خلقت کے ساتھ جن اوقات میں مشغول رہتے تھے ان کا حائل ہونا ختم کر دیا اگرچہ آپ کی وہ مشغولیت بھی حق تعالیٰ کے امر سے تھی۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا" یعنی اللہ تبارک مصاحبت کا رجوع فرمانے والا ہے۔ ان میں متعدد وجود کی وجہ سے مخلوق کے لئے آپ کے پاس اس میں مداخلت نہیں ہوگی

حضرت ابوبکرؓ کا رونا

جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سورت کی تلاوت فرمائی تو باقی مجلس کے برعکس حضرت ابوبکر صدیقؓ اکیلے رونے لگے جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اللہ تبارک و تعالیٰ اس امر کا علم عطا فرما دیا گیا تھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کا وصال ہو جائے گا اور ابوبکر اس امر کو زیادہ جاننے والے تھے اور حاضرین اُن کے رونے سے متعجب ہو گئے اور رونے کے سبب کو نہ جان سکے۔

ولی اپنا اختیار خدا کے سپرد کر دیتا ہے

اولیاءِ کبار جب اپنے نفوس کو ترک کر دیتے ہیں تو ان میں سے کوئی

www.maktabah.org

ایک بھی ظاہر ہونے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا، کیونکہ انہیں علم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اُن کے لئے پیدا نہیں فرمایا اور نہ مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ قصدِ اوّل کے ساتھ اُس سے تعلق رکھے اور بے شک اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے انہیں اپنے لئے پیدا فرمایا ہے۔ تو انہوں نے اپنے نفوس کو اُس کام میں مشغول کر لیا جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا تھا چنانچہ اگر حق تعالیٰ انہیں اُن کے اختیار کے بغیر ظاہر فرما دے جس کے ساتھ مخلوق کے دلوں میں اُن کی تعظیم مقرر کر دے تو یہ امر اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی طرف اس میں اُن کا عمل اپنا نہیں اور اگر انہیں پوشیدہ فرما دے تو لوگوں کے دلوں میں قدر اور تعظیم پیدا نہ فرمائے تو یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیار کے ساتھ کوئی اختیار نہیں اور اگر انہیں اختیار حاصل ہو جائے تو لازماً اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مخلوق سے پردہ اور انقطاع کر لیتے ہیں۔

جب کہ اُن کا حال اپنے نفوس سے اپنے مرتبوں کو چھپانا ہے۔ تو وہ اپنے غیر سے کیسے پردہ نہیں کریں گے۔

یہ لوگوں میں رہتے ہیں مگر؟

ہم پر لازم ہے کہ اُن کی حفاظت کی منزلیں بیان کریں چنانچہ اُن کی حفاظت کی منزلوں سے یہ ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ فرائض نماز کی ادائیگی اور لوگوں کے ساتھ۔ ہر شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ اور وہ اُس شہر کے لوگوں کی پوشاک نہیں پہنتے اور نہ ہی مسجد میں کسی مقام کو اپنا ٹھکانا بناتے ہیں بلکہ مسجد میں اُن کے ٹھکانے مختلف ہوتے ہیں۔ جس میں جمعۃ المبارک نماز ہوتی

www.maktabah.org

ہے یہاں تک کہ اُن کی آنکھ سے لوگوں کی کثرت میں ضیاع نہ ہو۔ جب لوگ گفتگو کرتے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ اور اس پر اپنے کلام میں حق تعالیٰ کو رقیب دیکھتے ہیں اور جب لوگوں کا کلام سنتے ہیں تو ایسے ہی سنتے ہیں اور سوائے اپنے ہمسائے کے دُوسرے لوگوں کے ساتھ مجلس نہیں کرتے یہاں تک کہ اُن کا شعور نہیں کیا جاسکتا۔ وہ چھوٹے بچوں اور بیوگان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنی اولاد اور اپنے اہل خانہ سے ہنستے کھیلتے اور مزاح کرتے ہیں۔ اور حق کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ اور اگر کسی مقام میں پہچانے جائیں تو دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اگر منتقل کسی کے لئے ممکن نہ ہو تو اپنے جاننے والوں سے لوگوں کی حاجات پوری کرنے میں الحاح کے ساتھ سفارش کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اُس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور اگر اُس کے پاس صُورتوں میں تحویل کا مقام ہو تو تحویل کر لیتے ہیں۔ یعنی دُوسری صُورت میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ روحانی بنی آدم کی صُورت میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کی پہچان نہیں ہوتی کہ یہ فرشتے ہیں۔ کذیب البان کا حال یہی تھا۔ اور یہ تمام اُس وقت تک ہوتا ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے اظہار اور اُس کی شہرت کا ارادہ نہیں کرتا۔ کہ وُہ پہچانا جائے۔

وُہ اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں

پھر یہ طائفہ اُس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ہے اس لئے کہ اُن کے قلوب غیر اللہ کی مداخلت سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

یا یہ کہ وُہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کائنات میں سے کسی کے ساتھ تعلق

www.maktabah.org

پیدا نہیں کرتے۔
اُن کا اُٹھنا بیٹھنا اور بات کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔
وہ اللہ تبارک وتعالیٰ میں دیکھتے ہیں۔
وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کوچ کرتے اور پھرتے ہیں۔
وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سنتے ہیں۔
اُن کا توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک رہتے ہیں۔
اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معرُوف مشہود نہیں۔
وہ اپنے نفوُس سے اپنے نفوُس کی حفاظت کرتے ہیں۔
اور اُن کے نفوس اُنہیں نہیں جانتے۔

پس وہ غیابات الغیاب میں پردہ نشین ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور مخلصین لوگوں میں سے ہیں۔ وہ کھانا کھاتے ہیں۔ اور بازاروں میں چلتے ہیں مگر اُن کا چلنا اُن کا پردہ ہے۔ اور کھانا اُن کا حجاب ہے۔ اس باب میں مذکورہ اس طائفہ کی یہی حالت ہے۔

تتمّہ شریفہ

اِس باب سے ہم بیان کرتے ہیں کہ اِس حضرت سے رسُولوں کی بعثت ہوتی ہے اُن سب پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ وہ شارع ہوتے ہیں اور اُن کے ساتھ اِن لوگوں کو اتباع کرنے والا پایا جاتا ہے۔ اور اُن کے امر کے ساتھ اور اُن کی عینِ واحدہ سے اُن کے امر کے ساتھ اُن کا قائم ہونا ہے۔ جس سے انبیاء ورُسل علیہم السّلام اپنی شریعتوں کو اخذ کرتے ہیں۔ اور اسی سے اولیاء اللہ اخذ کرتے ہیں۔ جو اس میں ان کی اتباع کرتے ہیں تو وہ عالمین کی

www.maktabah.org

بصیرت پر تابعین ہیں۔ جس امر کے ساتھ اُن کی اتباع کرتے ہیں اور جس امر میں اُن کی اتباع کرتے ہیں۔

یہ عارفین رسولوں کی منزلوں کو جاننے والے ہوتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے راستوں کے طریقوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے مقدر کو جانتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور وہی سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔

الحمد للہ سولھویں جزو اور بیسویں بارے کا ترجمہ ختم ہوا۔

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چوبیسواں باب

علومِ کونیہ اور اُن کے ضمن میں آنیوالے عجائبات کی معرفت اور عالم سے ان علوم کو حاصل کرنے والوں کا بیان اور اُن کے اقطاب کے مراتب اور دونوں شریعتوں کے درمیان اسرارِ اشتراک اور عالمِ انفاس اور انفاس کے ساتھ عشق رکھنے والے قلوب اور اُن کی اصل اور ان کے لئے منزلوں کی انتہا کا بیان۔

تعجبت من ملك يعود بنا ملكا ومن مالك أضحى لمملوكه ملكا
فلملك ملك الملك ان كنت ناظما من اللؤلؤ المنثور من علمنا سلكا
فخذ عن وجود الحق علما مقدسا ليأخذ ذاك العلم من شاءه عنكا
فإن كنت مثلي في العلوم فقد ترى بأن الذي في كونه نسخة منكا
فهل في العلى شيء يقاوم أمركم وقد فتكت أسيافكم في الورى فتكا
فلو كنت تدري يا حبيبي وجوده ومن أنت كنت السيد العلم الملكا
وكان الله الخلق يأتيك ضعفما أتيت اليه ان تحققته ملكا

مجھے اُس بادشاہ سے تعجب ہے جس کی ملکیت ہمارے ساتھ لوٹتی ہے۔ اور اُس بادشاہ سے تعجب ہے جو اپنی مملوک کے لئے بادشاہ ہے۔

تو یہ ملک کا بادشاہ ہے اگر ہمارے علم سے بکھرے ہوئے موتیوں کو پرونا چاہو تو پرو لو۔

وجودِ حق سے پاکیزہ علوم لے لیں تاکہ خواہش مند آپ سے علم کو اخذ کرے اور اگر آپ علوم میں مجھ جیسے ہیں تو اُس کے ساتھ دیکھیں جو آپ سے اُس کی کون میں نسخہ ہے۔

www.maktabah.org

تو کیا بلندی میں کوئی چیز تمہارے امر کے مقابل ہو کیں تمہاری تلواریں وری میں جرأت کرتی ہیں۔

اے میرے حبیب اگر آپ اُس کے وجود کو جان لیتے اور یہ جان لیتے کہ آپ کون ہیں تو پرچم کے سردار اور بادشاہ ہوتے۔

اگر آپ خلقت نے معبود کو تحقق کے ساتھ بادشاہ مان لیتے تو وہ آپکے پاس اُس سے کئی گنا زیادہ آتا جتنا آپ اُس کے پاس آتے۔

بادشاہ رب تعالیٰ ہے

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے جان لیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے!

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ — تم مجھ سے دُعا کرو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا

المومن آیت ۶۰

جب آپ نے یہ جان لیا تو جان لیں کہ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کا رب اور اُس کا مالک ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہے اس رب کا مربوب اور اُس حق سبحانہ تعالیٰ بادشاہ کی ملکیت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عالم کا بادشاہ ہونا انہی معنوں میں ہے اور اُسی کا عالم میں تصرف ہے اور وہ اس پر بغیر رکاوٹ کے جو چاہے کرے اور عالم اُسی بادشاہ، سردار جلّ وعلا کا محلِ تاثیر ہے۔

جواب دو جواب

پس وہ حالات متنوع ہیں جن پر عالم ہے اور وہ اس میں حق تعالیٰ کا تصرف ہے جو چاہے حکم کرے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ — تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت لکھ دی ہے

الانعام آیت ۵۴

www.maktabah.org

پس حق تبارک وتعالی نے رحمت کے وجوب میں اپنی ذات کے ساتھ اپنے بندے کو شریک کیا ہے اگرچہ وہی ذات ہے جس نے خود پر اُسے واجب کیا جو واجب لیا، پس اُس کا کلام سچا اور اُس کا وعدہ حق ہے جیسا کہ انسان ابتداء میں اپنی ذات پر نذر واجب کر لیتا ہے۔ جو اُس پر حق تعالیٰ نے واجب نہیں کی تو جب اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر واجب کر دیتا ہے جو انسان نے خود پر واجب کر لیا تھا تو اُس نذر کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

پھر ہم نے دیکھا کہ اللہ تبارک تعالیٰ بندے کی دعا قبول نہیں کرتا مگر اُس کے دُعا کرنے کے بعد جیسا کہ مشروع ہے۔

جیسا کہ عبد حق تعالیٰ کو اُس وقت جواب دیتا ہے جب اُسے حق تعالیٰ اُس امر کی طرف بلاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے! "فلیستجیبوالی" یعنی لوگ میری اطاعت کریں۔

پس عبد اور عالم جو کہ حق تعالیٰ کی ملکیت ہے اس میں تصرفِ الٰہی احمی کی جانب ہے جس کا ذاتی طلب میں حقیقتِ عالم اقتضاء کرتی ہے اور دوسری تصرف وہ ہے جس کا اقتضاء شریعت کا وضع ہونا کرتا ہے۔

جب یہ امر اُس بات پر ہے جس کا ہم نے ذکر کیا کہ حق تعالیٰ بندے کے امر کو اُس وقت قبول فرماتا ہے جب وُہ دعا کرتا ہے۔ اور اُس سے سوال کرتا ہے جیسا کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے امر کو قبول کرتا ہے جب وہ اسے حکم دیتا ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے!

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ — تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔

البقرہ آیت ۴۰

www.maktabah.org

توقیفیہ میں شرکت ہے جب کہ حق تعالیٰ بذاتہٖ اس اَمر کا اقتضاء کرتا ہے کہ اُس کے لئے بندے کا تذلّل یعنی عجز و نیاز مندی ہے اور یہ برابر ہے کہ اُس نے اپنے بندے کے لئے اعمال مشروع کئے ہوں یا نہ کیئے ہوں۔

ایسے ہی اُس کے وجودِ عین کی بقاء کے ساتھ بندہ کے لئے حفاظتِ حق ہے اور برابر ہے کہ حق تعالیٰ اُس کی شریعت کو مشروع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ پھر جب بندہ کے لئے اعمال مشروع فرمائے اور جب بندے نے اُس پر عمل کیا تو اپنی ذات کیلئے قانون بنایا کہ اُس فعل پر بندے کو جزاء عطاء فرمائے جس کے ساتھ اُسے مکلّف فرمایا تھا۔

پس وہ جنابِ عالی اُس ملک یعنی عالم کی بادشاہ ہے جس کے ساتھ اس میں سوال کے وقت بندے کا اثر عطاء سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو اُس پر اس صفت کا اطلاق ہوگا جس سے مالک الملک ہونا تعبیر ہوتا ہے تو وہ سبحانہٗ اس کا مالک اور بادشاہ ہے۔ جس کے ساتھ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے اور وہ سبحانہٗ بادشاہ ہے کہ اُس کے حکم کے مطابق بندہ کہتا ہے "رَبِّ اغْفِرْ لِی" یعنی اے میرے پروردگار مجھے بخش دے جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُسے فرمایا ہے۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي — اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھیں

طٰہٰ آیت ۱۴

خدا کا حکم بندے کی دُعا

پس حق تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ بندے کے لئے ہوتا ہے اُس کا نام امر یعنی حکم ہے۔ اور جو کچھ بندے کی طرف سے حق تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اُس

www.maktabah.org

کا نام دعائے ادبِ الٰہی ہے اور یہ حقیقت امر پر ہے۔ کیونکہ یہ صفت ایک ساتھ دو امروں پر مشتمل ہے اور میرے علم میں سب سے پہلے اس اسم کی یہ اصطلاح محمد بن علی حکیم ترمذی سے آئی ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ لفظ ہم نے کسی سے نہیں سُنا۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کسی نے یہ اصطلاح استعمال کی ہو اور ہمیں نہ پہنچی ہو مگر یہ امر درست ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ پر عقلاً کسی امر کا واجب ہونا متکلمین میں سے اہلِ نظر کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے چنانچہ بعض اس کے قائل ہیں اور بعض نہیں مگر واجباتِ شرعیہ؟ تو ان کا انکار وہی کر سکتا ہے جو خدا کے نازل کردہ پر ایمان نہیں لاتا

اسم نسبت سے قائم ہوتا ہے

جاننا چاہیے کہ دو اضافتوں والے کے لئے لازم ہے کہ دونوں اضافتوں سے ہر ایک کے لئے ایک اسم ہو جو اُسے اضافت عطا کرتا ہے جب آپ "زید" کہیں گے تو وہ بلاشک انسان ہے اس سے اس کے علاوہ نہیں سوچا جائے گا۔ اگر آپ عمرو کہیں گے تو وہ انسان ہے اس کے علاوہ نہیں سمجھا جائے گا چنانچہ جب آپ کہیں گے کہ زید بن عمرو یا زید عبد عمرو تو بلاشک زید کے لئے بیٹا ہونے کی بات ہوئی اور جب کہا کہ ابنِ عمرو تو زید کے اسم باپ کی بات ہوئی تو زید کی بنوّت عمرو کو اُبوّت اور زید کو بنوت عطا کرتی ہے تو دونوں اضافت والوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لئے وہ معنی پیدا کیے جس سے وہ اضافت سے پہلے متصف نہ تھے۔

ایسے ہی زید عبد عمرو عبدیت عطا کرتا ہے کہ زید مملوک ہو اور عمرو مالک ہو تو بے شک مملوکیتِ زید نے عمرو کے لئے اسم مالک پیدا کیا اور عمرو

www.maktabah.org

کی ملکیت نے زید کو اِسمِ مملوک دیا تو اُس کے حق میں مملوک اور عمرو کے کے حق میں مالک کہا گیا۔

پس ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے اس اضافت کے پائے جانے سے پہلے یہ دونوں نام نہیں کہے جاتے تھے۔ پس حق حق ہے اور انسان انسان۔

اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے

جب آپ کہیں گے کہ انسان یا لوگ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں تو اس سے لازماً آپ نے یہ کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں کا بادشاہ ہے اگر آپ اس کے بادشاہ ہونے کے ایک جملہ کو ذہن سے وجود عالم کو اُٹھانے پر قادر ہیں تو ارتفاعِ عالم کے لئے وجودِ حق تعالیٰ کو نہیں اُٹھایا جا سکتا اور بادشاہ کے معنیٰ میں حق تعالیٰ سے ارتفاعِ وجود لازمی ہے۔

چونکہ وجودِ حق تعالیٰ کے ساتھ وجودِ عالم فعلاً اور اصلاً حیثاً مربوط ہے لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اِسمِ ملک ازلی ہے اور اگرچہ عین عالم عین میں معدوم ہے لیکن جو موجودہ مفعولیت اِسمِ مالک کے ساتھ مربوط ہے وہ وجوداً اور تقدیراً اور قوۃً اور فعلاً اللہ تبارک و تعالیٰ کی مملوک ہے پس اس پر غور فرمائیں اور سمجھ لیں کہ حق اور عالم کے درمیان امتیازِ حقائق کے سوا ہرگز دوری کا شعور نہیں ہوتا۔

معیتِ الٰہی کیسے ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ پاک اور سبحان ہمیشہ سے ہے ایسے ہی ہمیشہ

www.maktabah.org

رہے گا ایسے ہی اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تو ہمارے ساتھ اُس کی معیت اُس طرح ہے جس طرح اُس کے جلال کا حق ہے اور جیسا کہ اُس کے جلال کو حق پہنچتا ہے۔ اگر وہ اپنی ذات کے لئے یہ نسبت نہ فرماتا کہ وہ ہمارے ساتھ ہے تو عقل اس کا اقتضاء نہیں کرتی کہ اُس پر معیت کے معنوں کا اطلاق کیا جائے جیسا کہ عقل سلیم اس سے نہیں سمجھ سکتی۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے معیت کا اطلاق اپنی ذات پر کیا تو یہ دُنیا کی ایک دُوسرے کے ساتھ معیت ہے کیونکہ "لیس کمثلہٖ شیٔ"، یعنی اُس مثل کوئی چیز نہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ — اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

سورہ حدید آیت ۴

اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السّلام کے لئے فرمایا!

إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ — میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سُنتا اور دیکھتا ہوں۔

طٰہٰ آیت ۴۶

پس ہم کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اُس صفت پر ہمارے ساتھ ہے جو اُس نے بیان فرمائی اور اُس معنیٰ کا ساتھ ہے جو اُس کا ارادہ ہے اور ہم نہیں کہتے کہ ہم حق کے ساتھ ہیں کیونکہ یہ وارد نہیں ہُوا اور نہ ہی عقل یہ امر عطا کرتی ہے کہ ہم خود کو حق کے ساتھ کہیں اور نہ ہمارے لئے عقلی اور شرعی وجہ ہے جس کے ساتھ یہ اطلاق ہو سکے کہ ہم حق کے ساتھ ہیں اور اہل اسلام سے جو اس انیت کی نفی کرتا ہے تو وہ ناقص الایمان ہے کیونکہ عقل اس سے انیت کے معنوں کی نفی کرتی ہے اور شرع سُنّت میں ثابت ہے نہ کہ کتاب میں، جو لفظِ انیت کے اطلاق کا اللہ تبارک و تعالیٰ پر اثبات کیا

www.maktabah.org

جائے تو یہ نہ متعدی ہے اور نہ اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے اور اس کا اطلاق اُس مقام پر ہو گا جہاں شارع نے اطلاق فرمایا ہے۔

خدا کہاں ہے؟

حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُس سیاہ کنیز کو فرمایا جسے اُس کے آقا نے مارا تھا کہ اللہ کہاں ہے؟ اُس نے آسمان کی طرف اشارا کر دیا، پس آپ نے اُس کے اشارے کو قبول فرمایا اور اُس کے آقا سے فرمایا! اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ مومنہ ہے۔

پس اینیت کے لئے سوال کرنے والا تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے اور وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ بعض علمائے رسوم نے اس کنیز کے آسمان کی طرف اشارہ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قبول فرمانے کی یہ تاویل کی ہے کہ زمین میں لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ معبودوں کو پوجتے ہیں یعنی انہوں نے زمین پر معبود بنا رکھے تھے عجب کہ یہ تاویل امر واقعی کو نہ جاننے والے جاہل کی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ عرب آسمان کے ستارے کی عبادت کرتے تھے جس کا نام شعری تھا اور جسے اُن کے لئے ابوکشبہ نے مقرر کیا تھا اور اُن لوگوں کا اس میں یہ یہ اعتقاد تھا کہ وہ رب الارباب ہے مجھے اُن کی مناجات پر ایسے ہی واقفیت حاصل ہوئی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لئے فرمایا ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے۔

سورہ النجم آیت ۴۹

اگر آسمان میں ستارے کی پرستش نہ ہوتی تو اس تاویل کرنے والے

www.maktabah.org

کے لئے اِس تاویل کی گنجائش ہوتی اور یہ ابُوکبشہ جس نے شعریٰ کی عِبادت رائج کی تھی حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی والدہ مکرّمہ کے اجداد کے خاندان سے تھا اور اسی لئے عرب کے لوگ حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نِسبت اُس کی طرف کرتے ہوئے کہتے ابنِ ابی کبشہ نے کیسا دین نکالا ہے جس میں ایک معبُود کی عبادت کے لئے کہا جاتا ہے جیساکہ ابُوکبشہ نے کی بدعت جاری کی تھی۔

اِس مقام کے اقطاب

اِس مقام کے اقطاب میں سے ہم سے پہلے محمد بِن علی حکیم ترمذی اور ہمارے مشائخ سے ابُومدین رحمۃ اللہ علیہ تھے، جب کہ عالمِ علوی میں ابی نجادیہ تھے جِن کا نام اہلِ روحانیت میں معرُوف ہے وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے قرآن مجید سے میری سُورت "تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ" ہے۔

اِسی بنا پر ہم اُن کے حق میں کہا کرتے ہیں کہ وُہ دو اماموں میں سے ایک امام ہیں کیونکہ یہ امام کا مقام ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عبدِ مُضطر کی اُس دُعا کو قبول فرماتا ہے جو اُس نے سوال کیا تھا تو وُہ اِس متصرّف کی مانند ہے۔ اسی لئے ابُومَدین نے اپنے قول میں اشارہ کرتے ہُوئے کہا کہ وُہ مالک المُلک ہے۔

اور رہی اِس اضافت کی صِحت تو یہ اِس لئے ہے کہ بندے کے ہر سانس میں یہ اَمر مُتحقق ہو جائے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ملکیّت ہے، بغیر اِس کے کہ اِس حال کے دعوٰی میں تناقض خلل انداز ہے۔

جب یہ مشابہت ہو گی تو اُس وقت اُس پر صادق آئے گا کہ وُہ اُس کے

www.maktabah.org

نزدیک ملکیّت ہے۔ اگرچہ دعوٰی سے اُس کا کچھ حِصّہ پہنچا ہو اور یہ اِس طرح کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت میں اُس کے حضُور سے عاری ہو کہ اپنی ذات کے لئے ملکیت کا دعوٰی کرے تو یہ وُہ اَمر ہے جس کا اُس نے اپنی ذات کے لئے ملک نام رکھا اور ملک اِس مقام پر نہیں اور نہ اُس کے لئے درست ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مالک الملک ہے اگرچہ نفس الامر میں ایسے ہو مگر اُس نے اپنے جہل سے اِس دعوٰی کے ساتھ خُود کو اِس سے نکال دیا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیّت ہے خواہ وہ کسی اَمر میں غافل ہُوا۔

پس اِس مقام والا میزان عظیم کا محتاج ہے جس سے وُہ اپنے ہاتھوں سے اور اپنے نصب العین سے نہیں نکلتا۔

دو شریعتوں کا اشتراک

وصل: رہا! دونوں شریعتوں کے درمیان اشتراک کے اسرار کا بیان تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس ارشاد کی مثل ہے۔

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي میری یاد کے لئے نماز قائم رکھیں

سورہ طٰہٰ آیت ۱۴

یہ مقام ختم الاولیاء کا ہے اور اِن دِنوں اِس کے رجال حضرت خِضر اور حضرت الیاس علیہما السّلام ہیں اور یہ ثانوی تقریر ہے جسے اوّل نے اُس درجہ سے ثابت کیا ہے جو اُسے مغائرتِ زمان کے باوجود ثابت کرتی ہے تاکہ متقدّم ومتاخر درُست ہوں۔

www.maktabah.org

بیک وقت دو شریعتوں والے

جب مکان اور حال تبدیل نہ ہو تو دوسرے کے لئے عین سے تکلیف کے ساتھ وہ خطاب واقع ہوتا جو اوّل کے لئے واقع ہوا تھا۔ اور جب یہ وجہ وہ ہو جو بغیر زمانے کے قید کے دونوں کو جمع کرتی ہے۔ اور اُس سے اخذ کرنا بھی زمانہ کی قید کے ساتھ نہیں تو دو شخصوں سے شریعت میں اشتراک جائز ہے۔ مگر عبارت اُس کے زمانے اور اُس کی زبان کو مختلف کردے گی۔ بشرطیکہ دونوں ایک ہی وقت میں ایک زبان کے ساتھ گفتگو کریں جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہا السلام ہیں۔ ان دونوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى — جاؤ طرف فرعون کے اُس نے سر اُٹھایا۔

سورہ طٰہٰ آیت ۴۳

باوجود اِس کے ان دونوں کو فرمایا!

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا — سو کہو اِس سے بات نرم

سورہ طٰہٰ آیت ۴۴

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ارشاد قولاً کو نکرہ بیان فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بالخصوص فرماتے تھے کہ حضرت ہارون علیہ السلام مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں۔

پس ممکن ہے کہ دو شخص ایک مجلس میں عبارت میں مختلف ہو جائیں۔ چنانچہ دونوں کو ایک شخص یعنی فرعون کی طرف ایک رسالت

www.maktabah.org

کے ساتھ ایک مقام اور ایک وقت میں مبعوث فرمایا۔

ہمارے اصحاب و شیوخ سے ایک جماعت نے اس مثال کے وجود کو منع کیا ہے جیسا کہ ابو طالب مکی اور اُن کے علاوہ وہ شخص جو یہ بات کہتا ہے اور اس طرف گیا ہے اور یہی ہمارے نزدیک درست ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک شخص پر تجلی کی تکرار نہیں فرماتا اور نہ اس میں وسعت الٰہی کے لئے دو شخصوں کے درمیان اشتراک کرنا ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ دیکھنے اور سننے والے کا اُس مشابہت کے لئے وہم ہے۔ جیسے علیحدہ کرنا اُس کے لئے دشوار ہے۔

مگر اہلِ کشف اور متکلمین میں سے اِس کے قائلین کو دشوار نہیں جن کا کہنا ہے کہ عرض دو زمانوں میں باقی نہیں رہ سکتا۔

اور وسعتِ الٰہی سے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر چیز کو اُس کی تخلیق عطا فرمائی اور عالم میں امر کے ساتھ ہر چیز میں امتیاز کیا۔ یہ وُہ امر ہے۔ جس سے اُس کے غیر سے تمیز ہوتی ہے۔ اور یہ ہر چیز کی انفرادیت ہے تو ایک مزاج میں دو چیزوں کا اجتماع نہیں ہوتا۔

وفی کل شیءٍ له آیة تدل علی انه واحد

اُس کے لئے ہر چیز میں نشانی ہے جو اُس کے واحد ہونے پر دلالت کرتی ہے

خلا اجتماعِ ضدین پر قادر ہے۔

چنانچہ سوائے ہر چیز کی احدیت کے علاوہ نہیں اور اس اَمر میں دو چیزیں ہرگز جمع نہیں ہوتیں جس میں امتیاز واقع ہو اور اگر اس میں اشتراک واقع ہوتا تو امتیاز نہ ہوتا جب کہ عقلاً اور کشفاً امتیاز ثابت ہے۔

www.maktabah.org

اِس باب میں اِس منزل سے چھوٹے پر بڑے کے اور تنگ پر کھلے کے وارد ہونے کا علم ہوتا ہے بغیر اِس کے کہ تنگ کو وسیع یا وسیع کو تنگ کیا جائے یعنی کسی چیز کو اُس کے حال سے تبدیل نہ کیا جائے نہ کہ اُس کی وجہ پر جس میں متکلمین سے حکماء اور اہلِ نظر گئے ہیں وہ حد حقیقت میں دونوں کے اجتماع کی طرف گئے ہیں نہ کہ جز میہ میں کیونکہ کسی چیز کا بڑا چھوٹا ہونا دونوں کے لئے حقیقت جامع میں مؤثر نہیں ہوتا۔

اِس باب میں یہ بھی ہے جو ابوسعید فرازؒ نے کہا!

ما عرف الله الا بجمعه بين الضدّين	یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں پہچانا گیا مگر اُس کے دو ضدّوں کے درمیان جمع کرنے سے۔

پھر اُنھوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ	وہ اوّل اور آخر اور ظاہر و باطن ہے

سورہ حدید آیت ۳

اُن کی مراد ایک وجہ سے ہے نہ کہ مختلف نسبتوں سے جیسا کہ عُلماءِ رسُوم سے اہلِ نظر اُسے دیکھتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی شریعت کیا ہوگی

جاننا چاہیئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام لازماً نزول فرمائیں گے اور حضرت محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شریعت کے ساتھ ہم میں لازماً حُکم دیں گے جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی طرف اُن کے نبی ہونے کی وجہ سے وحی فرمائے گا۔ کیونکہ نبی سوائے اپنے مُرسل کے شریعت

www.maktabah.org

نہیں لیتا۔ چنانچہ فرشتہ اُن کے پاس اُس شریعت کی خبر لایا کرے گا جس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں الہام فرمائیں گے تو آپ اشیاء کی حلت وحرمت میں وہی حکم فرمائیں گے جو حکم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہوتے تو یہی حکم فرماتے ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ساتھ مجتہدین کے اجتہاد اُٹھ جائیں گے۔ اور ہم میں وہ اُس شریعت کے ساتھ حکم نہیں دیں گے جس پر وہ اپنے رسالت و دولت کے زمانہ میں تھے اور جس میں آپ، اُس کے ساتھ بحیثیت وحیِ الٰہی کے عالم تھے اور وہ جس کے ساتھ رسول اور نبی تھے اور وہ اُس شریعت پر ہونگے جس پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ وہ اس امر میں آپؐ کے تابع ہونگے اور کبھی اُن کو بحیثیت کشف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک پر اطلاع ہوگی۔ اور وہ آپ سے اُس امر کو اخذ کریں گے جو اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی شریعت ہوگی اور وہ اس کے ساتھ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں حکم دیں گے۔

حضرت عیسیٰ ؑ حضورؐ کے صحابی ہونگے

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وجہ سے آپؐ کے تابع اور صحابی ہونگے اور اس وجہ سے خاتم الاولیاء ہونگے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شرف حاصل ہے کہ نبی اور صاحبِ کرامت رسول جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں آپ کی اُمت کے ختم الاولیاء ہوں گے۔

www.maktabah.org

اور وہ اس اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں افضل ہیں۔

دو حشر ہوں گے

حکیم ترمذی نے اپنی کتاب ختم الاولیاء میں یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور دوسرے لوگوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اگرچہ اس اُمّت اور ملّتِ محمّدیہ کے ولی ہیں مگر نفس الامر میں وہ نبی اور رسول ہیں۔

پس قیامت کے دن اُن کے دو حشر ہوں گے ایک حشر نبوت و رسالت کے پرچم کے ساتھ انبیاء مرسلین علیہم السّلام کے ساتھ اپنے صحابیوں اور تابعیوں میں ہوگا اور ایک حشر حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پرچم کے نیچے اس اُمّت کے اولیاء کی جماعت میں ہمارے ساتھ ہوگا، وہ حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع ہونگے۔ اور حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر دنیا کے آخری ولی تک تمام اولیاء اللہ سے آگے ہوں گے یعنی اُن کے پیشوا ہوں گے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے لیئے ظاہر طور پر ولائیت اور نبوّت کو جمع فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن سوائے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کوئی ایسا رسول نہیں ہوگا جس کی اتباع رسول نے کی ہو۔

کیونکہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہ السّلام کا حشر حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متبعین میں ہوگا اگرچہ حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر تمام نبی میدان محشر میں حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہی اس پرچم کے نیچے ہوں گے اور آپ کا یہ پرچم عام ہوگا۔

www.maktabah.org

مخصوص ختم کا مقام

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے ساتھ بہ رحم کے بارے میں ہمارا کلام مخصوص ہے۔ اور ولائیتِ محمدیہ مخصوصہ کے لئے اس شریعت کے ساتھ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے نازل ہوئی ایک مخصوص ختم ہے۔ جس کا رتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم ہے۔ اس لئے کہ وہ رسول ہیں۔ اور ختم ہمارے زمانے میں پیدا ہوا اور میں نے اسے دیکھا بھی اور میں نے اس سے ملاقات کی۔ اور اس میں ختمیت کی نشانی دیکھی پس اس کے بعد ہر ولی اُسی کی طرف راجع ہوگا۔

جیسا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا مگر آپؐ کی طرح راجع ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پس قیامت تک ہر ولی کی نسبت اس ختم کے بعد ولائیت میں اُس طرح ہوگی۔ جیسا کہ ہر نبی کی نسبت نبوت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہے۔ جیسا کہ اس اُمت میں حضرت الیاس، حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام ہیں۔

میں نے آپ کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا بیان کر دیا ہے اس کے بعد جو چاہیں کہہ لیں اگر چاہیں تو دونوں شریعتوں کو عینِ واحدہ کہہ لیں اور اگر چاہیں تو شریعتِ واحدہ کہہ لیں۔

انفاس کا تعشق

وصل: دلوں کا انفاس کے ساتھ معاشقہ ہے کیونکہ ارواح

www.maktabah.org

رُوحانیہ کے خزائن نے مناسب کے لئے انفاسِ رحمانیہ کے ساتھ عشق کیا ہے۔

یمن سے رحمان کی ہوا

حضور رسالتِ مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! مجھے یمن کی جانب سے رحمان کی ہوا آتی ہے۔ مگر یہ کہ رُوحِ حیوانی نفس ہے۔ اور ان انفاس کی اصل عُشّاق کے دِلوں میں ہے جِس کے ساتھ وہ نفسِ رحمانی ہے جو یمن کی طرف سے ہے جِس کو اُس کے وطن سے نکالا گیا اور اُس کو اُس کے مسکن اور اُس کی سکونت کے درمیان حائل کیا گیا تو اِس میں قرب اور دُکھوں کو دُور کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

اِن للہ نفحاتِ فتعرضوا النفحات ربکم۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوائیں ہیں پس اپنے رب کی ہواؤں سے لپٹ جاؤ۔

انفاس کی تعداد

اِن انفاس کی تعداد تین سو (۳۰۰) منازل کو منتہی ہوتی ہے۔ اور اِن منزلوں سے ہر منزل میں تینتیس نفس ہیں جو تین سو تیس (۳۳۰) کو تین سو تیس (۳۳۰) سے ضرب دینے سے نکلتے ہیں۔ پس حاصل ضرب اُن انفاس کی تعداد ہے جو عالمِ لبشری میں حق تعالیٰ کی طرف سے اُس کے اسمِ رحمان سے پیدا ہوتے ہیں یعنی ۳۳۰ × ۳۳۰ = ۱۰۸۹۰۰

میں نے اِن منازل کی جو تحقیق کی ہے اُس کے مطابق خاص حضرت

www.maktabah.org

اسفہوانیہ میں منازلِ انفاس کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے۔

جب تین سو تیس (۳۳۰) کو پانچ سو تیس (۵۳۰) سے ضرب دی جائے گی تو اس ضرب کے بعد، آپ کے لئے جو عدد نکلیں گے وہ عالمِ انسانی میں انفاسِ رحمانیہ کی تعداد ہے یعنی ۳۳۰ × ۵۳۰ = ۱۷۴۹۰۰۔

صاحبِ منزل

وہ منازل جو غیر کے لئے نہیں اُن سے ہر نفس خاص تجلّیِ الٰہی سے مستقل علمِ الٰہی ہے۔ تو جو اِن انفاس سے خوشبو سونگھ لیتا ہے وہ ان کی مقدار کو جان لیتا ہے میں نے اِن اہلِ منازل میں سے کسی کو نہیں دیکھا جنہیں لوگ پہچانتے ہوں یہ حضرات اکثر طور پر بلادِ اندلس میں رہتے ہیں اِن میں سے میری ایک شخص سے بیت المقدّس اور مکّہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تو میں نے ایک ۔سوزنہ اُس سے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا اُس نے مجھے کہا! کیا تو نے کسی چیز کی خوشبو سونگھی ہے اِس سے میں نے جان لیا کہ یہ اِس مقام پر فائز ہے اُس نے کچھ عرصہ میری خدمت کی علاوہ ازیں میرے والدِ گرامی کے سگے بھائی یعنی میرے سگے چچا جن کا نام عبدُاللہ بن محمّد عربی تھا وہ اِس مقام پر حِسّاً اور معناً فائز تھے۔ میں نے اپنے دورِ نادانیت اور اِس طریق کی طرف رجوع کرنے سے پہلے اُن سے اِس امر کا مشاہدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا اور راہِ ہدایت پر چلاتا ہے۔

الحمدللہ چوبیسویں باب کا ترجمہ ختم ہوا

www.maktabah.org

پچیسواں باب

وتد مخصوص معمر کی معرفت اور علوم اور ستر منزل سے اربعہ اصناف کے ساتھ مختص اقطاب کے اسرار و منازل اور اُس کا بیان جو اِس میں عالم سے داخل ہوا

ان الامور لها حد ومطلع | من بعد ظهر و بطن فيه تجتمع
في الواحد العين سر ليس يعلمه | الا مراتب أعداد بها تقع
هو الذي أبرز الاعداد أجمعها | وهو الذي ماله في العد متسع
مجاله ضيق وحب فصورته | كمناظر في مراة حين ينطبع
فما تكثر اذا أعطت مراتبه | تكثرا فهو بالتنزيه يمتنع
كذلك الحق ان حققت صورته | بنفسه وبكم تعلو وتتضع

یقیناً امور کے لئے پُشت کے پیچھے اور پیٹ میں حد اور مطلع ہے جس میں اُن کا اجتماع ہوتا ہے۔

ایک عین میں ایک بھید ہے جسے اُن مراتب اعداد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا جو اِس کے ساتھ واقع ہوتے ہیں۔

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمام اعداد کو ظاہر فرمایا اور وہی ہے جس کے لئے عدد میں وُسعت اور گنجائش نہیں۔

اُس کا میدان تنگ و وسیع ہے پس اُس کی صورت اُس ناظر کی طرح ہے جو آئینے میں خود کو منطبع ہونے کے وقت دیکھتا ہے۔

پس کثرت نہیں جب مراتب عطا کئے جاتے ہیں تو کثرت ہوتی ہے اور وہ تنزیہ کے ساتھ منع کرتا ہے۔

ایسے ہی حق تعالیٰ ہے اگر اپنی ذات کے ساتھ اُس کی صورت کا

www.maktabah.org

تحقق حاصل رہیں تو آپ کے ساتھ بلندی اور پستی ہے۔

حیاتِ خضر علیہ السلام

اے دوست! اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ بہ تند حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس وقت تک ان کی عمر طویل کی ہوئی ہے اور ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے انہیں دیکھا ہے۔ اور ہمارے لئے اُن کی شان میں امر عجیب ہے۔

خضر علیہ السلام سے پہلی ملاقات

یہ اس طرح ہے کہ ہمارے شیخ ابو العباس عریبی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے درمیان ایک ایسے شخص کے حق میں مسئلہ چل نکلا جس کے ظہور کی بشارت حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔

شیخ ابو العباس نے مجھے کہا وہ شخص فلاں بن فلاں ہے۔

میں اس کو شخص کو نام سے جانتا تھا مگر دیکھا نہیں تھا مگر اس کے پھوپھی زاد بھائی کو میں نے دیکھا تھا، میں نے اس میں توقف کیا اور اُن کی بات کو قبول نہ کیا کیونکہ میں اپنے امر میں بصیرت پر تھا مگر بلاشبہ شیخ ابا العباس کا تیر اس امر پر لوٹ آیا اور اُن کو باطنی طور پر تکلیف پہنچی اور میں اس بات کو نہ جان سکا کیونکہ میں اپنے امر کے ابتدائی دور میں تھا چنانچہ اُن کی خدمت سے اپنے گھر کو لوٹ آیا۔

میں راستے ہی میں تھا کہ میری ملاقات ایک شخص سے ہوئی جسے

www.maktabah.org

نہیں جانتا تھا، اُس نے ایک محبت و مشفق کے سلام کے انداز سے مجھ پر سلام کی ابتداء کی اور مجھے کہا! اے محمد ابن العربی شیخ ابا العباس نے تیرے ساتھ فلاں شخص کے بارے میں جو ذکر کیا تھا وہ سچے ہیں اور مجھے اُس شخص کا نام بتایا جس کا ذکر ابا العباس عریبی نے کیا تھا۔

میں نے کہا! ٹھیک ہے اور اُس کے ارادے کو جان کر اُسی وقت شیخ کی طرف لوٹ آیا تاکہ انہیں یہ ماجرا بتاؤں، چنانچہ جب میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنھوں نے مجھے فرمایا! اے ابا عبد اللہ! جب میں تجھے کوئی مسئلہ بتاتا ہوں تو تُو اُسے قبول کرنے پر توقف کرتا ہے۔ اور مجھے تیرے ساتھ حضرت خضر علیہ السّلام کی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ وہ تیری طرف اِس مسئلہ کو لوٹائیں اور تجھے کہیں کہ فلاں شخص نے جو تیرے ساتھ بات کی ہے وہ سچی ہے اور تیرے لئے اِس میں کہاں تک اتفاق ہوگا کہ تو مجھ سے جو مسئلہ سُنتا ہے اُس میں ہی توقف کر لیتا ہے؟

میں نے کہا! توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اُنھوں نے فرمایا! توبہ کی قبولیت واقع ہوگئی۔

پس میں نے جان لیا کہ وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور اِس میں شک نہیں کہ میں نے شیخ سے استفہام کیا کہ کیا وہ وُہی تھے؟

اُنھوں نے فرمایا! ہاں وُہ خضر علیہ السّلام تھے۔

حضرت خضر علیہ السّلام سے دُوسری مُلاقات

پھر دوسری مرتبہ اُن سے ملاقات کا اتفاق ہوا میں تیونس کی بندرگاہ پر کشتی میں سوار ہوا تو میرے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔

www.maktabah.org

اہلِ کشتی سوئے ہوئے تھے اور میں کشتی کی ایک جانب کھڑا تھا، اُس رات چاند کی چودھویں تھی مَیں نے چاند کے طلُوع کے بعد چاندنی میں سمندر کی طرف ایک شخص کو دیکھا جو پانی پر چلتا ہُوا میرے پاس آگیا اور کھڑا ہوگیا اُس نے ایک پاؤں اٹھایا اور دُوسرے پاؤں کو اُس کا سہارا بنالیا تو میں نے اُس کی پُشت پا کو دیکھا جسے تری نہ پہنچی تھی پھر اُس نے دُوسرا پاؤں اُٹھا کر پہلے پاؤں کا سہارا بنایا تو وہ بھی ویسے ہی تھا یعنی اُس میں بھی پانی کی تری کا نشان نہ تھا۔

پھر اُس نے میرے ساتھ جو گفتگو کرنا تھی، کی اور سلام کہہ کر اُس مینار کی طلب میں لوٹ گئے جو ساحلِ سمندر پر ایک ٹیلے کے اُوپر تھا۔ ہمارے اور اُس مینار کے درمیان دو میل سے زیادہ فاصلہ تھا اور اُنھوں نے یہ فاصلہ دو یا تین قدموں میں طے کرلیا، میں نے اُن کی آواز سُنی جو مینار پر ظاہر ہوتی تھی کہ وہ اللہ تبارکؐ وتعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

تصدیق اِس ملاقات کی

ایک مرتبہ میں اپنے شیخ جراح بن خمیس کتانی کی خدمت میں حاضر ہُوا اور وُہ قوم کے سرداروں میں سے تھے اور عیذون کی بندرگاہ میں رہائش پذیر تھے میں اُسی شب اُن کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا جس رات میری اُس شخص سے ملاقات ہوئی تھی جو پانی پر چل کر آیا تھا۔

چنانچہ جب میں صُبح کو شہر میں داخل ہُوا تو میری ملاقات ایک صالح شخص سے ہُوئی اُس نے مجھے کہا! حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ آپکی گذشتہ شب کیسی رہی؟ آپ نے اُن سے کیا کہا اور اُنھوں نے آپ سے کیا کہا؟

www.maktabah.org

تیسری ملاقات ہوا میں

اس تاریخ کے بعد جب میں بحرِ محیط کے ساحل کی طرف سیر کو نکلا تو میرے ساتھ ایک ایسا شخص تھا جو صالحین کے خرقِ عادات کا انکار کرتا تھا، میں اور میرا یہ ساتھی ایک ویران مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوئے تو ہم پر ایسے سیاحوں کی ایک جماعت داخل ہوئی جنہوں نے دنیا سے انقطاع کر رکھا تھا۔ وہ لوگ نماز پڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے اور ان میں وہ شخص بھی تھا جس نے مجھ سے تمہید پر گفتگو کی تھی اور جس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السّلام ہیں۔

علاوہ ازیں ان میں ایک بڑی قدر و منزلت والا بہت بڑا آدمی بھی تھا اور اس کے ساتھ میری اس سے پہلے بھی دوستی کی ملاقات تھی۔ میں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کہا تو اس نے مجھ پر سلام لوٹایا اور میرے ساتھ مل کر اظہارِ مسرّت کیا اور آگے کھڑے ہو کر ہمیں نماز پڑھائی۔

جب ہم لوگ فارغ ہوئے تو امام باہر نکلا اور میں بھی اس کے پیچھے نکلا اور مسجد کے دروازہ پر آ گئے یہ دروازہ بحرِ محیط کے سامنے مغربی جانب اس جگہ تھا جسے بکّہ کہتے ہیں، میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا اُن سے گفتگو کر رہا تھا کہ اسی اثناء میں وہ شخص بھی آ گیا جس کے بارے میں میں نے بتایا تھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

انھوں نے مسجد کی محراب سے ایک چھوٹا سا مصلّٰی اٹھا کر ہوا میں کھول دیا۔ یہ مصلّی زمین سے سات گز کے قریب بلندی پر کھولا گیا تھا۔ اور وہ ہوا میں اس مصلّے پر کھڑے ہو گئے۔ اور نوافل ادا کرنے لگے۔

میں نے اپنے ساتھی کہا! تو نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟

www.maktabah.org

اُس نے کہا! جا اور اُن سے پوچھ لیں۔

مَیں نے اپنے ساتھی کو دہیں پر کھڑے چھوڑا اور اُن کی طرف آگیا وہ نماز سے فارغ ہُوئے تو میں نے انہیں سلام کہا۔ اور اپنی ذات کے لئے نظم، پڑھی۔

شغل المحب عن الھواء بسرہ   فی حب من خلق الھواء وسخرہ
العارفون عقولھم معقولۃ   عن کل کون ترتضیہ مطھرہ
فھمو لدیہ مکرمون وفی الوری   أحوالھم مجھولۃ ومستترہ

محبّ نے ہوا سے رد کا ہُوا ہے اور اُس کی محبّت میں اُسے مسرور کرتا ہے جس نے ہوا کو پیدا کیا اور مسخّر کیا

عارفوں کی عقلیں ہر کون سے معقول ہوتی ہیں وُہ پسند ہیں کیونکر وہ پاک ہیں۔

اُن کے احوال دریٰ میں غیر معروف اور پوشیدہ ہیں اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں صاحبِ تکریم ہیں۔

انھوں نے مجھے فرمایا! اے فلاں تُو نے کیا کیا تو نے جو کچھ دیکھا ہے اُس منکر کے حق میں ہے اور میرے ساتھی کی طرف اشارہ کیا جو خرقِ عادات کا انکار کرتا تھا اور مسجد کے صحن میں بیٹھا اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اور یہ اِس لیے ہے" تاکہ وُہ جان لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہے جس کے ساتھ کر سکتا ہے۔

پس میں نے اُس مُنکر کی طرف رُخ کرتے ہُوئے کہا! اب کیا کہتا ہے؟
اُس نے کہا! جو دیکھنے کے بعد کہا جاتا ہے وہی کہوں گا۔

پھر میں اپنے ساتھی کی طرف لوٹ آیا اور وُہ مسجد کے دروازہ پر میرا منتظر

www.maktabah.org

تھا۔ میں نے اُس کے ساتھ ایک ساعت گفتگو کی اور اُسے کہا! یہ شخص کون ہے جس نے ہوا میں نماز پڑھی!

اُس نے کہا! یہ حضرت خضر علیہ السّلام ہیں حالانکہ میں نے اُس کے ساتھ اُن سے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ پھر ہم خاموش ہو گئے اور وہ جماعت واپس لوٹ گئی تو ہم بھی موضع ردطہ کی طرف لوٹ آئے۔ جہاں دنیا سے انقطاع کر لینے والے صالحین رہا کرتے تھے۔ یہ جگہ بحرِ محیط کے ساحل پر شذنکصار کے قریب ہے۔

بہرکیف! یہ وہ ماجرا ہے جو ہمیں اِس وتد کے ساتھ پیش آیا اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی روحِ سے ہمیں فائدہ پہنچائے۔

اُس کو یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو علم الدنی اور ہر شخص کے مرتبے کے لائق عالم کے ساتھ رحمت حاصل تھی اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس پر اُن کی ثناء کی ہے۔

حضرت خضر کا خرقہ

ہمارے مشائخ میں سے ایک شخص علی بن عبداللہ بن جامع سے میری ملاقات ہوئی، علی بن عبداللہ علی متوکل اور ابی عبداللہ قضیب البان کے ساتھی تھے۔ قضیب البان مقلی ہیں۔ اور موصل کے باہر اُن کا باغ تھا اور حضرت خضر علیہ السّلام نے علی بن عبداللہ کو قضیب البان کی موجودگی میں خرقہ پہنایا تھا اور شیخ نے اُس مقام پر مجھے خرقہ پہنایا جہاں اُس باغ میں حضرت خضر علیہ السلام نے انہیں اُن کے باغ میں خرقہ پہنایا تھا۔ اور اُسی صورت میں پہنایا جو اُن کے پہننے میں ظاہر ہو گئی تھی۔

www.maktabah.org

حضرت خضر کا دُوسرا خرقہ

علاوہ ازیں میں نے حضرت خضر علیہ السلام کا خرقہ دُوسرے طریق سے اپنے ساتھی تقی الدین عبد الرحمٰن بن علی بن میمون بن اب۔ الورزی کے ہاتھ سے پہنا تھا اور اُنھوں نے دیارِ مصر کے شیخ الشیوخ صدر الدین ابنِ حمویہ کے ہاتھ سے پہنا تھا۔ اُس وقت سے میں خرقہ پہننے کے لئے کہتا ہُوں اور لوگوں کو پہناتا ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السّلام اسے مُعتبر گردانتے ہیں جب کہ پیش ازیں میں اس وقت تک خرقہ معروفہ کا قائل نہیں تھا کیونکہ ہمارے نزدیک خرقہ سے مراد یہ تھی کہ صُحبت و ادب اور تخلّق کو اختیار کیا جائے۔ اس لئے کہ خرقہ پہنا حضُور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ متصل نہیں یعنی آپؐ خرقہ نہیں پہناتے تھے ولیکن ادب اور صحبت کا اتصال پایا جاتا ہے اور وہ لباس تقویٰ کے ساتھ عبارت ہے۔

خرقہ کیوں پہناتے ہیں؟

پس اصحابِ احوال کی عادتِ جاریہ ہے کہ اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی میں نقص یا کمی پاتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ اس کا حال مکمّل کر دیں تو اس کا شیخ اُس کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس اتحاد کے بعد شیخ کا لباس اُس کے حال میں حال وارد کر دیتا ہے چنانچہ شیخ اُس لباس کو اُتار کر اُسے پہنا دیتا ہے جس کے حال کو مکمّل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے تو یہ حال اُس میں سرایت کر جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک یہی لباس معرُوف ہے اور ہمارے مشائخ میں سے

www.maktabah.org

محققین سے بھی منقول ہے۔

مردانِ خدا کے چار مرتبے

جاننا چاہیئے کہ مردانِ خدا چار مراتب پر ہیں۔

۱۔ وہ رجال جن کے لئے ظاہر ہے

۲۔ وُہ رجال جِن کے لئے باطن ہے

۳۔ وہ رجال جِن کے لئے حد ہے

۴۔ وَہ رجال جن کے لئے مَطلع ہے

کیونکہ اللہ تبارک نے جَب دُوسری مخلوق پر نبوّت اور رسالت کا دروازہ بند کر دیا ہے تو اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس اَمر میں فہم کا دروازہ کُھلا رکھا۔ جس کے ساتھ اپنی کتاب عزیز میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی تھی۔

حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ادھر ہمارے ہاتھوں میں کچھ باقی نہیں مگر وہ جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ اِس قرآن مجید سے بندے کو فہم عطا فرما دے۔

ہمارے اصحاب اہلِ کشف کا اِس حدیث کی صحت پر اتّفاق واجماع ہے۔ کہ حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا!

قرآن مجید کی ہر آیت کے لئے ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے ایک حد ہے اور ایک مطلع ہے۔

www.maktabah.org

ان مراتب سے ہر مرتبہ کے لئے رجال ہیں اور ان گروہوں سے ہر طائفہ کے لئے ایک قطب ہے اور اس قطب پر اُس کشف کے فلک کا دورہ ہے۔

مردانِ خدا کی تقسیم

میں غرناطہ میں اہلِ باغہ سے اپنے شیخ ابی محمد عبداللہ شکاز کی خدمت میں ۵۹۵ھ میں حاضر ہوا، اس طریق میں جن حضرات سے میری ملاقات ہوئی وہ ان میں بہت بڑے آدمی تھے میں نے اس طریق میں اُن کی مثل اجتہاد میں کسی کو نہیں دیکھا۔ اُنھوں نے مجھے فرمایا! رجال چار قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ جنہوں نے اپنا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کیا تھا سچ کر دکھایا۔
سورہ احزاب آیت ۲۳

اور یہ رجال ظاہر ہیں۔

۲۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ایسے لوگ جنہیں کوئی سودا اور خرید و فروخت ذکرِ الٰہی سے نہ روکے
سورہ نور آیت ۳۶

۳۔ یہ رجال باطن ہیں حق تعالیٰ کے جلیس ہیں اور اُن کے مشورت ہے۔

رجالِ اعراف اور یہ رجال حد ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ اور ایک پردے پر آدمی
سورہ اعراف آیت ۴۶

یہ لوگ سونگھنے والے تمیز کرنے والے اور اوصاف سے الگ تھلگ ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی صفت نہیں ان میں سے حضرت بایزید بسطامیؒ تھے۔

www.maktabah.org

ہم یہ وہ رجال ہیں جنہیں حق تعالیٰ اپنی طرف بلاتا ہے تو جواب دینے کے لئے بغیر سواریوں کے تیزی سے اُس کی طرف آتے ہیں۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کریں کہ تیری طرف پاپیادہ چل کر آئیں

الحج آیت ۲۷

اور یہ رجال مُطلع ہیں۔

رِجالِ ظاہر کا تصرّف

پس رجالِ ظاہر وہ لوگ ہیں جن کے لئے عالمِ مُلک و شہادت میں تصرّف ہے اور یہ وُہ لوگ ہیں جن کی طرف شیخ محمد بن قائد اوانی نے اشارہ کیا ہے۔ اور یہ وہ مقام ہے جسے شیخ عاقل ابُوسعود بن شبل بغدادی نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اَدب کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

مجھے ابوالبدر تماشکی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دیتے ہُوئے کہا! محمّد بن قائد آدانی ابی مسعُود سے ملے تو انھوں نے کہا! ابی مسعُود اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے اور آپ کے درمیان مملکت کو تقسیم کر دیا ہے آپ اس میں تصرّف کیوں نہیں کرتے جیسا کہ میں کرتا ہُوں!

ابی سعُود نے کہا! اے ابنِ قائد میں نے اپنا حصّہ تجھے دے دیا ہم نے اپنے لئے تصرّف کرنا حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا نہیں کوئی معبُود مگر وہ تو اُس کو وکیل پکڑ۔

المزمل آیت ۹

تو میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی اتباع کرتا ہوں۔

www.maktabah.org

ابُو البَدر نے مجھے کہا کہ مجھ سے ابُوسعُود نے کہا! مجھے اُس کو چھوڑنے کے قول کی تاریخ سے پندرہ سال قبل سے عالم میں تصرّف کرنا عطا کیا گیا ہے اور مجھ پر اس سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی۔

رجالِ باطن کا تصرّف

رہے رجالِ باطن! تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے عالمِ غیب و ملکوت میں متصرّف ہونا ہے یہ لوگ اپنی ہمتوں سے ارواحِ علویہ کو اتار لیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں تصرّف کرتے ہیں یعنی ارواحِ کواکب کو ملائکہ کی ارواح کو نہیں اتارا جاسکتا اور یہ امر مانعِ الٰہی قویٰ کے لئے ہے۔ جس کا اقتضاء فرشتوں کا قائم رہنا کرتا ہے اور جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمّد مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں حضرت جبریلؑ کے قول میں دیتے ہوئے فرمایا!

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ — ہم نہیں اُترتے مگر آپ کے رَبّ کے امر سے۔

مریم آیت ۶۴

تو اپنے پروردگار کے علم سے اترتا ہے اُس میں خاصیّت موثّر نہیں ہوتی اور نہ اُسے اتارا جاسکتا ہے۔ ہاں! ارواحِ کواکب کو اسماء دبخورات، اور ان کی مثل سے اُتارا جاسکتا ہے کیونکہ یہ تنزّلِ معنوی ہے اور اُس کے لئے اس میں خیالی صُورتوں کا مُشاہدہ ہوتا ہے، کیونکہ کواکب کی ذات کو آسمان سے اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جاسکتا اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی شعاعوں کو عالمِ کون وفساد میں عارفوں کے نزدیک ان کے ساتھ عادت کی گئی تاثیرات کا ٹھکانہ بنایا ہے۔ جیسا کہ پانی پینے کے وقت پیاس کھانے کے وقت بھوک اور بارش اترنے کے ساتھ دخُولِ فصل کے وقت، دانے کی نباتات اور علیم حکیم

www.maktabah.org

عزّوجلّ کا اُسے صحوِ حکمت ودیعت کرنا تو اِن رجال کے لئے نازل شدہ کُتب، پاک صحیفوں اور تمام کلام باطن میں کھولا جاتا ہے، اور حروف و اسماء کی تنظیم اُن کی معانی کی جہت سے جو ان لوگوں کے علاوہ کے لئے نہیں ہوتی اختصاصِ الٰہی ہے۔

رجالِ حد کا تعارف

رہے رجالِ حد! تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے عالم ارواحِ ناریہ، عالم برزخ اور اور عالمِ جبروت میں تصرف کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جبر کے تحت ہے۔

کیا آپ اسے دُمدار ستاروں کے تسلط کے تحت مقہور نہیں دیکھتے اور یہ طائفہ وہ ہے جن میں سے شہاب ثاقب ہے، چونکہ اُن کا قہر اپنی جنس کے ساتھ ہوتا ہے چنانچہ اِن رجال کے نزدیک رُوحوں کا اتارنا اور انہیں حاضر کرنا ہے۔ اور یہ رجالِ اعراف ہیں۔ جب کہ اعراف ایک دیوار ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان برزخ ہے، اُس دیوار کا باطن وہ ہے جس میں رحمت ہے اور اُس کا ظاہر وہ ہے جو اُس کا عذاب قبول کرتا ہے پس سعیدوں کے گھر اور شقیوں کے گھر کے درمیان اور دارِ رویئت اور دارِ حجاب کے درمیان حد ہے۔

یہ رجال اُس دیوار کی معرفت کے ساتھ اسعد النّاس ہیں اور اُن کے لئے ہر دو نقیضوں کے درمیان خطوطِ متوہمہ کا شہود ہے اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد کی مثل۔

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۚ دونوں کے درمیان برزخ ہے دونوں بغاوت نہیں کرتے۔

الرحمٰن آیت ۲۰

چنانچہ یہ حد سے تجاوز نہیں کرتے اور یہ وہ رجالِ رحمت ہیں جو بہر چیز سے وسیع ہے پس اُن کے لئے ہر حضرت میں دخول و استشراف ہے۔

www.maktabah.org

اور یہ اُن صفات کی معرفت رکھتے ہیں جن کے ساتھ موجوداتِ عقلیہ حسیہ سے ہر موجود کا اس کے غیر سے امتیاز واقع ہوتا ہے۔

رجالِ مطلع کا تعارُف

رہے رجالِ مطلع! تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اسماءِ الٰہیہ میں تصرف کرنا ہے۔ پس یہ اس کے ساتھ اُن اسماء کو اُتارتے ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ وا ہے اور یہ عمر ان کے علاوہ دُوسروں کے لئے نہیں اور یہ اس چیز کے ساتھ اس چیز کو اتار لیتے ہیں۔ جو رجالِ حد، رجالِ ظاہر اور رجالِ باطن ان کے زیرِ تصرف ہے۔ اور یہ رجالِ اعاظم اور اہلِ ملامت میں یہ ان کی مخلوق میں ہے اور ان پر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔

اِن میں سے ابو سعود وغیرہ ہیں پس ظہورِ عجز اور ظاہری عادات میں وہ اور عام لوگ برابر ہیں۔ اور ان رجال میں ابو سعود کا امتیاز ہے بلکہ وہ ان میں بہت بڑے تھے۔ اور جو ہم نے بیان کیا ہے ابو البدر نے اُن سے بالمشافہ سُنا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رجال سے وہ بھی ہیں جو خاطر یعنی دل پہ کلام کرتے ہیں اور وہ خاطر کے ساتھ نہیں ہوتا یعنی اسے اپنے ساتھی کا علم نہیں ہوتا اور نہ اس کے ساتھ تعریف کا قصد ہوتا ہے۔

جب عمر بزاز اور ابو البدر وغیرہ ہما نے ہمیں اس شیخ کے اوصاف بتلائے تو ہم نے اسے اس حضرت عالی کے احوال سے جارہ دیکھا، ابوالبدر نے مجھے کہ وہ اکثر طور پہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور میں نے یہ شعر ان کے سوا کسی سے نہیں سنا۔

واثبت فی مستنقع الموت رجله
وقال لها من دون أخمصك الحشر

www.maktabah.org

اُس کا پاؤں موت کے چشمے میں ثابت ہے اور اُس کے لئے کہتا ہے
تیری ایڑی تلے حشر ہے۔

وہ کہتے ہیں پنجگانہ نماز انتظارِ موت کے سوا کچھ نہیں اور اس کلام کیلئے بڑا علم ہے۔ اور کہا کرتے تھے مردِ خدا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوڑتے ہوئے پرندے کی طرح ہے۔ جس کا منہ مشغول اور پاؤں دوڑ رہا ہے۔ اور یہ تمام اللہ کے ساتھ رجال کے بہت بڑے حالات ہیں۔ کیونکہ رجال میں سے بڑا آدمی وہ ہے جو ہر مقام کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہے جس کا وہ مستحق ہو، اور ممکن نہیں کہ محقق اس دنیا کے مقام سے وہ معاملہ کرے جس کا ذکر اُس شیخ نے کیا ہے۔

جب اس دار یعنی دنیا میں کسی شخص سے اس معاملہ کے خلاف ظاہر ہوتا ہے تو علم ہو جاتا ہے کہ پھر وہ امر ذات ہوگی اور لازماً وہ مامور ہوگی جس کے ساتھ اُس سے ظاہر ہوا اور وہ رسول اور انبیا علیہم السلام ہیں اور اُن کے بعض ورثاء کے لئے ایک وقت میں ایک امر ہوتا ہے اور وہ خفیہ تدبیر ہے کیونکہ یہ اُس مقامِ عبودیت سے علیحدہ ہوتا ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا۔

منزلوں کا راز

رہا منزل و منازل کا راز ؛ تو یہ حقائق اللہ تعالیٰ کا اپنے ماسوا تمام صورتوں میں تجلّی کے ساتھ ظہور ہے اگر ہر چیز کے لئے اُس کی تجلّی نہ ہوتی تو اُس چیز کا چیز نہ ہونا ظاہر نہ ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے!

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ — جو چیز ہم کرنا چاہتے ہیں اُسے ہم کہتے ہیں ہو جا۔

النحل آیت ۴۰

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد " اردنا " یعنی جب ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ اُس چیز کے پیدا کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہ ہے۔ پھر فرمایا "اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ "۔ یعنی اُس کے لئے کہتے ہیں ہو جا تو حق تعالیٰ کے خطاب کو اُس چیز کے نفس کا سن لینا اُس چیز کا ہو جاتا ہے۔ اور یہ متعدد منازل میں بمنزلہ ایک سریان کے ہے چنانچہ ان منازل میں ایک وجود کے ساتھ لامتناہی اعداد کا ظہور ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس میں اس کی عین کا وجود نہ ہوتا تو اعیانِ اعداد کا ظہور نہ ہوتا اور نہ اُن کے لئے اسم ہوتا۔

اگر اس منزلت میں واحد یعنی ایک اس اسم کے ساتھ ظاہر ہوتا اس عدد کے عین ظاہر نہ ہوتی اور اس کی عین اُس کا اسم کبھی ایک ساتھ جمع نہ ہوتے اور لامتناہی تک ایک، دو، تین، چار، پانچ کہا جاتا اور جو معین عدد سے واحد یعنی ایک کو ساقط کرتا ہے۔ اُس عدد کا اسم زائل ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی حقیقت زائل ہو جاتی ہے۔

ایک ہی حفاظت کرتا ہے۔

واحد اعیانِ اعداد کے وجود کو تحفظ دیتا ہے۔ اور اپنے اسم کے ساتھ اُسے معدوم کرتا ہے۔ ایسے ہی جب آپ قدیم کہیں گے تو حادث فنا ہو جائے گا اور جب آپ اللہ کہیں گے تو عالم فنا ہو جائے گا۔ اور جب آپ خیال کریں گے کہ عالم اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے ہے۔ تو عالم کا وجود نہ ہوگا اور وہ فنا ہو جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ کی حفاظت عالم میں ساری ہوگی تو عالم باقی اور موجود ہوگا۔

پس اُس کے ظہور اور تجلی کے ساتھ عالم کی بقا ہے اور اسی پر ہمارے اعتما

www.maktabah.org

کا طریقہ ہے اور یہی طریقہ نبوّت ہے اور متکلمین اشاعرہ بھی اسی پر ہیں اور وہ الحق کی ذات کے لئے الدوام کے قائل ہیں۔ اور اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف عالم کی اپنی بقا کے لئے ہر سانس میں محتاجی درست ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ علی الدوام ہمیشہ خالق ہے۔

اِن کے علاوہ جو اہلِ نظر میں سے ہیں اُن کے لئے یہ مقام دُرست نہیں اور علمائے رسُوم میں سے اہلِ نظر کی ایک جماعت نے مجھے خبر دی ہے کہ حکماء کے ایک طائفہ کو اِس امر کی واقفیت حاصل ہے۔ اور اُس نے ابنِ سیّد بطلیوسی کی کتاب میں اُس کا یہ مذہب دیکھا ہے جو اُس نے اِس فن پر تالیف کی ہے۔

وَاللہُ یَقُولُ الحق وھو یھدی السبیل

الحمدللہ چھبیسویں باب کا ترجمہ تمام ہُوا۔

صائم چشتی

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھبّیسواں باب

اقطاب رموز کی معرفت اور طریق میں اُن کے اسرار و علوم کی تلویحات کا بیان

ألاان الرموز دلیل صدق ‏ علی المعنی المغیب فی الفؤاد
وان العالمین له رموز ‏ والغاز لیدعی بالعباد
ولولا اللغز کان القول کفرا ‏ وادّی العالمین الی العناد
فهم بالرمز قد حسبوا افعالوا ‏ ماهراق الدماء و بالفساد
فکیف بنا لواُن الامر یبدو ‏ بلاستر یکون له استنادی
لقام بنا الشقاء هنا یقینا ‏ وعند البعث فی یوم التنادی
ولکن الغفور أقام سترا ‏ لیسعد با علی رغم الاعادی

خبردار دِلوں میں مخفی معنوں پر رموز دلیل صداقت ہیں۔
بے شک عالمین کے لئے رموز اور غاز ہیں تاکہ بندوں کی دعوت دی جائے
اگر غاز نہ ہوتا تو بات کفر ہوتی اور عالمین عناد کی طرف لوٹ جاتے۔
پس وہ رمز کے ساتھ گمان کرتے ہیں اور خون ریزی اور فساد کرنے کے لئے کہتے ہیں۔
ہمارے ساتھ کیسی بیتے گی کہ وہ امر ظاہر اور بے پردہ ہو گیا جس کے لئے سند ہو گی۔
ہمارے ساتھ یقیناً یہاں اور قیامت کے دن حشر کے وقت شقاوت اور بدبختی قائم ہو جاتی۔

www.maktabah.org

ولیکن بخشنے والے نے پردہ کھڑا کر دیا تاکہ دشمن کے بالعکس ہمیں سعادت نصیب کرے۔

اللہ تعالیٰ کی مثالیں

اے مخلص دوست اللہ تعالیٰ آپ کی روح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہئے اور آپ کو فہم عطا فرمائے کہ رموز اور غاز اس کی ذات کے لئے مراد نہیں اور مراد وہ ہے جس کے لئے رمز ہوتی ہے۔ اور جس میں معمہ ہوتا ہے۔ اور یہ قرآن مجید کے مقامات اور معتبر آیات سے ہیں۔ اور اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں آگاہ فرمایا ہے!

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ — ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں۔

سورہ حشر آیت ۲۱

پس امثال اپنی ذات کے لئے مطلوب نہیں اور یہ اس لئے آتی ہیں تاکہ اس سے اس امر کا علم ہو جائے جس کے لئے اس کی ضرب اور نصب ہے۔

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً

اُس نے آسمان سے پانی اُتارا تو نالے اپنی سمائی کے مطابق پانی لے کر بہہ نکلے تو پانی کی رَو اُبھرے ہوئے جھاگ اُٹھالی اور جن چیزوں کو زیور یا دوسرا سامان بنانے کے لئے آگ میں دہکاتے ہیں اُن سے بھی ایسے جھاگ اُٹھتے اسی طرح اللہ حق اور

www.maktabah.org

باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ پس میل
سورۃ الرعد آیت ۱۷
پھیل کا جھاگ مٹ جاتا ہے۔

تو اُس جھاگ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے باطل کی طرح مقرر فرمایا جیسا کہ فرمایا!
"وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ"، یعنی باطل مٹ جانے والا ہے پھر فرمایا!

وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ
جس میں انسان کا نفع ہے وہ زمین میں ٹھہری ہوئی ہے۔

الرعد آیت ۱۷

تو اس کی مثال حق کے لئے دی ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ مثالیں بیان فرماتے ہیں اور فرمایا!

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ
تو اے بصیرت والو اس سے عبرت حاصل کرو۔
الحشر آیت ۲

اِشاروں کی زبان

یعنی استعجاب و مسرت سے گزرتے ہوئے اُس کی طرف عبور کرو جس کا اس تعریف کے ساتھ ارادہ کیا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ
بے شک اس میں اہل البصار کے لئے عبرت ہے۔

الِ عمران آیت ۱۳

وادی کو عبور کرنا اُس وقت ہے جب گذر جاؤ ایسے ہی اشارہ ایماء ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ذکریا علیہ السلام کو فرمایا!

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ
لوگوں سے تین دن گفتگو نہ کریں مگر

www.maktabah.org

رمز سے۔

یعنی اشارے سے کلام کریں اور ایسے ہی حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں آیا ہے "فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ"، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دجب انھوں نے رحمان کے لئے خاموش رہنے کی منت مانی تھی۔

یہ علم بڑے لوگوں کا ہے۔

اِس علم کے لئے بڑے بڑے عالی رجال ہوتے ہیں اُن کے اسرار سے ازل و ابد کا راز، حال و خیال، رؤیا و برازخ اور ان کی مثل نسبتِ الٰہیہ کا علم ہے اور ان کے علوم سے حروف و اسماء کے خواص کا جاننا اور عالم طبعی کی ہر چیز سے مرکب و مفرد کے خواص کا علم ہے۔ اور یہ طبیعتِ مجہولہ ہے۔

ازل کیا ہے؟

رہا رازِ ازل کا علم؟ تو جاننا چاہیئے کہ ازل نفیٔ اولیت سے عبارت ہے۔ جس کے لئے وہ اس کے ساتھ موصوف ہے۔ اور وہ وصف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اُس کے اِلٰہ ہونے سے ہے۔ اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِلٰہ ہونے کی بنا پر اُس سے اولیت کی نفی ہو گی تو وہ متکلم ہونے کی وجہ سے اس پر اسم کے ساتھ ازل سے ہے جس کے ساتھ اُس کی ذات موسوم ہے۔

پس وہ عالِم حي، مرید، قادر، سمیع، بصیر، متکلم، خالق، باری، مصوّر اور ملک ہے۔ اور ہمیشہ ان ناموں سے موسوم ہے۔ اور اُس سے اولیت کی قید کی نفی ہو گئی۔ تو سننے والے کا سننا اور دیکھنے والے کا دیکھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

www.maktabah.org

اعیانِ مسموعات ہم سے ہیں اور مبصرات معدوم غیر موجود ہیں اور وہ انہیں ازل سے دیکھتا ہے۔ جیساکہ انہیں ازل سے جانتا ہے۔ اوران کی تمیز و تفصیل ازل سے کرتا ہے۔ اوران کے لئے وجود نفسی عینی میں عین نہیں بلکہ یہ مرتبۂ امکان میں اعیانِ ثابتہ ہیں۔

پس امکانیّت اُن کے لئے ازل ہے جبکہ اُن کے لئے یہ حال ہے اور ابد اُن کی ذات کے لئے ہرگز واجب نہیں ہوگا۔

پھر ممکن کی طرف لوٹ آئے اور محال نہ تھے پھر ممکنہ کی طرف لوٹ آئے بلکہ وجودِ ذاتی کا وجوب اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ازلی ہے۔ ایسے ہی عالم کے لیئے وجوبِ امکان ازلی ہے۔

ممکن معدوم ہو یا موجود ممکن ہے

پس اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اسماء کے مرتبہ میں تعریف و توصیف کیا گیا ہے۔ پس نسبتِ اوّل اس کے عین نسبتِ آخر اور ظاہر باطن ہے۔ اور نہیں کہتے کہ نسبتِ اوّل ایسے ہے۔ اور نہ نسبتِ آخر کے ساتھ کہا جائے گا۔ کیونکہ ممکن اپنے وجود میں واجب الوجود کے ساتھ مربوط ہے اور وجود میں اس کے عدم کا ارتباط اس کی محتاجی کی طرف ہے۔ کیونکہ اُسے وجود دیا گیا تو وہ ہمیشہ اپنے امکان میں تھا اور اگر وہ معدوم تھا تو ہمیشہ اپنے امکان سے تھا۔

جیساکہ ممکن پر اس کے عین کی وجود میں معدوم ہونے کے بعد اُسے امکان سے زائل کرنے کی صفت داخل نہیں جو اس کی ذات کے لئے اس کے وجود کے وجوب کو زائل کردے پس حق کا شعور نہیں ہوتا مگر اسی طرح اور نہ ممکن کا شعور کیا جاسکتا ہے۔

www.maktabah.org

مگر اسی طرح اگر آپ نے اسے سمجھ لیا ہے تو آپ حدوث کے معنی اور قدم کے معنی جان لیں گے بعد ازاں جو چاہیں کہیں۔

اوّلیت و آخر کا مفہوم

عالم کی اولیت اور اس کی آخریت اضافی امر ہے۔ اگرچہ اس کے لئے آخر ہے۔ رہا وجود میں۔ تو ارباب کشف کے نزدیک اس کے لئے ہر زمانے میں آخر فرد اور انتہا ہے۔ اور حسبانیہ نے اس پر موافقت کی ہے۔ جیسا کہ اشارہ نے موافقت کی ہے۔ کہ عرض دو زمانوں میں باقی نہیں رہ سکتا۔

اوّل عالم سے اس نسبت کے ساتھ ہے۔ جو اس کے اوپر تخلیق ہوا۔ اور آخر عالم سے اس نسبت کے ساتھ ہے۔ جو اس سے پہلے پیدا ہوا۔ ایسے ہی اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم کی معقولیت ہے۔

عالم متعدد ہیں اور حق تعالیٰ واحد ہے اور متعدد نہیں اور ہمارے لئے اس کا اوّل ہونا درست نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس کے مرتبے کی ہمارے مرتبے سے مناسبت نہیں اور ہمارا مرتبہ اس کی اوّلیت کو قبول نہیں کرتا۔ اور اگر ہمارا مرتبہ اس کی اوّلیت کو قبول کر لے تو ہم پر اسم اوّل محال کے لئے ہو گا۔ بلکہ ہم پر اس کی اوّلیت کے لئے اسم ثانی کا اطلاق ہو گا۔ اور ہم اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے ثانی نہیں ہیں تو وہ ہمارے لئے اوّل نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی اوّلیت عین اس کی آخریت عیاناً ہے اور اس کا ادراک زبردست مشکل ہے۔ جس شخص کو ان علوم الہیہ کے ساتھ انس نہیں جو نظر اور تجلی کے ساتھ عطا ہوتے ہیں۔ اس کا تصوّر اس بات کو جاننے ہے۔

www.maktabah.org

معذور اور قاصر ہے۔

ابوسعید خراز نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو اجتماعِ ضدین کرنے سے پہچانا ہے پھر پڑھا!

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

ہم نے آپ کو رازِ ازل کے بارے میں بتا دیا ہے کہ وہ سلبی تعریف ہے، رہا رازِ ابد؟ تو وہ آخریت کی نفی ہے۔ کیونکہ جنت اور اس میں قیام نہایت کیلئے ہے۔ ایسے ہی اولیت موجوداتِ زمانیہ کی ترتیب کی نسبت کے ساتھ معقولہ موجود ہے۔

چنانچہ عالم اس اعتبارِ الٰہی کے ساتھ ہے اس میں اول و آخر نہیں کہا جائے گا اور دوسرے اعتبار کے ساتھ وہ دو مختلف نسبتوں کے ساتھ اول و آخر ہے۔ اور حق تبارک وتعالیٰ پر اس اطلاق کے بارے میں علماء باللہ کے نزدیک اختلاف پایا جاتا ہے۔

حال کا راز

رہا حال کا راز؟ تو وہ دائمیت ہے۔ اور اس کے لئے اوّل و آخر نہیں اور وہ ہر موجود کا وجودِ عین ہے، پس ہم نے آپ کو اُن بعض اسرار و رموز سے آگاہ کر دیا ہے۔ جنہیں رجال جانتے ہیں۔ اور بہت سے اسرار و رموز سے خاموشی اختیار کر لی ہے۔ کیونکہ اس کا دروازہ وسیع ہے۔ اور علم رؤیا برزخ اور نسبتِ الٰہیہ اسی قبیل سے ہے اور اس میں گفتگو کرنا باعثِ طوالت ہے۔

www.maktabah.org

حروف و اسماء کی تاثیر

رہے حروف و اسماء میں اُن رجال کے علوم ؟ تو جاننا چاہیئے کہ حروف کے لئے خواص ہیں۔ اور یہ تین اقسام پر ہیں ان میں سے حروفِ رقمیہ، لفظیہ اور مستحضرہ ہیں۔ مستحضرہ کے معنی وہ حروف ہیں جنہیں انسان اپنے وہم اور تخیل و تصور میں موجود کرتا ہے۔

اگر حروفِ رقمیہ یا حروفِ لفظیہ کو حاضر کرتا ہے تو وہاں حروف کے لئے دوسرا مرتبہ ہے۔ چنانچہ موجود کئے گئے الفاظ کے ساتھ وہ وہی کرے گا جو کتابت و تلفظ کیئے گئے حروف کے ساتھ کرتا ہے۔

رہے حروفِ تلفظ یعنی لفظی حروف ؟ تو یہ اسماء کے علاوہ کچھ نہیں ہوتے اور یہ اسماء کے خواص ہیں۔

رہے حروفِ مرقومہ یعنی تحریر کئے گئے حروف ؟ تو ان کے لئے اسماء نہیں ہوتے۔

اس عالم کے اصحاب میں حروف واحد کا اختلاف ہے۔ کہ آیا وہ کام کرتا ہے یا نہیں ؟ تو میں نے اُن میں سے اُن لوگوں کو دیکھا جو اس سے منع کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں۔

جب میں نے اُن کے ساتھ اس مثل میں غور کیا تو انہیں اس میں اُن کی اُس غلطی پر آگاہ کیا جس کی طرف وہ گئے تھے۔ اور جو اس سے درست تھا۔ اور جو نقص تھا انہیں بتایا اور غلط اور درست مقام کی نشاندہی کی تو انھوں نے اعتراف کیا جیسا کہ دوسروں نے اعتراف کیا تھا۔

www.maktabah.org

ورنہ حرفوں کی تاثیر بتاتا

میں نے اُن دونوں گروہوں کے لئے وہی کہا جس پر تمہیں مطلع کیا اور جو ہم نے تمہارے لئے بیان کیا اِس میں تم تجربہ کر دا ُن لوگوں نے اس میں تجربہ کیا تو وہی اَمر پایا جِس کا ہم نے ذکر کیا تھا۔ تو وہ اس کے ساتھ خوش ہُوئے۔

اگر میں نے اپنے آپ کے ساتھ مضبُوط عہد نہ کیا ہوتا کہ میں حرف کی تاثیر ظاہر نہ کردں گا تو وہ اِس سے عجائبات کو دیکھتے۔

حَرف کی تاثیر کب ظاہر ہوتی ہے؟

جاننا چاہیئے کہ حرفِ واحد یعنی اکیلا حرف خواہ مرقومہ ہو یا ملفوظہ برابر ہے۔ جب قاصد اِس کے ساتھ عمل کے لئے رقم یا لفظ کی صُورت میں اُسے اپنے خیال میں حاضر نہیں کرتا تو وہ صِرف عمل نہیں کرتا اور جب اُس کے ساتھ موجُود ہوتا ہے تو عمل کرتا ہے۔ کیونکہ موجود ہونے والے حَرف کا مرکّب بولنے یا لکھنے سے ہوتا ہے۔ اور اکیلے حرف کے ساتھ موجُود کرنے کی صُورت دونوں گروہوں سے غائب ہے۔

چنانچہ اکیلے حَرف کے ساتھ دوراَئے عمل موجُودگی کا اتّفاق ہُوا اور وہ موجودگی سے غافل رہا تو اُس نے عمل کی نِسبت اکیلے حَرف کے لئے کردی اور جیسے اکیلے حرف کے ساتھ تلفظّ یا رقم کا حَرف کی موجودگی کے بغیر اتفاّق ہُوا اور اُس حَرف نے کِسی چیز کا عملی اثر ظاہر نہ کیا تو اُس شخص نے اِس سے روگ دیا یعنی یہ حَرف بے تاثیر ہے۔ اور ان میں سے کِسی نے

www.maktabah.org

بھی استحضار یعنی موجود ہونے کے معنی پر غور نہ کیا۔

یہ حروفِ مرکبہ مثال ہیں۔ جیسا کہ دو واؤ وغیرہ تھا پس جب ہم نے انہیں اس مثل پر خبردار کیا تو انہوں نے اس کا تجزیہ کیا اور اسے درست پایا اور یہ عقلاً اور شرعاً علمِ ممقوت ہے۔

یہ علمِ اولیاء اللہ کا ہے

حروفِ نفطیہ کے لئے عمل میں کئی مرتبے ہیں اور بعض حروف بعض سے عملاً عام ہیں۔ پس واؤ علا حروفِ عام سے ہے کیونکہ اس میں تمام حروف کی قوت ہے اور ہاء حروف سے عملاً بہت چھوٹی ہے اور جو حروف سے ان دونوں کے درمیان ہے وہ ان مراتب کے اعتبار سے عمل کرتا ہے۔ جو ہم نے کتاب المبادی والغایات میں مقرر کئے ہیں۔ جس میں آیات کے عجائبات سے حروفِ معجم اسے شامل ہیں۔

اس علم کا نام علم اولیاء ہے اور اس کے ساتھ کائنات کے اعیان کا ظہور ہوتا ہے۔ کہ آپ نے دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ارشاد "کُنْ فَیَکُوْنُ" میں آگاہ کیا ہے۔

ظہورِ کائنات حرفوں سے ہے۔

کائنات کا ظہور حروف سے ہے۔ اور اسی سے یہاں ترمذی نے اسے علمِ اولیاء قرار دیا ہے۔ اسی سے اکیلے حرف کے ساتھ عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اقتدارِ الٰہی کے باوجود استعمال کئے ایک حرف غیبی اور دو ظاہر۔

www.maktabah.org

جب کائن یعنی پیدا ہونے والا ایک ہو تو کاف اور نون کہا جاتا ہے اور اگر ایک پر زیادہ کرنا ہو تو تین حرف ظاہر ہوتے ہیں ۔ تو یہ ان رجال کے علوم ہیں جن کا ذکر اس باب میں کیا گیا اس علم کے بہت سے جاننے والوں نے جدول بنائے ہیں ۔ اور ان میں غلطی کی ہے جو درست نہیں ۔

میں نہیں جانتا کہ انھوں نے یہ عمل قصداً کیا ہے ۔ یہاں تک کہ لوگوں کو اندھیرے میں چھوڑ دیا یا انھیں واقفیت نہ تھی کہ متاخر اس میں متقدم کے طریقے پر چلتا رہا اور اسی کے ساتھ سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد اور دوسروں نے کہا ہے اور یہ وہ جدول ہے جو حروف کے طبائع کے بارے میں ہے۔

گرم	سرد	خشک	تر
ا	ب	ج	د
ھ	و	ز	ح
ط	ی	ک	ل
م	ن	س	ع
ف	ص	ق	ر
ش	ت	ث	خ
ذ	ض	ظ	غ

گرم سرد اور خشک و تر حروف

ان میں سے ہر وہ حرف جو عار یعنی گرم کے جدول میں واقع ہے ۔ وہ گرم ہے

www.maktabah.org

اور جو بارد یعنی سرد کے جدول میں واقع ہے وہ سرد ہے اور ایسے ہی خشکی اور تری کا معاملہ ہے اور میں نے ہر عمل میں اس ترتیب کو درست نہیں دیکھا بلکہ اتفاق کے ساتھ عمل کرتے ہیں ۔ جیسا کہ اعداد دِ وفق ہیں ۔

جاننا چاہیئے کہ ان میں سے ایک خاصیت ان کے حروف ہونے سے نہیں بلکہ ان کے لئے خاصیت ان کی اشکال ہونے سے ہے پس حسب اشکال کی ذوات ہوں گی شکل کی خاصیت ہوگی ۔ اس لئے قلموں کے اختلاف سے ان کا عمل مختلف ہو جاتا ہے ۔

حروفِ تحریر زائل ہو سکتے ہیں

رہے حروفِ رقمیہ ؟ تو ان کی شکل آنکھ کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے جب اُن کی ذوات اور اُن کی ارواح کی صحبت اور اُن کی حیاتِ ذاتیہ پائی جائے چنانچہ حرف کی خاصیت اُس کی شکل اور اُس کی رُوح کے ساتھ اُس کی ترکیب کے ساتھ ہو گی ایسے ہی شکل دو یا تین یا زیادہ حرفوں سے مرکب ہوتی ہے شکل کے لئے دُوسری رُوح ہوتی ہے اور وہ رُوح نہیں ہوتی ۔ جو حرف کے لئے اُس کی انفرادیت پر ہوتی ہے ۔

کیونکہ یہ رُوح چلی جاتی ہے اور اُس کے ساتھ حرف کی زندگی باقی رہتی ہے اس لئے وہ ایک شکل کو سوائے ایک رُوح کے تدبیر نہیں کرتا اور حرفِ واحد کی یہ رُوح روحوں کے ساتھ برزخ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ شکل کی موت اُس کے زائل ہونے اور مِٹ جانے سے ہوتی ہے اور یہ وہ دوسری شکل ہے جو دو یا تین حرفوں سے مرکب ہو یا دہ حرفِ اوّل کی عین نہ ہو اور وُہ جو مرکب نہ ہو کیونکہ عُمر زائد عین نہیں اگرچہ اُس کی مثل ہے ۔

www.maktabah.org

حروفِ لفظی زائل نہیں ہوتے

رہے حروفِ لفظیہ؟ تو یہ ہوا میں متشکل ہو جاتے ہیں اس لئے وہ اُس صورت پر سماعت کے ساتھ متصل ہوتے ہیں جس صورت کے ساتھ متکلم کا نطق ہوتا ہے چنانچہ جب یہ ہوا میں متشکل ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ رُد میں قائم ہو جاتی ہیں۔ اور ان حروف کو ہوا زائل نہیں کرتی۔ اور ان پر ان کی شکلیں ٹھہرائے رکھتی ہے۔

اگرچہ ان کا عمل ختم ہو جائے کیونکہ ان کا عمل اُس وقت ہوتا ہے جب پہلے ہوا میں متشکل ہوں بعد ازاں یہ تمام اُمتوں کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں تو ان کا، شغل اپنے رب کی تسبیح ہوتا ہے اور بلندی کی طرف چڑھتے ہیں۔ طیب کلمات اوپر چڑھتے ہیں اور کلمہ کی شکل میں عین وہی ہوتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ تسبیح پڑھنے والے کی ہوتی ہے۔ اور اگر کفر یہ کلمہ ہو تو اُس کا وبال اُس متکلم پر لوٹ آتا ہے جس نے یہ کلمہ کہا نہ کہ اُن حروف پر اس لئے شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے!

ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ مالا یظن ان تبلغ ما بلغت یھوی بھا فی النار سبعین خریفا

بے شک انسان ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اُسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ اُس کی بات وہاں تک پہنچے گی جہاں پہنچ گئی جس کے ساتھ وہ ستر سال جہنم میں چلا جاتا ہے۔

سزا متکلم کو ہے کلمات کو نہیں

عقوبت اور سزا لفظ کہنے والے کے لئے اس سبب کے ساتھ مقرر کی جاتی

www.maktabah.org

ہے۔ اور یہ انہیں یعنی لفظوں کو پیش نہیں آتی۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا وہ کلام جو مصحفوں میں رقم ہوتا ہے اُس کی تعظیم اور تمجید و تقدیس کی جاتی ہے اور اُسے اللہ تعالیٰ کی قربت کی جہت سے پڑھا جاتا ہے اور اس میں وہ تمام جو یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حق میں کفر اور سب و شتم کیا ہے اِن کفریہ کلمات کا وبال اُس کے قائل پر لوٹتا ہے اِس کے دروازہ پر کلمات باقی رہتے ہیں جو قیامت کے دن کہنے والوں کا عذاب یا اُن کی نعمتوں کے متولی ہوں گے۔

حروفِ لفظیہ زندہ رہتے ہیں

اِن حروفِ ہوائیہ لفظیہ کو حروفِ رقمیہ کے بالعکس اِن کے وجود کے بعد موت کا سامنا نہیں ہوتا کیونکہ حروفِ رقمیہ اور کلمیہ رقمیہ یعنی تحریر کردہ حروف و کلمات تغیّر و زوال کو قبول کر لیتے ہیں اِس لئے یہ قبول کرنے کے محل میں ہیں اور اشکال لفظیہ ایسے محل میں ہیں جو اسے قبول نہیں کرتے اسی وجہ سے ان کے لئے بقا ہے۔

لیکن وہ تمام جو کلامِ عالم سے مملو ہے اور اہلِ کشف اسے قائم صورتوں میں دیکھتے ہیں اور حروفِ مستحضرہ یعنی متصورہ حروف بھی ایسے ہی باقی ہیں کیونکہ اِن کی اشکال کا وجود برزخ میں ہے حس میں نہیں اور ان کا فعل تمام حروف سے زیادہ قوی ہے۔

حروف کی خاصیّت کا ظہور

لیکن جب ان کے استحضار یعنی موجودگی کا تسلط مستحکم ہو جاتا ہے اور

www.maktabah.org

اُس کے لئے مستحضر یعنی ذہن میں موجود لفظ کے لئے اتحاد ہو جائے اور اس میں اس کے علاوہ کے لئے گنجائش نہ ہے - اور اُس کی جو خاصیت ہے اسے وہ جانتا ہو۔ یہاں تک کہ اُسے خیال میں موجود کرلے تو اس کے اثر کو دیکھے گا پس فعل کی یہ نسبت ہمت کے ساتھ ہوتی ہے اگرچہ اُسے نہ جانتا ہو یہاں تک کہ وہ خیال جو اُسے عطا کیا گیا ہے کیونکہ وہ اُس کے وجود میں واقع ہو جاتا ہے - اور اسے اس کا علم نہیں ہوتا۔

ایسے ہی ہر مرتبہ میں تمام حروف کی شکلیں ہیں اور یہ خیال میں موجود کئے گئے حرف کے ساتھ جس کا اُسے علم نہیں ہوتا ہمت اور صدق سے تعبیر ہوتی ہیں اور ایسے ہوتا نہیں ہے۔

اگرچہ خیال میں حاضر کئے گئے حرف کے لئے ہمت روح ہوتی ہے مگر متصوّر حرف کی عین شکل نہیں ہوتی اس حضرت میں تمام لفظی اور تحریری حروف عام ہیں۔ جب آپ خواصِ اشکال کو جان لیں گے تو اس کے ساتھ علمی طور پر کتابتاً یا تلفظاً فعل واقع ہوگا اور اگر انفعال کی ماہیت کے ساتھ ارتباط کا تعین نہیں ہوگا تو اُس کا علم نہیں ہوگا۔

قرآن مجید کی آیت کے اثرات

ہم نے ایک شخص کو قرآن مجید کی آیت پڑھتے دیکھا اور اُسے خبر نہ تھی تو اس نے دورانِ تلاوت میں عجیب وغریب اثر دیکھا وہ ایک ذہین آدمی تھا اُس نے جلد ہی تلاوت کی طرف رجوع کیا تاکہ اس آیت کو دیکھے جس آیت کے ساتھ یہ اثر مختص تھا پس اُس نے پڑھنا شروع کیا اور نظر رکھی جب وہ اُس آیت پر پہنچا جس کا یہ اثر تھا تو اس کے فعل کو دیکھ کر آگے گزر گیا تو اس

www.maktabah.org

اثر کو نہ پایا پھر واپس لوٹ کر اُس آیت کو بار بار پڑھا یہاں تک کہ اُسے متحقق ہو گیا اور اُس نے اِس کے انفعال و تاثیر کو اخذ کر لیا اور جب کبھی اِس انفعال کو دیکھنے کا ارادہ کرتا ہے اِس آیت کی تلاوت کرتا تو اُس کے لئے اُس کا اثر ظاہر ہوتا۔

اور یہ علم فی نفسہٖ عجیب ہے مگر اِس سے سلامت رہنا عزیز ہے چنانچہ اِس کی طلب کو ترک کرنا اُولیٰ ہے کیونکہ یہ وہ علم ہے جس کے ساتھ منجملہٗ اولیاء اللہ کا اختصاص ہے۔

اگرچہ اِس علم میں سے بہت کم دُوسرے لوگوں کے پاس بھی ہے لیکن وہ صالحین کے علاوہ طریق سے حاصل کرتے ہیں اِس لئے عوام النّاس میں جس کے پاس یہ علم ہوتا ہے وہ شقی اور بدبخت ہوتا ہے اور سعادت مند نہیں ہوتا اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عُلماء باللہ کے زمرہ سے کرے اور اللہ ہی حق فرماتا ہے اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

الحمدللہ چھتّیسویں باب کا ترجمہ ختم ہوا۔

صابر حسین

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستائیسواں باب

"صَلِّ فَقُدْ نَوَیْتُ وِصَالَكَ" [1] کے اقطاب کی معرفت کا بیان یہ منزل عالم نورانی سے ہے"

ولولا النور ما اتصلت عیون	بعین المبصرات ولا رأتها
ولولا الحق ما اتصلت عقول	باعیان الامور فادرکتها
اذا سئلت عقول عن ذوات	تعدّ مغایرات أنکرتها
وقالت ما علمنا غیر ذات	تمد ذوات خلق أظهرتها
هی المعنی ونحن لها حروف	فهما عینت أمر اعنتها

اور اگر روشنی نہ ہوتی تو آنکھیں دیکھنے والوں کی عین سے متصل نہ ہوتیں اور نہ اُسے دیکھ پاتیں۔

اور اگر حق نہ ہوتا تو اُمور کے اعیان کے ساتھ عقلیں متصل نہ ہوتیں کہ اُن کا ادراک کر سکیں۔

جب عقلوں سے ذوات کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُنھوں نے ذوات کو مغائرات میں شمار کر کے انکار کر دیا۔

اور کہا ہمیں اُس ذات کے علاوہ کا عِلم نہیں جو مخلوق کی ذوات کی مددگار اور اُنہیں ظاہر کرنے والی ہے۔

یہ معنیٰ ہیں اور ہم اُس کے حُروف ہیں پس متعین امر اُن کی تکلیف کا باعث ہے۔

---

[1] : نماز پڑھ بے شک میں نے نیت کی تیرے وصال کی یا یہ کہ وصال طلب کر میں نے تیرے وصال کی نیت کی ہے

www.maktabah.org

عشق اوّل در دلِ معشوق کی مثال

اے محبوبِ دوست اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی عنائیت کے ساتھ آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا ہے۔

فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ
المائدہ آیت ۵۴

عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اُس سے محبت کرتے ہیں۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کی محبت پر اپنی محبت کو مقدم رکھا اور فرمایا!

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
البقرہ آیت ۱۸۶

میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے تو وہ میری اطاعت کریں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری دعا کے قبول ہونے کو مقدم رکھا ہماری دعا کی قبولیت پر جب ہم دعا کریں اور جب وہ ہمیں بلائے اور قبولیت بندہ دل سے مقرر کی اس لئے کہ وہ اجابت سے زیادہ پہنچی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کو قبول کرنے سے کوئی مانع ہیں جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اُس کی طرف دُعا کرے اور یہ امور خواہش، نفس، شیطان اور دنیا ہیں اس لئے قبول کرنے کا حُکم دیا، کیونکہ استفعال کا صیغہ مبالغہ میں افعال کے صیغہ سے زیادہ سخت ہے" اور استخراج سے اخراج کہاں ہے۔

www.maktabah.org

خدا مدد کرتا ہے مدد مانگتا نہیں

یہی وجہ ہے کہ کائنات اپنے افعال میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد طلب کرتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ پر محال ہے کہ وہ مخلوق سے مدد طلب کرے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری تعلیم کے لئے اس باب سے ہمیں فرمایا کہ ہم! " وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ "، کہیں یعنی ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

چنانچہ اس باب میں کہا! " صَلِّ فَقَدْ نَوَیْتُ وِصَالِکَ "، یعنی نماز پڑھ میں نے تیرے وصال کی نیت کی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارادات کو مقدم کیا گیا تو فرمایا صَلِّ، جب تو وصل میں تعمیل کرے گا تو یہ تیرے سا تھ عین اس کا وصل ہے۔ اس لئے اسے عمل کی بجائے نیت قرار دیا اور فرمایا! فقد نویت

خدا بندے سے بڑھ کر قریب ہوتا ہے

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے!

یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا الحدیث۔

اللہ تبارک نے فرمایا! جو شخص میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں

اس مخصوص قرب کا مرجع اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اعمال واحوال سے تقرب حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ عام قرب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
ق آیت ۱۶

اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

www.maktabah.org

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ	اور ہم تو تمہاری جان سے بھی زیادہ قریب ہیں مگر تم جانتے نہیں ۔

الواقعہ آیت ۸۵

پس قُرب کو ہاتھ سے تشبیہہ دے کر دُوگنا کر دیا کیونکہ ہاتھ بالشت سے دُوگنا ہوتا ہے۔ یعنی اُس کا فرمان ہے حَق اور یہ قرب ہے پھر اُس کی طرف بالِشت کی قربت ہے تو تجھ پر ظاہر ہوگا کہ تُو نے اُس کی طرف قُربت حاصل نہیں کی مگر اُس کے ساتھ کیونکہ اگر وہ تجھے نہ بلاتا اور تیرے لئے قُربت کا راستہ بیان نہ کرتا اور اس میں تیری پیشانی کو اخذ نہ کرتا تو تیرے لئے ممکن نہ تھا کہ تو اُس راستے کو جان لیتا جس سے اُس کی قُربت حاصل ہُوئی ہے اور اگر جان بھی لیتا تو تیرے لئے طاقت اور قوّت نہ تھی مگر اس کے ساتھ

چُونکہ تقرب سلوک اور اُس کی طرف سفر کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اِس لئے نُور کی صِفت میں سے ہے کہ اُس کے ساتھ راستہ دیکھا جا سکے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے !

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ الانعام آیت ۹۷	وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم اُن سے خُشکی اور تری کی اندھیریوں میں راستہ پاؤ

بَر یعنی خشکی کا سُلوک ظاہری ہے جو اعمال بدنیہ کے ساتھ تعلق رکھتا اور بحر یعنی تری کا سلوک باطنی معنوی ہے جس کا تعلق اعمالِ نفسیہ سے ہے ۔

یہ معارف اکتسابی ہیں

اِس باب کے اصحاب کے معارف وہبی نہیں اکتسابی ہیں اور اُن کا کھانا

www.maktabah.org

اُن کے قدموں کے نیچے ہے یعنی اُن کے لئے اُن کے کسب سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے اصُول میں ان کا اجتہاد ہے اور اگر اُن کے لئے حق تعالیٰ کا ارادہ نہ ہوتا تو انہیں توفیق نہ ہوتی اور نہ وہ عمل کر سکتے جب انھیں معنیٰ کے ساتھ دُور ہٹایا اور انھیں امر کے ساتھ بلایا تو انہیں اُس اسباب کے استعمال سے جسے انھوں نے حضرتِ قُرب سے وصُول کا طریق مقرّر کیا اُس کے وصول سے محرُوم کر دیا۔ اور اس کے لئے انھیں بشارت دیتے ہُوئے فرمایا! ”صَلِّ فَقَدْ لَوَیْتُ وِصَالِکْ“

نماز میں منزلیں ہیں

اُن کے لئے عنایت سبقت لے گئی تو وہ چلنے لگے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز میں جُوتے پہننے کا حکم دیا ہے کیونکہ بیٹھنے والا جوتا نہیں پہنتا اور بے شک یہ چلنے والے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس میں دلیل یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنی نماز میں اور اُن آیات میں اپنے پرورد گار کی مناجات میں جن میں وُہ منزل منزل مناجات کرتا ہے ہر آیت منزل اور حال ہے اور اُن کے لئے فرمایا!

یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ — اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت خود کو آراستہ کرو۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہُوئی تو ہمیں جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا حکم ہُوا تو یہ نماز پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبردار کیا گیا ہے کہ وہ اپنی نماز میں قرآن مجید کی سُورتوں سے جو تلاوت کرتا ہے منزلوں کی طرف چلتا ہے کیونکہ لغت میں ان سُورتوں کا نام منازل ہے نابغہ نے کہا ہے!

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَعْطَاكَ سُوْرَةً
تَرَى كُلَّ مَلْكٍ دُوْنَهَا يَتَذَبْذَبُ

www.maktabah.org

حضرت مُوسیٰ کا نعلین اُتارنا

سُورت سے مُراد منزلت ہے۔ اور حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کو فرمایا! "اَخْلَعَ نعلیکَ" یعنی اپنی نعلین اتار دیں آپ اپنی منزل کو پہنچ گئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن سے بغیر واسطہ کے اور بغیر ترجمان کے کلام فرمایا اس لئے ہمارے لئے اس تعریف میں مصدر کے ساتھ تاکید فرمائی پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

وکلم اللّٰہ مُوسیٰ تکلیما — اور اللہ نے مُوسیٰؑ سے خود کلام کیا۔

النسا آیت ۱۶۴

اور جو منزل تک پہنچ جاتا ہے وہ نعلین اُتار دیتا ہے۔ تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ جُوتے سمیت نمازی کا کیا مرتبہ ہے اور یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ نماز میں مناجات کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ اُس کلام کے معنی نہیں جو حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کو حاصل ہوئے کیونکہ نمازی کے حق میں فرمایا کہ وہ مناجات کرتا ہے اور مناجات دو فاعلوں کا فعل ہے تو نعلین پہننا ضروری ہوا کہ نمازی دو حقیقتوں کے درمیان متردد ہوتا ہے اور تردد دو عملوں کے درمیان چلنے والے کو دونوں کے درمیان نعلین پہننے کے لفظ کے ساتھ معنی کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔

نماز کی تقسیم

اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد دلالت کرتا ہے۔ جس کی ترجمانی حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرتے ہوئے فرمایا!

قسمتُ الصّلوٰۃَ بَینِی وَبَینَ عَبدِی نِصفَینِ فَنِصفُھَا لِی وَنِصفُھَا لِعَبدِی — میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے پس نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کے لئے۔

الحدیث

www.maktabah.org

پھر فرمایا! بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العٰلمین تو الحمد للہ رب العٰلمین کے قول میں اُس کا وصف اُس کی ذات کے ساتھ ہے جسے اُس کا خالق اور مناجات کرنے والا دونوں سُنتے ہیں۔

پھر بندہ اپنے قول کی منزل سے اپنی سماعت کی منزل کی طرف چلتا ہے تاکہ اس قول پر اللہ تعالیٰ کے جواب کو سُنے اور یہی وہ سفر ہے۔ پس اس لئے وہ نعلین پہنتا ہے تاکہ دونوں جوتوں کے ساتھ اُس راستے پر چلے جو ان دونوں منزلوں کے درمیان ہے۔

نماز میں منزلیں طے کرنا

چنانچہ جب وہ اپنی سمع کی منزل کی طرف آغازِ سفر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُس کی بات سُن کر اُس کے لئے فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے پس وہ سمع کی منزل سے اپنے قول کی طرف روانہ ہوتا ہے تو کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، جب فارغ ہوتا ہے تو وہ سمع کی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے جب وہ اس منزل پر اترتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی بات سُن کر اُس کے لئے فرماتا ہے میرے بندے نے مجھ پر میری ثناء کہی، تو ہمیشہ وہ اپنی مناجات میں قول سے تردّد کرتا رہتا ہے۔

پھر اُس کے لئے نماز میں حالتِ قیام سے دُوسری روانگی اُس کے رکوع کی حالت کی طرف ہے۔ تو صفتِ قیومیہ سے صفتِ عظمت کی طرف روانگی ہوتی ہے تو کہتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ — پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا اور اُس کی حمد ہے۔

www.maktabah.org

پھر اُٹھتا ہے تو یہ مقامِ تعظیم سے مقامِ نیابت کی طرف روانگی ہے تو کہتا ہے "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" یعنی اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو اُس کی حمد کرتا ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کی زبان پر فرماتا ہے "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" تو کہو "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" یعنی اے ہمارے رب تیرے لئے حمد ہے، چنانچہ اسی لئے ہم نے رکوع سے سر اٹھانے کو حق کی طرف سے نیابت اور قیومت کی طرف رجوع کرنا مقرر کیا ہے۔

جب سجدہ کرتا ہے تو رفعتِ الٰہیہ میں عظمت مندرج ہو جاتی ہے۔ تو سجدہ کرنے والا کہتا ہے سبحانَہٗ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ۔ کیونکہ سجود بلندی کی نقیض ہے جب سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے لئے بلندی کو خالص کر لیتا ہے تو پھر سجدے میں سر اُٹھا لیتا ہے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی — رحمٰن نے عرش پر غلبہ فرمایا۔

طٰہٰ آیت ۵

پس بندہ کہتا ہے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ۔ — اے رب مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے راستہ دکھا اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے اجر عطا فرما اور مجھے عافیت عطا فرما اور مجھ سے درگزر فرما۔

نماز میں نعلین کیوں نہیں پہنتے؟

تو نماز میں یہ تمام فعل منزلیں اور چشمے ہیں وہ یعنی نمازی ایک حال سے دوسرے

www.maktabah.org

حال کی طرف سفر کرتا ہے تو جس کا حال دائمی سفر ہے۔ اُسے کیسے نہ کہا جائے کہ وہ نعلین پہن لے یعنی اپنی سیر میں کتاب و سنّت سے استعانت چاہو اور یہ ہر نماز کی زینت ہے۔

کیونکہ نماز کے احوال اور جو اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام سے طاری ہوتا ہے۔ اور جو اس میں غوامض و دقیق آیات میں شُبہ سے تلاوت کیا جاتا اور جو اس میں تعرّض ہوتا ہے یہ اُس سے ہے۔

نعلین کیا ہے؟

انسان نماز میں ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنا قبلہ مقرر کرتا ہے تو اسے پالیتا ہے تو یہ سب کچھ بمنزلہ راستے کے کانٹوں اور خس و خاشاک کے ہے اور بالخصوص راستہ تکلیف دہ ہے۔ اس لئے نعلین پہننے کا حکم ہوا تاکہ دونوں پاؤں کے ساتھ اُس اذیت سے محفوظ رہے جس کا ہم نے ذکر کیا سالک کے دونوں پاؤں اُسکے ظاہر اور باطن سے عبارت ہیں لہٰذا ہم نے دونوں کو قرآن سنّت قرار دیا ہے۔

حضرت مُوسیٰ نے نعلین کیوں اتارے؟

رہے حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی نعلین تو وہ دونوں یہ نہیں کیونکہ اُن کے لئے اُن کے ربّ نے فرمایا!

اخلع نعلیک انک بالوادی المقدس آپ جُوتے اُتار لیں بے شک آپ پاک وادی میں ہیں۔

ہم سے روائیت بیان کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے نعلین مردار گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے تو ان میں تین اسماء جمع تھیں۔

www.maktabah.org

ایک یہ کہ وہ بہرہ تھا اور وہ ظاہر امر تھا یعنی آپ ہر احوال میں ظاہر کے ساتھ نہ تھے۔

دوسری یہ کہ گدھے کی طرف بلادت و حماقت منسوب ہے۔

تیسری یہ کہ وہ مرا ہوا اور ناپاک تھا اور موت جہل ہے۔ جب تو مرا ہوا ہو گا تو اُس کا شعور نہ کر سکے گا جو تو کہے گا اور جو تجھ سے کہا جائے گا۔

اور مناجات کرنے والا لازماً اس صفت کے ساتھ ہوتا ہے کہ جو وہ کہے اور اُس سے کہا جائے اُس کا شعور رکھتا ہو کلام کے مواقع کے ساتھ زندہ دل، فہیم اور اُن معانی میں غوطہ لگانے والا ہو اور جس کے ساتھ مناجات کر رہا ہے، اُس کے ساتھ قصیدہ کو جانتا ہو پس جب نماز سے فارغ ہو تو حاضرین کو سلام کہے وہ سلام جو اپنے رب کے پاس سے اپنی قوم کے پاس تحفہ لے کر آیا تھا۔

ہم نے آپ کو نماز میں ظاہر امر میں نعلین پہننے کی مراد بتادی ہے اور اُس مراد سے بھی آگاہ کر دیا ہے جو راہِ خدا پر چلنے والے عارفوں کے نزدیک ہے

نماز نور ہے

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صلواۃ نور ہے تو یہ لوگ محمدی موسوی ہیں انہیں نور کی زبان کے ساتھ بید کے درخت سے منسوب کیا جاتا ہے جو مصباح یعنی چراغ کے مشابہ ہوتا ہے وہ نور ظاہر ہے جسے تاثیرِ جہات سے منزہ خطِ اعتدال میں زیتون کے مبارک درخت کے تیل میں نور باطن امداد دیتا ہے۔

تیل چراغ کا مددگار ہے

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے درخت سے کلام ہوا تھا تو وہ نورٌ علیٰ نور ہے یعنی نورٌ من نور تو مِن کا لفظ علیٰ سے بدل گیا جیسے قرینۂ حال کے

www.maktabah.org

ساتھ سمجھا جا سکتا ہے اور کبھی علی اُس کے دروازے پر ہوتا ہے کیونکہ چراغ کی روشنی ظاہر میں حسّی طور پر تیل کی روشنی پر بلند ہوتی ہے۔ اور باطنی طور پر تیل چراغ کی امداد کرتا ہے۔

اگر تیل کی رطوبت چراغ کی مددگار نہ ہو تو چراغ کو یہ دوام حاصل نہ ہو ایسے ہی علم کو تقوے کی امداد حاصل ہوتی ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان ارشادات میں ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ — اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے

البقرہ آیت ۲۸۲

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا — اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو تمہارے لئے فرقان مقرر کر دے گا

الانفال آیت ۲۹

اِس کے قُطبوں کے راز

یہ علمِ الٰہی قطع نہیں ہوتا کیں تیل کی روشنی تیل میں پوشیدہ ہے جو اس میں محمول ہے اور اس سے چراغ کے نور کی بقاء کے لئے رقائقِ غائب سے رقیقہ میں لطیف معنی کا سریان ہے۔

اس مقام کے قُطبوں کے لئے بہت سے راز و اسرار ہیں جن میں سے سرّ امداد سرّ نکاح، سرّ اعضاء، سرّ غیرت، اور سرّ عنین ہے اور عنین وہ ہے جو نکاح کے ساتھ قائم نہ ہو سکے اور سرّ دائرۂ زمہریر، اور سراب میں سرّ وجودِ حق، سرّ حجاباتِ الٰہیہ پرندوں اور حیوانات کے نطق کا راز، سرّ بلوغت اور سرّ صدیقین۔

"واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل"

الحمد للہ ستائیسویں باب کا ترجمہ تمام ہوا۔

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اٹھائیسواں باب

الم ترکیف کے اقطاب کی معرفت کا بیان

العلم بالکیف مجہول ومعلوم لکنہ بوجود الحق مرسوم

فظاھر الکون تکییف و باطنہ علم یشار الیہ فھو مکتوم

من أعجب الامر أن الجھل من صفتی بما لنا فھو فی التحقیق معلوم

وکیف أدرک من بالعجز أدرکہ وکیف أجھلہ والجھل معدوم

قد حرت فیہ وفی أمری ولست أنا سواہ فالخلق ظلام ومظلوم

ان قلت انی یقول الان منہ أنا أو قلت انک قال الان مفھوم

فالحمد للہ لا أبغی بہ بدلا واذا الرزق بالتقدیر مقسوم

علم کیف کے ساتھ مجہول و معلوم ہے لیکن وہ وجودِ حق کے ساتھ موسوم ہے کائنات کا ظاہر کیف اور اس کا باطن علم ہے۔ اس کی طرف وہ اشارہ کیا جاتا ہے جو چھپا ہوا ہے۔

تعجب خیز امر ہے کہ جہل میری وہ صفت ہے جسے ہم نہیں جانتے اور وہ تحقق میں معلوم ہے۔

میں اُس کا ادراک کیسے کروں جس کا ادراک عجز سے ہوتا ہے اور اُس کا علم کیسے نہ حاصل کروں جب کہ جہل معدوم ہے۔

یقیناً میں اس میں اور اپنے امر میں متحیر ہوں اور میں اس کے سوا نہیں ہوں پس مخلوق تاریکیاں اور ظلمتیں ہیں۔

اگر میں کہتا ہوں انی یعنی میں ہوں تو وہ کہتا ہے کہ میں اس وقت اُس سے ہوں

www.maktabah.org

یا میں کہوں انک یعنی تُو ہے تو فرمایا اِس وقت مفہوم ہے۔
پس الحمدللہ میں نے اِس کے بدلہ کے ساتھ تجاوز نہیں کیا اور بے شک رزق تقدیر کے ساتھ مقسُوم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے کیسے سوال کریں؟

جاننا چاہیئے کہ اُمہات مطالب چار ہیں اور ان میں سے ھَل وجُود سے سوال ہے اور مَا اُس حقیقت سے سوال ہے جس سے ماہیت کو تعبیر کیا جاتا ہے اور کَیف حال سے سوال ہے اور لِم علّت اور سبب سے سوال ہے۔ اور اِس میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ کہ ان میں سے کون سا اَمر درُست ہے جس کے ساتھ حق تعالیٰ سے سوال کیا جائے تو کلمہ ہَل پر اُنھوں نے اتفاق کیا ہے کیونکہ اِس کے ساتھ حق تعالیٰ سے سوال کا تصوّر کیا جا سکتا ہے۔

ان میں سے جو باقی اُمہات مطالب ہیں اُن میں اختلاف کرتے ہیں چنانچہ اُن میں سے بعض لوگ منع کرتے ہیں اور بعض لوگ جائز کہتے ہیں اور ان میں سے جو منع کرتا ہے وہ فلسفی ہے۔ اور ایک گروہ سے ایک جماعت نے اِسے عقلاً منع کیا ہے۔ اور ایک جماعت نے اسے شرعاً منع کیا ہے۔

خُدا مرکّب نہیں

رہی اُن کی عقلاً منع کرنے کی صوُرت؟ تو یہ مَا کے مطلب میں کہتے ہیں کہ وہ ماہیت سے سوال کرتا ہے۔ تو وہ سوال حد سے ہے۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ لامحدُود ہے۔ کیونکہ حَد جنس اور فصل سے مرکّب ہے۔

اور یہ امر حق تعالیٰ کے حق میں منع ہے کیونکہ اُس کی ذات اُس اَمر سے غیر مرکّب

www.maktabah.org

ہے۔ جس میں اشتراک واقع ہو جب کہ اُس کے ساتھ شرکت جنس میں ہوگی اور اس اَمر میں امتیاز واقع ہے اور وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اور مخلوق ہے جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور عالم کے درمیان اور صانع اور مصنُوع کے درمیان نہ مناسبت ہے نہ مشارکت ہے نہ جنس ہے اور نہ فصل ہے۔

جو شخص عقلاً جائز اور شرعاً منع کرتا ہے اُس کا کہنا ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ حد جنس اور فصل سے مرکب ہے۔ بلکہ میں کہتا ہُوں کہ اُس اَمر کے ساتھ سوال کرنا ہے جس سے اُس کی اُس حقیقت کے ساتھ سوال کیا جائے جس کا علم طلب کیا جاتا ہے۔ اور لازماً ہر معلوم یا مذکور کے لیے حقیقت ہے جو فی نفسہٖ کے لئے اُس پر برابر ہے۔ خواہ اُس کے لئے اُس حقیقت پر اس میں اشتراک واقع ہو یا حقیقت پر اُس کے لیے اُس میں اشتراک واقع نہ ہو۔

پس سوال اُس سے ہے جس کے ساتھ متصوّر ہو ولیکن شریعت اس کے ساتھ وارد نہیں پس ہم نے اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرنا منع کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ، یعنی اُس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

کیفیت کے ساتھ سوال

رہا اُن کا کیفیت کے متعلق سوال کرنے سے منع کرنا؟ تو یہ سوال کیف کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بھی وہ لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کیلئے کیفیت نہیں کیونکہ حال امر معقول اُس کی ذات ہونے پر زائد ہے اور جب امر وجودی اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہوگا تو وہ ازلی ذاتوں کے لئے واجب الوجود کے

www.maktabah.org

دعوٰی کا مطالبہ کرے گا جب کہ اس محال پر دلیل قائم ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ اپنی ذات کے لئے کوئی واجب نہیں۔

تو کیفیت عقلاً محال ہے۔

اور جو کہتا ہے کہ اس کے لئے کیفیت ہے۔ ولیکن میں اسے نہیں جانتا تو یہ شرعاً ممنوع ہے نہ کہ عقلاً کیونکہ ہمارے نزدیک کیفیاتِ معقولہ سے خارج ہے پس اسے نہیں جانتے اور بے شک فرمایا! لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ یعنی ہر اس امر میں جو اس کی طرف منسوب ہے اور جسے اس نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے کہا کہ وہ اس امر پر ہے جیسے حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اگر لفظ میں اشتراک واقع ہو تو معنی مختلف ہیں۔

لفظِ لِمَ کے ساتھ سوال کرنا۔

رہا لِمَ کے ساتھ سوال؟ تو یہ بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے افعال کے لئے علتیں نہیں اس لئے کہ علت فعل کا موجب ہوتی ہے۔ تو حق تبارک و تعالیٰ موجب کے تحت داخل ہوگا۔ اور اس کی ذات پہ یہ فعل زائد واجب ہوگا اور اس کے علاوہ دوسروں نے ابطال کیا ہے۔ کہ لِمَ یعنی کیوں کا اطلاق شرعاً اس کے فعل پر نہیں ہوتا۔

اس کے ساتھ کہا کہ اس کی طرف وہ امر منسوب نہ کرو جو اس نے اپنی ذات کی طرف خود منسوب نہیں کیا۔

تو میرا یہ قول کہ یہ عمل شرعاً نہیں اور جب ہم نے اس کے شرعاً منع ہونے پہ سب ذکر کیا ہے۔ اس کی نہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو چکی ہے اور یہ تمام کلام مدخول ہے اس سے صحت و فساد کے ساتھ تخلیص یعنی خلاصی واقع نہیں ہوتی

www.maktabah.org

مگر عظیم طوالت کے بعد اور یہ وہ طریقہ ہے جس کا ذکر ہم نے منع سے کیا ہے۔

جن علماء نے جائز کہا

رہا! علماء کا ان مطالب کے ساتھ اس سے حق تعالیٰ کے متعلق سوال کو جائز کہنا تو یہ علماء اہلِ شریعت ہیں اور ان میں سے ان کی اجازت کا سبب اس لئے ہے کہ یہ کہتے ہیں شریعت نے ہمیں جس چیز سے روکا ہے ہم اُس سے رک گئے ہیں اور ہم پر اس میں غور و خوض واجب نہیں اور جس امر میں منع نہیں کیا گیا اور نہ ہی وہ واجب ہے تو وہ معاف ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اُس میں کلام کریں اور اگر نہ چاہیں اُس سے خاموش رہیں۔ اور اُس سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر فرعون کو اُس کے سوال سے منع نہیں کیا جو اُس نے کیا تھا کہ "وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ"، یعنی رب العلمین کیا ہے؟ بلکہ جنابِ الٰہی سے اُس کے لائق جواب دیا۔

اگر سوال کے مطابق جواب واقع نہیں ہوا تو یہ اصطلاح قائم کرنے والے کی اصطلاح کو لحع ہے۔ کہ وہ اس کے ساتھ ماہیتِ مرکبہ کے علاوہ سوال نہیں کر سکتا۔

اور اصطلاح اس جواب پر ہے کہ اُس شخص کے لئے اس کے ساتھ جواب نہیں ہوگا جو مَا کے ساتھ سوال کرتا ہے۔ اور یہ اصطلاح مخالفت کرنے والے کو لازم نہیں تو اس صیغہ کے ساتھ اس سوال کا اطلاق اُس پر منع نہیں کیونکہ الفاظ اپنی ذات کے لئے مطلوب نہیں اور یہ اس لئے مطلوب ہوتے ہیں کہ اُن معانی پر دلالت کریں جو اُن کے لئے وضع ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ وضع کے حکم کے ساتھ ہیں اور جو الفاظ ہر طائفہ نے مَا کے مقابلہ میں وضع کئے ہیں دوسرے طائفہ نے وہ وضع نہیں کئے پس یہ اختلاف عبارت میں ہوگا۔ نہ کہ حقیقت میں اور خلاف کا اعتبار نہیں مگر معانی میں

www.maktabah.org

کیفیت میں اجازت دینے والے

رہا یہ امر کہ انھوں نے "اللہ تبارک و تعالیٰ" کی کیفیت میں اجازت دی ہے تو اُن کی یہ اجازت مَا کے ساتھ سوال کرنے کی مثل ہے۔ اور وہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد سے حجت پکڑتے ہیں۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ
الرحمٰن آیت ۳۱

اے جنّوں اور انسانوں ہم عنقریب تمہیں فارغ کر دیں گے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہے اور آنکھیں ہیں۔ اور ہاتھ ہے اور اس کے ہاتھ میں میزان ہے جسے نیچے اُوپر کرتا ہے اور یہ تمام کیفیات ہیں اگرچہ اس میں عدم شبہ کے لئے غیر معروف ہیں۔

لِمَ کے ساتھ اجازتِ سوال دینے والے

رہا اُن کا لِمَ کے ساتھ سوال کی اجازت دینا؟ تو یہ سوال علت سے ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥

تو لیعبدون کا لام علّت اور سبب ہے۔ کیونکہ اس میں اُس کے سوال کا جواب ہے جو کہے لِمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ "یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنّوں اور انسانوں کو کیوں پیدا کیا؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سائل کے لئے فرمایا"

لِيَعْبُدُوْنَ، یعنی میری عبادت کریں۔

پس جو مُدّعی ان عبارات کے اطلاق میں منع کرتا ہے۔ تو اُس پر دلیل کے ساتھ

www.maktabah.org

بات کرنا واجب ہے ۔ چنانچہ تمام متشرع جائز کہنے والوں اور منع کرنے والوں کو کہا جائے گا۔ آپ نے جو سب کچھ کہا ہے وہ صحت کو نہیں پہنچتا اور آپ نے منع اور جواز میں جو چیز بیان کی ہے اس میں تمہارا اپنا دخل ہے باوجود اس کے کہ آپ متشرع ہیں آپ کو منع یا جواز میں توقف بہتر تھا۔

غیر شرع لوگوں کا باعث کرنا

رہے حکماء سے غیر شرع لوگ تو اُن کے ساتھ اس میں غور و خوض کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر شریعت میں یہ مباح ہو یا اُسے واجب کہا گیا ہو تو غور کر سکتے ہیں اور اگر شارع علیہ السلام اِس میں غور و خوض کے متعلق وارد نہیں ہوا تو اس میں اُن کے ساتھ بحث و تمحیص میں کوئی راستہ نہیں۔ پس اس کے متعلق حکم میں توقف کیا جائے اور اس میں خوض اور بحث کرنے والے کے حق میں نہ صحیح کا حکم دیا جائے گا نہ وہ غلطی پر ہے۔ ایسے ہی اُس کے حق میں ہے جس نے بحث چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ شریعت کے سلاوہ حکم نہیں اس کے جواز میں لفظ کہا جائے یا نہ کہا جائے، یہ اطاعت ہو گی یا نافرمانی

خدا تعالیٰ سے مشابہت نہیں ہو سکتی

اے دوست ہم نے آپ کے لئے ان مطالب میں لوگوں کے مآخذ تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں۔

رہا اِس میں نفع بخش علم! تو اس میں میں یہ کہوں گا کہ جیسے اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی کسی چیز سے مشابہت نہیں ایسے ہی اشیاء میں مشابہت نہیں اور معنی کے طریق سے تشبیہ کی نفی اور تنزیہہ کے اثبات پر عقلی اور شرعی دلیل قائم ہو چکی ہے اور کوئی اَمر باقی نہیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ پر اُس لفظ کے اطلاق میں جس کا اُس پر اطلاق

www.maktabah.org

ہمارے لئے قرآن مجید یا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر مباح قرار دیا جا چکا ہے۔

رہا اُس پر اس کا اطلاق ؛ تو یہ اُس اَمر سے خالی نہیں کہ اس اطلاق کے ساتھ وہ عبد مامور ہوگا تو اِس کا یہ اطلاق کرنا اطاعت اَور فرض ہے اور یہ لفظ کہنے والا ماجور و مطیع ہوگا۔

اس کی مثل تکبیرِ تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا اور یہ لفظ اُس کا وزن ہے جو مفاضلت کا اقتضا کرتا ہے ۔ اور وہ سبحانہ تعالیٰ مفاضل نہیں ، یعنی تفضیل میں اُس کے مقابلہ میں اور کوئی موجود ہی نہیں کیونکہ اکبر اصغر کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔

رہا اختیار دیا جانا تو یہ لفظ کہنے والے کے حسب قصد اور اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حسبِ حکم ہوگا۔ اور جب ہم اِس کا اطلاق کریں گے تو انسان اِس اَمر سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اِس کا اطلاق کرے اور اِس اطلاق میں اُس کی ذات اِس کے اُس معنیٰ و مفہوم کے ساتھ ہو جو اُس سے وضع میں اِس زبان کے ساتھ ہیں۔

شرعی حکم سے اِطلاق کیسے ہوگا؟

یا اِس کا اطلاق نہیں کرے گا مگر شرعی حکم سے اِس میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مراد ہے اُس تصوّرِ معنیٰ کے بغیر ہے جو اِس زبان میں اُس کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اہلِ فارسی جو عربی زبان کو نہیں جانتا اور وہ تلاوتِ قرآن پاک کرتا ہے۔ اور اُس کے معنے کو نہیں جانتا تو اُس کے لئے تلاوت کا اجر ہے۔

ایسے ہی عرب کا رہنے والا قرآن وسنت سے اُس لفظ کے مشابہہ کہ تلاوت کرتا ہے "جس کا معنیٰ دوسرا ہے۔" یا اُن کے ساتھ اپنے رب کا ذکر للہ تعالیٰ کی اُس مراد پر کرتا ہے جس میں وہ اپنی کسی مخصوص کردہ ذات کی طرف میلان نہیں۔

www.maktabah.org

کرتا۔

کیونکہ تنزیہہ اور نفی تشبیہ اُس سے طلب کرتی ہیں کہ ان آیات کی تلاوت کے وقت اُس کے وہم کے ساتھ توقف ہو۔

خُدا کی طرف لوٹا دو

بندے کے حق میں بہتری اور سلامتی یہی ہے کہ وہ ان الفاظ کا اطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کی اُس کی اپنی مراد کی طرف لوٹا دے مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اس پر مطلع فرما دے۔

ان الفاظ کی مراد کیا ہے؟ اس سے نبی، ولی، محدث یا مُلہم جانتا ہے، جو اس میں اُس کے رب کی طرف سے اُس پر ظاہر ہوا یا الہام ہوا یا کلام کیا گیا تو یہ اُس کے لئے مباح بلکہ اُس پر واجب ہے۔ کہ اُس مفہوم کا اعتقاد رکھے۔ جو اُسے الہام کیا گیا یا گفتگو میں بتایا گیا۔

آیات متشابہات آزمائش ہیں

جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آیات متشابہات کا نزول بندوں کی آزمائش کے لئے ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سبحانہ نے اپنے بندوں کی نصیحت کے متعلق خبر پہنچائی ہے۔ اور انہیں متشابہات کے حکم کے ساتھ اتباع کرنے سے منع فرمایا یعنی وہ اس پر کسی چیز کے ساتھ حکم نہ دیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ان کی تاویل کو کوئی نہیں جانتا ہاں اگر علمائے راسخین کو ان کا علم ہے تو وہ اللہ تبارک کے اعلام سے ہے نہ کہ اُن کے فکر واجتہاد سے ،، اس لئے کہ یہ بہت بڑا امر ہے جس کا مستقل ادراک بغیر اخبار الٰہی کے عقول نہیں

www.maktabah.org

کر سکتے۔ پس تسلیم کر لینا بہتر ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ رب العلمین کے لئے ہیں۔

الم تر کیف میں کیفیت

رہا ارشادِ خداوندی اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ؟ تو نظر کا اطلاق کیفیات پر ہے اس لئے کہ اس کے ساتھ بدیہی مراد مکیفات ہے۔ تکییف نہیں کیونکہ تکییف اس حالتِ معقولہ کی طرف راجع ہے جس کی نسبت مکیف کی طرف ہے اور وہ یعنی مکیف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے۔ اور اشیاء کی ایجاد کے وقت ان کے ساتھ قدرتِ الٰہیہ کے تعلق کا کوئی شاہد نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت انہیں گواہ نہیں بنایا۔
الکہف آیت ۵۱

پس کیفیاتِ مذکورہ وہ ہیں جن کی طرف ہمیں نظر کرنے کے ساتھ امر ہوا ہے نہ کہ ان کیفیتوں میں گفتگو کرنے کا اور یہ اس لئے ہے کہ تاکہ ہم اس سے عبرت پکڑیں اور ان کے لئے دلالت ان کی کیف سے ہے یعنی ان میں کیفیات موجود موجود ہے۔ اور یہ وہ ہیئتیں ہیں جن پر مخلوقات مکیفات ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیا گیا ہے۔
الغاشیہ آیت ۱۷

وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ اور وہ پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے نصب کئے گئے ہیں
الغاشیہ آیت ۱۹

اور اس کے علاوہ بھی فرمایا ہے اور ان کی موجودگی کے بغیر ان کا دیکھنا درست نہیں پس اس کی طرف دیکھیں کہ ان کی ہیئتوں کا اختلاف کیسے ہے؟

www.maktabah.org

اور اگر کیف کے ساتھ حالتِ ایجاد مُراد ہے تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کی طرف دیکھیں کیونکہ وہ موجود نہیں۔

معلُوم یہ ہُوا

پس ہم نے جان لیا کہ کیف مطلوب رویتِ اشیاء کے منافی ہے اور یہ وہ نہیں جس کا اس کے ساتھ وہم ہوتا ہے جس کا اُسے علم نہیں۔

کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مراد جب نظر سے فکر ہوتی ہے تو اس کے قریب حرفِ فِی کو کر دیتا ہے اور کیف کو اس لفظ کا ساتھی نہیں بنایا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کو نہیں دیکھا

اعراف آیت ۱۸۵

اس میں يَنْظُرُوْا کے معنی یفکروا ہیں تو جان لیں کہ یہ اپنی ذات کے ساتھ قائم نہیں بلکہ اُسے دُوسرے نے قائم کیا۔ اور یہ نظر ہے۔

اور اس سے اُس نظر کی مثل اعیان کا وجود لازم نہیں آتا جو پہلے بیان ہوئی۔

آنکھ سے نہیں فکر سے دیکھیں وہ مشابہ نہیں

انسان اپنی فکر کے ساتھ نظر کرنے کا مکلّف ہے نہ کہ اپنی آنکھ کے ساتھ ملکوت سے وہ جو غیب ہے اور وہ جو حاضر ہے تو ہمیں حرفِ فِی کے ساتھ ہرگز امر نہیں کیا گیا مگر مخلوقات میں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں تاکہ اس پر اس کے ساتھ استدلال کریں کہ وہ مخلوق کے مشابہ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اس کے مشابہ ہوتا تو اس پر مشابہت کے لحاظ سے وہ امر جائز ہوتا جو مخلوق پر جائز ہے اور یہ

www.maktabah.org

اُمر دو فسادوں میں سے ایک کی طرف لے جاتے گا۔

اوّل یہ کہ وہ جمیع وجوہ سے مخلوق کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اور یہ محال ہے اِس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ یا بعض وجوہ سے مُشابہ ہوتا ہے اور بعض سے مشابہ نہ ہوتا ہو اس طرح اس کی ذات دو امروں سے مرکّب ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی ذات میں ترکیب محال ہے پس تشبیہہ محال ہے۔ اور جو کلام اس باب کے لائق ہے اس کو مجموعی طور پر ایک باب میں وارد کرنے میں معذوری ہے۔ اس لئے کہ کمزور انہام کے لئے اس میں دقائق کا سمجھنا دشوار ہے ولیکن ہم نے اس کتاب کے ابواب میں اس مسٔلہ کو بکھیر دیا ہے پس آپ اس کتاب کے ابواب میں اس باب کے پورے مجموعہ کو پڑھیں گے تو جان لیں کے بالخصوص جہاں آپ کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلّی کا مسٔلہ واقع ہو تو وہاں توقف کریں اور اُس بات کو دیکھیں جو ہم نے آپ کے لئے اس باب کے لائق ذکر کی ہے تو اُسے پالیں گے۔

قرآن مجید کیفیات سے بھرا ہوا ہے کیونکہ کیفیات احوال ہیں اور ان میں سے مکیف کے لئے احوال ذاتی بھی ہیں اور غیر ذاتی بھی۔ ان کا حکم مکیف کے حکم کے برابر ہے مکیف اپنی کیفیت میں مکیف سے استدعا کرے یا اپنی تکییف کے لیے مکیف سے استدعا نہ کرے بلکہ اُس کی یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی کیفیت عین اس کی ذات ہے اور اُس کی ذات غیر کو طلب نہیں کرتی کیونکہ وہ اُس کی ذات کے لئے ہے ایسے ہی یہ اُس کی کیفیت ہے کیونکہ وہ اُس کی عین ہے اور اس کی غیر نہیں اور نہ اُس پر زائد ہے پس اس پر غور کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ حق کہتا ہے اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

الحمد للہ اٹھائیسویں باب کا ترجمہ تمام ہوا

www.maktabah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُنتیسواں باب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راز اور اہلِ بیت سے اُن کے الحاق کی معرفت میں اور اُن کے وارث ہونے والے اقطاب اور اُن کے اسرار کا بیان

العبد مرتبط بالرب ليس له — عنه انفصال يرى فعلا وتقديرا
والابن انزل منه فی العلی درجا — قد حرّر الشرع فيه العلم تحريرا
فالابن ينظر فی أموال والده — اذ كان وارثه شحا وتقتيرا
والابن يطمع فی تحصيل رتبته — وان يراه مع الاموات مقبورا
والعبد قيمته من مال سيده — اليه يرجع مختارا ومجبورا
والعبد مقداره فی جاه سيده — فلا يزال بستر العز مستورا
الذل يصحبه فی نفسه أبدا — فلا يزال مع الانفاس مقهورا
والابن فی نفسه من أجل والده — عز فيطلب توقيرا وتعزيرا

عبد رب کے ساتھ مربوط ہے اُس کے لئے انفصال اور علیحدگی نہیں وہ فعل اور تقدیر میں دیکھتا ہے۔

بیٹا بلندیٔ درجات میں باپ سے نیچے ہوتا ہے۔ شریعت نے اس علم میں تحریر رقم کی ہے۔

بیٹا اپنے باپ کے اموال میں دیکھتا ہے جب اُس کا وارث کنجوسی اور بخل سے کام لے۔

بیٹا باپ کے حصول کا لالچ کرتا ہے۔ اگرچہ اُسے قبر میں مُردوں کے ساتھ دیکھتا ہے۔

www.maktabah.org

عَبد کی قیمت اُس کے آقا کے مال سے ہوتی ہے وہ مختاری و مجبوری میں اُسی کی طرف رجُوع کرتا ہے۔

عَبد کی قدر و قیمت اُس کے آقا کے جاہ و مرتبہ میں ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ عزت کے ستر میں مستوُر رہتا ہے۔

اُس کے نفس میں اُس کی صحبت کا عجز ہمیشہ رہتا ہے اور وہ انفاس کے ساتھ ہمیشہ ملغوب رہتا ہے۔

بیّانی نفسہ اپنے باپ کی عزت سے ہوتا ہے پس وہ عزت و توقیر طلب کرتا ہے۔

مخلوق سے کِنارہ کشی

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرماتے جاننا چاہیے کہ ہم سے حضرت امام جعفر صادق کی حدیث روایت کی گئی جو انھوں نے اپنے باپ حضرت امام محمد باقر بن علی سے انھوں نے اپنے باپ علی بن حُسین سے انھوں نے اپنے باپ حسین بن علی سے انھوں نے اپنے والدِ گرامی علی ابنِ ابی طالب علیہم السّلام سے اور انھوں نے حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا!

"مولیٰ القوم منہم" یعنی قوم کا مولیٰ قوم سے ہوتا ہے۔

الحدیث

اور ترمذی نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے حدیث کی تشریح کی کہ آپؐ نے فرمایا!

اَہلَ القرآن ھم اہل اللہ وخاصتہ، اہلِ قرآن اہل اللہ اور اُس کے خاص لوگ ہیں۔

الحدیث

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مخصوص بندوں کے حق میں "ابلیس" سے فرمایا!

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ الحجر آیت ۴۲ میرے بندوں پر تیرا تسلّط نہیں ہوگا

ہر وہ اللہ کا بندہ جس پر مخلوق کا حق ہوگا اس حق کے مطابق اس کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے عبودیت ناقص ہوگی کیونکہ یہ مخلوق اس سے اپنا حق طلب کرے گی اور اس کا اس عبد پر تسلّط ہوگا تو یہ شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص بندہ نہیں ہو اور یہ وہ امر ہے جس کی طرف مخلوق سے انقطاع کرنے والے منقطعین رجوع کرتے ہیں اور خود پر سیر وسیاحت اور جنگلوں اور دریاؤں کے کناروں پر رہنا لازم کر لیتے ہیں اور لوگوں سے فرار حاصل کر کے حیوانیت کے ملک سے نکل جاتے ہیں اس لئے کہ وہ تمام کو ان سے حریت اور آزادی چاہتے ہیں۔

جب میں نے دنیا سے انقطاع کیا

میرے ایام سیاحت میں مجھ سے ایک بڑی جماعت کی ملاقات ہوئی اس زمانہ سے مجھے اس میں یہ مقام حاصل ہوا کہ میری ملکیت میں ہرگز کوئی حیوان نہیں تھا بلکہ میرے پاس کپڑا بھی نہیں تھا جسے میں پہن لیتا، کیونکہ میں کپڑا نہیں پہنتا تھا مگر اس معین شخص سے لے کر پہنتا تھا جو مجھے عاریتاً دے کر اس میں تصرّف کی اجازت دے دیتا۔

اور وہ زمانہ جس میں کوئی چیز میری ہوتی ہے اس وقت میں اس حال سے نکل چکا ہوں۔

مگر یہ کہ اس چیز کو ہبہ کر دوں یا آزاد کر دوں اگرچہ میں اسے آزاد کر دیتا ہوں یہ مقام مجھے اس وقت حاصل ہوا جب میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے مخصوص عبودیت کے تحقق کا ارادہ کیا مجھے کہا گیا کہ یہ مقام تیرے لئے درست نہیں

www.maktabah.org

یہاں تک کہ تجھ پر کسی کی محبّت قائم نہ ہو۔

میں نے کہا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے بھی محبت قائم نہ ہو۔
مجھے کہا گیا یہ تیرے لئے کیسے درست ہے کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے محبت قائم نہ ہو۔

میں نے کہا محبتیں انکار کرنے والوں پر قائم ہوتی ہیں نہ کہ اعتراف کرنے والوں پر، اور محبتیں دعویٰ کرنے والوں اور حصّہ لینے والوں پر قائم ہوتی ہیں نہ کہ اُس پر جو کہتا ہے میرا کوئی حق اور حصّہ نہیں۔

اہلِ بیت کو پاک کر دیا گیا ہے۔

حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدحّض مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو پاک فرمایا اور آپ کے اہلبیتِ کرام کی تطہیر فرمائی اور اُن سے ہر رجس کو دُور فرما دیا اور رجس وہ ہے جو انھیں معیوب کرتا ہے۔ کیونکہ عربوں کے نزدیک رجس قذر کو کہتے ہیں۔ ایسے ہی فرائنے کہا ہے!؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

سوائے اس کے نہیں کہ اہلبیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے رجس کو دُور کر کے تمہیں خوب خوب پاکیزہ فرمادے

احزاب آیت ۳۳

پس اہلبیت کی طرف پاک النسان کی اضافت ہوگی۔ اور لازم ہے کہ یہ مضاف اُن کی طرف اُن سے مشابہت رکھنے والے کے لئے ہو اور وہ اپنی ذوات کے لئے نسبت اور اضافت قبول نہیں کرتے مگر جس کے لئے طہارت اور تقدیس کا حکم ہو۔

www.maktabah.org

حضرت سلمانؓ فارسی کا اعزاز

تو یہ شہادت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طہارت، وعصمت اور حفاظتِ خداوندی کا ہونا ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں فرمایا! سلمانؓ ہمارے اہلبیت سے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلبیت کی طہارت اور اُن سے رجس کو دور کرنے کی گواہی دی ہے۔ اب جب کہ اہلبیت کرام کی طرف سوائے پاک اور مُطہر کے نسبت واضافت نہیں ہوسکتی تو اُسے اکیلی اضافت کے ساتھ عنایتِ الٰہی حاصل ہوگئی۔

اہلبیت کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں

اہلبیت کے لئے اِس میں نیز اکیا گمان ہے؟ وُہ پاک ہیں بلکہ وہ عین طہارت ہیں۔ اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلبیت کرام کو اپنے ارشاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک کیا ہے۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ — تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے اور پچھلے ذنب[ـه] سے بری کر دے

الفتح آیت ۳

گناہوں سے زیادہ اور کون سا میل کچیل اور غلاظت ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ سبحانہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغفرت کے ساتھ پاک فرمادیا۔

ذنب کا معنیٰ گناہ بھی ہے اور الزام بھی یہاں الزام ہی مناسب تھا مگر شیخ ابنِ عربی نے گناہ کے معنوں میں لیا ہے واللہ اعلم

www.maktabah.org

وہ امر جو ہماری طرف ذنب کی نسبت سے ہے اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے واقع ہو تو وہ صورتاً ذنب ہوگا نہ کہ معنی میں کیونکہ اس پر اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے اور شرعاً ہماری طرف سے حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ذم کا اطلاق نہیں ہوتا۔

پس اگر اس کا حکم ذنب کا حکم ہوتا تو آپ کے لئے ذنب مذمت کے معنوں میں ہوتا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کی تصدیق نہ ہوتی۔

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اے اہلِ بیت تم سے رجس کو دور کر کے خوب خوب پاکیزہ فرما دے۔

الاحزاب آیت ۳۳

اہلبیت بخشے ہوئے اٹھائے جائیں گے

اس میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد پاک سے قیامت تک تمام شرفاءِ سادات اس آیت کے حکم سے غفران میں داخل ہیں اور وہ جو حضرت سلمان فارسیؓ کی مثل ہیں۔ پس اہلِ بیت کرام اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختصاص وعنایت سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کے لئے پاک اور مطہر ہیں اور اہلِ بیت کے لئے اس شرف کا حکم دارِ آخرت میں ظاہر ہوگا، اس لئے کہ وہ بخشے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔

اگر اہلبیت پر حد قائم ہو۔

رہا دنیا میں ان میں سے جس پر حد قائم کی جائے؟ جیساکہ تائب جب حاکم کو اس کا امر پہنچے کہ اس سے زنا، سرقہ یا شراب پینا سرزد ہوا ہے تو اس پر مغفرت

www.maktabah.org

کے متحقق ہونے کے باوجود حد قائم کی جائے گی جیسا کہ عزت اور اس کی امثال اور اس کی مذمت جائز نہیں اور ہر مسلمان کا حق ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نازل فرمودہ اس حکم کی تصدیق کرے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۚ الاحزاب آیت ۳۳

اے اہلبیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے رجس کو دور کر کے تمہیں خوب پاکیزہ تر فرمادے۔

مومن کیا کرے؟

مومن کو چاہیئے کہ اہلِ بیت کرام سے صادر ہونے والے تمام امور میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا ہے اور کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کے ساتھ مذمت اور برائی کو ملائے اور اسے عیب لگا کر اس سے رخ پھیر لے جن کی طہارت اور اس کے گناہوں کو دور کرنے کی گواہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے دی ہو اور یہ اعزاز اس عمل کے ساتھ نہیں جو انھوں نے کیا اور نہ کسی کی خیر اور بھلائی کی بنا پر ہے جو انھوں نے کی بلکہ ان کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایت نے سبقت کی ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

حضرت سلمانؓ فارسی بھی پاک ہیں

جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہونے والی خبر

www.maktabah.org

درست ہو گی تو اُن کیلئے یہی درجہ ہے۔ کیونکہ اگر حضرت سلمانؓ ظاہر شرع میں کسی معیوب امر پر ہوں اور ان کے عامل کے ساتھ مذمت اور برائی لاحق ہو تو اس کا مضاف اُس اہلبیت کی طرف ہو گا جس سے رجس کو دور نہیں کیا اور اہلِ بیت کے لئے اُس سے اُسی قدر رہ گا جو اُن کی طرف مضاف ہوا اور وہ نفس کے ساتھ پاک ہیں۔

تو بلاشک سلمانؓ ان سے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو یہ عنائیت لاحق ہو گی جیسا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد و عقب اور اہلبیت کرام کے موالی کو لاحق ہو گی کیونکہ اے دوست اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ اور جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک مخلوق کی منزلت اس مشابہت کے ساتھ ہو گی تو اُن سے منسوب ہونے والا اُن کے شرف کے ساتھ مشرف ہو جائے گا۔ اور اُن کا شرف اُن کی ذات کے لئے نہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انھیں برگزیدہ فرما کر شرف کا حلہ پہنایا ہے۔

جو خدا سے منسوب ہو جائے

اے دوست وہ شخص کیسا ہو گا جو اُس ذات کی طرف منسوب ہے جس کی ذات کے لئے حمد و تعریف اور شرف و مجد ذاتی ہے پس وہ سبحانہٗ تعالیٰ بزرگی والا ہے۔ اُس کے بندوں سے جو لوگ اُس کی طرف منسوب ہیں وہ اُس کے بندے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر آخرت میں مخلوق میں سے کسی کا تسلط اور غلبہ نہیں ہو گا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابلیس لعین کو فرمایا!

"عَنْ عِبَادِیْ" یعنی جو میرے بندے ہیں" پس انھیں اپنی طرف منسوب کر کے فرمایا! لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ یعنی ان پر تیرا غلبہ اور تسلط نہیں ہو گا۔

www.maktabah.org

اللہ تبارک وتعالیٰ کی پاک ذات کی طرف منسوب ہونے سے قرآن مجید میں نہیں پائے جاتے مگر جو بطورِ خاص سعید اور خوش قسمت ہیں جب کہ دوسروں کے حق میں عباد کا لفظ آیا ہے۔ پس تیرا معصومین ومحفوظین کے ساتھ کیا گمان ہے جو اپنے آقا کی حدود کے ساتھ اُس کے مراسم کے پاس قائم اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پس ان کا شرف اعلیٰ واتم ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس مقام کے قطب ہیں اور اقطاب میں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے مقام اہلبیت کے شرف کی وراثت پائی۔

اللہ تعالیٰ کے اُس کے بندوں پر حقوق اور بندوں پر جو اُن کے اپنے اور دوسری مخلوق کے حقوق ہیں کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے زیادہ جانتے تھے اور ان حقوق کی ادائیگی میں لوگوں سے زیادہ طاقتور تھے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے!

"لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسْ" یعنی ایمان ثریا پہ پہنچ جائے تو فارس کے مرد اتار لیں گے۔

الحدیث

اور اس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے اور اس حدیث میں آپؐ کا دوسرے کواکب کے بالعکس ثریا کے ذکر کی تخصیص فرمانا سبعہ صفات کا اثبات کرنے والوں کے لئے بر لعیت ہے کیونکہ وہ سات ستارے ہیں۔

تو اس پر غور کریں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اہل بیت میں شامل کرنا اور اُن کے معاہدے کی ادائیگی کرنا حضرت

www.maktabah.org

سلمانؓ فارسی کے لئے باعثِ مسرت تھا اس میں عجیب قصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت سلمانؓ فارسی حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں اور آزاد کردہ غلام انہیں لوگوں سے ہوتا ہے جن کا غلام ہوتا ہے اور تمام لوگ حق تعالیٰ کے موالی اور غلام ہیں اور اُس کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے اور ہر چیز اُس کی عبد اور غلام ہے۔

اہلِ بیت کی بُرائی کسی حال میں نہ کرو

آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہلِ بیت کی قدر و منزلت بیان ہو چکی ہے۔ اِس کے بعد مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ اُن سے واقع ہونے والے امور پر ان کی مذمت کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنھیں پاکیزہ فرما دیا ہے پس اُن کی مذمت کرنے والے کو جان لینا چاہیئے کہ یہ مذمت کرنا اُسی کی طرف لوٹ آئے گا۔

اہلِ بیت کا ظُلم ظلم نہیں تقدیرِ الٰہی ہے

اگر اہلِ بیت کرام اُس پر ظلم کریں تو یہ ظُلم اُس کے اپنے گمان میں ہوگا نہ کہ نفس الامر میں اگرچہ ظاہر شریعت میں یہ ظُلم کے حکم میں ہو بلکہ درحقیقت اہلِ بیت کا ظُلم ہم پر تقدیروں کے جاری ہونے کے مُشابہ ہے کہ تقدیرِ الٰہی نے ہمارے جان و مال کو ڈبو دیا یا جلا دیا اور اس کے علاوہ جو مُہلک امور واقع ہوتے ہیں پس کسی کے دوستوں سے کسی کا جل جانا یا فوت ہو جانا یہ اُس کی اپنی ذات پر مصیبت نازل ہونا اور یہ سب کچھ اُس کی غرض کے موافق ہیں تاہم اُس کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اُس کے فیصلے کی مذمت کرے بلکہ اُس کا حق ہے کہ اِن کو سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے خوشی سے قبول کرے

www.maktabah.org

اسی میں خیر ہے

اگر اس مرتبہ سے رکر جائے تو صبر کے ساتھ اور اگر اس مرتبہ سے بلند ہو جائے تو شکر کے ساتھ کام لے کیونکہ اس مرتبہ کو طے کرنے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس مصیبت اٹھانے والے کو نعمتیں عطا کی جاتی ہیں - اور جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کے علاوہ خیر نہیں - کیونکہ اس کے علاوہ بے قراری ناراضگی عدم رضا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں سوئے ادبی پائی جاتی ہے -

ایسے ہی مسلمان کا حق ہے کہ اس پر اہلِ بیت کرام کی طرف سے جو تمام امور اس کے جان و مال اور اہل و اقرباء کے سلسلہ میں طاری ہوں ان تمام کو تسلیم و رضا اور صبر کے ساتھ قبول کرے، اور ان کے ساتھ ہرگز ہرگز مذمت اور برائی کو ملحق نہ کرے -

اگرچہ ان پر شریعت کے مقرر کردہ احکام عائد ہوتے ہیں اور اس امر میں کوئی قدح نہیں بلکہ یہ مقدرات کے جاری ہونے کی طرح جاری ہیں

اور ہم نے جو ان کی مذمت کے متعلق منع کیا ہے تو وہ اس لئے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان امور کے ساتھ انہیں ہم سے الگ کر دیا ہے - جن میں ہمارے لئے ان کے ساتھ قدم نہیں -

خدا نے اہلِ بیت کی برائی نہیں کی

رہا شرعی حقوق کی ادائیگی کرنا تو یہ ایسے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہودیوں سے قرض لیتے تھے اور جب وہ اپنے حقوق طلب کرتے تھے تو آپ ممکن حد تک احسن طریقہ سے ادا کرتے اور اگر یہودی اس پر اپنی بات

www.maktabah.org

طلبی کرنا تو آپ فرماتے صاحبِ حق کو بات کرنے کا حق ہے۔ اور حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ چوری کرتیں تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے احکام کو دفع کرنا ہے جیسا چاہے دفع فرمائے اور جو نسے حال میں چاہے کرے تو یہ حقوق اللہ ہیں اور باوجود اس کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ بیت کرام کی مذمت نہیں کی اور ہمارا کلام ہمارے اپنے حقوق کے بارے میں ہے اور اُس چیز کے بارے میں ہے جو ہماری ہے کہ اُس کے ساتھ لوگوں سے مطالبہ کریں، پس ہمیں اختیار ہے کہ چاہیں تو ہم لیں اور چاہیں تو چھوڑ دیں جب کہ چھوڑ دینا بالعموم افضل ہے۔

یہ عام لوگوں کی بات ہے۔ تو اہلِ بیت کرام سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے اور جب ہمیں کسی کی بھی مذمت کا حق نہیں پہنچتا تو اہلِ بیت کی مذمت کیسے جائز ہوگی، جب ہم اپنے حقوق کے طلب کرنے پر اُتر آتے ہیں اور ان سے اس میں درگذر کر لیتے ہیں یعنی اس میں جو ہمیں جو تکلیف پہنچی تھی تو اس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک ہمارے لئے عظیم ہاتھ اور قربت کی جگہ ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے امر سے کچھ مطالبہ نہیں فرمایا مگر اپنے اقرباء کی محبت و مودت طلب کی ہے اور اس میں صلہ رحمی کا راز ہے۔

اور جو شخص اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ سوال قبول نہیں کرتا جس سوال کو پورا کرنے پر قادر ہے۔ تو وہ کل قیامت کے دن کس منہ سے آپؐ سے ملاقات کرے گا۔ یا آپؐ کی شفاعت کی اُمید رکھے گا اور جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب کردہ اپنے قرابت داروں کی مودت کا حق ادا نہیں کیا تو وہ آپ کے اہلِ بیت کرام کی مودت کا حق کیسے ادا کرے گا۔

www.maktabah.org

مؤدّت کا تقاضا یہ ہے

اہلِ بیت کرام آپ کے خاص اقرباء ہیں پھر آپ نے لفظ مؤدّت ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ محبت پر ثابت قدم رہتا ہے کیونکہ جب کسی امر میں مودّت ثابت ہو گی تو وہ ہر حال میں اس کے ساتھ ہو گی اور جب ہر حال میں مودّت اس کے ساتھ ہو گی تو وہ اہلِ بیت سے اپنے اس حق کا مواخذہ نہیں کر سکتا جو اس کے حق میں ان کی طرف سے طاری ہوا ہو گا اور وہ اپنے مطالبے کو محبت اور ذاتی ایثار کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔

ایک سچے محب کا قول ہے کہ محبوب جو کچھ کرتا ہے وہ محبوب ہوتا ہے۔ اور اس نے حُبّ کا اسم استعمال کیا ہے۔ جب حُبّ کا یہ عالم ہے تو مودّت کا حال کیسا ہو گا۔ اور بشارت سے یہ امر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اسمِ وُدود وارد ہوا ہے۔ اور اس کے ثبوت کے کوئی معنی نہیں مگر ہر طائفہ کے لئے اس کا انعامِ آخرت اور آگ میں بالفعل ہو گا جس کا اقتضاء ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت کرے گی۔

دوسرے نے اس معنی میں کہا! أُحِبُّ لِحُبِّهَا السُّودَانَ حَتّٰى

أُحِبُّ لِحُبِّهَا سُودَ الْكِلَابِ

میں اس کی محبت کی وجہ سے کالے رنگ والوں سے محبت کرتا ہوں اور اس کی محبت کی وجہ سے کالے رنگ کے کتوں سے محبت کرتا ہوں۔

اور ہم نے اس میں یہ شعر کہا ہے۔

أُحِبُّ لِحُبِّكَ الْحُبْشَانَ طُرًّا ۔۔۔ وَأَعْشَقُ لِاسْمِكَ الْبَدْرَ الْمُنِيرَا

www.maktabah.org

میں آپ کی محبت کی وجہ سے حبشیوں سے محبت کرتا ہوں اور میں آپ کے بدرِ منیر اِسم کا عاشق ہوں۔

بعض نے کہا اُسے سیاہ رنگ کے کتوں نے کاٹ لیا تھا اور وہ اُن سے محبت کرتا تھا تو محبت میں محب کا یہ فعل ہے جو اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاں سعادت نہیں بخشتا اور نہ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اُسے قربت پہنچ سکتی ہے۔ تو یہ کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ محبت کی سچائی اور نفس میں دوستی کا ثبوت ہے۔

اہلِ بیت کی محبت پر خدا کا شکر ادا کریں۔

اگر آپ کی اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت درست ہے۔ تو آپ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کرام سے محبت کریں گے۔ اور اُن سے اپنے حق میں صادر ہونے والے ہر اُس امر کو جو آپ کی طبیعت اور غرض کے موافق نہیں خوبصورت دیکھیں گے اور اُن سے جو کچھ آپ کے حق میں واقع ہو گا اُسے نعمت خیال کریں گے۔

پس اُس وقت آپ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے لئے لطف و عنایت ہے۔ کہ آپ اہلِ بیت کرام سے محبت کرتے تھے نیز یہ کہ آپ جس سے محبت کرتے ہیں وہ آپ کو یاد کرتا ہے اور اُس کے دل میں آپ کا خیال ہوتا ہے تو یہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت کرام ہیں۔ جو آپ کو آپ کی محبت کی وجہ سے یاد رکھتے ہیں۔

پس اِس نعمت پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ وہ اپنی اُن پاک زبانوں

www.maktabah.org

کے ساتھ آپ کو یاد کرتے ہیں جن کی تطہیر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمائی ہے اور آپ کا علم اس طہارت اور پاکیزگی تک نہیں پہنچ سکتا۔

اگر اہلِ بیت کی محبت نہیں تو

جب ہم آپ کو اس حالت کے مخالف دیکھتے ہیں، باوجود اس کے کہ آپ اہلِ بیت کرام کے محتاج ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کی ہدایت کی ہے کہ ہم تمہاری محبت کی کیسے توثیق کر دیں کہ جو تمہارے گمان میں میرے ساتھ شدید محبت اور میرے حقوق یا میری جانب کی رعائیت کرنا ہے جب کہ تم اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اہلِ بیت کے حق میں اس صورت میں ہو جو تم میں واقع ہوتی ہے۔

خدا کی قسم یہ تمہارے ایمان کی کمی ہے۔ اور تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور استدراج کی گرفت میں ہو اور تمہیں اس کا علم نہیں۔

کیا تم پر اہلِ بیت کا کوئی حق نہیں

مکر کی صورت یہ ہے کہ تم عقیدہ رکھتے ہو کہ تم اس فعل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین اور شریعت کی حمایت کرتے ہو اور اپنا حق طلب کرنے میں کہتے ہو کہ تم وہی طلب کرتے ہو جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لئے جائز اور مباح کیا ہے۔ اور اس شرعی طلب میں برائی، بغض، رنجیدگی اور تمہارے نفس کا اہلِ بیت پر ایثار مندرج ہوتا ہے اور تم نہیں جانتے کہ اس کے ساتھ اس پیچیدہ بیماری سے دوا شافی ہے۔

کیا تم اپنی ذات کے لئے ان کے ساتھ کوئی حق نہیں دیکھتے اور اپنے حق سے اتر آتے ہو کہ شاید اس کی طلب میں مندرج ہو جس کا میں نے تمہارے لئے ذکر کیا ہے۔

www.maktabah.org

اور تم مسلمانوں کے حاکموں سے نہیں ہو کہ تم پر حد قائم کرنا اور مظلوم کا انصاف کرنا اور حقدار کو اُس کا حق دلانا متعین ہوتا ہے اور اگر تم حاکم بھی ہو اور تمہیں فیصلہ کرنا ضروری ہے تو کوشش کرو کہ حق دار اپنے حق پہ اُتر آئے یعنی اپنا حق معاف کر دے جب کہ اہلِ بیت پر حکم کیا جا رہا ہو اور اگر حق لینے والا اِس بات سے انکار کر دے تو پھر تم اِس پر متعین ہو کہ اِس میں شریعت کا حکم جاری کرو۔

اگر تم جان لیتے

اے دوست اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر اہلِ بیت کی اُن منازل کو کھول دیتا جو اُن کے لئے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہونگی تو تم اُن کے غلاموں میں ہونا پسند کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رُشد و ہدایت الہام فرمائے۔

اِن تمام اقطاب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی منزلت کا شرف دیکھیں ہم نے آپ کے لئے اِس مقام کے اقطاب کا حال بیان کر دیا ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پسندیدہ بہتر بندے ہیں۔

جان لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اُن کے جن اسرار پر مطلع کیا ہے عامۃ الناس اُن سے واقف نہیں اور اکثر خواص بھی جو اِس مقام میں نہیں اِس کو نہیں جانتے اور حضرت خضر علیہ السلام ان میں سے ہیں اور وہ اُن میں سے بہت بڑے ہیں اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے لئے گواہی دی ہے۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے رحمت اور علمِ لدنی عطا فرمایا ہے۔ جس میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اُن کی اتباع کا حکم فرمایا گیا اور یہ وہی ہیں جن کے حق میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔

www.maktabah.org

اہلبیت سے محبت نہ کرنے والے غرض کے بندے ہیں

پس ان کے اسرار میں سے جس کا ذکر ہم نے کیا وہ علم ہے جو بمنزلہ اہل بیت کرام کے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں اُن کے عُلوِ مرتبہ کی خبر دی ہے۔ اور ان کے اسرار سے خفیہ تدبیروں کا علم ہے وہ خفیہ تدبیریں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ کرتا ہے۔ اور یہ اس طرح کے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محبت کرنے کے دعویٰ کے باوجود آپ کی اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں عجب کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مودت فی القربیٰ کا سوال کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اہل بیت میں سے ہیں۔

اکثر لوگوں نے وہ کام نہیں کیا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے سوال کیا تھا پس انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبیوں سے آپؐ کی قرابت کی وجہ سے محبت نہیں کی بلکہ صرف اُن سے محبت کی ہے جن کے ساتھ اُن کی اغراض وابستہ تھیں اور جن کے احسان مند تھے ان لوگوں کی محبت اپنے اغراض کے ساتھ ہے اور عشق اپنی جانوں کے ساتھ ہے۔

قطبوں کا علم علماء سے فزوں تر ہے

اور ان اقطاب کے رازوں سے ایک راز یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اُن کے لئے جو مشروع فرمایا ہے اُس کی صحت پر اطلاع دی ہے۔ جس حیثیت سے علماء نہیں جانتے کیونکہ فقہاء محدثین وہ لوگ ہیں جن کا علم مردے نے مردے سے اخذ کیا ہوتا

www.maktabah.org

ہے اور جو اُن سے پیچھے آتا ہے وہ اس میں ظنّ کے غلبہ پر ہوتا ہے کیونکہ نقل شہادت اور تواتر عزیز ہوتا ہے، پھر جب وہ طریقِ تواتر کے ساتھ مفید علم کے امور پر واقفیت حاصل کرتے ہیں جب کہ تواتر کے ساتھ نقل ہونے سے یہ لفظ نص نہیں ہوگا جس کا وہ حکم کرتے ہیں کیونکہ نصوص عزیزہ ہوتی ہے۔

جب کہ وہ اس لفظ سے بقدر اپنے فہم کی قوّت کے اخذ کرتے ہیں اس لئے اس میں اُن کا اختلاف ہو جاتا ہے۔

جب کہ وہ اس لفظ سے بقدر اپنے فہم کی قوت کے اخذ کرتے ہیں اس لئے اس میں اُن کا اختلاف ہو جاتا ہے۔

ممکن ہے دوسری نص ہو۔

نیز ممکن ہے کہ اس لفظ کے لئے اس امر میں دوسری نص ہو جو اس کی معارض ہو اور انہیں یہ نہ پہنچی ہو۔ اور جو انہیں نہیں پہنچے گی اُس کی اتباع نہیں کرتے اور نہ ہی وہ جانتے ہیں کہ اس احتمال کو کونسی وجہ ہے جو اس لفظ کی قوت میں ہے۔

حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع ہیں انھوں نے اس کا کیا حکم دیا ہے۔ پس اہل اللہ حکم میں امر جلی اور صریح نص پر کشف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کرتے ہیں یا اللہ تبارک وتعالیٰ سے اُن پر اُن کے پروردگار کی ظاہر دلیل اور بصیرت ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ اس پر وہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

www.maktabah.org

پس وہ بصیرت کے ساتھ نفسہٖ منفرد نہیں اور اُن کے لئے حکم میں اتّباع کے ساتھ گواہی دی۔ پس وہ آپ کی اتباع بصیرت سے کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کے بندے اِس مقام کے اہل ہیں

یہ بھی اُن کا راز ہے

اُن کے اسرار سے یہ بھی ہے کہ وہ جنابِ الٰہی میں جو اعتقاد رکھتے ہیں وہ عقیدہ میں درست ہیں اور جو اُن کے لئے تجلّی ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اُس سبب موجب پر اتفاق کے باوجود تصوّر کہاں خلاف ہوگا۔ جس کی طرف وہ سند لیتے ہیں کیونکہ اس میں دو شخص بھی اختلاف نہیں کرتے جس میں خلاف واقع ہوتا ہے وہ یہی سبب ہے اور وہ یہ سبب ہے جس کے ساتھ موسُوم ہے تو جو کہتا ہے وہ زمانہ ہے اور جو کہتا ہے اُس کے علاوہ ہے۔

پس اس کے اثبات اور اس کے وجُود کے وجُوب میں ہر ایک کا اتّفاق ہے اور کیا یہ اختلاف اِس اسنناد کے باوجُود انہیں نقصان دیتا ہے یا نہیں؟ یہ تمام امُور اِس مقام کے اہلِ علوم کے لئے ہیں انتہیٰ

الحمد للہ سترھویں جُزء اور اُنیسویں باب کا ترجمہ تمام ہُوا۔

صائم چشتی

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیسواں باب

اقطابِ رکبان سے پہلے اور دوسرے طبقے کی معرفت کے بیان میں،

ان ﷲ عبادا رکبوا — نجب الاعمال فی اللیل البہیم
وترقت ھمم الذل بھم — لعزیز جل من فرد علیم
فاجتباھم وتجلی لھمو — وتلقاھم بکاسات الندیم
من یکن ذا رفعۃ فی ذلۃ — انہ یعرف مقدار العظیم
رتبۃ الحادثان حققتھا — انما یظھر فیہا بقدیم
ان ﷲ علوما جمۃ — فی رسول ونبی وقسیم
لطفت ذاتا فاید رکھا — علم الانفاس انفاس النسیم

بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جو تاریک رات میں اپنے اعلیٰ اعمال پر سوار ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ فردِ علیم سے عزیز بزرگ کے لئے اُن کی ہمتوں نے اُن کو پہنچنے والی ذلت کو پھیر دیا ہے۔

انھیں چُن لیا گیا اور اُن کے لئے تجلّی فرمائی اور انھیں ہم جلیسی کے پیالے پلائے۔

جو ذِلت میں بلندی والا ہوتا ہے وہ عظیم مقدار کو پہچانتا ہے۔
اگر آپ تحقیق کریں تو حادثات کا مرتبہ اُن میں قدیم کے ساتھ ظاہر ہوگا
اللہ تعالیٰ کے بے پناہ علوم، رسول، نبی اور تسیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہیں۔

www.maktabah.org

وہ علومِ ذات کی بناء پر لطیف ہیں پس عالِم الفاس الفاسِ لنسیم کا ادراک نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اصحابِ نجیب رکبان یعنی سواروں کے نام سے مشہور ہیں۔ شاعر نے کہا ہے!

فلیت لی بہمو قوما اذا رکبوا
شدوا الاغارۃ فرسانا و رکبانا

کاش میں اُن لوگوں کو ملتا جو گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انھوں نے شدید غارت گری کی۔

رکبان کون ہیں؟

فرسان گھوڑوں پر سوار ہونے والے اور رکبان اُونٹوں پر سوار ہونے والے ہیں پس گھوڑوں کے سوار جمیع عرب و عجم کے طائفوں سے معروف ہیں جب کہ اُونٹوں کو صرف عرب استعمال کرتے ہیں اور عرب اربابِ فصاحت اور حمایت و کرم ہیں۔

چونکہ یہ صفات اِس طائفہ پر غالب ہیں اس لئے ہم نے ان کا نام رکبان یعنی اُونٹوں کے سوار رکھا۔ ان میں سے نجیب ہمتوں کے سوار ہیں اور ان میں سے نجیب اعمال کے سوار ہیں۔ اِس لئے ہم نے اِنھیں پہلے اور دوسرے دو طبقوں میں مقرر کیا ہے۔

یہ اصحاب رکبان اِس طریقہ میں افراد ہیں کیونکہ یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم طبقات پر ہیں۔ پس ان میں سے اقطاب ہیں اور ان میں سے امام ہیں اور ان میں سے اوتاد ہیں اور ان میں سے ابدال ہیں اور ان میں سے نقباء ہیں اور اِن میں سے نجباء ہیں اور اِن میں

www.maktabah.org

سے رجبی ہیں اور ان میں سے افراد ہیں اور میں نے ان میں سے کوئی طائفہ نہیں دیکھا مگر وہ بلادِ مغرب اور حجاز و مشرق کے شہروں میں ملے ہیں۔

افراد کون ہیں؟

یہ باب افراد کے ساتھ مختص ہے اور یہ طائفہ قُطب کے حُکم سے خارج ہے اور ان میں قُطب کا تصرّف نہیں ہوتا اور ان کی تعداد تین سے اُوپر ہوتی ہے اور افراد سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس میں نہ اُن کے لئے قدم ہے اور نہ دُوسرے کے لئے سوائے فردِ اوّل کے جو کہ تین ہوتے ہیں۔

پس احدیت یعنی ایک واحد ذاتِ حق کے لئے ہیں۔ اور دو مرتبہ کے لئے ہے۔ وہ توحیدِ الوہیت ہے اور تین اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کا پہلا وجود ہے۔

فرشتوں میں سے ہے جو افراد ہیں تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے جلال و جمال میں گم ہونے والے فرشتے ہیں۔ اور یہ فرشتے اُن فرشتوں سے خارج ہیں جو مسخرہ اور مدبرہ ہیں۔ اور یہ دو لوں عالمِ تدوین و تسطیر میں ہیں اور وہ قلم اور عقل سے نیچے ہیں۔

انسانوں کے افراد

جو انسانوں سے افراد ہیں وہ اُن فرشتوں کی مثل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں مُستغرق ہیں۔ پس پہلے افراد تین ہیں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ تین سوار ہیں یعنی تین سوار ایک قافلہ ہوتے ہیں پس پہلے تین سواروں سے لے کر اوپر تک قافلہ ہوتا ہے۔ اور ان کے لئے حضرتِ الٰہیہ سے حضرتِ فردانیہ ہے اور اس میں وہ تمیز کرتے ہیں اور اسمائے الٰہیہ سے فرد اور موا د اس مقام سے اُن کے دلوں پہ وارد ہوتے ہیں کہ جہاں سے وہ اُن فرشتوں پہ وارد ہوتا ہے جو ذاتِ الٰہیہ میں گم ہیں۔

www.maktabah.org

اِس لیے اُن کا مقام معروف نہیں ہوتا اور وہ اِس کی مثل نہیں کرتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ کی شہادت کے حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کیا تھا۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اُن کی تعریف اور ان کی شرافت اور تزکیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا تھا۔ اور انھوں نے جب حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہنے کا ارادہ کر لیا تھا اور حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے عہد لیا تھا۔

ذوقِ موسیٰ و خضر علیہما السلام

جب حضرت خضر علیہ السلام نے جان لیا کہ اِس مقام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذوق نہیں جس پر حضرت خضر علیہ السلام تھے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اُس علم میں ذوق نہیں تھا۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اور وہ علم انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیا تھا۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام کا مقام اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی ایک پر خاص مشاہدہ کے لیے اعتراض کرنا نہ عطا کرتا تھا۔ اور وہ اِس پر تھے۔ جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر رسولوں کو بحیثیت اُن کے رسول ہونے کے اعتراض کرنا عطا کرتا تھا۔ نہ کہ دوسروں میں جس کو وہ اِس کے خارج میں دیکھتے تھے۔ مگر وہ جس کے ساتھ بھیجے گئے تھے اور وہ دلیل جس کی طرف ہم گئے ہیں۔ وہ حضرت خضر علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہنا ہے۔

وکیف تصبر علی مالم تحط بہٖ خبرا

اگر حضرت خضر علیہ السلام نبی ہوتے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ نہ کہتے "مالم تحط بہٖ خبرا"، یعنی جس خبر کے ساتھ آپ نے احاطہ نہیں کیا۔ میں

www.maktabah.org

انھوں نے جو کام کیا تھا وہ مقامِ نبوت سے نہ تھا - اور اُس کے لئے دونوں میں سے ہر ایک کی انفرادیت میں فرمایا جس پر وہ تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا میں اُس علم پر ہوں جو اللہ تبارک نے مجھے سکھایا ہے اور آپ اُسے نہیں جانتے اور آپ اُس علم پر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا اور میں اُسے نہیں جانتا اور دونوں نے انکار کے ساتھ امتیاز و افتراق کیا پس انکار افراد کی شان سے نہیں کیونکہ امور میں اُن کے لئے اولیت ہے۔ تو اُن پر انکار نہیں ہوتا اور وہ خود انکار نہیں کرتے۔

یہ علم بھی دیکھیں

حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ کوئی شخص درجہ حقیقت کو، نہیں پہنچتا، جب تک ایک ہزار صدیق اُسے زندیق نہ کہہ دے کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُس علم کو جانتے ہیں جو اُن کے علاوہ نہیں جانتے اور یہ اس علم کو جاننے والے ہیں۔ جس علم کے بارے میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے سینے پر ہاتھ مارتے اور آہ بھر کر فرماتے! یہاں بہت بڑے علوم ہیں کاش! اگر میں ان کے اٹھانے والے کو پاتا تو اُٹھا دیتا۔ کیونکہ آپ افراد میں سے تھے۔ اور یہ آپ کے علاوہ آپ کے زمانہ میں سوائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے کسی سے نہیں سُنا گیا۔ اُن سے اس کی مثل ذکر کی حدیث بخاری نے اپنی صحیح میں تخریج کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ کا علم کو چھپانا

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو تھیلے علم کے اٹھائے، ایک وہ ہے جو تم میں پھیلاؤں گا اور دوسرا وہ ہے کہ اگر

www.maktabah.org

اُسے پھیلاؤں تو میری اِس بلعُوم کو کاٹ دیا جائے گا اور بلعوم وہ رگ ہے جس سے کھانا گزرتا ہے۔ یعنی میری شہ رگ کو کاٹ دیا جائے گا۔

پس ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ میں نے یہ عِلم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُٹھایا ہے۔ تو وہ اِس میں بغیر ذوق کے نقل کرنے والے تھے۔ ولیکن وہ جانتے تھے کہ اُنھوں نے یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سماعت کیا ہے۔ اور ہم اِس میں اُس عین الفہم سے کلام کرتے ہیں جو فی نفسہٖ اللہ تبارک وتعالےٰ کے کلام میں عطا ہُوا ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کا قول

اور یہ افراد کا عِلم ہے اور افراد سے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سمندر تھے۔ اور ان کا یہ لقب اُن کے وُسعتِ عِلمی کی بناء پر تھا۔

پس وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک قول میں فرماتے ہیں کہ اگر میں اِس کی تفسیر بیان کردوں تو تم مجھے سنگسار کردو گے۔

اور ایک روایت میں کہ تم کہو گے کہ میں کافر ہوں اور وہ آیت یہ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ؏
سُورہ طلاق آیت ۱۲۔

اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی آسمانوں کی تعداد گنتی کے برابر زمینیں بھی بنائیں ان سب میں اللہ تعالیٰ کا حکم اُترتا ہے تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بیشک اللہ تعالےٰ اپنے عِلم سے ہر چیز کو گھیرے ہُوئے ہے۔

www.maktabah.org

حضرت امام زین العابدین کا قول

اس علم کی طرف حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب حضرت زین العابدین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ہے۔

میں یہ نہیں جانتا کہ کیا یہ دونوں شعر انھوں نے فرمائے ہیں یا وہ اُن دونوں کی مثل فرمایا کرتے تھے۔

یارب جوھو علم لو أبوح به — لقیل لی أنت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی — یرون أقبح ما یأتونه حسنا

یارب علم کے جوہر کو اگر میں ظاہر کردوں تو میرے لئے کہا جائے گا کہ تو بُت پرستوں سے ہے۔

اور مسلمان مرد میرے خون کو حلال سمجھیں گے اور میرے خون بہانے کے قبیح امر کو اچھا خیال کریں گے۔

تو انھوں نے اپنے قول بُت پرستوں کے جملہ سے اپنے مقصود کی خبر دی ہے۔ اس کی طرف انھوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول کی تاویل پر نظر کی ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پہ پیدا کیا۔ اور صورتہ کا ضمیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے بعض احتمالات سے ہے۔

انصاف کی نظر سے دیکھیں

اے برادر! میرے اس قول میں انصاف کریں جس میں میں نے آپ کے لئے کہا ہے کہ اس میں شک نہیں اور آپ میرے ساتھ اس میں شریک ہوں گے۔ کیونکہ

www.maktabah.org

ہر وہ صحیح حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی تھی اور اُس میں آپ نے اپنے ربِّ کریم کے یہ اوصاف بیان کئے ہیں کہ اُس کے لئے فرحت، ہنسنا، تعجب بشاشت، غضب، تردّد، کراہت، محبت اور شوق اور اِن کی مثل دوسری صفات پر ایمان لانا اور اُن کی تصدیق کرنا واجب ہے۔

تو اگر حضرتِ الٰہیہ سے کشفاً اور تجلّی و تعریفِ الٰہی کے ساتھ قلوبِ اولیاء پر ہوائیں چلیں۔ اِس حیثیت سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے جانیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اشہاد کے ساتھ گواہی دیں اُن امور کی جو اِن سے ان الفاظ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر تعبیر ہوتے ہیں۔

اور بے شک اِس تمام کے ساتھ میرا اور آپ کا ایمان واقع ہو چکا ہے۔ جب اُس کی مثل اللہ تبارک وتعالیٰ کے حق میں یہ ولی لائے گا تو کیا آپ اُسے زندیق نہیں کہیں گے۔

جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا! کیا آپ نہیں کہیں گے کہ یہ شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں تشبیہ کا عقیدہ رکھتا ہے۔ اور بت پرست ہے اور یہ کہ حق تعالیٰ کا وصف اُن امور کے ساتھ کیسے بیان ہو سکتا ہے جس کے ساتھ مخلوق کا وصف بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بتوں کو پوجنے والے اِس سے زیادہ نہیں کرتے ہیں جیسا کہ حضرت علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا!

کیا اُسے قتل نہیں کرو گے یا اُس کے قتل کا فتویٰ نہیں دو گے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کہ تم کون سی چیز پر ایمان لاتے ہو اور تسلیم کرتے ہو جب کہ ئیں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حق میں ان امور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سُنا ہے اور جو عقلی دلائل کے لئے محال ہیں ان کی تاویل سے منع کرتے ہو۔

www.maktabah.org

علمِ اسرار کا دروازہ بند نہیں

اشعری نے اِن کی تاویل اپنے گمان میں تنزیہہ کی وجوہ پر کی ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے کیا وسیع تر قدرت قلیل ہو گئی ہے کہ اس ولی کو علوم اسرار سے کیسے وہ عطا ہو گیا جو نبی علیہ السلام کو عطا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ خصائص نبوت سے نہیں۔ اور نہ شارع علیہ السلام نے اپنی اُمت پر اس دروازہ کو بند کیا ہے اور نہ اس میں کوئی چیز بیان فرمائی ہے بلکہ فرمایا ہے کہ میری اُمت میں محدثین ہیں اور اُن میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ محدث یعنی کلام کرنے والے نبی نہیں ہیں اور اس کی مثل گفتگو کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ گفتگو تشریعی احکام کے حلال و حرام سے خارج ہے کیونکہ یہ یعنی تشریع خصائص نبوت سے ہے۔ اور علوم الٰہیہ کے دقائق پر اطلاع پانا نبوت تشریعی کے خصائص سے نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں رسول و ولی، اور تابع و متبوع تمام میں ساری ہوتے ہیں۔

اے دوست! آپ سے انصاف کہاں ہوا ہے؟ کیا یہ فقہا اور اُن اصحاب فکر میں موجود نہیں جو اولیاء کے مقابلہ میں فرعون اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے سامنے دجال ہیں۔

خدا کی قسم! ہم سے جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے ساتھ عمل کرنے کے لئے کہتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے سکھاتا ہے اور اُس کی تعلیم کا اُن علوم کے ساتھ متولی ہے۔ جن کا نتیجہ اُس کے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

www.maktabah.org

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
البقرہ آیت ۲۸۲

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے!

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا
انفال آیت ۲۹

اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو تمہارے لئے فرق کرنے والی ایک قوت پیدا کر دے گا

فاروق اعظم اس مقام کے قطب ہیں

اس مقام کے اقطاب سے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

اس لئے رسول رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قوت کے حق میں فرمایا! جو انہیں اللہ تبارک نے عطا فرمائی تھی کہ اے عمر شیطان جس راستے میں تجھ سے ملتا ہے اس راستے کو تبدیل کر لیتا ہے۔

تو یہ شہادت معصوم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصمت پر دلیل ہے۔

اور ہم جانتے ہیں کہ شیطان ہمارے ساتھ ہرگز نہیں چلتا مگر باطل کی طرف اور یہ راستہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے کے علاوہ ہے۔

پس نص کے ساتھ واضح ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ حق کے علاوہ نہیں چلتے۔ اور آپ ان میں سے تھے جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام راستوں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑتی کیونکہ حق کے لئے صولت و دبدبہ

www.maktabah.org

ہے۔اور نفوس پر حق کا اُٹھانا سخت مشکل کام ہے۔ اور نفوس اُسے نہ اُٹھاتے ہیں نہ اُسے قبول کرتے ہیں بلکہ اُس کی تردید کرتے ہیں۔ اس لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حق تعالیٰ نے عمر کے لئے کوئی دوست نہ چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا یعنی ظاہر و باطن میں۔

ایک بڑی مصیبت

رہا ظاہر میں تو یہ عدم انصاف اور حب ریاست کے لئے ہے۔ اور انسان کا اُس کی عبودیت سے نکل جانا ورلا یعنی شغل میں مشغول ہونا اور حب بنفسہ اس شغل سے اُس کی طرف بلایا جاتا ہے تو اُس کا لوگوں کے عیب سے اپنی ذات اور عیب سے فارغ نہ ہونا ہے۔

رہا باطن میں اُن کا دوست نہ ہونا تو حق تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں کوئی دوست نہ چھوڑا۔ پس سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن کا کسی سے تعلق نہیں تھا۔ پھر سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب اس انکار کرنے والے طائفہ کے کسی شخص سے آپ کہیں کہ اپنی ذات میں مشغول رہو یعنی اپنے کام سے کام رکھو۔ تو وہ آپ کو کہے گا کہ میں دین کی حمایت اور غیرت کے لئے قائم ہوں اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے غیرت ایمان ہے اس کی مثال دیتا ہے اور ٹھہرتا نہیں اور نہ یہ دیکھتا ہے کہ کیا یہ امکان کے قبیل سے ہے یا نہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کو وہ علم عطا فرما دے جس کے ساتھ وہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح اپنی مخلوق میں امور جاری کرتا ہے۔

اور اُسے اپنے وہ علوم سکھا دے جن کی عبارت اُس صیغہ سے ہو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام فرمایا! جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا!

www.maktabah.org

وما فعلته عن امری
یعنی اور میں نے یہ اپنے حکم سے نہیں کیا

صفاتِ خداوندی کا بیان عقیدۂ تشبیہ نہیں

یہ مُنکر اپنے گمان میں اس پر ایمان لاتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے لائے ہیں پس خدا کی قسم اگر یہ شخص ان کے ساتھ ایمان لے آتا تو اس ولی پر انکار نہ کرتا کیونکہ شارع علیہ السلام نے جنابِ الٰہی کے بارے میں استواء، نزول معیت، ہنسنا، بشاشت، تعجب اور ان کی مثل صفات کے اطلاق کا انکار نہیں فرمایا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کبھی ایسی حدیث وارد ہوئی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی پر ان کی صفات کو بند فرمایا ہے۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دیتے ہوئے ہمیں فرمایا ہے کہ!

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

پس حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے ہمارے لئے کھول دیا اور ہمیں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا!

فاتبعونی یحببکم اللہ

تو یہ امر آپ کی اتباع واطاعت سے ہے کہ جو اطاعت کرے گا اب جب کہ ہم پر حق تعالیٰ سبحانہٗ کی طرف سے حق سے وارد ہوا ہے۔ تو ہم نے اس کے علمِ لدنی کو جان لیا جس میں رحمت ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھ ہمیں توجہ دلا کر ہم پر یہ عنایت فرمائی اور اس میں ہم اپنے پروردگار سے دلیل پر ہیں اور

www.maktabah.org

اُس کی آیات ہماری شاہد ہیں اور یہ ہمیں توجہ دلا کر ہم پر عنایت فرمائی اور یہ ہمارا اُس کی سنّت کا اتباع کرنا ہے جو ہمارے لئے مشروع ہوا ہے اس میں ہم کسی چیز کے ساتھ خلل نہیں ڈالتے اور اور نہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حرام کئے گئے کو حلال کرنے اور حلال کئے گئے کو حرام کرنے میں ارتکابِ مخالفت کرتے ہیں اور ہم ان عباراتِ نبویہ کی مثل اُس معلوم کو طلب کرتے ہیں جس کا علم ہمیں حق تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے تاکہ اس سے اس کے ساتھ کھول کر بیان کریں بالخصوص جب ہم سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جائے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس سے خبر دیتا ہے جس کی یہ صفت ہو کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف بصیرت کے ساتھ بلائے پس جو مامور بہ یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کرتا ہے اُس پر اُن الفاظِ نبویہ کا ان معنوں میں اطلاق کریں گے کیونکہ اگر عبارت میں اسے زیادہ فصیح معنی ہوتے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُن کا اطلاق فرماتے۔

کیونکہ جو کچھ آپؐ پر نازل ہوا تھا آپؐ اُسے ہم پر نازل کرنے کے لئے مامور تھے اور ہم اس کے علاوہ کی طرف نہیں لوٹتے۔ کیونکہ ہماری مُراد تحقیق کے ساتھ اسے بیان کرنا ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ یعنی اُس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

جب ہم اس کے علاوہ عبارت کی طرف توجہ دیں گے تو اس میں ہمارا ادعا یہ ہوگا کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے حق اور تنزیہ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ جانتے ہیں اور یہ سوء ادبی ہوگی۔

پس لازم ہے کہ اس معنیٰ سے سامع کے نزدیک اختلال واقع ہو کیونکہ جس لفظ کی تم مخالفت کرتے ہو وہ لفظ ہے جو افصح الناس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید مطابقت کے حکم کے ساتھ اس معنی پر دلالت نہیں کرتا۔

www.maktabah.org

اگر عالم ہے تو حاسد ہے

پس ہمارے لئے اتباع اور پیروی مشروع ہے اور اس کی مثل باتیں لانے والا منکر یکفر اس تمام امر میں نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے اور یہ دو امروں یا دو میں سے کسی ایک امر سے ہوگا اگر وہ عالم ہے تو وہ اس کے ساتھ حسد پہ قائم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

حسد امن عند انفسھم

اور اگر وہ جاہل ہے تو وہ نبوت سے ناواقف اور جاہل تر ہے۔

اقطاب سے ملاقات

اے دوست! ان اقطاب سے ہماری ملاقات مکہ معظمہ میں جبل ابی قبیس پر ایک دن میں ستر سے زیادہ اشخاص کے ساتھ ہوئی۔ اس طبقہ کے لئے ان کے طریق میں کوئی شاگرد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ طریق تربیت کے سلوک کی منزلیں طے کراتے ہیں لیکن ان کے لئے نصیحت و وصیت کرنا اور علم کا نشر کرنا ہے تو جس کو توفیق ہوتی ہے وہ اس کے ساتھ علم اخذ کر لیتا ہے۔

جس کے آگے صرف نبی کا قدم ہے۔

کہتے ہیں کہ ابا سعود بن شبل ان میں سے تھے میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی اور نہ میں نے انھیں دیکھا ہے لیکن میں نے ان کی پاکیزہ خوشبو اور نفسِ معطر کو سونگھا ہے۔

www.maktabah.org

مجھے روایت پہنچی ہے کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے قطب عادل تھے اور انھوں نے محمد بن قائد اوانی کے لئے اس مقام کی گواہی دی ہے۔ میری طرف ایسے ہی نقل ہوا ہے اور اس کی ذمہ داری نقل کرنیوالے پر ہے کیوں کہ ابن قائد کا گمان ہے کہ میں نے وہاں اپنے آگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور یہ مقام افرادِ وقت کا ہی ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر وہ افرادِ وقت نہ ہوتے تو لازماً اپنے آگے اپنے وقت کے قطب کا قدم اپنے نبیؐ کے قدم پر زائد دیکھتے اگرچہ وہ امام ہوتے اور اگر وتد ہوتے تو اپنے آگے تین قدم دیکھتے اور اگر ابدال ہوتے تو اپنے آگے چار قدم دیکھتے اور ایسے ہی ہوتا ہے مگر یہ کہ حضرت اتباع میں مقام لازم ہو تو جب حضرات اتباع میں قائم نہیں ہوگا اور مخرج و طریق کے درمیان دائیں راستے کو پھر جائے تو اپنے آگے کوئی قدم نہیں دیکھے گا۔

یہ علوم اولیاء کے ہیں

یہ وہ طریق ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے ہر موجود کی طرف ہے اور اس خاص وجہ سے یہ علوم اولیاء اللہ پر منکشف ہوتے ہیں جن کا ان پر انکار کیا جاتا ہے اور انھیں زندیق کہا جاتا ہے اور ان پر ایمان لانے والا بھی انہیں زندیق کہتا ہے اور ان کی تکفیر کرتا ہے جب کہ ان علوم کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اور یہ علوم بعینہ وہ ہیں جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا اور اس مقام کے اصحاب کے لئے عالم میں تصریف و تصرف کرنا ہے۔

جو اولیاء تصرف نہیں کرتے

ان میں سے پہلا طبقہ وہ ہے جس نے تمکن کے باوجود مخلوق میں تصرف

www.maktabah.org

کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا ہے اور اُن کے لئے حق تعالیٰ کی تولیت ممکناً ہے امراً نہیں لیکن وہ عرض کرتے ہیں اور پوشیدگی کا لباس پہن لیتے ہیں۔ اور غیب کے خیموں میں داخل ہو جاتے ہیں یہ لوگ عوائد کے حجاب میں چلے جاتے ہیں اور فقر و عبودیت کو لازم کر لیتے ہیں اور یہی نوجوان ظرفاء ملامتیہ ہیں جو نیک اور چھپے ہوئے ہیں ، اور ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے بلکہ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا کی اتباع کرتے ہیں وکیل کے لئے یہ امر ہوتا ہے کہ وہ تصرف کرے پس اگر امر ہو تو حکم کی اتباع کرتا ہے یہ ان لوگوں کی شان ہے۔

حضرت غوث اعظم مامور فی التصرف تھے

رہے حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اُن کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ تصرف کرنے کے لئے مامور تھے اس لئے آپ پر تصرف فرمانے کا غلبہ تھا اور آپ کی مثل لوگوں کے لئے یہی گمان ہے۔

رہے محمد اوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو وہ فرماتے تھے مجھے تصرف عطا ہوا تو میں نے قبول کر لیا پس وہ متصرف تھے اور مامور فی التصرف نہ تھے۔ پس آزمائش میں پڑے اور اسی قدر آپ کی معرفت میں کمی آگئی جس قدر ابو سعود کا اُن پر مقام بلند ہوا۔

وہ مقام عبودیت کا تحقق چاہتے ہیں۔

ابو سعود نے طائفہ رکبان کے پہلے طبقہ کی زبان میں کلام کیا ہے۔ اِن لوگوں کی ثابت قدمی کے لئے ہم نے اِن کا نام اقطاب رکھا کیونکہ یہ مقام یعنی مقام عبودیت اُن پر مدار کرتا ہے اور اُن کی قطبیت سے میری مراد اُن کے امر اور حکم کے تحت کسی جماعت

www.maktabah.org

کا ہونا اور اُن کا اُس جماعت کے سردار اور اقطاب ہونا نہیں کیوں کہ وہ اِس سے بہت زیادہ بلند ہیں۔

پس اُن کے لئے اپنے نفوس میں بھی ہرگز ریاست نہیں ہوتی تاکہ وہ عبودیت کے ساتھ متحقق ہو جائیں۔ اور نہ تقدم کے ساتھ انہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اُس کی اطاعت اُن پر لازم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اس پر عبودیت کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں۔ وہ اپنے سردار کی اتباع میں مقام عبودیت میں قائم ہوتے ہیں۔

اور با وجود اختیار دعویٰ یا حصولِ مقام کے طلب کے ظاہر نہیں ہوتا اگر وہ جبر اُس عبودیت کے ساتھ متحقق نہیں جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا۔

اے دوست! میں نے اِس باب میں اُن کے مقامات کی پہچان کروا دی ہے اور اِن کے اکثر لوگوں کی تعریف اور دوسرے طبقہ کے اقطاب مدبرین کے احوال کا تعین باقی ہے انشاءاللہ العزیز اس کے بعد اس بارے میں بیان ہوگا اور اللہ ہی حق فرماتا ہے اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے اُس کے سوا کوئی رب نہیں۔

الحمدللہ تیسویں باب کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا

آئندہ جلد اکتیس تا پینتالیس کل پندرہ ابواب پر مشتمل ہے

صائم چشتی

www.maktabah.org

اِذَا اَرَادَہٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ

شجرۃ الکون

اردو ترجمہ

لطیف تصنیف حضرت امام الموحدین سید المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی طائی اندلسی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ

مترجم و مرتب لسان الحقائق علامہ صوفی محمد صدیق بیگ قادری

علی برادران تاجران کتب
نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

الفتوحات المكية

التي فتح الله بها على الشيخ الإمام العامل الراسخ الكامل
خاتم الأولياء الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق
والدين أبي عبد الله محمد بن علي المعروف بابن عربي
الحاتمي الطائي قدّس الله روحه ونوّر ضريحه آمين

المجلد الأول

ناشر

علی برادران نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

www.maktabah.org

لكم ولما تعبدون من دون الله وقال تعالى فلا تخافوهم فابان عن المحل الذي ينبغي أن لا يظهر فيه خلق الخوف ثم قال لهم خافوني فابان لهم حيث ينبغي أن يظهر حكم هذه الصفة وكذلك الحسد والحرص وجميع ما في هذه النشأة الطبيعية الظاهر حكم روحانيتها فيها قد أبان الله لنا حيث نظهرها وحيث نمنعها فانه من المحال ازالتها عن هذه النشأة الا بزوالها لانها عينها والشيء لا يفارق نفسه قال صلى الله عليه وسلم لا حسد الا في اثنين وقال زادك الله حرصا ولا تعد وانما قلنا الظاهر حكم روحانيتها فيها تحرزنا بذلك من أجل أهل الكشف والعلماء الراسخين في العلم من المحققين العالمين فان المسمى بالجماد والنبات عندنا لهم أرواح بطنت عن ادراك غير أهل الكشف اياها في العادة فلا يحس بها مثل ما يحسها من الحيوان فالكل عند أهل الكشف حيوان ناطق بل حي ناطق غير ان هذا المزاج الخاص يسمى انسانا لا غير بالصورة ووقع التفاضل بين الخلائق في المزاج فانه لا بد في كل ممتزج من مزاج خاص لا يكون الا له به يتميز عن غيره كما يجتمع مع غيره في أمر فلا يكون عين ما يقع به الافتراق والتميز عين ما يقع به الاشتراك وعدم التميز فاعلم ذلك وتحققه قال تعالى وان من شيء الا يسبح بحمده وشيء نكرة ولا يسبح الا حي عاقل عالم بمسبحه وقد ورد ان المؤذن يشهد له مدى صوته من رطب ويابس والشرائع والنبوات من هذا القبيل مشحونة ونحن زدنا مع الايمان بالاخبار الكشف فقد سمعنا الاحجار تذكر الله رؤية عين بلسان نطق تسمعه آذاننا منها وتخاطبنا مخاطبة العارفين بجلال الله مما ليس يدركه كل انسان فكل جنس من خلق الله أمة من الامم فطرهم الله على عبادة تخصهم أوحى بها اليهم في نفوسهم فرسولهم من ذواتهم اعلام من الله بالهام خاص جبلهم عليه كعلم بعض الحيوانات باشياء يقصر عن ادراكها المهندس النحرير وتعلمهم على الاطلاق بمنافعهم فيما يتناولونه من الحشائش والمآكل وتجنب ما يضرهم من ذلك كل ذلك في فطرتهم كذلك المسمى جمادا ونباتا أخذ الله بابصارنا وأسماعنا عما هم عليه من النطق ولا تقوم الساعة حتى تكلم الرجل فخذه بما فعله أهله جعل الجهلاء من الحكماء هذا اذا صح ايمانهم به من باب العلم بالاختلاج يريدون به علم الزجر وان كان علم الزجر علما صحيحا في نفس الامر وانه من أسرار الله ولكن ليس هو مقصود الشارع في هذا الكلام فكان له صلى الله عليه وسلم الكشف الاتم فيرى ما لا نرى ولقد نبه عليه السلام على أمر عمل عليه أهل الله فوجدوه صحيحا قوله لولا تزييد في حديثكم وتمريج في قلوبكم لرأيتم ما أرى ولسمعتم ما أسمع فخص برتبة الكمال في جميع أموره ومنها الكمال في العبودية فكان عبدا محضا لم يقم بذاته ربانية على أحد وهي التي أوجبت له السيادة وهي الدليل على شرفه على الدوام وقد قالت عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أحيانه ولنا منه ميراث وافر وهو أمر يختص بباطن الانسان وقوله وقد يظهر خلاف ذلك بافعاله مع تحققه بالمقام فيلتبس على من لا معرفة له بالاحوال فقد بينا في هذا الباب ما مست الحاجة اليه والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

﴿الباب الثالث عشر في معرفة حملة العرش﴾

العرش والله بالرحمن محمول * وحاملوه وهذا القول معقول
وأي حول لمخلوق ومقدرة * لولاه جاء به عقل وتنزيل
جسم وروح وأقوات ومرتبة * ما ثم غير الذي رتبت تفصيل
فذا هو العرش ان حققت صورته * والمستوي باسمه الرحمن مأمول
وهم ثمانية والله يعلمهم * واليوم أربعة ما فيه تعليل
محمد ثم رضوان ومالكهم * وآدم وخليل ثم جبريل
والحق ميكال اسرافيل ليس هنا * سوى ثمانية غر بهاليل

اعلم أيد الله الولي الحميم ان العرش في لسان العرب يطلق ويراد به الملك يقال ثل عرش الملك اذا دخل في ملكه خلل ويطلق ويراد به السرير فاذا كان العرش عبارة عن الملك فتكون حملته هم القائمون به واذا كان العرش السرير فتكون حملته ما يقوم عليه من القوائم أو من يحمله على كواهلهم والعدد يدخل في حملة العرش وقد جعل الرسول

www.maktabah.org

حكمهم فى الدنيا أربعة وفى القيامة ثمانية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية ثم قال وهم اليوم أربعة يعنى فى يوم الدنيا وقوله يومئذ ثمانية يعنى يوم الآخرة روينا عن ابن مسرة الجبلى من أكبر أهل الطريق علما وحالا وكشفا العرش المحمول هو الملك وهو محصور فى جسم وروح وغذاء ومرتبة فآدم واسرافيل للصور وجبريل ومحمد للارواح وميكائيل وابراهيم للارزاق ومالك ورضوان للوعد والوعيد وليس فى الملك الا ما ذكر والاغذية التى هى الارزاق حسية ومعنوية فالذى نذكر فى هذا الباب الطريقة الواحدة التى هى بمعنى الملك لما يتعلق به من الفائدة فى الطريق وتكون حملته عبارة عن القائمين بتدبيره فتدبر صورة عنصرية أو صورة نورية وروحا مدبرا لصورة عنصرية وروحا مدبرا لآخر الصورة نورية وغذاء لصورة عنصرية وغذاء علوم ومعارف لارواح ومرتبة حسية من سعادة بدخول الجنة ومرتبة حسية من شقاوة بدخول جهنم ومرتبة روحية علمية فبنى هذا الباب على أربع مسائل المسئلة الاولى الصورة والمسئلة الثانية الروح والمسئلة الثالثة الغذاء والمسئلة الرابعة المرتبة وهى الغاية وكل مسئلة منها تنقسم قسمين فتكون ثمانية وهم حملة عرش الملك أى اذا ظهرت الثمانية قام الملك وظهر واستوى عليه مليكه المسئلة الاولى الصورة وهى تنقسم قسمين صورة جسمية عنصرية تتضمن صورة جسدية خيالية والقسم الآخر صورة جسمية نورية فلنبتدئ بالجسم النورى فنقول ان أول جسم خلقه الله أجسام الارواح الملكية المهيمة فى جلال الله ومنهم العقل الاول والنفس الكل والبا انتهت الاجسام النورية المخلوقة من نور الجلال وما ثم ملك من هؤلاء الملائكة من وجد بواسطة غيره الا النفس التى دون العقل وكل ملك خلق بعد هؤلاء فداخلون تحت حكم الطبيعة فهم من جنس أفلاكها التى خلقوا منها وهم عمارها وكذلك ملائكة العناصر وآخر صنف من الاملاك الملائكة المخلوقون من أعمال العباد وأنفاسهم فلنذكر ذلك منفا صنفا فى هذا الباب ان شاء الله تعالى اعلم ان الله تعالى كان قبل ان يخلق الخلق ولا قبلية زمان وانما ذلك عبارة للتوصيل تدل على نسبة يحصل بها المقصود فى نفس السامع كان جل وتعالى فى عماء ما تحته هواء وما فوقه هواء وهو أول مظهر الهى ظهر فيه سرى فيه النور الذاتى كما ظهر فى قوله الله نور السموات والارض فلما انصبغ ذلك العماء بالنور فتح فيه صور الملائكة المهيمين الذين هم فوق عالم الاجسام الطبيعية ولا عرش ولا مخلوق تقدمهم فلما أوجدهم تجلى لهم فصار لهم من ذلك التجلى غيبا كان ذلك الغيب روحا لهم أى لتلك الصور وتجلى لهم فى اسمه الجميل فهاموا فى جلال جماله فهم لا يفيقون فلما شاء ان يخلق عالم التدوين والتسطير عين واحدا من هؤلاء الملائكة الكروبيين وهو أول ملك ظهر من ملائكة ذلك النور سماه العقل والقلم وتجلى له فى مجلى التعليم الوهبى بما يريد ايجاده من خلقه لا الى غاية وحد فقبل بذاته علم ما يكون وما للحق من الاسماء الالهية الطالبة صدور هذا العالم الخلقى فاشتق من هذا العقل موجودا آخر سماه اللوح وأمر القلم ان يتدلى اليه ويودع فيه جميع ما يكون الى يوم القيامة لا غير وجعل لهذا القلم ثلاثمائة وستين سنا فى قلميته أى من كونه قلما ومن كونه عقلا ثلاثمائة وستين تجليا أو رقيقة كل سن أو رقيقة تغترف من ثلاثمائة وستين صنفا من العلوم الاجمالية فيفصلها فى اللوح فهذا حصر ما فى العالم من العلوم الى يوم القيامة فعلمها اللوح حين أودعه اياها القلم فكان من ذلك علم الطبيعة وهو أول علم حصل فى هذا اللوح من علوم ما يريد الله خلقه فكانت الطبيعة دون النفس وذلك كله فى عالم النور الخالص ثم أوجد سبحانه الظلمة المحضة التى هى فى مقابلة هذا النور بمنزلة العدم المطلق المقابل للوجود المطلق فعندما أوجدها أفاض عليها النور افاضة ذاتية بمساعدة الطبيعة فلأ شعثها ذلك النور فظهر الجسم المعبر عنه بالعرش فاستوى عليه الاسم الرحمن بالاسم الظاهر فذلك أول ما ظهر من عالم الخلق وخلق من ذلك النور الممتزج الذى هو مثل ضوء السحر الملائكة الحافين بالسرير وهو قوله وترى الملائكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد ربهم فليس لهم شغل الا كونهم حافين من حول العرش يسبحون بحمده وقد بينا خلق العالم فى كتاب سميناه عقلة المستوفز وانما نا خذ منه فى هذا الباب رؤس الاشياء ثم أوجد الكرسى فى جوف هذا العرش وجعل فيه ملائكة من جنس طبيعته فكل فلك أصل لما خلق فيه من عماره كالعناصر فيما خلق منها من

عمارها

www.maktabah.org

عمارها كما خلق آدم من تراب وعمر به وببنيه الارض وقسم فى هذا الكرسى الكريم الكلمة الى خبر وحكم وهما القدمان اللتان تدلتا له من العرش كما ورد فى الخبر النبوى ثم خلق فى جوف الكرسى الافلاك فلكا فى جوف فلك وخلق فى كل فلك عالما منه يعمرونه سماهم ملائكة يعنى رسلا وزينها بالكواكب وأوحى فى كل سماء أمرها الى أن خلق صور المولدات ولما كمل الله هذه الصور النورية والعنصرية بلا أرواح تكون غيبا لهذه الصور تجلى لكل صنف من الصور بحسب ما هى عليه فتكونت عن الصور وعن هذا التجلى أرواح الصور وهى المسئلة الثانية فخلق الارواح وأمرها بتدبير الصور وجعلها غير منقسمة بل ذاتا واحدة وميز بعضها عن بعض فتميزت وكان ميزها بحسب قبول الصور من ذلك التجلى وليست الصور بأبنيات لهذه الارواح على الحقيقة الا ان هذه الصور لها كالملك فى حق الصور العنصرية وكالمظاهر فى حق الصور كلها ثم أحدث الله الصور الجسدية الخيالية بتجل آخر بين اللطائف والصور تتجلى فى تلك الصور الجسدية الصور النورية والنارية ظاهرة للعين وتتجلى الصور الحسية حاملة للصور المعنوية فى هذه الصور الجسدية فى النوم وبعد الموت وقبل البعث وهو البرزخ الصورى وهو قرن من نور أعلاه واسع وأسفله ضيق فأن أعلاه السماء وأسفله الارض وهذه الاجساد الصورية التى يظهر فيها الجن والملائكة وباطن الانسان وهى الظاهرة فى النوم وصور سوق الجنة وهى هذه الصور التى تعمر الارض التى تقدم الكلام عليها فى بابها ثم ان الله تعالى جعل لهذه الصور ولهذه الارواح غذاء وهو المسئلة الثالثة يكون بذلك الغذاء بقاؤهم وهو رزق حسى ومعنوى فالمعنوى منه غذاء العلوم والتجليات والاحوال والغذاء المحسوس معلوم وهو ما تحمله صور المطعومات والمشروبات من المعانى الروحانية أعنى القوى فذلك هو الغذاء فالغذاء كله معنوى على ما قلناه وان كان فى صور محسوسة وتتغذى كل صورة نورية كانت أو حيوانية أو جسدية بما يلائمها وتفصيل ذلك يطول ثم ان الله جعل لكل عالم مرتبة فى السعادة والشقاء ومنزلة وتفاصيلها لا تنحصر فسعادتها بحسبها فمنها سعادة غرضية ومنها سعادة كمالية ومنها سعادة ملائمة ومنها سعادة وضعية أعنى شرعية والشقاوة مثل ذلك فى التقسيم بما لا يوافق الغرض ولا الكمال ولا المزاج وهو غير الملائم ولا الشرع وذلك كله محسوس ومعقول فالمحسوس منه ما يتعلق بدار الشقاء من الآلام فى الدنيا والآخرة ويتعلق بدار السعادة من اللذات فى الدنيا والآخرة ومنه خالص وممتزج فالخالص يتعلق بالدار الآخرة والممتزج يتعلق بالدار الدنيا فيظهر السعيد بصورة الشقى والشقى بصورة السعيد وفى الآخرة يتمازون وقد يظهر الشقى فى الدنيا بشقاوته ويتصل بشقاء الآخرة وكذلك السعيد ولكنهم مجهولون وفى الآخرة يتمازون وامتازوا اليوم أيها المجرمون فهنالك تلحق المراتب بأهلها حوقا لا ينخرم ولا يتبدل فقد بان لك معنى الثمانية التى هى مجموع الملك المعبر عنه بالعرش وهذه هى المسئلة الرابعة فقد بان لك معنى الثمانية وهذه الثمانية للنسب الثمانية التى يوصف بها الحق وهى الحياة والعلم والقدرة والارادة والكلام والسمع والبصر وادراك المطعوم والمشموم والملموس بالصفة اللائقة به فان لهذا الادراك بها تعلقا كادراك السمع بالمسموعات والبصر بالمبصرات ولهذا انحصر الملك فى ثمانية فالظاهر منها فى الدنيا أربعة الصورة والغذاء والمرتبتان ويوم القيامة تظهر الثمانية بجميعها للعيان وهو قوله تعالى ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية فقال صلى الله عليه وسلم وهم اليوم أربعة هذا فى تفسير العرش بالملك وأما العرش الذى هو السرير فان لله ملائكة يحملونه على كواهلهم هم اليوم أربعة وغدا يكونون ثمانية لاجل الحمل الى أرض الحشر وورد فى صور هؤلاء الاربعة الحملة ما يقاربه قول ابن مسرة فقيل الواحد على صورة الانسان والثانى على صورة الاسد والثالث على صورة النسر والرابع على صورة الثور وهو الذى رآه السامرى فتخيل انه اله موسى فصنع لقومه العجل وقال هذا الهكم واله موسى القصة والله يقول الحق وهو يهدى السبيل.

﴿الباب الرابع عشر﴾

فى معرفة أسرار الانبياء أعنى أنبياء الاولياء وأقطاب الامم المكملين من آدم عليه السلام الى محمد صلى الله عليه وسلم وان القطب واحد منذ خلقه الله لم يمت وأين مسكنه

www.maktabah.org

أنبياء الاولياء الورثة * عرّف الله بهم من بعثه
ثم لم ر وع امام واحد * سر هذا الامر روح نفسه
ثم لماعقده الله له * وسرى فى خلقه ما نكثه
ونلقته على عزته * منة منه قلوب الورثة
موضع القطب الذى يسكنه * ليس يدر به سوى من ورثه

اعلم أيدك الله ان النبى هو الذى يأتيه الملك بالوحى من عند الله يتضمن ذلك الوحى شريعة يتعبد بها فى نفسه فان بعث بها الى غيره كان رسولا ويأتيه الملك على حالتين اما ينزل بها على قلبه على اختلاف أحوال فى ذلك التنزل واما على صورة جسدية من خارج يلقى ما جاء به اليه على اذنه فيسمع أو يلقيها على بصره فيبصره فيحصل له من النظر مثل ما يحصل له من السمع سواء وكذلك سائر القوى الحساسة وهذا باب قد أغلق برسول الله صلى الله عليه وسلم فلا سبيل ان يتعبد الله أحدا بشريعة ناسخة لهذه الشريعة المحمدية وان عيسى عليه السلام اذا نزل ما يحكم الا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم وهو خاتم الاولياء فانه من شرف محمد صلى الله عليه وسلم ان ختم الله ولاية أمته والولاية مطلقة بنبى رسول مكرم ختم به مقام الولاية فله يوم القيامة حشران يحشر مع الرسل رسولا ويحشر معنا وليا تابعا لمحمد صلى الله عليه وسلم كرمه الله تعالى والياس بهذا المقام على سائر الانبياء وأما حالة أنبياء الاولياء فى هذه الامة فهو كل شخص أقامه الحق فى تجل من تجلياته وأقام له مظهر محمد صلى الله عليه وسلم ومظهر جبريل عليه السلام فاسمعه ذلك المظهر الروحانى خطاب الاحكام المشروعة لمظهر محمد صلى الله عليه وسلم حتى اذا فرغ من خطابه وفزع عن قلب هذا الولى عقل صاحب هذا المشهد جميع ما تضمنه ذلك الخطاب من الاحكام المشروعة الظاهرة فى هذه الامة المحمدية فيأخذها هذا الولى كما أخذها المظهر المحمدى للحضور الذى حصل له فى هذه الحضرة مما أمر به ذلك المظهر المحمدى من التبليغ لهذه الامة فيرد الى نفسه وقد وعى ما خاطب الروح به مظهر محمد صلى الله عليه وسلم وعلم صحته علم يقين بل عين يقين فاخذ حكم هذا النبى وعمل به على بينة من ربه فرب حديث ضعيف قد ترك العمل به لضعف طريقه من أجل وضاع كان فى روايته يكون صحيحا فى نفس الامر ويكون هذا الواضع مما صدق فى هذا الحديث ولم يضعه وانما رده المحدث لعدم الثقة بقوله فى نقله وذلك اذا انفرد به ذلك الواضع أو كان مدار الحديث عليه وأما اذا شاركه فيه ثقة سمعه معه قبل ذلك الحديث من طريق ذلك الثقة وهذا ولى قد سمعه من الروح يلقيه على حقيقة محمد صلى الله عليه وسلم كما سمع الصحابة فى حديث جبريل عليه السلام مع محمد صلى الله عليه وسلم فى الاسلام والايمان والاحسان فى تصديقه اياه واذا سمعه من الروح الملقى فهو فيه مثل الصاحب الذى سمعه من فم رسول الله صلى الله عليه وسلم علما لا يشك فيه بخلاف التابع فانه يقبله على طريق غلبة الظن لارتفاع التهمة المؤثرة فى الصدق ورب حديث يكون صحيحا من طريق رواته يحصل لهذا المكاشف الذى قد عاين هذا المظهر فسأل النبى صلى الله عليه وسلم عن هذا الحديث الصحيح فانكره وقال له لم أقله ولا حكمت به فيعلم ضعفه فيترك العمل به عن بينة من ربه وان كان قد عمل به أهل النقل لصحة طريقه وهو فى نفس الامر ليس كذلك وقد ذكر مثل هذا مسلم فى صدر كتابه الصحيح وقد يعرف هذا المكاشف من وضع ذلك الحديث الصحيح طريقه فى زعمهم اما أن يسمى له أو تقام له صورة الشخص فهؤلاء هم أنبياء الاولياء ولا يتفردون قط بشريعة ولا يكون لهم خطاب بها الا بتعريف ان هذا هو شرع محمد صلى الله عليه وسلم أو يشاهد المنزل عليه بذلك الحكم فى حضرة التمثل الخارج عن ذاته والداخل المعبر عنه بالمبشرات فى حق النائم غير ان الولى يشترك مع النبى فى ادراك ما تدركه العامة فى النوم فى حال اليقظة سواء وقد أثبت هذا المقام للاولياء أهل طريقنا وانيان هذا وهو الفعل بالهمة والعلم من غير معلم من المخلوقين غير الله وهو علم الخضر فان آتاه الله العلم بهذه الشريعة التى تعبده بها على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم بارتفاع الوسائط أعنى الفقهاء وعلماء الرسوم كان من العلم اللدنى ولم يكن من أنبياء هذه الامة فلا يكون من يكون من الاولياء وارث نبى الا على هذه الحالة الخاصة من مشاهدة الملك عند الالقاء على حقيقة الرسول فافهم فهؤلاء هم

www.maktabah.org

أنبياء الاولياء وتستوى الجماعة كلها فى الدعاء الى الله على بصيرة كما أمر الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم أن يقول أدعوا الى الله على بصيرة أنا ومن اتبعنى وهم أهل هذا المقام فهم فى هذه الامة مثل الانبياء فى بنى اسرائيل على مرتبة تعبد هرون بشريعة موسى عليهما السلام مع كونه نبيا فان الله قد شهد بنبوته وصرح بها فى القرآن فمثل هؤلاء يحفظون الشريعة الصحيحة التى لاشك فيها على أنفسهم وعلى هذه الامة ممن اتبعهم فهم أعلم الناس بالشرع غير ان الفقهاء لا يسلمون لهم ذلك وهؤلاء لا يلزمهم اقامة الدليل على صدقهم بل يجب عليهم الكتم لمقامهم ولا يردون على علماء الرسوم فيما ثبت عندهم مع علمهم بان ذلك خطأ فى نفس الامر فحكمهم حكم المجتهد الذى ليس له أن يحكم فى المسئلة بغير ما أداه اليه اجتهاده وأعطاه دليله وليس له أن يخطئ المخالف له فى حكمه فان الشارع قد قرر ذلك الحكم فى حقه فالادب يقتضى له أن لا يخطئ ما قرره الشارع حكما ودليله وكشفه يحكم عليه باتباع حكم ما ظهر له وشاهده وقد ورد الخبر عن النبى صلى الله عليه وسلم ان علماء هذه الامة أنبياء بنى اسرائيل يعنى المنزلة التى أشرنا اليها فان أنبياء بنى اسرائيل كانت تحفظ عليهم شرائع رسلهم وتقوم بها فيهم وكذلك علماء هذه الامة وأئمتها يحفظون عليها أحكام رسولها صلى الله عليه وسلم كعلماء الصحابة ومن نزل عنهم من التابعين واتباع التابعين كالثورى وابن عيينة وابن سيرين والحسن ومالك وابن أبى رباح وأبى حنيفة ومن نزل عنهم كالشافعى وابن حنبل ومن جرى مجرى هؤلاء الى هلم جرا فى حفظ الاحكام (وطائفة أخرى) من علماء هذه الامة يحفظون عليها أحوال الرسول صلى الله عليه وسلم وأسرار علومه كعلى وابن عباس وسلمان وأبى هريرة وحذيفة ومن التابعين كالحسن البصرى ومالك بن دينار وبنان الحمال وأيوب السختيانى ومن نزل عنهم بالزمان كشيبان الراعى وفرج الاسود المعمر والفضيل بن عياض وذى النون المصرى ومن نزل عنهم كالجنيد والتسترى ومن جرى مجرى هؤلاء من السادة فى حفظ الحال النبوى والعلم اللدنى والسر الالهى فاسرار حفظة الحكم موقوفة فى الكرسى عند القدمين اذلم يكن لهم حال نبوى يعطى سر الحيا ولا علما لدنيا وأسرار حفاظ الحال النبوى والعلم اللدنى من علماء حفاظ الحكم وغيرهم موقوفة عند العرش والعماء ولا موقوفة ومنهم اما الهامقاء ومنها ما الامقام لها وذلك مقام لها تتميز به فان ترك العلامة بين أصحاب العلامات علامة محققة غير محكوم عليها بتقييد وهى أسنى العلامات ولا يكون ذلك الا للمتمكن الكامل فى الورث المحمدى وأما أقطاب الامم المكملين فى غير هذه الامة ممن تقدم بالزمان لجماعة ذكرت لى أسماؤهم باللسان العربى لما أشهدتهم ورأيتهم فى حضرة برزخية وأنا بمدينة قرطبة فى مشهد أقدس فكان منهم المفرق ومداوى الكلوم والبكاء والمرتفع والشفاء والماحق والعاقب والمنحور وشجر الماء وعنصر الحياة والشريد والراجع والصانع والطيار والسالم والخليفة والمقسوم والحى والرامى والواسع والبحر والملصق والهادى والمصلح والباقى فهؤلاء المكملون الذين سموا لنا من آدم عليه السلام الى زمان محمد صلى الله عليه وسلم وأما القطب الواحد فهو روح محمد صلى الله عليه وسلم وهو الممد لجميع الانبياء والرسل سلام الله عليهم أجمعين والاقطاب من حين النشء الانسانى الى يوم القيامة قيل له صلى الله عليه وسلم متى كنت نبيا فقال صلى الله عليه وسلم وآدم بين الماء والطين وكان اسمه مداوى الكلوم فانه بجراحات الهوى خبير والرأى والدنيا والشيطان والنفس بكل لسان نبوى أو رسالى أو لسان الولاية وكان له نظر الى موضع ولادة جسمه بمكة والى الشام ثم صرف الآن نظره الى أرض كثيرة الحر واليبس لا يصل اليها أحد من بنى آدم بجسده الا أنه قد رآه بعض الناس من مكة فى مكانه من غير نقلة زويت له الارض فرآها وقد أخذ ناعن عنه علوما جمة بما خذ مختلفة ولهذا الروح المحمدى مظاهر فى العالم أكمل مظهره فى قطب الزمان وفى الافراد وفى ختم الولاية المحمدى وختم الولاية العامة الذى هو عيسى عليه السلام وهو المعبر عنه بمسكنه وسأذكر فيما بعد هذا الباب ان شاء الله ماله من كونه مداوى الكلوم من الاسرار وما انتشر عنه من العلوم ثم ظهر هذا السر بعد ظهور حال مداوى الكلوم فى شخص آخر اسمه المسلم للقضاء والقدر ثم انتقل الحكم منه الى مظهر الحق ثم انتقل من مظهر الحق الى الهائج ثم انتقل من الهائج الى شخص يسمى واضع الحكم وأظنه لقمان والله أعلم فانه كان فى زمان داود وما أمامه

www.maktabah.org

على يقين انه القمان ثم انتقل من واضع الحكم الى الكاتب ثم انتقل من الكاتب الى جامع الحكم واعرف لمن انتقل الامر من بعده وسأذكر فى هذا الكتاب اذا جاءت أسماء هؤلاء ما اختصوا به من العلوم ونذكر لكل واحد منهم مسئلة ان شاء الله و يجرى ذلك على لسانى فما أدرى ما يفعل الله بى و يكفى هذا القدر من هذا الباب والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء الثالث عشر +

•(بسم الله الرحمن الرحيم)•

﴿الباب الخامس عشر فى معرفة الانفاس ومعرفة أقطابها المحققين بها وأسرارهم هى﴾

علم الانفاس من نفسى • وهم الاعلون فى القدس
مصطفاهم سيد لسن • وحيه يأتيه فى الجرس
قلت للبواب حين رأى • ما أقاسيه من الحرس
قال ما تبغيه ياولدى • قلت قرب السيد الندس
من شفيعى للامام عسى • خطرة منه لمختلس
قال ما يعطى عوارفه • لغنى غير مبتئس

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نفس الرحمن يأتينى من قبل اليمن قيل ان الانصار نفس الله بهم عن نبيه صلى الله عليه وسلم ما كان فيه من مقاساة الكفار المشركين والانفاس روائح القرب الالهى فلما تنسمت مشام العارفين عرف هذه الانفاس وتوفرت الدواعى منهم الى طلب محقق ثابت القدم فى ذلك المقام ينبئهم بما فى طى ذلك المقام الاقدس وما جاءت به هذه الانفاس من العرف الانفس من الاسرار والعلوم بعد البحث بالهمم والتعرض لنفحات الكرم عرفوا بشخص الهى عنده السر الذى يطلبونه والعلم الذى يريدون تحصيله وأقامه الحق فيهم قطبا يدور عليه فلكهم واماما يقوم به ملكهم يقال له مداوى الكلوم فانتشر عنه فيهم من العلم والحكم والاسرار ما لا يحصرها كتاب وأول سر أطلع عليه الدهر الاول الذى عنه تكونت الدهور وأول فعل أعطى فعل ما تقتضيه روحانية السماء السابعة سماء كيوان فكان يصير الحديد فضة بالتدبير والصنعة ويصير الحديد ذهبا بالخاصية وهو سر عجيب ولم يطلب على هذا رغبة فى المال ولكن رغبة فى حسن المآل ليقف من ذلك على رتبة الكمال وانه مكتسب فى التكوين فان المرتبة الاولى من عقد الابخرة المعدنية بالحركات الفلكية والحرارة الطبيعية زئبقا وكبريتا وكل متكون فى المعدن فانه يطلب الغاية التى هو الكمال وهو الذهب لكن تطرأ عليه فى المعدن علل وأمراض من يبس مفرط أو رطوبة مفرطة أو حرارة أو برودة تخرجه عن الاعتدال فيؤثر فيه ذلك المرض صورة تسمى الحديد أو النحاس أو الاسرب أو غير ذلك من المعادن فاعطى هذا الحكيم معرفة العقاقير والادوية المزيل استعمالها تلك العلة الطارئة على شخصية هذا الطالب درجة الكمال من المعدنيات وهى الذهب فازالها فصح ومشى حتى لحق بدرجة الكمال ولكن لا يقوى فى الكمالية قوة الصحيح الذى ما دخل جسمه مرض فان الجسد الذى يدخله المرض بعيد ان يتخلص وينقى الخلوص الذى لا يشوبه كدر وهو الخلاص الاصلى كيحيى فى الانبياء وآدم عليهما السلام ولم يكن الغرض الا درجة الكمال الانسانى فى العبودية فان الله خلقه فى أحسن تقويم ثم رده الى أسفل سافلين الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات فابقوا على الصحة الاصلية وذلك انه فى طبيعتها كتسب علل الاعراض وأمراض الاغراض فأراد هذا الحكيم أن يرده الى أحسن تقويم الذى خلقه الله عليه فهذا كان قصد الشخص العاقل بمعرفة هذه الصنعة المسماة بالكيمياء وليست سوى معرفة المقادير والاوزان فان الانسان لما خلقه الله وهو آدم أصل هذه النشأة الانسانية والصورة الجسمية الطبيعية العنصرية ركب جسده من حار وبارد ورطب ويابس بل من بارد يابس وبارد رطب وحار رطب وحار يابس وهى الاخلاط الاربعة السوداء والبلغم والدم والصفراء كما هى فى جسم العالم الكبير النار والهواء والماء والتراب فخلق الله

جسم

www.maktabah.org

جسم آدم من طين وهو مزج الماء بالتراب ثم نفخ فيه نفساً وروحاً ولقد ورد في النبوّة الاولى في بعض الكتب المنزلة على نبي في بني اسرائيل ما أذكر نصه الآن فان الحاجة مست الى ذكره فان أصدق الاخبار ما روى عن الله تعالى فروينا عن مسلمة بن وضاح مسنداً اليه وكان من أهل قرطبة فقال قال الله في بعض ما أنزله على أنبياء بني اسرائيل اني خلقت يعني آدم من تراب وماء ونفخت فيه نفساً وروحاً فسويت جسده من قبل التراب ورطوبته من الماء وحرارته من النفس وبرودته من الروح قال ثم جعلت في الجسد بعد هذا أربعة أنواع أخر لا تقوم واحدة منهن الا بالاخرى وهي المرّتان والدم والبلغم ثم أسكنت بعضهن في بعض فجعلت مسكن اليبوسة في المرة السوداء ومسكن الحرارة في المرّة الصفراء ومسكن الرطوبة في الدم ومسكن البرودة في البلغم ثم قال جل ثناؤه فاي جسد اعتدلت فيه هذه الاخلاط كملت صحته واعتدلت بنيته فان زادت واحدة منهن على الأخرى وقهرتهن دخل السقم على الجسد بقدر ما زادت واذا كانت ناقصة ضعفت عن مقاومتهن فدخل السقم بغلبتهن اياها وضعفها عن مقاومتهن فعلم الطب أن يزيد في الناقص أو ينقص من الزائد طلب الاعتدال في كلام طويل عن الله تعالى ذكرناه في الموعظة الحسنة وكان هذا الامام من أعلم الناس بهذا النشء الطبيعي وما للعالم العلوي فيه من الآثار المودعة في أنوار الكواكب وسباحتها وهو الامر الذي أوحى الله في السموات وفي اقتراناتها وهبوطها وصعودها وأوجها وحضيضها قال تعالى وأوحى في كل سماء أمرها وقال في الارض وقدّر فيها أقواتها وكان لهذا الشخص فيما ذكرناه مجال رحب وباع متسع وقدم راسخة لكن ما تعدت قوته في النظر الفلك السابع من باب الذوق والحال لكن حصل له ما في الفلك المكوكب والاطلس بالكشف والاطلاع وكان الغالب عليه قلب الاعيان في زعمه والاعيان لا تنقلب عندنا جملة واحدة وكان هذا الشخص لا يبرح يسبح بروحانيته من حيث رصده ومكره مع المقابل في درجه ودقائقه وكان عنده من أسرار احياء الموات عجائب وكان مما خصه الله به انه ما حل بموضع قد أجدب الا أوجد الله فيه الخصب والبركة كما روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في خضر رضي الله عنه وقد سئل عن اسمه بخضر فقال صلى الله عليه وسلم ما قعد على فروة الا اهتزت تحته خضراء وكان هذا الامام له تلميذ كبير في المعرفة الذاتية وعلم القوّة وكان يتلطف باصحابه في التنبيه عليه ويستر عن عامة أصحابه ذلك خوفاً عليه منهم ولذلك سمى مداوى الكلوم كما استكتم يعقوب يوسف عليهما السلام حذراً عليه من اخوته وكان يشغل عامة أصحابه بعلم التدبير ومثل ذلك مما يشا كل هذا الفن من تركيب الارواح في الاجساد وتحليل الاجساد وتأليفها بخلع صورة عنها وخلع صورة عليها ليقفوا من ذلك على صنعة الله العليم الحكيم وعن هذا القطب خرج علم العالم وكونه انساناً كبيراً وان الانسان مختصره في الجرمية مضاهيه في المعنى فاخبر في الروح الذي أخذت منه ما أودعته في هذا الكتاب انه جمع أصحابه يوماً في دسكرة وقام فيهم خطيباً وكانت عليه مهابة فقال افهموا عني ما أرمزه لكم في مقامي هذا وفكروا فيه واستخرجوا كنزه وانساع زمانه في أيّ عالم هو واني لكم ناصح وما كل ما يدري يذاع فانه لكل علم أهل يختص بهم وما يمكن الانفراد ولا يسع الوقت فلا بدّ أن يكون في الجمع فطر مختلفة وأذهان غير مؤتلفة والمقصود من الجماعة واحد اياه أقصد بكلامي وبيده مفتاح رمزي ولكل مقام مقال ولكل علم رجال ولكل وارد حال فافهموا عني ما أقول وعوا ما تسمعون فبنور النور أقسمت وبروح الحياة وحياة الروح آليت اني عنكم لمنقلب من حيث جئت وراجع الى الاصل الذي عنه وجدت فقد طال مكثي في هذه الظلمة وضاق نفسي بترادف هذه الغمة واني سألت الرحلة عنكم وقد أذن لي في الرحيل فاثبتوا على كلامي فتعقلون ما أقول بعد انقضاء سنين عينها وذكر عددها فلا تبرحوا حتى آتيكم بعد هذه المدة وان برحتم فلتسرعوا الى هذا المجلس الكريم وان لطف معناه وغلب على الحرف معناه فالحقيقة الحقيقة والطريقة الطريقة فقد اشتركت الجنة والدنيا في اللبن والبناء وان كانت الواحدة من طين وتبن والاخرى من عسجد ولجين هذا ما كان من وصيته لبنيه وهذه مسئلة عظيمة رمزها وراح فمن عرفها استراح ولقد دخلت يوماً بقرطبة على قاضيها أبي الوليد بن رشد وكان يرغب في لقائي لما سمع وبلغه ما فتح الله به عليّ في خلوتي فكان يظهر التعجب مما سمع فبعثني والدي اليه في حاجة قصداً منه حتى يجتمع بي فانه كان من أصدقائه وأناصيّ ما بقل

www.maktabah.org

وجهى ولاطرّ شارب فعند ماد خلت عليه قام من مكانه الىّ محبة واعظاما فعانقنى وقال لى نعم قلت له نعم فزاد فرحه بى لفهمى عنه ثم انى استشعرت بما أفرحه من ذلك فقلت له لا فانقبض وتغير لونه وشك فيما عنده وقال كيف وجدتم الامر فى الكشف والفيض الالهى هل هو ما أعطاه لنا النظر قلت له نعم لا وبين نعم ولا تطير الارواح من موادّها والاعناق من أجسادها فاصفرّ لونه وأخذه الافكل وقعد يحوقل وعرف ما أشرت به اليه وهو عين هذه المسئلة التى ذكرها هذا القطب الامام أعنى مداوى الكلوم وطلب بعد ذلك من أبى الاجتماع بنا ليعرض ما عنده علينا هل هو يوافق أو يخالف فانه كان من أرباب الفكر والنظر العقلى فشكر الله تعالى الذى كان فى زمان رأى فيه من دخل خلوته جاهلا وخرج مثل هذا الخروج من غير درس ولا بحث ولا مطالعة ولا قراءة وقال هذه حالة أثبتناها وما رأينا لها أربابا فالحمد لله الذى أنا فى زمان فيه واحد من أربابها الفاتحين مغالق أبوابها والحمد لله الذى خصنى برؤيته ثم أردت الاجتماع به مرة ثانية فاقيم لى رحمه الله فى الواقعة فى صورة ضرب بينى و بينه فيها حجاب رقيق أنظر اليه منه ولا يبصرنى ولا يعرف مكانى وقد شغل بنفسه عنى فقلت انه غير مراد لما نحن عليه فما اجتمعت به حتى درج وذلك سنة خمس وتسعين وخمسمائة بمدينة مراكش ونقل الى قرطبة و بها قبره ولما جعل التابوت الذى فيه جسده على الدابة جعلت تواليفه تعادله من الجانب الآخر وأنا واقف ومعى الفقيه الاديب أبو الحسين محمد بن جبير كاتب السيد أبى سعيد وصاحبى أبو الحكم عمرو ابن السراج الناسخ فالتفت أبو الحكم الينا وقال ألا تنظرون الى من يعادل الامام ابن رشد فى مركوبه هذا الامام وهذه أعماله يعنى تواليفه فقال له ابن جبير يا ولدى نعم ما نظرت لا فض فوك فقيدتها عندى موعظة وتذكرة رحم الله جميعهم وما بقى من تلك الجماعة غيرى وقلنا فى ذلك

هذا الامام وهذه أعماله * ياليت شعرى هل أتت آماله

وكان هذا القطب مداوى الكلوم قد أظهر سرّ حركة الفلك وانه لو كان على غير هذا الشكل الذى أوجده الله عليه لم يصح أن يتكون شئ فى الوجود الذى تحت حيطته و بين الحكمة الالهية فى ذلك ليرى الالباب علم الله فى الاشياء وانه بكل شئ عليم لا اله الا هو العليم الحكيم وفى معرفة الذات والصفات علم ما أشار اليه هذا القطب فلو تحرك غير المستدير لما عمر الخلاء بحركته وكانت احياز كثيرة تبقى فى الخلاء فكان لا يتكون عن تلك الحركة تمام أمر وكان ينقص منه قدر ما نقص من عمارة تلك الاحياز بالحركة وذلك بمشيئة الله تعالى وحكمته الجارية فى وضع الاسباب وأخبر هذا القطب انّ العالم موجود ما بين المحيط والنقطة على مراتبهم وصغر أفلاكهم وعظمها وان الاقرب الى المحيط أوسع من الذى فى جوفه فيومه أكبر ومكانه أفسح ولسانه أفصح وهو الى التحقق بالقوّة والصفاء أقرب وما انحط الى العناصر نزل عن هذه الدرجة حتى الى كرة الارض وكل جزء فى كل محيط يقابل ما فوقه وما تحته بذاته لا بزيد واحد على الآخر شئ وان اتسع الواحد وضاق الآخر وهذا من ايراد الكبير على الصغير والواسع على الضيق من غير أن يوسع الضيق أو يضيق الواسع والكل ينظر الى النقطة بذواتهم والنقطة مع صغرها تنظر الى كل جزء من المحيط بها بذاتها فالمختصر المحيط والمختصر منه النقطة و بالعكس فانظر ولما انحط الامر الى العناصر حتى انتهى الى الارض كثر عكره مثل الماء فى الحب والزيت وكل مائع فى الدن ينزل الى أسفله عكره و يصفو أعلاه والمعنى فى ذلك ما يجده عالم الطبيعة من الحجب المانعة عن ادراك الانوار من العلوم والتجليات بكدورات الشهوات والشبهات الشرعية وعدم الورع فى اللسان والنظر والسماع والمطعم والمشرب والملبس والمركب والمنكح وكدورات الشهوات بالانكباب عليها والاستفراغ فيها وان كانت حلالا وانما لم يمنع نيل الشهوات فى الآخرة وهى أعظم من شهوات الدنيا من التجلى لان التجلى هناك على الابصار وليست الابصار بمحل للشهوات والتجلى هنا فى الدنيا انما هو على البصائر والبواطن دون الظاهر والبواطن محل الشهوات ولا يجتمع التجلى والشهوة فى محل واحد فلهذا اجتنح العارفون والزهاد فى هذه الدنيا الى التقليل من نيل شهواتها والشغل بكسب حطامها وهذا الامام هو الذى أعلم أصحابه ان ثم رجالا سبعة يقال لهم الابدال يحفظ الله بهم الاقاليم السبعة لكل بدل اقليم واليهم تنظر روحانيات السموات السبع ولكل شخص منهم قوة

من

www.maktabah.org

من روحانيات الانبياء الكائنين فى هذه السموات وهم ابراهيم الخليل يليه موسى يليه هرون يتلوه ادريس يتلوه يوسف يتلوه عيسى يتلوه آدم سلام الله عليهم أجمعين وأما يحيى فله تردد بين عيسى و بين هرون فينزل على قلوب هؤلاء الابدال انسب ثم من حقائق هؤلاء الانبياء عليهم السلام وتنظر اليهم هذه الكواكب السبعة بما أودع الله تعالى فى سباحتها فى أفلاكها و بما أودع الله فى حركات هذه السموات السبع من الاسرار والعلوم والآثار العلوية والسفلية قال تعالى وأوحى فى كل سماء أمرها فلهم فى قلوبهم فى كل ساعة وفى كل يوم بحسب ما يعطيه صاحب تلك الساعة وسلطان ذلك اليوم فكل أمر علمى يكون فى يوم الاحد فمن مادة ادريس عليه السلام وكل أثر علوى يكون فى ذلك اليوم فى عنصر الهواء والنار فمن سباحة الشمس ونظرها المودع من الله تعالى فيها وما يكون من أثر فى عنصر الماء والتراب فى ذلك اليوم فمن حركة الفلك الرابع وموضع هذا الشخص الذى يحفظه من الاقاليم الاقليم الرابع فما يحصل لهذا الشخص المخصوص من الابدال بهذا الاقليم من العلوم علم أسرار الروحانيات وعلم النور والضياء وعلم البرق والشعاع وعلم كل جسم مستنير ولماذا استنار وما المزاج الذى أعطاه هذا القبول مثل الحباحب من الحيوان وكاصول شجر التين من النبات وكحجر المهى والياقوت و بعض لحوم الحيوان وعلم الكمال فى المعدن والنبات والحيوان والانسان والملك وعلم الحركة المستقيمة حينما ظهرت فى حيوان أونبات وعلم معالم التأسيس وانفاس الانوار وعلم خلع الارواح المدبرات وايضاح الامور المبهمات وحل المشكل من المسائل الغامضة وعلم النغمات الفلكية والدولابية وأصوات آلات الطرب من الاوتار وغيرها وعلم المناسبة بينها و بين طبائع الحيوان وما للنبات منها وعلم ما اليه تنتهى المعانى الروحانية والروائح العطرية وما المزاج الذى عطرها ولماذا ترجع وكيف ينقلها الهواء الى الادراك الشمى وهل هو جوهر او عرض كل ذلك يناله و يعلمه صاحب ذلك الاقليم فى ذلك اليوم وفى سائر الايام فى ساعات حكم حركة ذلك الفلك وحكم ما فيه من الكواكب وما فيه من روحانية النبى ع هكذا الى تمام دورة الجمعة وكل أمر علمى يكون فى يوم الاثنين فمن روحانية آدم عليه السلام وكل أثر علوى فى عنصر الهواء والنار فمن سباحة القمر وكل أثر سفلى فى عنصر الماء والتراب فمن حركة فلك السماء الدنيا ولهذا الشخص الاقليم السابع فما يحصل لهذا البدل من العلوم فى نفسه فى يوم الاثنين وفى كل ساعة من ساعات أيام الجمعة مما يكون لهذا الفلك حكم فيها علم السعادة والشقاء وعلم الاسماء وما لها من الخواص وعلم المد والجزر والربو والنقص وكل أمر علمى يكون فى يوم الثلاثاء فمن روحانية هارون عليه السلام وكل أثر علوى فى عنصر النار والهواء فمن روحانية الاحمر وكل أثر سفلى فى ركن الماء والتراب فمن حركة الفلك الخامس ولهذا البدل من الاقاليم الاقليم الثالث فما يعطيه من العلوم فى هذا اليوم وفى ساعاته من الايام علم تدبير الملك وسياسته وعلم الحية والحماية وترتيب الجيوش والقتال ومكايد الحروب وعلم القرابين وذبح الحيوان وعلم أسرار أيام النحر وسريانه فى سائر البقاع وعلم الهدى والضلال وتمييز الشبهة من الدليل وكل أمر علمى يكون فى يوم الاربعاء فمن روحانية عيسى عليه السلام وهو يوم النور وكان له نظر الينا فى دخولنا فى هذا الطريق التى نحن اليوم عليها وكل أثر فى عنصر النار والهواء فمن روحانية سباحة الكاتب فى فلكه وكل أثر سفلى فى ركن الماء والتراب فمن حركة فلك السماء الثانية وللبدل صاحب هذا اليوم الاقليم السادس ومما يحصل له من العلوم فى هذا اليوم وفى ساعته من الايام علم الاوهام والالهام والوحى والآراء والاقيسة والرؤيا والعبادة والاختراع الصناعى والعطردة وعلم الغلط الذى يعلق بعين الفهم وعلم التعاليم وعلم الكتابة والآداب والزجر والكهانة والسحر والطلسمات والعزائم وكل أمر علمى يكون فى يوم الخميس فمن روحانية موسى عليه السلام وكل أثر علوى فى ركن النار والهواء فمن سباحة المشترى وكل أثر سفلى فى عنصر الماء والتراب فمن حركة فلكه ولهذا البدل من الاقاليم الاقليم الثانى ومما يحصل له من العلوم فى هذا اليوم وفى ساعاته من الايام علم النبات والنواميس وعلم أسباب الخير ومكارم الاخلاق وعلم القربات وعلم قبول الاعمال وأين ينتهى بصاحبها وكل أمر علمى يكون فى يوم الجمعة يكون لهذا الشخص الذى يحفظ الله به الاقليم الخامس فمن روحانية يوسف عليه السلام وكل أثر علوى يكون فى ركن النار والهواء فمن نظر كوكب الزهرة :

www.maktabah.org

وكل أثر سفلي في ركن الماء والارض فمن حركة فلك الزهرة وهو من الامر الذى أوحى الله فى كل سماء وهذه الآثار هى
الامر الالهى الذى يتنزل بين السماء والارض وهو فى كل مايتولد بينهما بين السماء بما ينزل منها وبين الارض بما تقبل
من هذا التنزول كما يقبل رحم الانثى الماء من الرجل للتكوين والهواء الرطب من الطير قال تعالى خلق سبع سموات
ومن الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن لتعلموا ان الله على كل شئ قدير والقدرة ما لها تعلق الا بالايجاد فعلمنا ان
المقصود بهذا التنزل انما هو التكوين ومما يحصل له من العلوم فى هذا اليوم وفى ساعاته من الايام علم التصوير من حضرة
الجمال والانس وعلم الاحوال وكل أمر علمى يكون فى يوم السبت لهذا البدل الذى له حفظ الاقليم الاول فمن
روحانية ابراهيم الخليل عليه السلام ومايكون فيه من أثر علوى فى ركن النار والهواء فمن حركة كوكب كيوان فى
فلكه وما كان من أثر فى العالم السفلى ركن الارض والماء فمن حركة فلكه يقول تعالى فى الكواكب السيارة كل فى
فلك يسبحون وقال تعالى وبالنجم هم يهتدون نخلقها للاهتداء بها ومما يحصل له من العلوم فى هذا اليوم وفى
ساعاته من باقى الايام ليلا ونهارا علم الثبات والتمكين وعلم الدوام والبقاء وعلم هذا الامام بمقامات هؤلاء الابدال
وهجيراهم وقال ان مقام الاول وهجيره ليس كمثله شئ وسبب ذلك كون الاولية له اذ لو تقدم له مثل لما صحت له
الاولية فذكره مناسب لمقامه ومقام الشخص الثانى فى هجيره لنفد البحر قبل أن تنفد كلمات ربى وهو مقام العلم
الالهى وتعلقه لاينتهى وهو الثانى من الاوصاف فان أول الاوصاف الحياة ويليه العلم وهجير الشخص الثالث ومقامه
وفى أنفسكم أفلا تبصرون وهى المرتبة الثالثة فان الآيات الاول هى الاسماء الالهية والآيات الثوانى فى الآفاق والآيات التى
تلى الثوانى فى أنفسنا قال تعالى سنريهم آياتنا فى الآفاق وفى أنفسهم فلهذا اختص بهذا الهجير الثالث من الابدال
ومقام الرابع فى هجيره ياليتنى كنت ترابا وهو الركن الرابع من الاركان الذى يطلب المركز عند من يقول به فليس
لنقطة الاكرة أقرب من الارض وتلك النقطة كانت سبب وجود المحيط فهو يطلب القرب من الله موجد الاشياء ولا
يحصل الا بالتواضع ولا أنزل فى التواضع من الارض وهى منابع العلوم وتفجر الانهار وكل ماينزل من المعصرات فانما هو
من بخارات الرطوبات التى تصعد من الارض فمنها تتفجر العيون والانهار ومنها تخرج البخارات الى الجو فتستحيل
ماء فينزل غيثا فلهذا اختص الرابع بالرابع من الاركان ومقام الخامس فاسألوا أهل الذكر ان كنتم لاتعلمون ولا
يسأل الا المولود فانه فى مقام الطفولة من الطفل وهو النداء قال تعالى أخرجكم من بطون أمهاتكم لاتعلمون شيأ فلا
يعلم حتى يسأل فالولد فى المرتبة الخامسة لان أمهاته أربعة وهى الاركان فكان هو العين الخامسة فلهذا كان السؤال
هجير البدل الخامس من بين الابدال وأما مقام السادس فهجيره أفوض أمرى الى الله وهى المرتبة السادسة
فكانت للسادس وانما كانت السادسة له لانه فى المرتبة الخامسة كما ذكرنا يسأل وقد كان لايعلم فعندما سأل علم ولما علم
تحقق تعلمه ربه ففوض أمره اليه لانه علم ان أمره ليس بيده منه شئ وان الله يفعل مايريد فقال قد علمت ان الله
لما ملكنى أمرى وهو يفعل مايريد علمت ان التفويض فى ذلك أرجع لى فلذلك اتخذه هجيرا ومقام السابع
انا عرضنا الامانة وذلك ان لها الرتبة السابعة وكان أيضا تكوين آدم المعبر عنه بالانسان فى الرتبة السابعة فانه عن
عقل ثم نفس ثم هباء ثم فلك ثم فاعلان ثم منفعلان فهذه ستة ثم تكون الانسان الذى هو آدم فى الرتبة السابعة
ولما كان وجود الانسان فى السنبلة ولها من الزمان فى الدلالة سبعة آلاف سنة فوجد الانسان فى الرتبة السابعة من
المدة فاحمل الامانة الا من تحقق بالسبعة وكان هذا هو السابع من الابدال فلذلك اتخذ هجيراه هذه الآية فهذا قد بينا لك
مراتب الابدال وأخبرت ان هذا القطب الذى هو مداوى الكلوم كان فى زمان حبسه فى هيكله وولايته فى العالم اذا
وقف وقف لوقفته سبعون قبيلة كلهم قد ظهرت فيهم المعارف الالهية وأسرار الوجود وكان ابدا لايتعدى كلامه السبعة
ومكث زمانا طويلا فى أصحابه وكان يعين فى زمانه من أصحابه شخصا فاضلا كان أقرب الناس اليه مجلسا كان اسمه
المستنبل فلما درج هذا الامام ولى مقامه فى القطبية المستنبل وكان غالب علمه علم الزمان وهو علم شريف منه يعرف
الازل ومنه ظهر قوله عليه السلام كان الله ولا شئ معه وهذا علم لايعلمه الا الافراد من الرجال وهو المعبر عنه بالدهر الاول

www.maktabah.org

ودهر الدهور وعن هذا الازل وجد الزمان وبه تسمى الله بالدهر وهو قوله عليه السلام لاتسبوا الدهر فان الله هو الدهر والحديث صحيح ثابت ومن حصل له علم الدهر لم يقف فى شئ ينسبه الى الحق فان له الاتساع الاعظم ومن هذا العلم تعددت المقالات فى الاله ومنه اختلفت العقائد وهذا العلم يقبلها كلها ولا يرد منها شيأ وهو العلم العام وهو الظرف الالهى وأسراره عجيبة ماله عين موجودة وهو فى كل شئ حاكم يقبل الحق نسبته ويقبل الكون نسبته هو سلطان الاسماء كلها المعينة والمغيبة عنا فكان لهذا الامام فيه اليد البيضاء وكان له من علمه بدهر الدهور علم حكمة الدنيا فى لعبها باهلها ولم يسمى لعبا والله أوجده وكثيرا ماينسب اللعب الى الزمان فيقال لعب الزمان باهله وهو متعلق السابقة وهو الحاكم فى العاقبة وكان هذا الامام يذم الكسب ولا يقول به مع معرفته بحكمته ولكن كان يرقى بذلك هم أصحابه عن التعلق بالوسائط أخبرت انه ما مات حتى علم من أسرار الحق فى خلقه ستة وثلاثين ألف علم وخمسمائة علم من العلوم العلوية خاصة ومات رحمه الله وولى بعده شخص فاضل اسمه مظهر الحق عاش مائة وخمسين سنة ومات وولى بعده الهائج وكان كبير الشان ظهر بالسيف عاش مائة وأربعين سنة مات مقتولا فى غزاة كان الغالب على حاله من الاسماء الالهية القهار ولما قتل ولى بعده شخص يقال له لقمان والله أعلم وكان يلقب واضع الحكم عاش مائة وعشرين سنة كان عارفا بالترتيب والعلوم الرياضية والطبيعية والالهية وكان كثير الوصية لاصحابه فان كان هو لقمان فقد ذكر الله لنا ما كان يوصى به ابنه مما يدل على رتبته فى العلم بالله وتحريضه على القصد والاعتدال فى الاشياء فى عموم الاحوال ولما مات رحمه الله وكان فى زمان داود عليه السلام ولى بعده شخص اسمه الكاسب وكانت له قدم راسخة فى علم المناسبات بين العالمين والمناسبة الالهية التى وجد لها العالم على هذه الصورة التى هو عليها كان هذا الامام اذا أراد اظهار أثر ما فى الوجود نظر فى نفسه الى المؤثر فيه من العالم العلوى نظرة مخصوصة على وزن معلوم فيظهر ذلك الاثر من غير مباشرة ولا حيلة طبيعية وكان يقول ان الله أودع العلم كله فى الافلاك وجعل الانسان مجموع رقائق العالم كله فمن الانسان الى كل شئ فى العالم رقيقة ممتدة من تلك الرقيقة يكون من ذلك الشئ فى الانسان ما أودع الله عند ذلك الشئ من الامور التى أمنه الله عليها ليؤديها الى هذا الانسان وبتلك الرقيقة يحرك الانسان العارف ذلك الشئ لما يريده فما من شئ فى العالم الا وله أثر فى الانسان وللانسان أثر فيه فكان لهذا كشف هذه الرقائق ومعرفتها وهى مثل أشعة النور عاش هذا الامام ثمانين سنة ولما مات ورثه شخص يسمى جامع الحكم عاش مائة وعشرين سنة له كلام عظيم فى أسرار الابدال والشيخ والتلميذ وكان يقول بالاسباب وكان قد أعطى أسرار النبات وكان له فى كل علم يختص باهل هذا الطريق قدم وفيما ذكرناه فى هذا الباب غنية والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب السادس عشر﴾

فى معرفة المنازل السفلية والعلوم الكونية ومبدأ معرفة الله منها ومعرفة الاوتاد والابدال ومن تولاهم من الارواح العلوية وترتيب افلاكها

علم الكثائف اعلام مرتبة * هى الدليل على المطلوب للرسل
وهى التى حجبت أسرار ذى عمه * وهى التى كشفت معالم السبل
لها من العالم العلوى سبعته * من الهلال وخذ علوا الى زحل
لولا الذى أوجد الاوتاد أربعة * رسى بها الارض فابرزت من الميل
لما استقر عليها من يكون بها * فاعجب له مثلا ناهيك من مثل

اعلم أيدك الله انا قد ذكرنا فى الباب الذى قبل هذا منازل الابدال ومقاماتهم ومن تولاهم من الارواح العلوية وترتيب افلاكها وما للنيرات فيهم من الآثار وما لهم من الاقاليم فلنذكر فى هذا الباب ما بقى مما ترجمت عليه المنازل السفلية هنا عبارة عن الجهات الاربع التى يأتى منها الشيطان الى الانسان وسميناها سفلية لان الشيطان من عالم السفل فلا يأتى الى الانسان الا من المنازل التى تناسبه وهى اليمين والشمال والخلف والامام قال تعالى ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن

www.maktabah.org

خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم ويستعين على الانسان بالطبع فانه المساعد له فيما يدعوه اليه من اتباع الشهوات فامر الانسان أن يقاتله من هذه الجهات وأن يحصن هذه الجهات بما أمره الشرع أن يحصنها به حتى لا يجد الشيطان الى الدخول اليه منها سبيلا فان جاءك من بين يديك وطردته لاحت لك من العلوم علوم النور منة من الله عليك وجزاء حيث آثرت جناب الله على هواك وعلوم النور على قسمين علوم كشف وعلوم برهان بصحيح فكر فيحصل له من طريق البرهان ما يرد به الشبه المضلة القادحة فى وجود الحق وتوحيده وأسمائه وأفعاله فبالبرهان يرد على المعطلة ويدل على اثبات وجود الاله وبه يرد على أهل الشرك الذين يجعلون مع الله الها آخر ويدل على توحيد الاله من كونه الها وبه يرد على من ينفى أحكام الاسماء الالهية وصحة آثارها فى الكون ويدل على اثباتها بالبرهان السمعى من طريق الاطلاق وبالبرهان العقلى من طريق المعانى وبه يرد على نفاة الافعال من الفلاسفة ويدل على انه سبحانه فاعل وان المفعولات مرادة له سمعا وعقلا وأما علوم الكشف فهو ما يحصل له من المعارف الالهية فى التجليات فى المظاهر وان جاءك من خلفك وهو ما يدعوك اليه أن تقول على الله ما لا تعلم وتدعى النبوة والرسالة وان الله قد أوحى اليك وذلك ان الشيطان انما ينظر فى كل ملة كل صفة علق الشارع المذمة عليها فى تلك الامة فيأمرك بها وكل صفة علق المحمدة عليها نهاك عنها هذا على الاطلاق والملك على النقيض منه يأمرك بالمحمود منها وينهاك عن المذموم فاذا طردته من خلفك لاحت لك علوم الصدق ومنازله وأين ينتهى بصاحبه كما قال تعالى فى مقعد صدق الا ان ذلك صدقهم هو الذى أقعدهم ذلك المقعد عند مليك مقتدر فان الاقتدار يناسب الصدق فان معناه القوى يقال رمح صدق أى صلب قوى ولما كانت القوة صفة هذا الصادق حيث قوى على نفسه فلم يتزين بما ليس له والتزم الحق فى أقواله وأحواله وأفعاله وصدق فيها أقعده الحق عند مليك مقتدر أى أطلعه على القوة الالهية التى أعطته القوة فى صدقه الذى كان عليه فان الملك هو الشديد أيضا فهو مناسب للمقتدر قال قيس بن الحطيم يصف طعنة

ملكت بها كفى فانهرت فتقها * يرى قائم من دونها ما وراءها

أى شددت كفى بها يقال ملكت العجين اذا شددت عجنه فيحصل لك اذا خالفته فى هذا الامر الذى جاءك به علم تعلق الاقتدار الالهى بالايجاد وهى مسئلة خلاف بين أهل الحقائق من أصحابنا ويحصل لك علم العصمة والحفظ الالهى حتى لا يؤثر فيك وهمك ولا غيرك فتكون خالصا لربك وان جاءك من جهة اليمين فقويت عليه ودفعته فانه اذا جاءك من هذه الجهة الموصوفة بالقوة فانه يأتى اليك ليضعف ايمانك ويقينك ويلقى عليك شبها فى أدلتك ومكاشفاتك فانه له فى كل كشف يطلعك الحق عليه أمرا من عالم الخيال ينصبه لك مشابها للحال الذى أنت به فى وقتك فان لم يكن لك علم قوى بما تميز به بين الحق وما يخيله لك فتكون موسوى المقام والا التبس عليك الامر كما خيلت السحرة للعامة ان الحبال والعصى حيات ولم تكن كذلك وقد كان موسى عليه السلام لما ألقى عصاه فكانت حية تسعى خاف منها على نفسه على مجرى العادة وانما قدم الله بين يديه معرفة هذا قبل جمع السحرة ليكون على يقين من الله انها آية وانها لا تضره وكان خوفه الثانى عندما ألقت السحرة الحبال والعصى فصارت حيات فى أبصار الحاضرين على الامة لئلا يلتبس عليهم الامر فلا يفرقون بين الخيال والحقيقة أو بين ما هو من عند الله وبين ما ليس من عند الله فاختلف تعلق الخوفين فانه عليه السلام على بينة من ربه فقوى الجاش بما تقدم له اذ قيل له فى الالقاء الاول خذها ولا تخف سنعيدها سيرتها الاولى أى ترجع عصا كما كانت فى عينك فأخفى تعالى العصا فى روحانية الحية البرزخية فتلقفت جميع حيات السحرة المتخيلة فى عيون الحاضرين فلم يبق لتلك الحبال والعصى عين ظاهرة فى أعينهم وهى ظهور حجته على حججهم فى صور حبال وعصى فأبصرت السحرة والناس حبال السحرة وعصيهم التى ألقوها حبالا وعصيا فهذا كان تلقفها الا انها انعدمت الحبال والعصى اذ لو انعدمت لدخل عليهم التلبيس فى عصا موسى وكانت الشبهة تدخل عليهم فلما رأى الناس الحبال حبالا علموا أنها مكيدة طبيعية يعضدها قوة كيدية روحانية فتلقفت عصا موسى صور الحيات من الحبال والعصى كما يبطل كلام الخصم اذا كان على غير حق أن يكون حجة لا ان ما أتى به ينعدم بل يبقى محفوظا معقولا

www.muktabah.org

عند السامعين و بزول عندهم كونه حجة فلما علمت السحرة قدر ما جاء به موسى من قوة الحجة وانه خارج عما جاؤا به وتحققت شفوف ما جاء به على ما جاؤا به ورأوا خوفه علموا ان ذلك من عند الله ولو كان من عنده لم يخف لانه يعلم ما يجرى فآيته عند السحرة خوفه وآيته عند الناس تلقف عصاه فآمنت السحرة قيل كانوا ثمانين ألف ساحر وعلموا ان أعظم الآيات فى هذا الموطن تلقف هذه الصور من أعين الناظرين وابقاء صورة حية عصا موسى فى أعينهم والحال عندهم واحدة فعلموا صدق موسى فيما يدعوهم اليه وان هذا الذى أتى به خارج عن الصور والحيل المعلومة فى السحر فهو أمر الهى ليس لموسى عليه السلام فيه تعمل فصدقوا برسالته على بصيرة واختاروا عذاب فرعون على عذاب الله وآثروا الآخرة على الدنيا وعلموا من علمهم بذلك ان الله على كل شئ قدير وأن الله قد أحاط بكل شئ علما وان الحقائق لا تتبدل وأن عصا موسى مبطونة فى صورة الحية عن أعين الجميع وعن الذى ألقاها بخوفه الذى شهدوا منه فهذه فائدة العلم وان جاءك الشيطان من جهة الشمال بشبهات التعطيل أو وجود الشريك لله تعالى فى الوهيته فطردته فان الله يقويك على ذلك بدلائل التوحيد وعلم النظر فان الخلف للمعطلة ودفعهم بضرورة العلم الذى يعلم به وجود البارى فالخلف للتعطيل والشمال للشرك واليمين للضعف ومن بين أيديهم التشكيك فى الحواس ومن هنا دخل التلبيس على السوفسطائية حيث أدخل لهم الغلط فى الحواس وهى التى يستند اليها أهل النظر فى صحة أدلتهم والى البديهيات فى العلم الالهى وغيره فلما أظهر لهم الغلط فى ذلك قالوا ما ثم علم أصلا يوثق به فان قيل لهم فهذا علم بأنه ما ثم علم فما مستندكم وأنتم غير قائلين به قالوا وكذلك نقول ان قولنا هذا ليس بعلم وهو من جملة الاغاليط يقال لهم فقد علمتم ان قولكم هذا ليس بعلم وقولكم ان هذا أيضا من جملة الاغاليط اثبات ما نفيتموه فادخل عليهم الشبه فيما يستندون اليه فى تركيب مقدماتهم فى الادلة و يرجعون اليه فيها ولهذا عصمنا الله من ذلك فلم يجعل للحس غلطا جملة واحدة وان الذى يدركه الحس حق فانه موصل ما هو حاكم بل شاهد وانما العقل هو الحاكم والغلط منسوب الى الحاكم فى الحكم ومعلوم عند القائلين بغلط الحس وغير القائلين به ان العقل يغلط اذا كان النظر فاسدا أعنى نظر الفكر فان النظر ينقسم الى صحيح وفاسد فهذا هو من بين أيديهم ثم لتعلم أن الانسان قد جعله الحق قسمين فى ترتيب مدينة بدنه وجعل القلب بين القسمين منه كالفاصل بين الشيئين فجعل فى القسم الاعلى الذى هو الرأس جميع القوى الحسية والروحانية وما جعل فى النصف الآخر من القوى الحساسة الا حاسة اللمس فيدرك الخشن واللين والحار والبارد والرطب واليابس بروحه الحساس من حيث هذه القوة الخاصة السارية فى جميع بدنه لا غير ذلك وأما من القوى الطبيعية المتعلقة بتدبير البدن فالقوة الجاذبة و بها تجذب النفس الحيوانية ما به صلاح العضو من الكبد والقلب والقوة الماسكة و بها تمسك ما جذبته الجاذبة على العضو حتى يأخذ منه ما فيه منافعه فان قلت فاذا كان المقصود المنفعة فمن أين دخل المرض على الجسد فاعلم ان المرض من الزيادة على ما يستحقه من الغذاء أو النقص عما يستحقه فهذه القوة ما عندها ميزان الاستحقاق فاذا جذبت زائدا على ما يحتاج اليه البدن أو نقصت عنه كان المرض فان حقيقتها الجذب ما حقيقتها الميزان فاذا أخذته على الوزن الصحيح فذلك لها بحكم الاتفاق ومن قوة أخرى لا بحكم القصد وذلك ليعلم المحدث نقصه وان الله يفعل ما يريد وكذلك فيه أيضا القوة الدافعة و بها يعرق البدن فان الطبيعة ما هى دافعة بمقدار مخصوص لانها تجهل الميزان وهى محكومة لامر آخر من فضول تطرأ فى المزاج تعطيها القوة الشهوانية وكذلك أيضا هذا كله سار فى جميع البدن علوا وسفلا وأما سائر القوى فمحلها النصف الاعلى وهو النصف الاشرف محل وجود الحياتين حياة العلم وحياة النفس فأى عضو مات من هذه الاعضاء زالت عنه القوى التى كانت فيه من المشروط وجودها بوجود الحياة وما لم يمت العضو وطرأ على محل قوة ما خلل فان حكمها يفسد و يتخبط ولا يعطى علما صحيحا كمحل الخيال اذا طرأت فيه علة فالخيال لا يبطل وانما يبطل قبول الصحة فيما يراه علما وكذلك العقل وكل قوة روحانية وأما القوى الحسية فهى أيضا موجودة لكن تطرأ أحجب بينها وبين مدركاتها فى العضو القائمة به من ماء ينزل فى العين وغير ذلك وأما القوى ففى محالها ما زالت ولا برحت ولكن الحجب طرأت فمنعت فالاعمى يشاهد الحجاب ويراه وهو الظلمة التى يجدها فهى ظلمة الحجاب فشهد الحجاب وكذلك ذائق

www.maktabah.org

العسل والسكر اذا وجده مرا فالمباشر للعضو القائم به قوة الذوق انما هو المرة الصفراء فلذلك أدرك المرارة فالحس يقول أدركت مرارة والحاكم ان أخطأ يقول هذا السكر مر وان أصاب عرف العلة فلم يحكم على السكر بالمرارة وعرف ما أدركت القوة وعرف ان الحس الذى هو الشاهد مصيب على كل حال وان القاضى يخطئ ويصيب

﴿فصل﴾ وأما معرفة الحق من هذا المنزل فاعلم ان السكون لا تعلق له بعلم الذات أصلا وانما متعلقه العلم بالمرتبة وهو مسمى الله فهو الدليل المحفوظ الاركان السادعلى معرفة الاله وما يجب أن يكون عليه سبحانه من أسماء الافعال ونعوت الجلال وبأية حقيقة يصدر السكون من هذه الذات المنعوتة بهذه المرتبة المجهولة العين والكيف وعندنا الخلاف فى انها لا تعلم بل يطلق عليها نعوت تنزيه صفات الحدث وان القدم لها والازل الذى يطلق لوجودها انما هى أسماء تدل على سلوب من نفى الاولية وما يليق بالحدوث وهذا يخالفنا فيه جماعة من المتكلمين الاشاعرة ويتخيلون انهم قد علموا من الحق صفة نفسية ثبوتية وهيهات انى لهم بذلك وأخذت طائفة ممن شاهدناهم من المتكلمين كابى عبدالله الكتانى وأبى العباس الاشقر والضرير السلاوى صاحب الارجوزة فى علم الكلام على أبى سعيد الخراز وأبى حامد وأمثالهما فى قولهم لا يعرف الله الا الله وانما اختلف أصحابنا فى رؤية الله تعالى اذا رأيناه فى الدار الآخرة بالابصار ما الذى نرى وكلامهم فيه معلوم عند أصحابنا وقد أوردنا تحقيق ذلك فى هذا الكتاب مفرقا فى أبواب منازله وغيرها بطريق الايماء لا بالتصريح فانه مجال ضيق تقف العقول فيه لمناقضة أدلتها فهو الرائى سبحانه على الوجه الذى قاله وقاله رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى ما أراده من ذلك فان الناظرين فيما قاله وأوحى به اليه اختلفوا فى تأويله وليس بعض الوجوه باولى من بعض فتركنا الخوض فى ذلك اذ الخلاف فيه لا يرتفع من العالم لكلامنا ولا لما نورده فيه

﴿فصل﴾ وأما حديث الاوتاد الذى يتعلق معرفتهم بهذا الباب فاعلم ان الاوتاد الذين يحفظ الله بهم العالم أربعة لا خامس لهم وهم أخص من الابدال والامامان أخص منهم والقطب هو أخص الجماعة والابدال فى هذا الطريق لفظ مشترك يطلقون الابدال على من تبدلت أوصافه المذمومة بالمحمودة ويطلقونه على عدد خاص وهم أربعون عند بعضهم لصفة يجتمعون فيها ومنهم من قال عددهم سبعة والذين قالوا سبعة منهم من السبعة الابدال خارجين عن الاوتاد متميزين ومنهم من قال ان الاوتاد الاربعة من الابدال فالابدال سبعة ومن هذه السبعة أربعة هم الاوتاد واثنان هما الامامان وواحد هو القطب وهذه الجملة هم الابدال وقالوا سموا ابدالا لكونهم اذا مات واحد منهم كان الآخر بدله ويؤخذ من الاربعين واحد وتكمل الاربعون بواحد من الثلاثمائة وتكمل الثلاثمائة بواحد من صالحى المؤمنين وقيل سموا ابدالا لانهم أعطوا من القوة أن يتركوا ابدالهم حيث يريدون لامر يقوم فى نفوسهم على علم منهم فان لم يكن على علم منهم فليس من أصحاب هذا المقام فقد يكون من صلحاء الامة وقد يكون من الافراد وهؤلاء الاوتاد الاربعة لهم مثل ما للابدال الذين ذكرناهم فى الباب قبل هذا روحانية الهية وروحانية ألية فمنهم من هو على قلب آدم والآخر على قلب ابراهيم والآخر على قلب عيسى والآخر على قلب محمد عليهم السلام فمنهم من تمده روحانية اسرافيل وآخر روحانية ميكائيل وآخر روحانية جبريل وآخر روحانية عزرائيل ولكل وتد ركن من أركان البيت فالذى على قلب آدم عليه السلام له الركن الشامى والذى على قلب ابراهيم له الركن العراقى والذى على قلب عيسى عليه السلام له الركن اليمانى والذى على قلب محمد صلى الله عليه وسلم له ركن الحجر الاسود وهو لنا بحمد الله وكان بعض الاركان فى زماننا الربيع بن محمود المارديني الحطاب فلما مات خلفه شخص آخر وكان الشيخ أبو على الهوارى قد أطلعه الله عليهم فى كشفه قبل أن يعرفهم وتحقق صورهم فما مات حتى أبصر منهم ثلاثة فى عالم الحس أبصر ربيعا المارديني وأبصر الآخر وهو رجل فارسى وأبصرنا ولازمنا الى ان مات سنة تسع وتسعين وخمسمائة أخبرنى بذلك وقال لى ما أبصرت الرابع وهو رجل حبشى واعلم ان هؤلاء الاوتاد يحوون على علوم جمة كثيرة فالذى لابد لهم من العلم به وبه يكونون أوتادا فازاد من العلوم فمنهم من له خمسة عشر علما ومنهم من له ولابد ثمانية عشر علما ومنهم من له أحد وعشرون علما ومنهم من له أربعة وعشرون علما فان أصناف العدد كثيرة هذا العدد من أصناف العلوم لكل واحد

www.maktaban.org

منهم

منهم لابدله منه وقد يكون الواحد أو كلهم يجمع أو يجمعون علم الجماعة وزيادة ولكن الخاص لكل واحد منهم ماذكرنا من العدد فهو شرط فيه وقد لا يكون له ولا لواحد منهم علم زائد لا من الذى عند أصحابه ولا مما ليس عندهم فمنهم من له الوجه وهو قوله تعالى عن ابليس ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم ولكل جهة وتد يشفع يوم القيامة فيمن دخل عليه ابليس من جهته فالذى له الوجه له من العلوم علم الاصطلام والوجد والشوق والعشق وغامضات المسائل وعلم النظر وعلم الرياضة وعلم الطبيعة والعلم الالهى وعلم الميزان وعلم الانوار وعلم السبحات الوجهية وعلم المشاهدة وعلم الفناء وعلم تسخير الارواح وعلم استنزال الروحانيات العلى وعلم الحركة وعلم ابليس وعلم المجاهدة وعلم الحشر وعلم النشر وعلم موازين الاعمال وعلم جهنم وعلم الصراط والذى له الشمال له علم الاسرار وعلم الغيوب وعلم الكنوز وعلم النبات وعلم المعدن وعلم الحيوان وعلم خفيات الامور وعلم المياه وعلم التكوين وعلم التلوين وعلم الرسوخ وعلم الثبات وعلم المقام وعلم القدم وعلم الفصول المقومة وعلم الاعيان وعلم السكون وعلم الدنيا وعلم الجنة وعلم الخلود وعلم التقلبات والذى له اليمين له علم البرازخ وعلم الارواح البرزخية وعلم منطق الطير وعلم لسان الرياح وعلم التنزل وعلم الاستحالات وعلم الزجر وعلم مشاهدة الذات وعلم تحريك النفوس وعلم الميل وعلم المعراج وعلم الرسالة وعلم الكلام وعلم الانفاس وعلم الاحوال وعلم السماع وعلم الحيرة وعلم الهوى والذى له الخلف له علم الحياة وعلم الاحوال المتعلقة بالعقائد وعلم النفس وعلم التجلى وعلم المنصات وعلم النكاح وعلم الرحمة وعلم التعاطف وعلم التودد وعلم الذوق وعلم الشرب وعلم الرى وعلم جواهر القرآن وعلم درر الفرقان وعلم النفس الامارة فكل شخص كما ذكرنا لابد له من هذه العلوم فما زاد على ذلك فذلك من الاختصاص الالهى فهذا قد بينا مراتب الاوتاد وكما فى الباب الذى قبله بينا ما يختص به الابدال وبينا فى فصل المنازل من هذا الكتاب ما يختص به القطب والامامان مستوفى الاصول فى باب يخصه وهو السبعون ومائتان من أبواب هذا الكتاب والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب السابع عشر فى معرفة انتقال العلوم الكونية ونبذ من العلوم الالهية المدة الاعيانية﴾

علوم الكون تنتقل انتقالا * وعلم الوجه لا يرجو زوالا
فتثبتها وتنفيها جميعا * وتقطع نجددها حالا فحالا
الهى كيف يعلمكم سواكم * ومثلك من تبارك أو تعالى
الهى كيف يعلمكم سواكم * وهل غير يكون لكم مثالا
ومن طلب الطريق بلا دليل * الهى لقد طلب المحالا
الهى كيف تهواكم قلوب * وما ترجو التألف والوصالا
الهى كيف يعرفكم سواكم * وهل شئ سواكم لا ولالا
الهى كيف تبصركم عيون * ولست النيرات ولا الظلالا
الهى لا أرى نفسى سواكم * وكيف أرى المحال أو الضلالا
الهى أنت أنت وانّ انى * ليطلب من انايتك النوالا
لفقر قام عندى من وجودى * تولد من غناك فكان حالا
وأطلعنى ليظهرنى اليه * ولم يرنى سواه فكنت آلا
ومن قصد السراب يريد ماء * يرى عين الحياة به زلالا
أنا الكون الذى لاشئ مثلى * ومن أنا مثله قبل المثالا
وذا من أعجب الاشياء فانظر * عساك ترى بما قلنا استحالا
فما فى الكون غير وجود فرد * تنزه أن يقاوم أو ينالا

www.maktabah.org

اعلم أيدك الله ان كل ما فى العالم متنقل من حال الى حال فعالم الزمان فى كل زمان متنقل وعالم الانفاس فى كل نفس وعالم التجلى فى كل تجل والعلة فى ذلك قوله تعالى كل يوم هو فى شأن وأيده قوله تعالى سنفرغ لكم أيها الثقلان وكل انسان يجد من نفسه تنوع الخواطر فى قلبه فى حركاته وسكناته فما من تقلب يكون فى العالم الاعلى والاسفل الا وهو عن توجه الهى بتجل خاص لتلك العين فيكون استناده من ذلك التجلى بحسب ما تعطيه حقيقته واعلم ان المعارف الكونية منها علوم مأخوذة من الاكوان ومعلوماتها أكوان وعلوم تؤخذ من الاكوان ومعلوماتها نسب والنسب ليست باكوان وعلوم تؤخذ من الاكوان ومعلومها ذات الحق وعلوم تؤخذ من الحق ومعلومها الاكوان وعلوم تؤخذ من النسب ومعلومها الاكوان وهذه كلها تسمى العلوم الكونية وهى تنتقل بانتقال معلوماتها فى أحوالها وصورة انتقالها أيضا ان الانسان يطلب ابتداء معرفة كون من الاكوان أو يتخذ دليلا على مطلوب كونا من الاكوان فاذا حصل له ذلك المطلوب لاح له وجه الحق فيه ولم يكن ذلك الوجه مطلوبا له فتعلق به هذا الطالب وترك قصده الاول وانتقل العلم بطلب ما يعطيه ذلك الوجه فمنهم من يعرف ذلك ومنهم من هو حاله هذا ولا يعرف ما انتقل عنه ولا ما انتقل اليه حتى ان بعض أهل الطريق زل فقال اذا رأيتم الرجل يقيم على حال واحدة أربعين يوما فاعلموا انه مراء فيا عجبا وهل تعطى الحقائق أن يبقى أحد نفسين أو زمانين على حال واحدة فتكون الالوهية معطلة الفعل فى حقه هذا ما لا يتصور الا ان هذا العارف لم يعرف ما يراد بالانتقال بكون الانتقال كان فى الامثال فكان ينتقل مع الانفاس من الشئ الى مثله فالتبست عليه الصورة بكونه ما تغير عليه من الشخص حاله الاول فى تخيله كما يقال فلان ما زال اليوم ماشيا وما قعد ولا شك ان المشى حركات كثيرة متعددة وكل حركة ما هى عين الاخرى بل هى مثلها وعلمك ينتقل بانتقالها فتقول ما تغير عليه الحال وكم تغيرت عليه من الاحوال

﴿فصل﴾ وأما انتقالات العلوم الالهية فهو الاسترسال الذى ذهب اليه أبو المعالى امام الحرمين والتعلقات التى ذهب اليها محمد بن عمر بن الخطيب الرازى وأما أهل القدم الراسخة من أهل طريقنا فلا يقولون بهذه الانتقالات فان الاشياء عند الحق مشهودة معلومة الاعيان والاحوال على صورها التى تكون عليها ومنها اذا وجدت أعيانها الى ما لا يتناهى فلا يحدث تعلق على مذهب ابن الخطيب ولا يكون استرسال على مذهب امام الحرمين رضى الله عن جميعهم والدليل العقلى الصحيح يعطى ما ذهبنا اليه وهذا الذى ذكره أهل الله ووافقناهم عليه يعطيه الكشف من المقام الذى وراء طور العقل فصدق الجميع وكل قوة أعطت بحسبها فاذا أوجد الله الاعيان فما أوجدها الا وهى على حالاتها باماكنها وأزمنتها على اختلاف أمكنتها وأزمنتها فيكشف لها عن أعيانها وأحوالها شيأ بعد شئ الى ما لا يتناهى على التتالى والتتابع فالامر بالنسبة الى الله واحد كما قال تعالى وما أمرنا الا واحدة كلمح بالبصر والكثرة فى نفس المعدودات وهذا الامر قد حصل لنا فى وقت فلم يختل علينا فيه وكان الامر فى الكثرة واحدا عندنا ما غاب ولا زال وهكذا شهده كل من ذاق هذا فهم فى المثال كشخص واحد له أحوال مختلفة وقد صورت له صورة فى كل حال يكون عليها هكذا كل شخص وجعل بينك وبين هذه الصور حجاب فكشف لك عنها وأنت من جملة من له فيها صورة فادركت جميع ما فيها عند رفع الحجاب بالنظرة الواحدة فالحق سبحانه ما عدل بها عن صورها فى ذلك الطبق بل كشف لها عنها وألبسها حالة الوجود لها فعاينت نفسها على ما تكون عليه أبدا وليس فى حق نظرة الحق زمان ماض ولا مستقبل بل الامور كلها معلومة له فى مراتبها بتعداد صورها فيها ومراتبها لا توصف بالتناهى ولا تنحصر ولا حد لها تقف عنده فهكذا هو ادراك الحق تعالى للعالم ولجميع الممكنات فى حال عدمها ووجودها فانها تنوعت الاحوال فى خيالها لا فى علمها فاستفادت من كشفها لذلك علما لم يكن عندها الا حالة لم تكن عليها فتحقق هذا فانها مسئلة خفية غامضة تتعلق بسر القدر القليل من أصحابنا من يعثر عليها وأما تعلق علمنا بالله تعالى فعلى قسمين معرفة بالذات الالهية وهى موقوفة على الشهود والرؤية لكنها رؤية من غير احاطة ومعرفة بكونه الها وهى موقوفة على أمرين أو أحدهما وهو الوهب والامر الآخر النظر والاستدلال وهذه هى المعرفة المكتسبة وأما العلم بكونه مختارا فان الاختيار يعارضه

www.maktabah.org

أحدية المشيئة فنسبته الى الحق اذا وصف به انما ذلك من حيث ماهو الممكن عليه لا من حيث ماهو الحق عليه قال تعالى ولكن حق القول مني وقال تعالى أفمن حقت عليه كلمة العذاب وقال مايبدل القول لدى وما أحسن ماتمم به هذه الآية وما أنا بظلام للعبيد وهنا نبه على سر القدر وبه كانت الحجة البالغة لله على خلقه وهذا هو الذى يليق بجناب الحق والذى يرجع الى الكون ولو شئنا لآتينا كل نفس هداها فما شئنا ولكن استدراك للتوصيل فان الممكن قابل للهداية والضلالة من حيث حقيقته فهو موضع الانقسام وعليه يرد التقسيم وفى نفس الامر ليس لله فيه الأمر واحد وهو معلوم عند الله من جهة حال الممكن (مسئلة) ظاهر معقول الاختراع عدم المثال فى الشاهد كيف يصح الاختراع فى أمر لم يزل مشهودا له تعالى معلوما كما قررناه فى علم الله بالاشياء فى كتاب المعرفة بالله ﴿مسئلة﴾ الاسماء الالهية نسب واضافات ترجع الى عين واحدة اذ لا يصح هناك كثرة بوجود أعيان فيه كما زعم من لا علم له بالله من بعض النظار ولو كانت الصفات أعيانا زائدة وماهو اله الا بها لكانت الالوهية معلولة بها فلا يخلو أن تكون هى عين الاله فالشئ لا يكون علة لنفسه أولا تكون فالله لا يكون معلولا لعلة ليست عينه فان العلة متقدمة على المعلول بالرتبة فيلزم من ذلك افتقار الاله من كونه معلولا لهذه الاعيان الزائدة التى هى علة له وهو محال ثم ان الشئ المعلول لا يكون له علتان وهذه كثيرة ولا يكون اله الا بها فبطل أن تكون الاسماء والصفات أعيانا زائدة على ذاته تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا ﴿مسئلة﴾ الصورة فى المرآة جسد برزخى كالصورة التى يراها النائم اذا وافقت الصورة الخارجة وكذلك الميت والمكاشف وصورة المرآة أصدق مايعطيه البرزخ اذا كانت المرآة على شكل خاص ومقدار جرم خاص فان لم تكن كذلك لم تصدق فى كل ماتعطيه بل تصدق فى البعض واعلم ان أشكال المرائى تختلف فتختلف الصور فلو كان النظر بالانعكاس الى المرئيات كما يراه بعضهم لادركها الرائى على ماهى عليه من كبر جرمها وصغره ونحن نبصر فى الجسم الصقيل الصغير الصورة المرئية الكبيرة فى نفسها صغيرة وكذلك الجسم الكبير الصقيل يكبر الصورة فى عين الرائى ويخرجها عن حدها وكذلك العريض والطويل والمتموج فاذن ليست الانعكاسات تعطى ذلك فلم تمكن أن نقول الا ان الجسم الصقيل أحد الامور التى تعطى صور البرزخ ولهذا لا تتعلق الرؤية فيها الا بالمحسوسات فان الخيال لا يمسك الا ماله صورة محسوسة أو مركب من أجزاء محسوسة تركبها القوة المصورة فتعطى صورة لم يكن لها فى الحس وجود أصلا لكن أجزاء ماتركبت منه محسوسة لهذا الرائى بلا شك ﴿مسئلة﴾ أكمل نشأة ظهرت فى الموجودات الانسان عند الجميع لان الانسان الكامل وحده على الصورة لا الانسان الحيوان والصورة لها الكمال ولكن لا يلزم من هذا أن يكون هو الافضل عند الله فهو أكمل بالمجموع فان قالوا يقول الله لخلق السموات والارض أكبر من خلق الناس ولكن أكثر الناس لا يعلمون ومعلوم انه لا يريد أكبر فى الجرم ولكن يريد فى المعنى قلنا له صدقت ولكن من قال انها أكبر منه فى الروحانية بل معنى السموات والارض من حيث مايدل عليه كل واحدة منهما من طريق المعنى المنفرد من النظم الخاص لاجرامهما أكبر فى المعنى من جسم الانسان لا من كل الانسان ولهذا يصدر عن حركات السموات والارض أعيان المولدات والتكوينات والانسان من حيث جرمه من المولدات ولا يصدر من الانسان هذا وطبيعة العناصر من ذلك فلهذا كانا أكبر من خلق الانسان اذهماله كالابوين وهو من الامر الذى يتنزل بين السماء والارض ونحن انما ننظر فى الانسان الكامل فنقول انه أكمل وأما أفضل عند الله فذلك لله تعالى وحده فان المخلوق لا يعلم مافى نفس الخالق الا باعلامه اياه ﴿مسئلة﴾ ليس للحق صفة نفسية ثبوتية الا واحدة لا يجوز أن يكون له اثنتان فصاعدا اذ لو كان لكانت ذاته مركبة منهما أو منهن والتركيب فى حقه محال فاثبات صفة زائدة ثبوتية على واحدة محال (مسئلة﴾ لما كانت الصفات نسبا واضافات والنسب أمور عدمية وماثم الا ذات واحدة من جميع الوجوه لذلك جاز أن يكون العباد مرحومين فى آخر الامر ولا يسرمد عليهم عدم الرحمة الى ما لانهاية له اذ لا مكره له على ذلك والاسماء والصفات ليست أعيانا توجب حكما عليه فى الاشياء فلا مانع من شمول الرحمة للجميع ولا سيما وقد وردت سبقها للغضب فاذا انتهى الغضب اليها كان الحكم لها فكان الامر على ماقلناه لذلك قال تعالى ولو شاء ربك

www.maktabah.org

لهدى الناس جميعا فكان حكم هذه المشيئة فى الدنيا بالتكليف وأما فى الآخرة فالحكم لقوله يفعل ما يريد فمن يقدر أن يدل على انه لم يرد الا تسرمد العذاب على أهل النار ولا بدّ أو على واحد فى العالم كله حتى يكون حكم الاسم المعذب والمبلى والمنتقم وأمثاله صحيحا والاسم المبلى وأمثاله نسبة واضافة لا عين موجودة وكيف تكون الذات الموجودة تحت حكم ما ليس بموجود فكل ما ذكر من قوله لو شاء ولئن شئنا لاجل هذا الاصل فله الاطلاق وما ثم نص يرجع اليه لا يتطرق اليه احتمال فى تسرمد العذاب كما لنا فى تسرمد النعيم فلم يبق الا الجواز وانه رحمن الدنيا والآخرة فاذا فهمت ما أشرنا اليه فلا تشغيبك بل زال بالكلية ﴿مسئلة﴾ اطلاق الجواز على الله تعالى سوء أدب مع الله و يحصل المقصود باطلاق الجواز على الممكن وهو الاليق اذ لم يرد به شرع ولا دل عليه عقل فافهم وهذا القدر كاف فانّ العلم الهىّ أوسع من أن يستقصى والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب الثامن عشر﴾

فى معرفة علم المتهجدين وما يتعلق به من المسائل ومقداره فى مراتب العلوم وما يظهر منه من العلوم فى الوجود

علم التهجد علم الغيب ليس له * فى منزل العين احساس ولا نظر
ان التنزل يعطيه وان له * فى عينه سورا تعلو به صور
فان دعاه الى المعراج خالقه * بدت له بين اعلام العلى سور
فكل منزلة تعطيه منزلة * اذا تحكم فى أجفانه السهر
ما لم ينم هذه فى الليل حالته * أو يدرك الفجر فى آفاقه البصر
نوافج الزهر لا تعطيك رائحة * ما لم يجد بالنسيم اللين السحر
ان الملوك وان جلت مناصبها * لها مع السوقة الاسرار والسمر

اعلم أيدك الله ان المتهجدين ليس لهم اسم خاص الهىّ يعطيهم التهجد و يقيمهم فيه كما لمن يقوم الليل كله فان قائم الليل كله له اسم الهىّ يدعوه اليه و يحرّكه فان التهجد عبارة عمن يقوم و ينام و يقوم و ينام و يقوم فمن لم يقطع الليل فى مناجاة ربه هكذا فليس بمتهجد قال تعالى ومن الليل فتهجد به نافلة لك وقال ان ربك يعلم أنك تقوم أدنى من ثلثى الليل ونصفه وثلثه وله علم خاص من جانب الحق غير أن هذه الحالة لما لم نجد فى الاسماء الالهية من تستند اليه ولم نر أقرب نسبة اليها من الاسم الحق فاستندت الى الاسم الحق وقبلها هذا الاسم فكل علم يأتى به المتهجد انما هو من الاسم الحق فان النبىّ صلى الله عليه وسلم قال لمن يصوم الدهر و يقوم الليل ان لنفسك عليك حقا ولعينك عليك حقا فصم وأفطر وقم ونم فجمع له بين القيام والنوم لاداء حق النفس من أجل العين ولاداء حق النفس من جانب الله ولا تؤدّى الحقوق الا بالاسم الحق ومنه لا من غيره فلهذا استند المتهجدون لهذا الاسم ثم انه للمتهجد أمر آخر لا يعلمه كل أحد وذلك انه لا يجنى ثمرة مناجاة التهجد و يحصل علومه الا من كانت صلاة الليل له نافلة وأما من كانت فريضته من الصلاة ناقصة فانها تكمل من نوافله فان استغرقت الفرائض نوافل العبد المتهجد لم يبق له نافلة وليس بمتهجد ولا صاحب نافلة فهذا لا يحصل له حال النوافل ولا علومها ولا تجلياتها فاعلم ذلك فنوم المتهجد لحق عينه وقيامه لحق ربه فيكون ما يعطيه الحق من العلم والتجلى فى نومه ثمرة قيامه وما يعطيه من النشاط والقوّة وتجليهما وعلومهما فى قيامه ثمرة نومه وهكذا جميع أعمال العبد مما افترض عليه فتتداخل علوم المتهجدين كتداخل ضفيرة الشعر وهى من العلوم المشوقة للنفوس حيث تلتف هذا الالتفاف فيظهر لهذا الالتفاف أسرار العالم الاعلى والاسفل والاسماء الدالة على الافعال والتنزيه وهو قوله تعالى والتفت الساق بالساق أى اجتمع أمر الدنيا بامر الآخرة وما ثم الا دنيا وآخرة وهو المقام المحمود الذى ينتجه التهجد قال تعالى ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا وعسى من الله واجبة والمقام المحمود هو الذى له عواقب الثناء أى اليه يرجع كل ثناء وأما قدر علم التهجد فهو عزيز المقدار وذلك انه لما لم يكن له اسم الهىّ يستند اليه كسائر الآثار عرف من حيث الجملة ان ثم أمرا غاب عنه أصحاب الآثار والآثار

مطلب

www.maktabah.org

فطلب ماهو فادّاه النظر الى أن يستكشف عن الاسماء الالهية هل لها أعيان أوهل هى نسب حتى يرى رجوع الآثار هل ترجع الى أمر وجودى أو عدمى فلما نظر رأى انه ليس الاسماء أعيانا موجودة وانما هى نسب فرأى مستند الآثار الى أمر عدمى فقال المتهجد فصار الامر أن يكون رجوعى الى أمر عدمى فأمعن النظر فى ذلك ورأى نفسه مولدا من قيام ونوم ورأى النوم رجوع النفس الى ذاتها وما تطلبه ورأى القيام حق الله عليه فلما كانت ذاته مركبة من هذين الامرين نظر الى الحق من حيث ذات الحق فلاح له ان الحق اذا انفرد بذاته لذاته لم يكن العالم واذا توجه الى العالم ظهر عين العالم لذلك التوجه فرأى ان العالم كله موجود عن ذلك التوجه المختلف النسب ورأى المتهجد ذاته مركبة من نظر الحق لنفسه دون العالم وهو حالة النوم للنائم ومن نظره الى العالم وهو حالة القيام لاداء حق الحق عليه فعلم ان سبب وجود عينه أشرف الاسباب حيث استند من وجه الى الذات معرّاة عن نسب الاسماء التى تطلب العالم اليه فتحقق ان وجوده أعظم الوجود وان علمه أسنى العلوم وحصل له مطلوبه وهو كان غرضه وكان سبب ذلك انكساره وفقره فقال فى قضاء وطره من ذلك متمثلا

رب ليل بتّه ماأنى * فجره حتى انقضى وطرى
من مقام كنت أعشقه * بحديث طيب الخبر

وقال فى الاسماء

لم أجد للاسم مدلولا * غير من قد كان مفعولا
ثم أعطتنا حقيقته * كونه للعقل معقولا
فتلفظنا به أدبا * واعتقدنا الامر مجهولا

وكان قدر علمه فى العلوم قدر معلومه وهو الذات فى المعلومات فيتعلق بعلم التهجد علم جميع الاسماء كلها وأحقها به الاسم القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم وهو العبد فى حال مناجاته فيعلم الاسماء على التفصيل أى كل اسم جاء علم ما يحوى عليه من الاسرار الوجودية وغير الوجودية على حسب ما تعطيه حقيقة ذلك الاسم ومما يتعلق بهذه الحالة من العلوم علم البرزخ وعلم التجلى الالهى فى الصور وعلم سوق الجنة وعلم تعبير الرؤيا لانفس الرؤيا من جهة من يراها وانما هى من جانب من ترى له فقد يكون الرائى هو الذى رآها لنفسه وقد يراها له غيره والعابر لها هو الذى له جزء من أجزاء النبوّة حيث علم ما أريد بتلك الصورة ومن هو صاحب ذلك المقام واعلم ان المقام المحمود الذى للتهجد يكون لصاحبه دعاء معين وهو قول الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم يأمره به وقل رب أدخلنى مدخل صدق يعنى هذا المقام فانه موقف خاص بمحمد يحمد الله فيه بمحامد لا يعرفها الا اذا دخل ذلك المقام وأخرجنى مخرج صدق أى اذا انتقل عنه الى غيره من المقامات والمواقف أن تكون العناية به معه فى خروجه منه كما كانت معه فى دخوله اليه واجعل لى من لدنك سلطانا نصيرا من أجل المنازعين فيه فان المقام الشريف لا يزال صاحبه محسودا ولما كانت النفوس لا تصل اليه رجعت تطلب وجها من وجوه القدح فيه تخطيا لحالهم التى هم عليها حتى لا ينسب النقص اليهم عن هذا المقام الشريف فطلب صاحب هذا المقام النصرة بالحجة التى هى السلطان على الجاحدين شرف هذه المرتبة وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب التاسع عشر﴾

فى سبب نقص العلوم وزيادتها وقوله تعالى وقل رب زدنى علما وقوله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من صدور العلماء ولكن يقبضه بقبض العلماء

تجلى وجود الحق فى فلك النفس * دليل على ما فى العلوم من النقص
وان غاب عن ذاك التجلى بنفسه * فهل مدرك اياه بالبحث والفحص
وان ظهرت للعلم فى النفس كثرة * فقد ثبت الستر المحقق بالنص

www.maktabah.org

ولم يبد من شمس الوجود ونورها * على عالم الارواح شئ سوى القرص
وليست تنال العين فى غير مظهر * ولوهلك الانسان من شدة الحرص
ولا ريب فى قولى الذى قد بثثته * وما هو بالزور المموّه والخرص

اعلم أيدك الله ان كل حيوان وكل موصوف بادراك فانه فى كل نفس فى علم جديد من حيث ذلك الادراك لكن الشخص المدرك قد لا يكون ممن يجعل باله ان ذلك علم فهذا هو فى نفس الامر علم فاتصاف العلوم بالنقص فى حق العالم هو أن الادراك قد حيل بينه و بين أشياء كثيرة مما كان يدركها ولم يقم به هذا المانع كمن طرأ عليه العمى أو الصمم أو غير ذلك ولما كانت العلوم تعلو وتتضع بحسب المعلوم لذلك تعلقت الهمم بالعلوم الشريفة العالية التى اذا اتصف بها الانسان زكت نفسه وعظمت مرتبته فأعلاها مرتبة العلم بالله وأعلى الطرق الى العلم بالله علم التجليات ودونها علم النظر وليس دون النظر علم الهى وانما هى عقائد فى عموم الخلق لا علوم وهذه العلوم هى التى أمر الله نبيه عليه السلام بطلب الزيادة منها قال تعالى ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى اليك وحيه وقل رب زدنى علما أى زدنى من كلامك ما تزيد به علما بك فانه قد زاد هنا من العلم العلم بشرف التأنى عند الوحى أدبا مع المعلم الذى أتاه به من قبل ربه ولهذا أردف هذه الآية بقوله وعنت الوجوه للحى القيوم أى ذلت فأراد علوم التجلى والتجلى أشرف الطرق الى تحصيل العلوم وهى علوم الاذواق واعلم ان للزيادة والنقص بابا آخر نذكره أيضا ان شاء الله وذلك ان الله جعل لكل شئ ونفس الانسان من جملة الاشياء ظاهرا وباطنا فهى تدرك بالظاهر أمورا تسمى عينا وتدرك بالباطن أمورا تسمى علما والحق سبحانه هو الظاهر والباطن فبه وقع الادراك فانه ليس فى قدرة كل ما سوى الله أن يدرك شيأ بنفسه وانما أدركه بما جعل الله فيه وتجلى الحق لكل من تجلى له من أى عالم كان من عالم الغيب أو الشهادة انما هو من الاسم الظاهر وأما الاسم الباطن فمن حقيقة هذه النسبة انه لا يقع فيها تجل أبدا لا فى الدنيا ولا فى الآخرة اذ كان التجلى عبارة عن ظهوره لمن تجلى له فى ذلك المجلى وهو الاسم الظاهر فان معقولية النسب لا تتبدل وان لم يكن لها وجود عينى لكن لها الوجود العقلى فهى معقولة فاذا تجلى الحق امامة أو اجابة لسؤال فيه فتجلى لظاهر النفس وقع الادراك بالحس فى الصورة فى برزخ التمثل فوقعت الزيادة عند المتجلى له فى علوم الاحكام ان كان من علماء الشريعة وفى علوم موازين المعانى ان كان منطقيا وفى علوم ميزان الكلام ان كان نحويا وكذلك صاحب كل علم من علوم الاكوان وغير الاكوان تقع له الزيادة فى نفسه من علمه الذى هو بصدده فاهل هذه الطريقة يعلمون ان هذه الزيادة انما كانت من ذلك التجلى الالهى لهؤلاء الاصناف فانهم لا يقدرون على انكار ما كشف لهم وغير العارفين يحسون بالزيادة وينسبون ذلك الى أفكارهم وغير هذين يجدون من الزيادة ولا يعلمون انهم استزادوا شيأ فهم فى المثل كمثل الحمار يحمل أسفارا بئس مثل القوم الذين كذبوا بآيات الله وهى هذه الزيادة وأصلها والعجب من الذين نسبوا ذلك الى أفكارهم وما علم ان فكره ونظره وبحثه فى مسئلة من المسائل هو من زيادة العلوم فى نفسه من ذلك التجلى الذى ذكرناه فالناظر مشغول بتعلق نظره وبغاية مطلبه فيحجب عن علم الحال فهو فى مزيد علم وهو لا يشعر واذا وقع التجلى أيضا بالاسم الظاهر لباطن النفس وقع الادراك بالبصيرة فى عالم الحقائق والمعانى المجردة عن المواد وهى المعبر عنها بالنصوص اذ النص ما لا اشكال فيه ولا احتمال بوجه من الوجوه وليس ذلك الا فى المعانى فيكون صاحب المعانى مستريحا من تعب الفكر فعم [illegible] يده له عند التجلى فى العلوم الالهية وعلوم الاسرار وعلوم الباطن وما يتعلق بالآخرة وهذا مخصوص بأهل طريقة وهذا سبب الزيادة وأما سبب نقصها فأمر ان اما سوء فى المزاج فى أصل النشء أو فساد عارض فى القوة الموصلة الى ذلك وهذا لا ينجبر كما قال الخضر فى الغلام انه طبع كافرا فهذا فى أصل النشء وأما الامر العارض فقد يزول ان كان فى القوة بالطب وان كان فى النفس فشغله حب الرياسة واتباع الشهوات عن اقتناء العلوم التى فيها شرفه وسعادته فهذا يصادفه يزول بداعى الحق من قلبه فيرجع الى الفكر الصحيح فيعلم ان الدنيا منزل من منازل المسافر وانها جسر وان الانسان اذا لم يتحل نفسه هنا بالعلوم ومكارم الاخلاق وصفات الملأ الاعلى من الطهارة والتنزه عن

الشهوات

www.maktabah.org

الشهوات عنه بما صرفه عن النظر الصحيح واقتناء العلوم الالهية فيأخذ في الشروع في ذلك فهذا أيضا سبب نقص العلوم ولا أعني بالعلوم التي يكون النقص منها عيبا في الانسان الا العلوم الالهية والا فالحقيقة تعطي انه ما ثم نقص قط وان الانسان في زيادة علم أبدا دائما من جهة ما تعطيه حواسه وتقلبات أحواله في نفسه وخواطره فهو في مزيد علوم لكن لا منفعة فيها والظن والشك والنظر والجهل والغفلة والنسيان كل هذا وأمثاله لا يكون معها العلم بما أنت فيه بحكم الظن أو الشك أو النظر أو الجهل أو الغفلة أو النسيان وأما نقص علوم التجلي وزيادتها فالانسان على احدى حالتين خروج الانبياء بالتبليغ والاولياء بحكم الوراثة النبوية كما قيل لابي يزيد حين خلع عليه خلع النيابة وقال له أخرج الى خلقي بصفتي فمن رآك رآني فلم يسعه الا امتثال أمر ربه فخطا خطوة الى نفسه من ربه فغشي عليه فاذا النداء ردوا علي حبيبي فلا صبر له عني فانه كان مستهلكا في الحق كأبي عقال المغربي فرد الى مقام الاستهلاك فيه الارواح الموكلة به المؤيدة له لما أمر بالخروج فرد الى الحق وخلعت عليه خلع الذلة والافتقار والانكسار فطاب عيشه ورأى ربه فزاد أنسه واستراح من حمل الامانة المعارة التي لا بد له أن تؤخذ منه والانسان من وقت رقيه في سلم المعراج يكون له تجل الهي بحسب سلم معراجه فانه لكل شخص من أهل الله سلم يخصه لا يرقى فيه غيره ولو رقي أحد في سلم أحد لكانت النبوة مكتسبة فان كل سلم يعطي لذاته مرتبة خاصة لكل من رقي فيه وكانت العلماء ترقى في سلم الانبياء فتنال النبوة برقيها فيه والامر ليس كذلك وكان يزول الاتساع الالهي بتكرار الامر وقد ثبت عندنا انه لا تكرار في ذلك الجناب غير أن عدد درج السلم الى كلها الانبياء والاولياء والمؤمنون والرسل على السواء لا يزيد سلم على سلم درجة واحدة فالدرجة الاولى الاسلام وهو الانقياد وآخر الدرج الفناء في العروج والبقاء في الخروج وبينهما ما بقي وهو الايمان والاحسان والعلم والتقديس والتنزيه والغنى والفقر والذلة والعزة والتلوين والتمكين في التلوين والفناء ان كنت خارجا والبقاء ان كنت داخلا اليه وفي كل درج في خروجك عنه ينقص من باطنك بقدر ما يزيد في ظاهرك من علوم التجلي الى أن تنتهي الى آخر درج فان كنت خارجا ووصلت الى آخر درج ظهر بذاته في ظاهرك على قدرك وكنت له مظهرا في خلقه ولم يبق في باطنك منه شيء أصلا وزالت عنك تجليات الباطن جملة واحدة فاذا دعاك الى الدخول اليه فهي أول درج يتجلى لك في باطنك بقدر ما ينقص من ذلك التجلي في ظاهرك الى أن تنتهي الى آخر درج فيظهر على باطنك بذاته ولا يبقى في ظاهرك تجل أصلا وسبب ذلك أن لا يزال العبد والرب معا في كمال وجود كل واحد لنفسه فلا يزال العبد عبدا والرب ربا مع هذه الزيادة والنقص فهذا هو سبب زيادة علوم التجليات ونقصها في الظاهر والباطن وسبب ذلك التركيب ولهذا كان جميع ما خلقه الله وأوجده في عينه مركبا له ظاهر وله باطن والذي نسميه من البسائط انما هي أمور معقولة لا وجود لها في أعيانها فكل موجود سوى الله تعالى مركب هذا أعطانا الكشف الصحيح الذي لا مرية فيه وهو الموجب لاستصحاب الافتقار له فانه وصف ذاتي له فان فهمت فقد أوضحنا لك المنهاج ونصبنا لك المعراج فاسلك واعرج تبصر وتشاهد ما بيناه لك ولما عينا لك درج المعارج ما أبقينا لك في النصيحة التي أمرنا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه لو وصفنا لك الثمرات والنتائج ولم نعين لك الطريق اليها لشوقناك الى أمر عظيم لا تعرف الطريق الموصل اليه فوالذي نفسي بيده انه لهو المعراج والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

﴿الباب العشرون في العلم العيسوي ومن أين جاء والى أين ينتهي وكيفيته وهل تعلق بطول العالم أو بعرضه أو بهما﴾

علم عيسى هو الذي * جهل الخلق قدره
كان يحيي به الذي * كانت الارض قبره
قادم النفخ اذن من * غاب فيه وأمره
ان لاهوته الذي * كان في الغيب صهره
هو روح ممثل * أظهر الله سره

www.maktabah.org

جاءمن غيب حضرة * قد محا الله بدره

صار خلقا من بعدما * كان روحا فعزه

وانتهى فيه أمره * خباه وسره *

من يكن مثله فقد * عظم الله أجره

اعلم أيدك الله ان العلم العيسوى هو علم الحروف ولهذا أعطى النفخ وهو الهواء الخارج من تجويف القلب الذى هو روح الحياة فاذا انقطع الهواء فى طريق خروجه الى فم الجسد سمى مواضع انقطاعه حروفا فظهرت أعيان الحروف فلما تألفت ظهرت الحياة الحسية فى المعانى وهو أوّل ما ظهر من الحضرة الالهية للعالم ولم يكن للاعيان فى حال عدمها شئ من النسب الا السمع فكانت الاعيان مستعدة فى ذواتها فى حال عدمها لقبول الامر الالهى اذا ورد عليها بالوجود فلما أراد بها الوجود قال لها كن فتكونت وظهرت فى أعيانها فكان الكلام الالهى أوّل شئ أدركته من الله تعالى بالكلام الذى يليق به سبحانه فأوّل كلمة تركبت كلمة كن وهى مركبة من ثلاثة أحرف كاف وواو ونون وكل حرف من ثلاثة فظهرت التسعة التى جذرها الثلاثة وهى أول الافراد وانتهت بسائط العدد بوجود التسعة من كن فظهر بكن عين المعدود والعدد ومن هنا كان أصل تركيب المقدمات من ثلاثة وان كانت فى الظاهر أربعة فان الواحد يتكرر فى المقدمتين فهى ثلاثة وعن الفرد وجد الكون لا عن الواحد وقد ثبت فبان الحق ان سبب الحياة فى صور المولدات انما هو النفخ الالهى فى قوله فاذا سويته ونفخت فيه من روحى وهو النفس الذى أحيى الله به الايمان فاظهره قال صلى الله عليه وسلم ان نفس الرحمن يأتينى من قبل اليمن فحييت بذلك النفس الرحمانى صورة الايمان فى قلوب المؤمنين وصورة الاحكام المشروعة فاعطى عيسى علم هذا النفخ الالهى ونسبته فكان ينفخ فى الصورة الكائنة فى القبر أو فى صورة الطائر الذى أنشأه من الطين فيقوم حيا بالاذن الالهى السارى فى تلك النفخة وفى ذلك الهواء ولولا سريان الاذن الالهى فيه لما حصلت حياة فى صورة أصلا فمن نفس الرحمان جاء العلم العيسوى الى عيسى فكان يحيى الموتى بنفخه عليه السلام وكان انتهاؤه الى الصور المنفوخ فيها وذلك هو الحظ الذى لكل موجود من الله وبه يصل اليه اذا صارت اليه الامور كلها واذا انحل الانسان فى معراجه الى ربه وأخذ كل كون منه فى طريقه ما يناسبه لم يبق منه الا هذا السر الذى عنده من الله فلا يراه الا به ولا يسمع كلامه الا به فانه يتعالى ويتقدس أن يدرك الا به واذا رجع الشخص من هذا المشهد وركبت صورته التى كانت تحللت فى عروجه وردّ العالم اليه جميع ما كان أخذه منه مما يناسبه فان كل عالم لا يتعدى جنسه فاجتمع الكل على هذا السر الالهى واشتمل عليه وبه سبحت الصورة بحمده وحمدت ربها اذ لا يحمده سواه ولو حمدته الصورة من حيث هى لا من حيث هذا السر لم يظهر الفضل الالهى ولا الامتنان على هذه الصورة وقد ثبت الامتنان له على جميع الخلائق وثبت ان الذى كان من المخلوق لله من التعظيم والثناء انما كان من ذلك السر الالهى فى كل شئ من روحه وليس شئ فيه فالحق هو الذى حمد نفسه وسبح نفسه وما كان من خير الهى لهذه الصورة عند ذلك التحميد والتسبيح فمن باب المنة لا من باب الاستحقاق الكونى فان جعل الحق له استحقاقا فمن حيث انه أوجب ذلك على نفسه فالكلمات عن الحروف والحروف عن الهواء والهواء عن النفس الرحمانى وبالاسماء تظهر الآثار فى الاكوان واليها ينتهى العلم العيسوى ثم ان الانسان بهذه الكلمات يجعل الحضرة الرحمانية تعطيه من نفسها ما تقوم به حياة ما يسأل فيه بتلك الكلمات فيصير الامر دوريا دائما واعلم ان حياة الارواح حياة ذاتية ولهذا يكون كل ذى روح حى بروحه ولما علم بذلك السامرى حين أبصر جبريل وعلم ان روحه عين ذاته وان حياته ذاتية فلا يطأ موضعا الا حيى ذلك الموضع بمباشرة تلك الصورة الممثلة اياه فأخذ من أثره قبضة وذلك قوله تعالى فيما أخبر به عنه انه قال فقبضت قبضة من أثر الرسول فلما صاغ العجل وصوره نبذ فيه تلك القبضة فخار العجل ولما كان عيسى عليه السلام روحا كما سماه الله وكما أنشأه روحا فى صورة انسان ثابتة أنشأ جبريل فى صورة اعرابى غير ثابتة كان يحيى الموتى بمجرد النفخ ثم انه أيده بروح القدس فهو روح مؤيد بروح طاهر من دنس الاكوان والاصل فى هذا كله الحى

www.maktabah.org

الأزلي عين الحياة الأبدية وإنما ميز الطرفين أعني الأزل والأبد وجود العالم وحدوثه الحي وهذا العلم هو المتعلق بطول العالم أعني العالم الروحاني وهو عالم المعاني والأمر ويتعلق بعرض العالم وهو عالم الخلق والطبيعة والأجسام والكل لله ألا له الخلق والأمر قل الروح من أمر ربي تبارك الله رب العالمين وهذا كان علم الحسين بن منصور رحمه الله فإذا سمعت أحداً من أهل طريقنا يتكلم في الحروف فيقول إن الحرف الفلاني طوله كذا ذراعاً أو شبراً وعرضه كذا كالحلاج وغيره فإنه يريد بالطول فعله في عالم الأرواح وبالعرض فعله في عالم الأجسام ذلك المقدار المذكور الذي يميزه به وهذا الاصطلاح من وضع الحلاج فمن علم من المحققين حقيقة كن فقد علم العلم العلوي ومن أوجد بهمته شيئاً من الكائنات فما هو من هذا العلم ولما كانت التسعة ظهرت في حقيقة هذه الثلاثة الأحرف ظهر عنها من المعدودات التسعة الأفلاك وبحركات مجموع التسعة الأفلاك وتسيير كواكبها وجدت الدنيا وما فيها كما أنها أيضاً تخرب بحركاتها وبحركة الأعلى من هذه التسعة وجدت الجنة بما فيها وعند حركة ذلك الأعلى يتكون جميع ما في الجنة وبحركة الثاني الذي يلي الأعلى وجدت النار بما فيها والقيامة والبعث والحشر والنشر وبما ذكرناه كانت الدنيا ممتزجة نعيم ممزوج بعذاب وبما ذكرناه أيضاً كانت الجنة نعيماً كلها والنار عذاباً كلها وزال ذلك المزج في أهلها فنشأة الآخرة لا تقبل مزاج نشأة الدنيا وهذا هو الفرقان بين نشأة الدنيا والآخرة إلا أن نشأة النار أعني أهلها إذا انتهى فيهم الغضب الإلهي وأمده ولحق بالرحمة التي سبقته في المدى يرجع الحكم لها فيهم وصورتها صورتها لا تتبدل ولو تبدلت تعذبوا فيحكم عليهم أولاً بإذن الله وتوليته حركة الفلك الثاني من الأعلى بما يظهر فيهم من العذاب في كل محل قابل للعذاب وإنما قلنا في كل محل قابل للعذاب لأجل من فيها ممن لا يقبل العذاب فإذا انقضت مدتها وهي خمس وأربعون ألف سنة تكون في هذه المدة عذاباً على أهلها يتعذبون فيها عذاباً متصلاً لا يفتر ثلاثة وعشرين ألف سنة ثم يرسل الرحمن عليهم نومة يغيبون فيها عن الإحساس وهو قوله تعالى لا يموت فيها ولا يحيى وقوله عليه السلام في أهل النار الذين هم أهلها لا يموتون فيها ولا يحيون يريد حالهم في هذه الأوقات التي يغيبون فيها عن إحساسهم مثل الذي يغشى عليه من أهل العذاب في الدنيا من شدة الجزع وقوة الآلام المفرطة فيمكثون كذلك تسع عشرة ألف سنة ثم يفيقون من غشيتهم وقد بدل الله جلودهم جلوداً غيرها فيعذبون فيها خمسة عشر ألف سنة ثم يغشى عليهم فيمكثون في غشيتهم إحدى عشرة ألف سنة ثم يفيقون وقد بدل الله جلودهم جلوداً غيرها ليذوقوا العذاب فيجدون العذاب الأليم سبعة آلاف سنة ثم يغشى عليهم ثلاثة آلاف سنة ثم يفيقون فيرزقهم الله لذة وراحة مثل الذي ينام على تعب ويستيقظ وهذا من رحمته التي سبقت غضبه ووسعت كل شيء فيكون لها حكم عند ذلك حكم التأبيد من الاسم الواسع الذي به وسع كل شيء رحمة وعلماً فلا يجدون ألماً ويدوم لهم ذلك ويستغفرونه ويقولون نسينا فلا نسأل حذراً أن نذكر بنفوسنا وقد قال الله لنا اخسؤا فيها ولا تكلمون فيسكتون وهم فيها مبلسون ولا يبقى عليهم من العذاب إلا الخوف من رجوع العذاب عليهم فهذا القدر من العذاب هو الذي يسرمد عليهم وهو الخوف وهو عذاب نفسي لا حسي وقد يذهلون عنه في أوقات فنعيمهم الراحة من العذاب الحسي بما يجعل الله في قلوبهم من أنه ذو رحمة واسعة يقول الله تعالى فاليوم ننساكم كما نسيتم ومن هذه الحقيقة يقولون نسينا إذا لم يحسوا بالآلام وكذلك قوله نسوا الله فنسيهم وكذلك اليوم تنسى أي تترك في جهنم إذ كان النسيان الترك وبالهمز التأخير فأهل النار حظهم من النعيم عدم وقوع العذاب وحظهم من العذاب توقعه فإنه لا أمان لهم بطريق الإخبار عن الله ويحجبون عن خوف التوقع في أوقات فوقتاً يحجبون عنه عشرة آلاف سنة ووقتاً ألفي سنة ووقتاً ستة آلاف سنة ولا يخرجون عن هذا المقدار المذكور متى ما كان لا بد أن يكون هذا القدر لهم من الزمان وإذا أراد الله أن ينعمهم من اسمه الرحمن ينظرون في حالهم التي هم عليها في الوقت وخروجهم مما كانوا فيه من العذاب فينعمون بذلك القدر من النظر فوقتاً يدوم لهم هذا النظر ألف سنة ووقتاً تسعة آلاف سنة ووقتاً خمسة آلاف سنة فيزيد وينقص فلا تزال حالهم هذه دائماً في جهنم إذ هم أهلها وهذا الذي ذكرناه كله من العلم العيسوي الموروث من المقام المحمدي والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

www.maktabah.org

«الباب الحادي والعشرون في معرفة ثلاثة علوم كونية وتوالج بعضها في بعض»

علم التوالج علم الفكر يصحبه * علم النتائج فانسبه الى النظر
هي الادلة ان حققت صورتها * مثل الدلالة في الانثى مع الذكر
على الذي أوقف الايجاد أجمعه * على حقيقة كن في عالم الصور
والواو لولا سكون النون أظهرها * في العين قائمة تمشي على قدر
فاعلم بان وجود الكون في ولك * وفي توجهه في جوهر البشر

اعلم أيدك الله ان هذا هو علم التوالد والتناسل وهو من علوم الاكوان وأصله من العلم الالهي فلنبين لك أولا صورته في الاكوان وبعد ذلك نظهره لك في العلم الالهي فان كل علم أصله من العلم الالهي اذ كان كل ماسوى الله من الله قال الله تعالى وسخر لكم مافي السموات ومافي الارض جميعا منه فهذا علم التوالج سار في كل شئ وهو علم الالتحام والنكاح ومنه حسي ومعنوي والاهي فاعلم انك اذا أردت أن تعلم حقيقة هذا فلتنظره أولا في عالم الحس ثم في عالم الطبيعة ثم في المعاني الروحانية ثم في العلم الالهي فاما في الحس فاعلم انه اذا شاء الله أن يظهر شخصا بين اثنين ذانك الاثنان هما ينتجانه ولا يصح أن يظهر عنهما ثالث مالم يقم بهما حكم ثالث وهو أن يفضي أحدهما الى الآخر بالجماع فاذا اجتمعا على وجه مخصوص وشرط مخصوص وهو أن يكون المحل قابلا للولادة لا يفسد البذر اذا قبله ويكون البذر يقبل فتح الصورة فيه هذا هو الشرط الخاص وأما الوجه المخصوص فهو أن يكون التقاء الفرجين وانزال الماء والريح عن شهوة فلا بد من ظهور ثالث وهو المسمى ولدا والاثنان يسميان والدين وظهور الثالث يسمى ولادة واجتماعهما يسمى نكاحا وسفاحا وهذا أمر محسوس واقع في الحيوان وانما قلنا بوجه مخصوص وشرط مخصوص فانه ما يكون عن كل ذكر وأنثى يجتمعان بنكاح ولد ولا بد الا بحصول ما ذكرناه وسنبينه في المعاني باوضح من هذا اذ المطلوب ذلك وأما في الطبيعة فان السماء اذا أمطرت الماء وقبلت الارض الماء وربت وهو حملها فانبتت من كل زوج بهيج وكذلك القاح النخل والشجر ومن كل شئ خلقنا زوجين لاجل التوالد * واما في المعاني فهو أن تعلم ان الاشياء على قسمين مفردات ومركبات وان العلم بالمفرد يتقدم على العلم بالمركب والعلم بالمفرد يقتنص بالحد والعلم بالمركب يقتنص بالبرهان فاذا أردت أن تعلم وجود العالم هل هو عن سبب أولا فتعمد الى مفردين أو ماهو في حكم المفردين مثل المقدمة الشرطية ثم تجعل أحد المفردين موضوعا مبتدأ وتحمل المفرد الآخر عليه على طريق الاخبار به عنه فتقول كل حادث فهذا المسمى مبتدأ فانه الذي بدأت به وموضوعا أول فانه الموضوع الاول الذي وضعته لتحمل عليه ماتخبر به عنه وهو مفرد فان الاسم المضاف في حكم المفرد ولا بد أن تعلم بالحد معنى الحدوث ومعنى كل الذي أضفته اليه وجعلته له كالسور لما يحيط به فان كل تقتضي الحصر بالوضع في اللسان فاذا علمت الحادث حينئذ حملت عليه مفردا آخر وهو قولك فله سبب فأخبرت به عنه فلا بد أن تعلم أيضا معنى السبب ومعقوليته في الوضع وهذا هو العلم بالمفردات المقتنصة بالحد فقام من هذين المفردين صورة مركبة كما قامت صورة الانسان من حيوانية ونطق فقلت فيه حيوان ناطق فتركيب المفردين بحمل أحدهما على الآخر لا ينتج شيأ وانما هي دعوى يفتقر مدعيها الى دليل على صحتها حتى يصدق الخبر عن الموضوع بما أخبر به عنه فيؤخذ منا ذلك مسلما اذا كان في دعوى خاصة على طريق ضرب المثال مخافة التطويل وليس كتابي هذا محل لميزان المعاني وانما ذلك موقوف على علم المنطق فانه لا بد أن يكون كل مفرد معلوما وأن يكون ما يخبر به عن المفرد الموضوع معلوما أيضا اما ببرهان حسي أو بديهي أو نظري يرجع اليهما ثم تطلب مقدمة أخرى تعمل فيها ماعملت في الاولى ولا بد أن يكون أحد المفردين مذكورا في المقدمتين فهي أربعة في صورة التركيب وهي ثلاثة في المعنى لما نذكره ان شاء الله وان لم يكن كذلك فانه لا ينتج أصلا فتقول في هذه المسئلة التي مثلنا بها في المقدمة الاخرى والعالم حادث وتطلب فيه من العلم بحد المفرد فيهما ماطلبته في المقدمة الاولى من معرفة العالم ماهو وحمل الحدوث عليه بقولك حادث وقد كان هذا الحادث الذي هو محمول في هذه المقدمة موضوعا في الاولى حين حملت عليه السبب فتكرر

www.maktabah.org

الحادث فى المقدّمتين وهو الرابط بينهما فاذا ارتبطا سمى ذلك الارتباط وجه الدليل وسمى اجتماعهما دليلا وبرهانا فينتج بالضرورة ان حدوث العالم له سبب فالعلة الحدوث والحكم السبب فالحكم أعمّ من العلة فانه يشترط فى هذا العلم أن يكون الحكم أعمّ من العلة أومساويا لها وان لم يكن كذلك فانه لا يصدق هذا فى الامور العقلية وأمّا مأخذها فى الشرعيات فاذا أردت أن تعلم مثلا ان النبيذ حرام بهذه الطريقة فتقول كل مسكر حرام والنبيذ مسكر فهو حرام وتعتبر فى ذلك ما اعتبرت فى الامور العقلية كما مثلت لك فالحكم التحريم والعلة الاسكار فالحكم أعمّ من العلة الموجبة للتحريم فان التحريم قد يكون له سبب آخر غير السكر فى أمر آخر كالتحريم فى الغصب والسرقة والخيانة وكل ذلك عال فى وجود التحريم فى المحرّم فلهذا الوجه المخصوص صدق فقد بان لك بالتقريب ميزان المعانى وان النتائج انما ظهرت بالتوالج الذى فى المقدّمتين اللذين هما كالابوين فى الحس وان المقدّمتين مركبة من ثلاثة أو هو فى حكم الثلاثة فانه قد يكون للجملة معنى الواحد فى الاضافة والشرط فلم تظهر نتيجة الامن الفردية اذ لو كان الشفع ولا يصحبه الواحد محبة خاصة ما صح أن يوجد عن الشفع شئ أبدا فبطل الشريك فى وجود العالم وثبت الفعل للواحد وانه بوجوده ظهرت الموجودات عن الموجودات فتبين لك ان أفعال العباد وان ظهرت منهم انه لولا الله ما ظهر لهم فعل أصلا فجمع هذا الميزان بين اضافة الاعمال الى العباد بالصورة وايجاد تلك الافعال لله تعالى وهو قوله والله خلقكم وما تعملون أى وخلق ما تعملون فنسب العمل اليهم وايجاده لله تعالى والخلق قد يكون بمعنى الايجاد ويكون بمعنى التقدير كما انه قد يكون بمعنى الفعل مثل قوله تعالى ما أشهدتهم خلق السموات ويكون بمعنى المخلوق مثل قوله هذا خلق الله وأمّا هذا التوالج فى العلم الالهى والتوالد فاعلم ان ذات الحق تعالى لم يظهر عنها شئ أصلا من كونها ذاتا غير منسوب اليها أمر آخر وهو أن ينسب الى هذه الذات انها قادرة على الايجاد عند أهل السنة أهل الحق أو ينسب اليها كونها علة وليس هذا مذهب أهل الحق ولا يصح وهذا انما لا يحتاج اليه ولكن كان الغرض فى سياقه من أجل مخالفى أهل الحق لتقرر عنده انه مانسب وجود العالم لهذه الذات من كونها ذاتا وانما نسبوا العالم بالوجود من كونها علة فلهذا أوردنا مقالتهم ومع هذه النسبة وهى كونه قادرا لابد من أمر ثالث وهو ارادة الايجاد لهذه العين المقصودة بأن توجد ولابدّ من التوجه بالقصد الى ايجادها بالقدرة عقلا وبالقول شرعا بأن تكون فما وجد الخلق الاعن الفردية لاعن الاحدية لان أحديته لا تقبل الثانى لانها ليست أحدية عدد فكان ظهور العالم فى العلم الالهى عن ثلاث حقائق معقولة فسرى ذلك فى توالد الكون بعضه عن بعض لكون الاصل على هذه الصورة ويكفى هذا القدر من هذا الباب فقد حصل المقصود بهذا التنبيه فان هذا الفنّ فى مثل طريق أهل الله لا يحتمل أكثر من هذا فانه ليس من علوم الفكر هذا الكتاب وانما هو من علوم التلقى والتدلى فلا يحتاج فيه الى ميزان آخر غير هذا وان كان له به ارتباط فانه لا يخلو عنه جملة واحدة ولكن بعد تصحيح المقدمات من العلم بمفرداتها بالحدّ الذى لا يمنع والمقدّمات بالبرهان الذى لا يدفع بقول الله فى هذا الباب لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا فهذا انما كنا بصدده فى هذا الباب وهذه الآية وأمثالها أحوجتنا الى ذكر هذا الفن ومن باب الكشف لم يشتغل أهل الله بهذا الفنّ من العلوم لتضييع الوقت وعمر الانسان عزيز ينبغى أن لا يقطعه الانسان الا فى مجالسة ربه والحديث معه على ماشرعه له والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء الخامس عشر والحمد لله

﴿بسم الله الرّحمن الرّحيم﴾

﴿الباب الثانى والعشرون فى معرفة علم منزل المنازل وترتيب جميع العلوم الكونية﴾

عجبا لاقوال النفوس السامية • ان المنازل فى المنازل ساريه

كيف العروج من الحضيض الى العلى • الابقهر الحضرة المتعاليه

فصناعة التحليل فى معراجها • نحو اللطائف والامور الساميه

وصناعة التركيب عند رجوعها • بسنا الوجود الى ظلام الهاويه

www.maktabah.org

اعلم أيدك الله بأنه لما كان العلم المنسوب الى الله لا يقبل الكثرة ولا الترتيب فانه غير مكتسب ولا مستفاد بل علمه عين ذاته كسائر ما ينسب اليه من الصفات وما سمى به من الاسماء وعلوم ما سوى الله لا بد أن تكون مرتبة محصورة سواء كانت علوم وهب أو علوم كسب فانها لا تخلو من هذا الترتيب الذى نذكره وهو علم المفرد أولا ثم علم التركيب ثم علم المركب ولا رابع لها فان كان من المفردات التى لا تقبل التركيب علمه مفردا وكذلك ما بقى فان كل معلوم لا بد أن يكون مفردا أو مركبا والمركب يستدعى بالضرورة تقدم علم التركيب وحينئذ يكون علم المركب فهذا قد علمت ترتيب جميع العلوم الكونية فنبين لك حصر المنازل فى هذا المنزل وهى كثيرة لا تحصى ولنقتصر منها على ما يتعلق بما يختص به شرعنا ويمتاز به لا بالمنازل التى يقع فيها الاشتراك بيننا وبين غيرنا من سائر علوم الملل والنحل وجاتها تسعة عشر مرتبة أمهات ومنها ما يتفرع الى منازل ومنها ما لا يتفرع فلنذكر أسماء هذه المراتب ولنجعل لها اسم المنازل فانه كذا عرفناها فى الحضرة الالهية والادب أولى فلنذكر ألقاب هذه المنازل وصفات أربابها وأقطابها المتحققين بها وأحوالهم وما لكل حال من هذه الاحوال من الوصف ثم بعد ذلك نذكر ان شاء الله كل صنف من هذه التسعة عشر ونذكر بعض ما يشتمل عليه من أمهات المنازل لا من المنازل فانه ثم منزل يشتمل على ما يزيد على المائة من منازل العلامات والدلالات على أنوار جلية ويشتمل على آلاف وأقل من منازل الغايات الحاوية على الاسرار الخفية والخواص الجلية ثم نتلو ما نذكره بما يضاهى هذا العدد لهذه المنازل من الموجودات قديمها وحديثها ثم نذكر ما يتعلق ببعض معانى هذا المنزل على التقريب والاختصار ان شاء الله تعالى ﴿ذكر ألقابها وصفات أقطابها﴾ فمن ذلك منازل الثناء والمدح هو لارباب الكشوفات والفتح ومنازل الرموز والالغاز لاهل الحقيقة والمجاز ومنازل الدعاء لاهل الاشارات والبعد ومنازل الافعال لاهل الاحوال والاتصال ومنازل الابتداء لاهل الهواجس والايماء ومنازل التنزيه لاهل التوجيه فى المناظرات والاستنباط ومنازل التقريب للغرباء المتألهين ومنازل التوقع لاصحاب البراقع من أجل السبحات ومنازل البركات لاهل الحركات ومنازل الاقسام لاهل التدبير من الروحانيين ومنازل الدهر لاهل الذوق ومنازل الانية لاهل المشاهدة بالابصار ومنازل اللام والالف للالتفاف الحاصل بالتخلق بالاخلاق الالهية ولاهل السر الذى لا ينكشف ومنازل التقرير لاهل العلم بالكيمياء الطبيعية والروحانية ومنازل فناء الاكوان للضنائن المخدرات ومنازل الالفة لاهل الامان من أهل الغرف ومنازل الوعيد للمتمسكين بقائمة العرش الامجد ومنازل الاستخبار لاهل غامضات الاسرار ومنازل الامر للمتحققين بحقائق سره فيهم وأما صفاتهم فاهل المدح لهم الزهو وأهل الرموز لهم النجاة من الاعتراض وأما المتألهون فلهم التيه بالتخلق وأما أهل الاحوال والاتصال فلهم الحصول على العين وأما أهل الاشارة فلهم الحيرة عند التبليغ + وأما أهل الاستنباط فلهم الغلط والاصابة وليسوا بمعصومين وأما الغرباء فلهم الانكسار وأما أهل البراقع فلهم الخوف وأما أهل الحركة فلهم مشاهدة الاسباب والمدبرون لهم الفكر والممكنون لهم الحدود وأهل المشاهدة لهم الجد وأهل الكتم لهم السلامة وأهل العلم لهم الحكم على المعلوم وأهل الستر منتظرون رفعه وأهل الامن فى موطن الخوف من المكر وأهل القيام لهم القعود وأهل الالهام لهم التحكم وأهل التحقيق لهم ثلاثة أثواب ثوب ايمان وكفر ونفاق وأما ذكر أحوالهم فاعلم ان الله تعالى قد هيأ المنازل للنازل ووطأ المعاقل للعاقل وزوى المراحل للراحل وأعلى المعالم للعالم وفصل المقاسم للقاسم وأعد القواصم للقاصم وبين العواصم للعاصم ورفع القواعد للقاعد ورتب المراصد للراصد وسخر المراكب للراكب وقرب المذاهب للذاهب وسطر المحامد للحامد وسهل المقاصد للقاصد وأنشأ المعارف للعارف وثبت المواقف للواقف ووعر المسالك للسالك وعين المناسك للناسك وأخرس المشاهد للشاهد وأحرس المراقد للراقد ﴿ذكر صفات أحوالهم﴾ فانه سبحانه جعل النازل مقدرا والعاقل مفكرا والراحل مشمرا والعالم مشاهدا والقاسم مكابدا والقاصم مجاهدا والعاصم مساعدا والقاعد عارفا والراصد واقفا والراكب محمولا والذاهب معلولا والحامد مسؤلا والقاصد مقبولا والعارف مبخوتا والواقف مبهوتا والسالك مردودا والناسك مبعودا والشاهد

محكما

www.maktabah.org

محكما والراقد مسلما فهذا قد ذكرنا صفات هؤلاء التسعة عشر صنفا فى أحوالهم فلنذكر ما يتضمن كل صنف من أمهات المنازل وكل منزل من هذه الامهات يتضمن أربعة أصناف من المنازل الصنف الاول يسمى منازل الدلالات والصنف الآخر يسمى منازل الحدود والصنف الثالث يسمى منازل الخواص والصنف الرابع يسمى منازل الاسرار ولا تحصى كثرة فلنقتصر على التسعة عشر ولنذكر أعداد ما تنطوى عليه من الامهات وهذا أولها منزل المدح له منزل الفتح فتح السرين ومنزل المفاتيح الاول ولنا فيه جزء سميناه مفاتيح الغيوب ومنزل العجائب ومنزل تسخير الارواح البرزخية ومنزل الارواح العلوية ولنا فى بعض معانيه من النظم قولنا

منازل المدح والتباهى * منازل مالها تناهى

لا تطلبن فى السمو مدحا * مدائح القوم فى الثرى هى

من ظمئت نفسه جهادا * يشرب من أعذب المياه

نقول ليس مدح العبد أن يتصف بأوصاف سيده فانه سوء أدب وللسيد أن يتصف بأوصاف عبده تواضعا فللسيد النزول لانه لا يحكم عليه فنزوله الى أوصاف عبده تفضل منه على عبده حتى يبسطه فان جلال السيد أعظم فى قلب العبد من أن يدل عليه لولا تنزله اليه وليس للعبد أن يتصف بأوصاف سيده لا فى حضرته ولا عند اخوانه من العبيد وان ولاه عليهم كما قال عليه السلام أنا سيد ولد آدم ولا فخر وقال تعالى تلك الدار الآخرة نجعلها أى نملكها ملكا للذين لا يريدون علوا فى الارض فان الارض قد جعلها الله ذلولا والعبد هو الذليل والذلة لا تقتضى العلو فمن جاوزقدره هلك يقال ما هلك امرؤ عرف قدره وقوله مالها تناهى يقول انه ليس للعبد فى عبوديته نهاية يصل اليها ثم يرجع ربا كما انه ليس للرب حد ينتهى اليه ثم يعود عبدا فالرب رب الى غير نهاية والعبد عبد الى غير نهاية فلذا قال مدائح القوم فى الثرى هى وهو أذل من وجه الارض وقال لا يعرف لذة الماء الا الظمآن يقول لا يعرف لذة الاتصاف بالعبودية الا من ذاق الآلام عند اتصافه بالربوبية واحتياج الخلق اليه مثل سليمان حين طلب أن يجعل الله أرزاق العباد على يديه حسا فجمع ما حضره من الاقوات فى ذلك الوقت فخرجت دابة من دواب البحر فطلبت قوتها فقال لها خذى من هذا قدر قوتك فى كل يوم فاكلته حتى أتت على آخره فقالت زدنى فما وفيت برزقى فان الله يعطينى كل يوم مثل هذا عشر مرات وغيرى من الدواب أعظم منى وأكثر رزقا فتاب سليمان عليه السلام الى ربه وعلم انه ليس فى وسع المخلوق ما ينبغى للخالق تعالى فانه طلب من الله ملكا لا ينبغى لاحد من بعده فاستقال من سؤاله حين رأى ذلك واجتمعت الدواب عليه تطلب أرزاقها من جميع الجهات فضاق لذلك ذرعا فلما قبل الله سؤاله وأقاله وجد من اللذة لذلك ما لا يقدر قدره (منزل الرموز) فاعلم وفقك الله انه وان كان منزلا فانه يحتوى على منازل منها منزل الوحدانية ومنزل العقل الاول والعرش الاعظم والصدا والاتيان من العماء الى العرش وعلم التمثل ومنزل القلوب والحجاب ومنزل الاستواء الذهوانى والالوهية السارية واستمداد الكهان والدهر والمنازل التى لا ثبات لها ولا ثبات لاحد فيها ومنزل البرازخ والاطية والزيادة والغيرة ومنزل الفقد والوجدان ومنزل رفع الشكوك والجود المخزون ومنزل القهر والخسف ومنزل الارض الواسعة ولما دخلت هذا المنزل وأنا بتونس وقعت منى صيحة مالى بها علم انها وقعت منى غير انه ما بقى أحد ممن سمعها الا سقط مغشيا عليه ومن كان على سطح الدار من نساء الجيران مستشرفا علينا غشى عليه ومنهن من سقط من السطوح الى صحن الدار على علوها وما أصابه بأس وكنت أول من أفاق وكنا فى صلاة خلف امام فما رأيت أحدا الا صاعقا فبعد حين أفاقوا فقلت ما شأنكم فقالوا أنت ما شأنك لقد صحت صيحة أثرت ما ترى فى الجماعة فقلت والله ما عندى خبر انى صحت ومنزل الآيات الغريبة والحكم الالهية ومنزل الاستعداد والزينة والامر الذى مسك الله به الافلاك السماوية ومنزل الذكر والسلب وفى هذه المنازل قلت

منازل الكون فى الوجود * منازل كلها رموز *

منازل للعقول فيها * دلائل كلها تجوز

www.maktabah.org

لما أتى الطالبون قصدا * لنيل شئ فذاك جوزوا
فياعبيد الكيان حوزوا * هذا الذى ساقكم وجوزوا

الرمز واللغز هو الكلام الذى يعطى ظاهره مالم يقصده قائله وكذلك منزل العالم فى الوجود ما أوجده الله لعينه وانما أوجده الله لنفسه فاشتغل العالم بغير ما وجد له فخالف قصد موجده ولهذا يقول جماعة من العلماء العارفين وهم أحسن حالا ممن دونهم ان الله أوجدنا لنا والمحقق والعبد لا يقول ذلك بل يقول انما أوجدنا له لا لحاجة منه الى فاما اللغز فى ورمزه ومن عرف أشعار الالغاز عرف ما أردناه وأما قوله لما أتى الطالبون قصد النيل شئ بذاك جوزوا من المجازات يقول من طلب الله لامر فهو لما طلب ولا ينال منه غير ذلك وقوله فياعبيد الكيان يقول من عبد الله لشئ فذلك الشئ معبوده ورب به والله برئ منه وهو لما عبده وقوله حوزوا أى خذوا ما جئتم له أى بسببه وجوزوا أى روحوا عنا فانكم ما جئتم الينا ولا بسببنا (منزل الدعاء) هذا المنزل يحتوى على منازل منها منزل الانس بالتشبيه ومنزل التغذى ومنزل مكة والتائب والحجب ومنزل المقاصير والابتلاء ومنزل الجمع والتفرقة والمنع ومنزل النواشى والتقديس وفى هذا المنزل قلت

لتأيه الرحمن فيك منازل * فاجب نداء الحق طوعا يافل
رفعت اليك المرسلات أكفها * ترجو النوال فلا يخيب السائل
أنت الذى قال الدليل بفضله * ولنا عليه شواهد ودلائل
لولا اختصاصك بالحقيقة مازهت * بنزولك الاعلى لديه منازل

يقول ان نداء الحق عباده انما هو لسان المرسلات تطلب اسما من أسمائه وذلك العبد فى ذلك الوقت تحت سلطانها والمرسلات لطائف الخلق ترفع أكفها الى من هى فى يديه من الاسماء لتجود به على من يطلبها من الاسماء والمسؤل أبدا انما هو من له المهيمنية على الاسماء كالعليم الذى له التقدم على الخبير والحسيب والمحصى والمفضل ولهذا قال أنت الذى قال الدليل بفضله والحقيقة التى اختص بها احاطته بما تحته فى الرتبة من الاسماء الالهية اذ القادر فى الرتبة دون المريد والعالم فى الرتبة فوق المريد والحى فوق الكل فالمنازل التى تحت احاطة الاسم الجامع تفتخر بنزوله اليها اجابة لسؤالها (منزل الافعال) وهو يشتمل على منازل منها منزل الفضل والالهام ومنزل الاسراء الروحانى ومنزل التلطف ومنزل الهلاك وفى هذه المنازل أقول

لمنازل الافعال برق لامع * ورياحها تزجى السحاب زعازع
وسهامها فى العالمين نوافذ * وسيوفها فى الكائنات قواطع
ألقت الى العز المحقق أمرها * فالعين تبصر والتناول شاسع

الناس فى أفعال العباد على قسمين طائفة ترى الافعال من العباد وطائفة ترى الافعال من الله وكل طائفة يبدو لها لامع اعتقادها ذلك شبه البرق اللامع فى ذلك يعطيها آن للذى نفى عنه ذلك الفعل نسبة ما وكل طائفة لها سحاب يحول بينها وبين نسبة الفعل لمن نفته عنه وقوله فى رياحها انها شديدة أى الاسباب والادلة التى قامت لكل طائفة على نسبة الافعال لمن نسبتها اليه قوية بالنظر اليه ووصف سهامها بالنفوذ فى نفوس الذين يعتقدون ذلك وكذلك سيوفها فيهم قواطع وقوله انها ألقت الى العز أى احتمت بحمى مانع يمنع المخالف أن يؤثر فيه فيبقى على هذا كل أحد على ماهى ارادة الله فيه قال تعالى زينا لكل أمة عملهم وقوله فالعين تبصر يقول الحس يشهد ان الفعل للعبد والانسان يجد ذلك من نفسه بماله فيه من الاختيار وقوله التناول شاسع أى ونسبته الى غير ما يعطيه الحس والنفس بعيد المتناول الا انه لابد فيه من برق لامع يعطى نسبة فى ذلك الفعل لمن نفى عنه لا يقدر على جحدها (منزل الابتداء) ويشتمل على منازل منها منزل الغلطة والسبحات ومنزل التنزلات والعلم بالتوحيد الالهى ومنزل الرحموت ومنزل الحق والفزع وفى هذا المنزل أقول

للابتداء شواهد ودلائل * وله اذا حط الركاب منازل

www.maktabah.org

يحوى على عين الحوادث حكمه * وبعده الله الكريم الفاعل
ما بينه نسب وبين الاهـه * الا التعلق والوجود الحاصل
لا تسمعن مقالة من جاهل * مبنى الوجود حقائق وأباطل
مبنى الوجود حقائق مشهودة * وسوى الوجود هو المحال الباطل

يقول لابتداء الاكوان شواهد فيها انها لم تكن لانفسها ثم كانت وله الضمير يعود على الابتداء اذا حط الركاب أى اذا تتبعته من أين جاء وجدته من عند من أوجده ولذلك كان له البقاء قال تعالى وما عند الله باق فاذا حططت عنده عرفت منزلته منه الذى كان فيها اذ لم يكن لنفسه وتلك منزل الاولية الالهية فى قوله هو الاول ومن هذه الاولية صدر ابتداء الكون ومنه تستمد الحوادث كلها وهو الحاكم فيها وهى الجارية على حكمه ونفى النسب عنه فان أولية الحق تمد أولية العبد وليس لاولية الكون امداد لشئ فما ثم نسب الا العناية ولا سبب الا الحكم ولا وقت غير الازل هذا مذهب القوم وما بقى مما لم يدخل تحت حصر هذه الثلاثة فعمى وتلبيس هكذا صرح به صاحب محاسن المجالس وقول من قال مبنى الوجود حقائق وأباطل ليس بصحيح فان الباطل هو العدم وهو صحيح فان الوجود المستفاد فى حكم العدم والوجود الحق من كان وجوده لنفسه وكل عدم وجد فما وجد الا من وجود كان موصوفا به لغيره لا لنفسه والذى استفاد هو الوجود لعينه وأما المحال الباطل فهو الذى لا وجود له لا لنفسه ولا من غيره (منزل التنزيه) هذا المنزل يشتمل على منازل منها منزل الشكر ومنزل البأس ومنزل النشر ومنزل النصر والجمع ومنزل الربح والخسران والاستحالات ولنا فى هذا

لمنازل التنزيه والتقديس * سر مقول حكمه معقول
علم يعود على المنزه حكمه * فردوس قدس روضه مطلول
فمنزه الحق المبين مجوز * ماقاله فرامه تضليل

يقول المنزه على الحقيقة من هو تنزيه لنفسه وانما ينزه من يجوز عليه ما ينزه عنه وهو المخلوق فاذا يعود التنزيه على المنزه قال صلى الله عليه وسلم انما هى أعمالكم ترد عليكم فمن كان عمله التنزيه عاد عليه تنزيهه فكان محله منزها عن أن يقوم به اعتقاد ما لا ينبغى أن يكون الحق عليه ومن هنا قال من قال سبحانى تعظيما لجلال الله تعالى ولهذا قال روضه مطلول وهو نزول التنزيه الى محل العبد المنزه خالقه والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

(منزل التقريب هذا المنزل يشتمل على منزلين منزل خرق العوائد ومنزل أحدية كن وفيه أنشدت)

لمنازل التقريب شرط يعلم * ولها على ذات الكيان تحكم
فاذا أتى شرط القيامة واستوى * جبارها خضع الوجود ويخدم
هيهات لا تجنى النفوس ثمارها * الا التى فمات وأنت مجسم

يقول ان التقريب من صفات المحدثات لانها تقبل التقريب وضده والحق هو القريب وان كان قد وصف نفسه بانه يتقرب والصادر منه التقريب والتقرب ولما قال شرط يعلم وهو قبول التأثير قال ولا يعرف وينكشف الا عموما الا فى الآخرة وقال والنفوس لا تجنى الا ما غرسته فى حياتها الدنيا من خير او شر فلها التقريب من أعمالها فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره (منزل التوقع) وهذا المنزل أيضا يشتمل على منزلين منزل الطريق الالهى ومنزل السمع وفيه نظمت

ظهرت منازل للتوقع باديه * وقطوفها ليد المقرب دانيه
فاقطف من اغصان الدنو ثمارها * لا تقطفن من الغصون العاديه
لا تخرجن عن اعتدال الملك والزمن * وسط الطريق ترى الحقائق باديه

يقول ما [illegible] معه الانسان قد ظهر لانه ما يتوقع شيأ الا وله ظهور عنده فى باطنه فقد برز من غيبه الذى يستحقه الى باطن

www.maktabah.org

من تتوقعه ثم انه يتوقع ظهوره فى عالم الشهادة فيكون أقرب فى التناول وهو قوله قطوفها دانية أى قريبة ليد القاطف يقول احفظ طريق الاعتدال لاتنحرف عنه والاعتدال هنا ملازمتك حقيقتك لاتخرج عنها كما خرج المتكبرون ومن كان برزخا بين الطرفين كان له الاستشراف عليهما فاذا مال الى أحدهما غاب عن الآخر (منزل البركات) وهو أيضا يشتمل على منزلين على منزل الجمع والتفرقة ومنزل الخصام البرزخى وهو منزل الملك والقهر وفيه قلت

لمنازل البركات نور يسطع * وله بحبات القلوب توقع
فيها المزيد لكل طالب مشهد * ولها الى نفس الوجود تطلع
فاذا تحقق سر طالب حكمة * بحقائق البركات شد المطلع
فالحمد لله الذى فى كونه * أعيانه مشهودة تتسمع

البركات الزيادة وهى من نتائج الشكر وما سمى الحق نفسه تعالى بالاسم الشاكر والشكور الا للزيد فى العمل الذى شرع لنا ان نعمل به كما بدا الحق النعم بالشكر منا فكل نفس متطلعة للزيادة يقول واذا تحقق طالب الحكم الزيادة انفرد بامور يجهد أن لايشاركه فيها أحد لتكون الزيادة من ذلك النوع وصاحب هذا المقام تكون حاله المراقبة لحال الذى يطلبه (منزل الاقسام والايلاء) وهذا المنزل يشتمل على منازل منها منزل الفهوانيات الرحمانية ومنزل المقاسم الروحانية ومنزل الرقوم ومنزل مساقط النور ومنزل الشعراء ومنزل المراتب الروحانية ومنزل النفس الكلية ومنزل القطب ومنزل انفهاق الانوار على عالم الغيب ومنزل مراتب النفس الناطقة ومنزل اختلاف الطرق ومنزل المودة ومنزل علوم الالهام ومنزل النفوس الحيوانية ومنزل الصلاة الوسطى وفى هذا قلت

منازل الاقسام فى العرض * أحكامها فى عالم الارض
تجرى بافلاك السعود على * من قام بالسنة والفرض
وعلمها وقف على عينها * وحكمها فى الطول والعرض

يقول القسم نتيجة التهمة والحق يعامل الخلق من حيث ما هم عليه لامن حيث ما هو ولهذا لم يول الحق تعالى للملائكة لانهم ليسوا من عالم التهمة وليس لمخلوق أن يقسم بمخلوق وهو مذهبنا وان أقسم بمخلوق عندنا فهو عاص ولا كفارة عليه اذا حنث وعليه التوبة مما وقع فيه لاغير وانما أقسم الحق بنفسه حين أقسم بذكر المخلوقات وحذف الاسم يدل على ذلك اظهار الاسم فى مواضع من الكتاب العزيز مثل قوله فورب السماء والارض برب المشارق والمغارب فكان ذلك اعلاما فى المواضع التى لم يجر للاسم ذكر ظاهر انه غيب هنالك لامر أراده سبحانه فى ذلك يعرفه من عرفه الحق ذلك من نبى وولى ملهم فان القسم دليل على تعظيم المقسم به ولا شك انه قد ذكر فى القسم من يبصر ومن لايبصر فدخل فى ذلك الرفيع والوضيع والمرضى عنه والمغضوب عليه والمحبوب والممقوت والمؤمن والكافر والموجود والمعدوم ولايعرف منازل الاقسام الامن عرف عالم الغيب فيغلب على الظن ان الاسم الالهى هنا مضمر وقد عرفتك ان عالم الغيب هو الطول وعالم الشهادة هو العرض (منزل الأنية) ويشتمل على منازل منها منزل سليمان عليه السلام دون غيره من الانبياء ومنزل الستر الكامل ومنزل اختلاف المخلوقات ومنزل الروح ومنزل العلوم وفيه أقول

أنية قدسية مشهودة * لوجودها عند الرجال منازل
تفنى الكيان اذا تجلت صورة * فى سورة أعلامها تتفاضل
وتريك فيك وجودها بنعوتها * خلف الظلال وجودها لك شامل

يقول ان الحقيقة الالهية المعنوية بنعوت التنزيه اذا شوهدت تفنى كل عين سواها وان تفاضلت مشاهدها فى الشخص الواحد بحسب أحواله وفى الاشخاص لاختلاف أحوالهم لما أعطت الحقيقة انه لايشهدها الشاهد منا الا نفسه كما لا تشهد هى منا الا نفسها فكل حقيقة للاخرى مرآة المؤمن مرآة أخيه ليس كمثله شئ (منزل الدهور) يحتوى

www.maktabah.org

هـذا المنزل على منازل منها منزل السابقة ومنزل العزة ومنزل روحانيات الافلاك ومنزل الامر الالهي ومنزل الولادة ومنزل الموازنة ومنزل البشارة بالالقاء وفيه أقول

ومن المنازل ما يكون مقدره * مثـل الزمان فانه متـوهم
دلت عليـه الدائرات بدورها * وله التصرف والمقام الاعظـم

يقول لما كان الازل أمرا متوهما في حق الحق كان الزمان أيضا في حق الخلق أمرا متوهما أي مدة متوهمة تقطعها حركات الافلاك فان الازل كالزمان للخلق فافهم (منزل لام الالف) هـذا منزل الائتلاف والغالب عليه الائتلاف لا الاختلاف قال تعالى والتفت الساق بالساق الى ربك يومئذ المساق وهو يحتوي على منازل منها منزل مجمع البحرين وجمع الامرين ومنزل التشريف المحمدي الذي الى جانب المنزل الصمدي وفيه أقول

منازل اللام في التحقيق والالف * عنـد اللقاء انفصال حال وصلهما
هما الدليـل على من قال ان أنا * سر الوجود واني عينـه فهما
نعم الدليـلان اذ دلا بحالهما * لا كالذي دل بالاقوال فانصرما

يقول وان ارتبط اللام بالالف وانعقد وصارا عينا واحدة وهو ظاهر في المزدوج من الحروف في المقام الثامن والعشرين بين الواو والياء اللذين لهما الصحة والاعتلال فلما في الالف من العلة ولما في اللام من الصحة وقعت المناسبة بينه وبين هـذين الحرفين فيلي الصحيح منه حرف الصحة ويلي المعتل منه حرف العلة فيداه مبسوطة بالرحمة مقبوضة بنقيضها وليس للام الالف صورة في نظم المفرد بل هو غيب فيها ورتبة على حالها بين الواو والياء وقد استناب في مكانه الزاي والحاء والطاء اليابسة فله في غيبه الرتبة السابعة والثامنة والتاسعة فله منزلة القمر بين البدر والهلال فلم تزل تصحبه رتبة البرزخية في غيبته وظهوره فهو الرابع والعشرون اذ كانت له السبعة بالزاي والثمانية بالحاء والتسعة بالطاء واليوم أربع وعشرون ساعة ففي أي ساعة عملت به فيها أنجح عملك على ميزان العمل بالوضع لانه في حروف الرقم لا في حروف الطبع لانه ليس له في حروف الطبع الا اللام وهو من حروف اللسان برزخ بين الحلق والشفتين والالف ليست من حروف الطبع فناب الامناب حرف واحد وهو اللام الذي عنه تولد الالف اذا أشبعت حركته فان لم تشبع ظهرت الهمزة ولهذا جعل الالف بعض العلماء نصف حرف والهمزة نصف حرف في الرقم الوضعي لا في اللفظ الطبعي ثم نرجع فنقول ان انعقد اللام بالالف كما قلنا وصارا عينا واحدة فان نخـذيه بدلان على انهما اثنان ثم العبارة باسمه تدل على انه اثنان فهو اسم مركب من اسمين لعينين العين الواحدة اللام والاخرى الالف ولكن لما ظهرا في الشكل على صورة واحدة لم يفرق الناظر بينهما ولم يميزله أي الفخـذين هو اللام حتى يكون الآخر الالف فاختلف الكتاب فيه فمنهم من راعى التلفظ ومنهم من راعى ما يبتدئ به مخططه فيجعله أولا فاجتمعا في تقديم اللام على الالف لان الالف هنا تولد عن اللام بلا شك وكذلك الهمزة تتلو اللام في مثل قوله لا تم أشدّ رهبة وأمثاله وهـذا الحرف أعني لام ألف هو حرف الالتباس في الافعال فلم يتخلص الفعل الظاهر على يد المخلوق ان هو ان قلت هو لله صدقت وان قلت هو للمخلوق صدقت ولولا ذلك ما صح التكليف واضافة العمل من الله للعبد يقول صلى الله عليه وسلم انما هي أعمالكم ترد عليكم ويقول الله وما تفعلوا من خير فلن تكفروه واعملوا ما شئتم اني بما تعملون بصير والله يقول الحق فكذلك أي الفخذين جعلت اللام أو الالف صدقت وان اختلف العمل في وضع الشكل عنـد العلماء به للتحقق بالصورة وكل من دل على ان الفعل للواحد من الفخذين دون الآخر فذلك غير صحيح وصاحبه ينقطع ولا يثبت وان غيره من أهل ذلك الشأن يخالفه في ذلك ويدل في زعمه والقول معه كالقول مع مخالفه ويتعارض الامر ويشكل الاعلى من نور الله بصيرته وهداه الى سواء السبيل (منزل التقرير) وهو يشتمل على منازل منها منزل تعداد النعم ومنزل رفع الضرر ومنزل الشرك المطاق وفي ذلك أقول

تقررت المنازل بالسكون * ورجحت الظهور على الكمون

www.maktabah.org

ودلت بالعيان على عيون * مفجرة من الماء المعين
ودلت بالبروق سحاب مزن * اذا لمعت على النور المبين

اعلم أيدك الله انه بقول الثبوت يقرر المنازل فمن ثبت ثبت وظهر لكل عين على حقيقتها ألا ترى ما تعطيك سرعة الحركة من الشبه فيحكم الناظر على الشئ بخلاف ما هو عليه ذلك الشئ فيقول فى النار الذى فى الجمرة أو فى رأس الفتيلة اذا أسرع بحركته عرضا انه خط مستطيل أو يديره بسرعة فيرى دائرة نار فى الهواء وسبب ذلك عدم الثبوت واذا ثبتت المنازل دلت على ما تحوى عليه من العلوم الالهية (منزل المشاهدة) وهو منزل واحد هو منزل فناء الكون فيه يفنى من لم يكن و يبقى من لم يزل وفيه أقول

فى فناء الكون منزل * روحه فيناتنزل
انه ليلة قدرى * ماله نور ولا ظل
هو عين النور صرفا * ماله عنه تنقل
فانا الامام حقا * ملك فى الصدر الاول
عنده مفتاح أمرى * فبوابكم و بعزل
سمهريا فى طوال * لست بالسماك الاعزل
فالمقام الحق فيكم * دائم لا يتبدل
وهو القاهر منه * وهو الامام الاعدل
ليس بالنور الممثل * بل من المهاة أكمل
وأنا منه يقينا * بمكان السر الافضل
فبعين العين أسمو * وبامر الامر أنزل

يقول حالة الفناء لا نور ولا ظل مثل ليلة القدر ثم قال وذلك هو الضوء الحقيقى والظل الحقيقى فانه الاصل الذى لا ضد له والانوار تقابلها الظلم وهذا لا يقابله شئ وقوله انا الامام يعنى شهوده للحق من الوجه الخاص الذى منه الى وهو الصدر الاول ومن هذا المقام يقع التفصيل والكثرة والعدد فى الصور وجعل السمهريات كناية عن تأثير القيومية فى العالم ولها الثبوت ولذا قال لا تتبدل وله القهر والعدل لا يقبل التشبيه فبشهود الذات أعلو و بالامر الالهى أنزل اماما فى العالم (منزل الالفة) هو منزل واحد وفيه أقول

منازل الالفة مألوفه * وهى بهذا النعت معروفه
فقل لمن عرس فيها أقم * فانها بالامن محفوفه
وهى على الاثنين موقوفه * وعن عذاب الوتر مصروفه

هذا منزل الاعراس والسرور والافراح وهو مما امتن الله به على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم فقال لو أنفقت ما فى الارض جميعا ما ألفت بين قلوبهم يريد عليك ولكن الله ألف بينهم يريد على مودتك واجابتك وتصديقك (منزل الاستخبار) وهو يشتمل على منازل منها منزل المنازعة الروحانية ومنزل حلية السعداء كيف تظهر على الاشقياء وبالعكس ومنزل الكون قبل الانسان وفيه أقول

اذا استفهمت عن أحباب قلبى * أحالونى على استفهام لفظى
منازلهم بلفظك ليس الا * فيا شؤمى لذاك وسوء حظى
وعظت النفس لا تنظر اليهم * فما التفتت بخاطرها لوعظى
لفظتهمو عسى أحظى بكون * فكانوا عين كونى عين لفظى
ومن عجب انى أحن اليهمو * واسأل عنهم من أرى وهمو معى

وقال

وترصدهم

www.maktabah.org

وترصدهم عيني وهم في سوادها * ويشتاقهم قلبي وهم بين أضلعي

يقول انهم في لساني اذا سألت عنهم وفي سواد عيني اذا نظرت اليهم وفي قلبي اذا فكرت فيهم واشتقت اليهم فهم معي في كل حال أكون عليها فهم عيني ولست عينهم اذ لم يكن عندهم مني ما عندي منهم (منزل الوعيد) وهو منزل واحد يحوي على الجور والاستمساك بالكون وفيه قلت

ان الوعيد لمنزلان هما لمن * ترك السلوك على الطريق الاقوم
فاذا تحقق بالكمال وجوده * ومشى على حكم العلو الاقدم
عادا نعيما عنده فنعيمه * في النار وهي نعيم كل مكرم

منزل روحاني وهو عذاب النفوس ومنزل جسماني وهو العذاب المحسوس ولا يكون الالمن حاد عن الطريق المشروع في ظاهره وباطنه فاذا وفق للاستقامة وسبقت له العناية عصم من ذلك وتمم دار المجاهدة لجنة المشاهدة (منزل الامر) وهو يشتمل على منازل منزل الارواح البرزخية ومنزل التعليم ومنزل البشرى ومنزل السبب ومنزل التمائم ومنزل القطب والامامين ولنا فيه

منازل الامر فهو أنية الذات * بها تحصل افراحي ولذاتي
فليتني قائم فيها مدى عمري * ولا أزول الى وقت الملاقاة
وقرة العين للمختار كان له * اذا تبرز في صدر المناجاة

الامر الالهي من صفة الكلام وهو مسدود دون الاولياء من جهة التشريع وما في الحضرة الالهية امر تكليفي الا أن يكون مشروعا فما بقي للولي الا سماع أمرها اذا أمرت الانبياء فيكون للولي عند سماعه ذلك لذة سارية في وجوده لكن بقي للاولياء المناجاة الالهية التي لا امر فيها سمرا وحديثا فكل من قال من أهل الكشف انه مأمور بأمر الهي في حركاته وسكناته مخالف لامر شرعي محمدي تكليفي فقد التبس عليه الامر وان كان صادقا فيما قال انه سمع وانما يمكن ان ظهر له تجل الهي في صورة نبيه صلى الله عليه وسلم فخاطبه نبيه وأقيم في سماع خطاب نبيه وذلك ان الرسول موصل أمر الحق تعالى الذي أمر الله به عباده فقد يمكن أن يسمع من الحق في حضرة ما ذلك الامر الذي قد جاء به أولا رسوله صلى الله عليه وسلم فيقول أمرني الحق وانما هو في حقه تعريف بأنه قد أمر وانقطع هذا السبب بمحمد صلى الله عليه وسلم وما عدا الاوامر من الله المشروعة فللاولياء في ذلك القدم الراسخة فهذا قد أتينا على التسعة عشر صنفا من المنازل فلنذكر أخص صفات كل منزل فنقول (وصل) أخص صفات منزل المدح تعلق العلم بما لا يتناهى وأخص صفات منزل الرموز تعلق العلم بخواص الاعداد والاسماء وهي الكلمات والحروف وفيه علم السيمياء وأخص صفات منزل الدعاء علوم الاشارة والتحلية وأخص صفات منزل الافعال علم الآن وأخص صفات منزل الابتداء علم المبدأ والمعاد ومعرفة الاوليات من كل شيء وأخص صفات التنزيه علم السلخ والخلع وأخص صفات التقريب علم الدلالات وأخص صفات منزل التوقع علم النسب والاضافات وأخص صفات منزل البركات علم الاسباب والشروط والعلل والادلة والحقيقة وأخص صفات الاقسام علوم العظمة وأخص صفات منزل الدهر علم الازل وديمومة البارى وجودا وأخص صفات منزل الانية علم الذات وأخص صفات منزل لام ألف علم نسبة الكون الى المكون وأخص صفات منزل التقرير علم الحضور وأخص صفات منزل فناء الكون علم قلب الاعيان وأخص صفات منزل الالفة علم الالتحام وأخص صفات منزل الوعيد علم المواطن وأخص صفات منزل الاستفهام علم ليس كمثله شيء وأخص صفات منزل الامر علم العبودة (وصل) اعلم انه لكل منزل من هذه المنازل التسعة عشر صنف من الممكنات فهم صنف الملائكة وهم صنف واحد وان اختلفت أحوالهم (وعلم الاجسام ثمانية عشر) الافلاك أحد عشر نوعا والاركان أربعة والمولدات ثلاثة ولها وجه آخر يقابلها من الممكنات في الحضرة الالهية الجوهر للذات وهو الاول الثاني الاعراض وهي للصفات الثالث الزمن وهو للازل الرابع المكان وهو للاستواء أو النعوت الخامس الاضافات للاضافات

www.maktabah.org

السادس الاوضاع للفهوانية السابع الكميات للاسماء الثامن الكيفيات للتجليات التاسع التأثيرات للجود العاشر الانفعالات للظهور فى صور الاعتقادات الحادى عشر الخاصية وهى للاحدية الثانى عشر الخبرة وهى للوصف بالنزول والفرح والفرض وأشباه ذلك الثالث عشر حياة الكائنات للحى الرابع عشر المعرفة للعلم الخامس عشر الهواجس للارادة السادس عشر الابصار للبصير السابع عشر السمع للسميع الثامن عشر الانسان للكمال التاسع عشر الانوار والظلم للنور (وصل فى نظائر المنازل التسعة عشر) نظائرها من القرآن حروف الهجاء التى فى أول السور وهى أربعة عشر حرفا فى خمس مراتب أحدية وثنائية وثلاثية ورباعية وخماسية ونظائرها من النار الخزنة تسعة عشر ملكا نظائرها فى التأثير اثنا عشر برجا والسبعة الدرارى نظائرها من القرآن حروف البسملة ونظائرها من الرجال النقباء اثنا عشر والابدال السبعة وهؤلاء السبعة منهم الاوتاد أربعة والامامان اثنان والقطب واحد والنظائر لهذه المنازل من الحضرة الالهية ومن الاكوان كثير (وصل) اعلم ان منزل المنازل عبارة عن المنزل الذى يجمع جميع المنازل التى تظهر فى عالم الدنيا من العرش الى الثرى وهو المسمى بالامام المبين قال الله تعالى وكل شئ أحصيناه فى امام مبين فقوله أحصيناه دليل على انه ما أودع فيه الاعلوما متناهية فنظرنا هل ينحصر لاحد عددها فخرجت عن الحصر مع كونها متناهية لانه ليس فيه الاما كان من يوم خلق الله العالم الى أن ينقضى حال الدنيا وتنتقل العمارة الى الآخرة فسألنا من أثق به من العلماء بالله هل تنحصر أمهات هذه العلوم التى يحويها هذا الامام المبين فقال نعم فأخبرنى الثقة الامين الصادق الصاحب وعاهدنى أنى لا أذكر اسمه ان أمهات العلوم التى تتضمن كل أم منه مالا يحصى كثرة تبلغ بالعدد الى مائة ألف نوع من العلوم وتسعة وعشرين ألف نوع وستمائة نوع وكل نوع يحتوى على علوم جمة ويعبر عنها بالمنازل فسألت هذا الثقة هل نالها أحد من خلق الله وأحاط بها علما قال لا ثم قال وما يعلم جنود ربك الا هو واذا كانت الجنود لا يعلمها الا هو وليس للحق منازع يحتاج هؤلاء الجنود الى مقابلته فقال لى لا تعجب فورب السماء والارض لقد ثم ما هو أعجب فقلت ما هو فقال لى الذى ذكر الله فى حق امرأتين من نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تلا وان تظاهرا عليه فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهير فهذا أعجب من ذكر الجنود فأسرار الله عجيبة فلما قال لى ذلك سألت الله أن يطلعنى على فائدة هذه المسئلة وما هذه العظمة التى جعل الله نفسه فى مقابلتها وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة فاخبرت بها فما سررت بشئ سرورى بمعرفة ذلك وعلمت لمن استندتا ومن يقو بهما ولولا ما ذكر الله نفسه فى النصرة ما استطاعت الملائكة والمؤمنون مقاومتهما وعلمت انهما حصل لهما من العلم بالله والتأثير فى العالم ما أعطاهما هذه القوة وهذا من العلم الذى كهيئة المكنون فشكرت الله على ما أولى فما أظن ان أحدا من خلق الله استند الى ما استندتا اليه هاتان المرأتان يقول لوط عليه السلام لو أن لى بكم قوة أو آوى الى ركن شديد وكان عنده الركن الشديد ولم يكن يعرفه فان النبى صلى الله عليه وسلم قد شهد له بذلك فقال يرحم الله أخى لوطا لقد كان يأوى الى ركن شديد وعرفتاه عائشة وحفصة فلو علم الناس علم ما كانتا عليه لعرفوا معنى هذه الآية والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب الثالث والعشرون فى معرفة الاقطاب المصونين وأسرار صونهم﴾

ان لله حكمة أخفاها * فى وجودى فليس عين تراها
خلق الجسم دار لهو وأنس * فبناها وجوده سوّاها
ثم لما تعدلت واستقامت * جاء روح من عنده أحياها
ثم لما تحقق الحق علما * حبه وانقياده لهواها
قال للموت خذ اليك عبيدى * فدعاه له بما أخلاها
وتجلى له فقال الهى * أين أنسى فقال ما تنساها
كيف أنسى دارا حمت قواها * من قواكم فهى التى لا تضاهى

يا الهى

www.maktabah.org

يا الهى وسيدى واعتمادى * ماعشقنا منها سوى معناها
أعلمتنا بما تريدون منا * بلسان الرسول من أعلاها
فقطعنا أيامنا فى سرور * بك ياسيدى فما أحلاها
قال ردوا عليه دار هواه * صدق الروح انه بهواها
فرددنا مخلدين سكارى * طربا دائما الى سكاها
و بناها على اعتدال قواها * ونجلى لها بما قواها

اعلم أيدك الله ان هذا الباب يتضمن ذكر عباد الله المسمين بالملامية وهم الرجال الذين حلوا من الولاية فى أقصى درجاتها وما فوقهم الا درجة النبوّة وهذا يسمى مقام القربة فى الولاية وآيتهم من القرآن حور مقصورات فى الخيام ينبه بنعوت نساء الجنة وحورها على نفوس رجال الله الذين اقتطعهم اليه وصانهم وحبسهم فى خيام صون الغيرة الالهية فى زوايا الكون أن تمتد اليهم عين فتشغلهم لا والله ما يشغلهم نظر الخلق اليهم لكنه ليس فى وسع الخلق أن يقوموا بما لهذه الطائفة من الحق عليهم لعلو منصبها فتقف العباد فى أمر لا يصلون اليه أبدا فحبس ظواهرهم فى خيمات العادات والعبادات من الاعمال الظاهرة والمثابرة على الفرائض منها والنوافل فلا يعرفون بخرق عادة فلا يعظمون ولا يشار اليهم بالصلاح الذى فى عرف العامة مع كونهم لا يكون منهم فساد فهم الاخفياء الابرياء الامناء فى العالم الغامضون فى الناس فيهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ربه عزوجل ان أغبط أوليائى عندى لمؤمن خفيف الحاذ ذو حظ من صلاة أحسن عبادة ربه وأطاعه فى السر والعلانية وكان غامضا فى الناس يريد أنهم لا يعرفون بين الناس بكبير عبادة ولا ينتهكون المحارم سرا وعلنا قال بعض الرجال فى صفتهم لما سئل عن العارف قال مسود الوجه فى الدنيا والآخرة فان كان أراد ما ذكرناه من أحوال هذه الطائفة فانه يريد باسوداد الوجه استفراغ أوقاته كلها فى الدنيا والآخرة فى تجليات الحق له ولا يرى الانسان عندنا فى مرآة الحق اذا تجلى له غير نفسه ومقامه وهو كون من الاكوان والكون فى نور الحق ظلمة فلا يشهد الاسواده فان وجه الشئ حقيقته وذاته ولا بد من دوام التجلى الالهى لهذه الطائفة على الخصوص فهم مع الحق فى الدنيا والآخرة على ما ذكرناه من دوام التجلى وهم الافراد وأما ان أراد بالتسويد من السيادة وأراد بالوجه حقيقة الانسان أى له السيادة فى الدنيا والآخرة فيمكن ولا يكون ذلك الا للرسل خاصة فانه كمال لهم وهو فى الاولياء نقص لان الرسل مضطرون فى الظهور لاجل التشريع والاولياء ليس لهم ذلك ألا ترى الله سبحانه لما أكمل الدين كيف أمره فى السورة التى نعى الله اليه فيها نفسه فأنزل عليه اذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون فى دين الله أفواجا فسبح بحمد ربك واستغفره أى أشغل نفسك بتنزيه ربك والثناء عليه بما هو أهله فاقتطعه بهذا الامر من العالم لما كمل ما أريد منه من تبليغ الرسالة وطلب بالاستغفار أن يستره عن خلقه فى حجاب صونه لينفرد به دون خلقه دائما فانه كان فى زمان التبليغ والارشاد وشغله بأداء الرسالة فان له وقتا لا يسعه فيه غير ربه وسائر أوقاته فيما أمر به من النظر فى أمور الخلق فرده الى ذلك الوقت الواحد الذى كان يختلسه من أوقات شغله بالخلق وان كان عن أمر الحق ثم قوله انه كان توابا أى يرجع الحق اليك رجوعا مستصحبا لا يكون للخلق عندك فيه دخول بوجه من الوجوه ولما تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه السورة بكى أبو بكر الصديق رضى الله عنه وحده دون من كان فى ذلك المجلس وعلم أن الله تعالى قد نعى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه وهو كان أعلم الناس به وأخذ الحاضرون يتعجبون من بكائه ولا يعرفون سبب ذلك والاولياء الاكابر اذا تركوا أنفسهم لم يختر أحد منهم الظهور أصلا لانهم علموا أن الله ما خلقهم لهم ولا لأحد من خلقه بالتعلق من القصد الاول وانما خلقهم له سبحانه فشغلوا أنفسهم بما خلقوا له فان أظهرهم الحق عن غير اختيار منهم بأن يجعل فى قلوب الخلق تعظيمهم فذلك اليه سبحانه ما لهم فيه تعمل وان سترهم فلم يجعل لهم فى قلوب الناس قدرا يعظمونهم من أجله فذلك اليه تعالى فهم لا اختيار لهم مع اختيار الحق فان خيرهم ولا بد فيختارون الستر عن الخلق والانقطاع الى الله ولما كان حالهم ستر تدبيرهم عن نفوسهم فكيف عن غيرهم تعين علينا أن نبين منازل

صونهم فمن منازل صونهم آداء الفرائض فى الجماعات والدخول مع الناس فى كل بلد بزى ذلك البلد ولا يوطن مكانا فى المسجد ويختلف أماكنه فى المسجد الذى تقام فيه الجمعة حتى تضيع عينه فى غمار الناس واذا كلم الناس فيكلمهم ويرى الحق رقيبا عليه فى كلامه واذا سمع كلام الناس سمع كذلك ويقلل من مجالسة الناس الا من جيرانه حتى لا يشعر به ويقضى حاجة الصغير والارملة ويلاعب أولاده وأهله بما يرضى الله تعالى ويمزح ولا يقول الا حقا وان عرف فى موضع انتقل عنه الى غيره فان لم يتمكن له الانتقال استقضى من يعرفه وألح عليهم فى حوائج الناس حتى يرغبوا عنه وان كان عنده مقام التحول فى الصور تحوّل كما كان للروحانى التشكل فى صور بنى آدم فلا يعرف انه ملك وكذلك كان قضيب البان وهذا كله مالم يرد الحق اظهاره ولا شهرته من حيث لا يشعر ثم ان هذه الطائفة انما نالوا هذه المرتبة عند الله لانهم صانوا قلوبهم أن يدخلها غير الله أو تتعلق بكون من الاكوان سوى الله فليس لهم جلوس الا مع الله ولا حديث الا مع الله فهم بالله قائمون وفى الله ناظرون والى الله راحلون ومنقلبون وعن الله ناطقون ومن الله آخذون وعلى الله متوكلون وعند الله قاطنون فمالهم معروف سواه ولا مشهود الا اياه صانوا نفوسهم عن نفوسهم فلا تعرفهم نفوسهم فهم فى غيابات الغيب محجوبون هم ضنائن الحق المستخلصون يأكلون الطعام ويمشون فى الاسواق مشى ستر واكل حجاب فهذه حالة هذه الطائفة المذكورة فى هذا الباب (تتمة شريفة) لهذا الباب قلنا ومن هذه الحضرة بعثت الرسل سلام الله عليهم أجمعين مشرّعين ووجد معهم هؤلاء تابعين لهم قائمين بأمرهم من عين واحدة أخذ عنها الانبياء والرسل ما شرعوا وأخذ عنها الاولياء ما اتبعوهم فيه فهم التابعون على بصيرة العالمون بمن اتبعوه وفيما اتبعوه وهم العارفون بمنازل الرسل ومناهج السبل من الله ومقاديرهم عند الله تعالى والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء السادس عشر والحمد لله

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(الباب الرابع والعشرون)

فى معرفة جاءت عن العلوم الكونية وما تتضمنه من العجائب ومن حصلها من العالم ومراتب أقطابهم وأسرار الاشتراك بين شريعتين والقلوب المتعشقة بعالم الانفاس وبالانفاس وأصلها والى كم تنتهى منازلها

تعجبت من ملك يعود بمالكا * ومن مالك أضحى لمملوكه مالكا
فذلك ملك الملك ان كنت ناظما * من اللؤلؤ المنثور من علمنا سلكا
فخذ عن وجود الحق علما مقدّسا * ليأخذ ذاك العلم من شاءه عنكا
فان كنت مثلى فى العلوم فقد ترى * بأن الذى فى كونه نسخة منكا
فهل فى العلى شئ يقاوم أمركم * وقد فتكت أسيافكم فى الورى فتكا
فلو كنت تدرى يا حبيبى وجوده * ومن أنت كنت السيد العلم الملكا
وكان اله الخلق يأتيك ضعف ما * أتيت اليه ان تحققته ملكا

اعلم أيدك الله ان الله يقول ادعونى أستجب لكم فاذا علمت هذا علمت ان الله رب كل شئ ومليكه فكل ما سوى الله تعالى مربوب لهذا الرب وملك لهذا الملك الحق سبحانه ولا معنى لكون العالم ملك الله تعالى الا تصرفه فيه على ما يشاء من غير تحجير وانه محل تأثير الملك سيده جل علاه فتنوّع الحالات التى هو العالم عليها هو تصرّف الحق فيه على حكم ما يريده ثم انه لما رأينا الله تعالى يقول كتب ربكم على نفسه الرحمة فأشرك نفسه مع عبده فى الوجوب عليه وان كان هو الذى أوجب على نفسه ما أوجب فكلامه صدق ووعده حق كما يوجب الانسان بالنذر على نفسه ابتداء ... وجبه الحق عليه فأوجب الله عليه الوفاء بنذره الذى أوجبه على نفسه فأمره بالوفاء بنذره ثم رأيناه تعالى ... لا ... دعاء العبد اياه كما شرع كما أن العبد لا يكون مجيبا للحق حتى يدعوه الحق الى ما يدعوه اليه قال

تعالى

www.maktabah.org

تعالى فليستجيبوا لى فصار للعبد والعالم الذى هو ملك لله سبحانه تصرّف الهى فى الجانب الالهى بما تقتضيه حقيقة العالم بالطلب الذاتى وتصريف آخر بما يقتضيه وضع الشرع بعينه فلما كان الامر على ما ذكرناه من كون الحق يجيب أمر العبد اذا دعاه وسأله كان العبد يجيب أمر الله اذا أمره وهو قوله وأوفوا بعهدى أوف بعهدكم فشركه فى القضية ولما كان الحق يقتضى بذاته أن يتذلل له سواء شرع لعباده أعمالا أولم يشرع كذلك يقتضى بقاء وجود عينه حفظ الحق اياه سواء شرع الحق ما شرعه أولم يشرع ثم لما شرع للعبد أعمالا اذا عملها شرع لنفسه أن يجازى هذا العبد على فعل ما كلفه به فصار الجناب العالى ملكا لهذا الملك الذى هو العالم بما ظهر من أثر العبد فيه من العطاء عند السؤال فانطلق عليه صفة يعبر عنها بملك الملك فهو سبحانه مالك وملك بما يأمر به عباده وهو سبحانه ملك بما يأمره به العبد فيقول رب اغفرلى كما قال له الحق أقم الصلاة لذكرى فيسمى ما كان من جانب الحق للعبد أمرا ويسمى ما كان من جانب العبد للحق دعاء أدبا الهيا وانما هو على الحقيقة أمر فان الحد يشمل الامرين معا وأول من اصطلح على هذا الاسم فى علمى محمد بن على الترمذى الحكيم وما سمعناه هذا اللفظ عن أحد سواه وربما تقدمه غيره بهذا الاصطلاح وما وصل الينا الا أن الامر صحيح ومسئلة الوجوب على الله عقلا مسئلة خلاف بين أهل النظر من المتكلمين فمن قائل بذلك وغير قائل بها وأما الوجوب الشرعى فلا ينكره الا من ليس بمؤمن بما جاء من عند الله واعلم أن المتضايفين لابد أن يحدث لكل أحد من المتضايفين اسم تعطيه الاضافة فاذا قلت زيد فهو انسان بلا شك لا يعقل منه غير هذا فاذا قلت عمرو فهو انسان لا يعقل منه غير هذا فاذا قلت زيد بن عمرو أو زيد عبد عمرو فلا شك انه قد حدث لزيد البنوة اذ كان ابن عمرو وحدث لعمرو اسم الابوة اذ كان أبا لزيد فبنوة زيد أعطت الابوة لعمرو والابوة لعمرو أعطت البنوة لزيد فكل واحد من المتضايفين أحدث لصاحبه معنى لم يكن يوصف به قبل الاضافة وكذلك زيد عبد عمرو فأعطت العبودة أن يكون زيد مملوكا وعمرو مالكا فقد أحدثت مملوكية زيد اسم المالك لعمرو وأحدث ملك عمرو لزيد مملوكية زيد فقيل فيه مملوك وقيل فى عمرو مالك ولم يكن لكل واحد منهما معقولية هذين الاسمين قبل أن توجد الاضافة فالحق حق والانسان انسان فاذا قلت الانسان أو الناس عبيد الله قلت ان الله ملك الناس لابد من ذلك فلو قدرت ارتفاع وجود العالم من الذهن جملة واحدة من كونه ملكا لم يرتفع وجود الحق لارتفاع العالم وارتفع وجود معنى الملك عن الحق ضرورة ولما كان وجود العالم مرتبطا بوجود الحق فعلا وصلاحية لهذا كان اسم الملك لله تعالى أزلا وان كان عين العالم معدوما فى العين لكن معقوليته موجودة مرتبطة باسم المالك فهو مملوك لله تعالى وجودا وتقديرا قوة وفعلا فان فهمت والا فافهم وليس بين الحق والعالم بون يعقل أصلا الا التمييز بالحقائق فالله ولا شئ معه سبحانه ولم يزل كذلك ولا يزال كذلك لا شئ معه فمعيته معنا كما يستحق جلاله وكما ينبغى لجلاله ولولا ما نسب لنفسه انه معنا لم يقتض العقل أن يطلق عليه معنى المعية كما لا يفهم منها العقل السليم حين أطلقها الحق على نفسه ما يفهم من معية العالم بعضه مع بعض لانه ليس كمثله شئ قال تعالى وهو معكم أينما كنتم وقال تعالى اننى معكما أسمع وأرى لموسى وهرون فنقول ان الحق معنا على حد ما قاله وبالمعنى الذى أراده ولا نقول انا مع الحق فانه ما ورد والعقل لا يعطيه فمالنا وجه عقلى ولا شرعى يطلق به انا مع الحق وأما من نفى عنه اطلاق الاينية من أهل الاسلام فهو ناقص الايمان فان العقل ينفى عنه معقولية الاينية والشرع الثابت فى السنة لا فى الكتاب قد أثبت اطلاق لفظ الاينية على الله فلا تتعدى ولا يقاس عليها وتطلق فى الموضع الذى أطلقها الشارع قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للسوداء التى ضرب بها سيدها أين الله فأشارت الى السماء فقبل اشارتها وقال أعتقها فانها مؤمنة فالسائل بالاينية أعلم الناس بالله تعالى وهو رسول الله صلى الله عليه وسلم وتأول بعض علماء الرسوم اشارتها الى السماء وقول النبى صلى الله عليه وسلم ذلك منها لما كانت الالهة التى تعبد فى الارض وهذا تأويل جاهل بالامر غير عالم وقد علمنا ان العرب كانت تعبد كوكبا فى السماء يسمى الشعرى سنه لهم أبو كبشة وتعتقد فيها انها رب الارباب هكذا وقفت على مناجاتهم اياها ولذلك قال تعالى وأنه هو رب الشعرى فلو لم يعبد كوكب فى السماء لساغ هذا التأويل لهذا المتأول وهذا أبو كبشة الذى كان شرع عبادة الشعرى هو من

www.maktabah.org

أجداد رسول الله صلى الله عليه وسلم لامه ولذلك كانت العرب تنسب رسول الله صلى الله عليه وسلم اليه فتقول ما فعل ابن أبي كبشة حيث أحدث عبادة اله واحد كما أحدث جده عبادة الشعرى ومن أقطاب هذا المقام ممن كان قبلنا محمد ابن على الترمذى الحكيم ومن شيوخنا أبو مدين رحمه الله وكان يعرف فى العالم العلوى بابى النجا وبه يسمونه الروحانيون وكان يقول رضى الله عنه سورتى من القرآن تبارك الذى بيده الملك ومن أجل هذا كما نقول فيه انه أحد الامامين لان هذا هو مقام الامام ثم نقول ولما كان الحق تعالى مجيب العبد المضطر فيما يدعوه به و يسأله منه صار كالمتصرّف فلهذا كان يشير أبو مدين بقوله فكان يقول فيه ملك الملك وأما صحة هذه الاضافة لتحقق العبد فى كل نفس انه ملك لله تعالى من غير أن يتخلل هذا الحال دعوى تناقضه فاذا كان بهذه المثابة حينئذ يصدق عليه انه ملك عنده فان شابته رائحة من الدعوى وذلك بأن يدعى لنفسه ملكا عريا عن حضوره فى تمليك الله اياه ذلك الامر الذى سماه ملكا له وملكا لم يكن فى هذا المقام ولا صح له أن يقول فى الحق انه ملك الملك وان كان كذلك فى نفس الامر فقد أخرج هذا نفسه بدعواه بجهله انه ملك لله وغفلته فى أمر ما فيحتاج صاحب هذا المقام الى ميزان عظيم لا يبرح بيده ونصب عينه (وصل) وأما أسرار الاشتراك بين الشر يعتين فمثل قوله تعالى أقم الصلاة لذكرى وهذا مقام ختم الاولياء ومن رجاله اليوم خضر والياس وهو تقرير الثانى ما أثبته الاول من الوجه الذى أثبته مع مغايرة الزمان ليصح المتقدم والمتأخر وقد لا يتغير المكان ولا الحال فيقع الخطاب بالتكليف للثانى من عين ما وقع للاول ولما كان الوجه الذى جمعهما لا يتقيد بالزمان والاخذ منه أيضا لا يتقيد بالزمان جاز الاشتراك فى الشريعة من شخصين الا أن العبارة تختلف زمانها ولسانها الا أن ينطقا فى آن واحد بلسان واحد كموسى وهرون لما قيل لهما اذهبا الى فرعون انه طغى ومع هذا كله فقد قيل لهما فقولا له قولا لينا فأتى بالنكرة فى قوله قولا ولا سيما وموسى يقول هو أفصح منى لسانا يعنى هرون فقد يمكن أن يختلفا فى العبارة فى مجلس واحد فقد جمعهما مقام واحد وهو البعث فى زمان واحد الى شخص واحد برسالة واحدة وان كان قد منع وجود مثل هذا جماعة من أصحابنا وشيوخنا كأبى طالب المكى ومن قال بقوله واليه نذهب و به أقول وهو الصحيح عندنا فان الله تعالى لا يكرّر تجليا على شخص واحد ولا يشترك فيه بين شخصين للتوسع الالهى وانما الامثال والاشباه توهم الرائى والسامع للتشابه الذى يعسر فصله الا على أهل الكشف والقائلين من المتكلمين ان العرض لا يبقى زمانين ومن الاتساع الالهى ان الله أعطى كل شئ خلقه وميز كل شئ فى العالم بأمر ذلك الامر هو الذى ميزه عن غيره وهو أحدية كل شئ فما اجتمع اثنان فى مزاج واحد قال أبو العتاهية

وفى كل شئ له آية * تدل على انه واحد

وليست سوى أحدية كل شئ فما اجتمع قط اثنان فيما يقع به الامتياز ولو وقع الاشتراك فيه ما امتازت وقد امتازت عقلا وكشفا ومن هذا المنزل فى هذا الباب تعرف ايراد الكبير على الصغير والواسع على الضيق من غير أن يضيق الواسع و يوسع الضيق أى لا يغير شئ عن حاله لكن لا على الوجه الذى يذهب اليه أهل النظر من المتكلمين والحكماء فى ذلك فانهم يذهبون الى اجتماعهما فى الحد والحقيقة لا فى الجرمية فان كبر الشئ وصغره لا يؤثر فى الحقيقة الجامعة لهما ومن هذا الباب أيضا قال أبو سعيد الخراز ما عرف الله الا بجمعه بين الضدين ثم تلا هو الاول والآخر والظاهر والباطن يريد من وجه واحد لا من نسب مختلفة كما يراه أهل النظر من علماء الرسوم واعلم انه لا بد من نزول عيسى عليه السلام ولا بد من حكمه فينا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم يوحى الله بها اليه من كونه نبيا فان النبى لا يأخذ الشرع من غير مرسله فيأتيه الملك مخبرا بشرع محمد الذى جاء به صلى الله عليه وسلم وقد يلهمه الهاما فلا يحكم فى الاشياء بتحليل وتحريم الا بما كان يحكم به رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان حاضرا و يرتفع اجتهاد المجتهدين بنزوله عليه السلام ولا يحكم فينا بشرعه الذى كان عليه فى أوان رسالته ودولته فبما هو عالم بها من حيث الوحى الالهى اليه بها هو رسول ونبىّ و بما هو الشرع الذى كان عليه محمد صلى الله عليه وسلم هو تابع له فيه وقد يكون له من الاطلاع على روح محمد صلى الله عليه وسلم كشفا بحيث ان يأخذ عنه ما شرع الله أن يحكم به فى أمته صلى الله عليه وسلم فيكون عيسى عليه السلام

صاحبا

www.maktabah.org

صاحبا وتابعا من هذا الوجه وهو عليه السلام من هذا الوجه خاتم الاولياء فكان من شرف النبي صلى الله عليه وسلم ان ختم الاولياء في أمته نبي رسول مكرم هو عيسى عليه السلام وهو أفضل هذه الامة المحمدية وقد نبه عليه الترمذي الحكيم في كتاب ختم الاولياء له وشهد له بالفضيلة على أبي بكر الصديق وغيره فانه وان كان وليا في هذه الامة والملة المحمدية فهو نبي ورسول في نفس الامر فله يوم القيامة حشران يحشر في جماعة الانبياء والرسل بلواء النبوة والرسالة وأصحابه تابعون له فيكون متبوعا كسائر الرسل ويحشر أيضا معنا وليا في جماعة أولياء هذه الامة تحت لواء محمد صلى الله عليه وسلم تابعا له مقدما على جميع الاولياء من عهد آدم الى آخر ولي يكون في العالم فجمع الله له بين الولاية والنبوة ظاهرا وما في الرسل يوم القيامة من يتبعه رسول الا محمد صلى الله عليه وسلم فانه يحشر يوم القيامة في اتباعه عيسى والياس عليهما السلام وان كان كل من في الموقف من آدم فمن دونه تحت لوائه صلى الله عليه وسلم فذلك لواؤه العام وكلامنا في اللواء الخاص بامته صلى الله عليه وسلم وللولاية المحمدية المخصوصة بهذا الشرع المنزل على محمد صلى الله عليه وسلم ختم خاص هو في الرتبة دون عيسى عليه السلام لكونه رسولا وقد ولد في زماننا ورأيته أيضا واجتمعت به ورأيت العلامة الختمية التي فيه فلا ولي بعده الا وهو راجع اليه كما انه لا نبي بعد محمد صلى الله عليه وسلم الا وهو راجع اليه كعيسى اذا نزل فنسبة كل ولي يكون بعد هذا الختم الى يوم القيامة نسبة كل نبي يكون بعد محمد صلى الله عليه وسلم في النبوة مثل عيسى والخضر في هذه الامة وبعد ان بينت لك مقام عيسى عليه السلام اذا نزل فقل ما شئت ان شئت قلت شرعه هذا شرعنا وحده وان شئت قلت شريعة واحدة (وصل) وأما القلوب المتعشقة بالانفاس فانه لما كانت حركة الروح الحيوانية تعشقت بالانفاس الرحمانية للمناسبة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نفس الرحمن يأتيني من قبل اليمن الاوان الروح الحيواني نفس وان أصل هذه الانفاس عند القلوب المتعشقة بها النفس الرحماني لدى من قبل اليمن من حرج عن وجهه وحيل بينه وبين مسكنه وسكنه ففيها تفريج الكرب ودفع النوب وقال صلى الله عليه وسلم ان لله نفحات فتعرضوا النفحات ربكم وتنتهي منازل هذه الانفاس في العدد الى ثلاثمائة نفس وثلاثين نفسا في كل منزل من منازلها التي جملتها الخارج من ضرب ثلاثمائة وثلاثين في ثلاثمائة وثلاثين فما خرج فهو عدد الانفاس التي تكون من الحق من اسمه الرحمن في العالم البشري والذي أتحققه ان لها منازل تزيد على هذا المقدار ما تنتهي منزلا في حضرة لهم وانية خاصة فاذا ضربت ثلاثمائة وثلاثين في خمسمائة وثلاثين فما خرج لك بعد الضرب فهو عدد الانفاس الرحمانية في العالم الانساني كل نفس منها علم الهي مستقل عن تجل الهي خاص لهذه المنازل لا يكون لغيرها فمن شم من هذه الانفاس رائحة عرف مقدارها وما رأيت من أهلها من هو معروف عند الناس وأكثر ما يكونون من بلاد الاندلس واجتمعت بواحد منهم بالبيت المقدس وبمكة فسألته يوما في مسئلة فقال لي هل تشم شيأ فعلمت انه من أهل ذلك المقام وخدمني مدة وكان لي عم أخو والدي شقيقه اسمه عبد الله بن محمد بن العربي كان له هذا المقام حسا ومعنى شاهدنا ذلك منه قبل رجوعنا لهذا الطريق في زمان جاهليتي والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

﴿الباب الخامس والعشرون﴾

في معرفة وتد مخصوص معمر وأسرار الاقطاب المختصين بأربعة أصناف من العلوم وسر المنزل والمنازل ومن دخله من العالم

ان الامور لها حد ومطلع * من بعد ظهر وبطن فيه تجتمع
في الواحد العين سر ليس يعلمه * الا مراتب أعداد بها تقع
هو الذي أبرز الاعداد أجمعها * وهو الذي ماله في العد متسع
مجاله ضيق رحب فصورته * كناظر في مراء حين ينطبع
فما تكثر اذ أعطت مراتبه * تكثرا فهو بالتنزيه يمتنع
كذلك الحق ان حققت صورته * بنفسه وبكم تعلو وتتضع

www.maktabah.org

اعلم أيها الولي الحميم أيدك الله أن هذا الوتد هو خضر صاحب موسى عليه السلام أطال الله عمره إلى الآن وقد رأينا من رآه واتفق لنا في شأنه أمر عجيب وذلك أن شيخنا أبا العباس العريبي رحمه الله جرت بيني وبينه مسئلة في حق شخص كان قد بشر بظهوره رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي هو فلان ابن فلان وسمى لي شخصا أعرفه باسمه وما رأيته ولكن رأيت ابن عمته فربما توقفت فيه ولم آخذ بالقبول أعني قوله فيه لكوني على بصيرة في أمره ولا شك أن الشيخ رجع بسهمه عليه فتأذى في باطنه ولم أشعر بذلك فإني كنت في بداية أمري فانصرفت عنه إلى منزلي فكنت في الطريق فلقيني شخص لا أعرفه فسلم علي ابتداء سلام محب مشفق وقال لي يا محمد صدق الشيخ أبا العباس فيما ذكر لك عن فلان وسمى لنا الشخص الذي ذكره أبو العباس العريبي فقلت له نعم وعلمت ما أراد ورجعت من حيني إلى الشيخ لأعرفه بما جرى فعندما دخلت عليه قال لي يا أبا عبد الله أحتاج معك إذا ذكرت لك مسئلة يقف خاطرك عن قبولها إلى الخضر يتعرض إليك يقول لك صدق فلانا فيما ذكره لك ومن أين يتفق لك هذا في كل مسئلة تسمعها مني فتتوقف فقلت إن باب التوبة مفتوح فقال وقبول التوبة واقع فعلمت أن ذلك الرجل كان الخضر ولا شك أني استفهمت الشيخ عنه أهو هو قال نعم هو الخضر ثم اتفق لي مرة أخرى أني كنت بمرسى تونس بالحفرة في مركب في البحر فأخذني وجع في بطني وأهل المركب قد ناموا فقمت إلى جانب السفينة وتطلعت إلى البحر فرأيت شخصا على بعد في ضوء القمر وكانت ليلة البدر وهو يأتي على وجه الماء حتى وصل إلي فوقف معي ورفع قدمه الواحدة واعتمد على الأخرى فرأيت باطنها وما أصابها بلل ثم اعتمد عليها ورفع الأخرى فكانت كذلك ثم تكلم معي بكلام كان عنده ثم سلم وانصرف يطلب المنارة محرسا على شاطئ البحر على تل بيننا وبينه مسافة تزيد على ميلين فقطع تلك المسافة في خطوتين أو ثلاثة فسمعت صوته وهو على ظهر المنارة يسبح الله تعالى وربما مشى إلى شيخنا جراح بن خميس الكتاني وكان من سادات القوم مرابطا بمرسى عبدون وكنت جئت من عنده بالأمس من ليلتي تلك فلما جئت المدينة لقيت رجلا صالحا فقال لي كيف كانت ليلتك البارحة في المركب مع الخضر ما قال لك وما قلت له فلما كان بعد ذلك التاريخ خرجت إلى السياحة بساحل البحر المحيط ومعي رجل ينكر خرق العوائد للصالحين فدخلت مسجدا خرابا منقطعا لأصلي فيه أنا وصاحبي صلاة الظهر فإذا بجماعة من السائحين المنقطعين دخلوا علينا يريدون ما نريده من الصلاة في ذلك المسجد وفيهم ذلك الرجل الذي كلمني على البحر الذي قيل لي إنه الخضر وفيهم رجل كبير القدر أكبر منه منزلة وكان بيني وبين ذلك الرجل اجتماع قبل ذلك ومودة فقمت فسلمت عليه فسلم علي وفرح بي وتقدم بنا يصلي فلما فرغنا من الصلاة خرج الإمام وخرجت خلفه وهو يريد باب المسجد وكان الباب في الجانب الغربي يشرف على البحر المحيط بموضع يسمى بكة فقمت أتحدث معه على باب المسجد وإذا بذلك الرجل الذي قلت إنه الخضر قد أخذ حصيرا صغيرا كان في محراب المسجد فبسطه في الهواء على قدر علو سبعة أذرع من الأرض ووقف على الحصير في الهواء يتنفل فقلت لصاحبي أما تنظر إلى هذا وما فعل فقال لي سر إليه وسله فتركت صاحبي واقفا وجئت إليه فلما فرغ من صلاته سلمت عليه وأنشدته لنفسي

شغل المحب عن الهواء بسره * في حب من خلق الهواء وسخره
العارفون عقولهم معقولة * عن كل كون ترتضيه مطهره
فهم لديه مكرمون وفي الورى * أحوالهم مجهولة ومستره

فقال لي يا فلان ما فعلت ما رأيت إلا في حق هذا المنكر وأشار إلى صاحبي الذي كان ينكر خرق العوائد وهو قاعد في صحن المسجد ينظر إليه ليعلم أن الله يفعل ما يشاء مع من يشاء فرددت وجهي إلى المنكر وقلت له ما تقول فقال ما بعد العين ما يقال ثم رجعت إلى صاحبي وهو ينتظرني بباب المسجد فتحدثت معه ساعة وقلت له من هذا الرجل الذي صلى في الهواء وما ذكرت له ما اتفق لي معه قبل ذلك فقال لي هذا الخضر فسكت وانصرفت الجماعة وانصرفنا نريد روطة موضع مقصود يقصده الصلحاء من المنقطعين وهو بمقربة من إشكنصار على ساحل البحر المحيط فهذا ما جرى لنا مع هذا الوتد نفعنا الله برؤيته وله من العلم اللدني ومن الرحمة بالعالم ما يليق بمن هو على رتبته وقد أثنى الله عليه واجتمع به

www.maktabah.org

رجل من شيوخنا وهو علي بن عبد الله بن جامع من أصحاب علي المتوكل وأبي عبد الله قضيب البان كان يسكن بالمقلى خارج الموصل في بستان له وكان الخضر قد ألبسه الخرقة بحضور قضيب البان وألبسنيها الشيخ بالموضع الذي ألبسه فيه الخضر من بستانه وبصورة الحال التي جرت له معه في الباسه اياها وقد كنت لبست خرقة الخضر بطريق أبعد من هذا من يد صاحبنا تقي الدين عبد الرحمن بن علي بن ميمون بن أب الوزري ولبسها هو من يد صدر الدين شيخ الشيوخ بالديار المصرية وهو ابن حمويه وكان جده قد لبسها من يد الخضر ومن ذلك الوقت قلت بلباس الخرقة وألبستها الناس لما رأيت الخضر قد اعتبرها وكنت قبل ذلك لا أقول بالخرقة المعروفة الآن فان الخرقة عندنا انما هي عبارة عن الصحبة والادب والتخلق ولهذا لا يوجد لباسها متصلا برسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن توجد صحبة وأدبا وهو المعبر عنه بلباس التقوى فجرت عادة أصحاب الاحوال اذا رأوا أحدا من أصحابهم عنده نقص في أمر ما وأرادوا أن يكملوا له حاله يتحد به هذا الشيخ فاذا اتحد به أخذ ذلك الثوب الذي عليه في حال ذلك الحال ونزعه وأفرغه على الرجل الذي يريد تكملة حاله فيسري فيه ذلك الحال فيكمل له ذلك فذلك هو اللباس المعروف عندنا والمنقول عن المحققين من شيوخنا

ثم اعلم ان رجال الله على أربع مراتب رجال لهم الظاهر ورجال لهم الباطن ورجال لهم الحد ورجال لهم المطلع فان الله سبحانه لما أغلق دون الخلق باب النبوة والرسالة أبقى لهم باب الفهم عن الله فيما أوحى به الى نبيه صلى الله عليه وسلم في كتابه العزيز وكان علي بن أبي طالب رضي الله عنه يقول ان الوحي قد انقطع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وما بقي بايدينا الا أن يرزق الله عبدا فهما في هذا القرآن وقد أجمع أصحابنا أهل الكشف على صحة خبر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال في آي القرآن انه ما من آية الا ولها ظاهر وباطن وحد ومطلع ولكل مرتبة من هذه المراتب رجال ولكل طائفة من هؤلاء الطوائف قطب وعلى ذلك القطب يدور فلك ذلك الكشف دخلت على شيخنا أبي محمد عبد الله الشكاز من أهل باغة بغرناطة سنة خمس وتسعين وخمسمائة وهو من أكبر من لقيته في هذا الطريق لم أر في طريقه مثله في الاجتهاد فقال لي الرجال أربعة رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه وهم رجال الظاهر ورجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله وهم رجال الباطن جلساء الحق تعالى ولهم المشورة ورجال الاعراف وهم رجال الحد قال الله تعالى وعلى الاعراف رجال أهل الشم والتمييز والسراح عن الاوصاف فلا صفة لهم كان منهم أبو يزيد البسطامي ورجال اذا دعاهم الحق اليه يأتونه رجالا لسرعة الاجابة لا يركبون وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وهم رجال المطلع فرجال الظاهر هم الذين لهم التصرف في عالم الملك والشهادة وهم الذين كان يشير اليهم الشيخ محمد بن قائد الاواني وهو المقام الذي تركه الشيخ العاقل أبو السعود بن الشبل البغدادي أدبا مع الله أخبرني أبو البدر التماشكي البغدادي رحمه الله قال لما اجتمع محمد بن قائد الاواني وكان من الافراد بأبي السعود هذا قال له يا أبا السعود ان الله قسم المملكة بيني وبينك فلم لا تتصرف فيها كما أتصرف أنا فقال له أبو السعود يا ابن قائد وهبتك سهمي نحن تركنا الحق يتصرف لنا وهو قوله تعالى فاتخذه وكيلا فامتثل أمر الله فقال لي أبو البدر قال لي أبو السعود اني أعطيت التصرف في العالم منذ خمس عشرة سنة من تاريخ قوله فتركته وما ظهر علي منه شيء وأما رجال الباطن فهم الذين لهم التصرف في عالم الغيب والملكوت فيستنزلون الارواح العلوية بهممهم فيما يريدونه وأعني أرواح الكواكب لا أرواح الملائكة وانما كان ذلك لمانع الهي قوي يقتضيه مقام الاملاك أخبر الله به في قول جبريل عليه السلام لمحمد صلى الله عليه وسلم فقال وما نتنزل الا بأمر ربك ومن كان تنزله بامر ربه لا تؤثر فيه الخاصية ولا ينزل بها انما أرواح الكواكب تستنزل بالاسماء والبخورات وأشباه ذلك لانه تنزل معنوي ولمن يشاهد فيه صورا خيالية فان ذات الكواكب لا تبرح من السماء مكانها ولكن قد جعل الله لمطارح شعاعاتها في عالم الكون والفساد تأثيرات معتادة عند العارفين بذلك كالري عند شرب الماء والشبع عند الاكل ونبات الحبة عند دخول الفصل بنزول المطر والصحو حكمة أودعها العليم الحكيم جل وعز فيفتح لهؤلاء الرجال في باطن الكتب المنزلة والصحف المطهرة وكلام العالم كله ونظم الحروف والاسماء من جهة معانيها ما لا يكون لغيرهم اختصاصا الهيا وأما رجال الحد فهم الذين لهم التصرف في عالم الارواح النارية عالم البرزخ

www.maktabah.org

والجبروت فانه تحت الجبر الاثراه مقهورا تحت سلطان ذوات الاذناب وهم طائفة منهم من الشهب الثواقب فهم هم الاعجنسهم فعند هؤلاء الرجال استنزال أرواحها واحضارها وهم رجال الاعراف والاعراف سور حاجز بين الجنة والنار برزخ باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب فهو حد بين دار السعداء ودار الاشقياء دار أهل الرؤية ودار الحجاب وهؤلاء الرجال أسعد الناس بمعرفة هذا السور ولهم شهود الخطوط المتوهمة بين كل نقيضين مثل قوله بينهما برزخ لا يبغيان فلا تعدون الحدود وهم رجال الرحمة التي وسعت كل شيء فلهم في كل حضرة دخول واستشراف وهم العارفون بالصفات التي يقع بها الامتياز لكل موجود عن غيره من الموجودات العقلية والحسية وأما رجال المطلع فهم الذين لهم التصرف في الاسماء الالهية فيستنزلون بها منها ماشاء الله وهذا ليس لغيرهم ويستنزلون بها كل ماهو تحت تصريف الرجال الثلاثة رجال الحد والباطن والظاهر وهم أعظم الرجال وهم الملامية هذا في قوتهم ومايظهر عليهم من ذلك شيء منهم أبو السعود وغيره فهم والعامة في ظهور المعجز وظاهر العوائد سواء وكان لابي السعود في هؤلاء الرجال تميز بل كان من أكبرهم وسمعه أبو البدر على ماحدثنا مشافهة يقول ان من رجال الله من يتكلم على الخاطر وماهو مع الخاطر أي لاعلم له بصاحبه ولا يقصد التعريف به ولما وصف لنا عمر البزاز وأبو البدر وغيرهما حال هذا الشيخ رأيناه يجري مع أحوال هذا الصنف العالي من رجال الله قال لي أبو البدر كان كثيرا ماينشد بيتا لم نسمع منه غيره وهو

وانبت في مستنقع الموت رجله * وقال لها من دون أخمصك الحشر

وكان يقول ماهو الا الصلوات الخمس وانتظار الموت وتحت هذا الكلام علم كبير وكان يقول الرجل مع الله تعالى كساعي الطير فم مشغول وقدم تسعى وهذا كله أكبر حالات الرجال مع الله اذ الكبير من الرجال من يعامل كل موطن بما يستحقه وموطن هذه الدنيا لا يمكن أن يعامله المحقق الا بما ذكره هذا الشيخ فاذا ظهر في هذه الدار من رجل خلاف هذه المعاملة علمنا ان ثم نقصا ولا بد الا أن يكون مأمورا بما ظهر منه وهم الرسل والانبياء عليهم السلام وقد يكون بعض الورثة لهم أمر في وقت بذلك وهو مكر خفي فانه انفصال عن مقام العبودية التي خلق الانسان لها وأما سر المنزل والمنازل فهو ظهور الحق بالتجلي في صور كل ماسواه فلولا تجليه لكل شيء ماظهرت شيئية ذلك الشيء قال تعالى انما قولنا لشيء اذا أردناه أن نقول له كن فقوله اذا أردناه هو التوجه الالهي لايجاد ذلك الشيء ثم قال أن نقول له كن فنفس سماع ذلك الشيء خطاب الحق تكون ذلك الشيء فهو بمنزلة سريان الواحد في منازل العدد فتظهر الاعداد الى ما لا يتناهى بوجود الواحد في هذه المنازل ولولا وجود عينه فيها ماظهرت أعيان الاعداد ولا كان لها اسم ولو ظهر الواحد باسمه في هذه المنزلة ماظهر لذلك العدد عين فلا تجتمع عينه واسمه معا أبدا فيقال اثنان ثلاثة أربعة خمسة الى ما لا يتناهى وكل ما أسقطت واحدا من عدد معين زال اسم ذلك العدد وزالت حقيقته فالواحد بذاته يحفظ وجود أعيان الاعداد وباسمه يعدمها كذلك اذا قلت القديم فني المحدث واذا قلت الله فني العالم واذا أخليت العالم من حفظ الله لم يكن للعالم وجود وفني واذا سرى حفظ الله في العالم بقي العالم موجودا فبظهوره وتجليه يكون العالم باقيا وعلى هذه الطريقة أصحابنا وهي طريقة النبوة والمتكلمون من الاشاعرة أيضا عليها وهم القائلون بانعدام الاعراض لانفسها وبهذا يصح افتقار العالم الى الله في بقائه في كل نفس ولا يزال الله خلاقا على الدوام وغيرهم من أهل النظر لا يصح لهم هذا المقام وأخبرني جماعة من أهل النظر من علماء الرسوم ان طائفة من الحكماء عثروا على هذا ورأيته مذهبا لابن السيد البطليوسي في كتاب ألفه في هذا الفن والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

(الباب السادس والعشرون في معرفة أقطاب الرموز وتلويحات من أسرارهم وعلومهم في الطريق)

ألا ان الرموز دليل صدق * على المعنى المغيب في الفؤاد

وان العالمين له رموز * وألغاز ليدعى بالعباد

ولولا اللغز كان القول كفرا * وأدى العالمين الى العناد

فهم بالرمز قد حسبوا فقالوا * باهراق الدماء وبالفساد

مكب

www.maktabah.org

فكيف بنا لو أن الامر يبدو * بلا ستر يكون له استنادى
لقام بنا الشقاء هنا يقينا * وعند البعث فى يوم التنادى
ولكن الغفور أقام سترا * ليسعدنا على رغم الاعادى

اعلم أيها الولى الحميم أيدك الله بروح القدس وفهمك ان الرموز والالغاز ليست مرادة لانفسها وانما هى مرادة لما رمزت له ولما ألغز فيها ومواضعها من القرآن آيات الاعتبار كلها والتنبيه على ذلك قوله تعالى وتلك الامثال نضربها للناس فالامثال ما جاءت مطلوبة لانفسها وانما جاءت ليعلم منها ما ضربت له وما نصبت من أجله مثلا مثل قوله تعالى أنزل من السماء ماء فسالت أودية بقدرها فاحتمل السيل زبدا رابيا ومما يوقدون عليه فى النار ابتغاء حلية أو متاع زبد مثله كذلك يضرب الله الحق والباطل فاما الزبد فيذهب جفاء فجعله كالباطل كما قال وزهق الباطل ثم قال وأما ما ينفع الناس فيمكث فى الارض ضربه مثلا للحق كذلك يضرب الله الامثال وقال فاعتبروا يا أولى الابصار أى تعجبوا وجوزوا واعبروا الى ما أردته بهذا التعريف وان فى ذلك لعبرة لاولى الابصار من عبرت الوادى اذا جزته وكذلك الاشارة والايماء قال تعالى لنبيه زكريا أن لا تكلم الناس ثلاثة أيام الا رمزا أى بالاشارة وكذلك فاشارت اليه فى قصة مريم لما نذرت للرحمن أن تمسك عن الكلام ولهذا العلم رجال كبير قدرهم من أسرارهم سر الازل والابد والحال والخيال والرؤيا والبرازخ وأمثال هذه من النسب الالهية ومن علومهم خواص العلم بالحروف والاسماء والخواص المركبة والمفردة من كل شئ من العالم الطبيعى وهى الطبيعة المجهولة فاما علم سر الازل فاعلم ان الازل عبارة عن نفى الاولية لمن يوصف به وهو وصف لله تعالى من كونه الها واذا انتفت الاولية عنه تعالى من كونه الها فهو المسمى بكل اسم سمى به نفسه أزلا من كونه متكلما فهو العالم الحى المريد القادر السميع البصير المتكلم الخالق البارئ المصور الملك لم يزل مسمى بهذه الاسماء وانتفت عنه أولية التقييد فسمع المسموع وأبصر المبصر الى غير ذلك وأعيان المسموعات منا والمبصرات معدومة غير موجودة وهو يراها أزلا كما يعلمها أزلا ويميزها ويفصلها أزلا ولا عين لها فى الوجود النفسى العينى بل هى أعيان ثابتة فى رتبة الامكان فالامكانية لها أزلا كما هى لها حالا وأبدا لم تكن قط واجبة لنفسها ثم عادت ممكنة ولا محالا ثم عادت ممكنة بل كان الوجوب الوجودى الذاتى لله تعالى أزلا كذلك وجوب الامكان للعالم أزلا فالله فى مرتبته باسمائه الحسنى يسمى منعوتا موصوفا بها فعين نسبة الاول له نسبة الآخر والظاهر والباطن لا يقال هو أول بنسبة كذا ولا آخر بنسبة كذا فان الممكن مرتبط بواجب الوجود فى وجوده وعدمه ارتباط افتقار اليه فى وجوده فان أوجده لم يزل فى امكانه وان عدم لم يزل عن امكانه فكما لم يدخل على الممكن فى وجود عينه بعد ان كان معدوما صفة تزيله عن امكانه كذلك لم يدخل على الخالق الواجب الوجود فى ايجاده العالم وصف يزيله عن وجوب وجوده لنفسه فلا يعقل الحق الا هكذا ولا يعقل الممكن الا هكذا فان فهمت علمت معنى الحدوث ومعنى القدم فقل بعد ذلك ما شئت فاولية العالم وآخريته أمر اضافى ان كان له آخر أما فى الوجود فله آخر فى كل زمان فرد وانتهاء عند أرباب الكشف ووافقهم الحسبانية على ذلك كما وافقتهم الاشاعرة على ان العرض لا يبقى زمانين فالاول من العالم بالنسبة الى ما يخلق بعده والآخر من العالم بالنسبة الى ما خلق قبله وليس كذلك معقولية الاسم الله بالاول والآخر والظاهر والباطن فان العالم يتعدد والحق واحد لا يتعدد ولا يصح أن يكون أولا لنا فان رتبته لا تناسب رتبتنا ولا تقبل رتبتنا أوليته ولو قبلت رتبتنا أوليته لاستحال علينا اسم الاولية بل كان ينطلق علينا اسم الثانى لاوليته ولسنا بثان له تعالى عن ذلك فليس هو باول لنا فاولهذا كان عين أوليته عين آخريته وهذا المدرك عزيز المنال يتعذر تصوره على من لا أنس له بالعلوم الالهية التى يعطيها التجلى والنظر الصحيح واليه كان يشير أبو سعيد الخراز بقوله عرفت الله بجمعه بين الضدين ثم يتلو هو الاول والآخر والظاهر والباطن فقد أبنت لك عن سر الازل وانه نعت سلبى وأما سر الابد فهو نفى الآخرية فكما ان الممكن انتفت عنه الآخرية شرعا من حيث الجنة والنار والاقامة فيها الى غير نهاية كذلك الاولية بالنسبة الى ترتيب الموجودات الزمانية معقولة موجودة فالعالم بذلك الاعتبار الالهى لا يقال فيه أول ولا آخر وبالاعتبار الثانى هو

www.maktabah.org

أول وآخر بين متين مختلفتين بخلاف ذلك في اطلاقها على الحق عند العلماء بالله وأما سر الحال فهو الديمومة ومالها أول ولا آخر وهو عين وجود كل موجود فقد عرفتك ببعض مايعلمه رجال الرموز من الاسرار وسكت عن كثير فان بابه واسع وعلم الرؤيا والبرزخ والنسب الالهية من هذا القبيل والكلام فيها يطول وأما علومهم في الحروف والاسماء فاعلم ان الحروف لها خواص وهي على ثلاثة أضرب منها حروف رقمية ولفظية ومستحضرة وأعني بالمستحضرة الحروف التي يستحضرها الانسان في وهمه وخياله و يصورها فاما ان يستحضر الحروف الرقمية أو الحروف اللفظية ومالتم للحروف رتبة أخرى فيفعل بالاستحضار كما تفعل بالكتاب أو التلفظ فاما حروف التلفظ فلا تكون الا أسماء فلذلك خواص الاسماء وأما المرقومة فقد لا تكون أسماء واختلف أصحاب هذا العلم في الحرف الواحد هل يفعل أم لا فرأيت منهم من منع من ذلك جماعة ولا شك اني لما أخذت معهم في مثل هذا أوقفتهم على غلطهم في ذلك الذي ذهبوا اليه واصابتهم ومانقصهم من العبارة عن ذلك ومنهم من أثبت الفعل للحرف الواحد وهؤلاء أيضا مثل الذين منعوا مخطؤن ومصيبون ورأيت منهم جماعة وأعلمتهم بموضع الغلط والاصابة فاعترفوا كما اعترف الآخرون وقلت للطائفتين جربوا ما عرفتهم من ذلك على مابينته لكم فجربوه فوجدوا الامر كما ذكرناه ففرحوا بذلك ولولا اني آليت عقدا أن لايظهر مني أثر عن حرف لاريتهم من ذلك عجبا فاعلم ان الحرف الواحد سواء كان مرقوما أو متلفظا به اذا عرى القاصد للعمل به عن استحضاره في الرقم أو في اللفظ خيالا لم يعمل واذا كان معه الاستحضار عمل فانه مركب من استحضار ونطق أو رقم وغاب عن الطائفتين صورة الاستحضار مع الحرف الواحد فمن اتفق له الاستحضار مع الحرف الواحد ورأى العمل غفل عن الاستحضار ونسب العمل للحرف الواحد ومن اتفق له التلفظ أو الرقم بالحرف الواحد دون استحضار فلم يعمل الحرف شيأ قال بمنع ذلك وما واحد منهم تفطن لمعنى الاستحضار وهذه حروف الامثال المركبة كالواوين وغيرهما فلما نبهناهم على مثل هذا جربوا ذلك فوجدوه صحيحا وهو علم ممقوت عقلا وشرعا فاما الحروف اللفظية فان لها مراتب في العمل و بعض الحروف أعم عملا من بعض وأكثر فالواو أعم الحروف عملا لان فيها قوة الحروف كلها والهاء أقل الحروف عملا ومابين هذين الحرفين من الحروف تعمل بحسب مراتبها على ماقررناه في كتاب المبادي والغايات فيما تتضمنه حروف المعجم من العجائب والآيات وهذا العلم يسمى علم الاولياء و به تظهر أعيان الكائنات ألا ترى تنبيه الحق على ذلك بقوله كن فيكون فظهر الكون عن الحروف ومن هنا جعله الترمذي علم الاولياء ومن هنا منع من منع أن يعمل الحرف الواحد فانه رأى مع الاقتدار الالهي لم يأت في الايجاد حرف واحد وانما أتى بثلاثة أحرف حرف غيبي وحرفين ظاهرين اذا كان الكائن واحدا فان زاد على واحد ظهرت ثلاثة أحرف فهذه علوم هؤلاء الرجال المذكورين في هذا الباب وعمل أكثر رجال هذا العلم لذلك جدولا وأخطؤا فيه وماصح فلا أدري أبالقصد عملوا ذلك حتى يتركوا الناس في عماية من هذا العلم أم جهلوا ذلك وجرى فيه المتأخر على سنن المتقدم و به قال تلميذ جعفر الصادق وغيره وهذا هو الجدول في طبائع الحروف

حار	بارد	يابس	رطب
ا	ب	ج	د
ه	و	ز	ح
ط	ى	ك	ل
م	ن	س	ع
ف	ص	ق	ر
ش	ت	ث	خ
ذ	ض	ظ	غ

فكل حرف منها وقع في جدول الحرارة فهو حار وما وقع منها في جدول البرودة فهو بارد وكذلك اليبوسة والرطوبة ولم نر هذا الترتيب يصيب في كل عمل بل يعمل بالاتفاق كاعداد الوفق واعلم ان هذه الحروف لم تكن لها هذه الخاصية من كونها حروفا وانما كان لها من كونها اشكالا فلما كانت ذوات اشكال كانت الخاصية للشكل ولهذا يختلف عملها باختلاف الاقلام لان الاشكال تختلف فاما الرقمية فاشكالها محسوسة بالبصر فاذا وجدت أعيانها وصحبتها أرواحها وحياتها الذاتية كانت الخاصية لذلك الحرف لشكله وتركيبه مع روحه وكذلك ان كان الشكل مركبا من حرفين أو ثلاثة أو أكثر كان للشكل روح آخر ليس الروح الذي كان للحرف على انفراده فان ذلك الروح

www.maktabah.org

يذهب

يذهب ونبقى حياة الحرف معه فان الشكل لابد بره سوى روح واحدو ينتقل روح ذلك الحرف الواحد الى البرزخ مع الارواح فان موت الشكل زواله بالمحو وهذا الشكل الآخر المركب من حرفين أو ثلاثة أو ما كان ليس هو عين الحرف الاوّل الذى لم يكن مركبا ان عمرا ليس هو عين زيد وان كان مثله وأمّا الحروف اللفظية فانها تتشكل فى الهواء ولهذا تتصل بالسمع على صورة ما نطق بها المتكلم فاذا تشكلت فى الهواء قامت بها أرواحها وهذه الحروف لا يزال الهواء يمسك عليها شكلها وان انقضى عملها فان عملها انما يكون فى أوّل ما تتشكل فى الهواء ثم بعد ذلك تلتحق بسائر الامم فيكون شغلها تسبيح ربها وتصعد علوا اليه يصعد الكلم الطيب وهو عين شكل الكلمة من حيث ماهى شكل مسبح لله تعالى ولو كانت كلة كفر فان ذلك يعود وباله على المتكلم بها لا عليها ولهذا قال الشارع ان الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله ما لا يظن أن تبلغ ما بلغت يهوى بها فى النار سبعين خريفا فجعل العقوبة للمتلفظ بها بسببها وما تعرّض اليها فهذا كلام الله سبحانه يعظم و يمجد و يقدّس المكتوب فى المصاحف و يقرأ على جهة القربة الى الله وفيه جميع ما قالت اليهود والنصارى فى حق الله من الكفر والسب وهى كلمات كفر عاد و بالها على قائلها و بقيت الكلمات على بابها تتولى يوم القيامة عذاب أصحابها أو نعيمهم وهذه الحروف الهوائية اللفظية لابد ركها موت بعد وجودها بخلاف الحروف الرقمية وذلك لان شكل الحرف الرقمى والكلمة الرقمية تقبل التغيير والزوال لانه فى محل يقبل ذلك والاشكال اللفظية فى محل لا يقبل ذلك ولهذا كان لها البقاء فالجوّ كله مملوء من كلام العالم يراه صاحب الكشف صورا قائمة وأما الحروف المستحضرة فانها باقية اذ كان وجود أشكالها فى البرزخ لافى الحس وفعلها أقوى من فعل سائر الحروف ولكن اذا استحكم سلطان استحضارها واتحد المستحضر لها ولم يبق فيه متسع لغيرها و يعلم ماهى خاصيتها حتى يستحضرها من أجل ذلك فيرى أثرها فهذا اشبيه الفعل بالهمة وان لم يعلم ما تعطيه فانه يقع الفعل فى الوجود ولا علم له به وكذلك سائر أشكال الحروف فى كل مرتبة وهذا الفعل بالحرف المستحضر يعبر عنه بعض من لا علم له بالهمة و بالصدق وليس كذلك وان كانت الهمة روحا للحرف المستحضر لا عين الشكل المستحضر وهذه الحضرة تعم الحروف كلها لفظيها ورقيها فاذا علمت خواص الاشكال وقع الفعل بها عند الكاتبها أو المتلفظ بها وان لم يعين ماهى مرتبطة به من الانفعالات لا يعلم ذلك وقد رأينا من قرأ آية من القرآن وما عنده خبر فرأى أثرا غريبا حدث وكان ذا فطنة فرجع فى تلاوته من قريب لينظر ذلك الاثر بأية آية يختص فجعل يقرأ و ينظر فى بالآية التى لها ذلك الاثر فرأى الفعل فتعدّاها فلم ير ذلك الاثر فعاود ذلك مرارا حتى تحققه فاتخذها لذلك الانفعال ورجع كلما أراد أن يرى ذلك الانفعال تلا تلك الآية فظهر له ذلك الاثر وهو علم شريف فى نفسه الا أن السلامة منه عزيزة فالاولى ترك طلبه فانه من العلم الذى اختص الله به أولياءه على الجملة وان كان عند بعض الناس منه قليل ولكن من غير الطريق الذى يناله الصالحون ولهذا يشقى به من هو عنده ولا يسعد فالله يجعلنا من العلماء بالله والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب السابع والعشرون فى معرفة أقطاب صل فقد فوت وصالك وهو من منزل العالم النورانى﴾

ولولا النور ما اتصلت عيون ✽ بعين المبصرات ولا رأتها
ولولا الحق ما اتصلت عقول ✽ باعيان الامور فادركتها
اذا سئلت عقول عن ذوات ✽ تعدّ مغايرات أنكرتها
وقالت ما علمنا غير ذات ✽ تمدّ ذوات خلق أظهرتها
هى المعنى ونحن لها حروف ✽ فهم ما عينت أمر اعتنها

اعلم أيها الولىّ الحميم تولاك الله بعنايته ان الله تعالى يقول فى كتابه العزيز فسوف يأتى الله بقوم يحبهم و يحبونه فقدم محبته اياهم على محبتهم اياه وقال أجيب دعوة الداعى اذا دعانى فليستجيبوا لى فقدم اجابته لنا اذا دعوناه على اجابتنا له اذا دعانا وجعل الاستجابة من العبيد لانها أبلغ من الاجابة فانه لا مانع له من الاجابة سبحانه فلا فائدة للتأكيد وللانسان موانع من الاجابة لما دعاه الله اليه وهى الهوى والنفس والشيطان والدنيا ولذلك أمر بالاستجابة

www.maktabah.org

فان الاستفعال أشد فى المبالغة من الافعال وابن الاستخراج من الاحراج ولهذا يطلب الكون من الله العون فى أفعاله و يستحيل على الله أن يستعين بمخلوق قال تعالى تعليما لنا أن نقول واياك نستعين من هذا الباب فلهذا قال فى هذا الباب صل فقد نويت وصالك فقد قدم الارادة منه لذلك فقال صل فاذا تعملت فى الوصلة فذلك عين وصلته بك فلذلك جعلها نية لا عملا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى من تقرّب الىّ شبرا تقرّبت منه ذراعا وهذا اقرب مخصوص يرجع الى ما تتقرّب اليه سبحانه به من الاعمال والاحوال فان القرب العام قوله تعالى ونحن أقرب اليه من حبل الوريد ونحن أقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون فضاعف القرب بالذراع فان الذراع ضعف الشبر أى قوله صل هو قرب ثم تقريب اليه شبرا فتبدى لك انك ما تقرّبت اليه الا به لانه لولا ما دعاك و بين لك طريق القربة وأخذ بناصيتك فيها ما تم لكن لك أن تعرف الطريق التى تقرّب منه ما هى ولو عرفتها لم يكن لك حول ولا قوّة الا به ولما كان القرب بالسلوك والسفر اليه لذلك كان من صفته النور لنهتدى به فى الطريق كما قال تعالى جعل لكم النجوم لتهتدوا بها فى ظلمات البرّ وهو السلوك الظاهر بالاعمال البدنية والبحر وهو السلوك الباطن المعنوى بالاعمال النفسية فأصحاب هذا الباب معارفهم مكتسبة لا موهوبة أوا كلهم من تحت أقدامهم أى من كسبهم لها واجتهادهم فى تحصيلها ولولا ما أرادهم الحق لذلك ما وفقهم ولا استعملهم حين طرد غيرهم بالمعنى ودعاهم بالامر فحرمهم الوصول بحرمانه اياهم استعمال الاسباب التى جعلها طريقا الى الوصول من حضرة القرب ولذلك بشرهم فقال صل فقد نويت وصالك وسبقت لهم العناية فسلكوا وهم الذين أمرهم الله بلباس النعلين فى الصلاة اذ كان القاعد لا يلبس النعلين وانما وضعت للماشى فيها فدل ان المصلى يمشى فى صلاته ومناجاة ربه فى الآيات التى يناجيه فيها منزلا منزلا كل آية منزل وحال فقال لهم يابنى آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد قال الصاحب لما نزلت هذه الآية أمرنا فيها بالصلاة فى النعلين فكان ذلك تنبيها من الله تعالى للمصلى أنه يمشى على منازل ما يتلوه فى صلاته من سور القرآن اذ كانت السور هى المنازل لغة قال النابغة

ألم تر أن الله أعطاك سورة * ترى كل ملك دونها يتذبذب

أراد منزلة وقيل لموسى عليه السلام اخلع نعليك أى قد وصلت المنزل فانه كلمه الله بغير واسطة بكلامه سبحانه بلا ترجمان ولذلك أكده فى التعريف لنا بالمصدر فقال تعالى وكلم الله موسى تكليما ومن وصل الى المنزل خلع نعليه فبانت رتبة المصلى بالنعلين وما معنى المناجاة فى الصلاة وانها ليست بمعنى الكلام الذى حصل لموسى عليه السلام فانه قال فى المصلى يناجى والمناجاة فعل فاعلين فلابد من لباس النعلين اذ كان المصلى متردّدا بين حقيقتين والتردّد بين أمرين يعطى المشى بينهما بالمعنى دل عليه باللفظ لباس النعلين ودل عليه قول الله تعالى بترجمة النبىّ صلى الله عليه وسلم عنه قسمت الصلاة بينى و بين عبدى نصفين فنصفها لى ونصفها لعبدى ولعبدى ما سأل ثم قال يقول العبد الحمد لله رب العالمين فوصفه ان العبد مع نفسه فى قوله الحمد لله رب العالمين يسمع خالقه ومناجيه ثم يرحل العبد من منزل قوله الى منزل سمعه ليسمع ما يجيبه الحق تعالى على قوله وهذا هو السفر فلهذا لبس نعليه ليسلك بهما الطريق الذى بين هذين المنزلين فاذا رحل الى منزل سمعه سمع الحق يقول له حمدنى عبدى فيرحل من منزل سمعه الى منزل قوله فيقول الرحمن الرحيم فاذا فرغ رحل الى منزل سمعه فاذا نزل سمع الحق تعالى يقول له أثنى علىّ عبدى فلا يزال المتردّد افى مناجاته قولا ثم له رحلة أخرى من حال قيامه فى الصلاة الى حال ركوعه فيرحل من صفة القيومية الى صفة العظمة فيقول سبحان ربى العظيم و بحمده ثم يرفع وهو رحلته من مقام التعظيم الى مقام النيابة فيقول سمع الله لمن حمده قال النبىّ صلى الله عليه وسلم ان الله قال على لسان عبده سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد فلهذا جعلنا الرفع من الركوع نيابة عن الحق ورجوعا الى القيومية فاذا سجد اندرجت العظمة فى الرفعة الالهية فيقول الساجد سبحان ربى الاعلى و بحمده فان السجود يناقض العلوّ فاذا خلص العلوّ لله ثم رفع رأسه من السجود واستوى جالسا وهو قوله الرحمن على العرش استوى فيقول رب اغفرلى وارحمنى واهدنى وارزقنى واجبرنى وعافنى واعف عنى فهذه كلها

منازل

www.makidaban.org

منازل ومناهل فى الصلاة فعلا فهو مسافر من حال الى حال فمن كان حاله السفر دائما كيف لا يقال له البس نعليك أى استعن فى سيرك بالكتاب والسنة وهى زينة كل مسجد فان أحوال الصلاة وما يطرأ فيها من كلام الله وما يتعرض فى ذلك من الشبه فى غوامض الآيات المتلوة وكون الانسان فى الصلاة يجعل الله فى قبلته فيجده فهذه كلها بمنزلة الشوك والوعر الذى يكون بالطريق ولاسيما طريق التكليف فأمر بلباس النعلين ليتقى بهما ما ذكرناه من الاذى لقدمى السالك اللتين هما عبارة عن ظاهره وباطنه فلهذا جعلناهما الكتاب والسنة وأما نعلا موسى عليه السلام فليستا هذه فانه قال له ربه اخلع نعليك انك بالوادى المقدس فروينا انهما كانتا من جلد حمار ميت فجمعت ثلاثة أشياء الشئ الواحد الجلد وهو ظاهر الامر أى لا تقف مع الظاهر فى كل الاحوال والثانى البلادة فانها منسوبة الى الحمار والثالث كونه ميتا غير مذكى والموت الجهل واذا كنت ميتا لا تعقل ما تقول ولا ما يقال لك والمناجى لا بد أن يكون بصفة من يعقل ما يقول و يقال له فيكون حى القلب فطنا بمواقع الكلام غواصا على المعانى التى يقصدها من يناجيه بها فاذا فرغ من صلاته سلم على من حضر سلام القادم من عند ربه الى قومه بما أتحفه به فقد نبهتك على سر لباس النعلين فى الصلاة فى ظاهر الامر وما المراد بهما عند أهل طريق الله تعالى من العارفين قال صلى الله عليه وسلم الصلاة نور والنور يهتدى به واسم الصلاة مأخوذة من المصلى وهو المتأخر الذى يلى السابق فى الحلبة ولهذا ترجم هذا الباب بالوصلة وجعله من عالم النور ولاهل هذا المشهد نور خلع النعلين ونور لباس النعلين فهم المحمديون الموسويون المخاطبون من شجر الخلاف بلسان النور المشبه بالمصباح وهو نور ظاهر يمده نور باطن فى زيت من شجرة زيتونة مباركة فى خط الاعتدال منزهة عن تأثير الجهات كما كان الكلام لموسى عليه السلام من شجرة فهو نور على نور أى نور من نور فأبدل حرف من بعلى لما يفهم به من قرينة الحال وقد تكون على على بابها فان نور السراج الظاهر يعلو حسا على نور الزيت الباطن وهو المد للمصباح فلولا رطوبة الدهن تمد المصباح لم يكن للمصباح ذلك الدوام وكذلك امداد التقوى للعلم العرفانى الحاصل منها فى قوله تعالى واتقوا الله ويعلمكم الله وقوله تعالى ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا لا ينقطع ذلك العلم الالهى فنور الزيت باطن فى الزيت محمول فيه يسرى منه معنى لطيف فى رقيقة من رقائق الغيب لبقاء نور المصباح ولاقطاب هذا المقام أسرار منها سر الامداد وسر النكاح وسر الجوارح وسر الغيرة وسر العنين وهو الذى لا يقوم بالنكاح وسر دائرة الزمهرير وسر وجود الحق فى السراب وسر الحجب الالهية وسر نطق الطير والحيوان وسر البلوغ وسر الصديقين والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

﴿الباب الثامن والعشرون فى معرفة أقطاب ألم تر كيف﴾

العلم بالكيف مجهول ومعلوم * لكنه بوجود الحق موسوم
فظاهر الكون تكييف وباطنه * علم يشار اليه فهو مكتوم
من أعجب الامر أن الجهل من صفتى * بما أنا فهو فى التحقيق معلوم
وكيف أدرك من بالعجز أدركه * وكيف أجهله والجهل معدوم
قد حرت فيه وفى أمرى ولست أنا * سواه فالخلق ظلام ومظلوم
ان قلت انى يقول الان منه أنا * أو قلت انك قال الان مفهوم
فالحمد لله لا أبغى به بدلا * وانما الرزق بالتقدير مقسوم

اعلم ان أمهات المطالب أربعة وهى هل سؤال عن الوجود وما وهو سؤال عن الحقيقة التى يعبر عنها بالماهية وكيف وهو سؤال عن الحال ولم وهو سؤال عن العلة والسبب واختلف الناس فيما يصح منها أن يسأل بها عن الحق والله تعالى كلمة هل فانه يتصور أن يسأل بها عن الحق واختلفوا فيما بقى فمنهم من منع ومنهم من أجاز فالذى منع وهم الفلاسفة وجماعة من الطائفة منعوا ذلك عقلا ومنهم من منع ذلك شرعا فاما صورة منعهم عقلا انهم قالوا فى مطلب ما انه سؤال عن الماهية فهو سؤال عن الحد والحق سبحانه لا حد له اذ كان الحد مركبا من جنس وفصل

www.maktabah.org

وهذا ممنوع فى حق الحق لان ذاته غير مركبة من أمر يقع فيه الاشتراك فيكون به فى الجنس وأمر يقع به الامتياز وماثم الا الله والخلق ولا مناسبة بين الله والعالم ولا الصانع والمصنوع فلا مشاركة فلا جنس فلا فصل والذى أجاز ذلك عقلا ومنعه شرعا قال لا أقول ان الحد مركب من جنس وفصل بل أقول ان السؤال بما يطلب به العلم بحقيقة المسؤل عنه ولابد لكل معلوم أو مذكور من حقيقة يكون فى نفسه عليها سواء كان على حقيقة يقع له فيها الاشتراك أو يكون على حقيقة لا يقع له فيها الاشتراك فالسؤال بما يتصور ولكن ما ورد به الشرع فمنعنا من السؤال به عن الحق لقوله تعالى ليس كمثله شئ وأما منعهم الكيفية وهو السؤال بكيف فانقسموا أيضا قسمين فمن قائل بانه سبحانه ماله كيفية لان الحال أمر معقول زائد على كونه ذاتا واذا قام بذاته أمر وجودى زائد على ذاته أدى الى وجود واجبى الوجود لذاتهما أزلا وقد قام الدليل على احالة ذلك وانه لا واجب الا هو لذاته فاستحالت الكيفية عقلا ومن قائل ان له كيفية ولكن لا نعلم فهى ممنوعة شرعا لا عقلا لانها خارجة عن الكيفيات المعقولة عندنا فلا نعلم وقد قال ليس كمثله شئ يعنى فى كل ماينسب اليه مما نسبه الى نفسه يقول هو على مانتسبه الى الحق وان وقع الاشتراك فى اللفظ فالمعنى مختلف وأما السؤال بلم فممنوع أيضا لان أفعال الله تعالى لا تعلل لأن العلة موجبة للفعل فيكون الحق داخلا تحت موجب أوجب عليه هذا الفعل زائد على ذاته وأبطل غيره اطلاق لم على فعله شرعا بأن قال لا ينسب اليه مالم ينسب الى نفسه فهذا معنى قولى شرعا لانه ورد النهى من الله عن كل ما ذكرنا منعه شرعا وهذا كله كلام مدخول لا يقع التخليص منه بالصحة والفساد الا بعد طول عظيم هذا قد ذكرنا طريقة من منع وأما من أجاز السؤال عنه بهذه المطالب من العلماء فهم أهل الشرع منهم وسبب اجازتهم لذلك ان قالوا ما حجر الشرع علينا حجرناه وما أوجب علينا أن نخوض فيه خضنا فيه طاعة أيضا ومالم يرد فيه تحجير ولا وجوب فهو عافية ان شئنا تكلمنا فيه وان شئنا سكتنا عنه وهو سبحانه مانهى فرعون على لسان موسى عليه السلام عن سؤاله بقوله وما رب العالمين بل أجاب بما يليق به الجواب عن ذلك الجناب العالى وان كان وقع الجواب غير مطابق للسؤال فذلك راجع لاصطلاح من اصطلح على انه لا يسأل بذلك الا عن الماهية المركبة واصطلح على ان الجواب بالاثر لا يكون جوابا لمن سأل بما وهذا الاصطلاح لا يلزم الخصم فلم يمنع اطلاق هذا السؤال بهذه الصيغة عليه اذ كانت الالفاظ لا تطلب لانفسها وانما تطلب لما تدل عليه من المعانى التى وضعت لها فانها بحكم الوضع وما كل طائفة وضعتها بازاء ما وضعتها الاخرى فيكون الخلاف فى عبارة لا فى حقيقة ولا يعتبر الخلاف الا فى المعانى وأما اجازتهم الكيفية فمثل اجازتهم السؤال بما ويحتجون فى ذلك بقوله تعالى سنفرغ لكم أيها الثقلان وقوله ان لله عينا وأعينا ويدا وان بيده الميزان يخفض ويرفع وهذه كلها كيفيات وان كانت مجهولة لعدم الشبه فى ذلك وأما اجازتهم السؤال بلم وهو سؤال عن العلة فلقوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون فهذه لام العلة والسبب فان ذلك فى جواب من سأل لم خلق الله الجن والانس فقال الله لهذا السائل ليعبدون أى لعبادتى فمن ادعى التحجير فى اطلاق هذه العبارات فعليه بالدليل فيقال للجميع من المتشرعين المجوزين والمانعين كلكم قال وما أصاب وما من شئ قلتموه من منع وجواز الا وعليكم فيه دخل والاولى التوقف عن الحكم بالمنع أو بالجواز هذا مع المتشرعين وأما غير المتشرعين من الحكماء فالخوض معهم فى ذلك لا يجوز الا ان أباح الشرع ذلك أو أوجبه وأما ان لم يرد فى الخوض فيه معهم نطق من الشارع فلا سبيل الى الخوض فيه معهم فعلا و يتوقف فى الحكم فى ذلك فلا يحكم على من خاض فيه انه مصيب ولا مخطئ وكذلك فيمن ترك الخوض اذ لا حكم الا للشرع فيما يجوز أن يتلفظ به أو لا يتلفظ به يكون ذلك طاعة أو غير طاعة فهذا أولى قد فصلنا لك ما أخذ الناس فى هذه المطالب وأما العلم النافع فى ذلك أن نقول كما انه سبحانه لا يشبه شيأ كذلك لا تشبهه الاشياء وقد قام الدليل العقلى والشرعى على نفى التشبيه واثبات التنزيه من طريق المعنى ومابقى الامر الا فى اطلاق اللفظ عليه سبحانه الذى أباح اطلاقه عليه فى القران أو على لسان رسوله فاما اطلاقه عليه فلا يخلو اما أن يكون العبد مأمورا بذلك الاطلاق فيكون الاطلاق طاعة فرض ويكون المتلفظ به مأجورا مطيعا مثل قوله فى تكبيرة الاحرام الله أكبر وهى لفظة وزنها يقتضى المفاضلة وهو سبحانه

لا

www.maktabah.org

لابد ضل واما ان يكون مخبرا فيكون بحسب مايقصده المتلفظ وبحسب حكم الله فيه واذا أطلقناه فلا يخلو الانسان اما أن يطلقه ويصحب نفسه في ذلك الاطلاق المعنى المفهوم منه في الوضع بذلك اللسان أولا يطلقه الا تعبدا شرعيا على مراد الله فيه من غير أن يتصور المعنى الذي وضع له في ذلك اللسان كالفارسي الذي لا يعلم اللسان العربي وهو يتلو القرآن ولا يعقل معناه وله أجر التلاوة كذلك العربي فيما تشابه من القرآن والسنة يتلوه ويذكر به ربه تعبدا شرعيا على مراد الله فيه من غير ميل الى جانب بعينه مخصص فان التنزيه ونفي التشبيه يطلبه ان وقف بوهمه عند التلاوة لهذه الآيات فالأسلم والاولى في حق العبد أن يرد علم ذلك الى الله في ارادته اطلاق تلك الالفاظ عليه الا ان أطلعه الله على ذلك وما المراد بتلك الالفاظ من نبي أو ولي محدث ملهم على بينة من ربه فيما يلهم فيه أو يحدث فذلك مباح له بل واجب عليه أن يعتقد المفهوم منه الذي أخبر به في الهامه أو في حديثه وليعلم ان الآيات المتشابهات انما نزلت ابتلاء من الله لعباده ثم بالغ سبحانه في نصيحة عباده في ذلك ونهاهم أن يتبعوا المتشابه بالحكم أي لا يحكموا عليه بشيء فان تأويله لا يعلمه الا الله وأما الراسخون في العلم ان علموه فباعلام الله لا بفكرهم واجتهادهم فان الامر أعظم أن تستقل العقول بادراكه من غير اخبار الهي فالتسليم أولى والحمد لله رب العالمين وأما قوله ألم تر كيف وأطلق النظر على الكيفيات فان المراد بذلك بالضرورة المكيفات لا التكييف فان التكييف راجع الى حالة معقولة لها نسبة الى المكيف وهو الله تعالى وما أحد شاهد تعلق القدرة الالهية بالاشياء عند ايجادها قال تعالى ما أشهدتهم خلق السموات والارض فالكيفيات المذكورة التي أمرنا بالنظر اليها الا فيها انما ذلك لنتخذها عبرة ودلالة على ان لها من كيفها أي صيرها ذات كيفيات وهي الهيئات التي تكون عليها المخلوقات المكيفات فقال أفلا ينظرون الى الابل كيف خلقت والى الجبال كيف نصبت وغير ذلك ولا يصح أن تنظر الا حتى تكون موجودة فننظر اليها وكيف اختلفت هيئاتها ولو أراد بالكيف حالة الايجاد لم يقل انظر اليها فانها ليست بموجودة فعلمنا ان الكيف المطلوب منافي رؤية الاشياء ماهو بما يتوهم من لا علم له بذلك ألا تراه سبحانه لما أراد النظر الذي هو الفكر قرنه بحرف في ولم يصحبه لفظ كيف فقال تعالى أولم ينظروا في ملكوت السموات والارض المعنى أن يفكروا في ذلك فيعلموا انها لم تقم بأنفسها وانما أقامها غيرها وهذا النظر لا يلزم منه وجود الاعيان مثل النظر الذي تقدم وانما الانسان كاف أن ينظر بفكره في ذلك لا بعينه ومن الملكوت ماهو غيب وماهو شهادة فما أمرنا قط بحرف في الا في المخلوقات لا في الله لنستدل بذلك عليه انه لا يشبهها اذ لو أشبهها لجاز عليه ما يجوز عليها من حيث ما أشبهها وكان يؤدي ذلك الى أحد محظورين اما أن يشبهها من جميع الوجوه وهو محال لما ذكرناه أو يشبهها من بعض الوجوه ولا يشبهها من بعض الوجوه فتكون ذاته مركبة من أمرين والتركيب في ذات الحق محال فالتشبيه محال والذي يليق بهذا الباب من الكلام يتعذر ايراده مجموعا في باب واحد لما يسبق الى الاوهام الضعيفة من ذلك لما فيه من الغموض ولكن جعلناه مبددا في أبواب هذا الكتاب فاجمل بالك منه في أبواب الكتاب تعثر على مجموع هذا الباب ولاسيما حيثما وقع لك مسئلة تجلي الهي فهناك قف وانظر تجد ما ذكرناه لك مما يليق بهذا الباب والقرآن مشحون بالكيفية فان الكيفيات أحوال والاحوال منها ذاتية للمكيف ومنها غير ذاتية والذاتية حكمها حكم المكيف سواء كان المكيف يستدعي مكيفا في كيفيته أو كان لا يستدعي مكيفا لتكييفه بل كيفيته عين ذاته وذاته لا تستدعي غيرها لانها لنفسها هي فكيفيته كذلك لانها عينه لا غيره ولا زائد عليه فافهم والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

﴿الباب التاسع والعشرون﴾

في معرفة سر سلمان الذي ألحقه بأهل البيت والاقطاب الذين ورثه منهم ومعرفة أسرارهم

العبد مرتبط بالرب ليس له * عنه انفصال يرى فعلا وتقديرا
والابن أنزل منه في العلى درجا * قد سطر الشرع فيه العلم تحريرا
فالابن ينظر في أموال والده * اذ كان وارثه شحا وتقتيرا

www.maktabah.org

والابن يطمع فى تحصيل رتبته * وان يراه مع الاموات مقبورا
والعبد قيمته من مال سيده * اليه يرجع مختارا ومجبورا
والعبد مقداره فى جاه سيده * فلا يزال بستر العز مستورا
الذل يصحبه فى نفسه أبدا * فلا يزال مع الانفاس مقهورا
والابن فى نفسه من أجل والده * عز فيطلب توقيرا وتعزيرا

اعلم أيدك الله انا روينا من حديث جعفر بن محمد الصادق عن أبيه محمد بن على عن أبيه على بن الحسين عن أبيه الحسين بن على عن أبيه على بن أبى طالب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال مولى القوم منهم وخرج الترمذى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال أهل القرآن هم أهل الله وخاصته وقال تعالى فى حق المختصين من عباده ان عبادى ليس لك عليهم سلطان فكل عبد الهى توجه لاحد عليه حق من المخلوقين فقد نقص من عبوديته لله بقدر ذلك الحق فان ذلك المخلوق يطلبه بحقه وله عليه سلطان به فلا يكون عبدا محضا خالصا لله وهذا هو الذى رجح عند المنقطعين الى الله انقطاعهم عن الخلق ولزومهم السياحات والبرارى والسواحل والفرار من الناس والخروج عن ملك الحيوان فانهم يريدون الحرية من جميع الاكوان ولقيت منهم جماعة كبيرة فى أيام سياحتى ومن الزمن الذى حصل لى فيه هذا المقام ما ملكت حيوانا أصلا بل ولا الثوب الذى ألبسه فانى لا ألبسه الا عارية لشخص معين أذن لى فى التصرف فيه والزمان الذى أملك الشئ فيه أخرج عنه فى ذلك الوقت اما بالهبة واما بالعتق ان كان ممن يعتق وهذا حصل لى لما أردت التحقق بعبودية الاختصاص لله قيل لى لا يصح لك ذلك حتى لا يقوم لاحد عليك حجة قلت ولا لله ان شاء الله قيل لى وكيف يصح لك أن لا يقوم لله عليك حجة قلت انما تقام الحجج على المنكرين لا على المعترفين وعلى أهل الدعاوى وأصحاب الحظوظ لا على من قال مالى حق ولا حظ ولما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عبدا محضا قد طهره الله وأهل بيته تطهيرا وأذهب عنهم الرجس وهو كل ما يشينهم فان الرجس هو القذر عند العرب هكذا حكى الفراء قال تعالى انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا فلا يضاف اليهم الا مطهر ولا بد فان المضاف اليهم هو الذى يشبههم فما يضيفون لانفسهم الا من له حكم الطهارة والتقديس فهذه شهادة من النبى صلى الله عليه وسلم لسلمان الفارسى بالطهارة والحفظ الالهى والعصمة حيث قال فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم سلمان منا أهل البيت وشهد الله لهم بالتطهير وذهاب الرجس عنهم واذا كان لا ينضاف اليهم الا مطهر مقدس وحصلت له العناية الالهية بمجرد الاضافة فما ظنك بأهل البيت فى نفوسهم فهم المطهرون بل هم عين الطهارة فهذه الآية تدل على ان الله قد شرك أهل البيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر وأى وسخ وقذر أقذر من الذنوب وأوسخ فطهر الله سبحانه نبيه صلى الله عليه وسلم بالمغفرة فما هو ذنب بالنسبة الينا لو وقع منه صلى الله عليه وسلم لكان ذنبا فى الصورة لا فى المعنى لان الذم لا يلحق به على ذلك من الله ولا منا شرعا فلو كان حكمه حكم الذنب لصحبه ما يصحب الذنب من المذمة ولم يصدق قوله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا فدخل الشرفاء أولاد فاطمة كلهم ومن هو من أهل البيت مثل سلمان الفارسى الى يوم القيامة فى حكم هذه الآية من الغفران فهم المطهرون اختصاصا من الله وعناية بهم لشرف محمد صلى الله عليه وسلم وعناية الله به ولا يظهر حكم هذا الشرف لاهل البيت الا فى الدار الآخرة فانهم يحشرون مغفورا لهم وأما فى الدنيا فمن أتى منهم حدا أقيم عليه كالتائب اذا بلغ الحاكم أمره وقد زنى أو سرق أو شرب أقيم عليه الحد مع تحقق المغفرة كماعز وأمثاله ولا يجوز ذمه وينبغى لكل مسلم مؤمن بالله وبما أنزله أن يصدق الله تعالى فى قوله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا فيعتقد فى جميع ما يصدر من أهل البيت ان الله قد عفا عنهم فيه فلا ينبغى لمسلم أن يلحق المذمة بهم ولا ما يشنأ أعراض من قد شهد الله بتطهيره وذهاب الرجس عنه لا بعمل عملوه ولا بخير قدموه بل سابق عناية من الله بهم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم واذا صح الخبر الوارد فى سلمان الفارسى فله هذه الدرجة فانه لو كان سلمان على أمر يشنؤه

ظاهر

www.maktabah.org

ظاهر الشرع وتلحق المذمة بعامله لكان مضافا الى أهل البيت من لم يذهب عنه الرجس. فيكون لاهل البيت من ذلك بقدر ما أضيف اليهم وهم المطهرون بالنص فسلمان منهم بلا شك فأرجو أن يكون عقب علي وسلمان تلحقهم هذه العناية كما لحقت أولاد الحسن والحسين وعقبهم وموالي أهل البيت فان رحمة الله واسعة يا ولي واذا كانت منزلة مخلوق عند الله بهذه المثابة أن يشرف المضاف اليهم بشرفهم وشرفهم ليس لانفسهم وانما الله تعالى هو الذي اجتباهم وكساهم حلة الشرف كيف يا ولي بمن أضيف الى من له الحمد والمجد والشرف لنفسه وذاته فهو المجيد سبحانه وتعالى فالمضاف اليه من عباده الذين هم عباده وهم الذين لا سلطان لمخلوق عليهم في الآخرة قال تعالى لابليس ان عبادي فاضافهم اليه ليس لك عليهم سلطان وما تجد في القرآن عبادا مضافين اليه سبحانه الا السعداء خاصة وجاء اللفظ في غيرهم بالعباد فما ظنك بالمعصومين المحفوظين منهم القائمين بحدود سيدهم الواقفين عند مراسمه فشرفهم أعلى وأتم وهؤلاء هم أقطاب هذا المقام ومن هؤلاء الاقطاب ورث سلمان شرف مقام أهل البيت فكان رضي الله عنه من أعلم الناس بما لله على عباده من الحقوق وما لانفسهم والخلق عليهم من الحقوق وأقواهم على أدائها وفيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان الايمان بالثريا لناله رجال من فارس وأشار الى سلمان الفارسي وفي تخصيص النبي صلى الله عليه وسلم ذكر الثريا دون غيرها من الكواكب اشارة بديعة لمثبتي الصفات السبعة لانها سبعة كواكب فافهم فسر سلمان الذي ألحقه بأهل البيت ما أعطاه النبي صلى الله عليه وسلم من أداء كتابته وفي هذا فقه عجيب فهو عتيقه صلى الله عليه وسلم ومولى القوم منهم والكل موالي الحق ورحمته وسعت كل شيء وكل شيء عبده ومولاه وبعد أن تبين لك منزلة أهل البيت عند الله وانه لا ينبغي لمسلم أن يذمهم بما يقع منهم أصلا فان الله طهرهم فليعلم الذام لهم ان ذلك راجع اليه ولو ظلموه فذلك الظلم هو في زعمه ظلم لا في نفس الامر وان حكم عليه ظاهر الشرع بأدائه بل حكم ظلمهم ايانا في نفس الامر يشبه جري المقادير علينا في ماله ونفسه بغرق أو بحرق وغير ذلك من الامور المهلكة فيحترق أو يموت له أحد أحبائه أو يصاب في نفسه وهذا كله مما لا يوافق غرضه ولا يجوز له أن يذم قدر الله ولا قضاءه بل ينبغي له أن يقابل ذلك كله بالتسليم والرضى وان نزل عن هذه المرتبة فبالصبر وان ارتفع عن تلك المرتبة فبالشكر فان في طي ذلك نعما من الله لهذا المصاب وليس وراء ما ذكرناه خير فانه ما وراءه ليس إلا الضجر والسخط وعدم الرضى وسوء الادب مع الله فكذا ينبغي أن يقابل المسلم جميع ما يطرأ عليه من أهل البيت في ماله ونفسه وعرضه وأهله وذويه فيقابل ذلك كله بالرضى والتسليم والصبر ولا يلحق المذمة بهم أصلا وان توجهت عليهم الاحكام المقررة شرعا فذلك لا يقدح في هذا بل يجريه مجرى المقادير وانما منعنا تعليق الذم بهم اذ ميزهم الله عنا بما ليس لنا معهم فيه قدم وأما أداء الحقوق المشروعة فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقترض من اليهود واذا طالبوه بحقوقهم أداها على أحسن ما يمكن وان تطاول اليهودي عليه بالقول يقول دعوه ان لصاحب الحق مقالا وقال صلى الله عليه وسلم في قصة لو أن فاطمة بنت محمد سرقت قطعت يدها فوضع الاحكام لله يضعها كيف يشاء وعلى أي حال يشاء فهذه حقوق الله ومع هذا لم يذمهم الله وانما كلامنا في حقوقنا وما لنا أن نطالبهم به فنحن مخيرون ان شئنا أخذنا وان شئنا تركنا والترك أفضل عموما فكيف في أهل البيت وليس لنا ذم أحد فكيف بأهل البيت فانا اذا نزلنا عن طلب حقوقنا وعفونا عنهم في ذلك أي فيما أصابوه منا كانت لنا بذلك عند الله اليد العظمى والمكانة الزلفى فان النبي صلى الله عليه وسلم ما طلب منا عن أمر الله الا المودة في القربى وفيه سر صلة الارحام ومن لم يقبل سؤال نبيه فيما سأله فيه مما هو قادر عليه بأي وجه يلقاه غدا أو يرجو شفاعته وهو ما أسعف نبيه صلى الله عليه وسلم فيما طلب منه من المودة في قرابته فكيف بأهل بيته فهم أخص القرابة ثم انه جاء بلفظ المودة وهو الثبوت على المحبة فانه من ثبت وده في أمر استصحبه في كل حال واذا استصحبته المودة في كل حال لم يؤاخذ أهل البيت بما يطرأ منهم في حقه مما له أن يطالبهم به فيتركه ترك محبة وايثارا لنفسه لا عليها قال المحب الصادق وكل ما يفعل المحبوب محبوب وجاء باسم الحب فكيف حال المودة ومن البشرى ورود اسم الودود لله تعالى ولا معنى لثبوتها الا حصول أثرها بالفعل في الدار الآخرة وفي النار لكل طائفة بما تقتضيه حكمة الله فيهم وقال الآخر .

www.maktabah.org

أُحِبُّ لِحُبِّهَا السُّودَانَ حَتَّى * أُحِبُّ لِحُبِّهَا سُودَ الكِلَابِ

ولنا فى هذا المعنى

أُحِبُّ لِحُبِّكَ الحُبْشَانَ طُرًّا * وَأَعْشَقُ لِاسْمِكَ البَدْرَ المُنِيرَا

قيل كانت الكلاب السود تناوشه وهو يتحبب اليها فهذا فعل المحب فى حب من لا تسعده محبته عند الله ولا تورثه القربة من الله فهل هذا الا من صدق الحب وثبوت الودّ فى النفس فلو صحت محبتك لله ولرسوله أحببت أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورأيت كل ما يصدر منهم فى حقك مما لا يوافق طبعك ولا غرضك انه جمال تتنعم بوقوعه منهم فتعلم عند ذلك ان لك عناية عند الله الذى أحببتهم من أجله حيث ذكرك من يحبه وخطرت على باله وهم أهل بيت رسوله صلى الله عليه وسلم فتشكر الله تعالى على هذه النعمة فانهم ذكروك بألسنة طاهرة بتطهير الله طهارة لم يبلغها علمك واذا رأيناك على ضد هذه الحالة مع أهل البيت الذى أنت محتاج اليهم ولرسول صلى الله عليه وسلم حيث هداك الله به فكيف أثق أنا بودك الذى تزعم به انك شديد الحب فى والرعاية لحقوقى أو لجانبى وأنت فى حق أهل نبيك بهذه المثابة من الوقوع فيهم والله ماذاك الا من نقص ايمانك ومن مكر الله بك واستدراجه اياك من حيث لا تعلم وصورة المكر ان تقول وتعتقد انك فى ذلك تذب عن دين الله وشرعه وتقول فى طلب حقك انك ما طلبت الا ما أباح الله لك طلبه ويندرج الذم فى ذلك الطلب المشروع والبغض والمقت وايثارك نفسك على أهل البيت وأنت لا تشعر بذلك والدواء الشافى من هذا الداء العضال أن لا ترى لنفسك معهم حقا وتنزل عن حقك لئلا يندرج فى طلبه ما ذكرته لك وما أنت من حكام المسلمين حتى يتعين عليك اقامة حد او انصاف مظلوم أو ردّ حق الى أهله فان كنت حاكما ولا بد فاسع فى استنزال صاحب الحق عن حقه اذا كان المحكوم عليه من أهل البيت فان أبى حينئذ يتعين عليك امضاء حكم الشرع فيه فلو كشف الله لك يا ولى عن منازلهم عند الله فى الآخرة لوددت أن تكون مولى من مواليهم فالله يلهمنا رشد أنفسنا فانظر ما أشرف منزلة سلمان رضى الله عن جميعهم ولما بينت لك أقطاب هذا المقام وانهم عبيد الله المصطفون الاخيار فاعلم ان أسرارهم التى أطلعنا الله عليها تجهلها العامة بل أكثر الخاصة التى ليس لها هذا المقام والخضر منهم رضى الله عنه وهو من أكبرهم وقد شهد الله له انه آتاه رحمة من عنده وعلمه من لدنه علما اتبعه فيه كليم الله موسى عليه السلام الذى قال فيه صلى الله عليه وسلم لو كان موسى حيا ما وسعه الا أن يتبعنى فمن أسرارهم ما قد ذكرناه من العلم بمنزلة أهل البيت وما قد نبه الله على علو رتبتهم فى ذلك ومن أسرارهم علم المكر الذى مكر الله بعباده فى بغضهم مع دعواهم حب رسول الله صلى الله عليه وسلم وسؤاله المودّة فى القربى وهو صلى الله عليه وسلم من جملة أهل البيت فما فعل أكثر الناس ما سألهم فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أمر الله فعصوا الله ورسوله وما أحبوا من قرابته الا من رأوا منه الاحسان فاغراضهم أحبوا وبنفوسهم تعشقوا ومن أسرارهم الاطلاع على صحة ما شرع الله لهم فى هذه الشريعة المحمدية من حيث لا تعلم العلماء بها فان الفقهاء والمحدّثين الذين أخذوا علمهم ميتا عن ميت انما المتأخر منهم هو فيه على غلبة ظن اذ كان النقل شهادة والتواتر عزيز ثم انهم اذا عثروا على أمور تفيد العلم بطريق التواتر لم يكن ذلك اللفظ المنقول بالتواتر نصا فيما حكموا به فان النصوص عزيزة فيأخذون من ذلك اللفظ بقدر قوة فهمهم فيه ولهذا اختلفوا وقد يمكن أن يكون لذلك اللفظ فى ذلك الامر نص آخر يعارضه ولم يصل اليهم وما لم يصل اليهم ما تعبدوا به ولا يعرفون بأى وجه من وجوه الاحتمالات التى فى قوة هذا اللفظ كان يحكم رسول الله صلى الله عليه وسلم للمشرّع فأخذه أهل الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الكشف على الامر الجلى والنص الصريح فى الحكم أو عن الله بالبينة التى هم عليها من ربهم والبصيرة التى يهادعوا الخلق الى الله عليها كما قال الله أفمن كان على بينة من ربه وقال أدعو الى الله على بصيرة أنا ومن اتبعنى فلم يفرد نفسه بالبصيرة شهد لهم بالاتباع فى الحكم فلا يتبعونه الا على بصيرة وهم عباد الله أهل هذا المقام ومن أسرارهم أيضا اصابة أهل العقائد فيما اعتقدوه فى الجناب الالهى وما تجلى لهم حتى اعتقد واذلك ومن أين تصوّر الخلاف مع الاتفاق على السبب الموجب الذى استندوا اليه فانه ما اختلف فيه اثنان وانما وقع الخلاف فما هو ذلك السبب

www.maktabah.org

و بماذا يسمى ذلك السبب فمن قائل هو الطبيعة ومن قائل هو الدهر ومن قائل غير ذلك فاتفق الكل فى اثباته ووجوب وجوده وهل هذا الخلاف يضرهم مع هذا الاستناد أم لا هذا كله من علوم أهل هذا المقام انتهى الجزء السابع عشر

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

﴿ الباب الثلاثون فى معرفة الطبقة الاولى والثانية من الاقطاب الركبان ﴾

ان لله عبادا ركبوا * نجب الاعمال فى الليل البهيم
وترقت همم الذل بهم * لعزيز جل من فرد عليم
فاجتباهم وتجلى لهمو * وتلقاهم بكاسات النديم
من يكن ذا رفعة فى ذلة * انه يعرف مقدار العظيم
رتبة الحادث ان حققتها * انما يظهر فيها بالقديم
ان لله علوما جمة * فى رسول ونبى وقسيم
لطفت ذاتا فما يدركها * عالم الانفاس أنفاس النسيم

اعلم أيدك الله ان أصحاب النجب فى العرف هم الركبان قال الشاعر

فليت لى بهمو قوما اذا ركبوا * شدوا الاغارة فرسانا وركبانا

الفرسان ركاب الخيل والركبان ركاب الابل فالافراس فى المعروف تركبها جميع الطوائف من عجم وعرب والهجن لايستعملها الا العرب والعرب أرباب الفصاحة والحماسة والكرم ولما كانت هذه الصفات غالبة على هذه الطائفة سميناهم بالركبان فمنهم من يركب نجب الهمم ومنهم من يركب نجب الاعمال فلذلك جعلناهم طبقتين أولى وثانية وهؤلاء أصحاب الركبان هم الافراد فى هذه الطريقة فانهم رضى الله عنهم على طبقات فمنهم الاقطاب ومنهم الائمة ومنهم الاوتاد ومنهم الابدال ومنهم النقباء ومنهم النجباء ومنهم الرجبيون ومنهم الافراد وما منهم طائفة الا وقد رأيت منهم وعاشرتهم ببلاد المغرب وببلاد الحجاز والشرق فهذا الباب مختص بالافراد وهى طائفة خارجة عن حكم القطب وحده ليس للقطب فيهم تصرف ولهم من الاعداد من الثلاثة الى مافوقها من الافراد ليس لهم ولا لغيرهم فيما دون الفرد الاول الذى هو الثلاثة قدم فان الاحدية وهو الواحد لذات الحق والاثنان للرتبة وهو توحيد الالوهية والثلاثة أول وجود الكون عن الله فالافراد فى الملائكة الملائكة المهيمون فى جمال الله وجلاله الخارجون عن الاملاك المسخرة والمدبرة اللذين هما فى عالم التدوين والتسطير وهم من القلم والعقل الى ما دون ذلك والافراد من الانس مثل المهيمة من الاملاك فاول الافراد الثلاثة وقد قال صلى الله عليه وسلم الثلاثة ركب فأول الركب الثلاثة الى مافوق ذلك ولهم من الحضرات الالهية الحضرة الفردانية وفيها يتميزون ومن الاسماء الالهية الفرد والمواد الواردة على قلوبهم من المقام الذى ترد منه على الاملاك المهيمة ولهذا يجهل مقامهم وما يأتون به مثل ما أنكر موسى عليه السلام على خضر مع شهادة الله فيه لموسى عليه السلام وتعريفه بمنزلته وتزكية الله اياه وأخذه العهد عليه اذ أراد صحبته ولما علم الخضر ان موسى عليه السلام ليس له ذوق فى المقام الذى هو الخضر عليه كان الخضر ليس له ذوق فيما هو موسى عليه من العلم الذى علمه الله الا أن مقام الخضر لا يعطى الاعتراض على أحد من خلق الله لمشاهدة خاصة هو عليها ومقام موسى والرسل يعطى الاعتراض عليهم من حيث هم رسل لا غير فى كل ما يرونه خارجا عما أرسلوا به ودليل ما ذهبنا اليه فى هذا قول الخضر لموسى عليه السلام وكيف تصبر على مالم تحط به خبرا فلو كان الخضر نبيا لما قال له مالم تحط به خبرا فالذى فعله لم يكن من مقام النبوة وقال له فى انفراد كل واحد منهما بمقامه الذى هو عليه قال الخضر لموسى عليه السلام ياموسى انا على علم علمنيه الله لا تعلمه أنت وأنت على علم علمكه الله لا أعلمه أنا وافترقا وتميزا بالانكار فالانكار ليس من شأن الافراد فان لهم الاولية فى الامور فهم ينكر عليهم ولا ينكرون قال الجنيد لا يبلغ أحد درج الحقيقة حتى يشهد فيه ألف صديق [illegible] ذلك فهم يعلمون من الله مالا يعلمه غيرهم وهم أصحاب العلم الذى كان يقول فيه على بن أبى طالب رضى

www.maktabah.org

الله عنه حين يضرب بيده الى صدره و يتنهد ان ههنا العلوما جمة لو وجدت لها حملة فانه كان من الافراد ولم يسمع هذا من غيره فى زمانه الا أبى هريرة ذكر مثل هذا اخرج البخارى فى صحيحه عنه انه قال حملت عن النبى صلى الله عليه وسلم جرابين أما الواحد فبثثته فيكم وأما الآخر فلو بثثته لقطع منى هذا البلعوم البلعوم مجرى الطعام فأبو هريرة ذكر انه حمله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان فيه ناقلا عن غير ذوق ولكنه علم لكونه سمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن انما نتكلم فيمن أعطى عين الفهم فى كلام الله تعالى فى نفسه وذلك علم الافراد وكان من الافراد عبد الله بن العباس البحر كان يلقب به لاتساع علمه فكان يقول فى قوله عز وجل الله الذى خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن لو ذكرت تفسيره لرجمتمونى وفى رواية لقلتم انى كافر والى هذا العلم كان يشير على ابن الحسين بن على بن أبى طالب زين العابدين عليهم الصلاة والسلام بقوله فلا أدرى هل هما من قبله أو تمثل بهما

يارب جوهر علم لو أبوح به * لقيل لى أنت ممن يعبد الوثنا

ولاستحل رجال مسلمون دمى * يرون أقبح ما يأتونه حسنا

فنبه بقوله يعبد الوثنا على مقصوده ينظر اليه تأويل قوله صلى الله عليه وسلم ان الله خلق آدم على صورته باعادة الضمير على الله تعالى وهو من بعض محتملاته بالله يا أخى انصفنى فيما أقوله لك لا شك انك قد أجمعت معى على انه كل ما صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاخبار فى كل ما وصف به فيها ربه تعالى من الفرح والضحك والتعجب والتبشبش والغضب والتردد والكراهة والمحبة والشوق ان ذلك وأمثاله يجب الايمان به والتصديق فلو هبت نفحات من هذه الحضرة الالهية كشفا وتجليا وتعريفا الهيا على قلوب الاولياء بحيث أن يعلموا باعلام الله وشاهدوا باشهاد الله من هذه الامور المعبر عنها بهذه الالفاظ على لسان الرسول وقد وقع الايمان منى ومنك بهذا كله اذا أتى بمثله هذا الولى فى حق الله تعالى ألست تزندقه كما قال الجنيد ألست تقول ان هذا مشبه هذا عابد وثن كيف وصف الحق بما وصف به المخلوق ما فعلت عبدة الاوثان أكثر من هذا كما قال على بن الحسين ألست كنت تقتله أو تفتى بقتله كما قال ابن عباس فبأى شئ آمنت وسلمت لما سمعت ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حق الله من الامور التى تحيلها الادلة العقلية ومنعت من تأويلها والاشعرى تأولها على وجوه من التنزيه فى زعمه فاين الانصاف فهلا قلت القدرة واسعة أن تعطى لهذا الولى ما أعطت للنبى من علوم الاسرار فان ذلك ليس من خصائص النبوة ولا حجر الشارع على أمته هذا الباب ولا تكلم فيه بشئ بل قال ان يكن فى أمتى محدثون فعمر منهم فقد أثبت النبى صلى الله عليه وسلم ان ثم من يحدث ممن ليس بنبى وقد يحدث بمثل هذا فانه خارج عن تشريع الاحكام من الحلال والحرام فان ذلك أعنى التشريع من خصائص النبوة وليس الاطلاع على غوامض العلوم الالهية من خصائص نبوة التشريع بل هى سارية فى عباد الله من رسول وولى وتابع ومتبوع يا ولى فاين الانصاف منك أليس هذا موجودا فى الفقهاء وأصحاب الافكار الذين هم فراعنة الاولياء ودجالة عباد الله الصالحين والله يقول لمن عمل منا بما شرع الله له ان الله يعلمه و يتولى تعليمه بعلوم أنتجتها أعماله قال تعالى واتقوا الله و يعلمكم الله والله بكل شئ عليم وقال ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ومن أقطاب هذا المقام عمر بن الخطاب وأحمد بن حنبل ولهذا قال صلى الله عليه وسلم فى عمر بن الخطاب يذكر ما أعطاه الله من القوة يا عمر ما لقيك الشيطان فى فج الا سلك فجا غير فجك فدل على عصمته بشهادة المعصوم وقد علمنا ان الشيطان ما يسلك قط بنا الا الى الباطل وهو غير فج عمر بن الخطاب فما كان عمر يسلك الا فجاج الحق بالنص فكان ممن لا تأخذه فى الله لومة لائم فى جميع مسالكه وللحق صولة ولما كان الحق صعب المرام قويا حمله على النفوس لا تحمله ولا تقبله بل تمجه وترده لهذا قال صلى الله عليه وسلم ما ترك الحق لعمر من صديق وصدق صلى الله عليه وسلم يعنى فى الظاهر والباطن أما فى الظاهر فلعدم الانصاف وحب الرياسة وخروج الانسان عن عبوديته واشتغاله بما لا يعنيه وعدم تفرغه لما دعى اليه من شغله بنفسه وعيبه عن عيوب الناس وأما فى الباطن فما ترك الحق لعمر فى قلبه من صديق فما كان له تعلق الا بالله ثم العلامة الكبرى انك اذا قلت لواحد من هذه الطائفة المنكرة اشتغل بنفسك يقول لك انما قوم حماية لدين

الله

www.maktabah.org

الله وعبده فلو الغني فيه من الايمان وأمثال هذا ولا يسكن ولا ينظر هل ذلك من قبيل الامكان أم لا أعني أن يكون الله قد عرف وليا من أوليائه بما يجريه في خلقه كالخضر ويعلمه علوما من لدنه تكون العبارة عنها بهذه الصيغ التي ينطق بها الرسول صلى الله عليه وسلم كما قال الخضر وما فعلته عن أمري وآمن هذا المنكر بها على زعمه اذ جاء بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فوالله لو كان مؤمنا بها ما أنكرها على هذا الولي لان الشارع ما أنكر اطلاقها في جناب الحق من استواء ونزول ومعية وضحك وفرح وتبشبش وتعجب وأمثال ذلك وما ورد عنه صلى الله عليه وسلم قط انه حجرها على أحد من عباد الله بل أخبر عن الله انه يقول لنا لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة ففتح لنا وندبنا الى التأسي به صلى الله عليه وسلم وقال فاتبعوني يحببكم الله وهذا من اتباعه والتأسي به فمن التأسي به اذا ورد علينا من الحق سبحانه وارد حق فعلمنا من لدنه علما فيه رحمة حبانا الله بها لو عناية حيث كان ذلك على بينة من ربنا ويتلوها شاهد منا وهو اتباعنا سنته وما شرع لنا لم نخل بشيء منها ولا ارتكبنا مخالفة بتحليل ما حرم الله أو تحريم ما أحل فنطلب لذلك المعلوم الذي علمناه من جانب الحق أمثال هذه العبارات النبوية لنفصح بها عن ذلك ولا سيما اذا سئلنا عن شيء من ذلك لان الله أخبر عمن هذه صفته انه يدعو الى الله على بصيرة فمن التأسي المأمور به برسول الله صلى الله عليه وسلم ان نطلق على تلك المعاني هذه الالفاظ النبوية اذ لو كان في العبارة عنها ما هو أفصح منها لاطلقها صلى الله عليه وسلم فانه المأمور بتبيين ما أنزل به علينا ولا نعدل الى غيرها المانر بده من البيان مع التحقق بليس كمثله شيء فانا اذا عدلنا الى عبارة غيرها ادعينا بذلك أنا أعلم بحق الله وأنزه من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا أسوأ ما يكون من الادب ثم ان المعنى لابد أن يختل عند السامع اذ كان ذلك اللفظ الذي خالفت به لفظ من كان أفصح الناس وهو رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرآن لا يدل على ذلك المعنى بحكم المطابقة فشرع لنا التأسي وغاب هذا المنكر المكفر من تمثل هذا عن النظر في هذا كله وذلك لامرين أولاحدهما ان كان عالما فلحسد قام به قارته لحسد امن حسد نفسهم وان كان جاهلا فهو بالنبوة أجهل ياولي لقينا من أقطاب هذا المقام بجبل أبي قبيس بمكة في يوم واحد ما يزيد على السبعين رجلا وليس لهذه الطبقة تلميذ في طريقهم أصلا ولا يسلكون أحدا طريق التربية لكن لهم الوصية والنصيحة ونشر العلم فمن وفق أخذ به ويقال ان أبا السعود بن الشبل كان منهم وما لقيته ولا رأيته ولكن شممت له رائحة طيبة ونفسا عطريا وبلغني ان عبد القادر الجيلي وكان عدلا قطب وقته شهد لمحمد بن قائد الاواني بهذا المقام كذا نقل الي والعهدة على الناقل فان ابن قائد زعم انه ما رأى هذاك أمامه سوى قدم نبيه وهذا لا يكون الا لافراد الوقت فان لم يكن من الافراد فلابد أن يرى قدم قطب وقته امامه زائدا على قدم نبيه ان كان اماما وان كان وتدا فيرى امامه ثلاثة أقدام وان كان بدلا يرى أربعة أقدام وهكذا الا انه لابد أن يكون في حضرة الاتباع مقاما فاذا لم يقم في حضرات الاتباع وعدل به عن يمين الطريق بين المخدع وبين الطرائق فانه لا يبصر قدما امامه وذلك هو طريق الوجه الخاص الذي من الحق الى كل موجود ومن ذلك الوجه الخاص تنكشف للاولياء هذه العلوم التي تنكر عليهم ويزندقون بها ويزندقهم بها ويكفرهم من يؤمن بها اذا جاءته عن الرسل وهي العلوم عينها وهي التي ذكرناها آنفا ولاصحاب هذا المقام التصريف والتصرف في العالم فالطبقة الاولى من هؤلاء تركت التصرف لله في خلقه مع التمكن وتولية الحق لهم اياه تمكنا لا أمرا لكن عرضا فلبسوا الستر ودخلوا في سرادقات الغيب واستتروا بحجب العوائد ولزموا العبودة والافتقار وهم الفتيان الظرفاء الملامتية الاخفياء الابرياء وكان أبو السعود منهم كان رحمه الله ممن امتثل أمر الله في قوله تعالى فاتخذه وكيلا فالوكيل له التصرف فلو أمر امتثل الامر هذا من شأنهم وأما عبد القادر فالظاهر من حاله انه كان مأمورا بالتصرف فلهذا ظهر عليه هذا هو الظن بامثاله وأما محمد الاواني فكان يذكر ان الله أعطاه التصرف فقبله فكان يتصرف ولم يكن مأمورا فابتلي فنقصه من المعرفة القدر الذي علا أبو السعود به عليه ففاق أبو السعود بلسان الطبقة الاولى من طائفة الركبان وسميناهم أقطابا لثبوتهم ولان هذا المقام أعني مقام العبودة يدور عليهم لم أرد بقطبيتهم ان لهم جماعة تحت أمرهم يكونون رؤساء عليهم وأقطابا لهم هم أجل من ذلك وأعلى فلا رياسة أصلا لهم في نفوسهم لتحققهم بعبوديتهم

www.maktabah.org

ولم يكن لهم أمر إلهي بالتقدم فتأخروا ردعا لهم فيلزمهم طاعته لما هم عليه من التحقق أيضا بالعبودية فيكونون قائمين به في مقام العبودية بامتثال أمر سيدهم وتماما لتخيير والعرض أو طلب تحصيل المقام فانه لا يظهر به الا من لم يتحقق بالعبودة التي خلق لها فهذا أولى قد عرفتك في هذا الباب بمقاماتهم وبقي التعريف بأصولهم وتعيين أحوال الاقطاب المدبرين من الطبقة الثانية منهم نذكر ذلك فيما بعد ان شاء الله والله يقول الحق وهو يهدي السبيل لا رب غيره

﴿الباب الحادي والثلاثون في معرفة أصول الركبان﴾

حدب الدهر علينا وحنا * ومضى في حكمه ورانا
وعشقناه فغنينا عنى * يطرب الدهر بايقاع الغنا
نحن حكمناك في أنفسنا * فاحكم ان شئت علينا أو انا
ولقد كان له الحكم وما * كان ذاك الحكم للدهر بنا
فشفيعي هو دهري والذي * صرف الدهر كذا صرفنا
فركبنا نطلب الاصل الذي * جعل السر لدينا علنا
فلنا منه الذي حركنا * وله منا الذي سكننا
حركات الدهر فينا شهدت * انه قال له ما سكنا *
فانا العبد الذليل المجتبى * وأنا حق وما الحق أنا

اعلم أيدك الله ان الاصول التي اعتمدت عليها الركبان كثيرة منها التبري من الحركة اذا أقيموا فيها فاذا ركبوا فهم الساكنون على مراكبهم المتحركون بتحريك مراكبهم فهم يقطعون بالأمر والقطع بغيرهم لا بهم فيصلون مستريحين مع قطعهم مشقة الحركة متبرئين من الدعوى التي تعطيها الحركة حتى لو افتخروا بقطع المسافات البعيدة في الزمان القليل لكان ذلك الافتخار راجعا للمركب الذي قطع بهم تلك المسافة لا لهم فلهم التبري وما لهم الدعوى فهجيرهم "لا حول ولا قوة الا بالله وآيتهم" "وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى" فيقال لهم وما قطعتم هذه المسافات حين قطعتموها ولكن الركاب قطعتها فهم المحمولون فليس للعبد صولة الا بسلطان سيده وله الذلة والعجز والمهانة والضعف من نفسه ولما رأوا ان الله قد نبه بقوله تعالى وله ما سكن فأخلصه له علموا ان الحركة فيها الدعوى وان السكون لا تشوبه دعوى فانه نفي الحركة فقالوا ان الله قد أمرنا بقطع هذه المسافة المعنوية ووجوب هذه المفاوز المهلكة اليه فان نحن قطعناها بنفوسنا لم نأمن على نفوسنا من أن تتمدح بذلك في حضرة الاتصال فانها مجبولة على الرعونة وطلب التقدم وحب الفخر فنكون من أهل النقص في ذلك المقام بقدر ما ينبغي أن نحترم به ذلك الجلال الاعظم فلنتخذ ركابا نقطع به فان أرادت الافتخار يكون الافتخار للركاب لا للنفوس فاتخذت من لا حول ولا قوة الا بالله نجبا لما كانت النجب أصبر عن الماء والعلف من الافراس وغيرها والطريق معطشة جدبة يهلك فيها من المراكب من ليس له مرتبة النجب فلهذا اتخذوها نجبا دون غيرها مما يصح أن يركب ولا يصح أن يقطع ذلك الحمد لله فان هذا الذكر من خصائص الوصول ولا سبحان الله فانه من خصائص التجلي ولا لا اله الا الله فانه من خصائص الدعاوى ولا الله أكبر فانه من خصائص المفاضلة فتعين لا حول ولا قوة الا بالله فانه من خصائص الاعمال فعلا وقولا ظاهرا وباطنا لانهم بالاعمال أمروا والسفر عمل قلبا وبدنا ومعنى وحسا وذلك مخصوص بلا حول ولا قوة الا بالله فانه بها يقولون لا اله الا الله وبها نقول سبحان الله وغير ذلك من جميع الاقوال والاعمال ولما كان السكون عدم الحركة والعدم أصلهم لانه قوله وقد خلقتك من قبل ولم تك شيأ يريد موجودا فاختاروا السكون على الحركة وهو الاقامة على الاصل فنبه سبحانه وتعالى في قوله وله ما سكن في الليل والنهار أن الخلق سلموا له العدم وادعوا له في الوجود فمن باب الحقائق عرى الحق خلقه في هذه الآية عن اضافة ما ادعوه لانفسهم بقوله وله ما سكن في الليل والنهار أي ما ثبت والثبوت أمر وجودي تعالى "لا عيني" بل نسبي" وهو السميع العليم يسمع

دعواهم

www.maktabah.org

کتاب ہذا کے مترجم جناب صائم چشتی کی دیگر ایمان افروز تصانیف

تراجم

نام متن	موضوع	نام ترجمہ
کتاب المغازی علامہ واقدی (عربی)	غزوات رسول پر دنیا کی پہلی اور عظیم تفصیلی دستاویز ہدیہ / روپے	**کتاب المغازی** غزوات رسول حجازی
سیرۃ النبویہ علامہ دحلان مکی (عربی)	سیرت رسول عربی پر مفصل جامع اور ثقہ شہکار عظیم ہدیہ / روپے	**سیرت دحلانیہ** ولادت تا بعثت
خصائص نسائی امام ابو عبد الرحمن نسائی (عربی)	حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم و دیگر اہل بیت رسول کی شان میں ثقہ احادیث مبارکہ کا بہترین ذخیرہ ہدیہ / ۲ اسنرپے	**خصائص نسائی** مع متن
الشرف المؤبد لآل محمد علامہ نبہانی	آل رسول کے دائمی شرف کے بارے میں لازوال تحقیقی شہکار ہدیہ لہ	**شرف سادات** مع متن

www.maktabah.org

۳۶۲

اہلِ تصوف حضرات کیلئے عظیم تحفہ

تفسیر ابنِ عربی اردو

مؤلف

شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ

مترجم

علامہ صائم چشتی

ہدیہ اول ۱۳۵/-
دوم ۱۵۰/-

چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد فون ۲۶۷۵۶

علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

قطب ولائت شہنشاہ مملکت تصوف

سیدنا شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ

کی بے مثال

تصنیف لطیف

شجرۃ الکون

مترجمہ

ہدیہ ۳۶/ روپے

ابوالحقائق صوفی محمد صدیق بیگ قادری صاحب

علی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

نائبِ غریب نواز مرشدِ فرید قطب الاقطاب قطب الواصلین
سیدنا و مرشدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی
رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف

دلیل العارفین

ہدیہ ۷۵/ روپے

اردو ترجمہ جناب پروفیسر اختر چیمہ صاحب

علی برادران تاجران کتب
نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

ابتلائے انبیاء اور فضائلِ اہلبیت پر حضرت علامہ ملا حسین واعظ کاشفی کی

معروف تصنیف

روضۃ الشہداء

فارسی سے اردو ترجمہ

مترجم

حضرت علامہ صائم چشتی

۲ جلد مکمل سیٹ

ہدیہ ۱۹۰/-

علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

نام متن	موضوع	نام ترجمہ
والدی مصطفٰے علامہ سیوطی (عربی)	حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر ہدیہ/ [illegible] روپے	والدین مصطفٰے مع متن
روضۃ الشہدا علامہ کاشفی (فارسی) جلد اول	ابتلائے انبیاء اور اہل بیت کا دردناک بیان ہدیہ/ روپے	روضۃ الشہدا
ہدیۃ المہدی علامہ وحید الزمان (عربی)	وہابیہ کے امام کی وہ تحقیقی تحریر جو وہابیہ کے عقائد پر ضرب شدید کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہدیہ/	ہدیۃ المہدی مع متن
ردِ شطحیات شاہ عبدالحق محدث دہلوی فارسی	حضرت مجدد الف ثانی کے چند مکتوبات کا محققانہ تجزیہ ہدیہ/ روپے	ردِ شطحیات مع متن
دفع الوسواس فی قال بعض الناس علامہ علی قاری	امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر امام بخاری کے مطاعن کا جواب لاجواب ہدیہ/ روپے	دفع الوسواس مع متن

www.maktabah.org

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

تصوف پر جامع کتاب

معالی الہمم

یعنی ____ ہمتوں کی بلندیاں

تصنیف لطیف

رہبر شریعت و طریقت. رموز دقیق حقیقت و معرفت عارف باللہ

جناب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ

علی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ رشید مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

www.maktabah.org

۳۶۸

نثری تقریروں کا مجموعہ

شہبازِ خطابت
صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن شاہ صاحب زیدی رحمۃ اللہ علیہ

کی

تقریریں

چشتی کتب خانہ
فیصل آباد

www.maktabah.org

نشری تقریروں کا مجموعہ

حضرت علامہ صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی شاہ صاحب مدظلہ

کی

تقریریں

چشتی کتب خانہ

فیصل آباد

www.maktabah.org

www.maktabah.org

Futuhat -ul- Makkiyyat

By

MUHYIUDDIN IBN-UL-ARABI

(II65-1240)

Translated By

ALLAMA SAIM CHISHTEE

ALI BROTHERS

Book Sailors Jhang Bazar, Faisalabad.

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah
www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.